

معاضد ابن خلدون کی عظمت اور علمائے یورپ

آسان و محاورہ جدید ترجمہ اضافہ و عنوانات اور حواشی کے ساتھ

تاریخ ابن خلدون

تصنیف: علامہ عبدالرحمن ابن خلدون

روئے زمین کے تمام خطوں سے متعلق مختلف النوع مباحث، نشو و ارتقاء، عمرانیات، تہذیب و تمدن، سلطنت و ریاست، بڑی و بحری تخیل کائنات، معاشیات، اور دنیا کے تمام بنیادی علوم کی تاریخ و حقائق اور دیگر بے شمار تحقیقات پر مشتمل کتاب

دارالاحیاء

اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان فون: 32631861

تیارخ ابن خلدون

تاریخ ابن خلدون

تصنیف: علامہ عبدالرحمن ابن خلدون

جلد ۳
حصہ اول و دوم

بعد از اسلام

اوائل اسلام حضور علیہ السلام اور خلفائے راشدین کی میرت اور ان کے زمانے میں اسلام کا عروج، عثمان و علی رضی اللہ عنہما کے دور میں باہمی تنازعات، جنگ جمل، جنگ صفین، جنگ نیروان وغیرہ کی تفصیلی تاریخ۔ شروع اسلام سے ۴۰ھ تک کے واقعات

خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ، یزید بن معاویہ، زبیر رضی اللہ عنہ اور خلافت اموی کا عروج و زوال خلافت معاویہ زبیر اور اموی خلافت کا عروج، سانحہ کربلا، قاتلین حسین سے قصاص، خلافت عباسیہ کا آغاز۔ از ۴۱ھ تا ۱۲۵ھ کے درمیانی خلفاء بنی امیہ کا ذکر

اردو ترجمہ: علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی

عنوانات: تسہیل، اضافہ حواشی

مولانا شمس الدین محمد وحید

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی و استاد اسلامیہ کالج کراچی

دفتر بازار ایم ایس جیل روڈ
کراچی پاکستان 2213768

دارالاشاعت

ترجمہ جدید، تکمیل ترجمہ، تسہیل، عنوانات و حواشی کے جملہ حقوق ملکیت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : دسمبر ۲۰۰۰ء علمی پرائفٹ
صفحہ مت : 595 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

..... ملنے کے پتے

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نا بھ روڈ لاہور
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور
مکتبہ اسلامیہ کافی اڈال ایبٹ آباد
کتبہ خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راج بازار۔ اوپنڈی

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
مکتبہ معارف القرآن جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبہ المعارف محلہ جٹئی۔ پشور

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

ISLAMIC BOOK CENTRE
19-21, HALLIWELL ROAD
ROTHAM, BURTON

AZHAR ACADEMY LTD,
54-68 HILLFIELD LANE
MANOR PARK, LONDON E12 5QA

امریکہ میں ملنے کے پتے

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET
BUFFALO, NY 14212 U.S.A

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6863 BINTLIE, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست

تاریخ ابن خلدون

جلد سوم - حصہ اول، دوم

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۹	عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود	۴۴	عیسائیت کی عرب میں آمد	۵	فہرست
۵۰	رضی اللہ عنہ کا اسلام	۴۴	سیرت النبی ﷺ	۴۱	عہد نبوت و ہجرت
	جعفر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت صہیب	۴۴	ابتدائی حالات	۴۱	عربوں کا اجتماعی اسلام پر جمع ہونا
۵۰	رضی اللہ عنہ کا اسلام	۴۴	ولادت باسعادت	۴۱	عربوں پر قیصر و کسریٰ کے مظالم
۵۰	کھلم کھلا اسلام کی تبلیغ کرنے کا حکم	۴۴	رضاعت اور واقعہ شق صدر	۴۱	عربوں کی فساد پر آمادگی
۵۰	خاندان کو دعوت دینے کا حکم	۴۴	ولادت میں کاسن عیسوی کا اختلاف	۴۱	بت پرستی اور خوراک
۵۰	قریش کی مخالفت	۴۵	آپ ﷺ کی رضاعت	۴۱	عربوں کی سر بلندی
	ابوطالب اور سرداران قریش کے سامنے	۴۶	والدہ محترمہ کے پاس آمد	۴۱	عرب کی شرکت کا آغاز
۵۰	اظہار حق		ابوطالب کی کفالت اور آپ ﷺ کے	۴۲	ایرانیوں سے بغاوت
	ابو طالب کا آپ ﷺ کی حمایت کا	۴۶	ایام شباب	۴۲	ایرانیوں کا اخلاقی تنزل
۵۱	اطلان	۴۶	ستر پوشی پر نفرت خداوندی	۴۲	عربوں کا اخلاق میں مقابلہ
۵۱	ہجرت حبشہ	۴۶	شام کا پہلا سفر	۴۲	حلف الفضول کا قابل فخر معاہدہ
۵۱	مہاجرین حبشہ کے اسماء گرامی	۴۶	شام کا دوسرا سفر	۴۲	سچے دین کی تلاش میں
۵۱	مذاق اڑانے والے		خدیجہ سے شادی اور ابوطالب کا خطبہ	۴۲	دین کی تلاش کے نتائج
۵۱	مشتہرین کے نام	۴۷	کعبہ کی تعمیر	۴۲	زید بن عمرو کا اعزاز
۵۱	آپ ﷺ پر قریش کا ظلم و ستم	۴۷	حجر اسود رکھنے پر جھگڑا اور اس کا فیصلہ	۴۳	خاتم الانبیاء کی آمد کی پیش گوئی
	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا اسلام اور قریش کے	۴۷	نزول وحی کی ابتداء	۴۳	عرب رئیسوں کو نبوت کی تلاش
۵۱	وفد کی حبشہ روانگی	۴۷	وحی کے طریقے	۴۳	ادیان عرب قبل از اسلام
	عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا	۴۸	سب سے پہلی وحی	۴۳	بتوں کی حیثیت
۵۲	سبب	۴۸	تبلیغ اسلام	۴۳	بتوں کے نام
۵۲	قبول اسلام	۴۸	واقعہ معراج	۴۳	خدا پرستی
۵۲	آپ ﷺ کی عمر رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	۴۸	حضرت علی کا ایمان لانا	۴۳	لامذہبیت
۵۲	بنو ہاشم کا بایکات	۴۹	پہلے پہل اسلام قبول کرنے والے	۴۳	صائبی مذہب
۵۲	بایکات کا انجام	۴۹	حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ	۴۳	یہودیت کی عرب میں آمد

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
	قریش کے قافلہ پر حملہ اور پہلا مال غنیمت	۵۸	کون کہاں ٹھہرا	۵۳	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہجرت
۶۵	رسول اکرم ﷺ کی ناراضگی اور اللہ تعالیٰ کے حکم کا نزول	۵۸	آنحضرت رضی اللہ عنہ کے قتل کی سازش	۵۳	مہاجرین حبشہ کی واپسی
۶۵	سمت قبلہ کی تبدیلی	۵۸	مشورہ کرنے والے قریشی رئیس	۵۳	مکہ میں آمد
۶۵	جنگ بدر	۵۸	رسول کریم ﷺ کی ہجرت اور قریش کی ناکامی	۵۳	ابوطالب اور خدیجہ رضی اللہ عنہما کی وفات
۶۶	مدینہ کی نگرانی اور علم اور پرچموں کی تقسیم	۵۹	رسول اکرم کا گائیڈ	۵۳	اہل طائف کی دعوت اسلام
۶۶	قدمی کرپشن مسلمانوں کی	۵۹	غار ثور میں قیام	۵۳	طائف میں آپ پر ظلم
۶۶	صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ	۵۹	قریش کا تعاقب	۵۳	آپ کی دعا
۶۶	قریش کے لشکر کی جاسوسی اور خبر گیری	۵۹	سراقہ بن مالک کا تعاقب	۵۳	جنات کا قرآن سننا
	قافلہ قریش اور مسلمانوں کی ایک دوسرے کی جاسوسی	۵۹	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایثار	۵۳	طفیل بن عمرو کا اسلام
۶۶	ابوسفیان کی جاسوسی	۵۹	رسول اللہ ﷺ کا یثرب میں داخلہ	۵۳	واقعہ معراج
۶۷	ابوسفیان کا بیچ لگانا	۵۹	رسول اکرم ﷺ کا قبائلی قیام	۵۳	قبائل عرب سے ملاقات
۶۷	بنو عدی اور بنو زہرہ کی واپسی	۵۹	آپ ﷺ کا مدینہ میں پہلا جمعہ	۵۳	قبائل کے نام اور رد عمل
۶۷	لشکر اسلام کا بدر پہنچنا	۵۹	اپنے گھر ٹھہرانے کی مختلف خاندانوں کی خواہش	۵۳	اہل یثرب کے پہلے شخص سے ملاقات
	اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول اللہ ﷺ کی رائے میں کیا فرق ہے؟	۶۰	اونٹنی کا حکم الہی بیٹھنا	۵۳	اہل یثرب سے دوسری ملاقات
۶۷	مشرکین قریش کی اپنے مقتول میں آمد	۶۰	مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر	۵۵	یثرب میں اسلام کی اشاعت
۶۷	مسلم صفوں کی درستگی	۶۲	بیثاق مدینہ اور اسعد بن زرارہ کی وفات	۵۵	یثرب کے چھ آدمیوں کا قبول اسلام
۶۸	نصرت الہی کی بشارت	۶۲	گائیڈ کی واپسی اور خاندان صدیقی کی ہجرت	۵۵	عقبہ کی پہلی بیعت
۶۸	جنگ کی ابتداء	۶۲	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح اور خاندان نبوت کی ہجرت	۵۵	حضرت مصعب کی بطور مبلغ روانگی
۶۸	مشرکین مکہ کے مقتولین	۶۳	مواخات یعنی رشتہ اخوت	۵۵	سعد اور اسعد رضی اللہ عنہما
۶۸	بدر کے قیدی	۶۳	نماز اور زکوٰۃ	۵۵	عقبہ کی دوسری بیعت
۶۸	شہیدان بدر	۶۳	منافقین	۵۵	سعد بن معاذ اور اسید رضی اللہ عنہما کے اسلام لانے کا واقعہ
۶۸	عمیر بن حوام کا شوق شہادت	۶۴	غزوات نبی ﷺ	۵۶	ہجرت کا فیصلہ اور انصار کا نصرت کا فیصلہ
۶۸	جنگ کا اختتام اور واپسی	۶۴	غزوہ ابواء	۵۶	انصار کے بارہ نقیب
۶۸	دو مجرموں کی گردن مارنے کا حکم	۶۴	فوجی مہمات (سرایا)	۵۶	قریش کا اہل یثرب کا تعاقب
۶۹	دوسرے غزوات	۶۴	سریہ حمزہ	۵۷	ہاتف غیبی کی پکار
۶۹	غزوہ الکدر	۶۴	سریہ عبید اللہ بن حارث	۵۷	ہاتف غیبی کی دوسری پکار
۷۰	غزوہ سویق	۶۴	سریہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	۵۷	قریش کا ظلم و ستم اور جہاد کا حکم
۷۰	غزوہ امر	۶۴	سریہ نخلہ	۵۸	ہجرت
					حضرت ابن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ کی قید اور رہائی
					کلثوم اور بنو ملحان کے ہاں ٹھہرنے والے مسلمان

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۸۴	قاصدین کی قریطہ سے واپسی	۷۵	قتل	۷۱	غزوہ نجران
۸۴	مجاہدین کا صلح کرنے سے انکار	۷۶	میدان چھوڑنے والوں کی معافی	۷۱	کعب بن اشرف
۸۴	سعد بن معاذ جیٹنڈ کی غیرت ایمانی	۷۶	شہداء احد	۷۱	کعب بن اشرف کی شرابتیں
۸۴	خندق کی معمولی سی جھڑپ	۷۶	شرکین مکہ کے مقتولین	۷۱	کعب بن اشرف کا قتل
۸۴	حضرت سعد بن معاذ جیٹنڈ کا زخم اور دعا	۷۶	ابوسفیان کا چیلنج		لعاب نبوی ﷺ سے زخم ٹھیک ہونے کا معجزہ
۸۴	حضرت سعد جیٹنڈ کی دعا	۷۷	حضرت حمزہ جیٹنڈ کا مثلہ	۷۱	یہود کے قتل کی اجازت
۸۴	حضرت نعیم بن مسعود جیٹنڈ کی کارکردگی	۷۹	غزوہ حراء الاسد	۷۲	بنو قریظہ کی بدتمیزی
	بنو قریظہ اور قریش میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش	۷۹	اہل مکہ کا فرار	۷۲	بنو قریظہ پر لشکر کشی
۸۵	قریش اور بنو قریظہ کی آپس میں ناراضگی	۸۰	رجع کا واقعہ	۷۲	بنو قریظہ کا محاصرہ اور جلا وطنی
۸۵	خندق میں اللہ تعالیٰ کی نصرت	۸۰	مظلوم صحابہ جیٹنڈ کی اسیری اور شہادت	۷۲	پہلی قربانی عید الاضحیٰ
۸۵	بنو قریظہ کی سرکشی کا خاتمہ	۸۰	حضرت عاصم جیٹنڈ کی شہادت اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت	۷۲	سریہ قردہ
۸۵	حضرت ابولہبابہ جیٹنڈ اور بنو قریظہ	۸۱	غزوہ بئر معونہ	۷۳	ابورافع سلام بن ابی الحقیق یہودی
	حضرت ابولہبابہ جیٹنڈ کا مسجد میں خود کو باندھ لینا	۸۱	بئر معونہ اور صحابہ کی شہادت	۷۳	ابورافع کا قصہ قتل
۸۵	بنو قریظہ کی گرفتاری	۸۱	اس واقعہ میں بچ جانے والے دو حضرات	۷۳	ابن الحقیق کی موت کا اعلان
۸۶	حضرت سعد بن معاذ جیٹنڈ کا فیصلہ	۸۱	عمرو بن امیہ کی واپسی اور دو حلیفوں کا قتل	۷۳	غزوہ احد (۳ھ)
۸۶	بنو قریظہ کا قتل	۸۱	بنو نضیر کی رسول اللہ ﷺ کو شہید کرنے کی کوشش	۷۴	مسلمانوں سے نبی کریم ﷺ کا مشورہ
۸۶	بعض یہودیوں کی جان بخشی	۸۲	بنو نضیر کا محاصرہ	۷۴	منافقوں کے گروہ کی غداری
۸۶	حضرت سعد جیٹنڈ کی شہادت		عبداللہ بن ابی کی سفارش پر یہودیوں کا قتل سے بچنا	۷۴	مسلمانوں کی صف بندی
۸۷	غزوہ بنی لحيان	۸۲	مال غنیمت کی تقسیم	۷۴	اسلامی فوج کا علم
۸۷	غزوہ غابہ	۸۲	غزوہ ذات الرقاع	۷۴	نوعمر مجاہد لڑکوں کی واپسی
۸۷	محرز بن نضیر کی شہادت	۸۲	ذات الرقاع نام پڑنے کی وجہ	۷۴	شرکین مکہ کی صف بندی
۸۷	”ذو فزد“ پر قیام	۸۲	غزوہ بدر الصغریٰ	۷۴	گھمسان کی جنگ
۸۷	غزوہ بنی مصطلق	۸۲	غزوہ دومۃ الجندل	۷۵	حضرت مصعب جیٹنڈ کی شہادت اور رسول اللہ ﷺ زخمی
۸۷	منافقین کی بدتمیزی	۸۳	عمینہ بن حنن کو اونٹ چرانے کی اجازت	۷۵	حضرت حظلہ جیٹنڈ کی شہادت
۸۷	صحابہ جیٹنڈ کی غیرت ایمانی	۸۳	جنگ خندق	۷۵	صحابہ جیٹنڈ کی جان نثاری
	حضرت جویریہ جیٹنڈ کا زوجیت نبوی ﷺ میں آنا	۸۳	جنگ خندق کا سبب	۷۵	نضر بن انس کی قابل رشک شہادت
۸۹	ولید بن عقبہ اور بنو مصطلق کا واقعہ	۸۳	شرکین کے خلاف خندق کی کھدائی	۷۵	حضرت حمزہ جیٹنڈ کی شہادت
۸۹	صلح حدیبیہ	۸۳	قریش مکہ اور مسلمانوں کی پیش قدمی		مصعب جیٹنڈ کی شہادت اور شہادت نبوی ﷺ کی افوہ
۸۹	کفار مکہ کا جمع ہونا	۸۳	یہودیوں کی معاہدہ شکنی		ابی بن خلف کا نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۰۲	اہل بیت رسول اللہ ﷺ کا جواب	۹۸	شیرویہ کے خط سے	۹۰	حدیبیہ میں معجزہ نبوی ﷺ کا ظہور
۱۰۲	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ابوسفیان کو مشورہ	۹۸	بازان کا قبول اسلام	۹۰	قریش سے خط و کتابت
۱۰۳	فتح مکہ کی تیاری	۹۸	قبط کے رئیس کو خط	۹۰	صلح کا عمل اور شرائط
۱۰۳	حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی صفائی	۹۸	خیبر کی طرف پیش قدمی	۹۰	کفار کا رسول اکرم ﷺ کے نام نامی پر
۱۰۳	فتح مکہ کے لئے روانگی	۹۸	قلعوں کی فتح اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے	۹۰	اعتراض اور آپ ﷺ کا معجزہ
۱۰۳	حضرت ابوسفیان بن حارث اور عبد اللہ	۹۸	نکاح	۹۰	الفاظ مٹانے پر امیت کے بارے میں
۱۰۳	بن ابی امیہ کا قبول اسلام	۹۸	آنحضرت ﷺ کا معجزہ اور حضرت علی	۹۰	شبہ کا جواب
۱۰۳	ابوسفیان کی آمد	۹۸	رضی اللہ عنہ کا اعزاز	۹۰	ایک مسلمان اور گرفتار مشرکوں کی واپسی
۱۰۳	حضرت عباس ابوسفیان اور بدیل کی گفتگو	۹۹	یہودیوں سے جزیہ پر صلح	۹۱	بغیر عمرہ کے قربانی اور حلق کا عمل
۱۰۳	حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی تکرار	۹۹	یہودی عبد فاروقی میں جلا وطنی	۹۱	صلح حدیبیہ کے نتائج
۱۰۴	ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	۹۹	پالتو گدھوں کی حرمت	۹۱	حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ
۱۰۴	قبول اسلام کے بعد ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو اعزاز اور لشکروں کا مظاہرہ	۹۹	زہریلی بکری کھلانے واقعہ	۹۱	ابوبصیر دوبارہ خدمت نبوی میں
۱۰۴	ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی مکہ واپسی	۱۰۰	مہاجرین حبشہ کی واپسی	۹۱	خواتین اسلام کا اعزاز
۱۰۴	سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ	۱۰۰	حبشہ سے واپس آنے والوں کے نام	۹۳	بادشاہوں کے نام تبلیغی خط
۱۰۵	فتح لشکر کی ترتیب	۱۰۰	آنحضرت ﷺ کی خوشی کی انتہاء	۹۳	مقوقس کے نام خط
۱۰۵	اہل مکہ سے چھڑپ	۱۰۰	فدک کی زمین کا ملک نبوی میں آنا	۹۳	ہرقل کے نام
۱۰۵	مشرکین مکہ کی کھٹ پٹ	۱۰۰	وادی القراء کی فتح	۹۳	قیصر روم اور ابوسفیان کا مکالمہ
۱۰۵	عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح	۱۰۰	عمرہ کی ادائیگی کے لئے روانگی	۹۴	قیصر روم کا درباریوں سے مشورہ
۱۰۵	عبد اللہ کو معافی اور امان	۱۰۰	ذوالقعدہ کے	۹۴	رئیس غسان کے نام
۱۰۵	(۳) حوریت اور مقیس	۱۰۰	حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح اور عمرہ	۹۵	غسان کے سردار کا جواب
۱۰۵	تین باندیاں	۱۰۱	جنگ موتہ (شام) کے	۹۵	نجاشی کے نام خط
۱۰۶	بنو مخدوم کے دو آزاد	۱۰۱	شام کی مہم نجاشی اور قریش کا وفد	۹۵	نجاشی کا جواب
۱۰۶	کعبہ کی کھجی	۱۰۱	نجاشی سے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی گفتگو	۹۶	نجاشی کے وفد کی غرقابی
۱۰۶	بتوں کا خاتمہ	۱۰۱	اور خالد کا اسلام	۹۶	حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آنحضرت
۱۰۶	فتح مکہ کا دوسرا دن	۱۰۱	لشکر کی شام روانگی	۹۶	نکاح
۱۰۶	کعبہ میں آپ ﷺ کا خطبہ	۱۰۱	حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی بہادری	۹۶	کسری کے نام خط
۱۰۶	عام معافی کا اعلان	۱۰۱	زید بن حارثہ جعفر اور عبد اللہ بن رواحہ	۹۶	ابن اسحاق کی روایت کے زائد الفاظ
۱۰۷	بیعت عامہ	۱۰۲	رضی اللہ عنہ کی شہادت	۹۷	نبی کریم ﷺ کی گرفتاری کا حکم
۱۰۷	چند اور مشرکین کا حال	۱۰۲	شہداء کی تعداد اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا اعزاز	۹۷	آنحضرت ﷺ کی تلاش
			بنو بکر اور بنو خزاعہ کی دشمنی	۹۷	داڑھی کا وجوب
			بنو خزاعہ اور بنو بکر اور قریش	۹۷	خسرو پرویز کا قتل
			معاہدہ کی خلاف ورزی فتح مکہ کا سبب	۹۷	نبی اکرم ﷺ کی اطلاع کی تصدیق

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۱۷	سورۃ توبہ کا نزول	۱۱۱	غزوہ تبوک کی تیاری	۱۰۷	اس کی دعوت کے لشکر
۱۱۷	مشرکین سے بیزارگی کا اعلان بزبان حیدر	۱۱۱	مسلمانوں کی مال کی فراہمی	۱۰۷	غزوی کی شامت اور تباہی
۱۱۸	خام بن ثعلبہ کی آمد	۱۱۲	غریبوں کی ساریوں کا بندوبست	۱۰۷	آپ ﷺ کا مدینہ میں رہنے کا فیصلہ
۱۱۸	حضرت علی رضی اللہ عنہ امیر حج بننے کی روایت کا جواب	۱۱۲	قوم ثمود کے کھنڈرات سے گذر	۱۰۷	ہوازن اور ثقیف کی تیاری غزوہ حنین
۱۱۹	وفود عرب سے	۱۱۲	اونٹنی کی گم شدگی اور عالم الغیب ہونے سے آپ کا انکار	۱۰۷	بنو چشم ہوازن وغیرہ کی پیش قدمی
۱۱۹	بنی حارث بن کعب کا وفد	۱۱۲	منافقوں کی رسوائی	۱۰۸	مالک بن عوف کی تیاری
۱۱۹	عمرو بن حزم کو لکھوایا گیا عنوان نبی کریم ﷺ کا فرمان	۱۱۲	بعض حکمرانوں کی صلح	۱۰۸	درید بن صمد کا مشورہ
۱۱۹	تمام لوگوں کے حقوق کی ادائیگی کا حکم مبلغ بھی ہے	۱۱۲	دومۃ الجندل کے حاکم کی گرفتاری اور صلح	۱۰۸	جیش محمدی کی روانگی
۱۲۰	مصائب میں صرف اللہ کو پکارا جائے وضوح کرنے کا حکم	۱۱۳	آپ ﷺ کے معجزے کا ظہور	۱۰۸	نذرو نیاز کے چڑھاوے اور ارشاد نبوی ﷺ
۱۲۰	نمازوں کے اوقات صدقات واجبہ کی تفصیل	۱۱۳	مسجد ضرار	۱۰۸	دشمن کا اچانک حملہ
۱۲۱	ذمیوں پر جزیہ کی ادائیگی کا لزوم غسان کا وفد	۱۱۳	بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی تبوک میں غیر حاضری اور توبہ	۱۰۸	رسول اکرم کی ثابت قدمی
۱۲۱	قبیلہ عامر کا وفد	۱۱۳	طائف والوں کی اطاعت گزاری سے	۱۰۸	بنو ہوازن کا فرار
۱۲۲	سلامان کا وفد	۱۱۳	اہل طائف کی صلح کے لئے حاضری	۱۰۹	دشمن کا نقصان اور ان کا فرار
۱۲۲	قبیلہ ازد کا وفد	۱۱۳	اہلیان طائف کی درخواست	۱۰۹	درید بن صمد قتل اور ابو عامر کی شہادت
۱۲۲	ازد والوں کا بھائی	۱۱۳	اہل طائف کا قبول اسلام	۱۰۹	مسلمان شہداء
۱۲۲	ہمدان کا وفد	۱۱۳	عرب کے وفود کی آمد	۱۰۹	طائف کا محاصرہ
۱۲۲	عمرو بن معدیکرب کا اسلام	۱۱۳	سید الوفود (وفود کا سال)	۱۰۹	ثقیف کے لوگوں کی منہنق سکھینے روانگی
۱۲۲	بنو زبید کے سردار کا اسلام	۱۱۳	غریبوں کا جوق در جوق قبول اسلام	۱۰۹	مسلمانوں کی محصورین پر سنگ بازی
۱۲۳	وفد عبد القیس	۱۱۳	بنو تمیم کا وفد	۱۰۹	طائف کے شہداء
۱۲۳	بنو ضیفہ کا وفد	۱۱۳	بنو تمیم کے وفد کا مفصل واقعہ	۱۱۰	ہجرانہ میں بنو ہوازن کا اسلام
۱۲۳	کنده کا وفد	۱۱۳	اہل وفد کا تماشہ	۱۱۰	بنو ہوازن کی عورتوں اور بچوں کی آزادی
۱۲۳	حضر موت کا وفد	۱۱۳	ملوک حمیر کا مکتوب	۱۱۰	ہوازن کے قیدیوں کی تعداد
۱۲۳	وائل بن حجر کی آمد	۱۱۳	زرعد بن ذی یزن کا قاصد	۱۱۰	مال غنیمت کی تقسیم اور موافقۃ القلوب
۱۲۳	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا تعمیل حکم رسالت میں عجیب جذبہ	۱۱۳	۹ھ کے متفرق واقعات	۱۱۰	انصار سے خطاب اور ان کا اعزاز
۱۲۳		۱۱۳	قبیلہ بھراء کا وفد	۱۱۰	آپ ﷺ کی واپسی اور عمرہ کی ادائیگی
		۱۱۳	فزارہ کا وفد	۱۱۱	مکہ میں مسلمان گورنر
		۱۱۳	قبیلہ طئی	۱۱۱	مکہ میں معلم اسلام
		۱۱۳	حاتم طائی کی بیٹی	۱۱۱	ازد و عمان کے صدقات
		۱۱۳	بنت حاتم کا قول	۱۱۱	مالک بن عوف کا تقرر اور واپسی
		۱۱۳	عدی بن حاتم کا اسلام	۱۱۱	کعب بن زہیر کی واپسی اور قبول اسلام
		۱۱۳		۱۱۱	بنو اسد کا وفد

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۳۵	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تاریخی کردار	۱۲۹	اسود غنسی کا صنعاء پر حملہ	۱۲۳	رسول اللہ ﷺ کا فرمان
۳۵	حلیہ مبارک	۱۲۹	عمر و بن معدیکرب کی بغاوت	۱۲۳	محی رب کا وفد
۱۳۶	ازواج مطہرات کی تفصیل	۱۲۹	حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا یمن سے	۱۲۳	ارہاء کا وفد
۱۳۶	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	۱۲۹	فرار ہونا	۱۲۳	نجران کا وفد
۱۳۶	حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ	۱۲۹	اسود غنسی کی اپنوں سے بدسلوکی	۱۲۳	صدف کا وفد
۱۳۶	حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا	۱۲۹	رسول اکرم ﷺ کا صحابہ کو خصوصی پیغام	۱۲۳	عمیس کا وفد
۱۳۶	حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا	۱۳۰	شیطان کی جاسوسی اور اسود غنسی کا قتل	۱۲۳	خوارج کا وفد
۱۳۶	حضرت زینب اور بنت خزیمہ رضی اللہ عنہما	۱۳۰	مدعیان نبوت	۱۲۳	زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی فوج کشی
۱۳۶	حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا	۱۳۰	پیماری کے باوجود آپ کی محنت	۱۲۵	قیدیوں اور مال کی واپسی
۱۳۶	حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا	۱۳۰	رسول اللہ ﷺ کی وفات	۱۲۵	عمر بن صعصعہ کا وفد
۱۳۶	زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا	۱۳۰	رسول اللہ ﷺ کی علالت	۱۲۵	عمر بن صعصعہ کی موت
۱۳۷	حضرت صفیہ بنت حی رضی اللہ عنہا	۱۳۱	صحابہ رضی اللہ عنہم سے خطاب	۱۲۵	قبیلہ طئی کا وفد
۱۳۷	حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا	۱۳۱	غسل کفن کے بارے میں وضاحت	۱۲۵	مسئلہ کذاب کی رسول اکرم ﷺ سے
۱۳۷	وفات نبوی ﷺ کے وقت موجود	۱۳۱	واقعہ قرطاس	۱۲۵	خط و کتابت
۱۳۷	ازواج مطہرات	۱۳۱	کچھ وصیتیں	۱۲۵	رسول اکرم ﷺ کا جواب
۱۳۷	امہات المؤمنین کا نسبی تعلق	۱۳۲	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	۱۲۶	حجۃ الوداع (ذوالحجہ ۱۰ ہجری)
۱۳۷	موالی (آزاد کردہ غلام)	۱۳۲	مرض میں شدت	۱۲۶	خطبہ حجۃ الوداع
۱۳۷	کاتبین وحی	۱۳۲	یوم وفات	۱۲۶	امانت اور یہود کا حکم
۱۳۸	سقیفہ کا واقعہ	۱۳۲	وفات نبوی ﷺ کا اعلان	۱۲۶	غیرت اور برادری کے نام پر قتل کی
۱۳۸	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا	۱۳۲	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آمد	۱۲۶	ممانعت
۱۳۸	حضرت حباب بن الممذر بن الجموع	۱۳۳	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ	۱۲۶	شیطان سے تحریف
۱۳۸	نے کہا	۱۳۳	مسلمانوں کی حالت کی تبدیلی	۱۲۷	مقدس مہینے آگے پیچھے کرنے کی ممانعت
۱۳۸	عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا	۱۳۳	قبر مبارک کی کھدائی	۱۲۷	خواتین کے بارے میں خاص ہدایت
۱۳۸	حضرت بشیر رضی اللہ عنہ	۱۳۳	تدفین اور تاریخ وفات	۱۲۷	قرآن و سنت پر عمل لازم کر لو
۱۳۸	حضرت حباب الممذر رضی اللہ عنہ نے کہا	۱۳۳	خلافت راشدہ کا بیان	۱۲۸	مسلم اخوت وکل حلال کی تبلیغ
۱۳۸	قریش کی امامت پر حدیث	۱۳۳	لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کی تیاری	۱۲۸	آنحضرت ﷺ کے گورنر
۱۳۹	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت	۱۳۳	کوچ سے پہلے وفات نبوی کا واقعہ	۱۲۸	شہر بن باذان گورنر صنعاء
۱۳۹	سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی ناراضگی	۱۳۳	وفات نبوی ﷺ کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کی	۱۲۸	نجران طئی اور بحرین سے صدقات کی
۱۳۹	حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بیعت کی یا نہیں	۱۳۳	حالت	۱۲۸	وصول
۱۳۹	بنو ہاشم کے شروع میں بیعت نہ کرنے	۱۳۳	سقیفہ بنی ساعدہ کا اہم مسئلہ	۱۲۸	حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا لشکر
۱۳۹	کی وجہ	۱۳۵	تین دن بعد تدفین کے قول کی تردید	۱۲۹	اسود اور مسیلہ کے ارتداد کی خبر
۱۳۹	حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا	۱۳۵	تدفین کے بارے میں ایک اور قول	۱۲۹	اسود غنسی کی بغاوت

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۳۹	قبائل کا قبول اسلام اور قرۃ عینہ اور دیگر قاتلوں کو سزائے موت	۱۳۹	خليفة وقت کا مرتدین کے خلاف محاذ بنوازد، خیم اور بحیلہ پر لشکر کشی اور معرکہ اہل نجران کا تجدید عہد وفا	۱۳۹	مقامہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت
۱۳۹	نیافتہ سلمی بنت مالک	۱۳۹	یمن کی سرکوبی	۱۴۰	خليفة کی حیثیت سے پہلا خطاب اور عام بیعت
۱۵۰	الحجۃ عبداللہ کا فتنہ	۱۴۰	حضرت مہاجر بن ابی امیہ کی یمن اور نجران پر چڑھائی	۱۴۰	حقیقت بیعت و اختلاف
۱۵۰	الحجۃ کے گروپ پر حملہ کرنے کا حکم	۱۴۰	عمرو بن معدیکرب اور قیس کی گرفتاری اور توبہ	۱۴۰	خلفاء اربعہ (خلفائے راشدین) کا دور
۱۵۰	حالات بنی تمیم و سجاح	۱۴۱	صنعا میں مرتدین کا صفایا	۱۴۰	خلافت اور اس کی فتوحات
۱۵۰	قیس بن عامر کا انتظار	۱۴۱	قبائل کندہ کی سرکوبی	۱۴۰	حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا پہلا کام لشکر اسامہ کی روانگی
۱۵۱	سجاح بنت حارث کا فتنہ	۱۴۱	قبائل کندہ پر ابن ابی امیہ کا حملہ اور گرفتاری	۱۴۱	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غنی تکمیل لشکر، سنے کی کوشش
۱۵۱	بنوضہ اور بنو رباع کی سجاح سے صلح	۱۴۱	قلعہ کا محاصرہ	۱۴۱	اسامہ رضی اللہ عنہ کو دس ہاتھوں کی وصیت
۱۵۱	سباح کی سیلہ کی طرف پیش قدمی	۱۴۱	اشعث اور دیگر قیدیوں کی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیشی	۱۴۱	اسامہ رضی اللہ عنہ کی فرمانبرداری اور لشکر کی کامیابی
۱۵۱	سجاح اور سیلہ کا اتحاد	۱۴۱	اشعث کی توبہ اور قبول اسلام	۱۴۱	قبائل عرب کا ارتداد
۱۵۱	سباح کا فرار اور اسکی توبہ	۱۴۱	اسامہ رضی اللہ عنہ پھر میدان میں	۱۴۱	جس اور ذبیان کی لشکر کشی
۱۵۱	اسلام سے بلیک میلنگ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عدم رضا	۱۴۲	گیارہ لشکروں کا مرتدین کا تعاقب	۱۴۲	مرتدوں کی شکست
۱۵۱	حالات بطاح و مالک بن نویرہ	۱۴۲	مالک بن نوید پر بطاح میں حملہ کرنا	۱۴۲	مرتدین کے دوسرے لشکر کا حملہ
۱۵۱	مالک بن نویرہ کی گرفتاری	۱۴۲	لشکر کے امراء کے لئے فرمان	۱۴۲	بنو جیس اور ذبیان کی لوٹ مار
۱۵۱	مالک بن نویرہ اور ساتھیوں کا قتل	۱۴۲	مرتدین کے لئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خط	۱۴۲	مسلمانوں کے مختلف مذاہب کے حکام
۱۵۱	حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی خلیفہ المسلمین کے سامنے پیشی	۱۴۲	طلحہ کے حالات	۱۴۲	حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بطور معلم قرآن
۱۵۱	(نوٹ، از مترجم)	۱۴۲	غطفان کا ارتداد	۱۴۲	اہل یمن کا ارتداد اسلام اور پھر ارتداد
۱۵۲	مالک کے ارتداد کی اہم دلیل	۱۴۲	خالد کی پیش قدمی	۱۴۲	صنعا پر قبضہ
۱۵۲	دوسرے فتنہ کا جواب	۱۴۲	حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ اور ثابت کی شہادت	۱۴۲	حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صنعا کی بازیابی
۱۵۲	مالک کی بیوی سے نکاح کرنے کا جواب	۱۴۲	اور مسلمانوں کا حملہ	۱۴۲	کی تیری
۱۵۲	سیلہ کذاب کی ابتدائی فتح	۱۴۲	طلحہ کی پول کھلنا اور مرتدین کی واپسی	۱۴۲	صنعا کی بازیابی
۱۵۲	جنگ کی غنی تفصیلات	۱۴۲	طلحہ کا فرار ہونا	۱۴۲	قیس اور عمرو بن معدی کرب کے مراسم
۱۵۲	حضرت خالد کی سیلہ کے لئے روانگی	۱۴۲	بنو اسد کی ہجرت اور توبہ	۱۴۲	قیس کے ارتداد کا واقعہ
۱۵۳	سیلہ کی فوج	۱۴۲	حالات ہوازن سلیم اور بنی عامر	۱۴۲	قبیلہ کندہ کے مرتد ہونے کا واقعہ
۱۵۳	سیلہ اور مجاہدین اسلام کا آملسا سامنا	۱۴۲	قرۃ بن ہبیر و بنو کعب	۱۴۲	زیادہ کاندہ پر حملہ اور ان کا ہڈ سے جوابی حملہ
۱۵۳	حضرت خالد اور سیلہ	۱۴۲			
۱۵۳	محکم بن طفیل	۱۴۲			
۱۵۳	علم برداران اسلام کی پورے شہادت	۱۴۲			

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۶۳	سے ناراضگی	۱۵۸	حصن المرأة کا محاصرہ	۱۵۳	مسیمہ کا حضرت وحشی کے ہاتھوں قتل
۱۶۳	ربیعہ بن جبیر کی شکست	۱۵۸	جنگ نہر	۱۵۳	مسیمہ کی لاش کی تلاش
۱۶۳	ہندیل کا قتل اور رصافہ پر حملہ	۱۵۸	اسلامی لشکر کی آمد اور جنگ	۱۵۳	مجاہد کا فریب اور دھوکے سے صلح
۱۶۳	فراض میں فیصلہ کن جنگ	۱۵۸	جنگ و بچہ	۱۵۳	حضرت خالد بن ولیدؓ کی وعدے کی پاسداری
۱۶۳	رومیوں کا آگے بڑھنے کا استغفار	۱۵۹	جنگ لیس اور معیشیا	۱۵۳	یہامہ و لوہوں کی صلحنامہ پر ناراضگی
۱۶۳	گھسان کی جنگ اور فتح	۱۵۹	اردشیر کا عیسائی کی مدد کا فیصلہ	۱۵۳	اہل یرمہ کی صلح اور دھوکے کی کوشش
۱۶۳	حضرت خالد بن ولیدؓ کی حج کے لئے روانگی	۱۵۹	مسلمانوں کی روانگی اور جنگ	۱۵۳	حطیم و اہل بحرین کا مرتد ہونا
۱۶۳	اور واپسی	۱۵۹	عرب عیسائی کو شکست اور قتل	۱۵۳	قبیلہ بکر نقیس کی توبہ
۱۶۳	حضرت خالد بن ولیدؓ کے شب و خون	۱۵۹	جنگ معیشیا	۱۵۵	منذر بن نعمان
۱۶۳	شام کی فتوحات	۱۵۹	غریبن کی فتح	۱۵۵	حطیم بن ربیعہ
۱۶۳	یتام میں دعوت حجاج	۱۵۹	ابن زیاد کا فرار	۱۵۵	حطیم سے جنگ
۱۶۳	عرب الضاحیہ اور ماہان کی شکست	۱۶۰	حیرہ کے محلات کا محاصرہ	۱۵۵	شکر مرتدین کی بربادی
۱۶۳	خالد بن سعید کی کمک جیش الہدیل	۱۶۰	حضرت خالد کا زہر پینا "کہ خدا کہہ	۱۵۵	حطیم بن ربیعہ کا قتل
۱۶۵	خالد بن سعید اور رومیوں کا ٹکراؤ	۱۶۰	چاہے بغیر کچھ نہیں ہوتا"	۱۵۵	مرتدین کا تقب اور قتل
۱۶۵	سعید بن خالد کی شہادت	۱۶۰	حضرت خالد کی کرامت کا ظہور	۱۵۵	حضرت عطاء بن الحضرنی کا دریا میں
۱۶۶	شرحبیل بن حسنہ کی اردن تشکیل	۱۶۰	نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی کا وقوع	۱۵۵	گھوڑے ڈال دینا
۱۶۶	ہرقل کی افواج کی تشکیل	۱۶۰	خیرہ کے مضافات کی فتح اور صلح	۱۵۶	مسلمانوں کو باہم لڑانے کی ناکام سازش
۱۶۶	اسلامی فوج کی حکمت عملی	۱۶۰	حیرہ سے دجلہ تک کے علاقہ کی فتح	۱۵۶	شرمہ بن اثال کا ظلم
۱۶۶	رومیوں کا لشکر	۱۶۱	حضرت خالد بن ولیدؓ کا مرزبانوں کو خط	۱۵۶	اہل عمان و مہر کا ارتداد
۱۶۷	جنگ یرموک	۱۶۱	حضرت خالد بن ولیدؓ کے خطوط کے اثرات	۱۵۶	سیدی فوجوں کی روانگی
۱۶۷	ہرقل کی بدحواسی	۱۶۱	حضرت جریر بن عبداللہ بن ولیدؓ کی حضرت	۱۵۶	حضرت عکرمہ بن ولیدؓ کو حضرت ابوبکر بن ولیدؓ
۱۶۷	جنگ یرموک میں مجاہدین کی تعداد	۱۶۱	خالد بن ولیدؓ کے پاس آمد	۱۵۶	کی ہدایت
۱۶۷	حضرت صدیق اکبر بن ولیدؓ کی وفات و	۱۶۱	انبار اور عین التمر کی فتح	۱۵۶	شکر کی ترتیب اور جنگ
۱۶۷	جرجہ کا قبول اسلام	۱۶۱	عین التمر پر حملہ	۱۵۶	مسلمانوں کی کمک کی آمد
۱۶۸	بصری کی فتح	۱۶۲	دشمن کا فرار	۱۵۷	حضرت عکرمہ بن ولیدؓ کی مہرہ میں کارکردگی
۱۷۰	حضرت ابوبکر بن ولیدؓ کا انتقال	۱۶۲	حضرت خالد بن ولیدؓ کا صلح سے انکار اور فتح	۱۵۷	حضرت خالد بن ولیدؓ کی عراق میں کارکردگی
۱۷۱	ابوبکر بن ولیدؓ خصال و عادات	۱۶۲	دومۃ الجندل کا واقعہ	۱۵۷	ہدیان حیرہ کی اطاعت
۱۷۱	حلیہ و نسب	۱۶۲	حضرت خالد بن ولیدؓ کی دومۃ الجندل آمد	۱۵۷	مؤرخین کا یک اور قول
۱۷۱	آپ کی شادی	۱۶۲	اور فتح	۱۵۷	جنگ ذات السلاسل
۱۷۱	عمال	۱۶۲	حصید و خنافس کی جنگ	۱۵۷	ہرمز کی تیاری اور حضرت خالد بن ولیدؓ کا
۱۷۲	آپ کے والد ابو قحافہ	۱۶۳	فتح میں جنگ	۱۵۸	توکل
	حضرت صدیق اکبر بن ولیدؓ کے مخصوص		حضرت عمر بن ولیدؓ کی حضرت خالد بن ولیدؓ	۱۵۸	حضرت خالد بن ولیدؓ کی لہکار

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۸۷	سفیران اسلام سے کسری کی حیرانی	۱۷۹	حضرت شعیبؓ کا ایمان اور افروز خطاب	۱۷۲	فضل
۱۸۷	لشکر اسلام کی غنیمت	۱۸۰	فارس والوں کی تقسیم	۱۷۲	دین کے لئے منئے کا شوق
۱۸۷	رستم کی روانگی	۱۸۰	جاہان اور مردان شاہ کی گرفتاری اور قتل	۱۷۲	خدمت خنق اور نکساری
۱۸۸	ایک عربی سے رستم کی گفتگو	۱۸۰	جنگ بویب اور جریرہ بن عبداللہ کی سرداری	۱۷۲	خلافت میں لئے گئے وظیفے کی واپسی
۱۸۸	لشکر کی بدستی پر رستم کا اقرار	۱۸۰	فارسی افواج کی نقل و حرکت	۱۷۲	حضرت عمرؓ کو نصیحت
۱۸۸	اہل فارس سے ایک چھوٹی سی جھڑپ	۱۸۱	لشکروں کی ترتیب		سیدنا عمر فاروقؓ کی خلافت کے حالات
۱۸۸	حضرت طلحہ اور معبد یکرہ کی بہادری	۱۸۱	حضرت شعیبؓ کا ایمان افروز خطاب	۱۷۳	فتح دمشق
۱۸۹	رستم کا خواب	۱۸۱	جنگ کی ہدایات	۱۷۳	لشکر کی روانگی
۱۸۹	حضرت زہرہؓ اور رستم کی ملاقات	۱۸۱	فارسی فوج کا حملہ	۱۷۳	رومیوں کا محاصرہ
۱۹۰	رستم کا سرداروں سے مشورہ	۱۸۱	حضرت شعیبؓ کی فتح بھری آواز	۱۷۳	شہر کی فتح
۱۹۰	حضرت ربیع بن عامرؓ کا استقبال	۱۸۲	مسلمانوں کی فتح	۱۷۴	اہل دمشق کی صبح
۱۹۰	حضرت ربیعؓ کی واپسی	۱۸۲	جنگ ثانی انبارولیس	۱۷۴	واقعہ فحل و بیسان
۱۹۱	حذیفہ بن محسن اور رستم	۱۸۲	تغلب اور صفین پر حملہ	۱۷۴	اردن کی فتح
۱۹۱	رستم کا غور و فکر	۱۸۲	اہل خفان پر حملہ	۱۷۵	جنگ یرموک کی تاریخ میں اختلاف
۱۹۱	حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور رستم	۱۸۲	بھاگنے والوں کا تعاقب	۱۷۵	عراق کی فتوحات
۱۹۲	رستم کی تقریر	۱۸۳	جنگ قادسیہ	۱۷۵	ارزمیدخت کی تخت نشینی
۱۹۲	حضرت مغیرہؓ کا خطاب	۱۸۳	یزدگرد کی تخت نشینی	۱۷۵	حضرت عمرؓ کی خلافت
۱۹۲	رستم کی تلخ کلامی	۱۸۳	حضرت عمرؓ کا جواب	۱۷۶	نجران والوں کی جلاوطنی کا حکم
۱۹۲	حضرت سعدؓ کی ایک اور کوشش		حضرت عمرؓ کی حج سے واپسی اور	۱۷۷	جنگ نمارق اور اس سے پہلے فارس کے حالات
۱۹۲	اعلان جنگ اور پل پر قبضہ	۱۸۴	صحابہ اکرامؓ سے مشورہ	۱۷۷	اسلامی اور فرسی فوجوں کا ٹکراؤ
۹۲	رستم کی طرف سے نئے پل کی تعمیر	۱۸۴	حضرت عمرؓ کی نصیحت	۱۷۷	جاہان کی ربائی
۱۹۳	اسلامی فوجوں کی تیاری	۱۸۴	عراق کی طرف روانگی	۱۷۷	جنگ نکسر
۹۳	مبلغین جہاد کی لشکر میں روانگی	۱۸۴	حصہ، نام، مختصر کیفیت	۱۷۷	اہل فارس کا فرار
۹۳	حضرت سعدؓ کی ہدایات	۱۸۵	حضرت سعدؓ کو اہم ہدایت	۱۷۸	جنگ جانیوس
۱۹۳	جنگ کی ابتداء	۱۸۵	شاہی بارات پر حملہ اور شیرزاد کی موت	۱۷۸	جنگ قس ناطف
۱۹۴	اشعث بن قیس کی لاکار	۱۸۶	یزدگرد کا سپہ سالاروں سے مشورہ	۱۷۸	جنگ کے لئے پل کی تعمیر
۹۴	لشکروں کے عمومی حملے کا پہلا دن	۱۸۶	فارسی لشکر کی روانگی	۱۷۹	جنگ کی ابتداء اور ہاتھی
۱۹۴	جنگ کا دوسرا دن	۱۸۶	تبلیغی وفد اور اس کا بدبہ	۱۷۹	ہاتھیوں کا حملہ اور یربادی
۱۹۴	حضرت قعقاع میدان جنگ میں	۱۸۶	وفد کی کاروائی	۱۷۹	حضرت ابو عبیدہؓ کی شہادت
۱۹۵	نقلی ہاتھی بمقابلہ فارس	۱۸۶	حضرت نعمان بن مقرنؓ کا خطاب	۱۷۹	سدامی لشکر کی پسپائی
۱۹۵	آج کا دن قعقاع کا دن	۱۸۷	حضرت قیس بن زرارہؓ کا خطاب		
۱۹۵	خطرناک جنگ	۱۸۷	یزدگرد کا فارس مٹی مسلمانوں کو دینا		

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۲۳	واقعہ نہادند اور عراق اور عجم کی فتوحات	۲۰۷	جنگ اجنادین	۱۹۵	یوم اغواث اور فارسی لشکر کا حال
۲۲۳	حضرت سعد جونیہ کی شکایت اور رفع	۲۰۷	فتح بیت المقدس	۱۹۶	یوم عکاس اور مسلمانوں کی حکمت عملی
۲۲۴	اہل فارس کیلئے لشکر لے جانے کا ارادہ	۲۰۹	فوجی نظام اور ترتیب دیوان	۱۹۶	ہاتھیوں کا حملہ ناکام
	طلیحہ اسدی کی جاسوسی اور لشکر کی ترتیب	۲۰۹	درجہ بندی کے لحاظ سے تقسیم	۱۹۶	لیدۃ الحریۃ
۲۲۴	ایرانی لشکر کا حال	۲۰۹	تنخواہ کی مقدار	۱۹۷	قعود کی ہدایت
۲۲۴	مسلمانوں کا مشورہ اور جنگ کی ابتداء	۲۱۱	فتح حکمیت	۱۹۷	رستم کا قتل
۲۲۵	لشکر کی نئی ترتیب	۲۱۲	فتح جزیرہ وارمینہ	۱۹۷	رستم کے قتل کے بعد
۲۲۵	مسلمانوں کا زبردست حملہ	۲۱۲	حضرت خالد بن ولید کی معزولی	۱۹۷	ورش کا دیان پر قبضہ
۲۲۶	فتح نہادند کی خوشخبری	۲۱۵	توسیع مسجد حرام	۱۹۷	جالیئوس کا قتل
۲۲۶	جواہرات کی مجاہدین کے لئے واپسی	۲۱۵	فارس پر چڑھائی	۱۹۸	مشہور اسامی بہادر
۲۲۶	مال غنیمت کے حصے	۲۱۵	معزولی مغیرہ و ولایت ابوموسیٰ	۱۹۸	فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا شوق سماعت
۲۲۶	دینور اور شیردان کا محاصرہ	۲۱۶	کوفہ و بصری	۱۹۸	فتح بہرہ شیر، مدائن، جلولاء، حلوان
۲۲۶	صمیرہ ہمدان اور مابین کا محاصرہ	۲۱۷	کوفہ کا حدود دار بعد	۱۹۸	شہر یار سے مقابلہ
۲۲۶	ایران کی عام فتح کا حکم	۲۱۷	فتح ابواز و سوس	۱۹۹	کسریٰ کے محل کی فتح
۲۲۶	ہمدان کی بغاوت	۲۱۸	غیبی مدد	۱۹۹	حضرت زہرہ جونیہ کی شان
۲۲۷	آذربائیجان کی طرف پیش قدمی	۲۱۸	ہرمزان کی شرائط	۲۰۰	بہرہ شیر کی فتح
۲۲۷	اصفہان کی فتح	۲۱۹	ہرمزان کی دربار خلافت میں آمد		بختر غلامات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے
۲۲۷	عبداللہ کی کمک کے لئے روانگی		ہرمزان اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات	۲۰۰	مسلمانوں پر حملے کی کوشش
۲۲۷	نعمان بن مقرن کی شہادت میں اختلاف	۲۱۹	چیت	۲۰۱	عراق میں پہلا جمعہ
۲۲۷	بغاوت ہمدان اور اس کی فتح	۲۱۹	ہرمزان کی چالاکی	۲۰۱	مال غنیمت
۲۲۸	اہل "رے" کی بغاوت	۲۱۹	ہرمزان کا قبول اسلام	۲۰۱	مال غنیمت کی نمائش اور تقسیم
۲۲۸	اہل قزوین سے لڑائی	۲۱۹	فارس میں پیش قدمی	۲۰۱	دربار خلافت بھیجی گئی اشیاء
۲۲۸	رے کی فتح		آزاد غلام کے حقوق برابر ہونے کی زندہ	۲۰۲	حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی تقریر
۲۲۸	جر جان و طبرستان کی فتح	۲۲۰	مثال	۲۰۲	ایرانیوں کی تیاری
۲۲۸	آذربائیجان کی فتح	۲۲۰	اہل سوس کی صلح کا واقعہ	۲۰۲	ایرانیوں سے آخری جنگ
۲۲۹	اسفندیار کی صلح	۲۲۰	عام لشکر کشی	۲۰۲	حوان پر قبضہ
۲۲۹	باب کی فتح	۲۲۱	قحط اور طاعون عمواس	۲۰۲	مال غنیمت کی تقسیم کی قسم
۲۲۹	باب کے حاکم شہر یار کا تعارف	۲۲۱	طاعون عمواس میں بڑے صحابہ کی وفات	۲۰۳	حلوان و قادسیہ
۲۲۹	آرمینہ کی طرف پیش قدمی		دبا کے علاقے میں نہ جانے کی حدیث	۲۰۳	فتح حمص و حماة وغیرہ
۲۳۰	بلخ کی جنگ	۲۲۲	مصر کی فتح	۲۰۵	فتح حلب و انطاکیہ
۲۳۰	یزدجرد کی شرارتیں	۲۲۲	اہل روم کی شکست	۲۰۵	اہل حلب
۲۳۰	خراسان پر حملہ اور اس کی فتح	۲۲۳	نویسہ کی طرف پیش قدمی	۲۰۶	فتح قیساریہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۳۰	یزدجرد کے لئے خاقان چین کی امداد	۲۳۶	مصر کی اصلاح بندی اور صوبے	۲۳۶	نسب و نام ولادت
۲۳۱	خاقان چین کا فرار	۲۳۶	صوبوں کے مرکزی عہدے	۲۳۶	ازواج
۲۳۱	یزدگرد کی خاقان کے پاس فرار	۲۳۷	تنخواہ داری کا قیام	۲۳۷	ام کلثوم بنت فاطمہ کا نکاح
۲۳۱	یزدگرد کے ساتھیوں کی صلح	۲۳۷	عمال و حکام کے حلف نامہ	۲۳۷	اولاد
۲۳۱	حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا پراثر وعظ	۲۳۷	فرائض کے بارے میں ایک خطبہ	۲۳۷	غذا اور لباس
۲۳۲	توجہ کی فتح	۲۳۷	عمال کی حج میں حاضری اور کھلی کچہری	۲۳۷	معاش
۲۳۲	اصطخر کی فتح	۲۳۷	عمال کی تقرری کے طریقے	۲۳۷	حلیہ و عمر
۲۳۲	شیراز گارزدن اور جنابہ کی فتح	۲۳۷	سما کی فہرست	۲۳۷	خلافت عثمان بن عفان
۲۳۲	شہرک کی بغاوت	۲۳۷	ضلع یا صوبہ عہدہ نام اور تعارف	۲۳۷	حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن بن عوف
۲۳۲	شہرک کی بغاوت کے بارے میں دوسرا قول	۲۳۸	عمال کی تحقیقات	۲۳۸	رضی اللہ عنہ کا مکالمہ
۲۳۲	سابور کی فتح	۲۳۹	خراج	۲۳۹	حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے گفتگو
۲۳۲	”پسا“ اور دارا بجرد کی فتح اور حضرت عمر کی کرامت	۲۳۹	خراج وصولی کے لئے انتظامی تیاری	۲۳۹	حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن ابی سرح رضی اللہ عنہ کی تلخ کلامی
۲۳۳	کرمان کی فتح	۲۳۹	خراج کا تقرر	۲۳۹	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا انتخاب
۲۳۳	بجستان کی فتح	۲۳۹	جونی جریب	۲۳۹	خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت
۲۳۳	ترکی کے شہزادے کی حضرت معاویہ سے صلح	۲۳۹	کم لگان ٹیکس کے فوائد	۲۳۹	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہلا مقدمہ
۲۳۳	کرمان کی فتح	۲۳۹	چند اقدامات	۲۳۹	حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی معزولی
۲۳۳	بیردو کی فتح	۲۳۹	عشر	۲۳۹	اسکندریہ کی بغاوت
۲۳۳	ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف شکایات اور ان کا ازالہ	۲۳۹	زکوٰۃ	۲۳۹	حضرت سعد رضی اللہ عنہ ابن ابی وقاص کی معزولی
۲۳۳	سلمہ بن قیس کا لشکر	۲۳۹	عشور	۲۳۹	آذر بایجان اور ارمینہ کی صلح
۲۳۵	فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ	۲۳۹	بیت المال	۲۳۹	قالیقلہ کی فتح
۲۳۵	حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر حملہ	۲۳۹	صوبوں کی بحث اور باقی حساب	۲۳۹	حضرت حبیب بن مسلمہ کی فتوحات
۲۳۵	قتل کی خودکشی	۲۳۹	بیت المال کا حساب کتاب	۲۳۹	سلمان بن ربیعہ کی فتوحات
۲۳۵	آپ کی وصیت	۲۳۹	سنہ ہجری کی ابتداء	۲۳۹	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی پیش قدمی
۲۳۵	قاتل کے کافر ہونے پر اللہ کا شکر ادا کرنا	۲۳۹	نقطہ آغاز اور مجلس شوریٰ	۲۳۹	افریقہ پر حملہ کرنے کا حکم
۲۳۵	وفات فاروقی رضی اللہ عنہ	۲۳۹	امیر المؤمنین کا لقب	۲۳۹	طبرانیس کی فتح
۲۳۶	فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور کی فتوحات	۲۳۹	رفاہ عامہ پر خدمات	۲۳۹	زناۃ اور مغلیہ قبائل کی اطاعت
۲۳۶	ملک کی صوبوں میں تقسیم اور عمال کی تفصیل	۲۳۹	لاوارث بچوں کی نگہداشت	۲۳۹	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بڑے بڑے صحابہ
۲۳۶		۲۳۹	مہمان قاتلوں کی رکھوالی	۲۳۹	کرام جندہ سے مشورہ
۲۳۶		۲۳۹	بچوں کا وظیفہ اور پیدائش	۲۳۹	جریر کو اسلام کی دعوت
۲۳۶		۲۳۹	فرائض منصبی	۲۳۹	فریقین کی جانب سے انعامات کا اعلان
۲۳۶		۲۳۹	برائیوں کی اصلاح	۲۳۹	
۲۳۶		۲۳۹	اولیات	۲۳۹	

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۵۰	سویطہ (۴-۳) کی فتح	۲۵۶	تخار کی مکمل فتح	۲۶۳	حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی مدینہ بدری
۲۵۰	ولید بن عقبہ کی کوفہ میں پریشائیاں	۲۵۶	ولید بن عقبہ کی کوفہ میں پریشائیاں	۲۶۳	ابن سبا کا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو بھڑکانہ
۲۵۰	ولید کی شکایات اور حد کا اجراء	۲۵۷	ولید کی شکایات اور حد کا اجراء	۲۶۳	ابوذر رضی اللہ عنہ کی دربار خلافت میں حاضری
۲۵۱	سعید بن العاص بحیثیت کوفہ کے گورنر	۲۵۷	سعید بن العاص بحیثیت کوفہ کے گورنر	۲۶۳	اور کعب احبار سے جھڑپ
۲۵۱	کوفہ کا ناقابل اطمینان حال	۲۵۷	کوفہ کا ناقابل اطمینان حال	۲۶۴	حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی زبردہ روانگی
۲۵۱	کوفہ پر عدم اطمینان سے صحابہ کی املاک کی فروخت	۲۵۷	کوفہ پر عدم اطمینان سے صحابہ کی املاک کی فروخت	۲۶۴	مردان کے بارے میں اعتراض
۲۵۱	طبرستان کی طرف پیش قدمی	۲۵۷	طبرستان کی طرف پیش قدمی	۲۶۴	تیسری آذان اور منیٰ کی مکمل نماز کا اعتراض
۲۵۲	جر جان کی سرکوبی	۲۵۸	کوفہ کے مقابلے	۲۶۵	کوفہ کے مقابلے
۲۵۲	جمع و اشاعت قرآن مجید	۲۵۸	سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کا واقعہ	۲۶۵	سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کا واقعہ
۲۵۲	قرآن یکجا کرنے کی وجہ	۲۵۸	اعتراض کرنے والوں کی کوفہ بدری	۲۶۵	اعتراض کرنے والوں کی کوفہ بدری
۲۵۲	حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اختلاف اور	۲۵۸	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور شرارتی لوگوں کی گفتگو	۲۶۵	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور شرارتی لوگوں کی گفتگو
۲۵۲	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فیصلہ	۲۵۸	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فیصلہ	۲۶۵	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی انہیں سمجھانے کی کوشش
۲۵۳	خلافت صدیقی رضی اللہ عنہ میں قرآن مرتب ہونے کی وجہ	۲۵۹	شرارتی گروپ کی رپورٹ	۲۶۶	شرارتی گروپ کی رپورٹ
۲۵۳	مجموعہ قرآن	۲۵۹	عبدالرحمن بن خالد رضی اللہ عنہ کی شرارتی	۲۶۶	عبدالرحمن بن خالد رضی اللہ عنہ کی شرارتی
۲۵۳	یزدگرد کا تعاقب اور فرار	۲۵۹	گروپ کو ڈانٹ	۲۶۶	گروپ کو ڈانٹ
۲۵۳	یزدگرد کا قتل	۲۵۹	بصری کے واقعات	۲۶۶	بصری کے واقعات
۲۵۳	یزدگرد کے قتل کی دوسری روایت	۲۶۰	عبداللہ بن سبا کی ساتھیوں سے خط و کتابت	۲۶۶	عبداللہ بن سبا کی ساتھیوں سے خط و کتابت
۲۵۳	یزدگرد کی اولاد کا حال	۲۶۱	عامر بن عبد قیس رضی اللہ عنہ کا واقعہ	۲۶۷	عامر بن عبد قیس رضی اللہ عنہ کا واقعہ
۲۵۳	ترکوں کی یورش	۲۶۱	سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کی مدینہ روانگی	۲۶۷	سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کی مدینہ روانگی
۲۵۳	مسلمانوں کی فوج کی دو حصوں میں روانگی	۲۶۱	یزید بن قیس کی بغاوت اور گرفتاری	۲۶۷	یزید بن قیس کی بغاوت اور گرفتاری
۲۵۵	لشکر اسلام میں اختلاف کا پہلا بیج	۲۶۱	یزید کی خفیہ حرکتیں	۲۶۷	یزید کی خفیہ حرکتیں
۲۵۵	قارن کی بغاوت	۲۶۱	یزید بن قیس کی روانگی اور سعید کے غلام کا قتل	۲۶۷	یزید بن قیس کی روانگی اور سعید کے غلام کا قتل
۲۵۵	قارن کا قتل اور ترکوں کی شکست	۲۶۲	حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا بحیثیت گورنر خطبہ	۲۶۸	حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا بحیثیت گورنر خطبہ
۲۵۵	عربوں کا حال	۲۶۲	عامر بن عبد اللہ تمیمی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مکالمہ	۲۶۸	عامر بن عبد اللہ تمیمی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مکالمہ
۲۵۵	مصائب اور فتنوں کی ابتداء	۲۶۲	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مشورے	۲۶۸	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مشورے
۲۵۶	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گورنر کی تحقیقات	۲۶۲	عبداللہ بن سبا کا فتنہ	۲۶۸	عبداللہ بن سبا کا فتنہ
۲۵۶	ابن سبا کی خرافات	۲۶۳	ابن عامر وغیرہ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو	۲۶۸	ابن عامر وغیرہ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۹۴	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے خط و کتابت	۲۸۷	مسجد نبوی ﷺ کی توسیع و تعمیر	۲۸۱	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلاموں کی شہادت اور بلوائیوں کی لوٹ مار
۲۹۵	شام کے احوال قبصہ کی زبانی	۲۸۷	مسجد کا محکمہ پختہ کرانا	۲۸۲	حملہ آوروں کے نام
۲۹۵	فرقہ سیاسیہ کی قبصہ کو مارنے کی سازش	۲۸۷	رومہ نامی کنواں	۲۸۲	تاریخ شہادت اور تدفین
۲۸۸	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے کا سوال	۲۸۸	صدقہ	۲۸۲	گورنروں کی تفصیل
۲۸۸	شام سے جنگ کے لئے تیاری اور مکہ کی مخالفت	۲۸۸	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا خواب	۲۸۲	فتوحات عثمانی پر ایک سرسری نظر
۲۸۹	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں خطاب	۲۸۹	غلاموں کی آزادی	۲۸۲	ہمدان، رے، اسکندریہ اور آذربائیجان کی بغاوت
۲۸۹	عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طبی اور ان کے بارے میں افواہیں	۲۸۹	سادگی و تواضع	۲۸۳	آرمینیا کا زروں در سفید کی فتح
۲۸۹	مکہ کی طرف روانگی	۲۹۰	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی چادر اور جوتی	۲۸۳	افریقہ کی فتح
۲۹۰	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو قتل عثمان رضی اللہ عنہ کی خبر	۲۹۰	مسجد میں فرش پر سونا	۲۸۳	قبرس اور ذودوس کی فتح
۲۹۰	مکہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ارشادات	۲۹۰	کمر پر کنکریوں کے نشانات	۲۸۳	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خطرناک واقعات میں ثابت قدمی
۲۹۱	قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کا اعلان	۲۹۱	احیاء علوم و جمع قرآن	۲۸۳	قسططنین کے عظیم لشکر سے جنگ اور فتح
۲۹۱	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے مشورے	۲۹۱	قرآن کی تعلیم دینا	۲۸۳	نسب، کنیت، حلیہ
۲۹۱	عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا جواب اور حضرت حصہ رضی اللہ عنہما کا رکنا	۲۹۱	سیاست	۲۸۳	ولادت، اسلام، ہجرت
۲۹۲	بصرہ جانے کا اعلان	۲۹۲	پہلا حادثہ دور خلافت کا	۲۸۳	صاحب الحجر تین
۲۹۲	لشکر کا امامت پر اختلاف	۲۹۲	بہترین حکمت عملی کی واضح مثال	۲۸۳	حاکم کی روایت
۲۹۲	مروان سعید اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما کا مکالمہ	۲۹۲	ازواج و اولاد	۲۸۳	ذوالنورین کا لقب
۲۹۲	حضرت سعید رضی اللہ عنہ، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کی واپسی	۲۹۲	خلافت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ	۲۸۵	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک اور اعزاز
۲۹۳	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ	۲۹۳	بیعت میں بعض اصحاب کا رویہ	۲۸۵	خصائص اوصاف قبل از اسلام
۲۹۸	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آمد کا شور	۲۹۳	خلافت کے بارے میں دوسرا قول	۲۸۵	فیاضی سیرچشی اور اولوالعزمی
۲۹۳	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بصرہ والوں سے رابطہ	۲۹۳	حضرت علی رضی اللہ عنہ سے درخواست بیعت	۲۸۵	حج میں فیاضی
۲۹۳	حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور بصرہ والوں کا مکالمہ	۲۹۳	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطاب	۲۸۵	جیش العسرة میں کارکردگی
۲۹۳	حضرت عثمان بن حنیف گورنر بصرہ کا فیصلہ	۲۹۳	قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کا مطالبہ	۲۸۵	عبدالرحمن بن خباب رضی اللہ عنہ کی زبانی واقعہ کی تفصیل
۲۹۳	گورنر کے نمائندے کی تقریر	۲۹۳	قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ	۲۸۶	غزوہ تبوک میں کارکردگی
۲۹۳	بصرہ والوں کا نمائندے کی پٹائی کرنا	۲۹۳	حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی دورانی	۲۸۶	اہل بیت نبی کی دیکھ بھال
		۲۹۳	ابن عباس رضی اللہ عنہما کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشورہ	۲۸۶	رسول اکرم ﷺ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے راضی ہونے کا اعلان
		۲۹۳	گورنروں کا تقریر اور ان کی روانگی	۲۸۷	آنحضرت ﷺ کا خطبہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
		۲۹۳	عمارہ بن شہاب گورنر کوفہ		
		۲۹۳	عبید اللہ بن عباس گورنر یمن		
		۲۹۳	قیس بن سعد گورنر مصر		
		۲۹۳	سمیل بن حنیف گورنر شام		
		۲۹۳	حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے خط و کتابت		

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
	لشکروں کا اجتماع اور بیانات	۲۹۹	بکر بن وائل کی آمد	۳۰۳	حضرت زبیرؓ اور حضرت علیؓ کا صلح کا انتظار
	حضرت عائشہؓ کا خطاب	۲۹۹	حضرت ابو موسیٰؓ سے مدد طلب کرنے کی کوشش	۳۰۳	حضرت علیؓ کا حضرت زبیرؓ کو پیغام
	گورنر کے لشکر میں پھوٹ	۲۹۹	اشتر اور ابن عباسؓ کی کوشش	۳۰۳	احنف بن قیس
	جاریہ بن قدامہ کا مکالمہ	۲۹۹	حضرت حسن بن علیؓ چھ اور عمار کی کوشش	۳۰۳	احنف کا مؤقف
	حکیم بن جبلة کی سرکشی اور حملہ	۲۹۹	حضرت ابو موسیٰؓ کا کوذیل کے ساتھ جواب	۳۰۳	حضرت طلحہؓ اور امیر المومنینؓ کا مکالمہ
	حکیم بن جبلة کا ظلم اور جنگ کی ابتداء	۲۹۹	ام المومنینؓ کے خط سے کوئے میں ہنگامہ	۳۰۳	حضرت علیؓ کا مکالمہ اور زبیرؓ کا واپسی کا ارادہ
	صلح کی شرط اور اسامہ کی گواہی	۳۰۰	حضرت ابو موسیٰؓ کی نصیحت	۳۰۳	زبیرؓ ام المومنینؓ کی خدمت میں اہل بصرہ کے تین روپے
	حضرت امیر المومنینؓ کا گورنر کو خط	۳۰۰	امیر المومنینؓ کی حمایت کا اعلان	۳۰۳	ام المومنینؓ اور امیر المومنینؓ کے لشکر صلح کی شرائط طے ہو گئیں
	عثمان بن حنیف کا انکار اور لڑائی	۳۰۰	حضرت ابو موسیٰؓ اور عبد خیر کا مکالمہ	۳۰۳	قاتلین عثمانؓ کا لڑائی چھیڑنا
	عثمان بن حنیف کی گرفتاری اور رہائی	۳۰۰	حضرت عمارؓ اور حضرت حسنؓ کی تقریر اور کوذ سے لشکر کی روانگی	۳۰۳	حضرت طلحہؓ وزبیرؓ کا اظہار افسوس
	بصرہ میں حضرت طلحہؓ وزبیرؓ کا خطبہ	۳۰۰	اشتر کی کوذ آمد اور حضرت ابو موسیٰؓ کو الٹی میٹم	۳۰۳	امیر المومنینؓ کا اظہار افسوس
	امیر المومنینؓ علیؓ پر الزام اور ایک شخص کی تقریر	۳۰۰	جنگ کے امراء کی تشکیل	۳۰۳	دونوں لشکروں میں خاص اعلان
	حکیم بن جبلة کی ابن زبیر سے لڑائی	۳۰۱	کوذ کی فوج کی آمد اور امیر المومنینؓ کا استقبال	۳۰۵	ام المومنینؓ جنگ کے میدان میں
	حکیم بن جبلة کا قتل اور حرقوص کی جان بخشی	۳۰۱	قتل عمارؓ اور کوذ کی روایت	۳۰۵	حضرت زبیرؓ کی شہادت
	حضرت عائشہؓ کے اہل مدینہ یمامہ وغیرہ کو خطوط	۳۰۱	قتل عمارؓ اور کوذ کی روایت	۳۰۵	زبیرؓ کے قاتلوں کو جہنم کی بشارت
	حضرت طلحہؓ وزبیرؓ کو لانے کے لیے بعض صحابہؓ کی روانگی	۳۰۱	قتل عمارؓ اور کوذ کی روایت	۳۰۵	قرآن کے ذریعے لڑائی روکنے کی ناکام کوشش
	عبداللہ بن سلامؓ کی حضرت علیؓ کو روکنے کی کوشش	۳۰۱	قتل عمارؓ اور کوذ کی روایت	۳۰۵	ام المومنینؓ کی قاتلین عثمانؓ کے حق میں بدعا
	حضرت حسنؓ اور امیر المومنینؓ کا مکالمہ	۳۰۲	حضرت قعقاعؓ کی رائے اور صلح پر اتفاق	۳۰۶	امیر المومنینؓ کی قاتلین عثمانؓ کے حق میں بدعا
	امیر المومنینؓ کے جوابات	۳۰۲	صلح پر اتفاق اور لشکر کی روانگی	۳۰۶	حضرت عائشہؓ کی تقریر اور سبائیوں کے خلاف حملہ
	خلفاء ثلاثہ کی بیعت کا اقرار	۳۰۲	فسادی اشتر اور اہل مصر میں کھلبلی	۳۰۶	زید بن صوحان کی شہادت
	کوذ سے لوگوں کو جمع کرنے کے لئے روانگی	۳۰۲	اشتر کی حضرت علیؓ وطلحہؓ سے کوذ کرنے کی سازش	۳۰۶	لڑائی کی شدت اور کثرت سے شہدائیں
	زبدہ سے روانگی	۳۰۲	عدی بن حاتم کی رائے	۳۰۶	حضرت عائشہؓ کے اونٹ پر حملہ
	حضرت ابو موسیٰؓ کے بارے میں رائے	۳۰۲	حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کو لشکروں کو لڑانے کی رائے	۳۰۶	قربانیوں اور قتل
	عثمان بن حنیف کی آمد اور حضرت علیؓ کی لڑائی کا شک	۳۰۲	لشکروں کا سامنا	۳۰۶	

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۲۰	معاویہ رضی اللہ عنہ کا پانی پر قبضہ	۳۱۵	قیس بن سعد رضی اللہ عنہ مصر کے گورنر	۳۱۰	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کا قتل
۳۲۰	حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پانی دینے یا نہ دینے پر مشورہ	۳۱۵	قیس کے حکومتی اقدامات	۳۱۱	اونٹ کے قتل کی دوسری روایت
۳۲۰	پانی کے حصول کی جنگ	۳۱۵	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا قیس کو خط	۳۱۱	اونٹ گرنے کے بعد کی دوسری روایت
۳۲۰	پانی پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قبضہ	۳۱۵	قیس رضی اللہ عنہ کا جواب	۳۱۱	ام المومنین رضی اللہ عنہا اور امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا
۳۲۰	بشیر بن عمرو کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس روانگی	۳۱۶	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا جواب الجواب	۳۱۱	ایک جیسے الفاظ پر اظہار افسوس
۳۲۰	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور بشیر بن عمرو کا مقابلہ	۳۱۶	قیس کا صاف صاف اور کھر جواب	۳۱۱	کالے دن کے بعد کالی رات کی آمد
۳۲۱	ثبوت اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی صلح کلامی	۳۱۶	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو قیس سے ناامیدی	۳۱۱	مقتولین کی تدفین
۳۲۱	فریقین کی مہینہ بھر تک لڑائی	۳۱۶	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قیس کے بارے میں مشورہ	۳۱۱	احنف اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مکالمہ
۳۲۱	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صلح کی کوشش	۳۱۶	قیس کا خط اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب	۳۱۲	امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی بصرہ آمد
۳۲۱	یزید بن قیس کی گفتگو	۳۱۶	قیس کی معزولی اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی گورنری	۳۱۲	زیاد اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ملاقات
۳۲۱	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا جواب	۳۱۶	قیس کی معزولی اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی گورنری	۳۱۲	امیر المومنین رضی اللہ عنہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی خدمت
۳۲۱	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیاد بن حصہ سے گفتگو	۳۱۶	قیس کی مدینہ اور پھر کوفہ واپسی	۳۱۲	ام المومنین رضی اللہ عنہا کے گستاخوں کو سزا
۳۲۱	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے قاصدین کی آمد اور گفتگو	۳۱۶	بلوایوں کو محمد بن ابی بکر کا پیغام	۳۱۲	ام المومنین رضی اللہ عنہا کی مدینہ روانگی
۳۲۲	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سخت جواب	۳۱۸	بلوایوں سے جنگ اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی شکست	۳۱۲	بنو امیہ کے باقی ماندہ لوگ
۳۲۲	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ	۳۱۸	حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا حال	۳۱۲	لشکریوں کو انعامات کی تقسیم
۳۲۲	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں	۳۱۸	عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیٹوں سے مشورہ	۳۱۲	سبائیوں کی شراکت گیری
۳۲۲	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مؤقف	۳۱۸	عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ	۳۱۲	جنگ جمل کے بارے میں دوسری روایت
۳۲۲	عدی اور عامر کا جھگڑا	۳۱۸	جنگ صفین اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بیعت کرنے کا حکم	۳۱۳	قرظہ بن کعب بحیثیت گورنر کوفہ
۳۲۳	حضرت عدی کا اعلان جنگ	۳۱۸	اہل شام کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کا عزم	۳۱۳	جنگ سے پہلے قرآن کریم پر فیصلے کی دعوت
۳۲۳	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ترتیب لشکر	۳۱۸	اشتر کے جریر پر بے جا الزامات	۳۱۳	محمد بن ابی حذیفہ
۳۲۳	جنگ صفین کی شروعات	۳۱۹	جریر کو شام بلانے کی وجہ	۳۱۳	ابن ابی حذیفہ کی شکایات پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رد عمل
۳۲۳	تیسرہ دن اور عمار اور حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کا مقابلہ	۳۱۹	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تیاری	۳۱۳	محمد بن ابی حذیفہ کی شرارت
۳۲۳	حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے آمنے سامنے	۳۱۹	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تیاری	۳۱۳	امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا محمد کو خط اور اس کا مصر پر قبضہ
۳۲۳	پانچواں دن ابن عباس اور ولید بن عقبہ	۳۱۹	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیش قدمی	۳۱۳	محمد بن ابی حذیفہ کا قتل
۳۲۳	فیصلہ کن جنگ لڑنے کی تیاری	۳۱۹	زیاد اور شریح سے ملاقات	۳۱۳	ابن ابی حذیفہ کے مصر پر قبضہ کی دوسری روایت
			اشتر بحیثیت امیر لشکر		
			لشکر شام کی طرف سے پہل		
			حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آمد اور حضرت		

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
	عمومی حمد شروع	۳۲۳	حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دھمکی	۳۲۸	گفتگو کی شروعات حضرت عمرو کا لالچ
	شامی میسرہ پر حملہ	۳۲۴	اشتر کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف جنگ	۳۲۸	دینا
	شامی میسرہ کی کمک کا حملہ	۳۲۴	بندی سے انکار	۳۲۸	حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا جواب
	حضرت علی رضی اللہ عنہ کے میسرہ کی شکست	۳۲۴	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اشتر کو جنگ بندی کا حکم	۳۲۸	عمرو اور ابو موسیٰ کی مزید گفتگو
	ابوسفیان کے خادم کا امیر المومنین پر حملہ	۳۲۴	اشعث کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس	۳۲۸	عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا اعزاز
	لشکر شام سے ربیعہ کی مزاحمت	۳۲۴	رواگی	۳۲۸	دونوں کو معزول کرنے کا فیصلہ
	اشتر کا جوش	۳۲۴	اشعث اور حضرت معاویہ کی بات چیت	۳۲۸	حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا فیصلے کا اعلان
	ہمدان اور قبیلہ مذحج میدان میں	۳۲۴	دو "ثالث" مقرر کرنے کا فیصلہ	۳۲۸	ابن عباس کی حضرت ابو موسیٰ کو تنبیہ
	عبداللہ بن بدیل کا جوش اور شہادت	۳۲۵	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ	۳۲۹	حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے کا اعلان
	اشتر اور آزدی کے تابعدار توڑ حملے	۳۲۵	کی نمائندگی پر ناراضگی	۳۲۹	فیصلے کے خلاف اعلان پر جھگڑا
	بجیلہ کی عدم برداری	۳۲۵	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اشتر کی نمائندگی پر	۳۲۹	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کی جھوٹی روایت
	حضرت علی رضی اللہ عنہ مینہ کے پاس، میدان میں پھراڑائی	۳۲۵	رضامندی	۳۲۹	خارجیوں کی خدمت علی میں آمد
	طے اور نفع کا ربیعہ پر حملہ	۳۲۵	حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی آمد	۳۲۹	خارجیوں کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دھمکی
	عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی للکار	۳۲۵	امیر المومنین رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو کی جھڑپ	۳۲۹	امیر المومنین کا جواب
	عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور ذوالکلاع کی شہادت	۳۲۵	معاہدے کی تحریر	۳۳۰	خارجیوں کی شرارت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب
	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اللہ تعالیٰ سے دعا	۳۲۶	فیصلے کا اختیار	۳۳۰	خارجیوں کا پہاڑوں میں جانے کا فیصلہ
	عمار رضی اللہ عنہ کی للکار	۳۲۶	اشتر کا دستخط سے انکار	۳۳۰	عبداللہ بن وہب امیر خوارج
	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شامیوں کی طرف پیش قدمی	۳۲۶	معاہدے کے بعد	۳۳۱	کسی دوسری جگہ جانے کا مشورہ
	حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا مکالمہ اور شہادت	۳۲۶	صلحین کو فہ واپسی اور خوارج کی شروعات	۳۳۱	خارج کی نہروان رواگی
	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھرپور حملہ	۳۲۶	خوارج اور شعبان علی کے اعلانات	۳۳۱	حضرت عدی بن حاتم کے قتل کی کوشش
	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا چیلنج	۳۲۶	خوارج اور شعبان علی کی بحث	۳۳۱	خوارج کا ناکہ بندی اور جھڑپ
	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پکار	۳۲۶	عبداللہ بن عباس اور خوارج کا مناظرہ	۳۳۱	بصرہ سے خارجیوں کی رواگی اور ان کی ناکہ بندی
	عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ کی وصیت	۳۲۶	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آمد	۳۳۱	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شام سے جنگ کا ارادہ
	لیلۃ الہریر	۳۲۶	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خارجیوں سے بات	۳۳۱	خارجیوں کو ساتھ دینے کی دعوت اور ان کا جواب
	شامی فوج کے علمبردار کا قتل	۳۲۶	چیت	۳۳۲	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تیاری
	قرآن نیزوں پر اٹھانے کا مشورہ	۳۲۶	خوارج کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بحث اور دلیل کا مان لینا	۳۳۲	بجیلہ سے لشکر کی رواگی
	لشکر میں اختلاف کی ابتداء	۳۲۶	فیصلے کے حکمین کی آمد	۳۳۲	مجاہدین کی فہرست کی تیاری
	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جیسا حشر کرنے کی	۳۲۶	دونوں گروپوں کے شرکاء میں فرق	۳۳۲	
			فیصلے میں موجود صحابہ کرام جملہ کے نام		

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۳۵	آپ ﷺ کی عمر اور مدت خلافت	۳۳۶	ابن حضری کا خطاب اور ہنگامہ	۳۳۶	شام سے جنگ پر لوگوں کی آمدگی
۳۳۵	ازواج و اولاد	۳۳۶	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا خط اور لوگوں کا رد عمل	۳۳۶	خوارج کے ہاتھوں عبداللہ بن خباب اور اہل خانہ کی شہادت
۳۳۵	حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہ کی خلافت	۳۳۶	زیاد کا ان حالات میں اقدام	۳۳۶	خوارج کی طرف پیش قدمی
۳۳۵	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیعت لینا	۳۳۶	حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کی آمد اور ابن الحضرمی کا قتل	۳۳۶	خوارج کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پیغام
۳۳۶	رواگی	۳۳۶	زیاد بحیثیت گورنر فارس	۳۳۶	خوارج کو نصیحت اور سمجھانے کی کوشش
۳۳۶	قیس کی شہادت افواہ اور عراق کا حسن	۳۳۶	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ پر جھوٹا الزام	۳۳۶	خوارج کا جواب
۳۳۶	رضی اللہ عنہ پر حملہ	۳۳۶	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی جواب طلبی	۳۳۶	امیر المؤمنین کی واپسی کے بارے میں ایک اور قول
۳۳۶	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اقتدار حوالے کرنے کا خط	۳۳۶	سے ناراضگی اور علیحدگی	۳۳۶	جنگ نہروان اور جنگ کی تیاری
۳۳۶	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو خط	۳۳۶	اہل بصرہ کا تعاقب اور واپسی	۳۳۶	امن دینے کا اعلان اور اکثریت کی واپسی
۳۳۶	اہل عراق کا امام حسن رضی اللہ عنہ کو خراج دینے سے انکار	۳۳۶	امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی تاریخ	۳۳۶	خارجیوں پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حملہ
۳۳۶	لوگوں کی صلح پر رضامندی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت	۳۳۶	قتلین کا مشورہ	۳۳۶	خارجیوں اور مجاہدین کے نقصان کی تفصیل
۳۳۶	قیس بن معد کو بیعت کرنے کا حکم	۳۳۶	ہدف کا تعین اور قتل کی تاریخ	۳۳۶	تحلیلہ میں قیام اور فوجیوں کی نافرمانی
۳۳۶	امام حسین رضی اللہ عنہ کی وفات اور زہر دینے کی جھوٹی روایت	۳۳۶	شعیب اور ابن ہشام کی گفتگو	۳۳۶	کوفیوں کی وعدہ خلافی اور نافرمانی
۳۳۶	قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی مشترکہ بیعت	۳۳۶	شعیب اور ابن ہشام کا گٹھ جوڑ	۳۳۶	مصر میں شورش
۳۳۶	قیس بن سعد کا لشکر کو تیار رہنے کا حکم	۳۳۶	ابن ہشام اور اس کی محبوبہ کا گٹھ جوڑ	۳۳۶	اشتر کی مصر روانگی اور انتقال
۳۳۸	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور قیس کی صلح	۳۳۶	ابن ہشام اور اس کے ساتھی کین گاہ میں	۳۳۶	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو خط
۳۳۸	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین اور عام الجمانہ	۳۳۶	امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ	۳۳۶	محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا جواب
۳۳۸	مصنف کی وضاحت	۳۳۶	حضرت علی رضی اللہ عنہ زخمی ہونے کے بعد	۳۳۶	مصر پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی لشکر کشی
۳۳۸	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور کو خلفاء راشدین سے علیحدہ ذکر کرنے کی وجہ	۳۳۶	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وصیتیں	۳۳۶	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو مصر جانے کا حکم
۳۳۸	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور خلافت	۳۳۶	ام کلثوم اور ابن ہشام کی گفتگو	۳۳۶	مخالفین علی رضی اللہ عنہ سے خط و کتابت
۳۳۸	راشدین سے علیحدہ ذکر کرنے کی وجہ	۳۳۶	صاحب زادوں کا وصیت	۳۳۶	عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا مصر پر حملہ
۳۳۸	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور خلافت	۳۳۶	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت	۳۳۶	محمد بن ابی بکر کا اندوہناک قتل
۳۳۸	راشدہ ہے ملوکیت نہیں	۳۳۶	قاتل ابن ہشام کی جھنم رسیدگی	۳۳۶	محمد بن ابی بکر کی موت کی دوسری روایت
۳۳۸	بادشاہت (ملوکیت) کی اصل تعبیر	۳۳۶	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر حملہ	۳۳۶	حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ والوں کا رویہ
۳۳۸	خلافت اور بادشاہت کو الگ الگ	۳۳۶	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا علاج	۳۳۶	ملک بن کعب رضی اللہ عنہ کی مصر روانگی
		۳۳۶	دربان اور محافظ کی تقریر	۳۳۶	حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مصر کی اطلاع اور اس کا صدمہ
		۳۳۶	عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی جگہ خارجہ کا قتل	۳۳۶	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ابن حضری کی بصرہ آمد
		۳۳۶	حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عمال		
		۳۳۶	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جلیہ و نسب		
		۳۳۶	اسلام		

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۶۰	انتقام اور شوری کے اصحاب	۳۴۹	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی امان سے زیادتی	۳۴۹	پہچاننے کا طریقہ
۳۶۰	گارڈ ساتھ لے کر چلنے کی ایجاد	۳۵۰	حاضری	۳۴۹	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلفاء راشدین سے الگ ذکر کرنے کی دوسری وجہ
۳۶۰	ملاقاتوں کی مزید اضلاع اور انتظامی	۳۵۰	زیادہ کا احتساب	۳۵۰	تاریخ ابن خلدون
۳۶۰	مکتوبوں میں تقسیم	۳۵۰	بعض لوگوں کو نماز پر جماعت گورنر کے ساتھ پڑھنے کا حکم	۳۵۰	جلد سوم
۳۶۰	روم پر مسلمانوں کے حملے	۳۵۰	کابل کی فتح	۳۵۰	حصہ دوم
۳۶۱	روم پر عبدالرحمن عبداللہ اور عقبہ کے حملے	۳۵۱	نسف اور زابل کی فتح	۳۵۱	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور خلافت
۳۶۱	یزید اور روم کا جہاد	۳۵۱	قیقان پر حملہ اور عبدالرحمن عبدی کی شہادت	۳۵۱	بنو امیہ اور بنو ہاشم
۳۶۱	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی یزید کو ضرور بھیجنے کی قسم	۳۵۱	قیس بن عیشم کی معزولی	۳۵۱	حرب بن امیہ کی سرداری
۳۶۱	حضرت ابوالیوب رضی اللہ عنہ کی شہادت	۳۵۱	قیس کی معزولی کا ایک دلچسپ واقعہ	۳۵۱	اسلام کا دور اور بنو امیہ
۳۶۱	حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی وفات اور زیادتی	۳۵۱	حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی وفات	۳۵۱	فطری جوش اور حمیت
۳۶۱	گورنری	۳۵۱	ابن عامر کی معزولی کا واقعہ	۳۵۱	صفوان بن امیہ
۳۶۱	یزید پر کوفہ میں پتھراؤ	۳۵۲	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ابن عامر سے تین چیزوں کا مطالبہ	۳۵۲	بنو امیہ کی سرداری کا دور
۳۶۱	سرد کا ظلم اور زیادتی چشم پوشی	۳۵۲	ابن عامر کا جواب تین چیزوں کا مطالبہ	۳۵۲	بنو امیہ کی افتخار پسندی
۳۶۲	عقبہ بن عامر والی افریقہ	۳۵۲	بعض مورخین کا ایک قول	۳۵۲	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں بنو امیہ
۳۶۲	ودان اور سوڈان کی فتح	۳۵۲	زیادہ کا نسب	۳۵۲	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دور
۳۶۲	افریقہ میں اسلامی فوج کے اڈے کا قیام	۳۵۲	زیادہ کا باپ ہونے کا اقرار کا واقعہ	۳۵۲	حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور
۳۶۲	قیروان نامی شہر اور اڈے کی بنیاد	۳۵۳	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو روک دینا	۳۵۳	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بردباری
۳۶۲	مسلمہ بن مخلد کی گورنری	۳۵۳	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اس کے نسب سے انکار اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے	۳۵۳	گورنروں کی تقریری اور روانگی
۳۶۲	عقبہ کی بحالی	۳۵۳	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا زیادہ کے نسب کے بارے میں استحقاق	۳۵۳	بصرہ پر بسر بن ارطاة کا تقرر
۳۶۲	حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ اور حجر بن عدی کی جھڑپ	۳۵۳	زیادہ کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رویہ	۳۵۳	زیادہ کے بچوں کا بسر کے ہاتھوں جس ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کا زیادہ کے بچوں کا چھڑانا
۳۶۳	حجر بن عدی کی مغیرہ کو ڈانٹ	۳۵۳	ابن عامر اور زیادہ کی مخالفت	۳۵۳	بسر کی معزولی اور ابن عامر کی گورنری
۳۶۳	حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا درباریوں کو جواب	۳۵۳	زیادہ کا بصرہ کا عامل بننا	۳۵۳	بلخ سے مصالحت پر قیس کی گرفتاری
۳۶۳	زیادہ کی کوفہ آمد اور خطبہ	۳۵۳	زیادہ کا خطبہ (خطبہ ہترا)	۳۵۳	مردان کی گورنری معزولی اور پھر تقرری
۳۶۳	زیادہ کی حجر کو گرفتار کرنے کی کوشش	۳۵۳	زیادہ کے سخت ترین احکامات	۳۵۳	حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیادہ کے بارے میں گفتگو
۳۶۳	عمرو بن الحمق کا فرار	۳۵۳	سخت ترین اقدامات کا نتیجہ	۳۵۳	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا زیادہ کے بارے میں اندیشہ
۳۶۳	حجر کی اور عمرو بن الحمق کی گرفتاری	۳۵۳		۳۵۳	حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ اور زیادہ کی گفتگو
۳۶۳	عمرو بن الحمق کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص میں قتل	۳۵۳		۳۵۳	
۳۶۳	حجر کے ساتھیوں کی تلاش	۳۵۳		۳۵۳	
۳۶۳	عبداللہ بن خلیفہ طائی	۳۵۳		۳۵۳	

تاریخ ابن خلدون
جلد سوم
حصہ دوم

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور خلافت
بنو امیہ اور بنو ہاشم
حرب بن امیہ کی سرداری
اسلام کا دور اور بنو امیہ
فطری جوش اور حمیت
صفوان بن امیہ
بنو امیہ کی سرداری کا دور
بنو امیہ کی افتخار پسندی
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں بنو امیہ
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دور
حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بردباری
گورنروں کی تقریری اور روانگی
بصرہ پر بسر بن ارطاة کا تقرر
زیادہ کے بچوں کا بسر کے ہاتھوں جس
ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کا زیادہ کے بچوں کا چھڑانا
بسر کی معزولی اور ابن عامر کی گورنری
بلخ سے مصالحت پر قیس کی گرفتاری
مردان کی گورنری معزولی اور پھر تقرری
حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
کی زیادہ کے بارے میں گفتگو
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا زیادہ کے بارے میں
اندیشہ
حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ اور زیادہ کی گفتگو

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۷۲	نداء	۳۶۸	عبداللہ بن زیاد کی فتوحات		حضرت مدی بن حاتم کی گرفتاری اور رہائی
۳۷۲	بیعت یزید کی تاریخ	۳۶۳	بصرہ کی حکومت پر عبداللہ کے آنے کا سبب	۳۶۳	حجر اور اس کے ساتھیوں کے خلاف گواہی قیدیوں کی شام روانگی
۳۷۲	مروان مدینہ کا گورنر بننا	۳۶۸	بنو ضبہ کی عبداللہ کے خلاف شرارت	۳۶۳	حجر بن عدی کے ساتھیوں کے نام مزید قیدی اور شرح بن ہانی کا خط
۳۷۳	مروان اور سعید	۳۶۸	یزید کی ولی عہدی کا پس منظر	۳۶۳	شرح کی حجر کے حق میں گواہی بعض قیدیوں کی رہائی
۳۷۳	سعید کی امیر معاویہ کو نصیحت	۳۶۹	حضرت مغیرہ بن شعبہ کی کوفہ میں کوششیں	۳۶۳	حجر کو رہا کرنے سے حضرت امیر معاویہ بنی ہاشم کا انکار
۳۷۳	خضاک کی معزولی اور ابن ام الحکم کی گورنری	۳۶۹	امیر معاویہ بنی ہاشم کا زیاد سے اور اس کا دوسروں سے مشورہ لینا	۳۶۵	حجر کے قتل کا فیصلہ
۳۷۳	کوفہ سے عبدالرحمن کی معزولی	۳۶۹	یزید کی یزید کے بارے میں رائے	۳۶۵	حجر کا حضرت علی بنی ہاشم کی مخالفت سے انکار
۳۷۳	عبدالرحمن بن زیاد کی گورنری	۳۶۹	عبید بن کعب کا زیاد کو جواب	۳۶۵	حجر کی جرات مندانہ شہادت
۳۷۳	عبدالرحمن کے بعد قیس	۳۶۹	عبید بن کعب اور یزید	۳۶۵	حجر کے مقتول ساتھیوں کے نام
۳۷۴	بصرہ سے عبداللہ کے وفد کی آمد	۳۷۰	عبداللہ بن عمر بنی ہاشم کا جواب	۳۶۶	کریم بن عقیف کی معافی
۳۷۴	عبداللہ کی معزولی	۳۷۰	حضرت امیر معاویہ بنی ہاشم کا مروان کو خط	۳۶۶	حضرت عثمان بنی ہاشم کی گستاخی پر عبدالرحمن کا قتل
	اہل وفد سے امیر معاویہ بنی ہاشم کی گفتگو	۳۷۰	مروان کا اہل مدینہ سے مشورہ	۳۶۶	مالک ہبیرہ کی حجر کو چھڑانے کی کوشش
۳۷۴	عبداللہ کی بحالی	۳۷۰	عبدالرحمن بن ابی بکر کا احتجاج	۳۶۶	امیر معاویہ بنی ہاشم کی مالک سے عذرخواہی
۳۷۴	شام کے جہاد کے واقعات	۳۷۰	حضرت حسین و عبداللہ بن عمر اور ابن زبیر وغیرہ کی رائے	۳۶۶	ام المومنین بنی ہاشم کی حجر کے لیے سفارش
۳۷۴	جزیرہ روس اور مسلمان	۳۷۰	وفد کے سامنے امیر معاویہ بنی ہاشم کی تقریر	۳۶۶	حجر کے قتل کی ایک اور وجہ
	محمد بن مالک اور ۵۵ کا قائد شکر	۳۷۰	خضاک بن فہری کی یزید کی حمایت میں تقریر	۳۶۷	ربیع بن زیاد گورنر خراسان
۳۷۵	۵۸ ہجری کی فتوحات	۳۷۰	مختلف لوگوں کی تائید	۳۶۷	حجر کے قتل کی خبر سے ربیع کو سکتہ
۳۷۵	امیر معاویہ بنی ہاشم کی وفات	۳۷۱	احنف بن قیس کی حق گوئی	۳۶۷	ربیع کی اپنے لیے موت کی دعا
۳۷۵	امیر معاویہ بنی ہاشم کی یزید کو نصیحتیں	۳۷۱	احنف بن قیس سے شامیوں کا اختلاف	۳۶۷	حضرت عبداللہ بن عمر بنی ہاشم کی زیاد کے لیے بد دعا
۳۷۵	یزید کی مخالفت کرنے والے متوقع افراد	۳۷۱	حضرت معاویہ بنی ہاشم کی مدینے آمد	۳۶۷	یزید کو ہاتھ کاٹنے کا مشورہ
۳۷۵	عبداللہ بن زبیر کے بارے میں نصیحت	۳۷۱	امیر معاویہ بنی ہاشم ام المومنین بنی ہاشم کی خدمت میں	۳۶۷	یزید کا ہاتھ کٹوانے کا فیصلہ اور خوف سے ترک
۳۷۶	اہل عراق و حجاز کے بارے میں وصیت	۳۷۱	امیر معاویہ بنی ہاشم کی مدینے آمد	۳۶۷	یزید کی وفات
۳۷۶	حضرت حسین بنی ہاشم کے بارے میں وصیت	۳۷۱	حضرت ابن زبیر بنی ہاشم کی حضرت معاویہ بنی ہاشم کو پیشکش	۳۶۸	عبداللہ بن زیاد کی گورنری
۳۷۶	عبداللہ بن زبیر کے بارے میں وصیت	۳۷۱	ابن زبیر کی دوسری اور تیسری پیشکش	۳۶۸	عبداللہ بن زیاد کو نصیحت
۳۷۶	امیر معاویہ بنی ہاشم کی وفات	۳۷۱	امیر معاویہ بنی ہاشم کا کھر جواب		
۳۷۶	دیوان "خاتم" مہر لگانے والا محکمہ	۳۷۱	امیر معاویہ بنی ہاشم کی بیعت لینے کے لیے		
۳۷۶	ان کی پولیس کا پہلا افسر	۳۷۲			
	حضرت امیر معاویہ بنی ہاشم کا نسب، کنیت	۳۷۲			
۳۷۷	ازوج و اولاد	۳۷۲			
۳۷۷	اولاد اور ان کی اولاد	۳۷۲			
۳۷۷	اسلام قبول اور اس کے بعد	۳۷۲			

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۸۹	مسلم بن عقیل کی بے بسی اور پیاس	۳۸۵	سرجوں کا یزید و مشورہ	۳۷۷	خدیجہ مہد امک کا خراج تحسین
۳۸۹	طوع و نمانی عورت کا پناہ دینا	۳۸۵	امام حسین رضی اللہ عنہ کا بصرہ والوں کو خط	۳۷۷	اسماء بنت ابی بکر مزیہ حالات
۳۸۹	مسلم بن عقیل کے وارنٹ گرفتاری	۳۸۵	قاصد کا قتل اور ابن زیاد کا خطاب	۳۸۰	یزید کا بیعت کے لیے فرمان
۳۸۹	ناکہ بندی کا حکم اور مسلم کی مجبوری	۳۸۵	ابن زیاد کا کوفہ میں حسین رضی اللہ عنہ کے شیعے	۳۸۰	مروان اور ولید کا مشورہ
۳۸۹	مسلم بن عقیل کا تنہا مقابلہ	۳۸۵	میں استقبال	۳۸۱	حضرت حسین ابن عمر اور ابن زبیر کی طلبی
۳۸۹	امان کے اعلان پر مسلم کا تاریخی کردار	۳۸۶	نعمان بن بشیر اور ابن زیاد	۳۸۱	حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولید اور مروان
۳۹۰	جھکے ماندے مسلم کو "امان" کا دھوکہ	۳۸۶	ابن زیاد کا کوفہ میں خطبہ	۳۸۱	سے ملاقات
۳۹۰	مسلم اور ابن اشعث کی گفتگو	۳۸۶	ابن زیاد کی سرداروں سے گفتگو	۳۸۱	حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا جواب
۳۹۰	مسلم کا ابن اشعث سے بیان لینا	۳۸۶	مسلم بن عقیل کی ہانی بن عمرو کے ہاں	۳۸۱	مروان اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ
۳۹۰	ابن زیاد اور مسلم بن عقیل	۳۸۶	پناہ	۳۸۱	عبداللہ بن زبیر بن عوف کی روپوشی
۳۹۰	مسلم بن عقیل کی عمرو بن سعد کی وصیت	۳۸۶	مسلم بن عقیل کے خلاف جاسوسی	۳۸۱	حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی روپوشی
۳۹۰	عمر بن سعد کی خیانت	۳۸۶	جاسوس کی آمد	۳۸۱	محمد بن حنفیہ کا اپنے بھائی کو مشورہ
۳۹۱	مسلم بن عقیل اور ابن زیاد کی گفتگو	۳۸۶	جاسوس کی کامیابی	۳۸۱	مکہ اور اس کے بعد دوسرے شہر جانے
۳۹۱	مسلم بن عقیل کے قتل کی قسم	۳۸۶	عبداللہ بن زیاد کے قتل سے بچنے کے	۳۸۲	کی رائے
۳۹۱	مسلم بن عقیل کی شہادت	۳۸۶	دو واقعے	۳۸۲	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت
۳۹۱	ہانی بن عروہ کی شہادت	۳۸۷	دوسرا واقعہ	۳۸۲	ولید بن عتبہ کی معزولی
۳۹۱	مختار اور عبداللہ بن حرث کی گرفتاری	۳۸۷	قتل نہ کرنے کی وجہ	۳۸۲	عمر بن سعید رضی اللہ عنہ کی کاروائیاں
۳۹۱	امام حسین رضی اللہ عنہ کا کوفہ جانے کا ارادہ	۳۸۷	ہانی بن عروہ کی پیشی	۳۸۲	عمر بن زبیر کی مکہ پر حملہ کے لیے روانگی
۳۹۱	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور امام	۳۸۷	ابن زیاد اور ہانی کی گفتگو	۳۸۲	مروان کی لعنت و ملامت
۳۹۱	حسین رضی اللہ عنہ	۳۸۷	ہانی کا مہمان کو حوالے کرنے سے انکار	۳۸۲	ابو شریح کا سنت رسول سے دلیل دینا
۳۹۱	حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور امام	۳۸۷	مسلم بن عمرو اور ہانی کی گفتگو	۳۸۳	عمر بن زبیر کی ہٹ دھرمی
۳۹۱	حسین رضی اللہ عنہ	۳۸۷	مہمان کی حفاظت کے لیے جاں نثاری	۳۸۳	عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا لشکر
۳۹۲	حضرت عبداللہ بن عمر اور امام حسین رضی اللہ عنہ	۳۸۸	کا عزم	۳۸۳	محمد بن زبیر سے جنگ اور اس کا فرار
۳۹۲	عبداللہ بن عباس کی ایک اور کوشش	۳۸۸	ابن زیاد کا ہانی کو قید کرنا	۳۸۳	عمر بن زبیر کی مدت
۳۹۲	امام حسین رضی اللہ عنہ کی روانگی اور گورنر کی	۳۸۸	ہانی پر ظلم و تشدد	۳۸۳	حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مطیع کی نصیحت
۳۹۲	رکاوٹ	۳۸۸	احتجاج کرنے والوں پر تشدد	۳۸۳	امام حسین رضی اللہ عنہ مکہ میں
۳۹۲	یزید کے مال و اسباب کے قافلہ پر قبضہ	۳۸۸	ابن زیاد کا محاصرہ	۳۸۳	کوفہ میں شیعان علی کا اجتماع
۳۹۲	فرزدق شاعر اور امام حسین رضی اللہ عنہ	۳۸۸	مسلم بن عقیل کا کوئی لشکر	۳۸۳	کوفیوں کا خط بنام حسین رضی اللہ عنہ
۳۹۲	عبداللہ بن جعفر کا خط	۳۸۸	ابن زیاد کا محاصرہ	۳۸۳	مسلم بن عقیل کی روانگی اور بدفالی
۳۹۳	ابن زیاد کی تیاری	۳۸۸	ابن زیاد کا کوفیوں کو لالچ اور دھمکی	۳۸۳	مسلم بن عقیل کی کوفہ آمد
۳۹۳	کوفہ والوں کو امام کا خط	۳۸۸	کوفیوں کو لالچ میں فرار	۳۸۳	نعمان بن بشیر کا خطبہ
۳۹۳	قاصد "قیس" کا اعلان حق اور شہادت	۳۸۸	مسلم بن عقیل تنہا کوئی فرار	۳۸۵	یزید کے چچوں کا اسے خط

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۱۵	اہل مدینہ کا جنگ کا فیصلہ	۴۱۱	حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی سر مبارک کی توہین	۴۰۷	صلوۃ الخوف اور زہیر کی شہادت
۴۱۵	مدینہ پر حملہ "واقعہ حرا"	۴۱۱	یزید بن ارقم کا سخت احتجاج	۴۰۷	نافع بن ہلال کی شہادت
۴۱۵	فضل بن عباس کی بہادری	۴۱۱	رسول اللہ ﷺ کا گھرانہ زنجیروں سے بندھا ہوا	۴۰۷	امام حسین رضی اللہ عنہ پر جان مٹانے کا عزم
۴۱۵	فضل بن عباس کی شہادت	۴۱۱	حضرت زینب اور ابن زیاد کی تلخ کلامی	۴۰۷	سیف اور مالک کی شہادت
۴۱۵	مسلم بن عقبہ کی پیش قدمی	۴۱۱	ابن زیاد اور امام زین العابدین	۴۰۸	حفظہ بن اسعد کا خطاب
۴۱۵	مدینہ کے سرداروں کی شہادت	۴۱۱	زین العابدین کے قتل کا حکم	۴۰۸	حفظہ کی بہادری اور شہادت
۴۱۵	شکر مدینہ کو شکست	۴۱۲	زین العابدین کی جان بخشی	۴۰۸	سب سے پہلے شہید کون ہوا؟
۴۱۵	اہل مدینہ سے زبردستی یزید کی بیعت	۴۱۲	مسجد میں ابن زیاد کا خطبہ	۴۰۸	سب سے آخری شہید ساتھی
۴۱۶	علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی گرفتاری	۴۱۲	حق گوئی پر عبداللہ بن عقیف کو سزائے موت	۴۰۸	لخت جگر حسین رضی اللہ عنہ علی اکبر شہید
۴۱۶	بیعت یزید سے علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی بچت	۴۱۲	امام حسین کا سر کوفی گلیوں میں	۴۰۸	جعفر، عقیل اور مسلم بن عقیل کے صاحبزادوں کی شہادت
۴۱۶	مکہ کا محاصرہ اور مسلم بن عقبہ کی موت	۴۱۲	گھرانہ رسول اللہ ﷺ کی شام روانگی	۴۰۸	قاسم بن حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت
۴۱۶	حصین بن نمیر اور اہل مکہ	۴۱۳	زحر بن قیس اور یزید	۴۰۹	امام حسین رضی اللہ عنہ کا اظہار غم
۴۱۶	خلیفہ مسلمین عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یزید یوں کی جنگ	۴۱۳	واقعہ کربلا کا بیان زحر بن قیس کی زبان سے	۴۰۹	نعمت عبداللہ کی شہادت
۴۱۶	پہلے دن کی نرانی کے بعد کعبہ پر سنگ باری	۴۱۳	یزید کا اظہار افسوس اور ابن زیاد پر لعن	۴۰۹	ابو بکر بن حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت
۴۱۶	یزید کی موت	۴۱۳	گھرانہ رسول یزید کے سامنے	۴۰۹	عباس اور دوسرے برادران حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت
۴۱۷	حصین بن نمیر اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ	۴۱۳	اہل بیت رسول کا اکرام	۴۰۹	امام حسین رضی اللہ عنہ فرات کے قریب
۴۱۷	حصین کی ابن زبیر سے بیعت کی پیشکش	۴۱۳	آزاد کرنے کی ترغیب کس نے دی	۴۰۹	شمر کی بد معاشی
۴۱۷	حضرت ابن زبیر کا انکار	۴۱۳	یزید کی زین العابدین سے گفتگو	۴۰۹	امام حسین رضی اللہ عنہ کا غدار کوفیوں پر حملہ
۴۱۷	حصین پر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا عدم اعتماد	۴۱۳	رباب زوجہ حسین کی وفات	۴۰۹	حضرت زینب کی دہائی اور عمر بن سعد
۴۱۷	حضرت ابن زبیر کا ابن نمیر کو پیغام	۴۱۳	سرکٹ کر لانے کی "کارکردگی"	۴۱۰	کربلا کا شیر حسین بن علی رضی اللہ عنہ
۴۱۷	اہل مدینہ کی شامیوں سے چھیڑ چھاڑ	۴۱۳	شہدا کربلا کے اسماء گرامی	۴۱۰	بزدل کوفی اور شمر
۴۱۷	معاویہ بن یزید کا دور حکومت	۴۱۳	مدینہ میں یزیدی گورنر کی آمد	۴۱۰	امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت
۴۱۷	معاویہ بن یزید کا آخری خطاب اور وفات	۴۱۳	عبداللہ بن حفظہ کا اظہار نفرت	۴۱۰	آپ کے سامان کی لوٹ مار
۴۱۷	عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت	۴۱۳	اہل مدینہ کا یزید سے نفرت کا عزم	۴۱۰	خانوادہ رسول پر لوٹ مار
۴۱۸	حمص اور قرین کی ابن زبیر کی حمایت	۴۱۳	اہل مدینہ کا اپنے سرداروں کا انتخاب	۴۱۰	امام زین العابدین
۴۱۸	یزیدی گورنر کا فلسطین سے خراج	۴۱۳	یزید کا مدینہ پر حملہ کا حکم	۴۱۰	امام حسین رضی اللہ عنہ کے جسد خاکی کی توہین
۴۱۸	یزید کے حامی حسان کا اردن میں خطاب	۴۱۳	یزید کی لشکر کو ہدایت	۴۱۰	کربلا کر معرکہ میں جان سے جانے والے
۴۱۸	حسان کا ضحاک بن قیس کو خط	۴۱۳	اہل مدینہ کی طرف بنو امیہ کا محاصرہ	۴۱۱	امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک
۴۱۸		۴۱۳	یزیدی کمانڈر سے بنو امیہ کی ملاقات	۴۱۱	
۴۱۸		۴۱۳	مسلم بن عقبہ کی اہل مدینہ کو مہلت	۴۱۱	

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۲۵	نجدہ کا عمان پر قبضہ	۴۲۲	ابن زیاد سے جنگ کے لیے روانگی	۴۱۸	دمشق میں دو گروپ
۴۲۶	عطیہ کی نجدہ سے علیحدگی اور قتل	۴۲۲	شکر کی مدفن اور قرقسیا آمد	۴۱۸	ضحاک اور بنو امیہ کا مشورہ کیلئے خروج
۴۲۶	نجدہ میں اہل طویلع پر فتح	۴۲۲	قرقیسیا کے گورنر کی مدد اور مشورے		ضحاک کا عبد اللہ بن زبیر جیٹھو کی حمایت
۴۲۶	صنعا والوں کی نجدہ سے بیعت	۴۲۲	”عین الوردہ“ پر لشکر کا قبضہ	۴۱۹	کا اعلان
۴۲۶	ابن زبیر اور نجدہ کی حج کے دوران صلح	۴۲۲	سلیمان بن صرد کا خطبہ	۴۱۹	بنو امیہ کا مروان و خلیفہ منتخب کرنا
	نجدہ کے گروپ میں اختلاف اور اس کا قتل	۴۲۲	شامی لشکر کو پہلی شکست	۴۱۹	مروانیوں کا دمشق پر قبضہ
۴۲۶	حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کعبہ کی تعمیر	۴۲۲	ابن زیاد کی فوج سے جنگ		مروان کا لشکر جنگ مرج اور جنگ
۴۲۶	مختار کی اپنی رہائی کی کوشش	۴۲۳	شامی لشکر کا فرار اور نمک کی آمد	۴۱۹	”مرج رابطہ“
۴۲۶	عبداللہ بن عمر کو مختار کا خط	۴۲۳	گھسان کی جنگ	۴۱۹	ابن زیاد کا مروان کو دھوکہ کا مشورہ
۴۲۶	مختار کی رہائی اور شیعوں سے میل جول	۴۲۳	علی شیعان کے سرداروں کی شہادت		مروان کا فریب کے لیے صلح کا پیغام اور دھوکہ
۴۲۷	عبداللہ بن مطیع بحیثیت گورنر کوفہ	۴۲۳	خالد بن سعد کی گرفتاری	۴۱۹	فرہی مروان کے ہاتھوں ضحاک کی شہادت
۴۲۷	مختار کی گرفتاری کی کوشش	۴۲۳	شیعیان علی کی واپسی راستہ قرقسیا	۴۱۹	مروان دمشق میں
۴۲۷	مختار کی بغاوت کی کوشش	۴۲۳	مروان کے بیٹے عبدالملک و عبدالعزیز	۴۱۹	مروان کا مصر پر حملہ اور شام و مصر پر قبضہ
۴۲۷	ابراہیم کی مختار سے بیعت	۴۲۳	بیٹوں کی بیعت لینے کے لیے مروان کی مکاری	۴۲۰	خرسان، وراہن زیاد
۴۲۷	ابراہیم اور ایاس کی جھڑپ	۴۲۳	ولی عہدی کی بیعت	۴۲۰	مروروز کا گورنر سلیمان بن مرشد
۴۲۷	ابراہیم اور مختار کی بغاوت	۴۲۳	عبدالملک بن مروان کا دور خلافت	۴۲۰	عبداللہ بن خازم کی خراسان روانگی
۴۲۷	ابراہیم و مختار کی کامیابیاں	۴۲۳	خوارج کی بغاوت		بن خازم کا مروروز طالقان وغیرہ پر قبضہ
۴۲۸	باغیوں اور حکومت کے حامیوں کی جنگیں	۴۲۳	دولاب کی جنگ میں ابن اریزق کا قتل	۴۲۰	ہرت میں اوس بن ثعلبہ کی بیعت
۴۲۸	ابراہیم بن اشتر کی کامیابیاں	۴۲۳	شامی لشکر کا فرار	۴۲۰	اوس بن ثعلبہ سے ابن خازم کی جنگ
۴۲۸	عبداللہ بن مطیع میدان جنگ میں	۴۲۳	مہلب کی حضرت ابن زبیر جیٹھو کی طرف سے تقرری	۴۲۰	اوس بن ثعلبہ کا فرار
۴۲۸	ابراہیم کی نوفل کو شکست	۴۲۳	جسر اصغر پر خوارج پر جنگ	۴۲۰	شیعیان علی کی سلیمان بن صرد سے بیعت
۴۲۸	عبداللہ بن مطیع کا محاصرہ	۴۲۳	خوارج کا فرار	۴۲۱	سلیمان بن صرد کے رابطے
۴۲۸	کوفہ پر مختار کا قبضہ	۴۲۳	خوارج کا دوبارہ حملہ	۴۲۱	کوفہ میں عبداللہ بن زبیر جیٹھو کی بیعت
۴۲۸	مختار کا ابن مطیع کے لیے معافی مانگنا	۴۲۳	مہلب کی عارضی کامیابی اور واپسی		مختار بن ابوعبید کی کوفہ آمد
۴۲۸	مختلف علاقوں پر فوج کشی	۴۲۵	خوارج سے فیصلہ کن جنگ	۴۲۱	مختار کا مہم حسین جیٹھو کا بدلہ لینے کا اعلان
۴۲۹	شریح کی قضاء پر تقرری اور معزولی	۴۲۵	مہلب کی پر جوش تقریر	۴۲۱	ابن زبیر کے گورنر کی مختار کی مدد کی اپیل
۴۲۹	مروان کے لشکر اور ابن زیاد	۴۲۵	مہلب کی خوارج کے خلاف کامیابی		گورنر کی مخالفت اور حمایت
۴۲۹	ابن زیاد کی موصل روانگی	۴۲۵	نجدہ بن عامر		گورنر اور ابراہیم کی صلح
۴۲۹	مختار کے لشکر اور ابن زیاد کے لشکر کی جنگ	۴۲۵	نجدہ کی سرداری		مختار کی گرفتاری
۴۲۹	شامیوں کی شکست	۴۲۵			سلیمان بن صرد کا خروج

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۳۶	محمد بن اشعث کی پوزیشن	۴۳۳	محمد بن الحنفیہ کا مختار کو جواب	۴۲۹	مختار کے کامیاب لشکر کا فرار
۴۳۶	مختار کی پسپائی اور ابن اشعث کا قتل	۴۳۳	حضرت عبداللہ بن زبیر اور ابن الحنفیہ	۴۲۹	اہل کوفہ کے مختار سے اختلافات
۴۳۶	عبید اللہ بن علی کی شہادت، مختار کا فرار	۴۳۳	محمد بن الحنفیہ کی گرفتاری اور قید	۴۲۹	کوفیوں کی مختار سے بغاوت
۴۳۶	مختار کی آخری ساعتیں	۴۳۳	مختار کے زیرِ یلع ابن الحنفیہ کی رہائی	۴۲۹	ابن مخنف کی رائے اور اس کا سکوت
۴۳۷	مختار اور سائب کا مکالمہ اور مختار کا قتل	۴۳۰	ابن زبیر کے خلاف کارروائی سے ابن الحنفیہ کا انکار	۴۳۰	مختار کی معزولی کا فیصلہ
۴۳۷	مختار کے ساتھیوں کا قتل	۴۳۰	محمد بن حنفیہ سے دوبارہ بیعت لینے کی کوشش	۴۳۰	ابراہیم کی آمد اور کوفیوں کی شامت
۴۳۷	ابراہیم بن اشتر کی مصعب کی اطاعت	۴۳۰	عبدالملک کی ابن حنفیہ سے بیعت لینے کی کوشش	۴۳۰	مختار کی کامیابی اور قاتلین حسین کا قتل
۴۳۷	مختار کے ساتھیوں کے قتل کا سبب	۴۳۰	ابن حنفیہ کی وجہ سے ابن عباس کی زبیر سے ناراضی	۴۳۰	عمر بن حجاج زبیدی کا حشر
۴۳۷	حمزہ بن عبداللہ کی گورنری اور معزولی	۴۳۱	حضرت ابن زبیرؓ کی شہادت کے بعد عبدالملک سے بیعت	۴۳۱	شمر بن ذی الجوشن کا عبرتناک انجام
۴۳۸	مصعب کے اقدامات اور جہاد	۴۳۱	حضرت ابن زبیرؓ کی بیعت نہ کرنے کی وجہ	۴۳۱	قاتلین حسینؓ کا چن چن کا قتل
۴۳۸	عمر بن سعید کا دمشق پر قبضہ	۴۳۱	مختار کی کرسی اور اس سے استہداد	۴۳۱	امام کا سر کاٹنے والے "خولی" کا انجام
۴۳۸	عبدالملک کا محاصرہ اور ابن سعید سے صلح	۴۳۱	ابراہیم بن اشتر کی موصل روانگی	۴۳۱	عمر بن سعد اور اس کے بیٹے کا قتل
۴۳۸	عبدالملک کے گھر ابن سعید کی طبی	۴۳۱	عمیر بن حباب کا ابراہیم سے مدد کا وعدہ	۴۳۱	امام حسینؓ پر تیر چلانے والے کا انجام
۴۳۸	عبدالملک کا فریبی انکشاف	۴۳۱	جنگ کی شروعات اور عمیر کی وعدہ خلافی	۴۳۱	مرہ بن منذر کا فرار
۴۳۸	عبدالملک کی حیلہ بازی	۴۳۱	ابراہیم کے ہاتھوں ابن زیاد کی شکست	۴۳۱	عبداللہ بن مسلم کے قاتل کا انجام
۴۳۹	عمر بن سعید کو بے بس کرنے کا حیلہ	۴۳۲	ابن زیاد کی لاش کی دریافت	۴۳۱	اصل قاتل حسینؓ "سنان" کا فرار
۴۳۹	عمر بن سعید کے قتل کا حکم	۴۳۲	ابن زیاد کا قاتل کون؟	۴۳۱	مختار نے قاتلین حسینؓ سے قصاص
۴۳۹	عبدالملک کے ہاتھوں ابن سعید کا قتل	۴۳۲	ابن زیاد اور ساتھیوں کے سر مختار کے سامنے	۴۳۱	کیوں لیا؟
۴۳۹	یحییٰ بن سعید کا قہر امارت پر حملہ	۴۳۲	مصعب بن ابیر گورنر بصرہ	۴۳۱	مختار کے لشکر کی بصرہ روانگی
۴۳۹	عبدالعزیز کی چالاک، یحییٰ وغیرہ کی گرفتاری	۴۳۲	کوفیوں کا مصعب کے پاس اجتماع	۴۳۱	مختار کے کمانڈر "شعی" کی شکست
۴۳۹	رہائی کے بعد عبدالملک سے ملاقات	۴۳۲	مہلب کو مختار کے خلاف تیاری کا حکم	۴۳۱	مختار کی حضرت ابن زبیرؓ سے دھوکہ
۴۳۹	عبدالملک کو احساس دلانے کی کوشش	۴۳۲	مہلب کی صف آرائی	۴۳۲	کی کوشش
۴۴۰	عمر بن سعید کی ناراضگی کی وجہ	۴۳۲	مہلب کی کامیابی	۴۳۲	مختار کے خلیفہ "ابن زبیر" کے خلاف
۴۴۰	عبدالملک اور عراق کی جنگ	۴۳۲	مصعب کی کوفہ کی طرف پیش قدمی	۴۳۲	کارروائی
۴۴۰	خالد بن عبید اللہ کی بصرہ آمد اور اخراج	۴۳۲	مختار کا حروارہ میں قیام	۴۳۲	مختار کا خط ابن زبیر کے نام
۴۴۰	خالد کے ٹکٹے پر مصعب کی ناراضگی	۴۳۲		۴۳۲	مختار کی ابن زبیر کی مدد کے بہانے لشکر کی روانگی
۴۴۰	مہلب کی خوراج کے خلاف روانگی	۴۳۲		۴۳۲	ابن زبیر کا مختار کے لشکر کو روکنا
۴۴۰	عبدالملک کے لشکر کی ترتیب	۴۳۲		۴۳۲	مختار کے کمانڈر کی ابن زبیر کے کمانڈر سے ملاقات
۴۴۰	عبدالملک کی اہل عراق سے سازش	۴۳۲		۴۳۲	مختار کے لشکر پر حملہ
۴۴۱	اہل عراق کی مصعب سے بے وفائی	۴۳۲		۴۳۲	مختار کی محمد ابن حنفیہ کو ابن زبیر کی شکایت
۴۴۱	جنگ کا آغاز	۴۳۲		۴۳۲	

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۳۱	ابن ورقا کی غداری	۴۳۵	عبد الملک کا خیبر پر حملہ	۴۳۸	امیر المؤمنین کا کتا ہوا سرو نیا داروں کے
۴۳۱	ابراہیم بن اشتر کی شہادت	۴۳۵	لشکر کی حجاز روانگی	۴۳۸	قبضہ میں
۴۳۱	ابن مروان کی مصعب کو صلح کی پیشکش	۴۳۵	خلیفہ مسلمین ابن زبیر کی اہل مدینہ کو مدد	۴۳۸	حجاج کا میت دفن کرنے سے انکار
۴۳۱	مصعب اور ابن مصعب کی گفتگو	۴۳۵	مدینہ میں نئے گورنر کا تقرر	۴۳۸	عروہ بن زبیر کا حیلے سے دفن کی اجازت لینا
۴۳۱	عبسی کا اپنا بہادر باپ کو جواب اور شہادت	۴۳۵	حجاج بن یوسف بمقابلہ عبد اللہ بن زبیر	۴۳۸	حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی تدفین اور
۴۳۱	عبد الملک کی مصعب سے صلح کی التجا	۴۳۶	حجاج کی روانگی	۴۳۸	حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی وفات
۴۳۲	مصعب کی دلیرانہ شہادت	۴۳۶	حضرت ابن زبیر اور کعبہ مقدس سے حجاز کی زیادتی	۴۳۹	حجاج کے صحابہ اور اہل مدینہ سے مظالم
۴۳۲	مصعب کے قاتل کو انعام	۴۳۶	خانہ کعبہ کے ڈیزائن کی تبدیلی	۴۳۹	جنگ ازارقہ پر مہلب کی تعیناتی
۴۳۲	عبد الملک کی کوفہ آمد	۴۳۶	گورنر اہٹ	۴۳۹	کوفہ کے لشکر کی جنگ خواراج پر روانگی
۴۳۲	عبد الملک کی "خو رنق" میں ضیافت	۴۳۶	سنگ باری میں ابن زبیر کی نمازیں	۴۳۹	بشر کی وفات اور فوجوں کا فرار
۴۳۲	ابن حازم کا مصعب کی تنہائی پر فسوس	۴۳۶	رسد کی بندش اور حضرت ابن زبیر کی دور اندیشی	۴۵۰	بکیر بن دشاح کی مخالفت
۴۳۲	مصعب کا سر شام میں	۴۳۶	نوح کے گھر میں کنعان	۴۵۰	امیر بن عبد اللہ گورنر خراسان
۴۳۲	خلیفہ مسلمین ابن زبیر کا خطبہ	۴۳۶	حجاج کا لشکریوں سے خطاب	۴۵۰	بکیر کے اقدامات
۴۳۲	اہل بصرہ کا مصعب کی شہادت پر رد عمل	۴۳۶	امیر المؤمنین ابن زبیر اپنی والدہ کی خدمت میں	۴۵۰	بکیر پر امیہ کی عنایات کی کوشش
۴۳۲	بصرہ کا گورنر بشر بن مروان	۴۳۷	حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی ابن زبیر کو نصیحت	۴۵۰	عبد اللہ بن امیہ بھتان میں
۴۳۲	زفر بن حرث	۴۳۷	حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور ابن زبیر کے تاریخی	۴۵۰	عراق پر حجاج کی گورنری
۴۳۲	ابان بن عقبہ بمقابلہ زفر بن حرث	۴۳۷	جملے	۴۵۱	عمیر بن ضابی بڑھے کی آمد
۴۳۲	عبد الملک کی قر قیسیا آمد	۴۳۷	خلافت کا دعویٰ کرنے اور بیعت لینے کی	۴۵۱	عمیر بن ضابی "قاتل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ" کا قتل
۴۳۲	ہذیل بن زفر کا عبد الملک پر حملہ	۴۳۷	صحابی بیٹے کو صحابی ماں کی اجازت	۴۵۱	عمیر بن ضابی کا قتل اور دوسری روایت
۴۳۲	ہذیل کا اپنے والد کو صلح کا مشورہ	۴۳۷	شہادت کے متوالے خلیفہ کو ذبح کی ضرورت	۴۵۱	حکم بن ایوب گورنر بصرہ
۴۳۲	صلح کے دوران عبد الملک کا دو غلا پن	۴۳۷	ابن حازم کے گورنر کی غداری	۴۵۱	مہم پر نہ جانے کی سزا موت
۴۳۲	دو بارہ صلح اور رشتہ درای	۴۳۷	ابن حازم کا بحیر کے ہاتھوں قتل	۴۵۱	سندھ میں جنگیں
۴۳۲	ہذیل کا مصعب سے جا ملن	۴۳۷	بکیر کے ہاتھوں بحیر کی گرفتاری	۴۵۱	حجاج کی بصرہ آمد
۴۳۲	عبد اللہ بن حازم	۴۳۷	ابن حازم کے قتل کی دوسری روایت	۴۵۱	شریک بن عمرو کا قتل اور لوگوں کا مہلب سے رجوع
۴۳۲	عبد الملک کا ابن حازم کو خط	۴۳۷	عبد الملک کے لشکر کی مدینہ روانگی	۴۵۲	عطیات میں کمی اور رد عمل
۴۳۲	ابن حازم کے گورنر کی غداری	۴۳۷	عبد الملک کے لشکر کی واپسی	۴۵۲	عبد اللہ بن جارد کا دوبارہ احتجاج
۴۳۲	ابن حازم کا بحیر کے ہاتھوں قتل	۴۳۷		۴۵۲	حجاج کو معزول کرنے پر بیعت
۴۳۲	بکیر کے ہاتھوں بحیر کی گرفتاری	۴۳۷		۴۵۲	حجاج کی احتیاط اور اس کے خلاف بغاوت
۴۳۲	ابن حازم کے قتل کی دوسری روایت	۴۳۷			
۴۳۲	عبد الملک کے لشکر کی مدینہ روانگی	۴۳۷			
۴۳۲	عبد الملک کے لشکر کی واپسی	۴۳۷			

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۵۹	مہلب کے مشورہ سے اختلاف اور شکست	۴۵۶	امیہ کی واپسی	۴۵۲	حجاج کا قاصد اور ابن جارد
۴۶۰	اہل بصرہ کی عبدالرحمن سے بیعت	۴۵۶	امیہ کے کمانڈر کی شکست اور پھر بکیر کا فرار	۴۵۲	حجاج کو قتل نہ کرنے کی غلطی
۴۶۰	اہل عراق کا شکست	۴۵۶	بکیر سے امیہ کی صلح	۴۵۲	حجاج کا ساتھیوں سے مشورہ
۴۶۰	جنگ ذوابہ	۴۵۶	امیہ کی مرو آمد	۴۵۲	لڑنے کی رائے پر حجاج کی رضامندی
۴۶۰	عبدالرحمن بن عباس سے بیعت	۴۵۶	ایک دوسری روایت	۴۵۳	عباد بن حصین اور دوسروں کا حجاج سے
۴۶۰	کوفہ میں عبدالرحمن کا استقبال	۴۵۶	بکیر کی چغلی سے بکیر کا قتل	۴۵۳	جامنا
۴۶۰	حجاج کی کوفہ کی طرف پیش قدمی	۴۵۶	بکیر سے خون کا بدلہ لینے کی کوششیں	۴۵۳	مسح بن مالک بن مسیح اور حجاج
۴۶۰	عبدالملک کی کمک اور حجاج کی معزولی کا پیغام	۴۵۶	حصصہ بن حرب کی کوشش	۴۵۳	عبداللہ بن جارد کا مشورہ
۴۶۰	حجاج کا جوابی خط	۴۵۷	بکیر کا قتل	۴۵۳	ابن جارد اور ساتھیوں کے سدنیزوں پر
۴۶۰	اہل عراق کا پیشکش ماننے سے انکار	۴۵۷	خراسان و بھستان پر حجاج کی گورنری	۴۵۳	حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حجاج کا
۴۶۱	عراقی اور شامی فوجیں پھر آمنے سامنے	۴۵۷	حبیب بن مہلب	۴۵۳	براسلوک
۴۶۱	پورا سال جنگ ہی جنگ	۴۵۷	ختن کے بادشاہ کا قتل	۴۵۳	حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شکایت پر حجاج کی
۴۶۱	حجاج کی نئی ترتیب	۴۵۷	بخارا پر حبیب کا حملہ	۴۵۳	گوشالی
۴۶۱	آخری مقابلہ عبدالرحمن کی شکست	۴۵۷	مہلب کی "کش" پر جزیہ پر صلح	۴۵۳	حجاج کے دماغ کی مالش
۴۶۱	کوفہ میں حجاج کی بیعت	۴۵۷	"رتیل" کی وعدہ خلافی	۴۵۳	خوارج سے مہلب کی جنگ کا حال
۴۶۱	عبدالرحمن بصرہ میں	۴۵۷	رتیل سے لڑائی اور اس کی پسپائی	۴۵۳	اہل کوفہ کی روایت
۴۶۱	زیاد بن عظیم کے قتل کا دھچکا	۴۵۸	ترکوں کی رکاوٹ اور صلح	۴۵۳	عتاب بن ورقاء اور مہلب
۴۶۲	اچانک حملہ اور عبدالرحمن کی شکست	۴۵۸	شرق کی ترکوں سے لڑائی اور شکست	۴۵۳	خوارج کا حجاج پر حملہ
۴۶۲	عبدالرحمن کی شکست کا سبب	۴۵۸	حجاج کی رتیل کے خلاف روانگی	۴۵۳	ہیب خارجی کی کوفہ میں شکست
۴۶۲	حجاج کا میانہ کے بعد	۴۵۸	حجاج اور عبدالرحمن بن محمد	۴۵۳	خوارج کے ہاتھوں عتاب اور زہرہ کا قتل
۴۶۲	عبدالرحمن کا تعاقب اور جنگ	۴۵۸	عبدالرحمن کا رتیل پر حملہ اور فتح	۴۵۳	خط پر "نام نبی ﷺ" لکھنے پر قیصر کی
۴۶۲	عبدالرحمن کی کرمان آمد	۴۵۸	پیش قدمی کا روکنا اور اطلاع	۴۵۳	ناراضگی
۴۶۲	عبدالرحمن کی "زرنج" اور بست روانگی	۴۵۸	عبدالرحمن کا بھیجنے کا ایک اور سبب	۴۵۳	اسلامی سکے کی ایجاد
۴۶۲	رتیل کی دھمکی پر عبدالرحمن کی رہائی	۴۵۸	عبدالرحمن کے خط پر حجاج کا جواب	۴۵۳	خالص "سونے" سے ڈھالنے کی کوششیں
۴۶۲	عبدالرحمن کے ساتھیوں کا خراسان پر قبضہ کا فیصلہ	۴۵۹	عبدالرحمن کا فوج کے سامنے خط پڑھنا	۴۵۳	یوسف بن عمر کا کارنامہ
۴۶۳	عبدالرحمن کے کچھ ساتھیوں کا فرار	۴۵۹	فوج کا رد عمل	۴۵۳	عجمیوں کے سکے
۴۶۳	ہرات میں جنگ کی ایک روایت	۴۵۹	عبدالرحمن سے حجاج کو ہٹانے پر بیعت	۴۵۳	بکیر بن وشارح کی معزولی کے بعد
۴۶۳	عبدالرحمن پر مہلب کا حملہ	۴۵۹	عبدالرحمن کا رتیل سے معاندہ	۴۵۳	بکیر کی طغارستان پر تقرری اور معزولی
۴۶۳	عبدالرحمن کی شکست	۴۵۹	عبدالرحمن کے ہاتھ پر عبدالملک کی معزولی کی بیعت	۴۵۳	امیہ کی جہد کے لیے روانگی
۴۶۳	عبدالرحمن کا سندھ فرار	۴۵۹	حجاج کو مہلب کا مشورہ	۴۵۳	بکیر کی "مرو" میں تقرری اور غلایا جانا

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۷۱	حریث و ثابت سے موسیٰ کا اختلاف	۴۶۷	مہلب کے بعد یزید بن مہلب	۴۶۳	قیدیوں کی حجاج کے پاس روانگی
۴۷۱	ترکوں کے حملے میں حریث کا قتل	۴۶۷	حجاج کو لکھا گیا خط	۴۶۳	حجاج فیروز سے بات چیت
۴۷۱	حریث کا جاسوس موسیٰ کے پاس	۴۶۷	یزید کے کاتب کی شامت	۴۶۳	فیروز کی رہائی محمد بن سعد کا قتل
۴۷۱	موسیٰ کے ساتھیوں کا حریث کے قتل کا فیصلہ	۴۶۷	شہر "واسطہ"	۴۶۳	بلقاسم بن نعیم کا قتل
۴۷۱	حریث کا فرار	۴۶۷	شامی بدست سپاہی کا قتل	۴۶۳	عبداللہ بن عامر سے گفتگو اور قتل
۴۷۱	ثابت اور موسیٰ کی رسد کشی	۴۶۷	حجاج کے اقدامات	۴۶۳	یزید بن مہلب سے حجاج کی ناراضگی
۴۷۱	موسیٰ اور ثابت کی جنگ	۴۶۸	واسطہ میں کمپ کی بنیاد	۴۶۳	فیروز کا قتل
۴۷۱	ثابت کا یزید بن ہذیل کے ہاتھوں قتل	۴۶۸	حجاج کی راہب سے ملاقات	۴۶۳	عمر کندی اور ایشی ہمدانی کا قتل
۴۷۲	ثابت کے کمزور ساتھیوں پر شب خون	۴۶۸	راہب کی پیش گوئیاں	۴۶۳	شعی کی گرفتاری
۴۷۲	مفضل کا موسیٰ پر حملہ	۴۶۸	حجاج کی آل مہلب کی چغلیاں	۴۶۳	شعی کی معذرت
۴۷۲	موسیٰ کا حملے کے خروج	۴۶۸	یزید کی معزولی کی اجازت	۴۶۳	شعی کی معافی
۴۷۲	موسیٰ کی زبردست جنگ	۴۶۸	یزید کے مشورے	۴۶۳	حجاج کو ہڈنے کی ایک اور کوشش
۴۷۲	موسیٰ کا ترکوں کے ہاتھوں قتل	۴۶۸	مفضل بن مہلب کی تقرری اور معزولی	۴۶۳	قتیبہ سے جنگ اور شکست
۴۷۲	عبدالملک کی خواہش	۴۶۸	یزید کی معزولی کی وجہ	۴۶۳	رتبیل کے پاس جانے سے عراقیوں کا انکار
۴۷۲	ولید کو ولی عہد بنانے کا مشورہ	۴۶۹	معزولی کی ایک اور وجہ	۴۶۵	عراقیوں کا محاصرہ اور صلح
۴۷۲	عبدالعزیز بن مروان کی وفات	۴۶۹	مفضل بحیثیت گورنر	۴۶۵	عبید بن سمیع کا رتبیل کو ورغلاانا
۴۷۳	عبدالعزیز اور عبدالملک کی خط و کتابت	۴۶۹	عبداللہ بن حازم اور موسیٰ بن حازم	۴۶۵	عبید بن سمیع کی غداری اور عبدالرحمن کا قتل
۴۷۳	سعید بن مسیب پر ہشام کا ظلم	۴۶۹	موسیٰ کی مرو سے روانگی	۴۶۵	عبدالرحمن کے قتل کی دوسری روایت
۴۷۳	عبدالملک کی ہشام کو سرزنش	۴۶۹	بخارا پھر سر قند اور صفد آمد	۴۶۵	منیرہ بن مہلب کی وفات
۴۷۳	بیعت کب لی گئی؟	۴۶۹	صفد سے موسیٰ کا خراج	۴۶۵	یزید بن مہلب کی دلیرانہ روانگی
۴۷۳	عبدالملک کی عبدالعزیز کو نصیحتیں	۴۶۹	موسیٰ کی ترند آمد	۴۶۵	اہل "کش" سے صلح
۴۷۳	عبدالملک کی وفات اور وصیت	۴۶۹	ترند میں قلعہ والوں سے جنگ	۴۶۶	حریث کا "کش" والوں سے معاملہ
۴۷۴	حجاج کی عزت کرنے کی وصیت	۴۷۰	امیہ کا موسیٰ کا محاصرہ	۴۶۶	حریث کی ترکوں سے لڑائی، اور مہلب سے پٹائی
۴۷۴	ولید بن عبدالملک کی خود سے تعزیت	۴۷۰	ترند کے گورنر کی ترک سے کمک	۴۶۶	حریث کی مہلب کو قتل کرنے کی قسم
۴۷۴	عبداللہ بن ہمام کی تعزیت	۴۷۰	موسیٰ کی ترکوں کو زبردست ہزیمت	۴۶۶	حریث و ساتھیوں کا فرار
۴۷۴	ولید کی بیعت اور خطبہ	۴۷۰	موسیٰ اور عمر بن خالد کی تدبیر	۴۶۶	مہلب کی اپنے بیٹوں کو وصیت
۴۷۵	قتیبہ بن مسلم کی فتوحات	۴۷۰	عمر کے ہاتھوں خزاعی کا قتل	۴۶۶	امیر کی احاعت وغیرہ کی وصیت
۴۷۵	مختلف بادشاہوں کی اطاعت	۴۷۰	امیہ کے لشکر ابتری اور فرار	۴۶۶	مہلب کی وفات
۴۷۵	برمک کی عورت اور عبداللہ	۴۷۰	مہلب اور موسیٰ بن حازم	۴۶۶	تجدد اتفاق کی عملی مثال
۴۷۵	عبداللہ بن مسلم کا بیٹا خالد	۴۷۰	یزید بن مہلب اور موسیٰ	۴۶۶	
۴۷۵	بادغیس کا گورنر اور قتیبہ	۴۷۰	ثابت و حریث اور موسیٰ کا ترند پر قبضہ	۴۶۷	

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۸۶	سعد کی گرفتاری کا حکم	۴۸۰	نیزک کا قتل	۴۷۶	گورنر بادغیس کی صلح
۴۸۴	سعد وغیرہ کی گرفتاری	۴۸۰	شومان پر حملہ	۴۷۶	قتیبہ بن مسلم کا بیکندار پر حملہ
۴۸۴	حجاج اور سعد کی گفتگو	۴۸۰	شومان کی فتح	۴۷۶	اہل بیکندار کی صلح، غداری اور تباہی
۴۸۴	گفتگو میں حجاج کا غصہ	۴۸۰	کشف اور نصف والوں کی صلح	۴۷۶	نومشست کی فتح اور ترک وغیرہ سے
۴۸۰	حجاج کے ہاتھوں سعد بن جبیر رضی اللہ عنہ کی	۴۸۰	طرخون کی معزولی اور خودکشی	۴۷۶	جنگ
۴۸۴	شہادت	۴۸۰	خوارزم کے بادشاہ کی قتیبہ سے فریاد	۴۷۶	ترکوں پر فتح
۴۸۴	حجاج کی بدحواسی	۴۸۰	قتیبہ کی خوارزم آمد	۴۷۶	بخار پر حملہ
۴۸۴	حجاج کی وفات	۴۸۱	اہل خوارزم سے صلح	۴۷۶	عمر بن عبدالعزیز با حثیت گورنر مدینہ
۴۸۴	قتیبہ کو عبدالملک کا خط	۴۸۱	خام جرد کے خلاف فتح	۴۷۷	مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی توسیع کا حکم
۴۸۴	محمد بن قاسم کی فتوحات	۴۸۱	صفد پر حملہ کرنے کی رائے	۴۷۷	توسیع مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
۴۸۵	سلیمان کی تخت نشینی ابن قاسم کی معزولی	۴۸۱	قتیبہ کا سپاہیوں سے خطاب	۴۷۷	محمد بن قاسم کی سندھ روانگی
۴۸۵	محمد بن قاسم قید میں	۴۸۱	اسلامی فوجوں پر شب خون کی تیاری	۴۷۷	دہیل (ٹھٹھہ) پر حملہ اور فتح
۴۸۵	حبیب بن مہلب گورنر سندھ	۴۸۱	شب خون مارنے والوں سے مقابلہ	۴۷۷	نیروز میں ابن قاسم کی دعوت
۴۸۱	عمر بن عبدالعزیز کی دعوت پر سندھ میں	۴۸۱	قلعے پر حملہ	۴۷۷	دور یائے سندھ پر راجہ داہر سے لڑائی
۴۸۵	اسلام	۴۸۱	صلح کی درخواست	۴۷۷	ہاتھیوں کا فرار راجہ داہر کا خاتمہ
۴۸۵	جنید اور حبشہ بن داہر	۴۸۱	صلح کے بعد قتیبہ شہر میں	۴۷۸	راجہ داہر کی بیوی کی خودکشی
۴۸۵	راجہ داہر کے مسلمان بیٹوں کا قتل	۴۸۲	اہل خوارزم کی سرکشی	۴۷۸	نہر ساسل اور ملتان کی فتح
۴۸۵	جنید کی مزید فتوحات	۴۸۲	ماوراء النہر پر چڑھائی	۴۷۸	حضرت ایوب سے موسوم بت خانہ
۴۸۵	جنید کی موت	۴۸۲	شاش وغیرہ کی فتح	۴۷۸	سندھ کا مال غنیمت
۴۸۲	حکم بن عوان کلیبی	۴۸۲	یزید بن مہلب کی قید	۴۷۸	قتیبہ کا دوبارہ بخارا پر حملہ
۴۸۲	محمد بن قاسم کا بیٹا "عمر"	۴۸۲	بنو مہلب کا فرار	۴۷۸	مسلمانوں کے مقدمے کا فرار اور واپسی
۴۸۲	المصورہ کی داغ بیل	۴۸۲	حجاج کے اقدامات	۴۷۸	مسلمانوں کی فتح
۴۸۲	کاشغر کی فتح	۴۸۲	بنو مہلب کی شام روانگی	۴۷۸	نیزک کا فرار اور بغاوت
۴۸۲	چین کے بادشاہ کو تنہیم اسلام	۴۸۲	سلیمان بن عبدالملک کے پاس	۴۷۹	مختلف حکموں سے امداد طلبی
۴۸۲	بادشاہ کے دربار میں	۴۸۳	سلیمان کا بنو مہلب کو پناہ دینا	۴۷۹	نیزک کا طخارستان پر قبضہ
۴۸۲	چینیوں کی مسلمانوں کے بارے میں رائے	۴۸۳	سلیمان اور ولید کا اختلاف	۴۷۹	حلقہ کی فتح
۴۸۲	چینیوں پر بیت طاری	۴۸۳	بنو مہلب عبدالملک کی خدمت میں	۴۷۹	فاریاب اور جوزجان کی اطاعت
۴۸۲	بادشاہ کی ہمسیرہ سے گفتگو	۴۸۳	یزید بن مہلب کی معافی	۴۷۹	عبدالرحمن بن مسلم بخاران کی پہاڑیوں
۴۸۷	دھمکیوں کا تبادلہ	۴۸۳	عمر بن عبدالعزیز کی معزولی	۴۷۹	میں
۴۸۷	بادشاہ کا جواب	۴۸۳	خالد کے مدینے میں اقدامات	۴۷۹	قتیبہ کی حید سازی
۴۸۷	کھودا پہاڑ نکلا چوہا	۴۸۳	حضرت سعد بن جبیر رضی اللہ عنہ کی حجاج سے	۴۷۹	نیزک کو قتیبہ سے ملنے کا مشورہ
۴۸۷	ولید بن عبدالملک کی وفات	۴۸۳	مخالفت	۴۸۰	نیزک کی گرفتاری

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۹۶	عمر بن عبدالعزیزؒ کی خلافت پر عدم رضا	۴۹۱	عباس بن ولید کی فتوحات	۴۸۷	ولید کے اوصاف فتوحات
۴۹۶	عمر بن عبدالعزیزؒ کی خلافت	۴۹۱	مسلمہ بن عبدالملک ترکوں کے خلاف	۴۸۷	سیمان کی معزولی کی کوشش
۴۹۶	عبدالعزیز بن ولید	۴۹۱	عبدالعزیز بن ولید کی فتوحات	۴۸۸	سیمان کی بیعت
۴۹۶	گھر کا سارا سامان بیت المال میں	۴۹۲	عباس اور مروان بن ولید	۴۸۸	سیمان اور حجج کی مخالفت
۴۹۶	فاطمہ کا اطاعت زوجہ کا عزم	۴۹۲	ولید بن ہشام کی فتوحات	۴۸۸	قتیبہ بن مسلم کی بغاوت
۴۹۶	ایک رسم قبیح کی بندش	۴۹۲	مسلمہ اور عمر بن ہبیرہ	۴۸۸	قتیبہ کا سیمان کو خط
۴۹۷	یزید بن مہلب کی طلبی	۴۹۲	والبق سے لشکر کی روانگی		سیمان کا قتیبہ کے مطالبات کی منظوری کا حکم
۴۹۷	یزید کی گرفتاری	۴۹۲	قسطظنیہ کا محاصرہ	۴۸۸	قتیبہ کے بھائیوں سے مشورے
۴۹۷	یزید کی گرفتاری کی وجہ	۴۹۲	القون اور قسطظنیہ کی سازش	۴۸۸	قتیبہ کی کوششیں
۴۹۷	جراح بن عبداللہ اور جہم	۴۹۲	مسلمہ کو جہانہ اور مصیبت	۴۸۸	قتیبہ کی مخالفت شروع
۴۹۷	جراح کے بارے میں افواہیں	۴۹۲	مصیبت کے بعد صقالہ پر قبضہ	۴۸۹	وکیع کے ہاتھ قتیبہ کے خلاف بیعت
۴۹۷	حضرت عمر کا ایک اہم قدم	۴۹۲	ولید اور داؤد کی فتوحات	۴۸۹	قتیبہ کے خلاف بیعت کرنے والے
۴۹۸	جراح کی طلبی	۴۹۳	ملطیہ کی ویرانی	۴۸۹	وکیع کی گرفتاری
۴۹۸	ابو محمد سے گفتگو	۴۹۳	جر جان اور عمرستان	۴۸۹	قتیبہ کے رشتہ داروں کی بغاوت
۴۹۸	نئی تقرریاں	۴۹۳	یزید کی قبشاش پر چڑھائی	۴۸۹	قتیبہ کے خد ف بؤہ شروع
۴۹۸	عمر بن عبدالعزیزؒ کی وفات	۴۹۳	جر جان کا سابق کل	۴۸۹	حبان بھٹی
۴۹۸	یزید بن عبدالملک کے لیے نصیحت	۴۹۳	یزید طبرستان میں	۴۸۹	قتیبہ اور اس کے بھائی کا قتل
۴۹۹	یزید بن عبدالملک کی خلافت	۴۹۴	صلح نامنظور	۴۸۹	مقتولین کے نام
۴۹۹	یزید بن مہلب کا فرار کا منصوبہ :	۴۹۴	پہاڑوں کی مدد سے مسلمانوں کو شکست	۴۹۰	قتیبہ کے قتل کے بعد
۴۹۹	یزید بن مہلب کا فرار :	۴۹۴	جر جان کی بد عہدی	۴۹۰	قتیبہ کے قتل کے بعد
۴۹۹	عمر بن عبدالعزیزؒ کو خط :	۴۹۴	جر جان جانے کی وجہ میں دوسرا قول	۴۹۰	گورنر عراق یزید بن مہلب
۴۹۹	یزید بن مہلب کی گرفتاری کا حکم :	۴۹۴	جر جان پر قبضہ	۴۹۰	خراسان کا گورنر بننے کا شوق
۴۹۹	یزید کی بصرہ میں آمد :	۴۹۴	بحیرہ پر قبضہ	۴۹۰	سیمان کی یزید کے قاصد سے گفتگو
۵۰۰	حکومت کی فوج بمقابلہ یزید	۴۹۵	جر جان کے لیے عجیب حلق	۴۹۰	تدبیر کے ذریعے یزید کی نامزدگی
۵۰۰	یزید کا گورنر کا پیغام	۴۹۵	اہل جر جان کے ٹھکانے تک رسائی	۴۹۰	یزید بن مہلب گورنر خراسان
۵	یزید کی خلیفہ سے امان طلبی	۴۹۵	یزید کا حملہ	۴۹۰	یزید کی خراسان روانگی
۵۰۰	یزید کے حامیوں کا حملہ	۴۹۵	یزید کی قسم پوری ہونا	۴۹۰	صوفی شرم کے حرات
۵۰۰	یزید کے بھائیوں کی رہائی	۴۹۵	جر جان شہر کا سنگ بنیاد	۴۹۱	محمد بن مروان کی تقرری
۵۰۰	مغیر کی اماں لانے والوں سے ملاقات	۴۹۵	سیمان کا داؤد کی خلافت کا ارادہ	۴۹۱	محمد کی روم پر چڑھائی
۵۰۰	خالد اور داؤد کی گرفتاری	۴۹۵	عمر بن عبدالعزیزؒ کے لیے فیصلہ	۴۹۱	عبدالملک کا انطیہ پر شب خون
۵۰۰	خلیفہ یزید کی فوج کی روانگی	۴۹۵	سیمان کی وصیت	۴۹۱	مسلمہ بن عبدالملک کی فتوحات
۵۰۰	یزید بن مہلب کا خطبہ	۴۹۶	ولی عہدی کی بیعت	۴۹۱	

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۵۰۹	خلیفہ کی خدمت میں شکایت	۵۰۱	مسلمانوں کی بازیابی	۵۰۱	عبدالرحمن بن نعیم کی گورنری
۵۰۹	فاطمہ بنت حسین کا قصہ:	۵۰۱	جنگ صفہ	۵۰۱	یزید بن مہلب سے مخالفت:
۵۰۹	یزید بن عبدالملک کی غضبناکی	۵۰۱	ترکوں کی شکست	۵۰۱	یزید کی واسطہ روانگی اور جنگ:
۵۰۹	عبدالواحد مدینہ کا گورنر	۵۰۱	سعید کی مخالفت	۵۰۱	یزید پر مسلمہ کا حملہ
۵۰۹	ابن ضحاک کا فرار اور واپسی	۵۰۱	حیان بطلی کا خاتمہ	۵۰۱	شب خون کے مسئلے پر اختلاف:
۵۰۹	ابن ضحاک کی مرمت	۵۰۱	مسلمہ کی معزولی اور ابن ہبیرہ کی تقرری	۵۰۱	حسن بصری بنو نخلت میں:
۵۰۹	حریشی کی معزولی مسلم کی تقرری:	۵۰۱	ابن ہبیرہ کی تقرری	۵۰۱	یزید بن مہلب کا قتل
۵۱۰	حریشی کو ابن سعید کلہ بی کی اذیت	۵۰۲	عمر بن ہبیرہ کے احوال	۵۰۲	مفضل بن مہلب
۵۱۰	ابن ہبیرہ کا فرار اور حریشی:	۵۰۲	ابن ہبیرہ کا جرم اور پناہ	۵۰۲	آخری معرکہ
۵۱۰	یزید کا انتقال بش کی تخت نشینی:	۵۰۲	بن ہبیرہ و بحیثیت کمانڈر	۵۰۲	واسطہ میں حکومت کے کامیوں کا قتل:
۵۱۰	مسلم بن سعید اور ترک:	۵۰۲	ابن ہبیرہ و گورنر عراق	۵۰۲	مفضل اور معاویہ ساتھ ساتھ
۵۱۰	جہد سے تاخیر کرنے والوں سے سلوک	۵۰۲	سعید "حزبیہ" کی معزولی	۵۰۲	مفضل کی رفتاری کا حکم
۵۱۰	نصر بن سیار کی عمر بن مسلم اور بختری سے لڑائی	۵۰۲	سعید حریشی کا سپاہیوں سے خطاب	۵۰۲	مہلب کے چند ساتھیوں کی صلح:
۵۱۰	ابن مسلم اور بختری کا حشر	۵۰۲	اہل صفہ کا خوف اور مشورے	۵۰۲	قدوہ بیل اور آل مہلب:
۵۱۰	عمر بن مسلم کی سزا کی وجہ	۵۰۳	اہل صفہ کی فرمانروائی	۵۰۳	آل مہلب کی غیرت اور ان کا قتل
۵۱۱	بخارا کی طرف کوچ	۵۰۳	صفہ کے پیچھے مسلم فوج کی آمد	۵۰۳	آل مہلب کے سر
۵۱۱	خاقان سے شکست	۵۰۳	صفہ سے مسلمانوں کی روانگی	۵۰۳	آل مہلب کی خواتین کی خرید و فروخت
۵۱۱	مسلمانوں کا انتقام	۵۰۳	اہل صفہ کی مسلمانوں سے صلح	۵۰۳	بنو مہلب کے قیدیوں کا قتل
۵۱۱	احمل غرمانہ اور شاش پر حملہ	۵۰۳	صلح کی شرائط	۵۰۳	مسلمہ عراق اور خراسان کا گورنر
۵۱۱	خاقان کے لیے سے مقابلہ حمید شہید	۵۰۳	صفہ والوں کی بدعہدی	۵۰۳	مسلمہ کے اقدامات:
۵۱۱	قطیف کی آزمائش	۵۰۳	اہل صفہ سے سخت مقابلہ اور فتح	۵۰۳	سعید اور شعبہ کے اقدامات:
۵۱۱	اسد قسری کی گورنری	۵۰۳	سعید اور ابن ہبیرہ میں ناراضگی	۵۰۳	بشام اور ولید کی ولعہدی
۵۱۱	اسد کی طرف سے کمانڈر	۵۰۴	قلعہ صفہ پر محاصرہ اور جنگ	۵۰۴	مسلمہ کا مشورہ
۵۱۱	اسد کی بھاری کاروائیاں	۵۰۴	کش اور نصف	۵۰۴	سعید اور خزینہ کا لقب
۵۱۲	اسد بن عبداللہ کی خردمانی	۵۰۴	"عمیت نہرانی کی ترکوں سے شکست"	۵۰۴	ترکوں کی شرارت
۵۱۲	احمل خراسان پر لعن طعن سے فوری	۵۰۴	جرات کی گورنری:	۵۰۴	ترکوں کے خلاف میتب کی روانگی:
۵۱۲	اشرس کی گورنری	۵۰۴	ترکوں سے جنگ	۵۰۴	رحمن رکھے گئے عربوں کا قتل
۵۱۲	احمل وراثہ کو دعوت اسلام	۵۰۴	ترکمانیوں کا فرار	۵۰۴	قصہ بابلی والوں کو پیغام
۵۱۲	خاندان اور دیگر طریقوں سے نو مسلموں کی جانچ	۵۰۴	برغوائی فتح	۵۰۴	قصہ بابلی والوں کا جواب
۵۱۲	جانچ	۵۰۴	بلخ کی فتح	۵۰۴	موت پڑنے کی بیعت
۵۱۲	نو مسلموں سے جزیہ کا آرڈر:	۵۰۵	"وہید" کی فتح	۵۰۵	مسلمہ بنو بدین کی بجلی دشمن پر
		۵۰۵	ابن ضحاک کی بنت حسین سے بدتمیزی	۵۰۵	دشمن کا فرار:

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
۵۱۲	اسلم سعد بن نزار انس بن مالک	۵۱۲	سمرقند کے جنگ کے مشورے	۵۱۶	فتح
۵۱۳	اسلم سعد بن جب بن عبد فیصد	۵۱۳	جندیہ کا جنگ کا فیصد	۵۱۶	حرب سے بغاوت اور باغیوں و مشورے
۵۱۳	اسلم سعد بن رقیہ و رقیہ	۵۱۳	ابن خاقان سے لڑائی	۵۱۶	حرب کا مشورہ نہ ماننے والوں کا اسد
۵۱۳	سعد و بخارا کی پھر اجازت:	۵۱۳	نسر بن سیر اور جندیہ فوجات	۵۱۶	لے ہاتھوں
۵۱۳	مسلمانوں کا غاصرہ:	۵۱۳	آموار کے بعد ایوان سے جنگ	۵۱۷	یون اور طینی رستان پر حملہ
۵۱۳	مخالفین کی پسپائی:	۵۱۳	خاقان کی آمد اور جنگ	۵۱۷	ابن سہابی اور خاقان
۵۱۳	اشرس کا مخالفین سے مقابلہ	۵۱۳	سورہ ابن ابجر اور جندیہ	۵۱۷	اسد کو خاقان کے آنے کی دھمکی:
۵۱۳	ترکوں کے خلاف کامیابی:	۵۱۳	سورہ اور خاقان کی بدترین جنگ	۵۱۷	اسد کی تیاری
۵۱۳	خاقان کا مسلمانوں کے شہر کا محاصرہ:	۵۱۳	کے اور مسلم فوج کی تباہی	۵۱۷	خاقان کا اسلامی مورچوں پر قبضہ
۵۱۳	مسلمانوں کو لالچ دینے کی کوشش:	۵۱۳	مہلب بن زیاد کی شہادت	۵۱۷	خاقان کا دوسرا حملہ:
۵۱۳	مسلمانوں کے افکار پر خندق تباہ کرنے	۵۱۳	ترکوں کا مقابلہ اور فرار	۵۱۷	خاقان مال کے تعاقب میں:
۵۱۳	کی کوشش	۵۱۳	بش مکہ مکہ کا مدد	۵۱۸	خاقان کی فوج کا آمد
۵۱۳	مسلمان قیدیوں کا قتل	۵۱۳	خاقان کی بخارا پر فوج کشی	۵۱۸	اسد مسلمانوں کی ملک پر
۵۱۳	ترکوں سے صلح	۵۱۳	عبداللہ اور جندیہ کے مشورے	۵۱۸	خاقان ہمار اور قیدیوں سمیت فرار
۵۱۳	جندیہ تیاری	۵۱۳	آرمینیا میں خاقان سے مقابلہ:	۵۱۸	اسد کی بھر پور تیاری
۵۱۳	جندیہ کی ماہر، انہر، راکہ	۵۱۳	جندیہ کی معز وین اور وفات	۵۱۸	اسد کا خط میں خطبہ
۵۱۳	ترکوں سے مسلم لشکر کی مذبحہ	۵۱۳	مروان بن محمد اور آرمینیا، آذربائیجان	۵۱۸	خاقان سے مقابلے کے مشورے:
۵۱۳	مقدمہ پیش کی ترکوں پر فتح	۵۱۳	مروان کی آرمینیا روانگی:	۵۱۸	مقابلے کے لئے روانگی
۵۱۳	مسلم بن عبدالرحمن کی برہانہ رقیہ	۵۱۳	"سریر" کے ملک پر حملہ	۵۱۹	خاقان کی شکست اور فرار
۵۱۳	مسلم بن عبدالرحمن کی برہانہ رقیہ	۵۱۳	"ورد کران" اور سہدان لکڑ اور مروان	۵۱۹	خاقان کا تعاقب اور شکست
۵۱۳	جبرائیل کی فوجات	۵۱۳	حرب بن شریح کی بغاوت	۵۱۹	مال اسباب پر مسلم فوج کا قبضہ
۵۱۳	جبرائیل کی شہادت	۵۱۳	حرب کا خراسان اور جوزجان پر قبضہ:	۵۱۹	خاقان کی اپنے ملک روانگی
۵۱۳	سعید حریشی کی روانگی	۵۱۳	گورنر مرو کے انتظامات:	۵۱۹	خاقان کی تیاری
۵۱۳	مجاہدین سے قتل	۵۱۳	حرب کا گورنر فوج پر حملہ	۵۱۹	گورنروں کے ہاتھوں خاقان قتل
۵۱۳	خالد بن ولید کی	۵۱۳	حرب کی شکست اور فرار:	۵۱۹	فتح کی خبر حبشہ میں پہنچنی
۵۱۳	مروان سے ابن خاقان کا فرار	۵۱۳	خراسان اور عراق کا انتظامی الحاق	۵۲۰	بد رطہ خان اور اس کا قتل
۵۱۳	ترکوں کی شہر کی بربادی:	۵۱۳	ماہم کی حرب سے صلح اور جنگ	۵۲۰	بد رطہ خان کا معافی کے بعد قتل
۵۱۳	باجران میں ترکوں کی شکست	۵۱۳	اسد کی خراسان آمد ماہم کی رقیہ	۵۲۰	قتل میں اسلامی فوجات
۵۱۳	ابن خراسان کے انتظامی شہر کی بربادی	۵۱۳	آمد پر حملہ اور صلح	۵۲۰	خاند کی معز وین
۵۱۳	خبر کے شہر اور اس کی آخری شکست	۵۱۳	اسلم ترمندی کی حرب کی شکست	۵۲۰	جبال اور خاند کا مشورہ
۵۱۳	فتح کے بعد حبشہ کی پیش قدمی	۵۱۳	اسد قلعہ زمرہ پر حملہ	۵۲۰	حبشہ کی خالد سے زبردست ناراضگی
۵۱۳	جندیہ اور خاقان کی پیش قدمی	۵۱۳	اسد قلعہ اور اسلم "زمرہ" صلح کی دہان کی	۵۲۰	یوسف بن عمر کی تیاری

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۵۳۲	بیعت خلافت	۵۲۹	یحییٰ بن زید	۵۲۵	خدا اور طارق کی گرفتاری
۵۳۳	نصر بن یسار	۵۳۰	دعوت خلافت عباسیہ	۵۲۵	ایک اور روایت
۵۳۵	یحییٰ بن زید	۵۳۰	ابو ہاشم کی پشن گوئی	۵۲۵	طارق کی گرفتاری اور پٹائی
۵۳۵	یحییٰ بن زید کی شہادت	۵۳۰	عباسی تحریک کے بارہ نقیب	۵۲۵	نصر بن یسار کی گورنری
۵۳۵	ابو مسلم کا انتقال	۵۳۰	ستر مبلغین کا انتخاب	۵۲۵	نصر کے اقدامات
۵۳۵	خالد بن عبد اللہ	۵۳۰	راز کا انکشاف	۵۲۶	خراسان کی ترقی اور جہاد
۵۳۶	خالد کے خلاف سازش	۵۳۰	عبداللہ بن اسحاق کی پیدائش	۵۲۶	کورصول کا قتل
۵۳۶	ہشام کے سامنے خالد کی بے گناہی	۵۳۰	بکیر بن ہمام کی آمد	۵۲۶	حرث بن شرحبہ سے جنگ
۵۳۶	خالد کی گرفتاری	۵۳۰	بعض مبلغین کو پھانسی	۵۲۶	اص صغد وہ خراسان کی نئی شرائط صلح
۵۳۶	خالد کا قتل	۵۳۱	محمد بن علی کا پہلا نمائندہ	۵۲۶	زید بن علی کا ظہور
۵۳۶	ولید کا کردار	۵۳۱	کوفہ سے کشمیر کی آمد	۵۲۶	بغوت کا سبب
۵۳۷	ہارون رشید کی دعا	۵۳۱	عمارہ بن زید "خراسانی"	۵۲۷	سبب کی دوسری روایت
۵۳۷	ولید کے خلاف الزامات	۵۳۱	اہل خراسان کا وفد	۵۲۷	زید اور خلیفہ ہشام کی ملاقات
۵۳۸	قبیلہ قضاعہ کی بغاوت	۵۳۱	محمد بن علی کا خط	۵۲۷	کوفہ بھانے کا مشورہ
۵۳۸	یزید بن ولید کا ہنگامہ	۵۳۱	محمد بن علی کی وفات	۵۲۷	زید کی کوفہ میں خفیہ بیعت
۵۳۸	ابوالعاج کی گرفتاری	۵۳۱	ابو مسلم کی کہانی	۵۲۷	مباہنین کو تیاری کا حکم
۵۳۸	ولید کی روانگی	۵۳۲	ابو مسلم کا نکاح	۵۲۷	زید کی کوفہ بدری
۵۳۸	عباس بن ولید کی گرفتاری	۵۳۲	ابو مسلم کے بارے میں دوسرا قول	۵۲۷	داؤد بن علی اور زید
۵۳۹	ولید بن یزید کا قتل	۵۳۲	تیسرا قول	۵۲۸	مسلمہ بن کھیل اور زید
۵۳۹	یزید بن ولید کی خلافت	۵۳۲	سلیط بن عبداللہ کا تعارف	۵۲۸	عبداللہ بن حسن کا خط
۵۳۹	یزید کا خطبہ	۵۳۲	سلیط کا قتل	۵۲۸	کوفہ میں زید کی تلاش
۵۳۹	ولید کی بیعت	۵۳۲	علی بن عبداللہ کی جلا وطنی	۵۲۸	شیعان علی اور زید کی گفتگو
۵۳۹	حمص کی بغاوت	۵۳۳	ابو مسلم کے بارے میں چوتھا قول	۵۲۸	بیعت توڑنے والے رافضی
۵۴۰	مروان بن عبداللہ کا قتل	۵۳۳	ابو مسلم اور پانچواں قول	۵۲۸	زید کے ساتھی کا قتل
۵۴۰	اہل حمص کی اطاعت	۵۳۳	امام ابراہیم کے پاس وفد	۵۲۹	زید کی آمد، شیعوں کا فرار
۵۴۰	اہل فلسطین اور اردن کی شورش	۵۳۳	ابو مسلم مبلغ دعوت عباسیہ	۵۲۹	زید کا شامیوں پر حملہ
۵۴۰	اہل طبریہ کی واپسی	۵۳۳	ابو مسلم کی خراسان روانگی	۵۲۹	کوفہ کی گلیاں اور زید بن علی
۵۴۳	منصور بن جمہور بحیثیت گورنر عراق	۵۳۳	ابو مسلم کی شکایت	۵۲۹	کوفیوں کی بدعہدی
۵۴۰	وخراسان	۵۳۳	امام کی ابو مسلم کو ہدایت	۵۲۹	شامی لشکر سے جنگ
۵۴۱	منصور بن جمہور کی معزولی	۵۳۳	ہشام بن عبدالملک کی وفات	۵۲۹	حضرت زید بن علی کی شہادت
۵۴۱	اہل یمامہ کی بغاوت	۵۳۳	ولید بن یزید کی خلافت	۵۲۹	حضرت زید کی تدفین
۵۴۱	قلج کا معرکہ	۵۳۳	ہشام اور ولید بن یزید	۵۲۹	لاش نکلا کر جلد دینے کا اندوہناک واقعہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
	عہد الملک و ابن زبیر، جابر بن اسود اور	۵۵۰	عبداللہ بن علی فلسطین روانگی	۵۴۱	خسیر و عکمل پر حملہ
۵۵۶	خالد بن عبداللہ	۵۵۰	اموی خلیفہ مروان کا قتل	۵۴۱	بدیع بن علی کرمانی
۵۵۶	یکیر بن وشاح و تمیمی	۵۵۰	آل مروان کا انجام	۵۴۲	بدیع کرمانی کی گرفتاری
۵۵۶	طارق بن عمر	۵۵۰	مران الحمار	۵۴۲	اصہید کی اطاعت
۵۵۶	محمد و بشر پسران مروان	۵۵۰	سلیمان بن ہشام کا قتل	۵۴۲	نہوند کا محاصرہ
۵۵۶	حجاج بن یوسف	۵۵۱	بنو امیہ کا قتل عام	۵۴۲	اصفہان کی فتح
۵۵۶	عبداللہ بن امیہ	۵۵۱	آل عباس کی سفاکی	۵۴۳	نہوند کی فتح
	مہلب بن ابی صفرہ اور عبداللہ بن ابی	۵۵۲	بنو امیہ کی لاشوں کا حشر	۵۴۳	صوان پر قبضہ
۵۵۶	صفرہ	۵۵۲	انتقال کا پاگل پن قبروں کی توہین	۵۴۳	شہر ورز کی فتح
۵۵۷	ابی اشعث	۵۵۲	اموی دور کی بیرونی مہمات	۵۴۳	قطیفہ اور ابن ہبیرہ کی لڑائی
۵۵۷	قتیبہ بن مسلم	۵۵۲	حشام کے دور کی فتوحات	۵۴۳	قطیفہ کا خاتمہ
۵۵۷	عہد ولید بن عبدالملک	۵۵۲	۱۱۳ھ کے بعد کے صوائف	۵۴۳	اہل کوفہ کی بغاوت
۵۵۷	خالد بن عبداللہ قسری اور محمد بن قاسم	۵۵۳	۱۲۰ھ کے بعد کے صوائف	۵۴۳	حسن بن قطیفہ کی کوفہ روانگی
۵۵۷	مسلمہ بن عبدالملک اور موسیٰ بن نصیر	۵۵۳	۱۲۲ھ کے صوائف		مسلم بن قتیبہ اور معاویہ بن سفیان کی
۵۵۷	خالد بن عبداللہ	۵۵۳	بنو امیہ کے عمال	۵۴۳	جنگ
۵۵۷	ابوبکر بن محمد اور محمد بن یزید	۵۵۳	بنو امیہ کے عمال		سفیان بن معاویہ بحیثیت امیر بصرہ
۵۵۷	یزید بن مہلب اور عدی بن ارطاة	۵۵۳	عبداللہ بن عامر	۵۴۵	دولت عباسیہ کا آغاز
۵۵۷	عبدالرحمن بن نعیم اور عمر بن ہبیرہ	۵۵۳	عقبہ بن نافع	۵۴۵	ابوالعباس کی کوفہ کوروانگی
۵۵۷	مسلمہ بن عبدالملک	۵۵۳	مروان بن الحکم اور حبیب بن مسلمہ	۵۴۵	ابوالعباس اور حمید
	عبدالرحمن بن ضحاک اور عبدالواحد بن	۵۵۳	ابن عامر اور حرث بن عبداللہ	۵۴۵	ابوسلمہ اور ابوالعباس
۵۵۸	عبداللہ	۵۵۳	عمر بن العاص اور زیاد	۵۴۵	ابوالعباس کا خطبہ
۵۵۸	جراح بن عبداللہ اور مسم بن سعید	۵۵۳	معاویہ بن خدیج اور ابوالہباجر	۵۴۷	ابوالعباس کی خلافت کی بیعت
۵۵۸	عہد ہشام اور خالد بن عبداللہ قسری	۵۵۳	خلیفہ بن عبداللہ حنفی اور ضحاک بن قیس	۵۴۷	اندای افواج کی روانگی
۵۵۸	حر بن یوسف اور ابراہیم بن ہشام	۵۵۵	ولید بن عقبہ اور عبداللہ بن عمر	۵۴۸	ابراہیم امام کی اسیری
۵۵۸	یوسف بن عمر اور اشرس بن عبداللہ	۵۵۵	سعید بن عثمان اور ابن ام حکم	۵۴۸	ابراہیم امام کا انتقال
۵۵۸	عبیدہ بن عبدالرحمن	۵۵۵	نعمان بن بشیر اور عبدالرحمن بن زیاد	۵۴۸	مروان کی زاب کوروانگی
۵۵۸	خالد قسری اور جنید بن عبدالرحمن	۵۵۵	زہیر بن قیس	۵۴۸	مخارق و ولید کی لڑائی
۵۵۸	سعید حریشی اور عبید بن عبدالرحمن	۵۵۵	عامر بن مسعود اور عتاب بن ورقا	۵۴۹	معرکہ زاب
۵۵۹	مروان بن محمد اور خالد بن عبدالملک	۵۵۵	عمر بن سعید اور عبداللہ بن عبدالملک	۵۴۹	مروان کی پسپائی
۵۵۹	عاصم بن عبداللہ		مہلب بن ابی صفرہ اور عبدالرحمن بن	۵۴۹	مروان کا فرار
۵۵۹	خالد بن عبداللہ قسری	۵۵۵	حازم	۵۴۹	اہل حمص کی عہد شکنی
۵۵۹	محمد بن ہشام اور نصر بن سیار	۵۵۶	مصعب بن زبیر	۵۴۹	فتح دمشق

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۵۷۱	ابوفدیک کی بغاوت:	۵۶۴	خوارج میں گروپ بندی:	۵۵۹	عبدالملک بن قطن:
۵۷۱	بشر بن مروان کی چالاکي:	۵۶۵	نافع بن ازرق: (کی لوٹ مار)	۵۵۹	ابوالخطار حسام بن ضرار کلبي:
۵۷۱	کوفیوں کی واپسی	۵۶۵	عبداللہ و عبید اللہ پسران ماحور:	۵۵۹	منصور ابن جمہور اور عبداللہ بن عمر:
۵۷۱	حجاج کی آمد، کوفیوں کی واپسی	۵۶۵	خوارج کا بصرے پر حملہ:	۵۵۹	عبدالعزیز بن عمر اور نصر بن سعید حریشی:
۵۷۱	عمر بن ضابطی کا قتل	۵۶۵	مہلب اور خوارج کی جنگ:	۵۶۰	یوسف بن عبدالرحمن قہری اور عبدالواحد:
۵۷۲	عبدالرحمن بن مخنف کی شہادت	۵۶۵	خوارج کی پسپائی:	۵۶۰	ابومسلم خراسانی:
۵۷۲	ابن ورقاء اور مہلب	۵۶۶	بجندہ بن عامر کا تعارف		و الملك لله يؤتیه من يشاء من عبادہ
۵۷۲	صالح بن سرح تمیمی کی بغاوت	۵۶۶	بجندہ کی غارتگری:	۵۶۰	خوارج کا فتنہ اور حالات و واقعات:
۵۷۲	صالح بن سرح کا قتل	۵۶۶	عطیہ بن اسود حنفی	۵۶۰	خوار اور حضرت علی رضی اللہ عنہ
۵۷۳	شعیب کا شب خون	۵۶۶	عطیہ بن اسود کا قتل	۵۶۰	عبدالرحمن بن یحییٰ:
۵۷۳	شعیب اور سلامہ بن سنان	۵۶۶	بجندہ اور ابوفدیک	۵۶۰	فروہ بن نوفل اشجعی
۵۷۳	بنو شیبان اور خوارج	۵۶۷	(بجندہ کا حج)	۵۶۰	عبداللہ بن ابوالحریشی:
۵۷۳	سفیان بن ابی العالیہ اور شعیب کی جنگ	۵۶۷	بجندہ اور ابن عباس	۵۶۱	فروہ ابن نوفل اشجعی کا قتل:
۵۷۳	سورہ بن آخر کی پسپائی	۵۶۷	بجندہ اور عطیہ میں اختلاف	۵۶۱	شعیب بن ابجر کا خاتمہ
۵۷۳	جہز اور شعیب کی لڑائی	۵۶۷	عبدالملک اور بجندہ	۵۶۱	معن ابن عبداللہ بخاری کا انجام:
۵۷۳	سعید بن مجلد کا خاتمہ	۵۶۷	بجندہ کا قتل	۵۶۱	ابومریم مولیٰ ابولیلی کا قتل:
۵۷۳	شعیب اور شاہی شکر کی کچھ پٹولی	۵۶۷	عمر بن عبداللہ اور خوارج کی جنگ	۵۶۱	سہم بن عالم مجہنی کا قتل:
۵۶۵	شعیب کی وفات روانگی	۵۶۷	خوارج کی پسپائی	۵۶۱	حطیم کا خاتمہ:
۵۶۵	نخیر بن قعقاع کا قتل	۵۶۸	خوارج کا ظلم و ستم	۵۶۱	مستور بن علقمہ تمیمی:
۵۶۵	محمد بن موسیٰ کی روانگی	۵۶۸	خوارج کا تعاقب	۵۶۲	معتقل اور خوارج:
۵۶۵	ذخر بن قیس اور شعیب	۵۶۸	زبیر امیر خوارج کا قتل	۵۶۲	(جنگ مذار)
۵۶۵	نخیب کا لشکر و فوج پر حملہ	۵۶۸	خوارج اور مہلب کی جنگ:	۵۶۲	جر جان کی جنگ:
۵۶۵	زیاد بن حکم کا فرار	۵۶۸	عبید اللہ بن حر	۵۶۲	مستور اور معتقل کا خاتمہ:
۵۷۶	بشر بن خالب کا خاتمہ	۵۶۹	عبید اللہ بن حر اور ابن زیاد:	۵۶۳	ابن خراش عجمی کی بغاوت:
۵۷۶	زائدہ بن قدامہ کا قتل	۵۶۹	عبید اللہ بن حر کا خروج:	۵۶۳	حیان بن ضنیاب اور معاذ طائی:
۵۷۶	محمد بن موسیٰ کا خاتمہ	۵۶۹	عبید اللہ بن حر کی اسیری در بانی:	۵۶۳	خوارج اور ابن زیاد:
۵۷۶	محمد بن موسیٰ کے قتل کی ایک اور روایت	۵۶۹	مصعب اور ابن حر:	۵۶۳	جریر بن تمیم کا قتل:
۵۷۶	عبدالرحمن بن اشعث اور شعیب	۵۶۹	عبید اللہ بن حر اور عبدالملک	۵۶۳	مرداس بن تمیم کا خاتمہ:
۵۷۷	حج بن کاخط	۵۷۰	عبید اللہ بن حر کا خاتمہ	۵۶۳	عبید اللہ بن ابی بکرہ اور عروہ بن ادبہ:
۵۷۷	ابن اشعث کی معزولی	۵۷۰	خوارج اور عبدالملک	۵۶۳	خوارج اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ
۵۷۷	عثمان بن قطن اور شعیب کی جنگ	۵۷۰	مہلب اور خوارج کی جنگ:	۵۶۳	خوارج کی ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے علیحدگی:
۵۷۷	حجاج اور زہرہ بن حوہ	۵۷۰	مہلب کی کمک اور حالات	۵۶۳	

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۵۸۹	شیبان کی شکست و فرار	۵۸۳	خوارج کی پسپائی	۵۷۸	شامی فوج کی کمک
۵۹۰	شیبان کا خاتمہ	۵۸۳	عبد ربہ الکبیر کا قتل	۵۷۸	عتاب بن ورقاء کی طلبی
۵۹۰	شیبان بن ہشام کا انجام	۵۸۳	مہلب کی طلبی اور عزت افزائی	۵۷۸	شعیب اور مطرف
۵۹۰	مروان کی حران روانگی	۵۸۳	قطری کا قتل	۵۷۸	شعیب اور عتاب کی جنگ
۵۹۰	ابوجزہ خارجی	۵۸۳	خوارج کا محاصرہ	۵۷۸	عتاب بن ورقاء کا خاتمہ
	ربیعہ بن ابی عبدالرحمن اور ابوجزہ میں مصالحت	۵۸۳	شوہب کا خروج	۵۷۹	زہرہ بن حویہ کا قتل
۵۹۱	عبدالوحد کی عہد شکنی	۵۸۲	محمد بن جریر کی پسپائی	۵۷۹	حجاج کا کوفیوں کو خطبہ
۵۹۱	مدینہ میں قتل عام	۵۸۲	شوہب کا قتل	۵۷۹	ابوالورد کا قتل
۵۹۱	ابوجزہ کا قتل	۵۸۲	بہلول بن بشر بن شیبان	۵۷۹	شامی لشکر اور خوارج کی جنگ
۵۹۱	طالب الحق کا قتل	۵۸۲	بہلول بن بشر کا خروج	۵۸۰	خارجیوں کی ناکامی
۵۹۱	ابن عطیہ کا خاتمہ	۵۸۲	بہلول کا خاتمہ	۵۸۰	شعیب کی پسپائی اور فرار
۵۹۱	ملید بن جزمہ خارجی کا خروج	۵۸۲	بختری کا خروج	۵۸۰	شعیب کی کرمان کو روانگی
۵۹۲	ملید بن جزمہ کا خاتمہ	۵۸۲	وزیر خیمستانی کا خروج	۵۸۰	حجاج کو تنبیہ کا مشورہ
۵۹۲	حسان بن محلد کا خروج	۵۸۲	صحاری بن شعیب کا خروج	۵۸۱	خوارج میں اختلاف
۵۹۲	المصور اور اہل موصل	۵۸۲	ضحاک بن قیس	۵۸۱	کمک کی بددعا
۵۹۲	امام ابو حنیفہ کا فتویٰ	۵۸۸	ضحاک بن قیس کا خروج	۵۸۱	شعیب کا خاتمہ
۵۹۳	یوسف بن ابراہیم کی بغاوت	۵۸۸	عبداللہ بن عمر بن العلاء اور ضحاک	۵۸۱	شعیب کی تدفین
۵۹۳	حزہ بن مالک کا خروج	۵۸۸	ضحاک کا موصل پر قبضہ	۵۸۱	مطرف بن مغیرہ اور شعیب
۵۹۳	یسین خارجی کی بغاوت	۵۸۸	ضحاک بن قیس کا قتل	۵۸۲	مطرف بن مغیرہ کا خروج
۵۹۳	ولید بن ظریف کا خروج	۵۸۹	خبریں کا قتل	۵۸۲	عدی بن زیاد کی امداد طلبی
۵۹۳	ولید بن ظریف کا قتل	۵۸۹	شیبان حروری	۵۸۲	مطرف بن مغیرہ کا قتل
		۵۸۹	خوارج کی شکست	۵۸۳	مہلب کا فارس پر قبضہ
		۵۸۹	عبداللہ بن عمر بن العلاء کی گرفتاری	۵۸۳	مہلب کی خوارج سے جنگ
		۵۸۹	جون ابن کلاب کا قتل	۵۸۳	خوارج میں اختلاف
					دوسری وجہ

تمت بالخیر



عہد نبوت و ہجرت

عربوں کا اجتماعی اسلام پر جمع ہونا: جب قریش کی حکومت مکہ میں مستحکم اور مضبوط ہو گئی اور مضر کے قبائل حجاز کے علاوہ شام اور عراق کے قریبی شہروں میں پھیل گئے تو ان دونوں میں وہ دیہات میں رہتے اور صحرا میں گھومتے رہتے تھے اور سب کے تنگی اور دشواری کی زندگی گزار رہے تھے نہ صرف ان کے اپنے علاقوں میں جنگ و جدال برپا رہتا تھا بلکہ وہ عراق اور شام کی سرحدوں پر بھی ایرانیوں اور رومیوں کے ساتھ برسر پیکار تھے۔

عربوں پر قیصر اور کسریٰ کے مظالم: چنانچہ ایران اور روم کے بادشاہوں نے اپنی حفاظتی فوجیں ان دونوں ملکوں کی سرحدوں پر لگا رکھی تھیں اور اپنی فوجوں کو سامان جنگ سے خوب لیس کر رکھا تھا اس کے علاوہ انہوں نے عربوں پر انہی کے امراء و سرداروں اور طاقتور خاندانوں کو حاکم مقرر کر رکھا تھا یہ امراء عربوں کو دبا کر رکھتے تھے اور اپنا مطیع و فرمانبردار بناتے تھے تاکہ وہ سلطان اعظم کو ٹیکس ادا کریں اور اگر ان کے ذمہ کوئی خون بہا ہو تو وہ بھی ادا کریں اور اگر ان کے ذمہ کوئی خون بہا ہو تو وہ بھی ادا کریں عربوں میں بیٹیوں کو بطور بریغمال مانگتے تھے تاکہ وہ امن قائم رکھیں اور لوٹ مار سے باز رہیں اس کے علاوہ لشکر کو رسد پہنچانا بھی ان کے ذمہ تھا چنانچہ یہ حاکم ٹیکس نہ دینے والوں پر حملہ آور ہوتے اور جو لوگ فساد پر آمادہ ہوتے ان کا قتل عام کرتے تھے۔

عربوں کی فساد پر آمادگی: مضر پر ان دنوں کندہ کے بادشاہ لوگ حکمران تھے جو حجر کل المراد کی اولاد میں سے تھے جب سے قحط و سختی نے اسے مضر کی عربوں پر حاکم مقرر کیا تھا عربوں کے ہاں حکومت اور ریاست صرف آل منذر میں محدود ہو کر رہ گئی تھی جو حیرہ کے شہر میں ایرانیوں کی طرف سے حکومت کرتے تھے یا پھر آل جہینہ میں تھی جو شام میں رومیوں کی طرف سے حاکم مقرر تھے یا ان بنی حجر میں جو مضر کی قبائل اور ملک حجاز پر حاکم تھے مگر اس کے باوجود نہ صرف مضر بلکہ تمام عرب جنگ و جدال اور قتل و فساد کی طرف مائل تھے اور اس بارے میں وہ رشتہ داری کی بھی پروا نہیں کرتے تھے بلکہ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہلاکت اور تباہی پھیلاتے تھے۔

بت پرستی اور خوراک: انہوں نے اللہ کی نافرمانی اختیار کر رکھی تھی بتوں اور پتھروں کو پوجتے تھے ان کی خوراک بچھو گہرے پلے سانپ اور کیڑے مکوڑے تھے اور ان کا اصلی کھانا یہ تھا کہ اونٹ کے بالوں کو لے کر اس کے خون میں ابالتے تھے اور ان میں سب سے بڑی عزت یہ تھی کہ آل منذر آل جہینہ اور بنی حجر کے درباروں میں جاتے تھے اور ان کے بادشاہوں سے بخشش و عطیات حاصل کرتے وہ اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے اور سائبہ ① اور وصیلہ ② میں شریک اعتقاد رکھتے تھے۔

عربوں کی سر بلندی: مگر جب اللہ تعالیٰ نے عربوں کے عروج و ظہور کا ارادہ کیا اور بارگاہ الہی سے ان کے ترقی و بلندی کا فرماں جاری ہو گیا تو ان کے درمیان اللہ کا دین ظاہر ہوا اور اس کے ساتھ ہی ان کے دور حکومت اور عہد سلطنت کا آغاز ہو گیا جب ان کے اخلاق و عادات میں نیکی و راستی نمایاں ہوئی تو اللہ نے ان کی بد حالی کو خوشحالی میں اور ان کی ذلت کو عزت میں بدل دیا گناہ توبہ کے پانی سے دھل گئے اور شرکی جگہ خیر نے ے دے راہ روی اور گمراہی ہدایت اور راست روی میں بدل گئی اور وہ لوگ جو پہلے جنگ دست اور قحط زدہ تھے وہ دولت مند اور مالک سلطنت بن گئے۔

عرب کی شہرکت کا آغاز: جب اللہ تعالیٰ کسی بات کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے اسباب بھی مہیا کر دیتا ہے چنانچہ بعثت نبوی سے پہلے ہی عربوں کی شوکت و عظمت کا آغاز ہو چکا تھا اور بنو شیبان اور بنو بکر بن وائل کے دوسرے قبیلوں نے بنو ٹیہ پر حملہ کر دیا تھا جو ان دنوں شاہ ایران کی طرف سے عربوں

① سائبہ وہ اونٹنی تھی جسے کوئی بھی شخص نہ کرنا کہ اگر وہ اپنے مرض سے شفا یاب ہو جائے گا تو اسکو بتوں کے نام پر چھوڑ دے گا۔

② وصیلہ وہ اونٹنی تھی کہ جس کی ماں بر حمل میں دو بچے دیتی تھی تو اس کا مالک اس کے حمل میں مادہ کو بتوں کے نام پر کر دیتا اگر اس کے ساتھ نہ بھی پیدا ہو جاتا تو کہتے کہ اس نے اپنے رب کو پالیا ہے (وصیت اخاھا) اس لیے وہ نہ بھی اس کے ساتھ چھوڑ دیا جاتا تھا حام و دبوڑ حالات ہوتا ہے جس کی گہر پر نشان لگا کر بتوں کے نام پر چھوڑا جاتا ہے کوئی بھی کام میں استعمال نہ کرتا تھا۔

یہ فی مقرر تھے حیرہ ان کے صدر مقام دار الحکومت اور قبیلہ بن ایاس ان کا امیر تھا سرحد ایران کا محافظ باہوت بھی قبیلہ طنی کے ساتھ تھا۔ ہر ذوق کی مشہور جنگ میں ایرانی شہروں کو شہت فاش ہوئی رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو اسی دن عربوں کی فتح کی خوشخبری دے دی تھی اور فرمایا اللہ انصف العرب من العجم وہی نصر وایعنی آج کے دن عربوں نے ایرانیوں سے انتقام لیا ہے اور نہیں میری ہی بدولت فتح و کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

ایرانیوں سے بغاوت: حاجب بن زرارہ جو قبیلہ بنو تمیم سے تھا ایک دن کسری کے دربار میں حاضر ہوا اور اس سے اپنی قوم کے لئے رسد اور عراق کی سرزمین میں اپنے مال مویشی چرانے کی اجازت مانگی ایرانی امیروں اور سپہ سالاروں نے حسب دستور اس سے ریغمال مانگے اس کے جواب میں حاجب نے انہیں اپنی کمان حوالے کرنے کی حامی بھری مگر اپنے بیٹے کو ریغمال کے طور دینے سے انکار کر دیا۔

ایرانیوں کا اخلاقی تنزل: غرض اہل ایران اور ان کے امراء اچھے اخلاق کھو چکے تھے اور اخلاق حسنہ بہت سے عربوں کی طرف منتقل ہو گئے تھے چنانچہ ہر ایک عرب کو اپنی شرافت کی فکر رہتی تھی اس کے برخلاف ایران کے حکمران طبقہ پر شرارت اور بے وقوفی غالب تھی اس سلسلہ میں وہ خط قابل غور ہے جو حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ جونیض اور عثمان بن ارشد کو معرکہ جنگ کے لیے روانہ کرتے وقت بھیجا تھا آپ نے اسے لکھا تھا کہ تم ایک ایسی قوم کی طرف جارہے ہو کہ جو صرف شرارت اور برائی کو جانتی ہے اور نیکی کو بالکل بھول گئی ہے لہذا اپنے طریقے کار پر خوب نگاہ رکھو۔

عربوں کا اخلاق میں مقابلہ: چنانچہ عرب لوگ اچھے اخلاق و دعوت میں ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے لگے اور شرف اور بزرگی میں ایک دوسرے کی برتری کرنے لگے جیسا کہ ن کی تاریخ میں مذکور ہے قریش کو ان اچھائیوں کا سب سے زیادہ حصہ ملا کیونکہ نبوت کی دولت انہی کے قبیلہ میں آئی تھی۔

حلف الفضول کا قابل فخر معاہدہ:..... حلف الفضول جیسا کہ واقعہ بھی قابل غور ہے جب ہاشم، المطلب اسد بن عزی زہرہ اور تیم کے قبیلے جمع ہوئے اور انہوں نے آپس میں یہ عہد کیا کہ جب کبھی اہل مکہ میں سے کسی پر ظلم ہو گا یا کوئی نیا آنے والا شخص ظلم و ستم کا نشانہ بنے گا تو وہ اس کی حمایت میں کھڑے ہو جائیں گے اور اس کا چھینا ہوا حق واپس دلائیں گے قریش نے اس معاہدہ کو حلف الفضول کا نام دیا تھا ایک حدیث صحیح میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ”لقد شهدت فی دار عبد اللہ ابن جدعان حلفا ما احب ان لی بہ حمرا النعم“ ترجمہ یعنی میں نے عبد اللہ بن جدعان کے گھر میں ایک معاہدہ ہوتے دیکھا تھا جس کے مقابلہ میں سرخ اونٹوں کی بھی پروا نہیں کرتا اگر اب اسلامی دور میں مجھے کسی ایسے معاہدہ کی دعوت دی جائے تو بلیک کہوں گا۔

سچے دین کی تلاش میں: پھر اللہ تعالیٰ نے عربوں کے دل میں دین حق کی تلاش کا عزم ڈال دیا اور بعض لوگ بت پرستی کے منکر ہو گئے جو ان کی قوم میں رائج تھی چنانچہ ورقہ بن نوفل عثمان بن حویرث، زید بن عمر اور عبید اللہ بن جحش جمع ہوئے پتھروں اور بتوں کی عبادت سے بیزار ہو کر عدل کی راہ پر مختلف ملکوں کی طرف سے حنیفیت یعنی دین ابراہیمی کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔

دین کی تلاش کے نتائج: . . . ورقہ بن نوفل عیسائیت میں پکے ہو گئے انہوں نے عیسائیوں سے ان کی مذہبی کتابیں حاصل کیں اور ان کا مطالعہ کیا عبید اللہ بن جحش اسلام ظاہر ہونے کے بعد مسلمان ہو گیا پھر اس نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور وہاں جا کر عیسائی ہو گیا اور اسی حالت میں مراۃ حبشہ میں مسلمان ہو کر جرین کے پاس سے گزرتا تو کہتا کہ ہمیں تو بصیرت مل گئی مگر تم ابھی تک بینائی کی تلاش میں ہو۔ عثمان بن حویرث نے قیصر یعنی روم کے بادشاہ کے پاس جا کر عیسائیت اختیار کر لی اور وہاں بڑی قدر و منزلت پائی۔

زید بن عمرو کا اعزاز: زید بن عمرو کسی دین میں داخل نہ ہوا اور نہ اس نے کسی خاص کتاب کی پیروی اختیار کی تاہم وہ بتوں اور قربانیوں سے انکس ہو گیا وہ مردار اور خون کو حرام سمجھتا تھا اور لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے سے منع کرتا تھا ان کے جھوٹے معبودوں کو صاف صاف برا کہتا تھا وہ کہتا تھا کہ میں تو ابراہیم کے رب کی عبادت کرتا ہوں اور پھر اللہ سے مخاطب ہو کر کہتا تھا کہ خدایا اگر مجھے معلوم ہو کہ تجھے کون سا طریق عبادت پسند ہے تو میں ویسے ہی تیری عبادت کرتا لیکن مجھے معلوم نہیں یہ کہہ کر وہ سجدے میں گر پڑتا۔ اس کے بیٹے سعید (چچا زاد بھائی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ) نے ایک مرتبہ کہا اے اللہ کے رسول زید بن عمرو کے لیے مغفرت مانگئے آنحضرت ﷺ نے جواب دیا نعم انہ بعت لمة واحدة۔ ترجمہ: ہاں قیامت کے دن وہ ایک عظیمہ امت

کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا۔

خاتم الانبیاء کی آمد کی پیش گوئی پھر نجومیوں اور وقیفہ شناسوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ منقریب نبوت عطا ہونے والی ہے پھر انہیں مذہب حاصل ہو جائے گا اور یہودیوں اور عیسائیوں نے بھی تورات اور انجیل میں حضرت محمد ﷺ کی بعثت اور ان کی امت کے بارے میں جو چہ چہ یا تھا اس کے متعلق باتیں کرنا شروع میں اور اس کے علاوہ اصحاب انیل سے واقعہ سے بھی قبیلہ قریش اور شہر مدینہ کے لیے اللہ کا مجزہ ظاہر ہوا جو وہاں بعثت نبوی کی تمہید تھی پھر ابن ذی یزن کی ویشل سے یمن میں حبشہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور جب عبدالمطلب اسے اس بات پر مبارک باد دینے لگے کہ تم نے اپنی قوم کا ملک حبشہ سے واپس لیا تو ابن ذی یزن نے انہیں اس بات کی بشارت دی کہ عربوں میں ایک نبی ظاہر ہونے والا ہے اور نبی تمہاری اوراد میں سے ہوگا۔

عرب رئیسوں کو نبوت کی تلاش: بہت سے عرب سرداروں کا خیال تھا کہ نبوت انہیں ملنے والی ہے چنانچہ اس خیال کی وجہ سے وہ اہل کتاب کے نبیوں اور ہمارے پاس بھاگتے پھرتے تھے اور ان سے پوچھتے تھے کہ وہ نبی کس شہر میں آئے گا مثلاً امیہ ابن ابی صلت نے بی سفیان بن حرب کے ساتھ شام کا سفر کیا تھا اور وہاں رانیوں سے اس بارے میں پوچھتا تھا۔ حضرت ابوسفیان کے ساتھ اس کی جو گفتگو ہوئی ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امیہ کو یہ خیال ہو گیا تھا کہ اعزاز نبوت اسی کو ملنے والا ہے یا اور کسی معزز قریشی کو جو بنو عبدمنف میں ہوگا ۱۰۱ مگر واقعہ اس کے خلاف ہوا ۱۰۲ اس کے بعد شینوں کو آسمان سے پتھر مارے جانے لگے جو خبریں سننے آسمان میں چڑھتے تھے اس طرح علم غیب کی خبریں سننے کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا۔

ادیان عرب قبل از اسلام: (از مترجم) اسلام سے پہلے عرب جاہلیت کے حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مختلف مذاہب اور اعتقادات سے متعلق رہتے تھے بعض ان میں سے بت پرست تھے بعض اندھ بے بعض صابی بعض یہودی اور بعض عیسائی تھے بت پرستی کی رسم عرب کے پرانے باشندوں سے چلی آ رہی تھی قوم دو محمود جدیس جبرہہ اولی اور عقیق اول وغیرہ بتوں کی پرستش کرتے تھے یمن کے تفصیلی حالات زمانہ ۱۰۰۰ء کی وجہ سے ذیل سے البتہ عرب عارہ اور عرب مستعربہ کے بت دو قسم کے تھے ایک ملنک، ارواح اور غیر محسوس طاقتوں سے نسبت رکھتے تھے ان کو یہ مونث سمجھا کرتے تھے اور دوسری قسم مشہور اشخاص کے تھے جنہوں نے اپنے عہدہ کاموں سے شہرت حاصل کر لی تھی۔

بتوں کی حیثیت: یہ گروپ باوجود بت پرستی کے انکو معبود مطلق نہیں سمجھتا تھا بلکہ ان کا یہ اعتقاد تھا کہ دنیاوی اختیارات ان کو سارے حاصل ہیں مگر بتوں کے بارے میں ان کا یہ خیال تھا کہ جن بتوں کی وہ پرستش کرتے تھے وہ اللہ تعالیٰ سے ان کی گناہوں کی معافی کروائیں گے۔

بتوں کے نام: جن بتوں کی سارا عرب جاہلیت عبادت کر رہا تھا ان کی تفصیل یہ ہے کہ (۱) ہبل یہ بہت بڑا بت تھا اور خانہ کعبہ پر رکھا ہوا تھا۔ (۲) ود یہ بت قبیلہ بنو کلب کا معبود تھا۔ (۳) سواع یہ قبیلہ بنو ندج کا بت تھا۔ (۴) یغوث، یہ بت قبیلہ بنو مرہ کا تھا، (۵) یعوق کی عبادت بنو عدنان کیا کرتے تھے۔ (۶) نسریم بن کے قبیلہ بنو حمیر کا معبود تھا۔ (۷) عزی یہ قبیلہ بنو غطفان کا بت تھا۔ (۸) لات (۹) مناف ان دونوں بتوں کی عبادت سارا عرب کرتا تھا (۱۰) دوار، یہ نوجوان عورتوں کا معبود تھا۔ (۱۱) اساف یہ کوہ صفا پر تھا۔ (۱۲) نائلہ یہ مرہ پہاڑی پر تھا ان دونوں بتوں پر قربانیاں کی جاتی تھیں۔ (۱۳) عجب اس پر انہوں کی قربانی کی جاتی تھی، (۱۴) کعب کے اندر حضرت ابراہیم کی تصویر بھی لگے ہاتھ میں استخر سے تیرتے تھے جواز لام کہلاتے تھے اور ایک بھیڑ کا بچہ ان کے قریب کھڑا تھا اور حضرت اسماعیل کی مورتی خانہ کعبہ میں رکھی ہوئی تھی۔ (۱۵) حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کی بھی تصویریں اور مورتیاں خانہ کعبہ میں موجود تھیں اور دو یغوث یعوق اور نسریم جاہلیت کے مشہور لوگوں میں سے تھے جن کی تصویریں پتھروں پر منقش کر کے بطور یادگار کے خانہ کعبہ کے اندر رکھ دی گئی تھیں ایک مدت کے بعد ان کو معبود کا رتبہ دے کر ان کی پرستش کرنے لگے۔

خدا پرستی: خدا پرستی بھی کسی قدر عرب میں جاہلیت میں تھی ان کی دو قسمیں تھیں ایک جماعت تو ایک غیر معلوم اور پوشیدہ قدرت کو جس کو وہ اپنے وجود کا خالق قرار دیتے اور مانتے تھے لیکن اور باقی خیالات ان کی لادینیت کی طرف زیادہ مائل تھے دوسرا گروپ اللہ تعالیٰ کو برحق جانتا تھا قیامت، نجات، حشر بقائے روح اور اس کی جزا و سزا کا قائل تھا۔

۱۰ تفصیل کے لیے دیکھیں کتاب اخانی جلد سوم صفحہ ۱۸۶ (ہواقی، طبعہ اولیٰ)۔ ۱۱ تصحیح، استدراک، شام، مد

۱۔ مذہبیت : عرب جاہلیت میں لامذہبیت کا بھی ایک طرح کا زور و شور پایا جاتا تھا جو نہ توبت پرست تھے اور نہ کسی کتاب کو اور اہم مذہب سے پابند تھے مدحن اور حشر کے منکر تھے اسی وجہ سے جزا و سزا کے بھی قائل نہ تھے وہ دنیا کو ازلی ابدی قرار دیتے تھے۔

صائبی مذہب : صائبی مذہب والے یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ ہمارا الہامی مذہب ہے اور وہ حضرت شیث اور حضرت اخنوخ یعنی دریں دو کے پیروکار ہیں ان کے یہاں سات وقتوں کی نمازیں اور ایک قمری مہینہ کا روز و تھا یہ جنازہ کی نماز پڑھتے تھے ان کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید بن کا مدوح بنوین یہ عیب ان لوگوں میں آگیا تھا کہ وہ سات سیاروں (ساتوں ستاروں) کی پرستش کرتے تھے اس کے باوجود خانہ کعبہ کی بڑی عظمت کرتے تھے۔

یہودیت کی عرب میں آمد : یہودی مذہب عرب میں پینتیسویں صدی دینوی (بمطابق پانچویں قبل مسیح) ہنگامہ بخت نصر میں آیا، یہ چند دنوں کے بعد یہودیوں کو ایک گونہ اطمینان حاصل ہو گیا تو انہوں نے اپنے مذہب کو پھیلاتا شروع کیا حتیٰ کہ رفتہ رفتہ ۳۶۵ دینوی مطابق ۳۵۴ قبل مسیح میں دوسو و نو سو تیسری بادشاہ یمن یہودی بن گیا اور اسے عرب میں یہودیت کو بہت ترقی ہوئی۔

عیسائیت کی عرب میں آمد : تیسری صدی میں عیسائی مذہب نے عرب میں دخل دیا جب کہ مشرقی کلیسا میں خریبہ اور بدعتیں رفتہ رفتہ رونق پذیر ہوئیں تھیں، مؤرخین کا خیال ہے کہ یہ زمانہ ”ذوالنواس“ کا تھا لیکن میں اس سے اتفاق نہیں کرتا کیوں کہ وہ تقریباً چھ سو برس پہلے نزر چکا تھا اس مذہب کی اشاعت زیادہ نجران میں ہوئی عرب میں اس کا کچھ زیادہ رواج نہیں ہوا البتہ بنو ربیعہ اور غسان اور بعض بنو قریظہ میں عیسائیت پھیلی ہوئی تھی ان کے علاوہ جو تیسیم مجوسی اور اکثر قریش زندقہ مذہب سے تعلق رکھتے تھے واللہ اعلم انہی کلام المترجم)

سیرت النبی ﷺ

ابتدائی حالات

روایت باسعادت : رسول اللہ ﷺ کی پیدائش عام الفیل ۱ میں بارہ ربیع الاول بروز پیر ہوئی اس وقت نوشیرواں ۲ شہنشاہ ایران کے دور حکومت کا چالیسواں اور بعض مؤرخین کے مطابق اڑتالیسواں سال تھا اور اسکندر ذوالقرنین کی رو سے ۸۸۲ سن تھا۔

بن دنوں رسول اللہ ﷺ کے والد بزرگوار عبد اللہ ملک شام کی طرف گئے ہوئے تھے واپسی پر جب مدینہ پہنچے تو وہاں وفات پا گئے اگلی وفات کے چند دنوں بعد رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کی پرورش کی اور خداوند تعالیٰ کی کفالت اور نگرانی اسے عطا ہوئی۔

رضاعت اور واقعہ شق صدر : عبدالمطلب نے آپ ﷺ کے لیے کسی دودھ پلانے والی دایہ کی تلاش کی چنانچہ بنو سعد میں سے حبیبہ ۳ (بنت ابی ذؤب عبد اللہ) بطور رایہ مقرر ہوئیں اور اس نے آپ کو دودھ پلایا مائی حلیمہ کے شوہر کا نام حارث بن عبد العزیٰ تھا۔ آپ کے گھروالے آپ ﷺ کے بچپن ہی میں آپ میں نیکی کی علامات اور اللہ کے انعامات دیکھا کرے تھے چنانچہ دو فرشتوں نے آپ کا پیٹ چوکا کیا اور آپ ﷺ کے دل میں سے جیسے ہوئے خون کا ایک سیاح لوٹھڑا نکالا۔

ولادت میں سن عیسوی کا اختلاف : علماء تاریخ کے نزدیک یہ مشہور اختلافی مسئلہ ہے کہ عام الفیل کس سنہ عیسوی میں واقع ہوا تھا لیکن تحقیقی بات یہ ہے کہ عام نفیس ۵۷۰ء کے مطابق ہے کیونکہ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ۶۲۲ء میں مکہ سے مدینہ نزول و حج کے تیرہویں برس ہجرت کی تھی اور وحی چالیسویں برس کی عمر میں نازل ہوئی تھی اگر سالوں کو ہم جمع کریں گے تو تریپن سال قمری حساب سے ہوتے ہیں اور جب شمسی

۱۔ عام طور پر عام الفیل (جس دن وہ سال جب یمن کے حبشی گورنر ابوبکر نے مکہ معظمہ پر ہاتھی سے حملہ کیا ۵۷۰ء کے مطابق سمجھا جاتا ہے۔ ۲۔ نوشیرواں جس سال تخت حکومت پر بیٹھا ہے اس وقت عیسوی کلندر کے مطابق ۵۳۱ء تھا اس اعتبار سے اس کے چالیسویں سال آپ کی پیدائش کا قول قرین قیاس ہے کیوں کہ مؤرخین کے مطابق آپ کی ولادت مبارک ۵۷۰ء میں ہوئی۔ ۳۔ حضرت حلیمہ کانسب یوں ہے حلیمہ بنت ابی ذؤب عبد اللہ بن حارث بن جند بن جابر بن زرام بن قصیہ بن نضر بن عبد بن مکر بن ہاشم بن منصور بن نضله بن قیس بن عیلان، سیرت بن ہشام ص ۱۴۰ ج ۱

مالوں کے مطابق ان میں سے قمری سال نکالا جائے گا تو باون برس باقی رہ جائیں گے اور پھر جب ان باون کو چھ سو بائیس سے ہم نکالیں تو پانی سے باقی رہ جائیں گے اس حساب سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت ۵۷۰ء میں ہوئی تھی اور اسی سن میں عام الفیل کا جی وقوعہ ہوا تھا کیونکہ مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ عام الفیل کے پہلے سال میں پیدا ہوئے تھے واللہ اعلم۔

آپ ﷺ کی رضاعت: شروع میں ولادت کے بعد چند روز ثویبہ نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلایا جو ابوبہب بن عبدالمطلب کی ازادہ باندی تھیں رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد حمزہ کو اسی ثویبہ نے دودھ پلایا تھا اس وجہ سے حضرت حمزہ اور مسروق یعنی ثویبہ کے بیٹے رسول اللہ ﷺ کے رضاعی بھائی تھے دادا عبدالمطلب اور بی بی آمنہ نے آپ کو نام احمد کے نام سے موسوم کیا۔ کیونکہ بی بی آمنہ نے خواب میں ایک فرشتے کو دیکھا تھا جس نے کہا تھا کہ بیٹے کا نام احمد رکھنا ولادت کے ساتویں روز عبدالمطلب نے قربانی کی اور تمام قبائل قریش کی دعوت کی آٹھویں دن شرفی عرب کے دستور کے مطابق دودھ پلانے کے لیے آپ کو حلیمہ سعدیہ کے سپرد کر دیا وہ آپ کو گھنے لے گئیں ہر چھ مہینے آپ کو لاکر آپ کی والدہ وغیرہ کو دکھا جاتی تھیں جب آپ دو برس کے ہوئے تو آپ کا دودھ چھڑایا گیا لیکن بی بی آمنہ نے آپ کو پھر حلیمہ سعدیہ کے حوالے کر دیا چار برس کی عمر تک آپ ان کے پاس رہے اس دوران حلیمہ سعدیہ ہر چھ مہینے آپ کو آپ کی والدہ سے ملانے لاتی تھیں اس کے بعد بی بی آمنہ نے ان کو اپنے پاس رکھ لیا آمنہ کا انتقال ہو گیا آپ کی عمر چھ سال ہوئی تو آمنہ آپ کو لے کر مدینہ گئیں وہ اپنی پرستش اور بی بی آمنہ کا انتقال ہو گیا رسول اللہ ﷺ مکہ میں پہنچ کر اپنے دادا عبدالمطلب کے سایہ عاطفت میں پرورش پانے لگے۔

۴۔ سیر اس واقعہ کو شق صدر کے نام سے یاد کرتے ہیں اس باب میں بعض معتبر کتابوں میں بھی روایتیں نقل کی جاتی ہیں لیکن وہ ایسی اختلافی ہیں جن کی تصدیق اس قدر مشکل نظر آتی ہے قرآن مجید سے اس حقیقت کا پتہ نہیں چلتا البتہ شرح صدر کا قرآن مجید کے بارہ محسوسہ الم نشرح کی پہلی آیت الم نشرح مک صدر کہ کیا ہم نے تیرے سینے کو نہیں کھول دیا، یہ ثبوت ہو سکتا ہے ایک مدت کے بعد لوگ شرح صدر کو شق صدر کہنے لگے ہوں لیکن قرآن مجید سے اس کی حقیقت اور اصلیت معلوم نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ واقعہ بالکل غلط ہو کیونکہ قرآن مجید احکام الہی کی کتاب ہے نہ کہ رسول اللہ ﷺ کی سوانح عمری ہشامی نے ایک جگہ حضرت حلیمہ سے واقعہ شق صدر کو اس طرح نقل کیا ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنے رضاعی اور بہن کے ساتھ گھر کے قریب مویشی چرانے گئے تھے وہ دونوں اچانک میرے پاس دوڑتے دوڑتے آئے اور یہ بیان کیا کہ دو سفید پوش آدمی ہمارے قریشی بھائی کو پکڑ کر لے گئے اور انکا سینہ چاک کر دیا میں اور میرے شوہر اس مقام پر گئے دیکھا کہ آپ کا رنگ مارے خوف کو زرد تھا میں نے انکو اپنے گلے سے لگایا اور پریشانی کی وجہ سے دریافت کی آپ نے فرمایا کہ دو آدمی سفید پوش میرے پاس آئے اور مجھ کو چست لٹا کر میرا دل چیرا اور اس میں سے کوئی چیز نکالی مجھے معلوم نہ ہوا وہ کیا چیز تھی مسلم نے بروایت انس ابن مالک لکھا ہے کہ ایک روز جب رسول اللہ ﷺ لڑکوں کے ساتھ تھیں رہے تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام انکے پاس آئے اور ان کا دل چیرا اور ایک قطرہ نکال کر کہا کہ یہ حصہ شیطان کا تھا اس کے بعد اسنو سونے کی پلیٹ میں آپ زم زم سے دھویا اور پھر اس کو وہیں رکھ دیا جہاں رکھا ہوا تھا اس لڑکے نے یہ واقعہ دیکھ کر آپ کے گھر اطلاع دی اور کہا کہ محمد ﷺ کو ایک آدمی نے مار ڈالا ہے وہ فوراً آپ کے پاس آئے اور ان کا رنگ فق پایا حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سلائی کا نشان جو آپ کے سینے پر تھا میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ان دونوں روایتوں کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دوسرے سے بالکل مطابقت نہیں ہے پہلی روایت اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ شق صدر مکہ کے باہر ہوا، حمزہ کے کان کے قریب روایت اور دوسری روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ مکہ میں واقعہ ہوا ہے اور پھر ایک میں سونے کی طشت اور آپ زم زم کا ذکر ہے اور ایک میں اس کا کچھ تذکرہ نہیں ہے پھر انہی انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ایک دوسری روایت میں شق صدر کا واقعہ شب معراج میں بیان کیا ہے وہ زمانہ ہے جو اس روایت میں ہے بالکل مخالف اور الگ ہے ممکن ہے کہ حضرت انس کے بعد راوی نے روایت میں سے جو انس کی معراج سے متعلق ہے ایک کلمہ اکثرت کر علیحدہ بیان کر دیا ہو اس کے علاوہ انس رضی اللہ عنہ خود واقعہ کے وقت موجود نہ تھے اور نہ انہوں نے ان راویوں کے نام بیان کیے ہیں جن کے ذریعے انہیں یہ روایت پہنچی تھی ان دو بزرگوں کے علاوہ راویانہ نے بھی اپنی کتب میں یہ واقعہ تحریر کیا ہے حکیم احمد حسین (احقر مصصح ثناء اللہ محمود کہتے ہیں کہ کتاب روایت کی وجہ سے واقعہ شق صدر کو مشکوک سمجھنا درست نہیں ہے یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کا شق صدر تین بار یا چار بار ہو جو جیسے کہ تاریخ میں مذکور ہے۔

قوس اختیار کیا ہے، ہر واقعہ کو الگ الگ علیحدہ بیان کر دیا ہے واللہ اعلم۔) اور آپ کی آنتوں اور دل کو برف کے ساتھ دھویا تو اس وقت آپ کی مر کا پتہ تھا سال تھا اور آپ اس سے پہلے خیموں کے پیچھے بکریاں چرا رہے تھے جب آپ خیمہ کی طرف لوٹے تو آپ کا رنگ فق تھا۔

وامدہ محترمہ کے پاس آمد۔ جب مالی حلیمہ کے ان کے حالات کا پتہ چلا تو انہیں یہ خوف ہوا کہ کہیں آپ پر کوئی سختی نہ آجائے چنانچہ وہ آپ کو اپنے بیٹے کی وادہ کے پاس لے گئیں حضرت آمنہ کو اس بات پر بڑی حیرانی ہوئی کہ حلیمہ ان کے فرزند کو واپس کر رہی ہیں حالانکہ اس سے پہلے وہ سے اپنی نگرانی میں سینے کی بڑی خواہش مند تھیں آخر کار جب حلیمہ نے تمام بات بتائی تو حضرت آمنہ نے کہا بخدا مجھے اس کے بارے میں کوئی خدشہ نہیں ہے اور پھر بہت ایسے واقعات ذکر کیے جو آپ ﷺ کے بارے میں کرامت ظاہر کر چکے تھے۔

پھر آپ ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ آپ کو مدینہ لے گئیں اور بنو عدی بن النجار سے آپ کی ملاقات کروائی جو آپ کے دادا، عبدالمطلب کے ننھیل والے تھے۔

ابوطالب کی کفالت اور آپ کے ایام شباب۔۔۔ جب آپ کی عمر آٹھ سال ہوئی تو عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا آپ ﷺ کو پچھلے وہ اپنے بیٹے ابوطالب کی نگرانی میں دے چکے تھے ابوطالب نے آپ کی پرورش بڑے اچھے انداز سے کی اس حضرت ﷺ نے اپنے بچپن و جوانی کے دنوں کو بڑے قابل تعریف طریقے پر گزارا چنانچہ آپ ہمیشہ جاہلیت کے برے کاموں سے الگ تھلگ رہے اور اپنے دامن کوان کی آلودگی سے بچے رکھے چنانچہ روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ قریش کے چند جوانوں کے ساتھ ایک شادی کی محفل میں تشریف لے گئے مگر جب آپ اس مجلس میں شریک ہوئے تو آپ ایسی نیند طاری ہوئی کہ جب آپ بیدار ہوئے تو سورج نکل چکا تھا اور لوگ جا چکے تھے۔

ستر پوشی پر نصرت خداوندی۔ ایک اور مرتبہ کا ذکر ہے کہ کعبہ کی عمارت تعمیر کی جا رہی تھی اور آپ اپنے چچ عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ پتھر ٹھہر رہے تھے آپ اور آپ کے چچ ابھی دونوں لڑکپن کی عمر میں تھے عباس رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا پتھر اپنے تہبند میں باندھ کر اٹھ لو آپ نے تہبند کو اتار کر اس میں پتھر رکھا اور کندھے پر رکھنے لگے تو آپ عریاں ہو گئے اور غش کھا کر گر پڑے جب ہوش آیا تو آپ نے فوراً تہبند پہن لیا اور بدستور پہلے کی طرح پتھر اٹھانے لگے آپ کے خاندان اور قبیلہ میں آپ کی برکات کا برابر ظہور ہوتا رہا۔

شام کا سفر: آپ کے چچ ابوطالب آپ کو سفر میں ملک شام لے گئے اس وقت آپ کی عمر تیرہ ۱۰ سال تھی اور بعض مؤرخین کے مطابق سترہ سال تھی بصری کے مقام میں آپ کا گزر بھیرا ۱۱ نامی راہب کے پاس سے ہوا اس نے دیکھا کہ دھوپ میں ایک بادل آپ پر سایہ کرتا ہے اور درخت جھکے جاتے ہیں اس نے لوگوں کو بلایا اور آپ کی نبوت کے بارے میں آگاہی دی اور آپ کے بارے میں اور بہت کچھ بتلایا۔

شام کا دوسرا سفر: پھر اس حضرت ﷺ نے دوبارہ شام کا سفر کیا تو اس مرتبہ حضرت خدیجہ بنت خویلد کا سامان تجارت آپ کے ساتھ تھا اور ان کا غلام میسرہ بھی آپ کے ساتھ تھا اس سفر میں آپ کا گزر نسطور نامی راہب کے پاس سے ہوا نسطور نے دیکھا کہ آپ کو دو فرشتے دھوپ میں سایہ کیے ہوئے ہیں نسطور نے آپ کی شان نبوت کے بارے میں میسرہ سے بات کی اور بعد میں میسرہ نے حضرت خدیجہ کو بتا دی یہ خبر سن کر حضرت خدیجہ نے آپ کے پاس شادی کو پیغام بھیجا ابوطالب گئے اور خدیجہ کے باپ سے انہیں اپنے بھتیجے کے لیے مانگا چنانچہ اس نے حضرت خدیجہ کی شادی آپ سے کر دی اس موقع پر قریش کے تمام نامور لوگ موجود تھے۔

خدیجہ سے شادی اور ابوطالب کا خطبہ: آنحضرت ﷺ کی شادی پر ابوطالب نے یہ خطبہ پڑھا: الحمد لله الذي جعلنا من درية ابراهيم وذرع اسماعيل وضئضئ معد وعنصر مضر وجعل لنا بينا محبوجا وحرما امنا وجعلنا امنا بيتا وسواس حرمه وجعلنا

① ایک قوس نو سال اور ایک بارہ سال کا بھی ہے دیکھیے خبری، شرح الموابہ، الروض الانف وغیرہ۔ ② بھیرا راہب کا اصل نام ہرجیس یک قوس سے متفق سرجس اور ہرجس کا بھی قوس ہے یہ یہودیت کے احبار میں سے تھا اسی طرح ایک قول یہ بھی ہے کہ عیسائی راہب تھا عبد القیس سے تعلق تھا یہ ابن اسحاق کا قول ہے تفصیل کے لیے دیکھیں یہ ت ابن مشام جلد ۱ صفحہ ۱۸۱ مروج الذهب، روض الانف۔

الحکام علی الناس وان ابن اخي محمد بن عبد الله من قد علمتم قرابته وهو لایورن باحد الارحع به فان کان فی المال قل فان المال ظل زائل وقد خطب خدیجۃ بنت خویلد وبدل لها من الصداق ما عاحله واحله من مالی کذا وکذا هو والله بعد هداده نبأ عظیم وخطر جلیل.

ترجمہ: تمام حمد و ستائش اس خدا کے لائق ہیں جس نے ہم کو ابراہیم کی ذریت اور اسماعیل کی اولاد سے پیدا کیا اور ہمیں قبیلہ معد اور مضر کی خالص نسل سے پیدا کیا اور ہمارے لیے ایک ایسا گھر اور ایسا پر امن حرم بنایا سب لوگ حج کے لیے آتے ہیں اور پھر ہمیں اس گھر کا امین اور رب کا نائب بن مقرر کیا اور تمام لوگوں کی حکومت ہم کو بخشی میرے بھتیجے محمد بن عبد اللہ کی قرابت داری کا آپ کو ہم سے آپ جس کسی شخص کے ساتھ اس کا موازنہ کریں گے محمد کو ہی اعلیٰ اور برتر پائیں گے اگرچہ اس کے پاس مال بہت کم ہے مگر مال کیا ہے ایک ڈھنسا ہوا سیہ ہے جسے دوام حاصل نہیں اس نے خدیجہ بنت خویلد کو پیغام دیا ہے اور اس کے لیے مال سے اتنا مہر مقرر کیا ہے جتنا اس کے بعد اسے بڑی شہرت اور عظمت حاصل ہونے والی ہے۔

شادی کے وقت آنحضرت ﷺ کی عمر پچیس برس تھی اور اس وقت جنگ جبار ۱ کے بعد چند روز ساں بزرگ تھے۔

عصبہ کی تعمیر: آنحضرت ﷺ نے عصبہ کی تعمیر میں بھی شرکت فرمائی اس وقت آپ کی عمر ۳۵ سال کی تھی پورے قبیلہ قریش نے اتفاق کر لیا کہ عصبہ کی تعمیر ہو جو دھرت کو برا کر از سر نو تعمیر کیا جائے چنانچہ جب تعمیر حجر اسود کے نزدیک پہنچی تو ان میں اس بات پر اتفاق پیدا ہوا کہ یہاں سے کون شخص اسے اس کی جگہ پر رکھے یہ جھگڑا یہاں تک بڑھا کہ لڑائی کی صورت پیدا ہوئی اور عبدالدار کے خاندان نے مارنے کا حلف اٹھا لیا۔

حجر اسود رکھنے پر جھگڑا اور اس کا فیصلہ: اس کے بعد سب لوگ مشورہ کے لیے جمع ہوئے اور امیہ نے یہ تجویز دی کہ کل جو شخص مسجد احرام کے دروازے سے سب سے پہلے داخل ہوا اسے منصف تسلیم کر لیا جائے چنانچہ تمام لوگ اس بات پر راضی ہو گئے آنحضرت ﷺ سب سے پہلے عصبہ میں تشریف لائے اس پر سب بول اٹھے کہ امین آگئے (قریش آپ کو اس لقب سے پکارتے تھے) چنانچہ سب لوگ آپ کو منصف تسلیم کرنے پر راضی ہوئے تو آپ نے ایک چادر بچھ لی اور حجر اسود کو اس میں رکھا اور سرداران قریش کو چادر کے کنارے بٹرنے کے لیے دیئے انہوں نے چادر اٹھا دی اور جب اسے حجر اسود کی مقرر جگہ کے برابر لے آئے تو آنحضرت ﷺ نے اسے اٹھا کر اپنے ہاتھ سے اس جگہ پر رکھ دیا یہ چادر دار تھے جن کے نام یہ ہیں (۱) عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس (۲) اسود بن مطلب (۳) ابو حذیفہ بن مغیرہ (۴) قیس بن عدی سبھی۔

آنحضرت ﷺ اخلاقی پاکیزگی اور پرہیزگاری پر ہمیشہ جتنے رہے اور آپ کی ذات سے کرامات کا ظہور بھی ہوتا رہا چنانچہ جب آپ ہام میدان میں نکلتے تو پتھر اور درخت آپ کو سلام کرتے۔

نزول وحی کی ابتداء: نزول وحی کی ابتداء روایات و مصادیق یعنی سچے خوابوں سے ہوئی آپ جو کچھ خواب میں دیکھتے وہی روز روشن کی طرح آپ کے سامنے آجاتا تھا پھر لوگوں میں کسی نبی کی نبوت اور اس کے ظہور کے چرچے ہونے لگے اور دوران آپ کی طبیعت عبادت و زاری کی طرف مائل ہوئی چنانچہ آپ کھانا لے کر تنہائی میں رہنے لگے یہاں تک کہ مارحرا میں آپ پر وحی اتری اس وقت آپ کی عمر چالیس سال کی تھی اور بعض مورخین کے مطابق چالیس سال کی تھی نزول وحی کی حالت میں آپ اپنے ہم مجلسوں سے بالکل بے خبر ہو جاتے حالانکہ آپ ان کے ساتھ ہوتے تھے۔

وحی کے طریقے: کبھی جب انیل علیہ السلام فرشتہ ایک انسان کی صورت میں ظاہر ہو کر آپ سے ہم کا مسموم ہوتا اور آپ اس کی بات کو خوب ذہن نشین کر لیتے تھے اور کبھی آپ پر القا ہوتا تھا ۱ اور آپ حاضرین کی طرف سے بے خبر ہو جاتے تھے اور آپ کی پیشانی سے پسینہ پھوٹ پڑتا تھا جیسا کہ صحیح روایت میں آیا ہے اس کیفیت کے بیان میں آپ نے فرمایا وهو انسد علی فبقصم عسی وقد وعیت ما قالوا حیانا بتمثل لی المملک رحلا

۱۔ فیہذا کے نزول کے بعد اس کے معنی یہ ایک اور ہے جو کہ مذکورہ کے معنی میں جیسے قال مرثاد کہ یہ جنگ مقدس میں شریعتی ان سب نے مل کر اس میں شریعت کا نام لیا اس لیے اس کا نام فیہ رکھا گیا۔ ۲۔ مختلف روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ ذیل طریقوں سے یہ کرتی ہے (۱) جبرائیل بھی اپنی صورت میں تشریف لاتے۔ (۲) کسی عام انسان کی صورت میں تشریف لاتے بعد میں حضرت وحید بھی کی صورت میں آتے تھے۔ (۳) خواب میں وحی بات ارشاد فرمائی جاتی۔ (۴) کوئی آواز سنائی دیتی تھی حدیث میں اس کو دور سے آنے والی آہٹوں کی آواز سے تعبیر کیا گیا ہے لیکن وہ غیبت ہے جو آپ پر بڑی شوق نریتی تھی۔ شامی ص ۱۰۰

فیکسمی فاعی مابقول یہ کیفیت مجھ پر بہت سخت گزرتی ہے جب وحی بند ہو جاتی ہے تو وحی کی بات مجھے خوب یاد ہو چکی ہوتی ہے اور یہی فیکسمی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے اور جو کچھ وہ کہتا ہے میں یاد کر لیتا ہوں۔

سب سے پہلی وحی اس قسم کی ہوئی ایک حالت آپ پر غار حرا میں طاری ہوئی جہاں آپ پر یہ وحی اترتی اقرار باسمہ ربك الذي خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاكرم الذي علم الانسان بالقلم علم الانسان ما لم يعلم۔ پڑھا اس پروردگار کے نام سے جس نے انسان کو خون کے ایک قطرے سے پڑھا کہ تیرا پروردگار بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے (انسان کو) سکھایا جو وہ نہیں جانتا۔

تبلیغ اسلام :۔۔۔۔۔ آں حضرت ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اس بات کی اطلاع دی جیسا کہ اس میں مذکور ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو تصدیق کی اور آپ پر ایمان لے آئیں اور آپ کی شان نبوت کا دل سے احترام اور لحاظ کرنے لگیں۔ پھر آپ کو نماز سکھائی گئی اور جو اہل بیت آپ کو انصاف کا طریقہ سکھایا اور نماز کے سارے ارکان بتائے۔

واقعہ معراج: پھر معراج کا واقعہ پیش آیا یعنی آپ رات کے وقت مکہ سے بیت المقدس تشریف لے گئے اور وہاں سے آپ کو ساتویں آسمان اور سدرة المنتہی کی سیہ کرائی گئی اور آپ پر وہ باتیں کھلیں جو صرف آپ کو ہی معلوم ہیں

حضرت علی کا ایمان لانا: حضرت خدیجہؓ کے بعد علیؓ ابن ابی طالب ایمان لائے وہ اس وقت قطیفہ نامی کسی محلہ سے آئے تھے۔ کفایت میں تھے جس میں قریش مبتلا ہو گئے تھے ظہور اسلام کے وقت حضرت علیؓ بنو تر آئے حضرت سیدہؓ کی آغوشِ تربیت میں تھے۔ چنانچہ وہ رسولِ ہند سیدہؓ پر ایمان لے آئے اور ان کے ساتھ مل کر گھائیوں میں اپنے والد سے چھپ کر نمازیں پڑھا کرتے تھے ایک دن ابوطالب اور حضرت علیؓ کے درمیان بات ماب سیدہؓ نے ان کو دعوت دی مگر ان کے چچا نے جواب دیا کہ میں اپنے باپ دادا کا دین نہیں چھوڑ سکتا لیکن جب تک میں زندہ ہوں تجھے کوئی مژند

① (از مترجم) کہائے تاریخ و میر نے جس طرح واقعہ معراج میں اختلاف کیا ہے ویسا ہی اوقات معراج اور مکان اسرار یعنی (جس جگہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج ہوئے) میں مختلف روایات ہوئیں مثلاً قاضی میاش میں لکھا ہے فذهب طائفة الى انه اسرى بالروح وانه روي امام مع اتفاقهم ان روي لاسياء حق ووحى و نى هـ ذهب معاريف و حكي عن محسن و المشهور عه خلافة و اليه اشار محمد ابن اسحاق - ترجمہ ایک تروہ سادہ کا اس طرف کیا ہے - معراج روحانی ہوئی ہے و راویان یہ روایت باوجود اس کے انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ انبیاء کا خواب حق اور حقیقی ہوتا ہے اور اسی قول کو حضرت معاویہ نے اختیار لیا ہے اور حسن نے بھی یہی روایت کی ہے لیکن ان کی مشہور روایت ان کے خلاف ہے اس کی طرف محمد ابن اسحاق نے اشارہ کیا ہے کہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے و حکی عن محمد بن جریر الطبری فی تفسیرہ عن حذیفة انہ قال ذلك روي و انه فقد جسد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اسرى بالروح و حکی هذا القول ايضا عن عائشة و عن معاویہ - ترجمہ محمد بن جریر طبری سے اس کی تفسیر میں روایت کی گئی ہے کہ حضرت حذیفة رضی اللہ عنہ نے کہا یہ واقعہ معراج خواب تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم معراج پر نہیں لیا تھا اور سب شک معراج روحانی تھی و یہی قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور جو علماء معراج جسمانی کے قائل ہوئے ہیں ان کے پاس بھی احادیث اشنا کے ساتھ موجود ہیں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اس مسئلہ میں قطعاً افسوس سے کہ معراج جسمانی کے قاضیین جو ثبوت قرآن مجید سے پیش کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے پندروہیں پورے میں سورہ بقرہ ام میں فرمایا انکرم عن الذی اسرى بعدہ لبلال من المسجد الحرام الى المسجد الاقصی الذی مارکنا حوله لربہ من ابنا انہ هو السبع الصیر - ترجمہ پاک سے وہ ذات جو پہلے بندہ کو ایک رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے دورے پر تم وہی ہے کہ اس کو ہم اپنی نشانیاں بظاہر میں بٹک دیتے دار - کہنے - سب سے اس بات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ معراج جسمانی ہوتی ہے کیونکہ اس کی کو معنی رات کو سفر کرنے کے ہیں نہ کہ خواب کی حالت میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کو کہتے ہیں انہیں اس کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہو سکتی کہ ہم اس کے معنی اس جگہ پر خواب میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا لیں حالانکہ اس کے معنی اصل یعنی رات کا سفر مارنے کے ہوتے ہیں اس سے حد و غلط فہم و صاف گمراہی ہے - معراج روحانی کے معنی میں اسے بندہ اور بندہ کا اطلاق نہیں اور جسم و نفس پر ہوتا ہے جسے سب سمجھ رہے ہیں - اس سے روایت نہ اس وقت تک اس کی بعدہ کے معنی - سب نہیں ہو سکتے روحانی معراج کے قول اس آیت کے مقابلہ میں صرف اس کی ایک دوسری آیت و ما جعلنا الروح الی ارباب الاصل للباس - ترجمہ و نہیں یہ ہم نے اس خواب و جو تجھ کو بظاہر امر لوگوں کی آزمائش کے لیے پیش کرتے ہیں قاضیین معراج جسمانی کہتے ہیں اگرچہ باجموعہ روایت معنی کے کہنے سے ہیں لیکن اس کا رد قائل آئندہ پر بھی ہو سکتا ہے لہذا روایا کا لفظ قرآن مجید میں آیا ہے اس کے معنی آئندہ کہنے سے ہیں اس کی دلیل میں یہ ہے - جاری میں لکھتے ہیں اس حدیث

نہیں پہنچے گی اور پھر اپنے بیٹے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم اس کے ساتھ رہو کیونکہ یہ نیکی کی طرف بلاتا ہے۔

پہلے پہل اسلام قبول کرنے والے..... سب سے پہلے جو اسلام لائیں وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں پھر مردوں میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں پھر زید بن حارثہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام پھر بلال بن حمامہ ۱ جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے غلام تھے پھر عمر بن عتبہ اسلمی اور خند بن سعید بن العاص امیہ پھر قریش کے چند اور لوگ ایمان لائے جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کی مصاحبت کے لیے چن لیا تھا چنانچہ ان میں سے اکثر کے لیے جنت کی گواہی دنیا ہی میں دے دی گئی ہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بڑے نرم خور اور ہر دل عزیز تھے قریش کے معزز لوگ ان سے محبت رکھتے تھے چنانچہ ان کی ترغیب سے مندرجہ ذیل حضرات مشرف باسلام ہوئے بنو امیہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بنو عمرو کے خاندان سے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بنو

(بقیہ گزشتہ صفحہ) ترجمہ: بن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد وما جعلنا الرؤیا التي اربناك الا فتنة للناس کی تفسیر میں مروی ہے کہ یہ آنکھ کا رویا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس رات دکھایا گیا تھا جب کہ وہ بیت المقدس لے جانے گئے تھے۔ حضرت قتادہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات تمام حجر میں سے ہوئے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ مسجد حرام میں آرام فرما رہے تھے ام ہانی کی روایت میں ہے کہ معراج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء پڑھ کر ہمارے گھر میں سہارے تھے اور فجر سے پہلے ہم نے آپ کو جگایا بعض علماء فرماتے ہیں کہ ہجرت سے تین برس پہلے معراج ہوئی اور بعض ایک سال پہلے بتلاتے ہیں بہر کیف یہ اختلافی واقعہ ہے روایت سے کوئی سستین اوفصلہ نہیں ہو سکتا البتہ اگر اللہ جل شانہ کی قدرت کاملہ پر نظر کی جائے تو اس سے کچھ ناممکن معلوم نہیں ہوتا سب کچھ ہو سکتا ہے معراج جسمانی یا عالم رویا کے واقعہ کو ہم اس جگہ پر بوجہ شہرت نہیں ذکر کرنا چاہتے وہ سورہ اسرئ کی کو غور دیکھنے سے معلوم ہو جاتے ہیں اور یہ خیال ہوتا ہے کہ غالباً یہی احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں عطا ہوئے تھے وہ یہ ہیں:

ولا تجعل مع الله احرار فتفقد مدغوما مخذولا ترجمہ: نہ مقرر کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ورنہ تو نہ وہ مہم اور مخذول ہو کر بیٹھ جائے گا۔

وقصى ربك الاتعبدوا لاياله وبالله الدين احسانا ما يبلغن عندك الكبر احدهما او كلاهما فلا تقل لهما ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريما واحص لهما جناح الذن من الرحمة وقل رب ارحمهما كما ربياني صغيرا واد ذا القربى حقہ والمسكين وابن السبيل ولا تدبر تدبير ولا تجعل يدك مغلولة الى عنقك ولا تبسطها كل البسط فتفقد ملو ما محسورا ولا تقتلوا اولادكم خشية املاق نحن نرسلهم وادكم ان قتلهم كان خطا كبيرا ولا تقربوا الزنى انه كان فاحشة وساء سبيلا ولا تقتلوا النفس التي حرم الله الا بالحق وال تقربوا مال اليتيم الا بالنسي هي احسن حتى يبلغ اشده واولوا بالعهد ان العهد كان مسئولا وافوا الكيل اذا كلتم ورنوا بالقسطاس المستقيم والتقف ماليك لك به علم ان السمع والبصر والفؤاد كل اولئك كان عنه مسئولا ولا تمش في الارض مرحا انك لتتحرق الارض ولم تبلغ الجبال طولا كل ذلك كان سنيہ عند ربك مكروها ذلك مما اوحي اليك ربك من الحكمة ولا تجعل مع الله احر فتلقى في جحيم ملو ما مدحورا۔

ترجمہ: در تیرے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ کسی کی اس علاوہ عبادت نہ کرو ادا ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اگر تیرے ہوتے ہوئے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اف بھی نہ کہو ورنہ ان کو ڈانٹ، وران سے اکرام والی باتیں کرو اور جھکا دے انکے لیے ذلت کا بازو مہربانی سے اور کہہ اے پروردگار رحم کر ان پر جس طرح چاہو انہوں نے مجھ کو بچپن میں، ورشتہ داروں اور مسکینوں اور مسافروں کو ان کا حق دو اور فضول خرچی مت کرو اور اپنے ہاتھ کو باندھ کر اپنی گردن کی جانب مت کرو ورنہ اس طرح کھول دو کہ اسکے بعد حسرت اور مل مت کیے ہوئے کی طرح بیٹھ جاؤ اپنی اولاد کو افلاس کے ڈے سے قل نہ کر، ہم انکو اور تم کو رزق دیتے ہیں بے شک انکا قل کرنا برا گناہ ہے اور نہ ناکے قریب مت جاؤ بے شک وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔ اور نہ راز الوالی جان کو جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ۔ اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر پسندیدہ طریقے سے حتی کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے ورنہ پورے عہد کے عہد کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔ جب پوتا پورے طور سے ناپو اور ٹھیک تراروے رن کرے۔ اور جس عہد کا تجھ کو علم نہیں ہے اس کے پیچھے نہ پڑے شک کان اور آنکھ اور دل سب سے پوچھا جائے گا اور زمین میں منکر چال نہ چلے بے شک زمین کو پھاڑ نہ ڈالے گا اور نہ لبانی تک پہنچ سکتا ہے۔ ان سب باتوں کی برائی تیرے پروردگار کے نزدیک ناپسندیدہ ہے یہ چیزوں میں سے ہے کہ تیرے پروردگار نے وہی بھیجی تیری طرف حکمت کے ساتھ اور اللہ کے ساتھ کوئی شریک قرار مت دو ورنہ جہنم میں مل مت شدہ ہو گئے ورنہ دھتکارے ہوئے ہو کر ڈال دیئے جائیں گے۔ ان آیات کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے ضروریات دین کے اعتقادی، اخلاقی، دیکھ دوہو معراج میں صاف فرمایا ہے کہ جو شخص اس سورہ مبارکہ کو بغور پڑھے گا وہ ضرور ہماری اس رائے سے اتفاق کرے گا واللہ اعلم بحکیم احمد حسین۔

۱۔ حاشیہ: حضرت بدر بن وادہ کا نام حمامہ ہے والد کا نام رباح ہے مسلمان تھے، انھما مکہ میں امیہ بن خلف بن پرشد کرتا تھا کہ یہ تو حید سے بارجا میں اور چک شوان کردیں حتی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں فدیہ دے کر آزاد کروایا سیرت ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۳۱۸۔

زہد میں سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بنو اسد میں سے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بنو سہم سے حضرت جہش بن صبیہ کے بیٹے تھے۔

اس کے بعد بنو الحارث میں سے حضرت ابو عبیدہ عامر بن عبداللہ الجراح رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور بنو خزوم میں سے حضرت ابو موسیٰ عبداللہ سعد اور بنو تہامہ میں سے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں بھائی قدامہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ اور بنو عدی میں سے حضرت عبید بن زید اور ان کی زوجہ فہمہ جو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی سگی بہن تھیں ان کے والد زید بن عمرو ایام جاہلیت میں بت پرستی چھوڑ چکے تھے اور توحید کے قائل ہو چکے تھے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں ان کو یہ خبر دی کہ قیامت کے دن وہ اکیلا ایک الگ امت کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا۔

عمیرہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اسلام۔ پھر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھائی عمیرہ مسلمان ہوئے پھر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ابن عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتے تھے ان کے قبول اسلام کا سبب یہ ہوا کہ ان کے ریوڑ سے ایک بکری کا دودھ سوکھ چکا تھا مگر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوبا تو دودھ کی دھاریں چھوٹ پڑیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کا اسلام: (۱) پھر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔ (۲) ان کی بیوی اسماء بنت عمیس اور (۳) السائب بن عثمان بن مظعون (۴) ابو حذیفہ بن عتبہ جن کا نام ہشتم تھا (۵) عامر بن فہرہ ازدی ان کی والدہ فہرہ و حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وندہ تھیں (۶) و قدی بن عبداللہ تھیں جو بنو عدی کے حلیفوں میں سے تھے (۷) غمار بن یاسر غسانی جو قبیلہ مذحج کے تھے اور بنو خزوم کے غلام تھے (۸) صہیب بن سنان جو بنو نضر قبیلہ کے تھے اسلام لائے۔

کھلم کھلا اسلام کی تبلیغ کرنے کا حکم: نزول وحی کی ابتداء کے تین سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اپنی نبوت کا کھلم کھلا اعلان کریں اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا پر چڑھ کر آواز دلائی ”یا صاحبہا“ یہ آواز سن کر جب قریش واپس آنے کے پاس جمع ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں تم سے کہوں کہ دشمن صبح یا شام تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم مجھے سچا سمجھو گے؟ لوگوں نے جواب دیا کیوں نہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں اس سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو تمہاری بت پرستی کی وجہ سے تم پر آنے والا ہے۔

خاندان کو دعوت دینے کا حکم: پھر یہ آیت نازل ہوئی وانذر عشیرتک الاقربین یعنی اپنے قریبی رشتہ داروں کو آنے والے عذاب ہی سے ڈرائے اور اس بارے میں مسلسل وحی آنے لگی تو آپ نے عبدالمطلب کے خاندان کو جمع کیا جن کے افراد کی تعداد ان دنوں چالیس تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر ان کے لیے اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کھانا تیار کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اسلام کی طرف بلایا اور رغبت دلائی اور ان کو تنبیہ فرمائی لوگوں نے آپ کی بات سنی مگر ایمان لائے بغیر منتشر ہو گئے۔

قریش کی مخالفت: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلم کھلا اپنا پیغام پہنچایا اور بتوں کی برائی بیان کرنے لگے تو قریش بہت غصہ ہوئے ورنہ آپ کا ساتھ چھوڑ کر آپ کی جان کے دشمن ہو گئے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب آپ کی حفاظت اور حمایت پر کمر بستہ رہے سرور ان قریش میں سے ربیعہ بن عبد شمس کے بیٹے عتبہ، شیبہ، ابوالختر بن ہشام، اسود بن عبدالمطلب، ولید بن مغیرہ ابو جہل بن ہشام، عاص بن وائل حجاج بن علی کے بیٹے، نہبہ، منبہ اسود بن عبد یغوث مل کر ابوطالب کے پاس گئے اور انہیں انصاف کرنے کے لئے کہا ابوطالب نے مناسب جواب دے کر ان کو واپس کر دیا۔

ابوطالب اور سرداران قریش کے سامنے اظہار حق: مگر یہ قریش ان کے پاس دوبارہ آئے اور ان سے انصاف طلب کیا اس پر ابوطالب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر ان سرداروں کی موجودگی میں بلایا اور انہوں نے اپنی بات ان سے کہی اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے تلاوت فرمائی اور انہیں اپنے بارے میں مایوس کر دیا اور ابوطالب سے کہا کہ اے چچا میں اسے کام کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ خدا اسلام کو غالب کر دے یا میں اس کوشش میں شہید ہو جاؤں یہ کہہ کر آپ کی آنکھوں میں اس خیال سے آنسو آ گئے شاید اور اس کے بارے میں ان کے بچا کا رویہ بدل گیا ہے۔

ابوطالب کا آپ ﷺ کی حمایت کا اعلان: مگر ابوطالب کو آپ ﷺ پر ترس آگیا اور آپ ﷺ سے اس طرح مخاطب ہوئے کہ اے میرے بھتیجے جو کچھ تم چاہو کہو بخدا میں تجھے ہرگز کسی کے حوالے نہیں کروں گا۔

ہجرت حبشہ: ظہور اسلام کے بعد قریش کے مختلف خاندانوں میں اختلاف اور گروپ بندی پیدا ہو گئی چنانچہ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب نے ابوطالب کے ساتھ مل کر رسول کریم ﷺ کی حمایت کا اعلان کر دیا اس کے جواب میں دوسرے تمام قبیلے اپنے ان رشتہ داروں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے جو مسلمان ہو گئے تھے انہیں طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگے اور ان کی خلاف فتنہ فساد برپا کرنے لگے یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے ان کی اجازت دی کہ اپنے دین کو بچانے کے لیے حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں تجارت کی وجہ سے ملک حبشہ سے پہلے ہی واقف تھے اور اسے پسند کرتے تھے چنانچہ مندرجہ ذیل اشخاص ہجرت کے لیے نکلے۔

مہاجرین حبشہ کے اسماء گرامی: (۱) عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ (۲) رقیہ جو رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی تھیں۔ (۳) ابوہذیفہ بن مہتبہ جو اپنے باپ کی مرضی کے خلاف روانہ ہوئے اور ان کی بیوی (۴) سہلہ بنت سہیل (۵) زبرہ بن عوام (۶) صہیب بن عیسر بن عبد شمس (۷) ابوسبرہ ابن ابی رہم بن عبد العزی جو بنو عامر لوی کے خاندان سے تھے سہیل بن بیضاء جو الحارث بن فہر سے تھے (۹) عبد اللہ بن مسعود (۱۰) غامر بن ربیعہ غزنی جو بنو عدی کا حنیف تھا اور ان کی بیوی (۱۱) لیلیٰ بنت ابی خثیمہ۔ مذکورہ بالا گیارہ افراد نے سب سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی قریش نے ان کا ساحل سمندر تک پہنچا کیا مگر انہیں پکڑنے میں کامیاب نہ ہوئے اور اس کے بعد حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور دوسرے مسلمان یکے بعد دیگرے ان لوگوں سے جا ملے رہے یہاں تک کہ مہاجرین حبشہ کی تعداد ۸۳ تک پہنچ گئی۔

مذاق اڑانے والے: جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے چچا اور اپنے خاندان کی حمایت حاصل ہو گئی ہے اور یہ لوگ آپ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے تو وہ ان لوگوں کے سامنے آپ کی مذمت کرنے لگے جو ملک میں باہر سے آتے اور رسول اللہ ﷺ پر جو گری کہاوت جنون اور شعر و شاعری کا الزام لگانے لگے اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ دوسرے لوگوں کو اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے سے روک دیں پھر قریش کا ایک گروپ رسول اللہ کی اعلانیہ دشمنی اور ایذا رسانی پر تیار ہو گیا اور آپ کی ہنسی اڑانے لگا۔

مستہزین کے نام: اس گروپ میں مندرجہ ذیل اشخاص شامل تھے (۱) آپ ﷺ کے چچا ابولہب عبد العزی (۲) آپ کا بھتیجا ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب (۳) ربیعہ کے بیٹے عقبہ (۴) شیبہ (۵) عقبہ بن ابی معیط (۶) ابوسفیان ظلم بن ابی العاص (۷) نضر بن حارث جو عبدالدار کے خاندان سے تھا (۸) اسود بن مطلب (۹) کایناز مہ (۱۰) ابوالخثری العاص بن ہشام (۱۱) اسود بن ہشام (۱۲) اسود بن عبد یغوث (۱۳) ابو جہل بن ہشام (۱۴) اور اس کا بھائی العاص (۱۵) ان کا چچا ولید (۱۶) ان کا چچا زاد بھائی قیس بن النفاکہ (۱۷) زہیرہ بن ابی امیہ (۱۸) العاص بن وائل سہمی (۱۹) اور ان کے چچیرے بھائی نبیہ (۲۰) اور منبہ خلف بن جمح کے بیٹے (۲۱) امیہ اور (۲۲) ابی۔

آپ ﷺ پر قریش کا ظلم و ستم: یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کا مذاق اڑاتے تھے اور آپ ﷺ کو اذیت پہنچاتے تھے حتیٰ کہ بد بختوں نے آپ ﷺ پر ہاتھ بھی اٹھایا مثلاً ایک دن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی کہ ابو جہل نے رسول اللہ کیساتھ سخت بد سلوکی کی ہے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ طاقتور بہادر شخص تھے فوراً مسجد حرام میں آئے ابو جہل قریش کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا انہوں نے اس کا سر پھوڑ ڈالا اور انہوں نے کہا کہ تو محمد ﷺ کو برا بھلا کہتا ہے حالانکہ میں ان کے دین پر ہوں بنو مخزوم کے چند آدمی اٹھے مگر ابو جہل نے ان کو روک دیا اور کہا کہ اے چھوڑ دو کیوں کہ میں نے اس کے بھتیجے کو سخت سست باتیں کہیں تھیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا اسلام اور قریش کے وفد کی حبشہ روانگی: اس واقعہ کے بعد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا ۱ جب قریش نے دیکھا کہ حضرت حمزہ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو تقویت ہو گئی ہے تو ان کے رعب اور قدر و منزلت کو مد نظر رکھتے ہوئے مسلمانوں کی ایذا رسانی سے

یہ حد تک پاتھ کھینچ لیا۔ پھر قریش مشورہ کے لیے جمع ہوئے اور عمرو بن العاص اور عبد اللہ بن ابی ربیعہ ❶ کو نجاشی یعنی حبشہ کے بادشاہ کے پاس بھیجے تاکہ جو مسلمان ان کے ملک میں ہجرت کر کے گئے تھے وہ اہل مکہ کے حوالے کر دے مگر نجاشی نے انکار کر دیا اور قریش کے سفیروں کو نامتناہی پر۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا سبب: عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا سبب یہ واقعہ بنا کہ انیس یہ زہر معصوم ہوئی کہ نئی بہن فاطمہ اور اس کا شوہر سعید بن زید رضی اللہ عنہ اسلام لائے چکے ہیں اور خباب بن ارت ان کے پاس ہے اور انہیں قرآن پڑھا رہا ہے چنانچہ حضرت عمر بن خطاب نے غصہ میں بھرے ہوئے اپنی بہن کے گھر گئے اور انہیں اتنا مارا پیٹا کہ زخمی کر دیا جب فاطمہ لہو لہان ہو گئی تو انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ ہاں ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور ہم نے محمد ﷺ کی پیروی اختیار کر لی ہے اب جو چاہو کر لو اتنے میں خباب رضی اللہ عنہ بھی گھر کے کسی کو نے سے نکل آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وعظ و نصیحت فرمائی۔

قبول اسلام: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل کی کیفیت بدل چکی تھی تو وہ حضرت خباب سے کہنے لگے مجھے قرآن پڑھ کر سنو حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے سورہ طہ پڑھی جس کے سننے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل پر اللہ کا خوف طاری ہو گیا چنانچہ انہوں نے خباب سے پوچھا، سلام لانے کا کیا طریقہ ہے؟ انہوں نے طریقہ بھی بتایا اور وضو سکھایا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ٹھکانے کے بارے میں معلوم کیا تو حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے رہنمائی فرمائی وہ بارگاہ رسالت میں پہنچے اور دروازے پر دستک دی۔ ❷ رسول اللہ ﷺ باہر نکلے اور فرمایا ”کیا بات ہے اے ابن الخطاب“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں مسلمان بن کر حاضر خدمت ہوا ہوں اور پھر کلمہ شہادت پڑھا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے کہا وہ کعبہ کے پاس جا کر نماز پڑھا کریں غرض حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام سے مسلمانوں کو بڑی تقویت ملی۔

رسول اللہ ﷺ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے لیے دعا: رسول اللہ ﷺ اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے اللھم اعز الاسلام باحد العمرین یعنی اے اللہ! دو عمروں میں سے ایک کے ذریعے اسلام کو عزت اور طاقت عطا فرما آپ کی مراد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور عمر بن ہشام (ابو جہل) تھی۔

بنو ہاشم کا بایکاٹ: جب قریش نے دیکھا کہ اسلام خوب پھیل رہا ہے تو انہیں بڑی فکر ہوئی تو انہوں نے آپس میں بنو ہاشم و بنو المطلب کے خلاف یہ عہد کیا کہ وہ ان کے ساتھ شادی بیاہ نہیں کریں گے ان کے ساتھ خرید و فروخت نہیں کریں گے ان اسے نفٹگو نہیں کریں گے اور ان کے ساتھ کسی مجلس میں نہیں بیٹھیں گے چنانچہ انہوں نے اس مضمون کا ایک معاہدہ لکھا اور اسے کعبہ میں لٹکا دیا اس پر ہاشم اور بنو المطلب کے خاندان کے لوگ مومن اور کافر سب کے الگ ہو گئے اور شعب ابی طالب نامی گھاتی میں جا کر محصور ہو گئے سوائے ابولہب کے جو قریش کیساتھ تھے تین سال اسی طرح گزر گئے محصورین کے ساتھ جو لوگ احسان و مروت کرنا چاہتے تھے ان کی طرف سے اگر انہیں کوئی کھانے پینے کی چیز پہنچتی تو خفیہ طور پر پہنچتی تھی رسول اللہ ﷺ حسب عادت اللہ کی بارگاہ میں دعا میں مشغول رہتے تھے اور ان پر وحی برابر اترتی رہتی۔

بایکاٹ کا انجام: آخر کار قریش کے چند لوگ اس معاہدہ کو توڑنے پر آمادہ ہو گئے اس بارے میں ہشام بن عمرو پیش پیش تھا وہ زہیر ابن امیہ سے مل کر جس کی ماں عاتکہ عبدالمطلب کی بیٹی تھی اور اسے اس بات پر عار لائی کہ اس نے اپنے ننھیال والوں کو بے کسی کی حالت میں چھوڑ رکھا ہے چنانچہ اس نے معاہدہ کو پھڑنے پر رضامندی کا اظہار کیا پھر وہ مطعم بن عدی کے پاس بھی گیا اور اس سے ہاشم کی قرابت داری کا ذکر کیا پھر وہ بواہتر بنی اور زمعہ بن اسود کے پاس بھی گیا ان تمام لوگوں نے ہشام بن عمرو کیساتھ اتفاق کیا اور صحیفہ چاک کرنے پر آمادہ ہوئے اس دور میں رسول اللہ کی طرف سے پیغام پہنچا کہ دیکھ معاہدہ کی تحریر کو چاٹ گئی ہے سوائے اللہ کے نام کے انہوں نے اٹھ کر بیٹھ تو وہ قبیح و ریبہ دستاویز تو تھا چکی تھی اس پر انہوں نے کھسپے بھر صحیفہ کو پھاڑ ڈالا۔

❶ ان کا اصل نام بکیر تھا ان کے اسلام لانے کے بعد نبی کریم ﷺ نے ان کا نام عبد اللہ رکھ دیا تھا میرت ابن ہشام جلد صفحہ ۲۹۱۔ ❷ یہ کتاب کا وقت وہ سن ہے راوی نے پنے سے۔ ❸ یہ سن ہے تھ ایک مکان میں تھے وہ ایت میں ہے کہ وہ ارقم بن ارقم کا مکان تھا ثناء اللہ محمود۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ہجرت: پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کا ارادہ کیا اور اس نیت سے گھر سے نکلے مگر راستہ میں نہیں ابن خلدون مل گیا جو انہیں واپس لے آیا۔

مہاجرین حبشہ کی واپسی: حبشہ میں موجود مہاجرین کو یہ جھوٹی خبر ملی کہ قریش مسلمان ہو گئے ہیں یہ سن کر بعض لوگ مکہ واپس آ گئے ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں (۱) عثمان بن عفان (۲) ان کی زوجہ (۳) ابو حذیفہ (۴) ان کی بیوی (۵) عبداللہ بن عتبہ (۶) زبیر بن عوام (۷) عبد الرحمن بن عوف (۸) مصعب بن عمیر (۹) ان کا بھائی (۱۰) مقداد بن عمرو (۱۱) عبداللہ بن عبداللہ (۱۲) ابوسلمہ بن عبدالاسد (۱۳) کنی بیوی (۱۴) سلمہ بن بشام (۱۵) عمار بن یاسر مظعون کے بیٹے (۱۶) عبداللہ (۱۷) عثمان (۱۸) حنیس بن حذافہ (۲۰) ہشام بن العاص (۲۱) عامر بن ربیعہ (۲۲) ان کی بیوی (۲۳) عبداللہ بن مخزوم (۲۴) عبداللہ بن سہل (۲۵) سعد بن خولہ (۲۶) ابوعبیدہ بن الجراح (۲۷) سمیل بن بیضاء (۲۸) عمر بن ابی سرح بنی سہل۔

مکہ میں آمد: جب یہ لوگ واپس پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ مسلمان بدستور قریش کے ہاتھوں اذیت اٹھا رہے ہیں مگر صبر سے کام لے رہے ہیں مہاجرین حبشہ میں سے بعض لوگ مکہ میں چوری چھپے داخل ہوئے اور بعض دوسروں کی حفاظت اور حمایت سے مکہ میں داخل ہوئے اور ہجرت مدینہ تک یہیں ٹھہرے رہے ان میں سے بعض لوگ اسی دوران وفات پا گئے۔

ابوطالب اور خدیجہ غنیؓ کی وفات: ہجرت مدینہ سے تین سال پہلے ۱ ابوطالب اور حضرت خدیجہ غنیؓ اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور ان کی وفات سے رسول اللہ ﷺ پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا کیونکہ قریش کے بے وقوف ان کی ایذا رسانی میں اور بے باک ہو گئے تو نوبت یہاں تک پہنچی کہ بدبختوں نے ایک بار آپ پر نماز کی حالت میں گندگی پھینک دی۔

اہل طائف کو دعوت اسلام: جب رسول اللہ ﷺ اہل مکہ سے قطعی طور پر ناامید ہو گئے تو آپ طائف تشریف لے گئے تاکہ وہاں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں اور انہیں اسلام کی حمایت پر آمادہ کریں چنانچہ آپ عبدیاللیل بن عمر اور اس کے بھائیوں مسعود اور حبیب کے پاس گئے جو ان دنوں قبیلہ ثقیف کے سردار تھے آپ نے ان سے بات چیت کی مگر انہوں نے سخت جواب دیا۔

طائف میں آپ ﷺ پر ظلم: ... آپ ان سے مایوس ہو گئے اور ان سے درخواست کی کہ اس معاملہ کو خفیہ رکھیں مگر انہوں نے اس کے برعکس شہر کے بے وقوفوں اور بد معاشوں کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف بھڑکایا۔ ان بازاری لوگوں نے آپ کا پیچھا کیا اور آپ کو عتبہ و شیبہ کے باغ میں دیوار کے سائے میں پناہ دینے پر مجبور کر دیا آپ نے دیوار کے سایہ میں آرام فرمایا جب اطمینان ہوا تو آپ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی و خدا تعالیٰ کے حضور میں یوں دعا کی۔

آپ ﷺ کی دعا: اللھم الیک اشکو ضعف قوتی وقلة حیلتی وھوانی علی الناس انت ارحم الرحمن انت رب السموات والارض انت ربی الی من تکلنی الی بغیض یجھمنی اوالی عدو ملکته امری ان لم یکن بک علی غضب فلا بالی ولكن عافیتک اوسع لی اعوذ بنور وجهک الذی اشرقت له الظلمات و صلح علیہ امر الدینا والا حرة من ان ینزل بی غضبک او یحل علی سخطک لک العتبی حتی ترضی ولا حول ولا قوة الا بک ۲

ترجمہ: اے اللہ! میں تیرے حضور اپنی کمزوری اپنی ناقص تدبیر اور لوگوں کی نگاہوں میں اپنی بے وقعتی کی شکایت کرتا ہوں تو ارحم الراحمین ہے اور کمزور لوگوں کا پروردگار ہے تو میرا رب ہے تو مجھے کس کے حوالے کرتا ہے؟ مجھے کسی نفرت کرنے والے شخص کے حوالے کرتا ہے جو مجھ سے ترش روئی کے ساتھ پیش آئے یا ایک دشمن کے جو میرے کام کا مالک و مختار بن جائے؟ جب تک تو مجھ پر غصہ نہیں تو مجھے ان باتوں کی پرواہ نہیں ہے مگر تیری عافیت اور سلامتی تو میرے حق میں بہت وسیع ہو سکتی ہے تیرے درخ روشن نے تاریکیوں کو دور کر دیا اور دنیا اور آخرت کے کاموں کو سنوار دیا میں اسی نود کی پناہ لیتا ہوں اس بات سے کہ تیرا غضب مجھ پر نازل ہو یا تیری نفی مجھ

۱ اس سال کو عام محزن کا سال کہتے ہیں۔ ۲ اس دعا کے بزرگوں نے بہت فوائد لکھے ہیں خصوصاً دفع ظلم و شر کے لیے معمول بنانا مجرب نکل ہے ثناء اللہ محمود۔

پر وارد ہو۔ میں تیری ہی نوازش چاہتا ہوں تاکہ تو مجھ سے راضی ہو جائے سب طاقت اور قوت تجھ ہی کو حاصل ہے۔

جنات کا قرآن سننا جب آنحضرت ﷺ طائف سے مکہ واپس آئے تو راستہ میں آپ نے نخلہ ❶ کے مقام پر رات گزاری۔ دھبی رات کے وقت آپ نماز کے لیے کھڑے تھے کہ آپ کے پاس جنات کی ایک جماعت گزری اور انہوں نے آپ کی زبان سے قرآن سننا۔ ❷ پھر آنحضرت ﷺ مکہ میں مطعم بن عدی کی حفاظت و حمایت سے داخل ہوئے آپ نے دیگر رئیسوں سے بھی اس قسم کی درخواست کی تھی مگر انہوں نے معذرت کر لی تھی۔

طفیل بن عمرو کا اسلام: پھر طفیل بن عمرو دوسی آل حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے انہوں نے اپنی قوم کو بھی اسلام کی دعوت دی چنانچہ ان میں سے بعض لوگ مسلمان ہو گئے آپ نے طفیل کے حق میں خدا سے دعا کی اس لیے کہ کوئی علامت ہدایت کی مقرر نہ ہادے خدا تعالیٰ نے ان کے چہرے پر نور پیدا کر دیا چنانچہ وہ ذوالنور کے لقب سے مشہور ہوئے۔

واقعہ معراج: ... علامہ ابن حزم نے لکھا ہے کہ اس کے بعد واقعہ پیش آیا یعنی رات کے وقت آپ کو بیت المقدس کی سیر کرائی گئی اور اس کے بعد ساتوں آسمانوں کی آپ کی دوسرے انبیاء سے ملاقات بھی ہوئی اور آپ نے جنت المادوی کو دیکھا اور چھٹے آسمان میں سدرۃ المنتہی کو بھی مد نظر فرمایا اسی رات میں نماز فرض ہوئی علامہ طبری کا قول ہے کہ معراج کا واقعہ اور نماز کی فرضیت کا واقعہ نزول وحی کی ابتداء میں پیش آئے تھے۔

قبائل کے نام اور رد عمل رسول اللہ ﷺ نے جن قبیلوں کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی ان میں سے بعض کے نام مندرجہ ذیل ہیں (۱) بنو مر بن صعصعہ جو مضر سے تھے (۲) بنو شیبان (۳) بنو حنیفہ جو قبیلہ ربیعہ کی ایک شاخ تھے (۴) کنذہ جو قحطان سے تھے (۵) کلب جو قضاعہ کی ایک شاخ تھے ان میں سے بعض قبیلے والے رسول اللہ ﷺ کی بات غور سے سنتے مگر عذر پیش کرتے تھے بعض تو آپ کی بات ہی نہ سنتے تھے تکلیف دینے پر آمادہ رہتے تھے بعض لوگ قبول اسلام کے لیے ملک و حکومت کی شرط لگاتے تھے مگر یہ آپ کے بس کی بات نہ تھی لہذا آپ ﷺ جواب دیتے کہ حکومت تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے ان قبائل میں سے بنو حنیفہ نے سب سے برا اور تلخ جواب دیا۔

اہل یثرب کے پہلے شخص سے ملاقات اسلام کی مدد کی سعادت اللہ تعالیٰ کی طرف سے انصار کے لیے مقرر ہو چکی تھی چنانچہ سوید بن صامت جو بنو عمر و اولیس کے خاندان سے تھا آنحضرت ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی مگر اس نے اسے نہ تو رد کیا نہ ہی قبول کیا بلکہ مدینہ کی طرف لوٹ گیا اور ایک لڑائی میں مارا گیا یہ واقعہ جنگ بعاث سے پہلے کا ہے۔

اہل یثرب سے دوسری ملاقات: پھر ابوالحسیر انس بن رافع اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ساتھ مکہ آیا کہ مکہ والوں کے ساتھ صف یعنی باہمی تعاون کا معاہدہ کرے رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی ان میں سے ایاس بن معاذ نے جو ایک نوجوان شخص تھا اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بخدا یہ اسلام اس معاہدہ سے بہتر ہے جس کی تلاش میں ہم یہاں آئے ابوالحسیر نے اس کو چھڑک دیا تو وہ خاموش ہو گیا پھر یہ لوگ کسی معاہدہ کی تکمیل کے بغیر اپنے وطن کو واپس ہو گئے اس کے بعد ایاس کا انتقال ہو گیا کہا جاتا ہے کہ اس نے مسلمان ہو کر انتقال کیا۔

یثرب میں اسلام کی اشاعت: حج کے موقع پر رسول اللہ ﷺ عقبہ کے مقام پر یثرب کے قبیلہ کے چھ آدمیوں سے ملے جن کے نام یہ ہیں (۱) ابوہریرہ سعد بن زرارہ (۲) عوف بن حارث جسے ابن عفراء بھی کہتے ہیں (۳) رافع بن مالک (۴) قطبہ بن عامر (۵) عقبہ بن عامر (۶) جابر بن عبد اللہ رسول اللہ ﷺ نے انکو اسلام کی دعوت دیا اور اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ ان کے ہمسائے یہودی پہلے ہی سنئے اس قسم کی باتیں کر رہے تھے کہ ایک بنی آنے والا ہے جس کا زمانہ قریب ہے۔

❶ مکہ سے ایک رات کے سفر کی مسافت پر ایک وادی ہے اسے نخلہ شامیہ کہتے ہیں وہاں دوسری وادی بھی ہے جسے نخلہ کہا جاتا ہے۔ بحکم ہدان۔

❷ قرآن کریم میں بھی سورہ جن اور دوسری جگہوں پر جنات کے قرآن سننے کا ذکر آیا ہے۔

یثرب کے چھ آدمیوں کا قبول اسلام۔ چنانچہ یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ خدا کی قسم یہ بتی بنی میں جس کا یہودیہ مذکر کیا کرتے ہیں ایسا نہ ہو کہ دوسرے لوگ ان پر ایمان لانے میں ہم سے پہلے کر جائیں چنانچہ وہ اس حضرت پر ایمان لے آئے اور مسلمان ہوئے پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ مخاطب کر کے کہا ہمارے قبیلوں میں بہت سی جنگیں ہو چکی ہیں اب ہم واپس وطن جائیں گے اور اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلائیں گے اگر آپ کی برکت سے ان میں اتحاد و اتفاق پیدا ہو گیا تو اس صورت میں انکو آپ سے زیادہ عزیز شخص کوئی نہیں ہوگا وہ یثرب واپس چلے گئے اور اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی اور ان لوگوں میں اسلام پھیل گیا یہاں تک کہ انصار کا کوئی گھر ایسا نہ تھا کہ جس میں رسول اللہ ﷺ کا ذکر نہ ہوتا ہو۔

عقبہ کی پہلی بیعت۔ دوسرے سال یثرب سے بارہ آدمی آئے جن میں مذکورہ بالا افراد شامل تھے سوائے جابر بن عبد اللہ کے جو نہ ہوئے۔ سات آدمیوں کے علاوہ تھے جن کے نام یہ ہیں معاذ بن حارث جو مذکورہ بالا عوف بن حارث کے بھائی (۲) ذکوان بن عبد قیس (۳) عباس بن صامت (۴) یزید بن ثعلبہ (۵) عباس بن عبادہ یہ سب لوگ قبیلہ خزرج کے تھے باقی دو یعنی (۱) مالک بن تیمان (۲) عویم بن ساعدہ قبیلہ اوس کے تھے ان لوگوں نے عقبہ کے قریب رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس عہد کا اقرار کیا ہم رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کریں گے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اور کسی جھوٹ نہیں باندھیں گے یہ بیعت نساء کے الفاظ ہیں کیونکہ اس وقت مسلمانوں پر جہد فرض نہیں ہوا تھا۔

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی بطور مبلغ روانگی۔۔۔۔۔ جب اہل یثرب کی واپسی کا وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ بھیج دیا تاکہ وہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں اور ان میں سے جو لوگوں کو مسلمان ہو چکے ہیں ان کو قرآن مجید اور اسلام کے احکام سکھائیں مصعب بن عمر مدینہ میں اسعد بن زرارہ کے گھر میں ٹھہرے وہی مسلمان مدینہ کی امامت کراتے تھے ان کے ہاتھ پر انصار کے بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔

اسعد رضی اللہ عنہ اور اسعد رضی اللہ عنہ۔۔۔۔۔ اسعد بن معاذ اور اسعد بن زرارہ آپس میں خالہ زاد بھائی تھے سعد بن معاذ اور اسید بن خضیر دونوں اسعد بن زرارہ کے پاس گئے جو کہ بنو عبد الاشہل کی حفاظت و حمایت کے ساتھ رہتے تھے پہلے تو سعد اور اسید حضرت اسعد کے مسلمان ہونے پر بہت برہم ہوئے مگر بعد میں اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی راہ ہدایت دکھائی اور ان کے اسلام قبول کرنے سے عبد الاشہل کے خاندان کے تمام افراد مرد اور عورت ایک ہی دن ان میں مسلمان ہو گئے سوائے بنو امیہ بن زید حطمہ وائل اور واقف کے جو قبیلہ اوس کے تھے اور مدینہ کے بالائی علاقوں میں رہتے تھے ان میں سے بعض لوگ تو مسلمان ہو گئے مگر اکثر کونان کے سردار ابو قیس ضمی بن راست شاعر نے اسلام قبول کرنے سے باز رکھا یہ لوگ آخر جنگ خندق کے موقع پر سب کے سب دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

عقبہ کی دوسری بیعت۔۔۔۔۔ جب آئندہ سال حج کا موسم آیا تو حضرت مصعب بن عمیر مکہ واپس آئے ان کے ساتھ مسلمانان مدینہ کی ایک جماعت رسول اللہ سے ملاقات کے لیے نکلی ان کے ساتھ کچھ ایسے تھے جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

سعد بن معاذ اور اسید کے اسلام لانے کا واقعہ۔۔۔۔۔ سعد بن معاذ بن الحفیر کے اسلام لانے کا واقعہ یہ ہے کہ ایک دن مصعب بن عمیر اور اسعد زرارہ بنو عبد الاشہل اور بنو ظفر (کعب ابن الحریث) کو ایک کنویں کے پاس بیٹھے ہوئے اسلام کی ترغیب دے رہے تھے انکے پاس وہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے جو اسد مہل چکے تھے اتفاق سے حضرت سعد بن معاذ کا اس طرف گزر ہوا یہ واقعہ دیکھ کر اسید بن الحفیر سے بولے کہ تم ان لوگوں کے پاس جاؤ ان کے مجمع کو منتشر کر دو یہ لوگ ہماری قوم کے کمزوروں اور عورتوں کو بے دینی (اسلام) سکھا رہے ہیں اگر اسعد بن زرارہ میرا خالہ زاد بھائی نہ ہوتا تو میں انکو روکنے کے لیے کافی تھا میں اس کے مقابلہ پر نہیں جانا چاہتا اسید بن الحفیر یہ سن کر اٹھے اور اپنی تلوار لے کر اسعد بن زرارہ کے پاس آئے مصعب بن عمیر نے کہا کہ بھائی تم کھڑے ہو بیٹھ جاؤ میں تم سے کچھ گفتگو کروں گا اسید بن الحفیر نے جواب دیا کہ تم لوگ ہمارے یہاں اس مقصد سے آئے ہو کہ ضعیف اعتقاد والوں کو بہکاؤ لہذا میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تمہاری کوئی ضرورت ہے تو بیان کر دو ورنہ یہاں سے فوراً چلے جاؤ۔ مصعب نے کہا آپ بیٹھ تو جاؤ میں آپ سے بات چیت کروں گا اگر تمہارے دل کو لگے تو قبول کر لینا ورنہ جس بات سے تم کو نفرت ہوگی ہم اس کو تمہارے یہاں بیان نہیں کریں گے اسید بن الحفیر نے کہا بات تم نے انصاف کی کہی اور بیٹھ گئے پھر مصعب ان کو اسلام کے فضائل بیان کر کے قرآن سناتے گئے اسید بن

الخضیر بار بار کہتے جاتے ما احسن هذا الکلام یہ کتنا پاکیزہ کلام ہے جب حضرت مصعب رضی اللہ عنہ قرآن پڑھ چکے تو اسید نے پوچھا کہ بھائی اس دین میں دخل ہونے کا طریقہ تو بتاؤ تو مصعب نے کہا تم اپنے جسم اور کپڑے کو پاک کرو اور اس طرح سے ترکیب بتائی دو رکعتیں نماز پڑھو اور سچے دل سے کلمہ شہادت پڑھو سید بن الخضیر نے نہایت سچائی اور خوشی سے اپنے جسم و کپڑوں کو پاک کر کے نماز پڑھی اور کلمہ شہادت علیٰ اراعدن پڑھ کر حضرت مصعب رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر بہا میرے سوا ایک شخص اور ہے اگر وہ مسلمان ہو گیا تو پھر کوئی شخص تمہارا مخالف نظر نہیں آئے گا میں جاتا ہوں اور اس وجہی تمہارے پاس بھیجتا ہوں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے اسید کو آتے ہوئے دیکھ کر اپنی قوم سے کہا واللہ اسید بن الخضیر جس حالت سے تمہارے پاس گیا تھا اب اس حالت میں نہیں آ رہا جب اسید سعد کے قریب پہنچے تو سعد نے کہا تم نے کیا کیا اسید نے جواب دیا کہ میں نے ان دونوں شخصوں سے باتیں کیں واللہ وہ کسی سے نہیں ڈرتے میں نے ان کو منع بھی کیا تو انہوں نے کہا جو ہمارے نزدیک بہتر ہے ہم کر رہے ہیں اور کریں گے اس کے علاوہ بنو حارثہ نے سن لیا ہے کہ اسعد بن زرارہ تمہارا خالہ زاد بھائی ہے اس لئے اسے قتل کرنے آ رہے ہیں سعد بن معاذ سنتے ہی اپنی تلوار لے کر اٹھ کھڑے ہوئے ورنہ نہایت تیزی سے اسعد بن زرارہ سے کہا واللہ اگر میرے اور تیرے درمیان رشتہ داری نہ ہوئی تو تجھ کو اسی تلوار سے قتل کر دیتا ہوں تم لوگ ہمارے ہی محکمہ میں آ کر ہماری ہی قوم کو بہکا رہے ہو اسعد بن زرارہ نے کچھ جواب نہ دیا مگر مصعب رضی اللہ عنہ نے ان کو نرمی سے بٹھایا اور یہ بھی اسید کی طرح ایمان لے آئے پھر واپس اپنی مجلس میں آ گئے اور اپنی قوم سے مخاطب ہو کر بولے کیف تعلمون امیری فیکم تم لوگو میرے حکم کو اپنی مجلس میں کیسا سمجھتے ہو سب نے متفق ہو کر کہا آپ ہمارے بہترین شخص ہو اور سردار ہیں اس کے جواب میں سعد بن معاذ نے کہا واللہ! میں تم میں سے کسی سے بات نہیں کروں گا جب تک تم لوگ اللہ و رسول پر ایمان نہ لاؤ گے اسید بن الخضیر نے بھی ان کی بات کی تائید کی اور اسعد اور مصعب کے ساتھ اسعد بن زرارہ نے مکان پر چلے آئے سارے بنو الاشہل بھی ان کے پیچھے پیچھے حضرت اسعد رضی اللہ عنہ کے مکان پر آئے اور جو لوگ ادھر ادھر کسی کام سے گئے ہوئے تھے وہ بھی تھوڑی دیر میں یہ بات سن کر آ گئے چنانچہ ایک ہی دن میں پوری برادری ایمان لے آئی حق نوید ہے کہ یہ عزت و عزہ اسعد و اسید کے حصے میں آئے تھے (حکیم احمد حسین)

جب وہ مکہ پہنچے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عقبہ کے مقام پر ایام تشریق کے دوران ملنے کا وعدہ کیا جب مقررہ رات آئی تو اپنی قوم کے کافروں سے چھپ کر اپنی رہائش گاہوں سے نکلے اور عقبہ کی طرف چپکے چل دیئے۔ ان کے ساتھ اس رات ابو جابر عبد اللہ بن عمرو بن حرام بھی خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور مشرف باسلام ہوئے ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اس طرح حمایت کریں گے جس طرح اپنی عورتوں اور بچوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

ہجرت کا فیصلہ اور انصار کا نصرت کا فیصلہ:..... یہ بات بھی طے پائی کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابی یثرب کی طرف ہجرت کر جائیں گے اس موقع پر عباس بن مطلب بھی موجود تھے اگرچہ وہ ابھی تک اپنے آبائی دین پر قائم تھے مگر وہ انصار سے رسول اللہ ﷺ کے حق میں پکا عہد و پیمان بین چاہتے تھے براء بن معرور نے اس رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنے اخلاص کا پورا ثبوت دیا اور رسول کریم ﷺ کے ہاتھ پر سب سے پہلے بیعت کی اس رات بیعت کرنے والوں میں تہتر مرد اور دو عورتیں تھیں۔

انصار کے بارہ نقیب: رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے بارہ نقیب منتخب کیے جن میں نو خزر ج میں سے تھے اور تین اوس میں سے تھے ورنہ سے فرمایا کہ تم اپنی قوم کے اس طرح ذمہ دار ہو جس طرح عیسیٰ بن مریم کے حواری ذمہ دار تھے۔ اور میں اپنی ساری قوم کا کفیل ہوں۔ ان نقیبوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں (۱) حضرت اسعد بن زرارہ (۲) رافع بن مالک (۳) عبادہ بن صامث (۴) سعد بن ربیع (۵) عبد اللہ بن روحہ (۶) براء بن معرور (۷) عبد اللہ بن عمرو (۸) سعد بن عبادہ (۹) منذر بن عمرو (۱۰) اسید بن خضیر (۱۱) سعد بن خثیمہ (۱۲) ابوالہیثم بن تیہان بن ہذیل۔

قریش کا اہل یثرب کا تعاقب: جب بیعت مکمل ہو گئی تو یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اپنی رہائش گاہوں کی طرف واپس چلے آئے اس بیعت کی خبر کسی طرح قریش کو بھی مل گئی چنانچہ اگلی صبح ان کے سردار اہل یثرب کے پاس گئے اور ان سے شکایت کی مگر یثرب والے صاف انکار کر گئے عبد اللہ بن ابی بن سلول نے ان سے کہا کہ یہ کہنے ہو سکتا ہے کہ میری قوم ایسی اہم بات پر اتفاق کرے اور مجھے اس کی خبر نہ پہنچے۔ یہ سن کر سردار

قریش واپس چلے گئے اور باقی لوگ بھی منیٰ سے رخصت ہو گئے بعد میں قریش کو پتہ چلا کہ وہ خبر صحیح تھی اس لیے اہل یثرب کے قعقب میں نکلے اور حضرت سعد بن عبادہ کو پکڑ کر مکہ لے گئے انہیں مارا پیٹا اور بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا سعد بن عبادہ نے جبیر بن مطعم اور حارث بن میہ کے نام کی دہائی دی جن کو وہ اپنے چہر یثرب میں پناہ دیا کرتا تھا چنانچہ ان دونوں نے انہیں اس مصیبت سے نجات دلانی تھی۔

ہاتف غیبی کی پکار: اس واقعہ سے پہلے قریش نے جبل ابی قیس پر ایک شخص کورات کے وقت چیختے ہوئے سنا جو کہہ رہا تھا کہ

فان یسلم السعد ان یصبح محمد بمکة لا ینحشی خلاف مخالف

اُردو: شخص جن کا نام سعد ہے مسلمان ہو جائیں تو مکہ میں محمد کو کسی مخالفت کا خوف نہیں رہے گا۔

یہ سن کر ابوسفیان نے کہا کہ سعد ان سے مراد سعد بکر اور سعد ہذیم ہے۔

ہاتف غیبی کی دوسری پکار: مگر جب اگلی رات ہوئی تو لوگوں نے چیخنے والوں کو یہ کہتے سنا:

ایا سعد الاوس کن انت ناصرا ویا سعد الخزرج بن الخطارف اجبنالی داعی الہدی وتمنیا علی اللہ فی

الفردوس منیۃ عارف فان ثواب اللہ الطالب الہدی جنان من الفردوس ذات فارف

ترجمہ: اے قبیلہ اوس کے سعد مددگار بن اور اے خزرج کے سردار تم دونوں لبیک کہو اس شخص کی پکار پر جو ہدایت کی طرف بدلتا ہے

اور خواہش کرو اللہ سے اس جنت فردوس کی جو ایک عارف کی تمنا ہے کیونکہ طالب ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھور ثواب

کے رفرق والی جنت الفردوس مقدر ہو چکی ہے۔

یہ سن کر ابوسفیان نے کہا خدا کی قسم سعد ان کو سے مراد سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ ہیں۔

قریش کے ظلم و ستم اور جہاد کا حکم: جب اسلام مدینہ میں پھیل گیا اور وہاں کے لوگ مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے لگے تو مشرکین مکہ نے مسلمانوں پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا قاتلوہم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ لہ یعنی ان کے ساتھ جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ وفسد بالکل مٹ جائے اور دین سب کا سب اللہ کے لیے ہو جائے۔^①

ہجرت:..... جب انصار مدینہ کی بیعت مکمل ہو گئی جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جو مکہ میں تھے حکم دیا کہ وہ مدینہ کی طرف ہجرت کر جائیں چنانچہ وہ مختلف ٹولیوں کی صورت میں نکلے سب سے پہلا جو مہاجر مکہ سے نکلا حضرت ابوسلمہ بن عبدالمطلبؓ تھے وہ مدینہ سے باہر قبا کی ہستی میں ٹھہرے پھر حضرت عامر بن ربیعہؓ نے جو بنو عدیکہ کے حلیف تھے اپنی بیوی لیلیٰ بنت ابی خیشمہؓ بن غنم سمیت ہجرت کی پھر تمام بنو جحش نے ہجرت کی اور قبا میں آ کر ٹھہرے پھر حضرت عکاشہ بن محسنؓ نے جو ہجرت کی اور پھر بنو اسد کی ایک جماعت نے جو امیہ کے حلیف تھے انہیں میں حضرت زینب بن جحش تھیں (جو بعد میں ام المؤمنین بنیں) اور ابن کی بنیں حضرت حمزہؓ اور حضرت ام حبیبہؓ پھر حضرت عمر بن الخطابؓ اور حضرت عیاش بن ابی ربیعہؓ سواروں کے ساتھ ہجرت کی اور مدینہ کے یعنی بنو امیہ بن زید کے ہاں رہائش اختیار کی ابوحنیفہؓ کے آواز پر وہ غلام سالم نماز پڑھایا کرتے تھے۔

حضرت ابن ابی ربیعہ کی قید اور رہائی:..... ابو جہل (یعنی عمر بن ہشام) مدینہ آیا اور عیاش بن ربیعہ کو روک کر مکہ واپس لے گیا تو ان لوگوں نے حضرت عیاش کو قید میں ڈال دیا۔^② مگر کچھ مدت کے بعد عیاش بن ربیعہ کو آزادی ملی اور وہ دوبارہ مدینہ آ گئے حضرت عمر بن الخطابؓ کے ساتھ

① مصنف کے سیاق کلام سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی تھی مگر درحقیقت یہ آیت جس میں جہاد کا حکم آیا ہے ہجرت کے بعد اتری اس سے پہلے تقریباً ستر آیت میں اہل اسد کو صبر و استقامت کی تلقین کی گئی تھی، دیکھیے معارف القرآن۔ ② ابن الاثیر میں خیشمہ کے بجائے خشمہ لکھا ہے۔ ③ اہل البقیع میں سے کہ عیاش ابو جہل اور حارث بن ہشام کے ساتھ نکلے راستے میں دونوں نے انہیں باز نہ دیا اور مکہ لے جا کر قید کر دیا فتح مکہ سے کچھ پہلے تک یہ اسی حالت قید میں رہے نبی کریم ﷺ نے ان کی قات تار میں ان کے لیے دعا کرتے تھے اے اللہ مسلم بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کو رہائی نصیب فرما۔ (جلد ۴ صفحہ ۴۶، بخاری کتاب الجہاد)

ان کے والد یعنی ان کی بیٹی حفصہ کے شوہر حمیس رضی اللہ عنہ بن حذافہ بھی نے بھی ہجرت کی اور ان کے ساتھ بنو عدی کے حنیفوں کے بہت سے لوگ بھی قبائلی فہ بن عبدالمندر کے ہاں ٹھہرے۔

پھر حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی چنانچہ طلحہ صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ کے مقام پر ساف کے ہاں ٹھہرے جو قبیلہ خزرج کے تھے ایک یہاں یہ کہ طلحہ اسعد بن زاز ہاں ٹھہرے تھے۔

کلثوم اور بنو ملحان کے ہاں ٹھہرنے والے مسلمان:۔۔۔ پھر حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آکر وہ غلام زید بن حارثہ اور ان کے حلیف ابو مرثد کنانہ غنوی بھی ان کے ساتھ تھے یہ لوگ قبائلی کلثوم بن ہدم کے ہاں ٹھہرے۔ بنو لمطرب بن عبدمناف کی ایک جماعت جس میں مسطح بن اثاثہ اور (عتبہ بن غزوہ ان کے آکر وہ غلام) خباب بن الارت بھی شامل تھے بنو ملحان کے ہاں قبائلی ٹھہرے۔

کون بہاں ٹھہرا:۔۔۔ عبد الرحمن بن عوف چند مہاجرین کیا ساتھ سعد بن ربیع خزرجی کے ہاں ٹھہرے اور زبیر بن عوف اور ابوسبرہ بن جریج دار بنی نجہ میں منذر بن محمد کے پاس ٹھہرے۔ مصعب بن عمیر سعد بن معاذ کے ہاں ٹھہرے اور ابو حذیفہ بن عتبہ ان کے آکر وہ غلام مسامہ اور عتبہ بن غزوہ مازنی عبد بن بشر کے پاس ٹھہرے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بنو نجار کے ہاں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بھائی اوس کے ہاں ٹھہرے۔ غرض کہ مسلمانوں میں سے کوئی شخص مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ رہا سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے جو مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ٹھہرے ہوئے تھے اس دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کے منتظر رہے کہ انہیں اللہ کی طرف سے کب ہجرت کا حکم ملتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش:۔۔۔ جب قریش کو یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کے علاوہ انصار کی ایک جماعت بند ہے اور ان کے ساتھ جانے کا ارادہ کر رہے ہیں اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہ ان سے پہلے ہجرت کر چکے ہیں تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کرنا چاہیے۔

مشورہ کرنے والے قریشی رئیس:۔۔۔ چنانچہ ان کے سردار مشورہ کے لیے دارالندوہ میں جمع ہوئے جن کے نام حسب ذیل ہیں (۱) عتبہ (۲) شیبہ (۳) ابوسفیان خاندان بنو امیہ میں سے (۴) طعیمہ بن عدی (۵) جبیر بن مطعم (۶) حارث بن عامر خاندان بنو بوفل سے (۷) نصر بن حارث خاندان بنو جعفیہ میں سے، ان کے علاوہ قریش کے کچھ اور لوگ بھی تھے بعض نے مشورہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قید کر دیا جائے اور بعض کی یہ رائے تھی کہ انہیں شہر سے نکال دیا جائے، آخر کار اس بات پر اتفاق ہوا کہ ہر ایک قبیلہ میں سے ایک طاقتور اور مضبوط جوان کا انتخاب کیا جائے جو سب مل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر ڈالیں۔ اس طرح سے آپ کی شہادت کی ذمہ داری مختلف قبائل میں تقسیم ہو جائے گی اور عبدمناف کا خاندان ان تمام قبائل کے ساتھ جنگ نہیں لڑ سکے گا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت اور قریش کی ناکامی:۔۔۔ چنانچہ اس کام کے لیے وہ ایک رات تیار ہو گئے اور اس کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی وحی کے ذریعے اس بات کی اطلاع ہو گئی چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ وہ لوگ گھر کے دروازے پر آپ کے منتظر کھڑے ہیں تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ آپ کے بستر پر سو جائیں اور ان کی چادر اوڑھ لیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے لہذا تعین قریش کو نہ ہا کر دیا وہ تمام رات کھڑے رہے پھر جب صبح ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر نکلے تب قریش کو پتہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توجہ کر نکل گئے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گائیڈ:۔۔۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانگی کے لیے وقت مقرر کیا اور عبد اللہ بن اریقہ کو گائیڈ مقرر کیا (گائیڈ) تھا اس غرض سے اجرت پر مقرر کیا کہ وہ ان دونوں حضرات کو راستہ بتائے گا اور عام راستے سے ہٹ کر چلے گا اور چھ شخص کا فرار اور عاص بن وائل کا حلیف تھا مگر آپ نے اس پر اعتماد کیا کیونکہ وہ راستوں سے خوب واقف تھا۔

① اس کا نام سیرت ابن ہشام میں عبد اللہ بن اریقہ الدلی لکھا ہے زرقانی نے اریقہ اور یحییٰ میں اریقہ ہے ان کے اسلام لانے کے بارے میں صحیح سند سے کوئی بات نہیں ہے عبد اخی مقدسی علامہ بن حجر نے الاصابہ میں لکھا ہے کہ مجھے کسی ایسی شخص کا نام نہیں معلوم کہ جس سے اسے صحابہ میں شامل کیا ہو۔ و اللہ اعلم

غار ثور میں قیام۔ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر سے رات نکلے اور دونوں حضرات ثور پہاڑ پر پہنچ کر جو مکہ کے زیریں حصہ میں واقع ہے، وہاں یک غار میں داخل ہو گئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ انہیں شہر کی خبریں پہنچاتے تھے اور ان کا غلام عامر بن فہیرہ جو ان کی بکریں چرایا کرتا تھا رات کے وقت اپنا ریوڑ لے آتا اور آپ حضرات بقدر ضرورت دودھ لے لیتے تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی اسماء ان کے یہ کھانا پاتی تھیں اور عامر کار یوز عبداللہ وغیرہ کے قدموں کے نشانات کو منادیتا تھا۔

قریش کا تعاقب۔ جب قریش کو آنحضرت ﷺ گھر نہ ملے تو وہ آپ کی تلاش میں نکل پڑے ان کے ساتھ ایک کھوجی تھا جس کا کھوج نکالا اور غار کے منہ تک پہنچ گیا اور کہنے لگا کہ یہاں سے آگے پاؤں کے نشانات کا پتہ نہیں پڑتا مگر غار کے منہ پر مکڑی نے جالاتن لیا تھا اس سے وہ مطمئن ہو گئے کہ غار میں کوئی نہیں ہے اور وہاں سے چپے آئے اور اعلان کیا کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کو گرفتار کر کے لائے گا ایک سواونٹ انعام دیئے جائیں گے۔

سراقہ بن مالک کا تعاقب: تین دن کے بعد عبداللہ بن اریقط سواری کے اونٹ لے کر آ گیا آنحضرت ﷺ سوار ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عامر بن فہیرہ کو اپنے پیچھے بٹھایا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا زارہ راہ لے کر آئیں اور اپنا نطق (کمر بند) پھاڑ کر زارہ راہ باندھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک نطق کے بدلہ میں تجھے آخرت میں دو نطق ملیں گے لہذا ان کا لقب ذات الطائفتین پڑ گیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایثار۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گھر سے چلتے وقت تمام دولت لے آئے تھے جس کی مقدار چھ ہزار تھی راستہ میں ان کا گزر سراقہ بن مالک کے پاس سے ہوا سراقہ نے ان کا اس خیال سے پیچھا کیا کہ انکو پکڑ کر مکہ میں واپس لے جائے گا رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو اسے بددعا دی جس سے اس کے گھوڑے کی ٹانگیں زمیں میں دھنس گئیں سراقہ نے امان مانگی اور نبی کریم ﷺ سے درخواست کی کہ اسے امان نامہ لکھا دیا جائے چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اسے امان نامہ لکھ دیا۔

رسول اللہ کا یثرب میں داخلہ: آپ اپنے رہبر (گائیڈ) عبداللہ بن اریقط کے ساتھ ساحل کے ساتھ عسفان اور آج می طرف چپے اور قدید سے زکاء حرون پہنچے اور وہاں قباء میں داخل ہوئے جو عوالی مدینہ میں تھا رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھی بارہ ربیع الاول کو دوشنبہ یعنی پیر کے دن زواں کے وقت وہاں پہنچے۔

انصار مدینہ رسول اللہ کے استقبال کے لیے پہنچے ان کا معمول تھا کہ پورا دن آنحضرت ﷺ کا انتظار کرتے جب سائے لمبے ہونے لگتے تو گھروں کو واپس ہو جاتے آخر کار ایک دن رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک کھجور کے درخت کے نیچے ملے۔

رسول اللہ ﷺ قبائیں سعد بن خثعمہ اور بعض مؤرخین کے مطابق کلثوم بن ہدم کے ہاں ٹھہرے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آج می خضیب بن اسد کے ہاں ٹھہرے جو حارث بن خزرج کے خاندان سے تھا بعض مؤرخین کے مطابق خارجہ بن زید کے ہاں قیام کیا پھر لوگوں کی امانتیں واپس کرنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی مکہ سے آ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے اور قبائیں ٹھہرے رسول اللہ ﷺ وہاں چند روز رہتے رہے۔

آپ ﷺ کا مدینہ میں پہلا جمعہ: پھر آپ قبائیں سے مکہ کے حکم سے نکلے اور جمعہ کا وقت آپ کو بنو سالم عوف کے محلہ میں آ گیا اور آپ نے وہاں کی مسجد میں نماز ادا کی بنو سالم کی خواہش تھی کہ آپ انہی کے ہاں ٹھہریں۔

اپنے گھر ٹھہرانے کی مختلف خاندانوں کی خواہش: چنانچہ وہ آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑنے کے لیے دوڑے تاکہ رسول اللہ ﷺ کی برکت سے مستفید ہوں مگر آپ نے فرمایا کہ اس کا راستہ چھوڑ دو کیوں کہ وہ مامور ہے یعنی یہ اللہ کے حکم کے مطابق ہی رہے گی رسول اللہ ﷺ اور انصار آپ کے اگر درخت تھے جب آپ کا گزر بنو بیاضہ کے گھروں پر ہوا تو یہ لوگ بھی آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑنے کے لیے لپکے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ مامور ہے پھر آپ بنی ساعدہ کے محلے سے گزرے اور وہاں کے لوگ آپ نے ان کو بھی وہی جواب دیا جو دوسرے لوگوں کو دے چکے تھے پھر آپ کا گزر بنی حارثہ کے محلے پر سے ہوا جہاں حضرت سعد بن ربیع خارجہ بن زید اور عبداللہ بن رواحہ آپ سے ملے پھر آپ کا گزر بنو عدی بن نجار کے محلے سے ہوا جو عبدالمطلب کے ننھیال والے تھے ان لوگوں نے بھی آپ کو ٹھہرانا چاہا لیکن آپ نے بھی وہی پہلا سا جواب دیا۔

اونٹنی کا حکم الہی بیٹھنا: آخر کار جب آپ بنو مالک بن نجار کے محلہ میں پہنچے تو آپ اونٹنی اس جگہ بیٹھ گئی جہاں آج کل مسجد نبوی کا دروازہ ہے یہ

غزوات نبی ﷺ

غزوہ ابواء ۱ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کے بعد جب صفر کا پہلا مہینہ آیا تو آپ ﷺ نے مدینہ میں سعد بن معاذؓ کو قائم مقام مقرر فرمایا اور خود دو سو صحابہؓ نبی ﷺ کے ساتھ قریش اور بنو ضمرہ کے مقابلہ کے لیے نکلے اور دوران اور ابواء تک پہنچے مگر دشمن سے مقدمہ نہیں ہوا۔ بنو ضمرہ کے سردار نخشی بن عمرو نے رسول اکرم ﷺ سے ملاقات کی اور اپنی قوم کی طرف سے صلح کی درخواست کی آپ حضرت سیدہ نے اس کے ساتھ صلح کا معاہدہ کر لیا اور بغیر کسی لڑائی کے مدینہ واپس تشریف لائے یہ پہلا غزوہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے بنفس نفیس شرکت فرمائی یہ غزوہ بنو اورود بن ۱ کے نام سے مشہور ہے یہ دو مقام ہیں جہاں تک آپ دوران سفر پہنچے تھے ان کے درمیان تقریباً چھ میل کا فاصلہ ہے اس غزوہ میں فوج کا جھنڈ حضرت عبدالمطلب کے ہاتھ میں تھا۔

فوجی مہمات (سرایا)

سریہ حمزہ: غزوہ ابواء کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ کو تیس سو راویوں کے ساتھ جو سب کے سب مہاجر تھے ساحل سمندر کی طرف بھیجا ان کا ابو جہل کے قافلہ سے آمنا سامنا ہوا جس کے ساتھ اہل مکہ کے تین سو سوار تھے مگر محمدی بن عمروؓ نے بچا بچا کر دیا اور جنگ تک بوبت نہ پہنچ سکی۔

سریہ عبید اللہ بن حارث: آپ حضرت سیدہ نے پھر عبیدہ بن حارث بن مطلبؓ کو ساٹھ یا اسی مہاجرین کے ساتھ روانہ کیا جو تہ مسور تھے جب وہ ثنیہ امرار نامی جگہ میں پہنچے تو انہیں وہاں قریش کی ایک بڑی جماعت ملی جس کا سردار عکرمہ بن ابی جہل تھا اور بعض مؤرخین کے مطابق مکرز بن حفص بن اخیف تھا مگر فریقین کے درمیان جنگ کی نوبت نہ آئی اس موقع پر کفار کے ساتھ حضرت مقداد بن عمروؓ اور جحش بن عقبہ بن غزوہ بن ثنیہ بھی تھے جو در سے مسدود تھے اور کافروں کے ساتھ اس خیال سے نکلے تھے کہ شاید نبی کریم ﷺ کے ساتھ مل جانے کی کوئی صورت نکلے چنانچہ وہ بھاگ کر مسلمانوں کے ساتھ آئے اور ان کے ساتھ پھر مدینہ چلے آئے۔

حضرت حمزہؓ اور حضرت عبیدہؓ کی مہمیں زمانہ کے لحاظ سے ایک دوسرے کے قریب ہیں مگر راویوں میں اس کا اختلاف ہے کہ پہلی مہم کونسی ہے طبری کہتے ہیں کہ حضرت حمزہؓ کی مہم غزوہ ودان سے پہلے ماہ شوال میں ہجرت بیت نبوی کے سات مہینے بعد بھیجی گئی تھی۔

سریہ سعد بن ابی وقاصؓ: رسول اللہ ﷺ نے سعد بن ابی وقاصؓ کو آٹھ مہاجرین کے ساتھ کرز بن جابر کے تعقب میں بھیجا جس نے اہل مدینہ کے اونٹوں پر غارت گری کی تھی پھر سعدؓ خارانامی جگہ تک پہنچ کر واپس آ گئے۔ ۱

سریہ نخلہ: رسول اللہ ﷺ جب غزوہ بدر ادلی سے واپس تشریف لائے تو آپ نے عبد اللہ بن جحشؓ کو جب ۵ کے مہینہ میں آٹھ مہاجرین کے ساتھ باہر بھیجا جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔ (۱) ابو حذیفہ بن عتبہ (۲) عکاشہ بن محسن (۳) ختبہ بن غزوہ (۴) سعد بن ابی وقاص

- ۱ غزوات نبی کا بیان کم و بیش تمام کتب سیرت اور کتب تاریخ بلکہ حدیث میں بھی آیا ہے اس موضوع پر محمد بن عمر الدقادی (متوفی ۱۰۵۰ھ) نے ایک مستند کتاب لکھی ہے جس کا نام کتاب المغازی ہے اور مؤرخین کے نزدیک اپنے باب میں مستند سمجھی جاتی ہے والدقادی نے غزوات کی جو ترتیب دی ہے اور ان کے جو من مقرر کیے ہیں انہیں اس کے مقتضی نے دوسروں کے بیانات پر ترجیح دی ہے۔ ثناء اللہ۔ ۲۔ ابواء مدینہ کا ایک قصبہ ہے اس کے اور جھ کے درمیان تیس میل کا فاصلہ ہے ایک قول یہ ہے کہ یمن کے قریب ایک پہاڑی کا نام ہے یمن اس سے کہتے ہیں جو مدینہ کی چڑھائی کا راستہ ہے۔ معجم البلدان۔ ۳۔ اس ماہ میں حضرت فاطمہؓ کا انتقال ہوا حضرت علیؓ نے اس سے ثناء اللہ فرمائی۔ ۴۔ اس سریہ غرض وغایت کے متعلق مصنف غلام نے دھوکا کھایا ہے کرز بن جابر کا تعاقب خود رسول اللہ ﷺ نے اطراف بدر تک لیا تھا جیسا کہ وہ بیان ہوا والدقادی نے مصر نے لکھا ہے کہ سعد بن ابی وقاصؓ کو قریش کا قافلہ روکنے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ ۵۔ حرمت والے مہینہ اشہر حرم سے مراد وہ مہینہ ہیں جن میں آپ حضرت سیدہ نے جنگ و جدل کرنے سے منع فرمایا تھا یہ مہینہ ذی القعدہ محرم اور جب کے مہینہ ہیں۔ ثناء اللہ۔

سہ ماہ شام سے لے کر مکہ کی طرف آرہا ہے اس میں قریش کے تیس یا چالیس آدمی بھی ہیں جن کا سردار ابوسفیان ہے اور عمرہ بن عاص اور خرمہ بن نوفل بھی ان کے ہمراہ ہیں آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو اس قافلہ کے روکنے کے لیے بلایا اور جن لوگوں کے پاس اسواری کے جانور تھے ان کو نکلنے کا حکم دیا آپ کا خیال تھا کہ لڑائی کی نایب نہ آئے گی اس لیے آپ نے لشکر جمع کرنے کی کوشش نہیں کی ابوسفیان کو بھی اس بات کی اطلاع ہوئی کہ مسلمان مدینہ سے نکلے ہیں چنانچہ اس نے مضمم بن عمرو غفاری کو اجرت دے کر اہل مکہ کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنے قافلہ کو بچانے کے لیے نکلیں چنانچہ اہل مکہ سب کے سب نکل کھڑے ہوئے صرف چند لوگ وہاں باقی رہ گئے جن میں ابولہب بھی تھا۔ ❶

مدینہ کی نگرانی اور علم اور پرچموں کی تقسیم:۔۔۔ رسول اللہ ﷺ ۸ رمضان کو مدینہ سے نکلے اور نماز کی امامت کے لیے آپ نے عمرو بن مکتوم کو پناہ نام مقرر فرمایا پھر راستہ میں روحاء کے مقام سے حضرت ابولہب کو مدینہ کا نگران مقرر کر کے واپس بھیج دیا یا آپ نے فوج کا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیر کے حوالے کیا ایک پرچم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عنایت کیا اور دوسرا ایک انصاری صحابی کو دیا کہا جاتا ہے کہ یہ دونوں پرچم سیدہ رتیب کے تھے سیدیہ کرام رضی اللہ عنہا ان کے پاس اس موقع پر ستر اونٹ تھے جن پر وہ باری باری سوار ہوتے تھے آپ نے سابقہ ❷ یعنی فوج کے آخری حصہ پر قیس بن ابی صعصہ کو مقرر کیا جو بنو نجار کے قبیلہ کے تھے اور انصار کا پرچم سعد بن عبادہ کو دیا۔

مسلمانوں کی قدمی کرپشن: مسلمان مدینہ کی گھائی سے چل کر ذوالحلیفہ تک گئے پھر وہاں سے صحیرات یمامہ تک پہنچے پھر الروحاء کے کنوئیں تک پہنچے اور وہاں سے راستہ کے سیدھے ہاتھ الصفراء کی طرف لوٹے رسول اللہ ﷺ نے اس سے پہلے ہی بسبس ❸ بن عمرو جہنی کو جو بنی ساعدہ کا حلیف تھا اوعدی بن ابی الزغباء جہنی کو جو بنو نجار کا حلیف تھا بدر کی طرف ابوسفیان وغیرہ کے حالات معلوم کرنے کے لیے بھیج دیا تھا پھر آپ سیدھے ہاتھ کی طرف مڑے اور وادی ذفران میں نکل آئے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ: یہاں آں حضرت ﷺ کو خبر ملی کہ قریش اپنے شہر سے نکلے ہیں چنانچہ آپ نے سیدیہ سے مشورہ کیا پہلے مہاجرین نے بڑی خوبی سے گفتگو کی مگر آں حضرت ﷺ انصار کا ارادہ معلوم کرنا چاہتے تھے انصار آپ کا مطلب سمجھ گئے چنانچہ حضرت سعد بن معاذ بولے اور دوسری باتوں کے علاوہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ”اگر ہمارے سامنے سمندر بھی آجائے تو ہم اس میں آپ کے ساتھ کودنے کے لیے تیار ہیں آپ اللہ کا نام لے کر چلیں“ یہ جواب سن کر رسول اللہ ﷺ خوش ہو گئے اور فرمایا کہ تم لوگوں کو ابشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان دو جماعتوں میں سے ایک جماعت پر فتح و ظفر کا وعدہ فرمایا ہے پھر آپ ﷺ ذفران سے نکلے اور بدر کے قریب پہنچ گئے۔

قریش کے لشکر کی جاسوسی اور خبر گیری:۔۔۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چند دوسرے صحابہ کے ساتھ حارات معصومہ کرنے کے لیے بھیجا یہ لوگ قریش کے دلوں کے پکڑ کر لے آئے رسول اللہ ﷺ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے لڑکوں نے کہا ہم قریش کے سقے یعنی پانی پلانے والے ہیں مگر مسلمانوں نے انہیں جھوٹا سمجھا اور ان کو مارنے پینے لگے اس کے بعد انہوں نے کہ اہم قافلہ کے لوگ ہیں اس دوران رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے اور سلام پھیر کر انہیں زد و کوب کرنے سے روکا پھر آں حضرت ﷺ نے ان لڑکوں سے فرمایا کہ مجھے بتاؤ کہ قریش کہاں ہیں لڑکوں نے کہا کہ وہ نیلہ کی دوسری طرف موجود ہیں اور وہ کھانے کے لئے ایک دن میں دس اونٹ ذبح کرتے ہیں اور دوسرے دن نویس سر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مشرکین کی تعداد ہزار اور نو سو کے درمیان ہے۔

قافلہ قریش اور مسلمانوں کی ایک دوسرے کی جاسوسی: حضرت بسبس اور حضرت عدی جہنی بھی جاسوسی کرنے نکلے ہوتے تھے وہ دونوں ایک کنوئیں کے پاس دے کے اور اپنی مشک میں پانی بھرا اور مجدی بن عمرو بھی جو قافلہ جہینہ سے تھا ان کے قریب تھا عدی نے قبیلہ کی ایک لڑکی

❶ ابن اسیر نے جمدی الآخر کے مہینہ میں لکھا ہے مگر صحیح رجب ہی ہے اس لیے کہ ابن ہشام، واقعی اور ابن سعد نے بھی رجب ہی میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ ❷ وہاں رک تو گیا تھا مگر اس نے اپنے بدلے چار ہزار اور ہم اجرت پر عاص بن ہشام بن مغیرہ کو بھیجا۔ سیرہ ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۶۰۶۔ ❸ فوج لے پاؤں چھوڑتے ہیں قبیلہ، مرز جہاں امیر لشکر ہوتا تھا۔ یہ علامہ سیوطی نے مصنف ابی داؤد کے حوالے سے لکھا ہے کہ بسبس کے بجائے بسبسہ اسی طرح صحیح ہے میں بھی یہی تسلیم کرتا ہوں۔ ❹ ان میں سے نہیں اور یہ بات لکھا ہے۔

دوسری لڑکی سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ قافلہ والے کل یا پرسوں آئیں گے میں ان کی خدمت کے لیے تمہارا حق ادا کروں گی مجدی بن عمرو نے اس لڑکی کو سچا سمجھا اور حضرت سہس اور عدی یہ خبر لے کر واپس آ گئے۔

ابوسفیان کی جاسوسی ان کے بعد ابوسفیان بھی حالات معلوم کرنے کے لیے وہاں آ نکلا اور مجدی سے پوچھنے لگا کہ تم نے کسی کو اتے جاتے ہوئے تو نہیں دیکھا اس نے جواب دیا کہ دو سوار ایک نیلہ کی طرف جا رہے تھے انہوں نے یہاں ٹھہر کر پانی بھرا پھر انھیں چلے گئے ابوسفیان اس جگہ تک آیا جہاں سہس اور عدی نے اپنے اونٹوں کو بٹھایا تھا اس نے اس کے جانوروں کی میٹگنیوں کو اٹھا کر توڑا اور کہا کہ خدا کی قسم یہ تو شرب کا چارہ ہے یہ دیکھ کر وہ فوراً واپس چلا گیا۔

ابوسفیان کا بیچ نکلتا۔ اس نے قافلہ والوں کو خبردار کر کے ان کا رخ ساحلی راستہ کی طرف پھیر دیا جب وہ بیچ نکلا تو اس نے اہل مکہ کو پیغام بھیجا کہ ہم قافلہ کو بچا کر آئے ہیں تم واپس چلے جاؤ مگر ابو جہل نے کہا کہ خدا کی قسم ہم ہرگز واپس نہ جائیں گے بلکہ ہم بدر کے کنوئیں پر ٹھہریں گے اور وہاں تین دن تک ٹھہریں گے تاکہ عربوں پر ہمارا عیب و خوف ہمیشہ کے لیے چھا جائے۔

بنو عدی اور بنو زہرہ کی واپسی۔ انھیں بن شریق نے جو بنو زہرہ کا حلیف تھا کہا کہ تم تو صرف اپنے مال کی حفاظت کے لیے نکلے تھے چونکہ قافلہ بیچ نکلا اس لیے واپس چلے جاؤ یہ کہہ کر وہ بنی زہرہ کے تمام افراد کے ساتھ واپس چلا گیا بنو عدی تو پہلے ہی اپنی قوم سے الگ رہتے تھے لہذا ہذا کی جنگ میں بنو عدی یا بنی زہرہ کا کوئی شخص موجود نہ تھا۔

لشکر اسلام کا بدر پہنچنا:۔ رسول اللہ ﷺ بدر کے مقام پر قریش سے پہلے پہنچ گئے تھے کیونکہ قریش کے قریب کے علاقہ میں جو موسدا دھار بارش ہوئی تھی اس نیاں کو بدر کی طرف بڑھنے سے روک دیا تھا اس کے برخلاف مسلمانوں کے قریب کے علاقہ میں بارش سے ودی کی ریت جم گئی تھی جس سے انہیں بڑی مدد ملی بہر حال رسول اللہ ﷺ ایک کنوئیں کے پاس ٹھہرے جو بدر کے تمام کنوؤں میں مدینہ سے زیادہ قریب تھا۔

اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول اللہ ﷺ کی رائے میں کیا فرق ہے؟۔ حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ کیا اللہ نے آپ کو اس جگہ پر روکا ہے اگر اللہ کا حکم ہے تو ہم اس جگہ سے ہرگز نہیں ہٹیں گے یا آپ نے اس جگہ کو فوجی تدبیر کے لحاظ سے انتخاب فرمایا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں میں نے اسے اپنی رائے سے انتخاب کیا ہے اس پر حضرت حباب نے عرض کیا کہ یہ جگہ مناسب نہیں ہے ہمیں چاہیے کہ دشمن کے قریب ترین کنوئیں پر ٹھہریں اور وہاں ایک حوض بنا کر اسے پانی سے بھر لیں اور باقی کنوؤں کو بیکار کر دیں تاکہ دشمن کا پانی بند ہو جائے رسول اللہ ﷺ نے اس رائے کو پسند فرمایا۔

مشرکین قریش کی اپنے مقتول میں آمد:۔ مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک سائبان بنایا تاکہ آپ ﷺ اس میں تشریف رکھیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد آپہنچے پھر رسول اللہ ﷺ نے چل کر ان مقامات کی ایک ایک کر کے نشاندہی فرمائی جہاں انکے دشمن قتل ہونے والے تھے۔

جب قریش اپنی قریب سرزمین میں اتر گئے تو انہوں نے عمیر بن وہب جمحی کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کا اندازہ کے لیے بھیجا ان کی تعداد تین سو سے کچھ زیادہ تھی جن میں دو سوار بھی تھے یعنی حضرت زبیرہ اور مقداد۔ عمیر نے ان کا اندازہ لگایا اور واپس جا کر قریش کو اطلاع دی حکیم بن حزام اور عتبہ بن ربیعہ چاہتے تھے کہ قریش والے واپس چلے جائیں اور لڑائی کی نوبت نہ آئے مگر ابو جہل نے انکار کر دیا اور بعض دوسرے مشرکوں نے بھی اس کی تائید کی اس لیے دونوں فریق ایک دوسرے کے مقابل ٹھہر گئے۔

مسلم صفوں کی درنگی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے مسلمانوں کی صفوں کو درست فرمایا پھر سائبان میں واپس تشریف لے گئے صرف حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے اور آپ سے بات چیت کرتے تھے پھر رسول اللہ ﷺ نے دعا شروع فرمائی اور فرمایا اے اللہ اگر یہ چھوٹی جماعت ہلاک ہو جائے گی تو پھر اس روئے زمین پر تیری کہیں عبادت نہ ہوگی خدا یا تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا فرما۔

حضرت الہی کی بشارت حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور چند دوسرے انصار صحابہ رضی اللہ عنہم حفاظت کر لیے مسلمانان کے دوزخے پر موجود تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر محویت اور بے خودی کی حالت طاری تھی جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ اے ابو بکر! بشارت ہو اللہ تعالیٰ کی مدد آپ کی ہے پھر دونوں حوسد فرائی نے بے ہر نکلے دشمن کی طرف کنکریاں پھینک کر فرمایا شاہت الوجوہ چہرے مسخ ہو گئے۔

جنگ کی ابتداء آخر دونوں فریق ایک دوسرے کے بالکل قریب آ گئے اور جنگ شروع ہوئی سب سے پہلے عتبہ اس کا بھائی تیبہ اور اس کا بیٹا وید میدان میں آئے اور مقابلہ کے لیے دشمن کو لٹکارا ان کے مقابلہ میں حضرت عوف معوذ اور عبد اللہ بن رواحہ سب انصاری صحابی تھے نکلے مگر قریش نے ان کے ساتھ لڑنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا تھا کہ ہمیں مقابلہ کے لیے اپنی قوم کے لوگ مطلوب ہیں لہذا حضرت عبیدہ بن حارث بن ابی سفیان، حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اور عی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان کے مقابلہ کو نکلے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ نے تیبہ اور ولید کو قتل کر دیا عتبہ نے حضرت حمزہ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ کو ضرب لگائی جس سے ان کا پاؤں کٹ گیا اور بعد میں وہ جاں بحق ہو گئے اور اس کے بعد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ عتبہ کی طرف بڑھے اور اسے مار گرایا آخر کار مشرکین کو شکست ہو گئی اور ان کے سر آدمی قتل ہوئے۔

مشرکین مکہ سے مقتولین۔ جنگ بدر میں مشرکین مکہ کے جو مشہور لوگ مارے گئے ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں عتبہ، تیبہ، جو ربیعہ کے بیٹے تھے، ولید بن عتبہ، حنظلہ بن ابی سفیان، سعید بن العاص کے بیٹے عبیدہ اور العاص، حارث بن عامر بن نوفل اور اس کے چچا زاد بھائی طعیمہ بن عدی، زمعہ بن اسود، اس کا بیٹا حارث، اس کا چچا زاد بھائی ابوالخضر بن ہشام، نوفل بن خویلد، ابو جہل بن ہشام اس کے قتل میں عفرہ کے دو بیٹوں معوذ اور معوذ نے شرکت کی تھی ابھی اس میں ساس باقی تھا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کا سر کاٹ لیا، ابو جہل کا بھائی العاص بن ہشام، ان کا چچا زاد بھائی مسعود بن امیہ، ابوقیس بن ولید اس کا چچا زاد بھائی، ابوقیس ابن الفا کہ اور حجاج کے بیٹے نبیہ مدہ اور لا عاص بن منبہ امیہ بن خلف اور اس کا بیٹا علی اور طلحہ کا چچا زعمیر بن عثمان۔

بدر کے قیدی: بدر کے میدان میں مشرکین مکہ میں سے مندرجہ ذیل لوگ مسلمانوں کے ہاتھوں قیدی بنے عباس بن عبد المطلب، حقیل بن ابی طالب، نوفل بن حارث، سائب بن عبد یزید ابی سفیان ابوالعاص بن الربیع خالد بن اسید عدی بن خیار عثمان بن عبد الشمس ابو عزیز جو مصعب بن عمیر کا بھائی تھا خد مد بن ہشام اس کا چچا زاد بھائی رفاعہ امیہ بن ابی خلف ولید بن ولید خالد کا بھائی ابی بن خلف کے بیٹے عبد اللہ، عمرو بن سہیل ابن عمرو۔

شہیدان بدر: مندرجہ ذیل صحابہ جنگ بدر میں شہید ہوئے مہاجرین میں سے حضرت عبیدہ بن حارث بن المطلب رضی اللہ عنہ، حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حضرت ذوالشمالین رضی اللہ عنہ، بن عبد عمرو خزاعی جو بنو زہرہ کا حلیف تھا حضرت صفوان بن بیضاء بن ہذیل جو حارث بن فہر کے خاندان سے تھے حضرت مجعہ رضی اللہ عنہ جو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے غلام تھے اور تیر لگنے سے شہید ہو گئے تھے عاقل بن بکیر لیش قبیلہ اوس سعید بن خثیمہ، ہاشم بن عبد المند رقبیلہ خزرج سے یزید بن حارث رافع بن معلی حارثہ بن سراقہ جو بنو نجار سے تھے عفرہ کے بیٹے تھے عوف معوذ، عمیر بن حمام۔

عمیر بن حمام کا شوق شہادت: ان کے متعلق منقول ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں جہاد پر ابھارتے دیکھا اور جنت کی ترغیب دیتے نہ تو کہا کیا میرے دور جنت کے درمیان سے اتنا فاصلہ ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کر دیں اس وقت کھجوریں کھا رہے تھے ہاتھ سے پھینک دیں اور میدان جنگ میں گھس کر خوب لڑے حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔

جنگ کا اختتام اور واپسی: جب جنگ ختم ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مشرکین کے مقتولین کنوئیں میں پھینک دیا ویر سے مٹی ڈال دی جائے آل حضرت سیدہ نے مال غنیمت حضرت عبد اللہ بن کعب رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا پھر مدینہ واپس ہوئے۔

دو مجرموں کی گردن مارنے کا حکم: جن الصفراء کے مقام پر پہنچے تو مال غنیمت تقسیم فرمایا اور نصر بن حارث بن کلدہ کی گردن مارنے کا

۱ بعض بنی خنیسہ کا نیر تھا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ مجھے ابو جہل نے اس وقت یہ کہا کہ اے چہرے تو بڑی مشکل میں ہی پرچہ آجائے۔ ص ۶۳۶

سم دیا ۱۔ پھر آپ حضرت ﷺ نے عرق الظبہ میں قیام فرمایا اور عقبہ بن ابی معیط کی گردن اڑانے کا حکم دیا جو قیدیوں میں شامل تھا ۵۔ پھر آپ روانہ ہوئے اور جب مدینہ میں داخل ہوئے اس وقت ماہ رمضان کے آٹھ دن باقی تھے۔ ۶۔

دوسرے غزوات

غزوۃ الکدر: اللہ مدینہ واپس آنے کے بعد آپ حضرت ﷺ کو یہ خبر ملی کہ قبیلہ غطفان کے لوگ جمع ہو رہے ہیں چنانچہ شریف آوری کے ساتھ دن بعد آپ بنو سلیم کی سرکوبی کے ارادہ کے لیے نکلے اور مدینہ میں سبا بن عرفطہ غفاری اور بعض متورخیں کے مطابق بن ام مکتوم کوناب مقرر فرمایا اور الکدر ۱ کے چشمے پر پہنچ کر آپ ﷺ تین دن رکے رہے پھر بغیر جنگ و جدال کے واپس چلے آئے۔ ایک روایت کے مطابق اس غزوہ

۱۔ نصر بن حارث مشرکین مکہ میں سے تھا جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ بدسلوکی کرنے ایذا رسانی میں بڑے بے باک تھے جب آپ حضرت سیدہ بنو سہلہ کو مدینہ میں دعوت دیتے اور انہیں وعظ و تذکیر کرتے تو یہ بد بخت ان کے مقابلہ میں رستم و اسفندیار کے افسانے شروع کر دیتا تو لوگوں کو آپ کی طرف سے ہٹا دیتا اور کہتا کہ میرے قہرے نعوذ باللہ محمد (ﷺ) کے قصوں سے بہتر ہیں۔ ۲۔ عقبہ بن ابی معیط آپ حضرت سیدہ کے شدید ترین دشمنوں میں سے تھا اس کی دشمنی اور ایذا رسانی کا یہ حال تھا کہ اس نے ایک مرتبہ حضور ﷺ کے چہرہ مبارک پر تھوک دیا۔ ۳۔ طبقات بن سعد ج ۲ ص ۳۱ پر ہے کہ اس جگہ کو قرۃ الکدر بھی کہتے تھے یہ سد معونہ کے پیچھے معدن بنی سلیم کے قریب واقع تھی مدینہ اور معدن بنی سلیم کے درمیان آٹھ برد کا فاصلہ ہے۔ ۴۔ از مترجم حکیم احمد حسین۔ رسول اکرم ﷺ کامیابی کے ساتھ مدینہ روانہ ہوئے مال غنیمت تقسیم کرنے کی نوبت بھی نہیں آئے پائی تھی کہ اصحاب بدر مال غنیمت تقسیم کرنے کے بارے میں مختلف رائے ہو گئے جن لوگوں نے دشمن کا مال و اسباب جمع کیا تھا کہہ رہے تھے کہ یہ مال و اسباب انکا ہے جنہوں نے جمع کیا ہے اور لوگ دشمنان اسلام سے لڑنے اور ان سے مقابلہ کر رہے تھے وہ یہ کہہ رہے تھے کہ اگر ہم نہ ہوتے تو تم کو یہ مال و اسباب کہاں سے ملتا یہ مشکل ہم نے مشرکین کو تمہاری طرف سے متوجہ نہیں ہونے دیا حتیٰ کہ تم لوگ وہ مال جمع کرنے میں کامیاب ہو گئے اور جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کر رہے تھے ان کا یہ دعویٰ تھا کہ تم لوگوں سے زیادہ ہم مستحق ہیں کہ ہم یہ خوبی لڑ بھی سکتے تھے اور اس واسطے جمع کر سکتے تھے کیونکہ اللہ جل شانہ نے ہماری فتح و نصرت کا وعدہ کیا تھا لیکن ہم نے دشمنان دین کے حملہ کے خوف سے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کی اور سوجھ سے تم لوگ ہم سے زیادہ مستحق نہیں ہو۔

سورۃ انفال کا نزول: ابن سعد نے اس سلسلے میں عبادہ بن صامت سے روایت کی ہے کہ حضرت عبادہ بن الصامت کہتے ہیں کہ سورۃ انفال ہم لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی ہم لوگوں نے انفال (مال غنیمت) کی تقسیم میں اختلاف کیا تھا اور ہمارے اخلاق میں کس قدر فرق آگیا تھا لہذا اللہ جل شانہ نے اسکو ہمارے قبضہ سے لے کر رسول اللہ ﷺ کے اختیار میں دے دیا چنانچہ آپ نے سب مسلمانوں میں تقسیم فرمایا۔

وہ غیر حضر جنہیں غنیمت میں حصہ ملا۔ علامہ ابن اسیر نے تحریر کیا ہے کہ مال غنیمت تقسیم کرتے وقت رسول اللہ ﷺ نے ان آٹھ صحابہ کو بھی حصہ دیا تھا جو بدر میں موجود نہیں تھے (۱) حضرت عثمان بن عفان، ان کو رسول اللہ ﷺ ان کی زوجہ حضرت رقیہ بنت حبیبہ بنت رسول اکرم ﷺ کی بیماری کی وجہ سے مدینہ میں چھوڑ گئے تھے۔ (۲) طلحہ بن عبید اللہ (۳) سعید بن زید (دونوں صاحبوں کو مدینہ سے قافلہ کی تلاش کے لیے بھیج دیا تھا۔ (۴) حضرت ابالباہہ ان کو رسول اللہ ﷺ مدینہ ہی کے انتظام کے لیے چھوڑ گئے تھے۔ (۵) عاصم بن عدی بن کوہ، ان کی مدینہ میں چھوڑ گئے تھے (۶) حارث بن حاطبان کو بنو عمر بن عوف کے پاس کسی وجہ سے بھیجا تھا۔ (۷) خوات بن جہیر نے ان کا یہ اصحاب سرچہ واقع بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کو مال غنیمت سے حصہ دے کر بدریوں میں شامل کر لیا تھا۔

غزوۃ بدر میں مشرکین کی طرف سے سابق پانچ مسلمانوں کی ہلاکت۔ مشرکین مکہ کے ساتھ درج ذیل پانچ آدمی بھی بدر میں لڑنے کے لیے آئے تھے جن کو مسلمانوں کی تلواروں نے موت کا مزہ چکھا دیا اور انہیں مقتولین مشرکین میں شمار کیے گئے (۱) بنو اسد بن عبد العزی بن قصی سے حارث بن زمرہ (۲) بنو خزوم سے ابوقیس بن الفہرہ بن مغیرہ اور (۳) بنو جمح سے ابوقیس بن الولید بن المغیرہ (۴) بنو سہم سے علی ابن امیہ بن خلف (۵) عاص بن منبہ۔ یہ لوگ ہجرت سے پہلے جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں تھے یہاں رہ چکے تھے لیکن جب ہجرت کا حکم ہوا اور رسول اللہ ﷺ مدینہ ہجرت فرما گئے تو ان لوگوں کے اعزاء و اقارب مکہ میں روک رکھا ان لوگوں نے ان کے سمجھانے سے سوامہ کو ترک کر دیا اور بدر قلعہ بدر میں اپنی قوم کے ساتھ شریک ہوئے اور انہی ساتھ قتل ہوئے۔

فتح کی خوشخبری کامیابی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ بن رواحہ کو مدینہ میں خوشخبری سنانے کے لیے نشیبی میں بشارت شانے کے لیے رید بن حارثہ اور نہ یا اسد بن رید کہتے ہیں کہ جنگ بدر کی فتح کی خبر ہمارے کانوں تک اس وقت پہنچی جس وقت کے رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کو ہم مٹی دے رہے تھے۔ چنانچہ میں زید بن حارثہ سے پانچ آدمی مصی پر کھڑا ہونے فرما رہے تھے عقبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابو جہل بن ہشام، زمعہ بن الاسود ابو العتتر، عاص بن ہشام، امیہ بن خلف اور حجاج کے بیٹے مارے گئے میں وہ بھی اب جان کیا یہ سچ ہے؟ جواب دیا کہ ہاں یہ سچ ہے واللہ یہ سب مارے گئے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ بشارت شریف لائے۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۰ پر)

کچھ دنوں بعد غنیمت ہاتھ آئے تھے ایک اور روایت کے مطابق آل حضرت ﷺ نے غالب عبداللہ بن لشی کو ایک جماعت کے ساتھ جیسا تھا وہاں غنیمت لے کر واپس آئے تھے اس حضرت ﷺ مدینہ میں ذوالحجہ تک ٹھہرے پھر آپ نے بدر کے قیدیوں سے فدیہ کی رقم لے کر آزاد کر دی۔

غزوہ کا سولہویں۔ جب ابوسفیان بدر سے واپس گیا تو اس نے نذر مانی ۱ کہ میں مدینہ پر ضرور حملہ کروں گا چنانچہ وہ دو سو ارہوں کے ساتھ نکلا اور رات کے وقت یہود کے قبیلے بنو نضیر کے ہاں پہنچا جی بن اخطب تو اسے دیکھ کر چھپ گیا مگر سالم بن مشکم نے اسے اپنے ہاں مہمان بنایا اور

۱ بدر سے واپسی پر ابوسفیان نے یہ منت مانی تھی کہ جب تک بنی کریم ﷺ سے جنگ نہیں کر لیتا غسل جنابت نہیں کرے گا (ابن الاثیر جلد ۱ صفحہ ۵۴۱) یہی آیتیں یہاں تاریخ کی طرح حالت جنابت میں غسل کرنا بھی حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علی بنینا و عیسا علیہما السلام کے مذہب کی باقیات میں سے تھا جسے اہل عرب رہنمائی میں بھی مانے ہوئے تھے۔

(بقیہ حاشیہ مذمت صفحہ سے) قیدی اور ان سے سلوک آپ کے ساتھ قیدیوں بدر کا قافلہ بھی تھا آپ نے ان کو اپنے اصحاب میں تقسیم کر دیا ورنہ فرمایا کہ یہ قیدیوں کے ساتھ خیر کا معاملہ کرنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن المطلب مشکیں باندھ کر خانہ رسول میں رکھے گئے چونکہ ہاتھ سختی سے باندھا گیا تھا اس لیے ان کے رات سے باری رات رسول اللہ ﷺ کو نیند نہیں آئی صحابہ نے نیند نہ آنے کا سبب دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ عباس جیہو کے کراہنے نے مجھے سوتے نہیں دیا۔ یہ سنتی ہی ایک ہرک سے ان کی مشکیں ڈھیلی کر دیں لغرض قیدیوں کے ساتھ صحابہ کرام سوز کا برتاؤ نہایت نرمی کا تھا جو کچھ ان کو میسر ہوتا خود بھی کھاتے تھے اور ان کو بھی کھاتے تھے بوذر بن میسر بن ہاشم بدر مصعب بن میسر بن قیس کا بیٹا ہے کہ جب ہم لوگ قید ہو کر آئے تو میں انصار کے ایک گروہ کی حفاظت میں رکھا گیا دونوں وقت مجھے بھورا اور روتیاں کھانے کو آتی تھیں اس سے مدد وہ جو شخص سڑف سے گزرتا ہو اس کے ہاتھ میں کوئی چیز کھانے کی ہوتی تو وہ ضرور اس میں سے کچھ حصہ مجھ کو دیتا تھا۔

قیدیوں کے بارے میں مشورہ: چند دن کے بعد آپ نے اپنے صحابہ کرام جنہوں سے قیدیوں کے بارے میں مشورہ طلب کیا کوئی کچھ رائے دیتا تھا کوئی کچھ عرض کر رہا تھا اتنے میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بول اٹھے نہیں یا رسول اللہ! مصلحت تو یہ ہے کہ ان قیدیوں میں سے جس ک اعزیز ہو وہ اس کو قتل کرے تاکہ دوسرے مشرکین کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے دلوں میں ان کی رشتہ داری و قرابت کے مقابلہ میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت بہت زیادہ ہے رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف نظر توڑ کر فرمائی انہوں نے رشتہ کی یا رسول اللہ! یہ سب ہمارے اور آپ کے رشتہ دار ہیں کوئی بچا ہے کوئی بیٹا ہے اب چونکہ اللہ جل شانہ نے ان پر ہمیں فتح نصرت عطا فرمائی ہے بہتر ہوگا کہ ان لوگوں سے فدیہ لے کر ان کو آزاد کر دیں ہو سکتا ہے کہ آئندہ ایمان لے آئیں رسول اللہ ﷺ کو یہ یاد آئے پسند آئی آپ نے فدیہ لے کر آزاد فرمادیا۔

فدیہ کی رقم۔ مشرکین قریش کا فدیہ اس واقعہ میں ایک شخص کا ہزار درہم سے لے کر چار ہزار تک مقرر کیا گیا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن المطلب نے کہا کہ اے محمد! تم چاہتے ہو کہ تمہارے بچا فدیہ دینے کے لیے بھیک مانگے رسول اللہ ﷺ نے بالہام الہی فرمایا کہ ان درہم میں سے فدیہ دے دیجیے جو آپ روانگی کے وقت افضل کے پاس رکھائے تھے عباس رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر تعجب سے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ آپ نے فرمایا میرے اللہ نے مجھ کو بتایا ہے اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا دل بھرا آیا اور اسی وقت مسلمان ہو گئے اور فدیہ یہ بھی دے کر ابوالعاص کی رہائی۔ انہی قیدیوں میں ابوالعاص بھی تھے جس وقت اہل مکہ اپنے عزیزوں کا فدیہ روانہ کر رہے تھے ان کی بی بی زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی بی بی نے اپنے گلے کا ہار ابوالعاص کے فدیہ کے لیے روانہ کیا یہ ہار حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تھا انہوں نے اپنی بی بی زینب کو جہیز میں دیا تھا۔ جب ہار رسول اللہ ﷺ کے سامنے آیا تو آپ نے بے حد رقت ہوئی آپ نے سچ سے فرمایا اگر تم مناسب سمجھو تو اس قیدی کو چھوڑ دو اور اس کا فدیہ اس کو واپس دے دو صحابہ رضی اللہ عنہم نے دل کی خوشی سے اس کو غلو کر دیا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی مدینہ آمد۔ علماء سیر لکھتے ہیں کہ ابوالعاص سے رسول اللہ ﷺ نے وعدہ لے لیا تھا ابوالعاص نے خود وعدہ کر لیا تھا کہ رہائی کے بعد زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کو مدینہ میں پہنچا دوں گا بہر کیف جس وقت ابوالعاص مکہ آنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ اور ایک انصاری کو ابوالعاص کے ساتھ روانہ کر دیا او یہ فرمایا کہ تم لوگ یمن یا نجد میں رہنا جب زینب جائیں تو ان کے ساتھ آنا چنانچہ ابوالعاص نے مکہ میں پہنچ کر حضرت زینب کو اپنے بھائی کنانہ بن ربیع کے اونٹ پر سوار کر کے روانہ کر دیا یمن یا نجد تک زینب کوں کا دیور (شوہر کا بھائی) کنانہ کا پہنچانے آیا اور یمن یا نجد سے زید بن حارثہ کے ساتھ روانہ ہوئیں واقعہ بدر سے پہلے ایک مہینے کے بعد بدر میں پہنچیں۔ پھر یہ تو رسول اللہ ﷺ کے پاس رہنے لگیں اور ابوالعاص مدینہ میں رہے حتیٰ کہ فتح مکہ سے پہلے ابوالعاص تجارت کے لیے شام گئے اور وہاں نے سامان تجارت لے کر واپس آ رہے تھے راستہ میں رسول اللہ ﷺ کا سر پٹیل سے لٹکے فدیہ کا سامان چھین لیا کچھ لوگ بھاگ گئے کچھ لوگ گرفتار ہوئے ان میں ابوالعاص بھی تھے اس واقعہ کے بعد یہ مسلمان ہو گئے جیسا کہ آئندہ اپنے موقع پر آئے گا۔ بدر میں لشکر کی تعداد اور دوسری اشیاء بدر میں مسلمانوں کے لشکر میں ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے ایک تو مقداد بن عمرو کا عجنائی اور دوسرا مرثد بن مرثد کا کھیل مانی گھوڑا تھا غازیوں کی تعداد تین سو دس سے کم نہ تھی اور نہ تین سو اٹھارہ سے زیادہ تھی ان میں ستر یا تراسی مہاجرین تھے اور باقی سب انصار، رملواریں مفتی کی چند تھیں اور شریک تعداد میں دس اور ہزار کے درمیان تھی ان کے پاس دو گھوڑے تھے جن میں ستر یا تراسی کر مکہ آ گئے تیس مسلمانوں کے مقابلہ میں آ گئے اور انھوں نے رمضان کو تب مدینہ سے روانہ ہوئے تھے اور ستر ہویں رمضان کو آپ مدینہ سے روانہ ہوئے تھے اور ستر ہویں رمضان کو جمعہ کے دن صبح کے وقت لڑائی شروع ہوئی تھی۔ (حکیم احمد حسین)

مسلمانوں کے حالات بتائے واپسی پر ابوسفیان نے مدینہ کے قریب ایک نخلستان جلادیا اور دو مسلمانوں کو جو اپنے کھیت میں کام کر رہے تھے شہید کر دیا رسول اللہ ﷺ نے ابولبابہ بن عبدالمند زکوہ مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا تھا اور خود مسلمانوں کا ایک لشکر لے کر نکلے اور الکندر کے چشمہ تک پہنچ گئے مگر ابوسفیان اور دیگر مشرکین بچ نکل گئے مشرکین نے بھاگتے وقت بوجھ ہٹا کرنے کے لیے اونٹوں سے سویق یعنی ستو کے بارگرادیئے تھے جو مسلمانوں کے ہاتھ گئے اس لیے اسے غزوہ سویق کہتے ہیں۔ یہ واقعہ جنگ بدر کے دو ماہ بعد ذوالحجہ کے مہینے میں پیش آیا۔

غزوہ امر۔ محرم (۳ھ) میں رسول اللہ ﷺ نے قبیلے غطفان کے خلاف لچکر کشی کی اور مدینے میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔ آپ ﷺ نے صفر کا پورا مہینہ نجد میں گزارا بغیر کسی لڑائی کے واپس چلے آئے۔

غزوہ نجران ۱۔ ربیع الاول کے آخر میں رسول اللہ ﷺ قریش کی سرکوبی کے ارادے سے نکلے اور مدینہ میں ابن ام مکتوم کو اپنا نائب مقرر کیا آپ حج ز میں نجران کے مقام تک پہنچے جہاں ایک کان ہے مگر جنگ کی نوبت نہ آئی آپ وہاں جماعت ۱۰۰۰ کی الشانیہ ۳ھ تک رکے اور پھر مدینے واپس تشریف لائے۔

کعب بن اشرف: کعب بن اشرف قبیلہ طئی کا ایک آدمی تھا جس کی ماں بنونجار نصیر کے یہودی قبیلہ کی تھی جب بدر کی جنگ میں بہت سے مشرکین مکہ مارے گئے اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو فتح کی خوشخبری دے کر مدینہ روانہ کیا تو خوشخبری سن کر کعب ابن اشرف کہنے لگا کہ افسوس! کیا یہ خبر سچ ہے؟ یہ لوگ تو عرب کے معززین اور زمانے کے بادشاہ تھے اگر محمد ﷺ نے واقعہ ان لوگوں کو مر گرایا ہے تو پھر زمین کی سطح کی بہ نسبت اس کا پیٹ بہتر ہے (یعنی ہماری تلخ زندگی سے موت بہتر ہے)۔

کعب بن اشرف کی شرارتیں: ... پھر وہ مکہ گیا اور وہاں مطلب بن ابی دواء سہمی کے ہاں ٹھہرا (سہمی کے گھر میں عاتکہ بنت اسد بن ابی بعیص بن امیہ تھی) لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف بھڑکانا شروع کیا وہ دردناک اشعار پڑھتا اور مقتولین پر روتا مدینہ واپس آنے کے بعد اس نے عاتکہ کی تعریف میں اشعار کہے اور اس کے علاوہ عشقیہ اشعار میں بعض مسلمان عورتوں ۱ کا نام بھی لیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے جو کعب بن اشرف کو قتل کرے گا؟ اور اس کام پر مندرجہ ذیل لوگوں کو مقرر فرمایا (۱) حضرت محمد بن مسلمہ (۲) سلکان ۳ بن سلامہ (یعنی ہونا کہ جو عبدالشہل کے خاندان سے تھے اور کعب بن اشرف ۴ کے رضاعی بھائی تھے) (۳) عبادہ بن بشر بن قش (۴) حارث بن بشر بن معاذ (۵) ابو عبس بن جبر جو بنو حارثہ سے تھے۔

کعب بن اشرف کے قتل: سلکان بن سلامہ بن اشرف کے پاس گیا اور رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے اسے ایسا خط لکھا کہ گویا وہ آنحضرت ﷺ سے بیزار تھے اور اس کا دل ان سے پھر گیا ہے اس نے اپنی تنگ دستی کی شکایت کی اور کہا کہ میرے اور میرے ساتھیوں کے ساتھ کھ غلہ فروخت کر دو اور اس کے بدلہ میں ہم تمہارے پاس اپنے ہتھیار رہن کر دیتے ہیں۔ کعب بن اشرف نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور سلکان اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آ گیا۔ پھر یہ لوگ دوبارہ نکلے اور رسول اللہ ﷺ بھی چاندنی رات میں ان کے ساتھ بقیع الغرقہ ۵ تک تشریف لائے جب یہ لوگ کعب بن اشرف کے پاس آئے تو وہ ان کے لیے اپنے قلعہ سے باہر نکل آیا ابھی یہ سب تھوڑی دوری چلے تھے کہ مسلمانوں نے اس پر تلوار سے دریا اور محمد بن مسلمہ نے اس کے جسم میں خنجر گھونپ کر اس کا کام تمام کر دیا اس دشمن خدا نے ایسی سخت چیخ ماری جس سے اس پاس کے تمام قلعوں والے ڈر گئے اور انہوں نے آگ کی روشنی کی مگر مسلمان بچ نکل آئے۔

لعاب نبوی ﷺ سے زخم ٹھیک ہونے کا معجزہ: ان میں سے حارث بن اوس رضی اللہ عنہ اپنے ہی کسی ساتھی کی تلوار سے زخمی ہو گئے تھے اور خون

۱ تاریخ ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۵۳۳ پر نجران کے بجائے بحران لکھا ہے واقدی نے بھی معاذی میں بحران ہی لکھا ہے ابن ہشام نے غزوہ الفراء میں بحران لکھا ہے۔ ۲ کہا جاتا ہے کہ کعب بن اشرف نے مسلمان عورتوں کے متعلق نازیبا اشعار کہے تھے جیسا کہ ابن ہشام اور ذیل پہنچ ج ۳ ص ۱۹ پر مذکور ہے۔ ۳ اصل نسخہ میں سلکان کی بجائے مکان تھا جو غلط ہے۔ ۴ ابن ہشام ج ۲ ص ۵۵ میں ہے کہ ابونا کہ کعب ابن اشرف کا رضاعی بھائی تھا اصل نسخہ میں نجی یہی بات تحریر ہے جب کہ واقدی نے معاذی میں لکھا ہے کہ ابونا کہ اور محمد بن مسلمہ دونوں کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے۔ ۵ اس نسخہ میں بقیع الغرقہ تھا جو کہ غلط ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ج ۲ ص ۵۶)

بننے کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے مگر وہ بھی رات کے آخری حصہ میں ان کے پاس پہنچ گئے پھر وہ سب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہیں واقعہ کی اطلاع دی آں حضرت ﷺ نے حارث کے زخم پر اپنا لعاب مبارک (تھوک) لگا دیا جس سے ان کا زخم ٹھیک ہو گیا۔

یہود کے قتل کی اجازت:۔ جب آں حضرت ﷺ کو معلوم ہوا کہ یہودی اس واقعہ سے خوف زدہ ہو گئے ہیں تو آپ نے مسلمانوں کو یہودیوں کے قتل کی اجازت دے دی۔ انہیں دنوں میں جو حصہ ① بن مسعود اسلام لائے تھے جن کا بھائی حصہ اس سے پہلے یہ مسلمان ہو چکا تھا۔

بنو قینقاع کی بدتمیزی:۔۔۔۔۔ جب رسول اللہ ﷺ بدر سے واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ یہودیوں کے قبیلہ بنو قینقاع کے بازار میں گئے ان کو وسط و نصیحت کی ورتیں حضرت ﷺ کے بارے میں جو کچھ وہ اپنی مقدس کتابوں کے ذریعے سے جانتے تھے یاد دلایا اور قریش مکہ کی عبرت ناک مثال دے کر انہیں خدا تعالیٰ کی پکڑ سے ڈرایا مگر یہودیوں نے بڑا سخت جواب دیا اور کہا کہ تم کسی دھوکہ میں نہ رہنا تمہارا مقصد یہ ہے کہ قوم سے بے جوڑائی سے واقف نہ تھی اس لیے تم کو ان پر فتح حاصل ہو گئی جب تمہارا ہمارے ساتھ معاملہ پڑے گا تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم کون کون ہیں اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت نازل فرمائی: **وَمَا تَخَافُنَ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةٍ فَإِنَّهُمُ عَلَىٰ سَوَاءٍ إِنْ اللَّهُ لَا يُحِبُّ الْخَائِسِينَ**۔ (اگر تمہیں کسی قوم کی طرف سے خیانت کا ڈر ہو تو تم بھی انہیں برابر کا جواب دو بے شک اللہ خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔)

بنو قینقاع پر لشکر کشی: ایک روایت یہ ہے کہ ایک مسلمان نے کسی یہودی کو کسی حق کی بناء پر قتل کر دیا تھا ② اس پر یہودی مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور معاہدہ توڑ ڈالا تو اس موقع پر یہ آیت اتری۔ بہر حال رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں حضرت بشیر بن عبدالمطلب کو اور بعض مورخین کے مطابق ہابیبہ کو اپنا نائب مقرر کیا بنو قینقاع پر لشکر کشی کی یہ لوگ مدینہ کی ایک جانب رہتے تھے ان کے ساتھ جنگجو جوان تھے جن میں سے تین سوزہ پوش تھے ان کے پاس نہ کھیت تھے نہ باغات بلکہ وہ تاجر تھے یا سناہ حضرت عبد اللہ بن سلام کا تعلق اسی قبیلہ سے تھا۔

بنو قینقاع کا محاصرہ اور جلا وطنی: رسول اللہ ﷺ نے ان کا پندرہ دن تک محاصرہ کیے رکھا آخر انہوں نے بد کسی شرط کے ہتھیار ڈال دیئے مسلمان ان کو ہندھ کر لائے تاکہ قتل کر دیں مگر عبد اللہ بن ابی منافق نے ان کی سفارش کی اور بڑے اصرار کے بعد آں حضرت ﷺ ان کی جان بخشی کر دی۔ آپ ﷺ نے ان کی جلا وطنی کا حکم صادر فرمایا اور ان کے ہتھیار اور جائیداد ضبط کر لی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ان کے گھروں سے نکال دیں چنانچہ بنو قینقاع خیبر میں جا کر آباد ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مال غنیمت میں سے خمس لیا اور یہ پہلا خمس تھا جو آپ نے حاصل کیا۔

پہلی قربانی عید الاضحیٰ: پھر آپ ﷺ مدینہ واپس تشریف لے آئے اور جب عید الاضحیٰ کا دن آیا تو آپ نے مسلمانوں کے ساتھ باہر محرم میں نماز ادا کی اور اپنے ہاتھ سے دو بکریاں ذبح کیں کہتے ہیں کہ یہ پہلی قربانی ہے جو آپ نے اللہ کی بارگاہ میں کی۔

سر یہ قردۃ ③: واقعہ بدر کے بعد مشرکین مکہ بات سے ڈر گئے تھے کہ مسلمانان مدینہ شام کے راستہ میں ان کے تجارتی قافلوں کی مزاحمت کیا کریں گے ہذا انہوں نے فرات بن حیان کو اپنا رہبر گائیڈ بنایا اور سروری کے موسم میں عراق کے راستے سے نکلے۔ چنانچہ جب آں حضرت ﷺ کو قافلہ کی اطلاع ملی اور معلوم ہوا کہ اس میں بہت سامان اور چاندی کا سامان ہے تو آپ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ایک جماعت کے ساتھ بھیجا حضرت زید نے اہل قافلہ کو روک کر مغلوب کر لیا اور فرات بن حیان کو پکڑ کر لے آئے فرات اسلام کی پناہ لے کر مسلمان ہو گیا اور اس سر یہ جوہر

① ابن اسحاق کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہودیوں میں سے جو ملے اسے قتل کر دو چنانچہ حضرت حصہ بن مسعود نے ایک یہودی تاجر کو سیہ قتل کر دیا بن سے بھائی حصہ نے انہیں تنبیہ کی تو آپ نے فرمایا کہ اگر نبی اکرم ﷺ مجھے تمہارے بارے میں حکم دیتے تو میں تمہاری گردن بھی اڑا دیتا حضرت حصہ نے فرمایا کہ یزید بن جس نے تجھے اس مقام پر پہنچایا دیا ہے یقیناً حق ہے اور مسلمان ہو گئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ج ۲ ص ۵۶) ② علامہ سلیمان ندوی نے اپنی کتاب رحمت عام میں لکھا ہے کہ یہودیوں سے ایک مسلمان خاتون کے ساتھ دست درازی کی اور ان کا ستر کھول دیا تھا یہ خاتون ایک یہودی کی دکان پر کسی کام سے گئی تھی یہ منظر دیکھ کر کسی مسلمان نے اس نے اس یہودی کو قتل کر دیا۔ چنانچہ یہودیوں نے اس مسلمان کو شہید کر دیا اس کے بعد بنو قینقاع کے محاصرے اور جلا وطنی کا واقعہ پیش آیا۔ یہ واقعہ سیرۃ ابن ہشام ج ۲ ص ۵۸ پر بھی مذکور ہے۔ ③ قردۃ عرب کا لقب ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام)

غنیمت حاصل ہوا اس کے صرف خمس کی قیمت بیس ہزار درہم تھی۔ ①

ابورافع سلام بن ابی الحقیق یہودی: ... سلام بن ابی الحقیق جس کی کنیت ابورافع تھی خیبر کے یہودیوں میں سے تھے یہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ کو بہت ستایا کرتا تھا اور ان کے خلاف لوگوں کو جمع کرتا رہتا تھا اس کی اسلام دشمنی کعب بن اشرف کی اسلام دشمنی کے قریب تھی۔ دھراؤں و خزر ج کے قبیلے رسول اللہ ﷺ کی حمایت اور فرمانبرداری میں ایک دوسرے پر بازی لے جانے کے لیے کوشاں رہتے تھے اگر ایک قبیلہ کوئی خدمت سرانجام دیتا تو دوسرا قبیلہ بھی اس قسم کا کارہ بار دکھانا چاہتا تھا چنانچہ جب قبیلہ اوس کے نوجوانوں نے کعب بن اشرف کو قتل کر دیا تو خزر ج والوں نے بھی ابن ابی الحقیق کے قتل کی اجازت چاہی جو اسلام کی مخالفت اور عداوت میں کعب بن اشرف سے کسی طرح کم نہ تھا چنانچہ اس حضرت ﷺ کی اجازت حاصل کر کے اس مقصد کے لیے خزر ج کے آٹھ آدمی نکلے جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں (۱) حضرت عبداللہ بن عقیل (۲) حضرت مسعر بن سنان (۳) حضرت ابوقادہ (۴) حضرت حارث بن ربیع خزاعی جو ان کے حلیفوں میں سے تھے آں حضرت ﷺ نے عبداللہ بن عقیل کو ان کا امیر مقرر کیا اور حکم دیا کہ کسی بچے عورت کو قتل نہ کیا جائے۔

ابورافع کا قصہ قتل: مذکورہ بالا اشخاص جماری الاخر ۳ھ کے درمیانی دنوں میں مدینہ سے نکلے اور خیبر پہنچ گئے پھر ابن ابی الحقیق کے گھر آئے جو دوسری منزلہ پر تھا اس کو کہانی سننے والے ② واپس جا چکا تھا اور وہ خود بھی سو گیا تھا یہ لوگ جن دروازوں سے داخل ہوئے ان سب کو بند کرتے گئے آخر کار انہوں نے اسے آواز دی تاکہ اس کی آواز کے ذریعہ سے اسکی جگہ کا پتہ چلا آئیں ③ پھر اس پر انہوں نے یکے بعد دیگرے تلوار سے وار کیے اور اسے قتل کر دیا۔

ابو الحقیق کی موت کا اعلان: قلعہ سے نکل کر کچھ دیر باہر ٹھہرے حتیٰ کہ ایک یہودی دیوار پھر چڑھا اور اس نے ابن ابی الحقیق کی موت کا اعلان کیا اس اعلان سے ان کو یقین ہو گیا کہ اس کا کام تمام ہو گیا ہے اسکے بعد سب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ کی انہیں اطلاع دی ان میں سے ایک شخص ④ بالا خانہ کے زینہ سے گر پڑا تھا جس سے اس کی پنڈلی ٹوٹ چکی تھی رسول اللہ ﷺ نے اس کی پنڈلی پر ہٹھ پھیرا تو وہ اچھا ہو گیا۔

غزوہ احدہ (۳ھ)

جنگ بدر کے بعد قریش مکہ نے آپس میں مشورہ کیا اور شہر کے تاجروں سے مالی امداد مانگی تاکہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ کی تیاری کر سکیں تاجروں نے ان کی مدد کی قریش اپنے حلیفوں اور احابیش ⑤ کو ساتھ لے کر نکلے یہ شوال ۳ھ کی بات ہے انہوں نے عورتوں کو بھی ساتھ لے کر مقصد یہ تھا کہ تنگ و ناموس کی حفاظت کے لیے جان لڑا دیں گے اور میدان جنگ سے بالکل نہیں فرار نہ ہوں گے چنانچہ وہ بڑھ کر ذوالحلیفہ کے مقام پر ٹھہرے جو احد کے پہاڑ کے قریب ایک وادی کے کنارے پر سنبھ ⑥ کے درمیان مدینہ کے سامنے واقع ہے اہل مکہ کی تعداد تین ہزار تھی جن میں سات سوزرہ پوش جنگجو اور دوسو سوار تھے انکے ساتھ پندرہ عورتیں بھی تھیں جن کے پاس دف تھے اور وہ مقتولین بدر کے مرثیہ بڑھ کر روتی تھیں۔

① خمس میں پانچواں حصہ ہوتا ہے لہذا کل مال غنیمت ایک لاکھ درہم ہوگا۔ ثناء اللہ ② عربوں کی بہت سی بلکہ کم و بیش سب جنگوں میں یہ عادت بنی ہوئی تھی کہ وہ رتوں کو دیر تک چاگتے تھے اور کوئی ایک شخص فیسے کہانیاں سناتا تھا اور اس مقصد کے لیے انہوں نے کچھ لوگ مقرر بھی کر رکھے تھے ابورافع بھی اسی عادت کا شکار تھا جب مسلمان وہاں پہنچے تو اسے کہانی سنانے والے شخص جاکھا تھا اور یہ اس کے بعد سویا ہوا تھا۔ ثناء اللہ ③ آواز کی جگہ تلوار چلائی اور وہ مارا گیا۔ ثناء اللہ ④ ابن اثیر ج ۱ ص ۵۴۶ پر ان صحابی کا نام ذکر کیا ہے جو زینہ سے گر پڑے تھے ان کا نام عبداللہ بن عتیک تھا ان کی نظر کمزور تھی اس لیے اندھیرے میں زینہ سے گر پڑے۔ ⑤ مزید تفصیل کے لیے دیکھیں غزوہ احد (سیرت بن ہش ج ۲ ص ۱۰۶، ۱۰۷) و قدی کی مغازی ج ۱ ص ۱۹۷ طبقات بن سعد ج ۲ ص ۳۶، تاریخ طبری ج ۳ ص ۹، البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۹، عیون ال شرح ج ۲ ص ۵، صحیح البخاری ج ۵ ص ۹۲ صحیح مسلم شرح نووی ج ۱۲ ص ۱۳۷۔ ⑥ احابیش مکہ کے نواح میں چند قبیلے تھے جو آپس میں حلیف تھے ایک قول کے مطابق وہ اس لیے کہلائے کہ انہوں نے باہمی امداد کا حلف جس جیش کے قریب تھا جو مکہ کے زریں حصہ میں چھ میل کے فاصلہ پر ہے ابن اسحاق کا بیان ہے کہ احابیش بن الہوان بنو الحارث اور خزاعہ کی شاخ بنو المصطلق میں شامل تھے۔ ⑦ سنبھ دوزمین ہے جس پر نمک کی تہ جمی ہوئی ہو۔

مسلمانوں سے نبی کریم ﷺ کا مشورہ: رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو مشورہ دیا کہ شہر بند ہو جائیں اور اگر دشمن حملہ کرے تو کئی کوچہ کے کناروں پر کھڑے ہو کر ان کا مقابلہ کرنا۔ عبد اللہ بن ابی بن سلول کی بھی یہی رائے تھی مگر ان مسلمانوں نے جن کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے ہرگز نہ کرنا چاہتے تھے اصرار کیا باہر بالکل کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے چنانچہ آنحضرت ﷺ ہتھیار پہن کر باہر تشریف لائے جن لوگوں نے اصرار کیا تھا وہ آگے بڑھے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اگر آپ چاہیں تو شیر کے اندر ٹھہر جائیں آپ نے فرمایا کہ یہ پیغمبر کی شان کے ان کی نہیں کہ ہتھیار پہن کر بغیر قتال کے اتار دے چنانچہ آپ ﷺ ایک ہزار صحابہ کے ساتھ شیر سے نکلے اور عبد اللہ بن ام مکتوم کو مدینہ کا نگران بنادیا تاکہ جو مسلمان شہر میں باقی رہ گئے تھے نماز کے وقت ان کی امامت کریں۔

منفقوں کے گروہ کی غداری: جب آنحضرت ﷺ مدینہ اور احد کے درمیان پہنچے تو عبد اللہ بن ابی ایک تہائی شکر لے کر واپس چلا گیا ❶ کیوں کہ وہ اس بات سے ناراض تھا کہ اس کی رائے لوگوں نے مخالفت کی تھی رسول اللہ ﷺ حرہ بن حارثہ کے رستہ بتا رہے تھے آخر کار آپ ﷺ نے احد کی ایک گھاٹی میں پڑاؤ ڈالا اور پہاڑ کو اپنی پشت کی طرف رکھا اس وقت اہل مکہ نے اپنے جانور مسلمانوں کے کھیتوں میں چھوڑ رکھے تھے۔ مسلمانوں کی صف بندی: آنحضرت ﷺ نے سات سو صحابہ کے ساتھ جنگ کی تیاری کی جن میں سے پچاس سو تھے اور پچاس تیر مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کرے تو اس پر تیر ہزار دیں۔

اسلامی فوجی کا علم: آپ نے حضرت مصعب بن عمیر کو فوج کا علم عطا فرمایا اس موقع پر آپ نے حضرت سہرہ بن جندب فزاری اور رافع بن خدیج کے تیر اندازوں میں مثل ہونے کی اجازت دی ہے ان دونوں کی عمر پندرہ برس کی تھی۔

نوعمر مجاہد لڑکوں کی واپسی: آنحضرت ﷺ نے (۱) اسامہ بن زید (۲) عبد اللہ بن عمر بن خطاب (۳) زید بن ثابت (۴) عمرو بن حرام (۵) براء بن مازب (۶) اسید بن عقیق (۷) عراب بن اوس (۸) زید بن ارقم جو بنو ساعدہ کا ایک بہادر مجاہد تھے اور میدان جنگ میں بڑے نامور و فخر ❸ سے اتر آ رہے تھے۔ (۹) ابو سعید خدری کو وہ واپس کر دیا تھا کیونکہ ان تمام کی عمریں انہی چودہ سال کی تھیں انہوں نے اپنے تموار بوجھ نہ تاک ❹ بن خرشہ کو عطا فرمایا جو بنو ساعدہ کے بہادر مجاہد تھے اور میدان جنگ میں بڑے نامور انداز اور فخر سے اتر آ رہے تھے۔

مشرکین کی صف بندی: اہل مکہ نے اپنے رسالہ کے میمنہ یعنی دائیں ہاتھ پا خالد ولید کو مقرر کیا اور میسرہ یعنی بائیں ہاتھ پر عکرمہ بن ابی جہل کو انکی فوج کے مقدمہ میں ابو عامر بن عبد بن صفی تھا جو قبیلہ اوس کا ایک سردار تھا ایام جاہلیت میں رابیع بن گیا تھا جب اسلام کا ظہور ہوا تو اس پر بدبختی چھائی اور وہ قبیلہ اوس کے چند آدمیوں سمیت مکہ کی طرف بھاگ گیا تھا اور پھر کفار کے ساتھ مل کر جنگ میں شریک ہوا قریش مکہ کا خیال تھا کہ اوس کے لوگ اسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ سے الگ جائیں گے مگر ان کا یہ خیال غلط نکلا۔ کیونکہ جب ابو عامر نے انہیں پکار کر انہوں نے اس کے پیچھے پیو کر ہارے فاتح بدکار خدا تھے اپنی نعمت سے محروم رکھے اس پر مسلمانوں کے ساتھ بڑی سخت جانی سے مقابلہ کیا۔

گھمسان کی جنگ: جنگ احد کے دن مسلمانوں میں سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ، شیبہ ابو جہل اور نضر بن انس نے بڑی شجاعت دکھائی بڑے گھمسان کارن پڑا جس میں انصار کے کچھ لوگ شہید ہو گئے مگر تھوڑی دیر میں اہل مکہ کے قدم اکھڑ گئے یہ دیکھ کر مسلمان کا رخ زرد میں آگئے اور کئی مجاہدین شہید ہو گئے یہاں تک کہ دشمن رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئے۔

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی شہادت اور رسول اللہ ﷺ کا زخمی ہونا: مصعب بن عمیر جو اسلامی فوج کے علم بردار تھے آنحضرت ﷺ کی

❶ دو روئین سے ملحق ہیں اس منافع استمران بعد اذین سبھی کے بعد مسلمانوں کا شکر سات سو پر مشتمل رہ گیا تھا۔ ثناء اللہ ❷ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس تموار کا حق و ن دار ہے گا ❸ حضرت ابو جہل نے دریافت فرمایا یا رسول اللہ! اس تموار کا حق کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اس کا حق یہ ہے کہ اس کو دشمن پر اتنا استعمال کرے کہ یہ تموار کشت استعمال کی جگہ سے نیچے جھکی ہو جائے آپ نے فرمایا اس تموار کا حق میں ادا کروں یا رسول اللہ! ❹ جب نبی کریم ﷺ نے انہیں میدان جنگ میں متکبرانہ انداز اختیار کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ اگر یہ انداز میدان جنگ کے علاوہ عام زندگی میں اختیار کیا جائے تو اللہ کو شہید بنا دینا پسند ہے طبرانی کبیر اور ابن ہشام ج ۲ ص ۲۸۔

لفظت میں بڑے یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہوا اور ایک پتھر چوٹ سے آپ کے چمکی طرف کے اگلے دانت
دانت گئے تھے اور خود کی کڑیاں سر مبارک میں چبھ کر پھنسن گئیں کہا جاتا ہے کہ آپ کو یہ زخم جہاد بن ابی وقاص اور عمر بن قریظہ نے لگائے تھے۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی شہادت: حضرت حنظلہ نے ابوسفیان پر حملہ کیا مگر شہداء بن اسودیش نے آگے بڑھ کر انہیں شہید کر دیا اس وقت کہ
عالت جنابت میں تھے ان کی شہادت کی رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ فرشتوں نے انہیں نسل دیا ہے اس واقعہ سے حنظلہ نے
نسل الملائکہ کا لقب پایا۔

محابہ جہاد کی جانثاری جب کفار نے رسول اللہ ﷺ پر پتھر برسائے تو آپ ایک بڑھے میں سر پڑے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑا
اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے بخل میں لے کر آپ کو انھیں ابوسعید خدری نے داند مالک بن سنان خدری نے آپ کے زخم سے خون چوسا۔ خودی کڑیاں چہرہ
بارک ہمیں چبھ گئی تھیں ابوعبیدہ بن جراح نے انہیں صلیج کر نکالا جس سے ان کے اگلے دانت ٹوٹ گئے مشرکین رسول اللہ ﷺ تک جا پہنچے مگر چند
مسلمانوں نے ان کا دفاع کیا اور سب کے سب شہید ہو گئے ان میں سے آخری جان نثار عمر بن یاسر بن یزید بن سلک رضی اللہ عنہ تھے ①۔ پھر حضرت طلحہ
رضی اللہ عنہ مشرکین پر حملہ آور ہوئے اور انہیں وہاں سے بھگادیا حضرت ابو جہل نے حضرت سیدہ پر جھک گئے اب تیرا کئی پینہ پرکتے تھے مگر وہ بالکل
رکت نہ کرتے تھے حضرت قتادہ بن نعمان کی آنکھ نکل کر ان کے چہرہ پر ٹک گئی آل حضرت سیدہ نے اپنے ہاتھ سے اس کی جگہ پر واپس لگادیا اور
وسری آنکھ سے بھی بہتر ہو گئی۔

ضر بن انس رضی اللہ عنہ کی قابل رشک شہادت نصر بن انس رضی اللہ عنہ نے صحابہ کی ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ دہشت زدہ ہیں کہہ رہے ہیں کہ رسول
اللہ شہید ہو گئے اس پر نصر بن انس کہتے ہیں کہ اگلے بعد تم دنیا میں رہ کر یہاں رہ گئے انھوں نے جس مقصد کے لیے انہوں نے جان و مال قربان کیا
وہ یہ ہے کہ انہوں نے دشمن کا رخ کیا اور ان کے ساتھ لڑتے شہید ہو گئے شہادت کے بعد ان کے جسم پر ستر زخم دیکھتے ہیں حدیث میں حضرت
بداء بن عوف کے بھی ہیں زخم گئے بعض زخم پاؤں میں آئے جن کی وجہ سے آپ کے پاؤں میں انگ آ گیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت: رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ وحشی کے ہاتھ مارے گئے تھے جو حبیر بن مطعم بن عدی کا غلام تھا
اس کے آقا نے وعدہ کیا کہ اگر تم نے حمزہ کو قتل کر دیا تو تمہیں آزاد کر دیا جائے گا چنانچہ جب اس نے دیکھا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سہل میں عبدالعزیٰ کے
ہاتھ جنگ میں مصروف ہیں تو ان پر اپنا نیزہ پھینکا اور انہیں شہید کر دیا۔

معصب رضی اللہ عنہ کی شہادت اور شہادت نبوی کی افواہ: جب عمر بن قمریہ نے اسلامی فوج کے ممبر داروشہد کر دیا تو ان لوگوں نے یہ سمجھا کہ خود
بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی ہے اس پر مسلمان بڑے شگفتہ ہو گئے مگر حضرت معصب بن مالک نے جو غوسہ کے شاعر تھے رسول کریم ﷺ کو
پان لیا اور بلند آواز سے مسلمانوں کو خوشخبری سنائی پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے خاموش رہنے کا حکم دیا بہر حال مسلمان رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع
گئے اور ان کے ساتھ گھائی کی طرف چڑھ گئے ان میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر اور حارث بن عبد الصمد
اور غیرہ شامل تھے۔

ابن خلف کا نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں قتل: ابی بن خلف آپ کے پیچھے گھائی میں پہنچ گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حارثہ بن صمد سے نیزہ لے
کر اس کی گردن میں مارا۔ اس پر ابی بن خلف پیٹھ پھیر کر بھاگ گیا تو مشرکین نے ان سے کہا کہ تمہاری بہادری کہاں گئی؟ اس نے جواب دیا کہ خدائی
م اگر اس حضرت رضی اللہ عنہ مجھ پر تھوک بھی دیتے تو وہ بھی میرے قتل کے لیے کافی تھا اس کا سبب یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا پہلے اسے قتل کی دھمکی
دے رکھی تھی چنانچہ جب مشرک جنگ کے بعد مکہ کی طرف لوٹے تو وہ خدا کا دشمن سرف ③ نامی جگہ پر پہنچ کر مر گیا۔

یہ بات بن شہام کے الفاظ ہیں کان اثر ہمزیا، حمزہ بن اسلم یعنی زیاد بن عمارہ بن سلک رضی اللہ عنہ نے آخری جان نثار تھے بن شہام ④۔ ابن شہام نے ج ۲ ص ۸۳ میں لکھا ہے کہ
بن شہام مسلمانوں کی ایک مختصر جماعت بھی تھی واقدی نے مغازی میں ۱۱۳ افراد کا ذکر کیا ہے۔ ⑤۔ سرف مکہ سے چھ میل دور ایک جگہ کا نام ہے جس میں قواں سات میل اور بارہ میل
میں جنتیں ہیں۔ (مختصر ابدان) جبہ واقدی نے اپنی کتاب مغازی ج ۲ ص ۲۵۲ میں لکھا ہے کہ ابی بن خلف طعن رافع میں پہنچ کر مرا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے لیے پانی لائے اور چہرہ مبارک کو دھویا پھر آں حضرت ﷺ اٹھے اور ایک چٹان پر لیٹ گئے اس وقت نماز ۶ وقت ہو گیا اور آپ ﷺ نے بیٹھے بیٹھے مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھی۔

میدان چھوڑنے والوں کی معافی: ... جنگ میں جن مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے تھے خداوند تعالیٰ نے انکو معاف کر دیا چنانچہ ان کے بارے میں یہ آیت اتری ان الذین تولوا منکم یوم النقی الجمعان ... (سورہ آل عمران: ۱۵۵)

ان شصت خوردہ لوگوں میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور عثمان بن ابی عقبہ انصاری بھی شامل تھے۔

شہداء احد جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جنگ احد کے دن شہادت پائی نیز عبداللہ بن جحش اور مصعب بن عمیر نے بھی بدم شہادت نوش کیا۔ کل شہداء کی تعداد چھتر تھی جن میں سے اکثر انصاری تھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ جہاں جہاں کوئی مسلمان راستہ استی و تین کے خون لودہ پیڑوں میں دفن کر دیا جائے چنانچہ شہداء احد کو نہ تو غسل دیا گیا اور نہ ہی ان پر نماز جنازہ پڑھی گئی۔

مشرکین مکہ کے مقتولین: مشرکین مکہ کے بائیس آدمی مارے گئے جن میں ولید بن العاص بن ہشام اور ابوامیہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ اور ہشام بن ابی حذیفہ بھی شامل تھے

ابوعزہ عمرو بن عبداللہ بن جمع بدر کی لڑائی میں قید ہو گیا تھا مگر رسول اللہ ﷺ نیاز راہ احسانا سے بغیر فدیہ کے اس شرط پر چھوڑ دیا تھا کہ وہ مسلمانوں کے مقابلہ پر بھی نہیں آئے گا مگر اس نے وعدہ خلافی کی اور جنگ احد میں آکر پھر قید ہو گیا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی گردن مارنے کا حکم صادر فرمایا۔

ابوسفیان کا چیلنج: ابوسفیان نے پہاڑ پر چڑھ کر رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ کو بلند آواز سے پکارا اور کہا کہ جنگ وجدال کا یہی دستور ہے کہ کبھی ایک فریق کو فتح ہوتی ہے اور کبھی دوسرے کو جنگ احد جنگ بدر کا جواب ہے ہل کی شان بلند ہو، پھر وہ کہتے ہوئے لوٹ گیا کہ ہم تم سے آئندہ نہیں لڑیں گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ ہمیں منظور ہے پھر سب مشرک مکہ کی طرف چلے گئے۔ ❶

❶ جنگ حد پر قریش کو ابھارنے والا واقعہ بدر کا ہے جس میں ان شکست فاش دی اور بہت بری طرح انکو ہزیمت ہوئی تھی اس واقعہ میں عبداللہ بن ابی ربیعہ مکرّمہ بن ابی جہل، ہند بن امیہ اور ابوسفیان وغیرہ گئے تھے۔ کنانہ و تہامہ کے قبیلے اپنے اپنے حلیفوں سمیت شریک تھے ابوسفیان اپنی بیوی بنت بنت عقبہ و مکرّمہ بن ابی جہل اپنی بیوی ام حبیبہ بنت احرث کو، حرث بن المغیرہ فاطمہ بنت الولید المغیرہ خالد کی بہن کو، صفوان بن ابوامیہ بروہن مسعود کو، عروہ بن مسعود کی بہن تھیں کو عمرو بن العاص بریدہ بنت ینبہ بن الحجاج کو، طلحہ بن لیث صمدیہ بنت سعد اپنی بیوی کو ساتھ لائے تھے ان کے علاوہ دوسرے روساء قریش کی بیویاں اور خناس بنت مالک بن امضرب جو قبیلہ بنو لک بن حسل سے تھ پنے بیٹے: مزین بن عمیر کے ساتھ در بنت عقبہ جو بنو حرث بن عبد مناة ابن کنانہ سے تھی معرکہ احد میں شریک تھے یہ عورتیں دف بجائی اور یہ اشعار پڑھتی تھیں

ان تقبلوا نفاق و نفرش الجبارف

اگر بڑھ کر لوگو تو ہم تمہیں گلے لگائیں گی اور تمہارے لیے گدے۔ بچائیں

اوند بروا مفارق فواف غیر و افق

یا پیچھے ہٹے تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گی یہ علیحدگی بوجہ محبت نہ ہونے کے ہوگی

شکر کا علمبردار: اس لشکر کے علمبردار بنو عبدالدار تھے اور سردار ابوسفیان بن حرب تھا بدھ کر کفار قریش احد پہاڑ کے سامنے ایک وادی میں پہنچے جمعرات ۱۲ جمادی الثانی ۶۲۴ھ میں رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن نماز کے بعد شوال برطانی ۶۲۴ھ کو مدینہ سے مقابلہ کے لیے نکلے اور چندھرویں تاریخ کو ہفتہ کے دن میدان میں صف آراء ہوئے سات سو بھاری سپاہیں تیار ہوئی کہ احد پہاڑ پر بٹھایا اور حکم دیا کہ تم لوگ یہاں سے حرکت نہ کرنا چاہیے ہمیں فتح ہو یا شکست اس لیے کہ کفار کا شکا وے نکل کر شکر سودا پیچھے نہ رہے رہتا ہے باقی ساڑھے چھ سو آدمیوں کو لے کر آگے بڑھے اس دن رسول اللہ ﷺ دو زوہیں پہنچے ہوئے تھے اسلام کا جھنڈا مصعب بن عمیر کے ہاتھ میں تھا، حضرت ربیعہ، عیسیٰ مسرت مقداد و میسرہ کے سواروں کے ساتھ سردار اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب مقدمہ کے افسر تھے سب سے پہلے انہوں نے اپنے مقدمہ کو آگے بڑھایا خداوند مکرّمہ نے ربیعہ و میسرہ کے سواروں نے قنب پر حملہ کیا طلحہ بن ابی طلحہ جو مشرکین کا علم بردار تھا صف سے نکل کر میدان میں آیا اور ڈانٹ کر کہا ۱۱

(تبیہ تیر ۵ صفحہ ۱۱)

رسول اللہ ﷺ نے حمزہؓ یہ حالت دیکھی تو کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے قریش مکہ پر فتح عطا کی میں ان کے تیس آدمی اسی طرح مشہد کروں گا۔ اس سے بعد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب مدینہ واپس آ گئے ایک روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت علیؓ سے فرمایا مشرکین آئندہ بھی کبھی نہیں رہیں گے۔ تاہم یہ سچا نہیں ہے اور آخر کار اللہ ہمیں ہی فتح عطا فرمائے گا۔

(بقیہ زشتہ) حضرت عمر بن الخطاب کو اس بات کے سننے کی تاب نہ آئی آخر غصہ سے بول اٹھے کہ بہت خداوندہ قد اقی اللہ ما یحزیک اب ذن اللہ جل شانہ نے انہو باقی رحمت ہر
سے تیری رسوائی مانگنی ہو نین کو یہ سب کمر بڑی حیرت ہوئی پھر ازراہ فکر کہنے لگا اعلیٰ اعلیٰ جلیل جلیل اعلیٰ جلیل جلیل کی شان بلند ہو، جلیل کی شان بلند ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کیا کیا ہے۔
سے فرمایا تم یہ کہو کہ اللہ اعلیٰ و اجل اللہ برتر اور بزرگ ہے اسکے بعد ابوحنیفان و عمر ابن الخطاب میں اس طرح مکالمہ ہونے لگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن الخطاب کو اس کے ہر سوال
کا جواب تعلیم فرماتے رہے۔

ابوسفیان اور حضرت عمر کا ترکی بہ ترکی جواب ابوسفیان نے کیا ان لما العری ولا عری لکم ب شک نہ۔ معنی ہے تمہارا نہیں ہے۔ نہ ان کا ہے۔ فرمایا اللہ مولانا ولا مولی لکم اللہ ہمارا وہی ہے تمہارا نہیں ہے۔ ابوسفیان نے کہا ہدایوم بیوم بدریہ لڑائی جنگ بدر ہے۔ بدریہ یعنی لا سوار، فلاں فی الحنة و قتلاکم فی النار برابری نہیں ہوئی بلکہ ہمارے مقتولین جنت میں اور تمہارے مقتولیں دوزخ میں ہیں۔

سیدہ کلام کے ختم ہونے بعد ابوسفیان عمر بن الخطاب کو اپنے قریب بلایا اور یہ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر اس کے قریب گئے۔

ابوسفیان کو حضرت عمر کا حیات رسول اللہ ﷺ کا اثر وہ سنایا۔ ابوسفیان نے کہا انشدک یا عمر الفلنا محمد ا۔ عمر! تمہیں قسم ہے بتاؤ کیا ہم نے محمد کو قتل کر دیا؟

نہ نہ کہہا اللہم لا وانہ لیسع کلامک الا ان برگزینین اور دو تیری باتیں اس وقت سن رہے ہیں۔

و نین بلا است اصدق و ابر من ابن قمیہ تو این قمیہ سے زیادہ سچا ہے اور اچھا ہے۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: نعم اللہ اصدق و ابر ہاں اللہ زیادہ سچا اور اچھا ہے۔

وحيث انهم اكرم سجدوا في قتلهم مثلثة والله مازيت ولا سحطت وما ابييت وما امرت ثم واپس تنقوتين في مشدق دے پاؤ۔
 من اس تندرستی تھا اور نہ اس پر ناراض ہوا اور نہ میں نے منع کیا اور نہ میں نے اس کا عزم دیا یعنی مجھ کو اس کے بارے میں کوئی دخل نہ تھا۔

ابوسفیان اتنی باتیں کہہ کر لوٹ گیا اس نے اور اس کے ساتھیوں نے پناہ بلند کہا موعد کم بلو للعالم القابل ہمارا وعدہ ہے کہ آئندہ سہاں بدر میں جہنم ہوگی یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو اب دیا نفع ہو بینا و بینک موعدا چھادی ہمارا تم سے وعدہ ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے روانہ کیا۔ اور یہ فرمایا کہ اگر یہ قوم ٹھوڑوں کو چھوڑ کر اونٹوں پر سوار ہو جائیں تو سمجھنا کہ یہ لوگ مکہ جا رہے ہیں اور اگر ٹھوڑوں پر سوار ہو جائیں اور اونٹوں کو پیچھے قوت کا روادہ مدینہ پر حملہ کرنے کا ہوگا اس وقت تم مجھ کو بہت جلدی اطلاع دینا۔ مجھ کو قسم ہے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے اگر قریش نے مدینہ کا روادہ کیا تو میں ابھی ان پر حملہ نہ کروں گا اور ان سے بدلہ لوں گا حضرت علی رضی اللہ عنہ انہی طالب ابوسفیان کے پیچھے گئے اور ایک میلے سے کھڑے ہو کر دیکھ کر واپس آ گئے اور یہ عرض کی کہ قریش مدینہ طرف روانہ ہو گئے ہیں۔

قریش کی روانگی کے بعد آپ نے سعد بن الربیع انصاری کو ڈھونڈ جایا ایک گڑھے میں زخمی پا۔ نے گئے۔ ان میں اتنا دم نہ تھا کہ اٹھا کر آپ تک لے جاتے انہوں نے اس شخص سے جو ان کو ڈھونڈنے آیا تھا آخری بات یہ کہی کہ میرا اسلام رسول اللہ ﷺ سے کہنا کہ آپ نے میرے ساتھ وہ سلوک و احسان کیے ہیں کہ جو نبی اپنی امت پر کرتا ہے اللہ آپ کے جزائے خیر عطا فرمائے اور میری قوم کو اسلام کے بعد یہ کہنا کہ اگر رسول اللہ ﷺ کو میرے بعد کچھ تکالیف ہوئی یا ان کو کسی نے کوئی تکالیف پہنچائی و رتم میں سے ایک بھی زندہ ہو تو میرا کل اللہ جل شانہ کے سامنے تمہارا گریبان پکڑوں گا اور کوئی حیلہ و غدر نہ سنوں گا اپنی بات ختم کرتے ہیں خود ہی راہِ جنت ہو گئے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب مثلاً کیے جو بے نظار وادی میں ملے رسول اللہ ﷺ کو سخت صدمہ ہوا اور آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ جل شانہ مجھ کو قریش پر غلبہ عطا کرے گا تو میں ان کے تیس آدمیوں کو مشہدوں کا ستیہ بنا دیتا ہوں۔

وان عاقبتكم لعاقبوا بمثل ما عوقبتم به و لنس عبرتكم لهو حير للصابرين -

ترجمہ اور ان کے بدلہ اوقم یکس بدلہ لو اس چیز کے برابر کے جتنی تمہیں تکلیف دی گئی البتہ اگر تم صبر کرو وہ بہت بے خبر اور بے ہوش ہے۔

میت کے نام: جوئے کے پائے صبر کیا اور آئندہ ڈانسیوں میں مشغول کرنے سے منع کر دیا۔

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ بعض لوگوں نے اپنے عزیز مقتولوں کو مدینہ میں لاؤفن کرنا چاہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء کو مدینہ میں لاؤفن کرنے سے منع فرمایا اور یہ فرمایا کہ یہاں یہ شہید ہوسنے ہیں وہیں فن کیے جائیں گے چنانچہ دو تین تین شہید ایک ایک قبر میں دفن کیے جانے لگے اور آٹے کو ٹخنس لیا جاتا تھا جو قبر میں مجید وزیا دیا جاتا تھا۔

قوی تعصب میں لڑنے والا دوزخی ہے:۔ احد کے زخمیوں میں قرمان نامی ایک شخص ملا جس کو بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ دوزخیوں میں سے۔ اس نے جنگ احد میں سٹھ یا نو مشرکوں کو قتل کیا اور رنجی ہو گیا جب اس کو گھ اٹھا لائے تو اس سے بعض اصحابیوں نے کہا کہ اے قرمان! ہم تمہارے مبارک ہاتھ (قبضہ نہ ہٹاؤ)

معاویہ بن مغیرہ کا قصہ معاویہ بن المغیرہ بن ابی العاص بھی مشرکین مکہ کے ساتھ لانے کے لیے آیا تھا لیکن بروائی کے وقت ثلث میں روستہ بھول (بقیہ اندہ صفحہ پر)

رجیع کا واقعہ ماہ صفر ۴ ہجری میں قبیلہ عضل اور قارہ کے چند افراد نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے سردار کا ذریعہ اور اس حضرت ﷺ سے درخواست کی کہ چند لوگوں کو ہمارے ہاں بھیج دیجیے جو ہمیں دین سکھائیں۔ آپ ﷺ نے چھ صحابہ رضوان کے ساتھ بھیج دیئے جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں (۱) مرثد بن ابی مرثد غنوی (۲) خالد بن بکیر لیشی (۳) عاصم بن ابی اسحٰق (۴) خبیب بن عدی (۵) زید بن اسد۔ (۶) عبداللہ بن طارق۔ آپ نے حضرت مرثد کو ان کا امیر مقرر فرمایا۔ جب یہ لوگ رجیع نامی مقام پر پہنچے جو عسفان کے قریب ہے اور جہاں قبیلہ ہذیل کے کنوئیں ہیں تو ان غداروں نے بد عہدی کی اور قبیلہ ہذیل کے لوگوں کو ان کے خلاف ابھارا چنانچہ جب قبیلہ ہذیل کے آدمی مسلمانوں کی طرف سے بڑھے تو مسلمان جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔

مظلوم صحابہ کی اسیری اور شہادت: ہذیل نے انہیں امان دینے کا وعدہ کیا اور کہا کہ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ تمہارے بدلہ میں اہل مکہ سے فدیہ میں حاصل کریں اس پر حضرت مرثد، خالد اور عاصم نے ان کی پناہ میں آنے سے انکار کر دیا اور ان کے ساتھ رہے یہاں تک کہ شہید ہوئے۔ حضرت عاصم کی شہادت اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت: ہذیل والوں نے حضرت عاصم کا سراں خیال سے کاٹ لیا کہ اسے سلفہ بنت سعد کے ہاتھ بچھیں گئے کیونکہ اس کے دو بیٹے حضرت عاصم کے ہاتھ سے احد کی جنگ میں قتل ہو گئے تھے۔ اور اس نے حضرت عاصم کی کھوپڑی میں شراب پینے کی منت مانی تھی مگر خداوند کریم نے شہد کی لکھیاں (بھڑیں) بھیج کر حضرت عاصم کی حفاظت فرمائی اور کفار نے اس وجہ سے چھوڑ دیا مگر رات کو سیلاب آیا اور عاصم کی لاش کو بہا لے گیا۔ باقی مسلمانوں کو کفار نے قید کر لیا اور انہیں مکہ کی طرف لے چلے جب مرالظہر ان کے مقام پر پہنچے تو ابن طارق نے اپنا ہاتھ جھکڑی سے نکال کر تلوار لی مگر کفار نے اسے پتھروں سے شہید کر دیا۔ پھر انہوں نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ کو مکہ

حاشیہ صفحہ ۷۸ (۱) .. مرالظہر ان مکہ کے قریب ایک وادی کو کہتے ہیں۔ (معجم البلدان)۔

(۲) حضرت زید رضی اللہ عنہ کو صفوان بن امیہ کے آزاد کردہ غلام منسطاس نے شہید کیا تھا اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے شہادت سے پہلے دو رکعتیں ادا کیں اور یہ اشعار پڑھے

لست ابالی حين اقل مسلما ☆ علی ای جنب کان فی اللہ مصرعی

وذاك فی ذات الالہ ☆ ان یثأ یارک فی اوصال شلو مصرع

ترجمہ: مجھے کوئی پروا نہیں کہ مجھے مسلمان ہونے کی وجہ سے قتل کیا جائے نہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اس پہلو پران کر رہا جاتا ہوں یہ قربانی

ہم اللہ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لیے دے رہے ہیں اور وہ اگر چاہے تو بکری کے بچے کے ٹکڑوں میں بھی جان ڈال دے۔

(بقیہ نریشہ صفحہ) کراپنے گروپ سے علیحدہ ہو گیا مجبور ہو کر مدینہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے مکان پر آ کر چھپ گیا صبح کو عثمان بن عفان نے سے دیکھا تو فرمایا تو نے مجھ کو بھی ملک کیا اور خود بھی ہلاک ہو گیا معاویہ نے کہا میں تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں کہ تم نسبت اوروں کے میرے نزدیک قریبی رشتہ دار ہو تم مجھ کو اپنی پناہ میں لے لو حضرت عثمان بن عفان چونکہ رقیق القلب تھے اور رحم دل تھے اسکو اپنے گھر میں بٹھا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن انکے پیچھے سے پہلے آپ کو اطلاع ہوئی تھی اور فرما رہے تھے کہ معاویہ بن ابی سفیان ہمیں عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر پر ہے اس کو گرفتار کر کے لاؤ حضرت عثمان بن عفان نے عرض کی کہ مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی مبعوث کیا ہے، اسی کے لیے امان طلب کرنے آیا ہوں آپ اسے امن دیدیجیے آپ نے ان کے کہنے سے تین دن کی امان دے دی اور یہ فرمایا کہ اگر اس کے بعد مدینہ کے قریب دجور میں بھی دکھائی دیا تو قتل کر دیا جائے گا۔

معاویہ کو امان اور اس کی خلاف روزی پر قتل: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے مکان پر آئے اور اس کو کچھ کھانا وغیرہ دے کر رخصت کر دیا مگر معاویہ شامت اہل سے رسول اللہ ﷺ کے حالات معلوم کرنے کے لیے مدینہ ہی میں چھپ گیا چونکہ وہ دن آپ نے زید بن حارثہ و عمار بن یاسر کو حکم دیا کہ معاویہ مدینہ کے قریب دجور میں سے ہوں تو قتل کر دو یا رقیق رزق و زید و عمار رضی اللہ عنہ حکم پاتے ہی روانہ ہو گئے اور اس کو حماۃ میں گرفتار کر کے قتل کر دیا اس معاویہ نے عمرو بن عبدالمطلب کی میت کو لے لیا تو ان دنوں مکہ کی تھی۔ یہ عہد ملک بن مروان بن الحکم کا اخیانی واقعہ تھا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت: بیان کیا جاتا ہے کہ اسی سال رمضان میں حسن رضی اللہ عنہ بن علی شہید ہوئے ان کی پیدائش کے پچاس دن بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پھر سے دو کن کن رکھ کر دی پھر نو ماہ بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ واللہ اعلم

آپ ﷺ شہید ہو جائیں چنانچہ عمرو بن نجاش اس کام کے لیے مقرر ہوا اور اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے آں حضرت ﷺ کو ان کے ارادوں اور دے دی آپ اٹھے اور وہاں سے چپکے سے چل دیئے جب صحابہ کرام نے صحابہ کو بتایا کو وحی کے ذریعے یہود کا ارادہ معلوم ہوا چنانچہ آپ نے انہیں جنگ کی تیاری کا حکم دے دیا۔

بنو نضیر کا محاصرہ: ابن ام مکتوم کا عامل مقرر کر کے ربیع الاول ۴ ہجری میں شہر سے نکلے یہود اپنے قلعوں میں پناہ لڑیں ہوئے آں حضرت ﷺ نے ان کا چھ تک محاصرہ کیے رکھا اور حکم دیا کہ حکم دیا کہ ان کے باغات کاٹ کر جلادئے جائیں۔ عبد اللہ بن ابی اور دوسرے منافقوں نے یہود کو پیغام بھیجا کہ اگر تم سے کسی کی لڑائی ہو یا شہر سے جلا وطن کیے جاؤ ہر حالت میں ہم تمہارے ساتھ ہیں اس پیغام نے یہودیوں کو مغرور کر دیا مگر اسکے بعد منافقین نے مجبور ہو کر ساتھ چھوڑ دیا۔

عبد اللہ بن ابی کی سفارش پر یہودیوں کا قتل سے بچنا: عبد اللہ بن ابی نے آں حضرت ﷺ سے درخواست کی کہ یہودیوں کے قتل سے ہاتھ روک لیا جائے اور انہیں صرف مدینہ سے نکال دیا جائے اور ہتھیاروں کے علاوہ جتنا مال و اسباب اونٹوں پر لے جائیں چنانچہ یہودیوں کے رئیس جی بن اخطب اور ابن ابی الحقیق خیبر چلے گئے اور خیبر والوں نے ان کو سردار تسلیم کر لیا۔ بعض یہودی شام طرف چلے گئے۔

مال غنیمت کی تقسیم: رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کا مال و دولت بالخصوص مہاجرین و انصار میں تقسیم کیا ① میں فرمایا ابو جہل بن حنیف کو بھی دیا کیوں کہ وہ دونوں جنگ دست تھے۔ بنو نضیر میں سے یامین بن حناش اور سعید بن وہب مسلمان ہو گئے اور قبول اسلام کی وجہ سے اپنے مال و اسباب پر پہنے کی طرح قابض رہے اس غزوہ کے دوران سورۃ الحشر نازل ہوئی۔

غزوہ ذات الرقاع: بنو سعید کے غزوہ کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ میں جمادی ۲ ہجری تک مقیم رہے پھر آپ نے نجد پر چڑھائی کی اور محارب اور بنو ثعلبہ پر لشکر کشی کا ارادہ فرمایا آپ نے مدینہ میں ابوذر غفاری کو اپنا نائب بنایا ایک دوسری روایت ہے کہ آپ نے اس موقع پر حضرت عثمان بن عفان کو اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔ بہر حال آپ مدینہ سے نکلے اور نجد کے علاقہ میں پہنچے وہاں بنو غطفان کے ایک گروپ سے آپ کا آمنا سامنا ہوا مگر لڑائی کی نوبت نہ آئی بہر حال دونوں فریق ایک دوسرے سے خائف تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر مسلمانوں کے ساتھ صلوٰۃ الخوف ② ادا کی۔

ذات الرقاع نام پڑنے کی وجہ: اس غزوہ کا نام ذات الرقاع قرار پایا کیونکہ مجاہدین کے پاؤں پھل گئے تھے اور انہیں اپنے پاؤں پر کپڑے کے ٹکڑے پاندھے پڑے تھے واقعی کا قول ہے کہ جس پہاڑ کے نزدیک مسلمان ٹھہرے تھے اس میں سیاہ سفید اور سرخ رنگ کے پتھر تھے۔ ان کی وجہ سے اس کو ذات الرقاع کہتے تھے واقعی کا خیال ہے کہ یہ غزوہ محرم میں ہوا تھا۔

غزوہ بدر الصغریٰ ③

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں ابوسفیان نے جنگ احد کے دن اعلان کیا تھا کہ ہم اگلے سال بدر کے مقام پر مسلمانوں سے پھر جنگ لڑیں گے اور مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے اس سے منظور کر لیا تھا چنانچہ جب ۴ ہجری میں شعبان کا مہینہ آیا تو رسول اللہ ﷺ وعدہ کے مطابق مدینہ سے نکلے اور شہر میں عبد اللہ بن ابی سلول ④ کو اور ظہران یا عسفان کے مقام تک پہنچ گیا مگر پھر اس نے ارادہ بدل لیا اور یہ کہہ کر واپس چلا گیا کہ اس سال تو

① مہاجرین و انصار میں تقسیم کیا ② میں فرمایا ابو جہل بن حنیف کو بھی دیا کیوں کہ وہ دونوں جنگ دست تھے۔ بنو نضیر میں سے یامین بن حناش اور سعید بن وہب مسلمان ہو گئے اور قبول اسلام کی وجہ سے اپنے مال و اسباب پر پہنے کی طرح قابض رہے اس غزوہ کے دوران سورۃ الحشر نازل ہوئی۔

③ صلوٰۃ الخوف ڈن کے حملے سے اس وقت خوف سے پڑھی جاتی ہے جب سب لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھا چاہتے ہوں ورنہ اگر وہ ایک سے زیادہ ہوں تو ہر ایک نماز پڑھ کر پہلی رکعت پڑھ کر دشمن کے مقابلہ میں چلا جاتا ہے اور دوسری رکعت میں شریک ہوتا ہے امام سلام پھیر کر غرض ادا کرتا ہے اور یہ اپنی جگہ نماز ایک رکعت پڑھ کر سہم پھیرتے ہیں اور پوزیشن پر پہنچ جاتے ہیں اور پہلا اگر وہ آکر اپنی جگہ ایک رکعت پڑھتا ہے (بدایہ و نہیہ) ④ ابی سلول

اشیر ۳ اس ۵۶۶۔ تاریخ ابن اثیر میں عبد اللہ بن ابی سلول کے بجائے عبد اللہ بن رواد کا نام ہے۔

سالی ہے۔

غزوہ دومہ الجندل ❶۔ ربیع الاول ۵ ہجری میں رسول اللہ ﷺ مدینہ میں عرفہ غفاری کو اپنا نائب مقرر کر کے شہر سے نکلے آپ کے نکلنے کی وجہ یہ تھی کہ آپ کو خبر ملی تھی کہ ایک فوج دومہ الجندل میں جمع ہوئی ہے چنانچہ آپ ﷺ نے ان پر چڑھائی مگر دومہ الجندل پہنچنے سے پہلے ہی آپ راستہ میں سے واپس چھ آئے اور لڑائی کی نوبت نہ آئی۔

عمینہ بن حصن کو اونٹ چرانے کی اجازت :۔۔۔ اسی سال رسول اللہ ﷺ نے عمینہ بن حصن کو مدینہ کی زمین میں اپنے اونٹ چرانے کی اجازت دی کیوں کہ اس کے اپنے علاقہ میں خشک سالی تھی اس کے برعکس بارش کی وجہ سے مدینہ کی زمینیں خوب سرسبز ہو چکی تھیں۔

جنگ خندق :۔ صحیح قول یہ ہے کہ جنگ خندق ۴ ہجری میں واقع ہوئی اس بات کو حضرت بن عمر کے اس قول تائید ملتی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن واپس بھیج دیا تھا اس وقت میری عمر چودہ سال کی تھی پھر جنگ خندق میں اجازت عطا فرمائی میں اس وقت پندرہ سال کا ہو چکا تھا ان دونوں واقعات کے درمیان ایک سال کا فرق ہے اور یہ جنگ بلاشبہ غزوہ دومہ الجندل سے پہلے ہوتی تھی۔

جنگ خندق کا سبب جنگ خندق کا سبب یہ ہوا کہ جب بنو نضیر جلاوطن ہو کر خیبر چلے گئے تو ان کے چند سردار جن میں سلام بن ابی الحقیق کنہہ کے بن ابی الحقیق سلام بن مشکم جی بن اخطب شامل تھے ہود بن قیس اور ابو ثمارہ کے ساتھ مل کر اہل مکہ کے پاس گئے تاکہ ان کے ساتھ گروہ بندی کریں انہوں نے مکہ والوں کو جنگ کی ترغیب دی اور کہا کہ جو شخص آں حضرت ﷺ کے خلاف اٹھے گا ہم اس کی ماں کے ذریعے سے مدد کریں گے اہل مکہ نے ان کی بات پھر وہ قبیلہ غطفان والوں کے پاس گئے ان کا سردار عمینہ بن حصن فرزاری جنگ کے لیے آئے آمادہ ہو گیا اور انہیں قبیلہ انجج والوں کے پاس لے گیا۔

مشرکین کے خلاف خندق کی کھدائی :۔۔۔ چنانچہ قریش ابوسفیان کی سربراہی میں نکلے انکی ساتھ احابش اور قبیلہ کنہہ کے لوگ بھی تھے ان کی مجموعی تعداد دس ہزار تھی جب رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ انجج احابش اور قبیلہ کنہہ کی آمد بارے میں سنا تو آپ نے مدینہ کے سامنے خندق کھودنے کا حکم دیا آپ نے دوسرے مسلمانوں کے ساتھ اس کام میں بنفس نفیس شرکت فرمائی۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت سمان فارسی رضی اللہ عنہ نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا تھا۔

قریش مکہ اور مسلمانوں کی پیش قدمی :۔۔۔ قریش اور ان کے حلیفوں نے آکر مدینہ کی حدود باہر احد کی جانب پڑاؤ ڈالا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تین ہزار مسلمان تھے اور ایک روایت یہ ہے کہ ان کی تعداد نو سو تھی بہر حال آپ پیدل تھے۔ آپ نے مدینہ میں ابن ام مکتوم کو اپنا نائب بنایا اور خود جبل سلع میں اس طرح کے آپ کے اور دشمن کے درمیان خندق حائل تھی آپ کے حکم سے مسلمانوں عورتوں اور بچوں کو قلعوں میں بھیج دیا گیا۔

یہودیوں کی معاہدہ شکنی :۔ یہودی قبیلہ قریظہ کا رسول اللہ اکرم ﷺ کے ساتھ معاہدہ موجود تھا مگر انہوں نے جی بن اخطب کے بہانے سے اپنا معاہدہ توڑ دیا اور ان احزاب ❷ یعنی جماعتوں کی طرف جھک گئے جو مدینہ پر حملہ آور ہو رہی تھیں جب یہ خیبر رسول اللہ ﷺ کو ملی تو آپ نے سعید بن معاذ، سعید بن عبادہ، خوات بن جہیر اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم حالات معلوم کرنے کے لیے روانہ کیا انہوں نے دیکھا کہ بنو قریظہ کھلم کھلا غدار کی کرنے پر تیار ہیں اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے پر تلے بیٹھے ہیں سعد بن عبادہ نے بنو قریظہ کو جو ان کے حلیف تھے خوب برا بھلا کہا اور واپس چھ آئے۔

❶ دومہ الجندل کو دال کے زبر اور پیش دونوں کے ساتھ کہتے ہیں ایک علاقہ ہے اس کے اور مدینہ کے درمیان ۱۵ راتوں کا فاصلہ ہے اور اس کو دومہ اس وجہ سے کہتے ہیں کیونکہ یہاں روئی ابن اسماعیل آکر ٹھہرا تھا۔ عجم البلد ان ہی زرقانی کہتے ہیں کہ جنگ خندق کی تاریخ میں اختلاف ہے موسیٰ بن عقبہ نے اپنی کتاب مغازی میں سن ۶ ہجری ہی بیان کیا ہے امام مالک رحمۃ اللہ نے بھی اسی کی تائید کی ہے یہ بات یاد رہے کہ مغازی میں سب سے مستند کتاب یہی موسیٰ بن عقبہ کی مغازی امام مالک اور شافعی نے بھی اس کو سب سے زیادہ مستند قرار دیا ہے۔ میرت بن ہشام ص ۳۲۳۔ ❷ عربی زبان میں گروہ یا جماعت کو حزب کہتے ہیں جس کی جمع احزاب سے آتی ہے چونکہ اس جنگ میں دو مسلمانوں کے خلاف جمع ہو گئے تھے اس لیے اسے جنگ احزاب بھی کہتے ہیں قرآن مجید کی جس سورۃ میں جنگ احزاب کا ذکر آیا وہ اسی مناسبت سے اس کا نام رکھا گیا ہے۔

قاصد کی قریظہ سے واپسی: رسول اللہ ﷺ سعد اور ان کے ساتھیوں سے کہہ چکے تھے کہ اگر قریظہ کی غداری کی خبر پچی ہو تو آپ ﷺ کو شام سے سمجھا دیں تاکہ عام مسلمانوں کا بری خبر سے دل نہ ٹوٹ جائے چنانچہ جب وہ واپس آئے تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ اور قرہ کے قبیلے کے رجب والوں کے ساتھ بد عہدی کرنا چاہتے ہیں غرض یہ کہ مسلمانوں کو ہر طرف سے مصیبت کا سامنا ہے جو حارث اور بنو سہم نے بھی کمزوری اور مایوسی کا اظہار کیا اور رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ہمارے گھر شہر سے باہر ہیں اور دشمن کی زد میں ہیں اس لیے ہمیں وہاں جانے کی اجازت دے دی جائے مگر پھر اللہ نے انہیں ثابت قدمی عطا فرمائی مسلمان ایک ماہ تک محاصرہ میں رہے مگر لڑائی کی نوبت نہ آئی۔

مجاہدین کا صلح کرنے سے انکار: رسول اللہ ﷺ نے عیینہ بن حصن اور حارث بن عوف کے ساتھ صلح کرنے کے لیے خط و کتابت شروع کی اور ان سے اس شرط پر صلح کرنی چاہی کہ مدینہ کی پیدوار کی تیسرا حصہ ان کو دیا جائے آپ ﷺ نے اس بارے میں سعد بن معاذ اور سعد بن عبدہ سے جو کہ انصار کے سردار تھے مشورہ کیا تو انہوں نے یہ تجویز قبول کرنے سے انکار کر دیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر یہ حکم الہی ہے تو پھر اس سے کوئی انکار کی جرات نہیں کر سکتا اور اگر یہ تجویز ہے آپ کی مرضی اور پسند ہے تو اس صورت میں بھی ہم یہ تجویز آپ کی خاطر قبول کر لیں گے یہ بات ہمارے فائدہ کر لیے کرنا چاہ رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ میں یہ بات تم لوگوں کے فائدہ کے لیے کر رہا ہوں کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ سارا عرب تم پر حملہ کرنے آچکا ہے۔

سعد بن معاذ کی غیرت ایمانی: سعد بن معاذ نے عرض کیا جب ہم مشرک تھے اور بتوں کو پوجتے تھے تو اس زمانہ میں کوئی ہم سے ایک کھجور بھی بطور خراج نہیں لے سکتا تھا اب تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی نعمت عطا فرمائی ہے اور آپ کی ذات گرامی سے ہمیں عزت بخشی ہے تو کیا اس کے بعد بھی ہمارے ہمان کو اپنا مال دیں؟ مگر نہیں خدا کی قسم انکے لیے ہمارے پاس تلوار کے سوا کچھ چیز نہیں ہے۔ یہ جواب سن کر رسول اللہ ﷺ نے بھی سخت رویہ اختیار اپنا دیا۔

خندق کی معمولی سی جھڑپ: جب محاصرہ کی مدت زیادہ ہو گئی تو قریش کے چند سوار خندق کے کنارے آئے جن میں عکرمہ بن ابی جہل عمرو بن عبدود اور ضار بھی خطاب شامل تھے جب انہوں نے خندق دیکھی تو پکار اٹھے کہ یہ ایک ایسی چال ہے جس سے عرب لوگ واقف نہیں ایک جگہ سے خندق کی چوڑائی کم تھی اس جگہ خندق پار کر کے قریش کے چند سوار خندق اور جبل سلع کے درمیان اپنی بہادری دکھانے لگے اور مسلمانوں کو مقابلہ کے لیے آوازیں دینے لگے مگر چنانچہ دو بدولزائی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمر بن عبدود ① کو قتل کر دیا اس پر وہ لوگ جہاں سے آئے تھے وہی جگہ سے واپس بھاگ گئے۔

حضرت سعد بن معاذ کا زخم اور دعا: محاصرہ کے دوران سعد بن کو ایک تیر آگیا جس سے ان کی اکھل ② نامی رگ کٹ گئی کہتے ہیں کہ جہن بن قیس نے یہ تیر مارا تھا۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ تیر مارنے والا اسامہ شمی تھا جو بنی مخزوم کا حلیف تھا۔ ③

حضرت سعد کی دعا: روایت ہے کہ جب حضرت سعد کو تیر آ کر لگا تو انہوں نے یہ دعا مانگی کہ اے اللہ! اگر تجھے قریش کی جنگ میں کسی کو باقی رکھنا منظور ہے تو مجھے ان کے مقابلہ کے لیے باقی رکھ کیونکہ مجھے کسی قوم کے ساتھ جہاد کرنا اتنا مرغوب نہیں ہے جتنا ان لوگوں کے ساتھ ہے جنہوں نے میرے رسول اللہ کو ان کے وطن سے نکالا۔ لیکن ان کے اور ہمارے درمیان جنگ ختم ہو جاتی ہے تو اس صورت میں مجھے شہادت عطا فرما اور مجھ سے اس وقت تک موت کو دور رکھ حتیٰ کہ بنو قریظہ کے بارے میں میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔

حضرت نعیم بن مسعود کی کارکردگی: جب حالات خطرناک ہو گئے تو نعیم بن مسعود جو قبیلہ غطفان میں سے تھا رسول اللہ ﷺ کی خدمت

① عمرو بن عبدود الدامری کے قتل کی تفصیل کے لیے بیہقی کے دلائل الملوۃ دیکھیں ج ۳ ص ۳۳۸۔ ② اکھل بازو کی ایک رگ ہے اگر کٹ جائے تو بدن کا تمام خون اس راستہ سے بہ جاتا ہے اور انسان مر جاتا ہے اس لیے اس رگ کو عرق الحیاۃ یا رگِ حیات نام دیا جاتا ہے۔ ③ حلیف جس سے معاہدہ ہوا سو کہ جنگ اور امن دونوں صورتوں میں ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے۔ ثناء اللہ۔

میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں مگر میری قوم کو اس بات کا علم نہیں ہے ہذا آپ مجھے جو چاہیں خیمہ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا تم یہاں آئیے آؤں ہوا کر ہو سکے تو ہم سے ملگ ہو جاؤ اور دشمن کو جا کر رہا کر دو کیونکہ جنگ کی حالت میں دشمن وہاں کو فریب دینا جائز ہے۔

بنو قریظہ اور قریش میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش چنانچہ خیمہ بن مسعود وہاں سے نکلے اور بنو قریظہ کے پاس آیا کہ دو درجہ بیت سے بنی ان کے ساتھ اسکی دوستی تھی انکے پاس اس نے قریش اور غطفان والوں کی برائی بیان کی اور کہا کہ اگر انہیں فتح نہ ملی تو وہ اپنے خیموں کو واپس لے جائیں اور تم وایا چھوڑ جائیں گے اور تم میں محمد سیدہ اور انکے ساتھیوں کے مقابلے کی حالت نہیں ہوئی ہذا ان سے چار سو روپے دے دو اور بطور یہ مال ان سے ان کے بچے مانگو تاکہ وہ تمہارے ساتھ مل کر صبر اور دل جمعی کے ساتھ جنگ کر لیں پھر وہ قریش کے پاس آیا اور ان کے سردار ابوسفیان سے کہا کہ یہودی شرمندگی ہیں اور انہوں نے صلح کے لیے محمد سیدہ کے ساتھ خط و کتابت شروع کر دی ہے اب وہ تمہارے بچے یہودیوں کے تصور پر طرب کریں گے تاکہ اس کے بعد انہیں محمد سیدہ کے حوالے کر دیں پھر وہ بنو غطفان والوں کے پاس آیا اور ان سے بھی اسی قسم کی باتیں کیں۔

قریش اور بنو قریظہ کی آپس میں ناراضگی ابوسفیان اور غطفان نے بنو قریظہ کو سبت ۱ کی رات کا پیغام بھیجا کہ تم یہاں بہت زیادہ دیر تک نہیں ٹھہر سکتے لہذا جنگ کرنے کی تیاری کرو مگر یہودی نے سبت ۲ کا ہذر پیش کیا اور اپنی شرط بتائی ہم تمہارے ساتھ مل کر اس وقت تک جنگ کریں گے جب تک کہ تم ہمیں اپنے بیٹے یہودی کے طور پر نہ دے گے۔ اس پر قریش اور غطفان نے پیغمبر کی بات کو قبول کیا اور اپنے بیٹے بطور یہودی مانگنے سے انکار کر دیا اور ساتھ ان سے یہ اسرار کیا کہ وہ جنگ کے لیے نہیں آئے قریظہ نے بھی پیغمبر کی بات کو مانجھا اور ان کے ساتھ رہا۔

خندق میں اللہ تعالیٰ کی نصرت۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ نے قریش اور غطفان پر ایک سخت آندھی بھیج دی جس سے ان کی باندیاں امٹ گئیں اور ان کے بیٹے اکٹھے رسول اللہ سیدہ نے حضرت حذیفہ بن یمان کو دشمن کے حالات معلوم کرنے کے لیے حبیبہ و ان کے روانہ ہونے کی خبر سے آئے چنانچہ جب صبح ہوئی تو تمام سروہ روانہ ہو چکے تھے ہذا رسول اللہ سیدہ مدینہ کی طرف روانہ لوٹ آئے۔

بنو قریظہ کی سرکشی کا خاتمہ۔ جنگ خندق کے بعد جب رسول اللہ سیدہ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو جب انہیں آپ کے پاس تشریف لائے اور بنو قریظہ پر حملہ کرنے کا حکم لائے یہ واقعہ نماز ظہر کے بعد کا ہے چنانچہ آپ سیدہ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ سب اب اس طرف نماز بنو قریظہ کے خیموں میں پہنچ کر ادا کریں چنانچہ رسول اللہ سیدہ شہر سے نکلے اور ابن مکتوم کو وہاں اپنا نائب مقرر فرمایا فوج کا جھنڈا حضرت علیؓ کی راہ کو عنایت فرمایا اور پچیس دن تک یہودیوں کا محاصرہ جاری رکھا آخر کار یہودیوں کے سردار عتب بن اسید نے یہودیوں سے کہا کہ تمہارے بیٹے تین سو روپے کے صلے میں یہ قوم کو قبول کر دیا ہفتہ کی رات کو مسلمانوں پر شب خون مار دیا اپنی عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کے بعد میدان جنگ میں خود بھی جان دے گا مگر انہوں نے ان تجاویز کو قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ ابولبابہ بن عبدالمند رکو بات چیت کے لیے بھیج دے کیونکہ وہ ان کے حلیف تھے۔

حضرت ابولبابہ اور بنو قریظہ: چنانچہ اس حضرت سیدہ نے حضرت ابولبابہ کو یہودیوں کے پاس بھیج دیا یہودیوں نے مرد عورتیں حتیٰ کہ بچے بھی ابابابہ کے گرد جمع ہو گئے اور ان سے کہنے لگے اے ابولبابہ تمہاری کیا رائے ہے کیا ہم اپنے آپ کو محمد سیدہ کے حوالے کر دیں انہوں نے کہا ہاں ہاں کر دو میں ساتھ ہی ساتھ حق کی طرف اشارہ چھری کا اشارہ کیا جس سے یہ مقصود تھا کہ اس صورت میں تمہارے بیٹے موت کا شکار ہیں۔

حضرت ابولبابہ کا مسجد میں خود کو باندھا لینا۔ جب ابولبابہ لوٹے تو انہیں اپنی حرکت پر شرمندگی ہوئی چنانچہ انہیں اس بات کا احساس ہوا کہ مجھ سے گناہ سرزد ہو رہا ہے چنانچہ وہ رسول اللہ سیدہ کی خدمت میں واپس آئے کہ بچے مسجد میں پہنچے وہ اپنے آپ دایہ ہاتھ سے باندھ لیا اور خداوند تعالیٰ کی بخشش کا انتظار کرنے لگے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ وہ بنو قریظہ کے حلاقہ میں داخل نہیں ہوں گے جہاں ان سے گناہ سرزد ہو رہا ہے جب رسول اللہ سیدہ کو یہ خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ میرے پاس آجائے تو میں انکے لیے مغفرت کی دعا مانگوں بہر حال جو کچھ ہوا سو ہوا

۱۔ سبت ہفتے کے دن کو کہتے ہیں اور اسی طرح اتوار کو یوم الاحد پیر کو یوم الاثنین منگل کو یوم الاثلاثا جمعہ کو الاربعاء جمعرات کو خمیس کہتے ہیں۔ ۲۔ یہودیوں کے نزدیک سبت وہ دن مقدس ہے جس طرح مسلمانوں کے نزدیک اتوار کا اور ہمارے ہاں جمعہ المبارک۔ ثناء اللہ

میں انہیں آزاد نہیں کر سکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ انکی مغفرت نہ کر دے۔

آخر کار ان کی توبہ بارگاہ الہی میں قبول ہوئی ❶ اور رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے انہیں ستون سے کھولا حضرت ابوباہہ چھ دن تک مسجد کے ستون کے ساتھ بندھے رہے تھے صرف نماز کے وقت انہیں کھولا جاتا تھا۔

بنو قریظہ کی گرفتاری: آخر کار بنو قریظہ نے خود کو رسول اللہ ﷺ کو الے کر دیا قریظہ اور نصیر ❷ کے چار آدمی مسلمان ہو گئے عمرو بن سعد قرظی جو بد مہدی میں شریک تھے بھاگ گیا پھر معلوم نہیں کیا انجام ہوا۔ جب بنو قریظہ نے خود کو رسول اللہ ﷺ کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا تو قبیلہ بنی نضیر نے اس بات کا مطالبہ کیا کہ جس طرح خزرج والوں نے بنو نصیر کے متعلق فیصلہ کیا تھا اسی طرح انہیں بھی بنو قریظہ کے متعلق فیصلہ سنانے کا اختیار دیا جائے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ تمہارا کوئی آدمی ان کے بارے میں فیصلہ کرے تو انہوں نے رضا مندی کا اظہار کر دیا۔

حضرت سعد بن معاذ کے فیصلہ:..... آپ نے یہ کام حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی جنگ میں زخمی ہو چکے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے مسجد میں ایک خیمہ نصب کرایا تھا تا کہ قریب ہی سے ان کی دیکھ بھال کی جاسکے۔ انہیں ایک گدھے پر سوار کر کے لایا گیا اور جب وہ مسجد کے سامنے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے حاضرین سے کہا کہ اپنے سردار کی تعظیم کے لیے ہڑے ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا اے سعد! رسول اللہ ﷺ نے تمہیں تمہارے حلیفوں کے بارے میں فیصلہ کرنے والا مقرر کیا ہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا تم پر اللہ کے عہد اور معاہدہ کی پابندی لازم ہے میں حکم دیتا ہوں کہ ان کے سارے مرد قتل کر دیئے جائیں اور عورتیں اور بچے غلام بنا دیئے جائیں اور ان کا سر و دولت تقسیم کر دیا جائے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم یہ فیصلہ اللہ کے حکم کے مطابق کیا ہے جو سات آسمانوں کے اوپر سے آیا ہے۔

بنو قریظہ کا قتل: پھر بنو قریظہ کے مرد رسول اللہ ﷺ کے حکم سے مدینہ کے بازار میں لائے گئے اور ان کے لیے خندق میں گھوڑے گھسیٹیں پھر وہاں ان کی گردنیں اڑادی گئیں ان کی تعداد چھ اور سات سو کے قریب تھی پھر ایک عورت بنا نہ قتل ہوئی جس نے دیوار سے چکی کا پاٹ گرا کر حضرت خلد بن سویہ کو ہلاک کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے صرف بالغ مردوں کے قتل کا حکم دیا۔

بعض یہودیوں کی جان بخشی: ثابت بن قیس نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ زبیر بن باطا یہودی اور اس کی اولاد سے عطا کی جائے آپ نے اس کی درخواست قبول فرمائی چنانچہ زبیر کا بیٹا عبدالرحمن زندہ و سلامت بچ گیا اور اسے رسول اللہ ﷺ کا شرف صی بیت حاصل ہوا اگرچہ ثابت بن قیس کی درخواست پر رسول اللہ ﷺ نے زبیر کو معاف کر دیا تھا مگر اس نے اپنی قوم کے ساتھ مرنے کو پسند کیا اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے قیس کی بیٹی ام المزدہ کی درخواست پر جو خاندان بنو نجار سے تھی رفاعہ بن سوال قرظی کو معاف کر دیا رفاعہ مسلمان ہو گیا اور شرف صی بیت سے سرفراز ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے قریظہ کا مال و دولت تقسیم فرمادیا آپ نے پر پیدل مجاہد کو ایک حصہ اور ہر سوار کو تین حصے عنایت فرمائے اس موقع پر اسلامی فوج میں چھتیس سوار تھے قیدی عورتوں میں سے ریحانہ بنت عمر رسول اللہ ﷺ حصہ میں آئیں اور آں حضرت ﷺ کی وفات تک آپ ہی کی ملکیت میں رہیں اور بنو قریظہ کا خاتمہ ذوالقعدہ ۴ ہجری میں ہوا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی شہادت: جب بنو قریظہ کا خاتمہ ہو گیا تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی دعا پوری ہو گئی آپ کی زخمی رگ سے خون پھوٹ پڑا جس سے آپ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کا شمار ان سات انصاری صحابہ میں ہوتا ہے جنہوں نے جنگ میں شہادت پائی۔ جنگ خندق میں مشرکین مکہ میں سے قریش کے چار مشرک مارے گئے جن میں عمرو بن عبدود اور اس کا بیٹا حسل اور نوفل بن عبد اللہ بن مغیرہ شامل تھے جنگ خندق کے بعد قریش مکہ مسلمانوں پر کبھی حملہ نہ کر سکے۔

❶ ابوبہان کے نام میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ رفاعہ بعض کے نزدیک مبشر اور بعض کے نزدیک بشیر تھا وہ (مسودہ میں اس مقام پر چھ نہیں لکھا گیا) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے، دیکھیں الاستیعاب لابن عبد البر اور الروض الانف کبلی۔ ❷ حضرت ابوبہان رضی اللہ عنہ کی توبہ قرآن پاک کی اس آیت میں نازل ہوئی و احسروا عتروہوا بذنوبهم خلطوا عملا صالحا و اخر سینا عسی اللہ ان یتوب علیہم ان اللہ غفور رحیم۔

غزوہ بنی لحيان : جمادی الاولیٰ ۵ ہجری میں رسول اللہ ﷺ بنو لحيان پر حملہ کرنے کے ارادے سے نکلے تاکہ ان سے عاصم بن ثابت پہلے خبیث . رعدی اور رجب کے دوسرے مقتولوں کا انتقام لیں آپ ﷺ نے یہ حمایہ دومۃ الجندل سے واپسی کے بعد کیا پہلے آپ نے شام جانے کا راستہ اختیار پھر بائیں ہاتھ مڑ کر صحریات الیمام تک جا پہنچے پھر مکہ کے راستے سے واپس ہوئے اور قبیلہ لحيان کے حلاقہ میں انؑ اور عسفان کے درمیان پڑاؤ لگایا یہ مکران لوگوں کو غم ہو چکا تھا اور وہ پہاڑوں میں پناہ چکے تھے لہذا آپ ﷺ انہیں اچانک نہ گھیر سکے اور دوسواروں کے ساتھ مدینہ کی طرف واپس آ گئے۔

غزوہ غابہ : جب رسول اللہ ﷺ اہل اسلام کے ساتھ غزوہ لحيان سے واپس آئے تو ان کے چند دن بعد عیینہ بن حصن فزاری نے غابہ پر حملہ کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیوں کو لوٹ کر اپنے ساتھ لے گیا مویشیوں کے ساتھ بنو غفار کا ایک آدمی اور اس کی بیوی بھی لوٹ مار کرنے والوں نے آدمی کو قتل کر دیا اور اس کی عورت کو اغوا کر کے لے گئے مگر بنو سلم بن عمرو اسلمی نے ثنیۃ الوداع پر چڑھ کر ان کو لٹکا دیا اور ڈرایا دھمکایا اس کے بعد ان کا پیچھا کیا اور مویشی وہ لوٹ کر لے گئے تھے انہیں ان کے ہاتھ سے چھڑا لائے۔

محرز بن زہلہ کی شہادت : جب مدینہ میں شور اٹھا تو رسول اللہ ﷺ لوٹ مار کرنے والوں کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور مقدار بن بشر، سعد بن زید عکاشہ بن محسن، محرز بن نھلہ اسدی اور ابو قتادہ اور چند مہاجر اور انصار بھی ان کے ساتھ شریک ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن زید کو ان کا امیر مقرر کیا چنانچہ ان لوگوں نے ان کا تعاقب کر کے ان کو جالیا قریقین میں جھڑپ ہوئی جس میں حضرت محرز بن نھلہ عبدالرحمن بن عیینہ کے ہاتھ سے شہید ہو گئے وہ پہلے شخص تھے جو دشمن تک جا پہنچے پھر مشرکین شکست کھا کر بھاگ گئے۔

”ذوقرد“ پر قیام : رسول اللہ ﷺ بھی معرکہ میں شریک ہوئے اور ایک کنویں تک جا پہنچے جس کا نام ذوقرد تھا آپ ﷺ وہاں ایک دن ٹھہرے جو اونٹنیاں واپس ملی تھیں۔ ان میں سے ایک اونٹنی آپ ﷺ نے ذبح فرمائی۔ اس کے بعد آپ مدینہ واپس تشریف لے آئے۔

غزوہ بنی مصطلق : رسول اللہ ﷺ مدینہ میں شعبان ۶ ہجری ۱ تک ٹھہرے اسکے بعد آپ ﷺ نے قبیلہ بنی مصطلق پر حملہ کیا کیونکہ آپ ﷺ کو خبر ملی تھی کہ وہ اپنے سردار حارث بن ضرار کی قیادت میں حملہ کرنے کے لیے جمع ہو رہے ہیں چنانچہ آپ حضرت ﷺ نے ابو ذر غفاری یا دوسری روایت کے مطابق نمیلہ بن عبد اللہ لیشی کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا اور بنو مصطلق کے مقابلہ کے لیے نکلے مریع ۲ کے مقام پر جو قیدی ساحل سمندر کے درمیان تھے ادونوں گروہوں میں جنگ ہوئی جس میں بنی مصطلق کو شکست ہوئی انکے بہت سے آدمی مارے گئے اور عورتیں اور بچے گرفتار ہوئے ان قیدیوں میں ان کے سردار کی بیٹی جویریہ بھی تھیں رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح فرمایا۔

جب مسند ان اس غزوہ سے واپس آ رہے تھے تو ہشام بن صباہ لیشی قتل ہو گئے ان کا قتل خود اپنے ہی لشکر کے ایک آدمی کے ہاتھ سے ہوا جو حضرت کے خاندان سے تھا اس نے انہیں غلطی سے دشمن کا آدمی سمجھ لیا تھا۔

منافقین کی بدتمیزی : اس غزوہ کے دوران حجابہ بن مسعود غفای اور سنان بن واند جہنی کے درمیان جھگڑا ہو گیا حجابہ نے جو حضرت عمرؓ بن الخطاب کا ملازم تھا سنان کو طمانچہ مارا سنان خزدج کا حلیف تھا عبد اللہ بن ابی کو جب یہ حجابہ کی زیادتی کا حال معلوم ہوا تو اس نے منافقت کی وجہ سے کہا کہ جب ہم مدینہ میں واپس چلے جائیں گے تو ہم میں سے جو عزت والے ہیں وہ سب لوگوں کو شہر سے نکال دیں گے زید بن ارقم اسکی بات سن کر رسول اللہ ﷺ کو پہنچا دی اس موقع پر سورہ منافقین نازل ہوئی۔

صحابہ کی غیرت ایمانی : عبد اللہ کے صحابی بیٹے نے اپنے باپ سے بیزاری کا اظہار کیا اور آپ حضرت سیدہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ اللہ کی قسم آپ ہی عزت والے ہیں اور وہ ذلیل ہے اگر آپ حکم دیں تو اسے شہر سے نکال دوں گا جب ان کا باپ مدینہ میں داخل

۱۔ مورخین میں اس غزوہ کی تاریخ کے بارے میں اختلاف رہا ہے چنانچہ طبری خلیفہ اور ابن ہشام کے مطابق یہ غزوہ شعبان ۴ ہجری میں ہوا جب کہ واقعہ کی تاریخ کے بارے میں ۵ ہجری میں ہوا جب کہ صحیح میں موسیٰ بن عقبہ کی روایت ۴ ہجری کے بارے میں حاکم نے اکیلل بن غزوہ وغیرہ کا قول نقل کیا ہے کہ یہ ۵ ہجری میں ہوا ابن اسحاق بھی یہی کہتے ہیں دیکھیں سیرۃ ابن ہشام ج ۴ ص ۲۸۹۔ ۲۔ مریع اس غزوہ کو غزوہ بنی مصطلق یا غزوہ مریع بھی کہتے ہیں۔

ہونے لگا تو انہوں نے اپنے باپ کو مدینہ میں داخل ہونے سے روک دیا اور اس سے کہا کہ تو ہرگز داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ رسول اللہ ﷺ نہ آجائے۔
جائز نہ دیں آخر عبداللہ رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے مدینہ میں داخل ہوا اس کا بیٹا رسول اللہ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ اللہ کے رسول اللہ میں نے سنا ہے کہ آپ میرے باپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں اگر آپ کسی اور شخص کو اس کام پر مامور کریں تو مجھے خطرہ ہے کہ میں اس مؤمن کی ایک کافر سے بد میں قتل کر دوں۔ ① آپ مجھے حکم فرمائیں میں خود ہی اس کا سر آپ کے پاس لے آتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے انہیں دعا دی اور فرمایا کہ تمہارے باپ کو کو یہ نقصان نہیں پہنچے گا۔ ②

① یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ خاندانی تعصب میں مبتلا ہو کر اپنے باپ کا بدلہ لینے کے لیے ایک مؤمن کو قتل کر دوں۔ ثناء اللہ
② واقعہ کی تفصیل مترجم حکیم حسین کے قلم سے یہ واقعہ اس غزوہ میں واپسی کے وقت پیش آیا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس یہ یوں ہوا کہ تھیں کہ جن کے ساتھ آپ کو بہت زیادہ اس تھا لیکن اس واقعہ میں وہی نہ نازل ہونے کی وجہ سے آپ بھی سخت متروک اور حیران تھے واقعہ یہ پیش آیا کہ غزوہ ہند میں اس وقت ایک مقام پر قیوم فرمایا حضرت عائشہ قضاء حاجت کے لیے لشکر سے باہر گئیں جب لوٹ کر آئیں تو اپنے گلے میں وہ ہار نہ پایا جس کو وہ اپنی بہن سے روانگی کے وقت پہننے کے لیے لے کر آئیں تھیں وہ واپس ہار کی تلاش میں جہاں پر قضاء حاجت کے لیے گئی تھیں وہیں چلی گئیں اتنے میں لشکر نے کوچ کیا اور جو لوگ آپ کے محل کو ادنت پر رکھ کر تھے انہوں نے بھی محل اٹھا کر ادنت پر رکھ دیا چونکہ آپ نہایت کمزور اور ہلکی پھلکی لڑکی تھیں اس لیے کسی محل خالی ہونے کا احساس نہیں ہوا حضرت عائشہ لشکر گاہ میں بارے کر آئیں تو لشکر کو نہ یہ خیال کر کے جب یہ لوگ کسی مقام پر قیام کریں گے اور مجھ کو نہ دیکھیں گے تو ضرور میری تلاش میں آئیں گے ایک چادر لپیٹ کر وہیں گئیں صبح کا وقت تھا نیند گئی پھر صفوان بن معطل زیادہ سونے کی وجہ سے ہمیشہ سب کے بعد میں کوچ کیا کرتے تھے اس میں یہ بھی مصلحت تھی کہ گری پڑی چیزوں اور ساتھیوں کو باسانی شکر تک پہنچا دیتے تھے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو ز میں پر لیٹے ہوئے دیکھا تو ان للہ و اما اللہ راحعون پڑھا صفوان ان کی آواز سے عائشہ بھاگ گئیں حضرت صفوان نے اپنی ادنت بٹھا دیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سوار ہو گئیں صفوان نے ادنت کی مہار پکڑ لی اور روانہ ہو گئے حتیٰ کہ لشکر میں پہنچ گئے اس وقت لشکر ظہیرہ میں تھا عبداللہ بن ابی منافق منافقوں کے ایک گروپ کے ساتھ لشکر میں موجود تھا اس نے واقعہ کے دیکھتے ہی جو کچھ کہتا شروع کر دیا اور اپنے حسد منافق کرنے لگا اور رسول اللہ ﷺ خاموش تھے جب مدینہ میں لشکر اسلام پہنچا تب آپ نے کہا اپنے صحابہ سے اس واقعہ کے بارے میں مشورہ کیا اسامہ نے گزارش کی یہ واقعہ بالکل غلط ہے دشمن کے کہنے پر یہ خیال نہ فرمائیں آپ عائشہ رضی اللہ عنہا سے باطل تھے وہی نہ کہتے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا آپ عائشہ کو صبحہ کر دیجیے دوسری عورت سے نکاح کر لیجیے لیکن جب علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اس واقعہ میں پس و پیش فرما رہے ہیں تو علی رضی اللہ عنہ نے دوبارہ عرض کیا کہ آپ شک و شبہ کو چھوڑ دیجیے ناحق کا صدمہ نہ اٹھائیے ان کے علاوہ دوسرے صحابہ نے بھی اس واقعہ کو سن کر مسحاک ہوا بہتان عظیم مدینہ پہنچ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر دو گئیں ان کو وقت کی کچھ خبر نہ تھی رسول اللہ ﷺ ان سے مخاطب کم ہوتے تھے وہ رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے کر اپنے والد کے گھر چلی جاتی ہیں چند دنوں بعد ایک روز رات کو مسطح بن اثیم بن ربیع بن عبدالمطلب کے ساتھ قضاء حاجت کے لیے باہر جا رہی تھیں راستے میں ام مسطح نے مسطح کو برا کہا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ام مسطح سے کہا کہ آپ یہ یہ کہہ رہی ہیں؟ یہ شخص مہاجرین میں سے ہے اور بدر میں شریک ہوا ہے ام مسطح نے جواب دیا کہ کیا تمہیں اس واقعہ کی اطلاع نہیں ہوئی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کون سا واقعہ؟

ام مسطح نے سارا واقعہ بیان کر دیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سن کر پریشان ہو گئیں قضاء حاجت بھی نہ کر سکیں۔ روتی ہوئی واپس چلی آئیں پھر تو رات دن رونے کے سوا کچھ کام نہ تھا ایک تو بیماری دوسرا یہ صدمہ اس کے بعد جنہوں نے میرے اہل بیت کے بارے میں مجھے تکلیف پہنچائی ہے اور ان پر افتراء و بہتان باندھ رہے ہیں اور وہ کبھی ایسے شخص کے بارے میں کہہ رہے ہیں جس میں نے نیکی کے سوا کچھ نہیں دیکھا اور کبھی میرے مکان میں میرے بغیر کوئی داخل نہیں ہوا سید بن خضیر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یہ رسول اللہ ﷺ اور وہ لوگ اس کے قبیحہ کے ہیں ت و ہم ان کی برادری کے ہیں ان سے ہم اچھی طرح نہٹ سکتے ہیں اور اگر ہمارے بھائی خزرج سے ہیں تو ہم آپ کے قسم کے منتظر ہیں اس پر سعد بن عبادہ نے کہا معوم ہوتا ہے تمہارا خیال یہ ہے کہ الزام لگانے والے خزرج کے ہیں اور اگر تمہاری قوم کے ہوتے تو یہ نہ کہتے باتوں باتوں میں دونوں آدمیوں میں جھگڑا بڑھ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے منبر پر اترے یہ قول صاحب زادہ المعاد کا تھا لیکن ابن اثیر و ابن ہشام لکھتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صابہ سے مشورہ کیا تھا حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو کچھ ان کے دس میں آیا تھا مشورہ دے دیا تھا جیسا کہ ابھی مذکور ہوا بہر کیف اس خطبہ کے بعد رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اس وقت ان کے پاس ان کے ماں باپ اور انھار کی ایک خاتون موجود تھیں اور یہ بیٹھی رو رہی تھیں رسول اللہ ﷺ حمد ثناء کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہوئے اسے عائشہ رضی اللہ عنہا کو معوم ہے تمہارے بارے میں لوگ یہ کہہ رہے ہیں؟ اگر فی الحقیقت تم سے کوئی لغزش ہوگئی ہو تو اللہ سے رجوع کرو یہ سنتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آفسوختم گئے اس واقعہ میں ان کے ماں باپ کچھ جواب دیں گے جب ان لوگوں نے کچھ جواب نہ دیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ماں باپ سے کہا آپ لوگ جواب دو ان لوگوں نے کہا ہم کیا جواب دیں کچھ میں کچھ نہیں آ رہا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں ہرگز توبہ نہیں کروں گی اللہ اس کو خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں وہ بے شک میری تصدیق کرے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اس سے انکار کر دوں گی تو مجھے تم کو بچا نہیں جاوے گا اس لیے میں بھی وہی کہتی ہوں جو حضرت یوسف کے والد نے کہا تھا یعنی فصیر حمیل واللہ مستعان علی ما تصفون حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس وقت میں نے یعقوب کا نام بہت یاد کیا لیکن یاد نہ آیا تب مجبور ہو کر میں نے ان کو حضرت یوسف کے والد سے تعبیر (بقیہ سہ صفحہ پر)

حضرت جویریہ کا زوجیت نبوی میں آنا جب مسلمانوں کا معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے جویریہ کو اپنی زوجیت میں لے لیا ہے تو انہوں نے بنو مصطلق کے تمام قیدی آزاد کر دیئے کیونکہ اب ان لوگوں کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رشتہ قائم ہو چکا تھا چنانچہ حضرت جویریہ کی برکت سے ان کے قبیلے کے ایک سو آدمی آزاد ہو گئے اور پورا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

ولید بن عقبہ اور بنو مصطلق کا واقعہ بنو مصطلق کے سامنے قبول کرنے کے دو سال بعد رسول اللہ ﷺ نے انے صدقات وصول کرنے کے لیے ولید بن ابی معیط کو بھیجا چنانچہ وہ ان کے استقبال کے لیے نکلے مگر ولید اپنی جان کے خوف سے واپس چلے آئے اور رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ وہ انے قتل کے ارادہ سے نکلے ہیں اس کے بعد بنو مصطلق کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور اس بات پر ناراضی کا اظہار کیا کہ وہ صدقات سے پہلے ہی واپس آ گئے تھے اور ہم لوگ تو ان کے استقبال اور تکریم کے لیے آئے تھے رسول اللہ ﷺ نے انکی بات کو منظور کر لیا اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ
ترجمہ اے مومنو! جب کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اسکی چھان بین کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم سب خبر ہی میں کسی قوم پر حملہ کر دو اور پھر تمہیں اپنے کیے پر شرمندہ ہونا پڑے۔ (سورۃ الحجرات)

صلح حدیبیہ ۵ (۶ ہجری)

نزد بنو مصطلق کے دو مہینے بعد ذوالقعدہ میں رسول اللہ ﷺ عہدہ ادا کرنے کے لیے نکلے آپ نے ان احباب کو بھی بلایا جو مدینہ کے مصافحات میں رہتے تھے مگر ان میں سے اکثر لوگ نہ آئے لہذا آپ وہاں جرین اور انصار کے ساتھ لے کر نکلے اور چند اور عرب بھی ان کے پیچھے پیچھے ہو لیے۔ مسلمانوں کی بعد تیرہ تعداد تیرہ سو سے چند سو کے درمیان تھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قریش کے جابو بھی تھے۔ آپ ﷺ نے مدینہ کی سے احرام باندھ لیا تاکہ ان لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ ﷺ جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے۔

کفار کا جمع ہونا جب قریش مکہ کو آنحضرت ﷺ کی آمد کی خبر پہنچی تو وہ آپ کو بیت اللہ کی زیارت سے روکنے جمع ہونے اور لڑنے مرنے کے لیے تیار ہو گئے ہیں چنانچہ انہوں نے خالد بن ولید کو سوار فوج کے ساتھ کراۃ العظیم کی طرف بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس بات اطلاع عسکان کے مقام پر ملی چنانچہ آپ نے ثنیۃ المراء کا راستہ اختیار کر کے حدیبیہ میں پڑاؤ ڈال دیا۔ جو مکہ کے نچلی جانب واقع تھا اس پر خالد بن ولید اپنے سواروں کے ساتھ مکہ لوٹ گئے جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ کا رخ کیا تو آپ ﷺ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگوں نے کہا کہ شاید اونٹنی تمہاری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

① حدیبیہ پہاڑ کا نام ہے جو نہ زیادہ بڑا ہے نہ زیادہ چھوٹا اس کو حدیبیہ ایک کنوئیں کی وجہ سے کہتے ہیں۔ جو وہاں واقع ہے یہ کنواں اس مسجد کے پاس ہے جہاں وہ درخت ہے جس کے نیچے رسول اللہ ﷺ نے بیعت النبی حدیبیہ اور مکہ کے درمیان ایک مہل اور حدیبیہ و مدینہ کے درمیان ۹ مرحلوں کا فاصلہ ہے۔ ② یہ کنوئیں مکہ کے قریب ایک بڑے ہار نام ہے جو وہی عسکان سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ترجمہ ابدان

(بقیہ حدیبیہ صفحہ ۹۰ کے) یا میرے وہم و خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ اللہ جل جلالہ نے اپنے پیغمبر کے لیے کیا ناز دہنے سے تمہاریاں ہو گئے آپ ﷺ چاروں طرف سے گھیرے گئے مگر آپ ﷺ نے اس کا خوف نہ کیا کہ وہی کیا ناز ہوگی کیوں کہ میں نے قصہ راویب سنا تھا کہ جب مسدوق تم ہو آپ ﷺ کو گھیرنے کے پیشانی سے پسینہ پونچھتے رہو جاتے اور فرماتے جاتے ابشری یا عاتشہ فقد اقول اللہ براءک عاتشہ نے یہ سن کر اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ہر طرف سے خطبہ پڑھ کر ان آیت کو جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پڑھنے کے بارے میں نازل ہوئی تھیں تلاوت فرمائی ان الدیسی حانوا لافلت عصہ مکہ لاحتسوه شر لکم من هو حیر لکم لکل امری ما اکتسب من الاثم والذکر فکبرہ مہم لہ عذاب عظیم۔

ترجمہ سب شک جن لوگوں نے بہتان کا ملفون برپا کر رکھا ہے وہ تمہاری ہی جماعت سے ہیں تم اس کو اپنے حق میں فتنہ کا بانی ہے اس کے لیے مذہب عظیم ہے اس کے بعد اہل کف پر حد تک زہد جاری کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ مسطح بن اثاثہ حسن بن ثابت اور منہ بنت غنم جو کہ اس واقعہ میں بہت زور و شور مچا رہے تھے انکی وڑے ہوئے گئے اور عبد اللہ بن ابی جو اس کا بانی تھا روپوش ہونے کی وجہ سے بچ گیا واللہ اعلم۔ حکیم احمد حسین

نے فرمایا کہ وہ تھکی نہیں ہے کیونکہ اس طرح بیٹھنا اسکی عادت کے خلاف ہے بلکہ اسے اسی اللہ نے روکا ہے جس نے ہاتھی کو روکا تھا پھر فرمایا کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر قریش مجھے آج کسی ایسی بات کی طرف بلائیں جس میں حسن سلوک کی دوخو، ست ہو تو میں اسے ضرور منظور کروں گا۔ پھر آپ ﷺ اونٹنی سے اتر گئے۔

حدیبیہ میں معجزہ نبوی کا ظہور: لوگوں نے حدیبیہ میں پانی کی کمی کی شکایت کی آں حضرت ﷺ نے اپنے ترس سے ایک تیر نکال کر انہیں دیا جسے انہوں نے وہاں کے ایک کنویں کی چیمیں ڈال دیا پانی اس تیزی سے نکلا کہ تمام فوج کے لیے کافی ہو گیا ایک روایت کے مطابق براہ ابن عازب رضی اللہ عنہ تیر لے کر کنویں میں اترے تھے۔

قریش سے خط و کتابت: پھر رسول اللہ ﷺ اور مشرکین کے درمیان خط و کتابت شروع ہوئی رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن عفان و اپنی بیٹی بنو کر بھیجی مگر ان کے بارے میں یہ مشہور ہو گیا کہ وہ مشرکین کہا تھوں شہید ہو گئے ہیں لہذا رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو بدیا آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور مسلمانوں نے آپ کے ہاتھ پر مرنے مارنے کا عہد کیا اور کہا کہ ہم ہرگز نہیں بھاگیں گے اسے بیعت ارضوان کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنا بایاں (الک) ہاتھ دائیں ہاتھ (سیدھا) ہاتھ میں رکھا اور کہا کہ یہ ہاتھ حضرت عثمان کی طرف سے ہے۔

صلح کا عمل اور شرائط: سہیل بن عمرو آخری قاصد تھا جو اس موقع پر قریش کی طرف آیا دونوں جماعتوں کے درمیان یہ بات طے ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ اس سال واپس چلے جائیں اور عمرہ کے لیے اگلے سال آئیں آں حضرت ﷺ اور ان کی صحابی تھیاریوں کے بغیر مکہ میں داخل ہوں گے ان کے پاس صرف تواریں ہوں گے اور وہ بھی نیاموں کے اندر ہوں گی۔ آپ ﷺ مکہ میں صرف تین دن ٹھہریں گے دونوں گروہوں کے درمیان دس سال تک صلح رہی لوگ ایک دوسرے کے ہاں جاسکیں گے اور انہیں امن حاصل ہوگا اگر کفار میں سے کوئی مرد یا عورت مسلمانوں کی طرف ہجرت کر کے آئے گا تو اسے اس کی قوم کی طرف واپس بھیج دیا جائے گا لیکن اگر کوئی مسلمان مرتد ہو جائے اور اپنے دین سے پھر جائے تو کفار اسے واپس نہیں لے دیں گے یہ شرائط مسلمانوں کو ناگوار گزری اور بعض نے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار بھی کیا مگر رسول اللہ ﷺ اس بات کو جو سنتے تھے کہ اس صلح سے مسلمانوں میں امن قائم ہو جائے گا اور اسلام کو امن کی حالت میں غلبہ حاصل ہوگا اور مسلمانوں کے لیے خوشحالی کا راستہ پیدا ہو جائے گا۔

کفار کا رسول اللہ ﷺ کے نام پر اعتراض اور آپ کا معجزہ: یہ عہد نامہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھا تھا کہ انہوں نے اس تحریر کی یوں ابتداء کی تھی ہذا ما قاضی علیہ محمد رسول اللہ مگر سہیل نے اس پر اعتراض کیا اور کہا کہ اگر ہم انہیں اللہ کا رسول مانتے تو ان کے ساتھ کیوں لڑتے اس پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا رسول اللہ کے الفاظ مٹا دیئے جائیں مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اس پر آں حضرت ﷺ نے عہد نامہ لے کر ان الفاظ کو اپنے ہاتھ سے مٹا دیا اور ان کے بجائے محمد بن عبد اللہ کے الفاظ لکھے۔

الفاظ مٹانے پر ”امیت“ کے بارے میں شبہ کا جواب: آں حضرت ﷺ کے یہ الفاظ لکھنے سے آپ کے دل میں کوئی شبہ پیدا نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہ بات صحیح حدیث سے ثابت ہے یہ خیال کہ لکھنے پڑھنے سے معجزہ نبوت میں کوئی کمی لازم آتی ہے صحیح نہیں ہے کیونکہ لکھنے کا یہ واقعہ حروف کی پیچیدگی اور کتابت کے قوانین جانے بغیر پیش آیا تھا لہذا آں حضرت ﷺ کی امیت بدستور باقی رہی اور کتابت کا یہ واقعہ بھی دراصل آں حضرت ﷺ کے معجزات ہی میں شمار ہوتا ہے۔

ایک مسلمان اور گرفتار مشرکوں کی واپسی: جب معاہدہ لکھا جا رہا تھا تو سہیل کے بیٹے ابو جندل مسلمان ہو چکے تھے اور کہ میں قید تھے پاؤں میں بیڑیاں پہنے ہوئے آئے سہیل نے کہا عہد نامہ کی تعمیل کا یہ پہلا موقع ہے لہذا رسول اللہ ﷺ نے انہیں انکے والد کے حوالے کر دیا یہ بات مسلمانوں کو بہت ناگوار گزری مگر رسول اللہ ﷺ نے ابو جندل سے کہا کہ صبر سے کام لو اللہ تمہارے لیے کوئی راہ ضرور نکال دے گا۔

جب معاہدہ لکھا جا رہا تھا تو قریش کا ایک گروپ آیا جو تیس اور چالیس کے درمیان تھے اور مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتے تھے مسلمانوں کی فوج نے

انہیں پکڑ لیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے مگر آں حضرت ﷺ نے انہیں چھوڑ دیا۔

بغیر عمرہ کی قربانی اور حلق کا عمل: ... جب صلح نامہ لکھا جا چکا تھا تو رسول اللہ نے لوگوں کو حکم دیا کہ قربانی کریں اور اپنے بال منڈوائیں مگر لوگوں کے دل ٹوٹ گئے تھے اس لیے وہ اس بارے میں خاموش رہے آں حضرت ﷺ نے رنجیدہ ہو کر اپنی زوجہ محترمہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شکوہ کیا تو ام سلمہ نے فرمایا اے رسول اللہ! پہلے آپ نکلیں قربانی دیں اور سر منڈوالیں لوگ خود بخود آپ کی پیروی کریں گے چنانچہ آں حضرت ﷺ نے باہر نکل کر قربانی کی اور سر منڈوا دیا اس موقع پر آپ کے بال حضرت خراش بن امیہ خزاعی نے کاٹے تھے۔

صلح حدیبیہ کے نتائج: پھر رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس تشریف لے گئے حدیبیہ سے پہلے کی کوئی فتح اس سے زیادہ شاندار ثابت ہوئی۔ امام زہری ۱ کا کہنا ہے کہ پہلے جنگ وجدال کی وجہ سے لوگوں کو ایک دوسرے سے ملنے پر پابندی تھی مگر جب حدیبیہ کی صلح ہوئی اور بند ہو گئی اور امن قائم ہوا تو لوگ ایک دوسرے سے ملنے جلنے لگے اور انہیں آپس میں گفتگو کا موقع ملنے لگا جس شخص کی زبان پر اسلام کا ذکر آتا تھا وہ بات خرا سلام کے دائرہ میں داخل ہو جاتا تھا چنانچہ صلح حدیبیہ سے لے کر فتح مکہ تک دو سال کے عرصہ میں اتنے زیادہ لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے کہ پہلے کبھی نہیں ہوئے تھے۔

حضرت ابوبصیر کا واقعہ: ... جب رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس پہنچے تو ابوبصیر رضی اللہ عنہ عتبہ بن اسید مکہ سے بھاگ کر ان سے آئے عتبہ مسلمان ہو چکے تھے مگر ان کی قوم نے انہیں روک رکھا تھا کان کا تعلق قبیلہ ثقیف سے تھا یہ بنو زہرہ کے حلیف تھے چنانچہ حضرت عبدالرحمن بن عوف کے چچا ازہر بن عبد عوف اور بنو زہرہ کے سردار اخنس بن شریق نے بنو عامر بن لوی کے ایک آدمی کو اپنے غلام کے ساتھ ابوبصیر کو واپس لانے کے لیے بھیجا آں حضرت ﷺ نے ابوبصیر کو ان کے حوالے کر دیا مگر جب وہ ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے تو ابوبصیر نے انہی میں سے ایک شخص کو تلوار نکال کر عامری شخص کو مار ڈالا اور دوسرا آدمی بھاگ گیا۔

ابوبصیر دوبارہ خدمت نبوی میں: پھر ابوبصیر آں حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کا وعدہ پورا ہو چکا مگر اب مجھے خود اللہ تعالیٰ نے ان کے قبضہ سے چھڑا لیا ہے اس لیے میں یہاں آ گیا ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: افسوس ابوبصیر تو اس طرح جنگ کی آگ بھڑکا دے گا اس نے آں حضرت ﷺ کے انداز گفتگو سے یہ سمجھا کہ شاید آپ پھر مکہ والوں کے حوالے کر دیں گے اس لیے وہ مدینہ چھوڑ کر ساحل سمندر کی طرف چلے گئے اور قریش کے اس تجارتی راستہ پر رہنے لگے جو شام کی طرف جاتا تھا قریش کے بہت سے لوگ جو اسلام قبول کرنا چاہتے تھے بھاگ کر ان کے پاس پہنچ گئے اور انہوں نے مل کر قریش کو جنگ کرنا شروع کیا اور ان کے قافلوں پر حملہ کرنے لگے ۲ اس پر قریش نے آں حضرت ﷺ کو لکھا کہ ان لوگوں کو مدینہ بلا لیا جائے۔

خواتین اسلام کا اعزاز: ... پھر عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی ام کلثوم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو اس کے بھائی عمارہ اور ولید اس کے لینے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے مگر اللہ تعالیٰ نے آں حضرت ﷺ خود مسلمان خواتین کو کافروں کے پاس واپس بھیجنے سے منع ۳ کر دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے کافر عورتوں کو مسلمانوں کے لیے حرام قرار دیا ۴ جو کافر عورتیں مسلمانوں کی بیویاں تھیں ان سے ان کے نکاح

۱ ابوشہب الزہری قبیلہ قریش سے تھے جو ۵۰ ہجری میں یاس کے کچھ عرصہ بعد پیدا ہوئے ان کا شمار ان قدیم اور بڑے محدثین میں ہوتا ہے جنہوں نے موسیٰ خفاف کی فرمائش پر احادیث نبوی کو پہلے پہل تحریری طور پر ضبط کیا امام زہری نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق معلومات حاصل کرنے میں بہت محنت کی مدینہ منورہ میں ایک ایک انصاری کے گھر جاتے اور آں حضرت ﷺ کے حالات اور اقوال ہوجتے تھے اور لکھا کرتے تھے امام موصوف اموی خلفاء کے دربار سے تعلق رکھتے تھے اور ان کے قریبی لوگوں میں داخل تھے انہوں نے مغازی پر ایک مفصل کتاب لکھی ہے اور جیسا کہ امام سیوطی نے تصریح کی ہے یہ اس فن کی پہلی تصنیف تھی موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحاق ان ہی کے شاگردوں میں سے تھے ام زہری نے ۱۲۴ ہجری میں دمشق میں وفات پائی۔

۲ کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں میں ابوجندل بھی شامل ہو گئے تھے۔ ثناء اللہ۔ ۳ چنانچہ اس بارے میں سورہ مجملہ کی یہ آیت نازل ہوئی فان علمتموهن مومنات فلا ترجعوهن الی الکفار۔ ۴ اور یہ آیت نازل ہوئی ولا تمسکوا بهنم البکوافر۔

خود بخود ٹوٹ گئے۔ ①

① صلح حدیبیہ کا مفصل واقعہ مترجم امام زہری کی روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مقام حدیبیہ میں اطمینان سے مقیم ہو گئے تو اس وقت آپؐ پاس بدیل بن ورقہ خثعمی چند خراعیوں کو لے کر آیا اور آپؐ کے آنے کا سبب پوچھا تو لوگوں نے کہا آپؐ لڑائی کے ارادے سے نہیں آئے بلکہ بیتا شریف کی زیارت کے لیے تشریف لے رہے ہیں یا تمہیں نظر نہیں آ رہا کہ قافہ کے آگے قربانی کے اونٹوں کی قطار ہے اور آپؐ احرام باندھے ہوئے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ان کی بات کی تصدیق کی بدیل یہ سن کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ وٹ قریش کے پاس آیا اور ان سے مخاطب ہو کر کہ اسے قریش والوں اتم لوگ فضول میں محمد کے ساتھ جنگ کرنے میں جلدی کر رہے ہو تم سے بڑے نہیں آئے بلکہ بیت مدینہ زیارت کے لیے آئے ہیں قریش نے جواب دیا اگرچہ وہ جنگ کے ارادے سے نہیں آئے لیکن پھر بھی وہ اس شہر میں داخل نہیں ہو سکتے دیکھو ستمداروں بارے میں چھ فتنوں نے اس کے بدلائل مکہ نے ابن حفص بن اخیف و جویہ و عامر بن لوی کا بھائی تھا بھیجا اس سے بھی یہی گفتگو ہوئی اور اس نے بھی واپس ہو کر قریش کو اس بات کی اطلاع دی پھر نبیوں کے حبشیوں کے سردار حلیم بن ملقمہ یا ابن زمان کو حال دریافت کرنے کے لیے روانہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اس کو آتے ہوئے دیکھ کر فرمایا ستمداروں! اس وقت جو قریشی سے ان کے رد و جویہ سے قریشی کے جانوروں کو دیکھ کر رسول اللہ کے پاس تک نہ گیا راستہ ہی سے لوٹ کر قریش کو سارا واقعہ بیان کر دیا قریش نے ہر بیخود کی جی ڈی تو سمجھتا تو سمجھتا نہیں بن اسحاق کہتے ہیں کہ اس بات سے حلیم کو غصہ آ گیا اور نہایت تیز آواز سے کہا اے قریش والو! واللہ ہم نے تمہارے ساتھ اس بات کا حلف نہیں کیا اور نہ سب بات پر مہد کیا ہے کہ اس شخص کو روکا جائے گا جو بیت اللہ کی زیارت کے لیے آ رہا ہے مجھ کو اس کی قسم ہے جس کے قبضہ میں حلیم کی جان ہے یا تو محمد ﷺ کو جس کام کے لیے وہ آئے ہیں تم اس کو چھوڑ دو گے یا میں اپنے سارے حبشیوں کو لے کر چلا جاؤں گا قریش نے اس کا رویہ دیکھ کر نرمی سے کہا بھائی حلیم تم خاموش رہو جو تم کہو گے وہ ہو گا ذرا ہم اطمینان تو کریں ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ان واقعات کے بعد پہلے رسول اللہ ﷺ نے خراش بن امیہ خزاعی کو بلایا اور اپنے اونٹ ثعلب نامی پر سوار کر کے اہل مکہ کے پاس سفارت کے غرض سے روانہ کیے اہل مکہ نے آپؐ کو سلاطین کے اونٹ کو ذبح کر دیا اور خراش بن امیہ کے قتل پر تیار ہو گئے حبشیوں نے درمیان میں پڑ کر بچا یا خراش بچا کرے جان بچا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے دوسرے واقعات عرض کیے آپؐ نے عمر بن الخطاب کو اہل مکہ کے پاس بھیجنے کے لیے بلایا عمر بن الخطاب نے عرض کی اے رسول اللہ! مجھے مکہ جانے میں کچھ مدد نہیں ہے میری یدار سنی سے روکے آپؐ کو بخوبی معلوم ہے کہ قریش مجھ سے کس قدر برہم ہیں اور مجھ کو کچھ کس قدر آگ بولہ ہو جاتے ہیں لیکن میں اس کام کے لیے اپنے سے زیادہ اچھے کا نام بتاتا ہوں آپؐ عثمان عفان کو بدینے اور ان سے یہ کام لیجیے رسول اللہ ﷺ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور حضرت عثمان بن عفان کو بلا کر ابوسفیان اور ردہ ساق قریش کے پاس مکہ روانہ فرمایا عثمان نے مکہ میں پہنچ کر سب سے پہلے بان بن سعید بن العاص سے ملاقات کی اور رسول اللہ ﷺ کا پیغام دیا ابن ان کو ابوسفیان اور ردہ ساق قریش کے پاس سے یہ قریش نے ہر ہمارے رتی چاہتا ہو تو طواف کرو ہم کسی کا پیغام سنن نہیں چاہتے ہیں عثمان بن عفان نے جواب دیا میں اس وقت تک طواف نہ کروں گا جب تک رسول اللہ ﷺ طواف نہ کریں گے قریشی یہ سن کر خاموش ہو گئے اور ان کو روک لیا کسی نے رسول اللہ ﷺ تک خبر پہنچا دی کہ عثمان بن عفان کو اہل مکہ نے شہید کر دیا ہے ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے عبد اللہ بن ابی ہریرہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب یہ خبر ملی تو آپؐ نے فرمایا کہ جب تک میں اس قوم سے بدلہ نہیں لے لوں گا ہرگز حرکت نہ کروں گا ورنہ لوگوں کو بیعت کے لیے بدیا اس بیعت سے جد بن قیس کے علاوہ کسی نے انکار نہیں کیا سب سے پہلے ابوسفیان اسدی نے بیعت کے لیے ہاتھ بڑھایا اس کے بعد قریش نے سہیل بن عمرو کو جو بنو نمیر بن موی کے بھائی تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام صلح دے کر بھیجا رسول اللہ نے اس کو آتے ہوئے دیکھ کر فرمایا اب قریش صلح کی طرف مائل ہو گئے ہیں کہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے صلح کی شرائط کہیں عبد نامہ لکھا جانے لگا رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب سے فرمایا لکھو "بسم اللہ الرحمن الرحیم" سہیل نے عرض کیا کہ میں یہ نہیں جانتا۔ اللھم لکھو! آپؐ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا یہی لکھو پھر فرمایا لکھو "ہذا صالح علیہ محمد رسول اللہ" سہیل بن عمرو نے اس پر بھی اعتراض کیا کہ ہم آپؐ کو رسول اللہؐ مانتے تو آپؐ سے کیوں لڑتے؟ آپؐ اپنا نام لکھو! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا یہ لکھو "ہذا صالح علیہ محمد بن عبد اللہ سہیل بن عمرو واصطلاحاً علی وضع الحرب عن الناس عشر سنین یا من فیہن الناس ویکف بعضهم عن بعض علی انہ من دھب الی محمد من قریش بغیر ادن ولیدہ ردہ علیہم ومن جاء قریشا ممن مع محمد لم یردہ علیہ وان یناعیہ مکفو فقاوہ لا اسلام ولا اغلال من احب ان یدخل فی عقد محمد وعہدہ دخل فیہ ومن احب ان یدخل فی عہد قریش وعہدہم دخل فیہ وانتک ترجع عنا عامک هذا فادخل علیا مکة وانه اذا کن عام قبل حرجا عشت فادخلنا صاحبک فافقت بہا ثلاثا معک سلاح الراکب السیوف فی القرب لا تدخلہا بغیرہا۔

ترجمہ یہ ایک معاہدہ ہے جس کو محمد بن عبد اللہ ﷺ اور سہیل بن عمرو اور نے متفق ہو کر اور شرائط صلح طے کر کے لکھوایا ہے اور وہ شرائط یہ ہیں (۱) دن برس تک ثرالی بدر نمی جائے گی تاکہ دونوں کو امن حاصل ہو اور رزائی جھگڑا ایک دوسرے سے رکا رہے۔ (۲) جو شخص قریش میں سے محمد کے پاس بغیر اجازت اپنے ولی کے ساتھ چلا جائے گا اس کو محمد ﷺ قریش کے پاس واپس کر دیں گے جو شخص محمد ﷺ کے ساتھیوں میں سے قریش کے پاس آ جائے گا اس کو یہ نہ واپس کریں گے (۳) کسی قسم کا فتنہ نہ اٹھایا جائے گا اور نہ تلوار اٹھائی جائے گی ورنہ حیات کر جائے گی۔ (۴) جو شخص محمد ﷺ کے عقد و عہد میں داخل ہونا چاہے تو وہ داخل ہو سکتا ہے اور جو قریش کے عقد میں داخل ہونا کا ارادہ رکھتا ہے تو اس میں داخل ہو سکتا ہے۔ (۵) محمد اس سال واپس چلے جائیں مکہ میں نہ داخل ہوں اور جب آئندہ سال آئیں تو ان کو داخل ہونے کی اجازت ہے وہ اپنے اصحاب سمیت آئیں گے۔ (بقیہ ملاحظہ ہو)۔

بادشاہ کے نام تبلیغی خطوط صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں میں سے چند صحابہ کو عرب اور عجم کے مختلف حکمرانوں کی طرف مبلغ بنا کر بھیج دیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت سلیط بن عمرو کو جو عامر بن لوی کے خاندان سے تھے یمامہ کے حاکم ہوزہ کی طرف بھیجا۔ بعد میں حضرت جعفر بن ابی ہاشم کو بھیج دیا۔

مقوقس کے نام خط۔ اس طرح آں حضرت ﷺ نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو اسکندریہ کے حکمران مقوقس کی طرف روانہ کیا جب حضرت حاطب نے اسے رسول اللہ ﷺ کا خط پہنچایا تو مقوقس نے آں حضرت کی خدمت میں چار باندیاں تحفہ بھیجیں ان میں سے ایک حضرت رضیہ بھی تھی جن کے لطن سے آں حضرت ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تھے۔

ہرقل کے نام ❶ آں حضرت نے قیصر روم کے پاس وحیہ بن خلیفہ کلبی کو روانہ فرمایا۔ قیصر کا نام ہرقل تھا آں حضرت ﷺ کا قصہ پہلے بصری پہنچ پھر وہاں کے گورنر نے اسے ہرقل کی طرف روانہ کر دیا قیصر نے پہلے ہی پیشن گوئی کی کہ مختون ❷ قوم میں ایک نبی ظاہر ہو چکا ہے اس نے آں حضرت ﷺ کا نام مبارک پڑھا جس کا مضمون یہ تھا:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

من محمد رسول الله الى هرقل عظيم الروم السلام على من اتبع الهدى اما بعد ! اسلم تسلم يؤتك الله اجرک مرتين فان توليت فانما عليك اثم الاربسين ❶ ويا اهل الكتاب تعالوا الى كلمة سواء بيننا وبينكم ان لا نعبدوا الا الله ولا نشرك به شيئا ولا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون .

یہ خط اللہ کے رسول محمد کی طرف سے رومیوں کے بادشاہ ہرقل کی طرف بھیجا گیا ہے سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے اما بعد! سسماں ہو جاؤ سلامتی پاؤ گئے اور اللہ تمہیں دگنا اجر عطا فرمائیں گے لیکن اگر تم نے ہماری بات نہ مانی تو تمہاری رعایا کے گناہ کا بوجھ بھی تمہاری گردن پر ہوگا اے اہل کتاب ایسے دین کی طرف آ جاؤ جس پر ہمارا اور تمہارا اتفاق ہے کہ ہم اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہ نہیں اور اللہ کے ساتھ کسی کبشریک نہ کریں اور اللہ کو چھوڑ کر ہم میں سے کوئی کسی کو رب نہ بنائے پھر اگر وہ پھر جائیں تو تم کہہ دو کہ اے اہل کتاب ہمارے اسلام پر گواہ رہو۔

قیصر روم اور ابوسفیان کا مکالمہ: جب قیصر کو یہ خط ملا تو اس نے اس حضرت مسیحؑ کی قوم کے آدمیوں کو تلاش کر کے بدیا چننے پر غزہ ❶ (شام) سے چند عربوں کو لایا گیا جن میں ابوسفیان بھی شامل تھے قیصر نے ان سے اس حضرت مسیحؑ کے حالات معلوم کیے جیسا کہ صحیح البخاری ❷ میں آیا ہے قیصر نے اپنی ذہانت پر بہت غصے ہوئے مگر قیصر نے ان سے نرمی سے بات کی اور گفتگو وہیں ختم کر دی۔ ❸

۱ ہر قل اسے ہر کو لیس پڑھا جاسکتا ہے۔ ثناء اللہ ۲ وہ قوم جن میں ختنہ کرانے کا رواج ہے۔ ثناء اللہ ۳ شام کی زبان میں اور میں کسان یا مزرع کو کہتے تھے چونکہ قیصر کی رعایا بیشتر کاشتکار تھی اسی لیے اس کی رعایا کے لیے اور یسین کا لفظ استعمال کیا ہوا بعض دوسری روایت میں اکارین جو لفظ آیا ہے اسی زبان کا ہے اور در یسین کا اور کارین کا تقریباً ایک ہی معنی ہے۔ ۴ غزہ شام کا ایک ساحلی شہر ہے جہاں قدیم زمانہ میں عرب لوگ تجارت کے لیے جایا کرتے تھے یہ آج کل موجود فلسطین میں شام کے زرتہ رہائے کے جتنے حالات آئیں گے چاہیں وہ دور نبوی کے ہوں یا اس سے پہلے کے سب میں غزہ کو شام میں ہی لکھا گیا ہے یہ سارا علاقہ بشمول فلسطین کے سب شام میں شمار کیا ہوتا ہے اس کی موجودہ تقسیم بعد کے زمانے کی ہے۔ ثناء اللہ ۵ صحیح بخاری کتاب المغازی باب ۷۷ ص ۱۶۲ ۱۵۰۴۔ ۶ صحیح و استدراک۔ ثناء اللہ

(بقیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) دن تک ٹھہریں اسلحہ میں سے سواروں کے پاس صرف تلواریں ہوں اور وہ بھی نیام میں ہوں اس کے سوا مکہ میں اور کچھ نہ لائیں۔ یہ عہد نامہ لکھا جا رہا تھا کہ ابو جندل بن جمیل آگئے اور اس عہد نامہ کے مطابق سبیل کو واپس دے دیا گیا جیسا کہ اوپر تذکرہ جو تحریر کے بعد بغرض تکمیل صلح نامہ پر دونوں فریق کے مابین ہوا۔ ہر صدیق نے اس عہد نامہ پر دستخط کیا۔ عبد الرحمن بن عوف، عبد اللہ بن سہیل بن عمرو، سعد بن ابی وقاص، محمود بن مسلمہ، کثر بن حفص اور علی بن ابی طالب نے اسے اپنے اپنے نام سے تصدیق کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے سرمنڈایا قربانی فرمائی اور مدینہ واپس آگئے راستہ میں سورۃ فتح نازل ہوئی جس میں ان واقعات اور بیعت الرضوان کا تذکرہ تھا جو معلوم ہے کہ اس سے پہلے طعنے لگے۔ حکیم حمد حسین

قیصر کا دربار یوں سے مشورہ: محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ قیصر روم نے دو بار یوں کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ عربوں جزیرہ ادا کر دیا جائے مگر انہوں نے اس تجویز کو قبول کرنے سے انکار کر دیا پھر اس نے کہا انہیں سورہ (یعنی شام کا ملک) دے کو ان کے ساتھ کر لی جائے مگر دربار یوں نے اس تجویز کو بھی رد کر دیا اور کہنے لگے کہ یہ فلسطین کی سرزمین ہے یہ اردن ہے یہ دمشق ہے یہ حفص ہے جو شاہِ راء سے ایک طرف ہے اور دوسری ہی طرف تو شام ہے بہر حال انہوں نے قیصر کی تجویز رد کر دی۔ ❶

رئیس غسان کے نام..... ابن اسحاق کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شجاع بن وہب اسدی کو غسان کے سردار حارث بن شمر کی طرف روانہ کیا اور اسکو ایک خط بھیجا جس کا مضمون یہ تھا:

السلام علی من اتبع الهدی وامن به ادعوك الی ان تؤمن بالله وحده لا شریک له یقی لک مدک

ترجمہ: سہمتمی ہو اس شخص پر جو ہدایت کی اتباع کرے اور جواب دینے میں بہت کچھ اس بات کی دعوت دینا توں کہ اللہ پر یمن

❶ ہرقل قیصر روم کا ابوسفیان سے مکالمہ: (از مترجم) ابوسفیان اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے ان کے ساتھ قریش کی ایک جماعت تھی جس وقت یہ قیصر کے دربار میں آئے ہرقل نے ابوسفیان کے پیچھے بٹھادیا اور ابوسفیان کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر یوں میں ان سے کچھ دریافت کروں گا اگر یہ کچھ جھوٹ ہو میں تو تم کو جھٹلاؤں۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ اگر مجھ کو اس کا خوف نہ ہوتا تو ضرور جھوٹ بولتا مجھ سے ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کے حالات دریافت کیے میں نے ان کو تحقیر کرتا تھا بیان کرنا شروع کیا لیکن ہرقل نے میرے کہنے پر توجہ نہ کی پہلا سوال اس نے یہ کیا کہ تم میں اس (محمد) کا نسب کیسا ہے میں نے کہا وہ سب کے اعتبار سے اچھا ہے پھر اس نے سوال کیا کہ میں نے سنا ہے کہ اس کا نسب گندہ ہے جس نے یہ کہا ہو جو یہ کہتا ہے؟ میں نے کہا نہیں پھر اس نے پوچھا کیا اکی حکومت تھی اس کے پاس ملک تھا جس وقت وہوں نے یمن یا بنی یمن نے کہا نہیں پھر اس نے پوچھا اس کے پیروکار کیسے ہیں؟ میں نے کہا کہ کمزور غریب اور نو عمر پھر اس نے کہا کیا وہ لوگ جو اس کے پیروکار ہوئے ہیں اس کو دوست رکھتے ہیں اور اس کے ساتھ رہتے ہیں یا اس سے علیحدہ بھی ہو جاتے ہیں؟ میں نے جواب دیا کسی نے آج تک اس کا پیروکار بننے کے بعد اس سے علیحدگی اختیار نہیں کی پھر اس نے سوال کیا کہ انہوں میں اس کی کیا حالت رہتی ہے؟ میں نے کہا کبھی وہ ہم پر غالب آ جاتا ہے اور کبھی ہم اس پر غالب پھر اس نے کہا کیا کبھی وہ تم سے بد عہدی بھی کرتا ہے؟ میں نے اس کو جواب دینے میں بہت کچھ سوچا اور کوئی دوسرا جواب دینے کو تھا لیکن نہیں کے سوا میری زبان سے کچھ نہ نکلا ہرقل یہ سن کر تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا اس کے بعد پھر ابوسفیان سے مخاطب ہو کر کہتے لگا اے شخص! میں نے تجھ سے ان کا نسب معلوم کیا تو تو نے کہا وہ اوساط الناس سے ہے بلاشبہ انبیاء کرام اسی طرح کے نسب کے ہوتے ہیں میں نے پھر تجھ سے دریافت کیا کہ اس کے خاندان میں سے جو کچھ یہ کہتا ہے کسی اور نے کہا ہے تو نے کہا کہ نہیں پھر میں نے سوال کیا کہ تم میں سے کسی نے اسے ملک کو نہیں لیا ہے جسکو حاصل کرنے کے لیے اس نے دعویٰ کیا ہے تو نے کہا نہیں میں نے اس کے قبیعین کا حال دریافت کیا شعفاء مسکین اس کی اتباع کرتے ہیں بے شک انبیاء و رسل کی تہا ایسے ہی لوگ کرتے ہیں پھر میں نے تجھ سے سوال کیا کہ جو شخص اس کی اتباع کرتا ہے تو اس سے علیحدگی بھی کرتا ہے یا کہ وہ اس کو ہمیشہ دوست رکھتا ہے تو نے کہا کہ اس کے قبیعین سدا دوست رکھتے ہیں اس سے جد کبھی نہیں ہوتے بلاشبہ حلدوت ایمان کی یہی صفت ہے جس دل میں ایمان داخل ہو جاتا ہے اس سے عہد و قرار کے بارے میں دریافت کیا تو تو نے کہا کبھی وہ بد عہدی نہیں کرتا اگر تو نے یہ باتیں سچ سچ نہیں ہیں تو بلاشبہ وہ اس چیز پر غالب آ جائے گا جو میرے قدموں کے نیچے ہے (یعنی تخت قیصری یا سلطنت روم) اور اگر تم میں سے کسی نے اس سے بد عہد کر دیا کف افسوس ملتا ہو اور بارے یہ کہتا ہو اب ہر نکلا افسوس امن ابی کہو کا یہ حال ہو گیا کہ بلاشبہ نبی اس سے سلطنت سدا وجود رکھتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی تائید کی تائید (تفصیل) کرتے ہیں کفار مکہ رسول اللہ ﷺ کی توہین کی غرض سے امن ابی کہو کہتے تھے۔

بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ اس سے پہلے ہرقل نے رسول اللہ کے بارے میں ایک شخص جو رومہ میں رہتا تھا لکھا اس شخص نے رومہ سے جواب لکھا کہ یہ وہی شخص ہے جس کا ہم لوگ انتظار کرتے تھے ایک تو اس کی اتباع کر اور اس کی نبوت کی تصدیق کر اس پر ہرقل نے بطارقہ روم کو ایک مکان میں جمع کیا اور دروازہ بند کر کے کہنے لگا کہ میرے پاس اس شخص کا نام آیا ہے جو اپنے دین کی دعوت دیتا ہے اور بے شک یہ وہی نبی ہے جس کا ذکر ہم اپنی کتاب میں پاتے ہیں لہذا آؤ ہم سب اس کی اتباع کریں تاکہ ہماری دنیا اور دین کی بھلائی ہو بطارقہ یہ سنتے ہی چلا گئے اور نکلنے کے غرض سے دروازہ کی طرف بھاگے۔ ہرقل نے ان کی برہمی سے اپنی جان کے خوف سے ان کو پھر واپس بلایا اور یہ کہ میں تم کو تڑپا رہا تھا اب مجھ کو تمہاری سبب غمی، کچھ خوشی ہوئی ان لوگوں کے چپے جانے کے بعد ہرقل نے دیکھ کلی سے کہا میں جانتا ہوں کہ تمہارا دوست (محمد ﷺ) ہی مرسل ہے لیکن مجھ کو اس کے ظہار سے اپنی جان کی خوف ہے اگر ایسا نہ ہوتا میں اس کی اتباع کرتا اس کے بعد ہرقل نے حضرت دیکھ کلی کو روم کے اسقف اعظم نے حال سن کر کہا کہ تمہارا دوست نبی مرسل ہے اس کا ذکر ہم کتب سہانی میں پاتے ہیں یہ کہہ کر اس نے اپنا عصا اٹھایا اور کلیسا میں پہنچ گیا علماء نصاریٰ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا میرے پاس احمد ﷺ کا نام ہے وہ ہمیں دین خدا کی طرف بار بارے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں علماء نصاریٰ یہ سنتے ہی اس پر ٹوٹ پڑے اور اسکو شہید کر دیا۔ حضرت دیکھ کلی نے یہ حال دیکھ کر ہرقل کو بتایا ہرقل نے کہا مجھ کو بھی اسی کا خوف ہے تب اس واقعہ کے بعد ابوسفیان بلائے گئے اور ان سے باتیں ہوئی واللہ اعلم۔

لے آئے جو اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ایمان لانے کی صورت میں تمہاری بادشاہت قائم رہے گی۔

غسان کے سردار کا جواب: غسان کے سردار نے یہ خط پڑھ کر کہا کون ہے جو میری بادشاہی مجھ سے چھین سکتا ہے میں اس پر حملہ کر دوں گا آں حضرت ﷺ نے جواب سن کر فرمایا کہ اس کی بادشاہت برباد ہوگئی۔

نجاشی کے نام خط: رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی ❶ یعنی شاہ حبشہ کی طرف جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں خط دے کر روانہ فرمایا جس کا مضمون یہ ہے

من محمد رسول الله ﷺ الى النجاشي الاصحمة عظيم الحبشة سلام عليك فاني احمد اليك الله القدوس السلام المؤمن المهيمن واشهد ان عيسى بن مريم روح الله وكلمته القاها اليمريم الطيبة البتول الحصينة فحملت فخلقته من روحه ونفخه كما خلق ادم بيده ونفخه واني ادعوك الى الله وحده لا شريك له والمولاة على طاعة تبغني وتؤمن بالذي جئتني فاني رسول الله وقد بعث اليك ابن عمي جعفر ومعه نفر من المسلمين فاذا جئت فاقهم ودع التجري واني ادعوك وجنودك الى الله فلقد بلغتك ونصحت على من اتبع الهدى .

ترجمہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے رسول کی طرف سے اس نجاشی حبشہ کے بادشاہ کے نام سلام علیک میں حمد بیان کرتا ہوں سامنے اس مقدس خدا کی جو سراسر سلامتی اور مؤمن اور محکم ہے اور گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ عیسیٰ علیہ السلام بن مریم روح اللہ ہیں اور اللہ کا کلمہ ہے جس کو اس نے پاکیزہ کنواری مریم کی طرف القاء کیا جو دنیا سے بے رغبت اور پاکباز خاتون تھیں جس سے انہیں عیسیٰ کا حمل پڑا اور جسے اللہ نے اپنی روح اور اپنی پھونک سے پیدا فرمایا جس طرح آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ اور اپنے نفخ (پھونک) سے پیدا فرمایا تھا میں نے تجھے اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں جو اکیلا ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں اور میں تجھے اس کی فرمانبرداری میں آپس کے بھائی چارے کی طرف دعوت دیتا ہوں میری اتباع کر اور جو کچھ مجھ پر اترا ہے اس پر ایمان لے آ کیونکہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں میں نے تمہارے پاس اپنے چچا زاد بھائی جعفر اور چند دوسرے مسلمانوں کو بھیجا ہے جب وہ تمہارے پاس آئیں تو ان کی میزبانی کرنا اور اللہ سے تکبر کرنا چھوڑ دے میں تجھے اور تیری فوج کو اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں میں نے پیغام خداوندی پہنچا دیا ہے ورتیری خیر خواہی کی ہے پس میری نصیحت قبول کرو اور سلامتی ہو اس شخص پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔

نجاشی کا جواب: نجاشی نے آں حضرت ﷺ کی طرف لکھا:

الى محمد رسول الله من النجاشي الاصحم ابن ابجر ❶ سلام عليك يا رسول الله وحمدة الله وبركاته احمد الله الذي لا اله الا هو الذي هدانا للاسلام اما بعد! فقد بلغني كتابك يا رسول الله فما ذكرت من امر عيسى فورد السماء والارض ما نريد بالراي على ما ذكرت انه كما قلت وقد عرفنا قربنا عمك وصحابه فاشهد انك رسول الله صادقا مصدقا فقد بايعتك وبايعت ابن عمك واسلمت لله رب العالمين وقد بعثت اليك لا املك الانفسي ان شئت ان اتيك فعلت يا رسول الله فاني اشهد ان الذي تقول حق والسلام عليك يا رسول الله .

❶ حبشہ میں عیسائیت مصر سے آئی تھی ۳۳۰ء کے قریب اسکندریہ سے ایک پادری فرمشتیوں آیا جس کی تبلیغ سے اس وقت کے نجاشی یعنی شاہ حبشہ نے حج کا نام لے لیا تھا عیسائی مذہب قبول کر لیا اور فرمشتیوں حبشہ کا پہلا مطران پادری بنا اس کے بعد چند سریانی راہب بھی آئے اور عیسائیت پھیلانے میں بہت کوششیں سرانجام دیں مگر ان کے وقت تک حبشہ میں عیسائی مذہب بہت پھیل چکا تھا۔ ❷ بیروت کے نسخہ میں ابن ابجر کے بجائے ابن الحریر ہے۔

ترجمہ: محمد ﷺ پیغمبر خدا کی طرف نجاشی اصم بن ابجر کی طرف سے سلامتی ہو آپ پر رسول اللہ اللہ کی طرف سے وراثت کی رحمت اور برکت ہو آپ پر میں حمد کرتا ہوں اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی ہے جس نے ہم کو اسلام کا راستہ دکھایا ہے مابعد مجھے آپ کا مکتوب ملا۔ اللہ کے رسول! مجھے آسمان اور زمین کے پروردگار کی قسم جو کچھ آپ عیسیٰ کے بارے میں کہا کہ ہم بھی اس سے زیادہ نہیں مانتے عیسیٰ علیہ السلام ویسے ہی تھے جیسا کہ آپ نے بیان کیا ہے ❶ اور ہم پہنچانتے ہیں اس چیز کو جس کے ساتھ آپ ہماری طرف بھیجے گئے ہیں ہم نے آپ کے چچا زاد بھائی اور ان کے ساتھیوں کو اپنا قریبی بنایا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ سب بات کی کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں میں آپ کی بیعت کرتا ہوں اور آپ کے چچا زاد بھائی کی میں اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہوں جو کائنات کا پروردگار ہے میں نے آپ کی طرف اپنے بیٹے ارخام کو بھیجا ہے کیونکہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے پاس آسکتا ہوں اے اللہ کے رسول! میں شہادت دیتا ہوں اس بات کی کہ جو کچھ آپ کہتے ہیں سچ ہے والسلام علیک یا رسول اللہ!

نجاشی کے وفد کی غرقابی۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ نجاشی نے اپنے بیٹے کو ساتھ حبشیوں کے ساتھ خدمت نبوی میں بھیج کر راستہ میں ان کا جہاز مسافروں سمیت غرق ہو گیا۔ ❷

ام حبیبہ بنت النہاس کے ساتھ آنحضرت ﷺ کا نکاح:۔ اس حضرت ﷺ نے نجاشی کو لکھا کہ ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ کے ساتھ میرا نکاح کر دو چنانچہ نجاشی نے اپنی ایک خادمہ کو نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ام حبیبہ نے اسے اپنے پاس سے پازیب اور چوڑیاں انعام میں دے دیں اور خالد بن سعید بن اعدس کو اپنا وکیل مقرر کیا نجاشی نے خالد بن سعید کو اس حضرت ﷺ کی طرف سے مہر کے چار سو دینار دیئے جب ام حبیبہ یہ رقم لے کر آئی تو ام حبیبہ نے سچے دینار اسے دیئے مگر خادمہ نے نجاشی کے حکم سے واپس کر دیئے۔ یہ خادمہ نجاشی کے کپڑوں پر نگہبان تھی اور نجاشی کی بیویوں نے بھی ام حبیبہ کو عود اور عنبر دیا بعد میں نجاشی نے انہیں دوسرے مہاجرین کے ساتھ دو کشتیوں میں سوار کرایا اور یہ لوگ خیبر کے مقام پ رآں حضرت ﷺ سے آئے جب ابوسفیان کو ام حبیبہ کے نکاح کی خبر ملی تو اس نے کہا اذالک النحل الذی لایقدرح اللہ یعنی وہ ایک ایسا اونٹ ہے جس کی ناک میں زخم نہیں لگایا جاتا۔

کسریٰ کے نام خط:۔ اس سنہ میں رسول اللہ ﷺ کسریٰ کو ایک خط ملا عبد اللہ بن حذیفہ سہمی کے ذریعے روانہ کیا جس کا مضمون یہ تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من محمد رسول اللہ الی کسریٰ اعظم فارس سلام علی من اتبع الهدی وامن باللہ ورسله اما بعد فانی رسول اللہ الی الناس كافة لانذر من کان حیا اسلم تسلم فان ابیت فعلیک اثم المجوس۔

ترجمہ:۔ اللہ کے رسول محمد کی طرف سے کسریٰ کے بادشاہ کی طرف سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے اور جو اللہ کے رسولوں پر ایمان لائے مابعد! میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں تاکہ ہر زندہ شخص کو ذراؤں اُتر تو سدا مائے گاتو سدا مت رہے گا اور اگر تو نے انکار کیا تو تمام مجوسیوں کا گناہ کا بوجھ تیری گردن پر ہوگا۔

کسریٰ نے رسول اللہ کے مکتوب کو پھاڑ دیا اسی طرح حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ”اللہ اس کی مملکت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔“ ابن اسحاق کی روایت کے زائد الفاظ:

ابن اسحاق کی روایت کے مطابق مکتوب گرامی میں ”وامن باللہ ورسله“ کے بعد یہ الفاظ تھے:

❶ بیروت کے نسخہ میں مازید بالرائی کے بجائے مازید بالرائی تحریر ہے۔

❷ عہد رسالت میں حبشہ اور نجاشی کے ساتھ اہل اسلام کے جو دوستانہ تعلقات قائم ہوئے ان کا ایک خوشگوار نتیجہ یہ نکلا کہ عربوں نے اس کے بعد جب اپنے وطن سے نکل کر روم اور ایران کی سلطنتوں کو تلوار کی نوک پر رکھا لیا تو حبشہ کا مالک ان کے حملوں سے بالکل محفوظ رہا اور وہاں اسلام کی اشاعت مسلمان مبلغ کرتے رہے۔ ثناء اللہ

واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وادعوك بدعاية الله فاني امارسون الله الى الناس كافة لا مدر
منكان حيد او يحق القول على الكافرين فان ابنت فائم الاريسسين عليك
ترجمہ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو واحد اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں میں تجھ و اللہ کے
دین کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ میں تم لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں تاکہ جو زندہ ہیں ان کو زراعت اور کافروں کے خلاف مدد
ثابت ہو جائے اور اگر تو انکار کرے گا تو تیری رعایا کے گناہوں کا وبال تیری گردن پر ہوگا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کا حکم جب کسی نے بنی کریم سیدہ کا خط پڑھا تو اس کو پھر زنا کہا کہ یہ میرا خادم ہو کر مجھے اس قسم کا خبر
دیتا ہے۔ ① پھر یمن کے باذان وکھا کہ اس مجازی شخص کی طرف (عرب) اپنے ہاں سے دو مضبوط آدمی بھیج دیا تاکہ اسے گرفتار کر لیں۔ اس
لے آئیں چنانچہ باذان نے اپنا ایک افسر بابو یحییٰ بھیج دیا۔ ② جو اس کے ہاں فشی تھا اور فارسی میں خط و کتابت پر مامور تھا اس نے اس کے ساتھ ایک
اور ایرانی شخص کو بھیجا جس کا نام خرسرہ تھا اور ان کے ذریعے آں حضرت سیدہ کو ایک خط لکھا کہ خود ان کے ساتھ کسی کے پاس چلے جاؤ اس کے علاوہ
باذان نے اپنے افسر سے کہا کہ اس آدمی کے حالات معلوم کرو اور مجھے اطلاع دو۔

آں حضرت سیدہ کی تلاش باذان نے حکم کے مطابق یہ دونوں آدمی پہلے صفا تے رہے۔ اس وقت ان کے تعلق دریافت کرنے
معلوم ہوا کہ آپ سیدہ مدینہ میں ہیں۔ طائف میں قریش کے چند آدمی موجود ہیں جب انہوں نے یہ بات سنی تو خوش ہو کر نکلے۔ سیدی نے سیدہ
سیدہ کو گرفتار کرنے کا حکم دیا ہے اسے ان کے لیے کافی سمجھو پھر دو آدمی مدینہ میں پہنچے اور بابو یحییٰ نے آں حضرت سیدہ سے گفتگو اور کہا کہ شہنشاہ
ایران نے آپ اپنے گورنر باذان وکھا کے آپ کی طرف کسی شخص کو بھیجے جو آپ کو گرفتار کرے شہنشاہ کی خدمت میں پیش کرے چنانچہ اس نے آپ
کے پاس بھیجا ہے بند آپ میرے ساتھ چلیں باذان آپ سے بارے میں غدارشی خط لکھ دے گا جو آپ کے لیے مفید ہوگا میں اگر آپ نے ہمارا یہ
آپ جانتے ہیں۔ شہنشاہ بڑا طاقتور ہے آپ کے ملک کو تباہ و برباد کر دے گا اور آپ کی قوم ہلاک ہو جائے گی۔

داڑھی کا وجوب۔ ان ایرانیوں نے اپنی داڑھیاں منڈوانی ہوئی تھی اور مونچھیں بڑھا کر رکھیں تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس بات سے منع
کیا انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے آقا کا یہی حکم ہے کہ آقا سے ان کی مراد کسری تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ لیکن میرے آقا (رب) نے
مجھے حکم دیا ہے کہ داڑھی کو بڑھاؤں اور مونچھیں کٹاؤں اس کے بعد انہیں دوسرے دن جواب دینے کے لیے فرمایا اور انہیں مہمان بنایا اس دوران کسری
کو اس کے بیٹے شیر و یہ نے قتل کر دیا۔

خسرو پرویز کا قتل۔ آں حضرت سیدہ کو قتل کے ذریعے معلوم ہوا کہ خسرو پرویز کے بیٹے شیر و یہ نے اسے اس جہادی اول کی رات مارا
ہے چنانچہ آں حضرت سیدہ نے دونوں ایرانیوں کو بلایا اس واقعہ کے بارے میں اطلاع دی وہ بولے یہ آپ جانتے ہیں کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں یقینی
آں حضرت کو اس بات کے شے سے ڈرایا پھر آپ سیدہ نے ان سے فرمایا کہ جاؤ اور میری طرف سے باذان کو یہ خبر پہنچا دو اور اس سے کہہ دو میرا میں
اور میری پرتم اس وقت فائز ہو آں حضرت سیدہ نے ان فرمایا کہ جو کوئی اگر تم اسلام قبول کر لو تو میں تمہیں یمن کی حکومت پر بڑے رشتوں کا دس پرتم اس
وقت فائز ہو آں حضرت سیدہ نے خرنسہ و ایک کہ بندہ تھا فرمایا جس میں سنے چاندی کا کام تھا اور یہی بات کہنے سے نہایت فرمایا تھا یونہی اس سے
زبان میں کمر بند کو مٹھ رہے تھے۔

① - ساسانیوں کے زمانے میں عراق عرب اور یمن کے علاقے ایرانیوں کے ماتحت تھے اس کے بعد ان کا پورا علاقہ بھی ان کے تسلط میں آیا تھا اس لیے شہانہ یمن تمام اہل
عرب کو اپنی رعایا سمجھتے تھے مگر یہی نے بھی اپنی تاریخ میں واقعات میں یہ ہے ایران و ایک مرکزی حیثیت دی اور جناب ساسانیوں کی ولادت باسعادت کا ذکر ساسانیوں
کی تاریخ کے سلسلے میں کیا ہے دیکھیں۔ طبری

② - یہ امت کے عربی نسخہ میں یہ الفاظ اس طرح ہیں و اشہد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و ان محمد مبعود و رسول و دعوت بدين الله باقی الفاظ یمن میں یمن میں مذکور ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع کی تصدیق شیروہ کے خط سے: جب یہ لوگ باذان کے پاس واپس آئے تو اسے تمام حالات کی اطلاع دی اس نے سن کر کہا کہ اس کی باتیں کسی بادشاہ کی باتیں نہیں لگتیں مجھے تو یہ محمد بنی معلوم ہوتے ہیں جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے کسری کے قتل کے متعلق انہوں نے جو بات کہی ہے ہم اس کی تصدیق ہونے کا انتظار کریں گے اتنے میں شیروہ کا فرماں پہنچا جس کا مضمون یہ تھا:

ابعد! میں نے کسری کو قتل کر دیا ہے اور میں نے اسے محض اہل ایران کے فائدے کی وجہ سے قتل کیا ہے یہ نیکہ اس نے بہت سے ایرانی سرداروں و مرؤہات اور مملکت کی سرحد کی حفاظت نہ کی تھی لہذا جب میرا فرمان تمہارے پاس پہنچے تو عوام سے میرے لیے وفاداری کا حلف لے لو عرب کے جس شخص کے بارے میں کسری نے تمہیں لکھا تھا ان سے چھیڑ چھاڑ مت کرو ان کے متعلق میرے دوسرے حکم کا تفرار کرو۔

باذان کا قبول اسلام: جب باذان کو کسری کا خط ملا جس سے آں حضرت رضی اللہ عنہ کی ارشاد کی تصدیق ہو گئی تو وہ مسمن ہو گیا اور اسکے ہمراہ دوسرے بہت سے ایرانی بھی مسلمان ہو گئے جو اس کے ساتھ یمن میں موجود تھے باذنیہ نے باذان سے کہا کہ میں نے آج تک ایسے شخص کی بات نہیں کی جو میری نظروں میں آں حضرت رضی اللہ عنہ سے زیادہ پرہیزگار اور معزز ہو باذان نے اس سے پوچھا کہ کیا آپ کے ساتھ پولیس موجود تھی اس نے جواب دیا نہیں۔

قبط کے رئیس کو خط: واقعی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبط کے رئیس کو بھی لکھا تھا اور اسلام کی دعوت دی تھی مگر اس نے اسلام قبول نہ کیا۔

خیبر کی طرف پیش قدمی

۶ ہجری کے آخری دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر چڑھائی کی آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ چودہ سو پیدل اور دو سو سوار فوجی تھے آپ نے مدینہ میں نمیلہ ① بن عبد اللہ بن مسعود کو اپنا نائب بنایا اور فوج کا جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو عطا فرمایا آپ نے صہبا کے رستے سے چھے یہاں تک کہ وادی رجب ② میں پہنچے قبیلہ غطفان کے لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کا راستہ روکا کیونکہ وہ خیبر کے یہودیوں کی مدد کرنا چاہتے تھے مگر سب وہ مقابلہ کے لیے نکلے تو مدینہ سے ان کے دل میں رعب ڈال دیا اور وہ اپنے علاقہ کی طرف واپس بھاگ گئے۔

قلعوں کی فتح اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعوں کو ایک ایک کر کے فتح کرنا شروع کیا چنانچہ انہوں نے سب سے پہلے حصن ناغم کو فتح کیا فرمایا اس موقع پر قلعہ کے اوپر سے محمود بن مسلمہ پر چلکی کا ایک پاٹ اوپر سے گرایا اس سے وہ شہید ہو گئے اس کے بعد ابن ابی الحقیق کا قلعہ فتح ہوا جس کا نام قنوص تھا اس سے چند لوگ قیدی بنائے گئے جن میں جی بن اخطب کی بیٹی صفیہ بھی تھی وہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کی بیوی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے وحیہ کلی کو بخش دیا تھا مگر سات قیدیوں کے معاوضہ میں واپس لے لیا تھا پھر وہ عدت پوری کر ہونے تک حضرت مسلمہ کے پاس ٹھہریں اور آں حضرت رضی اللہ عنہ نے ان کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔

آں حضرت رضی اللہ عنہ کا معجزہ اور حضرت علی کا اعزاز: پھر مصعب بن معاذ کا قلعہ فتح ہوا جہاں باقی سب قلعوں سے زیادہ غنہ اور روغن موجود تھا پھر سب سے آخر میں اویح اور سلام کے قلعے فتح ہوئے جن کا محاصرہ دس دن سے زیادہ عرصہ جاری رہا قلعوں میں سے ایک قلعہ فتح کے وقت آں حضرت رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کو جھنڈا عنایت فرمایا اور وہ قلعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے فتح ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ اس موقع پر آنکھوں سے پانی

① بل حبشہ کو یمن سے نکالنے کے بعد جو ایرانی یمن میں آباد ہو گئے تھے عرب ان کو بنو الاحرار کہتے تھے یا صرف الانباء عرب مورخین نے نہیں لکھا ہے بیٹے ہی کے نام سے یاد کیا ہے دراک کے علاقہ کے بھی انباء کہلاتے تھے سیرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب یمن کے ارتداد کا ذکر آئے گا تو وہاں قاریں انباء کا ذکر بھی پڑھیں گے ثناء اللہ ② قبط منظر Ezyah کی عربی صورت سے قبط مراد مصر کے اسی باشندے ہیں جو ظہور اسلام کے وقت یہاں ہو چکے تھے فرعون موسیٰ رضی اللہ عنہ قبط قوم سے تھے ③ یہ مدینہ سے تین دنوں کی مسافت پر واقع ہے اور قبط ابعدن میں سے کہ یہ علاقہ بہت سے کھیتوں باغات اور قلعوں پر مشتمل ہے یہودیوں کی زبان میں اس کے معنی قلعہ ہیں اور یہ مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ نجم بہدن ④ سیرت بن ہشام جلد ۲ ص ۳۲۸ میں نمیلہ اور طبری ج ۳ ص ۹ پر نمیلہ کے بجائے حرقط الغفاری ہے۔ ⑤ رجب مدہ کے قریب یب وادی ہے۔

بہنے کے مرض میں مبتلا تھے آں حضرت ﷺ نے ان کی آنکھ میں اپنا لعاب دہن لگایا جس سے آپ کی تکلیف دور ہو گئی تھی۔

یہودیوں سے جزیہ پر صلح: خیبر کا کچھ حصہ تلوار کے زور سے فتح ہوا مگر اس کے اکثر حصے صلح کے ذریعے مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا معاملہ مقاسمہ ① بنائی پر کیا یعنی یہودیوں کو اس شرط پر وہاں برقرار رکھا کہ وہ خیبر کے باغات اور کھیتوں میں اپنے خرچ اور خود اپنے ہاتھ کی محنت سے کام کریں گے اور جب غلہ یا کھجور پیدا کریں گے اس کے آدھے حصے کے حقدار ہوں گے اور آدھا حصہ بطور جزیہ آں حضرت ﷺ کے پاس بھیجا جائے یہ صورت جب تک رسول اللہ ﷺ چاہیں گے قائم رہے گی چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے آخر تک اہل خیبر تک اہل خیبر اسی معامہ پر رہے۔ یہودی کی فاروقی میں جلاوطنی: پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ ارشاد معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی مرض موت میں فرمایا لا یبقی دیان بارض العرب یعنی عرب کی سرزمین میں دو دین ایک ساتھ نہیں رہ سکتے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ یہودی کو جزیہ عرب سے نکال دیا جائے ان کی جلاوطنی کے بعد مسلمانوں نے ان کے کھیتوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور حضرت جابر بن عبد الله بن عبد الله بن ثابت نے ان کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ جنگ خیبر میں بیس سے زیادہ مہاجرین اور انصار صحابہ شہید ہوئے ان میں عامر بن کوخ بھی شامل تھے۔

پالتو گدھوں کی حرمت: اس غزوہ کے دوران پالتو گدھوں کا گوشت حرام قرار پایا چنانچہ وہ باندیاں جن میں ان کا گوشت پک رہا تھا الٹ دی گئیں۔ ②

زہریلی بکری کھلانے کا واقعہ: اس غزوہ میں ایک یہودی عورت زہن بنت الحارث نے جو سلام بن مشکم کی بیوی تھی ایک بھٹی ہوئی بکری رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کی اور اس کی دہی میں زہر ملا دیا کیونکہ دہی کا گوشت رسول اللہ ﷺ کو بہت پسند تھا۔ آپ نے ایک قلم اٹھایا اور چبایا مگر پھر تھوک دیا اور فرمایا مجھے یہ ہانڈی بتا رہی ہے کہ وہ زہر آلودہ ہے بشر بن البراء رضی اللہ عنہ نے بھی وہ زہر بھریا گوشت آں حضرت ﷺ کے ساتھ کھایا انہوں نے ایک قلم بھی لیا جس کے اثر سے وہ وصال کر گئے پھر آں حضرت ﷺ نے یہودی عورت کو بلایا اور سانسے جرم کا اعتراف کر لیا۔ ③ مگر سے آپ نے قتل نہیں کیا کیونکہ وہ مسلمان ہو گئی تھی ایک اور روایت یہ ہے کہ آں حضرت ﷺ نے اسے بشر کے رشتہ داروں کے حوالہ کر دیا تھا اور انہوں نے اسے قتل کر دیا۔

مہاجرین کی واپسی: حبشہ کے مہاجرین نے ہجرت سے پہلے سنا تھا کہ قریش نے اسلام قبول کر لیا ہے خبر غلط تھی مگر ان کے بہت سے لوگ مکہ واپس آ گئے اور پھر بعد میں مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ حبشہ سے دوسرے کچھ لوگ فتح خیبر سے دو سال پہلے اور باقی فتح خیبر کے بعد واپس آئے رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی کے پاس بھیجا تھا تا کہ ان کو بارگاہ نبوت میں روانہ کر دے۔

حبشہ واپس آنے والوں کے نام: چنانچہ مندرجہ ذیل اصحاب فتح خیبر کے بعد حبشہ واپس آئے۔ جعفر بن ابی طالب اور ان کی بیوی سہاء بنت عمیس اور ان کے بیٹے ④ عبداللہ محمد عون خالد بن سعید بن العاص ان کی زوجہ امینہ بنت خلف اور ان کے بیٹے سعید، خالد عمرو بن سعید بن العاص معقیب بن ابی فاطمہ جو ابوسعید بن العاص کا حلیف تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیت المال کا گورنر مقرر ہوا ابو موسیٰ اشعری، سود بن نوفل، خویلد حضرت خدیجہ کے بھتیجے تھے جہم بن قیس اور ان کے بیٹے عمرو اور خزیمہ، حارث بن خالد اور عثمان بن ربیعہ، جو جمع کے خاندان سے تھے نیمہ بن جزیہ ⑤ زبیدی جو بنو سہم کے حلیف تھے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مال خنس کے نگران تھے جو حبشہ میں باقی رہ گئے تھے۔

آں حضرت ﷺ کی خوشی کی انتہاء: جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ فتح خیبر کے دن رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آں حضرت ﷺ نے آپ

① یہ فقہ کی ایک اصطلاح ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب فصل پک کر تیار ہو جاتی ہے اور کاٹ لی جاتی ہے تو اسے تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ ثناء اللہ ② کہا جاتا ہے کہ یہیں متعہ بھی مکمل طور پر حرام قرار دیا گیا تھا۔ ثناء اللہ ③ دلائل نبوی کے محقق نے حاشیہ میں لکھا ہے کہ اکثر منیر اجلانی نے ایک عربی رسالہ میں ایک پرانے عربی قلمی نسخے سے ثابت کیا ہے کہ یہودی سرداروں کا طے شدہ منصوبہ تھا تفصیل کے لیے دیکھیں دلائل نبوی ج ۲ ص ۲۵۷ حاشیہ ۱۔ ④ سیرۃ ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۳۵۹ میں صرف عبد اللہ بن جعفر کا ذکر ہے ⑤ ایک نسخہ میں جزیہ کے بجائے جون تحریر ہے جو کہ غلط ہے ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۳۵۹۔

کی پیشانی کو بوسہ دیا اور گلے لگایا اور کہا کہ مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ میں زیادہ خوشی کس بات کی کروں فتح خیبر کی یا جعفر کی آمد کی؟

فدک کی زمین کا ملک نبوی میں آتا: جب فدک والوں کو اہل خیبر کا علم ہوا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا اور ان صلبوں اور اس بات کی درخواست کی کہ ان کی زمینیں ان کے پاس چھوڑ دی جائیں تو آپ ﷺ نے درخواست منظور کر لی فدک کی زمینیں رسول اللہ ﷺ کی ملکیت میں آگئیں جن کی فتح میں مسلمانوں کا لشکر نہیں ہوا لہذا آپ ﷺ نے فدک کو مسلمانوں پر تقسیم کر دیا بلکہ اس کی آمدنی کو جیسا کہ آپ ﷺ چاہتے تھے اللہ کے حکم کے مطابق خرچ فرمایا کرتے تھے۔

وادی القریٰ کی فتح: پھر رسول اللہ ﷺ نے خیبر سے وادی القریٰ ❶ کا رخ کیا اور اسے تلوار کے زور سے فتح کر کے بنائی پر معاملہ طے کیا اس جنگ میں آپ ﷺ کے غلام مدغم شہید ہو گئے تھے لوگوں نے کہا کہ جنت میں جائے گا مگر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں! وہ کپڑا جو اس نے خیبر کے مالِ شہادت سے تقسیم سے پہلے لیا تھا اس پر آگ بن کر حملہ آور ہو رہا ہے آں حضرت ﷺ ماہ صفر ۷ ہجری میں مدینہ کی طرف واپس تشریف لائے۔

عمرہ کی ادائیگی کے لیے روانگی

ذوالقعدہ ۷ھ

فتح خیبر کے بعد رسول اللہ ﷺ ماہ شوال ۷ھ کے آخر تک مدینہ میں ٹھہرے رہے پھر ذوالقعدہ کے مہینے میں روانہ ہوئے تاکہ اس عمرہ کو ادا کریں جس کے متعلق حدیبیہ کے دن قریش مکہ کے ساتھ معاملہ طے ہوا تھا قریش کے سردار مکہ سے نکل گئے کیونکہ انہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے دشمنی تھی اور اس حضرت کی ملاقات برداشت نہ تھی۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح اور عمرہ: ... بہر حال رسول اللہ ﷺ نے عمرہ ادا کیا اور احرام اتارنے کے بعد میمونہ بنت الحارث سے نکاح کیا جو ہلال بن عمر کے خاندان میں سے تھیں اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور خالد بن الولید کی خالہ تھیں آپ ﷺ نے چاہا کہ مکہ ہی میں شادی ہو مگر قریش کیساتھ یہ طے ہو چکا تھا کہ آپ ﷺ مکہ میں صرف تین دن ٹھہریں گے جب تین دن گزر چکے تو قریش نے اصرار کیا کہ تین دن گزر جانے کے بعد آپ مکہ سے تشریف لے جائیں۔ چنانچہ قریش کی جلد بازی کی وجہ سے آپ ﷺ نے حضرت میمونہ کے ساتھ سرف ❷ کے مقام پر نکاح فرمایا۔

جنگ موتہ (شام) ۸ھ

عمرہ سے واپس آنے کے بعد رسول اللہ ﷺ جمادی الاولیٰ ۸ھ ❶ تک مدینہ میں ٹھہرے رہے پھر آپ ﷺ نے امت کے سرداروں کو شام کی مہم پر بھیجا۔

شام کی مہم نجاشی اور قریش کا وفد: اس مہم سے پہلے قریش کے سرداروں میں سے عمرو بن العاص خالد بن الولید و عثمان بن صفیہ سلام قبول کر چکے تھے۔ حضرت عمرو بن العاص اہل مکہ کی طرف سے نجاشی کے پاس گئے تھے اور اس سے مہاجرین واپس مانگے تھے جو اس کی پناہ میں حبشہ میں ٹھہرے ہوئے تھے وہاں ان کی ملاقات عمرو بن امیہ ضمری سے ہوئی جو رسول اللہ ﷺ کے قاصد بن کر گئے تھے۔

- ❶ وادیِ اترق ایک بہت لمبی وادی ہے جو مدینہ سے شروع ہو کر شمال کی طرف جاتی ہے اور خیبر کے پاس سے گذرتی ہوئی العلا تک جا پہنچتی ہے۔ پھر سلام کے وقت اس وادی میں بہت سی ستیاں تھیں اس وجہ سے اس کا نام وادی القریٰ ہوا اس زمانہ میں ان بسینوں میں بیشتر یہود آباد تھے جن کو رسول خدا ﷺ نے واپس آتے ہوئے منع کیا۔
- ❷ سرف مکہ سے چھ سات میل دور مدینہ کی سڑک پر سب سے پہلی منزلت تھی یہ عجیب اتفاق ہے کہ ۱۵ ہجری میں سے میمونہ کی وفات بھی سرف ہی کے مقام میں ہوئی آپ ﷺ وہیں دفن ہوئے ان کے کن وفات میں اختلاف ہے۔ ❸ بقاء کا ایک گاہ ہے۔ ❹ بقاء کا ایک گاہ ہے۔ ❺ بیروت کے نواح میں آنحضرت کے بجائے دوسرے گاہ پر ہے۔

تھے۔ یہ وہ کے ساتھ مسلمانوں کے بہت سے مجاہدین نے بھی شہادت پائی جن کی تعداد دس سے زیادہ تھی جب یہ لشکر واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ اسے مدینہ کے باہر آکر ملے آپ ﷺ نے حضرت جعفر کے بیٹے عبد اللہ کو جو اس وقت محض بچے تھے اپنی سواری پر بٹھارکھ تھارسوں اللہ ﷺ کو جعفری شہادت پر خاص طور پر افسوس ہوا آپ کے کٹے ہوئے بازوؤں کے بدلے انہیں دو پر عطا فرمائے ہیں جن کی مدد سے وہ جنت میں اتر رہے ہیں اس وقت سے حضرت جعفر کا لقب ذوالجناحین دو پروں والا (اور طیار) قرار پایا ہے۔

بنو بکر اور بنو خزاعہ کی دشمنی: جب رسول اللہ ﷺ اور قریش کے درمیان حدیبیہ کا صلح نامہ لکھا جا چکا تھا تو قبیلہ بنو خزاعہ رسول اللہ ﷺ کا حلیف بن گیا۔ بنو بکر قریش کے حلیف بن گئے ان قبائل کے درمیان زمانہ جاہلیت ہی سے ٹرائیاں چلی آ رہی تھیں۔ بنو خزاعہ نے بنو بکر کے ایک حلیف، مکہ بن عبد الحضری کو قتل کر دیا تھا اور اس کے بدلے میں بنو بکر نے بنو خزاعہ پر حملہ کر کے انکے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا پھر خزاعہ نے سنہ ۶۰۰ء میں بنو بکر پر حملہ کیا جو سود بن زربان کے بیٹے تھے اور ان کو مارڈالاسب لوگ بنو کنانہ کے سردار تھے جب اسلام کا دور آیا تو لوگ اس کی طرف متوجہ ہو گئے وہ پرانی دشمنی کو بھول گئے۔

بنو خزاعہ اور بنو بکر اور قریش مگر جب حدیبیہ کی صلح ہوئی لوگوں کو امن نصیب ہوا تو وائل بن بکر نے بنو خزاعہ سے تقاضے کیے کہ اسے کو فرصت چاہنا اور نوفل بن معاویہ دہلی بنو بکر کا ایک گروپ لے کر نکلا اور مکہ میں بدیل بن ورقاء خزاعی کے گھر پر حملہ آور ہوا چوں کہ بنو بکر نے وعدہ توڑا تھا اس لیے بدیل بن ورقاء اور عمرو بن سالم اپنی قوم کے نمائندے بن کر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بنو وائل کے خلاف نصف چاہنا رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ابوسفیان سب سے صلح کرنے کے لیے آئے ہیں مگر ناکام ہو کر واپس جائے گا۔

معادہ کی خلاف ورزی فتح مکہ کا سبب: یہ واقعہ مکہ کی فتح کا سبب بنا اور قریش کو اپنے لیے پر بہت شرمندگی ہوئی ابوسفیان مدینہ کی طرف آیا تاکہ حدیبیہ کے معاہدے کی تجدید کر لے اور صلح کی مدت میں اضافہ کرے اسے راستے میں عسکان کے مقام پر بدیل بن ورقاء، مگر بدیل بن ورقاء نے رازداری سے کام لیا اور اس معاملہ کو چھپائے رکھا جب ابوسفیان مدینہ آئے اور اپنی بیٹی ام حبیبہ کے ہاں گیا تو ام حبیبہ نے ان کے نیچے سے رسول اللہ ﷺ کا ہستر کھینچ لیا اور کہا کہ اس پر ایک مشرک شخص نہیں بیٹھ سکتا اس پر ابوسفیان بولے معلوم ہوتا ہے کہ میرے گھر سے رخصت ہونے کے بعد تجھے کوئی سیب ۱ ہو گیا ہے پھر ابوسفیان مسجد نبوی میں آئے اور رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہوئے اس نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا پھر ابوسفیان حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں گفتگو کریں مگر انہوں نے انکار کر دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ اگر مجھے چونتیسوں کے علاوہ کوئی ساتھی نہ ملے تو اس صورت میں بھی میں تمہارے خلاف ضرور جہاد کروں گا۔

اہل بیت رسول اللہ ﷺ کا جواب:..... پھر ابوسفیان حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر گئے اس وقت ان کے پاس حضرت فاطمہ اور ان کے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ موجود تھے ابوسفیان نے اپنا مقصد بیان کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک بات کا فیصلہ کر چکے ہیں کہ اب ہم لحد میں داخل نہیں دے سکتے پھر ابوسفیان نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے بنت محمد! کیا آپ اپنے والد سے نہیں کہہ سکتیں کہ فریقین کے درمیان مصالحت کر دیجیے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی مرضی کے خلاف کوئی شخص مصالحت نہیں کر سکتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ابوسفیان کو مشورہ:..... پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان سے کہا کہ تم قبیلہ کنانہ کے سردار ہو اٹھو اور خود صلح کا عدان کرو اور پھر اپنے وطن واپس چلے جاؤ۔ ابوسفیان نے پوچھا تمہارا کیا خیال ہے کیا یہ بات میری طرف سے کافی ہوگی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں اسے کافی نہیں سمجھتا مگر اس کے علاوہ مجھے تمہارے لیے کوئی تدبیر بھی تو سمجھ نہیں آ رہی چنانچہ ابوسفیان نے مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر باواز بندہ ہو کر کہا اے لوگو! سنو میں فریقین کے درمیان صلح کا اعلان کرتا ہوں وہ مکہ واپس چلے گئے اور قریش کو ان حالات کے بارے میں اطلاع دی قریش نے کہا کہ تم نے

میں ابوسفیان یہ کہہ رہا تھا کہ خزانہ تو ایک کمزور سا قبیلہ ہے یہ آگ اس قبیلہ کی کیسے ہو سکتی ہے یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ بوسے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر چڑھ کر آیا۔ تو مجھ پر فتح یاب ہوئے تو مجھے قتل کر ڈالیں گے اے قبیلہ قریش خبردار ہو جاؤ پھر ابوسفیان سے کہا کہ میرے پیچھے سوار ہو جاؤ اور اسے لے کر لشکر گاہ میں جاؤ اور وہ اسے لے کر لشکر گاہ کی طرف چلے راستے میں ان کا گزر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا انہیں دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ کہتے ہوئے دوڑے کہ الحمد للہ کہ اللہ نے تجھے بغیر کسی معاہدہ کے ہمارے ہاتھ میں دے دیا۔

حضرت عمر اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی تکرار: حضرت عباس جو خچر پر سوار تھے ان سے آگے نکل گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پیچھے بارگاہ نبوی میں پہنچے اور کہا کہ یا رسول اللہ! یہ دشمن خدا ابوسفیان ہے اسے اللہ نے بغیر کسی معاہدہ اور وعدہ کے ہمارے قبضہ و فتیر میں دیا ہے مجھ اب رت دیکھیے کہ اس کی گردن اڑاؤں اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اسے پناہ دے رکھی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ غضبناک ہو رہے تھے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر ابوسفیان تمہارے خاندان عدی سے ہوتا تو تم یہ بات نہ کہتے مگر وہ عبد مناف میں سے ہے یہ تمہیں اس کے قتل پر اصرار ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم تمہارا اسلام قبول کرنا مجھے اپنے باپ خطاب کے ایمان قبول کرنے سے بھی زیادہ عزیز تھا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عزیز اور محبوب تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ابوسفیان کو اپنے ٹھکانے پر لے جاؤ اور اسے اگلی صبح میرے پاس حاضر کریں۔

ابوسفیان کا قبول اسلام: جب اگلے دن حضرت عباس رضی اللہ عنہ ابوسفیان کو بارگاہ نبوی میں لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان سے فرمایا کہ کیا ابھی بھی وقت نہیں آیا کہ تو اس بات کو سمجھ لے کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے ابوسفیان نے جواب دیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کتنے کلیم اور محبت کرنے والے ہیں مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ اگر اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود ہوتا تو وہ آج ہمارے کام آتا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تو اس بات کو سمجھ لے کہ میں اللہ کا رسول ہوں ابوسفیان نے پھر کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کتنے کلیم اور محبت کرنے والے ہیں مگر یہ بات ایسی ہے کہ اس کے متعلق میرے دل میں کچھ شک و شبہ ہے۔

قبول اسلام کے بعد ابوسفیان کو اعزاز و لشکروں کا مظاہرہ: پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اسے کہا کہ اے بد قسمت اسلام قبول کرنے سے پہلے کہ تیری گردن اڑا دی جائے۔ اس پر ابوسفیان مسلمان ہو گئے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ابوسفیان فخر و پسند کرتے ہیں لہذا انہیں کوئی امتیاز بخش دیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل جائے وہ مومن ہے اور جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کرے وہ بھی مومن و محفوظ رہے گا اور جو شخص مسجد حرام میں داخل ہو جائے وہ بھی امن میں ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ابوسفیان کو وادی کے کنارے پھر کھڑا کرو تا کہ خدائی لشکر کو دیکھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور تمام قبیلے ایک کے بعد ایک ان کے آگے گزرے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بریگیڈ سامنے آئی جس میں مہاجرین و انصار چمکدار زر ہیں پہنے ہوئے شامل تھے تو ابوسفیان نے پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ان کے ساتھ مہاجرین اور انصار ہیں اس پر ابوسفیان بولے تمہارے چچا زاد بھائی کی بادشاہت خوب ترقی کر گئی ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہ نبوت ہے۔ ابوسفیان بولے اچھا نبوت ہی صحیح۔

ابوسفیان کی مکہ واپسی: حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان سے کہا کہ اپنی قوم کی طرف دوڑ چنانچہ ابوسفیان مکہ آئے اور ان کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گھیر لیا ہے اور انہیں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی بھی اطلاع دی کہ جو شخص مسجد حرام یا ان کے گھر میں داخل ہو جائے گا یا اپنے گھر کا دروازہ بند کر دے گا وہ محفوظ رہے گا۔

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج کو تربیت دی اور جھنڈا سعد بن عبادہ کو عطا فرمایا چنانچہ حضرت سعد نے یہ کہنا شروع کیا کہ اليوم يوم الملحمة اليوم تستحل الحرمۃ یعنی آج جنگ اور معرکہ کا دن ہے آج مکہ کی حرمت لٹ جائے گی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت

سعد کے ان الفاظ کی اطلاع ملی تو انہوں نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ ان سے جھنڈا لے لیں دوسری روایت یہ ہے کہ آپ نے یہ حکم حضرت زبیرؓ کو دیا تھا۔

فاتح لشکر کی تربیت: اسلامی لشکر کے میمنہ یعنی دائیں بازو حضرت خالد بن الولید متعین تھے اور اس میں اسلم، غفار، مزینہ اور جہینہ کے قبائل شامل تھے میسرہ یعنی بائیں بازو پر حضرت زبیر مقرر تھے اور متحدہ مکہ کی کمان حضرت ابوجہیدہ حمزہ بن جراح کے ہاتھ میں تھی رسول اللہ ﷺ نے فوج کے دستوں کو طوع سے راستے سے روانہ کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ حضرت زبیرؓ مکہ کی اوپر والی طرف سے داخل ہوں اور حضرت خالدؓ نچلی طرف سے اور اگر کوئی شخص رکاوٹ بنے تو اس سے جنگ کریں۔

اہل مکہ سے چھڑپ: دوسری طرف مشرکین مکہ کی طرف سے عکرمہ بن ابی جہل صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو لڑائی کے لیے جمع ہو چکے تھے چنانچہ حضرت خالدؓ کے دستہ کے ساتھ بھیڑ ہو گئی جس میں خزرج بن جابر اور حمیس بن خالد اور سلمیٰ بن جہینہ شہید ہو گئے مشرکین نے آخر کار شکست کھائی ورنہ ان سے تیرہ آدمی مارے گئے رسول اللہ ﷺ نے باقی لوگوں کو امن عطا فرمادنی مکہ میں رمضان المبارک کو فتح ہوا۔

مشرکین مکہ کی کھٹ پٹ: فتح مکہ پر رسول اللہ ﷺ نے چند مشرکین کا خون حلال کر دیا (۱) عبدالعزیٰ بن نضل پہلے مسلمان ہو چکا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے اسے قبل سے صدقات وصول کرنے کے لیے بھیجا مگر وہ راستہ میں اپنے ایک مسلمان خادم کو قتل کر کے مرتد ہو گیا اور مکہ والوں سے مل گیا۔ فتح مکہ کے دن وہ غلاف کعبہ پڑے ہوئے تھا مگر سعید بن حریش مخزومی اور ابو بردہ اسلمی نے اسے قتل کر دیا۔

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح (۲) عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کا تانہ جی میں سے تھا پھر وہ مرتد ہو گیا اور اہل مکہ سے مل گیا پھر اس کی نام نہاد اور ناشائستہ باتیں مسلمانوں کے کانوں تک بھی پہنچیں فتح مکہ کے دن وہ چھپ گیا مگر حضرت عثمان بن عفانؓ جو اس کے رضاعی ۱ بیٹا تھے اسے لے کر آئے اور اسکے لیے امان مانگی۔

عبداللہ کو معافی اور امان: رسول اللہ ﷺ نے خاموشی اختیار کر لی مگر آخر کار اسے امان بخش دی جب وہ باہر نکلا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ تم نے اس کی گردن کیونکہ نہ ماری ایک انصاری بولا آپ مجھے اشارہ ہی فرما دیتے رسول اللہ نے جواب دیا کہ یہ بات نبی کی شان کے خلاف ہے یہ وہ آنکھوں سے اشارہ بازی کرتے بہر حال جب عبداللہؓ بارہ مسلمان ہو گیا تو اس نے ہر طرح سے نیکی کا ثبوت دیا اور حضرت عمرؓ بن الخطاب اور حضرت عثمانؓ نے اسے اپنا صوبیدار مقرر کیا۔

(۳) حویرث اور مقیس: حویرث بن نقید جو ابوقصی کے خاندان سے تھا رسول اللہ ﷺ کو مکہ میں ستایا کرتا تھا چنانچہ حضرت علیؓ نے اسے فتح مکہ کے دن قتل کر ڈالا۔

(۴) مقیس بن صبابہ نے غزوہ خندق کے موقع پر ہجرت کی تھی مگر اس کے بعد اس نے ایک انصاری کو اپنے مقتول بھائی کے بدلے میں قتل کر دیا اور مرتد ہو کر مکہ بھاگ گیا یمن یہ قتل ناجائز تھا کیونکہ انصاری نے مقتول کا خون بہا دیا اور یہ تھا لہذا فتح مکہ کے دن حضرت امیہ بن عبداللہؓ نے مقیس کو قتل کر دیا۔

تین باندیاں: (۵) ابی نضل کی دو باندیاں جو رسول اللہ ﷺ کی بھو ۱ میں اشعار گایا کرتی تھیں ان میں سے ایک تو ماری گئی۔ اور دوسری کے لیے امان مانگ لی گئی آں حضرت ﷺ نے ان کی جان بخشی کر دی۔

(۶) عبدالمطلب نے خاندان کی ایک باندی جس کا نام سارہؓ تھا ۱ لوگوں نے اس کے لیے امان مانگی چنانچہ آں حضرت ﷺ نے ان کی جان بخشی دی۔

۱ رضاعی بھائی جن بچوں نے ایک عورت کا دودھ پیا ہو وہ آپس میں رضاعی بھائی کہلاتے ہیں۔ ۲ جھوٹا حکم یا خبر جس میں برائی کی گئی ہو۔ ۱ مقتول کا نام سارہؓ تھا جبہ دوسری پہلے تو بھاگ گئی تھی پھر واپس نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور مسلمان ہو گئی اور حضرت عمرؓ کے زمانے تک زندہ رہی غلطی سے کسی گھوڑے کے نیچے آکر مر گئی۔

بنو مخدوم کے دو آزاد: (۷) بنو مخدوم کے دو آدمی جو ابو طالب کی بیٹی ام بانی کی پناہ میں آ گئے تھے کہتے ہیں کہ وہ عمارت بن بنی مریض بن بنی امیہ تھے ام بانی نے ان کو امان دے دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی امان اپنے مقبول کر لیا اور اس پر وہ لوگ اس میں رہ گئے۔

کعبہ کی کنجی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں داخل ہوئے اور خانہ کعبہ کا طواف کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چابی بتوں بن طلحہ کے ہاتھ میں انہی کے حوالے کر دی جب اس حضرت سیدنا کعبہ میں داخل ہوئے تو اسامہ بن زید، ہاشم اور عثمان بن طلحہ نے آپ کے ساتھ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی چابی رکھنے کا اعزاز عثمان بن طلحہ کے پاس بدھتور رہنے دیا اور یہ عہدہ آج تک شیبہ کی اولاد میں باقی ہے۔

بتوں خاتمہ خانہ کعبہ کے اندر رہا بہ جتنی تصاویر تھیں وہی کسٹیں اور خانہ کعبہ کے اندر وجوہ تھے وہ بھی توڑ دیئے گئے ان حضرت سیدنا کے ہاتھ میں ایک چھتری تھی جس سے آپ ان بتوں کو دھتے دیتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے حاء الحق و رھق الماطل ان الماطل کان رھو فاستحق آکھنی اور باطل مسدود کیا ہے بے شک باطل منہ ان چیز بھی وہی یہ بات نہ تھا کہ جو مذہب ان مذہب سے امتیاز نہ کر سکتا ہے اس نے ہر مذہب دیا اور انہوں نے کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دی۔

فتح مکہ کا دوسرا دن فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مشہور خطبہ دیا آپ نے جاہلیت کے آثار اور رسوم کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا صرف حرم کی نمائندگی اور حایوں کو پانی پلانے کے منسوبوں کو برقرار رکھا آپ نے فرمایا کہ میں نے مجھ سے پہلے کسی شخص کے لیے نرانی جائز ہوئی اور نہ میرے بعد ہوں اور میرے لیے بھی دن کے صرف ایک ٹھوس وقت ہے یہ جو دن تھی پھر کعبہ کی حرمت پہلے ہی کی طرح قائم ہوگئی پھر آپ نے فرمایا۔

کعبہ میں آپ کا خطبہ:

لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ وعدہ و بصر عدہ و ہرم الاحزاب وحده الا ان کل ما توردہ اودم اومال یدعی فی الجاہلیۃ فہو بحت قدمی ہالیں الاسدۃ النکبۃ وسقایۃ الحاح الاوان قتل الحطاء مل العمد بالسوط والحصا فیہا الدیۃ المعلطۃ مانۃ من الابل مہا اربعون ما یطربہا اولادہا یا معشر قریبہ ان اللہ قد اذهب عنکم بحوۃ الجاہلیۃ وتعظیمہا بالاناء الناس من ادم وادم خلق من تراب قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الناس انا خلقکم من ذکر و انثی و جعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ان اللہ علیہ حسر اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ انبیاء ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اس نے بندے کی مدد فرمائی وہ تنہا مانع مردہوں و شکست خیز و تمام مغل خیر ۱ یا خون کے انتقام یا مسوں کے بدن کا جاہلیت میں دعویٰ کیا جاتا تھا وہ میرے لیے قدموں سے نیچے روندے گئے ہیں سوائے کعبہ کی نذرانی اور حایوں کو پانی پلانے کے تھاقی چائے ٹکٹوں کو وہ دھڑوں سے نہ باغی سے قتل ہمد ۲ کی طرح پسندیدہ ہے ان دونوں صورتوں میں خون بہا دیا جائے گا خون بہا ایک سواونت ہیں جن میں چاہیں حاکم انہیں کوئی چاہیں اسے قریش اللہ تعالیٰ نے تم پر جاہلیت کا تمہ اور اسباب پر فخر قرار دیا کیونکہ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم کی پیدائش مٹی سے ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد عورت سے پیدا کیا ہے اور ہم نے تم کو قوموں اور قبیلوں کی صورت دی ہے تاکہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچان سکو تب اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ محترم اور بزرگ وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے تب اللہ ان کو رب بنے۔

عام معافی کا اعلان پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو مخاطب کر کے کہا کہ اے اہل مکہ تمہارا کیا خیال ہے میں تم سے یہ سلوک کروں گا؟ قریش نے کہ ہم نیک سلوک کی امید رکھتے ہیں کیونکہ آپ ایک شریف اور بامروت بھائی ہیں پھر ارشاد ہوا کہ جاؤ آج تم پر کوئی الزام نہیں تم آزاد ہو۔

بیعت عامہ:..... پھر آپ صفا کے نیلہ پر بیٹھ گئے اور اہل مکہ نے آپ کی دست مبارک پر بیعت کی اور اس بات کا اقرار کیا کہ ہم اللہ اور اس کے رسول کی حتی الامکان اطاعت کریں گے۔

جب آپ مردوں کی بیعت سے فارغ ہوئے تو عورتوں سے بیعت لی چونکہ آپ سیدہ آسیہ غیر عورت کو نہیں چھوتے تھے اس لیے آپ سیدہ نے حضرت عمرؓ کو بنی امیہ بن الخطاب کو حکم دیا کہ عورتوں سے بیعت لیں۔

چند اور مشرکین کا حال صفوان بن امیہ یمن کی طرف فرار ہو گیا عمیر بن وہب رسول اللہ ﷺ کا امان نامہ لے کر اس کے پیچھے گیا چنانچہ صفوان واپس آ گیا اس حضرت ﷺ نے اسے چار ماہ کی مہلت دی۔

شاعر عب بن زید نجران کی طرف بھاگ گیا تھا مگر بعد میں وہ واپس آ کر مسلمان ہو گیا۔ ❶

عمیرہ بن ابی وہب جو حضرت ام ہانی (بنت ابی طالب) کا شوہر تھا، یمن کی طرف بھاگ گیا اور وہیں غری کی حالت میں مر گیا۔

اس کی دعوت کے لشکر رسول اللہ ﷺ نے مکہ کے رہنما فوجی دستے بھیجے مگر آپ سیدہ نے انہیں اپنی کی اجازت نہ دی چنانچہ آپ سیدہ نے خالد بن ولید و قبیلہ جزیہ کی طرف روانہ فرمایا حضرت خالد نے ان کے چند آدمی مار ڈالے اس پر آپ نے خالد بن ولید سے باز پرس فرمائی اور حضرت علیؓ کو مال کے کر بیجھا اور انہوں نے مقتول کا خون بہا اور دیا اور ان سے جو مال لیا یا تھا نہیں واپس کر دیا۔

غزوی کی شامت اور تباہی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد کو بیت نخلہ کی طرف روانہ فرمایا جہاں غزی کا بت خانہ تھا قریش اور کنانہ کے دوسرے قبیلہ اس کی پوجا کرتے تھے اور بنو ہاشم کے حلیف بنو شیبان اس کے مستقبل پجاری تھے بہر حال حضرت خالد نے اسے راویا۔

آپ کا مدینہ میں رہنے کا فیصلہ: انصاری اس خیال سے بہت غم زدہ تھے کہ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ شاید اپنے آبائی وطن میں رہا بش ختیر رہے مابین رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میری زندگی تمہاری زندگی کے ساتھ اور میری موت تمہاری موت کے ساتھ وابستہ ہے یہ بات سن کر انصار خاموش اور مطمئن ہو گئے۔

ہوازن اور ثقیف کی تیاری غزوہ حنین۔ مکہ فتح کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ وہاں پندرہ دن ٹھہرے اور نماز میں قصر ❷ یعنی نمازوں کو مختصر کرتے رہے اس دوران انہیں خبر ملی کہ ہوازن اور ثقیف کے قبیلے مسلمانوں کے مقابلے کے لیے جمع ہو رہے ہیں مکہ پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں بلکہ حنین کی وادی تک آپہنچے ہیں جب رسول اللہ ﷺ مدینہ سے نکلے تھے اسی وقت سے ہوازن کا یہ خیال تھا کہ اس حضرت سیدہ ان پر حملہ کرنے کا ارادہ رشتے ہیں چنانچہ ہوازن مالک بن عوف کے پاس جمع ہوئے جو بنو نضر کے خاندان سے تھا بنو نضر کے عبا وہ بنو شمر اور بنو سعد اور بنو عبد شمس کے بعض وکلاء ❶ اور بنو مالک کے خاندان بھی جنگ میں شریک ہو گئے صرف کعب اور کلاب کے مالک تھلک رہے۔

بنو شمر ہوازن وغیرہ کی پیش قدمی بنو شمر کے ساتھ ان کا سردار درید بن صمد بھی تھا وہ بہت بڑھا ہوا چکا تھا مگر ان کے قبیلہ والوں نے اس کے تجرے اور مہارت کی وجہ سے اسے ساتھ لے لیا تھا قبیلہ ثقیف کے دوسرے وارقارب بن اسود اور سبع بن اشرث تھے مگر مجموعی شہر کی قیادت مالک بن عوف کے ہاتھ میں تھی چنانچہ جب ان کو خبر ملی کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کر لیا ہے تو انہوں نے اس حضرت سیدہ کے مقابلے کے لیے پیش قدمی کی۔

مالک بن عوف کی تیاری مالک بن عوف نے جانوروں کے علاوہ قبیلہ کی عورتوں اور بچوں کو بھی ساتھ لے لیا تھا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ ان کی موجودگی میں لوگ ثابت قدم رہ سکیں گے جب یہ لوگ اوٹاس ❷ کے مقام پر پہنچے تو درید بن صمد نے مالک بن عوف سے پوچھا کہ اونٹ تڑپ رہے

❶ کعب بن ربیع رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں نو ہجری کی ابتداء میں حاضر ہوا تھا جب آپ طاغ کے محاصرے کے بعد مدینہ واپس آ چکے تھے اس نے بارگاہ نبوی میں یہ قصیدہ سنا یا اسے اس آیت حضرت سیدہ بہت محظوظ ہوئے اور اسے صلہ میں اپنی چادر مرحمت فرمائی۔ چادر کو عربی میں بردہ کہتے ہیں ہذا یہ قصیدہ، قصیدہ بردہ کے نام سے مشہور ہوا۔

❷ قصہ شریعت کا حکم یہ ہے کہ ۳۸ میل یا اس سے زیادہ کا سفر ہو تو ظہر عصر اور عشاء چار رکعت کے بجائے صرف دو رکعت پڑھی جائے یہ اس کو نماز میں قصہ کرنا کہتے ہیں۔

❸ علف حلیف کی جمع ہے۔ ❹ اوٹاس دیار ہوازن میں ایک وادی ہے جس میں غزوہ حنین ہوا تھا۔

ہیں گدھے چیخ رہے ہیں بکریاں میں میں کر رہی ہیں اور بچے رورہے ہیں یہ آوازیں کیسی ہیں مالک نے جواب دیا کہ یہ قبیلہ والوں کے مویشی ہیں اور ان کے اہل و عیال ہیں ہم ان کو ساتھ لے کر آئے ہیں تاکہ ان کی حفاظت میں جان کی بازی لگا دیں۔

درید بن صمہ کا مشورہ: درید نے کہا کہ اے تو چرواہا نکلا جب کسی شخص کے قدم اٹھ رہے ہوں تو اسے کوئی چیز روک سکتی ہے۔" جہاں اس نے میدان جنگ میں فتح حاصل ہو بھی گئی تو یہ فتح عورتوں اور بچوں کی موجودگی کی وجہ سے نہیں ہوگی بلکہ تلوار کی وجہ سے ہوگی اور اگر شکست ہوئی تو تیرے بال بچے بھی تیرے ساتھ خوار ہو جائیں گے پھر درید نے کعب اور کلاب کے متعلق پوچھا اور انکی غیر حاضری پر افسوس کا اظہار کیا بہر حال اس نے بہت بن عوف کی رائے کو پسند نہ کیا اور کہا کہ ہوازن نے عزیزوں اور کنبہ والوں کو دشمن کے گھوڑوں کے آگے سے کیا حاصل کیا انہیں اپنے علاقے میں کسی محفوظ جگہ پر لے جاؤ اور پھر اپنے جانوروں کو سوار کراؤ اگر لڑائی نتیجہ تمہیں ملیں گے اور اگر فتح دشمن کو مل گئی تو اس صورت میں تمہارے اہل و عیال اور مال مویشی محفوظ رہیں مگر مالک نے درید کا مشورہ قبول کرنے سے انکار کر دیا اور قبیلہ ہوازن نے اپنے سردار مالک کی مانی۔

جیش محمدی کی روانگی۔ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی سلمیٰ کو دشمن کی خبر لانے کے لیے بھیجا عبداللہ صاف اور واضح خبر لایا کہ وہ رسول کریم ﷺ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ رسول اللہ نے صفوان بن امیہ ① سے ایک سوز رہیں ادھار لیں بعض رہایوں نے ان کی تعداد چار سو بتائی ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ بارہ ہزار مسلمانوں کے ساتھ جنگ کے لیے نکلے جن میں دس ہزار لوگ وہ تھے جو مدینہ سے آپ ﷺ کے ساتھ آئے تھے آں حضرت ﷺ نے عتاب بن اسید کو مکہ کا گورنر مقرر کیا اور خود ہوازن کے مقابلہ کے لیے چلے آپ ﷺ کی ساتھ عباس بن عبد بن مرداس ضی ک بن سفیان کامابی کے علاوہ قبائل عبس ذبیان مزینہ اور اسد کی جماعتیں بھی تھیں۔

نذر و نیاز کے چڑھاوے اور ارشاد نبوی: راستہ میں آں حضرت سیدہ کا نذر ایک سبز درخت پر سے ہوا یا مہ جہیت میں بدوئی لوگ اس کا طواف کیا کرتے تھے اس کی تعظیم اور اسے ذات الانواط کے نام سے یاد کرتے تھے بعض بدتمیز دیہاتیوں نے کہا کہ یارسوں اللہ! جیسا ان کا ذات الانواط ہے ہمارے لیے بھی ویسا یہ ذات الانواط بنا دیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے بھی ویسی ہی بات کی جیسی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہی تھی کہ اجعل لنا الہا کما الہم الہما (اے موسیٰ ان کے بتوں کی طرح ہمارے لیے ایک بت بنا دو) قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم گزشتہ قوموں کے طریقے اختیار کرو گے بلکہ ان سے بھی زیادہ گناہگاروں والے کام کرو گے۔

دشمن کا اچانک حملہ: ... پھر رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے اور یکم شوال ۸ ہجری کو حنین جا پہنچے جو تہامہ ۱ کی وادیوں میں سے ہے جب آپ وادی میں داخل ہوئے تو صبح کی ہلکی ہلکی روشنی تھی۔ چنانچہ ہوازن نے جو دونوں جانب چھپے بیٹھے تھے اپنی کمین گاہوں سے نکل کر ایک ساتھ حملہ کیا۔ اس اچانک حملہ سے مسلمان ایسے پریشان اور تتر بتر ہوئے کہ کسی کو ایک دوسرے کی خبر نہ ہوئی رسول اللہ ﷺ نے انکو آواز دی مگر اس نے ان کو نہ فہم نہ دیکھا، صرف حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عباس رضی اللہ عنہ، ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حریث اور ابن کابنہ جعفر اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے فضل اور قثم اور چند دوسرے لوگ آپ کے ساتھ ثابت قدم رہے۔

رسول اللہ کی ثابت قدمی: رسول اللہ ﷺ اپنے سفید خچر دلدل پر سوار تھے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان کی گام تھامے ہوئے تھے چونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی آواز زیادہ بلند تھی اس لیے رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ انصار ؓ اور اصحاب شجرہ کو آواز دیں ایک دوسری روایت میں اصحاب شجرہ کی بھی یہی مہاجرین کا لفظ آیا ہے۔ جب مسلمانوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تو واپسی کے لیے پلٹے مگر لوگوں نے اس قدر جھجھکتھی۔ سواری کے جانوروں کو موڑنا ممکن نہ تھا لہذا رک گئے مگر تلواریں اور ڈھاریں تو واپسی کے لیے جمع ہو گئے اور دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔

بنو ہوازن کا فرار: اسی دوران دوسرے مسلمان بھی آملے اور لڑائی خوب زوروں پر شروع ہو گئی جب ہوازن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچے تو

① صفوان بن امیہ مشرک تھا۔ ② طواف کرنا یعنی اور گرد چکر لگانا۔ ③ تھامہ عرب کے بنیادی طور پر دو حصے ہیں بالائی اور زیریں، بالائی کو --- و درزیریں کو۔ کہتے ہیں

④ بیتِ رضوان میں شامل ہونے والے حضرات۔

ابنہ تعوی نے ان کے دونوں میں رعب ڈال دیا اور وہ شکست کھا کر بھاگ گئے۔ بہت سے ہوازن اس قیدی بنائے تے اور مسلمانوں نے ان سے مال، عیال اور مولیٰ کو مال غنیمت میں لے لیا۔

دشمن کا نقصان اور ان کا فرار: ثقیف کے خاندان بنی مالک کے بہت سے سوار مارے گئے چنانچہ انکے آدمی قتل ہوئے جن میں ان کا سردار ذوالحمار اور اس کا بھائی عثمان شامل تھے ثقیف کے حلیفوں کو سردار قارب بن اسود اپنا جھنڈا چھوڑ کر ابتداء ہی میں اپنی قوم کے ساتھ بھاگ نکلتا تھا چنانچہ انکا ایک آدمی بھی نہ مارا گیا۔ مالک بن عوف نصری بھی اپنی قوم کے چھ لوگوں کے ساتھ بھاگ گیا اور قبیلہ ثقیف کے ساتھ طغف میں پناہ لے لیا۔

درید بن صمہ کا قتل اور ابو عامر شہزاد کی شہادت۔ مسلمانوں کے ایک سوار دستہ نے ان کا تعقب کیا اور ان کو آخر کار پکڑ لیا اور بیحد بن رفیع نے درید بن صمہ کو قتل کر ڈالا۔

قبیلہ ہوازن کے کچھ لوگ اوطاس کے مقام پر جمع ہو گئے تھے رسول اللہ ﷺ نے ابو موسیٰ اشعری کے چچا ابو عامر اشعری کو ان کی طرف بھیجا اشعری ان کے ساتھ خوب لڑے مگر سلمہ و رید بن صمہ نے ان کو تیر مار کر شہید کر ڈالا اس کے بعد حضرت موسیٰ نے جنڈاپہاں میں یہاں اپنے چچا کے قتل پر مدد کر کے اسے قتل کر ڈالا اس پر مشرک بھاگ نکلے بنو رباع کے خاندان کے بھی بہت سارے آدمی مارے گئے اور ہوازن کے قبائل گریہ و رونا مچ گئے۔

مسلمان شہداء: حنین کی جنگ میں جو مسلمان شہید ہوئے ان میں حضرت اسامہؓ کے بھائی لکھن بن اسامہؓ، یزید بن زبیرؓ، اسودہؓ، ارقم بن الحارثؓ (جو بنو عجلان میں سے تھے) اور ابو عامر اشعریؓ بھی شامل تھے۔

طائف کا محاصرہ۔ حنین کی جنگ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہوازن کا مال غنیمت اور ان کے قیدی بدر اندہ کے مقام میں مسعود بن عمر غفاری کی نگرانی میں جمع کیے جائیں اور خود فوز اشہر طائف کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں قبیلہ ثقیف و پندرہ دن تک محاصرہ میں رکھا ثقیف کے لوگ اپنے قلعوں میں محصور ہو کر بڑے غم و شہ جات کے آس پاس کے قبیلے مسلمان ہو گئے اور انہوں نے ان کی خدمت میں اپنے وفد بھیجے۔ طائف کے راستہ میں رسول اللہ ﷺ کا نژد مائیک بن عوف کے قلعہ کے پاس سے ہوا اور آپ نے اسکو راتے کا خمر صادر فرمایا۔ اس طرح ثقیف کا ایک سردار کا قلعہ بند ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے بھی گرانے کا حکم دیا ثقیف کے اکثر لوگ طائف میں قلعہ بند ہو گئے۔

ثقیف کے لوگوں کی منجنيق سیکھنے کے لئے روانگی قبیلہ ثقیف کو ڈر محسوس ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو ان کے سردار میں سے عروہ بن مسعود اور غیلان بن سلمہ جرش ❶ کی طرف گئے تاکہ محاصرہ کے لیے منجنيق ❷ اور دبابہ ❸ کا استعمال سیکھیں لہذا وہ نہ تو حنین کی جنگ میں شریک ہو سکے اور نہ ہی شہر کے محاصرہ کے وقت کام آ سکے مسلمانوں نے دس یا بیس سے پچھڑیا دو دن تک طائف کا محاصرہ جاری رکھا اور ان میں سے بعض لوگ دشمن کے تیروں سے شہید ہو گئے۔

مسلمانوں کی محصورین پر سنگ بازی: رسول اللہ ﷺ نے اہل طائف پر منجنيق سے پتھراؤ کیا اور بعض مسلمان دباہ کے ذریعے شہر کی دیوار تک جا پہنچے دشمن نے ان پر لوہے کی کڑم سلاخیں پھینکیں اور ان پر تیر چلے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ان کے نور۱ کے بانگات کاٹ دیئے جائیں اسود بن مسعود نے جو طائف سے دو تھما مال پیش کیا اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے بانگات کاٹنے سے منع فرمایا۔

طاغف کے شہداء۔ محاصرہ کے دوران ابو بکرہ دیوار سے نیچے اتر آئے اور مسلمان ہو گئے۔ حائف کے میصرہ میں چند مسلمان شہید ہو گئے جن

① سین کے ساتھ مدی مست ایک شہر ہے۔ ② مخفی ایک قدیم آج تک یا انجمن تھا جس سے فرید سے بھاری پتہ سمجھتے تھے۔ اس سے شہر اور قلعوں کی دیواروں کو قلعے کے لیے قلعہ کرتے تھے یہ ایک عجیب غلطی آرمی اور یونانی زبانوں میں مختلف صورتوں میں ملتا ہے۔ ③ ایک دیوار کا ایک حصہ مسیح کا زلیخہ کی قلعہ کی حیثیت کے تھے شہر بہادر دشمن کے شہر یا قلعہ تک پہنچنے کی کوشش کرتے تھے آج کل ٹینک و دبا بہ کہتے ہیں۔ (شاہد اللہ) ④ ایک قلعے کے مطابق یہ بھی ہے کہ دیوار کا دباؤ میں تھا۔

میں سے سعید بن العاص عبد اللہ بن ابی امیہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی اور عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہما غزوی شامل تھے شہداء کی تعداد تقریباً ۲۰ تھی جن میں سے چار انصاری صحابی تھے۔ ①

جعرانہ میں بنو ہوازن کا اسلام: ... طائف کا محاصرہ چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ جعرانہ تشریف لائے یہاں ہوازن کا وفد خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوا کہ ہم اپنی خوشی اور رضامندی سے مسلمان ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم اپنے اہل و عیال و پس بیٹے چاہتے ہو یا نہیں؟ انہوں نے اہل و عیال کو ترجیح دی اور رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اس بارے میں مسلمانوں سے درخواست کی۔

بنو ہوازن کی عورتوں اور بچوں کی آزادی: ... ان کی درخواست کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (اس غنیمت میں) جو میرا اور عبدالمطلب کے خاندان کا حصہ ہے وہ میں نے تمہیں بخش دیا مہاجرین اور انصار بول اٹھے جو ہمارا حصہ ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی نذر ہے مگر اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن نے اپنا حصہ واپس کرنے سے انکار کر دیا اور ان کی قوم نے ان کی تائید کی اسی طرح عبس بن سہل بن مردس نے بھی انکار کیا مگر بنو سلیم نے ان کی مخالفت کی اور کہا کہ جو ہمارا حصہ ہے وہ ہم تے رسول اللہ ﷺ کو دے دیا۔ جو لوگ اپنا حصہ واپس کرنے پر راضی نہ تھے ان کو معاوضہ دے دیا، رسول اللہ ﷺ سے اس حضرت ﷺ نے قبیلہ ہوازن کے تمام عورتیں اور بچے آزاد کر دیے۔

ہوازن کے قیدیوں کی تعداد: ... ہوازن کے قیدیوں کی کل تعداد مردوں اور عورتوں سمیت چھ ہزار تھی ان میں شہاء بنت حارث رضی اللہ عنہا بن عبد العزی بھی تھی جو بنو سعد کے خاندان سے تھی اور رسول اللہ ﷺ کی رضاعی بہن تھی رسول اللہ ﷺ نے ان کی تعظیم کی اور فرمایا کہ اگر اپنی قوم میں جانا ہو تو تمہیں اختیار ہے۔ شیمانے اپنی قوم کو ترجیح دی چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں ان کی قوم میں بھیج دیا۔

مال غنیمت کی تقسیم اور مؤلفہ القلوب: رسول اللہ ﷺ نے ہوازن کے مال مویشی مسلمانوں میں تقسیم کر دیے چنانچہ اپنے خمس کے حصے میں سے قریش کے بعض لوگوں کو مال عطاء کیا جس سے مقصود یہ تھی کہ ان کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا کی جائے چنانچہ آپ نے بعض کو سو سو اور بعض کو پچاس پچاس اونٹ دیے ان لوگوں کو مؤلفہ القلوب کہتے ہیں ان کی تعداد چالیس کے قریب تھی اور ان کا ذکر سیرت ② کی کتابوں میں آیا ہے ابوسفیان اور ان کا بیٹا معاویہ حکیم بن حزام صفوان بن امیہ اور مالک بن عوف وغیرہ انہی میں سے تھے بیزعیمنہ بن حصن اور اقرع بن حابس جن کو آپ نے سو سو اونٹ مرحمت فرمائے تھے عباس بن مرداس کو ان کی بہ نسبت کم دیئے اس پر مرداس نے چند اشعار کہے اور اپنی نازکگی کا اظہار کیا ان اشعار کو سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کی زبان طعن کو بند کرو چنانچہ انہیں بھی پورے ایک سو اونٹ دیئے گئے۔

انصار سے خطاب اور ان کا اعزاز: ... جب رسول اللہ ﷺ نے مؤلفہ القلوب کو مال عطا کیا تو انصار کو دکھ ہوا کیونکہ آپ نے ان کو ان کی طرح مال عطا نہیں فرمایا تھا چنانچہ ان کے بعض جوانوں نے کچھ باتیں کہیں۔

ان کے علاوہ ان کو یہ خیال ہوا کہ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنے وطن اور اپنی قوم کی طرف واپس چلے جائیں گے ورنہ چھوڑ دیں گے ہند رسول اللہ ﷺ نے انکو جمع کیا اور وعظ و نصیحت کی اور فرمایا کہ میں ان لوگوں کو جنہوں نے حال ہی میں اسلام قبول کیا ہے اس سے ہر دیتا ہوں تاکہ ان کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کروں کیا تم اس بات کو نہیں پسند کرتے کہ جب اور لوگ بکریاں اور اونٹ لے کر اپنے گھروں کی طرف چلیں تم رسول اللہ ﷺ کو ساتھ لے کر وطن کو واپس لوٹ جاؤ۔ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میرا شمار بھی انصار میں ہوتا اگر انصار ایک وادی میں چلیں ورنہ دوسرے کو دوسری وادی میں تو میں بلاشبہ انصار کی وادی میں چلوں گا یہ الفاظ سن کر انصاری راضی ہو گئے اور وہاں سے رخصت ہوئے۔ ③

آپ ﷺ کی واپسی اور عمرہ کی ادائیگی: ... پھر رسول اللہ ﷺ جعرانہ سے مکہ کی طرف روانہ ہو گئے جہاں آپ ﷺ نے عمرہ ادا کیا۔ اس کے بعد پھر رسول اللہ ﷺ ڈھائی ماہ کے بعد مدینہ تشریف لائے اور ذوالقعدہ ۸ ہجری کے ابھی چھ دن باقی تھے کہ آپ ﷺ شہر میں داخل ہوئے۔

① ان چاروں کے نام بالترتیب یہ ہیں (۱) حضرت ثابت بن الجعد (۲) حضرت حارث بن کھیل (۳) حضرت منذر بن عبد اللہ اور (۴) حضرت زبیر بن ثابت رضی اللہ عنہم۔

② مثلاً (ابن ہشام ج ۱ ص ۳۹۲ طبری ج ۳ ص ۱۸۶ اور ابن اثیر ج ۳ ص ۶۲۸) ③ سیرۃ ابن ہشام ج ۲ ص ۳۹۹ اور طبری ج ۳ ص ۹۵۔

مکہ میں مسلمان گورنر: آنحضرت ﷺ نے مکہ میں عتاب بن اسید کو گورنر مقرر فرمایا وہ ایک نوجوان صحابی تھے جن کی عمر بیس سال کے قریب تھی مگر ان کی طبیعت میں پرہیزگاری اور زہد تھا انہوں نے اسی سن میں مسلمانوں کے ساتھ حج کیا وہ پہلے امیر حج مقرر ہیں جنہوں نے سدای طریقت پر حج دیا، مگر مشرکوں نے اپنے رسم و رواج اور عادات کی پابندی کی۔

مکہ میں معلم اسلام: آں حضرت ﷺ نے مکہ میں معاذ بن جبل کو چھوڑا تا کہ وہ لوگوں کو دین سکھائیں اور انہیں قرآن مجید کی تعلیم دیں۔

ازد و عمان کے صدقات: آں حضرت ﷺ نے عمرو بن جعفر ❶ اور عبد کی طرف بھیجا جو جلندی کے بیٹے تھے تا کہ ازد و عمان سے صدقات کا مال اکٹھا کریں چنانچہ انہوں نے عمرو بن العاص کی اطاعت اختیار کر لی۔

مالک بن عوف کا تقرر اور واپسی: رسول اللہ ﷺ نے مالک بن عوف کو ان لوگوں کا گورنر مقرر کیا جو اس کی قوم میں سے مسلمان ہو گئے تھے ان کے اطاعت گزار بن گئے تھے یا قبیلہ ثقیف میں سے شہر طائف کے ارد گرد جمع ہو گئے تھے مگر جب اہل طائف نے تنگی محسوس کی تو آں حضرت ﷺ نے مالک کو طائف چھوڑنے دینے کا حکم دیا چنانچہ مالک نے حکم کے مطابق طائف چھوڑ دیا آخر کار اہل طائف مسلمان ہو کر حاضر خدمت ہوئے جیسا کہ بعد میں بیان ہوگا موکلفۃ القلوب جو فتح مکہ کے دن یا اس کے بعد اسلام لے آئے اچھے ثابت ہوئے اگرچہ انکی مدارج ایمانی میں فرق تھا۔ ❷

کعب بن زہیر کی واپسی اور قبول اسلام: کعب بن زہیر جن کا خون رسول اللہ ﷺ نے مباح کر دیا تھا اور جس پر زندہ رہنا مشکل ہو گیا تھا خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے اس موقع پر اس نے آں حضرت ﷺ کی بارگاہ میں اپنا مشہور مدحیہ قصیدہ پڑھا جس کا مطلع ❸ یہ ہے:

بانت سعاد فقلبی الیوم متبول

کعب کے مدح کے صلہ میں رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک چادر عطا فرمائی جسے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب کی وفات کے بعد ان کے وارثوں سے خرید لی اور وہ جو خفاء ❹ کو یکے بعد دیگرے ورثہ میں ملتی رہی۔

بنو اسد کا وفد: ۹۰ ہجری میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں قبیلہ اسد کا وفد آیا جس میں ضرار بن ازور بھی شامل تھے قبو اسد کے بعد بنو سد نے کہا کہ اے رسول اللہ! اس سے پہلے کہ آپ کسی کو ہماری طرف بھیجیں ہم خود ہی حاضر خدمت ہو گئے ہیں۔ یسمنون علیک ان اسلموا قل لا تمناو علی اسلامکم بل اللہ یمن علیکم ان ہداکم للایمان ان کنتم صدقین۔

لوگ تم پر احسان کرتے ہیں کہ ہم نے اسلام لے آئے ان سے کہہ دو کہ اپنے اسلام قبول کرنے کا احسان مجھ پر مت جتاؤ ہلکہ اللہ نے تم کو ایمان دکھایا ہے اگر تم (اپنی ذات میں) سچے ہو۔

غزوہ تبوک کی تیاری: طائف سے واپس آنے کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ میں ۹ رجب تک ٹھہرے رہے پھر آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ غزوہ روم کے لیے تیاری کریں جنگ کے اصولوں کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی کہ اکثر غزوات میں اپنی حقیقی منزل مقصود کو چھپاتے تھے مگر اس مشکل مہم کے موقع پر آپ نے اس اصول کو چھوڑ دیا کیونکہ جنگ سخت تھی ملک دور تھا پھل جمع کرنے کا موسم تھا شدید گرمی تھی اور دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی لہذا لوگوں کو یہ مہم بہت بوجھل محسوس ہوئی لیکن باوجود لوگوں نے جنگ کی تیاری کی مگر منافق ان کو جنگ سے روکتے رہے بعض کہتے منافق ایک یہودی کے گھر جمع ہوا کرتے تھے آپ ﷺ کے حکم سے طلحہ بن عبید اللہ نے اس گھر کو تباہ کر دیا۔

مسلمانوں کی مال کی فراہمی: بنو سلمہ کے ایک آدمی ابن قیس نے شرکت جنگ سے معافی چاہی آپ ﷺ نے ان کی درخواست منظور کر لی

❶ اصل نسخہ میں اہل حنین وغیرہ اور عمرو بن۔۔ وغیرہ لکھا ہے جو غلط ہے صحیح یہی ہے دیکھیں (طبری ج ۳ ص ۹۵) ❷ یعنی کسی کا یا مہم تھا اور کسی کا ایمان زیادہ دیکھو کہ میں کہ کسی یرت پکا تھا کسی کا نسب نہ کی۔ ❸ سی شعر کا دوسرا مصرعہ یہ ہے منشیع عبدھا لکم بعد مقول ایک اور شعر یہ ہے

لنبت ان رسول اللہ وعدنی والعہ عند رسول اللہ مامول

❹ خفاء بن زبیر۔

اور اس سے درگزر کیا بہت سے مسلمانوں نے روپیہ اور سامان میں سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا حصہ سب سے زیادہ تھا کہتے ہیں کہ نبیوں نے ایک ہزار دینار دیئے اور ایک سو گھوڑوں کے علاوہ نو سو اونٹ اور ان کا سامان بھی۔

غریبوں کی سواریوں کا بندوبست: بعض مسلمان رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے سفر کے لیے سواری کی درخواست کی مگر آپ کے پاس ان کے لیے کوئی سواری نہیں تھی اس پر وہ بہت روئے۔ ان میں سے بعض حضرات کے لیے حضرت یامین بن عمر نضری نے سواری کا بندوبست کر دیا ان کے نام یہ ہیں (۱) ابی لیلہ بن کعب جو مازن بن نجار کے خاندان سے تھے (۲) عبد اللہ بن مغفل مزنی اعراب میں سے تھے جو دُک پیچھے رہ گئے تھے انہوں نے عذر پیش کیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا عذر قبول کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں حضرت محمد بن مسلمہ کو اپنا قائم مقام بنایا بعض روایات میں ہے کہ آپ نے سباع بن عرفطہ رضی اللہ عنہ کو یا حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو اپنا نائب بنایا تھا پھر آپ ﷺ روانہ ہوئے عبد اللہ بن ابی بھی ساز و سامان کے ساتھ آپ کے غریبوں کے ساتھ شریک تھا جب رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تو دوسرے منافقین کے ساتھ واپس آ گیا۔

قوم ثمود کے کھنڈرات سے گزر رہے۔ اس سفر میں رسول اللہ ﷺ کا گزردیا رشود پر ہوا آپ ﷺ نے حکم دیا کہ وہاں کا پانی استعمال نہ کیا جائے اور گوندھا ہوا آٹا جسمیں وہ پانی استعمال ہوا تھا اونٹوں کو کھلا دیا جائے بئر لانا قح کے بارے میں آپ نے حکم دیا کہ ثمود کے گھروں میں کوئی شخص داخل نہ ہو اور کوئی باہر اکیلا نہ نکلے بنو ساعدہ کے دو شخص باہر نکلے ایک کا گلا گھٹ گیا اس حضرت ﷺ نے اس پر ہاتھ پھیرا اور وہ تندرست ہو گیا دوسرے کو آندھی نے قبیلہ طئی کے پہاڑ پر پھینک دیا اس کے بعد قبیلہ طے کے لوگوں نے اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

اونٹنی کی گم شدگی اور عالم الغیب ہونے سے آپ کا انکار: دوران سفر رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی گم ہو گئی ایک منافق بو محمد دعوی کرتے ہیں کہ میرے پاس آسمان کی خبریں آتی ہیں مگر وہ اتنا نہیں جانتے کہ انکی اپنی اونٹنی کہاں ہے یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اتنا ہی جانتا ہوں جتنا اللہ نے مجھے بتایا ہے اونٹنی فلاں مقام پر ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف اس بارے میں وحی کر دی تھی لوگوں نے اسے سنا جبکہ پایا جہاں پر آپ نے فرمایا تھا یہ بات زید بن الصلت نے کی تھی جو قبیلہ قبیقاع کا تھا کہتے ہیں کہ واقعہ کے بعد اس نے توبہ کر لی تھی۔

منفقوں کی رسوائی: وحی الہی نے ان منافقوں کو رسوا کر دیا جو لوگوں میں بددلی پھیلا رہے تھے اور ان کو ردیوں سے ڈرتے تھے چنانچہ ان میں سے مخشی بن محیر نے توبہ کر لی اور یہ توبہ کی کہ اس گناہ کے کفارے میں میرے شہادت ایسے مقام پر ہو جہاں میرا نام و نشان نہ ہے۔ چنانچہ وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

بعض حکمرانوں کی صلح: جب رسول اللہ ﷺ تبوک پہنچے تو تحسینہ ۱ ابن ربیعہ حاکم ایلہ ۲ کے علاوہ اہل جربا ۳ اذرح آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جزیہ دے کر صلح کر لی اور اس حضرت ﷺ نے ہر ایک کے لیے صلح نامہ ۴ لکھ دیا۔

دومتہ الجندل کے حاکم کی گرفتاری اور صلح: رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید کو دومتہ الجندل کے حاکم اکیدر بن عبد الملک کی طرف بھیجا جو قبیلہ کندہ کا تھا اور مذہب عیسائی تھا اس حضرت ﷺ نے خالد بن ولید سے فرما دیا تھا کہ اکیدر تم کو شکار کھیلتا ہوا ملے گا چنانچہ یہ اتفاق ہوا کہ تمام ہرن اکیدر کے محل کو اپنے سینگوں سے ٹھکراتے رہے چنانچہ اکیدر رات کے وقت ان کے شکار کے لیے محل سے نکلا جب خالد کو اس کا پتہ چد تو اسے رفقہ رر کے رسول اللہ ﷺ پاس بھیج دیا اس حضرت ﷺ نے اسے معاف کر کے اس کیساتھ جزیہ پر صلح کر دی اور اسے اس کے علاقہ کی طرف واپس بھیج دیا۔

آپ ﷺ کے معجزے کا ظہور: رسول اللہ ﷺ تبوک میں بیس دن ٹھہرے پھر واپس چلے آئے راستہ میں ایک چھوٹا چشمہ ملا آپ ﷺ نے حکم دیا کہ کوئی شخص اس کی طرف نہ بڑھے اس کے باوجود آدمیوں نے آگے بڑھ کر اس کا پانی ختم کر دیا آپ ﷺ نے اس کے منہ پر نذر لگا دیا۔

۱ ابن ہشام ج ۱ ص ۵۲۲ میں نسخہ لکھا ہے۔ ۲ شام کا شہر ہے سمندر کے ساحل پر مصر اور مکہ کے آدھے راستے میں واقع ہے۔ ۳ شام کے ایک گاؤں میں سے ہے۔ ۴ شام کا شہر ہے۔ (مجموعہ ۱۱۱) ۵ دوسرا نسخہ دیکھیں در (سیرۃ ابن ہشام اور واقعی کی مغازی ج ۲ ص ۱۳۰۲)

فرمایا کہ اپنا دست مبارک چشمہ میں رکھا اور دعا کی آپ ﷺ کی دعا سے چشمے نے ایسا جوش مارا کہ اس کا پانی سارے لشکر کے لیے کافی ثابت ہوا۔ مسجد ضرار: جب آں حضرت ﷺ مدینہ کے قریب پہنچے تو آپ نے مالک بن جعشم اور معن بن عدی کو مسجد ضرار کی طرف روانہ کیا انہوں نے اسے جھاڑا اور رادیا کیونکہ اسے منافقوں کی ایک جماعت نے بنایا تھا جب رسول اللہ ﷺ تبوک پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے تھے تو انہوں نے حاضر خدمت ہو کر درخواست کی تھی کہ آپ اس میں نماز ادا کریں آپ نے فرمایا تھا کہ میں سفر کی تیاری کر رہا ہوں جب ہم واپس آئیں گے تو اس میں نماز پڑھیں گے جب آپ ﷺ واپس آئے تو آپ ﷺ نے اس کے گرا دینے کا حکم دیا۔

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تبوک میں غیر حاضری اور توبہ کعب بن مالک مراد بن ربیعہ اور ملائ بن امیہ جو نیک مسلمان ہونے کے باوجود غزوہ تبوک میں شریک نہیں ہو سکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو ان سے تعلق ختم کر دینے کا حکم دیا چنانچہ پچاس دن تک کہ ان سے بات نہ کی پھر ان کی توبہ قبول ہوئی جو تبوک بغیر کی عذر کے پیچھے رہ گئے تھے ان کی عداوت سے چھوڑ دیا گئی۔ رسول اللہ ﷺ تبوک سے رمضان ۹ ہجری میں واپس آئے سورت براءت کا اکثر حصہ منافقین اور غزوہ تبوک کے بارے میں اتر غزوہ تبوک آں حضرت ﷺ کا آخری غزوہ تھا۔

طائف والوں کی اطاعت گزاری ۹ھ

جب رسول اللہ ﷺ طائف کا محاصرہ اٹھا کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو طائف والوں کے سردار عمرو بن مسعود آں حضرت ﷺ کے پیچھے روانہ ہوئے راستہ ہی میں آپ ﷺ سے ملاقات کرنے میں کامیاب ہوئے اور اسلام قبول کر لیا اسلام آ کر واپس گئے تاکہ اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دیں اپنے گھر کی چھت پر چڑھ کر آذان دے رہے تھے کہ لوگوں نے اس پر تیر برسائے یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے شہید ہونے والوں میں پہلے عمرو نے اپنے خاندان والوں کو قصاص لینے سے منع کر دیا اور فرمایا کہ یہ شہادت ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے مجھے مسلمان شہداء کیسے تھے دفن کیا جائے۔ یعنی جنہوں نے محاصرہ طائف کے دوران جانیں دی تھیں پھر ان کا جنازہ ادا کیا اور قارب بن اسود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔

مالک بن عوف نے ثقیف کو خوب تنگ کیا تھا اور ان کے اونٹ لوٹ کر لے گیا اور ان کے قنفوں پر حملہ آور ہوا جب ثقیف کو خبر ملی کہ رسول اللہ ﷺ تبوک کی مہم سے واپس آ گئے ہیں تو انہیں اس بات کا احساس ہوا کہ انہیں سارے عرب سے جو مسلمان ہو چکا تھا لڑنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا تو وہ خوف زدہ ہو کر اپنے سردار عبدیالیل بن عمرو کے پاس آئے۔

عبدیالیل نے ان سے کہا کہ اپنے چند آدمی میرے ساتھ بھیج دو چنانچہ انہوں نے بنی مالک کے تین آدمی اور اس کے قنفوں میں سے دو آدمی اس کے ساتھ روانہ کر دیئے۔

اہل طائف کی صلح کے لیے حاضری: چنانچہ عبدیالیل ان کے ساتھ طائف سے نکلا اور رمضان ۹ھ میں اطاعت ظاہر کرنے اور اسلام قبول کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آں حضرت ﷺ نے ان کے لیے مسجد میں خیمہ لگوا دیا اور خالد بن ولید بن العاص کو ان کی خدمت پر مامور فرمایا جو کھانا سعیدان کے لیے لاتے تھے وہ اس وقت تک نہیں کھاتے تھے جب تک کہ سعیدان کے ساتھ شریک نہ ہوں (حضرت سعید ہی نے ان کا صلح نامہ اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔

ہلیان طائف کی درخواست: اہل طائف والوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ ان کی عورتوں اور بچوں کی عورت کے خیال سے ان کے بت لیت کے تین سال تک نہ توڑا جائے مگر آں حضرت ﷺ نے اس درخواست کو رد کر دیا پھر انہوں نے نماز سے معافی مانگی اپیل کے جواب میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس دین میں نماز نہ ہو اس میں کوئی بھلائی نہیں ہو سکتی۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہم اپنے بت اپنے ہاتھ سے توڑیں گے رسول

نے یہ درخواست قبول کر لی اور فرمایا کہ جس تک توں سے توڑ چھوڑ کا حلق ہے تمہیں اس سے الگ رہنا ہے۔

اہل طائف کا قبول اسلام: اس کشتی کے بعد طائف کے لوگ مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے یہاں یہاں تک پہنچا اور وہاں عثمان بن حسان جو ان میں سب سے کم عمر تھے ان پر امیر مقرر کیا۔ کیونکہ حضرت عثمان دین کو سمجھتے تھے اور قرآن سننے کا بہت شوق رکھتے تھے پھر ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ حضرت عثمان کے ساتھ "ات" کو توڑنے کے لئے نکلے ابوخیان قحطیہ کے رستے پر حضرت مغیرہ نے اندر داخل ہو کر کھانے سے روک دیا جو معتب مغیرہ کے پاس آ گیا وہاں سے ہٹ کر آئے۔ ان پر آ کر ان کے غضب ناز سے وہ کچھ بے اختیار آئے بڑے درخت کے نیچے میں نذر و نیاز کا جو پیسہ تھا اسے انھیں دیا جس میں عمرو بن سعید، اسامہ بن سعید کا قرض، انیس ہزاروں اللہ سیرت کے علم پر تھا اور باقی مال تقسیم کر دیا۔

عرب کے وفد کی آمد

سنہ الوفود (وفود کا سال) : جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو اس وقت آپ کا وفد بھی اسلام سے آیا تو عربوں کے وفد ہر طرف سے آنا شروع ہوئے چنانچہ اس سال کا نام سنہ الوفود یعنی وفود کا سال رکھا گیا۔

غریبوں کا جوق در جوق قبول اسلام: محمد بن اسحق نے لکھا ہے کہ اسلام کے بارے میں قبل عرب صرف اس بات کا انتظار کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کا کیا فیصلہ ہوتا ہے؟ کیونکہ قریش کے قبیلوں کو وہاں کے سردار اور بنما کی حیثیت حاصل تھی اور وہی مکہ بیت اللہ کے مہمان تھے وہ حضرت اہل بیت کی تھی اور وہیں شہر ہوتا تھا دیگر قبل عرب بھی ان کی نسبت کی عظمت کے قائل تھے یہی قریش تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں تم شونک رہا تھا مگر جب مکہ فتح ہوا اور قریش کے ساتھ جنگ کرنے کی سکت نہیں رہی چنانچہ وہ روایتیں اسلام میں داخل ہو گئے اور ہر طرف سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔

بنو تمیم کا وفد: تبوک مہم کے بعد سب سے پہلا وفد جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا وہ بنو تمیم کا وفد تھا جس میں ان کے بڑے سردار (۱) عطار بن حاجب (۲) قتیبہ بن زید (۳) اقرع بن حابس (۴) زبرقان بن بدر (۵) قیس بن عاصم (۶) عمرو بن اتم (۷) عیینہ بن قیس تھے۔

بنو تمیم کے وفد کا مفصل بیان: عرب کا دستور تھا کہ جس جگہ ان کا وفد جاتا اس کے ساتھ ان کا ایک خطیب (پیغمبر) بھی جاتا تھا اور ایک شاعر بھی جاتا تھا اسی دستور کے مطابق بنو تمیم کے وفد کے ساتھ بھی خطیب اور شاعر آیا تھا وہ بنو تمیم کے لیے بنو تمیم اور رسول اللہ کے خطیبوں کے خطبہ اور شاعروں کے ایک شعر درج کیے جاتے تھے ابن ہشام نے لکھا ہے کہ جب ان کے خطیب کو اجازت ملی تو ان میں سے عطار بن حاجب کھڑے ہوئے گا

الحمد لله الذي له علينا الفضل والم وهو اهل الله الذي جعلنا ملوكا وروهب لنا اموالا عظاما فاعل فيها المعروف وجعلنا عراهل المشرق واكثره عددا واليسر عده فم متل في الناس السابروس فصلهم فم فاحرنا فليعد مثل لو شاء لاكثرنا الكلاه ولكن نحاس الاكثر وانا نعرف بذلك اقوال هذا لان ناتوا بمثل قولنا واهل فضل مرنا .

ترجمہ سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس کا ہم پر احسان اور فضل ہے اور وہ اس کا اہل ہے جس نے ہم کو بادشاہ بنایا اور ہم کو بے حد مال دیا جس سے ہم خیر خیرات کرتے ہیں اور ہم و اہل شرق میں عظیم بنایا جن کی آبادی کے ہم کو برپا دینا قوت ہے اور قوت پر زمین عرب میں وہی شخص ہمارا ہمید ہے "یہاں ہم سردار نہیں" وہوں سے فضل اور بہت نہیں ہیں جو تمہیں ہماری برائی پہنچاتے ہیں اس پر افسوس ہے کہ ہماری طرح وہ اپنی خیریت کو شمار کرنا اس سے کہیں زیادہ اپنے فضائل و برائی کو سمجھتے ہیں یہاں ہم وہابی

سے نفرت ہے حالانکہ ہم کو مبالغہ کرنا بھی آتا ہے۔

محققہ یہ کہ ہماری باتوں کا جواب دہ اور ہماری فضیلت کا مقابلہ کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے ثابت بن قیس بن اشمس کی طرف مخاطب ہو کر اشارہ فرمایا: **قم فاحب الرجل في خطبه** (اٹھو اور اس خطبہ کا جواب دو) یہ حکم پات ہی بول چلے

الحمد لله الذي السموات والارض خلقه قضى امره ووسع كرسيه علمه ولم يك شيء قط الا من ثم كان من قدره ان جعله ملوكا واصطفى من حير خلقه فضله ثم كان من قدرته ان كان من قدرته ان جعلنا ملوكا واصطفى من خيره خلقه رسولا اكرمهم نيا نسا و اصدقهم حديثا وافصلهم حسا فانزل عليه كتابه و انتممه على خلقه فكان خيرة الله من العالمين ثم دعا الناس الى الله ايمان به فامن برسول الله المهاجرون من قومه وذو رحمهم اكرم الناس حسانا واحسن الناس وحوها و حبر الناس فعلا ثم كان اول الخلق اجابة واستجابة الله حسين دعا رسول الله محس انصار الله ووراء رسول الله نقابل الناس حتى يؤمنوا بالله فمن امن بالله رسوله منع مماله ودمه ومن كفر فرحاهد ناه في الله ابد او كان فتنة عينا يس بقول هذا واستغفر الله لي والمؤمنين والمؤمنات والسلام عليكم

ترجمہ: سب تعریف اللہ کے لیے ہے آسمان و زمین اس نے پیدا کیے اور اس میں اپنا حکم جاری فرمایا۔ اس کا علم اس کی برکت و توفیق سے ہوئے ہے اور کوئی چیز نہ تھی کہ اس کے فضل سے سب چیزیں وجود میں آئیں پھر اس کی قدرت نے ہم کو بادشاہ بنایا اور ہم کو بہترین خلق سے ایک رسول برگزیدہ فرمایا اور ان سب سے باعتبار نسب کے بزرگ اور باعتبار باتوں کے ان میں نہایت سچا و درحسب کے اعتبار سے ان سے افضل ہے اس پر اس نے اپنی کتاب نازل کی اور امین بنایا اس کو اپنے خلق پر پس یہ دنیا میں اللہ کو نیک بندوں سے ہیں پھر انہوں نے لوگوں کو ایمان کی دعوت دی جس مہاجرین رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آئے اور ان کی قوم اور رشتہ داروں میں سے وہ اعتبار حسب کے لوگوں میں سب بزرگ ہیں اور باعتبار وجہ بت کے آدمیوں سے بہتر ہیں اور باعتبار کاموں کے دوسرے آدمیوں سے اچھے ہیں۔ سب سے پہلے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا ہے تو ہم نے معاوضہ و فیوض یہ ہم اللہ کے مددگار اور اس کے رسول کے وزراء لوگوں سے لڑتے ہیں تاکہ وہ ایمان لائیں جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے گا اس کے مال اور خون سے ہم باز رہیں گے اور جو انکار کرے گا اللہ کے واسطے اس سے ہم لڑیں گے اور اس کا قتل کرنا ہمارے لیے آسان ہوگا میں یہ کہتا ہوں کہ اپنے لیے اور کل مؤمنین اور مؤمنات کے لیے اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں اور سماعتی ہو تم پر۔

اس خطبہ کے ختم ہونے پر ثابت بن قیس خطیب اسامہ بیٹھ گئے اور زبرگان بن بدر بنو تمیم کا شاعر اٹھ کر قصیدہ پڑھنے لگا جس کا پہلا شعر یہ تھا

نحن الكرام فلاحى معاد لنا ☆ من المملوك و فينا تنصب العلم

ہم لوگ ایسے بزرگ ہیں کہ گویہ قبیلہ ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتا بادشاہ بھی ہماری جماعت میں ہیں۔ اور جھنڈا بھی ہمارے ہاتھ میں ہے۔

اتفاق سے حضرت حسان اس وقت موجود نہ تھے ان کو جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو تمیم کے شاعر کا جواب دینے کے لیے بلایا ہے تو اپنے مکان سے اشعار پڑھتے ہوئے نکلے جس کا پہلا شعر یہ تھا:

منعنا رسول الله ادخل وسطنا ☆ على انغراض من معد و راغم

جب رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں میں تشریف لائے تو ہم نے معد (قریش کے خلاف اٹکے امداد کی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے آپ نے جواب دینے کا حکم دیا تو کھڑے ہو گئے کلام کو اس شعر سے شروع کیا۔

ان الذنائب من فھر و اخوانهم ☆ قد بينوا سنة لناس تتبع

فہرستان کے بھائیوں میں سے وہب ہیں جنہوں نے ایک طریقہ نکالا ہے جس کی سب اتباع کرتے ہیں ابن ہشام نے لکھا ہے کہ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ بنو تمیم کے شاعر نے میمنہ قصیدہ پڑھا تھا جس کا پہلا شعر یہ ہے

اتيناك كما يعلم الناس فضلنا ☆ اذا احلفوا عبدا احتضار المواسم

ہم تمہارے پاس آئے ہیں ہماری زندگی سب سے واقف ہے جس وقت کہ موسم حج میں لوگ جمع ہوتے ہیں اور حسن بن ثابت نے اس کا جواب دیا جس کا پہلا شعر یہ تھا۔

اهل المجد الا السود والعود والندی ☆ وجاه المملوك واحتمال العطائم

بزرگی صرف سرداری میں جو نردی اور دودو ہش ہے اس کے پاس ملوک اور بڑے بڑے لوگ شرف حاصل کرنے کے لیے آتے ہیں۔ بنو تمیم کے شاعر اپنے اشعار پہلی روایت کے اعتبار سے آٹھ اور دوسری روایت کے مطابق چار اور حسان بن ثابت کے اشعار اٹھارہ یا پچھلی روایت سابق اور دوسری روایت کے لحاظ سے گیارہ تھے۔ (جیسا کہ سیرت ابن ہشام میں لکھا ہے)

ان میں سے عیینہ فتح مکہ، جنگ حنین اور طائف کے محاصرہ میں شریک تھے جو بعد ازاں بنو تمیم کے وفد کے ساتھ اس حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

اہل وفد کا تماشہ:..... جب وفد مسجد نبوی میں داخل ہوا تو انہوں نے حجروں کے پیچھے سے رسول اللہ ﷺ کو آواز دی ان کی یہ حرکت ناپسندیدہ قرار پائی اور اس بارے میں قرآنی آیات اتریں جب رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے خطیب اور شاعر کے ساتھ آپ سے مفارقت اور مقابلہ کریں گے۔ آپ ﷺ نے انہیں اجازت دیے دی چنانچہ عطار دہا ۱۰ نے خطبہ دیا اور اپنے قبیلہ کے فضائل بیان کیے پھر زبرکان بن بدر نے کچھ فخریہ اشعار پڑھے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس خزرجی کو بلایا اور انہوں نے خطبہ دیا پھر آپ نے حضرت حسان بن ثابت کو بلایا اور انہوں نے ان کے مقابلہ میں اشعار پڑھے بنو تمیم نے خطبہ شعر خوانی سرداری اور عقل و دانش ان سب باتوں میں اہل اسلام کی برتری کو تسلیم کر لیا اور کہا کہ اس شخص کو خدا کی تائید حاصل ہے اس کا خطیب ہمارے خطیب سے بہتر ہے اس کا شاعر ہمارے شاعر سے بہتر ہے اور ان کی آوازیں ہماری آوازوں سے زیادہ بلند ہیں پھر وہ مسلمان ہو گئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو انعام و اکرام سے نوازا کیونکہ وفد کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا یہی دستور تھا کہ جب وہ آتے تھے تو آپ ﷺ ان کی میزبانی کرتے تھے اور خدمت فرماتے تھے اور جب رخصت ہوتے تو ان کو سفر کا توشہ عطا کرتے تھے۔

ملوک حمیر کا مکتوب:..... جبکہ وہاں سے واپسی کے بعد رمضان ۹ ہجری کے آخر میں رسول اللہ ﷺ کو بادشاہوں کے خطوط ملے اس کے جواب میں اس حضرت ﷺ نے الحارث بن عبد کلال اور نعمان کے فرمان لکھوایا جو ذور عین ہمدان اور معافر کے بادشاہ تھے۔

زرعہ بن ذی یزن کا قاصد: اسی طرح زرعہ بن ذی یزن نے مالک بن مرہ کو قاصد بنا کر بھیجا کہ ہم اسلام لا چکے ہیں اور شرک اور مشرکین سے الگ ہو چکے ہیں اس حضرت ﷺ نے اس کو خط لکھا اور معاذ بن جبل کو صدقات جمع کرنے کے لیے اس کے قاصد مالک بن مرہ کے ساتھ روانہ فرمایا اور معاذ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں انہیں وصیت فرمائی۔

۹ ہجری کو متفرق واقعات: ذوالقعدہ ۹ ہجری میں عبد اللہ بن ابی سلول مر گیا اور رسول اللہ ﷺ نے نجاشی (شاہ حبشہ) کی وفات کی خبر بھی سنائی جو غزوہ تبوک سے پہلے رجب ۹ ہجری میں انتقال کر چکے تھے۔

قبیلہ بہراء کا وفد: بہراء آیا جو تیرہ افراد پر مشتمل تھا یہ لوگ مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس ٹھہرے۔ حضرت مقداد انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس

لائے اور وہ مسلمان ہو گئے پھر رسول اللہ نے انہیں ز اور اہ عطا کیا اور وہ واپس چلے گئے۔ پھر بنی البرکاء کا وفد آیا جس میں تین آدمی تھے۔

فزارہ کا وفد۔ بنو فزارہ کا وفد آیا جس میں دس سے زیادہ افراد تھے خارجہ بن حصن اور اس کا بھتیجا حرب بن قیس ان میں شامل تھے یہ سب دُک شرف باسلام ہو گئے۔

قبیلہ طئی: قبیلہ طئی میں سے حضرت عدی بن حاتم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے تبوک کی مہم سے پہلے ہی آپ حضرت ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو قبیلہ طئی کے ملاقاتی کی طرف بھیجا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان پر لشکر کشی کی جس میں حاتم مارا گیا اور اس کی بیٹی قید ہو گئی ان کے بت خانہ سے دو تلواریں بال غنیمت میں ملی جن کو حارث بن ابی شمر نے نذر و نیاز کے طور پر پیش کیا تھا عدی بن حاتم بھاگ کر قبیلہ قضاہ کے ساتھ شام میں چلا اور اپنے ہم مذہب نصاریٰ کی پناہ میں چلا گیا اور انہیں کے ہاں مقیم ہو گیا۔

حاتم طائی کی بیٹی: جب حاتم کی بیٹی کو مدینہ لایا گیا تو اسے اس احاطہ میں ٹھہرایا گیا جو مسجد نبوی کے دروازے کے پاس تھا اور جہاں قیدی بند رکھے جاتے تھے جب رسول اللہ ﷺ کا ادھر سے گزر ہوا تو حاتم کی بیٹی نے احسان کرنے کی درخواست کی آپ نے اسکی درخواست منظور کرنی اور اسے کہا کہ جلدی مت کر بلکہ کسی ثقہ اور معتبر کا انتظار کرو جو تمہیں تمہارے وطن پہنچا سکے اس کے بعد مجھ سے اجازت لے لیتا۔

بنت حاتم کا قول: حاتم کی بیٹی کا بیان ہے کہ میں ٹھہری رہی تھی کہ قضاہ کے چند آدمی آئے میں چاہتی تھی کہ اپنے بھائی کے پاس شام چلی جاؤں چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی۔ آپ نے مجھے کپڑے عطا فرمائے سواری دی اور سفر کا تو بہت مرحمت فرمایا چنانچہ میں قضاہ کے ایک گروپ کے ساتھ روانہ ہوئی اور شام پہنچی جب عدی ان سے ملے تو انہوں نے ایک دوسرے سے ملاقات کی آخر کار عدی نے اپنی بہن سے پوچھا کہ آں حضرت کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے مشورہ دیا کہ انہیں آں حضرت ﷺ سے منا چاہیے چنانچہ عدی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آں حضرت ﷺ نے اسے کھڑے ہو کر اپنی مسند پر بٹھایا۔

عدی بن حاتم کا اسلام: جب آں حضرت ﷺ راستہ میں تھے تو ایک عورت نے آپ کو روک دیا اور آپ کا لٹا کرنے کے خیال سے ٹھہرے رہی اس سے عدی کو یقین ہو گیا کہ آں حضرت ﷺ بادشاہ نہیں ہیں بلکہ بنی ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے عدی سے فرمایا کہ تم اپنی قوم سے جو مرد باغی تھے چوتھ لیتے ہو وہ تمہارے لیے جائز نہیں ہے اس سے عدی کی بصیرت میں اور اضافہ ہو گیا پھر آں حضرت ﷺ نے عدی سے کہا کہ اس دین میں داخل ہونے سے شاید تمہیں مسلمانوں کا فقر و فاقہ روکتا ہو مگر عنقریب دیکھنا کہ ان کے پاس مال اس کثرت سے ہوگا کہ کوئی فقیہ لینے والا نہیں ہوگا یا شاید تمہیں یہ بات روکتی ہو کہ ان کے دشمن بہت ہیں اور تعداد بہت کم ہے خدا کی قسم اتم عنقریب سنو گے کہ ایک عورت قادیان سے اپنے اونٹ پر لٹکے گی اور بلا خوف و خط بیت الحرام کی زیارت کرے گی یا شاید تمہیں دین اسلام میں داخل ہونے سے یہ بات روک رہی ہو کہ اس وقت حکومت اور سلطنت غیروں کے ہاتھ میں ہے مگر تم عنقریب سنو گے کہ بابل کے سفید محلات بھی مسلمانوں نے فتح کر لیے ہیں یہ باتیں سن کر عدی مسلمان ہوئے اور اپنی قوم کی طرف واپس چلے گئے۔

سورہ توبہ کا نزول: پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر سورت براءت ۱ کی پہلی چالیس آیات نازل فرمائیں اور ان کے ذریعے سے وہ معاہدہ توڑ دیا کہ جو آں حضرت ﷺ اور مشرکین کے درمیان تھا۔ نیز مشرکین کو حکم دیا گیا کہ وہ کسی کو بیت اللہ کی زیارت سے نہ روکیں مسجد حرام کے قریب نہ جائیں اور بیت اللہ کا برہنہ طواف نہ کریں جن لوگوں نے عہد پورے کرنے میں کمی نہیں کی تھی ان کے بارے میں حکم دیا کہ مدت مقررہ تک ساتھ معاہدہ پورا کیا جائے باقی مشرکین کو عید قربان کے بعد چار ماہ کی مہلت دے دی گئی چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ آیت دے کر بھیجا اور ان کو ایک سال لوگوں کو حج کرانے کا حکم دیا۔

مشرکین سے بیزاری کا اعلان بزبان حیدر: جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے تو آں حضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ

کون کے پیچھے بھیجا چنانچہ انہوں نے وہ آیات حضرت ابو بکر صدیقؓ کے لئے لیں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بارے میں قرآن مجید میں وہی آیت نازل ہوئی ہے مگر رسول اللہ ﷺ نے کہوایا کہ کوئی چیز نازل نہیں ہوئی ہے مگر اس آیت کون تک صرف میں پہنچاؤں گا یا کوئی ایسا آدمی جو میرے خاندان سے ہو چنانچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو حج کرایا یہ لوگ پہلے رسومِ جاہلیت ۱ کے پابند تھے اور حضرت علیؓ نے عیدِ اضحیٰ کے دن عقبہ کے پاس کھڑے ہو کر کہا کہ ان آیات کو جو وہ ساتھ لائے تھے۔

طبعی کا قول ہے کہ اس سال میں صدقات فاضلہ نے ارشاد باری تعالیٰ ہے حد من اموالہم صدقۃ تطہرہم وترکہم (سورت برائت: ۱۰۴)

ضمام بن ثعلبہ کی آمد اسی سال ثعلبہ بن سعد اور سعد بن زید کے فودے جو قبیلہ قضاعہ میں سے تھے۔

امام طبری نے لکھا ہے کہ اسی میں قیدیہ سعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو اپنا - غیر بن کر بھیجا اس نے آنحضرت ﷺ کو قسم دلہا رسد م کے بارے میں پوچھا رسول اللہ ﷺ نے توحید نماز، زکوٰۃ روزہ اور حج کا ایک ایک کر کے ذکر فرمایا جب آنحضرت ﷺ فارغ ہو چکے تو ضمام بن ثعلبہ نے ظہر، شامات پڑھا اور مسلمان بنوے اور جب کہ میں ان فرائض و اعمال کا اور ان باتوں سے جتناب کروں گا جن سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے ان پر نہ تو قید و زبرد زیادہ کروں گا اور نہ تم جب وہ واپس چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص سچا کہتا ہے تو جنت میں داخل ہوگا چہ ضمام بن ثعلبہ اپنی قوم کے پاس گئے اور ان کی تمام قوم اس دن مسلمان ہو گئی جمہور کا یہ قول ہے کہ حضرت ضمام کا قصہ ۵ ہجری میں پیش آیا۔ ۵

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کا جواب ابن خلدون اور ابن اثیر کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سورۃ توبہ کی آیت کے رَجْع کے موسم میں بھیجے تھے مگر جس وقت یہ اہلِ خلیفہ پہنچے تو آپ نے علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا اور انہوں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سورۃ توبہ کی آیتیں سنیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ سے دو چتر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق امیہ بن ابی سفیان سے آئے تب یہ اس کی گواہی من سب نہیں ملتی۔ سیرت ابن ہشام میں لکھا ہے کہ ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ ہجری میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر روانہ کیا چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لیکر مدینہ سے روانہ ہوئے اس کے بعد سورۃ براست کی پہلی چالیس آیتیں نازل ہوئیں آپ نے ان آیتوں کی تبلیغ کے لیے علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کو مقرر فرمایا صحابہ کرام میں سے کسی نے عرض کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی معرفت ان کو سب نے بھیج دیا ہوتا آپ نے فرمایا میرے یا میرے خاندان والوں کے علاوہ کوئی شخص اس کی تبلیغ نہیں کر سکتا چنانچہ علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سارا دور رہا وہ بے رفتہ رفتہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے یہ آخری روزہ گزارا۔ سورۃ توبہ کی آیتیں سنیں جو پیغام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجے تھے علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے زوالِ بعد میں لکھا ہے کہ غزوہ تبوک سے واپس آئے بعد بقیہ رمضان شوال اور ذوالقعدہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ٹھہرے رہے اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کر کے مکہ معظمہ روانہ فرمایا ابن سعد نے لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تین سو مسلمانوں اور پچیس قربانی کے جانوروں کو لیکر روانہ ہوئے تھے بیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور پانچ انھوں نے اپنی طرف سے لیے ان کی روانگی کے بعد سورۃ توبہ کی آیتیں نازل ہوئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات سننے کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کو روانہ فرمایا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جس وقت عینِ براہِ راست ابن سعد اور قتیبہ بن یزید سے روایت مشہورہ اہلِ خلیفہ میں تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب پہنچ گئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ تم امیر ہو یا مامور علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مامور ہوں۔ ابن سعد بتاتے ہیں کہ بعد پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اور دریافت کیا استعلمک رسول اللہ علی الحج (آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا امیر بنایا ہے) قال علی لا ولكن بعثني اقراء برائة على الناس وانبذ الكل ذی عہد عہدہ (علی نے کہا کہ نہیں لیکن مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ براست کی آیات سننے کے لیے بھیجا ہے اور ہر ایک معاہدہ کے سامنے اس کے عہد کو پھینک دینے پر مقرر فرمایا ہے اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ مکہ گئے، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج ادا کیا اور علی رضی اللہ عنہ نے یومِ آخر کو کھڑے ہو کر سورۃ براست کی آیات پڑھ کر فرمایا ”اے لوگو! جنت میں کوئی کافر نہیں

① اس کی تفصیل کے لیے دیکھیں (تاریخ ابن اثیر ج ۱ ص ۶۳۳) ② .. صحیح و استدراک ثناء اللہ محمود۔

جائے گا اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرنے پائے گا، کوئی شخص بیت اللہ کا برہنہ ہو کر طواف نہ کرنے پائے گا اور جس کا جو عہد رسول اللہ کے ساتھ ہے وہ اپنی مدت تک پورا کیا جائے گا۔

اس بیان سے معلوم ہوا کہ حضرت صدیق عظیمیؓ محض امیر حج بنا کر روانہ کیے گئے تھے اس کے بعد حضرت علیؓ سورہ توبہ کی آیات سننے اور پیغام رسانی کی غرض سے بھیجے گئے اور یہ کہ حضرت علیؓ سے ملنے کے بعد حضرت ابوبکر عظیمیؓ صدیق مدینہ میں نہیں آئے بلکہ وہیں ان سے جو دریافت کرنا تھا دریافت کر لیا اور دونوں بزرگ ساتھ مکہ گئے اور اپنے اپنے کاموں کو انجام دیا مورخین کو اس واقعہ میں الفاظ ”ثم اردف النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ ابن ابی طالب فامرہ ان یؤذن ہرأت“ پھر نبی کریم نے ابوبکر عظیمیؓ کے پیچھے علیؓ ابن ابی طالب کو سورہ برأت کے سنانے کے لیے بھیجا (کے الفاظ سے دھوکہ ہو گیا اور انھوں نے یہ سمجھ لیا۔ کہ پہلے ابوبکر عظیمیؓ کو آیات برأت دے کر بھیجا اسکے بعد حضرت علیؓ کو ان کے پیچھے روانہ کیا اور ان کو اس کے سننے کا حکم دیا حالانکہ یہ واقعہ ایسا نہیں کہ بلکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ حضرت ابوبکر عظیمیؓ کے پیچھے حضرت علیؓ کو بھیجا اس غرض سے کہ وہ لوگوں کو سورہ برأت کی آیتیں سنائیں ابوبکر عظیمیؓ کے بھیجنے کی غرض اور علیؓ کے بھیجنے کی غرض اور بھی کسی شخص کا ناہمی سے یہ اعتراض کرنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پیغام رسانی کے قابل نہ سمجھ کر علیؓ کو مامور فرمایا یہ خیال بازیچہ اطفال سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ (حکیم احمد تحسین)

وفد عرب ۱۰ھ

ربیع الثانی ۱۰ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کو چار سو مجاہدین کے ساتھ نجران ۱۰ اور اس کے مضافات کی طرف بھیجا تاکہ حارث بن کعب کے قبیلہ کو اسلام کی طرف دعوت دیں اور اگر وہ انکار کریں تو ان کے ساتھ لڑائی کریں مگر انہوں نے ان کی دعوت پر لبیک کہا اور اسلام قبول کر لیا حضرت خالد عظیمیؓ نے چاروں طرف اپنے قاصد بھیجے اور وہاں کے لوگ مسلمان ہو گئے چنانچہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع دی۔

بنی حارث بن کعب کا وفد:..... آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لکھا کہ ان کا وفد لے کر آئیں چنانچہ حضرت خالد بن ولید حارث بن کعب کا وفد لے کر آئے جس میں قیس بن حصین ذوالغصہ ۱۰ یزید بن عبد المذنب یزید بن ارجل عبد اللہ بن قراذیاد بن شداد بن عبد اللہ قحانی اور عمرو بن عبد اللہ ضبہ دثیل تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بڑی عزت کی اور ان سے پوچھا کہ تم لوگ جاہلیت کے زمانے میں اپنے دشمنوں پر کس طرح غالب آتے تھے انہوں نے جواب دیا کہ ہم آپس میں اکٹھے رہتے تھے غیر متحد ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہوتے تھے اور کسی پر چڑھائی کرنے میں پہل کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں تم نے سچ کہا پھر وہ لوگ مسلمان ہو گئے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا قیس بن حصین کو امیر بنایا یہ لوگ ذوالقعدہ ۱۰ ہجری کی ابتداء میں واپس چلے گئے۔

عمرو بن حزم کو لکھوایا گیا عنوان: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے حضرت عمرو بن حزم کو بھیجا جو بنو نجار کے خاندان سے تھے تاکہ انہیں دین سکھائیں اور سنت کی تعلیم دیں اور آں حضرت نے عمرو کے لیے ایک فرماں لکھ دیا اور اس میں اپنے احکام لکھوائے اور انہیں نجران کا عامل مقرر کر دیا یہ فرمان کتب سیرت ۱۰ میں مروی ہے اور فقہاء نے اپنے دلائل میں اس سے دلیل بھی لی جاتی ہے اور اس سے بہت سے فقہی احکام ثابت کیے ہیں اس فرمان کی عبادت یہ تھی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان:.....

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہذا کتاب من اللہ ورسولہ یا ایہا الذین امنوا اوفوا بالعقود عہد من محمد النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعمر و بن حزم حین

بعثہ من الیمن امرہ بتقواللہ فی امرہ کلہ فان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون و امرہ ان یرخذہ

۱ نجران یمن اور ہجر کے درمیان ایک شہر ہے۔ (معجم البلدان) ۲۔ عبد الغصہ ایک نسخہ میں غلطی سے تحریر ہو گیا ہے جو صحیح نہیں دیکھیں سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۵۹۳ اور بنو ذوالغصہ اس سے کہتے تھے کہ جب یہ بات کرتے تھے تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کہ ایک ایک کربا تم کر رہے ہوں۔ ۳۔ مثلاً (سیرت ابن ہشام جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۵۹۰، ۵۹۱)۔

بالحق كما امره الله وان يبشر الناس بالخير ويامرهم طاهرون يخبر الناس بالذي لهم والذى عليهم ويبين للناس في الحق ويشتد عليهم في الظلم فان الله حرم لا ظلم ونهى عنه فقال الا لعة الله على الطالمين
بسم الله الرحمن الرحيم

یہ فرمان اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ہے اے مومنو! اپنے وعدہ کو پورا کرو یہ محمد نبی ﷺ کی طرف سے عمرو بن حزم کے لیے عہد ہے جب اسے انہوں نے یمن کی طرف بھیجا میں اسے تمام باتوں میں اللہ خوف کرنے کا حکم دیتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اس سے ڈرتے ہیں اور نیکی کا کام کرتے ہیں میں انہیں حکم دیتا ہوں کہ وہ ہمیں حق بات میں گرفت کریں جیسے کہ خدا نے حکم دیا ہے اور لوگوں کو خیر کی بشارت دیں اور نیکی کا حکم دیں اور لوگوں کو قرآن سکھائیں اور سمجھائیں اور اس کو اس سے منع کریں کہ وہ یہ شخص بغیر پاکی کے قرآن نہ چھوئے۔

تمام لوگوں کے حقوق کی ادائیگی:۔ اور لوگوں کو بتائیں کہ ان کے حقوق اور فرائض کیا ہیں اور حق کے معاملہ میں لوگوں کے ساتھ نرمی کریں اور ظلم کرنے والوں پر سختی کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ظلم کرنے کو حرام کیا ہے اور اس سے روکا ہے اور فرمایا ہے کہ ظلم کرنے والوں پر اللہ کی عنت ہے۔

وان يبشر الناس بالجنة ويعملها ينذر الناس النار وعلمها ويستأنف الناس حتى فقهاوا في الدين يعلم الناس يعلم معالم الحج وسننه وفرائضه وما امر الله به في الحج الاصغر وهو العمرة وينهى الناس ان يصلي احد في ثوب واحد صغير الا ان يكون واسعاً يثني طرفه على عاتقيه ينهى ان يجتبي احد في ثوب واحد ويفضي بفرجه الى السماء وينهى ان يقص احد شعر راسه اذا عفا في قفاه .

حاکم مبلغ بھی ہے: عمرو بن حزم کو چاہیے کہ لوگوں کو خوشخبری سنائے اور اس کے حصول کا طریقہ بھی بتائے اور ان کو جہنم کی آگ سے بھی ڈرائے اور اس سے بچنے کا طریقہ بتائے لوگوں سے میل جول رکھے تاکہ وہ دین کو سمجھ سکیں لوگوں کو حج کی مناسک سکھائے اس کی سنتیں بھی اور فرائض بھی اور وہ بھی سکھائے جو اللہ نے حج اکبر اور حج اصغر (یعنی عمرہ) کے بارے میں حکم دیا ہے لوگوں کو اس بات سے روکے کہ کوئی شخص ایک چھوٹے سے کپڑے میں نماز پڑھے کپڑا ایسا ہونا چاہیے کہ اس کے دونوں سرے موڑ کر اپنے کندھے پر باندھ سکے اور کوئی شخص صرف ایک کپڑا نہ لپیٹے تاکہ اس سے اس کی برہنگی ظاہر نہ ہو اور کوئی شخص سر کے بالوں کو نہ کٹائے جب انہیں سنت کے مطابق گدی پر بڑھالیا ہو۔

وينهى اذا كان بين الناس هيج عن الدعاء الى القبائل والعشائر لكن دعائهم الى وحده لا شريك له فمن لم يدع الى الله ودعا القبائل والعشائر فليعطوه بالسيف حتى يكون دعاهم الى اله وحده لا شريك له .

مصائب میں صرف اللہ کو پکارا جائے:۔۔۔۔۔ جب لوگوں کے درمیان جوش اور ہنگامہ ہو تو عمرو بن حزم کو چاہیے کہ وہ لوگوں کو اپنے قبائل کو پکارنے سے منع کرے۔ لوگوں کو چاہیے کہ صرف اللہ کو پکاریں جو اکیلا ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور اگر وہ اللہ کے بجائے اپنے قبائل کو پکاریں گے تو انکو تلوار کے ذریعے جھکا دیں یہاں تک کہ وہ صرف اللہ ہی کو پکاریں جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

يامر الناس باسباغ الوضوء في وجوههم وايديهم الى المرافق وارجلهم الى الكعبين وان يمسحوا برؤسهم كما امرهم الله وامره بالصلاة لوقتها واتمام الركوع والسجود وان يغسل بالصبح ويهجر بالهاجرة حتى تميل الشمس والصلاة العصر والشمس في الارض مدبرة والمغرب حين يقل الليل لا يؤخر حتى تلبو نجوم السماء والعشاء اول الليل وامر بالسعي الى الجمعة اذا نودي لها والغسل عند الرواح اليها .

وضوح کرنے کا حکم:۔ اور وہ لوگوں کو اس بات کا حکم دیں کہ وضو میں اپنا چہرہ دھوئیں اور ہاتھ کہنیوں تک اور پاؤں کو ٹخنوں تک دھویا کریں

اور اپنے سروں پر مسح کے لیے ہاتھ پھیریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا ہے۔

نمازوں کے اوقات۔ اور میں عمر کو حکم دیتا ہوں کہ وہ نماز کو اس کے وقت پر ادا کرے اس کے رکوع اور سجدہ کو پورا کرے صبح کی نماز گزشتہ رات کے اندھیرے میں ادا کرے اور ظہر کی نماز زوال آفتاب کے بعد اور عصر کی نماز جب کہ سایہ ڈھل چکا ہو اور نماز مغرب رات کی آمد پر اس کی ادائیگی میں دیر نہ کرے کہ آسمان پر ستارے نمودار ہو جائیں اور نماز عشاء کا وقت رات کے پہلے حصے میں ہے اور میں اسے حکم دیتا ہوں کہ جب نماز جمعہ کی اذان ہو تو اس کے لیے دوڑ کر یعنی تیزی سے جائے ❶ اور نماز کے لیے غسل کرے۔

وامرہ ان یاخذ من الغنائم خمس لله وما کنت علی المؤمنین فی الصدقة من العقار عشر ما سقت العین
اوسقت السمان وعلی ماسقی الغرب کل اربعین من البقرة وفی کل ثلاثین من الابل شاتان وفی کل
عشرین اربع شياه وفی کل اربعین من البقرة وفی کل ثلاثین من البقرة تبع او تبعة جذع او جزعة وفی
کل اربعین من الغنم سائمة وحدها شاة فانها فريضة الله التي افترض علی المؤمنین فی الصدقة فمن زاد
خیر فهو خیر له .

صدقات واجبہ کی تفصیل:۔۔۔ اور میں حکم دیتا ہوں کہ مال غنیمت میں اللہ کے لیے خمس نکالے اور صدقہ جو مؤمنین پر فرض ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ جو زمین چشمہ یا پانی سے سیراب ہوتی ہے اس کی پیداوار میں سے عشر ہے اور جو زمین کنوئیں سے سیراب ہو اس کی پیداوار سے نصف عشر یعنی بیسواں حصہ وصول کرے ہر دس اونٹ کا صدقہ (زکوٰۃ) دو بکریاں اور چالیس گایوں میں سے ایک گائے وصول کرے اور تیس گایوں میں سے ایک سال کا بچہ وصول کرے چالیس بکریوں میں سے ایک بکری وصول کرے یہ فریضہ ہے جو اللہ نے مؤمنین پر فرض کیا ہے زکوٰۃ کے طور پر جو شخص اس سے زیادہ ادا کرے تو اس کے لیے اور بھی اچھا ہے۔ ❷

وانه من اسلم من یھوی او نصرانی اسلاما خالصا من نفسه ودان بدین الاسلام فانه من المؤمنین له مثل
مالهم وعلیه ما علیهم ومن کان علی نصرانیة او یهودیة فانه لا یرد عنها وعلیه الجزیة علی کل حال من ❶
ذکر او انشی حر او عبد دینار و اف او عرضه ثیابا فمن ادی ذلک فان له ذمة الله ورسوله ومن منع ذلک
عدو الله ورسوله واللمؤمنین جمیعا وصلوات الله علی محمد والسلام علیہ ورحمة الله وبرکاته .

ذمیوں کی ادائیگی کا لزوم:۔۔۔ جو یہودی یا عیسائی بچے دل سے مسلمان ہو جائے اور اسلام قبول کرے تو اس کا شمار مؤمنین میں ہوگا اس کے حقوق اور فرائض بھی وہی ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں اور جو شخص اپنی عیسائیت اور یہودیت پر قائم رہے وہ مذہب چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا مگر اس پر جزیہ کی ادائیگی لازمی ہوگی یعنی ہر بالغ مرد عورت کو خواہ وہ آزاد ہو یا غلام ایک پورا دینار (یعنی اشرافی دینا ضروری ہوگا یا اس کے بدلے اتنی قیمت کے کپڑے دیئے جائیں جو شخص اتنا جزیہ ادا کر دے تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی حفاظت و حمایت حاصل ہوگی اور جو ادا نہ کرے تو وہ اللہ اور اس کے رسول اور تمام مؤمنین کا دشمن ہوگا اور اللہ کی خاص رحمتیں ہوں محمد ﷺ پر اور اس کی سلامتی اور رحمت اور برکات بھی اس پر نازل ہوں۔

غسان کا وفد:۔۔۔ ماہ رمضان ۱۰ ہجری میں قبیلہ غسان کا وفد رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا جو تین افراد پر مشتمل تھا اسلام قبول کرنے کے بعد یہ لوگ اپنی قوم کی طرف واپس لوٹ گئے ان کی قوم نے اسلام قبول نہ کیا اہل وفد نے اپنے اسلام کو ان سے چھپایا ان میں سے دو کا انتقال ہو گیا مگر جنگ یرموک کے موقع پر تیسرے شخص نے حضرت ابو عبیدہ سے ملاقات کی اور ان کے سامنے اپنے اسلام کا اظہار کیا۔

غسان عامر کا وفد:۔۔۔ قبیلہ عامر کا وفد بھی حاضر ہوا جس میں دس افراد تھے انہوں نے اسلام قبول کر کے دین کے احکامات سیکھے اور حضرت ابی بن

❶ دوڑ کر جانے کا مطلب یہ ہے کہ فورا کوشش شروع کر دے تیاری کرے اگر تیاری تو مسجد کی طرف نکل جائے رکے نہیں۔ ثناء اللہ ❷ زکوٰۃ ایسے ماں پر اس وقت واجب ہوتی ہے جب اس پر سال گزر چکا ہو یعنی ملکیت میں آنے کے بعد سال گزر گیا ہو۔ ❸ بیروت کے نسخہ میں عالم کے بجائے حکم ہے۔ ثناء اللہ

کعب بن لؤی سے قرآن پڑھا اس کے بعد اپنی قوم میں واپس چلے گئے۔

مسلمان کا وفد شوال میں قبیلہ سلمان کا وفد آیا جس میں سات افراد تھے اور جس کا سردار صبیح نامی شخص تھا انہوں نے بھی صلہ قبول کرنے کے بعد دین کے فرائض سیکھے اور اپنی قوم کی طرف واپس لوٹ گئے۔

قبیلہ ازد کا وفد اسی مہینے میں بنی ازد و جرش کی طرف سے دس افراد پر مشتمل ایک وفد آیا جس میں صدیق بن مہدندہ زوی شامل تھے یہ لوگ فرات بن عمرو کے ہاں ٹھہرے ان کے صلہ قبول کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا سردار مقرر کر دیا جو قبیلہ بنی ازد میں سے اسامہ نامی تھے اور انہیں ختم کیا کہ اس پاس کے شرکین کے ساتھ جہاد کریں۔

ازد والوں کا بھٹی چنانچہ حضرت فروہ نے جرش کا محاصرہ کر کے بنو ختم اور دیگر بنی قبل و خیر کے میں سے یہ جو وہاں آباد تھے۔ جب اہل یمن نے مسلمانوں کی شکر گاہوں میں تودہ سب جرش میں جمع ہو گئے جو ایک مضبوط شہر تھا ایک ماہ کے بعد حضرت فروہ نے محاصرہ ختم کر دیا اہل یمن نے یہ سمجھ کر کہ وہ پسپا ہو گئے ہیں جبل شمر تک ان کا پیچھا کیا مگر حضرت فروہ نے انہیں درست کر کے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں شکست دے دی اہل جرش نے اپنے دو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ان کے حالات معلوم کرنے کے لیے بھیج رکھے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دن انہیں جبل شمر ۱ کی جنگ کی اطلاع فرمادی اور کہا کہ ان بدوں اللہ لتسحر عدہ الان یعنی اس وقت مسلمان قربانی کے موئے جانور اس پہاڑ کے قریب ذبح کر رہے ہیں جب یہ لوگ اپنی قوم کے پاس واپس آئے اور انہیں یہ واقعہ سنایا تو وہ وہ مسلمان ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے شہر کے اردوواں و یک محفوظ و ممنوع علاقہ قرار دیا۔

ہمدان کا وفد اسی میں ہمدان کا قبیلہ حضرت علی بن ابی طالب کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اس کی تفصیل یہ ہے کہ رسول اللہ نے خالد بن ولید کو اہل یمن کی طرف بھیجا تھا کہ انہیں اسلام کی دعوت دیں۔ حضرت علی بن ابی طالب نے خالد کے ہاں چار ماہ تک ٹھہرے مگر ہمدان نے ان کی دعوت قبول نہ کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب کو روانہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ حضرت خالد بن ولید کو اپنا پیچھا لے لیں۔ جب حضرت علی بن ابی طالب نے یہ سنا تو اہل یمن مقابلہ کے لیے جمع ہو گئے اور جنگ کے لیے انہیں باندھ لیں اور حضرت نے ان کو ڈرایا کہ تم کایا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرماں پڑھ کر سننا چنانچہ اسی دن ہمدان کا پورا قبیلہ مسلمان ہو گیا حضرت علی بن ابی طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سن کر جگہ شکر دایا اور یمن مرتبہ فرمایا کہ السلام علی ہمدان یعنی ہمدان پر سلامتی ہو۔

عمرو بن معدیکرب کا اسلام اس کے بعد اہل یمن کے بعد دیگر مسلمان ہونے کے دن سے وفد رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے عمرو بن معدیکرب زبیدی نے قیس بن مشوش مرادی سے کہا کہ آؤں شخص کے پاس چلیں اس کی سہیت ہم کے چسپ نہیں سکتی۔ مگر قیس نے انکار کیا عمرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور مسلمان ہو گئے۔

بنو زبید کے سردار کا اسلام فروہ بن مسیک مرادی جو زبید کے سردار تھے (زبید ایک قبیلہ کا نام ہے اور یمن میں ایک شہر ہے) جو عمرو سے پہلے شاہان سندھ سے الگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو چکے تھے وہ حضرت سعد بن عبادہ کے ہاں ٹھہرے تھے۔ قرآن کی تعلیم پائی اور اسلام کے احکام سیکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قبل مراد زبید مذبح کا حامل مقرر کیا اور اس کے ہمراہ خالد بن سعید بن العباس و صدقات کی وصولی کے لیے بھیجا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک خاندان کیساتھ یمن میں مقیم رہے۔

وفد عبدالقیس اسی دن قبیلہ عبدالقیس کا وفد آیا جن کا سردار جارود بن عمرو تھا۔ یہ لوگ عیسائی تھے مگر پھر مسلمان ہوئے اور واپس چلے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عبدالقیس والے مرتد ہو گئے اور انہوں نے منذر بن نعمان کو اپنا بادشاہ بنالیا جو الغرور کے لقب سے مشہور تھا مگر جو اسلام پر ثابت قدم رہا اور ان کی روش قبل ستائش رہی اس سے پہلے کہ ان کا قبیلہ دائرہ اسلام میں آتا ان کی وفات ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ سے

پہلے علاء حضری کو منذر بن سادی مہدی کی طرف بھیجا منذر مسلمان گیا ہو اور بہت اچھے مسلمان ثابت ہوئے مگر رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اور اہل بحرین کے ارتداد سے پہلے انتقال کر گیا۔ علاء حضری جنہو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بحرین کے میر مقرر تھے۔

بنو حنیفہ کا وفد: اسی سن میں بنو حنیفہ کی طرف سے سولہ آدمیوں کا ایک وفد آیا جس میں مسیلہ بن حبیب کذاب، رجال بن عقیقہ اور طلق بن علی بن قیس شامل تھے وفد کا سربراہ سلمان بن حنظلہ تھا یہ لوگ مسلمان ہو گئے اور حضرت ابی بن کعب سے قرآن سیکھنے کے لیے چند دن ٹھہرے رجال قرآن سیکھتا، طلق ان دیتا اور مسیلہ اپنے ڈیرہ میں ہی رہتا تھا لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا کہ مسیلہ ڈیرے میں پڑا رہتا ہے آں حضرت ﷺ نے اسے اجازت دی اور فرمایا کہ جو شخص تمہارے مال و اسباب کی حفاظت کرتا ہے اسے ہم سے کچھ برا کرنا مقصود نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مسیلہ نے کہا کہ آں حضرت ﷺ نے اس بات کو تسلیم کر لیا تھا کہ انکے انتقال کے بعد حکومت میری ہوگی۔ اس کے بعد اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور طلق نے اس کے حق میں گواہی دی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسیلہ کو حکومت میں شریک کر لیا تھا اس طرح لوگ دینہ میں پڑ گئے جیسا کہ ہم عنقریب بیان کریں گے۔

کندہ کا وفد: اسی سن میں کندہ کا وفد آیا جس میں دس آدمی سے کچھ زائد افراد تھے اور وفد کا سربراہ اشعث بن قیس تھا بعض راوی کہتے ہیں کہ ان کی تعداد ساٹھ بلکہ اسی تھی انہوں نے دیباچہ اور ریشم کے کپڑے پہن رکھے تھے جب وہ مسلمان ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس قسم کے لباس پہننا چھوڑ دیئے اشعث نے کہا کہ ہم آکل المرار کی اولاد میں سے ہیں اور آپ ﷺ بھی آکل المرار کی اولاد میں سے ہیں۔ ❶ اس پر رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا کہ یہ نسب عباس بن جعفر بن عبدالمطلب اور ربیعہ بن حارث کو دو یہ دونوں حضرات تاجر ہیں۔ جب عرب علاقوں میں سفر کریں تو کہیں کہ ہم آکل المرار کی اولاد میں سے ہیں اور اسی طریق سے عربوں کی نگاہ میں عزت پائیں گے۔ یہ اس وجہ سے کہ اس کے ہاں نسب عورتوں کی طرف سے شمار ہوتا تھا پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تمہیں ہم نصر بن کناندہ کی اولاد میں سے ہیں ہم نسب سے معاملہ میں اپنی ماؤں کے پیچھے نہیں چلتے اور نہ ہی اپنے آباء سے دور رہتے ہیں اور نہ ہی ان کا انکار کرتے ہیں۔ ❷

حضر موت کا وفد: کندہ کے وفد کے ساتھ حضر موت کا وفد آیا جو بنو دلیعہ پر مشتمل تھا ان کے سردار حمزہ مخوس شرح اور ابضہ تھے جو سب کے سب مسلمان ہو گئے تھے مخوس نے درخواست کی کہ میری زبان کی لکنت دور ہو جائے۔

وائل بن حجر کی آمد: وائل بن حجر اسلام قبول کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں دعا خیر دی اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرا ان کی آمد کی خوشی میں آپ نے الصلوٰۃ جلدہ کی منادی کرائی (اور نماز شکرانہ ادا کی) اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اسے حرہ میں لے جا کر ٹھہرائیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا تعمیل حکم رسالت میں عجیب جذبہ: حضرت وائل بن حجر اپنے اونٹ پر سوار تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پیادہ حضر موت نے ان سے کہا کہ مجھے اپنی جوتیاں دو تا کہ میں گرم زمین کی پیش سے بچ سکوں۔ وائل نے جواب دیا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم وہ جوتیاں پہنو جو میں پہن چکا ہوں اہل یمن من کر کیا کہیں گے کہ عام شخص نے بادشاہوں کی جوتیاں پہن رکھی ہیں پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اپنے پیچھے سوار کرالو تو وائل نے کہا کہ تم اس لائق نہیں کہ بادشاہوں کے پیچھے بیٹھ سکو۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اف زمین کی تیش سے میرے پاؤں جل رہے ہیں حضر موت وائل نے جواب دیا کہ میری اونٹنی کے سایہ میں چلو تمہاری عزت افزائی کے لیے یہی کافی ہے کہتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خیفہ بنے تو وائل ان کے دربار میں آئے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان سے بڑی عزت سے پیش آئے۔ ❸

❶ اشعث نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ بھی آکل المرار کی اولاد میں سے ہیں۔ یہ اس وجہ سے کہ رسول اللہ ﷺ کے راویوں میں سے ایک خاتون قید کندہ سے تھی مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم عورتوں سے اپنی نسب نہیں چلاتے۔ ❷ اس مقام پر تاریخ ابن خلدون کے اکثر مطبوعہ نسخوں میں عبارت خط چھپ گئی ہے صحیح عبارت یوں ہے: عقیقہ، من وانشی من امین۔ ❸ حضر موت وائل اور معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب میں شمار ہوتا ہے کہ آپ کے حکم کے مطابق حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ گرم زمین میں پیدل چلتے رہے جیسا کہ ترمذی کی روایت میں اسی کی تفصیل آئی ہے۔ (ثناء اللہ)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان:..... رسول اللہ ﷺ نے وائل بن حجر کو مندرجہ ذیل فرمان عطا فرمایا۔ ”بسم اللہ الرحمن الرحیم: یہ تحریر ہے محمد انبی ﷺ کی طرف سے وائل بن حجر شاہِ حضرموت کے نام اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو جو ملک اور قلعہ تمہارے قبضہ میں ہیں وہ تمہارے ہی پاس رہیں گے۔ ہر دس جانور میں سے ایک جانور بطور صدقہ لیا جائے گا۔ اور دو عادل آدمی صدقہ کی وصولی کی نگرانی کریں گے۔ اس بارے میں تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا اور رسول اللہ ﷺ اور مومنین اس بات پر گواہ ہیں۔ جو بکری زکوٰۃ میں دی جائے گی وہ نہ تو پتلی دہلی ہو اور نہ موٹی تازہ بلکہ درمیانی درجہ کی ہو۔ اور سونے چاندی کی کانوں میں سے خمس ادا کیا جائے گا جو شخص کسی کنواری سے زنا کرے گا اسے ایک سو کوڑے لگاؤ اور اسے ایک سال کے لیے جال وطن کرو اور جو شخص کسی شادی شدہ عورت سے زنا کرے اسے سنگسار کرو احکام الہی کے جاری کرنے میں سستی نہ کرو پر نشہ آور چیز حرام ہے اور وائل بن حجر حضرموت کے تمام سرداروں کا حاکم اعلیٰ ہے۔

محارب کا وفد: اسی سن میں قبیلہ مذحج کی ایک شاخ الرباء کا وفد آیا جس میں پندرہ افراد تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک گھوڑا پیش کیا وہ مسلمان: دسے اور قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد واپس چلے گئے۔

اسی قبیلہ کے چند آدمی آئے اور دوبارہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا آں حضرت ﷺ نے اپنی وفات سے پہلے ان کے سنے وصیت کی کہ انہیں خیبر کی آمد میں سے ایک سو سق ۱۰ دیئے جائیں اور یہ مقدار کتبہ کے گاؤں کی پیداوار سے ان کے لیے جاری رہے گی اس کے بعد انہوں نے یہ گاؤں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بیچ دیا۔

نجران کا وفد:..... اسی سن میں نجران کے عیسائیوں کا وفد آیا جس میں ستر سوار تھے ان کے وفد کے چیدہ چیدہ لوگوں میں سے (۱) امیر عاقب عبدالمسیح کنڈی (۲) اسقف ابو حارثہ (۳) اور سید اسہم تھے انہوں نے دین کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے بحث و مباحثہ کیا اس کے بعد سورہ آل عمران اور آیت مہملہ اتری آں حضرت ﷺ نے ان سے مہملہ کے لیے کہا مگر انہوں نے ڈر کے مارے مہملہ سے گریز کیا اور صلح کی درخواست کر دی چنانچہ آپ ﷺ نے ان پر جزیہ کے طور پر ایک ہزار جوڑے صفر کے مہینے میں مقرر کیے نیز تیس زرہیں تیس نیزے اور تیس گھوڑے بھی مقرر کیے انہوں نے درخواست کی کہ ہمارے ساتھ ایک گورنر بھیج دیا جائے جو ان کے ہاں حاکم کے فرائض ادا کرے چنانچہ آں حضرت ﷺ نے ابو عبیدہ بن الجراح کو ساتھ بھیج دیا اسکے بعد عاقب اور سید اسہم آکر مسلمان ہو گئے۔

صدف کا وفد:..... اسی سال حضرموت سے قبیلہ صدف کا وفد آیا جس میں دس سے کچھ زائد آدمی تھے اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے نماز کے اوقات سکھے یہ واقعہ حجۃ الوداع کے سال کا ہے۔

عبس کا وفد: اسی سال قبیلہ عبس کا وفد آیا اس کے بارے میں ابن الکعبی کا کہنا ہے کہ اس سے صرف ایک آدمی آیا تھا اسلام قبول کرنے کے بعد واپس لوٹ کر راستہ ہی میں اس کا انتقال ہو گیا۔

طبری کے بیان کے مطابق حاتم طائی کا بیٹا عدی شعبان ۱۰ھ میں آں حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

خولان کا وفد:..... اسی سال بنو خولان کا وفد آیا جس میں دس افراد تھے اسلام لانے کے بعد انہوں نے اپنے بت کو توڑ ڈالا۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر رفاعہ بن زید ضبئی جو قبیلہ جذام سے تھا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک غلام جس کا نام مدغم تھا اس نے آں حضرت ﷺ کی خدمت میں تہفہ پیش کیا رفاعہ مسلمان ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے ایک مکتوب لکھو یا تھا جس میں اس قبیلہ کو آپ نے اسلام کی دعوت دی تھی۔ چنانچہ آپ ﷺ کی دعوت پر وہ لوگ مسلمان ہو گئے۔

زید بن حارثہ کی فوج کشی: رسول اللہ ﷺ نے وجبہ بن خلیفہ کلبی کو قیصر ہرقل کے پاس بھیجا تھا جب وہ مال و اسباب لے کر واپس آ رہے تھے جوہید بن عوض نے اپنی قوم بنو ضلیح کے ساتھ جو قبیلہ جذام کی ایک شاخ تھی ان پر حملہ کر کے سب کچھ لوٹ لیا۔ جب بنو ضیب کے مسلمانوں کو یہ خبر ملی

و انہوں نے جو پتہ حنیید اور اس کے بیٹے نے لونا تھا واپس لے لیا اور حضرت وحیدہ کے حوالے کر دیا حضرت وحیدہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ عرض کیا چنانچہ آپ حضرت سیدہ زینہ نے زید بن حارثہ کو ایک لشکر کے ساتھ بھیجا مسلمانوں نے ان لوگوں پر حرۃ البرجاء میں قنقش کے مقام پر حملہ کیا اور مال غنیمت حاصل کیا حنیید اور اس کے بیٹے کو بہت سے لوگوں کے ساتھ قتل کر ڈالا حنیید کے ساتھ بنو صلب کے کسی پتہ کو تھے اہل اسلام نے ان پر حملہ کیا اور بعض لوگ قتل ہو گئے۔

قیدیوں اور مال کی واپسی: اس پر رفاعہ بن زید ابو زید بن عمرو اپنی کے دیگر بگوں کے ساتھ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں اس واقعہ سے مطلع کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ قتل ہو گئے ہیں ان کے بارے میں کیا رویا؟

انہوں نے عرض کیا کہ جو لوگ زندہ ہیں ان کو چھوڑ دیا جائے آپ حضرت سیدہ زینہ نے حضرت علی بن ابی طالب و اونٹ پر سوار کر کے ہمراہ روانہ کیا اور تصدیق کے لئے انہیں اپنی تلواریں مرمت فرمائی حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن حارثہ و فہمہ کے مقام پر چلے اور انہیں رسول اللہ ﷺ کا حکم پہنچایا کہ بنو صلیب کا مال و اسباب واپس کر دیا جائے چنانچہ حضرت زید نے ان کا مال واپس کر دیا۔

عامر بن صعصعہ کا وفد: اسی سال عامر بن صعصعہ کا وفد آیا جس میں عامر بن طفیل اور ربار بن ربیعہ شامل تھے عامر نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ”اے محمد! اپنے بعد مجھے اپنا جانشین بنا جاؤ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حکومت تیرے لیے ہے اور نہ تیری قوم کے لیے پھر عامر نے کہا کہ اچھا صحرا کے خانہ بدوشوں کی حکومت میرے ہاتھ میں ہو اور شہریوں کی حکومت آپ کے پاس رہے رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا نہیں ایسا نہیں ہو سکتا مگر ہاں میں تجھے سوار فوج کی سرداری دے سکتا ہوں کیونکہ تو اچھا شہسوار ہے عامر بولا کہ میں سوار اور پیادہ فوج کو لے کر آپ کی فوج پر چڑھائی کر دوں گا۔ جب عامر کا وفد واپس چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی خدایا مجھے ان کے شر سے بچھڑا دے اور اسلام کو ہر طرف سے بے خطر کر دے۔

عامر بن صعصعہ کی موت: ابن اسحق اور طبری کا بیان ہے کہ عامر اور ربار کا ارادہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو ہوکہ سے شہید کر ڈالیں مگر وہ اس بات پر قادر نہ ہو سکے یہ پورا قصہ محدثین نے بیان کیا ہے جب یہ لوگ اپنے علاقہ میں واپس گئے تو عامر کی گردن میں طاعون پھوٹ پڑا اور وہ راستہ ہی میں قبیلہ سلول کے ہاں مر گیا اور اس کا بھائی اربد بجلی مرنے سے ہلاک ہو گیا اس کے بعد عاتقہ بن علاشہ عوف بن خالد اور اس کا بیٹا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔

قبیلہ طسی کا وفد: اسی سال قبیلہ طسی کا وفد آیا جس میں چند رہ افراد تھے ان کے سردار زید انخیل اقور قبیسہ بن اسود تھے جو بنی نبہان میں سے تھے جب وہ مسلمان ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے زید انخیل کا نام زید الخیر لکھ دیا اور اسے ایک کنواں اور اس کے ساتھ چھ ز میں عطا کی اور اس کے حق میں ایک فرمان لکھ دیا مگر زید انخیل واپسی کے دوران فوت ہو گیا۔

مسلمہ کذاب کی رسول کریم ﷺ سے خط و کتابت: اسی سال مسلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حکومت میں شریک ہوں۔ مسلمہ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف یہ مراسلہ بھیجا:

من مسلمة رسول الله الى محمد رسول الله سلام عليك فاني قد اشركت في الامر معك وان لنا نصف الارض ولقریش نصف الارض ولكن قریش قوم لا يعدلون.

مسلمہ رسول خدا کی طرف سے محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سلام دیک حکومت میں تمہارا شریک ہوں آج ہی زمین ہماری اور آج ہی قریش کی ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ قریش ایک بے انصاف قوم ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا جواب:..... اس کا جواب رسول اللہ ﷺ نے یوں لکھوایا:

بسم الله الرحمن الرحيم من محمد رسول الله الى مسلمة الكذاب سلام على من اتبع الهدى اما بعد

فان الارض لله يورثها من يشاء من عباده والعاقبة للمتقين .
 بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد رسول اللہ کی طرف سے مسلمہ کذاب کی طرف سلامتی ہو اس شخص پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ مابعد! بے شک زمین اللہ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے اور عاقبت کی بھلائی صرف پرہیزگاروں کے لیے ہے۔ طبری کا بیان ہے کہ یہ واقعہ اس زمانے کا ہے جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کی ادائیگی کے بعد واپس تشریف لا چکے تھے۔

حجۃ الوداع •

(ذوالحجہ ۱۰ ہجری)

رسول اللہ ﷺ مدینہ سے حجۃ الوداع کے لیے نکلے اس وقت ذوالقعدہ کے پانچ دن باقی تھے آپ ﷺ کے ہم سفر عرب کے شرفاء تھے اور ایک سوانٹ تھے جن پر کچھ دے نہ تھے آں حضرت ﷺ مکہ میں ذوالحجہ کی چار تاریخ کو اتوار کے روز داخل ہوئے علی ابن ابی طالب جو اہل نجران کے ہوں سے صدقات لائے تھے وہیں مکہ میں آپ ﷺ سے آئے آپ ﷺ نے لوگوں کو حج کے مناسک اور طریقے سکھائے اور عرفات کے مقام پر لوگوں کو ایک خطبہ دیا چنانچہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و نعت کے بعد فرمایا:

خطبہ حجۃ الوداع:

يا ايها الناس اسمعوا قولي فاني لا ادري لعلی لا الفاكم بعد عامی هذا بهذا الموقف ابدایها الناس ان
 دمانكم واموالكم عليكم حرام الى ان تلقوا ربكم كحرمتمكم يومكم هذا وحرمة شهرکم هذا وستلقون
 ربكم فيستلکم عن اعمالکم وقد بلغت .

اے لوگوں! میری بات سنو کیونکہ میں نہیں جانتا کہ کیا اس سال کے بعد اس مقام پر تم سے آئندہ کبھی مل سکوں گا اے لوگو تمہارے خون اور تمہارے خون اور تمہارا مال تم پر قیامت تک ای طرح حرام ہے جس طرح یہ دن اور یہ مہینہ تمہارے لیے حرام ہے عنقریب تم اپنے پروردگار کی طرف جاؤ گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں سوال کرے گا اور یاد رہے کہ میں اے تمہیں فرمان دہی پہنچا دیا۔

امانت اور یہود کا حکم:.....

فمن كان عنده امانة فليودها الى من ائتمنه عليها وان كان ربافهو موضوع ولكم رئوس اموالكم لا
 تظلمون ولا تظلمون قضی اللہ انہ لا ربا ان ربا العباس بن عبدالمطلب موضوع کله .
 جس شخص کے پاس کوئی امانت تو اسے اس کے مالک کے حوالے کر دے اور اگر سود ہے تو وہ چھوڑ دیا جائے اور تمہارے لیے صرف راس المال ہے نہ تم کسی پر زیادتی کرو خدا کا حکم ہے کہ ربا کوئی چیز نہیں عباس ابن عبدالمطلب کا تمام ربا (سود) منسوخ ہے۔

غیرت اور برادری کے نام پر قتل کی ممانعت:.....

وان كل دم في الجاهلية موضوع كله وان اول دم يوضع دم ربيعة بن الحارث بن عبدالمطلب (وكان
 مسترضعا في بني ليث فقتله بنو هزبل وهو اول ما ابرا من دم الجاهلية .
 ایم جاہلیت کے تمام خون معاف ہیں سب سے پہلا خون جو چھوڑا جا رہا ہے وہ ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا خون ہے ربیعہ بنو

① تفصیل کے لیے دیکھیں (طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۷۲ اور صحیح مسلم شرح نووی ج ۸ ص ۷۰ اور تاریخ طبری ج ۳ ص ۱۶۸ اور سيرة ابن هشام ج ۲ ص ۶۰ اور لہدیه و تنہیہ ج ۵ ص ۱۰۹ اور البدایہ ج ۵ ص ۱۰۹، واقعی کی مغازی ج ۳ ص ۱۸۸)

اندا کتاب اللہ و سنۃ نبیہ .

اے لوگو! میری بات سنو اور سمجھو کیونکہ میں نے تمہیں اپنی بات پہنچادی ہے اور تمہارے پاس ایسی چیز چھوڑ دی ہے کہ اگر تم اسے مضبوطی سے پکڑ لو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے وہ چیز کتاب اللہ اور سنت نبوی ﷺ ہے۔

مسلم اخوت و اکل حلال کی تبلیغ.....

ایہا الناس اسمعوا قولی اعلمو ان کل مسلم اخو المسلم وان المسلمین اخوة فلا تحل لامری مال اخیه
الاما اعطاه ایاہ عن طیب نفس فلا تظلموا انفسکم الا قد بلغت .

اے لوگو! میری بات سنو اور جان لو کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سارے مسلمان آپس میں بھائی ہیں پس کسی شخص کے لیے اپنے بھائی کا مال حلال نہیں ہے علاوہ اسکے جو وہ خوشی سے اسے دے یس اپنے آپ پر ظلم نہ کیا کرو میں نے حکم الہی پہنچا دیا ہے؟
فذكر انهم قالوا اللهم نعم قال رسول الله اللهم اشهد لوگوں نے کہا ہاں پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ تو اس بات پر گواہ ہے۔

یہ حجۃ الوداع کہلاتا ہے اور حجۃ الوداع بھی کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اس کو بعد پھرج جمع نہیں کیا اس سے پہلے آپ ﷺ دو حج کر چکے تھے حجۃ الوداع کے ساتھ ساتھ آپ نے عمرہ بھی ادا فرمایا پس یہ تین حج ہوئے ذوالحجہ ۱۰ ہجری کے آخری دنوں میں آپ مدینہ میں تشریف لے گئے۔

آنحضرت ﷺ کے گورنر

باذان جو کسریٰ کی طرف سے یمن کا حاکم تھا جب مسلمان ہوا اور اس کے ساتھ اہل یمن بھی مسلمان ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے یمن کے تمام علاقوں کا امیر بنادیا اور جب تک وہ زندہ رہا کوئی شخص اس کی حکومت میں شریک نہ ہوا جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے واپس آئے تو انہیں باذان کی وفات کی خبر ملی چنانچہ آپ ﷺ نے یمن کی ذمہ داری کو اپنے صحابہ جرحہ میں تقسیم کر دیا۔

شہر بن باذان گورنر صنعاء:۔۔۔ اس کے بیٹے شہر بن باذان کو صنعاء کا گورنر بنایا ابو موسیٰ اشعری کو مارب کا اور یعلیٰ بن امیہ کو جند کا گورنر بنادیا اس طرح آپ ﷺ نے قبیلہ ہمدان پر عامر بن شہر ہمدانی کو اور عک اور اشعرین پر طاہر بن ابی ہالہ کو گورنر مقرر فرمایا اور نجران رمحہ اور زبید کا درمیانی علاقہ خالد بن سعید بن العاص کو عطا فرمایا اور نجران پر عمرو بن خزم کو حضر موت پر زیاد بن لبید بیاضی کو سکاسک اور سکون پر عکاشہ بن ثور بن اصغر غوثی کو اور معاویہ بن کندہ پر عبد اللہ مہاجر بن ابی امیہ کو گورنر مقرر فرمایا مگر مہاجر بن امیہ بیمار ہو گئے اور اپنی ذمہ داری پر نہ جاسکے تو ان کی جگہ زیاد بن لبید کو بھیجا گیا۔

نجران طسی اور بحرین سے صدقات کی وصولی:۔۔۔ رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل کو یمن اور حضر موت والوں کی تعلیم کے لیے بھیجا اس سے پہلے آپ ﷺ حضرت عدی بن حاتم کو قبیلہ طسی اور اسد کے صدقات اور مالک بن نویرہ کو بنو حنظلہ کے صدقات جمع کرنے کے لیے بھیج چکے تھے۔ بنو سعد کے صدقات کی وصولی کی ذمہ داری آپ ﷺ نے اسی قبیلہ کے دو آدمیوں میں تقسیم کر دی۔ آپ ﷺ نے علاء بن حضری کو بحرین کی طرف بھیجا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ابی طالب کو نجران کی طرف تاکہ ان کے صدقات اور جزیہ مال جمع کر کے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر کریں چنانچہ واپسی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت ﷺ سے آٹے جیسا کہ اس سے پہلے گزر چکا ہے۔

حضرت اسامہ کا لشکر:۔۔۔ ذوالحجہ ۱۰ ہجری کے آخر میں جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے واپس آئے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو شام پر لشکر کشی کرنے کا حکم دیا اور اپنے خادم اسامہ بن زید بن حارثہ کو ان کا امیر مقرر فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ بلقاء اور داروم کے علاقوں میں اردن (فلسطین) اور حدود شام تک فوج کشی کریں چنانچہ صحابہ کرام نے تیاری کی اور بہت سے مہاجرین حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے۔ جب صحابہ کرام نے یہ تیار ہو رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ علیل ہو گئے اور اس مرض میں مبتلا ہو گئے جس میں آخر کار آپ ﷺ رحمت الہی سے جا ملے منافقین نے حضرت

اسامہ کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کرنا شروع کر دیں۔

اسود اور مسیلمہ کے ارتداد کی خبر۔ اسی اثناء میں اسود غنسی اور مسیلمہ کذاب کے مرتد ہوا اور دعوائے نبوت کی خبر پہنچی چنانچہ رسول اللہ ﷺ جو مدینہ میں تھے، بتاتے ہوئے یہ کہہ کر اپنے باندھے ہوئے گھوڑے سے نکلے اور فرمایا کہ میں نے کل رات خواب میں دیکھا ہے کہ میرے ہاتھوں میں سونے کے دو ٹکڑے ہیں میں نے انہیں ناپسند کیا اور اتار پھینکا میں نے اس کی تعبیر یہ کی ہے کہ وہ یہی دو کذاب ہیں میامہ وال اور یمن وال، مجتہدین ہیں کہ بعض لوگ اسامہ کے بارے میں باتیں کرتے ہیں اگر اس کا باپ سرداری کے لائق تھا تو اس کا بیٹا بھی سرداری کے لائق ہے لہذا روانہ ہو جاؤ چنانچہ یہ حکم سن کر حضرت اسامہ روانہ ہو گئے اور جرف کے مقام پر پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیا۔ اس دوران رسول اللہ ﷺ کی علالت شدت اختیار کر گئی اور اس سے پہلے کہ سامہ شامی طرف روانہ ہوں آنحضرت ﷺ اس دنیا سے رحلت فرما گئے (اما لله واما الیہ راجعون)

اسود غنسی کی بغاوت اسود غنسی جس کا نام عبیدہ بن نعب اور لقب فواخار ایک شعبہ ہزار کا بن تھا جو مکہ و ثیب و غریب و رتب و کھل یا کرتا تھا اور اپنی شیریں گاڑی سے لوگوں کے دل کو موہ لیتا تھا اس کا گھر لہف بن خابن میں تھا وہیں پیدا ہوا وہیں اس نے نشوونما پائی اس کے بعد اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور قبیلہ مذحج کے لوگوں نے اس کے دعویٰ کو قبول کر لیا اہل نجران نے بھی اس کا ساتھ دیا اور بغاوت کر کے عمر و بن حزام اور خالد بن سعید بن العاص کو وہاں سے نکال دیا اور اسود کو نجران کی حکومت حوالے کر دی اسی طرح قیس بن مسیب و قبیلہ مرہ کے حاکم سے نکال دیا۔

اسود غنسی کا صنعاء پر حملہ پھر اسود غنسی نے سرت سواروں کے ساتھ شہر بن باذان کا محاصرہ کر دیا۔ رات شصت کے ارشید کر دیا پھر صنعاء اور حضرموت کے تمام درمیانی علاقہ پر عدن تک غالب ہو گیا۔

اس کا اثر و نفوذ آگ کے شعلہ کی طرح پھیلتا چلا گیا جس سے یمن کے بے شمار لوگ اسلام سے پھر گئے اور باقی ماندہ مسلمانوں نے ان کے سامنے اپنے دین کو چھپایا۔

عمر و بن معد یکرب کی بغاوت: عمر بن معدی کرب پہلے خالد بن سعید کے ساتھ تھا مگر اس کے بعد اس نے خالد کی مخالفت اختیار کر کے سودے دعوے کو قبول کر لیا۔ اس پر خالد بن سعید نے پر چڑھائی کر دی اور اب دونوں نے ایک دوسرے پر تلوار سے وار کیا تو حضرت خالد نے اس کی تلوار توڑ ڈالی۔ اس پر عمر اپنے گھوڑے پر سے اتر کر بھاگ گیا اور آخر کار اسود سے جا ملا جس نے اسے قبیہ نجد کا وزیر بنا دیا۔ اسود کے لشکر کی کمان قیس بن عبد یغوث کے ہاتھ میں تھی اور ایرانیوں کے سردار فیروز اور ہمدانیہ تھے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا یمن سے فرار ہونا اسود نے شہر بن حوشب بن باذان کی بیوی سے شادی کر لی اور اس کی حکومت خوب مضبوط ہوئی معاذ بن جبل یمن سے بھاگ نکلا اور جب ان کا گزر ابو موسیٰ کے پاس سے ہوا جو اس وقت عرب میں تھے تو وہ جیسی حضرت معاذ کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے اور دونوں حضرات پر پہنچ گئے حضرت موت معاذ قبیلہ سکون میں اور موسیٰ کا سک میں ٹھہر گئے۔ حضرت عمر بن حزمہ اور خدیجہ بن سعید مدینہ پہنچ گئے اور طاہر بن ابی ہالہ قبیلہ عک کے علاقہ میں مقیم ہو گئے۔

اسود غنسی کی اپنوں سے بدسلوکی جب اسود کی حکومت یمن میں خوب مضبوط ہو گئی تو اس نے قیس بن عبد یغوث، فیروز اور دادوہ کے ساتھ تحارت سمیز سوک کرنا شروع کر دیا شہر بن باذان کی یوہ جس سے اسود نے شہر بن باذان کے قتل کے بعد شادی کر لی تھی فیروز کی چچا زبہن تھی اور اس کا نام آزاد تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ میں منبر کو خصوصی پیغام ۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان واقعات کی خبر ملی تو آپ حضرت سیدہ نے ویرہن تنفس کے ہاتھ ابناء (یعنی یمن کے ایرانیوں) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ اور حضرت طاہر رضی اللہ عنہم کو لکھ بھیجا کہ یا تو کسی تدبیر سے اسود کا خاتمہ کر آئیں اور یا علی اما حلان اس سے ٹکر لیں۔ اور جو شخص صاحب ہمت اور صاحب عزیمت اور صاحب ایمان ہو اسے بھی یہ پیغام پہنچا دیں چنانچہ حضرت معاذ اور ایرانی ابناء اس مہم کیلئے تیار ہو گئے اور انہوں نے قیس بن عبد یغوث کو بھی اس کام میں شریک کیا۔ یہ پھر فیہ از اسود کی بیوی جو اس کی چچا زاد بہن تھیں۔

پاس گئے اور وہ بھی اسود کے قتل کی سازش میں ان کے ساتھ شریک ہو گئی۔

شیطان کی جاسوسی اور اسود غنسی کا قتل:..... نبی کریم ﷺ نے مامر بن شہر ہمدانی کو خط لکھا اور جریر بن عبد اللہ کوزی و الکلاان، عمران اور ذؤنہ میں طرف بھیجی اور وادی نجران کے عربوں اور نصاریٰ کی طرف بھی انہیں جانے کا حکم دیا یہ سب لوگ اسود کے مقابلہ کے لیے ایک مقدم پر جمع ہو گئے اسود نے شیطان نے اطلاع دی کہ قیس، فیروز وادویہ اس سے غداری کرنے والے ہیں چنانچہ اس نے انہیں سخت سزا دیا اور ان کے قتل کا ارادہ کر لیا۔ اس پر وہ بھاگ کر اس کی بیوی کے پاس چلے گئے جو ان کے ساتھ سازش میں شریک ہو گئی اور یہ طے پایا کہ وہ گھر کے پچھلے حصے میں نقب لگا کر اندر داخل ہو جائیں اور رات کے وقت اسے موت کے گھاٹ اتار دیں چنانچہ قیس نے فیروز کے ساتھ اندر داخل ہو کر اس کی گردن مروڑ ڈالی اور اسے ذبح کر دیا جب صبح ہوئی تو وادویہ نے اسلامی طریقہ سے اذان دی اور ویر بن حسنہ نے نماز پڑھائی تو مسلمانوں اور کافروں میں ہيجان پیدا ہو گیا اور لوگوں میں کھلبلی مچ گئی اسود کے بہت سے ساتھیوں نے مسلمانوں کے بچے اغواء کر لیے اور شہر سے نکل بھاگے اور اپنے بہت سے بچے چھوڑ گئے۔ پھر آپس میں خط و کتابت کے بعد انہوں نے وہ بچے جو ان کے قبضہ میں تھے ایک دوسرے کو واپس کر دیے اور صنعاء اور نجران کے درمیان آمد و رفت جاری ہو گئی۔

آخر کار صنعاء اور جند کے مقامات نے اسود کے ساتھیوں سے چھٹکارا پایا اور نبی کریم ﷺ کے صحابہ نے اپنی اپنی ذمہ داریوں کی طرف واپس آ گئے ہر ایک نے صنعاء کی حکومت کی خواہش کی مگر آخر کار حضرت معاذ اتفاق رائے سے وہاں کے گورنر قرار پائے اور ان کے پیشوا مہم بنے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کو ان حالات کی خبر دی مگر آپ حضرت رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کی بذریعہ وحی پہلے ہی اطلاع ہو چکی تھی چنانچہ صبح کو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کل رات اسود غنسی مارا گیا اس کو ایک مبارک شخص نے قتل کیا ہے اس کا نام فیروز ہے اس کے بعد یمن سے قاصد آیا مگر اس وقت تک رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے تھے۔

مدعیان نبوت: حجۃ الوداع کی ادائیگی کے بعد جب رسول اللہ ﷺ سفر ت واپس آئے تو آپ رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے اور آپ کی بیماری کی شہرچہ روں طرف پھیل گئی چنانچہ اسود غنسی یمن میں اٹھ کھڑا ہوا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اسی طرح مسلمانوں نے یمن کے علاقے میں اور طلحہ بن خویمد نے قبیلہ اسد میں نبوت کا دعویٰ کر دیا رسول اللہ ﷺ نے ان کے خلاف اعلان جنگ فرمایا اور اپنے عاملوں کی طرف قاصد بھیجے اور ان کے قیدیوں میں سے جو لوگ ابھی تک اسلام پر ثابت قدم تھے ان کو پیغام دیا کہ ان جھوٹ مدعیوں کے خلاف جہاد کرنے میں پوری کوشش کریں چنانچہ اسود غنسی آپ حضرت رضی اللہ عنہ کی وفات سے ایک دن پہلے مارا گیا۔

بیماری کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ کی محنت: اگرچہ آپ رضی اللہ عنہ علیل تھے مگر ملائمت کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ احکام خداوندی کی تعلیم اور دین اسلام کی حمایت میں بدستور مشغول و مصروف رہے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کذابوں کے گرد و نواح کے مسلمانوں کو ان کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیا آپ حضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مسلمانوں کا ایک مراسلہ موصول ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب تحریر فرمایا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے صحیحہ کا بھتیجا بھی آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور صلح کی درخواست کی مگر رسول اللہ ﷺ نے طلحہ ۱ کو بدعادی اور آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان مرتد باغیوں کے بارے میں جو حکم خداوندی تھا پورا ہو کر رہا۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات

رسول اللہ ﷺ کی علالت: اس کی ابتداء یوں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہی رسول رضی اللہ عنہ پر یہ آیت نازل کر کے انہیں موت دے دی تھی۔

۱ بعض مؤرخین کے مطابق اسدی کو توبہ کی توفیق ہو گئی تھی اور اس نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگوں میں بھی حصہ لیا ملاحظہ فرمائیں ”صحیح ترمذی“ ج ۱ ص ۱۰۰ مطبوعہ دارالحدیث کراچی۔ ثناء اللہ

اذ جاء نصر الله والفتح. ورائيت الناس يدخلون في دين الله افواجا. فسبح بحمديك واستغفره انه كان توابا.

ابھی ماہ صفر کے دو دن باقی تھے کہ آپ ﷺ کی علالت شروع ہوئی اس دوران میں آپ ﷺ اپنی ازواج کے پاس باری باری جاتے تھے یہاں تک کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ٹھہرے۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے بات کی اجازت طلب کی کہ بیماری کے ایام آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں گزرائیں چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کو اس بات کی اجازت دے دی۔

صحابہ رضی اللہ عنہم سے خطاب :- ایک دن آپ ﷺ حجرہ سے باہر تشریف لے گئے اور لوگوں کو خطاب کیا انکو چھوڑ کر پھر آپ نے شہداء احد پر نماز پڑھی اور ان کے لیے مغفرت کی دعا مانگی اور ان سے کہا کہ: ان عبدا من عباد الله خيره الله بين الدنيا وبين ما عنده فاحترق ما عنده

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندے کو اللہ نے اختیار دیا کہ دنیا اور خدا کی حضوری میں سے ایک چیز کو چن لے اور اس کے بندے نے ان کی حضوری کو پسند کر لیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کا مطلب سمجھ گئے اور رو پڑے اور کہنے لگے کہ ہم آپ ﷺ کے بدلے اپنی جانیں اور اپنی اودامد یہ کر دیں گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوبکر! صبر اختیار کرو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع کیا ① اور ان کو مرحبا کہا اس وقت آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے آپ ﷺ نے ان کو دعا خیر دی اور کہا

او صيكم بتقوى الله اوصى الله بكم واستحلفه عليكم واودعكم اليه اني لكم نذير و بشير الا تعلوا على الله في بلاده وعباده فانه قال لي ولكم تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون علوا في الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقين وقال اليس في جهنم مثوى للمتكبرين

میں تمہیں خدا سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں اور اللہ کو تمہارے حق میں وصیت کرتا ہوں اسے تمہارے نگہبان بناتا ہوں اور تمہیں اس کے سپرد کرتا ہوں بے شک میں تمہارے لیے نذیر و بشیر ہوں خبردار اللہ کی زمین پر اللہ کے بندوں پر ظلم نہ کرنا کیونکہ اس نے مجھ سے اور تم سے فرمایا ہے کہ وہ دار آخرت جس کو تم نے ان لوگوں کے لیے بنایا ہے جو دنیا میں تکبر اور فساد کا ارادہ نہیں رکھتے اور نجی م کی بھڑائی پر ہیزگاروں کے لیے ہے نیز آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا متکبروں کا ٹھکانا جہنم نہیں ہے؟

غسل کفن کے بارے میں وضاحت :- پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو غسل دینے کے متعلق معلوم کیا۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ میرے خاندان میں جو لوگ سب سے زیادہ قریب ہیں پھر انہوں نے کفن کے بارے میں پوچھا۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ میرے ان کپڑوں میں یا مصری کپڑوں میں یا یمنی کپڑوں میں کفن دیا جائے پھر انہوں نے نماز جنازہ کے متعلق پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے میرے حجرہ میں تختہ پڑ ڈال کر میری قبر کے کنارے رکھ دینا پھر کچھ دیر کے لیے باہر چلے جانا تاکہ فرشتے مجھ پر نماز پڑھیں پھر انہوں نے سوال کیا کہ آپ ﷺ کو قبر میں کون اتارے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ میرے خاندان والے۔

واقعہ قرطاس :- پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دوات کاغذ لاؤ میں تمہارے لیے ایک تحریر لکھ دوں تاکہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ اس پر آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم جھگڑ پڑے ② بعض نے کہا کہ آپ ﷺ بڑ بڑا رہے ہیں۔

کچھ وصیتیں :- آپ ﷺ نے تین باتوں کی وصیت کی (۱) یہ کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دیا جائے۔ (۲) عرب قبیلوں کے جو وفد آئیں ان کو ویسا ہی سفر کا توشہ دیا جائے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ خود دیا کرتے تھے تیسری بات پر آپ خاموش ہو گئے یا اسے راوی بھول گیا۔ ③

آپ ﷺ نے انصار کے بارے میں وصیت کی اور فرمایا کہ وہ میرے مددگار اور رازدار ہیں جن کے ہاں میں نے پناہ لی ہذا انکے صاحب کرم لوگوں کی عزت کرو اور ان کے خط کار لوگوں سے درگزر کرو اے جماعت مہاجرین تم لوگ بڑھتے چلے گئے مگر انصار نہیں بڑھے۔

① حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر جمع فرمایا۔ (طبری ج ۳ ص ۱۹۱) ② بیروت کے نسخے میں اس مقام پر تاریخ طبری ج ۳ ص ۱۹۱ کے حوالے سے یہ اضافہ ہے کہ کسی نبی کے نزدیک جھگڑا کرنا مناسب نہیں ہے۔ ③ خاموشی کی نسبت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف کی جاتی ہے اور راوی کے بھولنے کی نسبت حضرت سعید بن جبیر کی طرف کی جاتی ہے تفصیل کے لیے دیکھیے (صحیح مسلم ج ۳ ص ۱۲۵)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسجد کے ان تمام دروازوں کو بند کر دیں جو ابوبکر کے دروازے سے۔ کیونکہ میں کسی شخص کو نہیں جانتا جس نے مجھ پر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر احسان کیا ہو اگر میں کسی شخص کو خلیل بناتا ہوں تو ابوبکر کو نہیں بناتا ہوں یکن خوت اور ایمان کی دوستی کافی ہے یہاں تک کہ خدا ہم سب کو اپنے ہاں جمع کر لے۔

مرض میں شدت۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے مرض نے شدت اختیار کر لی اور آپ بے ہوش ہو گئے اور آپ کی ازواج مطہرات اور اور دراصل خانہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ جمع ہو گئے جب نماز کا وقت آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ ایک نرم دل شخص ہیں اس قابل نہیں کہ آپ کی جگہ کھڑے ہو سکیں عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیجیے مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نکار کر دیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہی نماز پڑھائی اتنے میں رسول اللہ ﷺ کی طبیعت قدرے بہتر ہوئی اور آپ ﷺ حجرے سے باہر نکلے جب ابوبکر نے آپ ﷺ کی آہٹ سنی تو پیچھے ہٹ آئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو کھینچ کر وہیں ان کی جگہ پر کھڑا کر دیا اور نماز میں جہاں تک حضرت ابوبکر پہنچے تھے وہیں سے آپ نے نماز ادا فرمائی اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے طریقہ پر نماز پڑھاتے رہے اور باقی لوگ ان کی اقتدا کرتے رہے کہتے ہیں کہ لوگوں نے اس طرح سترہ نمازیں پڑھیں۔ حالت نزع میں رسول اللہ ﷺ اپنا ہاتھ پانی بھرے پیالے میں ڈالتے اور اپنے چہرے پر پھیرتے جاتے اور فرماتے ”اللهم اعني على سكرات الموت“ بار خدا سكرات موت میں میری مدد فرما۔

یوم وفات :۔ جب پیر کا دن آیا (جس دن آپ ﷺ نے وفات پائی) تو آپ ﷺ صبح کی نماز کے لیے باہر تشریف لائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس وقت نماز پڑھا رہے تھے انہوں نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا مگر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے واپس اپنی جگہ پر لوٹ دیا اور خود ان کے دائیں ہاتھ بیٹھ کر نماز ادا کی پھر نماز کے بعد آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف رخ کیا اور ان کو وعظ و نصیحت فرمائی جب آپ ﷺ وعظ سے فارغ ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ مجھے لگتا ہے کہ آپ ﷺ خدا کے فضل و کرم سے اچھے ہو گئے ہیں جیسا کہ ہم چاہتے تھے اس کے بعد وہ اپنے اہل عیال کے پاس چلے گئے جو خ ۱ کے مقام پر رہتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ مسجد سے واپس آ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں لیٹ گئے۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبدالرحمن بن ابی بکر دخل ہوئے ان کے ہاتھ میں ایک تازہ مسواک تھی رسول اللہ ﷺ نے مسواک کی طرف دیکھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے مسواک کو چبا کر یہاں تک کہ وہ نرم ہو گئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیا اور آپ ﷺ نے اسے دانتوں پر پھیرا اور پھر چھوڑ دیا پھر آپ ﷺ کا بوجھ میری گود میں بھاری ہو گیا تو میں نے آپ ﷺ کے چہرے پر نگاہ ڈالی تو کیا دیکھتی ہوں کہ ان کی آنکھیں پتھر کی چھت سے لگ گئیں ہیں اور وہ فرما رہے ہیں کہ ”الرفیق الاعلیٰ من الجنة“ پس میں سمجھ گئی کہ انہیں اختیار دیا گیا ہے اور انہوں نے دنیا کے مقابلہ میں آخرت کو اختیار فرمالیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال میرے سینے اور حلق کے درمیان ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کا انتقال پیر کے دن کو دوپہر کے وقت ربيع الاول کی دوسری تاریخ کو ہوا اور اگلے دن منگل کو دوپہر کے وقت آپ ﷺ مدفون ہوئے۔

وفات نبوی کا اعلان :۔ جب لوگوں کے درمیان رسول اللہ ﷺ کی وفات کا اعلان ہوا تو اس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے کیونکہ وہ اپنے اہل و عیال کے پاس سخ کے محلہ میں گئے ہوئے تھے مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ موجود تھے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ منافقین میں سے بعض کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے ہیں حالانکہ ان کی وفات نہیں بلکہ اپنے پروردگار کے پاس گئے ہوئے ہیں جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام وہ یقیناً واپس آئیں اور منافقین کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گئے۔ ۲

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آمد :۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے انتقال کی خبر ملی تو وہ ان کے ’رہ میں داخل ہوئے اور کپڑا ہٹا کر ان کے چہرے کو بوسہ دیا اور کہا ”آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ ﷺ نے آخر کار اس موت کا فائدہ چکھا جس کو اللہ

۱ خ مدینہ کے مصنفات میں ایک محلہ تھا جہاں حضرت ابوبکر ان دنوں ملکہ کے ساتھ شادی کرنے کے بعد مقیم تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ج ۳) ۲ سیرت ابن ہشام ج ۲

تعالیٰ نے آپ کے لیے مقدر فرمایا تھا اس کے بعد آپ ﷺ پر کوئی موت طاری نہ ہوگی“ پھر آپ بابر تشریف لائے اور دیکھا کہ عمر بنی سبزوئی طمات کہہ رہے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا خاموش رہو مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی بات پر کان نہ دھرا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس چلے آئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: اے لوگو! جو شخص محمد کی پرستش کرتا تھا تو بے شک محمد رضی اللہ عنہ وفات پا گئے مگر جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو بے شک اللہ زندہ ہے جس کو کبھی موت نہیں آئے گی پھر آپ رضی اللہ عنہ نے ان آیات کی تلاوت کی

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم على اعقابكم ومن يقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا وسيجزي الله الشاكرين۔

یعنی محمد ﷺ اللہ کے محض ایک پیغمبر ہیں اس سے پہلے بھی پیغمبر گزر چکے ہیں پس اگر وہ مرجائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنے قدموں پر پھر جاؤ گئے (یعنی دوبارہ مشرک ہو جاؤ گئے) اور جو شخص اپنے پاؤں پر پھر جائے گا تو وہ اللہ عنقریب شکر گزار لوگوں کو جزا دے گا۔

مسلمانوں کی حالت کی تبدیلی: جب مسلمانوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زبان سے یہ آیت سنیں تو انہوں نے ایب محسوس کیا کہ گویا انہیں اس کے نازل ہونے کا علم نہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جب میں نے حضرت ابوبکر کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا تو امیں زمین پر گر پڑا اور میرے پاؤں تھرا گئے اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ واقعی رسول اللہ ﷺ انتقال کر فرما گئے ہیں ① ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر یہ آیت بھی پڑھی تھی: انک میت وانهم میون (یعنی اے نبی بے شک آپ کو موت آنے والی ہے اور یہ لوگ بھی مرنے والے ہیں) جب لوگ اس پریشانی کی حالت میں تھے تو ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور یہ خبر لایا کہ انصار سقیفہ بنی ساعدی میں سعد بن عبادہ کی بیعت کے لیے جمع ہوئے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک امیر ہم میں سے اور ایک امیر قریش میں سے ہو یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر مہاجرین ان کی طرف چل دیئے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان کے بیٹے فضل اور قثم اور حضرت اسامہ بن زید نے رسول اللہ ﷺ کو پٹھ کے بل لٹا کر غسل دیا حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں بیٹے آپ کی کروٹ بدلتے رہے اور اسامہ اور شقران پانی ڈالتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میض کے اندر سے بدن مل رہے تھے مگر ان کے بشرہ تک نہیں پہنچے تھے مذکورہ بالا صحابہ کرام غسل سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں مختلف رائے رکھتے تھے مگر ان کو اونگھ آگئی اور جب ہوش آیا تو گھر کے باہر سے آواز آئی کہ رسول اللہ ﷺ کو ان کے کپڑوں میں غسل دیا جائے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا پھر انہیں وہ صحاری ② کپڑوں اور ایک یمنی چادر میں کفنایا گیا۔

قبر مبارک کی کھدائی: اس کے بعد انہوں نے دو قبر کھودنے والوں کو بلایا ان میں سے ایک شخص لحد ③ بناتا تھا اور دوسرا سیدھی قبر کھودتا تھا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کی طرف آدمی بھیجا اور دعا کی کہ اے اللہ! اپنے رسول اللہ کے لیے جو خود ہی انتخاب فرمالے چنانچہ ابو طلحہ زید بن سہل پہلے آگئے جو اہل مدینہ کے لیے لحد والی قبر کھودتے تھے چنانچہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے لیے بھی لحد والی قبر بنائی۔

مدفین اور تاریخ وفات: جب سہمہ شہبہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی جمہیر و تکفین سے فارغ ہوئے انہوں نے آپ ﷺ کے جسد مبارک کو ایک چار پائی پر رکھا پھر ان کے درمیان اس بات پر اختلاف ہوا کہ آپ کو مسجد میں دفن کیا جائے یا آپ کے گھر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جہاں کسی نبی کی روح قبض کی جاتی ہے وہیں دفن کیا جاتا ہے چنانچہ آپ ﷺ کا بستر اٹھایا گیا اور اسکے نیچے آپ ﷺ کی قبر کھودی گئی پھر یہ لوگ گردپ کی صورت میں داخل ہوتے اور آپ ﷺ کی نماز جنازہ پڑھتے پہلے مرد داخل ہوئے پھر عورتیں نو جوان پھر غلام کوئی شخص دوسرے کی امامت نہیں کرتا تھا۔ آپ ﷺ بدھ کی رات کو نصف شب میں دفن کیے گئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ یہ واقعہ ۱۲ ربیع الاول کا ہے جب کہ

① سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۶۵۵۔ ② صحابی یمن میں ایک گاؤں تھا جو کپڑے بنانے کے لیے مشہور تھا۔ ③ لحد بنی قبر کو کہتے ہیں گڑھا کھود کر اس کی ایک طرف ایک حلقہ سی قبر بنائی جاتی ہے۔ (ثناء اللہ)

ہجرت کے بعد دس سال پورے ہو چکے تھے جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر مبارک ۶۳ سال تھی اور بعض کہتے ہیں ۶۵ سال کی تھی اور بعض کہتے ہیں ۶۰ سال کی عمر تھی۔

خداقت راشدہ کا بیان: یہ واقعہ بھی ان واقعات میں سے ایک ہے جن سے اسلام میں بہت بڑا فرقہ اور اختلاف پڑ گیا تھا لیکن اُمرِ بصیرت و نگاہ سے غور کی عینک لگا کر دیکھا جائے تو نہ تو اختلاف باقی رہتا ہے اور نہ کسی بحث و کلام کا موقع ملتا ہے اکثر معتبر و مستند کتب تواریخ و سیرت کے مختلف مقامات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چھبیس صفر پیر کے دن رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو رومیوں کے خلاف جہاد کی ترغیب دی اور تیاری کا حکم دیا۔

لشکرِ اسامہ کی تیاری: منگل کے دن ستائیس صفر کو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ امیر لشکر مقرر کئے گئے اٹھائیس صفر کو بدھ کے دن عین بونے کے باوجود آپ ﷺ نے خاص اپنے دست مبارک سے ایک جھنڈا اور ست کر کے اسامہ کو دیا اور یہ فرمایا کہ اغز باسم اللہ و فی سبیل اللہ و قتل من کفر باللہ۔ ترجمہ جہاد کر اللہ کے نام پر اور اللہ کی راہ میں اور ان سے لڑ جو اللہ سے کفر کرتا ہے اسامہ جھنڈا لیے ہوئے باہر آئے برید بن الحصیب کے حوالے کی اور ان کو لشکر کا علم بردار بنا کر مدینہ سے کوچ کیا۔ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم مہاجرین و انصار کو اس جہاد میں شریک ہونے کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت علی، عباس رضی اللہ عنہ، ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، سعید بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ، سعد بن زید رضی اللہ عنہ، قنہ بن نعمان رضی اللہ عنہ اور سلمہ بن اسلم رضی اللہ عنہ شامل تھے لیکن رواگلی کے وقت چونکہ آپ ﷺ کی علالت شروع ہو گئی تھی اس لیے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے اجازت لے کر علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ کو روک لیا۔

کوچ سے پہلے وفاتِ نبوی کا واقعہ: ... باقی دوسرے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکل کر جرف میں خیمہ زن ہو گئے اس جگہ کوچ کی نوبت آئی نہ تھی کہ بدھ کے دن جمعرات کی رات کے شروع میں آپ کی علالت زیادہ ہو گئی جس سے ایک عظیم تہمکہ مچ گیا آپ ﷺ نے اسی دن عشاء کے وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا کر نماز پڑھانے پر متعین کر دیا اس وجہ سے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے بھی جرف سے آگے بڑھنے کی جرات نہ کی اور صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے ہمراہ تھے وہ ان سے اجازت لے کر رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے آتے تھے اتنے میں پیر کا دن آ گیا اس روز دوسرے دنوں کے مقابلے میں مرض کی شدت میں کمی رہی بلکہ بعض حضرات کو یہ خیال ہوا کہ آپ ﷺ اچھے ہو گئے ہیں اسامہ بن زید یہ سن کر رواگلی کے راوے سے سوار ہو رہے تھے کہ ان کی والدہ ام یمن نے کہا ابھیجا کہ رسول اللہ ﷺ نزع کی حالت میں ہیں حضرت اسامہ اور تمام صحابہ اس قیامت خیز طماع کے سنتے ہی جرف سے مدینہ پہنچ گئے حضرت زید نے جھنڈا کو حجرہ کے دروازے پر لا کر کھڑا کر دیا۔

وفاتِ نبوی کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کی حالت: جب دوپہر کے وقت آپ ﷺ کا انتقال ہوا اور زیادہ شور و غل برپا ہو گیا کسی کے ہوش و حواس صحیح نہ رہے ایک عظیم تہمکہ برپا ہو گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ فرما رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہی نہیں ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک سکتہ کے عام میں دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے تھے نہ کسی سے بات کر رہے تھے نہ کسی کی بات کا جواب دیتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ روتے روتے بے ہوش ہو گئے عباس ادھر ادھر حیران و پریشان پھر رہے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سر مبارک اپنے سینہ پر لیے ہوئے بیٹھی تھی اس دوران حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اطلاع ہو گئی اور وہ آگئے انہوں نے پہلے عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینہ پر سے سر مبارک لے کر روشنی کی طرف دیکھا پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا اچھے انداز سے زندہ رہے اچھے ہی طریقے سے وفات ہوئی پھر انہیں لٹا کر باہر آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ننگی تلوار لیے ہوئے بار بار مامات رسول اللہ ﷺ یعنی رسول اللہ ﷺ کا انتقال نہیں ہوا کہہ رہے تھے لوگوں کا ایک ہجوم لگا ہوا تھا اس نازک وقت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کا کام تھا کہ انہوں نے نہایت استقلال و سمجھداری سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جوش اور لوگوں کی پریشانی کو دور کیا یہ وقت ایسا تھا کہ تھوڑی سی حرکت بڑے سے بڑے فتنہ کا دروازہ کھول سکتی تھی۔ جو قیامت تک بھی بند نہ ہوتا پھر کوئی اسلام کا نام بھی نہ جاننے والا ہوتا۔

سقیفہ بنی ساعدہ کا اہم مسئلہ: اس شور کے کم ہوتے ہی سقیفہ بنی ساعدہ میں ایک دوسرا ہنگامہ شروع ہو گیا جو اس سے زیادہ خوفناک تھا جس میں انصار و مہاجرین ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو سکتے تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر نہایت سنجیدگی و عقل سے کام لیا اور درحقیقت یہ انہیں کا کام تھا

کہ انہوں نے فوز رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین پر بنو ہاشم کو متعین کر دیا جن کو انتقال سے پہلے خود رسول اللہ ﷺ نے تجہیز و تکفین کے لیے فرمایا تھا اور خود حضرت عمرؓ بن خطابؓ اور چند جلیل القدر صحابہ کے ساتھ سقیفہ میں پہنچ کر فتنہ و فساد کے اس دروازے کو بند کر دیا، جن کے ٹھنڈے سے عرب سے دین اسلام نمودار ہوئی تھی۔ میں جلد وطن ہو جاتا اور پھر اس کا کوئی نام سینے والا صفحہ دستی پر نہ ملتا۔ اما ماشاء اللہ، حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ ان اہم امور سے جن میں میں نے ساتھ نہایت مضبوط تعلق تھا فراغت پا کر تجہیز و تکفین میں شریک ہوئے اور منگل کے دن دوپہر کے وقت تدفین کی جیسا کہ معتبر کتاب تواریخ میں باحفاظ و دقت میں العدد نصف النهار من یوم الثلاثاء اگلے دن دوپہر کے وقت منگل کے دن دفن کیے گئے مرقوم ہیں اور یہی سب کے سب زیادتی و کمزوری ہے۔

تین دن بعد تدفین کے قول کی تردید بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ تین دن تک بے دروہن رہے دفن نہیں کیے گئے اس طرح کہ آپ ﷺ کا انتقال پیر کے دن رات کے وقت ہوا اور بدھ کی آدھی رات کے وقت دفن کیے گئے۔ میرے نزدیک اس روایت کی رو سے بھی تین دن نہیں بنتے کیونکہ پیر کا دن گزار کر رات کے وقت انتقال ہوا جو کہ منگل کی رات تھی پھر منگل کے دن کے وقت آپ دفن نہیں کیے گئے بلکہ رات کے وقت جو کہ بدھ کی رات تھی مدفون ہوئے اس حساب سے تقریباً ایک دن اور ایک رات یعنی پونیس گھنٹے بعد آپ ﷺ دفن کیے گئے وہوں نے نہ تجہیز و تکفین سے اللہ تعالیٰ ان رات کے ساتھ پیر کے دن وہی شمار کیا رات یعنی جس دن آپ ﷺ دنیا سے ہجرت فرماتے ہوئے رات اور بدھ کی رات کے ساتھ بدھ کے دن کو بھی لے لیا جس کی رات ہی کو تجہیز اور دفن سے فراغت ہوئی تھی۔ اس غلطی کی وجہ شاید لیلۃ اربعہ کا غلط ہے جس کے غلطی میں ہیں بدھ کی رات اس عرب ہر رات کو اگلے دن میں شمار کرتے ہیں مثلاً لیلۃ اربعہ اس رات کو کہیں گے جس کے بعد بدھ کا دن آئے گا وراکھ عرب موجودہ دن کو آئندہ رات کا تابع سمجھتے ہیں۔

تدفین کے بارے میں ایک اور قول بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کی ریت کے بعد تدفین کا مشروع نہ تھا اگر یہ روایت بجائے خود مان لی جائے تو رسالہ طریقہ بالکل صحیح معلوم ہوتا ہے۔ قاعدہ یہی ہے کہ جب کسی نبیل القدر اس کا تقابلاً موجب تانبہ و قیاس تک اس کا جائز نہیں یا اس کے گھر کا سربراہ مقرر نہیں ہو جاتا اس وقت تک کوئی کام نہیں ہوتا کیونکہ اس جلیل القدر شخص کے تقابلاً سے ہر خاندان یا ملک و حکومت یا شہر بغیر سردار کے رہ جاتا ہے سب لوگ برابر درجہ میں ہوجاتے ہیں پھر ایک حیرت انگیز حالت ان پر طاری ہوجاتی ہے پھر جب کوئی شخص ان کا قائم مقام بن جاتا ہے یا وہ ان کے گھر کا یا خاندان کا کام اپنے ہاتھ میں لیتا ہے تو فوراً اس کے حکم سے ہر کام ہونے لگتا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ ایسے ہنگامہ میں جس وقت کسی کے ہوش و حواس درست نہ تھے کہ نہ ہونے والے وقت کا حکم نہ دے سکتے تھے ان کی پوجا و شہادتوں کو روکتا تھا؟ شہر یمن کی گود میں سے سر مبارک کون اٹھاتا؟ سقیفہ میں انصار و مہاجرین کے جھگڑے ان تمام رات میں خاندانوں کو نہ کرتا؟

حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کا تاریخ کردار مذکورہ واقعات کو پڑھنے والے بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ یہ سب کام اسمتے جن و حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ نے انجام تک پہنچایا اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے تو ایک سوال کے جواب میں یہ فرمایا تھا کہ میرے خاندان والے نبیا میں پھر ہوں ساموئیل تھا کہ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ داخل و در معقولات کرنے شامل ہو جاتے۔ وہ لوگ تجہیز و تکفین میں مشغول ہو گئے تھے وہاں چپکے ہڑ سے رہنا مناسب تھا یا ان جھگڑوں کو ختم کرنا؟ اصلی واقعات جو وفات رسول اللہ ﷺ کے بعد پیش آئے یہی تھے۔ میں نے ان واقعہ کی مدد رعایت کے نہایت حق اور مستند کتابوں سے منتخب کر کے لکھا ہے کسی کی طرف داری سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

حلیہ مبارک: رسول اللہ ﷺ نہ طویل القامت تھے نہ پست قد تھے سر بڑا تھا بھری ہوئی اڑھی دونوں بازو اور قدم پر گوشت تھا گندی رنگ رخی مائل تھا آنکھیں بڑی سیاد اور پر رونق تھیں سر کے بال سیدھے اور پیشانی چوڑی تھی حضرت انسؓ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ﷺ کے بالوں پر بڑھاپ کے آثار نمایاں نہیں ہوئے تھے لیکن بعض مورخین کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کی اڑھی میں سامنے کی طرف تقریباً بیس پچیس برس سفید ہو گئے تھے جن کو آپ نے کبھی کسی چیز سے نہیں رنگا جا بر بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے سر میں چند بل سفید ہوئے تھے جو تیل لگانے اور گھی کرنے سے چھپ جاتے تھے۔ سر کے بال کبھی کندھے تک کبھی کان کی لوتک پہنچتے رہتے تھے سر میں تیل خوب لگاتے تھے اور آنکھوں میں سر مد لگاتے تھے بڑے بہادر خلیفہ فصیح اور میٹھی گفتگو مسکراتے چہرے اور تمام ظاہری باطنی محاسن سے مزین تھے مگر ابٹ کے سوا کبھی آپ کھلے نہیں ہتے۔

آپ نے چار سو درہم ادا کیا انہیں کے قصہ میں آیت فلما قضی زید منها وطرا زوجتکھا ۱ نازل ہوئی ان کا انتقال خلافت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب کے دور میں ہوا۔

حضرت صفیہ بنت حی: فتح خیبر کے زمانے میں صفیہ بنت حی ابن الخطاب سے نکاح ہوا یہ اسلام بن مشکم کے نکاح میں تھیں اس کے بعد کنانہ بن اریج کی زوجیت میں آگئیں۔ تیسرا نکاح رسول اللہ ﷺ سے ہوا جنگ خیبر میں گرفتار ہوا آپ نے پسند فرما کر نکاح فرمایا اور ولیمہ بھی کیا جس میں گوشت وغیرہ نہ تھا صرف ستواڑ کھجور تھے ۳۹ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا: اس کے بعد حضرت میمونہ بنت حارث سے نکاح ہوا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب نے آپ کی طرف سے چار سو درہم مہر ادا کیا ان کا پہلا نکاح ابی رہم بن عبد العزی بن ابی قیس سے ہوا تھا ولید کے بیٹوں عباس و خالد کی خالہ تھیں۔ ۴۰

یہ گیارہ امہات المؤمنین ہیں جن کو آپ کی زوجیت کا شرف حاصل ہوا تھا انہیں سے ام المؤمنین خدیجہ اور زینب بنت خزیمہ کا رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں انتقال ہو گیا تھا۔

وفات نبوی کے وقت موجود ازواج مطہرات: ... باقی نو امہات المؤمنین آپ ﷺ کے انتقال کے وقت زندہ تھیں دو بیویاں ایسی تھیں جن سے محض نکاح ہوا تھا خوت کی نوبت نہیں آئی ایک اسماء بنت نعمان کنذریہ ان سے آپ نے نکاح فرمایا لیکن سفید داغ ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ نے طلاق دے دی۔ دوسری عمرہ بنت یزید کلابیہ یہ تھوڑے عرصے پہلے ہی مسلمان ہوئیں تھیں جب رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ ﷺ سے طلاق کی خواہش ظاہر کی آپ ﷺ نے انکو طلاق دے کر گھر والوں کے پاس بھیج دیا۔

امہات المؤمنین کا نسبی تعلق: ... ان امہات المؤمنین میں چھ (۱) خدیجہ بن خویلد بن اسد (۲) عائشہ بنت ابی بکر بن ابی قحافہ (۳) حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب بن نفیل (۴) ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرث (۵) ام سلمہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ اور (۶) سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی قبیلہ قریش سے تھیں باقی حضرت صفیہ بنت حی بن الخطاب کے علاوہ عربی النسل تھیں۔

موالی (آزاد کردہ غلام): ... رسول اللہ ﷺ کے موالی (آزاد کردہ غلام) (۱) زید بن حارثہ (۲) ان کے لڑکے اسامہ (۳) ابو عبد اللہ (۴) ثوبان (۵) سقران (ضاح) (۶) ابورافع ابراہیم (۷) سلمان فارسی (۸) سفینہ (۹) ابو کبشہ سلیم (۱۰) رویفہ (۱۱) رباح اسود (۱۲) فضالہ (۱۳) مدغم (۱۴) ابو ضمہ (۱۵) اور بیار رضی اللہ عنہم تھے۔

ثوبان سراب کے رہنے والے تھے آپ کے انتقال کے بعد حص چلے گئے وہیں ۵۷ ہجری میں وفات پائی۔ سقران حبشہ کے رہنے والے تھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کے غلام تھے عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی نذر کیا آپ ﷺ نے آزاد فرمادیا۔

سلمان فارسی اصفہان کے باشندے تھے ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی بنو کلب میں سے ایک شخص انکو کسی لڑائی میں گرفتار کر لایا اور ایک یہودی کے ہاتھ وادی القری میں فروخت کر دیا یہودی نے ایک معینہ رقم ادا کرنے کی شرط پر آزاد کرنے کا وعدہ کیا رسول اللہ ﷺ نے رقم معینہ ادا فرمادی تو وہ آزاد ہو گئے۔

سفینہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے انہوں نے اس شرط پر آزاد کر دیا کہ یہ ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کریں گے۔ ابو کبشہ سلیم کو رسول اللہ ﷺ نے خریدا اور آزاد کر دیا یہ تمام لڑائیوں میں شریک رہے ۱۳ ہجری میں خلافت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب میں انتقال ہوا۔ رویفہ ابو موہبہ بھی آپ کے زر خرید کیے ہوئے تھے۔

کاتبین وحی: علماء سیر و تاریخ نے لکھا ہے کہ (۱) عثمان بن عفان اور (۲) علی بن ابی طالب کتابت کی خدمت انجام دیتے تھے (۳) خد بن

۱ سورۃ الاحزاب پارہ نمبر ۲۳ رکوع ۲۷ ۲ حضرت میمونہ چونکہ ام الفضل کی بہن ہیں اس لئے عبد اللہ بن عباس، فضل بن عباس کی خالہ تھیں۔ (ثناء اللہ)

سعید (۴) ابان بن سعید (۵) علماء بن الحضرمی بھی لکھا کرتے تھے سب سے پہلے جن کو آپ کی کتابت کا شرف حاصل ہوا، حضرت ابی بن مہبیں دوسرے کا تہوں میں زید بن ثابت معاذ بن ابی سفیان اور حضرت حنظلہ اسی کو نشان کیا جاتا ہے کسی زمانے میں عبداللہ سعد بن ابی سرح جی کتابت و خدمت پر مامور تھے لیکن چند دنوں کے بعد مرتد ہو گئے پھر فتح مکہ کے دن اسلام کی طرف رجوع کیا (مترجم کا کلام ختم ہوا)۔

سقیفہ کا واقعہ

رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد جو کیفیت آپ ﷺ کے جاں نثار صحابہ پر طاری ہوئی اس کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ بعض صحابہ نے یہ خیال پیدا کر لیا تھا کہ آپ ﷺ کا انتقال ہی نہیں ہوا اسی دوران انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں سعد بن عبادہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے کو جمع ہو گئے دعویٰ یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد استحقاق خلافت انصار کو حاصل ہے جنہوں نے دین کی مدد کی رسول اللہ ﷺ کو اپنے یہاں ٹھہرایا اور ان کے ساتھ مل کر دشمنوں سے لڑنے میں جہاد کیا جو اس وقت وہاں موجود تھے مخالفت کی اور آپس میں بحث و تکرار ہونے لگی رفتہ رفتہ اسکی اطاعت حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ کو ہوئی سنتے ہی ابو عبیدہ بن الجراح کو ساتھ لے کر سقیفہ روانہ ہوئے راستے میں عاصم بن عدی اور غویم بن ساعدہ سے ملاقات ہوئی عاصم اور غویم نے ان کو روکنا چاہا لیکن وہ لوگ نہ رکنے کے جس قدر جلد ممکن ہوا سقیفہ میں جہاں پر انصار مجتمع تھے جا پہنچے اور آپس میں مباحثہ ہونے لگا۔

حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ولی ہیں اور ان کے خاندان کے ہیں خلافت کے ہم لوگ مستحق ہیں اس میں کوئی نزاع کا موقع نہیں ہوتا ہاں تم کو نصرت اور شروع میں اسلام لانے کا شرف حاصل ہے اس لحاظ سے ہم لوگ امراء ہیں اور تم وزراء ہو۔

حضرت حباب بن الممذر بن الجموح نے کہا: مناسب یہ ہے کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے یہ کہہ کر انصاری کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے گروہ انصار اگر مہاجرین اس سے انکار کریں تو ان کو اپنی تلواروں سے اپنے شہر سے نکال باہر کرو۔ دین کی اشاعت ہمارے ذریعے سے ہوئی ہے ہم لوگ خلافت رسول اللہ کے مستحق ہیں لیکن نزاع دور کرنے کے خیال سے ہم یہ کہتے ہیں کہ ایک ان میں سے امیر ہو اور ایک ہم میں سے ہو، اور اگر آپ چاہیں تو ہم میں سے سرے سے بیعت لیتے ہیں ان کی طرف سے سائیت میں ہوں گا۔ ❶

عمر بن الخطابؓ نے فرمایا: تم کو خوب یاد ہو گا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہارے ساتھ حسن سلوک کی وصیت فرمائی تھی اور اگر تم کو استحقاق امارت ہوتا تو رسول اللہ ﷺ تم کو وصیت فرماتے حضرت عمرؓ بن الخطاب اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ حضرت حباب بن الممذر انھیں پھر بحث کرنے لگے دونوں بزرگ چیخ چیخ کر باتیں کر رہے تھے ابو عبیدہ روک رہے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ اے گروہ انصار اللہ سے ذرو تم ایسے مت بن جاؤ کہ تم بدل جانے والوں کی مثال میں پیش کیے جاؤ۔

حضرت بشیر بن الممذر نے کہا: حضرت بشیر بن سعد بن العمان بن کعب بن الخزرج نے کہا بے شک رسول اللہ ﷺ قبیلہ قریش سے تھے دوران کی قوم وہ خلافت کے زیادہ مستحق تھے اور اگرچہ ہم لوگ انصار دین اور پہلے اسلام لانے والے ہیں لیکن اس اسلام سے ہمارا مقصود اللہ کو راضی رکھنا اور اس کے نبی کی اطاعت کرنا تھا اس کا معاوضہ ہم دنیا میں لینا نہیں چاہتے اور نہ اس بارے میں ہم مہاجرین سے جھگڑا کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت حباب بن الممذر نے کہا: اے بشیر تو نے واللہ بڑی بزدلی ظاہر کی تو نے تو سارا کام خراب کر دیا۔

قریش کی امامت پر حدیث: نہیں نہیں میں نے بزدلی سے اپنا یہ خیال ظاہر نہیں کیا بلکہ مجھے یہ بات درست معلوم ہوئی کہ میں امارت و خلافت کے لیے کسی ایسی قوم سے لڑائی کروں جو اس کی درست مستحق ہے کیا تو نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ امامت من قریش سب مامقریش میں سے ہوں گے ان کی بات کے پورے ہوتے ہی دو چار انصار و مہاجرین نے اس حدیث کی تصدیق کر دی جس سے حباب بن الممذر

کا یہ خیال بدل گیا اور دفعہ وہ شور و غل جو اس مجمع میں امارت کے بارے میں برپا تھا بالکل ختم ہو گیا سب کے سب یکدم خاموشی کی حالت میں ہو گئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ کی طرف اشارہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں ہرگز بیعت نہ لوں گا جب تک کہ ابوبکر موجود ہیں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس رائے سے اتفاق کیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت: بشیر بن سعد نے اٹھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور قبیلہ وں نے یکے بعد دیگرے بیعت کی قبیلہ اوس والے خزرج کی امارت کے مسئلے پر دل سے راضی نہ تھے اسید بن حضیر بھی ان کے ہم بصر تھے اس کے بعد بیعت کرنے والے چاروں طرف سے امنڈ آئے دیکھتے ہی دیکھتے اتنے زیادہ لوگ آ گئے کہ تل رکھنے کی جگہ نہ ملتی تھی۔

سعد بن عبادہ کی ناراضگی: سعد بن عبادہ ایک کونے میں بیٹھے ہوئے تھے کسی نے ان کے ساتھیوں میں سے کہا کہ دیکھو کہیں سعد اس کشمکش میں دب کر نہ مرجائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے یہ مارا ہے سعد اٹھ کر عمر سے دست بہ گریبان ہو گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی غصہ آیا لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے روکنے سے رک گئے جب سب لوگ بیعت کر چکے تو سعد سے بیعت کرنے کو کہا سعد نے انکار کر دیا تو کہا کہ یہ اپنی رائے میں اکیلے ہیں ان سے درگزر کرو ان کو انکی حالت پر رہنے دو۔

حضرت سعد بن عبادہ نے اس واقعہ کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بول چال چھوڑ دی ان کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی حتیٰ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا طبری نے لکھا ہے کہ حضرت سعد نے اسی جلسہ میں اسی دن تھوڑی دیر کے بعد بیعت کر لی تھی بعض کے مطابق سعد بن عبادہ اس کے بعد شام کی طرف چلے گئے تھے اور وہیں مقیم رہے حتیٰ کہ ان کا انتقال ہو گیا مشہور ہے کہ ان کو کسی جن نے مارا ہے اور اس روایت کی تائید میں اشعار پڑھے جاتے ہیں۔

نحن قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادہ
رمیناہ بسہمین فلم نخط فزادہ

ہم نے سردار خزرج سعد بن عبادہ کو قتل کیا ہے ہم نے دو تیر مارے جن سے اس کا دل نہ بچ سکا۔

بنو ہاشم کے شروع میں بیعت نہ کرنے کی وجہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت انصار و مہاجرین کے اتفاق سے ہوئی ہے ابتداء میں انصار میں سے سعد بن عبادہ نے اور مہاجرین سے علی، زبیر، طلحہ اور بنو ہاشم نے بیعت نہیں کی لیکن تاریخ کی کتابوں کی ورق گردانی سے ثابت ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے کسی وجہ سے یا کسی غلط فہمی سے ابتداء نہیں کی تھی لیکن جب ان کے سامنے بیعت کی حقیقت واضح ہو گئی تو بیعت کی جیسا کہ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہا ایک روز ابوسفیان سقیفہ بنی ساعدہ کے واقعہ کے بعد مدینہ میں حضرت علی کے پاس یہ کہتے ہوئے آئے کہ مجھے مدینہ میں ایک عجیب شورش نظر آرہی ہے جس کو سوائے کشت خون کے اور کوئی چیز نہیں ٹال سکتی ہے اے آل عبد مناف ابوبکر رضی اللہ عنہ تمہارے ہوتے ہوئے سرداری کا کیسے مستحق ہو سکتا ہے؟ کہاں ہیں وہ دونوں کمزور و بے بس علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ؟ یہ عجیب بات ہے کہ حکومت و سلطنت قریش کے نہایت چھوٹے اور حقیر قبیلہ میں چلی گئی یہ کہہ کر علی رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ:

ابسط يدك ابايعك فوالله لن شئت لاملاتها عليه خيلا وراجلا

ہاتھ بڑھاؤ میں تمہاری بیعت کرتا ہوں واللہ اگر تم چاہو گے تو میں ابوبکر پر میدان کو تنگ کر دوں گا تھوڑی دیر اس کو سوار پیدل فوج سے بھر دوں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہایت سختی سے جواب دیا اور کہا کہ واللہ تم نے بڑے فتنے فساد کی تحریر کی واللہ تم نے اسلام میں فتنہ کی آگ روشن کرنے کی کوشش کی ہے جاؤ مجھے تمہاری خیر خواہی کی ضرورت نہیں ابوسفیان اس جواب سے بڑبڑاتے ہوئے پشیمان ہو کر اٹھ کر آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سیدھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے اتفاق سے اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا میں تم سے گفتگو کرنے آیا ہوں تم عمر رضی اللہ عنہ کو اٹھا دو تو میں کہوں سنو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو اٹھا دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مکالمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ سقیفہ میں میرے بغیر کیوں گئے؟ عدم موجودگی میں بیعت

کیوں؟ تم نے مجھ سے مشورہ تک نہ لیا۔ تم مجھ کو بلوا لیتے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں سقیفہ میں بیعت لینے کے ارادے سے نہیں گیا تھا بلکہ انصار و مہاجرین کے نزاع اور کرنے سے بچنا تھا انصار کہتے تھے کہ امیر ہم سے ہو اور مہاجرین کہتے ہیں کہ ہم میں سے دونوں اس بات پر رنے سے یہ تیار تھے۔ انہوں نے اپنی بیعت کی درخواست نہیں کی بلکہ حاضرین نے بالاتفاق میرے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی باقی رہی یہ بات کہ میں نے آپ کو بویا نہیں اور میں نے مشورہ نہیں لیا اس کا انصاف تم خود کر سکتے ہو کہ تم تجھیز و تکلف میں مصروف تھے تو میں کیسے محض اس کام کے لیے آپ کو وہاں سے ہوتا اور اس بارے میں مشورہ کرتا اور اگر میں ان لوگوں کے کہنے سے بیعت نہ لیتا تو بہت جلد اتنا زیادہ فتنہ فساد پر پا ہو جاتا کہ جس کا فرو کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت: یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ دیر تک سوچتے رہے اس کے بعد ہاتھ بڑھا کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی طبری نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے چالیس دن بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور یہی صحیح ہے۔

خلیفہ کی حیثیت سے پہلا خطاب اور عام بیعت: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیعت ہونے کے دوسرے دن مسجد میں تشریف لائے منبر پر بیٹھ کر لوگوں سے عام بیعت لی اس کے بعد کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثناء بیان کی۔ رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھا پھر حاضرین مسجد سے منیٰ طیب ہو کر فرمایا:

ایہا الناس قد وليت عليكم ولست بخير كم فان احسنت فاعنيوني وان اسات فقوموني الصدق امانة والكذب خيانة والضعيف فيكم قوي عندي حتى اخذله حقه والقوي ضعيف عندي حتى اخذ منه الحق انشاء الله تعالى لا يدع منكم الجهاد فانه لا يدعه قوم الا ضربهم الله بالذي اطيعوني ما اطعت الله ورسوله فاذا عصيت الله ورسوله وال طاعة لي عليكم قوموا الي صلاتكم رحمكم الله.

ترجمہ: اے لوگو! میں تمہارا امیر بنایا گیا ہوں حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں لہذا اگر میں اچھا کام کروں تو تم میری مدد کرو اور اگر میں برکام کروں تو تم مجھے سیدھا کرنا سچائی مانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے اور تم میں جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک طاقتور ہے یہاں تک کہ میں اسے اس کا حق نہ دلا دوں اور طاقتور میرے نزدیک کمزور ہے جب تک کہ میں اس سے حق نہ لے لوں ان شاء اللہ تعالیٰ تم لوگ جہد ترک نہ کرنا کیونکہ اس کو جس قوم نے بھی ترک کر دیا اللہ تعالیٰ نے اس کو ذلیل کر دیا تم میری اطاعت کرنا جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کا مطیع ہوں اور جب اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو میری طاعت فرض نہیں اٹھو نماز پڑھو اللہ تم پر رحم فرمائے۔

حقیقت بیعت و اختلاف: واقعہ صرف اتنا ہی ہے لیکن لوگوں نے اس میں بہت زیادہ قصے گھڑ رکھے ہیں کوئی کہتا ہے کہ چونکہ علی ابن ابی طالب نے بیعت سے انکار کر دیا اس وجہ سے نعوذ باللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد رسول اللہ ﷺ کا گھر جلا دیا تھا کیونکہ وہاں لوگ جمع ہوتے تھے جنہوں نے بیعت کرنے سے انکار کیا تھا کوئی کہتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو باندھ کر بیعت کے لیے لائے تھے اور حضرت فاطمہ کو ایک رات ماری تھی جس سے ان کا حمل ضائع ہو گیا تھا الی غیر ذلک میرے نزدیک اس روایت کی کوئی اصل اور حقیقت نہیں ہے صرف محبت کے پردے میں بزرگان دین کی توہین کی جاتی ہے فافہم (مترجم کا کلام ختم ہوا)

خلفاء اربعہ (خلفاء راشدین) کا دور خلافت اور اس کی فتوحات

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پہلا کام لشکر اسامہ کی روانگی: نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد مہاجرین اور انصار نے بالاتفاق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی اور ان سے حضرت سعد بن عبادہ کے علاوہ کسی نے بھی بیعت سے منہ نہ موڑا (اگر یہ روایت صحیح مانی جائے تب) چونکہ سعد ہی نے بیعت نہیں کی تھی اس لیے ان سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں کی گئی انہیں انکی حالت پر چھوڑ دیا گیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں جو پہلا کام کیا وہ لشکر اسامہ کی روانگی تھی اگرچہ اس وقت عرب کا بہت سا حصہ مرتد ہو گیا تھا کئی قبیلے پورے کے پورے اسلام سے پھر گئے تھے ایسے قبیلے کم تھے جن میں

ارتداد کی ہوائے کام نہ دکھایا ہوا رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد منافقت کا اندھیرا چھا گیا تھا مخالف ہوا کے جھونکے چل رہے تھے ارتداد کی ہوائیں گھٹائیں چلیں مسلمان اس اندھیرے میں حیران و پریشان کھڑے تھے لیکن ان سب باتوں کے باوجود نہایت عزم و استقلال سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اسامہ کے ساتھ روانگی کا حکم دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نئی تشکیل:۔۔ حضرت اسامہ نے اس خیال سے کہ شاید کوئی اہم بات نہ پیش آجائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس تشکیں کر دی۔

لشکر روکنے کی کوشش انصار نے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعے خلیفہ المسلمین کے پاس پیغام بھیجا کہ ایسی حالت میں لشکر کی روانگی مناسب نہیں لگتی۔ بہتر ہوگا کہ اس کو آئندہ کوئی وقت روک لیا جائے۔ اور اگر لشکر کی روانگی ضروری سمجھی جائے تو حضرت اسامہ سے زیادہ کسی بڑی عمر کے تجربہ کار آدمی کو امیر بنادیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جس وقت انصار کا یہ پیغام پہنچایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اٹھ کر کھڑے ہوئے پھر بیٹھ گئے اور فرمایا نے لگے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا حکم نہیں ٹال سکتا اگر مجھے اس بات کا یقین بھی ہو جائے کہ مدینہ میں مجھے کوئی درندہ آکر چیر پھاڑ کوڑا اسے لگایا کوئی مجھے قتل کر جائے گا یا لوٹ کر لے جائے گا تب بھی میں اسامہ کو روانہ کروں گا۔ ہرگز ایک لمحہ کیلئے چین سے نہیں بیٹھوں گا عمر کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اٹھے اور اسامہ کے ساتھ مدینہ سے نکلے۔

اسامہ کو دس باتوں کی وصیت: راستے میں حضرت اسامہ سے فرمانے لگے کہ میں تمہیں ان دس باتوں کی وصیت کرتا ہوں انکو تم یاد کر لو (۱) خیانت نہ کرنا (۲) جھوٹ مت بولنا (۳) بد عہدی مت کرنا (۴) بچوں بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا (۵) پھل دار درخت کو مت کٹنا نہ جلانا اور نہ اکھڑنے دینا (۶) کھانے کے سوا بکری گائے اور اونٹ کو ظلمنا ذبح نہ کرنا (۷) جب کسی قوم پر گزرو تو ان کو نرمی سے اسلام کی دعوت دینا (۸) جب کسی سے سو تو اس کے حفظ مراتب کا خیال رکھنا (۹) جو شخص اسلام کی مخالفت کرے بلا تامل اس کی گردن اڑا دینا (۱۰) جب کھانا تمہارے پاس آئے تو اللہ کا نام لے کر کھانا۔ ۱۱ اے اسامہ ان سب کاموں کو کرنا جن کا حکم رسول اللہ ﷺ نے تم کو دیا ہے اس میں نہ تو کچھ کمی کرنا اور نہ زیادتی کرنا جاؤ اللہ کے نام سے اللہ کے راستے میں کفار سے لڑو ابوبکر رضی اللہ عنہ مقام جرف ۱۲ سے واپس لوٹے حضرت اسامہ کے ساتھ کچھ مہاجرین بھی گئے کچھ مدینہ میں رہے۔ ۱۳

حضرت اسامہ کی فرمانبرداری اور لشکر کی کامیابی: حضرت اسامہ نے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا تھا واردن بلقاء میں پہنچ کر لڑائی چھیڑ دی چارپیس دن میں بعضے کہتے ہیں کہ ستر دن کے بعد بے شمار ولا تعداد مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر واپس آ گئے اسامہ کی روانگی اور ان کی جنگ مسلمانوں کے حق میں بے حد مفید ثابت ہوئی عربوں کا خیال بدل گیا بہت سی باتیں جن کو وہ کرنے والے تھے اس واقعہ سے ڈر کر خاموش ہو گئے۔

قبائل عرب کا ارتداد:۔۔۔ اس زمانے میں جیسا کہ اسامہ رومیوں سے لڑ رہے تھے ابوبکر بالکل خاموشی کی حالت میں بیٹھے رہے قبائل عرب کے مرتد ہونے کی خبریں وقتاً فوقتاً آتی رہیں۔ آخر میں نوبت پہنچ گئی کہ قبیلہ قریش اور ثقیف کے علاوہ تمام عرب قبائل عام طور پر مرتد ہو چکے تھے مسیہ کذاب دعویٰ ان نبوت کی حکومت کو استحکام ملنے لگا طلحہ کے پاس قبائل طے اور اسد کا ایک بہت بڑا لشکر ہو گیا غطفان کے قبائل مرتد ہو گئے بنو ہوازن نے ان سے اتفاق کر کے صدقہ بند کر دیا بنو سلیم کے خاص خاص لوگ اسلام سے پھر گئے غرض یہ کہ ہر جگہ بہت سے لوگ ارتداد کی بل میں ہٹتا ہو گئے یمن یمامہ بنی اسد اور ہر ایک محلہ سے امیر یا نائب کے قاصدین عرب کے مرتد ہونے کی خبریں لانے لگے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نہایت ضبط و تحمل سے ان تمام خبروں کو سنکر خطوط اور قاصدوں کے ذریعے سے جنگ کر رہے تھے ان کی سرکوبی کے لیے حضرت اسامہ کی واپسی کے انتظار میں تھے۔

عبس اور ذبیان کی لشکر کشی:۔۔ قبیلہ عبس اور ذبیان جوش مہاںگی سے اہل پڑے بنو عبس مقام ابرق میں اور ذبیان مقام ذوالقصہ میں آ کر ٹھہرے ان کے ساتھ کچھ بوگ بنی اسد و بنی کنانہ کے بھی تھے ان سب لوگوں نے متفق ہو کر چند افراد کو بطور وفد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دی جنہوں نے بڑے بڑے صحابہ کے سامنے نماز کی اور زکوٰۃ کی معافی کی درخواست کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واللہ اگر ایک عقل بھی (جس سی سے

اونٹ کے پاؤں باندھے جاتے ہیں) روکیں گے تو میں ان کے ساتھ جہاد کروں گا نماز پانچوں وقت کی پڑھی جائیں گی کسی وقت بھی ایک رعت نہ کی جائے گی مرتدوں کے وفد یہ خشک جواب سن کر اپنے گروہ میں واپس آ گئے اور انہیں مسلمانوں کی قلیل تعداد سے آگاہ کیا بنو عیس اور بنو ذبیحان خبر کے سنتے ہی مارے خوشی کے آپے سے باہر آ گئے اسی وقت بغیر کسی انتظار کے مدینہ پر حملہ کر دیا۔

مرتدوں کی شکست۔۔۔ لیکن ان کے حملہ کرنے سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ انتظام کر رکھا تھا کہ گشت پر حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا ہوا تھا جو لوگ مدینہ میں موجود تھے انکو مسجد نبوی کے سامنے ایک جگہ جمع کر رکھا تھا جس وقت بنو عیس اور بنو ذبیحان نے اسلامی شہتی پارٹی پر حملہ کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے مسلمانوں کو ان کی کمک کے طور پر بھیج دیا مرتدوں کو شکست ہو گئی اسلامی لشکر نے مقام ذی حشب تک ان کا تعقب کیا مرتدوں کا لشکر دوسرے راستے سے بانسری اور دف بجاتا ہوا زمین پر پاؤں پٹکتا، طرح طرح کی حرکات کرتے کرتے ہوا ٹوٹ پڑا جس سے اسلامی لشکر کے اونٹ بدک کر بھاگ گئے مسلمانوں نے ہر چند کوشش کی کہ ان کا رخ پھر جائے لیکن اونٹ قہر سے اور مدینہ پہنچ کر ہی دمیا۔

مرتدین کے دوسرے لشکر کا حملہ: مرتدین نے سمجھا کہ مسلمانوں کو شکست ہو گئی ذی قصہ والوں کو مدینہ پر حملہ کرنے کا پیغام بھیجی صدیق اکبر نے میمنہ پر حضرت نعمان بن مقرن کو میسرہ پر حضرت عبداللہ بن مقرن کو مساقہ پر حضرت سید بن مقرن کو مقرر فرمایا اول وقت میں نماز فجر ادا کر کے مرتدین پر حملہ کیا اور پھر دوپہر بھی نہ ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی۔ مرتدین میدان جنگ سے بھاگ نکلے انکی بہت بڑی تعداد ماری گئی ظہر کے قریب مال غنیمت لے کر نعمان کچھ مسلمانوں کے ساتھ مدینہ واپس ہو گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مرتدوں کے تعقب میں ذی قصہ تک بڑھتے چلے گئے۔

بنو عیس اور ذبیحان کی لوٹ مار: اس دوران بنو ذبیحان اور بنو عیس نے موقع پا کر حضرت نعمان پر حملہ کر کے ان کا مال غنیمت لوٹ لیا اور مسلمانوں کو شہید کر ڈالا اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ تعاقبن سے واپس آ گئے اور اس واقعہ کی خبر سکر قسم کھائی کہ جتنے مسلمان شہید ہوئے ہیں اتنے ہی مرتدوں کو ماروں گا اور جب تک اللہ کے دشمنوں سے اس کا بدلہ نہ لے لوں گا اس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھوں گا۔ حضرت صدیق اکبر نے یہ تہیہ کر لیا کہ ادھر ادھر کے اطراف سے صدقات کی رقم آگئی اور حضرت اسامہ بھی مال غنیمت لیے ہوئے پہنچ گئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کر کے لشکر اسلام کو مرتب کیا اور چند مجاہدین کو لے کر ذی حشب و ذی قصہ کی طرف پھر حملہ کیا مقام ابرق میں پہنچ کر بنو عیس اور بنو ذبیحان بنو بکر (کنانہ) ثعبہ بن سعد اور ان کے ساتھیوں سے مدد بھیڑ ہو گئی فریقین نے جنگ کا میدان گرم کر دیا آخر کار مرتدوں کو شکست ہو گئی اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے مسلمانوں نے اپنی تلواروں اور نیزوں سے ان کا خوب شکار کیا اور ایک بہت بڑی تعداد اس جنگ میں کام آئی اس واقعہ کے بعد مقام ابرق میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے چند دن قیام کیا اور بنو ذبیحان کو ان علاقوں سے بے دخل کر کے مسلمانوں کے قبضہ میں دے دیا اور خود واپس مدینہ تشریف لے آئے۔

مسلمانوں کے مختلف علاقوں کے حکام:۔۔۔۔۔ نبی کریم ﷺ کی وفات کے وقت مکہ اور بنی کنانہ پر حضرت عتاب بن اسید طائف اور اس کے متعلقات پر عثمان بن ابی العاص گورنر تھے نشیبی ہوازن پر عکرمہ بن ابی جہل نجران اور اس کے مقامات پر حضرت عمرو بن حزم نماز پڑھنے پر اور ابوسفیان بن حرب صدقات کی وصولی پر مامور تھے۔ زمع وزبید اور نجران کے درمیانی علاقے پر خالد بن سعید بن العاص، ہمدان پر عامر بن شہر ہمدانی صنعاء پر فیروز دیلمی "جند" پر یعلیٰ بن امیہ مارب پر ابوموسیٰ اشعری اشعر میں اور عک پر طاہر بن ابی ہالہ حضرت موت پر زیاد بن لبید بیضی وعکاشہ بن ذور بن اعصغر غوثی دور کندہ پر حضرت فہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہم گورنر تھے۔

حضرت معاذ بطور معلم قرآن: معاذ بن جبل پورے ملک یمن میں ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں دور دورے کرتے اور قرآن کی تعلیم دیتے رہتے غزوہ تبوک میں مہاجر بن ابی امیہ سے رسول اللہ ﷺ ناراض ہو گئے تھے ام المؤمنین حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا کی سفارش سے ناراضگی دور ہو گئی تھی۔ وہ آپ ﷺ سے انکو کندہ کا عامل مقرر فرمایا تھا لیکن آپ کی علالت و انتقال کی وجہ سے مہاجر بن ابی امیہ کندہ نہ جاسکے زیاد بن عبید اللہ انکے قیامت مند کام انجام دیتے رہے۔

اہل یمن کا ارتداد اسلام اور پھر ارتداد: رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اہل یمن اسود عسی کی وجہ سے مرتد ہو گئے تھے جن کی اصلاح آپ ﷺ نے خط و کتابت سے فرمائی اور آخر کار اسی زمانہ میں اسود مارا گیا اور یمن میں پھر سے اسلام کا دور دورہ ہو گیا لیکن جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر اہل یمن کو ملی تو دوبارہ مرتد ہو گئے، قالہ نامی شخص اسود عسی کے لشکر کا ایک سردار تھا اس نے اسود عسی کے بارے سے سب سے پہلے ہی مسلمانوں کی مخالفت پر کمر باندھ لی تھی۔ نجران اور صنعاء کے درمیانی علاقوں میں سخت شورش پیدا کر رکھی تھی۔ عمرو بن معدیکرب اور قیس بن عبد یغوث بن مکتوح وغیرہ کے مرتد ہو جانے سے یمن کی ہوا اور بگڑ گئی قیس بن عبد یغوث نے فیروز کے بیٹوں دادوہ اور خشنش کو دھوکے سے قتل کرنے کی کوشش کی غرض یہ تھی کہ ان کے قتل کے بعد صنعاء پر اس کو مکمل قبضہ ہو حاصل ہو جائے گا لیکن کھلم کھلا برسر میدان خود نہ یہاں آیا بلکہ قالہ کو پیغام بھیج کر موقع مناسب ہے عسی کا لشکر لے کر فیروز کے بیٹوں پر حملہ کر کے صنعاء پر قبضہ حاصل کر لینا چاہیے میں بھی تمہاری مدد کے لیے تیار ہوں۔

صنعاء پر قبضہ: جب فیروز کو قالہ کی تیاری کے بارے میں معلوم ہوا تو اس نے قیس سے امداد طلب کی قیس نے بظاہر نصیحتیں کیں لیکن در پردہ اسے قتل کرنے کے غرض سے دعوت دی چنانچہ وہ دادوہ کو قتل کرنے میں کامیاب ہو گیا فیروز خشنش جان بچا کر بھاگ نکلے قیس نے ان کا پیچھا کیا لیکن یہ خولان کی پہاڑیوں میں اپنے ماموں کے پاس جا کر پناہ گزیں ہو گئے قیس نے واپس آ کر صنعاء پر قبضہ کر لیا اور قالہ بھی عسی کا لشکر لے آیا اور اس سے آ کر مل گیا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صنعاء کی بازیابی کی تیاری: فیروز اور خشنش نے اس واقعہ کی حضرت صدیق اکبر کو اطلاع دی حضرت صدیق اکبر نے فیروز کو بدستور صنعاء کا والی رہنے دیا اور طاہر بن ابی ہالہ عکاشہ بن ثور ذی الکلاع سمیع ذی ظلم حوشب اذی بیان شہر کو اس کی مدد کرنے کا حکم دیا اور اسامی لشکر کی کمک بھیجنے کا وعدہ فرمایا فیروز کے پاس ظاہر اور عکاشہ وغیرہ کے آ جانے سے مناسب لشکر اکٹھا ہو گیا تو فیروز لشکر کو تیار کر کے قیس سے مقابلہ کے لیے نکلا قیس نے یہ سن کر پہلے تو یہ انتہام کیا کہ فیروز کے بیوی بچوں کو دو گروپوں میں کر کے ایک کو عدن کی طرف روانہ کیا تاکہ دریا کے راستے سے جلد وطن کر دیئے جائیں اور دوسرے گروپ کو خشکی کی طرف روانہ کر دیا تاکہ بیابان اور صحرا میں گھوم کر پریشان ہو کر جس طرف چاہیں چلے جائیں۔

صنعاء کی بازیابی: اس نے بعد وہ عسی کا لشکر اور مرتدین کو لے کر فیروز سے لڑنے کو نکلا۔ فیروز کو اس کی اطلاع مل گئی اس نے بنی عقیل بن ربیعہ اور حک کو پیغام بھیج چنانچہ بنی عقیل بن ربیعہ نے فیروز کے بچوں کو آزاد کر دیا اور عسی کے آدمیوں کو مار ڈالا اور فیروز کے پاس پہنچ گئے اور اس کے ساتھ مل کر قیس سے مقابلہ کیا لڑائی صنعاء سے باہر ایک میدان میں ہوئی پورے ایک دن اور ایک رات لڑائی جاری رہی پھر قیس کو شکست ہو گئی تو وہ بھاگ کر وہیں چلا گیا جہاں پر قالہ کے ساتھ تھا۔

قیس اور عمرو بن معدی کرب کے مراسم: اس واقعہ کے بعد عمرو بن معدی کرب اور قیس میں مراسم پیدا ہو گئے عمرو بن معدی کرب قیس اور فروہ بن میک نے تقریباً ایک زمانہ میں اسلام قبول کیا تھا پھر جب اسود عسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو قبیلہ مذحج مرتد ہو کر اسود کا پیروکار بن گیا اور وفات رسول اللہ ﷺ کے بعد عمرو بن معدی کرب کے دماغ میں بھی ارتداد کا سودا سا گیا اور وہ بھی مرتدوں میں شامل ہو گیا۔

قیس کے ارتداد کا واقعہ: قیس کو رسول اللہ ﷺ نے اس کے ایمان لانے کے بعد قبیلہ مراد کے صدقات وصول کرنے پر مامور فرمایا تھا۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد یہ بھی مرتد ہو گیا یمن کی فضا خراب ہو گئی تھی عمرو بن معدی کرب کے مل جانے نے جلتی پر آگ کا کام دیا صرف فروہ بن میک اپنے خاندان اور ساتھیوں کے ہمراہ دائرہ اسلام سے نہیں نکالا اور جمار ہا اسود نے عمرو کو اپنا نائب بنالیا۔

قبیلہ کندہ کے مرتد ہونے کا واقعہ: قبیلہ کندہ بھی اس زمانے میں مرتد ہو گیا تھا زیاد کندہ جو کہ کندہ کے صدقات کے وصول کرنے پر متعین ہوئے تھے ایک دن بنی عمرو بن معاویہ نے جو کہ قبیلہ کندہ کی شاخ تھی میں صدقات وصول کرنے گئے بنی عمرو بن معاویہ نے صدقات دینے سے انکار کر دیا اور لڑائی پر آمادہ ہو گئے زیاد نے مقابلہ کر کے انہیں شکست دی اس پر تمام بنی کندہ ناراض ہو گئے اور صدقات ادا نہ کیے پھر رتہ ادا کا جھنڈا بلند کر دیا شرییل بن اسمط نے بنی عمرو بن معاویہ کو بہت سمجھایا اور مرتد ہونے سے روکا لیکن وہ نہ مانے تو شرییل اپنے بچوں کے ساتھ زیادہ کے پاس چلے گئے

اور انہیں رائے دی کہ بنی عمرو بن معاویہ اور اس کے حضرموت، اصبعہ، جھو، مشرح، محوس اور ان کی بہن عمرو کے آپس میں اتحاد پیدا ہونے سے پہلے ہی کندہ پر حملہ کر دو اور اگر ہم نے ایک دن کی بھی ان کو مہلت دی تو پھر کامیابی حاصل کرنا دشوار ہو جائے گا۔

زیادہ کا کندہ پر حملہ اور ان کا مدد سے جوابی حملہ: زیاد نے اسی وقت حملہ کر کے مرتدین کے گروہ کو منتشر ہونے پر مجبور کر دیا مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر واپس لوٹے مرتدین کی راستے میں اشعث بن قیس اور بنی حارث بن معاویہ سے ملاقات ہوئی انکی عورتوں نے اشعث اور بنی حارث سے فریاد کی اشعث اور بنی حارث کی رگ حمیت جوش میں آگئی اور زیاد کے فرمانبردار ہو گئے اور ارتد اوپر جھڑپ ہوئی۔

خلیفہ وقت کا مرتدین کے خلاف محاذ: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مرتدین کو بذریعہ خط و کتابت سمجھاتے رہے اور مہاجرین اور انصار کا کوئی لشکر ان کی سرکوبی کے لیے نہیں بھیجا لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ مرتدوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عتاب بن اسید کو جو مکہ کے گورنر تھے اور عثمان بن ابی العاص کو جو طائف کے گورنر تھے تحریر کیا کہ مسلمانوں کو منظم اور مسلح کر کے مرتدوں پر حملہ کر دو ورنہ جو بی خطا کا وقت نہیں ہے چنانچہ عتاب بن اسید نے تہامہ پہنچ کر میدان جنگ میں قیامت برپا کر دی مدینہ اور بنو خزاعہ کے لشکر کو منتشر کر دیا۔

بنو ازد خشم اور بنی خیلہ پر لشکر کشی اور معرکہ: ازد خشم اور بنی خیلہ کے قبائل کو جو شنواہ میں قابض تھے عثمان بن ابی العاص نے تباہ کر کے منتشر کر دیا ملک اور اشعر میں بھی مرتد کی دیکھا دیکھی مرتد ہو گئے تھے اور اعلاہ میں جو ساحل کے راستے میں تھا جمع ہو کر فساد مچا رہے تھے طاب بن ابی ہالہ مسروق علی انکی سرکوبی کے لیے روانہ ہوئے اعلاہ میں زبردست لڑائی ہوئی میدان جنگ طاہر کے ہاتھ رہا ملک اور اشعر کو شکست ہوئی مرتدین کے بے شمار لوگ مارے گئے حضرت طاہر بن ابی ہالہ نے حضرت صدیق اکبر کو اس کی اطلاع کی اور لشکر لے کر حکم کے انتظار میں ٹھہرے رہے۔

اہل نجران کا تجدید عہد وفا: اہل نجران رسول اللہ ﷺ کی وفات کو سن کر چالیس ہزار سواروں کا لشکر لے کر مدینہ روانہ ہوئے اور اپنے وفود صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تجدید عہد وفا کے لیے روانہ کئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عہد کی تجدید فرمادی اور ساتھ ہی ساتھ یہ واقعہ فرمادیا کہ عرب میں دو دین نہیں ہوں گے۔

یمین کی سرکوبی: ان واقعات کے بعد جریر بن عبد اللہ افرع اور جریر بن یمنینس واپس آئے جن کو رسول اللہ ﷺ نے اسود غسی کی بغاوت کے دوران یمین روانہ فرمایا تھا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جریر کو یمین کے مرتدوں کی سرکوبی کے لیے یمین بھیج دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ خشم کو شکست دے کر مسلمانوں کی حفاظت کے لیے وہیں نجران میں قیام کرنا خشم کے ایک گروپ سے حضرت جریر کا مقابلہ ہو گیا جریر نے ان کو شکست دی اور نجران میں جا کر مقیم ہو گئے طائف میں بھی ارتد ادکی عظیم شورش پھیلی ہوئی تھی عثمان بن العاص طائف کے گورنر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حکم سے طائف کے مخالف کے لیے فوجیں روانہ کیں اور ہر مخالف پر جس جس مسلمانوں کو معذور کیا اور اپنے بھائی کو ان سب کا امیر مقرر فرمایا۔ حضرت عتاب بن اسید نے پانچ سو کے لشکر کا اپنے بھائی خالد کو امیر بنایا اور خلیفہ المسلمین کے انتظار میں مکہ کے قریب پڑاؤ ڈال کر رہے۔

حضرت مہاجر بن ابی امیہ کی یمین اور نجران پر چڑھائی: جب یمین کا انتشار ہوا اور ارتد ادھ سے زیادہ بڑھ گیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حکم سے مہاجر بن ابی امیہ بغاوت یمین کو کچلنے کے لیے یمین کی طرف بڑھے مکہ اور طائف میں عتاب و عثمان سے ملتے ہوئے خالد بن اسید اور عبد الرحمن بن اعدس کو ان کے ساتھیوں سمیت لیتے ہوئے حضرت جریر بن عبد اللہ اور عکاشہ بن ثور کے پاس پہنچے اور ان کو بھی اپنے لشکر میں شامل کر لے نجران میں داخل ہوئے حضرت فروہ بن مسیک نے ان حضرات سے ملاقات کی اور مرتدوں کے حالات بتائے۔

عمرو بن معدیکرب اور قیس کی گرفتاری اور توبہ: دوسرے دن حضرت عمرو بن معدیکرب اور قیس بن مکثون متجاہد کے سینہ یمین کی نہایت خطرناک تھی چاروں طرف سے مرتد گھیرا کیے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ کی عنایت و رحمت سے مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی، مرتدوں کا لشکر بھٹک گیا۔

① عثمان بن ابی العاص نے ازد خشم اور بنی خیلہ کے مرتدین کو منتشر کرنے اور ان کو زیر کرنے کے لیے ایک سریہ روانہ کیا تھا جس کے امیر عثمان بن ابی ریحہ تھے اور مرتدوں کے ۱۰۰۰ ہاتھ تھے۔ ② مخالف جمع ہے خلاف کی اہل عرب خلاف اس مقام کو کہتے ہیں کہ جہاں تبدیلی آب و ہوا کے لیے شہر جاتے ہیں۔

بے شمار مرتد مارے گئے عمرو بن معدیکرب اور قیس بن مکتوح گرفتار کر کے مدینہ منورہ بھیج دیئے گئے عمرو بن معدیکرب اور قیس بن مکتوح توبہ کر کے اسلام میں داخل ہو گئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو پھر یمن بھیج دیا۔

صنعاء میں مرتدین کا صفایا: مہاجر بن ابی امیہ نجران کی مہم سے فارغ ہو کر صنعاء میں ٹھہرے قبائل مرتدین کی سرکوبی کی اور مرتدین کے سرغنوں کی خوب خبر لی جن لوگوں نے توبہ کی ان کو پھر اسلام میں داخل کر لیا اور جنہوں نے توبہ نہ کی ان کی گردن اڑادی گئی الغرض مہاجر بن ابی امیہ نے صنعاء سے مرتدوں کا صفایا کر کے خلیفہ حضرت صدیق اکبر کو بذریعہ خط اطلاع کر دی۔

قبائل کندہ کی سرکوبی: اسی زمانے میں عکرمہ بن ابی جہل عمارہ کے علاقہ سے آگئے بنو مہر بنو زید بنو ناحیہ بنو عبد قیس مالک بن کنانہ اور بنی عقیلہ کے بہادران کے لشکر میں تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو مہاجر بن ابی امیہ کی کمک کے لیے روانہ کر دیا اور مہاجر بن ابی امیہ کو ایک خط لکھ دیا کہ جلد سے جلس کندہ کی سرکوبی کے لیے روانہ ہو جاؤ وہ مارب اور حضرموت کا درمیانی راستہ مین ہی تھے کہ زیاد کندی کا قاصد پہنچ گیا لکھ تھ کہ سستی کا وقت نہیں ہے نہایت تیزی سے کندہ پر حملہ کرو مہاجر بن ابی امیہ نے عکرمہ کو لشکر کا امیر بنایا اور اسلامی فوج کا ایک دستہ لے کر نہایت تیزی سے زید کے پاس پہنچ گیا اور کندہ پر حملہ کر دیا۔

قلعے کا محاصرہ: اس دوران عکرمہ اسلامی سالار لشکر لے کر پہنچ گئے اور اس راستہ کو بند کر دیا چند دنوں کے محاصرے کے بعد اشعث نے مجبور ہو کر اس شرط پر قلعہ کا دروازہ کھول دینے کا وعدہ کیا کہ اس کی قوم کے نو آدمیوں کو ان کے اہل و عیال و مال سمیت نکل جانے کی اجازت دیجئے مہاجر اور زیاد اس شرط پر راضی ہو گئے۔ اشعث نے قلعہ کی چابی حوالے کی دی۔ اسلامی لشکر فتح کا جھنڈا لیے ہوئے قلعہ میں داخل ہو گیا اور اس واقعہ میں قیدیوں کی تعداد کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک ہزار تو صرف عورتیں قید ہو کر آئیں تھیں مسلمانوں نے قبضہ مکمل کر کے اشعث کا خط کھولا جس میں اس نے امن حاصل کرنے والوں کے نام لکھے ہوئے تھے اتفاق سے ان نو آدمیوں میں اشعث اپنا نام لکھنا بھول گیا تھا۔

اشعث اور دیگر قیدیوں کی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیشی: ... مسلمانوں نے نو آدمیوں کو مال و اسباب اور اہل و عیال سمیت نکل جانے کی اجازت دے دی پھر اشعث کو دوسرے قیدیوں کے ساتھ باندھ کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ منورہ بھیجا یا صدیق اکبر نے اشعث سے فرمایا کہ تو مرتد ہو گیا ہے مسلمانوں سے لڑا ان کا خون بہایا اس جرم میں تجھ کو میں قتل کرنا چاہتا ہوں اشعث نے جواب دیا کہ مجھے آپ قتل نہیں کر سکتے کیونکہ میں نے تحریر پر امن حاصل کر لیا ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا بے شک جن لوگوں کا نام اس تحریر میں ہوگا ان کو امان دیا جائے گا پھر تحریر دیکھ کر فرمایا کہ تمہارا نام اس تحریر میں نہیں ہے تمہاری گردن اڑائی جائے گی۔

اشعث کی توبہ اور قبول اسلام: اشعث یہ سن کر ہکا بکا رہ گیا اندامت سے سر جھکا کر بولا اے خلیفہ رسول اللہ! میں توبہ کرتا ہوں میرا اسلام قبول کیجیے اور میری بیوی مجھے واپس کر دیجیے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کی معذرت قبول فرمائی اور اس کی بیوی اس کے حوالے کر دی اور یہ ارشاد فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ آئندہ تجھ سے نیکی کے سوا اور کوئی فعل سرزد نہ ہوگا۔ ہمیشہ تیری نیکی کی خبر مجھے ملتی رہے گی اس کے بعد مال غنیمت تقسیم کیا گیا کندہ کے قیدیوں سے فدیہ لے کر ان کو بھی آزاد کر دیا۔

اسامہ پھر میدان میں: اس سے پہلے ہم تحریر کرتے ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسامہ رضی اللہ عنہ کو ان کے شام سے لوٹنے کے بعد مدینہ میں اپنا نائب مقرر کر کے رہنہ کی طرف بڑھے تھے بنی عیسٰی ذبیان اور کندہ کو ابرق میں شکست دے کر پھر مدینہ آئے تھے اس دوران لشکر اسامہ کی تھکن دور ہو گئی اور وہ دشمنان اسلام کے مقابلہ اور قتال کے لیے تیار ہو گئے اس وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مرتدین و منخرعین میں اسلام کی سرکوبی کے لیے لشکر تیار فرمایا۔ ایک ایک جھنڈا مرحمت فرمایا اور ہر ایک فوج پر ایک سردار مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ مسلمانوں کے ہر قبیلہ میں سے چند آدمیوں کو حفاظت کے لیے چھوڑ کر باقی ماندہ لوگوں کو لے کر مرتدین سے مقابلہ کیا کرو حتیٰ کہ وہ پھر دارہ اسلام میں داخل ہو جائیں یا پھر صفحہ ہستی سے ان کا نام و نشان مٹ جائے۔

گیارہ لشکروں کا مرتدین کا تعاقب: ... (۱) ایک لشکر کے سالار خالد بن ولید بنائے گئے سرداری کا علم عنایت کیا اور ہدایت کی گئی کہ پہلے ظلیہ

۱۔ مدنی پڑھائی کرنا اس کی سرکوبی سے فارغ ہو کر مالک بن نوید پر بطاح میں حملہ کرنا۔

(۲) دوسرا لشکر سلمہ بن ابی جہل کی ماتحتی میں سیلہ کذاب کی طرف یمامہ روانہ کیا گیا شریبل بن حسنہ کو بھی ایک لشکر دے کر مسیمہ اور یمامہ پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا اور یہ ہدایت کی گئی کہ یمامہ سے فارغیت حاصل کرنے کے بعد بنو قضاہ کندہ اور حضرموت پر حملہ کرے۔

(۳) تیسرے لشکر کا جھنڈا خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو دے کر جو رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد یمن سے مدینہ چلے آئے تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو ممالک شام کی طرف جانب روانہ کیا۔

(۴) چوتھا لشکر حضرت عمرو بن العاص کی سربراہی میں قضاہ کے مرتدوں سے لڑنے کے لیے روانہ کیا گیا۔

(۵) پانچواں لشکر حضرت حذیفہ بن محسن کی ماتحتی میں ”دیا“ پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا گیا۔

(۶) چھٹے لشکر پر عرفجہ بنہرثمہ کو امیر مقرر کیا گیا اور مہرہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا گیا۔

(۷) ساتواں لشکر حضرت طریقہ بن عاجز کی ماتحتی میں بنو سلیم اور بنی ہوازن کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوا۔

(۸) آٹھواں لشکر حضرت سوید بن مقرن کے ساتھ تہامہ بھیجا گیا۔

(۹) نویں لشکر کے امیر حضرت علاء بن حضرمی بنائے گئے اور بحرین میں مرتدوں کو زیر کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔

لشکر کے امراء کے لیے فرمان: غرض یہ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہر لشکر پر ایک ایک امیر مقرر کر کے ہر امیر کو ایک ہی مضمون کا ایک ایک فرمان لکھا کر دیا، جس کی عبارت یہ تھی:

بسم الله الرحمن الرحيم

هذا عهد من ابی بکر خلیفۃ رسول اللہ ﷺ لفلان حسین بعثہ فیمن الاسلام وعہد الیہ ان یتقی اللہ ما استطاع فی امرہ کلہ سرہ وجہرہ وامرہ بالجد فی امر اللہ ومجاہدۃ من تولی عنہ ورجع عن اسلام الی امنی الشیطن بعد ان یوتی الیہم فیدعوہم بدائیۃ الاسلام فان جابوہ امسک عنہم وان لم یجیبوہ شن غاربہ حتی یقرالہ ثم ینبئہم بالذی علیہم والذی لہم فیاخذ علیہم ویعصیہم الذی لہم لا ینظرہم ولا یرد المسلمین عن قتال عدوہم فمن اجاب الی امر اللہ عز وجل واقولہ قبل ذلک منہ واعانہ علیہ بالعرف والامبا یقاتل منکفر باللہ علی القرار بما جاء من عند اللہ فاذا اجاب الدعوة لم یکن علیہ سبیل وکان اللہ حسیبہ بعد فیما استتر بہ ومن لم یجب الی داعیۃ اللہ قتل وقولہ حیث کان حیث بلغ مراغمہ لا یقبل اللہ من احد شیئا مما اعطی الاسلام فمن اجابہ اقر قبل منہ داعانہ ومن ابی قاتلہ فادن اطہرہ اللہ علیہ عروجہ قتلہم فیہ کل قتلة بانسلاح والنیران ثم قسم ما افاء اللہ علیہ الا الخمس فانہ یبلغہ ویمنع اصحابہ العجبة والفساد وان لا یدخل فیہم حشوا حتی یعرفہم ویعلم ماہم لئلا یكون عیونا ولئلا یونی المسلمون من قبلہم وان تفقد بالمسلمین ویرفق بہم فی الیسر والمنزل وینفقہم ولا یعجل بعضہم عن بعض و یستوصی بالمسلمین فی حسن الصحبة ولین القول .

بسم اللہ الرحمن الرحیم خلیفہ رسول اللہ ﷺ ابو بکر فلاں شخص کو لشکر کا امیر مقرر کر کے اسے لڑنے کے لیے روانہ کرتے وقت کہتے ہیں: اس سے قرار لیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے حتی الامکان باطن اپنے تمام کاموں میں درتا ہے اسے ہدایت کی جاتی ہے کہ بدعتوں کے کاموں میں کوشش کرتا رہے اور ان لوگوں سے جنہوں نے اللہ سے منہ پھیر لیا ہے اور اسلام سے جدا ہو کر شیطان کی پناہ میں چھپے گئے ہیں نہ تار رہے لیکن پہلے ان سے قطع حجت کر کے اور ان کو سمجھا جائے اور اگر اس کو قبول نہ کریں تو ان پر مسلسل حملہ کیے جائیں تاکہ وہ

اسلام میں داخل ہو جائیں اس کے بعد ان کو ان کے فرائض و حقوق سے آگاہ کیا جائے اور خون ان پر فرض ہے وہ ان سے وصول کیا جائے۔ اور ان کے حقوق ان کو دیئے جائیں اس میں کسی قسم کی رعایت نہ کی جائے اور مسلمان اپنے دشمنوں سے لڑنے سے روکے جائیں لہذا جو شخص اللہ عزوجل کے حکم کو قبول کرے اور اس کا اقرار کرے تو اس کا اقرار تسلیم کیا جائے اور اس سے جنگ کی جائے جو دائرہ اسلام میں داخل ہو کر منکر اور مرتد ہو جائے اگر اس نے اسلام قبول کر لیا تو اس پر کسی قسم کا الزام نہ ہوگا اور اللہ اس کا حساب لے گا جس کو اس نے اس کے بعد چھپا لیا ہوگا اور جو شخص اللہ کی اس دعوت کو قبول نہ کرے اس سے جنگ و قتال کیا جانا چاہیے وہ کہیں بھی ہو یا بھاگ کر پہنچ جائے تو اللہ تعالیٰ کسی سے کوئی بات اسلام کے سوا قبول نہ کرے گا جو شخص اسلام کو قبول کرے اور اس کا اقرار کرے اس کا اسلام قبول کیا جائے گا۔ اور اس کی مدد کیا جائے گی جو شخص انکار کرے اس سے لڑائی کی جائے گی اگر اللہ عزوجل ان پر فتح نصیب فرمادے تو وہ سب لوگ ممکن ذریعہ سے قتل کیے جائیں گے اس کے بعد مال غنیمت تقسیم کیا جائے گا غنم تقسیم نہیں ہوگا بلکہ وہ ہمارے پاس بھیج دیا جائے گا یہ بھی ہدایت کی جاتی ہے کہ اپنے ساتھیوں کو جلدی اور فساد سے روکیں اور کسی غیر شخص کو اپنے لشکر میں داخل نہ ہونے دیں جب تک کہ اس کی شہادت نہ کر لیں وہ کون ہے کہیں وہ جاسوس تو نہیں اور اگر کسی غیر شخص کو کوئی مسلمان اپنی ذمہ داری پر لے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے امیر مسلمانوں سے اچھا سلوک کرے روانگی و قیام میں ان سے نرمی سے پیش آئے اور ان سے حسن و سلوک کرے اور کوئی بھی ایک دوسرے سے جلدی نہ کرے اٹھنے بیٹھنے بات چیت وغیرہ میں مسلمانوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آئے۔

مرتدین کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خط: یہ فرمان تو وہ تھا جو لشکر کے امراء کو روانگی کے وقت دیا گیا تھا ان لوگوں کے روانہ ہونے سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قطع حجت کے غرض سے مرتدین کی طرف بھی خطوط روانہ فرمائے تھے یہ خطوط بھی ایک ہی مضمون کے تھے جس میں بسم اللہ کے بعد لکھا تھا:

هذا ماعهد من ابی بکر خلیفۃ رسول اللہ ﷺ الی ما ان بلغه کتابی هذا من عامۃ او خاصۃ اقام علی الاسلام اور جمع عنه اسلام علی من اتبع الهدی ولم يرجع الی الضلالت والہوی فابی احمد الیکم اللہ الذی لا الہ الا هو وحده لا شریک له واشہدان محمد اعبده ورسوله وامن بما جاء به واکفر من ابی و اجاہدہ اما بعد ثم قرر امر النبوة ووفاة رسول اللہ واطب فی الموعظة ثم قال وانی قلت بعث الیث مفا لانا جیش المهاجرین الانصار والتابعین وباحسان وامرته الیقاتل احدا ولا یقتله حتی یدعوه الی داعیۃ اللہ فمن استجاب له واقروقف وعمل صالحا قبل منه واعانہ ومن ابی امرته الیقاتلہ علی ذلک ثم یبقی علی احد منه قدر علیہ فمن اتبعہ فهو خیر له ومن ترکہ فلن یعجز اللہ وقد امرت رسولی ان یقرأ کتابی فی کل مجمع لکم الراغبۃ الا ذان فاذا اذن المسلمون فاذنوا کفوا عنهم وان لم یؤذنوا سالوہم بما علیہم فان ابو عجلوہم وان اقروا قبل منهم وحملہم علی ما ینبغی لہم .

ترجمہ: خلیفہ رسول اللہ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہدایت کرتے ہیں کہ جس کے پاس میرا فرمان پہنچے خاص ہو یا عام مسلم ہو یا مرتد اللہ کی سزا میں اس پر جو اس ہدایت پر ہے۔ اور گمراہی خواہشات نفسانی کی طرف نہ جاؤں میں اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں قرآن و رسالہ کے کل احکام پر ایمان رکھتا ہوں اور میں اس کے منکر کو مردود سمجھتا ہوں اور اس سے جہاد کرتا ہوں اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے نبوت اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کو عمدہ طریقہ سے بیان کیا اور خوب اچھی نصیحتیں فرمائیں پھر لکھا بے شک میں تمہارے پاس فداں شخص کو مہاجرین کا لشکر ان کے اچھے تابعین کو بھیج رہا ہوں میں نے اس کو حکم دیا کہ وہ بغیر تبلیغ و دعوت کسی سے جنگ نہیں کرے گا بلکہ جس قوم کے پاس سے گزرے گا پہلے اس کو اسلام کی اور اللہ کے دین کی دعوت دے گا پس جو دعوت قبول و منظور کرے تو حید اور رسالت کا قرار کرے و خیر و شر

سے باز رہ کر چھ کام کرے گا تو وہ مسلمان سمجھا جائے گا اور اسکی مدد کی جائے گی اور جو شخص اس سے انکار کرے گا اس سے بڑے کام میں نہ حکم دیا ہے جب تک کہ وہ اپنے افعال کفریہ سے توبہ کر لے پس جو شخص اسلام کا پیر و کار ہے اس کے لئے بھلائی ہے اور جو شخص اس کو چھوڑ دے گا وہ اللہ کو مجبور نہ کرے سکے گا میں نے اپنے قاصد کو حکم دیا ہے کہ میرے اس فرمان کو تمہارے مجمع پر پڑھے اور تم کو اذان کے ذریعے دعوت دے پس جب تم مسلمانوں کی اذان سنو تو تم بھی اذان دینا تم پر حملہ نہیں کیا جائے گا اور یہ کہ اگر وہ اذان نہ دے تو ان سے اس کا سبب معلوم کرنا پھر اگر وہ سبب بتانے سے انکار کر دے تو ان سے جنگ کرنے کو تیار ہو جانا اور اگر اقرار توبہ کر لے ان کو اپنا بھائی سمجھنا اور جس کے وہ مستحق ہوں ان کے ساتھ وہی برتاؤ کرنا اور وہ لوگ جس کے وہ حقدار ہیں وہی کچھ کیا جائے۔

طلیحہ کے حالات: ... رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں طلیحہ جو کہ ایک کاہن بخومی تھا مرتد ہو کر سرہ میں آ کر مقیم ہو گیا پھر اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تو بنی اسرائیل کے چند فرقے اس کے پیروکار بن گئے رسول اللہ ﷺ نے اس کی سرکوبی پر ضرار ابن لازد کو روانہ فرمایا تھا ابھی طلیحہ کی سرکوبی نہ ہونے پائی تھی کہ رسول اللہ ﷺ انتقال فرما گئے غطفان، ہوازن اور طے طلیحہ اسدی سے مل گئے طلیحہ کی جمعیت بڑھ گئی ضرار یہ رنگ دیکھ کر مدینہ بوٹ آئے۔

غطفان کا ارتداد اس دوران غطفان کے وفود حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں معافی زکوٰۃ کا مطالبہ کرنے کے لیے حاضر ہوئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے معافی سے انکار کر دیا اور ان سے لڑنے کے لیے نکل کھڑے ہوئے چنانچہ ذی القصد میں مقابلہ ہوا غطفان کو شکست کے بعد غطفان اور بنی اسد بزاخہ میں طلیحہ سے جا کر ملے قبیلہ طے نے بھی یوں ہی کیا ہوازن اور بنو عامر غیر جانبدار رہ کر نتیجہ کا انتظار کر رہے تھے۔

خالد کی پیش قدمی: ... خالد بن ولید ان لوگوں کی سرکوبی کے لیے آگئے بڑھے خالد کی روانگی سے پہلے ابن حاتم کو قبیلہ طے کی طرف بھیج دیا گیا انہی کی کوششوں سے بنو طے طلیحہ کی پیروی سے علیحدہ ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اس کے بعد خالد بن ولید نے بزاخہ میں پہنچ کر پڑواؤ ڈالنا اور طلیحہ اور عیینہ بن حصن بھی مرتدوں کا لشکر لیے ہوئے اسی مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے۔

حضرت عکاشہ اور ثابت کی شہادت اور مسلمانوں کا حملہ: ... عکاشہ بن حصن اور ثابت بن اقرم انصاری گشت کے لیے نکلے تو طلیحہ اور اس کے بھائی حبال نے حضرت عکاشہ و ثابت کو گرفتار کر کے شہید کر لیا اور مسلمانوں کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا حضرت خالد بن ولید نے انصار کے لشکر کا امیر ثابت بن قیس کو اور بنو طے کی فوج کا امیر حضرت عدی بن حاتم کو مقرر کر کے طلیحہ سے مقابلہ کیا عیینہ بن قیس میدان جنگ میں لڑ رہا تھا اور طلیحہ سر جھکائے چادر اوڑھ کر نام نہاد وحی کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا جس وقت مرتدوں کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑتے نظر آئے اس وقت عیینہ میدان جنگ سے طلیحہ کے پاس دوڑ کر آیا اور اس سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس میرے بعد کوئی آیا تھا؟ (عیینہ کا مقصود اس سوال سے یہ تھا کہ تیرے پاس میرے جانے کے بعد وحی آئی) طلیحہ نے کہا نہیں عیینہ پھر میدان جنگ میں چلا گیا تھوڑی دیر تک میدان میں لڑتا رہا پھر اس کے پاس دوبارہ آ اور معلوم کر کے پھر میدان جنگ میں چلا گیا۔

طلیحہ کی پول کھلنا اور مرتدین کی واپسی: تھوڑی دیر کے بعد پھر طلیحہ کے پاس بھاگ کر آیا اور معلوم کیا تو طلیحہ نے کہا کہ ہاں جبرائیل آئے تھے عیینہ نے کہا کہ جبرائیل نے کیا کہا؟ اس نے جواب دیا وہ مجھ سے کہہ گیا ہے کہ تیرے حق میں وہی ہوگا جو تیری قسمت میں لکھا ہے عیینہ نے یہ سن کہا کہ اے بنی فرائزہ طلیحہ بڑا جھوٹا ہے میں تو جا رہا ہوں اور تم بھی لڑائی سے دست کش ہو کر لوٹ جاؤ عیینہ کی زبان سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ میدان جنگ مرتدوں سے خالی ہو گیا۔

طلیحہ کا فرار ہونا: طلیحہ اپنی بیوی کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر شام کی طرف چلا گیا قبیلہ فضاء بنی قلب میں جا کر مقیم ہوا حتیٰ کہ بنی اسد اور غطفان ایمان لے آئے اور یہ بھی مسلمان ہو کر خلافت عمر بن الخطاب کے وقت حج کرنے آیا مدینے گیا آپ کے ہاتھ پر امارت کی بیعت کی لشکر شام کے ساتھ جہاد کے لیے نکلا اور خوب کامیابیاں حاصل کیں۔

بنو اسد کی بچت اور توبہ: اس لڑائی میں جو مقام بزاخہ میں مرتدین اور اہل اسلام کے درمیان ہوئی بنی اسد کو کوئی صدمہ و تکلیف نہیں پہنچے

کیونکہ ان لوگوں نے اس واقعہ سے پہلے اپنی عورتوں اور بچوں کو کسی محفوظ مقام پر بھیج دیا تھا اسکے بعد عورتوں بچوں پر تکلیف آنے کے خوف سے مسمان ہو گئے۔

حالات ہوازن سلیم اور بنی عامر: ... ان دونوں بن عامر عجیب تذبذب کی حالت میں تھے نہ تو کھلم کھلا مسلمان رہے تھے اور نہ مرتد وہ طلحہ بنی اسد اور بنی غطفان کا انتظار کر رہے تھے قرہ بن ہبیرہ بنو کعب میں اور علقمہ بن علاشہ کلاب میں سردار بنے ہوئے تھے علقمہ تو رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں فتح طائف کے بعد مرتد ہو کر شام چلا گیا تھا پھر جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا تو اپنی قوم میں واپس آ گیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو ایک سریہ قعقعا بن عمرو بنی تمیم کی سربراہی میں روانہ کیا قعقعا بن عمرو نے علقمہ پر حملہ کیا اور اسے اسکے اہل و عیال اور قوم کو پلٹ کر صدیق اکبر کے پاس لے آئے اور ان لوگوں نے مدینہ پہنچ کر توبہ کی اور دوبارہ شرف باسلام ہو گئے۔

نرہ بن ہبیرہ بنو کعب: حضرت عمرو بن العاص کو رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع سے واپس آ کر عمان بھیجا دیا تھا رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد واپس آئے اور قبیلہ کعب کے سردار قرہ بن ہبیرہ کے پاس ٹھہرے قرہ نے عزت سے ٹھہرایا دھوم دھام سے دعوت کی اور پھر قرہ نے عمرو بن العاص سے کہا ”اگر زکوٰۃ معاف کر دی جائے تو بہت زیادہ مناسب ہوگا کیونکہ عرب نے تمہارا دین خراج دینے کے لئے قبول نہیں کیا ہے“ عمرو بن العاص یہ سن کر عصۃ میں آگئے کچھ جواب نہ دیا اور اسی وقت مدینہ منورہ روانہ ہو گئے مدینہ پہنچ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس کے حالات سے مطلع کیا۔

قبائل کا قبول اسلام اور قرہ او عیینہ اور دیگر قاتلوں کو سزائے موت: ... جس وقت بنی اسد اور غطفان دوبارہ دائرہ اسد میں داخل ہوئے بنو ہوازن بنو سہم اور عامر نے بھی اطاعت قبول کر لی اور حضرت خالد بن ولید کی خدمت میں حاضر ہو کر دوبارہ اسلام قبول کیا جنہوں نے ارتداد کے دوران مسلمانوں کو شہید کیا۔ حضرت خالد بن ولید نے ان قاتلوں کو قصاص میں قتل کر دیا اس کے بعد عیینہ بن حصن اور قرہ بن ہبیرہ کو گرفتار کر کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ منورہ بھیج دیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی ان دونوں نے نکار کر دیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دونوں کے قتل کا حکم دے دیا۔

یافثہ سلمی بنت مالک: اس کے بعد قبائل غطفان اور بنو سلیم وغیرہ کے باقی افراد سلمی بنت مالک بن حذیفہ بن بدر ظفر کے پاس ”حواب“ میں باکر جمع ہوئے اور اس کو لیڈر بنالیا۔

سلمی حیات رسول اللہ ﷺ میں قید ہو کر آئی تھی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے سفارش کر کے آزاد کر دیا تھا، ایک روز رسول اللہ ﷺ تشریف لائے سلمی دوسری عورتوں کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں موجود تھی آپ نے سلمی سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا: ان احد کن سبتج کلاب حواب۔ ترجمہ: بے شک تم عورتوں میں سے کسی ایک عورت کو دیکھ کر حواب کے کتے بھونکیں گے چنانچہ یہ پوچھن گوئی یوں پوری ہوئی کہ قبائل غطفان، ہوازن سلیم طے اور اسد کے جمع ہو کر جانے سے سلمی کی قوت بڑھ گئی اور یہ سب حواب میں جمع ہوئے حضرت خالد بن ولید کو اس کی اطلاع ہو گئی تو سلیم کے ٹکر سے مقابل ہوئے سلمی ایک اونٹنی پر سوار ہو کر لوگوں کو لڑا رہی تھی۔ اس کی اونٹنی کے پاس سو آدمی مارے گئے جب اس کی اونٹنی زخمی ہو کر گری تو یہ بھی ری گئی۔ تب مرتدوں کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ گیا مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔

غجاءہ عبد یاسیل کا فتنہ: ... قبیلہ بنی سلیم کا الفجاءہ بن عبد یاسیل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں مسلمان ہوں میری آپ دکر میں مجھے لڑائی کا سامان لے دیجیے میں مرتدین سے لڑوں گا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو سامان جنگ دے کر مرتدین سے لڑنے کا حکم دیا غجاءہ بن عبد یاسیل مدینہ سے روانہ ہو کر جون (یا جواء) پہنچا نہ جانے اس کے دماغ میں کیا آئی کہ وہ مرتد ہو گیا اور نجیہ بن ابی امثلی شریذی کو بنو سلیم پر ہوازن کے مسلمانوں پر شب خون مارنے کے لیے بھیجا۔

ابن اشیر نے لکھا ہے کہ جس وقت عیینہ زنجیر سے بندھا ہوا مدینہ لایا گیا تو اس وقت مدینہ کے لڑکوں کا ایک گروپ اس کے پیچھے تھا اور وہ سب کہہ رہے تھے کہ اے دشمن خدا تو دمن ہونے کے بعد کافر بن گیا؟ اور عیینہ یہ کہتا جاتا تھا خدا میں ایک لمحہ کے لیے بھی ایمان نہیں لایا اور نہ اب لاؤں گا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سن کر اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا۔

الفجاء کے گروپ پر حملہ کرنے کا حکم: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو جب یہ خبر ملی تو طریقہ بن عاجز کو الفجاء نجبہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور ان کی امداد پر عبداللہ بن قیس انشلی کو مامور فرمایا، فریقین نے صف آرائی کی نجبہ میدان جنگ میں مارا گیا اور الفجاء بھاگ نکلا، طریقہ نے قلاب سے برفیڑ پر یہ ورا سے اپنے ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائے صدیق اکبر نے مدینہ کے باہر جہان عیدین کی نماز پڑھتے تھے، گرجا روشن کر کے نجبہ و گرجا میں ڈال دیا ابو شجر بن عبد العزیٰ اور ابوالحسن ساء بن سلیم کے مرتدین کے ساتھ دار و اسلام میں داخل ہو گیا۔

حالات بنی تمیم و سجاح: بنو تمیم میں رسول اللہ ﷺ کے مقرر کیے ہوئے اعمال اس تفصیل سے تھے: (۱) رباب، عوف اور بنو برق بن بن (۲) مقاعس اور بطون میں قیس بن عاصم، (۳) بنو عمرو میں صفوان بن صفوان اور سہر بن عمرو، (۴) بنو مالک میں وئج بن مالک (۵) خندہ میں مالک بن نویرہ یہ سب رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت عمال تھے۔

قیس بن عامر کا انتظار: جب رسول اللہ ﷺ کے انتقال کی خبر مشہور ہوئی تو صفوان بن عمرو کے اور برق بن بنو رباب، ابناء اور عوف کے صدقات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ لے کر آئے قیس بن عاصم مقاعس اور بطون کے صدقات وصول کر کے آئندہ کے نتیجے کے انتظار میں بیٹھ رہا اور قیس نے مقاعس اور بطون میں ان کی مخالفت کی اس کی مخالفت اور ان دونوں بزرگوں کے چلے جانے سے بنو تمیم کے عداوتوں میں تفرقہ پیدا ہو گیا مسلمانوں اور مرتدوں میں جھگڑنے ہونے لگے۔ ❶

سجاح بنت حارث کا فتنہ: اس طرح سجاح بنت الحارث بن سوید یہ غطفان کی شاخ بنو تغلب میں سے تھی اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ مدینہ پر حملہ کے ارادے میں بنو تغلب میں سے ہذیل بن عمران نے بنو نمیر میں سے عقبہ ابن ہذیل نے بنو شیبہ میں سے سہیل بن قیس اور زیاد بن ہلال نے اس کی اتباع کی ہذیل بن عمران عیسائی تھا سجاح کا دل رکھنے کیلئے اس نے اپنا مذہب چھوڑ دیا۔ مالک بن نویرہ نے جو خظمہ کا سردار تھا اس سے مصالحت کر لی اور بجائے مدینہ پر فوج کشی کرنے کے بطون بنی تمیم پر حملہ کرنے کی ترغیب دی حمدہ بنو بنو تمیم مقابہ نہ کر سکتے بنو مالک کا سردار وئج بن مالک ان سے مل گیا اور بنو رباب ضہہ متفق ہو کر لڑے سجاح کے ساتھیوں کو شکست ہوئی سجاح کے شکرے کئی سردار قید کر لیے گئے۔

بنو ضہہ اور بنو رباب کی سجاح سے صلح: پھر کسی وجہ سے رباب اور ضہہ نے سجاح سے صلح کر لی سباح رکتی چلتی نباہ پہنچی تو اس بن خذیمہ بھی نے بنی عمرہ کو دیکھ کر حمدہ کو یاد دونوں میں سخت لڑائی ہوئی سجاح کے لشکریوں میں سے ہذیل اور عقبہ گرفتار ہو گئے پھر فریقین نے اس شرط پر صلح کی کہ "اوس بن خزیمہ سجاح کے ساتھی قیدیوں کو چھوڑ دے اور سجاح اس کے علاقوں میں کسی قسم کی گڑبڑ نہ کرے" مصالحت کر لی۔

سجاح کی مسلمہ کی طرف پیش قدمی: اس واقعہ کے بعد مالک بن نویرہ اور وئج بن مالک اس سے علیحدہ ہو کر چلے گئے سباح کے ساتھی بادن نا خواستہ بنی ضیفہ کی طرف بڑھے مسلمہ کذاب اس خیال سے کہ اگر سجاح سے مقابلہ کیا گیا اور اس سے لڑائی کی گئی تو ادھر ثمامہ بن اثامہ بن یامہ میں چھیڑ چھاڑ کرے گا اور ادھر شریحیل بن حسنہ جو اسلامی فوج کا سپہ سالار جنگ کے لیے تیار ہو جائے گا تو اس نے سجاح کے پاس قیمتی تحائف بھیجے اور یہ کہہ بھیجا کہ پہلے آدھا عرب ہمارا تھا اور آدھا قریش کا لیکن قریش نے بد عہدی کی ہے اب میں ان کو عرب کا ایک چپہ بھی نہیں دوں گا کہ وہ آدھا میں تمہیں دیتا ہوں۔

سجاح اور مسلمہ کا اتحاد: بیان کیا جاتا ہے کہ سجاح خود اس کے پاس آئی اور اسے امن کی درخواست کی بہر کیف مسلمہ اس سے ملنے کے لیے قلعہ سے نکل کر اس خیمہ میں آیا جو ملاقات کے لیے لگایا گیا تھا اسے بہت معطر کیا گیا تھا خائفین اور خدام نکال دیئے گئے مسلمہ و سجاح میں تھوڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی مسلمہ نے اپنے تصنیف کیے ہوئے فقرے پڑھے تو سجاح نے اس کی نبوت کا اقرار کیا اور خود کو ان کی زوجیت میں، دیا تین روز تک دونوں اسی خیمہ میں شادی کا جشن کرتے رہے۔

چوتھے روز سجاح لوٹ کر اپنی قوم میں آئی قوم نے اسے بغیر مہر کے نکاح کرنے پر خوب لعنت ملامت کی تو سجاح مسلمہ کے پاس دوبارہ گئی اور اس

سے مہر کا تقاضا کیا مسیمہ نے کہا ”اپنے ساتھیوں سے کہہ دو کہ مسلمہ رسول اللہ نے مہر کے عوض نماز فجر و عشاء معاف کر دیں جن کو محمد نے تم پر فرض کیا تھا“ اس کے علاوہ یمامہ کی نصف پیداوار پر مصالحت کر کے سجاح جزیرہ واپس لوٹی اور ہذیل اور عقبہ کو آئندہ سال کی پیداوار لینے کے لیے وہیں چھوڑ گئی۔

سجاح کا فرار اور اس کی توبہ: انہیں راستے میں خالد بن ولید اسلامی لشکر کے ساتھ مل گئے یعنی ان سے ٹکراؤ ہو گیا تو ان کی وجہ سے اس کی جہت منتشر ہو گئی اور وہ جزیرہ میں جا کر بنی تغلب کے ساتھ قیام پزیر ہو گئی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عام الحجاء (قحط سالی) میں اس کو اس کے قبیلہ بنی معقن سمیت کوگہ میں لے کر ٹھہرایا اسی زمانہ میں سجاح ایمان لے آئی اور نہایت کوبی سے اسلام کا زمانہ گزارا۔

اسلام سے بلیک میلنگ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عدم رضا: ... زبرقان اور ”اقرع“ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ بحرین کا خراج آپ ہم کو دیدیجیے، ہم لوگ وہاں کی بد نظمی کے ذمہ دار ہوں گے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو منظور کر لیا اور اس کو ایک عہد نامہ سکھ دیا حضرت علی بن عبید اللہ اس معاملہ کے بیچ تھے وہ حضرت عمرو بن الخطاب کے پاس عہد نامہ دستخط کرانے کے عرض سے لے کر آیا تو عمرو بن الخطاب نے عہد نامہ کو پھر رد کیا حضرت طلحہ کو یہ بہت برا لگا تو وہ صدیق اکبر کے پاس آئے اور کہا کہ انت الا امیر ام عمر تم امیں ہو یا عمر؟ حضرت اکبر نے جواب دیا عمران الطاعۃ لی امیر عمر ہے بس لوگ میرے فرمانبردار ہیں۔ اقرع اور زبرقان حضرت دعلید کے ساتھ جنگ یمامہ اور تمام اچھے واقعات میں شریک رہے تھے اس کے بعد اقرع شرمیل کیساتھ دومۃ البدل چلے گئے۔

حالات بطاح و مالک بن نویرہ: سجاح کی جزیرہ واپسی اور بنی تمیم کے اسلام لانے کے زمانے تک مالک بن نویرہ اسی تذبذب میں مبتلا تھا کہ اس دوران قبیلہ تمیم میں سے بنو حنظلہ اس کے پاس آ کر بطاح میں جمع ہو گئے چونکہ مالک بن نویرہ نے کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا اس لیے بنی حنظلہ کے مال و اسباب کو حفاظت سے رکھوا دیا اور ان کو لڑائی سے منع کر کے اپنے مکان پر آ گیا۔ حضرت خالد بن ولید اسلامی لشکر لے کر ان کی سرکوبی کیے بڑھے انصار نے مخالفت کی اور کہا جب تک خلیفہ کا کوئی حکم نہیں آئے گا ہم آگے نہیں بڑھیں گے لیکن پھر یہ سوچ کر کہ اگر مجاہدین کو فتح حاصل ہو گئی تو ہم ان کی نیکی سے محروم ہوں گے یہ سوچ کر وہ جنگ میں شریک ہو گئے۔

مالک بن نویرہ کی گرفتاری: ... حضرت خالد بن ولید نے بطاح میں پہنچتے ہی ایک سریہ روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا، سلام قبول کر لیں تو بہتر ورنہ گرفتار کر کے لے آنا چنانچہ مالک بن نویرہ کو بنی تغلبہ بن یربوع کے چند لوگوں سمیت گرفتار کر کے لایا گیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ کر گواہی میں اختلاف ہو گیا بعض حضرات نے کہا کہ مالک بن نویرہ اور اس کے ساتھیوں نے اذان دے کر نماز پڑھی ہے نماز کی گواہی دینے والوں میں حضرت ابوقحادہ بھی تھے بعض حضرات نے کہا کہ ان لوگوں نے نہ تو اذان دی اور نہ نماز پڑھی ہے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے گواہی کی وجہ سے قیدیوں کو حضرت ضرار بن الازور کی نگرانی میں قید کر دیا۔

مالک بن نویرہ اور ساتھیوں کا قتل: رات اندھیری تھی کسی نے بلند آواز سے کہا کہ اوفو اسرار کم بنو کنانہ کے محاورہ میں یہ قتل کا اشرہ تھا لہذا اس آواز کو سنتے ہی حضرت ضرار نے جو کنانی تھے سب قیدیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا حضرت خالد بن ولید شور کی آواز سن کر خیمہ سے باہر آئے ورنہ قتل سے روکا لیکن اس وقت تک ضرار قیدیوں کو قتل کر چکے تھے ابوقحادہ اور خالد میں اس بات پر اتنا زیادہ جھگڑا ہوا کہ حضرت ابوقحادہ رضی اللہ عنہ راض ہو کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس چلے آئے۔

کہا جاتا ہے کہ مالک اس کے ساتھیوں کو دوبارہ تفتیش کے لیے حضرت خالد بن ولید کے سامنے پیش کیا گیا خالد بن ولید نے حقیقت معلوم کی تو مالک بن نویرہ کا اسلام ثابت نہ ہو سکا تو خالد بن ولید نے اس کو اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا۔

حضرت خالد کی خلیفۃ المسلمین کے سامنے پیشی: پھر جب خالد بن ولید صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے مالک بن نویرہ کا معاملہ پیش کیا اور حضرت خالد بن ولید سے قصاص لینے اور ان کو معزول کرنے کی گزارش کی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا اور یہ جواب دیا کہ میں اس تلوار کو نیام میں نہیں چاہتا جس کو اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے نکالا ہو اس کے بعد مالک اور اس کے ساتھیوں

کو خون بہ دے کر حضرت خالد بن ولید کو پھر ان کے قبضہ کیے ہوئے علاقوں کی طرف بھیج دیا۔

(نوٹ از مترجم)۔ اس مقام پر دو اعتراض کیے جاتے ہیں ایک یہ کہ حضرت خالد بن ولید نے مالک بن نویرہ کو اس غرض سے قتل کیا تھا کہ اس کی بیوی سے اپنا نکاح کریں اور دوسرا یہ کہ حضرت صدیق اکبر ؓ نے خالد بن ولید سے کوئی مطالبہ نہیں کیا تھا پہلا اعتراض مؤرخ ابن خلدون کے بیان سے دور ہو جاتا ہے لہذا بالکل غلط ہے کہ حضرت خالد بن ولید نے مالک بن نویرہ کی بیوی کو نکاح میں لانے کے غرض سے مالک بن نویرہ کو قتل کیا تھا۔ مالک بن نویرہ مسلمان نہیں تھا امتحان اور تفتیش میں وہ مسلمان ثابت نہ ہو سکا۔

مالک کے ارتداد کی اہم دلیل:۔۔۔ جیسا کہ کتب تواریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت مالک بن نویرہ گرفتار ہو کر یا مجاہدین میں اذان و نذر کے بارے میں اختلاف ہوا تو حضرت خالد بن ولید نے بطاح کے قرب وجوار کے گاؤں والوں سے معلوم کروایا تو یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے انتقال کی خبر سن کر بڑی خوشی منائی تھی مالک بن نویرہ کے ارتداد کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے اور جب پہلا اعتراض دور ہو گیا تو دوسرا اعتراض خود بخود دور ہو گیا۔

دوسرا فتنہ کا جواب اب یہ شبہ باقی رہ گیا تھا کہ اگر مالک بن نویرہ مسلمان نہ تھا تو اس کا خون بہا کیونکہ دیا گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر ؓ نے مصیبت اور نسل جوڑنے کے لیے کیا تھا مشبہات سے بچنے کے خیال سے خون بہا دیا تھا۔

مالک کی بیوی سے نکاح کرنے کا جواب:۔۔۔۔۔ اس کے علاوہ معتبرہ کتب تواریخ اور حالات جنگ کی کتب سے مالک بن نویرہ کے قتل کے بعد اس کی بیوی سے حضرت خالد بن ولید کا نکاح ثابت نہیں ہوتا۔

مؤرخ ابن خلدون نے اس واقعہ کو لکھا ہی نہیں ہے اس کو ہرگز تسلیم نہیں کر سکتا کہ خالد نے مالک بن نویرہ کے قتل کے بعد اس کی بیوی کو اپنی زوجیت میں لے لیا ہو اور اگر یہ فرض کر بھی کر لیا جائے تو یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ مالک بن نویرہ نے کافی مدت پہلے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی لیکن رسم جاہلیت کے مطابق اس کو اپنے گھر میں قید کر رکھا تھا لہذا ایسی صورت میں اگر مالک بن نویرہ کے قتل کے بعد اس کی بیوی سے خالد نے نکاح کر لیا تو کیا گناہ ہوا فافہم لعل اللہ بھدیک۔ (مترجم کا کلام ختم ہوا)

مسئلہ کذاب کی ابتدائی فتح:۔۔۔ جس وقت حضرت صدیق اکبر ؓ نے گیارہ فوجیں مرتدین عرب کی سرکوبی کے لیے روانہ کی تھیں اس وقت حضرت عکرمہ بن ابی جہل کو مسئلہ کذاب سے لڑنے کے لیے بھیجا تھا پھر ان کے بعد شرجیل کو ان کی امداد کی غرض سے روانہ کیا عکرمہ بن ابی جہل نے خواہ مخواہ جدی کر کے شرجیل کے آنے سے پہلے مسئلہ سے لڑائی شروع کر دی جس میں عکرمہ کو شکست ہوئی جب حضرت صدیق اکبر ؓ کو اس سے مطلع کیا تو انہوں نے عکرمہ کو لکھا کہ تم خود استادی جانتے نہیں ہو اور شاگردی کو جب شمار کرتے ہو شرجیل کے آنے سے پہلے تم نے حصہ کیوں کیا؟

جنگ کی نئی تشکیلات:۔۔۔ خیر جو کچھ ہوا تم مدینہ واپس مت آؤ حذیفہ وار حریف کے پاس چلے جاؤ اور ان کی ماتحتی میں مہرہ کے قبائل اور مرتدین عمل سے لڑو جب ان سے جنگ کر کے فارغ ہو جاؤ تو تم اپنے لشکر سمیت مہاجر بن امیہ کے پاس یمن اور حضرموت چلے جانا پھر شرجیل کو لکھا کہ تم خالد بن ولید کے پاس چھے جاؤ اور جب وہاں کی لڑائی میں کامیابی کے ساتھ فارغ ہو جاؤ تو بنو قضاعہ کی طرف چلے جاؤ اور حضرت عمر ؓ بن العاص کے ساتھ مل کر مرتدوں سے لڑنا۔

حضرت خالد کی مسئلہ کے لیے روانگی:۔۔۔ مالک بن نویرہ کو زیر کرنے کے بعد صدیق اکبر ؓ نے خالد بن ولید کو مسئلہ کذاب کی سرکوبی پر معذور کیا مسلمانوں کا ایک بڑا لشکر اس مہم پر روانہ کیا گیا مہاجر بن امیہ کے ذمہ دار ابو حذیفہ اور زید بنائے گئے اور انصار کی فوج کا ثابت بن قیس اور براء بن عازب کو امیر بنایا۔ خالد بن ولید مدینہ سے نکل کر لشکر کے انتظار میں بطاح میں آ کر ٹھہر گئے پھر جب اسلامی لشکر آ گیا تو یمامہ روانہ ہوئے بنی حذیفہ کا اس وقت بہت زور شور تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ چالیس ہزار جنگی سپاہی یمامہ کے دیہاتوں اور وادیوں میں پھیلے ہوئے تھے حضرت عکرمہ کی طرح حضرت شرجیل نے بھی غلبت سے کام لے کر جنگ شروع کر دی ان کو بھی ناکامی ہوئی اس کے بعد خالد آئے تو انہوں نے شرجیل کو غلبت کرنے پر

زنی دوسری لڑائی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک اور لشکر حضرت خالد بن ولید کی مدد کے لیے بھیجا۔

مسیلمہ کی فوج : مسیلمہ کی ماتحتی میں ایک بڑی فوج تھی سجاح کی فوج بھی اس کے ساتھ تھی۔ رجال بنو عتقہ جس کا اصلی نام نہار تھا بنی حنیفہ کا بڑا آدمی تھا اور مسیلمہ کی نبوت کی گواہی دے رہا تھا کھلم کھلا کہتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنی حکومت میں شریک کیا تھا رجال کی اس بات کا اثر لوگوں پر اس وجہ سے زیادہ ہوا کہ یہ ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تھا اور خدمت اقدس میں ٹھہر کر قرآن مجید پڑھا۔ دین کی باتیں سنیں تھیں جب مسیلمہ مرتد ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو اہل یمن کی تعلیم اور مسیلمہ کو سمجھانے کے لیے روانہ کیا لیکن یمامہ پہنچ کر مسیلمہ کا ساتھ نہیں ہو گیا اس کی اذان دینے لگا اور رسول اللہ ﷺ کے بعد اس کی رسالت کا اقرار کرتا تھا۔ مسیلمہ بہت سے فقرے بنا بنا کر لوگوں کو سنا تا اور بہتا کہ یہ قرآن اور وحی ہے۔ اور بعض شعبہ کے تماشے دکھا کر اسکو معجزہ بناتا تھا۔

مسیلمہ اور مجاہدین اسلام کا آمنہ سامنا : خالد بن ولید سفر کرتے ہوئے یمامہ کے قریب پہنچے مسیلمہ اور بنو حنیفہ ان کی آمد کی خبر سن کر یمامہ سے نکل کر صف آراء ہوئے ایک دن کا راستہ مسیلمہ تک پہنچنے کا باقی تھا کہ حضرت خالد نے شرجیل کو مقدمہ کجیش پر مقرر کر کے آگے بڑھنے کا حکم دیا اتفاق سے رات کے وقت مجاہدین فرارہ سے ان کی مدد بھیج دی گئی جو چالیس یا ساٹھ آدمیوں کا گروہ رہا۔ رات کو رات کو یمامہ پر شب خون مارنے کا یہ تھا شرجیل نے مجاہد کو شکست دی اور مجاہد کے سوا کوئی زندہ نہ بچا۔

حضرت خالد اور مسیلمہ : اس واقعہ کے بعد حضرت خالد بھی پہنچ گئے تو مسیلمہ اور بنی حنیفہ نے تلواروں اور نیزوں سے استقبال کیا مسیلمہ کے ساتھ اس جنگ میں چالیس ہزار فوج تھی مقدمہ کجیش پر رجال تھا مسلمانوں کے لشکر کی تعداد تیرہ ہزار تھی حضرت خالد بن ولید امیر اہل مقرر تھے دونوں لشکروں نے لڑائی نہایت سختی سے شروع کی دونوں طرف سے لڑنے والے جی جان سے لڑ رہے تھے بنی حنیفہ لڑتے لڑتے حضرت خالد کے خیمے تک پہنچ گئے اور بنو حنیفہ کے لشکر پر نوٹ پڑے بنی حنیفہ بدحواسی۔ م میں بھاگ پڑے۔

محکم بن طفیل : محکم بن طفیل نے (جو مسیلمہ کے لشکر کے میسرہ پر تھا) کہا اذحلوا الحذیفة ۱ بابسی حنیفة فانی امع ادبارکم۔ ترجمہ اے بنو حنیفہ! باغ میں چھ جاؤ میں تمہاری حفاظت کروں گا، بنو حنیفہ باغ میں چلے گئے۔ اور محکم بن الطفیل کافی دیر تک لڑتا رہا عبدالرحمن بن ابی بکر نے اس کو قتل کیا مسلمانوں نے نہایت سختی سے قدم جما کر لڑائی شروع کر دی۔

علم برداران اسلام کی پرور پے شہادت : ریت اسلام کا جھنڈا ثابت بن قیس کے ہاتھ میں تھا جب یہ لڑ رہا تھا کہ حضرت زید بن الخطاب نے لیا پھر حضرت حذیفہ پھر حضرت سالم مولی ابو حذیفہ نے پھر حضرت براء برداروں بن مالک نے سے رمق بلند کیا اللہ جل شانہ کی عنایت سے مرتدوں کو شکست ہوئی مسلمانوں نے ان کو مارتے مارتے اس باغ تک پہنچ دیا جہاں پر مسیلمہ موجود تھا تھوڑی دیر تک اس باغ کے دروازے پر لڑائی رہی اسلامی لشکر دیواریں اور دروازے توڑ کر اندر گھس گیا۔ حریف کے لشکر میں سے کسی نے مسیلمہ سے کہا: ”وہ تیرا وعدہ کہاں ہے جو تیرا خدا تجھ سے کیا کرتا تھا“ مسیلمہ نے جواب دیا کہ ہر شخص اپنے اہل و عیال کے لیے لڑے یہ موقع ان باتوں کے دریافت کرنے کا نہیں ہے۔

مسیلمہ کا حضرت وحشی کے ہاتھوں قتل : مسیلمہ زہرہ و خود پہن کر گھوڑے پر سوار ہوا ایک گروپ کو ساتھ لے کر لڑتا ہوا نکلا وحشی نے ایسا نیزہ مارا کہ مسیلمہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکا زید بن الخطاب نے رجال بن عتقہ کا کام تمام کر دیا ستر ہزار جنگجو بنو حنیفہ کے مارے گئے۔

مسیلمہ کی لاش کی تلاش : جنگ کے خاتمے کے بعد حضرت خالد بن ولید مجاہد کو ساتھ لے کر اچھا تھا پھر خالد نے مسیلمہ، رد کل ویم اور انیس کی لاشیں دکھا کر فرمایا تیرے سردار یہی تھے اور یہی تجھ پر حکومت کرتے تھے مجاہد نے کہا کہ مسیلمہ یہ ہے اور یہ لوگ ایسے ہی تھے لیکن تم ان لوگوں کے قتل پر زیادہ خوش مت ہو ان سے زیادہ بہادر اور جنگو قلعہ یمامہ میں موجود ہیں ان کو زیر کرنے کے لیے ایک مدت عرصہ چاہیے تم مجھے چھوڑ دو اور مجھ سے اور میری قوم سے صلح کر لو تو میں ان کو تم سے صلح کر لینے پر آمادہ کر لوں گا خالد بن ولید نے کہا کہ اچھا میں تجھے قید سے رہا کیے دیتا ہوں تو اپنی قوم میں جا

۱ شہر یمامہ کے دروازے پر ایک باغ تھا جس کو حدیفة الرحمن کہتے تھے مسیلمہ نے اپنا خیمہ اس باغ میں نصب کیا۔

کران کو صبح کرینے پر آمادہ کر میں اس سے فقط ان کی جان کے بارے میں صلح کروں گا۔

مجاہد کا فریب اور دھوکے سے صلح: مجاہد حضرت خالد سے رخصت ہو کر قلعہ میں گیا اور عورتوں کو صلح کر کے شہر پناہ کی فصیل پر کھڑا ہوا۔ حضرت خالد نے پاس آیا اور یہ بہا "کہ وہ لوگ محض اپنی جانوں پر مصالحت نہ کریں گے" خالد نے یمامہ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ تو اس کی فصیلیں ہتھیاروں سے چمکتی نظر آئیں لشکر اسلام کی یہ کیفیت تھی کہ تین سو ساٹھ انصاری اور اتنے ہی مہاجرین اور اتنے ہی تابعین شہید ہو چکے تھے تو حضرت خالد نے آدھے مال و سبب وزمین (کھیت والے) اور آدھے دوسرے باغات اور قیدی دینے پر صلح کرنے کو کہا جب اہل یمامہ نے اس سے بھی انکار نہ کیا تو چوتھائی مال و سبب وغیرہ دینے پر صلح نامہ لکھنے کے بعد قلعہ کھولا گیا تو عورتوں اور لڑکوں کے سوا کوئی نظر نہ آیا خالد نے مجاہد سے یہ کہہ کر تونے میرے ساتھ دغا کی فریب سے صلح نامہ لکھوایا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی وعدے کی پاسداری: مجاہد نے عرض کی "اے امیر اگر میں فریب و حیلہ سے کام نہ لیتا تو میری قوم میں کسی قسم کی طاقت باقی نہ رہتی مجھے آپ معاف فرمائیے میں نے ان کی رسوائی کے خیال سے یہ سب کچھ کیا ہے خالد یہ سب سن کر خاموش ہو رہا اور صلح نامہ کو قائم رکھا۔ یمامہ والوں کی صلح نام پر ناراضگی: یمامہ والے صلح نامہ کا حال سن کر بگڑ گئے اور سلمہ بن عمیر نے کہا کہ اس صلح کو قبول نہیں کریں گے ہمارے قلعے نہایت مضبوط ہیں ہم قرب و جوار کے رہنے والوں کو لڑائی پر آمادہ کریں گے غلہ اور رسد بھی کافی ہے موسم سرما بھی آگیا ہے ہذا ہم لڑیں گے مجاہد نے کہا کہ اگر میں حید و فریب نہیں کرتا تو حضرت خالد کبھی بھی ان شرائط پر صلح نہ فرماتے میں نے نہایت چلاکی سے صلح نامہ لکھوایا ہے۔

اہل یمامہ کی صلح اور دھوکے کی کوشش: مجاہد کے کہنے پر اس کی قوم کے سات آدمی نکلے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اس عقیدے پر وہ اس سے پہلے تھے اس سے بیزاری ظاہر کی سلمہ بن عمیر کے دل میں خالد کی جانب سے ایک خلش پیدا ہو گئی اس نے دھوکے سے قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر مسلمہ کے ساتھیوں نے خالد کو اس کے اس گنبد نے ارادے سے مطلع کر دیا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو قید کر دیا مگر وہ قید سے نکل کر بھاگ گیا مسلمانوں نے گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سلمہ بن قش کو ایک خط دے کر حضرت خالد کے پاس بھیجا تھا: "اس کا مضمون یہ تھا کہ اگر تم کو اللہ جل شانہ فتح یاب فرمائے تو بنو حنیفہ کے بالغ مردوں کو قتل کر دینا کمسن لڑکوں اور عورتوں کو قید کر لینا لیکن اس خط کے پہنچنے سے پہلے حضرت خالد بن ولید صلی اللہ علیہ وسلم کے چکے تھے اس لیے اس خط پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔ فتح کے بعد حضرت خالد بن ولید نے چند افراد کو بطور وفد کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے خط کیس تھوڑا رو نہ فرمایا جس میں مسلمہ کے مارے جانے اہل یمامہ پر فتح پانے صلح کرنے اور ان لوگوں کے اسلام لانے کا مفصل حال لکھا تھا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اہل وفد سے بڑی عزت و احترام سے ملاقات کی اور ان لوگوں نے مسلمہ کے بنائے ہوئے فقرات کو پڑھ کر سنایا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ہرگز اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہو سکتا اللہ ہر عیب سے پاک ہے جس کو وہ گمراہ کرے ہدایت دینے والا کوئی نہیں ہے اور جس کو وہ براہ راست پر گائے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا چاہے اپنی قوم میں رہا اور اسلام پر ثابت قدمی دکھاؤ جس سے اللہ اور اس کا رسول راضی ہو جائیں۔

حطم و اہل بحرین کا مرتد ہونا: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے یمامہ سے فارغ ہو کر اس کی وادیوں میں ایک وادی کی طرف رخ کیا جہاں عبد القیس اور بکر وغیرہ بطوب ربیعہ میں جمع تھے یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے منذر بن ساوی بھی اسلام چھوڑ بیٹھا تھا۔

قبیلہ عبد القیس کی توبہ: قبیلہ عبد القیس کو جارود بن المعلیٰ نے سمجھایا تو پھر وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے جارود بن المعلیٰ صحابی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وفد لے کر گئے تھے اسلام قبول کر کے اپنی قوم میں آئے انہیں کی محنت سے ان کی قوم ایمان لائی پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا تو بنو عبد القیس بھی مرتد ہو گئے اور یہ کہنے لگے کہ "محمد بنی ہوتے تو وفات نہ پاتے" جارود بن المعلیٰ نے کہا کہ تمہاری عقوبت پر پتھر پڑیں کیا تم نے یہ نہیں سنا اور کیا تم نہیں جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام بھیجے تھے وہ بھی اپنی زندگی کا وقت پورا کر کے وفات پا چکے ہیں؟ اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک نبی تھے جب ان کا وقت آیا تو وہ بھی وفات پا گئے جارود نے یہ کہہ کر کلمہ شہادت پڑھا عبد القیس کے

دس پر کلمہ کا ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے توبہ کر لی اور پھر اسلام پر ثابت قدم رہے۔

منذر بن نعمان ابن اسحاق نے لکھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے علاء بن الحضرمی کو ارتداد کے زمانے میں منذر کو روہ راست پرانے کو بھیجا علاء بن الحضرمی کو رسول اللہ ﷺ نے بحرین کا گورنر مقرر فرمایا تھا رسول اللہ ﷺ کے بعد ربیعہ قبائل نے مرتد ہو کر منذر بن نعمان بن منصور کو جس کو مغرور کہا جاتا تھا اپنا حکمران بنالیا حیرہ میں بھی منذر کی قوم نے متفق ہو کر منذر کو اپنا حاکم تسلیم کر لیا بکر بن وائل نے بھی ارتداد کی آگ روشن کر دی۔

حطم بن ربیعہ حطم بن ربیعہ جو بنو قیس بن ثعلبہ کا بھائی بند تھا چند آدمیوں کو عبد القیس کو دوبارہ باہر ہو کر ایک بڑے لشکر لے کر عطیف اور بصر کے درمیان ٹھہر گیا تھا "دارین" کی جانب چند آدمیوں کو عبد القیس کو دوبارہ مرتد کرنے کے لیے بھیجا اور عبد القیس نے اس کا جواب دے دیا تو حطم نے طیش میں آ کر مغرور بن سوید کو بڑے لشکر کے ساتھ ان کی گوشالی کے لیے روانہ کیا اور یہ لالچ دیا کہ اگر کامیابی حاصل ہوئی تو میں تم کو بحرین کا حاکم بن دوں گا جیسے کہ حیرہ کا بادشاہ نعمان ہے چنانچہ مغرور نے جوانی میں پہنچ کر مسلمانوں کا محاصرہ کر لیا۔

حکم سے جنگ: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو آپ نے حضرت علاء بن الحضرمی کو منذر اور اس کے آس پاس کے مرتدین کی سرکوبی کیلئے روانہ فرمایا چنانچہ علاء بن الحضرمی مرتدین سے لڑنے کے لیے بحرین میں پہنچ گئے اور جارود بن المعلیٰ کو کہوایا کہ عبد القیس کو لے کر حطم اور اس کی قوم پر جو اسے گرد و نواح میں ہے حملہ کر دو حضرت علاء بن الحضرمی کی آمد کی خبر سن کر تمام مسلمان حضرت علاء کے پاس جمع ہو گئے اور اہل دارین کے علاوہ سب مرتدین حطم کے پاس جمع ہو گئے اور اپنے ارد گرد کے چاروں طرف خندق کھود کر لڑائی شروع کر دی پورا ایک مہینہ لڑائی ہوتی رہی۔

لشکر مرتدین کی بربادی: ایک روز رات کے وقت کچھ شور و غل کی آواز آنے لگی حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ نے کان لگا کر سنا تو شور و غل گانے بجانے لڑنے اور فضول بکواس کی آوازیں بھی آرہی تھیں۔ حضرت علاء نے ایک شخص کو خبر لینے کے لیے بھیجا اس نے واپس ہو کر بیان کیا کہ وہ مرتدین شراب پی کر مست پڑے ہوئے ہیں علاء بن الحضرمی سوار ہو گئے اور اسلامی لشکر کو حملہ کا حکم دیا مجاہدین اسلام خندق عبور کر کے حریف کے سر پر پہنچ گئے وہ نشے میں چور تھے نہ خود کو سنبھال سکے اور نہ گھوڑوں پر سوار ہو کر بھاگ سکے مسلمانوں نے اکثر قتل کر دیا جو باقی رہے ان میں سے کچھ قید کر لیے گئے اور کچھ لوگ کشتیوں پر سوار ہو کر "دارین" میں جا کر چھپ گئے اور اپنی قوم میں جا ملے۔

حطم بن ربیعہ کا قتل: حطم بن ربیعہ جو مرتدوں کا سربراہ تھا گھوڑے پر سوار ہو رہا تھا کہ قیس بن عاصم نے پہنچ کر ایسا وار کیا کہ ایک پاؤں کٹ کر گر پڑا۔ جاہر بن بھیر نے قیس پر حملہ کیا قیس نے وار خالی دے کر ایک ایسا ہاتھ مارا کہ اس کی گردن جدا ہو کر گر پڑی قیس نے پک کر حطم بن ربیعہ کا بھی کام تمام کر دیا عقیف بن منذر نے مغرور بن سوید کو گرفتار کر لیا ساری شب خونریزی کا بازار گرم رہا صبح ہوتے ہی جب میدان مرتدوں سے خالی ہو گیا تو حضرت علاء نے نماز فجر کے بعد مغرور کے قتل کا حکم دیا مال غنیمت کو تقسیم کیا۔

مرتدین کا تعاقب اور قتل: بکر بن وائل میں سے ان لوگوں کو جو ارتداد کی بری ہوائے محفوظ رہ گئے تھے اور نصف تہمی اور شنی بن حارثہ کو بھگنے والوں کو روکنے کو لکھا لیکن اس خط کے پہنچنے سے پہلے وہ دارین میں داخل ہو گئے تھے چنانچہ بکر بن وائل حضرت علاء کو اس بات سے مطلع کر کے دارین کی طرف بڑھے۔ حضرت علاء بن الحضرمی بھی اسلامی لشکر کے لیے ان کے پیچھے پیچھے دارین کی طرف روانہ ہو گئے دریا پر پہنچے تو کشتیاں پہلے سے ہندی گئیں تھیں۔

حضرت علاء بن الحضرمی کا دریا میں گھوڑے ڈال دینا: حضرت علاء بن الحضرمی نے گھوڑے سے اتر کر جماعت کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی اور سب کے سب یہ دعا کرنے لگے:

"یا ارحم الراحمین یا کریم یا حلیم یا احدث صمد یا حی یا قیوم لا الہ الا انت یا ربنا"

دعا ختم کرنے کے بعد حضرت علاء گھوڑے پر سوار ہوئے اور اسے دریا میں ڈال دیا اسلامی لشکر بھی ان کے پیچھے روانہ ہو گیا متدجل شانہ کی منیت سے دریا پار ہوا اسلامی لشکر نے دریا عبور کر کے دشمنان خدا کو جہنم رسید کرنا شروع کر دیا ایک دن اور ایک رات کی لڑائی کے بعد مرتدوں کو شکست ہوئی چھ

بنی ارفوجی مرتدین کے مارے گئے باقی گرفتار کر لیے گئے۔ اس معرکہ میں مال غنیمت بہت ہاتھ لگا چھ چھ ہزار دینار سواروں کو اور دودھ ہزار دینار پیادوں کے حصے میں آئے۔

مسلمانوں کو باہم لڑانے کی ناکام سازش: اس کامیابی کے بعد علاء بن الحضر جیٹھنہ بحرین کی طرف واپس ہوئے جرانے میں شکر اسلام کو ٹھہرنے کا حکم دیا پھر فتنہ انگیزوں نے یہ غلط خبر مشہور کر دی کہ ابو شیبان ثعلبہ شیبانیوں کو ارتداد پر ابھار رہے ہیں اور مسلمانوں سے لڑائی کے لیے ان کو جمع کر رہے تھے حالانکہ وہ حضرت علاء حضری کی امداد کے لیے جمع ہو رہے تھے لہذا جس وقت علاء ان فتنہ انگیزوں کے کہنے پر اعتماد کر کے شیبان کے مقابل ہوئے اس وقت حقیقت حال کا انکشاف ہوا اور وہ لوٹ کر قیام گاہ پر آئے پھر صدیق اکبر جیٹھنہ کو ایک خط لکھا جس میں اہل خندق کی شکست اور عظم کے مارے جانے کی مفصل کیفیت درج تھی صدیق اکبر نے تحریر فرمایا کہ اگر بنو ثعلبہ ان لوگوں کا پتہ بتائیں جنہوں نے ان کے بارے میں غلط خبر اڑائی تھی تو ان کی سرکوبی کے لیے فوج روانہ کرنا اور ان سے سختی سے پیش آنا۔

ثمامہ بن اثال کا ظلم:..... اس کے بعد ثمامہ بن اثال ایک گروپ کو ساتھ لے کر نکل کھڑا ہوا اتفاق سے قیس بن ثعلبہ بن بکر بن دائل راستہ میں مل گیا اس کے پاس عظم بن ربیعہ کی کالی چادر تھی ثمامہ کے ساتھیوں نے کہا ”اس نے عظم کو مارا ہے“ قیس بن ثعلبہ نے بہت کہا میں نے اس کو نہیں مارا ہے تجھ کو چادر میرے دی ہے لیکن ان لوگوں نے ان کے کہنے پر بالکل توجہ نہ کی اور ان کو گرفتار کر کے شہید کر ڈالا۔

اہل عمان و مہرہ کا ارتداد:..... زمانہ جاہلیت میں عمان کی حکومت لقیط بن مالک ازدی کے خاندان میں تھی لیکن اسلامی دور میں حکومت اس کے خاندان سے نکل کر جیفر اور عبد بن جلدی کے قبضہ میں آگئی تھی رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد اہل عمان اور مہرہ مرتد ہو گئے لقیط بن مالک نے نبوت کا دعویٰ کر دیا عمان نے جیفر و عبد کو نکال دیا جیفر نے حضرت صدیق اکبر جیٹھنہ کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔

اسلامی فوجوں کی روانگی: ... حضرت صدیق اکبر جیٹھنہ نے حذیفہ بن محسن حمیری کو عمان کی طرف عرنبہ بارتی کو مہرہ کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا روانگی کے وقت حذیفہ کو حکم دیا کہ عمان کی مہم سے فارغ ہو کر مہرہ عرنبہ کی مدد کرنا اور دوسرے جیفر کی رائے سے کام کرنا عکرمہ بن ابی جہل جو اس سے پہلے یمامہ کی طرف مسیلمہ سے لڑنے گئے ہوئے تھے اور عجلت کی وجہ سے ان کو مصائب کا سامنا کرنا پڑا تھا جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں۔

حضرت عکرمہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہدایت: ... حضرت صدیق اکبر جیٹھنہ نے حکم دیا کہ تم حذیفہ و عرنبہ کے ساتھ مل کر اہل عمان و مہرہ سے لڑتے ہوئے جب مہم عمان و مہرہ سے فارغ ہو جاؤ تو یمن چلے جانا چنانچہ حضرت عکرمہ بن ابی جہل اور حذیفہ و عرنبہ کے پہنچنے سے پہلے عمان پہنچ گئے اور جب حذیفہ و عرنبہ بھی آگئے تو انہوں نے جیفر اور عبد کو اپنے آنے سے مطلع کیا اور جیفر اور عبد فوج اپنی موجود فوج لے کر اسلامی لشکر میں آ گئے اور صحرائے عمان میں خیمے لگا دیے گئے لقیط نے بھی اپنا لشکر جمع کیا اور مردانگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ”دیا“ نامی شہر میں مقابلہ کے غرض سے آ گیا۔

لشکر کی ترتیب اور جنگ: ... اسلامی لشکر کے مقدمہ انجش میں حضرت عکرمہ یسمہ بن حذیفہ میسرہ میں عرنبہ عمان کے رئیس جیفر اور عبد کے ساتھ لشکر کے قلموں تھے لقیط اور اس کے ساتھی ایک بڑی تعداد میں صفیں قائم کر کے مقابلہ کے لیے کھڑے تھے اور ان کے پیچھے ان کی عورتیں اور بچے تھے نماز فجر کے بعد لڑائی شروع ہوئی فریقین نے جی جان سے لڑنا شروع کیا مسلمانوں کا لشکر ڈھلان میں اور حریف کا مجمع اونچی جگہ پر تھا مگر اس کے باوجود مسلمان ہاتھوں پر سر کر رکھے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاتے تھے لقیط نے یہ رنگ دیکھ کر اپنی فوج کو لالکا کر آگے بڑھایا اور خود گھوڑے کو بے کر ایک ہاتھ میں پھریرہ اور دوسرے میں نیزے لیے ہوئے مسلمانوں کی طرف چلا۔

مسلمانوں کی کمک کی آمد: ... بنی ناجیہ نے اس بات کو محسوس کر کے ایک گروپ کو ان کی کمک کا اشارہ کیا جس کا سردار حریت ابن راشد تھا اس گروپ میں عبد القیس کے سپاہی بھی تھے جن کا سردار سجاد بن صر سار تھا اسلامی لشکر کی ہمت اس تازہ دم فوج کے آ جانے سے بڑھ گئی اور انہوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر پوری قوت سے حملہ کر دیا دشمنان دین شکست کھا کر منہ کے بل گرتے پڑتے بے ترتیبی کے ساتھ بھاگتے قریباً ہزار آدمی مارے گئے قیدیوں کی تعداد کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مال غنیمت کی تقسیم کے بعد جوئس (پانچواں حصہ) حضرت صدیق اکبر جیٹھنہ کے پاس بھیجا گیا تھا اس میں

آٹھ سو قیدی تھے، یہ مال غنیمت عرفیہ لے کر گئے تھے لڑائی کے ختم ہونے کے بعد حذیفہ عمان میں رکے رہے اور حضرت عکرمہ مہرہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت عکرمہ کی مہرہ میں کارگردگی:..... مہرہ میں کچھ لوگ عمان بنوازاں، عبدالقیس اور بنو سعید تھے یہ لوگ دو گروپ بن کر حکومت و ریاست کے لیے ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے عکرمہ نے مہری میں پہنچ کر دونوں گروپوں کو دعوت دی ان سے ایک نے اسلام قبول کر لیا اور دوسرے گروپ نے (جس کا سردار صحیح تھا) حضرت عکرمہ نے مسلمانوں ہونے والے گروپ کے ساتھ مل کر حملہ کر دیا اور دوسرے فریق کو شکست دے کر سردار کو مار ڈالا بہت سامان و اسباب غنیمت میں ملا مسلمانوں کو اس واقعہ سے بڑی مدد ملی اس کے بعد اس اطراف و جوانب کے کل رہنے والے سب لوگ یعنی نجدہ بروضہ ساطی جزائر مرسان اہل حیرہ ظہور الشجرہ فرات اور ذات النخیم کے لوگ مسلمان ہو گئے عکرمہ نے اس کی اطلاع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کر دی اور مہاجر بن ابی امیہ کے پاس یمن چلے گئے جیسا کہ انہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہدایت کی تھی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی عراق میں کارکردگی:..... جس وقت خالد بن ولید یمامہ کی مہم سے فارغ ہوئے تو ماہ محرم ۱۲ھ بمطابق ۶۳۳ء میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو عراق پر ایلہ کی جانب سے داخل ہونے کا حکم دیا ایلہ منجھائے بحر فارس کے آخر میں شاہ کی جانب بصرہ کے قریب واقع ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اہل فارس کے ان لوگوں کی جہاں دوسرے مذاہب و ملت والے ایک ساتھ آباد ہیں تالیف قلوب کرنا۔

بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یمامہ کی مہم سے فارغ ہو کر مدینہ واپس آئے اور یہاں سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حکم پر عراق کی جانب روانہ ہو کر بالقیادہ ۱ برسوما ۲ پہنچے انکے حکمرانوں جاپان اور صلوبانے حاضر ہو کر دس ہزار دینار پر صلح کر لی ۳ خالد بن ولید اس رقم کو وصول کر کے حیرہ پہنچے۔

اہلیان حیرہ کی اطاعت:..... حیرہ کے معززین اپنے امیر ایاس ۴ بنی قبیضہ طائی کے ساتھ لشکر اسلام کی آمد سن کر خالد بن ولید کے پاس آئے حضرت خالد نے ان لوگوں سے فرمایا کہ ہم نے اعلیٰ کلمۃ اللہ کی خاطر خروج کیا ہے تم لوگ اسلام قبول کر دیا مطیع بن کر جزیرہ دو ہم تمہاری جان و مال کے ذمہ دار اور محافظ ہوں گے یا ہر سر جنگ کے لیے میدان میں آ جاؤ ترہ والوں نے اسلام کی اطاعت قبول کر کے نوے ہزار درہم جزیرہ (خراج دینے پر) صلح کر لی۔ ۵

مؤرخین کا ایک اور قول:..... بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خالد کو شیبی عراق میں ایک ایلہ کی جانب سے داخل ہونے کا حکم دیا اور عیاض بن غنم کو لکھا تھا کہ بالائی عراق سے داخل ہو کر شیب سے جنگ کرنا اور اس مہم سے فارغ ہو کر عراق میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مل جانا شیبی بن حارثہ شیبانی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اجازت حاصل کر کے عراق چلے گئے تھے اور خالد بن ولید کے پہنچنے سے پہلے لڑائی چھیڑ دی تھی جس وقت حضرت خالد بن ولید عراق پہنچے اس وقت شیبی میں حارثہ حرملہ یا عور (یا معذور) میں اور سلمان ایلہ میں خالد کے لشکر میں آ کر مل گئے جیب کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو حکم دیا تھا۔

جنگ ذات سلاسل:..... حضرت خالد بن ولید کے ہمراہ دس ہزار فوج تھی اور شیبی بن حارثہ کے لشکر میں آٹھ ہزار تجربہ کار سپاہی تھے حضرت خالد بن ولید نے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کر کے اگلے پر شیبی اور قلب پر عدی بن حارم کو مقرر کیا اور پچھلے حصے پر خود ہے فوج کے تینوں حصوں میں تقسیم کو مختلف راستوں سے روانہ کیا ہر حصہ کو دوسرے حصے سے ایک دن کی مسافت کے فاصلے پر رکھا ہے انہی دونوں حصوں کو خیرہ ۶ میں دشمنان اسلام کے مقابلہ کے لئے مجتمع ہونے کا حکم دیا۔ شاہ فارس کی طرف سے ایک صوبہ کا گورنر ہرمز نامی ایک شخص جو کہ ایک نہایت دلیر اور جنگجو تھا جو خشکی پر عرب سے اور پانیوں میں ہند سے لڑتا رہتا تھا۔

۱ دریاے فرات کے کنارے کوفہ کے نواح میں ایک علاقہ ہے۔ (معجم البلدان) ۲ یہ علاقہ بغداد کے نواح میں ہے اس کے دو حصے ہیں بامالی اور زیریں بامالی کو برسوما یا بر سوما علیا، اور زیریں کو بارسوما سفلی کہا جاتا ہے، (معجم البلدان) ۳ دیکھیں حضرت خالد بن ولید کا ان سے صلح کرنا۔ (تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۴۳) ۴ نعمان بن منذر کے بعد یاس بن قبیضہ طائی امیر حیرہ ہوا تھا۔ ۵ یہ پہلا جزیرہ ہے کہ اسلام فارس سے لیا۔ ۶ خیر یا خیر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک مدفن ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک علاقہ ہے۔ (معجم البلدان)

ہرمز کی تیاری اور حضرت خالد بن ولید کا توکل : ہرمز نے حضرت خالد بن ولید کی آمد سے مطلع ہو کر اردشیر کسری کے پاس اطلاع بھیجی ورنہایت تیزی سے ایک فوج مرتب کر کے حضرت تک پہنچ گیا۔ مقدمہ انجیش پر قباد اور ابو شجان کو جو کہ اولاد اردشیر اکبر میں سے تھا۔ مقرر کیا انہوں نے اپنی فوج کو بھگنے کے خیال سے چاروں طرف سے گھیر ڈال دیا کہا جاتا ہے فریقین نے حفیرو کے سامنے میدان میں صف آرائی کی اسد کی شکر کی جگہ پر خیمے نصب کرنے لگا جہاں پر پانی نہ تھا کسی نے کہا تم یہ کیا کر رہے ہو لشکر بغیر پانی کے سڑ جائے گا حضرت خالد نے جواب دیا صبر کرو اللہ تعالیٰ معہہ سبب الاسباب ہے یہ سن کر خاموشی کے ساتھ خیمے لگانے اور سامان اتارنے لگے تھوڑی دیر کے بعد ایک بادل آیا اور بارش سے انکے ارد گرد کے پٹھانے بھر گئے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی للکار : صفوں کے مرتب ہونے کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ اسلامی لشکر کی صفوں سے نکل کر میدان میں آئے اور ملکا کر لڑنے والے کو طلب کیا ہرمزان کی آوازیں کر میدان میں آگیا دونوں لڑنے والے گھوڑوں سے اتر کر پیدل ہو گئے حضرت خالد بن ولید نے ہرمز پر وار کیا ہرمز نے پیچھے ہٹ کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کی تلوار چھین لی اور پیکر اس کی مرہٹہ راستہ زمین پر پٹخ دیا اس کی جان ٹار فوج کا ایک گروپ یہ واقعہ دیکھ کر دلیری کے ساتھ حضرت خالد بن ولید کی طرف بڑھائیں ان کا یہ دیدار نہ جہد حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو اس کے قتل سے نہ روک سکا اور یہ خالد تک پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ حضرت قحطاع بن عمرو نے ان پر حملہ کر کے ایک ایک کوچن چن کر مار ڈالے اس کے بعد لشکر فارس میدان جنگ سے بھاگ گیا مسلمانوں نے تعاقب کیا اور جس کو پایا اس کو قتل کر دیا۔ لڑائی کا نام واقعہ ذات السداس ہے۔

حصن المرأة کا محاصرہ : حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ہرمز کے قتل کے بعد اس کا ہتھیار اور سامان لے لیا جس میں صرف ٹوپی کی قیمت ایک کھنٹی۔ لڑائی ختم ہونے کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت میں سے خمس نکال اور فتح کی خوشخبری لکھا کر قاصد کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجی اور خود حفیروہ سے روانہ ہو کر جہاں پر بصرہ ہے پر اوڈ الاشی بن حارثہ کو دشمنان اسلام کے پیچھے روانہ کیا چنانچہ شہزاد نے حصن المرأة کا محاصرہ کر کے اس کو فتح کر لیا (حاکم قلعہ کی بیوی مسلمان ہو گئی) اور شہزاد نے اس کو اپنی زوجیت میں لے لیا انہیں ایام میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے معقل بن مقرن کو ایلہ کی طرف بھیجی تھا اس حملہ میں کامیابی نہیں ہوتی تھی۔ اسے عقبہ غزوہ ان نے خلافت فاروقی میں ۱۲ ہجری میں فتح کیا خمداد اور ان کے ساتھیوں نے کاشتکاروں کو کچھ نہیں کہا اور ان کی کاشتکاری اور مکانات کو ویران کیا جیسا کہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہدایت کی تھی۔

جنگ نہر : کسری اردشیر نے ہرمز کی اطلاعی خط کو (جس میں خالد کی آمد کا لکھا تھا) پڑھ کر ہرمز کی مدد کے لیے پر قرن بن قرمانس کو ایک فوج کے ساتھ روانہ کیا تھا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ہی ہرمز مارا جا چکا تھا اور اسکے ساتھی میدان جنگ سے بھاگے ہوئے چلے آ رہے تھے مقام مدار میں قرن اور ہرمز کی شکست یافتہ لشکر کی ملاقات ہوئی قارن نے ان لوگوں کو دم دلا سادے کر دو بارہ لڑائی پر آمادہ کیا اور اپنے ساتھ سے کر فوج اسد م سے مقبہ کرنے کی غرض سے نہر پر آ کر ٹھہرا۔

اسلامی لشکر کی آمد اور جنگ : خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یہ سن کر افواج اسلام کو منظم کر کے قارن کے مقابلہ کے لیے آئے دونوں حریفوں نے نہایت مستعدی سے لڑائی شروع کی جنگ کے دوران معقل بن الاشی بن البناش نے قارن کو حضرت عاصم نے انوشجان کو اور عدی نے قباد کو قتل کر دیا اس سے لشکر فارس کو پھر شکست ہوئی ان لوگوں کے علاوہ جو وقت وارو گیر نہر میں ڈوب کر مر گئے تقریباً تین ہزار فارس کے سپاہی مارے گئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کاشتکاروں سے جزیہ لے کر انہیں اپنے علم و حکمت کے سایہ میں لے لیا قارن کی لڑائی کے بعد خلافت صدیقی میں مسلمانوں نے فارس سے کوئی جنگ نہیں لڑی اس جنگ کا نام جنگ نہر وان ہے۔

جنگ ولجہ ① : شکست کے بعد پھر اردشیر نے اندر عز کو مسلمانوں سے جنگ کے لئے متعین کیا یہ شہسوار سواروں کا رہنے والا تھا۔ پھر اسکے پیچھے ایک عظیم لشکر کے ساتھ بہمن جاذوبہ کو بھیجا اندر عز نے اردشیر کے حکم کے مطابق اپنی فوج کے علاوہ حیرہ اور کسکر سے عرب ضاحیہ وردہکانوں کی ایک بڑی تعداد کو اپنے لشکر میں داخل کر کے ولجہ میں لا کر کھڑا ہوا حضرت خالد بن ولید نہر عبور کر کے مقابلہ کے لیے آئے لڑائی سے پہلے حضرت خالد بن ولید

① وجہ کسکر کا جو حصہ جنگی سے ملے ہوا ہے وہاں یہ علاقہ ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ علاقہ عراق میں قاصد کے بائیں جانب مکہ سے قادی کی سمت واقع ہے۔ محمد سعد ن

خالد نے اپنی فوج کے ایک حصے کو کمین گاہ میں چھپا دیا تھا باقی لشکروں کو دو حصوں میں تقسیم کر کے آتے تھے اسلامی لشکر حضرت خالد بن ولید سے ارشاد پڑتا ہوا آہستہ پیچھے ہٹا جس وقت فارس کا لشکر کمین گاہ سے آگئے بڑھا کمین گاہ پر متعین فوج نے کمین گاہ سے نکل کر فارس کی فوج پر پیچھے سے حملہ کر دیا اسلامی لشکر جو آہستہ پیچھے ہٹ رہا تھا وہ سینہ سپر ہو کر جمع کیا حضرت خالد نے ایک کوس کا لمبا چدر کاٹ کر دائیں بازو سے منہ کر دیا شرف فارس اس اچانک حملہ سے ٹھہرا گیا ہزار ہا آدمی مارے گئے اندر زعر لڑتے لڑتے پیاس کی شدت سے مر گئے وہ کانوں اور کاشتکاروں و حضرات خالد بن ولید نے امان دے دی اور ذمیوں میں داخل ہو گئے۔

جنگ لیس اور معیشیا۔ اس لڑائی میں دو عیسائی ایک جابر بن یحییٰ جو قبیلہ بنی واصل کا تھا دوسرا ابن مہد اسو غنی مسلمانوں سے ہاتھ رفق رہتے تھے یہ دو واصل کے عیسائی جوش میں آ کر مسلمانوں کے خلاف مقابلے میں تھے ہوئے۔

اردشیر کا عیسائی کی مدد کا فیصلہ۔ اردشیر نے شکست کے بعد بہمن جاؤ یہ کوئٹہ کے عرب کے عیسائیوں کی مدد میں پہنچ کر مدد کروانے کے ساتھ ان مسلمانوں سے لڑوئی میں یہ بھی لکھا تھا کہ جب تک چپن (نامی) مرزبان نہ پہنچ جائے اس وقت تک لڑائی مت چھیڑنا بہمن جاؤ یہ نخل اور بنی واصل کے عیسائیوں کو اردشیر کا پیچھا کر اردشیر کے لشکر کے لیے حاضر ہو کر لڑائی ہوئی میں اردشیر کی پیادہ نے اس کو جلدی سے ساتھ عیسائی طرف ہٹنے نہ دیا جان عرب عیسائی بنی نخل تین اہل تہذیب و تمدن کے پاس تھے تھے یہ۔

مسلمانوں کی روانگی اور جنگ۔ جب بن واصل کے جمع ہونے کی خبر خالد بن ولید ملی تو ابھی اسلامی فوج کے روانہ نہ تھے۔ حضرت خالد نے کوچبان کی شدت کی اطلاع دیکھی انہوں نے لیس پہنچ کر لڑائی کا فیصلہ کر دیا حریف کی فوج سے مالک بن قیس مت بد کے ساتھ تھا جس و حضرت خالد نے سائنس پٹے کی بھی مہبت نہ کی ایک ہی مار میں قتل کر دیا مالک بن قیس مارے جانے کے بعد لڑائی کا بازار خوب گرم رہا عرب عیسائی مت بات تھے اور لڑائیاں پیچھا کر بہمن کا راستہ کھینچ رہے تھے جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ واصل کا قتل کر رہے ہیں۔

عرب عیسائی کی شکست اور قتل۔ تموزی میرے بعد جب ان کی مایوسانہ ششوں نے جو بے ایمان بن گئے تھے انہیں یہ خبر ہوئی تو میدان جنگ سے ایک دوسرے پر منہ کے تل کرتے پڑتے بھاگے مسلمانوں نے انہیں رفق کرنا شروع کر دیا۔ ایک بڑی تعداد قید کر لیا۔ حضرت خالد بن ولید نے ان سب کے قتل کا حکم دے دیا اتنی بڑی تعداد میں آدمیوں کے مارے جانے سے خون کی ندی جاری ہوئی جو نہر ادم (خون کی نہر) کے نام سے مشہور ہوئی۔

اس واقعہ میں مارے جانے والوں کی تعداد ستر ہزار بیان کی جاتی ہے ٹی شمر ہا تیار کر کے جانے سے یہ سمجھا تھا کہ یہ واقعہ پیش آیا تو خواں پر ہانا چنا ہوا چھوڑ کر بھاگ گیا حضرت خالد بن ولید وہاں پر پہنچے تو اسلامی لشکر نے مال غنیمت کی صورت میں پر جی قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ معشرہ ہے۔

جنگ معیشیا۔ اس کے بعد حضرت خالد بن ولید بنی ہزائنا لشکر لے کر معیشیا پہنچے اور اس تیزی سے حملہ کیا کہ معیشیا اسلے اپنے ماں و اسباب تک کسی دوسری جگہ پر بھیج نہ سکے افواج اسلام اس واقعہ میں اتنا زیادہ مال غنیمت ملا کہ اتنا کسی اور واقعہ میں نہیں ملا ہوگا۔

غریبن کی فتح۔ حضرت خالد بن ولید اس مہم سے فارغ ہو کر حیرہ کے ارادے سے اسلامی لشکر و ماہان کے ساتھ کشتیوں پر سوار ہونے روانہ ہوئے ابن زیاد مرزبان حیرہ نے اسے یہ کیا توجہ دے کر نکل کر غریبن ① میں لشکر کو نظر کیا اپنے بیٹے کو ایک شہر سے ساتھ لے کر دے دیا۔ یہ روایت یہ ہدایت کر دی کہ اسلامی لشکر دشمنی پر قدم رکھنے پائے، حضرت خالد بن ولید حیرہ سے قوت ② بنا کر اس کا مقابلہ کر دیا مسلمانوں کو فتح ہوئی حضرت خالد بن ولید نے حیرہ کی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔

ابن زیاد کا فرار۔ ابن زیاد مرزبان حیرہ اپنے بیٹے کا قتل اور کسریٰ اردشیر کی موت کی خبریں سن کر بغیر جنگ کے حیرہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ حضرت خالد نے غریبن پہنچ کر ابن زیاد کے مکان میں قیام کیا۔

① کوفہ کے مصنفات میں عیسائی گرجوں کی طرح بنی ہوئی دوسری تھیں۔ (منجم البلدان) ② یہ اصل میں باغی تھے، یہیں تاریخ ابن اثیر ج ۲ ص ۵۴۔

حیرہ کے محلات کا محاصرہ : افواج اسلام نے حیرہ کے محلات کا محاصرہ کے دوران دیور کو طاقت کے ذریعے فتح کیا جب طویل محاصرہ سے مل دیور بھوکے پیاسے مرنے لگے تو قیس اور رہبانوں نے اہل قصور کو برا بھلا کہنا شروع کیا تب اباس بن قبیضہ، قصر ابیض سے اور عمرو بن عبد المسیح بن قیس ابن حیان بن الحارث، قصور حیرہ سے نکل کر خالد کے پاس آئے مصالحت کی گفتگو شروع ہوئی حضرت خالد بن ولید نے حیرہ کی تنہا بڑی بادی سے متعجب ہو کر حیرہ سے معلوم کیا عمرو بن عبد المسیح نے کہا کہ میں نے دمشق اور حیرہ کے درمیان اتنے زیادہ ایک دوسرے سے متصل قصبات دیکھے ہیں کہ ایک عورت ان دونوں شہروں کے درمیان سفر کر سکتی ہے اگرچہ اس کے پاس سفر کا توشہ چند کھجور ① کے سوا اور کچھ نہ ہو حضرت خالد بن ولید یہ سن کر ہنس پڑے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا زہر پینا کہ خدا کہ چاہے بغیر کچھ نہیں ہوتا : ... حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس کے خادم کے ہاتھ سے تھیلی سے کرکھوں کر زہر کو اپنے ہاتھ پر ڈال لیا اور اس سے پوچھا تم زہر اپنے ساتھ کیوں لائے ہو عمرو بن عبد المسیح نے جواب دیا میں اس کو اپنے ساتھ اس خیر سے لے کر آیا ہوں کہ شاید میں تمہیں اس خیال کے خلاف پاؤں جو میرا تمہارے بارے میں ہے تو اس صورت میں میرے نزدیک مجھے موت اس بات سے زیادہ عزیز ہوگی کہ میں اپنی قوم میں کوئی ناگوار خبر لے کر جاؤں۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی کرامت کا ظہور : حضرت خالد بن ولیدؓ بولے : جب تک موت نہیں آتی اس وقت تک کوئی شخص مر نہیں سکتا بسبب اللہ الذی لا یضر مع اسعہ شیء پڑھ کر زہر کھالیا تھوڑی دیر تک بے ہوش رہے پھر اٹھ کر بیٹھ گئے جیسا کہ کوئی شخص بند ہو، ہو ورکھوں دیا جائے ابن عبد المسیح نے کہا واللہ جب تک تم میں ایسے لوگ موجود ہیں گے اس وقت تک تم لوگ جو چاہو حاصل کر لو گے۔

پھر عبد المسیح نے ایک لاکھ نوے ہزار یا دو لاکھ نوے ہزار درہم اور کرامت بنت عبد المسیح دے کر مسلمانوں سے صلح کر لی صلح کے بعد کرامت حضرت شریک ② کو دے دی یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۱۲ ہجری کا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی کا وقوع : ... حیرہ کی فتح سے بہت دن پہلے ایک روز رسول اللہ ﷺ فتوحات اسلامیہ کے تذکرے میں حیرہ کی بھی فتح ہونے کا ذکر فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ فتح حیرہ کے وقت کرامت بنت عبد المسیح غلام بن کر مسلمانوں کے پاس آئے گی اتفاق سے حضرت شریک اس وقت خدمت اقدس میں حاضر تھے انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کرامت مجھے عنایت فرمائیے ارشاد ہوا کہ وہ تمہاری ہوگی لہذا جب حیرہ فتح ہو اور حضرت شریک کے حوالے کر دیا کرامت نے ایک ہزار درہم زرفہ یاد ادا کر کے خود کو آزاد کرالیا اور صلح کر لی یہ سن ۲۱ ہجری کی ابتداء کا واقعہ ہے۔

حیرہ کے مضافات کی فتح اور صلح : ... حیرہ کے آس پاس کے دیہات قصبات اور چھوٹے بڑے مقامات کے لوگ جو حیرہ کے آخری انجام کو دیکھ رہے تھے حیرہ کی فتح کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاس آئے اور دس بارہ ہزار ③ دینار دے کر مصالحت کر لی۔

حیرہ سے دجلہ تک کے علاقہ کی فتح : ... حضرت خالد بن ولیدؓ نے (۱) ضرار بن الازور (۲) ضرار بن الخطاب (۳) قعقاع بن عمرو (۴) ثنی بن حارث (۵) عیینہ بن الشماس جو لشکر کے کمانڈر تھے حیرہ کے مضافات کی طرف بھیجا اور یہ حکم دیا کہ اگر وہ لوگ اسلام قبول کریں یا جزیہ دین منظور کریں تو ان سے کسی طور پر مزاحمت نہ کرنا ورنہ لڑائی سے درگزر کرنا چنانچہ ان لوگوں نے دریائے دجلہ تک کا علاقہ فتح کر لیا۔ کامیابیوں کے دوران عظیم اسلامی کمانڈر حضرت خالد بن ولیدؓ نے بادشاہ کو اس مضمون کا خط لکھا ④

اما بعد انا الحمد لله الذی حل نظام ووهن کیدکم و فرق کلمتکم ولو لم نفعل ذلک کان شر الکم

فادخلوا فی امرنا ندعکم وارضکم ونبوزکم الی غیرکم والا کان ذلک فانتم کارهون علی ایدی قوم

یحبون الموت کما تحبون الحیاة .

① ہمارے پاس موجود نسخہ میں چند کھجوروں کے بجائے ایک روٹی تحریر ہے۔ (ابن خلدون ج ۲ ص ۴۶) ② تاریخ ابن اثیر میں شریک سے بے شائبہ تحریر ہے

③ ہمارے پاس الف الف یعنی لاکھ تحریر ہے (تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۱۳۷) اور بعض لوگ دس کے بجائے بیس لاکھ بھی کہتے ہیں۔ ④ تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۷۰ میں ہے

کہ حضرت خالد بن ولید نے دو خط تحریر فرمائے تھے ایک خواری کی طرف اور دوسرا اہل فارس کی طرف۔

ترجمہ: اما بعد! تمام ستائش اللہ کے لیے ہیں جس نے تمہارے ٹانگے ڈھلیے کر دیئے اور تمہاری تدبیروں کو نکلی کر دیا اور تمہارے گروہ کو منتشر کر دیا اگر ہم تم پر حملہ نہ کرتے تو تمہارے لیے برائی ہوتی اس لیے تم لوگ ہمارے فرمانبردار بن جاؤ ہم تمہیں اور تمہارے ملک کو چھوڑ دیں گے اور دوسروں کی طرف چلے جائیں گے ورنہ یہ ہوگا کہ تم ایسے لوگوں کے ہاتھ سے ذلیل ہوں گے جو موت کو دوست رکھتے ہیں جیسا کہ تم زندگی سے دوستی رکھتے ہو۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا مرزبان کو خط: ... ساتھ ہی اس کے مرزبانوں کے پاس اگر گشتی مراسلہ اس مضمون کا بھیجا:

اما بعد! والحمد لله الذي فض حدتكم و فرق كملتكم و جفل حرمكم و كسر شوكتكم فاسلموا و الا فاعتقدوا امسى الذمة و ادو الجزية و الا فقد جنتكم بقوم يحبون الماوت كام تحبون شرب الحمر
ترجمہ: اما بعد! تمام ستائش اللہ کے لیے ہے جس نے تمہارا زور توڑ دیا تمہارے گروہوں کو منتشر کر دیا تمہاری عزت خراب کی اور تمہاری شان و شوکت خاک میں ملا دی پس اسلام لے آؤ سلامت رہو گئے یا ہمارے ذمہ میں آ جاؤ اور جزیہ ادا کرو ورنہ میں ایسی قوم تمہارے خلاف لے لایا ہوں جو موت کو ایسا ہی دوست رکھتے ہیں جیسا کہ تم لوگ شراب کے پینے کو دوست رکھتے ہو۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کے خطوط کے اثرات: اردو شیر کی موت سے سلطنت ایران میں نا اتفاق اور اختلاف کا طوفان برپا تھا ہر شخص سبقت و حکومت کا دعویٰ کرتا شیریں نے بہرام گور کے خاندان کو نیست و نابود کر دیا تھا بچے بچے چن چن کر قتل کر ڈالا تھا کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جس کی حکومت، در بادشاہت پر اہل فارس متفق ہو جاتے حضرت خالد بن ولیدؓ کے خط نے ان لوگوں کو چونکا دیا اور وہ ملک بچانے کی فکر میں پڑ گئے آپس کی عدوت و نا اتفاقی اور خود غرضی کو چھوڑ کر بہمن جاذویہ کو فوج کا قائد اعظم بنایا اور شاہی خاندان کی بیگمات نے متفق ہو کر بادشاہت کے لیے منتخب کرنے کی خدمت فرخزاد بن بنداون کو سپرد کردی تاکہ طوائف الملوکی کا خاتمہ ہو جائے آل کسریٰ اس کے فرمانبردار ہو جائیں۔

حضرت جریر بن عبد اللہؓ کی حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاس آمد: ... حضرت جریر بن عبد اللہ، خالد بن سعید بن العاص کے ساتھ شرم میں تھے شام سے حضرت خالد بن سعید کی اجازت سے مدینہ منورہ چلے آئے تھے حضرت صدیق اکبرؓ سے اپنی قوم کی نا اتفاقی اور ان کے اختلافات دور کرنے کی درخواست کی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا حضرت صدیق اکبرؓ یہ معاملہ پیش کرنے پر جریر سے ناراض ہو گئے فرمایا کہ تم مجھ سے فضول باتیں نہ کرو اس وقت فارس اور روم کی مہم سامنے ہیں تم سیدھے حضرت خالد کے پاس جاؤ۔ جریر اس حکم کے مطابق خالد کی طرف روانہ ہو گئے اور یہ ان کے پاس اس وقت پہنچے جب کہ وہ حیرہ فتح کر چکے تھے اس لیے اس سے پہلے خالد نے جو عراق میں کاروائیاں کیے اس میں یہ شریک نہیں ہو سکے تھے اور انہوں نے مرتدین کے خلاف جنگ میں خالد کا ہاتھ خوب بنایا تھا۔

انباء اور عین التمر کی فتح: ... حیرہ پر قبضہ کے بعد حضرت خالدؓ لشکر کو منظم کر کے انباء کے ارادے سے روانہ ہوئے مقدمہ انجیش پر اقرع بن حابس کو مقرر کیا شیرزاد نے جو ساہاٹ کا گورنر تھا نے بھی اپنے لشکر کو آراستہ کیا فسیلوں اور خندقوں کو درست کر کے مسلمانوں کی نقل و حرکت معلوم کرنے کے غرض سے جاسوس کو مقرر کیا خالد نے انباء پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا شہر پناہ کی فسیلوں کے مقابلہ پر مٹی باندھ کر تیر اندازی شروع کر دی جس سے حریف کے ایک ہزر آدمیوں کی آنکھیں پھوٹ گئیں۔ کمزور اور ناتواں اونٹوں کو ذبح کر کے خندق کو پاٹ دیا اور اسلامی لشکر کے ساتھ خندق عبور کر کے، انباء کی فسیل تک پہنچ گئے مسلمانوں اور کفار سے سخت لڑائی ہوئی اہل انباء نے اسلامی لشکر کو پسپا کرنے کی بہت کوشش کی لیکن وہ بجائے پیچھے ہٹنے کے گے ہی بڑھے مجبو ہو کر شیرزاد نے خالد کے پاس صبح کا پیغام بھیجا۔ حضرت خالدؓ نے یہ شرط پیش کی کہ شیرزاد چند مخصوص لوگوں کے ساتھ صرف تین روز کا کھانا لے کر شہر چھوڑ دے چنانچہ شیرزاد اس شرط کے مطابق انباء چھوڑ کر بہمن جاذویہ کے پاس چلا گیا اور حضرت خالدؓ کا میاب و کامران انباء میں داخل ہوئے۔

عین التمر پر حملہ: ... ابن کامیابی کے بعد خالد نے زیرقان بن بدر کو انباء کا حاکم مقرر کر کے عین التمر پر حملہ کیا عین التمر مہران بن بہرام عجمیوں کا

① بن شیر نے لکھا ہے کہ اسی وجہ سے اس واقعہ کا نام غزوہ ذات العيون رکھا گیا ہے واللہ اعلم۔

ایک لشکر اور عقبہ بن ابی عقبہ عرب کے بے شمار آدمیوں کو لیے ہوئے موجود تھا اس کے علاوہ اس کے گروہ نواح میں ایک بہت بڑا لشکر تھا اور یہ قبیلوں کا مسلمانوں کے مقابلہ پر آیا ہوا تھا۔ عقبہ نے ابن بہرام سے کہا کہ ہم کو خالد سے لڑنے دو ہم اور وہ عرب ہیں اور عرب بنی ہاشم اور بنی مرثدہ سمجھتے ہیں ابن بہرام نے کہا تم صحیح کہتے ہو بے شک لوہے کو لوہے سے گرم کرنا چاہیے۔

دشمن کا فرار: غرض یہ کہ عقبہ نے بڑھ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کیا حضرت خالد نے عقبہ کو حملہ کر کے گرفتار کر لیا اور عقبہ کا لشکر بغیر جنگ کے میدان سے بھاگ گیا مسلمانوں نے ان میں سے بہت آدمیوں کو قید کر لیا۔

ابن بہرام پر اس واقعہ سے ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ وہ میدان جنگ تو کیا قلعہ چھوڑ کر بھاگ گیا عقبہ کے شاکست خوردہ ساتھیوں نے قلعہ میں پہنچ کر دروازہ بند کر لیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے قلعہ کا محاصرہ کر کے لشکر کو قیام کا حکم دیے دیا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا صلح سے انکار اور فتح: محصورین نے چار روز کے بعد فریب دینے کے لیے فتح نصیب سپہ سالار حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے امن کی درخواست کی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھانپ گئے اور امن دینے سے انکار کر دیا اور تلوار کے زور پر قلعہ کو فتح کر لیا جتنوں کو سبب قلعہ میں تھا اس پر قبضہ کر لیا اور چالیس نو عمر لڑکوں کو جو اس قلعہ کی کلیا میں انجیل سیکھتے اور سیکھاتے تھے گرفتار کر کے آپس میں تقسیم کر دیا جن میں سیر ۱ بن ابو محمد، نصیر ابو موسیٰ اور حمران مولیٰ عثمان وغیرہ تھے اس واقعہ میں مسلمانوں میں سے عمیر بن رباب بھی مہاجرین حبشہ میں سے بشیر بن سعد نصار اور یونس بن شہید ہوئے اس کامیابی کے بعد شمس اور خوش خبری کا خط لے کر ایک قاصد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ ہو گیا۔

دومۃ الجندل کا واقعہ: عین التمر کی فتح کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کا خط آیا جو عرب کے عیسائیوں مشرک قبائل یعنی بہراکلب، غسان، تنوح، ضحاکم وغیرہ سے دومۃ الجندل میں لڑ رہے تھے۔ عیاض نے ان لوگوں کو مقابلہ میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے مدد کرنے کی درخواست کی تھی دومۃ الجندل میں دو بڑے سردار تھے ایک اکیدر بن عبد الملک دوسرا جودی بن ربیعہ اکیدر نے خالد کی مدد کی خبر سن کر اپنے ساتھیوں سے صلح کرنے کو کہا ان لوگوں نے انکار کر دیا اکیدر نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے چند آدمیوں کو اکیدر کے قلعہ پر بھیج دیا جنہوں نے اکیدر کا مال و اسباب لوٹ لیا اور اس کو قتل کر ڈالا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی دومۃ الجندل آمد اور فتح: اس کے بعد خالد دومۃ الجندل پہنچے عیاض ایک طرف سے دومۃ الجندل پر حملہ کر رہے تھے کہ حضرت خالد نے دوسری طرف سے گھیر لیا جودی نے اپنے لشکر کے ایک گروپ کو حضرت عیاض کے مقابلہ کے لیے بھیجا اور خود دوسرے گروپ کو بے کر خالد کے مقابلہ پر آیا۔ حضرت خالد نے لشکر سے نکل کر جودی کو لٹاکار جودی جس وقت میدان میں آیا خالد رضی اللہ عنہ نے دوڑ کر گرفتار کر لیا اور اس کے ساتھی بھاگ کھڑے ہوئے ادھر عیاض نے اپنے مقابل لشکر کو پسپا کر دیا شکست کھانے والوں نے قلعہ میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا خالد نے بل قلعہ کے سامنے جودی کو مار ڈالا اور قلعہ پر دھاوا بول کر اسے فتح کر لیا لڑنے والوں کو قتل کیا ۵۰ بچوں اور عورتوں کو گرفتار کر کے لونڈی اور غلام بنالیا۔

حصید و خنفس کی جنگ: اہل فارس نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو دومۃ الجندل کی طرف چلے جانے کے بعد واپس لینے کی ایک کوشش کی حیرہ کو خالد سے خالی پا کر اس پر قبضہ کر لینا ایک آسان بات سمجھ کر اپنے لشکر کو منظم کرنا شروع کیا حیرہ کے عربوں نے بھی عقبہ بن عقبہ کے قتل سے برہم ہو کر مسلمانوں کے خلاف ان کو بھارا چنانچہ دونوں گرامی سپہ سالار زرمہر اور روزبہ، انباء کی طرف پیش قدمی کر کے حصید و خنفس تک پہنچ گئے قلعہ ع بن عمرو نے جن کو خالد نے اپن نائب بنا کر حیرہ میں مقرر کیا تھا دوفوجی لشکر حیرہ سے اہل فارس کے مقابلہ پر روانہ کیے جنہوں نے حصید و خنفس کے دو میان ریف میں ان کا راستہ روک لیا قلعہ ع بن عمرو اور ابولیلی حصید میں اہل فارس سے بھڑک گئے ایک بہت بڑی خونریز لڑائی کے بعد فارس کے سپہ

۱ تاریخ طبری فتوح البلدان البدایہ والنہایہ اور تاریخ خلیفہ میں ہی نام تحریر ہے جب کہ مجمع البلدان میں یقوت حموی نے لکھا ہے کہ قیدیوں میں سے محمد بن یونس (۱۰۰ھ) بن یونس تھے۔ ۲ بن اثیر نے لکھا ہے کہ ان قیدیوں میں قبیلہ کلب کے بھی بہت سے آئی تھے جن کو بنی قسیم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے پسپا کر کے واپس لے لیا۔ ۳ بن یونس اور یونس کے حریف تھے۔

ساروں کو قتل کر کے فتح حاصل کر لی اس کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ دومتہ الجندل سے واپس آ گئے۔

مضیق میں جنگ۔ اس واقعہ میں ٹیمیوں کے لشکر کے دو حصے تیار ہو گئے باقی جو رہے وہ خنافس کی طرف حصے حصے پران لوگوں کا ایک مشہور نام مور شہسوار ہوا ان ایک بڑا لشکر لے کر ٹھہرا ہوا تھا ابو بلی نے ان کا حق قبہ کیا تب وہ ان پہلے شہادت ہوئے۔ شہر کے ساتھ ان کے قتل ہوئے۔ خنافس بھٹا یا ٹیٹھ میں بذیل بن عمرؓ اور ربیعہ بن جریہؓ کے ساتھ ایک ہزار ہاشمیہ کے ساتھ خالد بن ولیدؓ اس کی اطلاع سے مطلع پر قعقاع اور ابویہ کی کوبدایت دے کر روانہ کیا فلاں دن اور فلاں وقت تک کے قریب پہنچ کر جانا جس وقت یہ وقت پہنچا قریب پہنچے حضرت خالد بن ولیدؓ نے بھی بذیل اور ان لوگوں پر جوان کے ساتھ تھے قین اطراف سے تمد مرویہ شتیوں کے پشتے تک۔ بذیل چند آدمیوں کو لے کر بھاگ گیا مضیق میں بذیل کے ساتھ عبدالعزیز بن ابی رہم (جو اس مناقہ سے تھے) اور ولید بن جریہؓ تھے اور یہ اس معرکہ میں مارے گئے۔ پوند۔ یہ مسلمان ہو گئے تھے اور حضرت صدیق اکبرؓ نے ان کے اسامہ کی تصدیق کی تھی اس وجہ سے ان کا خون بہا۔ یہاں تک کہ ان کے ساتھ سن سلوک کی وصیت لی گئی۔

حضرت عمرؓ کی حضرت خالدؓ سے ناراضگی۔ عبدالعزیزؓ عبید اور مالک بن نویرہ کے قتل کی وجہ سے حضرت عمرؓ رافق بن اسد سے خالد بن ولیدؓ سے ناراض رہا کرتے تھے مگر صدیق اکبرؓ نے فرمایا کرتے تھے کہ جو خنافس اہل شرک کے ساتھ رہے گا اس کا یہی انجام ہوگا۔

ربیعہ بن بجیر کی شکست۔ بذیل نے شکست کھا کر قتیبہ بن اسید کے پاس شہر میں جا کر رہا یہاں حضرت خالدؓ نے قعقاع اور ابویہ کی مختلف راتوں سے ربیعہ بن جریہؓ کی تعقیبی پر تمد کرنے کے لیے روانہ کیا اور آپ ایک قیس کے راستے سے روانہ ہوئے۔ شہر کے قریب ایک ہی وقت شی ۱ پر لشکر اسلام پہنچ گیا ربیعہ بن بجیر تعقیبی شی میں (جو رصافہ کے شہر کی جانب ہے) اہل فارس کی مدد سے یہ شہر ہواقتل کے ساتھ ہی عرب کا ایک لشکر تھا حضرت خالد بن ولیدؓ نے اپنے ساتھیوں کو ربیعہ پر قین اطراف سے تمد کرنے کا حکم دیا اس وقت میں آسمان مازنوا و منہاں نے سکے سب کے سب مارے گئے سوائے عورتوں اور بچوں کے کوئی نہ بچا جن کو مسلمانوں نے لونڈی اور غلام بنا لیا۔

بذیل کا قتل اور رصافہ پر حملہ۔ خالد بن ولیدؓ نے مہم شی سے فارغ ہو کر نہایت تیزی و عجلت سے شہر میں قتیبہ بن اسید کے سر پر جا پہنچے جہاں بذیل نے جا کر پناہ لی تھی اور چاروں طرف سے انکو خیمہ برائید ایک قتل کر دیا اس کے بعد خالدؓ رصافہ کی طرف بڑھے لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے بدل بن عقبہ اور اس کے ساتھی منشر ہو کر بھاگ گئے تھے لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔

فراض میں فیصلہ جن جنگ۔ پھر رصافہ سے رجاہ و فراض کی طرف روانہ ہوئے یہ دونوں مقامات شام عراق اور جزیرہ و سرحد پر واقع ہیں رومی لشکر جن میں قبائل تغلب، نمر اور ایو کی بہت بڑی جماعت موجود تھی ان مقامات کے پہنچنے کو آیا ہوا تھا حضرت خالدؓ نے فراض میں پہنچ کر روزہ افطار کر لیا۔

رومیوں کا آگے بڑھنے کا استفسار۔ رومی لشکر نے فرات کے قریب پہنچ کر حضرت خالد بن ولیدؓ سے پاس پیغام بھیجا کہ تم فرات کو عبور کر کے آؤ گے یا ہم کو عبور کرنے کی اجازت دو گے حضرت خالدؓ نے جواب دیا کہ تم خود فرات کو عبور کر کے آؤ رومی سپہ سالار نے پیغام بھیجا تم فرات سے ذرا ہٹ جاؤ خالدؓ نے انکار کیا جواب دیا رومی سپہ سالار فرات کو شہر کی جانب سے عبور کر کے خالدؓ کے مقابلہ پر آیا۔

گھمسان کی جنگ اور فتح۔ لڑائی شروع ہوئی رومی اور اس کے ساتھی ایک آخری فیصلہ کرنے والی لڑائی سے تھے مائی شہر و دن جنگ کے تھک یہ خاندان عبد اکبر کی آواز پر ان کی رومیوں میں خون بوش ہو گیا اور بار بار رش دیتا تھا جیسا کہ لڑائی کے پہلے کا تھا۔ رومیوں کے جھپٹ جھپٹ کر ایسے وار کرتے تھے کہ ان کے سامنے بڑے بڑے دل والے جانا ہو جانے کی ہمت نہ کرتے تھے مسلسل لڑائیوں کے بعد میدان جنگ سے رومی لشکر بھاگ گیا ان کو کچھ کران کے رضا کار بھی بھاگ نکلے معرکہ جنگ ورتا قب میں ایک رومی رومیوں کے مارے گئے۔

فلسطين کی طرف سے حمد کرنے کا حکم دیا رسول اللہ ﷺ نے ان و عثمان کی طرف روانہ کیا تھا اور ان سے وعدہ فرمایا تھا کہ عثمان واپسی کے بعد وہ اپنے مقبوضہ علاقہ کی جانب بھیج دیئے جائیں گے۔

لہذا جب یہ وفات رسول اللہ ﷺ کے بعد عثمان سے واپس آئے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی رسول اللہ ﷺ کے وعدے کو پورا کرنے کے خیال سے صدقات سعد بن مذہم و بنی عزرہ کی طرف بھیجی اور ولید بن عقبہ و جو کہ صدقات قضاہ کے متولی تھے اردن کی جانب بڑھنے و لکھا لشکر کے ایک حصے پر یزید بن ابی سفیان کو امیر مقرر کیا جس میں سہیل بن عمرو وغیرہ تھے دوسری جماعت کا بوسیدہ بن ابراحہ کہ فہم مقرر کیا جس پر حمد کرنے کے لیے روانہ کیا اور ہر ایک کو ضروری ہدایتیں دیں۔ ❶

خالد بن سعید اور رومیوں کا ٹکراؤ جب خالد بن سعید کو یہ معلوم ہوا کہ ان کی آمد اوسلے مدینہ سے ملانی تھی روانہ کیا گیا ہے تو انہوں نے رومیوں سے جنگ کرنے میں غلٹ سے کام لیا اور لشکر اسلام کے آنے سے پہلے رومیوں پر حملہ کر دیا بطریق ماہان ایک بڑی فوج لے کر مقابلہ پر آیا اور ایک لڑائی ❷ لڑ کر دمشق کی طرف چلا گیا خالد شام کی طرف لوٹتے ہوئے مرج الصفر میں پہنچے خالد بن سعید کے ساتھ اس واقعہ میں ذوالکلاع عمرہ اور ولید بن عقبہ بھی تھے جس وقت یہ دو دمشق کے قریب مرج الصفر میں داخل ہوئے۔

سعید بن خالد کی شہادت: ماہان نے چاروں طرف سے راستہ بند کر کے حمد کر دیا اتفاقاً سعید بن خالد سامنے آئے اور انہیں سے اس کا مقابلہ ہو گیا ماہان نے ان کو شہید کر ڈالا ان کے والد خالد نے یہ خبر سن کر اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ شام سے بھاگ کر مدینہ کے قریب پہاڑ میں آ کر دم لیا ان کے چلے جانے کے بعد عمرہ بقیہ اسلامی لشکر لیے ہوئے شام کے قریب رومیوں کے مقابلے پر آئے۔

❶ حضرت ابو بکر جنتنا کی ہدایت (مترجم) جو ہدایات صدیق اکبر نے اسلام کو روانگی کے وقت انھیں اس کا خاصہ یہ ہے کہ میں نے انھیں مسلمانوں کا فہم مقرر کیا اس غرض سے کہ میں تمہارا امتحان ہوں اور تم و تمہارے کلمہ مسلمانوں کے ساتھ یہاں رہنا و مرنے ہو اگر تمہارا دوسرے وقت سے اسلام کا اس میں کوئی شک یا یقین میں تھا کہ مصافحت بڑھا دوں گا اور آخرت میں تم کو اس کا اجر ملے گا اور اگر تم نے کوئی برائی کی تو تم کو محض کر دوں گا۔

(۱) ہر حالت میں اللہ سے ڈرتے رہنا کیونکہ وہ تمہارا باطن کو اس طرح دیکھتا ہے جس طرف تمہارے غلبہ کو اللہ کے ایک محبوب اور امتحان میں تمہیں ہے حملہ سنا کے اعتبار سے اس سے قریب ہو۔ (۲) زمانہ جاہلیت کی عادات و اطوار بالکل ترک کر دینا کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے اور اس کے کرنے والے سے ناراض ہوتا ہے۔ (۳) لشکر کے ساتھ سفر کرنے میں ہمیشہ نیک حسن محبت کا خیال رکھنا۔ (۴) جب ان کو سمجھنا تو مختصہ کلام میں سمجھنا کیونکہ یہ دو بونا نقصان پہنچاتا ہے۔ (۵) ان دنوں وقت تھروپہ پانچ دنوں و بعد تھینان سے رہنا۔ (۶) جب تمہارے دشمنوں کے قاصد میں تو ان کی عزت کرنا اپنے دشمنوں پر دینا نہ کرنا۔ (۷) رات و دن و سیر و سفر میں ہر وقت میں اللہ سے یاد رکھنا۔

(۸) اپنا ظاہر و باطن ایک سار رکھنا جو کام کرنا مشورہ سے کرنا۔ (۹) جب تکبہانی میں کسی سے غفلت دینا تو اس کو سزا دینا یسین زیدتی کے ساتھ ان کے (۱۰) حق و حقوق سے نہ مارنا۔ (۱۱) لشکریوں کے افعال و حرکات کی نگرانی کرتے رہنا۔ (۱۲) بچوں و عورتوں کو قتل کرنا جو تھیں رکھ دے یا اسلام قبول نہ کرے انہیں نہ مارنا۔ (۱۳) سچا اور ایمان کے عہد کے ہمیشہ پابند رہنا نیک نصیحتیں ہیں ان پر عمل کرنا جہاں اللہ کے نام کی راہ میں لڑو۔ ❷ ابن اثیر کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ ابو حبیہ بن ابراحہ کے دربار پر رومیوں سے لڑتے تھے جس میں اہل بلقاء نے زیر ہو کر صلح کر لی تھی جو شام میں ہوئی و رومی عہد پر رومین فلسطین میں جمع ہوئے جن کے سر کے سپہ پر یزید بن ابی سفیان نے ابو معاویہ مدنی کو روانہ کیا۔ میں رومیوں اور یزید بن ابی سفیان سے لڑائی ہوئی رومیوں نے بھاگے۔ رومان میں جا کر رومیوں کو امامہ بن عثمان سے بھی لڑ کر بھاگ دیا۔ اس لڑائی کے بعد مرج سرکا واقعہ پیش آیا جس میں سعید بن خالد بھی شہید ہو گئے۔ (حاشیہ صفحہ ہدای) انہیں تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۹۱۔

(گزشتہ سے پیوستہ) دوبارہ ولی مقرر کرنے کا آپ سے وعدہ کیا تھا رسول اللہ ﷺ کا وعدہ پورا کرنے کے غرض سے ہلشک میں نے آپ کو اس کا والی مقرر کر دیا ہے لیکن مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میں تمہیں اس طرف متوجہ کروں جو تمہارے لیے دنیا و آخرت میں ہمت نہ ہو تمہارے نزدیک بھی محبوب ہو جس حالت میں تم ہو۔

عمر بن العاص نے اس کا جواب لکھا:

انی سهم من سهام الاسلام انت بعد الله الرمی بها و الجامع لها فانظر اشد هار احشاها و افضلها فارم به ترجمہ میں ایک تیر ہوں اسلام کے تیروں میں سے اور آپ اللہ کے بعد اس کے پھیلنے والے اور اس کے جمع کرنے والے ہیں اور آپ جس کو ضروری خوف کی اور فضل دیکھیں اس کی طرف بھٹک دیں۔

شرحبیل بن حسنہ کی اردن تشکیل: اس دوران شرحبیل بن حسنہ عراق سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس خالد بن ولید کا خط لے کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے چند رومیوں کو جمع کر کے ان کے ساتھ کر دیا اور ان کو ولید بن عقبہ کی جگہ کی طرف روانہ کیا شرحبیل بن حسنہ، خالد بن سعید سے راستے میں ملتے ہوئے اور ان سے کچھ لوگوں کو لیتے ہوئے اردن کی طرف روانہ ہو گئے پھر اس کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک چھوٹا سا شہر مرتب کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان ❶ کی سربراہی میں یزید بن ابی سفیان کی مدد کے لیے روانہ کیا خالد بن سعید ذی المروة میں تہہ روکے تو ان کو مدینہ منورہ کی اجازت دے دی گئی۔

ہرقل کی فوج کی تشکیل جب یہ لوگ اپنا اپنا لشکر لیے ہوئے شام میں پہنچ گئے اور ہرقل کو ان کی آمد کی اطلاع ہوئی تو اس نے سب سے پہلے اپنے لشکر کے سرداروں کو جمع کر کے عرب سے لڑنے سے منع کیا اور یہ رائے دی کہ عرب جو چاہتے ہوں وہ دے کر ان سے صلح کر لی جائے لیکن راکین حکومت نے انکار کر دیا عرب کے ساتھ لڑنے پر تہادگی ظاہر کی ہرقل نے مجبور ہو کر اپنے کمانڈر کو اور اسلامی سپہ سالاروں کے مقابلے پر اس طرح تقسیم کیا کہ شقیہ تدارق (اپنے حقیقی بھائی) کو نوے ہزار فوج کے ساتھ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر فلسطین کی طرف جرجہ بن فوذ کو چالیس ہزار کی فوج کے ساتھ یزید بن ابی سفیان کے مقابلے پر بلقاء کی طرف دراقس کو پچاس ہزار فوج کے ساتھ شمر حبیل بن حسنہ کے مقابلے پر ردن کی طرف اور فیقلان بن نہطورس کو ساٹھ ہزار فوج کے ساتھ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر جابیہ کی طرف مقرر کیا۔

اسلامی فوج کی حکمت علمی: اسلامی کمانڈر اس سے مطلع ہوئے تو سب نے باتفاق رائے یہ طے کیا کہ اتنی بڑی فوج سے عیجدہ علیحدہ و متعبدہ کرنا مسلمانوں کو ہلاکت میں ڈالنا ہے لہذا تمام اسلامی لشکر ایک جگہ جمع کر کے لڑنا چاہیے اسی دوران صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خط اسی مضمون کا ہے یہ سب کے سب یرموک میں جمع ہوئے مسلمانوں کی تعداد اس وقت اکیس ہزار تھی۔

رومیوں کا لشکر: ہر قل نے بھی اپنے منتشر کو لشکر یرموک میں جمع ہونے کا حکم دیا رومیوں کے لشکر کا سپہ سالار شقیقہ مذارق تھا۔ اس کے مقدمہ آبکیش پر جرجہ، میمنہ پر ماہان، میسرہ پر دراقص قیقان بن نسطور تھا مسلمان آگے بڑھ سکتے تھے مسلمانوں نے لمبے قیام سے گھبرا کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو لکھا، درمدا و طلب کی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید کو لشکر شام کا سپہ سالار مقرر کر کے روانہ فرمایا ۱۰ اور عراق کی حکومت پر ان کی جگہ ثنی بن حارثہ کو متعین فرمایا۔

① دیکھیں (پارتخ طبری جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۳۹۱)

۲۔ حضرت خالد بن ولید شام میں: (مترجم) خالد بن ولید صدیق اکبر حبشہ کے حکم کے مطابق عراق میں آدھا لشکر شعی بن حارثہ کی قیادت میں چھوڑ کر باقی آدھا اپنے ساتھ لے کر شام کے لیے روانہ ہوئے جس وقت حدوداء میں پہنچے اہل حدوداء نے راستہ بند دیا۔ بلکہ لڑائی پر آمادہ ہو گئے خالد بن ولید نے ان سے لڑنے اور ان کو شکست دینے ہوئے صفحہ میں جا پہنچے صفحہ میں بنی تغلب کا ایک گروہ اسلامی لشکر کو روکنے کے لیے جمع ہو رہا تھا خالد بن ولید جب نے ان سے بھی متعلقہ کیا وہ پہر تک لڑائی ہوتی رہی ظہر کے قریب بنی تغلب میدان جنگ سے بھاگ نکلے مسلمانوں نے ان کو قتل کرنا شروع کیا اور ان کے مال و اسباب اور خیموں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ انہی قیدیوں میں حبیب بن بنت حبیب بن بجیر جو عمر بن ابی طالب کی والدہ تھیں اس کے بعد خالد نے دوسرے روز یہاں سے سفر کر کے قراقر (چشمہ کلاب) میں پہنچ کر قیام کیا وہاں سے رہنے والوں پر شب خون مار کر نہایت تیزی سے سوئی (بہراء) کی طرف روانگی کی۔

خطرناک راستہ اور خالد بن ولید کا عزم۔ رافع بن عمیر طائی کو رہبری کے لیے بلایا اور اس سے راستے کا معلوم کیا رافع نے کہا کہ تم اس راستہ کو سب سے پہلے گزرنا چاہئے تاکہ اگر دشمنوں کا ہجوم ہو تو تم ان سے پہلے لڑ سکو۔ رافع نے کہا کہ میں اس راستہ کو طے کرتے ہوئے اپنی جان کا خوف کرتا ہوں آج سے پانچ دن تک آپ کو راستہ میں کسی جگہ پانی نہیں ملے گا خدا نے یہ سن کر جواب دیا کہ مجھ کو یہ مسئلہ طے کرنا ضروری ہے مجھے اس سے زیادہ کیا کام ہوگا کہ میں مسلمانوں کی مدد کیلئے رومیوں کے مقابلے پر جازبا ہوں اگر تیرا مقصد اس جگہ سے یہ ہے کہ میں ان کی مدد کروں تو کن کہ میں نے اپنی جان اللہ کی راہ میں وقف کر دی ہے۔ رافع یہ سن کر خاموش ہو گیا اور حضرت خالد بن ولید نے اپنے لماندر کو طلب کر کے حکم دیا کہ تم اس پانی میں جہنم سے بہرہ دو کہ پر شخص اپنے لیے پانچ پانچ دن کا پانی لے لے اور اونٹوں کو دوبارہ پانی پلا دے لشکریوں نے اس حکم کے مطابق اونٹوں کو کچاؤں سے چھ گلوں اور مشینوں کو صوفیوں کے پانی بھر دیا اور اونٹوں کو کچھ وقفہ دے کر پانی پلا دیا اور ان کے پاؤں پر کپڑے لپیٹ دیئے تاکہ روزانہ سفر کرنے سے پھٹنے سے محفوظ رہیں الغرض حضرت خالد بن ولید رافع کو ساتھ لے کر آئے بڑھاپے پر وہ دن اور چار رات کی مسافت طے کر کے پانچویں دن علمین کے قریب پہنچے رافع نے ان لوگوں سے کہا کہ تم لوگوں کو غور سے دیکھو کہ میں اس پانی کو جگہ کا درخت دیکھنا دینا ب لوگوں نے جواب دیا کہ ہم کو عوج نظر نہیں آتا رافع نے اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر کہا ”افسوس تم بھی ہلاک ہوئے اور مجھ کو بھی تم نے ہلاک کیا“ (حقیقہ صفحہ ۱۰۰ پر)

رومی لشکر جلق سے نکل کر ایلمہ کے قریب اجنادین کی طرف آیا مسلمانوں نے غور سے ان پر حملہ کر کے نہایت بہادری سے پسپا کر دیا یہ واقعہ نصف جمادی الاولیٰ کا ہے ”تداریق اسی لڑائی میں مارا گیا اور ہر قل یہاں سے لوٹ کر مسلمانوں سے قاقوصہ میں یرموک کے نزدیک مذبذب ہو اس حساب سے واقعہ

(بقیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) اللہ اللہ ہر شخص اپنے لئے سفر کا توشہ تیار کر لے، اگر لڑ کر شہید ہو جائے یا کامیاب ہو گئے تو اس سے زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور کوئی نہ ہوگا اور اگر تم نے لڑنے میں کچھ بھی پس و پیش کیا تو دنیا تو چھوٹ ہی جائے گی اور نہایت ذلت کے ساتھ کفار کے ہاتھ مارے جاؤ گے اور قیامت کے دن تم سے اللہ تعالیٰ کی رحمت دور رہے گی۔ پھر تم اللہ کو اس کے رسول کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ چلو چلو اپنی مراویں حاصل کر دو دیکھو دشمنان اسلام تمہاری طرف بڑھنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ لہذا اس سے پہلے کہ وہ تم پر حملہ کریں تم ان پر ٹوٹ پڑو تم نے ان کو پیچھے خندق کی طرف پیچھے وکیل دیا تو پھر ان کو شکست ہو جائے گی اور اگر اللہ تعالیٰ نہ کرے انہوں نے تم کو شکست دی تو اللہ کی قسم ایک قدم بھی پیچھے ہٹنا خود کو جہنم میں ڈالنے جیسا ہے۔ چلو آگے بڑھو ایک ایک قدم پر تمہارے لئے ہزار ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ آؤ جو کچھ لینا آج ہی لے لو کل پرمت چھوڑو۔“

اسلامی لشکر کا جوش و خروش ... اسلامی لشکر کا دل اس تقریر سے بھر آیا اور سب نے بحیرہ کانفرہ لگا کر تلواریں کھینچ لیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عکرمہ بن ابی جہل اور قحطع بن عمرو کو آگے بڑھ کر لڑنے کا حکم دیا۔ رومی لشکر اسلامی لشکر کو آگے بڑھتا دیکھ کر تیر پھٹنے لگا لیکن جب اسلامی لشکر کی پیش قدمی کو تیر نہ روک سکے تو تلوار اور نیزے لے کر جھپٹ پڑے پھر لڑائی نہایت تیزی سے ہونے لگی۔ ہر فریق دوسرے کو دھکیل دینے کی کوشش کر رہا تھا اس دوران مدینہ سے محبہ بن زینم آئے اور انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو بد کر چکے سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتقال اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی امارت کی خبر دی حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مصلحتاً اس کو مشہور نہ کیا اور لڑائی جس طرح شروع ہوئی تھی اسی طرح جاری رکھی۔ جربہ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی گفتگو: ... تھوڑی دیر کے بعد رومی لشکر کی صفوں سے جربہ نکل کر میدان میں آیا اور حضرت خالد بن ولید کو دیکھا، دو دنوں تک دوسرے کو اس دے کر گفتگو کرنے لگے۔

جربہ نے کہا: ”خالد مجھ کو امید ہے کہ جو حقیقت ہے وہ تم مجھے بتاؤ گے۔“

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”ہمارے مذہب میں جھوٹ بولنا سخت گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے جھوٹوں پر لعنت فرمائی ہے۔“

جربہ نے پوچھا: ”یہ بتاؤ تمہارے نبی پر آسمان سے کوئی تلوار اتری تھی جس کو تمہارے نبی نے تمہیں دیا ہے اور جس کے ذریعے تم جس قوم پر جاتے ہو فتح حاصل کر رہے ہو؟“

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا: ”نہیں“

جربہ نے کہا: ”پھر تم کو سیف اللہ کیوں کہا جاتا ہے اور کیوں کر کامیاب ہوا کرتے ہو؟“

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے عرب میں ایک نبی بھیجا میں نے اس کو جھٹلایا اور اس سے لڑنا ہاگراس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی اور میں مسلمان ہو کر اس کا مطیع بن گیا تب اس نے میرے کامیاب رہنے کی دعا کی اور یہ فرمایا کہ تو سیف اللہ ہے تجھ کو اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے لئے بھیجا ہے تو ہمیشہ کامیاب و کامران ہوگا۔“

جربہ نے پوچھا: ”ہم لوگوں سے لڑنے کیوں آئے ہو؟“

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا ہے اس کے نبی کو نہیں مانتے تم لوگ اسلام قبول کر لو یا ہمارے مطیع بن جاؤ اور جربہ دو اگر یہ دونوں باتیں منظور نہ ہوں تو لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔“

جربہ نے کہا: ”جو شخص تمہاری دعوت قبول کر لیتا ہے اسے کیسا سمجھا جاتا ہے؟“

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”ہم سب لوگ ایک دوسرے کے بھائی ہیں کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں، مسلمان کی حیثیت سے امیر و غریب سب برابر ہیں۔“

جربہ نے پوچھا: ”کیا تمہاری طرح اس کو بھی اجر ملے گا؟“ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جو شخص نیک نیتی سے ہم میں شامل ہوگا وہ ہمارے جیسا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کو دین دنیا میں عزت عطا فرمائیں گے۔“

جربہ کا دل خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے جواب سے بھر آیا اور اس نے نہایت سچائی سے اسلام قبول کر لیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو دو رکعت نماز پڑھائی اور اپنے ساتھ لے کر لڑائی کے لئے نکلے۔ پہلے حملہ میں رومیوں نے مسلمانوں کو ان کے اس مورچے سے ہٹا دیا۔

صحابہ کی موت پر بیعت۔ جس طرح عکرمہ بن ابی جہل اور ان کے چچا حارث بن ہشام نے عکرمہ نے یہ کہہ کر کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک زمانہ تک لڑتے رہے اور آج دشمنان اسلام کے مقابلے میں قدم پیچھے پڑ رہے ہیں اونچی آواز سے کہا: ”موت (کون شخص موت پر بیعت پر کرتا ہے یعنی کون شخص اس بات پر بیعت کرتا ہے کہ مرنے تک میدان سے نہیں ہٹے گا یا پھر قاتح بن کر بے گارث بن ہشام اور ضرار بن الاذر نے یہ سن کر چار سو نامی گرامی جنگجو جوان (بقیہ گلے صفحہ پر)

یہ مکہ رجب میں بعد اجناہین کے ہوا اور مسلمانوں کو حضرت ابو بکرؓ کے انتقال کی خبر اس وقت ملی تھی جب کہ آنحضرتؐ مدنی اشرافی کے باقی تھے۔ حضرت ابو بکرؓ کا انتقال: جس وقت حضرت ابو بکرؓ صدیق مرض الموت میں مبتلا تھے تو انہوں نے حضرت طلحہ، عثمان، عبدالرحمن بن عوف اور حضرت علیؓ بن ابی طالب وغیرہ رضی اللہ عنہم کو بلا کر مشورہ کیا ۱۱ ان لوگوں سے حضرت عمرؓ کی خلافت کے بارے میں اپنی رائے عام کی ان لوگوں نے بھی حضرت صدیق اکبرؓ کی رائے سے اتفاق کیا حضرت صدیق اکبرؓ گھر سے باہر آئے اور لوگوں سے مخفی طلب ہو کر کہا ”میں نے حضرت عمرؓ کو اپنا خلیفہ بنایا ہے اور اس سے میں نے تمہاری بہتری کا ارادہ کیا ہے لہذا جو وہ کہیں اس کو سننا اور ان کی اطاعت کرنا۔ یہ فرما کر حضرت عثمان بن عفانؓ و دیگر ورثہ سے یہ عہد نامہ لکھوایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هذا ما عهد به ابو بكر بن عبد الله خليفه محمد رسول الله ﷺ عند اخر عهده بالدنيا واول عهده بالآخرة في الحال التي يومن فيها لكافر و يوقن الفاجر اني استعملت عليكم عمر بن عبد الله بن الخطاب ولم ال لكم حير اهان صبر و عدل فلذلك علمي به و رايت فيه وان جار و بدل فلا علم لي بالغيب والخير اردت ولكل امرء ما اكتسب و سيعلم الذي ظلموا اى منقلب ينقلبون ۱۲

(ترجمہ) شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے یہ وہ وصیت ہے جو ابو بکرؓ خلیفہ محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے اس وقت اس کا آخری وقت دنیا کا اور پہلی منزل آخرت کی تھی۔ یہ وقت ایسا ہے کہ کافر ایمان لاتا ہے اور فاجر یقین کرتا ہے میں نے تم

۱۱ شیعہ نے یہ ہے کہ ابو بکرؓ نے مرض الموت میں سب سے پہلے عبدالرحمن بن عوفؓ کو بلا کر مرض الموت کا حال دریافت کیا عبدالرحمن بن عوفؓ نے جواب دیا میں نے تمہاری رائے سے بہتے ہوئے مگر ان میں سختی ہے۔ ابو بکرؓ نے کہا ”اس کی وجہ یہ ہے کہ جب مجھے کسی معاملہ میں فری کرتے دیکھتے ہیں تو سختی کرتے ہیں کہ چہ خلافت میں ہے یہ وہی ہے۔ ان تو سختی چھوڑ دیں گے۔ یوں کہ جب مجھے کسی پر غصہ کرتے دیکھتے ہیں تو وہ فری کرتے ہیں“ بعد اس کے عثمان بن عوفؓ کا حال دریافت کیا عثمان بن عوفؓ نے ”عمر بن خطابؓ کا باطن ظاہر سے چھپا ہے اور ہم میں کوئی ان کا ہم پلہ نہیں ہے“ ابو بکرؓ نے دونوں آدمیوں سے اخفاء راز کو کہا اس اثناء میں طلحہ بن عبید اللہؓ آگئے صدیق اکبرؓ نے ان سے مخفی طلب ہو کر کہا ”میں نے عمر بن خطابؓ کو اپنا جانشین بنایا ہے“ طلحہ بن عوفؓ نے جواب دیا ”عقرب تم اللہ سے ملاقات کرنے والے ہو تم سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تم نے رعیت کے ساتھ کیا معاملہ کیا صدیق اکبرؓ نے کہا مجھ کو اٹھا کر بٹھاؤ جب لوگوں نے ان کو اٹھا کر بٹھایا تو جواب دیا ”میں جب اپنے رب کے سامنے جاؤں گا اور وہ مجھ سے دریافت کرے گا تو میں کہہ دوں گا کہ تیری مخلوق پر میں نے تیری بہترین مخلوق کو مقرر کیا ہے“ طلحہ بن عوفؓ یہ سن کر خاموش رہے بعد ازاں عثمان بن عوفؓ کو نامہ لکھنے کا حکم دیا۔ صدیق اکبرؓ نے شدت ملاقات سے رعب رہتے تھے و عثمان بن عوفؓ لکھتے جاتے تھے۔ جب عہد نامہ لکھا گیا تو اس کو لوگوں میں پڑھے جانے کا حکم دیا اور خود باہر آ کر لوگوں سے مخفی طلب ہو کر کہا ”یہ تمہارے راضی ہو تے ہو اس شخص پر جس کو میں نے اپنا خلیفہ بنایا ہے؟ میں نے اپنے کسی عزیز و قریب کو خلیفہ نہیں بنایا میں نے تم پر عمر بن خطابؓ کو خلیفہ بنایا ہے پس اس کا کہنا سنو و اس کی اطاعت کرو۔ میں نے یہ شخص رائے سے نہیں کیا بلکہ شورہ سے کیا ہے حاضرین بولے ”سمعنا و اطعنا“ (ترجمہ) ہم نے جو کچھ آپ نے کہا سن لیا ہم کو کوئی اختلاف نہیں طاعت کریں گے۔ اس کے بعد ابو بکرؓ نے طلحہ بن عوفؓ کو وصیتیں کیں جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

۱۲ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنانے کے لئے جو دستاویز تحریر روانہ کی اس کی تفصیل کے لئے دیکھیں (تاریخ ابن خلدون جلد سوم حصہ اول صفحہ ۱۷۱)۔

(بقیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) سمیت بیعت کی اور رومیوں کے لشکر میں اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر گھس گئے۔

رومی لشکر کا فرار اور قتل اسلامی لشکر نے ظہر و عصر کی نمازیں اٹھا کر سے پڑھیں مغرب کے قریب مجاہدین اسلام نے رومی سواروں کو بھگائے تو ان میں دیکھ کر رستم دیا جس کے سوار کا بڑا حصہ جان بچا کر بھاگ گیا اور پیدل فوج مسلمانوں کی کمزوریوں کا شکار ہوئی۔ بارہ ہزار رومی صرف بھاگتے ہوئے مارے گئے، مگر کہ میں قتل ہونے والوں کی تعداد ۱۰۰ کے علاوہ تھی۔ اور ایک گروپ ان کے سرداروں کو گرفتار کر لیا گیا۔ پھر دوسرے دن ان کی گروہیں انفرادی گئیں۔

حضرت عکرمہ بن ابی جہلؓ کی شہادت: کامیابی کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ تدارق کے خیمے میں داخل ہوئے۔ عکرمہ بن ابی جہلؓ اور ان کے ساتھیوں نے میدان جنگ سے رسی حالت میں گھاٹے ہوئے گئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے عکرمہ کا سراغ نہ کراپے زانوں پر رکھا چند قطرے پانی کے ان کے حلق میں ڈالے پھر عکرمہ بن ولیدؓ کے شہادت پڑھتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اس معرکہ میں تین ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و رضوانہ (یہاں تک مترجم کی تحریر ہے)۔

لوگوں پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابن الخطاب کو مقرر کیا ہے میں نے تمہاری بھلائی میں کوتاہی نہیں کی پس اگر عمر رضی اللہ عنہ نے استقلال سے کام لیا اور عدل کیا تو میں اس کے بارے میں یہی جانتا ہوں اور یہی میری رائے تھی اور اگر برائی کی اور اپنی حالت تبدیل کر دی تو مجھ کو علم غیب نہیں ہے اور میں نے نیکی کا ارادہ کیا ہے اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ ملے گا اور عنقریب وہ لوگ جان جائیں گے جنہوں نے ظلم کیا ہے کہ کس پہلو اٹنے پلٹے جائیں گے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ خصائل و عادات (مترجم) صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات شب منگل کو ہوئی اس وقت آٹھ راتیں جمادی الثانی ۳۱ھ کی باقی رہ گئی تھیں صحیح یہ ہے کہ ترہ سٹھ برس کی عمر پائی۔ بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ ایک یہودی نے چاول یا حریرے میں زہر دیا تھا۔ بعض مؤرخین لکھتے ہیں کہ ایک دن سردی میں آپ نہائے تھے جس سے بخار آ گیا پندرہ روز تک بخار میں مبتلا رہے باہر نہیں آ سکتے تھے اس لئے آپ کے حکم سے عمر رضی اللہ عنہ ام مت کرتے تھے۔ دو سال تین مہینہ دس دن ضیفہ رہے۔ بعض مؤرخین ان کے زمانہ خلافت کو دو برس تین مہینہ چھ مہینے دن تک محدود کرتے ہیں۔ عام الفیل کے تین برس بعد پیدا ہوئے تھے۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ اسماء بنت عمیس (آپ کی بیوی) اور عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ (آپ کے لڑکے) نے غسل دیا۔ تین کپڑوں میں کفن یا جن میں سے دو پرانے تھے اور ان کے استعمال میں تھے اور ایک نیا خریدا گیا تھا۔ آپ کا جنازہ اسی چار پائی پراٹھا گیا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اٹھایا گیا تھا۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ نے قبر میں اتارا اور ان کے سر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے برابر رکھا ان کی لحد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا دیا ان کی قبر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرح ہی اونچا نہ بنایا گیا۔ سب سے آخری کلمے جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زبان سے نکلے تھے 'توفی مسلماً والحقنی بالصلحین' (ترجمہ) اے رب میرا خاتمہ اسلام پر کرنا اور مجھے صالحین سے ملا دینا۔

حلیہ و نسب: .. صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا رنگ سفید، رخسار ہلکے چہرہ پر رگیں نمایاں تھیں، کمزور جسم تھا آنکھیں اندر کو گھسی ہوئی تھیں بالوں کو مہندی اور سٹم سے رنگتے تھے نام عبداللہ کنیت ابوبکر تھی، ابو قحافہ عثمان بن عامر قریشی کے صاحب زادے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتویں پشت میں مرہ بن کعب میں مل جاتے ہیں ان کی والدہ ام الخیر سلمی بنت ضحیر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم تھیں۔ یہ بھی قدیم اسلام تھیں۔ اپنے بیٹے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد اسلام لائیں۔

آپ کی شادی: .. صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دو نکاح زمانہ جاہلیت میں کئے ایک قبیلہ بنت عبدالعزی بن عامر بن لوی کے ساتھ فرمایا جس سے حضرت اسماء اور حضرت عبداللہ پیدا ہوئے دوسرا نکاح ام رومان وعد بنت عامر بن عمیر کنانیہ کے ساتھ فرمایا جس سے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئیں۔ دو نکاح دور اسلام میں کئے ایک اسماء بنت عمیس سے جو ان سے پہلے حضرت جعفر بن ابی طالب کے نکاح میں تھیں ان سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے۔ دوسرا حبیبہ بنت خارجہ بن زید انصاری سے فرمایا ان سے آپ کی وفات کے بعد ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

عُمال: .. علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کاتب تھے ان کے علاوہ وقت ضروریات جو سامنے جاتا تھا اس سے بھی کتابت کا سارا کام لے لیتے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ بت المال کے حقدار تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب دارالقضاء کے متولی تھے، عمل آس پاس کے عداوتوں کی طرف سے حکمرانی کرتے تھے۔ وہ اس تفصیل سے تھے۔ مکہ میں عتاب بن اسید تھے، ان کا انتقال اتفاق سے اسی دن ہوا جس دن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔

طائف میں عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ تھے۔ صنعاء میں مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرموت میں زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ خومان میں یعلیٰ بن منبہ رضی اللہ عنہ تھے۔ زبید و زمرع میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔ جند میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تھے۔ بحرین میں علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ تھے۔ نجران میں جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ تھے۔ جرش میں عبداللہ بن ثور رضی اللہ عنہ تھے۔ دومتہ الجندل میں عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ تھے۔

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ، شریحیل، یزید اور عمرو علیحدہ علیحدہ لشکروں کے افسر تھے ان سب کے افسر اعلیٰ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ تھے اور شام میں رومیوں سے لڑ رہے تھے۔ یہی گویا آپ کے وزیر جنگ یا نام افواج اسلامیہ کے سپہ سالار تھے۔

آپ کے والد ابو قحافہ:۔۔۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر رحمہ اللہ کاندھ تھا۔ آپ کے انتقال کے بعد ابو قحافہ چھ برس اور چند ایام زندہ رہے یہ ستانوے برس کی عمر میں انتقال پا گئے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مخصوص فضائل:۔۔۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سابقین اولین سے ہیں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے۔ آپ سیدہ اشہ فرمایا کرتے تھے جب ابوبکرؓ کے لئے جس واسطہ میں موت کی اس وابتدا چھوٹا کچھ تذبذب پیدا ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ انہوں نے ہجرت کی اور شرفِ صحبت کا فخر انہی کو حاصل ہوا۔ غزوہ بدر، احد، حزاب اور یربک کے مشاہدہ خیر میں ہم سفر رہے سات آدمیوں وغیرہ کے آرزو کیا جن کو کفار اسلام قبول کرنے کی وجہ سے تکلیف دیتے تھے ان میں سے جلال رضی اللہ عنہ، عامر بن فہیرہ زبیرہ اور نہدیہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی کے زوار و پیرو ہیں۔ چالیس ہزار دینار اس کے منافع سمیت اللہ کی راہ میں خرچ کئے۔

دین کے لئے مٹنے کا شوق۔۔۔ جب خلیفہ بنے تو بہت سے عرب مرتد ہو چکے تھے سوار ہو کر تلواریں کھینچے ہوئے ذی القعدة کی طرف نکلا حضرت علیؓ نے پہنچ کر گام پھرنی اور کہنے لگے خلیفہ رسول اللہ ﷺ کہاں جا رہے ہو؟ میں آپ سے وہی جتن ہوں جو رسول اللہ ﷺ سے یوم احد کو میں نے کیا تھا کہ اللہ کے لئے اپنی تلواریں و نیام میں لڑا۔ آپ اسے بڑے نہ جوا و خواتین ہمیں کی نصیحت میں مبتلا نہ ہو جائیں اور اُمرایہ ہوا تو انھما اسلام باقی نہ رہے گا۔ صدیق اکبرؓ نے فرمایا تمہارا کون سا شیخ ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو کل قیامت میں کیا جواب دوں گا میرا جانا ضروری ہے چنانچہ شکر کے ساتھ جا کر مرتدوں کو منتشر کیا۔ مال غنیمت سابقین اولین، مجاہدین انصار، آزاد غلام، و عورت سب کو برابر دیتے تھے کسی نے اس پر اعتراض کیا تھا آپ نے جواب دیا کہ سابقین اولین جو پہلے سے ایمان لائے ہیں ان کا اجر اللہ تعالیٰ آخرت میں دے گا۔ اور یہ تو دنیا ہے اس میں سب مسلمان برابر ہیں نہ ان کی میں مل اور اپنے سے خرید و خریدہ و عورتوں اور غنیمتوں کو دیتے تھے۔ خلافت سے پہلے ان کا مال و اسباب گناہ میں تھا۔ عشاء کی نماز پڑھ کر سنا چلے جاتے تھے۔ اور شہیدوں اور بھی ساری پر مسجد نبویؐ آجاتے تھے لیکن خلافت کے پہنچنے بعد اپنا سارا مال و اسباب مدینہ میں اٹھالائے تھے۔

خدمت خلق اور انکساری۔۔۔ ہر روز ہزار ہا عرب و عورتوں اور مردوں کی اشیاء ضرورت خریداتے تھے اپنی بریوں کو بخش دیتے اور بھی اور لوگ چرانے کو جاتے تھے اور وہ دیکھ کر غم و تپسیم کر دیتے تھے اید روز خلافت کے بعد یہ عورت نے کہا ”اب تو آپ خلیفہ بن گئے ہیں بھائی ہمارے“ ان میں دودھ یوں آئے گا اور آپ دودھ یوں دوہو گے“ صدیق اکبرؓ نے جواب دیا ”اللہ میں خود تم لوگوں کے لئے دودھ دے گا“ ہوں گا میں خلافت کی وجہ سے اپنی حالت نہ بدوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جب تک زندہ رہے بریوں کا دودھ خود دودھ بخورنا باوجود آتے تھے۔

خلافت میں سنے گئے وظیفے کی واپسی۔۔۔ خلافت کے بعد تہارت چھوڑ دی تھی رات دن مسلمانوں کی اصلاح میں مصروف رہتے تھے حضرت صدیق اکبرؓ نے انتقال کے وقت یہ وصیت فرمائی تھی کہ جو پتہ بیت امال سے ان کی ذات خاص پر صرف ہوا ہے اس کے عوض میں ان کی مملو کے زمین فروخت کر کے اتنی مال بیت امال میں داخل کر دیا جائے۔ مسلمانوں میں یہ یہاں امیر ہیں جن کے خرچ کے لئے بیت امال سے نفقہ مقرر کیا گیا اور یہ پہلے خلیفہ تھے ان کے والد زندہ تھے اور یہ وائی بنے۔ یہ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے قرآن کو مصحف کا نام دیا اور یہی سب سے پہلے خلیفہ کہلائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نصیحت۔۔۔ عمر رضی اللہ عنہ خطاب و خلیفہ بننے وقت نہایت عمدہ اور کارآمد نصیحتیں فرمائیں ان میں سے کچھ یہ تھی ”اے عمر میں نے تمہیں احباب رسول اللہ ﷺ پر اپنا نائب مقرر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ظاہرہ باطن میں ڈرنا۔ اے عمر رضی اللہ عنہ شب اللہ کا ایک حق رات میں ہے جس کو وہ دن میں قبول نہیں کرے گا اور اس کا ایک حق دن میں ہے جس کو وہ رات میں نہیں قبول کرتا اور بے شک اللہ تعالیٰ نوافل کو قبول نہیں کرے گا جب تک کہ فرائض ادا نہ کئے جائیں۔ اے عمر رضی اللہ عنہ کیا تم نہیں جانتے کہ جس کے اعمال قیامت میں بھاری ہوں گے وہ خسارے میں رہیں گے اور یہ باتیں قرآن پر عمل اور حق کے اتباع سے حاصل ہوں گی۔ اے عمر کیا تم نہیں دیکھتے کہ نرم آیات کے ساتھ سختی کی آیات اور سختی کی آیات کے ساتھ نرمی کی آیات نازل ہوئی ہیں۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور اس سے اپنی مغفرت مانگنا۔ اے عمر رضی اللہ عنہ جب اہل جہنم کا ذکر آئے تو یہ کہنا کہ اللہ سے

مجھے امید ہے کہ مجھے ان میں شامل نہ کرے گا اور جب اہل جنت کا تذکرہ آئے اور ان کے عملِ صالح کا بیان ہو تو اللہ سے دعا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو ان میں شامل کر دے۔ اور جب تم میری ان نصیحتوں پر عمل کرو گے تو مجھے دیا اپنے پاس بیٹھا ہوا پاؤ گے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کی چند نصیحتیں فرمائیں اور شام کے وقت انتقال فرما گئے اور رات کو دفن ہوئے

بسم الله الرحمن الرحيم

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے حالات

فتح دمشق تیس ۲۳ جمادی الثانی ۱۳ھ منگل کے دن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ خلیفہ عمر ابن الخطاب تخت خلافت پر تشریف فرما ہوئے سب سے پہلا کام جو خلیفہ بننے کے بعد انہوں نے کیا وہ یہ تھا کہ حضرت خالد بن الولید و شمر اسلام (جو کہ شام میں رومیوں سے جہاد کر رہا تھا) کی سرداری سے ہٹا کر ابن جند ابوجبیدہ بن الجراح و شمر کا امیر مقرر فرمایا۔ حضرت عمر فاروق کا یہ فرمان مسلمانوں کو یہ موقع میں اس وقت پہنچی جس وقت وہ اپنے مخالف لشکر سے جدال و قتال میں مصروف تھے حضرت ابو جبیدہ بن الجراح نے مسکنی اس خبر و جنگ کے خاتمے تک چھپا رکھا اور جب یہ موقع فتح ہو گیا رومیوں کو شکست ہو گئی اس وقت یہ خبر طے کی اور اس وقت سے سہائی شمر کے یہ حضرت ابو جبیدہ بن گئے

لشکر کی روانگی حضرت ابو جبیدہ بن جرح یہ موقع میں شمر ہی حبشہ کی واپس مقرر کر کے نکلے۔ (سرزمین اردن) کی طرف بڑھے راستے میں یہ معلوم ہوا کہ ہارث واری لشکر نخل میں جمع ہو رہا ہے اور یہ وہی رانی سے پہلے رومیوں کا جو لشکر دمشق میں ٹھہرایا ہوا ہے وہ ان کی کمک کے لئے آنے والا ہے۔ قتل روم کا بہ شاہ خود نخل میں قہقہہ ہے۔ حضرت ابو جبیدہ بن الجراح نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے سے اسلامی سواروں کے ایک دست کو نخل میں سر دے کر بھیج دیا باقی فوج کے چند گروہ بنا دیے۔ ان میں سے ایک گروہ وحمس اور دمشق کے درمیان میں پڑوا لے گا حکم دیا۔ دوسرے گروہ دمشق و فلسطین کے درمیان میں پڑھائی کا حکم دیا۔ خود حضرت خالد بن الولید کے ساتھ دمشق کی طرف بڑھے۔

رومیوں کا محاصرہ دمشق پہنچتے ہی مغرب سے خالد بن الولید نے اور مشرق کی طرف سے خود حضرت ابو جبیدہ بن الجراح نے شمال کی طرف سے یزید بن ابی سفیان نے اور جنوب کی طرف سے حضرت عمر و بن العاص نے محاصرہ کیا۔ کرلیا۔ دمشق میں ان دنوں رومیوں کا نامی گرامی سپہ سالار

① نخل۔ اردن میں طبر یہ کے قریب ایک وادی ہے۔ ② فتوح البلدان میں لکھا ہے کہ ۱۳ھ میں ۱۳۵۰ھ و اسلامی شہر مدینہ منورہ سے فارغ ہو کر دمشق کی طرف بڑھا۔ دمشق پہنچنے سے پہلے غوطہ دار اس کے گرد و قوار کے رور سے چھین لیا اہل دمشق نے یہ سن کر شہر ہانکے اور ان کو بند کر لیا حضرت خالد بن الولید بن گئے اور حضرت ابو جبیدہ بن جرح کے لشکر کے سردار دمشق آ پہنچے حضرت خالد بن الولید نے مشرقی دروازے کی طرف سے حضرت عمر و بن العاص بن زید کے باب تو با کی طرف سے حضرت شریل نے بابا کی طرف سے حضرت ابو جبیدہ بن جرح نے باب اکا کی طرف سے سردار یزید بن ابی سفیان نے باب صغیر سے باب یس تک کا علاقہ حصے حصے کر کے حکم دیا کہ حضرت خالد بن الولید بن گئے شہر ہوا۔ جو پادری (خدا کی پیشوا) اس کلیسے کا متحسب تھے ایک روز شہر یزید بن جرح حضرت خالد کو دیا اور قوزی اس کے لئے کرنے کے بعد نکلے گا کہ اگر تم مجھ سے مصالحت کرو اور ایک مہینہ دے دو تو ہمارا رجا اور جان و مال محفوظ ہوں گے ورنہ میں یہ شہر تمہارے حوالے کر دوں گا اور اس کے بعد یہ بتاؤں گا جس سے تم با آسانی شہر فتح کرو گے۔ حضرت خالد نے قہقہہ دیا اور کانڈنگ لگوا دیا اور جہاد مہینہ دیا۔ بسم الله الرحمن الرحيم هذا ما اعطى خالد بن الوليد اهل دمشق اذا دخلها اعطاهم امسا على انفسهم و اموالهم و كتابهم و سوار مدسهم لا يسكنون ولا يهدم شئ من دورهم لهم بذلك عهد الله و دعة رسول الله ﷺ و الحلفاء و المومنين لا يعرض لهم الا لحر ادا اعطوا الحربه (ترجمہ) ہم اس کے لئے ان کو جو حقوق ہیں جو خالد بن الولید نے دمشق کی فتح کے وقت اہل دمشق کو عطا کیے ہیں اہل دمشق ان کی جان و مال کی امان عطا کی جائے گی۔ ان کی عیال و جان کا شہر یزید محفوظ رکھا جائے گا۔ ان کے مکانات نہ آگے جائیں گے۔ اور نہ اس میں شمر اسلام میں سے کوئی شخص سوائے رسول اللہ ﷺ اس کے مدد کے ذمہ دار ہیں۔ ہاں شہر ان رسول مدد سے جائیں گے اور سب مسلمان اہل دمشق سے جیسے سب سے پیش آئیں گے شہر یزید کو جو جزیرہ ادا کریں پادری یہ مدد نامہ لے کر آپ کلیسا میں چلے جائیں حضرت خالد بن جرح ہی نے شہر میں چلے آئے یہ پادری کے ایک نمائندے نے حضرت خالد بن جرح سے آ کر یہ بیان کیا کہ اہل دمشق میدانہ رہتے ہیں سب سے سب شہر اب فوجی میں مصروف ہیں ورنہ ان کے ہاتھوں سے خالی ہیں و اب شہر شریقی پھر اس کے مدد سے ہو گیا ہے میں یہ حکم دیا کہ رومیوں کو تم مسلمانوں کو رقیقہ پر چڑھو اور قہقہہ روم قوزی اس کے لئے مدد دیا۔ اس کے لئے یہ حکم دیا کہ (ترجمہ)

نسطاس بن سطورس اور ان کا مذہبی پیشوا ماہان پادری بطور ایک ذمہ دار حاکم کے موجود تھا۔ اسلامی لشکر انتہائی ہوشیاری سے ستر راتوں تک اور بعض ایک قول کے مطابق چھ مہینے تک اس کا محاصرہ کئے رہا کبھی متجنیقوں سے اس پر پتھر برساتا تھا اور کبھی کامیابی حاصل کرنے کے جوش میں تیرہ برساتے ہوئے رہ دیتا تھا۔ محاصرہ کے دوران ہر قل نے اہل دمشق کی مدد کے لئے حمص سے فوج کی بڑی تعداد روانہ کی جس کو ذوالکلاع نے (جو دمشق و حمص کے درمیان میں غالباً اسی خطرے کی روک تھام کے لئے ٹھہرا ہوا تھا) دمشق میں داخل ہونے نہ دیا۔ اہل دمشق ہر قل کی مدد سے ناامید ہو گئے اور اسلامی سپہ سالاروں اور اس کا بہادر لشکر دمشق کے محافظوں کو اس کی حفاظت سے عاجز و کچک کر تلوار کے زور سے غلبت کے ساتھ کامیابی حاصل کرنے کو تیار ہو گیا۔

شہر کی فتح۔ ایک روز شام کے وقت حضرت خالد بن الولید جس سے دمشق کے محافظوں کو نفل پارس مند کے ذریعے شہر پناہ کی تفصیل پر چڑھاتے اور درواریاں بند کر دیں۔ حضرت قعقاع بن عمرو اور حضرت مذکور بن عدی بھی انہی رسیوں کے ذریعے شہر پناہ کی تفصیل پر چڑھ گئے۔ اتنے میں شہر پناہ کے محافظ ہوشیار ہو گئے۔ تینوں سردار محافظوں سے لڑتے لڑتے نیچے اتر گئے شہر میں شور مچ گیا چاروں طرف سے لڑائی شروع ہوئی۔ جو کوئی حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں پر حملہ آور ہوتا تھا اور یہ تینوں بزرگ ان لوگوں کو مارتے کاٹتے اور خود کو ان کے وار سے بچاتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھتے آہستہ آہستہ دروازے کے قریب پہنچ گئے حضرت خالد نے آگے بڑھ کر ایک ہی وار سے دو محافظوں کو ماریا حضرت قعقاع نے سیدھے ہاتھ سے اپنے مقابل کو مار کر اپنے ہاتھ سے دروازہ کھول دیا دروازہ کھلتے ہی حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں نے ایک پر جوش آواز سے نعرہ گیمہ لگایا جس کی صدا سے سارا میدان گونج اٹھا اور ان کے ماتحت لشکریوں نے کامیابی کے جوش اور خوشی میں تلوار نکال کر حملہ کر دیا۔

اہل دمشق کی صلح۔ اہل دمشق کے سرداروں نے اس فوری تبدیلی سے گھبرا کر اپنی اپنی طرف کے سپہ سالاروں سے صلح کی درخواست کی ان دونوں نے صلح کر لی چنانچہ صلح کے بعد اپنی اپنی سمت سے شہر میں داخل ہوئے صرف حضرت خالد بن الولید تلوار کے زور سے اپنی جانب سے داخل ہونے لگے لیکن چونکہ دوسرے امراء اسلام صلح کے بعد داخل ہوئے تھے اس وجہ سے حضرت خالد بھی صلح میں شریک سمجھے گئے۔

واقعہ نخل و بیسان۔ سیف نے لکھا ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس فتح کی اطلاع بھیجی گئی تو انہوں نے عراق کے لشکر و عراق کی طرف واپس جانے کا حکم بھیج دیا چنانچہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے عراق کے لشکر پر ہاشم بن تمیم کو امیر مقرر کر کے عراق کی طرف روانہ کیا اور دمشق میں یزید بن ابی سفیان کو امیر مقرر کر کے نخل کی طرف بڑھے۔ یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے وجہ کلی کو تدمر کی طرف اور ابو لہازہ ہرقشری کو حوارین اور مشینہ کی طرف روانہ کیا۔ ان لوگوں نے صلح و امان کے ساتھ ان مقامات پر قبضہ کر لیا اس کے حاکم مقرر کئے گئے۔ نخل کی مہم میں حضرت ابو عبیدہ نے حضرت خالد کو مقدمہ ①۔ الحیش پر لشکر کے قلب پر حضرت شرجیل بن حسنہ کو میمنہ پر حضرت عمرو بن العاص کو سوار پر حضرت ضرار بن امارہ کو اور حضرت عیاض بن غنم کو مقرر فرمایا۔ خود میسرہ میں رہے رومیوں نے آدھی رات کے وقت اسلامی لشکر پر حملہ کر دیا حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ بن حسنہ نے مقابلہ کیا۔ لڑائی کا شور و غل سن کر دوسرے سردار بھی اپنی اپنی فوجیں لے کر میدان میں آ گئے۔ کئی دن تک متواتر رات سے دن تک اور دن سے رات تک لڑائی ہوتی رہی رومیوں کا نامی گرامی سردار سقلا بن مخرق اور کئی نامی گرامی سپہ سالار اور اتسی ہزار رومی مارے گئے بے شمار مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آئی۔

① مقدمہ الحیش لشکر کے اس حصے کو کہتے ہیں جو اصل لشکر سے کافی آگے ہوتا ہے اور پیش قدمی میں پہل کر رہا ہے۔

(بقیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) کہ خبری کردین حضرت خالد رضی اللہ عنہ چند مسلمانوں کے ساتھ شہر پناہ کی تفصیل پر چڑھ گئے اور پہلے داروں کو مار کر قلعہ کے دروازوں کو صوب آفتاب۔ وقت کھول دیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح پر جنگ کر رہے تھے چند مسلمان ان کی طرف سے بھی کمک کے ذریعے شہر پر دیوار پر چڑھ گئے۔ اور قبضہ کر لیا۔ رومی لشکر پناہ سے ڈر کر بھیگا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ باب الحجاب سے دمشق میں داخل ہو گئے۔ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ سے مقلات میں ملاقات ہوئی بعض مہمیں سے کسے ہے جس وقت پادری نے اس بات کا یقین کر لیا کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ دمشق پر تلوار کے زور سے قبضہ کریں گے اس وقت اس نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے شہر میں داخل ہوا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا ہمدانہ لے کر باہر نکل آیا بعض سرداروں نے کہا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ امیر نہیں ہیں ان کا لشکر ہوا صلح نامہ تیار کرنا ہے۔ پناہ دہوں۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا نہیں جب عام مسلمان اس کے مجاز میں تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو مجاز ہیں۔ میں اس کو جائز رکھتا ہوں یہ کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ دمشق میں داخل ہوئے اور اس خبر سے بے سارا دمشق صلیبیوں سے فتح ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

اردن کی فتح اس کے بعد اسلامی لشکر بیسان گیا اور اس کا محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی۔ جب بیسان کی حفاظت کرنے والے اپنی اپنی جانیں بیسان پر قربان کر کے کامیابی کی امید میں ناکام ہو گئے اور بیسان والوں نے مجبور ہو کر صلح کر لی تو اہل طبریہ سے بھی جن کا محاصرہ حضرت ابو لاعور سہمی نے کیا ہوا تھا۔ صلح ہو گئی لہذا اردن کی فتح صلح سے ہوئی اور مسلمانوں نے اپنا لشکر اس کے شہروں اور قصبوں میں اتنا مہر کے سے بھرا دیا۔ اور اس فتح سے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کو حاصل ہوئی حضرت عمر فاروق کو مطلع کیا۔

جنگ یرموک کی تاریخ میں اختلاف: واقعہ کا یہ خیال ہے کہ جنگ یرموک ۱۵ھ میں ہوئی۔ ہرقل اٹھا کیہ سے بھاگ کر یرموک پہنچا تھا پھر وہاں سے قسطنطنیہ گیا۔ یرموک کی آخری لڑائی ہے اور ہم نے سیف کی روایت سے لکھا ہے کہ واقعہ یرموک ۱۳ھ میں ہوا ہے۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر اسلامی لشکر میں اس دن پہنچی جس دن رومی لشکر کو شکست ہوئی تھی۔ واقعہ یرموک کے بعد اسلامی لشکر دمشق کی طرف بڑھا اور اس کو فتح کیا۔ اس کے بعد واقعہ فحل پھر اور لڑائیاں ہرقل کے بھاگنے سے پہلے ہوئی ہیں۔ واللہ اعلم۔

عراق کی فتوحات: حج سے واپسی کے بعد حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خط ملا کہ تم امیر لشکر ہو آدھی فوج لے کر شام کی طرف چلے جاؤ اور آدھی فوج عراق میں شعی بن حارثہ کے پاس چھوڑ جاؤ۔ چنانچہ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ اس حکم کے مطابق شام کی طرف روانہ ہوئے ورثی بن حارثہ حیرہ میں قیام کر کے لشکر مرتب کرنے لگے اس کے بعد اہل فارس نے اپنی کمزور حالت کو درست کیا۔ شہر یزان ۱۰۔ ابن ریشیر بن شہریار بن سابور کو ۱۳ھ میں حکومت سپرد کی اس نے تخت حکومت پر بیٹھنے کے ساتھ حیرہ کی طرف ہرمز کو مسلمانوں کے مقابلہ پر روانہ کیا اس کے ساتھ دس ہزار فوج تھی۔ شعی بن حارثہ نے حیرہ سے نکل کر بابل میں مورچہ قائم کیا یہیں دونوں گروہوں سے لڑائی ہوئی۔ لڑائی کی ابتدا نہایت سخت و خطرناک تھی فارس والوں کے لشکر میں ایک بڑی تعداد ہاتھیوں کی، سب سے آگے رکھی جاتی تھی گویا یہ دھم یاد مدد تھا جس کی آڑ سے مسلمانوں پر حملہ کرتے تھے۔ حضرت شعی بن حارثہ نے لڑائی کا یہ رنگ دیکھ کر لوگوں کو لٹکارا اور خود تلوار کھینچ کر تکبیر کہتے ہوئے ہاتھوں کے رخ سے ذر مڑ کر فارس کے لشکر کی طرف بڑھے اور نہایت تیزی سے اس طرح فارس کے لشکر پر حملہ کیا کہ ان کو سنبھلنے اور بچنے تک کی مہلت نہ دی۔ اہل فارس اس اچانک حملہ سے گھبرا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ اسلامی لشکر ان کو قتل اور گرفتار کرتا ہوا ان کے تعاقب میں مدائن کے آس پاس تک چلا گیا۔

ارز میدخت کی تخت نشینی: اس لڑائی سے سارا عراق و جلد کے علاوہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا اس کے بعد شہر یزان مرگیہ فارس میں بادشاہ بنانے کے بارے میں پھر اختلاف ہو گیا کچھ عرصے بعد انہوں نے ارز میدخت بنت کسریٰ کی بادشاہت پر اتفاق کیا لیکن اسے رسم تخت نشینی کے بعد تخت سے اتار دیا گیا۔ سابور بن شہر یزان تخت نشیں ہوا فرخزاد بن بن بندوان کو وزیر بنایا اور ارز میدخت سے شادی کر لی۔ ارز میدخت کو یہ حرکت بری لگی فوراً سیاہ و خش کو لکھا کہ جو اہل فارس کے نامی گرامی ساپہ سالاروں سے تھا سیاہ و خش ایک فوج لے کر عین سہاگ رات کے وقت آ پہنچا اور فرخ زاد کو اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر ڈالا اس کے بعد سابور کا محاصرہ کر کے اسے بھی گرفتار کر کے مار ڈالا۔ اور ارز میدخت کو دوبارہ تخت پر بٹھا دیا۔

آل کسریٰ طوائف اہلو کی میں مصروف اور ایک دوسرے سے الجھے ہوئے تھے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خلافت کا زمانہ ختم ہو گیا اور جب شعی کو صدیق اکبر کی کوئی خبر معلوم نہ ہوئی تو انہوں نے مسلمانوں پر حضرت بشیر بن الخصاصیہ کو بطور نائب کے مقرر کر کے خود مدینہ کا ارادہ کیا تاکہ حضرت ابو بکر کو اہل فارس کے حال سے مطلع کر کے فارس پر حملہ کرنے کی اجازت اور مدد حاصل کریں۔ مدینہ میں شعی پہنچنے سے پہلے ہی صدیق

① شہر یزان نے ہرمز کی روٹی سے شعی کو اس مضمون کا خط لکھا میں نے تمہاری طرف وحشیوں کا ایک بڑا لشکر بھیجا ہے جو دراصل مرغیوں اور سور کے چروہے ہیں اور میں تمہارے مقابلے پر سوائے سوگوں کے اور کسی کو نہیں روانہ کر سکتا۔ حضرت شعی نے جواب میں لکھا کہ تو اپنے اس دعوے میں اگر سچا اور مدد سے آگے بڑھنے والا ہے تو یہ تیرے سے نقصان دہ ہے اور ہمارے سے بہتر ہے اور اگر جھوٹا ہے تو جھوٹوں کی برائی سے زیادہ کیا ہوگی کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے نزدیک رسوا ہوں گے ہم تیری دھمکی سے نہیں ڈرتے اللہ کا لشکر ہے کہ اس نے تمہارے گردن پر مرغیوں اور سور کے چرواہوں تک محدود کر دیا شہر یزان اور اس کے اراکین حکومت اس مضمون کو دیکھ کر ہلکے رہ گئے۔ بعد ہرمز کو اس خط کا شکریہ سہاٹیوں کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلہ پر روانہ کیا۔

کبر بنی ہاشم نے خلافت حضرت عمر کو سپرد کر دی تھی لیکن جب ان کو اس بات کی اطلاع دی گئی تو انہوں نے حضرت عمر فاروق کو یہ وصیت ❶ فرمائی کہ تم سب سے پہلے یہ کام کرنا کہ مجاہدوں کو حضرت ثنی کے ساتھ عراق کی طرف روانہ کر دینا اور حضرت خالد کے لشکر کا شام سے عراق کی طرف واپس جانے کا حکم دینا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہ فرما کر اسی رات کو انتقال فرما گئے اور حضرت عمر فاروق نے وصیت کے مطابق ان کے احکام نافذ کر دیئے۔ حضرت عمر فاروق اکثر فرمایا کرتے تھے اللہ ابوبکر پر رحم فرمائے انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی امارت کی پر وہ پوشی کی کیوں کہ وہ مجھ کو حضرت خدیج کے ساتھیوں کو عراق واپس بھیجنے کا حکم دے گئے اور ان کا کچھ ذکر نہ کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت: حضرت عمر خلافت کی بیعت لینے کے بعد لوگوں کو جہاد عراق پر حضرت ثنی بن حارث کے ساتھ جانے کی تحریک کرنے لگے اور مہاجرین و انصار کو جمع کر کے فرماتے رہے، کہاں ہیں مہاجرین جنہوں نے اپنے نبی ﷺ کے ساتھ ہجرت کی ہے اور جن سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔ چھپیں اس سرزمین کی طرف جس کا وارث بنانے کا اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں وعدہ فرمایا ہے اور یہ ارشاد فرمایا ہے کہ بے شک اس کو سب دینوں پر غالب فرمائے گا اس لئے اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غالب کرے گا اور اس کی مدد کرنے والوں کی عزت و فتح عطا کرے گا اور مختلف ملکوں کا ان کو ورثہ و مالک بنائے گا کہاں ہیں اللہ تعالیٰ کے نیک بندے؟ کہاں ہیں انصار! جنہوں نے اپنے نبی ﷺ کو اپنے یہاں ٹھہرایا اور ان کی اور ان کے دین کی مدد کی اور ان کا ساتھ دیا اور ان کے ساتھ کافروں سے لڑتے رہے۔ آؤ اس ملک کی طرف چلیں جس کی فتح کی رسول اللہ ﷺ نے بشارت دی تھی اور وہ کام کریں جس سے اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ان الفاظ سے رضا مندی ظاہر کرتا ہے۔ (ان اللہ یحب الذی یقاتلون فی سبیلہ صفًا کانہم بنیان موصوص) (بے شک اللہ دوست رکھتا ہے ان لوگوں کو جو اس کی راہ میں صف بنا کر لڑتے ہیں اس طرح گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں)۔ اور پھر اس کے ساتھ وادھری تھوٹھ نھر من اللہ وفتح قریب بھی فرمایا ہے۔ چلو چلو!! اللہ کے نیک بندو چلو!!! تین دن تک مہاجرین و انصار کے مجمع میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس طرح سے عراق کے جہاد کی تحریک فرماتے رہے لیکن کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ چوتھے دن ابوعبیدہ بن مسعود شقی نے جہاد عراق کا بیڑا اٹھایا ان کے بعد سعد بن عبیدہ انصاری پھر سلیط ❷ ابن قیس نے پھر اور بہت سے مجاہدین عراق کے جہاد پر آمادہ ہو گئے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کے صد میں کہ ابوعبیدہ بن مسعود نے جہاد عراق پر آمادگی سب سے پہلے ظاہر کی تھی ان کو عراق کے مجاہدین کا امیر فرمایا اور روانگی کے وقت یہ ہدایت فرمائی کہ دیکھو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے مشوروں کو غور سے سننا اور ہر کام میں ان کا شکر گزار رہنا من مانی نہ کرنا کیوں کہ یہ لڑائی ہے اور لڑائی کی صدا حیت اس شخص میں ہوتی ہے جو سوچ سمجھ کر کام کرتا ہے، مزاج میں جلد بازی نہ ہو، وقت و موقع کو پہچانتا ہو، مجھ کو سلیط کی سرداری سے کسی چیز نے نہیں روکا علاوہ اس کے کہ اس کے مزاج میں عجلت و تیزی ہے اور لڑائی میں جلد بازی کرنا نقصان کا باعث ہے واللہ اگر اس کے مزاج میں جلد بازی نہ ہوتی تو میں اس کو لشکر کا امیر مقرر کرتا یہ پہلا لشکر تھا جس کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن مسعود کی سرداری میں جہاد کے لئے روانہ فرمایا۔

❶ بن شہر نے تاریخ کامل میں اس وصیت کو ان لفظوں سے ذکر کیا ہے۔ انی لا یرجوان اموت یومی، هذا فادامت فلا تمسین حتی تندب الناس مع المشی ولا نشغلکم مصیبة عن امر دیکم و وصیة ربکم فقد راہتی متوفی رسول اللہ ﷺ وما صنعت وما اصیب الحلق بمثلہ واذا فتح اللہ عسی اهل الشام فارود اهل العراق الی العرق فلیہم اہلہ وولایة امرہ واهل الحجرۃ علیہم (ترجمہ) مجھے امید ہے کہ میں آج ہی مرجاؤں گا لہذا جب میں مرجاؤں تو تم کل کا دن گزرنے نہ دینا یہاں تک کہ ثنی کے ساتھ لوگوں کو لڑائی پر نہ بھیج لو۔ دیکھو کوئی مصیبت تمہیں تمہارے کوئی دینی کام اور تمہارے رب کے حکم سے غافل نہ کر دے بے شک تم نے وفات کے وقت رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ اس وقت میں نے کیا کیا ہے اور کسی شخص کو دنیا میں ایسی مصیبت نہیں پہنچی اور جب اہل شام پر فتح نصیب ہو تو اہل عرق کو عراق کی طرف بھیج دینا کیوں کہ اہل عراق اس کی سرداری کے اہل و دروہاں کے کاموں کے ذمہ دار ہیں اور ان کو جرات حاصل ہے اور وصیت میں معمولی غور کرنے سے بشرط انصاف ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت دنیا کے غرض سے نہ تھی ورنہ وہ مرتے وقت اپنی بیوی بچوں کے حق میں وصیت کر جاتے یا اپنے بیٹے کو اپنا ولی عہد بنا دیتے۔ ❷ سلیط بن قیس ان لوگوں میں سے تھے جو جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے کسی نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی سرداری پر اعتراض کیا تھا کہ اس لشکر پر ان لوگوں میں سے کسی ایسے کو سردار نہ رکھو جو عین امین میں سے ہو خواہ وہ مہاجرین ہو یا انصار سے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ میں ایسا نہ کروں گا اللہ تعالیٰ نے سابق الاسلام ہونے کی وجہ سے ان کے درجات بلند فرماتے ہیں۔ یہ نکتہ کافی ہے۔ اگر میں ایسا کروں گا تو اوروں کو شاق گزرے گا میں اس کو سردار مقرر کروں گا جس نے سب سے پہلے جہاد عراق کی تحریک پر لبیک کہا۔ بظاہر اس روایت میں اور جو روایت علامہ ابن خلدون سے نقل کی ہے اس میں اختلاف معلوم ہوتا ہے لیکن جس وقت یہ روایت روایت سابقہ کا کاتمہ نیادی جائے گی تو اختلاف باقی رہ جائے گا۔ کہہ دیجئے

نجران والوں کی جلا وطنی کا حکم: ان کے بعد یعلیٰ بن امیہ کو یمن کی طرف بھیجا اور ان کو رسول اللہ ﷺ کی وصیت کے مطابق اہل نجران کو جلا وطن کر دینے کا حکم دیا اور ان سے یہ فرمادیا کہ اہل نجران سے کہہ دینا کہ ہم تم کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم سے جلا وطن کرتے ہیں اور وہ حکم یہ ہے کہ زمین عرب میں دو دین نہیں رکھے جائیں گے اور ہم تمہیں تمہارے رہنے کے لئے تمہارے ملک کی طرح دوسرا ملک دیتے ہیں کہ جیسے مدائن نے فرمایا ہے۔ بشرطیکہ تم صحیح دینی بن کر رہو۔^①

جنگ نمارق اور اس سے پہلے فارس کے حالات: الغرض حضرت ابو عبیدہ ثقفی عراق کی طرف روانہ ہوئے، ثنیٰ بن حارثہ، سعد بن عبیدہ اور سلیط بن قیس ن کے ساتھ تھے فارس میں فرخ زاد کے قتل کے بعد آرمیدخت نے دوبارہ حکومت کی باگ دوڑ اپنے ہاتھ میں لے لی تھی حکمرانی کر رہی تھی بوران نے وان خراسان رستم کو آرمیدخت پر حملہ کرنے کے بارے میں لکھا اور اس کے خلاف اس کو ابھارا رستم ایک بڑی فوج لے کر مدائن آ پہنچا چند دنوں کے محاصرہ کے بعد فتح کر لیا۔ سید خش کو قتل کر کے آرمیدخت کی آنکھیں نکلوا دیں اور اس کی جگہ بوران کو تخت پر بٹھا دیا فارس کے جراد اس کی حکومت سے بہت خوش ہوئے اور نہایت خوشی سے اس کی اطاعت کو اپنے فخر و عزت کا ذریعہ سمجھا۔ حضرت ابو عبیدہ کے پہنچنے سے پہلے بوران کو یک مستقل اور قہل اطمینان حکومت فارس میں حاصل ہو گئی تھی ان واقعات کے بعد حضرت ثنیٰ اور ایک ماہ کے بعد حضرت ابو عبیدہ اپنا اپنا بہادر لشکر لے کر حیرہ پہنچ گئے۔

اسلامی اور فارسی فوجوں کا ٹکراؤ: رستم نے سواد کے کسانوں کو مسلمانوں سے لڑنے کی ترغیب دی اور ہر طرف ایک ایک تجربہ کار سپہ سالار روانہ کیے چنانچہ فرات کی طرف جاپان کو کسکر کی جانب نزی کو اور کثیر التعداد فوج کو حضرت ثنیٰ کے مقابلہ پر بھیجا اور سب کو ایک دن اور ایک رات مقررہ وقت پر فرات کے نشیب میں جمع ہونے کا حکم دیا۔ حضرت ثنیٰ نے حیرہ سے نکل کر نغان میں قیام کیا حضرت ابو عبیدہ نے حضرت ثنیٰ کو سوار فوج پر مقرر کر کے جاپان پر حملہ کیا جو ایک بڑی فوج لئے ہوئے نمارق میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اہل فارس کچھ عرصہ تک تو قدم جمائے لڑتے رہے لیکن جب مسلمانوں کے نامی گرامی سردار حضرت ابو عبیدہ نے اللہ اکبر کہہ کر قدم آگے بڑھایا اور مسلمانوں کا ایک بہادر لشکر بھی اللہ اکبر کہتا ہوا فارس کے لشکر کی طرف بڑھا اس وقت اہل فارس کا لشکر بدحواس ہو کر بھاگ نکلا ان کی فوج منتشر ہو گئی ایک دوسرے پر گرتے پڑتے میدان جنگ سے بھاگے ایک سخت خونریز جنگ کے بعد جاپان کو مطر بن فضہ تمیمی نے اور مردان شاہ کو (جو لشکر فارس کے میمنہ کا افسر تھا) اکتل بن شامح عسکری نے گرفتار کر لیا۔

جاپان کی رہائی: اکتل نے تو مردان شاہ کو گرفتار کرتے ہی قتل کر ڈالا۔ اور جاپان نے مطر کو دھوکا دیا۔^② انہیں حاصل کر کے نکل کھڑا ہوا۔ مسلمانوں میں سے اس کو پھر کسی شخص نے گرفتار کر لیا اور ابو عبیدہ کے پاس لایا۔ ابو عبیدہ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ لیکن جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ مطر نے اس کو امن دیا ہے تو یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ سب مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں۔ لہذا جب ان میں سے کسی نے ایک بات کو اختیار کر لیا تو سب نے گویا اس کو اختیار کر لیا۔ جاپان رہا ہونے کے بعد اپنے گروہ میں جا ملا۔ اور ابو عبیدہ نے ان کے تعاقب میں لشکر روانہ کیا یہاں تک کہ اس ہارے ہوئے لشکر نے کسکر میں جا کر دم لیا جہاں پر نزی ٹھہرا ہوا تھا۔

جنگ کسکر: نزی کسرا نے فارس کا خالہ زاد بھائی تھا اس کے ساتھ تیس ہزار فوج تھی۔ میمنہ و میسرہ پر نفوذ یہ اور شیرویہ جو بسطام کے بیٹے اور کسری فارس کے، مول زاد بھائی تھے جس وقت بوران اور رستم کو جاپان کی شکست کی خبر پہنچی اور یہ معلوم ہوا کہ ہارا ہوا گروہ کسکر میں نزی کے پاس آ گیا ہے اس وقت انہوں نے ایک اور بہت بڑی فوج نزی کی مدد کے لئے جالیوس کے ماتحت روانہ کی لیکن اسلامی لشکر اور اس کے سردار نے جو نمارق سے تعاقب کرتے آ رہے تھے اس لشکر کے پہنچنے سے پہلے ہی نشیبی کسکر مقام سقاطیہ میں لڑائی شروع کر دی تھی۔ حضرت ابو عبیدہ لشکر کے قصب میں تھے، حضرت سعد و حضرت سلیط میمنہ وہ میسرہ اور مقدمہ آگیش میں حضرت ثنیٰ تھے۔ نزی نے مسلمانوں کے میسرہ پر اور نفوذ یہ اور شیرویہ نے قصب و میمنہ پر حملہ کیا۔ حضرت ثنیٰ نے لڑائی کو طویل ہوتے دیکھ کر چار کوس کا لمبا چکر کاٹ کر نزی پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ نزی نے اس غیر متوقع حملہ سے گھبرا کر جوں ہی پیچھے مڑ کر دیکھ تو اپنی فوج کے ایک حصہ کو حضرت ثنیٰ کے مقابلہ کے لئے علیحدہ کر دیا۔ حضرت سعد فوراً اللہ اکبر کہہ کر نہایت تیزی سے اپنے ساتھیوں

① (دیکھیں تاریخ طبری جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۴۳۶) ② جاپان نے گرفتار ہونے کے بعد کہا: ہم مجھ کو گرفتار کر کے کیا کر رہے تم مجھے چھوڑ دو، میں تم کو وندام نہایت حسین و قبیح دوں گا مطر نے نادانستگی میں اس کو چھوڑ دیا مگر اس کینخت نے وعدہ پورا نہ کیا۔

کے ساتھ نرسی کے سر پر چاہنچے اور دو بدو لڑائی ہونے لگی تلواریں نیام سے نکل پڑیں۔

اہل فارس کا فرار۔ حضرت ابو عبیدہ نے بھی با آواز بلند تکبیر کہی تکبیر کا نعرہ سن کر سارا اسلامی لشکر ایک پر جوش آواز سے اللہ اکبر کہہ کر اٹھ جس سے میدان جنگ گونج اٹھا۔ فریق مخالف کے پاؤں اکھڑ گئے اس وجہ سے کہ ان کو یہ پہلے سے معلوم تھا کہ جب مسلمانوں کو فتح ہوتی ہے اس وقت یہ دوگ اللہ اکبر کہتے ہیں نرسی کے بھاگنے کے بعد اسلامی لشکر کے ایک گروپ نے شنی و عاصم کے ماتحت تعاقب کیا۔ دوسرے حصہ نے ان کے لشکریوں کو قتل و قید کرنا شروع کیا ان کے خیموں اور گوداموں سے مال غنیمت حاصل کرنا شروع کر دیا تھوڑی دیر بعد کسکر اور سقاطیہ اہل فارس سے خالی ہو گیا امیر لشکر اسلامی نے ان قصابات اور شہروں کو جن کے رہنے والوں نے اسلام لانے یا جزیہ دینے سے انکار کیا۔ تہ تیغ کر ڈالا اور ان کے بچوں، دروغ توں کو گرفتار کر لیا۔ اور اہل سوا پر جزیہ لاگو کر دیا۔ حضرت ابو عبیدہ نے مال غنیمت ①۔ میں سے خمس اور فتح کی خوشخبری حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مدینہ روانہ کی اور جالنیوس سے لڑنے کے لئے آگے بڑھے۔ ②

جنگ جالنیوس: یہ تو پہلے لکھا جا چکا ہے کہ جالنیوس کو رستم اور بوران نے نرسی کی مدد کے لئے روانہ کیا تھا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے حضرت ابو عبیدہ نے لڑائی چھیڑ دی تھی جس کے نتیجہ اہل فارس کے خلاف نکلا اور اسلامی لشکر کامیابی کے ساتھ ان کے شہروں خیموں اور ماں و اسباب پر قبضہ ہو گیا اس کے بعد جالنیوس پہنچا اور اس نے مقام باقیشا (سرزمین باروسا) میں قیام کیا۔ حضرت ابو عبیدہ جیٹھڑ نے سقاطیہ سے نکل کر باقیشا میں جالنیوس کا مقابلہ کیا اور پہلے ہی حملہ میں اس کو میدان جنگ سے بھگا دیا۔ جالنیوس کی شکست کے بعد حضرت ابو عبیدہ جیٹھڑ نے سواد کے تقریباً تمام اطراف پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے رہنے والوں پر جزیہ مقرر کر کے حیرہ واپس آ گئے حالانکہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے روانگی کے وقت ان کو سمجھایا تھا کہ اے ابو عبیدہ! تم مکرو فریب خیانت اور بد باطنی کی سرزمین کی طرف جا رہے ہو تم ایسی قوم کی طرف بھیجے جا رہے ہو جو برائی کرنے پر بہادر ہو گئی ہے اور نیکی کو بھدا چکی ہے ہذا تم ان کو نیکی کی تعلیم دینا اور دیکھتے رہنا کہ وہ کس انداز پر چلتی ہے اور اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھنا اور اپنے راز کو چھپانا کیوں کہ اہل راز جب تک اس کو چھپائے رکھے گا ایسی باتوں سے محفوظ رہے گا جن کو وہ برا سمجھتا ہے اور جب اس نے راز کھول دیا تو نقصان اٹھائے گا۔

جنگ قس ناطف: جالنیوس شکست کھا کر اپنے ہارے ہوئے لشکر سمیت مدائن میں رستم کے پاس پہنچا۔ رستم غصہ سے کانپ اٹھا حاضرین سے مخاطب ہو کر بولا اہل عجم میں سے کون عرب سے لڑ سکتا ہے لوگوں نے جواب دیا: بہمن جادویہ ①۔ ذوالحاجب، رستم نے بہمن جادویہ کو تیس ہزار فوج اور تین سو ہاتھوں کے ساتھ حیرہ کی طرف روانہ کیا اور اس کی کمک پر جالنیوس کو مقرر کیا۔ اور بہمن کو حکم دیا کہ اگر اس مرتبہ جالنیوس میدان جنگ سے بھاگے تو ضرور اس کی گردن اڑا دینا۔ اس لشکر میں فرش کا وہابی (کسریٰ کا جھنڈا) بھی تھا۔ جس کی لمبائی بارہ گز اور چوڑائی آٹھ گز تھی۔ چیتے نما ② کھار کا بن ہوا تھا۔ بہمن جادویہ بہمن مدائن سے حیرہ کی طرف آتے ہوئے جتنے قصبے اور شہر راستہ میں آئے وہاں سے بھی جانوروں کو اپنے ساتھ لیتے ہوئے ③ ناطف میں آٹھرا۔ حضرت ابو عبیدہ یہ سن کر کسکر سے مروحہ میں آ گئے۔

جنگ کے لئے پل کی تعمیر: لیکن دونوں گروہ دریائے فرات کے درمیان میں حائل ہونے کی وجہ سے کچھ عرصہ تک لڑائی سے رکے رہے۔

- ① دوسرے مورخین نے لکھا ہے کہ اہل فارس اس قدر بدحواس ہو کر بھاگے تھے کہ دسترخوان پر نفیس نفیس کھانے پینے کے چنے رہ گئے اور چوٹوں پر ہانڈیاں چڑھی رہ گئیں۔ مسلمانوں نے سب پر قبضہ کر لیا ان میوہ جات کے علاوہ نرسی بھی تھا جو ایک اعلیٰ درجہ کی کھجور ہوتی ہے مسلمانوں نے خوب سیر ہو کر کھائی۔ حضرت ابو عبیدہ نے نفیس سے ساتھ نرسی کو بھی رو نہ کیا اور یہ لکھا کہ ہم کو تندہ جل شانہ نے عمدہ اور نفیس کھانے کھلوائے جن کو انکا سرہ اپنی حفاظت میں رکھے تھے ہم کو یہ پسند آیا کہ ہم اس کو آپ کے پاس بھی بھیج دیں تاکہ آپ بھی اللہ تعالیٰ کے انعام و انصاف کا شکر یہ ادا کرو۔ ② ابن اثیر نے لکھا ہے کہ لڑائی ختم ہونے کے بعد حضرت ابو عبیدہ نے حضرت شنی کو باروسا کی طرف اور حضرت عاصم کو نہر جو۔ کی طرف اور سمیط کو زوالی وراہل اندر دو وغیرہ کی طرف روانہ کیا۔ ان لوگوں نے جو وہاں جمع تھے ان کو بھگا دیا وہاں کے رہنے والوں نے مجبور ہو کر جزیہ دیکر صلی و فرخ و فراوانہ، حضرت ابو عبیدہ کے پاس آئے نذرانہ میں قیمتی قیمتی مال و اسباب اور نفیس نفیس میوے پیش کئے۔ مختصر یہ کہ اس طرح سے تمام اطراف سواد فتح ہو گیا اس کے بعد جنگ جالنیوس ہوئی۔ ③ یہاں جادویہ ہے جب کہ بیروت کے نسخہ میں جادویہ ہے (شاء اللہ) ④ نرسی نون، کسرو میم یا اسکان میم، ایک درندہ ہے جو صورتاً شیر کی مشابہ ہوتا ہے جس سے قد میٹر چھوٹا اور کیا مشد و جرات میں بڑا ہوتا ہے اس کی جلد پر سفید و سیاہ نقطہ ہوتے ہیں۔ فارس کے بادشاہوں کا قاعدہ تھا کہ جب کسی کے قتل کا ارادہ کرتے تو اس کو اس کی جلد پہن دیتے تھے ⑤۔ قس ناطف، یہ اصل قیمتی الناطف ہے (شاء اللہ)

یہاں تک کہ فریقین کی رائے سے فرات پر ایک پل تیار کیا گیا یہ پل ابن صلوبا نے بنایا تھا۔ پل بننے کے بعد بہمن جادو یہ نے حضرت ابو عبیدہ کو کہلوا دیا کہ تم دریاعبور کر کے ہماری طرف آؤ گے یا ہم کو عبور کرنے کی اجازت دو گے حضرت ابو عبیدہ کی یہ رائے تھی کہ مسلمانوں کی فوج دریاعبور کر کے مخالف گروہ سے جنگ کرے لشکر کے سردار جس میں حضرت سلیط بھی تھے اس رائے کے خلاف تھے۔ حضرت ابو عبیدہ نے ان لوگوں کی کچھ نہ سنی اور دریائے فرات عبور کر کے اہل فارس کے لشکر پر حملہ کر دیا۔

جنگ کی ابتداء اور ہاتھی: تھوڑے عرصے میں قس ناطف کی زمین سوار دونوں طرف کی فوجوں سے بھر گئی تل رکھنے کی جگہ بھی نہ ملتی تھی دونوں گروہوں نے صفوں کی ترتیب کے بعد لڑائی شروع کی، اہل فارس نے اپنے لشکر کے آگے ہاتھیوں کو رکھا فارس کے تیر اندازوں نے تیروں کی بارش شروع کر دی۔ اسلامی فوج سوار نے حملہ کرنے کا ارادہ کیا لیکن ان کے گھوڑے کالی کالی پہاڑیوں کی نقل و حرکت کرتے دیکھ کر بدک کر بھاگے کیوں کہ اس سے پہلے انہوں نے کبھی ہاتھی کی شکل و صورت بھی نہ دیکھی تھی اس کے علاوہ ایرانی لشکر کے ساتھ دف، بانسری اور جھانجھ وغیرہ بھی تھی جس کو وہ جنگ کے وقت بجاتے رہتے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ نے یہ رنگ دیکھ کر پیدل ہو کر لڑنے کا حکم دیا اور خود بھی گھوڑے سے اتر کر تکبیر کہتے ہوئے آگے بڑھے اہل فارس کے تیر اندازوں نے ان کو روکنا چاہا لیکن ان کے جوش اسلام و شوق شہادت نے نہایت تیزی کے ساتھ ان کی صفوں تک پہنچ دیا اور وہ فارس کے لشکر سے دو بدو لڑنے لگے۔

ہاتھیوں کا حملہ اور بربادی: تھوڑی دیر تک لڑائی کا یہ رنگ قائم رہا کچھ دیر بعد جب بہمن نے اپنی فوج کو منتشر ہوتے دیکھا تو اس نے ہاتھیوں کو آگے بڑھانے کا حکم دیا ہاتھیوں کے آگے بڑھنے سے مسلمانوں کی صفیں بے ترتیب ہو گئیں۔ مجاہدین پریشان ہو کر ادھر ادھر ہٹنے لگے۔ حضرت ابو عبیدہ نے چلا کر کہا ”اے اللہ کے بندو! تم ہاتھیوں پر کیوں حملہ نہیں کرتے؟ چلو بڑھ کے ان کے خرطوم (سونڈ) کو ایک وار سے کاٹ ڈالو کیا تمہاری تلواروں میں رنگ آ گیا ہے؟ کیا تم اسدام کے دشمنوں کو ان ناپاک جانوروں کی وجہ سے چھوڑ دو گے؟ نہیں! نہیں!! کیا وہ لوگ انسان نہیں ہیں جنہوں نے ہاتھیوں کو اپنے قابو میں رکھا ہوا ہے؟ کیا وہ تمہاری طرح انسان نہیں ہیں جن کے حکم سے یہ چلتا اور حرکت کرتا ہے بڑھو اور بڑھ کر اس کی سونڈ کو تلوار کے ایک وار سے کاٹ ڈالو۔ حضرت ابو عبیدہ یہ کہہ کر آگے بڑھے۔ لپک کر ایک ہاتھی پر تلوار چلائی پہلے ہی وار میں اس کی سونڈ کاٹ ڈالی ہاتھی سوار نے نیزہ کا وار کیا حضرت ابو عبیدہ نے وار خالی دے کر دوسرے وار میں ہاتھی کے اگلے دونوں ہاتھ پاؤں اڑا دیئے، ہاتھی زمین پر گر پڑا اور اس کا سوار حضرت ابو عبیدہ کی تلوار کے سایہ میں موت کی نیند سو گیا حضرت ابو عبیدہ کی یہ تیزی اور بہادری دیکھ کر باقی اسلامی لشکر نے بھی تیزی و مردانگی سے لڑائی شروع کر دی اور کئی ہاتھیوں کی سونڈ اور پاؤں کاٹ کاٹ کر ان کے سواروں کو خاک و خون کے بستر پر سلا دیا۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی شہادت: اتفاق سے حضرت ابو عبیدہ ایک ہاتھی کے سامنے آ گئے اس نے ان کو پکڑنے کا ارادہ کیا اور انہوں نے خود کو بچا کر اس کی سونڈ پر وار کیا سونڈ تو کٹ کر زمین پر گر گئی لیکن یہ بھی نہ بچ سکے ہاتھی نے ان پر اپنا ایک پاؤں رکھ دیا جس سے یہ دب کر شہید ہو گئے۔

اسلامی لشکر کی پسپائی: ان کی شہادت کے بعد مسلسل آدمیوں نے اسلام کا جھنڈا سنبھالا اور لڑ کر شہید ہوئے آٹھویں شخص حضرت ثنی تھے جنہوں نے اسلام کے جھنڈے کو لے کر دوبارہ ایک پر جوش حملے کا ارادہ کیا لیکن اسلامی لشکر کی صفیں بے ترتیب ہو گئی تھیں اور لوگوں نے مسلسل سات امیروں کو شہید ہوتے دیکھ کر بھگنا شروع کر دیا تھا۔ ایک پر جوش بہادر نے اسلامی لشکر کا یہ رنگ دیکھ کر پل کو توڑ ڈالا اور کہا ”اے لوگو! تم بھی شہید ہو جاؤ جس حالت میں تمہارا سردار اور تمہارے بھائی شہید ہو چکے ہیں اور فتح مند ہو جاؤ ذلت سے بھاگ کر جان بچانا گوارہ نہ کرو“ بہمن جادو یہ نے ثنی کے ساتھ حملہ کرنا شروع کر دیا بعض لوگ جو میدان جنگ میں نہ ٹھہر سکے وہ فرات میں ڈوب گئے اور جو لوگ مستقل مزاجی سے میدان جنگ میں سینہ سپر ہو کر لڑے اور لڑتے رہے وہ کمال شوق سے جام شہادت پی کر آرام کے ساتھ سو گئے۔ حضرت ثنی چند آدمیوں عروہ بن زید الخیل اور بونجھن تھقی وغیرہم کے ساتھ میدان جنگ میں سے بالکل نہ ہٹے۔

حضرت ثنی رضی اللہ عنہ کا ایمان اور افروز و خطاب: مسلمانوں میں سے جو لوگ فرات کو عبور کر کے چلے گئے تھے ان سے حضرت ثنی نے بندہ

آواز سے فرمایا میں تمہارا محافظ ہوں تم لوگ پل کو درست کرو پھر ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا جو جان بچانے کے خیال سے فرات میں نہ رہتے تھے تم لوگوں کو یہ ہو گیا ہے میں تو تمہارے سامنے کھڑا ہوا لڑ رہا ہوں تم لوگ کیوں اپنی جانیں ہلاکت میں ڈال رہے ہو بلکل مت ڈرو ورنہ وہاں اپنی جان مت دو جب ان لوگوں نے بھی اس پر بھی توجہ نہ کی تو حضرت ثنی لڑائی میں مصروف ہو گئے حضرت عروہ اور ابو جحش نہایت مردانگی سے لڑتے رہے پھر حضرت ثنی زخمی ہو گئے اور ابو زید طائی عیسائی مارا گیا جو حیرہ میں کسی ضرورت سے حضرت ثنی کے پاس آیا تھا اور قومی جوش و انتقام سے ثنی کے ساتھ مل کر اہل فارس سے لڑ رہا تھا اس عرصہ میں پل دوبارہ درست کر دیا گیا اور حضرت ثنی دوسرے آدمیوں کے ساتھ لڑتے ہوئے درائے فرات عبور کر آئے آخر میں پل کے پاس سلیط بن قیس شہید ہو گئے۔ جب اس بات کا علم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ کو یہ بات بہت ناگوار گزری لیکن بہر حال آپ رضی اللہ عنہ نے سب کو معاف کر دیا۔ اس واقعہ میں مسلمانوں کا اس لحاظ سے بہت زیادہ نقصان ہوا کہ اس سے پہلے یہ انتھان نہیں ہوا تھا۔ چار ہزار آدمی شہید ہوئے ① یا ڈوب گئے دو ہزار بھاگ گئے اور تین ہزار باقی رہ گئے اور فارس کے چھ ہزار فوجی کام آئے۔

فارس والوں کی تقسیم لڑائی ختم ہونے اور ثنی کے دریا عبور کرنے کے بعد بہمن نے مسلمانوں کا تعاقب کرنے کے لئے دریا پار کرنے کا ارادہ کیا اور دوبارہ جنگ چھیڑ کر مسلمانوں کی کمزوری سے فائدہ اٹھانا چاہا لیکن یہ سن کر بدائن کی طرف لوٹ گیا کہ فارس والوں کے دواغروہ ہو گئے ہیں اور ان میں سے ایک نے فرز ان کے ساتھ ہو کر رستم کے خلاف بغاوت کر دی ہے۔ یہ واقعہ شعبان ۱۳ھ کا ہے۔

جہان اور مردان شاہ کی گرفتاری اور قتل: بہمن کے واپس جانے کے بعد جہان و مردان شاہ بھی اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے حضرت ثنی نے یہ خبر سن کر اپنی جگہ حضرت عاصم بن عمرو کو مقرر کیا اور چند سواروں کو لے کر جہان اور مردان شاہ کے سر پر پہنچ گئے ان دونوں نے سمجھا کہ یہ ہمارے لشکر کے لوگ ہیں تو وہ ان کے پاس آ گئے۔ انہوں نے ان دونوں کو گرفتار کر لیا۔ اہل فارس کو جب معلوم ہوا تو جوش و خروش کے ساتھ اپنے سرداروں کو چھڑنے کے لئے نکلے لیکن ثنی کو مستعد پا کر ٹھنڈے ہو گئے اور حضرت ثنی نے صلح کر لی لیکن انہوں نے صلح سے پہلے ان قیدیوں کو قتل کر ڈالا تھا۔

جنگ بویب اور جریرہ بن عبداللہ کی سرداری: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت ابو عبیدہ ثقفی کی شہادت اور مسلمانوں کی شکست سے مصعب ہو کر مسلمانوں کو حضرت ثنی بن حارثہ کی مدد پر ابھارنے لگے سب سے پہلے بحیلہ نے عراق کی طرف جانے پر رضا مندی ظاہر کی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مجاہد بن بحیلہ پر جریرہ ① بن عبداللہ کو مقرر کیا۔ یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے مختلف قبائل کو متحد اور جمع کیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سردار بنانے کا وعدہ فرمایا تھا لیکن اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی نوبت پیش نہ آئی اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کیوں کہ ان کا سہارا نہ نہ خلافت مرتدوں کے خاتمے میں صرف ہو گیا تھا یہاں تک کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے اس وعدہ کو پورا کیا اور حضرت ثنی کی مدد کے لئے عراق کی طرف روانہ کیا اس کے علاوہ عصمت بن عبداللہ انصاری کو ان کے ساتھیوں کے ساتھ ثنی کی کمک کے لئے بھیجی اور اسے توبہ کر کے آنے والے بھی ثنی کی مدد کرنے کی ہدایت کی رفتہ رفتہ حضرت ثنی کے پاس ایک بہت بڑی فوج جمع ہو گئے جس میں قبیلہ نمر کے عیسائی بھی شامل تھے۔ جو کہتے تھے کہ ہم اپنی قوم سے جنگ کریں گے۔ ②

فارسی افواج کی نقل و حرکت: انس بن بلال اس کے امیر تھے رستم اور فرز ان نے یہ خبر سن کر میران ہمدانی کو حیرہ کی طرف روانہ کیا حضرت ثنی

① ان مقتولوں میں عقبہ و عبداللہ پسران قطی بن قیس رضی اللہ عنہ تھے جو شریک احد ہوئے تھے اور انہیں کے ساتھ ان کے بھائی عباد رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے جو شریک احد نہیں ہوئے تھے قیس بن السکن بن قیس، یوزید نصاری بدوی اسی معرکہ میں شہید ہوئے تھے ان کے اعقاب باقی نہ رہے، یزید بن قیس بن اعظم انصاری بھی شہید ہوئے یہ شریک احد ہوئے تھے مدوہ بن کے، یوزید فراسی صبی اور حکم بن معود برادر ابو عبیدہ اور ان کے لڑکے جریر بن الحکم بن معود بھی شہید ہوئے۔ ② ابن اثیر نے لکھا ہے کہ جریر نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وعدہ کو پورا کرنے کا تقاضا کیا جس کا ذکر اس کتاب کے مؤرخ نے کیا ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں اپنے گورنروں کو حکم دیا کہ جتنے لوگ ہدایت میں بحیلہ کی طرف منسوب ہوتے تھے ان سب کو جریر کے پاس جمع کر دو۔ لہذا جب یہ لوگ جمع ہو گئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو عراق جانے کا حکم دیا لوگوں نے شام کے دور کی طرف جانے سے انکار کر دیا۔ تب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ انہیں نفیس نفیس خود عراق جانے کے لئے تیار ہوئے آخر کار طے یہ پایا کہ جریر اور ان کی قوم کو مال قیمت کے نفیس کا پتہ دینی حصہ دیا جائے۔ چنانچہ جریر اس امر پر راضی ہو گئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے رخصت ہو کر عراق روانہ ہوئے۔ ③ استدراک (شام اللہ)

ان دنوں قادیسیہ و خندان کے درمیان ٹھہرے تھے انہوں نے مہران کی آمد کا سن کر جریر عصمت اور ان سب لوگوں کی جوان کی مدد کے لئے آئے تھے بویب میں جمع ہونے کے بارے میں لکھا اور خود وہاں سے کوچ کر کے فرات کے کنارے کنارے کوفہ کے قریب بویب میں ٹھہرے ان کے بعد ہی بقیہ لشکر اسلام بھی آ گیا۔ مہران ہمدانی ان کی نقل و حرکت سے مطلع ہو کر فرات کے دوسرے کنارے پر ان کے مقابلہ میں آ ٹھہرا۔ مہران نے حضرت ثنی کو کہلا بھیجا کہ تم دریائے فرات عبور کر کے ہماری طرف آؤ یا ہمیں عبور کرنے کی اجازت دو۔ ثنی نے کہا تم خود عبور کر کے ہماری طرف آؤ۔ چنانچہ مہران اپنی فوج کے ساتھ دریائے فرات عبور کر کے ثنی کے مقابلہ پر آیا۔

لشکروں کی ترتیب۔ اس کے مینہ و میسرہ پر مردان شاہ ابن ازادہ اور حیرہ کامرزبان تھا اس لئے اپنے پورے لشکر کے تین گروپ بنائے تھے۔ ہر گروپ کے ساتھ ہاتھیوں کا ایک غول تھا سب سے آگے پیدل فوج تھی ان کے بعد ہاتھیوں کا غول تھا جن پر بڑے بڑے ہوشیار تیرانداز سوار تھے اور دائیں بائیں سواروں کے دستے تھے۔ حضرت ثنی نے بھی فریق مخالف کی تیاری دیکھ کر اپنے لشکر کو ترتیب دیا مینہ پر بشیر بن الخاصیہ کو میسرہ پر بشیر بن ابی رہم کو مقدمہ پر اپنے بھائی معنی کو پیدل فوجوں پر اپنے دوسرے بھائی مسعود کو اور ساقہ پر مذکور کو مقرر کیا۔

حضرت ثنی کا ایمان افروز خطاب: صفوں کی ترتیب کے بعد اسلام کے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہو کر لشکر اور اس کے سردار سے مخاطب ہو کر کہا مجھے امید ہے کہ اس کے بعد پھر ایسا دن آئے گا مجھے اس کی خوشی عید کے دن سے زیادہ ہے میرے دل میں اسلامی جوش اتنا بھرا ہوا ہے کہ اگر میں اکیلا ہوتا تو بھی اسلام کے دشمنوں کے سامنے سے نہ ہٹا افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ عرب ہو کر انجمنیوں سے ڈرتے ہو تمہارے انتظار میں رضوان ۱ نے جنت کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ بڑھو اور بڑھ کر اپنی مرادیں حاصل کرو۔ دیکھو آج کا دن ہاتھ سے نہ جانے پائے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل کرو بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کے راستہ میں صف بنا کر جم کر لڑتے ہیں۔

جنگ کی ہدایات: ... حضرت ثنی اتنی تقریر کرنے کے بعد کچھ دیر خاموش ہوئے لشکر اسلام کے جوش مردانگی کو ذہانت و فراست کی نظر سے دیکھتے رہے اس کے بعد پھر لوگوں کو مخاطب کر کے کہا ”تین تین بار تکبیر تھوڑے تھوڑے وقفے سے کہوں گا اس دوران تم لوگ نہایت تیزی سے دشمن پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ جب میں چوتھی بار تکبیر کہوں تو فوراً تم لوگ بھی تکبیر کہتے ہوئے حملہ کر دینا۔“

فارسی فوج کا حملہ: ... ثنی کی زبان سے پہلی بار لفظ ”اللہ اکبر“ پوری طرح سے نکلنے بھی نہ پائے تھے کہ فارس کے لشکر نے گھبرا کر اس بے ترتیبی سے حملہ کر دیا کہ دونوں گروہوں کے سوار پیدل دستے اور دوسرے سے مل گئے لڑائی سخت کے ساتھ جاری ہو گئی ثنی نے لشکر فارس کے قلب پر حملہ کیا جس میں مہران تھا۔ مہران مقابلہ نہ کر سکا ناکامی کے ساتھ پیچھے ہٹا اس کی مدد کے لئے ثنی آگے بڑھا لشکر اسلام کے میسرہ نے حملہ کر کے قلب کی مدد کرنے سے ان کو روکا۔ اور ان کے ساتھ لڑائی میں مصروف ہو گئے۔ لشکر اسلامیہ کا مینہ فارس والوں کے میسرہ پر حملہ کر رہا تھا ہر حملہ میں مجاہدین اسلام کے اللہ اکبر کے نعروں سے میدان جنگ گونج اٹھتا تھا اور فارس والے گھبرا گھبرا کر حملہ کرتے تھے۔ یہاں تک کی قوت و توانائی بھی ان کی مدد نہ کر سکی۔ اور وہ دو گ بے حواس ہو کر یوسانہ کوشش کرنے لگے۔

حضرت ثنی کی فتح بھری آواز: ثنی نے لشکر اسلام کو لکارا ”تم پر اللہ کی رحمت ہو کیا تم لوگ آج پھر مسلمانوں کو شرمندہ کرو گے۔ جی جان سے لڑو دیکھو تمہارے دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے ہیں، اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد۔ اے قبیلہ بکر والو! اپنے جھنڈوں کو بلند کرو اور اپنی تیز تلواروں کے سایہ میں دشمنوں کو پکڑ لو (ڈارمی پر ہاتھ پھیر کر فرمایا) اے عجل والو! اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو زیر کرنے میں جلدی کرو۔ کیا شرم نہیں آتی کہ تمہارے بھائی خاک و خون پر سو رہے ہیں۔ لشکر اسلام کا دل اس آواز سے بھر آیا سب نے پوری قوت سے اللہ اکبر کہہ کر نہایت زوردار حملہ کر دیا جس سے لشکر فارس میدان جنگ سے بھاگ نکلا ان کے سرداروں نے ان کو واپس لانے کی کوشش کی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا ثنی نے لشکر فارس کو ہارتے دیکھ کر آگے بڑھ کر پل کا راستہ روک لیا مسلمانوں کے سواروں نے ان کو بھگا بھگا کر قتل کرنا شروع کر دیا۔

مسلمانوں کی فتح: لڑائی ختم ہونے کے بعد گنتے سے معلوم ہوا کہ سوادى لشکر اسلامیہ کے شہید ہوئے ہیں اور تقریباً ایک لاکھ آدمی اہل فارس کے رہے گئے باقی جو کسی طرح بچ بچا کر بھاگ نکلے تھے ان کی گرفتاری کے لئے شئی نے ایک چھوٹا سا لشکر روانہ کیا جو ان کے قتب میں "سبب" تک گیا اور اس نے اس کو لوٹ لیا اس کے آس پاس کے قصبوں اور دیہاتوں کو تباہ و برباد کر دیا وہاں کے رہنے والوں کو رفقہ کرید و دین رات تک یہ لڑائی جاری رہی۔ اس لڑائی کے بعد سواد سے دجلہ تک کا سارا علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا اور فارس والوں نے مجبور ہو کر دجلہ پر کا علاقہ ان کے قبضے میں ہی رہنے دیا۔

جنگ ثانی انبار و لیس: اس واقعہ کے بعد حضرت شئی حیرہ میں بشیر بن الخصاصیہ کو چھوڑ کر سواد کی طرف بڑھے لیس نے (انبار کے ایک گاؤں میں) پڑاؤ ڈالا۔ اسی اعتبار سے اس جنگ کو غزوہ انبار ثانی وغیرہ لیس ثانی کے نام سے یاد کرتے تھے۔ اس مقام پر حضرت شئی کو جاسوسوں نے خزنفس و سوق بغداد پر حملہ کرنے کا مشورہ دیا۔ اور یہ بتایا کہ خزنفس زیادہ قریب ہے وہاں مدائن اور سواد کے تاجر آتے جاتے رہتے ہیں۔ ربیعہ ۱۱ قضاہ ان کی حفاظت کرتے ہیں شئی یہ سن کر اس دن تو خاموش رہا لیکن موقع پا کر عین بازار لگنے کے دن خزنفس پر چاٹک حملہ کر دیا۔ اور وہاں کے سارے لوگ اسباب کو غنیمت بنا کر انبار واپس آئے اور یہاں سے سامان سفر و جنگ درست کر کے ایک گائیڈ کو ساتھ لیا اور بغداد کی طرف رات ہی کو روانہ ہو گئے صبح ہوتے ہی اس کے بازار میں پہنچ کر حملہ کر دیا۔ سونا چاندی اور قیمتی قیمتی سامان جتنا قبضہ میں کر سکے لے کر انبار کی طرف لوٹ آئے۔

تغلب اور صفین پر حملہ: پھر مضارب غلی کورکان (پاکبائٹ) کی طرف روانہ کیا جہاں پر ایک جماعت تغلب کی رہتی تھی۔ لیکن مضارب کے پہنچنے سے پہلے تغلب والے رکان چھوڑ کر بھاگے جا رہے تھے اتنے میں مضارب ان کے پچھلے حصے پر حملہ آور ہو گئے ان میں سے اکثر کو قتل کر دیا جب یہ لوگ انبار کی طرف وئے تو فرات بن حبان تغلبی اور عتبہ بن نہاس قبائل تغلب پر شب و خون مارنے کے لئے صفین کی طرف بڑھے پھر خود حضرت شئی بنی قریظہ ان دونوں کے بعد روانہ ہوئے لیکن صفین نے ان کے پہنچنے سے پہلے ہی تغلب بھاگ گئے تھے۔ اس وجہ سے حضرت شئی بنی قریظہ فرات عبور کر کے جریرہ کی طرف چلے گئے۔

اہل خفان پر حملہ: جریرہ میں پہنچ کر حضرت شئی اور ان کے ساتھیوں کو رسد نہ پہنچنے اور زادراہ کے ختم ہونے سے سخت تکلیف ہوئی بھوک کی یہ نوبت ہو گئی کہ ان لوگوں نے سوار یوں کے جانوروں کو ذبح کر کے کھانا شروع کر دیا۔ اتفاق سے اہل خفان کا ایک قافلہ آ گیا جس پر ان لوگوں نے حملہ کر کے سوٹ سب اس کے محافظوں میں سے ایک نے قبیلہ تغلب کی جگہ کا پتہ بتا دیا۔ حضرت شئی بنی قریظہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسی دن ان پر حملہ آور ہوئے جنگ کو جنگجو قتل کیا اور عورتوں اور بچوں کو قید کر کے مال و اسباب جو کچھ تھا اس کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ تغلب کا یہ قبیلہ وادی روہجہ میں تھا بنو ربیعہ نے جو شکر اسہام میں تھے اپنے حصے کے عوض اپنے قیدیوں کو خرید کر آزاد کر دیا۔

بھگنے والوں کا تعقب: اس کے بعد حضرت شئی بنی قریظہ یہ معلوم کر کے جن کے شہروں پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا ہے ان کے رہنے والے و جدہ

۱۱ محمد بن سواد میں معرکہ میں شہید ہوئے حضرت مسعود بن اور شئی اور خالد بن ہلال وغیرہ تھے۔ شئی نے جنگ ختم ہونے کے بعد شہداء کو جمع کرا کے ان پر نماز پڑھی اور ان کو دفن کرایا مسلمانوں نے عجیبوں کے بہت سے بھیڑ بکریاں اور کھانے پینے کی اشیاء پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس میں سے کچھ ان لوگوں کے اہل و عیال کے بھی کھانے کو روانہ کیا جو مدینہ سے لڑنے کے لئے آئے تھے اور وعدہ کے مطابق چوتھائی خمس جریرہ کو دیا۔ اہل فارس کا نامی گرامی سرور مہران سپہ سالار افواج فارس بنی تغلب میں سے ایک کم عمر عیسائی لڑکے کے ہاتھ سے مار گیا۔ لڑکا مہران کو قتل کر کے اس کے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور اس کے سامان پر اپنا قبضہ کر لیا۔ لیکن شئی نے یہ فیصلہ کیا کہ مہران کا سامان اس کے سردار کو دے دے۔ گھوڑا اور جنگلی سحر اس لڑکے کو دیا۔ فتوح اسبدین میں لکھا کہ مہران کو جریرہ بن عبد اللہ اور منذر بن احسان بن ضمر نے مارا تھا۔ مہران کے قتل کے بعد دونوں میں جھگڑا ہو۔ جریرہ کہتے تھے کہ میں نے مہران کو مارا ہے اس کا سار سامان مجھے ملنا چاہیے اور منذر کا دعوہ تھا کہ میں نے اس کو مارا ہے۔ اس کے مال و اسباب کو مالک ہوں جب جھگڑا زیادہ بڑھا تو یہ فیصلہ ہوا کہ منذر کو اس کا گھڑا اور سامان دیا گیا اور جریرہ کو اس کے اسلحہ و جنگ ملے۔ ۱۲ ان جاسوسوں میں سے ایک انباری تھا جس نے بازار خزنفس کی طرف رہنمائی کی تھی اور دوسرے حیرہ کی طرف رہنمائی کی تھی۔ حضرت شئی نے ان لوگوں سے پوچھا کہ کیا "یہ دونوں مقامات کتنے قاصدے پر ہیں"۔ جاسوسوں نے جواب دیا ایک دن کی مسافت پر دونوں واقع ہیں حضرت شئی نے کہا ان دونوں میں سے کون جلدی اور آسانی سے ہاتھ آ جائیگا انہوں نے کہا خزنفس۔ ۱۳ کزنفس ربیعہ و قضاہ کے ٹھیکے میں تھا ان کے سواروں کے دود تے یہاں حفاظت کے لئے رہتے تھے۔ ربیعہ کے رستہ پر سلیم بن قیس تھا اور قضاہ کے سواروں پر ادانس بن دیرہ حاکم تھا لشکر اسلام نے ان پر بھی حملہ کیا۔ اور ان کے مال و محفوظ کون سے چھین لیا۔

کی طرف جارہے ہیں تعاقب میں روانہ ہوئے۔ مہمنہ پر نعمان بن عوف شیبانی کو، میسرہ پر مطر شیبانی کو اور مقدمۃ الجیش پر حزیفہ بن محسن خلفانی کو مقرر کیا تکریت میں جنگ ہوئی۔ لشکر اسلام نے ان کو اور تکریت والوں کو لوٹ لیا کامیاب ہو کر انبار واپس آیا۔ عقبہ اور فرات جو صفین کی طرف گئے تھے انہوں نے نمر و تغیب پر صفین نے رات کے وقت حملہ کیا ان کے آدمیوں کی ایک بڑی تعداد نے پانی میں ڈوب کر جان دے دی۔ جو باقی رہے ان کو عقبہ و فرات نے قتل کر ڈالا یا گرفتار کر لیا۔ ان واقعات سے مسلمانوں کا رعب فارس والوں کے دل پر چھا گیا اور ان کی حکومت کا دربار فرات اور دجلہ کے درمیان موجھیں مارنے لگا۔ اور ان کے ہتھیاروں کے ٹکس فرات و دجلہ کی لہروں میں دکھائی دینے لگا۔

جنگ قادسیہ ①۔ جس وقت لشکر اسلام سواد میں فارس والوں کو مسلسل شکست دے رہا تھا اور رستم اور فیروزان میں آپس میں اختلاف پڑا ہوا تھا اس وقت فارس کے سردار جمع ہو کر ان دونوں کے پاس گئے اور یہ کہا تم دونوں کے اختلاف سے ہم لوگ ہلاک ہو رہے ہیں تمھاری وجہ سے ہم لوگ ذلت و خواری میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ تم دونوں آدمی اگر متفق ہو جاتے ہو تو بہتر ہوتا ورنہ ہم پہلے تم سے لڑیں گے بعد میں اپنے دشمنوں سے لڑ کر اپنی جان دیں گے۔ عرب کے وحشی قومیں کہاں تک بڑھ آئی ہیں۔ بغداد کو لوٹا تکریت پر حملہ کیا ان دونوں کے بعد باقی کیا رہ گیا؟ صرف مدین! وہ بھی ایک نہ ایک دن ان کی نذر ہو جائے گا۔

یزدگرد کی تخت نشینی:۔ رستم اور فیروزان اس تقریر کو سن کر قائل ہو گئے دونوں فارس کے سرداروں کے ساتھ توران کے پاس گئے۔ اور اس سے خاندان کسریٰ میں سے کسی مرد کو بادشاہ بنانے کی درخواست کی چنانچہ خاندان کسریٰ کی سب عورتیں جمع کی گئیں اور ان سے دھمکی دے کر معلوم کیا جانے لگا کہ کسریٰ کی اولادوں میں سے کوئی زندہ ہے تو بتاؤ۔ تو ان میں سے کسی نے بتایا کہ خاندان کسریٰ میں ایک نو عمر لڑکے یزدگرد یزدگرد کے سوا اور کوئی باقی نہیں رہا۔ یہ لڑکا شہر یار بن کسریٰ کی اولاد میں سے ہے۔ اس کی ماں نے اپنے بھائی کے پاس اس کو چھپایا ہوا ہے یہ اس زمانہ سے اس کی حفاظت میں ہے جس وقت کہ شیروہ نے اپنے باپ کی اولاد کو قتل کرنا شروع کیا تھا۔ رستم اور فیروزان نے یہ سن کر اس کی ماں سے پوچھا اور یزدگرد کو اس کے ماموں کے پاس لائے اس وقت اس کی عمر اکیس سال تھی۔ اور اس کو تخت فارس پر بٹھایا ② یزدگرد نے تخت نشین ہونے کے بعد اپنے ملک کے کل مرزبانوں کو بلا کر ملک و رعایا کی حفاظت کی سخت تاکید کی۔ نامی گرامی تجربہ کار سپہ سالاروں کو حدود حیرہ ایلہ اور انبار کی حفاظت کے غرض سے بری بڑی فوجوں کے ساتھ روانہ کیا۔ ثنی بن حارث نے دار الخلافہ میں ان واقعات کی اطلاع دی دار الخلافہ سے آپ تک اس کا کوئی جواب نہیں آیا تھا کہ اہل سواد نے وعدہ شکنی کی ثنی بن حارث نے ان کی سرکوبی کے ارادے سے خروج کر کے ذی قار میں قیام کیا اور پورا لشکر اسلام طف میں ٹھہرا رہا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جواب:۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس جس وقت ثنی کی لکھی ہوئی جنگی صورت حال پہنچی اس وقت سے انہوں نے ثنی کی مدد کا انتظام شروع فرمایا۔ ثنی کو لکھا کہ تمھارے پاس جتنے عراق و عرب کے مسلمان ہیں ان کو لے کر تم لشکر فارس پر حملہ کرو اور ربیعہ و مضرب والوں کو بھی کسی نہ کسی طرح اپنے ساتھ بلا لو۔ ثنی رضی اللہ عنہ یہ فرمان ملنے کے بعد تمام قبیلہ عرب کو جو ان کے پاس تھے جمع کر کے جل ③ میں آ کر ٹھہرے۔ پھر یہاں سے کوچ کر کے ملک کے انتظار میں عصبی (جبل بصرہ) پر جا کر مقیم ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ثنی کے پاس حکم بھیجنے کے بعد اپنے سب گورنروں ④ کو ایک گشتی پیغام بھیجا اور ان سے سواروں، پیادوں، سواروں، اسلحہ سپہ سالاروں اور جنگجو جوانوں جو فارس کے جہاد کے لئے طلب کیا لہذا جو مدینہ و عراق کے آدھے راستہ پر تھے وہ مدینہ میں آ گئے اور جو عراق کے قریب تھے وہ ثنی سے جا ملے یہ واقعہ ماہ ذوالقعد ۳۵ھ کا ہے اسی سن کے ماہ ذوالحجہ میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حج کو گئے۔

① جنگ قادسیہ تاریخ اسلام میں ایک نہایت اہم واقعہ ہے۔ ② دیکھیں (تاریخ طبری جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۷۷) اور (تاریخ الکامل، ابن اثیر جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۹۵)۔

③ سمان نامی اس جگہ کے قریب ایک جگہ ہے اس کے اور واقعہ کے درمیان آٹھ میل کا فاصلہ ہے۔ (معجم البلدان)۔ ④ اس سنہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے گورنروں کی تفصیل یہ تھی مکہ میں (۱) عثمان بن اسید رضی اللہ عنہ طایف (۲) عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ یمن میں (۳) علی بن مدیہ رضی اللہ عنہ عمان دیمان میں (۴) حدیفہ بن محسن رضی اللہ عنہ بحرین میں (۵) ملاہ بن الحضر رضی اللہ عنہ شام میں (۶) ابوبعیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کوفہ اور جو بلاد اس طرف کے مفتوح ہوئے تھے (۷) ثنی بن حارث رضی اللہ عنہ اور سب ممالک اسلامیہ کے قاضی القضاۃ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حج سے واپسی اور صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ: حج سے واپس آنے کے بعد جس وقت غازیہ نے سد مہاسی سے مدینہ آ کر جمع ہو گئے اس وقت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کو امیر مقرر کر کے چشمہ ضرار پر آٹھبرہ مقدمہ انبیش پر حضرت طلحہ مہینہ و میسرہ پر حضرت عبدالرحمن وزیر تھے تو ان لوگوں کو یہ معلوم تھا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس مقصد ارادے سے خروج کیا تھا ورنہ میں کسی کو پوچھنے کی ہمت و جرات پڑتی تھی۔ خاموشی کا علم سب پر چھایا ہوا تھا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا۔ کہاں کا ارادہ ہے مگر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کوئی جواب نہ دیا مسلمانوں کو جمع کر کے عراق کی طرف جانے کے بارے میں مشورہ مانگا سب نے بال اتفاق جانے کے لئے وہی اس مشورے کے بعد اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اباب حل و عقد حضرت عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمن رضی اللہ عنہم مشورہ کے لئے بدئے گئے ان بزرگوں نے کہا ”مناسب یہ ہے کہ آپ مدینہ میں قیام کریں اور لشکر اسلام پر کسی کو صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مقرر کر کے عراق کی طرف روانہ کریں اگر اس کو کامیابی حاصل ہوگی تو نور علی نور ورنہ اور کسی دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ کو لشکر لے کر روانہ کیجئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فتح نصیب فرمائے اور دشمنان دین کو ہلاک کرے اس طرح دشمنوں پر زیادہ اثر پڑے گا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس رائے کو قبول کیا اور حضرت سعد بن ابی وقاص کو اس کام کے لئے منتخب فرمایا۔ سعد بن ابی وقاص ان دنوں بوازن صدقات کی وصولی پر متعین تھے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے طلحہ کا خط روانہ کیا اور جنگ عراق کا سپہ سالار اعظم بنی ہاشم کو روانگی کا حکم دیا۔ روانگی کے وقت چند کلمات بطور نصیحت ارشاد فرمائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نصیحت: آپ نے فرمایا اے سعد بن ابی وقاص تم کو اللہ تعالیٰ سے یہ خیال بے پروہ نہ کروے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں ۱ اور ان کے صحابی ہو۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں دور کرتا بلکہ برائی کو نیکی سے دور کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی میں متفق ہونے کے سوا نسب کے اعتبار سے کچھ فرق نہیں ہے اس کے نزدیک ساری مخلوق برابر ہیں اور مذہب و دین کے اعتبار سے مختلف ہیں اللہ تعالیٰ سب کا پالنے والا ہے اور یہ سب اس کے بندے ہیں ہاں نیک اعمال سے ایک دوسرے پر فضیلت دی جاتی ہے اور اطاعت کے ذریعہ سے اس کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ لہذا انہیں باتوں کو پیش نظر رکھنا جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے اور انہیں امور کو ضروری سمجھنا جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمایا ہے تم کو سب توکل ۲ اختیار کرنا چاہیے۔

عراق کی طرف روانگی: اس تقریر کے ختم کرنے کے بعد سعد بن ابی وقاص کو چار ہزار مجاہدین اسلام کے ساتھ عراق کی جانب روانہ کیا حمیضہ بن نعمان بن حمیضہ ”بارق“ پر عمرو بن معدیکرب و ابو سہرہ بن ابی رہم ”مزحج“ پر یزید بن الحارث صدائی ”عذرة“ پر حبیب، مسلمہ اور بشر بن عبد اللہ، ہدالی قیس ”عیلان“ پر، اور حصین بن نمیر و معاویہ بن خدیج سکون اور کندہ پر افسر بنائے گئے۔ پھر حضرت سعد کی روانگی کے بعد دو ہزار یمانی، دو ہزار نجدی سپاہیوں کو روانہ فرمایا جس وقت سعد بن ابی وقاص ”بزرود“ پہنچے اس وقت ثنی بن حارثہ کی وفات کی خبر ان کو ملی اور یہ بتایا گیا کہ ثنی نے بوقت انتقال بشیر بن الخ صیہ کو امیر مقرر کیا ہے ان کے ساتھ آٹھ ہزار فوج تھی پھر جب یہاں سے آگے بڑھے تو تین ہزار سپاہیوں سے بنی اسد خزن و سیطہ کے درمیان حضرت سعد سے آملے جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے لکھنے کے مطابق سعد کے انتظار میں اس مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ پھر جب حضرت سعد اس مقام سے روانہ ہو کر سیراف پہنچے تو یہاں اشعث بن قیس اپنے قبیلہ کے دو ہزار غازیوں کو لے کر حاضر ہوئے یہاں حضرت ثنی کے بھائی معنی بن حارثہ شیبانی ان سے آکر ملے اور ثنی کی ضروری ہدایتیں جو انہوں نے انتقال کے وقت کہیں تھیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بتائیں کہ یہ سیراف ہی میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے لشکر کا جائزہ لینے اور لشکر کو مرتب کرنے کا حکم بھیجا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کا جائزہ لیا تو غازیہ نے اسلام کی تعداد تیس ہزار پہنچ گئی تھی انہوں نے ہر دس دس آدمیوں پر ایک ایک تجربہ کار شخص کو مقرر کیا سرداری کا جھنڈا ان کو عطا کیا جو سابق سلام صلی اللہ علیہ وسلم تھے ہر اول، ساقہ، میمنہ، میسرہ پیادوں سواروں پر الگ الگ سردار مقرر کئے۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل کے ذریعے آسانی سے معلوم کی جاسکتی ہے۔

۱ حضرت سعد حمیضہ کے والد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نانا ”وہب“ کے بھائی تھے۔ اس رشتے سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں ہوتے تھے۔ ثناء اللہ۔

۲ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وصیت تاریخ طبری جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۲۸۳ اور (معجم البلدان اور ابن اثیر جلد نمبر ۲ صفحہ ۹۷)

حصہ	نام	مختصر کیفیت
-----	-----	-------------

مقدمہ یعنی ہراول حضرت نہرہ بن عبداللہ بن قنادہ رضی اللہ عنہ ایام جاہلیت میں یہ بحرین کے بادشاہ تھے اور اپنی (ہراول دستہ) قوم کی طرف وفد لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تھے اور اسلام لانے تھے۔

میزنہ (الشکر کا دایاں حصہ) حضرت عبدال بن العتم رضی اللہ عنہ صحابی تھے۔

میسرہ (الشکر کا بایاں حصہ) حضرت شرجیل بن السمط کنذی رضی اللہ عنہ ایک نوجوان دلیر شخص تھے مردوں کی لڑائی میں انہیں خوب شہرت ملی۔

ساقہ (الشکر کا پچھلا حصہ) حضرت عاصم بن عمرو التمیمی رضی اللہ عنہ یہ قحطاع بن عمرو کے بھائی ہیں جو صحابی ہیں

طایع (چترول) موبائل دستہ حضرت سواد بن مالک تمیمی رضی اللہ عنہ اس جنگ میں یہ پہلے ایک سریہ کے سردار بنائے گئے تھے پھر طلائع پر مقرر ہوئے

بجرد (بے مقدمہ فوج) حضرت سلمان بن ربیعہ باہلی رضی اللہ عنہ یہ شام کی فتوحات میں بھی شریک ہوئے ہی ۳ھ سے پہلے انتقال ہو گیا۔

پیدل حضرت جمال بن مالک الاسدی رضی اللہ عنہ

اونٹ سوار حضرت عبداللہ بن ذی السمین رضی اللہ عنہ

قاضی و خزائن حضرت عبدالرحمن بن ربیعہ باہلی رضی اللہ عنہ مال غنیمت کا جمع کرنا اور تقسیم کرنا بھی ان کے سپرد تھا

رائد یعنی رسد وغیرہ کا بندو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں جو فارس کے رہنے والے تھے۔

بست کرنے والا

مترجم حضرت ہلال بھری رضی اللہ عنہ

کاتب سرکاری زیاد بن ابی سفیان یہ تمام امور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم اور مشورے سے طے پائے تھے۔

حضرت سعد کو اہم ہدایت: حضرت سعد نے لشکر کی ترتیب سے فراغت حاصل کرنے کے بعد ثنی کے لئے دعائے مغفرت کی ان کے بھائی مغنی کو ان کی سرداری پر بحال رکھا اور ان کی بیوی سلمیٰ سے نکاح کر لیا۔ ابھی سیراف سے آگے نہ بڑھنے پائے تھے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک دوسرا فرمان آپہنچا جس میں انہوں نے قادیسیہ کی طرف بڑھنے کو لکھا تھا اور یہ لکھا تھا کہ تم قادیسیہ میں اپنے مورچے ایسے مقام پر بناؤ کہ آگے تمہارے فارس کی زمین ہو اور پیچھے تمہارے عرب کے پہاڑ ہوں اگر اللہ تعالیٰ تم کو فتح نصیب کرے تو جتنا چاہو بڑھتے چلے جاؤ اور اگر اس کے برعکس ہو تو پہاڑوں پر چلے آنا اور پھر ان کے رنگ ڈھنگ دیکھ کر حملہ کر دینا۔ حضرت سعد نے اس ہدایت کے مطابق سیراف سے کوچ کیا اور آہستہ آہستہ قادیسیہ کے ارد گرد نظر ڈالتے ہوئے آگے بڑھے زہرہ بن عبداللہ نے جو ہراول کے سردار تھے۔ ایک سریہ ① بکر بن عبداللہ لیشی کے ماتحتی میں۔ حیرہ کی طرف روانہ کیا۔

شاہی بارات پر حملہ اور شیرزاد کی موت: جس وقت بکر بن عبداللہ لیشی سلمین سے آگے بڑھے۔ کچھ شور و غل اور راگ بجے کی آواز سن کی دی سن کر ٹھہر گئے یہاں تک کہ وہ لوگ قریب آ گئے۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ آزاد مرد بن آزاد بہ مرزبان حیرہ ک بہن حنین کے یہاں شادی کے بعد رخصت کر کے بھیجی جا رہی ہے کہ بکر بن عبداللہ نے موقع پا کر شیرزاد نے اسی میدان میں تڑپ کر جان دے دی۔ بکر بن عبداللہ اور ان کے ساتھیوں نے دہن کو آزاد غورتوں اور ایک سولونڈیوں کے ساتھ گرفتار کر لیا۔ مال و اسباب کی کوئی انتہا ہی نہیں تھی۔ نہ اس کی قیمت سادہ دس عرب جان

① اس سریہ میں تیس مشہور جنگجو آدمی تھے دوسرے مؤرخوں نے لکھا ہے کہ یہ سریہ مذہب سے روانہ کیا گیا تھا اور سعد نے سیراف سے کوچ کر کے مذہب میں ڈیرے ڈالے تھے اور یہاں بل فارس کا میگزین رہتا تھا اور وہ بلا جہال و قتال ان کے ہاتھ مفت آ گیا۔

سکتے تھے صبح کے وقت بکر بن عبد اللہ ولہن دوسری عورتوں اور مال و اسباب سمیت عذیب ① پہنچے حضرت سعد نے مال غنیمت مسلمانوں کو تقسیم کر دیا اور یہاں سے کوچ کر کے قادیسیہ پہنچے اور اپنے مورچے ”قطرہ کے پہاڑوں“ متیق و خندق کے درمیان قایم بنائے قدیس اس مقام سے شیب میں یک میل کے فاصلے پر تھا۔

یزدجرد کا سپہ سالاروں سے مشورہ: سعد بن ابی وقاص تقریباً ② دو مہینہ تک فاری لشکر کے انتظار میں ٹھہرے رہے لیکن کوئی فوج مقابلہ پر نہ آئی۔ دوران قیام جب رسد و غلہ کی ضرورت ہوتی تو مسلمان سپاہی کسک اور انبار کے درمیان مواضع پر حملہ کر کے اپنی ضرورت کی چیزیں چھین لیتے تھے ویسا قدرتی طور پر یہ مقامات لشکر اسلام کے لئے رسد غلہ اور بھیڑ بکریوں کی فراہمی کے لئے کمسٹریش کمپ مقرر کئے گئے۔ آہستہ آہستہ اس کی شکایت یزدجرد تک پہنچی گئی اور اسے یہ بتلایا گیا کہ حیرہ و فرات کے درمیان لشکر اسلام نے حملہ کیا ہے۔ اس کے آداب و مضامین کو دیران کر دیا ہے ان مقامات کو انہوں نے قتل و غارت کامیدان بنا رکھا ہے اگر شہنشاہ اس کی روک تھام کی طرف توجہ کرتا تو خیر و نہ ہم لوگ عرب کی اعانت قبول کر میں گے یزدجرد نے رستم اور اراکین حکومت کو طلب کر کے مشورہ کیا رستم نے کہا: مناسب یہ ہے کہ اہل عرب کی سرکوبی کے لئے بہت سے سرداروں کی ہتھی میں کئی لشکر روانہ کئے جائیں جلد بازی کر کے ایک ہی بار ایک لشکر عظیم بھیج دینا خلاف مصلحت ہے ایک لشکر کا شکست کے بعد دوسرے لشکر کا مقابلہ کرنا زیادہ آسان ہے بجائے اس کے کہ ایک بار ہی شکست اٹھائی جائے۔ یزدجرد نے جواب دیا نہیں معرکہ جنگ میں تیرا جہاں بہت ضروری ہے تو جہاں دیدہ اور تجربہ کار ہے عرب کے ساتھ لڑنے بھڑنے کے تجھے بہت مواقع ملے ہیں۔ تھوڑی تھوڑی فوج بھیج کر لڑانا اور ان کو شکست کے بعد اور فوجوں کو بھیجنا حکومت کی توہین ہے جب تک قادیسیہ کا میدان سواروں اور پیدل فوج سے نہ بھر دیا جائے اور ان پر اچانک دندان شکن حملہ نہ کیا جائے اس وقت تک عرب لچی جنگی قوت میں اپنے افعال و حرکات سے باز نہ آئیں گی۔

فاری لشکر کی روانگی: رستم نہ چاہتے ہوئے بھی روانہ ہوا اور ساباط میں اپنے لشکر کو مرتب کرنے لگا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے ان واقعات کی اطلاع دربار خلافت میں کی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے لکھ بھیجا۔ اہل فارس کی جنگ کی تیاری سے تم پریشان نہ ہو دوران کی کثرت سے نہ ذرا اندھ تعاد سے مدد مانگتے رہو اور اسی پر بھروسہ کرو اور جنگ سے پہلے چند آدمیوں کو حوثقل مندو ذہین اور بحث مباحثہ کرنا جانتے ہوں شاہ فارس کے پاس دعوت اسلام کے لئے بھیج دو اللہ تعالیٰ اس کا بھی وبال انہی پر ڈالے گا۔

تبلیغی وفد اور اس کا بدبہ: چنانچہ حضرت سعد نے چند آدمیوں کو یزدجرد کے پاس روانہ کیا ان میں (۱) نعمان بن مقرن (۲) قیس بن زرارہ (۳) اشعث بن قیس (۴) فرات بن حبان (۵) عاصم بن عمرو (۶) عمرو بن معد کرب (۷) مغیرہ بن شعبہ (۸) شعی بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھے یہ لوگ عربی گھوڑوں پر سوار کوڑے و نیزے ہاتھوں میں لئے تلوار گلے میں لٹکائے کندھوں پر چادریں ڈالے اپنے لشکر گاہ سے نکل کر رستم کو چھوڑتے ہوئے سیدھے یزدجرد کے دربار شاہی کی طرف روانہ ہوئے راستے میں جس طرف سے گزرتے تھے ایک بھیڑ لگ جاتی تھی۔ رعب و دواب کا یہ حال تھا کہ کوئی شخص انگلی سے بھی اشارہ نہ کر سکتا تھا گھوڑے اگر چہ زین کے بغیر تھے لیکن رانوں سے نکلے جاتے تھے۔

وفد کی کارروائی: یزدجرد نے ان لوگوں کے آنے کی خبر سن کر اپنے دربار کو آراستہ کیا امراء و وزراء اراکین حکومت اور رستم کو جمع کر کے ترجمان کے ذریعہ سے دریافت کیا تم لوگ کس وجہ سے ہمارے شہروں پر حملہ کر رہے ہو اور کس چیز نے تم کو لڑائی پر ابھارا ہے؟ اس کی یہی وجہ ہے کہ ہم تمہاری سرکوبی سے ان دنوں غافل ہو گئے تھے۔ نعمان بن مقرن نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا ”اگر تم لوگ جواب دے سکتے ہو تو ہم اللہ جواب دو، ورنہ مجھے اجازت دو کہ میں ان کو جواب دوں“ ساتھیوں نے کہا بہتر ہے تم یہ جواب دو۔

حضرت نعمان بن مقرن کا خطاب: نعمان نے ترجمان سے مخاطب ہو کر کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا ہے اور ہماری ہدایت

① قادیسیہ اور مغیرہ کے درمیان ایک جگہ ہے وہاں ایک چشمہ ہے جس کی وجہ سے اس جگہ کا نام عذیب پڑ گیا اس کے اور قادیسیہ کے درمیان ۴ چار میل کا فاصلہ ہے۔ (معجم البلدان)

② عربی نسخہ میں ایک مہینہ کا ذکر ہے۔

کے لئے اپنے پیغمبر ﷺ کو بھیجا کہ جس کی یہ صفتیں ہیں انہوں نے ہم کو اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف بلایا۔ لہذا بعض لوگوں نے اس کو قبول کیا اور بعض نے قبول نہیں کیا۔ اس نے ہم کو اسلام کے مخالفوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا اور طرح سے یا تو جزیہ دے کر یا اسلام قبول کر کے ہمارے ساتھ ہو گئے رفتہ رفتہ ہماری تعداد بڑھ گئی اور ہم اس کی بھلائی اور فضیلت جان گئے جس کو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے لائے تھے اس کے بعد اس نے ہم کو ان لوگوں پر جہاد کرنے اور دین حق و انصاف کی طرف بلانے کا حکم دیا جن کے ملک ہمارے ملک عرب سے ملے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اگر تمہارے دین کو قبول کرنے سے انکار کرو گے تو تمہاری ذلت کا یہ سامان ہوگا کہ تم کو جزیہ دینا پڑے گا اور اگر اس سے بھی انکار کرو گے تو ہم تم سے بری طرح پیش آئیں گے۔ یزید جو اس تقریر سے بہت الجھن ہوئی لیکن ضبط کر کے پھر ترجمان کے ذریعہ سے کہا ”میرے نزدیک روئے زمین پر کوئی گروہ تم سے زیادہ جنگلی، بے تربیت، وحشی، چھوٹا سا اور بدتمیز اور بداخلاق نہیں ہے۔ تمہیں یاد ہوگا کہ جب تم لوگ شرارت و سرکشی پر آمادہ ہوتے تھے تو تم پر ہم تمہارے آس پاس کے قصبوں و دیہات کے زمینداروں کو حکم کر دیتے تھے اور وہ تمہاری سرکوبی کر دیتے تھے تم لوگ فارس کا لالچ نہ کرو اگر تم کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو بیان کرو ہم تم کو کھانے کو دیں گے پہننے کو کپڑے دیں گے اور تمہارا ایسے شخص کو حکمران بنائیں گے جو تمہارے ساتھ نرمی و احسان سے پیش آئے گا۔“

حضرت قیس بن زرارۃ کا خطاب: ... نعمان اس تقریر کا جواب نہ دینے پائے تھے کہ قیس بن زرارہ بول اٹھے۔ اور یہ رؤسا اور شرفاء عرب ہیں۔ شرفاء عرب ایسی فضول باتوں کا جواب دینے سے شرم کرتے ہیں میں اس کا جواب دیتا ہوں یہ لوگ اس کی تصدیق کرتے جائیں گے تو نے جو عرب اور اہل عرب کی حالت بیان کی ہے وہ تو اس سے بھی کئی گناہ بری حالت میں تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا فضل و احسان کیا کہ ان کی ہدایت کے لئے نبی کو بھیجا جس نے ان کو سیدھے راستے کی ہدایت کی دین مبین کے مخالفین کو زیر کیا اور پوری روئے زمین پر فتح دینے کا وعدہ کیا ہے۔ لہذا تو ذلت و خواری قبول کر کے جزیہ دینا منظور کر، ورنہ یہ تلوار ہے جو ہمارے اور تیرے درمیان میں قطعی فیصلہ کرنے والی ہے۔ یہ تو خدا کو اسلام قبول کر کے بچائے یزید جرد کا غصہ اس تقریر سے بھڑک اٹھا آنکھیں سرخ ہو گئیں چہرہ کارنگ تبدیل ہو گیا تھوڑی دیر تک غصہ میں خاموشی کی حاست میں بیٹھا رہا پھر اپنے ہونٹوں کو چبا کر بولا یزید کی قسم ہے اگر مجھ سے پہلے کسی نے سفیروں کو قتل کیا ہوتا تو اس وقت تم لوگوں کو مار ڈالتا۔

یزید گرد کا فرس کی مٹی مسلمانوں کو دینا: ... پھر یزید جرد نے اپنے خادم سے ایک ٹوکری مٹی منگوا کر کہا۔ اس کو ان کے سردار کے سر پر رکھ کر مدائن کے باہر نکال دو۔ پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر بولا اس کو تم اپنے سردار کے پاس لے جاؤ اور اس سے یہ کہہ دو کہ یہ ہمارے ملک سے یہ مل ہے میں بہت جلد رستم کو تمہاری سرکوبی کے لئے بھیجتا ہوں جو تم سب کو قادیسیہ کی خندق میں دفن کرے گا اس کے بعد وہ تمہارے ملک کو ساہور سے زیادہ پامال کرے۔ عاصم یہ سن کر اٹھ کھڑے ہوئے اور مٹی کی ٹوکری اپنے کندھے پر اٹھا کر بولے میں اس گردہ کا سردار ہوں پھر اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہا: چلو خود کسرائے فارس نے اپنی زمین ہم کو دے دی۔ عاصم اور ان کے ساتھی دربار سے نکل کر اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور مٹی کی ٹوکری لئے ہوئے سعد کے پاس پہنچے۔ سارا قصہ بیان کر کے کہا مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے ان کے فلک کی مٹی ہم کو مرحمت فرمائی۔

سفیران اسلام سے کسریٰ کی حیرانی: ... یزید جرد کے امراء اور حاضرین دربار کو سفیران عرب کی گفتگو اور ان کی مٹی اٹھا کر خوشی خوشی روانہ ہونا نہایت شاق گزرا اور اس سے وہ لوگ فکر مند اور غم زدہ ہو گئے رستم ان کی باتوں اور بلند خیالی سے حیران ہو گیا۔ یزید جرد نے تھوڑی دیر کے بعد مہر سکوت توڑ کر کہا ”میں نے عرب میں ان لوگوں سے زیادہ کسی کو احمق نہیں دیکھا ہے انہوں نے یہ اچھا خیال قائم کر لیا ہے کہ ان کو ساری روئے زمین پر قبضہ مل جائے گا اور اس وجہ سے ان کو سردار نے مٹی کی ٹوکری اپنے کندھے پر رکھ لی۔ رستم نے جواب دیا، اے خداوند یہ لوگ بڑے عالم خیال و ذی عقل ہیں ان لوگوں نے مٹی سے اپنے نیک فالی اور آپ کی بد فالی مراد لی ہے۔ یزید جرد کو اس نے کچھ جواب نہ دیا اور رستم کو ان لوگوں کے بعد ہی حیرہ کی طرف بڑھنے کا حکم صادر کر دیا۔

لشکر اسلام کی غنیمت: سفیروں کی روانگی کے بعد کھانے پینے کی چیزوں کی محسوس ہوئی۔ سواد بن مالک تمیمی فرائض پر رات کے وقت چھپے ہوئے دو کرتیں سوچ نوروں کو گرفتار کر لائے جس میں خچر بھی تھے۔ گدھے بھی تھے، بکریاں بھی تھیں اور گائے اور بیل تھے۔ صبح کے وقت سواد بن مالک ان

موشیوں کو لئے ہوئے اسد جی لشکر گاہ میں آئے۔ سعد نے ان کو لشکریوں میں تقسیم کر دیا پھر اس کے بعد متعدد دوسرا ۱ اور متعدد آدمیوں کو موشیوں کو پکڑانے کے لئے روانہ کیا اس وجہ سے کہ لشکر میں گوشت کی کمی تھی اور غلہ کی جنس ان کے پاس بہت تھی۔

رستم کی روانگی رستم نہ چاہتے ہوئے بھی مدائن سے جنگی آلات جمع کر کے ساتھ ہزار فوج لیکر ساباط کی طرف روانہ ہو گیا اس فوج کے مقدمہ پر جانیوں تھ جس کی پیاس چالیس ہزار لشکر تھا۔ سابقہ میں بیس ہزار فوج تھی میمنہ پر ہرزان، میسرہ پر مہران بن بہرام رازی تیس تیس ہزار کی جمعیت سے ساتھ تھے امران کے ساتھ تین سو ہاتھی تھے ایک سو قلاب میں، پچھتر پچھتر میمنہ اور میسرہ میں بیس مقدمہ میں اور تیس سابقہ میں تھے۔ ساباط سے روانہ ہو کر کوتا میں پڑاؤ ڈالا۔

ایک عربی سے رستم کی گفتگو۔ اتفاق سے ایک عرب کو رستم کے پاس پکڑ کر لایا گیا رستم نے اس سے حیران ہو کر پوچھا تم یہاں کس ضرورت سے ہو اور کیا ہوتے ہو۔ عربی نے کہا۔ ہم اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو تمہارے ملک اور تمہاری اولاد میں ڈھونڈتے ہیں اگر تم ایمان نہ لائے۔ رستم بولا۔ اگر تم اس کی تلاش میں قتل ہو گئے تو؟ عربی نے کہا۔ جو شخص اس تلاش میں مارا جائے گا وہ جنت میں جائے گا۔ اور جو بچ جائے گا اس سے اللہ تعالیٰ اپنا پورا وعدہ فرمائے گا۔ رستم بولا۔ پھر تم اس سے کیا حاصل ہوگا؟ عربی نے کہا۔ ہم کیا بگاڑیں گے۔ جو کچھ کرے گا اللہ تعالیٰ کرے گا تمہاری بد عملیات تمہیں تہوہ برباد کر دیں گیں اور تم کو ہمارے سپرد کر دیں گی۔ رستم بولا۔ تو ہمارے غضب سے نہیں ڈرتا ہمارے پاس اس وقت (حاضرین کی طرف اشارہ کر کے) اتنے جنگجو موجود ہیں۔ عربی نے کہا۔ تو ان پر کیا ناز کرتا ہے یہ سب تقدیر کے فیصلے ہیں جو تجھے گھیر کے لائے ہیں اور یہ تجھے بچ کر جانے نہ دیں گے۔

لشکر کی بد مستی پر رستم کا اقرار: رستم اس تقریر سے بہت غصہ ہو گیا جلا دو بلا کر اس غریب عرب کی گردن اڑانے کا حکم دیا۔ اس کے بعد کوٹا سے حیرہ کی طرف روانہ ہوا راستے میں اس کو لشکریوں نے رعایا کو لوٹا اور ان کی عورتوں کو بے عزت کرنا اور شراب پی کر بد مستی کرنا شروع کیا۔ جب اس کی اطلاع رستم کو ہوئی تو اس نے لشکریوں کو سخت تنبیہ کی اور بعض کو سزائے موت بھی دی اور اپنے قریبی ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا، قسم ہے ایزد اور دادار کی اس عربی نے جو کہا تھا سچ کہا تھا۔ اور بے شک جو کچھ وہاں ہم پر آئے گا بد اعمالیوں سے آئے گا۔ رستم نے حیرہ پہنچ کر اہل حیرہ کو جمع کیا سمجھا یہ بھیا مسلمانوں کے خلاف ابھرا ابن بقیلہ نے کہا کیا خوب تم خود مسلمانوں سے حفاظت نہیں کرتے اور ہم کو دفع نہ کرنے پر مامور کرتے ہو رستم یہ سخت جواب سن کر خاموش ہو گیا۔

اہل فارس سے ایک چھوٹی سی جھڑپ: حضرت سعدؓ نے سواد کی طرف ایک گشتی پارٹی روانہ کی رستم نے تفصیلات معلوم کر کے ان سے ٹکراؤ کے لئے سواروں کا ایک دستہ روانہ کیا۔ جاسوسوں نے حضرت سعدؓ تک یہ خبر پہنچائی حضرت سعدؓ نے حضرت عاصم بن عمرو کو چند سواروں کے ساتھ اہل سریہ کی کمک پر بھیج دیا۔ اتفاق سے عاصم بنین ان کے حملے کے وقت اللہ اکبر کہہ کر پہنچ گئے۔ فارس کے سپاہی عاصم کو دیکھتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے اہل سریہ اور حضرت عاصم مال غنیمت لے کر اپنے لشکر گاہ میں چلے گئے

حضرت صلیح اور معد یکرب کی بہادری: اس کے بعد سعدؓ نے عمرو بن معد یکرب سے طلحہ اسدی ۲ کو اہل فارس کے رنگ ڈھنگ اور حالات دیکھنے کے لئے بھیج تقریباً تین میل اپنے لشکر سے باہر نکل گئے ہوں گے کہ اہل فارس کا ہراول دستہ دکھائی دیا۔ عمرو بن معد یکرب نو سو مقام سے واپس آ گئے وہ طلحہ بھیس بدل کر فارس کے لشکر میں داخل ہوئے جب رات کے زیادہ حصہ گزر گیا اور سب پہرے داروں کو غافل پر خیمہ کی رسیاں کاٹ دیں اور ایک گھوڑے پر سوار ہو کر دوسرے کو ہانکتے ہوئے فارس کے لشکر سے نکلے۔ خیموں کے گرنے اور گھوڑوں کے دوڑنے سے شور و غل اٹھ اور لوگ جاگ اٹھے ان سواروں نے ان کا تعاقب کیا جب قریب پہنچے تو طلحہ نے پلٹ کر ایک تلوار کا ایسا وار کیا کہ وہ اسی جگہ ٹھنڈا ہو گیا۔ جب دوسرے

۱ ابن شیر نے لکھا ہے کہ فرائض پر رات کے وقت حملہ کرنے کے بعد سعدؓ نے دوسرا سریہ روانہ کیا جس نے بنی تغلب و نمیر کے اونٹ ان کے آدمیوں سمیت گرفتار کر لئے تھے۔ سعدؓ نے ان کو بھی دوسرے دن ذبح کر کے تقسیم کر دیا پھر عمرو بن الحرث نے نہرین پر شب خون مارا اور بہت سے موشی پکڑ لائے ان کو یام باقر کو کہتے ہیں۔ اور پہلے واقعہ جو جس میں سواد نے فرائض پر چھاپا مارا تھا یوم الحسینان کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ۲ یہ وہی طلحہ ہیں جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا بعد میں تو بتا ب ہو کر اسلام کے عظیم سپاہی بنے۔ (ثناء اللہ)

بڑھ تو صیغہ نے اس کو بھی ایک ہی وار سے قتل کر دیا۔ تیسرے نے آگے بڑھ کر روکنا چاہا اور طلحہ پر نیزہ چلایا خود کو وار سے بچا یہ وہ نیزہ کے جھونک میں جیسے زمین کی طرف جھکا طلحہ نے فوراً تلوار کا وار اس صفائی سے کیا کہ سر سے تن جدا ہو کر جا پڑا۔ چوتھا سوار قریب پہنچ کر طلحہ کے قمر پر ہاتھ ڈال کر پھینچنا چاہتا تھا کہ طلحہ نے اس زور سے پکڑ لیا کہ وہ لٹکا ہوا طلحہ کے ساتھ چلا گیا۔ فارس کے سوار یہ واقعہ دیکھ کر نا کام و نامراد واپس ہٹا گئے۔ طلحہ ٹھوڑے کو لے کر اور اپنے دشمن کو قید کئے ہوئے اسلامی لشکر میں داخل ہو کر سیدھے حضرت سعد کے پاس گئے۔ سب واقعات جوان پر گزر رہے تھے۔ یان کے پھر ترجمان کو بلایا گیا اور اس کے ذریعے سے اس قیدی سے باتیں ہوتی رہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ مسلمان ہو گیا اور معرکہ جنگ میں بڑے بڑے نمایاں کام کئے۔ اہل فارس کے حالات اور لڑائی کے طریقے بتائے۔ اس سے حضرت سعد کو بہت بڑی مدد ملی۔ طلحہ کی مردانگی سے یہ اس قدر متاثر ہو کہ اس نے طلحہ کا ساتھ پھر کبھی نہیں چھوڑا۔

رستم کا خواب: اس واقعہ کے بعد رستم نے حیرہ سے کوچ کر کے قادسیہ میں پڑاؤ ڈالا جہاں پر بعد میں اہل فارس اور مسلمانوں سے ایک قیامت خیز لڑائی ہوئی اس کو مدائن سے روانہ ہوئے۔ چھ مہینے گزر گئے تھے اس کے دن پر مسلمانوں کا خوف بری طرح سوار ہو گیا تھا۔ لڑنے پر کسی طرح بھی رضامند نہیں ہوتا تھا۔ لیکن یزدجرد کے حکم سے مجبور تھا دوبارہ وہ بار بار اس کو تاکیداً مسلمانوں سے جنگ کرنے کے میں لکھتا تھا مورخوں نے اس کے ڈرنے کی یہ وجہ لکھی ہے کہ اس نے مدائن سے روانہ ہونے کے بعد ایک رات خواب ❶ میں دیکھا کہ ایک فرشتہ آسمان سے اتر رہا ہے اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں فرشتے نے اہل فارس کا اسلحہ وغیرہ چھین لیا اور اس پر مہر لگا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اسی طرح فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو حوالے کر دیا۔ اہل فارس نے یہ دیکھ کر غمگین ہو کر سر نیچا کر لیا۔

حضرت زہرہ رضی اللہ عنہا اور رستم کی ملاقات: رستم نے قادسیہ میں نکل کر مسلمانوں کے لشکر کے سامنے عتیق میں اپنا خیمہ نصب کر دیا دوسرے دن صبح ہوتے عتیق سے سوار ہو کر نہر کی طرف گیا پل پر جا کر ایک اونچی جگہ سے مسلمانوں کے لشکر کو دیکھتا رہا تھوڑی دیر کے بعد زہرہ کو کھل بھیجی کہ تم زرادیر کو میرے سامنے آ کر کھڑے ہو جاؤ کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ زہرہ تنہا خیمہ سے نکل کر رستم کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ رستم نے کہا۔ تم ہمارے پڑوسی ہو ہم تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرتے اور تمہارا دفاع کیا کرتے تھے۔ زہرہ نے پوچھا۔ ان باتوں سے تمہارا مطلب کیا ہے؟ رستم نے کہا۔ تم کو یاد ہو گا کہ ہمارے یہاں سے تم لوگوں کے وظائف مقرر تھے تم جب ہمارے یہاں آتے تھے تم کو ہم انعام و کرام دیتے تھے اب بھی اگر تم کو اس کی ضرورت ہو تو ہم تم کو خاطر خواہ انعام دیں گے۔ زہرہ۔ ہماری یہ غرض ہرگز نہیں ہے ہم تو اپنی آخرت سنوارنے آئے ہیں اور درحقیقت درحقیقت تم جیسا کہتے ہو ہم ویسے ہی تھے لیکن اللہ جل شانہ نے ہمارے پاس اپنا نبی بھیجا اس نے ہم کو دین حق کی طرف بلایا، ہم نے اس کو قبول کیا اس نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ جو شخص اس دین کو قبول نہ کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ ہم کو مسلط کرے گا اور ہمارے ذریعہ سے وہ اس نافرمانی اور بے دینی کا بدلہ لے گا اور غضب و فتح اللہ تعالیٰ ہم کو عطا کرے گا۔ رستم بولا۔ تم لوگ اب بھی تعداد میں کم ہو ہماری اس عظیم الشان فوج کے مقابلہ میں کیا کر سکو گے؟ زہرہ نے کہا۔ یہ غلط خیال ہے کہ ہمارے دین حق کی برکت سے تم پر یقیناً غالب ہو جائیں گے۔ اور جب تک ہمارا ایک شخص بھی باقی رہے گا تمہارے مقابلہ سے منہ نہیں موڑے گا۔ رستم نے کہا۔ وہ کون سا دین ہے جس کو تم حق کہتے ہو؟ زہرہ، شہادتیں (یعنی اشہدان لا الہ الا اللہ واشہدان محمد رسول اللہ) کو زبان سے کہنا دل سے اس پر یقین کرنا یہی دین ہے

رستم نے پوچھا۔ یہ تو عقائد ہیں اور عملاً کیا کرنا ہوتا ہے؟ زہرہ نے کہا، شرک اور بت پرستی کو دیتا سے دور کرنا لوگوں کو مخلوق کی عبادت سے نکال کر

❶ اس خواب کی صلیت جہاں تک ہو ہم اس کی نسبت کچھ نہیں لکھ سکتے۔ ممکن ہے کہ رستم نے ایسا خواب دیکھا، لیکن کلام اس میں ہے کہ رستم نے یہ خواب کس سے بیان کیا ہے اور پھر یہ روایت کیسے ذریعہ سے مؤرخین تک پہنچی۔ اس کے علاوہ ابن اثیر نے جو ایک اور واقعہ بیان کیا ہے جس پر یقین کرنا مقتضائے عقل ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ رستم نے ساباط سے کوچ کرنے کے بعد اپنے بھائی بندوں کے مسلمانوں کے حملہ کرنے اور یزدجرد کے مقابلے پر بھیجنے کے مفصل واقعات لکھے تھے۔ بندوان نے نجوم کے ذریعے سے دریافت کر کے لکھ کر پانی کو چھٹی نے گندہ کر دیا ہے اور شتر مرغ نے خوبصورتی کا لباس پہن لیا ہے زہرہ کی خواست ہو گئی ہے اور میزان اعتدال پر ہے میرے نزدیک قوم عرب تم پر اور تم سے جو ملے ہو۔ مہلک ہیں ان پر غالب آ جائے گی۔ لڑنا مصلحت کے خلاف ہے جہاں تک ممکن ہو جان چھڑانا بہتر ہے، یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس پر اسے قائم ہو سکتی ہے کہ رستم کا خیال بندوان اس تحریر سے بدل گیا اور وہ اس ہدایت کی وجہ سے جنگ کرنے سے جی جاتا رہا ہو۔

ہند کی عبادت کی طرف بلانا۔ مخلوق ہونے میں ہم تم سب برابر ہیں اور ایک دوسرے کے بھائی لیکن اس وقت کہ جب ہمارا اور تمہارا دین ایک ہو، ورنہ بجائے بھائی ہونے کے ہم تمہارے جانی دشمن ہیں۔ رستم بولا اگر ہم تمہاری وعدت قبول کر لیں اور تمہارے دین میں داخل ہو جائیں تو کیا تم بغیر جنگ کے وٹ جاؤ گے؟ زہرہ نے (خوشی کے لہجہ میں کہا) واللہ ہم بغیر جنگ کے واپس چلے جائیں گے۔

رستم کا سرداروں سے مشورہ: رستم یہ سن کر خیمہ میں آیا اور سرداروں کو بلا کر زہرہ سے جو گفتگو ہوئی تھی اس کا تذکرہ کیا۔ سردار رستم کی تقریر سن کر اور اس کا رجحان مسلمانوں کی طرف دیکھ کر غصہ میں آ گئے۔ منہ بناتے ہوئے اٹھ کر چلے گئے۔ مجلس درہم برہم ہو گئی۔ اس کے بعد رستم نے حضرت سعد کے پاس پہنچا بھیجا کہ ہمارے پاس کسی سفیر کو بھیج دو۔ جس سے ہم صلح کی گفتگو کریں۔ چنانچہ حضرت سعد نے رستم کے پاس حضرت ربیع بن عامر کو روانہ کیا۔ اہل فارس نے ان کو قنطرہ میں ٹھہرا کر رستم کو ربیع کے آنے کی اطلاع دی۔

حضرت ربیع بن عامر رضی اللہ عنہ کا استقبال: رستم بڑے تکلف سے ایک سونے کا تخت اپنے لئے بچھوایا اس کے چاروں طرف دور دور تک ریشمی قاپین بچھوایا اور اس پر رومی قالینوں کو بچھوا کر تکیوں کو رکھوایا جن کی جھالریں موتیوں کی تھیں۔ اور غلاف زریفت کے تھے خوب صورت اور وجیہ مرء کو اپنے ارد گرد مقام و مرتبہ کے مطابق بٹھا کر حضرت ربیع کو داخل ہونے کی اجازت دی۔ حضرت ربیع اپنے گھوڑے پر سوار تلواریں پرانے پھٹے ہوئے کپڑے پیام میں کئے گلے سے لٹکائے ایک ہاتھ میں نیزہ لے کر فرش کو گھوڑے سے روندتے ہوئے قالین کے فرش تک پہنچے۔ گھوڑے سے اتر کر ایک قالین میں نیزہ سے سوراخ کر کے لگام کو اس میں پھنسا دیا اور نیزہ کی نوک کو فرش کی طرف کر کے ٹیکتے ہوئے چلے اہل فارس ان کی حرکات کو حقارت سے خاموشی کی حالت میں دیکھتے رہے جب رستم کے قریب پہنچے لوگوں نے حضرت ربیع سے اسلحہ وغیرہ رکھ دینے کو کہا ربیع نے ترشہ ہو کر کہا گر میں بغیر بدلے تمہارے پاس آتا ہوں تو میں ایسا ہی کرتا لیکن تم نے مجھے بلوایا ہے اگر مسلح آنے دے تو میں آؤں ورنہ واپس چل جاتا ہوں رستم نے حضرت ربیع کو مسلح آنے کی اجازت دی اور حضرت ربیع اپنا نوک دار نیزہ ٹیکتے اور فرش کو خراب کرتے پھاڑتے رستم کے تخت تک پہنچے اور رستم کے برابر تخت پر بیٹھنے کا ارادہ کیا۔ لوگوں نے روکا ربیع نے کہا میں تمہارے بلائے سے آیا ہوں جہاں میں بیٹھنا چاہتا ہوں بیٹھنے دو تو بیٹھوں گا ورنہ چلا جاؤں گا مجھ کو تمہارے پاس آنے کی کوئی خواہش نہ تھی۔ ہمارے مذہب میں سختی منع کیا گیا ہے کہ ایک شخص معبود بن کر بیٹھے اور باقی آدمی بندے بن کر دائیں ہاتھ کھڑے یا بیٹھے رہیں، رستم نے لوگوں کو منع کر دیا کہ کوئی شخص ان کو ان کی حرکتوں سے نہ روکے لیکن خود ربیع کچھ سوچ کر تخت سے اتر آئے، ورنہ ایک قاپین نیزہ سے پھاڑ کر زمین پر بیٹھ گئے اور رستم سے مخاطب ہو کر کہا۔ ہم تمہارے اس پر تکلف مصنوعی تخت پر نہیں بیٹھتے (زمین کی طرف اشارہ کر کے) اللہ تعالیٰ کا بچھو یا ہوا یہ فرش ہمارے لئے کافی ہے۔ رستم نے ترجمان کے ذریعہ سے دریافت کیا ”تم کس وجہ سے یہاں آئے ہو؟“

ربیع نے کہا: اللہ جل شانہ نے ہمیں اس غرض سے بھیجا ہے کہ ہم اس کے بندوں کی دنیا کی تنگی سے آخرت کی وسعت اور سہولت کی طرف نکالیں اور باطل دینوں کے ظلم سے بچا کر عدل و انصاف والے اسلام کی طرف لائیں ہم ان کے دین کو مخلوق کے سامنے پیش کرنے کے لئے لائے ہیں لہذا جو شخص اس کو قبول کر لے گا ہم اس سے اور اس کے مالک سے جنگ نہ کریں گے جو شخص اس سے انکار کرے گا ہم اس سے لڑتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ ہم جنت میں پہنچ جائیں یا جنگ جیت جائیں۔ رستم بولا: کیا تم ہمیں مہلت دے سکتے ہو؟ اور اس کام کو چند دنوں متوی کر سکتے ہو؟ تا کہ ہم تمہارے خیالات پر غور کریں۔ ربیع نے کہا: ہاں ایک دن یا دو دن۔ رستم نے کہا: نہیں تم ہمیں اتنی مہلت دو کہ ہم اپنے ملک کی سرداری اور اراکین حکومت سے اس معاملہ میں خط و کتابت کر سکیں۔ ربیع نے کہا: یہ نہیں ہو سکتا ہمارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہم اپنے دشمنوں کو تین دن سے زیادہ مہلت نہ دیا کریں تو اس دوران غور کر کے یا اسلام قبول کر لو تا کہ ہم تمہیں اور تمہارے ملک کو چھوڑ کر چلے جائیں گے یا جزیہ دینا قبول کر لو لہذا ہم اس کو قبول کریں گے۔ تم اور وہاں سے جنگ نہ کرو گے۔ اور جب کبھی تمہیں ہماری ضرورت ہوگی تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور تمہارے جان و مال کی حفاظت کریں گے۔ اور اگر ان دونوں باتوں میں سے ایک کو بھی قبول نہ کرو گے تو چوتھے روز ہم تم سے لڑیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ تمہیں شکست دیں گے اور یہی بہار اور ہمارے سب ساتھیوں کا قول و قرار ہے۔ رستم نے پوچھا: کیا تم مسلمانوں کے سردار ہو؟ ربیع نے کہا: نہیں لیکن سب مسلمان ایک اسم کی صرح میں ہیں ہم میں سے ہر انسان بات می خود مختار اور مجاز ہے ہم میں اعلیٰ اولیٰ کا کوئی امتیاز نہیں ہے اولیٰ شخص اعلیٰ کی طرف سے اجازت دے سکتا

ہے رستم اور اس کے افسر ربیع کی اس تقریر سے دنگ ہو گئے اور ایک سکتہ کی حالت میں تھوڑی دیر تک بیٹھے رہے۔ اس کے بعد رستم نے حضرت ربیع کی تلوار دیکھ کر کہا نیام اس کا بہت پرانا ہے غالباً تلوار بھی ایسی ہی ہوگی۔ ربیع تلوار نیام سے نکال کر بولے ”نیام اس کا بوسیدہ ضرور ہے لیکن میں نے اس پر سان ابھی رکھائی ہے۔ پھر رستم نے ربیع کا نیزہ اٹھالیا اور اس کا پھل دیکھ کر براہ طنز بولا ”اس کا پھل بہت چھوٹا ہے لڑائی میں کیا کام آتا ہوگا۔ ربیع بیٹھنے سے پرواہی سے جواب دیا پھل اس کا چھوٹا ضرور ہے لیکن سیدھا دشمن کے سینہ میں اتر جاتا ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آگ کا ایک چھوٹی سی چنگاری ایک شہر کو جلا دینے کے لئے کافی ہوتی ہے۔

حضرت ربیع رضی اللہ عنہ کی واپسی: تھوڑی دیر تک اس قسم کی نوک جھونک کی باتیں حضرت ربیع اور رستم میں ہوتی رہیں پھر حضرت ربیع اس بے تکلفی سے اٹھ کر نیزہ کو ٹیکتے ہوئے اپنے گھوڑے کے پاس آئے اور اس پر سوار ہو کر اپنے لشکر گاہ میں پہنچ گئے۔ رستم نے حضرت ربیع کے واپس جانے کے بعد ایک خاص مجلس میں اراکین سلطنت اور اپنے افسروں کو جمع کر کے کہا، وہ تو نہایت درجہ کا بے تہذیب وحشی غیر تربیت یافتہ تھا۔ کپڑوں کا ماحظہ فرمائیے کہ اونٹ کا جھول پہنے ہوئے تھا تمام قالینوں کو خراب کر ڈالا دوسرے نے جواب دیا۔ ارے صاحب اس نے درمیان سے پھڑک کر گھوڑے کی لگام اس میں باندھ دی تھی۔ تیسرہ بول اٹھا ”یہ کیا لڑیں گے تلوار کا نیام تک تو درست نہیں ہے نیزہ میں صرف دو انگل کا پھل کا ہے اس سرے سے اس سرے تک صرف ایک بانس کی بد شکل لکڑی ہے۔ رستم کو ان لوگوں کو یہ باتیں پسند نہ آئیں تنگ آ کر بولا تم لوگ صورت و شکل کی طرف دیکھتے ہو۔ تف ہو تمہاری عقل پر اس کی رائے اور گفتگو کو دیکھو اس کے خیالات پر غور کرو کس قدر روچیدگی اور بے باکی سے باتیں کرتا تھا۔“

حذیفہ بن محسن اور رستم: دوسرے دن رستم نے پھر ربیع کو بلایا حضرت سعد نے ان کے بجائے حضرت حذیفہ بن محسن کو روانہ فرمایا چنانچہ حذیفہ بن محسن بھی اسی طور سے رستم کے پاس گئے تھے جس طرح حضرت ربیع گئے تھے۔ لیکن یہ اپنے گھوڑے سے نہیں اترتے بلکہ فرش روندتے ہوئے رستم کے قریب پہنچے اور اسی انداز سے گفتگو کا کام فرمایا جیسا کہ حضرت ربیع نے فرمایا تھا۔ رستم نے دریافت کیا: کیا وجہ ہے کہ آج تم بھیجے گئے کل والے صاحب نہیں آئے۔ حضرت حذیفہ نے جواب دیا ”ہمارا امیر گرم و نرم آدمیوں کو بھیج کر عدل کرتا ہے کل ان کی باری تھی۔“ پھر رستم نے پوچھا ہمیں مہلت کتنے دنوں کی دے سکتے ہو؟ حضرت حذیفہ نے کہا آج سے تین دن تک کی ”رستم یہ سن کر خاموش ہو گیا اور حضرت حذیفہ نے اپنے گھوڑے کی باگ اٹھائی اور اسلامی لشکر گاہ میں دوبارہ تشریف لے آئے۔

رستم کا غور و فکر: رستم کو حضرت حذیفہ کی تیزی اور حاضر جوابی نے تعجب میں ڈال دیا۔ تھوڑی دیر تک اس غور و فکر میں رہا کہ عرب سے لڑنے کے لئے کیا کرنا چاہیے یزدجرد کا حکم جنگ کا ہے۔ اور یہ لوگ بھی بغیر لڑے یا جزیہ لے لئے واپس نہ جائیں گے۔ جب اس کے دماغ و دل کوئی فیصلہ نہ کیا تو اپنے لشکر کے اراکین سے مخاطب ہو کر کہا۔ ”یہ لڑائی بڑی خطرناک ہے۔ اس میں ہر شخص جان دینے پر تیار ہے بہتر ہوگا کہ ان کا دین قبول کر لیا جائے یا جزیہ دینا قبول کر لیا جائے حاضرین بولے: توبہ توبہ! ان امتوں کا دین اس قابل ہے کہ ہم لوگ قبول کریں؟ اب ان کی یہ شان ہو گئی ہے کہ ہم ان کو خراج دیں جن کو ہم سب کمترین مخلوق سمجھتے تھے؟ آپ بالکل پریشان نہ ہوں پہلی ہی جنگ میں ان کا خاتمہ ہو جائے گا اصول ہے کہ جب چوٹی کی موت کے دن آتے ہیں تو اس کے پر نکل آتے ہیں۔ رستم ان کی یہ بے وقوفانہ باتیں سن کر خاموش ہو گیا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور رستم: اگلے دن پھر حضرت سعد کے لشکر سے ایک آدمی کو صلح کی گفتگو کرنے کے لئے بولایا۔ اس مرتبہ حضرت مغیرہ بن شعبہ گئے اور انتہائی دلیری سے رستم کے تخت پر چڑھ کر ان کے برابر بیٹھ گئے لوگوں نے ان کو تخت سے اتار دیا۔ مغیرہ نے کہا واللہ ہم نے تم سے زیادہ بے وقوف قوم دنیا میں نہیں دیکھی۔ ہم لوگ عرب ہیں ایک دوسرے کی عبادت نہیں کرتے ہیں تم لوگ عجیب ہو کہ ایک کو تم کو معبود بنا کر تخت پر بٹھا دیا ہے تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم لوگوں میں سے بعض معبود اور بعض بندے ہیں تم نے مجھے بلایا میں تمہارے بلانے پر آیا تم نے میرے ساتھ یہ برتاؤ کیا کہ تم نے مجھے تخت سے اتار دیا۔ اس سے میں سمجھتا ہوں کہ تم لوگ ضرور مغلوب ہو گے۔ واللہ کوئی بادشاہ اس غرور و تکبر کے ساتھ بادشاہت نہیں کر سکتا اور نہ ایسی قوم کبھی ترقی کر سکتی ہے جو اپنے بادشاہ کو خدا بنا لے۔ حضرت مغیرہ کی اس تقریر کو سن کر چھوٹی حیثیت اور کم رتبہ والے آدمیوں نے دل ہی دل میں ان کو تصدیق کی اور امراء و رؤساء نے حقارت کی نگاہوں سے دیکھ کر کہا ”اللہ اس کی موت دے یہ ہماری تحقیر کرتا ہے۔“

رستم کی تقریر اس کے بعد رستم نے ایک لمبی تقریر میں فارس اور اہل فارس کی عظمت یزد جبر کی شان و شوکت و حکومت اور اہل عرب کی تنگی، غربت، ناداری اور نیم وحشی کر کے ہونا بیان کر کے کہا ہے ”تم لوگ نہایت تنگی میں تھے“ تم لوگ ہمارے یہاں قحط کے دنوں میں آئے تھے۔ ہم تمہیں کھجوریں اور جو ۱۰ دیتے تھے تمہارے امیروں کو کپڑے خیر زرو مال عطا فرماتے تھے۔ تم میں سے جو جتنا چاہتا تھا کر لے جاسکتا تھا ہم اس کو سونے کی کھجوریں اور انانج دیتے تھے۔ اس وجہ سے ہماری غیرت و حمیت تمہارے قتل کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی۔ خیر جو کچھ اس تک تم نے کیا ہے اس سے ہم نے درگزر کیا بہتر یہ ہے کہ واپس چلے جاؤ ہم تمہیں اور تمہارے امیر کو غلہ کپڑے، روپیہ اور بہت سے مویشی دیں گے۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا خطاب:۔ مغیرہ یہ سن کر اٹھ کر کھڑے ہوئے اور پہلے انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی پھر رستم و حضریں کی طرف مخاطب ہو کر کہا ”تم نے جو کچھ عرب کی تنگی معیشت، فاقہ و غربت کا حال بیان کیا ہے وہ سب صحیح اور درست ہے۔ ہم کو یہ سب معلوم ہے اور ہم اس سے انکار نہیں کرتے دنیا کا دستور یہی ہے کہ آج تنگی ہے تو کل فراخی ہوگی، آج اگر عشرت ہے تو کل عسرت تنگی ہوگی۔ رستم لوگ اس کا شکر ادا کرتے جو کہ تم کو دیا گیا تو اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہوتا اور تمہارا یہ شکر ادا کرنا اس سے کم ہوتا جو تم کو دیا گیا ہے۔ لیکن چونکہ تم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا تو کفران نعمت اور ناشکری کا وبال تم پر نازل ہوگا بے شک اللہ جل شانہ نے ہم اپنے ایک نبی کو بھیجا جس نے ہم کو سیدھے راستے کی ہدایت کی اور کفار مشرکین اور بت پرستوں کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا ہے۔ تمہیں اختیار ہے چاہیے اسلام قبول کر لو ہم تم کو اپنا بھائی بنائیں گے اور تمہارے ملک کو چھوڑ کر دوسری طرف چلے جائیں گے۔ یا جزیہ دینا اختیار کرو اور اگر دونوں باتیں منظور نہ ہوں تو مقابلہ کرو۔ پھر کچھ سوچ کر کہا بات یہ ہے ہمارے نوجوانوں نے تمہارے یہاں کھانوں کا مزہ چکھ لیا ہے اب ان کو تمہارا ملک حاصل کئے بغیر صبر نہیں آئے گا۔

رستم کی تلخ کلامی:۔ رستم سے یہ تقریر سن کر صبر نہ ہو سکا بے تاب ہو کر بولا ”اگر تم اس جستجو خیال میں مارے گئے! حضرت مغیرہ نے یہ جواب دیا کہ جو شخص ہم میں سے مارا جائے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو لوگ ہم میں باقی رہ جائیں گے وہ تم سے جنگ جیت لیں گے۔ رستم اس جواب سے تیش میں آ گیا۔ اور قسم کھا کر کہنے لگا ”اب میں ہرگز صلح نہ کروں گا جب تک تم سب کو قتل نہ کر دوں“ حضرت مغیرہ اٹھ کر اپنے لشکر میں چلے آئے اور رستم نے اہل فارس کو جمع کر کے صلح کے بارے میں مشورہ کیا اور جنگ کے انجام سے ڈرایا لیکن اہل فارس نے اتفاق رائے سے لڑائی کو پسند کیا اور اسی رائے میں ڈٹ گئے

حضرت سعد بن ابی وقاص کی ایک اور کوشش:۔ اس کے دوسرے دن اتمام حجت کے لئے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو تبلیغ اسلام کے لئے رستم کے پاس بھیجا رستم نے عادت کے مطابق پہلے اپنے احسانات عرب پر بتائے پھر ان کا مال و زر کے دینے کا اقرار و وعدہ کیا آخر کار قرق صد واپس چلا آیا۔ اعلان جنگ اور پل پر قبضہ:۔ اس کے بعد دونوں طرف سے اعلان جنگ ہو گیا۔ رستم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس کہلا بھیجا کہ تم عبور کر کے ہمارے پاس آؤ گے یا کہ ہم خود عبور کر کے تم پر حملہ آور ہوں؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تم خود عبور کر کے آؤ۔ شام کے وقت یہ جواب رستم کو دیا اس نے پل کی طرف رخ کیا چونکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس خطرے کو بھانپ کر پہلے ہی سے چند آدمیوں کو پل حفاظت پر مقرر فرما دیا تھا۔ انہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اس سے آگاہ کیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے رستم کے پاس پیغام بھیجا تم پل کی طرف رخ نہ کرو جس پر ہم نے قبضہ کر لیا ہے اس کو واپس ہم نہ کریں گے۔

رستم کی طرف سے نئے پل کی تعمیر:۔ رستم یہ سن کر عتیق میں ٹھہر گیا صبح ہوتے ہوتے بانس، مٹی وغیرہ کافی مقدار سے جمع کر کے پل بنانا شروع کر دیا دو پہر نہ ہونے پائی تھی کہ پل بن کر تیار ہو گیا رستم فارس کے لشکر کے ساتھ عبور کر کے سونے کے تخت پر بیٹھا اور لشکر کی ترتیب میں مصروف ہو گیا۔ جنگی ہاتھیوں میں سے آدھوں کو سفید ہاتھی سمیت قلب میں اور باقی آدھوں میں سے آدھے میمنہ میں باقی آدھے میسرہ میں رکھے۔ جانیوں اور رستم میمنہ کے درمیان میں اور فرزان میسرہ اور اس کے درمیان میں تھا یزد جبر نے مدائن سے قادیسیہ تک تھوڑے تھوڑے فاصلوں پر آدمیوں کو

۱۔ یہ عرب کا دستور تھا کہ وہ تجارت کرتے تھے چنانچہ اس لئے وہ کھجوریں بیچنے فارس جایا کرتے تھے اور فارس کے کاہن اور نجومی ان لوگوں کے ہاتھوں کسری کی حکومت کی بربادی اپنے موم کی روشنی میں دیکھ چکے تھے۔

خبریں پہنچانے کے لئے بصور ڈاک بٹھا دیا تھا۔ جو واقعہ قادیسیہ میں رستم کے خلاف گزرتا یا جو کچھ وہ کرتا تھا اس کی اطلاع فوراً نہایت آسانی سے یزدجرد کو ہو جاتی تھی گویا اس زمانے میں برسرانی کا آسمان طریقہ نکالا گیا تھا۔

اسلامی فوجوں کی تیاری: رستم کو ترتیب لشکر میں مصروف دیکھ کر اسلامی فوجوں نے بھی تیاری شروع کر دی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص دونوں پھوڑوں کے مرض میں مبتلا تھے عرق النساء کی شکایت بھی تھی اس وجہ سے گھوڑے پر چڑھنا تو درکنار بیٹھ بھی نہ سکتے تھے۔ بدرجہ مجبوری قصر پر چڑھ گئے جو قادیسیہ میں ان کے پہنچنے سے پہلے بنا ہوا تھا اور ایک بوری پر سینے کے بل بیٹھ گئے بعض لوگوں ① نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اس خندہ نشینی پر اعتراض شروع کیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ یہ سن کر باہر آئے پھوڑے اور زخم ان کو دکھلائے لوگوں کی زبان تان بند ہو گئی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے خالد بن ارفع کو اپنا نائب مقرر کیا اور جن لوگوں نے باوجود صحیح اور معقول وجہ کی اپنی زبان بند نہ کی ان کو اپنے قصر میں قید کر دیا۔ ان میں سے ابو جحش ثقفی بھی تھا۔ مورخین کہتے ہیں کہ اس کو شراب نوشی کے جرم میں قید کیا گیا تھا اس کے بعد نہایت فصاحت و بلاغت سے خطبہ دیا لوگوں کو جہاد پر ابھارا۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات و روعدوں کو یاد دلایا اور سب کو اس سے مطلع فرمایا کہ خالد بن عرقطہ کو اپنا قائم مقام بنایا ہے۔

مبلغین جہاد کی لشکر میں روانگی: ... پھر چند عقل مند سمجھ دار اور جنگ کے تجربہ کار اشخاص کو لشکر کی صفوں میں پھر کر جہاد و جنگ پر ابھارنے کے لئے بھیجا ان میں سے ① حضرت مغیرہ ② حذیفہ ③ عاصم ④ طلحہ ⑤ قیس ⑥ غالب ⑦ عمرو اور شعراء میں سے ⑧ شامخ ⑨ حلیہ عبدی ⑩ عبیدہ بن الطیب رضی اللہ عنہ تھے یہ لوگ لشکر میں گشت کر کے اسلامی لشکر کو جہاد پر ابھارنے لگے اور قاریوں نے حضرت سعد کے حکم سے سورہ انفال پڑھنا شروع کر دی تو پورے لشکر میں ایک عالمگیر جوش پھیل گیا سب کی آنکھیں طیش سے سرخ ہو گئیں دل میں سکون اور اس کے ساتھ انعام و جنگ کا جوش پیدا ہو گیا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ہدایات: حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے امراء لشکر سے مخاطب ہو کر کہا اے غازیان اسلام اپنے اپنے مورچے اور مقامات پر پہاڑ بن کر ٹھہرنا اور جب حرکت ہو تو دریائے جوش و سیلاب کی طرح جنبش کرنا۔ نماز ظہر کے بعد پہلی تکبیر کہوں گا تم لوگ بھی تکبیر کہنا اور لشکر کی صفیں درست کر کے مستعد ہو جانا اور جب دوسری تکبیر سننا تو تم بھی تکبیر کہنا اور مسلح ہو کر نوک دار نیزوں کو دشمنوں کے سینے میں چھونے کے لئے سامنے کر لینا اور تلواریں ہاتھ میں لینا۔ پھر جب تیسری تکبیر کی آواز تمہارے کانوں تک پہنچے تو اپنے لشکر کو موقع موقع سے لڑائی پر تل جانا۔ چوتھی تکبیر کو سنتے ہی اچانک تکبیر کہتے ہوئے دین کے دشمنوں کی صفوں میں گھس جانا اور لا حول و لا قوۃ کہہ کر دو بدوڑنا۔ لہذا جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے تیسری تکبیر کہی تو اسلامی لشکر سے لڑنے والے ① نکلے اور ان کے مقابلہ پر لشکر فارس سے تجربہ کار سوار آئے پہلے نیزہ بازی ہوتی رہی پھر تلوار کے ہاتھ چنے لگے شعراء عرب رجز کے اشعار پڑھتے جاتے اور لڑنے والے وار پر وار کئے جاتے تھے۔

جنگ کی ابتداء: پہلا جو شخص اس لڑائی میں گرفتار کیا گیا وہ فارس کے شہزادوں میں سے ہر مزانامی ایک شہزادہ تھا اس کو حضرت غائب بن عبد اللہ

① کسی نے نہیں طعنہ زنوں میں سے یہ دشمن کہے تھے۔ مقاتل حتی انزل اللہ بصرہ بوسعد بیاب القادیسیہ معصم فابا وقد امت النساء کثیرۃ یونسۃ سعد لیس فیہن ایم۔ (ترجمہ) ہم دین کے دشمنوں سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی مدد بھیجے اور حضرت سعد دروازہ قادیسیہ پر چھپے ہوئے ہیں۔ پس ہم ایسی حالت میں واپس ہوئے کہ بہت سی عورتیں بیوہ ہو گئیں اور حضرت سعد کی عورتوں میں کوئی بیوہ نہیں ہوئی، انہیں اشعار کو سن کر سعد قصر سے باہر آئے تھے اور لوگوں کو جمع کر کے اپنے گھوڑوں اور زخموں کو دکھاتے تھے۔ ② ابن اثیر نے لکھا ہے کہ تیسری تکبیر سنتے ہی اسلامی لشکر کے سب سے پہلے غالب بن عبد اللہ اسدی رجز پڑھتے ہوئے نکلے۔ لشکر فارس سے ہر مزانامی یہ زرین تاج پہنے ہوئے تھے ذر کا مشہور مردار تھا اسے حضرت غالب نے آتے ہی گرفتار کر لیا اور حضرت سعد کے پاس پہنچا کر واپس گئے۔ پھر حضرت عاصم رجز پڑھتے ہوئے میدان میں آ کر لڑنے والے کو طعنے کیا بل ذر سے ایک سوار نکل آیا۔ حضرت عاصم نے اس پر نیزہ کا وار کیا اس نے ان کے نیزہ کو ڈھال پر روک لیا حضرت عاصم نے دوسرے ہاتھ سے تلوار کھینچ کر حملہ کیا دشمن جان بچا کر میدان جنگ سے بھاگا حضرت عاصم نے تعاقب کیا اور فارس کے لشکر کی صف سے گرفتار کر لائے۔ یہ لشکر فارس کے باورچی خانے کا ناظم تھا اس کے پاس آٹھ کھانے کی چیزیں تھیں جن کو صرف مورچہ والوں نے جو سامنے تھے کھایا۔ حضرت عاصم کی یہ لیرک دیکھ کر فارس سے ایک شخص چاندی کا گرز لے کر جزا تاج پہنے گھوڑے کو کوداتے اچھتے ہوئے نکلے۔ اسلامی لشکر سے حضرت عمرو بن معدیکرب مقابلہ پر آئے اس نے ان پر گرز چلایا انہوں نے اس کے وار کو خالی سے کر ہاتھ ڈال کر ٹھکرایا واپس اپنے گھوڑے پر بٹھا کر پکڑ لے اس کے بعد رستم نے ہاتھیوں کے بڑھنے کا حکم دیا اور اسی وقت جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی۔

امت کی نظر پڑ گئی۔ لشکر سے نکل کر ہندوان کے سر پر پہنچ گئے۔ حضرت قعقاع نے فیرزان کو اور ہندوان کو حضرت حرث نے اس جگہ پر ڈھیر کر دیا۔
 نقلی ہاتھی بمق بلہ فارس: حضرت قعقاع نے اس لڑائی میں بڑی چالاکی یہ کی تھی کہ دس دس اونٹوں کو ایک ایک قطار میں رکے ان پر جھوٹے ڈال دیں اور ان پر بڑے بڑے تیر اندازوں کو بٹھا کر فارس کے لشکر کے سواروں پر حملہ کرنے کو کہا تھا اور ان کے آس پاس سواروں کو رکھا تھا چنانچہ نہایت قعقاع کی یہ تدبیر کار ہو گئی فارس سپاہیوں کے گھوڑے ان مصنوعی ہاتھیوں کو دیکھ کر بے قابو ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے فارس کے سپاہیوں نے ان کو مارنے کی بہت کوشش کی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا اہل فارس کو ان نقلی ہاتھیوں سے اس سے زیادہ نقصان پہنچا جتنا مسلمانوں کو اصلی ہاتھیوں سے برداشت کرنا پڑا تھا۔
 آج کا دن قعقاع کا دن: حضرت قعقاع نے اس معرکہ میں تیس حملہ کئے اور ہر حملہ میں ان کے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کیا سب سے آخر میں جوان کے ہاتھ سے مار گیا "بزرجمبر" ہمدانی تھا۔ سیستان کا شہزادہ براز اور بن قطیبہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ دو پہر تک لڑائی کا یہی رنگ رہا۔ اس کے لشکر کا کوئی شہسوار باقی نہ رہا جو کہ میدان جنگ میں آیا ہو اور حضرت قعقاع نے اس کو قتل نہ کیا ہو دو پہر کے بعد اہل فارس حضرت قعقاع کے مقابلہ پر جانے سے ڈرنے لگے تو رستم نے مجموعی قوت سے پھر حملہ کرنے کا حکم دیا ایک طرف سے اہل فارس نے حملہ کر کے لشکر اسلام کو محاصرہ میں کر لینے کا ارادہ کیا دوسری طرف سے فوج اسلامی نے اپنی چمکتی ہوئی تلواروں کے جوہر دکھانا شروع کر دیئے۔

خطرناک جنگ: آدھی رات تک لڑائی نہایت زور و شور سے جاری رہی جس میں فارس کے نامی گرامی سردار مارے گئے۔ پھر تیسرے دن کی جنگ شروع ہوئی جسے یوم عس کہتے ہیں یا قوت حموی کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ کسی جگہ کا نام ہے یا معین بدل کر مسلمانوں کی طرف سے ایک ہزار آدمی شہید و زخمی ہوئے اور فارس کے دس ہزار مشرکین مارے گئے۔ حضرت سعد نے شہداء کو جمع کرا کر دفن کرایا زخمیوں کو میدان جنگ سے اٹھ کر خیموں میں لائے جو اس کام کے لئے لگایا گیا تھا اور عورتوں کے حوالے کر دیا لڑکوں کے ذمہ قبریں کھودنے کا کام لگایا گیا۔ دشمن کے مقتولوں کی لعشیں میدان جنگ میں یوں ہی پڑی رہیں نہ ان پر کوئی روتا اور نہ ان کے کفن دفن کی کسی کو پروا تھی۔ جنگ کا خوف ایسا غالب ہو گیا تھا کہ مردار کھانے والے بھی ان ناپاک لعشوں کو کھانے نہیں آتے تھے۔

یوم اغواٹ اور فرسی لشکر کا حال: فارس کے لشکر کی یہ کیفیت تھی کہ سب کے منہ پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ ختم ہونے پر اپنے اپنے خیموں میں بے ہوش پڑے تھے نہ ان میں وہ جوش باقی رہ گیا تھا جو اس سے پہلے تھا۔ اور نہ ان کو اپنے مقتول سپاہیوں کے انتقام کا کچھ خیال تھا۔ لیکن دوسری طرف اسلامی لشکر کے جوش کا وہی حال تھا ہر انسان کے چہرے پر خوشی اور فرحت کے آثار واضح تھے عورتیں اور لڑکے خوشی سے اپنے زخمیوں کی تیمارداری کر رہے تھے اور جو صبح و تندرست تھے وہ شوق جنگ میں بے تاب تھے اس دوسرے دن کی لڑائی کو یوم اغواٹ کہتے ہیں۔

① جس وقت یہ لڑائی زور و شور سے جاری تھی اس وقت ابوحنیف ثقفی مشہور بہادر اور شاعر جو شراب پینے کے جرم میں قید تھا۔ قید خانہ کی کھڑکی سے لڑائی کا تماشا دیکھ رہا تھا جب صہبہ نہ ہو سکا بے تاب ہو کر سلمیٰ (سعد کی بیوی) سے کہا خدا کے لئے تم مجھے چھوڑ دو اگر میں زندہ بچ گیا تو پھر واپس آ کر اپنے ہاتھ سے بیڑیاں بکین لوں گا اور اگر مارا گیا تو مجھے دفن کرا دینا ہمیں نے کوئی توجہ نہ دی ابوحنیف افسوس کے سہجہ میں اشعار پڑھنے لگا جس کے دو شعر نقل کئے جاتے ہیں۔ ان ترندی العجل بالقسا، وازلک مشدو وعلی و ناقبا۔ اس سے بڑھ کر کیا غم ہوگا کہ سوار نیزہ بازیوں کر رہے ہیں اور میں زنجیروں میں جکڑا ہوا ہوں۔ اد قمت عنالی الحدید واخلقت، مصارع من دونی تصمم المصا دیا۔ جب میں کھڑ ہونا چاہتا ہوں تو زنجیر ٹھٹھنے نہیں دیتی۔ اور اس طرح دردناکے بند کر دیئے جاتے ہیں کہ جس کو آواز دو وہ سنتی نہیں۔ سلمیٰ کے دل پر ان اشعار کا ایسا اثر پڑا کہ اس نے خود آ کر بیڑیاں کاٹ دیں اور خاص حضرت سعد کا گھوڑا "بلقا" نامی دیا، لیکن سوار ہو کر میدان جنگ میں نکلا اور نیزہ بازی کرتے ہوئے ابتداً بہرے زمین پر حملہ کیا اور پھر اس طرف سے بحیرہ ہند پر میسرہ پر توٹ پڑا اس زور و شور سے حملہ کیا کہ جس طرف جاتا تھا صف کی صف الٹ دیتا تھا پورا لشکر اس پر اندھ سے تھیر تھا کہ یہ کون ہمارا ہے۔ خواہ حضرت سعد بھی حیران تھے اس کی دل میں کہتے تھے کہ تمہارا اندر تو ابوحنیف کا ہے لیکن وہ تو قید ہے اگر وہ قید نہ ہوتا تو میں یہ جتنا کہ ابوحنیف اس پر حیرت کی بات یہ ہے کہ تو میرا گھوڑا جتا رہا ہے جب رات ہوئی تو وہ آ کر بے میدان جنگ سے واپس آ کر خود بیڑیاں بکین لیں سلمیٰ نے ان سے قید کرنے کی مجبور یافت کی ابوحنیف نے جواب دیا "جگ اور کسی وجہ سے امیر نے قید نہیں کیا میں جاہلیت میں مردقت تھا اب پتہ رہتا تھا ورنہ وہی سخت حادثات اب بھی نہیں چھوٹی اگر پیٹے کو نہیں ملتی تو زبان ہی۔ شعر بہرہ کر مزا لیتا ہوں۔ جب صبح ہوئی اور اس ویرانہ حضرت سعد کے سامنے ہوئے گا یہ تمام حادثات بیان کیے۔ حضرت سعد نے اس وقت ان کو رہا کر دیا اور کہا واللہ مسلمانوں پر جو شخص ایسی جان نثاری کرے میں اس کو قید نہیں کر سکتا۔ ابوحنیف نے جاہلیت کی قسم میں بھی آج سے کبھی شرب کو، تمہارے گاؤں گا۔ چنانچہ ابوحنیف نے اس کے بعد کبھی کبھانے شراب نہیں پی۔

یوم عید اور مسلمانوں کی حکمت عملی: تیسرے دن کی جنگ کا نام یوم عید ہے حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے اسلامی فوجوں سے رات کو مدد دیا تھا کہ چند دستے مورچہ سے باہر شام کی طرف اسی وقت چلے جائیں۔ اور صبح ہوتے ہی سوسو سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے میدان جنگ میں آئیں۔ اس طرح مسلسل سواروں کی فوج آتی چاہیے چنانچہ صبح ہوتے ہی پہلا دستہ میدان جنگ میں آیا مسلمانوں نے جوش مسرت سے نعرہ اٹھا کر بند کیا اور شور مچ گیا۔ شام سے امدادی فوج آگئی۔ ان کے پیچھے ہی حملہ ہوا حسن اتفاق سے دوسرا دستہ ابھی پہنچا ہی تھا کہ ہاشم بن عقبہ سرت سواروں کو آئے ہوئے پہنچے جن کو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے شام سے مدد کے لئے بھیجا تھا انہوں نے اپنے سواروں کو ستر ستر آدمیوں کے حصہ پر تقسیم کر کے باری باری میدان جنگ میں آنے کا حکم دیا تھا صبح سے شام تک تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد مسلمان سواروں کے دستے باری باری آتے رہے اور ہر ایک کے لئے پر اللہ اکبر کے شور سے سارا میدان گونج اٹھتا تھا اور فائنل والوں کی روح فنا ہوتی جاتی تھی۔

ہاتھیوں کا حملہ ناکام: پھر اسلامی لشکر نے ان کے قلب پر اس زور سے حملہ کیا کہ صفوں کو پھاڑتے ہوئے یقین تک نکل گئے اور وہاں سے واپس آ کر ان کے میمنہ پر حملہ کیا رستم نے لڑائی کا رنگ بدل دیکھ کر ہاتھیوں کو آگے بڑھانے کا حکم دیا اور ان کے ارد گرد سواروں کا دستہ مقرر کیا اگرچہ اس حملہ میں مسلمان فوجیوں کے گھوڑے بدک کر بے قابو ہوئے لیکن ان چلتی پھرتی سیاہ پہاڑیوں نے لشکر اسلام کو بے ترتیب کر دیا تھا جس طرف یہ نکل جاتے تھے گروہ کا گروہ پھٹ جاتا تھا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اس سے باز رہیں اور ہاتھیوں کی طرف سے مارے پر حضرت جمال و شرجیل ۱ مقرر ہوئے تھے۔ انہوں نے اس ہاتھی کی سونڈ کاٹ ڈالی تھی اور آنکھ پھوڑ دی تھی ۲ وہ زخمی ہو کر بھاگا اس کے بھگتے یہ دوسرے ہاتھی اس کے پیچھے بھاگ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ سیاہ بادل بالکل صاف ہو گئے فارس کے لشکر کی صفیں درہم برہم ہو گئیں اسلامی سپاہی بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے لگے اور ان کو حوصلہ آزمائی کا بھرپور موقع مل گیا ۳ عمرو بن معدیکرب، قیس بن مکشوح نے بڑے بڑے نمایاں کام کئے دشمن کی صفوں میں بے خوف مارتے ہوئے گھس جاتے تھے اور اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے تھے اسی طرح کاٹ چھانٹ کرتے واپس آتے ہمارا جسم گرد و غبار سے بھر جاتا تھا یہ سارا دن خوف و خطر کے اعتبار سے دونوں گروہوں کے لئے برابر رہا اسلامی لشکر نے میدان جنگ میں شرارہ سے نماز ادا کی لڑتے لڑتے شام ہو گئی تھی آفتاب مغرب میں چھپ گیا تھا تھوڑی دیر کے لئے فوجیں ایک دوسرے سے برابر کی حالت میں عیحدہ ہو کر صفوں کو ترتیب دینے میں مصروف ہو گئیں۔

لیلۃ الحریر: دونوں فوجیں صفوں کو ترتیب دے کر میدان جنگ میں پہنچے اور مغرب کے بعد سناری رات لڑتے رہے اس جنگ کا نام لیلۃ الحریرہ ہے۔ ۴ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جنگ ہونے سے پہلے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کو مخاطبہ (نیشی سکر) کی حفاظت پر مقرر کیا تھا کہ اس سمت سے ایرانی لشکر حملہ نہ کر سکے لیکن حضرت طلحہ اور حضرت عمرو بن معدیکرب نے اپنے سپہ سالار کے حکم پر عمل کیا مخاطبہ پہنچ کر مشورہ کیا۔ حضرت طلحہ نے فارس کے لشکر پر پیچھے سے تکبیر کہہ کر حملہ کیا اور گشت و خون کا بازار گرم کر دیا اور حضرت عمرو بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نیشی سکر پر پیغار کر کے وہ طلحہ سے آئے اور نہایت تیزی سے لڑائی شروع کر دی۔ سب سے پہلے جس نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اجازت کے بغیر لڑائی چھیڑی وہ حضرت

۱ شرجیل، بیروت کے عربی نسخے میں الذیل تحریر ہے اور اسی نسخہ کے حاشیہ میں (تاریخ طبری جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۵۵۵) کے حوالے سے اربیل اور (بن اثیر جلد نمبر ۱۱) کے حوالے سے لڑیل ہے۔ ۲ صحیح و استدراک، ثناء اللہ۔ ۳ عمرو بن معدیکرب برہمچوں کے زخموں سے چور چور ہونے کے باوجود ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے برابر دُڑتے جا رہے تھے۔ اسی دوران ایک ایرانی سوار ان کے پاس سے نکلا اور اس نے ان پر وار کیا انہوں نے مڑ کر اس کے گھوڑے کی دم پکڑ لی، ایرانی نے گھوڑا بھگانے کی کوشش کی لیکن گھوڑے نے جگہ سے حرکت نہ کی آخر کار سوار اتر کر بھاگا اور یہ گھوڑے کی پیٹھ پر جا بیٹھے اور تھوڑی دیر کے لئے سانس لینے باہر آئے پھر جوش مردانگی سے دشمن کی صفوں میں گھس گئے ایرانیوں نے ان کے منہ سے تنگ آ کر ہاتھی کو آگے کو آگے بڑھایا اور اس کے دائیں بائیں پیدل فوجیں رکھیں حضرت عمرو بن معدیکرب نے گھوڑا چھوڑ دیا نیچے سے دم بڑھایا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں ساتھ والے ہاتھی پر حملہ آور ہوتا ہوں تم میرے پیچھے ہناؤ ورنہ عمرو بن معدیکرب مارا گیا تو پھر عمرو بن معدیکرب نہ پیدا ہوگا یہ کہہ کر تلوار نیام سے کھینچ لی اور ہاتھ پر حملہ کیا فارس کی پیدل فوجیں جو اس کے دائیں بائیں تھیں وہ ان پر ٹوٹ پڑیں اور اس قدر گرد و غبار اٹھا کہ یہ نظر سے غائب ہو گئے ان کے ساتھیوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے ہوئے حملہ کیا دشمنوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ ۴ اس رات کو لیلۃ الحریر اس لئے کہتے ہیں کیوں کہ اس رات میں دونوں گروہوں نے کوئی بات چیت نہ کی جس طرح ملاحظہ فرمائیے۔ (بن اثیر جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۱۱)۔

قعقاع رضی اللہ عنہ اور ان کی قوم تھی ان کے بعد بنی اسد پھر نضج پھر بخیلہ پھر کندہ نے حملے کئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ہر قبیلہ کے حملے کے وقت اللہم اغفر لہم وانصر ہم (اے اللہ ان کی مغفرت کر اور ان کی مدد کر) کہتے جاتے تھے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تھا کہ تیسری تکبیر پر حملہ کیا جائے لیکن فارس کے لشکر کی طرف سے پہلی ہی تکبیر پر تیر اندازی شروع ہو گئی اس وجہ سے حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ اپنی قوم کو لے کر ٹوٹ پڑے پھر ان کی دیکھ دیکھی دوسرے قبائل بھی لڑنے لگے ساری رات قیامت خیز ہنگامہ برپا رہا سوائے شور و غل کہ کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی تو میدان جنگ سے حضرت رستم تک کوئی خبر جاتی اور نہ ان کے پاس کوئی حکم لڑنے والوں تک آسکتا تھا رات بھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نہ سوئے دعا کرتے رہے۔

قعقاع رضی اللہ عنہ کی ہدایت: آدھی رات گزر چکی تھی کہ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کی آواز سنائی دی وہ اپنے ساتھیوں سے کہہ رہے تھے دیکھو سب کے سب سمٹ کر قلب پر حملہ کرو اور رستم کو پکڑو دشمن پر میدان جنگ تنگ ہونے والا ہے سب لوگ لڑتے لڑتے اگر چہ تھک گئے تھے ہاتھ پاؤں کام نہیں کر رہے تھے لیکن حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کی اس آواز نے ان میں ایک تازہ روح پھونک دی۔ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کا آگے بڑھنا تھا کہ دوسرے قبائل کے سرداروں نے اپنی اپنی قوموں کو لہکارا ”بہادر واللہ تعالیٰ کی راہ میں یہ تم سے آگے بڑھنے نہ پاویں“ میدان جنگ میں نئے سرے سے جنگ شروع ہو گئی سواروں نے گھوڑے چھوڑ دیئے پیدل سواروں نے تلواریں گھسیٹ لیں اور بے جگرئی کے ساتھ لڑنے لگے۔

رستم کا قتل: حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ اور ان کے دستے کی فوج دشمن کی صفوں کو پھاڑتی ہوئی رستم کے تخت تک جا پہنچی۔ رستم اس وقت تک غنیمت میں بیٹھا ہوا اپنی فوج کو لڑا رہا تھا تخت سے اتر کر لڑنے لگا۔ جب زخموں سے چور ہوا تو بھاگ کھڑا ہوا حضرت ہلال رضی اللہ عنہ نے تعاقب کیا قریب پہنچ کر اس زور سے برچھا، را کہ رستم کی کمر ٹوٹ گئی، رستم گھبرا کر ایک گڑھے میں گر پڑا۔ حضرت اہلال رضی اللہ عنہ بھی کود پڑے ٹانگیں پکڑ کر گھسیٹ لائے اور تلوار کھینچ کر اس کا کام تمام کر دیا۔ پھر تخت پر چڑھ کر پکار اٹھے: قتلست رستم ورب الکعبہ (رب کعبہ کی قسم ہے میں نے رستم کو مار ڈالا) اسکی آواز کو سنتے ہی اسلامی لشکر نے انداکبر کا نعرہ مارا لشکر فارس کے لشکر کے ہوش و حواس جاتے رہے، میمنہ، میسرہ قلب بھاگ نکلا۔ بعض مؤرخوں نے کہا ہے کہ جب رستم کا ہلال رضی اللہ عنہ نے تعاقب کیا تو اتفاق سے سامنے ایک نہر آ گئی رستم اس میں کود پڑا کہ تیر کر نکل جائے ساتھ ہی ہلال رضی اللہ عنہ بھی کودے ٹانگیں پکڑ کر باہر گھسیٹ لائے تلوار سے کام تمام کر کے راش کو فخر کے پیروں میں باندھ دیا اور اس کے تخت پر چڑھ کر جوش و مسرت سے بول اٹھے، میں نے رستم کا کام تمام کر دیا۔

رستم کے قتل کے بعد:..... رستم کے قتل ہوتے ہی فارس کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ نکلا جالنیوس نے ان کے روکنے اور لڑائی جاری رکھنے کی کوشش کی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ باقی رہا فارس کا وہ دستہ جو سر سے پیرلو ہے میں غرق تھا۔ وہ میدان جنگ میں لڑتا رہا۔ قبیلہ حمیضہ نے ان پر حملہ کیا لیکن تلواریں زہروں پراچٹ اچٹ کر رہ گئیں مجبور ہو کر پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا سردار نے لہکارا: سپاہیوں نے جواب دیا کہ تلواریں نہیں کام کر رہی ہیں۔ سردار نے غصہ میں آ کر ایک سوار پر اس زور سے برچھے کا وار کیا کہ اسکی کمر ٹوٹ گئی اور وہ اونڈھا ہو کر منہ کے بل گر پڑا یہ دیکھ کر اوروں کو بھی جرأت ہوئی اور کمال مردانگی سے لڑ کر سب کو خاک و خون پر موت کی نیند سلا دیا بڑی مشکل سے تیس ہزار میں سے تیس سواروں نے اپنی جان بچائی۔

ورث کا دیان پر قبضہ: ضرار بن الخطاب نے ایرانیوں کا نشان وراث کا دیان اپنے قبضے میں لے لیا جس کے بدلے میں انہوں نے تیس ہزار دینار اور وہ درحقیقت دوا کھدس ہزار دینار کی مالیت کا تھا۔ پچھلی جنگوں کے علاوہ اس معرکہ میں فارس کے لشکر کے دس ہزار سپاہی مارے گئے اور اسلامی لشکر کے چھ ہزار سپاہیوں نے جام شہادت نوش کیا۔ اس سے پہلی جنگ میں ڈھائی ہزار مسلمان شہید ہو چکے تھے شہداء کے دفن کرنے کے بعد مال غنیمت اور جنگی آلات اتنے جمع کئے گئے کہ نہ اس سے پہلے اور نہ پھر اس کے بعد اتنے جمع ہوئے۔ حضرت سعد نے رستم کا سامان ہلال بن عقیقہ کو دیا اور حضرت قعقاع اور شرجیل کو تعاقب کے لئے روانہ کیا ان سے پہلے زہرہ بن حیوۃ فوج کا ایک دستہ لے کر ہارے ہوئے لشکر کے پیچھے نکل چکے تھے۔

جالنیوس کا قتل: ادھر جالنیوس مقام حرازہ میں ہارے ہوئے لشکر کو جمع کر رہا تھا اس دوران زہرہ نے پہنچ کر حملہ کر دیا سب کو جالنیوس سمیت قتل کر ڈالا اور جالنیوس کا سامان قبضے میں لے لیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے زہرہ کو سامان کے زیادہ اور قیمتی ہونے کی وجہ سے جالنیوس کا سامان دینے سے توقف کیا اور دربار خلافت سے دریافت فرمایا، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمان بھیجا کہ ابھی لڑائی کا خاتمہ نہیں ہوا زہرہ نے بہت اچھا کام کیا ہے ان کی دل

شہنشاہ بن جائے اور جلیوس کے سامان کے علاوہ ان کو اور ان کے ساتھیوں کو پانچ پانچ سو دینار اور بھی عطا فرمائے جائیں۔

مشہور اسلامی بہادر۔ شکست کے بعد حضرت سلیمان بن ربیعہ باہلی اور حضرت عبدالرحمن بن ربیعہ فارس کے ایک دستے پر حملہ آور ہوئے۔ جنہوں نے قسم کھائی تھی کہ جنگ ختم ہونے پر پسپا ہو کر نہ بھاگیں گے اور میدان جنگ میں مرجائیں گے چنانچہ حضرت عبدالرحمن نے وہیں ان سب کو ذہیر کر دیا۔ ایرانیوں کے لشکر کی فرار ہونے پر ان کے میں سردار اپنی جان نثار فوج کے ساتھ میدان جنگ میں ثابت قدمی سے لڑتے رہے جن کے مقابلے میں اسلامی لشکر سے تیس سواری نکلے اور تھوڑی ہی دیر میں ان سب کو بھی قتل کر کے میدان کو مخالفوں سے صاف کر دیا۔ ایرانی سرداروں میں سے ہرمان ہوز اور بن بھیس، قارن بھاگنے والوں میں سے تھے اور استقلال کے ساتھ میدان جنگ میں ٹھہر کر لڑنے والوں میں شہرید بن بہادر قران ابوازی، خسرو شہنشاہ، ہمدانی بن الہریہ وغیرہ تھے۔ ان لوگوں نے نہایت ثابت قدمی سے مسلمانوں کا مقابلہ کیا اور میدان جنگ میں مردانہ وار بن دی۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا شوق سماعت:۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو فتح کی خوشخبری بھیجی اور اسلامی فوج کے شہیدوں کے نام لکھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جس دن سے جنگ قادسیہ شروع ہوئی تھی روزانہ صبح ہوتے مدینہ سے باہر نکل جاتے اور دوپہر ڈھتے تک قاصد کا انتظار کرتے معمول کے مطابق ایک دن مدینہ کے باہر کھڑے ہوئے قاصد کا انتظار فرما رہے تھے کہ دور سے ایک اونٹ سوار نظر آیا دوڑ کر اس سے پوچھ کہیں سے آرہے ہو، سوار نے کہا، قادسیہ سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فتح کی خوشخبری دے کر مجھے بھیجا ہے۔ ۱۰ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ شوق سے بے تاب ہو کر تفصیلی حال دریافت فرمانے لگے قاصد نے کہنا شروع کیا: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اتنے مشرکین جنگ میں مارے گئے اور اتنا مال غنیمت ہاتھ آیا جنگ کے ختم ہونے کے بعد لشکر اسلام دربار خلافت سے لئے احکام کے انتظار میں قادسیہ میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ دربار خلافت سے وہیں قیام کرنے کا فرمان پہنچا۔ جنگ قادسیہ ۱۳ھ میں اور بعض کہتے ہیں کہ ۱۵ھ میں اور بعضوں کا خیال ہے کہ ۱۶ھ میں ہوئی۔ واللہ اعلم۔

فتح بہرہ شیر، مدائن جلولاء، حلوان: فارس والوں نے قادسیہ سے بھاگ کر بابل میں قیام کیا بابل ایک محفوظ اور مستحکم جگہ تھی یہاں پر ان کے نامور سرداروں میں سے تخیر خاں، مہران ابوازی، ہرمان وغیرہ موجود تھے ان لوگوں نے دوبارہ جنگ کا سامان تیار کر کے فیرزان کو لشکر کا سردار مقرر کیا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا میابی کے بعد دو مہینہ تک قادسیہ میں انتظام کے لئے ٹھہرے رہے پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق اہل و عیال کو ایک بڑے لشکر کی حفاظت میں مقام عتیق میں چھوڑ کر مدائن کی طرف روانہ ہوئے مقدمہ الجیش میں حضرت زہر بن حیوۃ، حضرت شرجیل بن السمطہ اور حضرت عبداللہ بن المعتز کو مقرر کر کے آگے روانہ کیا۔ مقام رستن (برس) میں بصری سے مدبھیر ہو گئی بصری جنگ میں زخم اٹھ کر بابل کی طرف بھاگا برس کے رئیس (بسطام) نے حاضر ہو کر حضرت زہر رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی ضرورت کے مطابق جگہ جگہ پل تیار کروائے جس سے اسلامی لشکر ہر آسانی سے بابل تک پہنچ گیا۔ فیرزان نے بابل سے نکل کر مقابلہ کیا اور پہلے ہی حملہ میں ان لوگوں سمیت جو بابل میں تھے بھاگ نکلا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بابل پر قبضہ کر لیا۔ فارس کی فوجیں بابل سے بھاگنے کے بعد چند گروہوں میں تقسیم ہو گئیں کچھ تو ہرمان کے ساتھ ابوازی میں جا پہنچیں۔ فوج کا ایک حصہ فیرزان کے ساتھ نہادند کے طرف چلا گیا جہاں پر کسریٰ کا خزانہ تھا اور ایک گروہ کو تخیر خان و مہران لے کر مدائن کی طرف چلے گئے۔ رستے میں جتنے پل تھے سب کو توڑ ڈالا اور مدائن کے چاروں طرف سے قلعہ بندی کر لی۔

شہر یار سے مقابلہ: پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بابل سے کوچ کیا اور مقدمہ الجیش پر حضرت زہر رضی اللہ عنہ کو مامور کر کے آگے بڑھنے کا حکم فرمایا۔

۱۰ بن شیر نے لکھا ہے کہ، دنٹ سوار کا رکاب پکڑے ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دوڑتے رہے تھے اور بار بار حال پوچھتے جا رہے تھے جب مدینہ میں پہنچے تو اونٹ سو رنے دیکھا کہ جو لوگ طے ہیں وہ ان کو امیر المؤمنین کہہ کر پکارتے ہیں خوف سے کانپ اٹھا اور کہا۔ حضرت آپ نے مجھے نام کیوں نہ بتایا مجھ سے بہت بڑی گستاخی ہوئی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا بھائی کوئی حرج نہیں ہے تم سلسلہ کلام ختم نہ کرو چنانچہ اس طرح اس کی رکاب کے ساتھ ساتھ مکان تک آئے ایک مجمع عام میں فتح کی خوشخبری سنائی اور ایک نہایت پر اثر تقریر فرمائی جس کا آخر فقرہ یہ تھا بھائیو! میں بادشاہ نہیں ہوں کہ تمہیں اپنا غلام بناؤں میں خود اللہ کا غلام ہوں البتہ خلافت کا بوجھ میرے سر پر ہے مگر میں اس طرح تمہارا کام کروں کہ تم لوگ آرام سے اپنے مکانات میں سوؤ تو میری خوش نصیبی بیاور اگر میری یہ خواہش ہو کہ تم میرے دروازے پر حاضر ہو تو میری بدبختی میں تمہیں غیور دیتا ہوں باتوں سے نہیں بلکہ عمل سے۔

حضرت زہرہ بنت جحشؓ اور کثیر بن شہاب سمیعی راستہ صاف کرتے ہوئے کوئی ① پہنچے جہاں ایرانیوں کا ایک مشہور رئیس زادہ شیریار موجود تھا۔ شیریار ② نے کوئی سے نکل کر زہرہ کا مقابلہ کیا جنگ کے دوران شیریار مارا گیا اس کے ساتھی میدان جنگ سے جاک نکل اس عرصہ میں حضرت سعد بن زیدؓ سے ارشدر اسلام بھی آگئے اور انہوں نے شیریار کے قتل کو اس کا سارا سامان دھا فرمایا اس کے بعد حضرت زہرہ سباط کے طرف بڑھے اہل سباط نے حضرت زہرہ سے سے جزیرہ کے مسلح کریں اور حضرت زہرہ نے کسری کے ساتھ اپنا پھر ساری اعلیٰ فوجیں مدینہ کے پاس بہرہ ③ میں جمع ہوئیں۔ جب مسلمانوں نے ایوان شہابی وہ ایک تو خوشی سے نغمہ بزم بند کیا خوش ہو ہو کر ایک دوسرے سے شے شے کے حد بخش کسری خدا ماہ عدالت (یہ کسری کا سفید کھل ہے یہ وہ ہے جس کا مدینہ نے وعدہ دیا ہے)۔

کسری کے نکل کی فتح ④ ارشدر اسلام نے اس جگہ پر پڑوۃ اللہ اور تین مہینے کے محاصرہ کے بعد اس کو فتح کیا محاصرہ کے دوران اسلامی سواروں نے ارد گرد سے ہزار آدمیوں کو برقی کر لیا اور حضرت فاروق اعظمؓ نے لکھا تھا کہ جو شخص جزیرہ دین قبول کرے یا تہنیر اہل کے یا بڑے ہوئے بیٹھ جائے تو اس کو امان دے دینا اور جو شخص بھاگے اور اس کو گرفتار نہ کرے تو اس کے بارے میں تم اختیار رہے۔ مغربی ریحہ سے سب بقیان اور اہل سوا مسلمانوں کی امان میں آگئے اور ان کی حکومت کو تسلیم کر لیا باقی رہ گیا بہرہ و شیر اس کا محاصرہ کرتے رہا وقتے وقتے سے تفتیش کا کر کے پتہ کر کے تھے مختلف جگہوں کو ایرانیوں سے چھین لیا تھا۔

حضرت زہرہ بنت جحشؓ کی شان ایک دن ان میں سے ایک مرزبان جس کا جسم دیوں طرح کا تھا نکل کر میدان میں آیا اور شیر کی طرح اٹھ کر کنبے لگاتم میں سے کوئی ایک شخص ہے جو میرے مقابلہ پر آئے۔ حضرت زہرہ بنت جحشؓ نے نکل کر میدان میں آئے پہلے دو آدمیوں میں نیزہ بازی ہوتی رہی پھر ایرانی مرزبان نے نیزہ پھینک کر تلوار کھینچ لی حضرت زہرہ بنت جحشؓ نے بھی اس پر تلوار چھائی تھوڑی دیر تک تلوار چھیتی رہی جب

① کوئی ایک مشہور تاریخی جگہ ہے۔ نہ وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی قبر یا تھا۔ قید خانہ کی جگہ اس وقت تک محفوظ تھی حضرت سعد بن زیدؓ نے اس جگہ کو اپنے سے دور کر دیا۔ ② اس وقت حضرت زہرہ بنت جحشؓ نے کوئی سے قریب پہنچے اور شیریار حضرت زہرہ بنت جحشؓ کے ہاتھوں سے مارا گیا اس کے نکل کر میدان جنگ میں آکر پکارا، جو بہادر پوزے لشکر سے منتخب ہوئے۔ مقابلہ پر آئے۔ حضرت زہرہ بنت جحشؓ نے میدان میں دو مرتبہ سے مقابلہ کیا۔ ③ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ④ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ⑤ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ⑥ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ⑦ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ⑧ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ⑨ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ⑩ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ⑪ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ⑫ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ⑬ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ⑭ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ⑮ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ⑯ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ⑰ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ⑱ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ⑲ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ⑳ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ㉑ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ㉒ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ㉓ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ㉔ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ㉕ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ㉖ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ㉗ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ㉘ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ㉙ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ㉚ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ㉛ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ㉜ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ㉝ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ㉞ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ㉟ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ㊱ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ㊲ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ㊳ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ㊴ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ㊵ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ㊶ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ㊷ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ㊸ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ㊹ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ㊺ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ㊻ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ㊼ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ㊽ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ㊾ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔ ㊿ یہ جزیرہ مدینہ کے قریب تھا۔

اس تہوار بازی سے بھی وہ مرزبان کامیابی حاصل نہ کر سکا تو کندھے سے کمان اتار کر ہر سانے لگا کر رہ و نہ بڑھ بڑھ کر مار کرنے شروع کر دی۔ اتفاق یہ ہوا کہ ٹرتے ٹرتے حضرت زہد و نیر شہید ہو گئے اور وہ مرزبان بھی اسی جگہ پر انہیں نہ پا سکا۔ بعض مورخین کہتے ہیں کہ اس وقت زہرہ بن سنان کو شیب خارجی نے حجاج بن یوسف کے زمانے میں شہید کیا ہے، واللہ اعلم۔

بہرہ شیر کی فتح مختصر یہ کہ جب اہل بہرہ شیر کو محاصرہ کی سختی و طوالت سے امانت اور سامان جنگ کی کمی محسوس ہوئی اور ان میں لڑائی و مقابلہ کی قوت باقی نہ رہی تو انہوں نے شیر چھوڑ دیا۔ اس دلی لشکر جب حملہ کرتا ہوا شہر کے قریب پہنچا تو ان میں سے ایک شخص سوار ہو کر شیر پناہ کے دروازہ پر گیا اور اسے ایک شخص دکھائی دیا جو اشارہ سے کہہ رہا تھا کہ شہر میں اب کوئی شخص باقی نہیں ہے سب کے سب اس شہر کی طرف چلے گئے ہیں جہاں پر شاہی ارباب و حضرات سعد بن ترفیع سمیت بہرہ شیر میں داخل ہوئے۔ بہرہ شیر اور مدائن میں صرف دریائے وجلہ حائل تھا۔ حضرت سعد بن تار نے بہرہ شیر کے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا لیکن وجد و حائل کی کمی کی بنا پر اسے پسپا کرنا پڑا۔ ایرانیوں نے سپہ سے جہاں جہاں پل باندھے تھے توڑ کر بے کار کر دیے تھے و جد کے کنارے پر دو رتک نظر دوڑانے سے بھی ایک بھی سختی کا پتہ نہ چلتا تھا۔ چنانچہ یرتک حضرت سعد بن تار دریائے پار کو گزرنے کے بارے میں سوچتے ہوئے دریائے کنارے پر پہنچے۔ پڑاؤ اسے ٹھہرے رہے ایک عرصہ میں ایک جاہل نے آکر بتایا آپ وجلہ کے کنارے ہی پڑا رہیں گے؟ اور دن کے اندر اندر یزد و جرد مدائن کا سارا مال و اسباب اور خزانہ لے کر کسی اور طرف چلا جائے گا۔

[illegible]

مسلمانوں پر حملے کی کوشش ایرانی یہ تھے کہ اُمیہ قیصر نے کہا کہ اگرچہ ان تھے جب اسلامی لشکر آئے تو یہاں سے زیادہ پر آئے تو ان کے پہلے ہزاروں نے یہ اندازوں کو تیرے ہر سائے کا حکم دیا جس کا جواب اس طرف سے حضرت ماحم نے دینا شروع کیا یہ صورتی دیر کے بعد جب ایرانی یہ انداز مسلمانوں کے جوش سیلاب کو نہ روک سکے اور مسلسل تیروں کے نشانہ بننے لگے تو جلا کے کنارے سے بھاگ کھڑے ہوئے اس دوران حضرت بعد سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ وجہ کے کنارے پہنچ گئے اور ان ایرانی تیر اندازوں پر حملہ کر دیا جن کو اسلامی تیر اندازوں کے تیرے اپنے نشانہ بنایا تھا ایرانی بالکل بے سرو سامانی سے مدائن چھوڑ کر حوان کی طرف بھاگے۔ یزدجرد نے اپنی اور گھروالوں اور شاہی خاندان کو اس سے پہلے ہی جتنا ہایا اسباب انھی سکتے تھے۔ ٹھہر کر روانہ کر دیا تھا جب اس نے یہ خبر سنی تو خود بھی مدائن چھوڑ کر نکل آیا لیکن اس کے باوجود مدائن میں کپڑے مارا اسباب بیتی برتن اور سامان آرائش اتنا تھا کہ جس کی قیمت کا شیخ انداز نہیں ہو سکتا۔ خزانہ شاہی میں تین ہزار کالے کی کھالیں سرخ دیناروں سے بھری ہوئی تھیں ⑤

۱۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے جو اس وقت تقریریں کرتی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ابہار و آفتاب کے دشمن نے ہر طرف سے مجبور ہو کر اب دریا کے دائیں میں پناہ لی ہے تم جب تک اس کو نہ رو کر دو گے اس وقت تک تم اس پر کامیابی حاصل نہ کر سکو گے مگر یہ ہم بھی سرگروہ و پھر راستہ صاف ہے۔ کشتیوں کا تھکا کر دو گے تو ایک لہذا زمانہ گزر جائے گا یہ تمہارے جوش کے تمہارے اندر اتنی مستقل مزاجی نہیں پیدا کی کہ تم اللہ کا نام لے کر دریا کو پار نہ جاؤ تا رہا یہ مشورہ ہے کہ تم اس سے پہلے نہ کیا تمہیں اس پتے پر اب میں لے اپنے دشمنوں سے نہیں دھیس لے گا۔ بھروسہ پر اس دریا کو پار نہ کرنے کا یہ خیال اب دلوں نے یہ تمہیں کہیں کہیں اب نہ کہ نام پر بندہ آپ کے دلوں میں کا یہ اب نہ کہے گا۔ ۲۔ اس اعتبار سے

۳۔ شہداء اللہ۔ ۱۔ بن خلدون میں قاتل رہا ہے۔ قاتل دیکھائی اس شخص میں جو یہ دلوں سے جڑی ہوئی ہو۔ اس شخص نے وہاں پہلے نہ کہتے ہیں ایک آفتاب ایک۔ اور وہ اوقیہ ہوتا ہے۔ اور ایک اوقیہ پونے چار تولے کا ہوتا ہے۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ ایک سو مصلیٰ ایک وقت رہتا ہے۔ اور ایک مصلیٰ چار مصلیٰ کے ہوتا ہے

جس کو رستم قادسیہ جاتے وقت چھوڑا تھا اور اتنی ہی خرچ فوج کے لئے اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

عراق میں پہلا جمعہ اسلامی فوجیں جوق در جوق شہر میں داخل ہوئیں اہل شہر نے قصر ❶ ایض میں داخل ہو کر دروازے بند کر لئے اور اس کے بعد جزیرہ کے رخساروں پر بیٹھ کر حضرت سعد بن قیس ایض میں داخل ہوئے چاروں طرف سناٹا تھا اہل پر ایک جہت کی چھائی بے اختیار یہ آیتیں زبان سے نکلیں ”کہ تو کو امن حیات و عیون و دروع و مقام کریم و عمة کانو افیہا فاکھین کدالک و اور ٹھہا قوما احویں“۔ پھر وہیں ایک اسلام سے آٹھ رعتیں صلوٰۃ الہیہ پڑھیں۔ تخت کی جگہ مہر نصب کر لیا نماز جمعہ اس ایوان میں ادا کی (یہ پہلا جمعہ تھا جو عراق میں پڑھا گیا) شاہی دربار میں جتنی تصویریں تھیں ان کو اپنی حاست میں رکھا ایک کو جسے ان میں سے نہیں بنایا چونکہ ٹھہرنے کا ارادہ نہ کیا تھا۔ اس جگہ سے ❷ نمازوں میں قصر نہیں کیا۔

مال غنیمت حضرت زہرہ بن حیوہ بن کواہرانیوں کے تعاقب میں نہروان کی طرف روانہ کیا مال غنیمت کے جمع کرنے پر حضرت عمرو بن مقرر و تقسیم پر حضرت سلیمان بن ربیعہ باہلی مامور کئے گئے چنانچہ قصر ایض اور شاہی دربار میں جو کچھ تھا اس کو اور جس کو اہل مدائن اس بھاگ ۱۱ء میں ❸ لوٹ کر لے جا رہے تھے ان سب کو ایک جگہ جمع کیا کسری کا شاہی لباس اس کا سونے کا تاج اور اس کی زرہ جس کو وہ خاص خاص موقعوں پر پہنتا تھا بھگوڑوں سے چھینا گیا۔ شاہی دربار کے خزانے اور اس کے عجیب خانہ میں خاقان چین، قیصر روم، دابر پاشاہ ہند، بہرام گورسیہ و خوش نعمان بن منذر کے خود اور ان کی زرہیں اور ان کی تلواریں تھیں کسری، ہرمز، قباد، فیروز کی تلواریں اور خنجر تھے ان سب نوادرات اور فارسی بادشاہوں کی یادگاروں کو حضرت قعقائے نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر جمع کیا تھا۔ حضرت سعد بن قیس نے ان کو اجازت دی کہ تلواروں میں سے جو تلوار چاہیں لے جائیں۔ حضرت قعقائے نے قیصر روم بہ قتل کی تلواریں اٹھ لی اور حضرت سعد بن قیس نے اپنی طرف سے بہرام گور کی زرہ ان کو مرحمت فرمائی۔

مال غنیمت کی نمائش اور تقسیم مال غنیمت سے حسب دستور نکال کر دربار خلافت بھیجا گیا۔ کسری اور نعمان کی تلواریں نوشیروان کا تاج پہن کے زرہ نگار پکڑے قالین اور پرانی یادگاریں لوگوں کو دیکھانے کے لئے اسی حالت میں روانہ کر دیں اس کے بعد مال غنیمت ساٹھ ہزار لشکریوں پر تقسیم کیا گیا یہ سوار و بارہ ہزار ملے یہ سب فوجیں سواروں کی تھیں پیدل ان میں سے کوئی نہ تھا ایوان شاہی کے لوگوں میں تقسیم کر کے اہل و عیال کو متعلق سے ہو کر اسی میں ٹھہرایا اور جب تک جہول، حلوان، تکریت اور موصل فتح نہ ہو گیا ان کو یہیں ٹھہرائے رکھا۔

دربار خلافت بھیجی گئی اشیاء حضرت سعد بن قیس کے علاوہ جو چیزیں دربار خلافت میں بھیجیں تھیں اس میں ہزاروں اقسام کے نوادرات اور ثیاب و غریب مال و اسباب تھا کسری کا قالین جس کا نام نہو بہار تھا اور نوے گز لمبا ۶۰ گز چوڑا تھا۔ اسی حالت میں بھیج دیا گیا پھول پتیاں درخت نہریں، تصویریں، منچے سونے چاندی کے تار اور جواہرات سے بنائے گئے تھے۔ گرمیوں میں فارس کے بادشاہ بہار کا موسم گزارنے کے بعد اس پر بیٹھ کر شراب نوشی کرتے تھے۔ جب یہ چیزیں مدینہ پہنچیں اور دیکھنے کے لئے پیش کی گئیں تو دیکھنے والوں کی آنکھیں حیران ہو گئیں مال و اسباب کو حضرت فاروق اعظم بن قیس نے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ فرش نو بہار کی نسبت ان کی رائے یہ تھی کہ تقسیم نہ کیا جائے اور چند لوگوں نے بھی دریافت کرنے پر رائے ظاہر کی لیکن حضرت علی مرتضیٰ بن قیس نے رائے یہ تھی اس کو تقسیم کیا جائے چنانچہ اس کو بھی کٹ کر لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ حضرت علی مرتضیٰ بن قیس کے حصہ میں اس کا جو ٹکڑا آیا تھا اس کو انہوں نے تیس ہزار ❹ ہزار میں فروخت کیا حالانکہ وہ نفیس ٹکڑوں میں سے نہ تھا۔

❶ قصر ایض سفید محل اس زمانے کا واسطہ ہوا اس تھا۔ ❷ یہ مسئلہ ہے کہ ۴۸ میل سے زیادہ فاصلہ پر ۱۵ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو نمازوں میں قصر نہیں کیا جاتا یعنی مسافر والی نماز کے بجائے مقیم پوری نماز ادا کرے گا۔ ❸ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ جس وقت اسلامی لشکر مدائن میں داخل ہوا ایک ہزار ساچ گیا قصر ایض اور اس کے عجیب خانے سے جس کے ہاتھ جو چیز لگی اس کو وہ لئے بھاگتا جاتا رہا اتنا ہی سے حضرت عصمت بن خالد ایک غیر معمولی راستہ سے ہو کر نذر تے دیکھا تو دو آدمی گدھوں پر سوار لڑتے ہوئے تیزی سے قدم اٹھانے چلے جا رہے ہیں۔ حضرت عصمت بن خالد ان گدھوں کو حضرت عمرو بن عمرو مقرر کے پاس لائے جو مال غنیمت کے جمع کرنے پر مامور تھے مال و اسباب اتارا گیا تو اس میں قیمتی قیمتی اور نجوہ چیزیں نکلیں سونے کا ایک ٹھوڑا تھا جس پر چاندی کی زین کسی ہوئی تھیں۔ یا قوت و زمرہ اس کے سینہ اور پیشانی پر جڑتے تھے سوار چاندی کا تھا لیکن جوہرات سے مدام تھا اور چاندی کی ایک اونٹنی تھی جس پر سونے کی پانچ بیس قیمت یا قوت و ہیروتے سونے کی مہر جڑی ہوئی تھی۔ اس کا سوار بھی سونے کا تھا اور سر سے پاؤں تک جواہرات سے سجا ہوا تھا۔ ❹ عربی نسخہ میں بیس ہزار لکھا ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی تقریر: اس کے بعد حضرت فاروق اعظمؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو نماز اور جنگ سمیت سب مفتوحہ علاقوں کا متون مقرر کیا۔ حضرت حذیفہ بن الیمانؓ ساحل فرات کے خراج پر اور حضرت عثمان بن حنیفہ کنارہ دریا کے شہروں کے خراج وصول کرنے پر مقرر کئے گئے۔

ایرانیوں کی تیاری: ایرانی مدائن سے بھاگ کر جلولا^۱ میں پناہ گزیں ہوئے اور جنگ کی تیاریاں کرنے اور آذربائیجان، باب ورجبال سے فوجیں ہوا کر ایک عظیم اشن فوج مرتب کر کے مہران رازی کو اپنا سردار بنایا شہر کے چاروں طرف خندقیں کھدوائیں راستوں، گزرگاہوں پر بوجے کے گھوڑے بچھوائے، یزدجردان و نول حلوان میں تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے حضرت فاروق اعظمؓ کو اس سے آگاہ کیا حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمان بھیجا کہ تیس ہزار فوج کیساتھ ہاشم بن عقبہ کو ایرانیوں کے مقابلے پر روانہ کرو مقدمہ انجیش پر حضرت قعقاع بن عمرو افسر مقرر کئے جائیں ورمکامیابی کے بعد حضرت قعقاعؓ کو سواد اور جبال کے درمیان شہروں کی حکومت دو۔ ہاشم اپنے لشکر جرود مدائن سے رے روانہ ہوئے تھے چوتھے دن بلوناء پہنچ کر محاصرہ کیا اسی ۸۰ دن تک گھیرے رہے۔

ایرانیوں سے آخری جنگ: دوران محاصرہ وقتاً فوقتاً ایرانی نکل کر مقابلہ کرتے رہے آخری جنگ سب جنگوں سے زیادہ خطرناک و ریدتہ اہریرہ سے نہیں زیادہ بڑی جنگ تھی۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اس زور و شور کی آندھی چلی کہ اندھیرا ہو گیا فارس کا لشکر مجبور ہو کر پیچھے ہٹا لیکن سردوغبر کی وجہ سے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا ہزاروں سوار خندق میں گر کر مر گئے۔ اہل فارس نے خندق کے مختلف مقامات کو پاٹ پاٹ کر راستہ بنالیا اور اپنے بچاؤ کے لئے خود اپنے قلعہ کو غیر مستحکم و خراب کر ڈالا۔ مسلمانوں کو یہ خبر ہوئی تو انہوں نے پھر کرسی باندھ لیں دونوں گروہ میدان جنگ میں جی توڑ توڑ کر ٹر رہے تھے۔ ایرانی لشکر مسلمانوں کو روک رہا تھا لیکن حضرت قعقاعؓ جو مقدمہ انجیش کے افسر تھے بے مثل مردانگی سے گھسے جاتے تھے چنانچہ حضرت قعقاعؓ اسی پٹے ہوئے راستے سے گزر کر قلعہ کے دروازہ تک پہنچ گئے لوگوں میں یہ شور مچ گیا کہ حضرت قعقاعؓ نے خندق پر قبضہ کر لیا ہے اسلحہ لشکر نے یہ سنتے ہی اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر دفعۃً حملہ کر دیا ایرانی لشکر پسپا ہو کر بھاگا پریشانی کی حالت میں یاد نہ رہا اور فرسی لشکر اسی طرف بھاگا جس طرف اہل فارس نے مسلمانوں کے حملہ کی تیاری کا سن کر لوہے کے گھوگر بچھوادیئے تھے۔ گھوڑے زخمی ہو گئے چلنے کے قابل نہ رہے۔ پیدل ہونا پڑا۔ سدا می لشکر نے ان کو تلواروں پر رکھ لیا۔ ایرانیوں میں سے جو لوگ اس جگہ میں بان بچا سکے ان کی تعداد نہایت کم تھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ماہ ایرانی اس واقعہ میں مارے گئے تھے۔

حلوان پر قبضہ: ... حضرت قعقاعؓ ان کے تعاقب میں خانقیس تک آگے بڑھ گئے یزدجرد یہ خبر سن کر حلوان چھوڑ کر رے کی طرف بھاگ گیا اور حلوان بھی حفاظت کے لئے خسر و شنوم کو چند دستوں کے ساتھ چھوڑتا گیا۔ حضرت قعقاعؓ جب حلوان کے قریب پہنچے تو خسر و شنوم نے حصون سے نکل کر مقابلہ کی تیاری کی خسر و شنوم کے مقدمہ انجیش پر زمینی دہقان حلوان مقرر تھا یہ پہلے حضرت قعقاعؓ کے مقابلے پر آیا حضرت قعقاعؓ نے اس کو قتل کر کے مقدمہ پر حملہ کر دیا خسر و شنوم یہ واقعہ دیکھ کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ حضرت قعقاعؓ نے حلوان پر قبضہ کر لیا۔

مال غنیمت کی تقسیم کی قسم: حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے ان کامیابیوں کے بعد فتح کی خوشخبری کے ساتھ مال غنیمت کا پانچواں حصہ مدینہ منورہ روانہ کیا آگے بڑھنے کی اجازت طلب کی حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمان بھیجا کہ چونکہ سواد اور جبل کا درمیانی حصہ ایک قدرتی قلعے سے گھرا ہوا ہے اس لئے اہل فارس ہم تک نہیں آسکتے ہیں۔ لہذا کچھ دن مسلمانوں کو آرام کرنے کا موقع دو اس واقعہ میں تین کروڑ مال غنیمت ہاتھ آیا جس کو حضرت سیمان بن ربیعہؓ نے تقسیم کیا ہر سوار کو نو نو ہزار اور نو نو گھوڑے ملے۔ حضرت زیاد جس وقت فتح کی خوشخبری اور خمس سے مدینہ منورہ میں داخل ہوئے شام ہو گئی حضرت فاروق اعظمؓ نے قسم کھالی کہ جب تک میں اس کو تقسیم نہ کر لوں گا اس وقت تک یہ مال غنیمت کسی چھت کے نیچے نہ رکھا جائے گا اس وجہ سے مسجد کے صحن میں رکھ دیا گیا حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت عبداللہ بن ارقم رات بھر حفاظت کرتے رہے جب صبح ہوئی لوگوں کی

① سواد کے دیہاتوں میں سے ہے اس کے اور خانقیس کے درمیان سات فرسخ کا فاصلہ ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جلولا، کو جلولا اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ حد قد بل فارس کی شہر کی کثرت کی وجہ سے روشن ہو گیا تھا۔ (معجم البلدان) ② گھوگر لوہے کی گیندیں جن پر لوہے کے کانٹے بنے ہوتے تھے۔

آنکھیں جواہرات کے ڈھیر دیکھ کر خیرہ ہو گئیں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مال غنیمت اور جواہرات کو دیکھ کر رو پڑے۔ حضرت عبدالرحمن نے کہا ”میرا مہینہ یہ تو مقام شکر تھا آپ یوں رو پڑے؟“ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جس قوم کو اللہ تعالیٰ دولت دیتا ہے اس پر رشک و حسد آ جاتا ہے اور جب حسد کا مادہ پیدا ہوتا ہے قوم میں نفاق اور نا انصافی کی بنیاد پڑ جاتی ہے۔

حِوَالِ وَ قَادِسیہ۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سرزمین سواد میں حِوَالِ وَ قَادِسیہ کے درمیان تقسیم کی ممانعت کر دی تھی۔ جریر نے فرات کے کنارے کچھ زمین خرید لی تھی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے واپس کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

حضرت ہاشم جلوسے واپس آئے تو معلوم ہوا کہ دین ابن ہرمزان نے ایک لشکر نئے سرے سے تیار کر لیا اور مقابلہ کے ارادے سے سہل کی طرف آ رہا ہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر حضرت ضرار رضی اللہ عنہ بن الخطاب کی ماتحتی میں روانہ کیا ماسد ان میں صف آرائی ہوئی حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے دین کو گرفتار کر کے مار ڈالا اور ایرانیوں کے تعاقب میں نہروان تک چلے گئے۔ ماسد ان کے مفتوحہ مقامات اہل ماسد ان کو واپس کر دیئے اور وہیں ٹھہرے رہے اور بعض تاریخ دانوں کا خیال ہے کہ ماسد ان کا واقعہ نہادند کے واقعے کے بعد ہوا ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جس وقت حضرت شعی بن حارثہ کو حیرہ کی طرف روانہ کیا تھا اس زمانہ میں حضرت قطبہ بن قنادہ السدوسی کو بصرہ کی طرف بھیجا تھا، حضرت قطبہ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مدد طلب کی دار الخلافہ سے حضرت شریح بن عامر بن سعد بن بکر کو بصرہ جانے کا حکم مل چنانچہ شریح بن عامر، قطبہ بن عامر کو بصرہ میں چھوڑ کر ابواز کی طرف بڑھ گئے راستے میں ایرانیوں سے مقابلہ ہوا بے مثال بہادری سے لڑ کر میدان جنگ میں مردانہ وار جان دی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان اطراف پر عتبہ بن غزو ان کو حاکم مقرر کر کے روانہ فرمایا اور عرب اور عجم کے درمیان سرحدی مقام پر قیام کرنے کا حکم فرمایا حضرت علاء بن الحضرمی کو لکھا کہ عرفجہ بن ہرثمہ کو عتبہ بن غزو ان کی مدد کے لئے بھیجو۔ چنانچہ جس وقت عتبہ، جہل جسر پہنچنے والی فرات خبر سن کر چار ہزار فوجیوں کے ساتھ مقابلہ پر آیا اگرچہ عتبہ کے دستے میں صرف پانچ سو سپاہی تھے لیکن عتبہ اور ان کے سپاہیوں نے چھکے چھڑائیے ایک ایک کو چن چن کر قتل کیا آخر میں والی فرات کو قید کر لیا اور ۱۴ھ میں مقام خریبہ پر پہنچے جہاں اب بصرہ آباد ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ واقعہ جلولاء تکریت اور حصین ۱ کے بعد بصرہ آباد کیا گیا تھا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عتبہ کو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم سے بصرہ کی طرف روانہ کیا گیا تھا اور یہ ایک مہینہ تک وہاں ٹھہرے رہے۔

اس کے بعد ۵ ۱۱ھ ایلہ والوں نے مسلمانوں کی مخالفت شروع کر دی ایلہ والوں کے ساتھ کشتیوں پر چین کا مال اسباب تھا عتبہ نے پانچ سو سواروں کے ساتھ مقابلہ کیا اور جنگ ختم ہونے پر اپنی لشکر گاہ میں واپس آئے اللہ تعالیٰ نے ایلہ والوں کو ایسا رعب کر دیا کہ انتہائی بے سربسامانی سے جتن معمولی معمولی مال و اسباب پایا آپس میں تقسیم کر لیا اس کے بعد بصرہ کی بنیاد پڑی سب سے پہلے مسجد بنائی گئی۔ مسجد کی چھت نئے اور کھجور کے پتوں سے بنی۔

فتح البلدان میں لکھا ہے کہ عتبہ نے خربہہ آ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اپنے قیام سے مطلع کیا اور یہ درخواست کی کہ عرب و عراق کے درمیان کوئی ایسا پڑاؤ منسب مقام پر بنایا جائے جہاں پر فوجیں سردیوں کے دنوں میں رہیں اور غزوات سے واپسی کے بعد آ کر ٹھہرا کریں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عتبہ کی درخواست پر ایسی چھاؤنی قائم کرنے کی اجازت دی اور یہ لکھا کہ یہ زمین جس کو تم چھاؤنی بنانا چاہتے ہو عرب کے مزاج کے مطابق ہو یعنی وہاں پر پانی اور چراگاہ کثرت سے ہو عتبہ نے یہ فرمان پڑھ کر بصرہ کو اس کام کے لئے تجویز کیا اور منظوری کے لئے بصرہ کی کیفیت دریافت دربار خلافت کو لکھ بھیجی اور منظوری کے بعد بنیاد کی داغ بیل ڈالی اور اس کو بھی گھانس و پھونس اور بانس کے مکانات علیحدہ علیحدہ احاطہ کھینچ کر بنوائے اور اپنے ہاتھ سے مسجد کی بنیاد ڈالی اور اس کو بھی گھانس و پھونس اور بانس سے تیار کیا مسجد کے قریب دارالامارۃ اور قید خانہ بنوایا جب جنگ پر جاتے تھے تو اس کو اجازت دالتے تھے پھر جنگ سے واپس آ کر گھانس و پھونس جمع کر کے چھپر چھاؤنی دارالامارۃ اور قید خانہ بنا لیتے تھے یہی حال ۱۷ھ تک رہا یہاں تک کہ اسی سن میں آگ لگی اور بہت سے مکانات جل گئے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ گورنر کوفہ کی درخواست پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پختہ عمارات بنانے کا حکم فرمایا لیکن اس کے ساتھ یہ تاکید کی کہ کوئی شخص ایک مکان میں تین کمروں سے زیادہ نہ بنائے چونکہ بصرہ سے دریا کے

وجہ دس میل کے فاصلے پر تھا اس وجہ سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم سے دجلہ ایک نہر کاٹ کر دجلہ لائی گئی۔ بصرہ کی وجہ تسمیہ میں ایک مجوسی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے نزدیک یہ لفظ بصرہ راہ تھا۔ جس کے معنی ”بہت سے راستوں“ کے ہیں۔ چونکہ یہاں سے بہت سے راستے ہر طرف جاتے تھے۔ اس وجہ سے اس کو عجمی اس نام سے یاد کرتے تھے۔

یرنی یہ سے شکست کھا کر ”دست میاں“ میں پہنچے جہاں پر مرزبان نے ان لوگوں کی مدد کے لئے ایک بڑا گروہ جمع کر رکھا تھا عتبہ بن ابی نہر بنی فزیر پہنچ کر پیچھے ہٹا اور مرزبان گرفتار کر لیا گیا قادیہ نے اس کا تاج چھین کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جڑ ہوا تاج دیکھ کر وہاں کی حالت دریافت کی لوگوں نے بیان کیا کہ دنیا وہاں بھٹی پڑی ہے سیم وز را بلا پڑا ہے۔ لوگوں کو اس سے بصرہ کی طرف رغبت ہوئی اکثر آدمی مدینہ سے بصرہ آ گئے۔ پھر حضرت عتبہ نے مجاشع بن مسعود کو لشکر پر اپنی طرف سے امیر مقرر کر کے فرات کی طرف بھیجا اور اہل مت پر حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو واپسی تک مقرر کر کے خود فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس چلے آئے۔

عتبہ کی روانگی کے بعد فارس سرداروں میں سے الف بیکان نے مسلمانوں سے جنگ کرنے کی ٹھانی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے مقام مرغاب میں اس کو آرو کا جنگ کے دوران جب کہ لڑائی نہایت زور و شور سے جاری تھی اور دونوں گروہ جی توڑ کر لڑ رہے تھے اسلامی لشکر کی عورتوں نے دوپٹوں کے جھنڈے بنائے اور اپنے لشکریوں میں آملے ایرانیوں نے نشانوں کو دیکھ کر ہاتھ پاؤں ڈھیلے کر دیئے اور یہ سمجھ کر کہ لشکر اسلام کی مدد پہنچی میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے کامیابی کے بعد حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے خوش خبری لے کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عتبہ کو پھر ان کے مفتوحات کی طرف واپس بھیجا اتفاق یہ ہوا کہ یہ راستے میں ہی انتقال کر گئے۔

بعض کہتے ہیں کہ ۱۵ھ میں عتبہ کو بصرہ کی امارت دی گئی تھی بعض کہتے ہیں ۱۶ھ میں عتبہ امیر بصرہ مقرر کئے گئے تھے اور انہوں نے کچھ عرصہ امارت کی۔ ان کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا دو برس تک یہ امیر رہے۔ پھر جب لوگوں نے ان پر الزامات گائے تو ہٹا دیئے گئے دوران کی جگہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ عتبہ کے بعد ابوسبرہ اور ان کے بعد مغیرہ رضی اللہ عنہ مقرر کئے گئے تھے۔ واللہ اعلم۔

فتح حمص و حماة وغیرہ۔ محل میں رومیوں کو شکست دینے کے بعد حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حمص ۱ کے اردے سے روانہ ہو کر ذوالکلاع میں پڑاؤ ڈالا ہر قل شہنشاہ روم نے توذر بطریق کو ان کے مقابلہ پر بھیجا جس نے مرج روم میں پہنچ کر قیام کیا توذر بطریق نے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے مقابلہ پر شمس ۲ بطریق نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ پر مورچہ قائم کیا دونوں رات بھر ایک دوسرے کی طرف سے محاذ رہنے کی وجہ سے نہ سوئے کسی کو جنگ کا شوق بے چین کئے ہوئے تھا اور کوئی جان کے خوف سے کانپ رہا تھا صبح ہوتے ہی توذر نے دمشق کا رخ کیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے یزید بن ابی سفیان کو یہ خبر ملی تو انہوں نے دمشق سے نکل کر توذر کو آرو کا لڑائی شروع ہو گئی اس دوران حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پہنچ کر رومیوں پر پیچھے سے حملہ کر دیا دونوں طرف کی لڑائی نے رومیوں پر میدان جنگ کو تنگ کر دیا کثیر تعداد رومی فوج جو توذر کے ساتھ تھی اس میں سے صرف چند لوگ بچے مال و اسباب جو کچھ ان کے پاس تھا اس کو مسلمانوں نے لوٹ لیا یزید تو دمشق واپس چلے گئے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مرج کی طرف لوٹے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی روانگی کے بعد شمس بطریق سے لڑائی شروع کر دی تھی۔ اور ابھی تک کوئی فیصلہ نہ ہونے پایا تھا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنی فوج لے کر آ پہنچے اسلامی لشکر جوش و مسرت سے اللہ اکبر پکارا اٹھا جس سے سارا میدان جنگ گونج اٹھا۔ رومیوں کے پاؤں کھڑ گئے اسی پکڑ دھکڑ میں شمس بطریق ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا رومیوں نے میدان جنگ سے بھاگ کر حمص میں پناہوں ہر قل اس شکست کا حال سن کر بطریق حمص کو شہر کے حوالے کر کے لڑھا چلا گیا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حمص پہنچ کر چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اہل حمص نے ان سے امان طلب

① حمص ایک بڑا ضلع اور پرانا ہے شہر خصوصاً ان چھ بڑے ضلعوں کے شام میں مشہور ہیں ان کو انگریزی میں ایسا کہتے ہیں یہاں پر ہر قل شمس جس کی زیارت کے سے دور دراز مکوں سے لوگ آتے تھے پرانے زمانے میں اس کی شہرت اس وجہ سے ہوئی تھی مواقع جنگ سمجھنے کے لئے ہم بتانا چاہتے ہیں کہ شام چھ ضلعوں پر مشتمل ہے جن میں سے (۱) دمشق (۲) حمص (۳) اردن اور فلسطین زیادہ مشہور ہیں۔ ②۔ عربی نسخہ میں شمس کے بجائے شمس لکھا ہے۔ دیکھیں (ابن اثیر جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۲۵)

لی، ابو عبیدہؓ نے صلح کر لی۔

محاصرہ کے زمانے میں ہر قل نے اہل حمص کی مدد کے لئے اہل جزیرہ و روانہ کیا تھا لیکن چونکہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے ترے عراق سے اسلامی لشکر سے ایک سروہ کو بیت و قر قیس بھیج دیا تھا اس وجہ سے اہل جزیرہ منس کے چہرے کے لئے نہ پہنچ سکے مجبور ہو کر اپنے شہروں کی طرف واپس آئے اور اہل حمص نے مدد سے ناامید ہو کر انہیں شرائط پر صلح کر لی جس پر اہل دمشق نے صلح کی تھی۔

حمص کی فتح کے بعد حضرت ابو عبیدہؓ نے سمط حضرت بن الاسود کو بنو من و یہ قبیلہ کندہ پر اشعث بن عینس کو سکون، مقداد کو بلی پر اور ان سب پر حضرت عبادہ بن الصامتؓ سے تر کو سردار مقرر کر کے ① حماة پر فوج کشی کی، اہل حماة نے جزیرہ اور خراج کے صلح کر لی اس کے بعد اسلامی فوجیں شیرازی طرف بڑھیں اور شیرازیوں کے ذریعے فتح کر کے معرہ کا ارادہ کیا۔ معرہ و معرۃ العمان بھی کہتے ہیں اور حضرت نعمان بن شیبہ انصاریؓ نے تر کی طرف اس کو منسوب کرتے ہیں اہل معرہ نے شہر سے نکل کر اہل حماة کی طرح صلح کر لی۔ مسلمان سپاہی اذقیہ ② پہنچے اور اس کو توار کے زور سے حاصل کر کے سیمہ ③ کو بھی اسی طرح فتح کیا اس کے بعد حضرت ابو عبیدہؓ نے تر نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے تر کو قنسرین ④ کی طرف روانہ کیا میناس نے جس کا رتبہ ہر قل کے بعد سب سے زیادہ تھا مقابلہ کیا حضرت خالدؓ نے اس کو پسپا کر کے قنسرین کا محاصرہ کر لیا کچھ عرصہ بعد فتح ہو گیا۔ حضرت خالدؓ نے تر بن ولیدؓ کے میران کر دیا اور اس طرف سے حضرت خالدؓ نے تر نے دوسری طرف سے حضرت عیاض بن غنمؓ نے وفد سے حضرت عمر بن مکتبؓ نے اور قر قیس کی جانب سے حضرت عبداللہ بن معتمرؓ سے تر نے موصول کا ارادہ کیا ہر قل یہ خبر سن کر قسطنطنیہ کی طرف چلا گیا۔ اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے تر نے اہل حصون و اسندریہ، طرسوس اور آس پاس کی تمام دیواریوں سے رفقہ کر لیا تاکہ مسلمان ان کے فن تعمیر سے فائدہ اٹھا سکیں۔ ⑤ جب حضرت فاروق اعظمؓ سے تر کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو بیساختہ بول اٹھے "امیر خاندانہ یہ تم اللہ ابو ہر حوکان اعظمؓ بنی ہاشم (میں حضرت خالدؓ و اس کی نفس کا سردار مقرر کرتا ہوں اللہ تعالیٰ حضرت ابو بکرؓ پر رحم کرے وہ مجھ سے زیادہ لوگوں کو جانتے ہیں)

حضرت خالدؓ نے تر اور حضرت شعی بن حارثہؓ سے تر کو حضرت فاروق اعظمؓ سے تر نے کی اور وجہ سے نہیں بنایا تھا بدھ صرف خیال یہ پیدا ہوا کہ فتوحات کی نثر سے نہیں حضرت خالدؓ نے تر اور شعی بن حارثہؓ سے تر کو ضرور نہ آجائے چنانچہ حضرت ابو عبیدہؓ سے تر کے بعد شعی بن حارثہؓ سے تر کے ثابت قدم رہنے سے حضرت فاروق اعظمؓ سے تر نے قنی کو پھر لشکر کا افسر بنایا اور ایسی ہی قنسرین کے واقعے کے بعد خالدؓ کو دوبارہ مجدد امارت پر مقرر کیا۔

فتح حلب و انطاکیہ: فہم قنسرین سے فارغ ہو کر حضرت ابو عبیدہؓ نے حلب کی طرف کوچ کیا راستے میں یا حلب کے قریب یہ خبر آئی کہ اہل قنسرین نے وعدہ شکنی کی اور شور مچا دیا۔ کندی فوج کے چند دستوں کے سردار مقرر ہو کر اہل قنسرین کی مدد کو بی کے سنے روانہ ہوئے اور پہنچ کر شہر کا محاصرہ کر لیا دوبارہ طاقت کے ذریعے پھر فتح کیا اور بہت سال واسباب اپنے قبضے میں لے لیا اس دوران حضرت ابو عبیدہؓ و حلب کے قریب متعین تھے (یہ حاضر) حسین جاپنچے یہاں پر عرب کے بہت سے قبیلے آباد تھے جنہوں نے جزیرہ کے صلح کر لی اور چند دنوں کے بعد سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

اہل حلب: حضرت ابو عبیدہؓ کی آمد کی خبر سن کر قلعہ میں پناہ گزین ہوئے حضرت عیاض بن غنمؓ نے جو مقدمہ انجیش کے افسر تھے شہر کا محاصرہ کر لیا

① یہ ایک پرانا شہر ہے جو مس قنسرین کے درمیان واقع ہے۔ ② یہ قنیہ کی ایک پرانا شہر ہے اس کی مشہوری اور استقامت اتنی زیادہ تھی کہ یہ جو تختہ مسلمانوں نے اس کو بنایا وہ اس کے بعد بھی قائم رہا۔ ③ یہ ایک پرانا شہر ہے جو مس قنسرین کے درمیان واقع ہے۔ ④ یہ قنسرین کا ایک پرانا شہر ہے جو مس قنسرین کے درمیان واقع ہے۔ ⑤ یہ قنسرین کا ایک پرانا شہر ہے جو مس قنسرین کے درمیان واقع ہے۔

آجھ عرصے کے بعد ان دے کر اور مقبوضہ شہروں کی طرح ان شرائط پر صلح کر لی کہ عیسائی رعایا جزیہ دیا کریں اور مسلمان ان کی جان و مال اور رجاؤں سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس صلح و امان کو جائز رکھا اور معاہدہ لکھ دیا بعض کہتے ہیں کہ گرجاؤں اور شاہی عمارت کی تقسیم پر صلح ہوئی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ عیسائی حسب چھوڑ کر انطاکیہ چلے گئے تھے۔ یہاں تک کہ انطاکیہ فتح ہوا اس وقت عیسائی صلح کر کے حلب واپس آئے۔ وائد ائمہ۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ حلب فتح کر کے انطاکیہ کی طرف بڑھے انطاکیہ میں۔ بصر کے شاہی محلات تھے اس وقت آب و ہوا تہلیل کرنے سے غرض سے یہاں قیام کرتا تھا یہاں پر مختلف مقامات سے عیسائی بھاگ بھاگ کر آتے تھے اور اس کو اپنا ما من و بلی ① سمجھ کر مقیم تھے مسلمانوں کی آمد کی خبر سن کر انطاکیہ کے باہر صف آرا ہوئے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی حملہ میں ان کے حوصلے ٹھنڈے کر دیئے عیسائی فوجیں شکست اٹھ کر شہر میں پکچی اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا چند دن کے بعد عیسائیوں نے مجبور ہو کر جلا وطنی یا جزیہ دینے پر صلح کرن جو عیسائی جزیہ نہ دے سکا وہ انطاکیہ چھوڑ کر کسی اور طرف چلا گیا اس کے بعد عیسائیوں نے پھر وعدہ شکنی کی۔ حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ اور حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے پھر رڑ کر ان کو زیر کیا اور ان کی درخواست پر پہلی صلح کی شرائط کے مطابق پھر صلح کر لی گئی۔ چونکہ عیسائیوں کا بار بار نقض وعدہ توڑنا ورنہ ان کی سرکوبی کا نئے سرے سے انتظام کرنا ایک قابل ذکر واقعہ تھا۔ اس وجہ سے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے دربار خلافت کو اس سے مطلع کیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے لکھنے پر شہر کی حفاظت کے لئے فوجیں مقرر کر کے ان کے وظائف اور تنخواہیں مقرر کر دیں۔ جو مقررہ اوقات پر ان کو دی جاتی تھیں۔

اس کے بعد رومیوں کا ایک گروہ حلب کے قریب ”معرہ مصری“ میں مسلمانوں کے خلاف جمع ہوا حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر لشکر کو کوچ کا حکم دیا اور میدان میں رڑ کر ان کے مجمع کو منتشر کیا۔ عوام الناس کا کوئی شکار نہیں ہے۔ بہت سے عیسائیوں کے مذہبی پیشوا میدان جنگ میں مارے گئے اہل ”معرہ مصری“ نے حلب والوں کی طرح صلح کی درخواست کی حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے صلح کر لی اور معاہدہ لکھ کر دے دیا۔

ان واقعات سے اسلامی فوجوں کی بہادری، ولاوری، مستقل مزاجی اور عزم کا لوگوں کے دلوں پر سکہ بیٹھ گیا جس طرف کوئی افسر تھوڑی بھی فوج لے کر نکل جاتا تھا عیسائی سردار و آ کر صلح کر لیتے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے چاروں طرف اسلامی فوجیں پھیلا دیں رفتہ رفتہ اسدی لشکر نے قنسرین اور انطاکیہ کے سب شہروں پر قبضہ کر لیا۔ پھر حلب کو دوبارہ فتح کر کے قورس کا راہ کیا، مقدمہ لکھیش پر حضرت عیاض بن غنم تھے۔ کسی جدال و قتال کے بغیر اہل انطاکیہ کی صلح کی شرائط پر اہل قورس نے صلح کر لی۔ تل غراز اور اس کے قریب قریب جتنے شہر تھے بہت آسانی سے فتح ہو گئے کہ ہمیں پر خون کا ایک قطرہ بھی نہ گرا۔ نج کو حضرت سلمان بن ربیعہ بابلی نے صلح سے فتح کیا۔ عیاض نے اہل دلوک، عنیشاب سے اہل نج کے شرائط پر مصالحت کر لی مگر یہ ایک شرط اضافہ کر دی، وقت ضرورت فوجی خدمت بھی دینا ہوگا۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ہدایت کے مطابق جن جن شہروں کو فتح کرتے تھے ان پر اپنی طرف سے ایک گورنر مقرر کر کے اس کی حفاظت کے لئے ایک لشکر چھوڑ جاتے اور اس کی سرحدی مقامات پر حفاظت کے غرض سے فوج گاڑ مقرر کرتے تھے۔ ہوتے ہوتے شام میں فرات تک جتنے شہر تھے ان پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا اس کے بعد حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ فلسطین کی طرف واپس تشریف لائے وراہ لشکر حضرت میسرہ بن مسروق عیسیٰ کے ماتحتی میں بغراس ② روانہ کیا۔ یہ لشکر درب تغلیس کے راستے روم کی طرف بڑھا چونکہ راستہ میں رومیوں سے ٹکرائیں ہوئی۔ ③ یہاں عرب کے بہت سے قبائل غسان، تنوخ اور آباد پہلے سے آباد تھے۔ لیکن مسلمانوں کی آمد کا سن کر رومیوں کے ساتھ ہرقل کے پاس جانے کی تیاریاں کر رہے تھے حضرت میسرہ بن مسروق نے پہنچ کر ان پر حملہ کیا ہزاروں جانیں اس جنگ میں ضائع ہوئیں جنگ کے دوران حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے مالک بن اشتر نخعی کو انطاکیہ سے میسرہ کی مدد کے لئے بھیج دیا دشمن گھبرا کر پسپا ہو کر میدان جنگ سے بھاگا اسلامی لشکر شہر پر قبضہ حاصل کر کے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے حضرت خالد بن ولید نے ایک چھوٹا سا لشکر لے کر مرعش کی طرف بڑھے اور لڑ کر اس شرط پر اس کو فتح کیا کہ عیسائی شہر چھوڑ کر نکل جائیں۔ حبیب بن مسلمہ نے حصن حرث کو اس شرط پر اسی طرح فتح کیا۔

فتح قیساریہ۔ ان ہی واقعات کے دوران یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے خدمت

① امن کی جگہ، محفوظ جگہ، ہی، ٹھکانہ۔ ② بغراس اس انطاکیہ کے مضافات میں ایک جگہ تھی جس کی سرحد ایشیا۔ نوچک سے ملتی تھی۔ ③ تنج، استدراک، شامیہ۔

سے قیساریہ کی طرف فوج دے کر روانہ کیا اس وقت علقمہ بن مجرز، عزہ میں قیسار ۱ بطریق روم سے لڑ رہے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قیساریہ کو اپنے محاصرہ میں لے کر جنگ شروع کر دی۔ چند دن تو اہل قیساریہ نے مقابلہ کیا آخر کار جب ان کے (۸۰) اتنی ہزار آدمی جنگ میں مارے جا چکے تھے تو میدان جنگ چھوڑ کر بھاگے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قیساریہ پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

جنگ اجنادین: مہم مرج روم سے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فارغ ہو کر جس وقت حمص میں آئے عمرو شرجیل نے میسان کے مدد کو پر حملہ کر کے فتح کر لیا۔ اہل اردن نے ڈر کر صلح کر لی رومیوں کو اس سے سخت ناگواری پیدا ہوئی انہوں نے غزوہ میسان کے آس پاس سے ایک بڑی فوج جمع کر کے ”اجنادین“ میں قیام کیا روم کے بطریقوں میں سے ارطوبون نامی گرامی مشہور بطریق لشکر کا سردار تھا۔ عمرو شرجیل نے یہ خبر سن کر اردن میں اہل العور اسلمی کو چھوڑا اور نہایت استقلال و ثبات قدمی سے رومیوں کی طرف بڑھے ارطوبون بطریق نے اپنی فوج سے دو حصے علیحدہ کر کے ایک حصہ ورمہ میں اور ایک کو بیت المقدس میں ٹھہرایا تھا اور باقی فوج لئے ہوئے خود اجنادین میں پڑاؤ ڈال رکھا تھا عمرو نے علقمہ بن حکیم فراسی اور مسرور بن العقی کو بیت المقدس پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ابویوب الماکلی کو اہل رملہ سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا اور خود ارطوبون کے مقابلہ کے لئے اجنادین کی طرف بڑھے۔ اجنادین میں بہت سخت لڑائی ہوئی دونوں گروہ جنگ یرموک کی طرف جی توڑ کر لڑے آخر میں ارطوبون پسپا ہو کر بیت المقدس کی طرف بھاگا اسلامی لشکر نے جو بیت المقدس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے راستہ دے دیا۔ چنانچہ ارطوبون بیت المقدس چلا گیا اور عمرو اجنادین میں جا ترے۔

اس سے پہلے ہم اس واقعہ کو ان لوگوں کی روایت کے مطابق جنگ یرموک سے پہلے لکھ آئے ہیں جنہوں نے واقعہ اجنادین کو یرموک سے پہلے بیان کیا ہے اور یہاں پر ان لوگوں کی روایت کے لحاظ سے اس واقعہ کو ہم نے تحریر کیا ہے جو جنگ اجنادین کو یرموک کے بعد بیان کرتے ہیں۔

فتح بیت المقدس: بیت المقدس میں ارطوبون کے پہنچنے کے بعد عمرو نے غزوہ کو فتح کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ غزوہ خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فتح ہوا۔ بہر کیف اسکے بعد عمرو نے سبطہ ۲ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا (یہاں پر یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کی قبر ہے) پھر نابلس، مدینہ، وادی بیت حمریں، بافارخ، اور کل بلاد اردن نہایت آسانی سے باری باری فتح ہو گئے صرف بیت المقدس باقی رہ گیا جس کے ارد گرد کے سب شہروں پر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ قبضہ کر کے خود اس کے محاصرہ کے لئے بڑھے۔ عیسائی قلعہ بند ہو کر لڑنے لگے۔ اس وقت حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ شام کے آخری قلعہ قسریں کو فتح کر چکے تھے اور بیت المقدس کا رخ کیا تھا عیسائیوں نے ہمت ہار کر صلح کی گفتگو کی۔ صلح کی شرطوں میں مزید اطمینان کے لئے ایک اس شرط کا اضافہ کیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ خود آ کر معاہدہ لکھیں۔ مسلمانوں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خط لکھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدینہ میں علی بن ابی طالب کو اپنا قائم مقام بنا کر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے اور اسلامی لشکروں کو روانگی کی اطلاع دی کوچ و قیام کرتے ہوئے بیت المقدس پہنچے۔

(مترجم) مؤرخوں نے لکھا ہے کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے خط لکھا تھا کہ بیت المقدس کی فتح آپ کی تشریف آوری پر مکمل ہوئی جدت تشریف لائے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ خط پا کر معزز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مشورہ کے لئے جمع کیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا ”عیسائی ہمت ہار چکے ہیں آپ ان کی درخواست منظور نہ کیجئے گا تو ان کی اور بھی ذلت ہوگی اور وہ اب جدال و قتال اور بغیر کسی شرط کے ہتھیار ڈال دیں گے۔ علی رضی اللہ عنہ ابی طالب نے اس رائے سے اختلاف کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو پسند کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابی طالب یا بروایت یعقوبی کی روایت کے مطابق عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کر کے رجب ۱۶ھ کو مدینہ سے بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ سفر کوئی معمولی سفر نہ تھا بلکہ اس کا مقصد دشمنوں کے دلوں پر اسلامی رعب و جدال کا بٹھانا تھا لیکن پھر بھی روانہ ہونے کو کس حال میں کہ نہ تو ان کے ساتھ ہتھیار و تھانہ تو بہت تھی اور نہ وہی غلام یا ندیاں الاؤ نہ لشکر تھا ڈیرہ خیمہ کا کیا ذکر ہے معمولی خیمہ بھی نہ تھا سواری میں ایک گھوڑا تھا اور چند مہاجرین و انصار ساتھی تھے پھر بھی جہاں پر یہ خبر پہنچی تھی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدینہ سے بیت المقدس کا ارادہ کیا ہے زمین کانپ اٹھتی تھی۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مہاجرین و انصار میں سے کوئی شخص نہیں گیا تھا آپ تھے اور آپ کے ساتھ آپ کا ایک نڈم تھا گھوڑا نہ تھا ہمدانٹ پر سوار تھے کچھ ستوا آپ کے پاس تھا اور ایک گدڑ کا پیالہ۔ طبری نے لکھا ہے کہ معاہدہ صلح ہمیں لکھا گیا اور بدل

ذری وازدی کا بیان ہے کہ صلح نامہ بیت المقدس میں تحریر کیا گیا۔ بہر کیف جو معاہدہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں بیت المقدس میں تھا یہ وہ پورا پورا درج ذیل ہے۔

هذا ما اعطى عبد الله عمر امير المؤمنين اهل ايليا من الامان اعطاهم امانا لا نفسهم و اموالهم و كنائسهم و صلبانهم و سقيمها و بريها بر سلتها انه لا يسكن كنائسهم ولا يتنقض منها ولا من خيرها ولا من صلهم ولا من شئ من اموالهم ولا يكرهون على دينهم ولا يضار احد منهم ولا يسكن بايليا معهم احد من اليهود و على اهل ايليا يعطو الجزية كما يعطى اهل المدينة و عليهم ان اخرجوا منها الروم و اللصوص من خرج منهم فهو امن على نفسه و ماله حتى يبلغوا ما منهم و من اقام منهم فهو امن و عليه مثل اهل ايليا من الجزية و من احب من اهل ايليا ان يسر بنفسه و ماله مع الروم و يخلى بيعهم و صلهم فانهم امنون على انفسهم و على بيعهم و صلهم حتى يبلغوا ما منهم و على ما في هذا الكتاب عهد الله و ذمة رسوله و ذمة الخلفاء و ذمة المؤمنين اذا اعطوا الذي عليهم من الجزية شهد على ذلك خالد بن الوليد و عمر و بن العاص و عبد الرحمن بن عوف و معاوية بن ابي سفيان و كتب حضر ١٥.

یہ وہ رعایتیں ہیں جو امتد کے بندے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایلیا والوں کو دیں۔ ان کی جان، مال، گرجے، صییب، بیمار، تندرست ورن کے سب مذہب والوں کو امان دی جاتی ہے۔ کسی کو ان کے گرجاؤں میں اقامت اختیار کرنے کا اختیار نہ ہوگا اور نہ وہ گرائے جائیں گے۔ نہ ان کو در نہ ان کے احاطے کو کچھ نقصان پہنچایا جائے گا۔ نہ ان کی صلیبوں اور نہ ان کے موقوفات میں کچھ کمی کی جائے گی۔ مذہب کے بارے میں ان پر کچھ زبردستی نہ کی جائے گی۔ اور نہ ان میں سے کسی کو ضرر پہنچایا جائے گا۔ اور ایلیا میں ان کے ساتھ یہودی نہ رہنے پائیں گے۔ اور اہل ایلیا پر یہ فرض ہے کہ اور شہروں و عوں کی طرح جزیہ دیں۔ یونانیوں اور مفسدوں کو نکال دیں۔ پس یونانیوں میں سے جو شہر سے نکلے گا اس کے جان و مال کو امن ہے جب تک محفوظ مقام تک پہنچ نہ جائیں اور جو شخص ان میں ایلیا میں رہنا چاہے تو اس کو بھی امن ہے اور اس کو اہل ایلیا کی طرح جزیہ دینا ہوگا۔ اور اہل ایلیہ سے جو شخص اپنی جان اور مال لے کر ان کے ساتھ جانا چاہے تو ان کو اور ان کے گرجاؤں اور صلیبوں کو امن ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے محفوظ مقام پر پہنچ جائیں اور جو کچھ اس عہد نامہ میں سے اس پر اللہ تعالیٰ، خلیفہ وقت کا رسول اور ان کے جانشین مسلمانوں کا ذمہ ہے بشرطیکہ اہل ایلیا جزیہ مقررہ دیتے جائیں۔ اس وثیقہ پر حضرت خالد بن الولید، عمرو بن العاص، عبد الرحمن بن عوف اور معاویہ بن ابی سفيان رضی اللہ عنہ نے اپنے اپنے دستخط بطور گواہ کے کئے۔ مرقوم ۱۵۔

اس معاہدہ سے یہ چند باتیں ثابت ہوتی ہیں (۱) یہ کہ مسلمانوں نے اپنا مذہب تلوار کے زور سے نہیں پھیلایا (۲) یہ کہ ان کے عہد حکومت میں اور مذہب والوں کو بہت بڑی مذہبی آزادی حاصل تھی۔ (۳) یہ کہ زبردستی غیر قوموں سے جزیہ نہیں لیا گیا ان کو قیام کرنے اور جزیہ دینے میں اختیار حاصل تھا اور دونوں صورتوں میں ان کو امن دیا گیا تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سواری میں جو گھوڑا تھا اس کے سم روزانہ سفر سے گھس گئے تھے اس وجہ سے وہ رک رک کر قدم رکھتا تھا اور بس اور سرد سہاں بھی آپ کا ایک معمولی حیثیت کا تھا جس کو دیکھ کر خود مسلمانوں کو شرم آتی تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس بات کو محسوس کر کے گھوڑے سے اتر آئے لوگوں نے ترکی نس کا ایک عمدہ گھوڑا حاضر کیا اور نہایت عمدہ و نفیس پوشاک پیش کی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لبس کو دیکھ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو جو عزت دی ہے وہ اسلام کی عزت ہے اور وہ ہمارے لئے کافی ہے اس کو واپس لے جاؤ مجھے اس کے پہننے کی ضرورت نہیں ہے۔ باقی رہا گھوڑا اس پر لوگوں کے کہنے سننے سے سوار ہوئے تو وہ شوخی کرنے لگا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کے منہ پر ایک طمانچہ مار کر فرمایا مبحث تو ہے یہ غور کی چال کہاں سے سیکھی ہے؟ یہ کہہ کر پیدل چلے آئے اور پیدل بیت المقدس میں داخل ہوئے۔ سب سے پہلے مسجد اقصیٰ میں گئے۔ حضرت داؤد کے محراب کے پاس حضرت داؤد کے عہد کی ایک آیت پڑھ کر سجدہ ادا کیا۔ پھر عیسائیوں کے گرجا میں آئے اور اس کو دیکھتے رہے۔ انتہی۔

یزید بن ابی سفیان پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد سواروں کا دستہ لئے ہوئے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ استقبال کے لئے آئے یہ سب ریشمی جبے پہنے ہوئے تھے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تکلف کا لباس دیکھ کر غصے ہو گئے۔ گھوڑے سے کود کے کنکریاں اٹھا اٹھا کر ان لوگوں کو مارنے لگے اور انتہائی غصے سے بہا تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ تم لوگ میرے استقبال کے لئے اس زیب و زینت سے آئے ہو؟ دو ہی سال میں اپنی حاست تبدیل کر کے عجیبوں کی عادت اختیار کر لی۔ ان لوگوں نے عرض کیا ان قابضوں کے نیچے جنگی اسلحہ ہے یعنی ہم نے فن سپہ گری نہیں چھوڑا ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا۔ پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر آپ جابیہ میں داخل ہوئے اراکین بیت المقدس ملنے آئے۔ اراطیون مصر کی طرف بھاگ گیا۔ اہل بیت المقدس نے جزیہ دے کر صلح کر کے دروازے کھول دیئے۔ اور اہل رملہ نے بھی ایسا ہی کیا۔

بیت المقدس کی فتح کے بعد صوبہ فلسطین کے دو حصے کر دیئے گئے۔ ایک پر حضرت علقمہ بن حکیم گورنر مقرر کئے گئے۔ اور ان کو رملہ میں قیام کرنے کا حکم دیا گیا۔ دوسرے پر حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ بن محرز مقرر ہوئے۔ اور بیت المقدس میں ٹھہرائے گئے۔ جابیہ میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کچھ عرصہ قیام کیا۔ یہیں پر بڑے بڑے افسروں اور شہر کے سرداروں نے آ کر ملاقات کی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سوار ہو کر بیت المقدس گئے۔ صحر کو صاف کرا کے مسجد بنانے کا حکم دیا۔ یہ واقعات ۱۵ھ کے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ۱۶ھ کے ہیں۔ رومیوں میں سے جو شخص اس صلح کا مخالف تھا وہ اراطیون کے ساتھ مصر چلا گیا۔ اراطیون نے فتح مصر کے زمانے میں وفات پائی بعض کہتے ہیں کہ اراطیون مصر نہیں گیا۔ بلکہ روم چل گیا تھا اور وہیں کسی گرجے میں مر رہے ہوئے۔

فوجی نظام اور ترتیب دیوان: اسی سال ۱۵ھ میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فوجی نظام درست کیا اور سارے عرب کے امگ امگ و خائف اور تنخواہیں مقرر کیں اور جب وہ دفتر تیار جسٹس مکمل و مرتب ہو گیا تو اس کا دیوان نام رکھا۔ حضرت صفوان بن امیہ، حرث بن ہشام اور حضرت سہیل بن عمرو کی تنخواہیں جب دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کم مقرر کی گئیں تو ان لوگوں نے کہا واللہ ہم کسی کو افضل نہیں دیکھتے، ہماری تنخواہیں اور لوگوں سے کم کیوں مقرر کی گئیں؟ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ”میں نے پہلے مسلمان ہونے کے لحاظ سے تنخواہیں مقرر کی ہیں نہ کہ افضل اور بہتر کے لحاظ سے، صفوان نے کہا ”ہاں یہ بات البتہ قابل قبول ہے“ اور مقررہ وظیفہ قبول کر کے یہ سب کے سب شام کی طرف چلے گئے اور مسلسل جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ وہیں کسی جنگ میں شہید ہو گئے۔

(مترجم) (رجسٹر) دیوان کی ترتیب محرم ۲۰ھ میں ہوئی۔ دیوان مرتب کرنے سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مقصد سارے ملک کو فوجی بنانا تھا اور اس مسئلہ کو کہ ہر مسلمان اسلامی فوج کا ایک سپاہی ہے عملاً جاری کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اسلام کے شروع زمانہ میں اتنے بڑے پیمانے پر اس کام کو کرنا کسی حد تک ناممکن تھا اس لئے سب سے پہلے قریش اور انصار سے شروع کیا۔ مدینہ منورہ میں اس وقت حضرت مخرمہ بن نوفل، حضرت ہبیرہ بن مطعم، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ بن ابی طالب جو بہت بڑے نساب ① اور حساب و کتاب میں ماہر تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو طلب کر کے یہ خدمت سپرد کی کہ سارے قریش و انصار کا ایک رجسٹر تیار کریں جس میں ہر شخص کا نام و نسب تفصیل سے درج ہو ان لوگوں نے نقشہ بنا کر پیش کیا تو اس میں یہ نقص تھا کہ اس میں خلافت و حکومت کے لحاظ سے ترتیب قائم کی گئی تھی۔ یعنی پہلے بنو ہاشم، پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خاندان، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قبیلہ لکھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کو ناپسند فرمایا، اور ارشاد فرمایا، یوں نہیں! پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچ سے شروع کرو کیوں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہیں ان کے بعد درجہ بدرجہ قربت دوری کے لحاظ سے ہر قبیلہ کو لکھتے جاؤ اور جب میرے قبیلہ کی باری آئے تو میرا نام بھی لکھو، اس موقع پر یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی تنخواہ اپنے بیٹے حضرت عبداللہ سے زیادہ مقرر کی تو انہوں نے کہا واللہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ مجھ سے کسی موقع پر بڑھتے نہیں پائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہاں لیکن حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قربت زیادہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ رضی اللہ عنہ کو تجھ سے زیادہ دوست رکھتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ تجویز نہایت قابل قدر و لحاظ ہے کیوں کہ اگر ترتیب وہی پہلے والی رہی تو خلافت خود غرضی کا ذریعہ بن جاتی۔ الغرض ہدایت کے مطابق رجسٹر تیار ہوا اور نتیجہ ذیل کے مطابق

① نسب ناموں (سلسلہ نسب) مہارت رکھنے والے کو نساب کہتے ہیں۔

تنخواہیں مقرر ہوئیں جن بزرگوں کے نام رجسٹر میں درج ہوئے ان کی بیوی اور بچوں کی بھی تنخواہیں مقرر کی گئیں اور ان کے غلاموں کی، یہی تنخواہیں مقرر ہوئیں جو ان کے آقاؤں کی تھیں۔ عام مہاجرین و انصار کی بیویوں کی تنخواہیں دوسو درہم تک اور جنگ بدر میں شریک ہونے والوں کی مذکورہ اولاد کی تنخواہ دو ہزار درہم مقرر ہوئی۔

تنخواہ کی مقدار	درجہ بندی کے لحاظ سے تقسیم
۵۰۰۰ درہم سالانہ	حضرت عباس بن عبدالمطلب
۵۰۰۰	حضرت علی ابن ابی طالب
۱۰۰۰۰	ازواج مطہرات
۱۲۰۰۰	حضرت عائشہ صدیقہ جلیلہ
۵۰۰۰	اصحاب اہل بدر (یعنی جو لوگ بدر میں شریک تھے)
۲۰۰۰	اصحاب بدر کے بیٹوں کو
۴۰۰۰	شرکاء بدر کے بعد صلح حدیبیہ تک کہ صحابہ
۴۰۰۰	انصار صحابہ
۴۰۰۰	حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ
	فتح مکہ سے پہلے کے مہاجرین اور شرکاء فتح
۳۰۰۰	وغزوات سے قادیسیہ کے واقعہ تک
۱۰۰۰	جو لوگ فتح مکہ میں ایمان لائے یا جنگ قادیسیہ و یرموک میں شریک ہوئے
۲۰۰۰	جنگ یمامہ میں شرکت کرنے والے صحابہ
۳۰۰۰ سے دو ہزار تک علی قدر مراتب	یمن اور قیس والوں کو جو شام میں تھے
۱۰۰ اور ۱۰۰ درہم سالانہ	قادیسیہ و یرموک کے مجاہدین
۵۰۰	حضرت ثنیٰ کی فوج ردیف
۳۰۰ درہم سالانہ	حضرت لیث اور ان کے بعد فوج
۲۵۰	حضرت ربیع کی فوج ردیف
۵۰۰	اہل بدر کی بیویوں کو
۴۰۰	ازواج اہل بدر کے بعد صلح حدیبیہ کے شرکاء تک کی بیویوں کو
۳۰۰	صلح حدیبیہ کے شرکاء کی بیویوں کے بعد سے اس عہد تک کی بیویوں کو

حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو اپنے اہل بے ملاوہ اہل بدر میں شریک کر کے پانچ پانچ ہزار درہم تنخواہیں دیں تھیں۔ انتہی۔

دیوان (رجسٹر) کی ترتیب کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بن عوف نے کہا تم اپنی ذات سے شروع کرو، حضرت ذروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا، نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سے شروع کرو اور درجہ بدرجہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت کے لحاظ سے دور ہوتا جائے اس

غیر متقسیم کیا گیا سواروں کے حصہ میں تین تین ہزار درہم اور پیادوں کو ایک ایک ہزار ملے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن المعتمر نے عہد خلافت فاروقی میں حضرت ربیع بن الافلک کی ماتحتی میں قبائل تغلب، ایاد، نمر، موصل اور نینوی کی طرف روانہ کیا تھا چنانچہ حضرت ربیع نے ان مقامات کو صلح و امان کے ساتھ فتح کیا یہ دونوں قلعے و جملہ کے کنرے (ایک مشرقی جانب دوسرے مغربی سمت پر) نہایت مستحکم بنے ہوئے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ عتبہ بن فرقہ نے ۲۰ھ میں نینوا پر (جو و جملہ کی مشرقی جانب ہے) بزدلوں کو قبضہ حاصل کیا تھا اور ہل موصل نے (جو و جملہ کے مغرب میں ہے) جزیہ دے کر صلح کر لی تھی۔ اس زمانہ میں جبل اکراہ اور پورا موصل فتح ہوا بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ عتبہ میں فرقہ نے جزیہ کی فتح کے بعد عیاض بن غنم کو موصل کی طرف روانہ کیا تھا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ واللہ اعلم

فتح جزیرہ و آرمینیا مذکورہ واقعات میں پہلے جزیرہ والوں نے ہرقل کو لکھا تھا کہ آپ شام کی طرف توجہ فرمائیں اور حمص پر دوبارہ حملہ کیجئے۔ ہم مدد دینے کے لیے تیار ہیں چنانچہ ہرقل کی مستعدی کے لیے جزیرہ والوں نے ایک بڑی فوج مرتب کر کے بیت روانہ کی جس کی سرحد عراق سے متی تھی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے یہ خبر سن کر حضرت عمر بن مالک بن حنظلہ کو لشکر کا سردار مقرر کر کے آگے بڑھنے کا حکم دیا ان کے مقدمہ انجیش پر حضرت حرث بن زید بن غزوہ مقرر تھے۔ حضرت عمر بن مالک نے ہیت پہنچ کر محاصرہ کیا۔ لیکن اہل ہیت نے شہر کی فصیلوں کو پہلے سے مضبوط کر لیا تھا۔ اس کے ارد گرد خندقیں کھودی تھیں جس سے مسلمانوں کے حملے کا اثر ان تک نہ پہنچتا تھا۔ حضرت عمر بن مالک نے مجبور ہو کر آدھے لشکر کو حضرت حرث بن زید بن غزوہ عامری کے پاس بیت کے محاصرے پر چھوڑا اور آدھا لے کر قرقیسا پہنچے اور اس کو فتح کرنے میں مصروف ہوئے۔ اہل قرقیسا نے مجبور ہو کر جزیرہ دے کر صلح کر دی اس کے بعد حضرت عمر بن مالک نے حرث بن زید کو لکھا کہ اگر اہل بیت اسلام یا جزیرہ دین قبول کریں تو می صرہ اٹھ لو ورنہ تم بھی ان کے خندق کے مقابلہ پر خندق تیار کر کے لڑائی جاری رکھو جب تک اسلام نہ لائیں یا جزیرہ نہ دیں۔ حضرت حرث بن زید بن غزوہ نے رومیوں کو بالکل یہی پیغام بھیجا، رومیوں نے جزیرہ دینا قبول کیا۔ حرث ان سے صلح کر کے حضرت عمر بن مالک سے آ ملے۔

ہل جزیرہ کے کہنے پر ہرقل نے بڑی فوج کے ساتھ حمص پر حملہ کا ارادہ کیا حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی تو انہوں نے بھی اپنی فوج جمع کر کے حمص کے باہر صف آرا کی۔ اس دوران حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ قسریں سے آہنچے دونوں نے متفق ہو کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو سب حادثات لکھ بھیجے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فوراً چاروں طرف قاصد دوڑائے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ آج ہی حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ بن عمر کو (جو کوفہ میں ہیں) چار ہزار سوار دے کر حمص بھیجو۔ ہرقل نے پھر جنگ پر کمر باندھی ہے کیوں کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حمص کے بابر صفیں جمار کھی ہیں۔ حضرت سہیل بن عدی رضی اللہ عنہ کو حکم بھیجا کہ رقبہ کی طرف بڑھ کر جزیرہ والوں کو حمص کی طرف بڑھنے سے روکو۔ حضرت عبداللہ بن عتبہ انصاریؓ ہوتے ہوئے حراں اور اسہا کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ حضرت وسید بن عقبہ کو عرب کے قبائل ربیعہ و تنوخ کو روک تھام پر جو جزیرہ میں آباد تھے مقرر کیا اور جنگ ہونے کی صورت میں ان سب سرداروں پر حضرت عیاض بن غنم کو سردار مقرر فرمایا پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس انتظام پر بھی اکتفا نہ کیا خود مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر حمص کے ارادے سے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے جابیہ میں آٹھنہرے۔ جب جزیرہ والوں نے یہ سنا کہ خود ان کے شہروں میں اسلامی لشکر اترا آیا ہے تو ہرقل سے علیحدہ ہو کر جزیرہ چلے گئے۔ حضرت ابو عبیدہ نے رومیوں ۱ پر حملہ کر کے ان کو پسایا کیا معرکہ کے تیسرے دن عراق سے قعقاعؓ پہنچے۔ حضرت ابو عبیدہ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو فتح کی خبر کے

① اس حمد کی تفصیلی کیفیت دوسری کتابوں میں یہ لکھی ہے کہ جب حمص کے محاصرہ میں اکیلے رومی قبائل اور عرب جوان کی مدد کے لئے آئے تھے باقی رہ گئے تو ایک دن، ان لوگوں نے حضرت خالد کو خفیہ طریقے سے پیغام بھیجا، اگر آپ کہیں تو ہم بھی وقت یا عین معرکہ میں جیسا یوں سے ملے ہو جائیں حضرت خالد نے اس سے پیغام بھیجا کہ مجھے تمہارے ٹھہرنے اور چلے جانے کا بالکل خیال نہیں ہے میرے نزدیک تمہارا ہونا اور نہ ہونا دونوں برابر ہیں افسوس اس کا ہے کہ میں خود مختار نہیں ہوں بلکہ دوسرے شخص حضرت ابو جہید و سہیل کے ہاتھ میں ہوں اور وہ حمد کرنا پسند نہیں کرتا۔ حضرت ابو جہید نے خالد سے حملہ کرنے کے بارے میں پوچھا۔ حضرت خالد نے سزا دے کر کہا میری رائے جو ہے تم کو معذرت ہے اب جیسا یوں سے کس بات کا اندیشہ ہے وہ کثرت فوج کے ٹکڑے پر پڑتے ہیں اور اب تو کثرت بھی نہیں ہے۔ حضرت ابو جہید نے یہ سن کر خاموش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد سارے لشکر کو جمع کر کے ایک پرزدار و موثر تقریر کی جس سے سارے لشکریوں نے جوش میں آکر ہتھیار سنبھال لئے۔ حضرت ابو جہید نے خالد کو فوج اور حضرت خالد نے حضرت حمص سے میسر و میر۔

② اس حمد پر قبائل عرب جیسا کہ حضرت خالد نے بیعت اقرار ہو چکا تھا اتری کے ساتھ پیچھے رہ گئے۔ ان کے بٹے سے روٹیوں کا بازو ٹوٹ گیا۔ بدحواسی سے تھوڑی دیر بعد ان کے بٹے پر غریب جنگی جس کے محرک خود جیسا کہ ہوئے تھے پھر اس کے بعد ان کی پیش قدمی کی ہمت نہیں ہوئی۔

ساتھ حضرت قعقاع بن شہزادے کے آنے کی بھی اطلاع کر دی۔ حضرت فاروق اعظمؓ سے حکم بھیجا کہ مال غنیمت میں ان کو بھی شامل کرو۔

حضرت عیاض بن غنم نے جزیرہ یمن فتح کر حضرت سہیل بن حداد ورقہ کی طرف روانہ کیا۔ اہل ورقہ نے محاصرہ ہوتے ہی جزیرہ کے صلح کر دی۔ حضرت عیاض نے حران کا رخ کیا۔ جزیرہ میں جتنے عرب قبیلے تھے سب نے مسلمانوں کا ساتھ دیا۔ بتایا کہ بنی زہرہ میوں کے ساتھ روم سے تھے۔ حران والوں نے بھی جزیرہ کو قبول کر لیا اس کے بعد حضرت سہیل اور عبداللہ و ابراہان طرف بھیجا جس سے وہ بھی فوراً آئی تھی۔ اہل عرب نے صلح کی درخواست کی جزیرہ دین منظور کر لیا غرض نہایت کم مدت میں آہستہ آہستہ پورا جزیرہ اس سے اس سے تک ① چھوٹی چھوٹی جنگیں لڑ کر فتح ہو گیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے فاروق اعظمؓ کو جابیہ سے واپس آنے پر جزیرہ کے حالات بتائے اور یہ درخواست کی کہ اگر خدا عزوجل کو آپ اپنے ہمراہ مدینہ لے جائیں تو ان کے بجائے میرے پاس حضرت عیاض بن غنم کو چھوڑتے جائیں۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے جزیرہ کی درخواست منظور کر دی اور حضرت حبیب بن مسلمہ کو عراق میں اور اس کی جنگ پر حضرت ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو وہاں کے عرب پر مقرر کیا۔

حضرت فاروق اعظمؓ نے کو جب یہ معلوم ہوا کہ قبیلہ یامہ بادشاہ روم کے ملک میں جا کر آباد ہو گیا ہے تو آپ نے ہر قل کو خط لکھ بھیجا کہ مجھ کو یہ خبر ملی ہے کہ عرب میں سے ایک قبیلہ ہمارا ملک چھوڑ کر تمہارے ملک میں جا کر آباد ہوا ہے۔ تم بے اللہ تعالیٰ کی اگر تم ان کو اپنے ملک سے نکال نہ دو گے تو ہم سب عیسائیوں کو جو ہمارے پاس ہیں بھیج دیں گے۔ ہر قل نے قبیلہ یامہ کو اپنے ملک سے نکال دیا۔ چنانچہ قبیلہ یامہ کے چار بن آرمی شام اور جزیرہ میں آ کر آباد ہوئے۔ حضرت ولید بن عقبہ نے انہیں اسلام لانے پر مجبور کیا اور حضرت فاروق اعظمؓ نے ان کو اس بات کی اطلاع دی۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے بتائے لکھا کہ ان لوگوں کو اسلام لانے پر مجبور نہ کرو اگر وہ جزیرہ دین منظور کریں تو قبول کر لو، یہ بات کہ اسلام کے علاوہ ان کی کوئی درخواست منظور نہ کی جائے گی۔ جزیرہ اعراب (مدینہ اور یمن) کے لئے مخصوص ہے ہاں اس شرط ② کا ان کو نہ دیا۔ پھر پانچ روزوں کا انتظار نہ دیا اور کسی کو مسلمان ہونے سے نہ روکیں۔ چند دنوں کے بعد بنو یامہ نے ایک وفد دارالخلافہ وقت روانہ کیا اور اس کے ذریعے سے یہ درخواست کی کہ جزیرہ کے نام سے ان سے کوئی رقم وصول نہ کی جائے۔ فاروق اعظمؓ نے درخواست منظور کر دی اور اس رقم کو صدقہ کے نام سے دو ٹوٹ کر حصوں کرنے کا حکم بھیج دیا چونکہ بنو یامہ کو عبیدہ بن جراح نے قبیلہ سے کسی وجہ سے ناگواری پیدا ہوئی تھی اس وجہ سے ان کو بنو امیہ بن عبد مناف اور بنو ہاشم نے مقرر کیا۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ ۱۹ھ میں حضرت سعد بن زید نے حضرت عیاض بن غنم کو میرا لشکر مقرر کر کے جزیرہ کی طرف روانہ کیا تھا۔ اسی لشکر میں حضرت سعد بن زید کے لڑکے عمر بھی تھے چنانچہ اسی سن میں جزیرہ فتح ہوا اس کے بعد عمر نے عیاض کے ساتھ رہا ہوا فتح کیا اہل حران نے جزیرہ کے صلح کر لی۔ حضرت ابو موسیٰ بن زید نے نصیبین فتح کیا۔ اسی زمانہ میں حضرت سعد بن زید نے حضرت عثمان بن ابی العاص کو ارمینیا ③۔ حبشہ اور مینہ و لوں نے یہ بھی جزیرہ کے صلح کر لی اس کے بعد صوبہ فلسطین میں سے قیساریہ فتح ہوا۔

اس روایت کے لحاظ سے جزیرہ اہل عراق کی فتوحات میں سے ہے تاہم اکثر یہ خیال ہے کہ یہ اہل شام کی فتوحات میں شامل کیا جاتا ہے۔ مزید بیان کی جاتا ہے کہ حضرت ابو عبیدہ نے عیاض بن غنم کو جزیرہ کی طرف بھیجا تھا۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے وقت پاتے وقت عیاض

① جزیرہ کے جن جن مقامات پر لڑائیاں ہوئیں تھیں ان کے نام یہ ہیں (۱) ورقہ (۲) حران (۳) سبیل (۴) یامہ (۵) سبیل (۶) روم (۷) قیس (۸) روم (۹) بین الورقہ۔ ② علامہ طبری نے کہا ہے کہ وہاں پر شاطیہ میں یہ الفاظ لکھے ہیں۔ عسی ال لا یصرو لہذا ہم اسمہ انہم۔ یعنی ان کو اس پر پابند کر دیا کہ وہ ان لوگوں کو اسطفا نہ دیں جن کے باپ مسلمان ہو چکے ہیں۔ روم کے مقام پر یہ لکھا ہے۔ ان لا یصرو ولا دھم اذا سلمہ انہم۔ یعنی جن لوگوں کے باپ مسلمان ہو گئے ہیں ان کی اولاد کو عیسائی نہ بنادیں۔ متاخرین علماء تاریخ ابن الاثیر وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ان خصوصیات و شاید ہمنامہ و غیرہ کے بارے میں یہ نتیجہ اور علامہ عیاض پیدا ہوا کہ حضرت عمر فاروقؓ کو عام طور سے اس مذہبی رسم سے روکنے کا یہ حق تھا اور انہوں نے اس رسم کو یوں روکا کہ "انہم جس کے متعلق میں نے تسبیح کی یہ کہ وہ انصاف سے کہہ سکتا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے یہ رسم قائم کیا۔ ③ روم و مسلمانوں میں یوں کی اور اسطفا نہ دیں۔ قصہ مذہبی نہ تھا اور عامہ خلق کے ذہن کا مرکز نہ تھا لے یہ حکم دینا اس تہذیب کے ساتھ نہایت ضروری تھا علامہ طبری نے اس نے عام طور سے یہ لکھا ہے کہ معاہدہ میں ان لوگوں کی یہ شرط ہوئی ہے جو بنی عقبہ میں سے سلام لے تھے۔ ④ یہ اصل میں ارمینیا اور بعد ہے۔ جو شمشاط، قایقہ، خاد، ارجش اور باجیس نامی شہروں پر مشتمل ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ شمشاطی کا علاقہ ہے۔ (ابن خلدون)

بن غنم کو پناہ نشین بنایا تھا چنانچہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی عیاض کو محض قسریں اور جزیرہ کی طرف مقرر کیا۔

اس کے بعد شعبان ۱۸ھ میں پانچ ہزار سپاہیوں کے لشکر سے حضرت عیاض بن غنم جزیرہ کو فتح کرنے پر تیار ہوئے۔ حضرت ہبیرہ بن مسروق نے (جوان کے ہروں کے افسر تھے) رقبہ پہنچ کر چھ دن کے محاصرہ کے بعد جزیرہ لے کر صلح کر لی۔ رقبہ کے آس پاس کے گاؤں والوں پر خرچ مقرر کر کے حران کی طرف بڑھے اتنے میں حضرت عیاض بھی آ پہنچے اور ایک فوج صفوان رضی اللہ عنہ بن معطل اور حبیب بن اوس کی ماتحتی میں اس کے محاصرہ پر چھوڑ کر ارباب کی طرف چپے گئے اہل ارباب نے شہر سے نکل کر مقابلہ کیا تھوڑی دیر تک لڑ کر بدحواسی کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ کر قلعہ بند ہو گئے۔ مسلمانوں نے چاروں طرف سے گھیر کر جنگ شروع کر دی۔ آخر کار اہل ارباب نے امان طلب کی۔ حضرت عیاض جزیرہ لے کر صلح کر کے پھر حران کی طرف واپس آئے اس وقت صفوان رضی اللہ عنہ اور حبیب نے اہل حران سے صلح کر لی تھی۔ اور حران کے ارد گرد کے سارے قلععات اور دیہات پر قبضہ کر لیا تھا۔

اس کے بعد سمیطہ، سروج، اس، کیفا، فنج، آمد، میافاقین، کفر توتا، نصیبین، ماردین، موصل کا ایک قلعہ، اردن، روم، تہلیس ① غلط اور، ریمینہ کی انتہا تک صلح و امان سے فتح ہوا۔ حضرت عیاض بن غنم فتح کا جھنڈا لے کر واپس ہوئے۔ محض میں پہنچ کر ۲۰ھ میں انتقال کر گئے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کی جگہ عمر بن سعد انصاری کو مقرر کیا انہوں نے اس عین کو فتح کیا بعض مؤرخوں کا یہ بیان ہے کہ عیاض نے بن کو راس عین فتح کرنے بھیجا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری کو حضرت عیاض کی وفات کے بعد عمر نے راس عین کی فتح پر مقرر کیا تھا۔ بعض مؤرخوں کا یہ بھی خیال ہے کہ جزیرہ کی فتح میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حضرت عیاض کے ساتھ تھے اور آمد کے حمام میں نہانے گئے تھے۔ کسی تیل سے مابش کر لی تھی جس میں شراب بھی تھی۔ بعض مؤرخوں کا یہ بھی خیال ہے کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ کسی سردار کے ماتحت نہیں رہے۔ غرض عیاض نے سمیطہ کے فتح ہونے کے بعد حبیب بن مسلمہ کو ملطیہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ حبیب نے ملطیہ فتح کیا اور وہاں پر ایک چھوٹی ② قائم کر کے ایک شخص کو وہاں کا افسر بنایا۔

جس وقت حضرت عیاض بن غنم نے جابیہ سے کفار کے ملک میں دلیرانہ قدم بڑھایا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اٹھ میں مدینہ منورہ کی طرف واپس تشریف لائے۔ ان دنوں شام میں حسب ذیل گورنر تھے۔

محض میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ماتحتی میں قسریں میں حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ، دمشق میں حضرت یزید بن ابی سفیان، اردن میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، فلسطین میں حضرت علقمہ محرز اور سواہل پر حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی معزولی:..... جزیرہ کی فتح کے بعد یہ بات مشہور ہوئی کہ حضرت خالد بن الولید حضرت عیاض بن غنم کے ساتھ جزیرہ کی مہم سے بہت سہل رائے ہیں۔ اور اپنی تعریف کے صلہ میں اشعث بن قیس کو دس ہزار درہم دے دیے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو پرچہ نویسوں ③ نے اس واقعہ کی اور نیز آمد کے حمام میں شراب سے بدن ملوانے کی اطلاع دی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ مجس عام میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی ٹوپی سر سے اتار لی جائے اور اس کے عمامہ سے اس کی مشکیں باندھی جائیں اور یہ دریافت کیا جائے کہ اشعث کو تم نے انعام اپنی ذاتی جیب سے دیا ہے تو فضول خرچی کی ہے اور اگر بیت المال سے دیا ہے تو خیانت کی ہے بہر حال دونوں صورتوں میں معزولی ④ کے قابل ہو اور اس کے مقبوضہ شہروں کو اپنی حکومت میں ملا لو چنانچہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو جمع عام میں بلایا۔ قاصد نے پوچھا یہ انعام تم نے کہاں سے دیا۔ حضرت خالد نے جواب نہ دیا خاموش رہے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل کی اور پھر دوبارہ دریافت کیا،

① عربی نسخہ میں تہلیس کے بجائے بدلیس تحریر ہے۔ (دیکھیں ابن خلدون جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۴۳۶)۔ ② ابن اثیر لکھتے ہیں کہ حبیب بن مسلمہ نے ملطیہ میں پہلی مرتبہ چھوٹی نہیں قائم کی تھی بلکہ دوسری بار حسب اہل ملطیہ نے بغاوت اور وعدہ شکنی کی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور حکومت آیا تو انہوں نے حبیب بن مسلمہ کو دوبارہ ملطیہ پر فوج سے کر دیا۔ جس کو انہوں نے دوبارہ فتح کیا اور چھوٹی قائم کر کے ایک شخص کو اس کا حاکم بنایا۔ ③ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جہاں اور انتظامات مدبرانہ کے تھے وہاں ایک یہ نظام نہایت دانائی سے کیا تھا کہ ہر فوج کے ساتھ جاسوس مقرر کئے گئے تھے جو فوج کو ایک ایک بات کی اطلاع دیتے رہتے تھے طبری لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جاسوس ہر لشکر کے ساتھ رہتے تھے جو ہر واقعہ کو فوراً لکھ بھیجتے تھے۔ دوسرے مقامات پر لکھتے ہیں کہ حضرت عمر سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہتی تھی۔ ④ معزولی کا واقعہ عام مورخین لکھتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حکومت ہاتھ میں لیتے ہی معزولی کیا تھا چنانچہ ابن اثیر وغیرہ ایسا ہی لکھتے ہیں اور اس فاضل نے بھی ۱۳ ہجری میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے معزول ہونے کے واقعات (باقی صفحہ پر)

حضرت خاندن نے جواب دیا، میں نے اپنی جیب سے اشعث کو جائزہ دیا ہے۔ قاصد نے یہ سنتے ہی گرہیں کھول دیں ٹوپی اور عمامہ واپس کر دیا۔ اس کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید کو جواب دینے کے لئے مدینہ طلب فرمایا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے پاس اتنی دولت کہاں سے آئی اور اس قدر جائزہ تم نے کہاں سے دیا؟ حضرت خاندن نے جواب دیا مال غنیمت سے اور اپنے ذیل حصہ سے اگر ساٹھ ہزار سے زیادہ نکلے تو تمہارا حساب کرنے سے بچیں ہزار زیادہ نکلے جو بیت امال میں داخل کر دیئے گئے اس کے بعد دونوں میں صلح صفائی ہوئی۔

توسیع مسجد حرام۔ اے اھ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو تشریف لے گئے مسجد کے صحن کو وسیع کیا بیس راتیں مکہ میں مقیم رہے خرم کے سرد و پیش کے مکانات خرید کر گرا دیئے اور ان کے صحن حرم میں شامل کر دیئے۔ جس شخص نے خریداری کے بعد اپنا قبضہ اٹھانے سے انکار کیا اس کا مکان زبردستی گرا دیا۔ یہ تعمیر جب اے اھ میں شروع ہوئی پہلے سے معلوم ہونے کی وجہ سے مخرمہ بن نوفل ازہر بن عبدعوف حویطب بن عبدالعزیز اور سعید بن ربیع اس خدمت میں مقرر کئے گئے۔ مسافروں کی آسائش کے لحاظ سے مکہ و مدینہ کے درمیان جگہ جگہ مکانات اور کنوئیں بنائے جانے کا حکم دیا۔

فارس پر چڑھائی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں حضرت علاء بن الحضرمی بحرین کے گورنر تھے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کو معزول کر کے قدامتہ بن مظعون کو مقرر کیا۔ کچھ عرصے کے بعد اے اھ میں پھر حضرت علاء بن الحضرمی کو بحرین کی گورنری پر بحال کیا۔ حضرت علاء بن الحضرمی بڑے ہمت اور حوصلہ کے آدمی تھے۔ ہمیشہ ہرمیدان میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر قدم مارنا چاہتے تھے۔ جب ان کو اہل روت کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوئی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ قادیسیہ کی جنگ میں کامیاب ہوئے تو حضرت علاء بن الحضرمی کو ان پر رشک آنے لگا۔ بند افارس پر حملہ کرنے کے ارادہ سے فوجیں تیار کیں۔ خلید بن المذکر کو لشکر کا سردار مقرر کر کے ان کی ماتحتی میں الگ الگ فوجوں پر حضرت جابر بن عبدالمطلب اور سوار بن ہام کو مقرر کر کے بلا اجازت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ براہ دریا فارس پر حملہ کر دیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور ان سے پہلے صدیق اکبر بھی دریائے سمرقند بہت پرہیز کرتے تھے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ان کو فتح کر کے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے اور فارس کے درمیان میں آتشیں پہاڑ حائل ہو جاتے تو نہ وہ ہم تک آسکتے تھے اور نہ ہم ان تک پہنچ سکتے۔ لیکن بہ درو جری تھے۔ ابوسبرہ بن ابی رہم (قبیلہ عامر بنی لوی کی ماتحتی میں) کو فارس کی طرف روانہ کیا ادھر سے ابوسبرہ اپنی فوج لئے ہوئے خلید تک پہنچ گئے ادھر ایرانیوں نے ہر طرف سے فوجیں جمع کر لی تھیں جن کا سردار شہرک تھا دونوں گروہوں نے استقلال و ثابت قدمی کے ساتھ جنگ شروع کی اور جی توڑ کر لڑے۔ بلا آخر ابوسبرہ فتح یاب ہوئے ایرانی لشکر میدان جنگ سے بھاگ نکلے بے انتہا ایرانی مارے گئے مسلمانوں نے دل کھول کر مال غنیمت حاصل کیا۔ لیکن چونکہ آگے بڑھنے کا حکم نہ تھا اس سے بھرہ واپس آئے۔

معزولی مغیرہ و ولایت ابو موسیٰ۔ اس واقعہ کے بعد متبہ نے اجازت طلب کی حج سے فارغ ہو کر استعفاء پیش کیا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نہ منظور کر کے ان کو پھر ان کی گورنری پر بھیج دیا۔ راستے میں مقام طن نخلہ میں پہنچ کر متبہ کا انتقال ہو گیا ان کی جگہ سال ہونے تک ابوسبرہ بن ابی رہم گورنری کرتے رہے۔ متبہ نے ان کو اپنا قائم مقام مقرر کیا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ تقرری تھوڑا عرصہ قائم رکھی اس کے بعد مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکرہ میں رنجش پہلے سے تھی ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکتے تھے۔ کہتے ہیں کہ زیاد بن ابی ابوبکرہ کا اخیانی بھائی تھا ایک روز

(بقیہ مذمت صفحہ سے آگے) بھی لکھے ہیں پھر انہی واقعات کو اے اھ میں ایک الگ عنوان قائم کر کے تحریر کیا ہے ترجمہ کی پابندی کی وجہ سے ہم اوپر فتح دمشق کے عنوان میں لکھ آئے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے کے بعد جو پہلا کام کیا تھا وہ حضرت خالد بن ولید کو اسلامی لشکر کی سرداری سے ہٹ کر ان کی جگہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور پھر اس جگہ پر فتح جزیروں کے بعد اس واقعہ کو دوبارہ لکھتے ہیں میرے نزدیک ان دونوں اقوال میں کوئی اختلاف نہیں ہے واقعہ یہ ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت سے بعض اس قسم کی بے اعتدالیوں کرتے تھے کہ فوجی اخراجات کا حساب و کتاب نہ بھیجتے تھے۔ شامروں کو مدد دینے کے بدلے میں بڑی بڑی رقمیں دے دیتے تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ بات ناگوار نہ تھی پس جب خلیفہ ہوئے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی یہ خود مختاری گراں نثری۔ لکھ بھیجا کہ تم اس شرط پر سارا روکتے ہو۔ کہ لشکر اسلام کے اخراجات کا حساب بھیجتے رہو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ میں زمانہ خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی کرتا آیا ہوں اب اس کے خلاف نہیں کر سکتا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس وجہ سے ان کو درگزر کرتے ہوئے سپہ سالاری سے معزول کر کے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ماتحت کر دیا سپہ سالار اعظم نہ رہے اس کے بعد اے اھ میں یہ واقعہ پیش آیا جیسا کہ ہم نے ترجمہ کیا ہے۔

دونوں ① نے مغیرہ کو حاست غیر میں دیکھ لیا ابو بکرہ نے مغیرہ سے تڑکوا مات سے روک دیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ واقعہ لکھ بھیجا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسی وقت ابوموسیٰ کو امیر مقرر کر کے ۲۹ صحابیوں کے ساتھ جن میں حضرت اس بن مالک حضرت عمر بن بن حصین اور حضرت شمس بن عامر بھی تھے یاف فرمان کے ساتھ مغیرہ سے تڑپاں روانہ کیا اور مدلی علیہ وگواہوں اور ثبوت سمیت حسب فرمایا خط مضمون یہ تھا۔ اما بعد فقد دعی عنک ساء عظیم وبعثت انا موسیٰ امیر المسلم الیہ ما فی یدک والعجل۔ اما بعد مجھے تمہارے بارے میں ایک بہت بڑی خبر ملی ہے اور میں ابوموسیٰ کو امیر مقرر کر کے بھیجتا ہوں جو تمہارے قبضہ میں ہو اس کو ان کے سپرد کر کے فوراً چلے جاؤ۔ جب مغیرہ اور ابو بکر گواہوں کے ساتھ دربار خلافت میں حاضر ہوئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ لوگوں کی شہادت لینے لگے۔ گواہوں نے شہادت میں کہا کہ۔ زید پوری شہادت نہ دے گا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کو ② تیس روزے مارے مغیرہ نے کچھ مہنے کا قصد کیا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا چپ رہو انداز شہادت کا مکملہ ہو جائے تو میں تجھے واپس نہ آتا۔

کوفہ و بصری ③ اس میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اس بات کا احساس ہوا کہ دوسروں کے ملکوں کی آب و ہوا عربوں کے مزاج کے مطابق نہیں ہے۔ اس وجہ سے ان کے چہروں میں تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔ ہوا یہ کہ کسی مقام سے کچھ فوڈ آئے آپ نے ان کے چہروں کے رنگ تبدیل ہونے کی وجہ دریافت کی فوڈ نے عرض کیا کہ ہمارے چہروں کے رنگ کو دوسرے ملک کی آب و ہوا نے تبدیل کر دیا ہے۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جو کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا کہ عرب کو دوسری سرزمین کی آب و ہوا موافق نہیں آتی ان کی صحت اچھی نہیں رہتی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سعد رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا۔ حضرت سمان و حذیفہ کو اس کام پر مقرر کرو وہ دونوں آدنی عربوں کے مزاج کے مطابق نہ تھے تجویز کریں۔ چنانچہ دونوں نے کوفہ کو پسند کیا اور وہیں پر چھاؤنی قائم کرنے کی تجویز پیش کی اس کے بعد حضرت سعد کے پاس آئے اور اس کو اپنی تجویز سے آگاہ کیا، حضرت سعد نے دربار خلافت میں اس کی اطلاع کی حضرت قعقہؓ اور حضرت عبداللہ بن العتیم کو لکھ بھیجا کہ اپنے اپنے لشکروں پر کسی کو نائب مقرر کر کے ہمارے پاس چلے آؤ۔ ہذا جب یہ دونوں بزرگ حضرت سعد کے پاس آئے تو حضرت سعد مدائن سے روانہ ہو کر حمص کے محل میں جنگ قدسیہ کے دو سال دو مہینہ بعد جب کہ تین برس آٹھ مہینہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت پر تڑپاں چکے تھے۔ کوفہ پہنچے فوڈ کی سرزمین کو خوب دیکھ بھال کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اس مضمون کا دوبارہ خط لکھا۔ میں نے چھاؤنی قائم کرنے کے لئے کوفہ ④ کو پسند کیا ہے۔ یہ مقام حیرت و عرفات کے درمیان میں واقع ہے اس میں بری و بحری دونوں حیثیتیں موجود ہیں اور اہل عرب کے مزاج کے مطابق میں نے لشکر اسلام کو لے کر یہیں ٹھہرایا ہے ان کے ٹھہرنے کے لئے یہ مقام منہایت مناسب ہے اور جن لوگوں نے مدائن میں رہنا پسند کیا ہے میں نے ان کو وہیں چھوڑ دیا ہے میرا ارادہ ہے کہ میں اس کو چھاؤنی بناؤں جنگ کے زمانہ میں شکر باہر چلا جایا کرے گا اور جنگ ختم ہونے کے بعد واپس آیا کرے گا۔ کوفہ ⑤ میں قیام کرنے کے بعد عام لوگوں پر اس کی خصوصیات ظاہر ہو گئیں جو قوت و توانائی کی حالت ان کی پہلے تھی وہ پھر لوٹ آئی۔ اس زمانے میں اہل بصرہ ⑥ بھی تیسری بار اپنے اپنے

① ان دونوں کے ساتھ شبل بن معبد اجمی، رافع بن کادہ بھی تھے۔ انھیں (ابن خلدون جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۵۹)۔ ② ہمارے پاس موجود عربی نسخہ میں تیس۔ چار۔ تین روزے تحریر ہیں۔ اور پھر اگر ف ختم ہونے کے بعد اس عبارت کا اضافہ ہے۔ بہت مند جب ذیل ہے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو بصری کی گوری سے ہٹا کر حضرت عمر بن سراقہ رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا۔ چھ عرصہ بعد حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو دوبارہ بصرہ کا گورنر مقرر کیا اور حضرت عمر بن سراقہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ بھیج دیا۔ انھیں (تاریخ ابن خلدون جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۳۸)۔ ③ متبہ دار احیاء، تاریخ العربیہ۔ ④ اس کی جہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہاں کی زمین ریتی اور نکرانی تھی اس وجہ سے اس کا نام رکھا گیا۔ حضرت عثمان بن منذر اسلام سے پہلے عراق کے حکمران تھے ان کا اراخوست اسی مقام پر تھا اس کا منظر نہایت خوشنما، چسپ اور دریا۔ فرت صرف ایک ہڈیل سے واسطے پر تھا۔ ⑤ اس کی وضع وساخت کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تحریری حکم بھیجا تھا چنانچہ اسی کے مطابق عرب کے جدا جدا قبیلے متحدہ متحدہ محلوں میں آباد کئے گئے۔ ان میں اور تاریخ مہاجر میں چار تیس اور اس سے گھٹ کر تیس تیس درمیں ہیں ہاتھ جوڑی رکھی گئی۔ درگاہوں سات سات ہاتھ پوزی نکلی گئیں۔ جامعہ مسجد کی عمارت دوسری عمارتوں سے ممتاز اور قد و وسعہ بڑھ گئی تھی کہ اس میں چار تیس ہزار آدمی آسکتے تھے۔ اور اس کے آگے ایک وسیع سائبان دو سوڑ سائبان کے ستونوں پر قائم کر کے بنایا گیا جو کسری فارس کی عمارتوں سے نکال کر لائے گئے تھے۔ اور اس کی قیمت ایران کی رمیا کو دی گئی تھی۔ مسجد سے دو سوڑ کے فیصلے پر ایون حکومت بنایا گیا جس میں بیت لہر کی بھی عمارت تھی دراس کے قریب ایک مہمان خانہ تعمیر کیا گیا تھا جو مسافر بہ سے آتے تھے چند دنوں کے بعد جب بیت اماس میں چوری ہوئی تو حکومت کی عمارت مسجد سے ملا دی گئی۔ جامعہ مسجد کے ساتھ قبیلے کے لئے ایک بک مسجد بنائی گئی۔ ⑥ اس کی جہ تسمیہ اور باد کے جانے کی کیفیت اس جلد کے صفحہ نمبر ۲۹ کے نوٹ میں ہمہ جواہر فتح البلدان لکھا ہے۔ جس کی شہر کی وضع وساخت، محل و مذہبی تھی۔

مکانوں میں پہنچان، دونوں جگہوں کے مکانات حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اجازت سے حاس پھونس بانس سے بنائے گئے۔ تھوڑے دنوں کے بعد کوفہ اور بصرہ میں آتش زدگی ہوئی۔ سب مکانات جل گئے حضرت سعد بن ابی وقاص نے اپنے اور گارے کی مہارتیں بنانے کی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اجازت طلب کی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی۔ لیکن یہ شرط لگائی کہ کوئی شخص تین کمروں سے زیادہ نہ بنائے اور مکانات زیادہ بلند اور بے چوڑے نہ ہوں۔ (ابن عساکر، تاریخ دمشق، ج ۱، ص ۱۰۰) (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو پکڑے رہو دولت تمہارا ساتھ نہ چھوڑے گی)۔ کوفہ و بصرہ اور بنائے پر بوہیان بن مالک اور بصرہ کی تعمیر پر ابوالمخراب عاصم ابن الدغف مقرر تھے۔

کوفہ کا حدود دار بعد کوفہ کے ایک طرف حلوان تھا جس کی حکومت حضرت قعقاع کے قبضے میں تھی۔ دوسری طرف مہذان تھا جس پر حضرت نصر بن اخطاب عامل تھے۔ تیسری طرف قرقیسا تھا حضرت عمر بن مالک یہاں کے گورنر تھے۔ چوتھی طرف موصل تھا جس کی ولایت پر عبداللہ بن اعظم مقرر تھے۔

فتح ابواز و سوس فارس کا نامی گرامی سردار ہرمزان جنگ قادسیہ سے بھاگ کر خوزستان چلا آیا تھا۔ (جو ابواز کا دار الحکومت تھا) اس کے ارد گرد شہروں پر قبضہ ہو کر مہسان، دشت مہسان، حدود بصرہ، مندر اور نہر تیری کی حدود ابواز تک اپنے قبضہ کو بڑھایا تھا چونکہ اس کی سرحد بصرہ سے ملتی ہوئی تھی لہذا اس کو فتح کوفہ بغیر بصرہ میں چوری طور سے امن قائم نہیں رہ سکتا تھا اس وجہ سے عقبہ بن غزوہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے مدد طلب کی۔ چنانچہ حضرت نعیم بن مقرن اور حضرت نعیم بن مسعود عقبہ کی کمک پر بصرہ اور ابواز کی حدود کی طرف بھیج دیئے۔ عقبہ نے (بنو عدویہ بن حنظلہ سے) سلمیٰ بن اھقین اور حرملہ بن مریدہ کو بصرہ کی دوسری سرحد مہسان کی طرف بھیج دیا سلمیٰ اور حرملہ بنو عمر بن مالک کو جو خوزستان میں رہتے تھے ملکی اور قومی جوش و غیرت دیکھ کر باہر نکلے اور کلیب بن داہل کلبی سرداران بنو عمر بن مالک سے تحریر سے متاثر ہو کر ملے آئے اور یہ وعدہ کر کے کہ جس وقت تم لوگ مندر اور نہر تیری پر حملہ کرو گے ہم بھی شہر کے اندر سے حملہ آور ہو جائیں گے جس دن اور جس وقت حملہ کرنے کا معاہدہ ہوا تھا ٹھیک اسی دن اور اسی وقت ایک طرف سے سلمیٰ اور حرملہ نے کیا اور دوسری طرف سے نعیم بڑھے۔ سلمیٰ بصرہ کے شہر امیر پر تھے اور نعیم افواج کوفہ کے سردار تھے دونوں سپہ سالاروں نے دونوں طرف سے ہرمزان پر حملہ کیا لڑائی شروع ہو گئی شہر کے اندر سے غالب اور کلیب وعدہ کے مطابق حملہ آور ہوئے مندر اور نہر تیری پر قبضہ کر لیا ہرمزان اس اپنا ٹکڑا تقسیم کر کے اس کی فوج کی ترتیب بڑی مجبور ہو کر مہذان، جنگ سے جان بچا کر بھاگا۔ اسلامی لشکروں نے تعاقب کیا ہرمزان ایرانی اس بھاگ دہڑ میں مارے گئے دریائے دجلہ پر پہنچ کر اسلامی لشکر ٹھہرایا اور ہرمزان سوق ابواز کی طرف بھاگ کر رہ گئے۔ لیکن اس نے خود و مسلمانوں کے مقابلہ میں کمزور پائے اور دوسرے دن صبح کا پیغام بھیجا۔ مسلمانوں نے معاہدہ مندر، نہر تیری اور ابواز کے ان مقامات کے جن پر دوران جنگ ان کا قبضہ ہو گیا تھا باقی ابواز پر جزیہ لے کر صلح کر لی۔

افواج، اسلام کا ایک ایک دستہ نہر تیری اور مندر پر ٹھہرایا کیا۔ غالب اور کلیب کو اس کی سرداری دی گئی۔ چھ عرصہ بعد غالب، کلیب اور ہرمزان میں سرحد قائم کرنے میں اختلاف ہوا۔ سلمیٰ اور حرملہ نے غالب اور کلیب کی رائے سے اتفاق کیا۔ ہرمزان بڑھ گیا وعدہ توڑتے ہوئے سخت جنگ کے لئے تیار ہو گیا۔ عقبہ بن غزوہ نے حرقوص بن زبیر سعدی کو اس کے مقابلے کے لئے روانہ کیا۔ مقابلہ سوق ابواز میں معرکہ ہوا۔ ہرمزان شکست ہوئی بھاگ کر رامہ مز چلا گیا۔ حرقوص نے سوق ابواز پر قبضہ کر کے جزیہ مقرر کیا اور اپنے دار الحکومت کو شہر تک بڑھا لیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فتح کی خوشخبری کے بارے میں لکھ بھیجا اور ہرمزان کے تعاقب میں حضرت جزیہ بن ۱۔ معاویہ کو روانہ کیا جو قریہ شہر اور دوق تک بڑھتے چلے گئے۔ ہرمزان نے مجبور ہو کر بقیہ شہروں کی صلح کی درخواست کی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اجازت کے مطابق اس شرط پر صلح ہوئی کہ جتنے شہروں پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا ہے ان پر وہ قابض رہیں گے اور باقی شہروں پر ہرمزان کا قبضہ رہے بشرطیکہ کہ وہ مقرر جزیہ ادا کرتا رہے۔ اس صلح کے بعد حرقوص

۱۔ سلمیٰ بن مریدہ (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۶۰) میں سین پر زبردستی۔ چیش ہے سلمیٰ۔ ۲۔ نہر تیری ابواز کے قبضوں میں سے ہے (تجملہ البلدان)۔ ۳۔ پورا نام جزیہ بن معاویہ بن حصین بن معاویہ سلمیٰ ہے۔ حضرت اخطاب بن قیس مجبور ہو کر چلے گئے تھے یہ قوس صحیح نہیں ہے ابن عساکر فرماتے ہیں کہ یہ ابواز میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے گورنر مقرر کر کے تھے۔ تفصیل کے لئے دیکھیں اس اثیر کی الاصابہ فی تہمیر الصحاح کی اس عبدالباقی کی الاستیعاب

ص نے جبل ابواز پر ڈیرے ڈال دیئے اور ویران شدہ شہروں کو آباد کرنے میں مصروف ہو گئے۔

ان واقعات کے دوران یزدجرد اہل فارس کو مسلمانوں کے خلاف ابھار رہا تھا اور ابواز کی رعایا سے ان کے خلاف عہد و اقرار لے رہا تھا۔ رفتہ رفتہ ایک بڑی فوج جمع ہو گئی مسلمانوں نے تمام حالات و بار خلافت میں لکھ دیئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سعد بن مسعود کو لکھا کہ ایک عظیم فوج نعمان بن مقرن کی ماتحتی میں ہرمزان کے مقابلے پر روانہ کرو تا کہ ہرمزان بڑھنے نہ پاوے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن عدی جو سہیل کے بھائی ہیں کے ساتھ ایک فوج ابواز کی طرف بھیج دو جس کے میمنہ و میسرہ اور مقدمہ پر براء بن عتبہ بن مالک، مجزاة بن ثور اور عرقہ بن ہرثمہ رضی اللہ عنہ افسر ہوں اور ان دونوں لشکروں کا سپہ سالار ابو سہرہ بن ابی رہم مقرر کئے جائیں، ہرمزان کو اس تیاری کی خبر ملی۔ فوج کو مرتب کر کے نعمان کے سامنے آ گیا رام ہرمز کے قریب دونوں لشکر صف آرا ہوئے لیکن پہلے ہی حملہ میں ہرمزان شکست کھا کر بھاگ نکلا نعمان نے رام ہرمز پہنچ کر قبضہ کر لیا تھے میں بصرہ کی اسلامی فوجیں آپہنچیں اور یہ معلوم کر کے رام ہرمز پر نعمان کا قبضہ ہو گیا ہے اور ہرمزان تقشتر پہنچ کر مسلمانوں کے خلاف فوجیں مرتب کر رہا ہے تشرکی طرف سیلاب کی طرح بڑھیں۔ تشر میں اس وقت ایرانیوں کا بہت بڑا مجمع تھا اجبال و ابواز کی ایرانی فوجیں میدان جنگ سے بھاگ بھاگ کر یہیں آ کر جمع ہو رہی تھیں ہرمزان نے قلعے کی مرمت کرائی تھی چاروں طرف سے خندق اور برجوں سے مستحکم کر لیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان واقعات سے مطلع ہو کر حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو بصری سے مسلمانوں کی مدد کے لئے روانہ کیا اور ان کو بصری کی اسلامی فوجوں کا سپہ سالار مقرر کیا قصہ مختصر مسلمانوں نے تشر پہنچ کر محاصرہ کر لیا مہینوں گھیرا ڈالے پڑے رہے۔ ایرانیوں نے متعدد حملے ایک سے ایک بڑھ کر کئے بہت سی جنگیں ہوئیں ہیں ۱ ایرانیوں کو شکست ہوئی میدان مسلمانوں کے ساتھ رہا لیکن ہرمزان نے شہر میں محصور ہو کر لڑائی جاری رکھی۔

غیبی مدد ۲: ایک شخص نے اندرون شہر سے تیر میں ایک خط باندھ کر حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف پھینکا۔ جس کا مضمون یہ تھا مجھے اور میرے خاندان والوں کو آپ امن دین تو میں ایک راستہ بتا دوں گا جس سے شہر پر آپ کا قبضہ ہو جائے گا حضرت ابو موسیٰ نے نہایت خوشی سے اس شرط کو منظور کر لیا وہ شخص حضرت ابو موسیٰ کے پاس آیا اور چند مسلمانوں کو ساتھ لیا نہر و جیل کو پار کر کے سرنگ کے راستے شہر میں داخل ہوا۔ مسلمانوں نے شہر پناہ کے پھٹک کے قریب پہنچ کر پہرہ والوں سے لڑائی شروع کر دی اور چیرتے پھاڑتے پھاٹک تک پہنچ گئے اور اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر کھوں دیے۔ سدھی فوجیں پہلے ہی سے مسلح و تیار کھڑی تھیں تکبیر کہتی ہوئی شہر میں گھس گئیں تمام شہر میں پھیل پڑ گئی۔

ہرمزان کی شرائط: ہرمزان نے بھاگ کر قلعہ میں پناہ لی اور یہ شرطیں پیش کی۔ میرا معاملہ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا جائے وہ جو کچھ فیصلہ کریں گے مجھے منظور ہوگا تم لوگ مجھے کچھ نہ کہو بلکہ مجھے مدینہ پہنچا دو۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ شرطیں منظور کر لیں ہرمزان نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ مال غنیمت لشکریوں میں تقسیم کیا گیا۔ سواروں کے حصہ میں تین تین ہزار اور پیادوں کو ایک ہزار ملے۔ اسی آخری جنگ میں براء بن

۱ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس آخری معرکہ میں نہایت دانائی سے صف آرائی کی تھی میمنہ پر براء بن مالک تھے میسرہ براء بن عازب انصاری رضی اللہ عنہ کو دیا تھا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لشکر میں سواروں کا دستہ تھا دونوں فوجوں ایک آخری فیصلہ کرنے والی جنگ لڑی اور براء بن مالک جو سمینہ کے سردار تھے مارے اور دشمن ک صفوں کو چیرتے ہوئے خندق کو پار کر کے شہر پناہ کے دروازہ تک پہنچ گئے۔ ہرمزان نے عین دروازہ پر حضرت براء رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کیا جب حضرت براء رضی اللہ عنہ لڑ کر شہید ہو گئے تو مجزاة بن ثور نے بڑھ کر ہرمزان پر وار کیا لیکن ہرمزان کے ہاتھ سے یہ بھی شہید ہو گئے اس کے بعد مسلمانوں نے مجموعی قوت سے نعرہ اللہ اکبر لگا کر حملہ کیا۔ ہرمزان نے پیچھے ہٹ کر پھٹک بند کر لیا۔ اور محصور ہو کر لڑائی جاری رکھی۔ ۲ دوسرے مورخوں نے لکھا ہے کہ دوران محاصرہ شہر کا ایک باشندہ چھپ کر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور یہ درخواست کی کہ اگر مجھے اپنے جان و مال و دولت کی جان دی جائے گی تو میں یہ پوشیدہ راستہ بتا دوں گا جس کے ذریعے سے آپ کا شہر پر با آسانی قبضہ ہو جائے گا۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ شرط منظور کر لی اور ایک عرب اسرٹھ کو اس کے ساتھ روانہ کر دیا۔ اسرٹھ کو اپنے ساتھ لئے ہوئے نہر و جیل سے جو جلد کی ایک شاخ تشر کے نیچے جاری تھی پار کر کے ایک سرنگ کے راستے شہر میں داخل ہوا اور شہر سے مدد کیا کہ تم اپنا منہ کپڑے سے چھپ کر میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ چنانچہ دونوں گلی کوچوں سے گزرتے ہوئے ہرمزان کے محل کی طرف آئے۔ جہاں ہرمزان رؤسا شہر دار کین کے پاس آ گئے اسرٹھ نے عرض کیا کہ اے امیر مجھے دوسو جان باز سپاہی دیئے جائیں تو میں فوراً شہر پر قبضہ کر لوں گا۔ حضرت ابو موسیٰ نے اسلامی لشکر کی طرف دیکھا دوسو سپاہیوں نے بڑھ کر کہا اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہماری جانیں حاضر ہیں۔ اسرٹھ سپاہیوں سمیت اسی سرنگ کے راستے شہر پہنچے۔ شہر پناہ کے پہرہ داروں کو مار کر دروازے کھول دیئے۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے بی فوج کو آ راستہ کئے انتظار میں کھڑے تھے دروازہ کھلتے ہی فوراً اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر گھس پڑے۔

ماک بن ستر اور مجزاق بن ثور ہرمزان کے ساتھ شہید ہوئے تھے۔ جنگ چیتے کے بعد حضرت ابو بھرہ، حضرت نعمان بن ستر اور حضرت ابو موسیٰ بن ستر ایک فوج لے کر ایرانیوں کے تعاقب میں نکلے ”سوس“ پہنچ کر قیام کیا اور زر بن عبد اللہ شہی نے جند بابور کو جا کوٹھیر لیا۔ اس کے بعد فاروق اعظم بن ستر کا فرمان پہنچا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری بن ستر واپس چلے آئیں اور ان جگہ اسود بن ربیعہ بن ماک صحنی جنہیں ❶ مقترب کے نام سے یاد کیا جاتا تھا مقرر کئے جائیں۔

ہرمزان کی دربار خلافت میں آمد۔ ابو بھرہ نے ہرمزان کو ایک سفارت کے ساتھ جس میں حضرت انس بن ماک اور حضرت اخف بن قیس (بھی) تھے مدینہ منورہ روانہ کیا مدینہ کے قریب پہنچ کر ہرمزان نے مرصع تاج (جس میں یاقوت اور ہیرے لگے ہوئے تھے سر پر رکھا) دیبا کی قباضہ پہنچی انجی بادشاہوں کے دستور کے مطابق قیمتی قیمتی جزاؤں زیورات پہنے اور کمر سے مرصع تنوار لگائی غرض سر سے پیر تک شان و شوکت کی تصویر بن کر دار الخلافہ میں داخل ہوا۔ سارا مدینہ اس کی زرق برق پوشاک کا تماشا دیکھ رہا تھا حضرت فاروق اعظم بن ستر اس وقت مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ ہرمزان اس شان و شوکت سے حاضر ہوا تو آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اسلام کے ذریعے سے ایسے لوگوں کو زیر کیا ❷۔

ہرمزان اور حضرت عمر بن خطاب کی بات چیت۔ اس کے بعد ہرمزان نے مخاطب ہو کر کہا۔ تم نے بد عہدی کا نتیجہ اور اللہ تعالیٰ کا آخری فیصلہ دیکھا، ہرمزان نے جواب دیا امیر المؤمنین! جب زمانہ جاہلیت میں ہم اور تم تھے اس وقت اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو آزاد چھوڑ دیا تھا چونکہ ہم میں قوت زیادہ تھی ہم تم پر غالب آ جاتے تھے اور اب اللہ تعالیٰ تمہارا ساتھ دے رہا ہے لہذا تم ہم پر غالب آ گئے حضرت فاروق اعظم بن ستر نے فرمایا اچھا تم نے کئی بار بد عہدی کی ہے اس کی سزا سے بچنے کے لئے صفائی پیش کرنی ہے یا کوئی بہانہ باقی ہے؟ ہرمزان نے جواب دیا، مجھے ڈر ہے کہ شاید آپ مجھے بتانے سے پہلے قتل کر ڈالیں گے حضرت فاروق اعظم بن ستر نے فرمایا نہیں! تم مت ڈرو۔

ہرمزان کی چالاکی۔ پھر ہرمزان نے پانی مانگا۔ جب پانی سامنے آیا تو ہاتھ میں پانی کا پیالہ لے کر ہوا، میرے دل میں یہ خوف گزرتا ہے کہ پانی پینے کی حالت میں تم مجھے قتل کر ڈالو گے۔ حضرت فاروق اعظم بن ستر نے ارشاد فرمایا تم بالکل نہ ڈرو جب تک پانی نہ پی لو گے کسی قسم کے خطرے میں نہیں ڈالے جاؤ گے۔ ہرمزان نے پیالہ ہاتھ سے رکھ کر کہا اب میں پانی نہیں پیوں گا۔ اور اس شرط کے مطابق تم مجھے قتل نہیں کر سکتے مجھے امان دی جائے۔ حضرت فاروق اعظم بن ستر نے اس مغالطہ پر حیران ہو کر بولے، تو جھوٹا بتا رہے ہرمزان بولے نہیں پیا تھا کہ حضرت انس بن ستر بول اٹھے فرمایا اے امیر المؤمنین، یہ سچ ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ جب تک پوری تفصیل نہ بتاؤ گے کسی قسم کا خوف نہ کرو اور جب تک پانی نہ پی لو گے کسی خطرہ میں نہ ڈالے جاؤ گے۔ حضرت انس بن ستر کی اس تقریر کو سن کر حاضرین مجس نے بھی ان کے قول کی تائید کی۔

ہرمزان کا قبول اسلام۔ حضرت فاروق اعظم بن ستر نے ہرمزان سے کہا تم نے مجھے دھوکا دیا ہے لیکن میں تجھے فریب نہیں دوں گا مناسب یہ ہے کہ مسلمان ہو جاؤ ہرمزان نے مسکرا کر جواب دیا میں تو پہلے ہی ایمان لایا تھا۔ یہ کہہ کر ہرمزان نے کلمہ توحید پڑھا حضرت فاروق اعظم بن ستر بہت خوش ہوئے اور اسے مدینہ میں قیام کی اجازت دے دی۔ مکان عطا فرمایا اور ساتھ ہی دو ہزار سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا۔ فارس کی مہم میں اکثر اس سے مشورہ دیتے تھے۔

فارس میں پیش قدمی۔ اس کے بعد حضرت فاروق اعظم بن ستر نے سفارت کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا شاید تم لوگ ذمیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کرتے ہو اس وجہ سے وہ لوگ ہمیشہ عہد شکنی کیا کرتے ہیں۔ اہل سفارت نے عرض کی کہ ہم لوگ ہمیشہ اپنے معاہدہ کا خیال رکھتے ہیں اور وعدہ پورا کرتے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم بن ستر اس کو کچھ جواب نہ دینے پائے تھے کہ حضرت اخف بن قیس نے عرض کی، امیر المؤمنین آپ نے ہم کو فارس میں آگے بڑھنے سے روک دیا ہے لیکن جب تک ان کا بادشاہ یزدجرد زندہ رہے گا اس وقت تک اہل فارس برابر اڑتے رہیں گے یہ قومی جوش ہے جب تک وہ زندہ ہے ختم نہیں ہو سکتا۔ حضرت فاروق اعظم بن ستر حضرت اخف کی تقریر سے قائل ہو گئے اور فارس میں آگے بڑھنے کی اجازت دے دی۔

❶ مقترب۔ انہیں مقترب اس لئے کہتے ہیں کیوں کہ جب یہ اسلام قبول کرنے نہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا کہ میں آپ کی محبت کی برکت سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے آیا ہوں۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مقترب (قریب ہونے والا) کا لقب عطا فرمایا۔ ❷ ہمارے پاس موجود بیروت کے نسخے میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت عمر بن ہرمزان اس حال میں دیکھا تو حکم فرمایا کہ اس نے جو بھائی مرثیہ تاج درپنکا اور زیورے جو ہرات پہنے ہوئے ہیں اتار دیئے جائیں۔ (دور ہرگز، ملیہ) جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۳۵) دار احیاء التراث العربی۔ بیروت۔

ہم دیکھتے ہیں کہ ابوہریرہؓ کے ساتھ بصری کے اسلامی لشکروں کو لئے ہوئے ایرانیوں کے تعاقب میں سوس تک پہنچ گئے تھے ورسوس کے قریب کچھ فاصلے پر بڑا اوڈالا تھا سوس میں اس وقت شہر یا یعنی ہرمزان کا بھائی موجود تھا ابوہریرہ نے محاصرہ کر کے رسد و غنہ کی آمد و رفت بند کر دی۔ مجبور ہو کر اہل سوس نے صلح ۱ کر لی۔

آزاد غلام کے حقوق برابر ہونے کی زندہ مثال: ان واقعات کے دوران حضرت نعمان بن مقرن کوفہ کی اسدی فوجوں کو لے کر نہروند کی طرف بڑھے حضرت مقتربؓ ذریعہ بن عبد اللہ کے پاس پہنچے جو جند ساہور کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ ایک روز جند ساہور والوں نے خود شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا اور مکمل اطمینان سے اپنے کام کاج میں مصروف رہے مسلمانوں کو سخت حیرت ہوئی جب جند ساہور سے دریافت کیا کہ معاملہ کیا ہے؟ تو جواب ملا کہ تم نے جزیہ پر صلح کر لی اب ہمارے تمہارے درمیان مناقشہ کیا رہا؟ تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ ایک غلام جو سوس کا رہنے والا تھا اس نے امان نامہ جزیہ دینے کی شرط پر لکھ کر تیر میں باندھ کر پھینکا تھا مسلمانوں نے خوب بحث کی کہ ایک غلام کے امان دینے سے ہم امان نہیں دے سکتے مگر یہاں شہر نے ہم پر آمادہ ورنہ نہیں جانتے دونوں گروہوں میں جب بحث و مباحثہ سے کچھ طے نہ ہوا تو دربار خلافت میں معاملہ پیش کیا گیا حضرت فاروق اعظمؓ نے اس کے امان دینے کو جائز رکھا ۲۔

اہل سوس کی صلح کا واقعہ: بعض مؤرخوں نے سوس کی فتح کا واقعہ اس طرح تحریر کیا ہے کہ واقعہ جلولا کے بعد یزدجرد نے اصطر میں جا کر قرقم کیا شہر خاندن کے سب اراکین اور سپاہ ستر ہزار سواروں کو اپنے دستہ میں لئے اس کے ساتھ تھا۔ یزدجرد نے سپاہ کو سوس کی طرف اور ہرمزان کو تشر کی جانب روانہ کیا سپاہ نے اصطر سے نکل کر کلبانیہ میں قیام کیا۔ اہل سوس کو جب واقعہ جلولا کی خبر ملی اور یہ معلوم ہوا کہ یزدجرد بھاگ کر اصطر میں آ گیا ہے تو ان لوگوں نے حضرت ابو موسیٰ سے جو کہ اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے جزیہ دے کر صلح کر لی اس کے بعد حضرت ابو موسیٰ سے صلح کرنے اور اس سے شرط پر، سلام قبول کرنے پر آمادہ کیا کہ وہ لوگ ایرانیوں سے لشکر اسلام کے ساتھ مل کر جنگ کریں گے۔ اور اگر عربوں نے مقابلہ کیا تو اس کو روکیں گے پھر حضرت امیر المومنین فاروق اعظمؓ نے اعزاز کے ساتھ ان لوگوں کی تحواہیں مقرر کیں۔ ان شرائط کے مطابق سب کے سب مسلمان ہو گئے حضرت ذریعہ بن عبد اللہ نے ان کے بڑے بڑے وظیفے مقرر کر دیئے اس کے بعد وہ لوگ بھی تشر کی فتح اور جنگ میں شریک ہوئے۔ سپاہ ایرانیوں کے ایک قلعہ میں عجیبوں کے لباس میں گھس گیا اور قلعہ کو فتح کر کے مسلمانوں کے سوا لے کر دیا۔ تشر اور اس کے بعد کے مفتوحہ شہر ۱۶ میں اور بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ ۱۷ میں فتح ہوئے۔ واللہ اعلم۔

عام لشکر کشی: حضرت حنف بن علیؓ بن قیس اور ہرمزان حضرت فاروق اعظمؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رائے ظاہر کی کہ جب تک ان کا بادشاہ یزدجرد فارس میں موجود رہے گا اس وقت تک ایرانی برابر لڑتے رہیں گے اور آئے دن کی یہ بغاوت لڑائی ختم نہ ہوگی اگر آپ ہمیں یران پر عام لشکر کشی کی اجازت عنایت فرمائیں تو ہم ان کے بادشاہ کو ایران سے نکال دیں گے اس وقت یقیناً ان کی امیدیں ٹوٹ جائیں گی اور یہ فتنہ و فساد ختم ہو جائے گا حضرت ذریعہ بن عبد اللہ نے اس کو غور سے سنا اور حضرت ابو موسیٰؓ کو لکھا کہ بصری سے نکل کر تھوڑے فاصلے پر قیام فرمائیں۔ حکم تک وہیں قیام پذیر رہیں اس کے بعد بہت سے جھنڈے بنائے اور مشہور مشہور افسروں کو نامزد کر کے الگ الگ ملکوں پر ان کو مقرر کیا اور ان جھنڈوں کو حضرت سہیل بن عبد اللہ بن عدی کے ذریعے اب حضرت ابو موسیٰؓ کے پاس بھیج دیا۔ خراسان کا علم حضرت حنف بن علیؓ بن قیس کو اور دیشیر اور ساہور کا حضرت مجاشع بن مسعود سلمیٰ کو، اصطر کا، حضرت عثمان بن ابی العاصؓ ثقفی کو فساد اور دار الجبر کا، حضرت ساریہ بن زئیم کنانی کو کرمان کا، حضرت سہیل بن عدی کو بختان کا، عاصم بن عمرو کو اور مکران کا حاکم حضرت عمر بن قنصلی کو عنایت فرمایا۔ لیکن ۱۸ھ بعض کہتے ہیں کہ ۲۱ھ تک ان لوگوں کو نہیں روانہ فرمایا۔

۱ سوس کے رئیس نے اس شرط پر صلح کی تھی کہ اس کے خاندان کے سوا دمیوں کو جان کی امان دی جائے ابوہریرہ نے اس کو منظور کر لیا تھا چنانچہ اس بناء پر شہر پناہ کا دروازہ کھولا۔ یہاں تک کہ ایک ایک دی کو نامزد کرنا جاتا تھا ابوہریرہ اس کو امن دیتے جاتے تھے۔ اتفاق یہ کہ خود رئیس شہر نے اپنا نام لے لیا اور سوا دمیوں کی تعداد پوری ہو گئی۔ ابوہریرہ نے فوراً اس کو گرفتار کر کے قتل کا حکم دے دیا کیوں کہ سو کے شمار سے باہر تھا جن کے امن کا اقرار ہو چکا تھا۔

۲ اور یہ لکھ کہ مسلمانوں کا غلام بھی مسلمان ہے اس نے جس کو امان دے دی تمام مسلمانوں نے امان دے دی۔

کے بعد شکر اسلام کے افسر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق ان شہروں کی طرف روانہ ہوئے جن کو فتح کرنے کی خدمت ان کے سپرد کی گئی تھی۔ چنانچہ انہوں نے کامیابی کے ساتھ ان کو فتح کیا جیسا کہ ہم آئندہ علیحدہ علیحدہ بیان کریں گے۔

قحط اور طاعون عمواس ۱: ۱۸ھ میں سرزمین عرب میں بہت بڑا قحط پڑا۔ وحشی جانوروں تک بھوک پیاس سے پریشان ہو کر انسانوں کے پاس سے دھڑک چلے آتے تھے غلہ کی مہنگائی سے عام پریشانی پھیل گئی ساتھ ہی عمواس میں طاعون شروع ہو گیا۔ قحط کے زمانے میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عجیب و غریب سرگرمی ظاہر کی قحط کے زمانے دودھ گھی نہ کھانے کی قسم کھائی۔ مملکت اسلامیہ کے تمام صوبہ جات کے افسروں کو لکھ بھیجا کہ ہر جگہ سے اہل مدینہ کے سب غلہ روانہ کریں۔ چنانچہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے چار ہزار اونٹ غلہ کے بھیجے عمر بن العاص رضی اللہ عنہ نے دریائے قلزم کے راستے مصر سے بہت سا غلہ ۵ روانہ کیا خود حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اہل مدینہ کو لے کر نماز استسقاء پڑھنے گئے نماز کے بعد ایک نہایت پر اثر خطبہ پڑھا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کر ان کے وسیلہ سے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر دعا مانگی، دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ اللہ جل شانہ نے پانی برسایا جس سے قحط کی شکایت ختم ہو گئی۔

طاعون عمواس میں بڑے صحابہ کی وفات: ۱۰۔ اسی زمانہ میں جب کہ عرب میں قحط پڑا ہوا تھا عمواس میں طاعون پھوٹ نکلا بڑے بڑے عالی مرتبہ اور جلیل القدر صحابی انتقال کر گئے۔ (۱) حضرت ابو عبیدہ (۲) حضرت معاذ بن جبل (۳) یزید بن ابی سفیان (۴) حضرت حارث بن ہشام (۵) حضرت سہیل بن عمر (۶) حضرت عقبہ بن سہیل (۷) حضرت عامر بن غیلان رضی اللہ عنہ اس مرض میں مبتلا ہو کر اسی عالم آخرت ہوئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی آپ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا کہ اسلامی لشکر کو طاعونی مقام سے نکال کر کسی دوسرے مقام پر بے جا۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا کہ کوئی مقام جس کی آب و ہوا عمدہ ہو تلاش کرو۔ اور خود شام کی طرف روانہ ہوئے مقام سرغ میں پہنچے فوج کے افسروں نے آ کر ملاقات کی اور شدت و بلاء کی اطلاع دی۔

وباء کے علاقے میں نہ جانے کی حدیث: ۱۱۔ اکثر لوگوں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو عمواس کی طرف جانے سے روکا ان روکنے والوں میں سے حضرت عبدالرحمن بن عوف بھی تھے۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ وباء کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ جہاں پر وباء ہو وہاں پر نہ جاؤ اور اگر اتفاق سے اس مقام پر وباء پھیل جائے جہاں پر تم ہو تو وہاں سے نہ بھاگو ۱۲۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ سن کر واپس آ گئے وریزید بن ابی سفیان کی جگہ دمشق میں ان کے بھائی حضرت معاویہ بن ابی سفیان کو اور دوسروں پر شرجیل بن حسنہ کو مقرر کیا۔ اس طاعون میں بہت سے لوگوں کا انتقال ہو گیا اور سرزمین شام میں بڑے بڑے عالی حوصلہ اور بلند خیال بزرگ آغوش لحد میں سو گئے اور جب ایک لحاظ سے اس بدکار و زورم ہو گیا تو اس وقت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے امراء لشکر کے وفات پانے والوں کے متروکہ مال جمع کرنے کا حکم دیا اور ارباب حل و عقد کے مشورے سے پھر شام کی طرف روانہ ہوئے مرحومین کے ترکہ کو شرعی حصوں کے مطابق ورثاء پر تقسیم کیا اور ممالک اسلامیہ کی سرحدوں پر فوجیں متعین کیں اور مختلف شہروں میں دورہ کرتے رہے۔ ۱۸ھ میں حضرت شریح بن حارث کنڈی کو کوفہ میں عہدہ قضا پر اور کعب بن سوار از دی کو فہ بصری پر مامور تھا فرمایا اسی سن میں حج کرنے کے سبب تشریف لے گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ جلولا اور مدائن اسی سن میں فتح ہوئے ہیں جس کو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور اسی طرح اسی سن

① عمواس، عند مدینہ شری نے اس کو عین کی زیر اور میم ساکن کے ساتھ روایت کیا ہے یعنی عمواس اور کہا ہے کہ یہ فلسطین کا ایک گاؤں ہے جو بیت المقدس کے قریب ہے جب کہ معجم ابدال میں یہ قوت جموی نے اس کو عین کی زیر اور میم کے ذریعہ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ یعنی عمواس اور کہا ہے کہ یہ قدس اور رملہ کے درمیان ایک گاؤں ہے۔ (معجم ابدال)۔

② مؤرخوں نے لکھا ہے کہ بیس جہ زلزلہ سے بھرے ہوئے بحر قلزم کے راستے سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے روانہ کئے۔ ہر ایک میں تین تین ہزار درہم تھے۔ راب تقریباً دو من یا اس سے کچھ زیادہ کا ہوتا ہے جب ان جہازوں کے آنے کی خبر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو وہ خود ان کے معائنے کے لئے بندرگاہ تک تشریف لائے جو مدینہ سے تیس میل کے فاصلے پر ہے اور بندرگاہ میں دو بڑے بڑے مکان بنوائے اور قحط زدگان کی تفصیلی معلومات بقیہ نام و سکونت و مقدار و غلہ جمع کرنے پر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔ یہ معلومات جمع ہو گئی تو ہر شخص کو چک دی گئی جس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مہر ثبت تھی اس چک کے مطابق ہر شخص کو غلہ ملتا تھا اس کے علاوہ ہر روز بیس اونٹ ذبح کرتے تھے اور اپنی عمرانی میں حنا پکوا کر قحط زدگان کو کھلاتے تھے۔ ③ مسلم نے اس حدیث کو کتاب اسلام باب ۲۳ حدیث نمبر ۱۹۸ اور بخاری نے اپنی صحیح میں یہ حدیث نمبر ۲۴۵۹ میں روایت کی ہے۔

میں قیساریہ کا حضرت معاویہ کے ہاتھ سے فتح ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ قیساریہ ۲۰ھ میں فتح ہوا۔ واللہ اعلم۔

مصر کی فتح جس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیت المقدس تشریف لے گئے تھے اسی زمانہ میں حضرت عمر بن العاصؓ نے آپ سے مصر پر فوج کشی کی اجازت لی تھی۔ چنانچہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مدینہ واپس آ کر زبیر رضی اللہ عنہ کو حضرت عمرو بن العاصؓ کی کمک پر روانہ فرمایا (چار ہزار) اسدائی فوجیں ۲۰ھ یا ۲۱ھ یا ۲۳ھ یا ۲۵ھ میں مصر ① کی طرف روانہ ہوئیں باب الیون پر قبضہ کر کے ریف کے راستے مصر کی طرف بڑھیں۔ ابو مریم جاثلیق اور اسقف جس کو مقوقس نے مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کی غرض سے روانہ کیا تھا اشتر اسلام میں آیا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے اس کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق تین شرطیں، (۱) اسلام قبول کرنا (۲) جزیہ دینا (۳) زانی، پیش کیس جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی۔ اور غور فکر کے لئے اسے تین دن کی مہلت دی ابو مریم اور اسقف مقوقس کے پاس واپس آ گئے۔

اہل روم کی شکست۔۔۔ امیر روم اربطون نے پہلی دو شرطوں میں سے ایک کو بھی قبول نہ کیا اور اپنے لشکر کو مرتب کر کے مقابلہ پر لے آیا لیکن پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر واپس بھاگ گیا۔ ہزاروں رومی اس معرکہ میں مارے گئے۔ مسلمانوں نے بڑھ کر عین الشمس کا محاصرہ کر لیا اور سبس سے ابرہہ بن صباح کو فرار کے حصار پر اور اسکندریہ کے محاصرے کے لئے حضرت عوف بن مالک کو روانہ کیا ② فرما اور اسکندریہ والے عین الشمس کے آخری نتیجہ کو دیکھنے کی غرض سے لڑتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک مدت کے محاصرہ کے بعد حضرت عمرو بن العاصؓ زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت بنی العوام نے اہل عین الشمس سے جزیہ لے کر صلح کر لی۔ اور اس سے پہلے دوران جنگ جن کو گرفتار کر لیا تھا ان کو مال غنیمت کے ساتھ مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ اہل مصر نے شرائط صلح میں ایک اور اضافہ کرنا چاہا کہ سب قیدی ان کو واپس کر دیئے جائیں۔ حضرت عمرو بن العاصؓ اس شرط کے خلاف تھے، لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو جب اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے اہل مصر کی اس شرط کو بھی منظور فرما کر قیدیوں کی واپسی کا حکم دیدیا۔

حضرت عمرو بن العاصؓ نے جو صلح نامہ لکھا تھا اس کی عبارت یہ ہے:

بسم الله الرحمن الرحيم

هذا ما أعطى عمرو بن العاص اهل مصر من الأمان على انفسهم ودمهم واموالهم وكافتهم وصاعمهم ومدهم وعدهم لا يزيد شيء في ذلك ولا ينقصهم ولا يساكنهم النوب وعلى اهل مصر ان يعطوا الجزية اذا اجتمعوا على هذا الصلح وانتهت زيادة نهرهم خمسين الف الف وعليه ممن جيء نصرتهم فان ابى احد منهم ان يجيب رفع عنهم من الجزية بقدر ذلك ③ (ذمتنا ممن ابى برية، وانقص نهرهم من غايه اذا انتهى رفع عنهم بقدر ذلك) وممن دخل في صلحهم من الروم والنوب فله مالهم وعليه ما عليهم ومن ابى واختار الذهاب فهو ممن حتى يبلغ مأمنه ويخرج من سلطاننا وعليهم اثلاثا في كل ثلث جباية ثلث ما عليهم على ما في ذلك الكتاب عهد الله وذمته وذمترسوله وذمة خليفة امير المؤمنين وذمة المؤمنين وعلى النوب الذين استجابوا ان يعينوا ④ هكذا وكذا أساوكذا وكذا افراسا على ان لا يغزوا او اليمنعوا انهم تجارة صادر قولا وارادة شهد الزبير وعبدالله وابناه وكتبه وردان وحضر. هذا نص الكتاب منقولاً من الطبرى ⑤

- ① جس طرح مصر پر فوج کشی کے بارے میں مؤرخین نے اختلاف کیا ہے اسی طرح اس کے فتح ہونے کی ہدایات بھی مختلف ہیں بعض کہتے ہیں کہ عمرو بن العاصؓ نے مصر اور اسکندریہ ۲۵ھ میں اور بعض کہتے ہیں کہ ۱۶ھ میں فتح کیا لیکن میرے نزدیک جیسا کہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ مصر کو عام البرادة یعنی زمانہ قحط سے پہلے متوقع مروجہ ناپا ہے کیوں کہ عمرو بن العاصؓ نے مصر سے بحر قزح کے راستے غلہ کے جہاز روانہ کئے اور قحط ۱۸ھ میں پڑا تھا اس بناء پر ۱۶ھ کی روایت صحیح و قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔
- ② فرمایا ایک شہر سے جو بحر روم کے کنارے پر واقع ہے۔ یہ کبھی زمانہ میں آباد تھا بالینوس کی رصد گاہ ہونے کی وجہ سے ممتاز شہروں میں شمار کیا جاتا تھا۔ یہ کاری فوج نہیں راق تھیں۔ ③ بقدر دالک ہمارے پاس موجودہ جدید نسخہ میں بقدر دالک کی بجائے بعددہم تحریر ہے۔ ابن خلدون ج ۲ ص ۳۵۲ ④ ہکذا ہمارے پاس یعینوا لکھا ہے۔
- ⑤ بجائے ہکذا تحریر ہے۔ تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۲۵۳۔ دیکھیں تاریخ طبری ج ۱ ص ۱۱۱ جہری کے واقعات

اس کو فتح کر کے اسکندریہ کی طرف فسطاط ① میں ابو مریم جاثلیق حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان قیدیوں کی رہائی کی درخواست کی جنہوں نے اجل کے دنوں میں ہونے والی جنگوں میں حصہ لیا تھا حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے اس کی درخواست ٹھکرا دی اور فرمایا کہ ان لوگوں کے قتل وغارت میں بھرپور حصہ لیا ہے لہذا اب انکا انجام یہ ہے کہ انہیں غلام بنا کر مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے اس بات کا علم جب حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ جنہوں نے اجل کی جنگوں میں حصہ لیا ہے انہیں امان دی جاتی ہے۔ پھر اس کو فتح کر کے اسکندریہ کی طرف بڑھے فسطاط اور اسکندریہ کے درمیان میں رومیوں اور قبطیوں کی جو آبادیاں تھیں انہوں نے روکنا چاہا تو دونوں گروہوں کا مقام کریوں میں مقابلہ ہوا۔ بالآخر مسلمانوں نے رومیوں اور قبطیوں کو شکست دے کر اسکندریہ کا محاصرہ کر لیا مقوقس یعنی بادشاہ مصر یہیں موجود تھا اس نے کچھ وقت کیلئے عارضی صلح کیلئے درخواست کی۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے نامنظور کر کے محاصرہ جاری رکھا۔ تین ماہ کے شدید محاصرہ کے بعد تلوار کے زور سے فتح ہوا۔ غازی بن اسلام نے اس سبب پر قبضہ کر لیا اور اہل اسکندریہ کو ذمیوں کے حقوق دیئے۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ مقوقس نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے بارہ ہزار دینار پر اس شرط کے ساتھ صلح کی تھی کہ جو شخص چاہے اسکندریہ چھوڑ کر چلا جائے اور جس کا جی چاہے ٹھہرا رہے۔

نوبہ کی طرف پیش قدمی: ... فتح اسکندریہ کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے سب سپاہیوں کو اسی مقام پر ٹھہرایا اور جب ان کو مصر و اسکندریہ کی فتح سے اطمینان حاصل ہو گیا تو انہوں نے لشکر کو مرتب کر کے نوبہ رخ کیا لیکن اس فوج کشی میں انکو کامیابی نہیں ہوئی لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں جب مصر کے گورنر حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ تھے

ان نوبہ والوں سے ہر حال چند اور اس شرط پر صلح ہوئی کہ مسلمان انہیں کھانا اور کپڑا فراہم کریں گے چنانچہ اسی طرح ہوتا رہا۔

واقعہ نہاوند ② اور عراق ③ اور عجم کی فتوحات: ... ابواز کے فتح ہونے کے بعد یزدجرد ④ مرو میں جا کر مقیم ہو گیا مرو کے آس پاس کے سرداروں نے مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے قدموں کا حال لکھ کر یزد سے مدد طلب کی یزدجرد نے باب، حلوان، طبرستان، جرجان، سندھ، خراسان، اصفہان اور ہمدان کے بادشاہوں کو خطوط لکھے اور مسلمانوں کے خلاف امداد طلب کی ان سب بادشاہوں میں قوی جوش پھیل گیا اور ڈیڑھ لاکھ کانڈی دل لشکر فیروزان کی ماتحتی میں نہاوند میں جمع ہو گیا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی شکایت اور رفع: ... اس واقعہ سے کچھ دن پہلے لشکر اسلام کے چند سپاہی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو کر مدینہ چلے آئے تھے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ان کی شکایت کی تھی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تفتیش کی خدمت محمد بن مسلمہ کے حوالہ

① فسطاط میں ان دنوں کوئی آبادی نہ تھی صرف وہاں زراعت ہوتی تھی یا چارہ گاہ کے میدان تھے لیکن چون کہ یزدین کا یہ ٹکڑا دریائے نیل اور جبل مقطم کے درمیان میں واقع تھا اس وجہ سے یہاں پر ایک قلعہ بنا ہوا تھا جس میں رومی سلطنت کے حکام جو مصر کے گورنر ہو کر آئے تھے رہا کرتے تھے عمرو رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے ربطہ کے لحاظ سے زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو اس مہم کا سردار بنایا ایک روز زبیر رضی اللہ عنہ نے چند صحابہ کیساتھ سیڑھی لگا کر قلعہ کی فصیل پر چڑھ گئے پھر وہاں کے پہرے داروں کو قتل کر کے نعرہ بکیر بلند کیا اسلامی فوج نے بھی مسرت کے ساتھ نعرے بلند کئے محصورین نے یہ سمجھ کر کہ قلعہ میں مسلمان آ گئے وہاں سے بھاگ گئے زبیر رضی اللہ عنہ نے موقع پا کر فصیل سے اتر کر قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور مسلمان اندر گھس آئے۔ قلعہ کے گورنر نے یہ رنگ دیکھ کر صلح کی درخواست کی۔ جو فوراً منظور کر لی گئی۔ اور سب کو امان دیدی گئی۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ مقوقس اس نزاع میں شریک اور قلعہ فسطاط میں محصور تھا۔ اور اسی کی صلح کی درخواست پر معاہدہ صلح لکھا گیا تھا۔ لیکن ہر قل کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے برہم ہو کر لکھا کہ اگر قبطی عربوں کے مقابلہ میں سستی کر رہے تھے ان سے لڑ کی نہیں لڑ سکتے تھے تو رومیوں کی تعداد کچھ کم نہ تھی اور اسی وقت ایک عظیم الشان فوج مرتب کر کے اسکندریہ کی طرف روانہ کیا۔ تاکہ وہاں پہنچ کر مسلمانوں کا مقابلہ کرے۔ اور بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکے۔ ② ... نہاوند ایک بہت بڑا شہر ہے۔ اس میں اور قبہ ہمدان میں تین دن کا فاصلہ ہے۔ (عجم البلدان)۔ ③ عراق کے مغربی حصہ کو عراق عرب اور مشرقی حصہ کو عراق عجم کہتے ہیں۔ عراق عجم کے شمال میں طبرستان، جنوب میں شیراز، مشرق میں خوزستان اور مغرب میں شہر مراغہ ہے۔ اس زمانہ میں اس کے بڑے شہر اصفہان، ہمدان، ورنے شہر کئے جاتے ہیں۔ ان دنوں ورنے ویران ہو گیا ہے۔ اور اس کے قریب ”تہران“ جو شاہان قاجار کا دار السلطنت ہے آباد کیا گیا ہے۔ ④ یزدجرد فتح جو اواء کے بعد ورنے بھاگ گیا تھا۔ لیکن یہاں کے رئیس کی بیوفائی سے اصفہان و کرمان ہوتا ہوا خراسان پہنچ کر مقام مرو میں قیام کیا اور ایک آتشکدہ خوا کر اطمینان کے ساتھ رہنے لگا وہ یہ سمجھتا تھا کہ عرب کی فتوحات کا سلسلہ سرحدی مقامات تک پہنچ کر رک جائے گا۔ لیکن جب اس کو یہ خبر ملی کہ عرق کے ساتھ خوزستان بھی ہاتھ سے گیا۔ اور ہرمز بن جو سلطنت کا ایک رکن تھا زندہ گرفتار ہو گیا تو پیش میں آ کر لشکر جمع کرنے لگا۔

کی۔ درپردہ خود بھی مختلف بجیس میں اکثر لوگوں سے سعدؓ کے حالات دریافت کرتے رہتے۔ دریافت اور تفتیش سے معلوم ہوا کہ صرف قبیلہ بنو عیس کے لوگ شکایت کر رہے ہیں اور کسی کو شکایت نہیں ہے۔ اتنے میں حضرت سعدؓ محمد بن مسلمہ کے ساتھ دار الخلافہ مدینہ آئے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے حضرت سعدؓ سے پوچھا اے سعد تم کس طرح نماز پڑھتے ہو؟ سعدؓ نے عرض کیا: دونوں پہلی نمازوں میں طول مفصل ۱۔ اور دونوں آخری ۲ نمازوں میں قصار۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے کہا میرا خیال تمہارے بارے میں ایسا ہی تھا۔ پھر دریافت فرمادہ کوفہ میں تمہارے کون نائب ہیں؟ سعدؓ نے عرض کیا: عبداللہ بن عبد اللہ بن عثمان۔ فاروق اعظمؓ نے صرف اتنا معلوم کرنے کے بعد ان کو ان کے عہدے پر بحال رکھا۔ اور اس کے اور عجمیوں کے حالات دریافت کرنے لگے۔ حضرت سعدؓ نے فارس کے غیر مفتوحہ ملاقوں پر اہل فارس کو ڈرانے کی غرض سے حملہ کرنے کی درخواست کی۔

اہل فارس کیسے لشکر لے جانے کا ارادہ:۔۔۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے صحابہ کو جمع کر کے خود اپنی روئنگی کے بارے میں رائے طلب کی۔ بعض نے جانے کی اور بعض نے لشکر بھیجنے کی رائے دی۔ آخر کار بحث و مباحثہ کے بعد یہ رائے قرار پائی کہ آپ مدینہ سے خود تشریف نہ لے جائیں بلکہ شام، یمن، بصرہ میں جہاں جہاں اسلامی فوجیں ہوں، جنگ کیلئے بھیج دیں۔ یہ رائے علیؓ، عثمانؓ، اور طلحہؓ بن سہلؓ کی تھی۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے اس رائے کو پسند کر کے حضرت نعمان بن مقرن کو سرداری کیلئے چنا۔ جو محاصرہ سوس سے واپسی کے بعد کوفہ کے گورنر مقرر کئے گئے تھے، اور ان کو یہ حکم دیا کہ کوفہ سے نکل کر کسی چشمہ پر اسلامی فوجوں کے انتظار میں قیام کریں۔ حضرت عبداللہ بن عبد اللہ بن عثمان کو یہ فرمان بھیجا کہ لوگوں کو نعمان کے ساتھ روانہ کرو۔ چنانچہ عبداللہ نے حضرت حذیفہ بن الیمان اور حضرت نعیم بن مقرن کے ساتھ ایک فوج تیار کر کے روانہ کی۔ حرمہ کے قریب لوگوں کو اور اہواز والوں کو اور جنہوں نے سوس اور جندی سابور کو فتح کیا تھا یہ لکھ بھیجا کہ اصفہان اور فارس کی ناکہ بندی سروسا کہ ایرانی نہروند کی طرف بڑھنے نہ پائیں۔ ان کو مدد نہ پہنچا سکیں۔

طلحہ اسدی کی جاسوسی اور لشکر کی ترتیب:۔ الغرض جب نعمان کے پاس افواج اکٹھی ہو گئیں تو انہوں نے طلحہ اسدی اور عمرو بن معدی کرب کو جاسوسی پر متعین کیا عمرو بن معدی کرب راستہ سے لوٹ آئے لیکن طلحہ راستہ کو دیکھتے بھالتے نہادند تک چلے آئے۔ پھر وہاں سے واپس کر نعمان کو اطلاع دی کہ نہادند تک راستہ صاف ہے۔ حضرت نعمانؓ نے یہ سن کر لشکر کو آراستہ اور مرتب کیا اور لشکر میں بڑے بڑے جلیل القدر سہیلی شامل تھے۔ حذیفہ بن الیمان، عبداللہ بن عمر، جریر بن جلی، مغیرہ بن شعبہ، عمرو بن معدی کرب اور طلحہ بنی سہلؓ زیادہ قابل ذکر ہیں نعمان نے مقدمہ الجیش پر حضرت نعیم بن مقرن کو مامور کیا میمنہ پر حضرت حذیفہؓ بن الیمان کو میسرہ پر حضرت سوید بن مقرن کو سردار بنایا پیدل فوج کی افسری حضرت قعقاع کو دی اور ساقہ پر مجشع بن مسعود کو مقرر کر کے تیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ کوفہ سے روانہ ہوئے کوچ و قیام کرتے ہوئے نہادند پہنچے نہادند سے نو میل کے فاصلے پر مقام اصفہان پر پڑاؤ ڈالا۔

ایرانی لشکر کا حال:۔۔۔ فیرزان ایرانی لشکر کا سپہ سالار تھا اس کے ساتھ شاہی رسالہ اور درفش کاویانی تھا جس کو ایرانی فتح کامیابی کی نیک فہم سمجھتے تھے اس کے لشکر کے میمنہ پر زرقہ اور میسرہ پر ذوالی جب کی جگہ جادو یہ تھا اس معرکہ میں ایرانیوں کے وہ سردار بھی شریک تھے جو جنگ قادسیہ سے بھاگ کر ادھر ادھر جان بچاتے پھرتے تھے۔

مسلمانوں کا مشورہ اور جنگ ابتداء:۔۔۔ مسلمانوں نے انکی یہ تیاریاں اور ساز و سامان دیکھ کر تکبیر کے نعرے لگائے شکر سلام کے سردار حضرت حذیفہ بن الیمانؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ، حضرت عقبہؓ بن عمرو، حضرت جریر بن عبد اللہؓ بنی سہلؓ، حضرت حنظلہؓ بن کاتب، حضرت بشیرؓ بن الخصاصیہ، حضرت اشعثؓ بن قیس، حضرت وائلؓ بن حجر، حضرت سعیدؓ بن قیس ہمدانی، حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ، حضرت نعمانؓ بن مقرنؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خیمہ میں مشورہ کی غرض سے حاضر ہوئے۔

یہ طے پایا کہ بدھ کی صبح سے جنگ چھیڑ دی جائے۔ لہذا بدھ کی صبح جنگ چھڑ گئی۔ جمعرات تک جنگ جاری رہی۔ لیکن کسی کی قسمت کا آخری فیصلہ نہ ہوا۔ جمعہ سے بغیر کسی چھیڑ چھاڑ کے ایرانیوں کا ان کی خندقوں میں محاصرہ کئے رہے۔ ایرانیوں نے جنگ سے قبل خندقوں کے گرد لوہے کے کانٹے بچھ دیئے تھے۔ جس سے لشکر اسلام آگے نہ بڑھ سکتا تھا۔

لشکر کی نئی ترتیب۔ نعمان رضی اللہ عنہ نے لشکر کے سرداروں کو خیمہ میں مشورہ کی غرض سے جمع کیا۔ طلحہ کی رائے کے مطابق فوجیں شہر سے چھ سات میل کے فاصلہ پر بھیج دی گئیں۔ قعقاع کو تھوڑی فوج کے ساتھ چہر والوں پر حملہ کیلئے بھیجا۔ ایرانی بڑے جوش و استقلال کے ساتھ مقابلہ کرنے کیلئے نکلے اور اس بات کا اہتمام کرنے کے لئے کہ کوئی شخص پیچھے نہ ہٹے اور نہ میدان جنگ سے پیچھے بھاگ سکے۔

اپنے لشکر کو چاروں طرف سے لوہے کی زنجیروں سے باندھ دیا جتنے آگے بڑھتے تھے گوگرد بچھا آتے تھے قعقاع نے تھوڑی دیر لڑ کر اپنے۔۔۔۔۔ کی فوج کو لڑاتے ہوئے آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنا شروع کیا یعنی جوش کامیابی میں بڑھتے چلے آئے یہاں تک کہ اپنی خندقوں سے نکل آئے نعمان کی فوج نے ایرانیوں کو نشانے پر حملہ کرنا چاہا مگر نعمان نے خود روک دیا عسا کر اسلامی انتہائی صبر و تحمل سے ایرانیوں کے تیر کے نشانے بننے جا رہے تھے مسمن سپاہی برابر شہید ہو رہے تھے لیکن افسر کی یہ اطاعت کسی کے ہاتھ کو حملہ کی نیت سے ذرا بھی شرکت نہ ہوتی تھی اس دوران سورج سمت الراس سے گزر گیا اور دوپہر ڈھلی۔ حضرت نعمان نے کھڑے ہو کر اسلامی لشکر میں ایک پرائیڈ تقریر کی غازیان اسلام کو مشرکوں کی لڑائی پر ابھارا اپنے لئے شہادت کی دعا کی اور لشکریوں سے مخاطب ہو کر کہا میری پہلی تکبیر پر تم لوگ مثلہ اور جنگ کے لئے تیار ہو جانا دوسری تکبیر پر تلواریں نیام سے نکال کر حملہ پر تل جانا اور جب میں تیسری مرتبہ نعرہ لگاؤں تو تم لوگ بھی تکبیر کے نعرے لگا کر حملہ کروینا۔

مسلمانوں کا زبردست حملہ:..... چنانچہ اس ہدایت کے مطابق سورج ڈھلنے کے بعد دوپہر ڈھلی نعمان کی تیسری تکبیر پر لشکر اسلام نے تکبیر کے نعرے لگا کر کے دفعتاً حملے کر دیے اور اس بے جگری سے لڑے کہ عجی لشکر شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ سوائے آہ وزاری یا مسلمان بہادروں کی تلواروں کی جھنکار کے اور کوئی آواز سنائی نہیں دیتی تھی یا کسی کسی وقت کانوں میں اللہ اکبر کی صدا آ جاتی تھی جس سے سارا میدان جنگ گونج اٹھتا تھا۔

میدان جنگ میں اتنا خون بہا کے چلنے والوں کہ پاؤں پھسل جاتے تھے نعمان رضی اللہ عنہ ❶ کا گھوڑا بھی پھسل کے گرا ساتھ ہی خود بھی گرے تو زخموں سے چور چور تھے بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ تیر کھا کر گرے تھے بہر حال نعمان رضی اللہ عنہ کے گرتے ہی ان کے بھائی نعیم نے جھپٹ کر جھنڈا لیا اور ان کے کپڑے پہن کر لڑنے لگے اس تدبیر سے کسی کو جو ایرانی بہادری سے جان پر کھیل کر لڑ رہے تھے وہ بھی رات ہوتے ہی انتہائی بے اطمینانی سے بھاگ کر راستہ بھول گئے۔ لوہے کی کیلوں سے زخمی ہو کر سینکڑوں ہزاروں مر گئے ایک لاکھ سے زیادہ ایرانی اس لڑائی میں مارے گئے تیس ہزار عین جنگ میں مارے گئے فیروزان، ہمدان، کی طرف بھاگا نعیم بن مقرن نے تعاقب کیا قریب درہ پر پہنچ کر فیروزان گھوڑے سے اتر کر پہاڑ پر چڑھ گیا لیکن چونکہ نعیم بن مقرن سے پہلے حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ ایرانی لشکر کے تعاقب میں روانہ ہو چکے تھے اور وہ حسیم کے پہلے درہ کو پہنچ گئے تھے۔ ایک چھوٹا سا معرکہ ایرانیوں سے اس مقام پر بھی ہوا مسلمانوں کی قتل و غارت سے جو لوگ بچے وہ ہمدان میں جان بچا کر داخل ہو گئے جہاں خسرو شنوم تھا۔ سامی لشکر نے حضرت نعیم اور حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہمدان کا محاصرہ کر لیا۔

❶ نعمان بہت بڑے صبر و ضبط والے مستقل مزاج شخص تھے۔ جس وقت یہ زخمی ہو کر گرے، پکار کر کہہ دیا تھا کہ اگر میں اسی حالت میں شہید بھی ہو جاؤں تو بھی کوئی شخص زانی چھوڑ کر اٹھنے کے لئے مجھے نہ آئے اتفاق سے ایک سپاہی ان کی طرف سے نکلا حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کو زخمی دیکھ کر، خاک و خون پر تر ہوا دیکھ کر گھوڑے سے اتر پڑا پاس بیٹھا چاہتا تھا کہ ان کا حکم یاد آ گیا فوراً ان کو اسی حالت میں چھوڑ کر چلا گیا لڑائی ختم ہونے اور فتح یاب ہونے کے بعد ایک دوسرا سپاہی ان کے پاس سے ہو کر گزرا دیکھا کہ حضرت نعمان بی ہوش و نامتوڑ رہے ہیں سر اٹھنے نہ کر بیٹھ گیا ان کے سر کو زانووں پر رکھ لیا حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے آنکھیں کھولیں اور نہایت دھیمی آواز سے پوچھا ”تیجہ کیا ہوا“ ”تیجہ یہ ہوا“ اس نے عرض کی کہ تم نے مسلمانوں کو فتح نصیب کیا حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کے کہا، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو فوراً اطلاع دو اللہ اکبر کس قدر ضبط استقلال اور صبر اس مبارک زمانہ کے لوگوں میں بھرا ہوا تھا (مترجم)

فتح نہاد کی خوشخبری..... حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بن الیمان جو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کے بعد لشکر کے سردار مقرر ہوئے تھے نہاد پہنچ کر مقیم ہو گئے۔ مال غنیمت چاروں طرف سے حضرت ساعدہ بن القراع کے پاس جمع کیا جانے لگا یہاں ایک عظیم مشہور اور عظیم الشان آتش کدہ تھا ہر بڑا آتش کدہ کا دکھ وارہ تھا اس نے حذیفہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اگر مجھے امن دیا جائے تو میں ایک انتہائی قیمتی چیز حاضر کر سکتا ہوں (دو تھپے جواہرات) جو کسری پر ویزے رکھے ہوئے تھے لا کر پیش کیے مسلمانوں نے ان کو خمس کے ساتھ سائب کے ذریعہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو کئی ہفتوں سے جنگ کی کچھ خبر نہ ملی تھی حضرت سائب نے فتح کی خوشخبری سنائی خمس اور جواہرات کے تھیلے پیش کئے خود فاروق اعظم رضی اللہ عنہ شہداء نہاد پر روئے فتح پر خوش ہوئے جواہرات کو بیت المال میں داخل کرنے کا حکم دیا اور حضرت سائب کو لشکر میں واپس چلے جانے کو فرمایا۔

جواہرات کی مجاہدین کے لئے واپسی: حضرت سائب کہتے ہیں کہ مجھ کو کوفہ سے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا قاصد آ کر واپس لے گیا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھ کر فرمایا میں گزشتہ رات میں سویا تو یہ معلوم ہوا کہ فرشتے مجھے ان جواہرات کے رکھ لینے پر شرمندہ کرتے ہیں اور آگ کو روشن کر کے داغ دینے کی دھمکی دیتے ہیں لہذا میں اس کو بیت المال میں نہ رکھوں گا یہ مجاہدین کا حق ہے اس کو لے جاؤ اور فروخت کر کے اسلامی لشکر میں تقسیم کر دو سائب اس کو کوفہ لائے اور عمرو بن حریت مخزومی کے ہاتھ دو لاکھ درہم پر فروخت کر کے قیمت کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا حضرت عمرو بن حریت نے فارس جا کر اس کو دینی قیمت پر فروخت کیا۔

مال غنیمت کے حصے: واقعہ نہاد میں سواروں کو چھ چھ ہزار اور پیادوں کو دو دو ہزار ملے تھے اس لڑائی کے بعد پھر ایرانیوں کو پیش قدمی کی جرات نہیں ہوئی انتقام کی آگ ایسی بجھی کہ دوبارہ روشن نہ ہو سکی ابولول یعنی حضرت فاروق کا قاتل نہاد بنی کا تھا اسی جنگ میں گرفتار کیا تھا مدینہ میں جب نہاد کے کسی قیدی کو دیکھا تھا تو روک کر کہتا "اکل عمر کبدی" ①

دینور اور شیروان کا محاصرہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ واقعہ نہاد میں شریک تھے اور اہل بصرہ کے سردار تھے نہاد سے واپس ہوتے ہوئے دینور ② کا محاصرہ کیا پانچ دن کے محاصرہ کے بعد جزیہ لے کر صلح کر لی پھر شیروان کی اہل شیروان نے بھی دینور کی طرح صلح کر لی۔

صمیرہ ہمدان اور مابین کا محاصرہ: ... حضرت سائب بن الاقرع، صمیرہ ③ فتح کرنے کے لئے بھیجے گئے چنانچہ حضرت سائب نے اسے صلح کے ساتھ فتح کیا ہمدان کا محاصرہ نعیم اور قعقاع رضی اللہ عنہ کئے ہوئے تھے اہل ہمدان محاصرے کی سختی سے گھبرا گئے خسرو شنوم نے صلح کا پیام بھیجا اور جزیہ دے کر صلح کر لی اور پھر اہل مابین نے بھی اہل ہمدان کی تقلید کی جو عمرہ اور یزدجرد کے بادشاہوں اور اہل ہمدان کی مدد کے لئے آئے تھے یہ مجبور ہو کر لشکر اسلام کے امیر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اطاعت نامہ بھیج کر صلح کر لی۔

ایران کی عام فتح کا حکم: اس کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایران کی عام فتح کا حکم دیا، حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ کو کوفہ سے تبدیل کر کے دوسری طرف بھیج دیا ان کی جگہ ابن حظلہ حلیف بنی عبد قسی کو مقرر کیا لیکن انھوں نے استعفاء دیدیا تب عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر مقرر کیئے گئے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو حص سے طلب کر کے تعلیم دینے کے لئے کوفہ روانہ کیا حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو ان کی مدد کے لئے اور اہل بصرہ کی مدد کیلئے ان کی جگہ عبداللہ بن عبداللہ کو مقرر کیا چند دنوں بعد ان کو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی جگہ اصفہان بھیج دیا اور بصرہ کی حکومت پر عمر بن سراقہ کو متعین کیا۔

ہمدان کی بغاوت: اسی دوران اہل ہمدان کی بغاوت کی خبر ملی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت نعیم بن مقرن کو بغاوت ختم کرنے پر مقرر کیا حضرت نعیم نے (بارہ ہزار کے لشکر سے) ہمدان کا محاصرہ کیا۔

جب فتح ہونے میں دیر لگی تو تمام ضلعوں میں اسلامی فوجیں پھیلا دیں گئیں جنھوں نے نہایت کم مدت میں ہمدان کے عداوہ سب مقدمات فتح کر لئے یہ حالت دیکھ کر محصورین نے ہمت ہار دی اور طوعاً صلح کر لی۔

① حضرت مرضی اللہ تعالیٰ عنہ میرا کچھ کھا گئے۔ ② دینور (ہلال کی زیر کے ساتھ) جبل فرمیسین کے علاقوں میں سے ہے اس کے اور ہمدان کے درمیان میں بائیس فرسخ کا

فاصلہ ہے، (ہمدان) ③ صمیرہ یہ لفظ عربی نہیں بلکہ عجمی ہے دیار جبل اور دیار خوزستان کے درمیان میں واقع ہے ہمدان)۔

آذربائیجان کی طرف پیش قدمی حضرت نعیم بن مقرن ہمدان کی فتح کے بعد خراسان کی طرف گئے حضرت عقبہ بن فرقہ اور بکر بن عبداللہ کو آذربائیجان کی جانب بڑھنے کا حکم دیا اور یہ ہدایت کی کہ ایک آدمی حوان کی طرف سے اور دوسرا شخص موصل کی جانب سے داخل ہو۔

اصفہان کی فتح جس وقت حضرت عبداللہ بن سہل بن عبداللہ بن قہبان اصفہان کی سرحد پر پہنچے (یہ بنی حلی کے حلیف اور نامی گرامی انصاری صحابی تھے) حضرت فاروق بن سہل نے حضرت ابو موسیٰ بن سہل کو ان کی مدد پر متعین کیا ان کے لشکر کے میمنہ اور میسرہ پر عبداللہ بن ورقاع ریاحی اور عصمت بن عبداللہ تھے (چنانچہ یہ لوگ نہاد کی طرف بڑھے، حضرت حذیفہ بن یشیز واپس تشریف لے گئے، ان کے ساتھ ان کے ساتھی اور وہ لوگ تھے جو حضرت نعمان بن سہل کی طرف سے ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے) ایرانی فوج کا افسر اعلیٰ اسپیدان اور اس کے مقدمہ انگیز پر شہ یار بن جاوید اصفہان کے نامی گرامی جنگ کے تجربہ کار سواروں کو لئے ہوئے تھا۔

اسلامی اور ایرانی فوجوں کا اصفہان سے باہر "مقام رستاق" میں مقابلہ ہوا۔

جنگ کا عنوان بظاہر مسلمانوں کے لئے خطرناک نظر آ رہا تھا لیکن دو پہر کے بعد مسلمانوں کے حملوں نے ایرانیوں کے چھکے چھڑا دیئے عبداللہ بن ورقاع نے گھوڑا بڑھا کر شہریار پر حملہ کیا اور پہلے ہی وار میں اس کو قتل کر ڈالا۔ ایرانی لشکر اس واقعے سے گھبرا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ "اسپیدان" نے رستاق دیکر صلح کر لی۔

سہل بن سہل نے خاص اصفہان ① کا محاصرہ کیا یہاں کے رئیس فدوس خان نے صلح کا پیام بھیجا باآخر اس بات پر صلح ہوئی کہ باشندوں میں سے جس کا تعلق چاہے اصفہان چھوڑ کر نکل جائے اور جو رہنا چاہے وہ جزیہ دے کر رہے جو شخص اصفہان چھوڑ کر چلا جائے گا اس کی زمین کے مالک مسلمان ہو گئے۔

عبداللہ کی کمک کے لئے روانگی اس صلح اور معاہدہ سے پہلے حضرت ابو موسیٰ بن سہل ابواز کی طرف سے حضرت عبداللہ بن سہل کے پاس آئے تھے اور ان کے ساتھ اصفہان میں کامیاب ہو کر داخل ہوئے تھے حضرت فاروق اعظم بن سہل کو اصفہان کی فتح کی خوشخبری لکھی حضرت فاروق اعظم بن سہل نے حضرت عبداللہ کو لکھا کہ اصفہان میں کسی کو اپنا نائب مقرر کر کے سہیل بن سہل بن عدی کی کمک پر کرمان روانہ ہو جاؤ، چنانچہ حضرت عبداللہ بن سہل نے اصفہان میں حضرت سائب بن اقرع کو اپنا نائب بنایا اور کوچہ قیام کرتے ہوئے سہیل بن سہل کے پاس پہنچ گئے۔

نعمان بن مقرن کی شہادت میں اختلاف: بعض مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت نعمان بن سہل بن مقرن اصفہان کی فتح میں شریک ہوئے تھے حضرت فاروق اعظم بن سہل نے مدینہ سے ان کو اہل کوفہ کا سردار مقرر کر کے روانہ کیا تھا چنانچہ جنگ اصفہان میں شہید ہو گئے لیکن صحیح یہ ہے کہ حضرت نعمان جنگ نہاد میں شہید ہوئے تھے اور حضرت ابو موسیٰ بن سہل نے قم و قشانی فتح کیا تھا اس کے بعد فاروق اعظم بن سہل نے ۲۱ھ میں مغیرہ بن سہل بن شعبہ کو حکومت کوفہ سے ہٹا دیا اور حضرت معمار کو مقرر کیا۔

بغاوت ہمدان اور اس کی فتح ②: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ہمدان میں خسرو و شہنوم نے حضرت قعقاع اور حضرت نعیم سے صلح کر لی تھی اور انعت و فرمانبرداری کی ضمانت دی تھی لیکن زیادہ عرصہ نہ گزرنے پایا تھا کہ بد مہدی شہنشاہ کرمانی۔ حضرت فاروق اعظم بن سہل نے حضرت نعیم کو ہمدان کی بغاوت ختم کرنے کا حکم لکھ بھیجا، حضرت نعیم نے حضرت حذیفہ بن سہل کو اپنا نائب مقرر کر کے ہمدان کا رخ کیا اور جب اس کے محاصرہ میں آئی تو مہموب میں فوجیں پھیلیں پورا صوبہ فتح ہو گیا مجبور ہو کر اہل ہمدان نے ہتھیار ڈال دیے۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ فتوحات ۲۳ھ میں ہوئی ہیں۔

① بہت بڑا اور مشہور زمانہ شہر ہے آج کل ایران میں شامل ہے۔ ② ہمدان کے باشندوں نے صلح سے پہلے یہ یہاں بھی تھا کہ ہمدان کی جگہ کیوں ناحق ضائع کی جائے اور ہم اور تم کو کھو فیصلہ کر لیں حضرت عبداللہ نے اس کو منظور کر لیا۔ ③ ہمدان کے باشندوں نے قعقاع کی طرف سے ہمدان کے اس بہادری سے اس کے حملہ کو روکا کہ فاروق اعظم بن سہل نے اس کو روکا اور ب اختیار بول اٹھا "میں تم سے اب نہ لڑوں گا" اس واقعے کے بعد ۱۰۰ھ میں ہمدان کے صلح کا یہ مہموب تھا۔ ④ "ہمدان" ماہین کے پیچھے واقع جبال کا سب سے بڑا شہر ہے (مجمہ البلدان)

اہل ”رے“ کی بغاوت: اس دوران نعیم ہمدان اور اس کے ارد گرد کے انتظام میں مصروف تھے یہ خبر ملی کہ اہل رے، دہلیم اور اسفندیاری یعنی رستم کے بھائی نے اہل آذربائیجان کو مدد فراہم کر کے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا ہے حضرت نعیم نے ہمدان میں حضرت یزید بن قیسؒ ہانی کو اپنا نائب بنایا اور فوجیں مرتب کر کے اسفندیار کے مقابلہ کے لئے بڑھے وادی رود میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا جنگ اس تیزی اور شدت سے ہوئی کہ واقعہ نہایت دند کو لوگ بھول گئے بالآخر ایرانی لشکر شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگا حضرت نعیم نے فتح کی خوشخبری دربار خلافت میں بھیجی حضرت فاروق اعظمؓ نے لکھا کہ رے کو فتح کر کے وہیں قیام اختیار کرو۔

اہل قزوین سے لڑائی: بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ نے کوفہ سے حضرت جریرؓ بن عبد اللہ کو ہمدان فتح کرنے بھیجے تھے چنانچہ انھوں نے بغیر جنگ کیے فتح کیا اور اس کے تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ مغیرہؓ بن شعبہ خود یہ ہم سر کرنے گئے تھے۔ حضرت جریرؓ بن عبد اللہ کے لشکر کے مقدمہ انجیش پر تھے قصہ مختصر خود جریرؓ نے جب ہمدان کو فتح کیا تو حضرت براءؓ بن عازب کو قزوین کی طرف روانہ کیا اہل قزوین نے دہلیم سے سازش کر لی دہلیم نے ان کی مدد کا وعدہ کیا لیکن جنگ کے وقت صرف اہل قزوین کو مسلمانوں کا مقابلہ کرنا پڑا دہلیم پہاڑ پر سے کھڑے ہوئے تماشا دیکھتے رہے مجبوراً اہل قزوین نے ان کی مدد سے ناامید ہو کر حضرت براءؓ بن عازب سے صلح کی درخواست کی اور معاہدہ صلح مکھ گیا، فریقین میں صلح ہو گئی اس کے بعد حضرت براءؓ نے دہلیم اور جیلان پر جہاد کی غرض سے حملہ کیا۔

رے کی فتح: ہمدان کی مہم سے حضرت نعیم فارغ ہو کر خود حضرت فاروق اعظمؓ کے حکم کے مطابق رے کی طرف بڑھے ابوالفرخان نے اہل رے کی طرف سے صلح کی درخواست پیش کی لیکن سیاوش بن مہران بن بہرام جو مین بادشاہ رے نے اس کی مخالفت کی دنیاوند، طبرستان، قومس اور جرجان والوں سے مدد طلب کی ایک عظیم فوج جمع ہو گئی تو وہ خم ٹھونک کر حضرت نعیم کے مقابلہ پر آیا اس سے ابوالفرخان اور سیاوش میں ناراضگی ہو گئی ابوالفرخان نے مسلمانوں سے ساز باز کر لی ایک روز منذر بن عمرو کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے رات کے وقت شہر میں غفلت کی حالت میں داخل ہو صبح کے وقت لشکر اسلام نے شہر پر حملہ کیا حملہ ہوتے ہی شہر فتح ہو گیا بے حد اور بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مدائن میں مسلمانوں کو عنایت کیا تھا کامیابی کے بعد حضرت نعیم نے ابوالفرخان سے کر رے کے علاقے دیکر صلح کر لی اور اس کی حکومت اس کو دیدی (چنانچہ رے کی ریاست ابوالفرخان کے خاندان میں قائم رہی) اور پرانے شہر کو بر باد کر کے نیا شہر آباد کرنے کا حکم دیا پھر فتح اور کامیابی کی خبر دربار خلافت میں بھیج دی۔

جرجان و طبرستان کی فتح: رے کی فتح کے بعد اہل دہلیم نے جزیہ دے کر صلح کر لی حضرت نعیم نے حضرت عمر فاروقؓ کے حکم کے مطابق اپنے بھائی حضرت سدید کو قومس پر بھیجا ان کے ساتھ ہند بن عمرؓ لکھلی بھی تھے۔ قومس پر بغیر کسی جنگ کے سدید نے قبضہ کر لیا یہ ایک وسیع صوبہ تھا یہاں سے جرجان و طبرستان بہت قریب ہے۔ سدید اور اہل طبرستان سے بات چیت ہونے کے بعد جزیہ پر صلح ہو گئی اس کے بعد سدید نے جرجان کا رخ کیا جو طبرستان کا مشہور ضلع ہے وہاں کے حاکم نے جزیہ دے کر صلح کر لی۔ ان واقعات کی تحریر کے وقت ہم نے غلطی سے طبرستان کی فتح کو جرجان سے پہلے بیان کیا ہے لیکن اصل واقعہ یہ ہے کہ سدید نے پہلے جرجان کے حاکم سے بات چیت کی اور اس سے صلح کی اس کے بعد یہ خبر سن کے طبرستان کے رئیس نے بھی جو سپہدار کہلاتا تھا پانچ لاکھ درہم جزیہ پر صلح کر لی اور خود حضرت سدید سے ملنے آیا اور طبرستان کے سرحدی مقامات اور ان کے استحکام کو دکھلایا۔ بعض کہتے ہیں کہ طبرستانؓ حضرت عثمانؓ ابن عفانؓ کی خلافت کے زمانے میں فتح ہوا تھا صلح کے معاہدہ میں جو حاکم جرجان کے مقابلہ میں لکھا تھا وضاحت سے یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ مسلمان جرجان اور دہستان کے امن کے ذمہ دار ہیں اور یہاں کے رہنے والوں میں سے جو لوگ بیرونی حملے کو روکنے میں مسلمانوں کا ساتھ دیں گے وہ جزیہ سے بری رہیں گے۔

آذربائیجان کی فتح: جس وقت حضرت نعیم رے کو فتح کر چکے تو حضرت فاروق اعظمؓ کا فرمان پہنچا کہ ساک بن خرشہ نصاریٰ کو بمیر بن عبد اللہؓ مدد سے آذربائیجان روانہ کرو۔ آذربائیجان کا جھنڈا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں عتبہ بن فرقد اور بلیر کو عطا ہوا تھا اور اس کے بڑھنے کی ہمتیں بھی متعین کر دی تھیں۔ حضرت بلیر آذربائیجان کی طرف بڑھے تو جرمیدان میں جبال کے قریب اسفندیار بن فرخزاد سے مدد بھیڑ ہوئی اسفندیار کو ہمدان کے ”تاج رود“ حضرت نعیم سے شکست ہوئی تھی اور وہ انتہائی بے سروسامانی کے ساتھ بھاگا ہوا آ رہا تھا۔ حضرت بلیر نے شکست دے کر

گرفتار کر لیا۔ اسفندیار نے جان کے ڈر سے بکیر سے کہا تم مجھے قتل نہ کرو اپنے پاس قید رکھو میں آسانی سے پورے ملک پر تمہارا قبضہ کرادوں گا حضرت بکیر نے اس کی رائے کو منظور کر لیا۔ دوسری طرف اسفندیار کے بھائی بہرام نے عتبہ کا راستہ روکا تو عتبہ نے اس کو ہرا کر سارے شہر پر قلعہ کے علاوہ قبضہ کر لیا۔ دوران حضرت سہاک آہنچے انہوں نے آذربائیجان کے آس پاس گھوم کر جو شہر و قصبہ باقی رہ گئے تھے ان کو بھی فتح کر لیا۔

اسفندیار کی صلح: اسفندیار نے اپنے بھائی کے بھاگنے اور آذربائیجان کے فتح ہونے کی خبر سن کر کہا اب جنگ کی مشتمل آگ بجھ گئی ہے اور میں جزیہ پر تم سے صلح کرتا ہوں چونکہ آذربائیجان انہیں دونوں سرداروں کے قبضہ میں تھا حضرت بکیر اور حضرت عتبہ نے معاہدہ لکھ کر اس شرط پر اسفندیار کو رہا کر دیا کہ وہ آذربائیجان پر جزیہ ادا کرتے رہنے کی شرط پر حکومت کرتا رہے آذربائیجان کے فتح ہونے کے بعد حضرت بکیر نے خراسان کی خوش خبری دربار خلافت میں بھیجی اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اجازت سے عتبہ کو آذربائیجان کے مقبوضہ علاقوں میں چھوڑ کر اسلامی لشکر لے کر باب کی طرف بڑھے اور عتبہ بن فرقہ کو اس علاقہ میں نائب مقرر کیا اور پورے آذربائیجان کا گورنر بنا دیا اور جو علاقے بکیر نے فتح کئے تھے ان پر عتبہ نے سہاک بن خریشہ کو نائب مقرر کیا بہرام بن فرخ زاد راستے میں عتبہ سے لڑنے کا انتظار کر رہا تھا جب حضرت عتبہ اپنے لشکر کے ساتھ اس جگہ پہنچے تو دونوں میں جنگ ہوئی بہرام کو شکست ہوئی اس کی اطلاع اسفندیار کو ملی جو بکیر کے پاس گرفتار تھا چنانچہ بہرام نے صلح کر لی اور تمام آذربائیجان والوں نے اس کا اتباع کیا۔ سراقہ آذربائیجان سے چلے اور باب کی طرف حملہ آور لشکر کے مقدمہ انجش میں عبدالرحمن بن ربیعہ سے آئے۔ حضرت بکیر کی روانگی کے بعد عتبہ نیفوج لے کر شہر ذور اور صامغان پر چڑھائی کی اور اس کو لڑ کر جزیہ و خراج پر فتح کیا۔ اکراد کا ۱۰ بڑا گروہ اس مقام کی لڑائی میں ہار گیا اس کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اپنی فتوحات کا حال لکھ بھیجا انہوں نے ان کے آذربائیجا کا گورنر مقرر کیا اور ہرثمہ بن عرقہ کو موصل کی حکومت دی۔

باب کی فتح: بکیر بن عبداللہ آذربائیجا کی طرف فتح کے بعد ابھی باب کے قریب پہنچے نہ پائے تھے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک نئی فوج تیار کر کے حضرت سراقہ کے ساتھ ان کی مدد کے لئے بصرہ سے بھیجی اور فوج کے ہر دستہ پر الگ الگ افسر مقرر فرمایا۔ مقدمہ انجش پر عبدالرحمن بن ربیعہ کو مقرر کیا مینہ کا بن اسید ۱۰ فاری کو دیا میسرہ پر سراقہ بن عمر کو رہنے کا حکم دیا مال غنیمت کی تقسیم پر سلمان بن ربیعہ متعین ہوئے اور حضرت ابو موسیٰ اشعری کو سراقہ کی جگہ بصرہ کا حاکم بنایا۔ سراقہ کی روانگی کے بعد حبیب بن مسلمہ کو جزیہ سے ان کی کمک پر بھیجا اور ان کی جگہ زیاد بن حنظلہ کو مقرر کیا۔

باب کے حاکم شہریار کا تعارف: سراقہ آذربائیجان سے ملے اور باب کی طرف حملہ آور لشکر کے مقدمہ انجش میں عبدالرحمن بن ربیعہ سے آئے۔ باب کا حاکم ان دنوں شہریار (شہریار ۱۰ کی اولاد سے) تھا جس نے بنی اسرائیل کو برباد کیا تھا اور شام کو ان کے قبضہ سے نکال دیا تھا سسنت ایران کا ماتحت سمجھا جاتا تھا۔ اس نے مسلمانوں کے آمد کی خبر سن کر صلح کا پیغام بھیجا تھا حضرت عبدالرحمن نے جو مقدمہ انجش کے افسر تھے لکھا تم کو امان دی جاتی ہے مگر جو کہنا ہے خود حاضر ہو کر کہو۔ چنانچہ شہریار نے حاضر ہو کر درخواست کی کہ مجھ سے جزیہ کے بدلہ فوج خدمت لی جائے ہر وقت مسلمانوں کا فرمانبردار رہوں گا۔ حضرت عبدالرحمن نے اس کو حضرت سراقہ کے پاس بھیج دیا۔ چونکہ جزیہ درحقیقت حفاظت کا معاوضہ ہے اس لئے یہ شرط منظور کر لی گئی اور ایک اطلاع گزارش حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں منظوری کی غرض سے روانہ کی آپ نے بھی منظور فرمایا۔

آرمینیا کی طرف پیش قدمی: باب کی مہم سے فارغ ہو کر حضرت سراقہ نے لشکر کے سرداروں کو آرمینیا کے پہاڑی شہروں پر حملہ کرنے کا حکم دیا حضرت بکیر عبداللہ کو موقان ۱۰ کی طرف حبیب بن مسلمہ کو تغلیس کی طرف حذیفہ بن الیمان کو جبال الملان کی سمت اور سلمان بن ربیعہ کو ایک دوسری جانب روانہ کیا اور ایک اطلاع گزارش دربار خلافت میں بھیج دی۔ یہ مہم ابھی مکمل نہ ہونے پائی تھی کہ حضرت سراقہ کی وفات کا وقت آ گیا۔ حضرت عبدالرحمن بن ربیعہ کو اپنا نائب مقرر کر کے انتقال کر گئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی تو انہوں نے حضرت عبدالرحمن بن ربیعہ کو باب کی حکومت پر

۱۰ اکراد، یہ غالباً کرد کی جمع ہے جن کا ٹھکانہ آج کل عراق میں ہے۔ ۱۱ ابن اسید القفاری ان کا اصل نام حذیفہ ہے۔ دیکھیں (تاریخ طبری ابن اثیر جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۹۵)۔
۱۲ تصحیح واستدراک، شہداء اللہ محمود ۱۰ ایضاً۔ ۱۳ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ جلد نمبر ۷ صفحہ نمبر ۱۲۳ میں لکھا ہے کہ وہ آرمینیا کا بادشاہ تھا یا اس بادشاہ کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا جس نے پرانے زمانے میں بنی اسرائیل کو قتل کیا تھا اور شام سے جنگ کی تھی۔ ۱۴ آذربائیجان میں ایک بہت بڑا علاقہ ہے جس میں بہت سے گاؤں دیہات ہیں جہاں ترکوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ مجملہ البلدان

بحال رکھا اور ترک پر حملہ کرنے کا فرمان بھیجا۔ ان سرداروں میں سے حضرت بکیر بن عبد اللہ نے موقن وجہاں سے ایران کی سرحد شروع ہوتی ہے۔ فتح کر کے حکومت اسلام دارے میں لے آیا۔ ہر ایک باغ پر ایک دینار جزیہ مقرر کیا۔ باقی سرداروں کے لشکر نے فتح یابی میں کوئی حصہ نہیں لیا۔

بلنجر کی جنگ ۱۰ حضرت عبدالرحمن بن ربیعہ کو ترکوں پر حملے کا حکم پہنچا تو انہوں نے باب سے نکل کر بلنجر کا رخ کیا بلنجر ترکوں کا پایہ تخت ہے۔ شہر یارن کے ساتھ تھا۔ اس نے جب سے کہا کہ اس کا ارادہ ہے، ہم وک تو یہی قیمت سمجھتے تھے کہ وہ ترک ہم سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں۔ حضرت عبدالرحمن نے جواب دیا کہ جب تک میرے انیس ہزاروں کے سینہ میں نہ کس جاے گا مجھے صبر نہیں آے گا۔ الغرض بلنجر کے قریب پہنچ کر ترکوں سے جنگ کی نوبت آئی۔ ترک شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اسلامی لشکر کامیاب ہو کر ماں قیمت سے ہونے واپس آئے اور حضرت عثمان بن عفان خدفت سے زمانے تک مسلمان ان پر حملہ کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے اصحاب جواب دے گئے۔ ترکوں کا یہ عقیدہ تھا کہ مسلمانوں کو کوئی قتل نہیں کر سکتا۔ یوں کہ ان کے ساتھ فرشتے رہتے ہیں اتفاق سے انہی جنگوں میں ایک مسلمان کو قتل کر دیا گیا جس کو ان لوگوں نے لے جا کر شہید کر ڈالا۔ پھر یہاں ترکوں کی جرات اور دیہی بڑھ گئی۔ انہی جنگوں میں حضرت عبدالرحمن بڑے بڑے شہید ہوئے تو ان کے بھائی حضرت سلمان نے جہنم کے کوسنبھا۔ ان کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ بھی تھے ان دونوں بزرگوں نے نہایت بہادری سے ترکوں کا مقابلہ کیا اور ہیلان کے راستے جرجان واپس ہوئے۔

یزدجرد کی شرارتیں یزدجرد جو اہل کی فتح کے بعد رہے چلا گیا وہاں کے مرزبان آبان جاوہیہ نے بے وفائی کی تو غم زدہ ہو کر رہے۔ اس نے انہیں یہاں جب وہاں بھی اسلامی فتوحات نے اس کو چین سے نہ بیٹھنے دیا تو اس نے انہیں بے نکل کر زمان کی طرف آیا اور پھر وہاں سے واپس آ کر ارمین میں آ کر قیام پذیر ہوا اور یہ سمجھ کر کہ عرب کی فتوحات کا سیلاب ہر جہی مقام تک پہنچ کر ختم ہو جائے گا آتش زدہ ہوا کر آرامت زندگی بسر کرنے لگا۔ اس کی طبیعت بے چین تھی اس لیے چین سے نہ بیٹھا گیا۔ اسلامی حکومت درہم برہم کرنے کے غرض سے ہر مزان اہل امواز، فیہ زان اور اہل جہاں و مسلمانوں کے خدفت بغاوت کرنے کی ترغیب دینے لگا چنانچہ سب نے عبد شمس کی اور اس کا اقتدار بدل شانہ نے ان کو چھین لیا۔

خراسان پر حملہ اور اس کی فتح حضرت فروق اعظم نے ان واقعات کی اطلاع پانچ برس پر حملہ کرنے کا حکم دیا اپنے ہاتھ سے ہی جہنم کے تیار کر کے نامی برامی افسر کو وسط فرما کے حضرت احنف بن قیس کو خراسان کا جھنڈا عنایت فرمایا تھا۔ حضرت احنف نے ۱۸۰ھ میں خراسان کا رخ کیا۔ "طیسین" ۲ سے بزرگ ہرات پہنچے اور اس کو لڑ کر فتح کر لیا۔ بخار بن فلان عبدی کو نائب بنا کر مرو شاہ جان کی طرف بڑھے۔ فیش پور پر حضرت مطرف بن عبد اللہ وادریخ کی جانب حرث بن حسن وروانہ گیا۔ یزدجرد شہنشاہ فارس مرو شاہ جان میں متمم تھا مسلمانوں کے آنے کی خبر سن کر مرو روڈ ۱ چلا گیا احنف نے مرو وادریخ پر قبضہ کر لیا کو فہ کی مددگار فوجیں آئیں۔ حضرت احنف نے مرو شاہ جان میں حضرت حرث بن نعمان ہامی کو چھوڑ کر مرو وادریخ کا رخ کیا اور کو فہ کی فوج کو مقدمہ آغوش میں رکھا یزدجرد مقابلہ سے ڈر کر یہاں سے بھی بھاگا اور سیدھا پناہ پہنچا۔ حضرت احنف نے مرو وادریخ پر قبضہ کر لے کر فتح کیا۔ یزدجرد شکست کھا کر مرو یا عبور کر کے خاقان چین کے پاس چلا گیا احنف نے مرو شاہ جان میں خاقان کو دیکھ کر ہر طرف اپنی فوجیں بھیج دیں۔ خراسان کو فیش پور سے طی رستان تک فتح کر کے مرو وادریخ کو صدر مقام قرار دیا اور طی رستان کی حکومت حضرت ربیع بن عمرو کی حضرت فروق اعظم نے اس کی خدمت میں فتح کی خوش خبری کا خط بھیجا حضرت فروق اعظم نے اسے جواب میں لکھا کہ جہاں تک تم پہنچ چکے ہو اب اس پر اکتفا کرو ورنہ آگے نہ بڑھو۔

یزدجرد کے لئے خاقان چین کی امداد یزدجرد خاقان چین کے پاس گیا تو اس نے بڑی عزت و توقیر کی بڑی فوج سے سرداروں کے ساتھ خراسان کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت احنف نے خاقان کی آمد کی خبر سن کر اسلامی لشکر کے مرو وادریخ پہنچ کر قیام کیا خاقان بٹھوتا ہوا مرو وادریخ پہنچا اور یزدجرد اس سے مسیحہ ہو کر مرو شاہ جان کی طرف بڑھا۔ حضرت احنف نے مرو شاہ جان میں جنگ کرنا مناسب

۱ باب الابواب کے پیچھے خزر کا ایک علاقہ ہے۔ محکم البلدان ۲ طیسین یہ تشبیہ ہے اس کا واحد طیس ہے اور اس کا مطلب ہے بھینٹ یا فیش پور اور اس میں سے امویان یہ طرف وہ شہر ہیں (۱) طیس اعیاب اور طیس آخر جہیں مجموعی طور پر طیس کہلاتے ہیں ۳ مرو وادریخ مرو شاہ جان کے پاس ایک شہر ہے جو دریائے کارون کے قریب ہے۔ ان دونوں شہروں میں پانچ دن کا فاصلہ ہے۔ محکم البلدان۔

سمجھ کر نہر عبور کر کے ایک میدان میں جس کے پیچھے پہاڑ تھا صف آرائی کی کوفہ اور بصری کی میں ہزار فوجیں اس کے ساتھ تھیں مسلمانوں نے ضرورت کے مطابق خندق بنائیں اور مورچے قائم کر لئے۔ ایک مدت تک دونوں فوجیں آمنے سامنے صفیں جمائے پڑی رہیں۔

خاقان چین کا فرار: ایک روز صبح کو حضرت احنف رضی اللہ عنہ میدان جنگ میں گئے ادھر سے دستور ۱ کے مطابق ایک ترک صبل علم بکھڑا حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کیا تھوڑی دیر کی لڑائی کے بعد احنف رضی اللہ عنہ نے اس پر نیزہ کا ایک ایسا وار کیا کہ وہ زمین پر گر کر مر گیا۔ اس کے بعد قائد کے مطابق دو بہادر اور میدان میں آئے حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے ان کو بھی اسی جگہ پر ڈھیر کر دیا۔ پس خود خاقان میدان میں آیا تو وہ اپنے بہادروں کو مرا ہوا دیکھ کر اتنا خوف زدہ اور پریشان ہوا کہ اسی وقت اس نے فوج کو واپسی کا حکم دے دیا۔

یزدجرد کی خاقان کے پاس فرار: یزدجرد کو یہ خبر مرو شاہ جان ملی جس وقت وہ حضرت حارث بن نعمان کا مرو شاہ جان میں محاصرہ کئے ہوئے تھا اس نے فتح سے ناامید ہو کر محاصرہ سے ہاتھ اٹھالیا۔ خزانہ جواہرات جمع کر کے خاقان کے پاس جانے کا ارادہ کیا مگر دربار کے سرداروں نے اس کی مخالفت کی اور مسلمانوں سے صلح کر لینے پر اصرار کیا کیوں کہ مسلمان وعدہ پورا کرنے اور معاہدہ کی پابندی میں ترکوں سے بہت اچھے تھے۔ یزدجرد نے جب ان کا کہنا نہ مانا تو ان لوگوں نے ہنگامہ کر دیا اور سارا مال و اسباب چھین لیا یزدجرد بے سروسامانی کے ساتھ نہر عبور کر کے خاقان چین کے پاس چلا گیا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے آخر تک ترکوں کے دار السلطنت فرغانہ میں مقیم رہا یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے زمانے میں اہل خراسان نے بغاوت کی۔ اور یہ اس وقت وہاں سے واپس آیا۔

یزدگرد کے ساتھیوں کی صلح: یزدگرد کے چلے جانے کے بعد اس کے اراکین حکومت حضرت احنف رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے سب جواہرات اور مال و اسباب دے کر صلح کر لی۔ حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے ان کا مال و اسباب لے کر صلح کر لی۔ حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے ان کو ماں غنیمت کے ساتھ لشکر میں تقسیم کر دیا۔ اس واقعہ میں سواروں کو اتنا ہی حصہ ملا جتنا قادیہ میں ملا تھا۔ اس کے بعد احنف رضی اللہ عنہ بلخ میں آئے اور لشکریوں کو اس کی حدود میں ٹھہرا کر خود مرو رود میں قیام کیا۔ دریا پار کرتے ہوئے یزدجرد سے اس کا نمائندہ آ ملا جسے اس نے چین کے بادشاہ کے پاس بھیج دیا۔ نمائندہ نے واپس آ کر یزدگرد کو پیغام بھیجا کہ چین کا بادشاہ آپ سے مسلمانوں کے حالات کے بارے میں پوچھ رہا ہے جنہوں نے کم ہونے کے باوجود آپ کی یہ حالت کی ہے اور یہ پوچھ رہا ہے کہ ان کی وفاداری کیسی ہے؟ ان کی دعوات، امیر کی اطاعت، سرحدوں کے پاس کا ٹھہرنا، کھانا، پینا، لباس، سواریاں وغیرہ کیسی ہیں یزدگرد نے تمام باتیں لکھ کر چین کے بادشاہ کے پاس بھجوا دیں۔ جواب میں چین کے بادشاہ نے یزدگرد کو یہ مشورہ دیا کہ ان سے صلح کر لے کیوں کہ چین کا بادشاہ اس کی اتنی مدد بھی نہیں کر سکتا جتنی نزدیک نے کی تھی چنانچہ خاقان چین کی حکومت کے دور تک یزدگرد فرغانہ ہی میں ٹھہرا رہا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو فتح کی خوش خبری کا نامہ لکھا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا پر اثر وعظ: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اہل مدینہ کو جمع کر کے فتح کا حال سنایا اور ایک پر اثر تقریر کی جس سے سننے والوں کے دل اہل گئے آخر میں آپ نے فرمایا۔

الاولان ملک المجوسية قد ذهب فليسو يملكون من بلادهم شيرا يضرمسلم الاولان الله قد اور ثكم
ارضهم وديارهم واموالهم وابنائهم لينظر كيف تعملون فلا تبدلوا فيستبدل الله بكم غيركم فاني
لا اخاف على هذا الامة ان توتى الامن قبلکم۔

آگاہ ہو جاؤ بے شک آج مجوسیوں کی حکومت ختم ہوگئی لہذا وہ اپنے ملک میں ایک بالشت زمین کے بھی مالک نہیں رہے جس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچ سکیں۔ سنو! کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کی زمین ان کے مال ان کے اموال اور ان کے نوجوانوں کا ورثہ و مالک تمہارے اعمال دیکھنے کے غرض سے بنایا لہذا تم لوگ اپنی حالت نہ تبدیل کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے حکومت چھین کر دوسروں کو دے

۱ پہلے ترکوں کا دستور تھا کہ لڑائی شروع ہونے سے پہلے تین بہادر باری باری ٹپل و علم لے کر میدان جنگ میں جاتے تھے اس کے بعد سارا لشکر حرکت میں آتا تھا اور گھسان کی لڑائی شروع ہوتی تھی۔

دے گا مجھے خوف اس امت پر صرف اس بات کا ہے کہ کہیں ان پر وہی حالت نہ طاری ہو جائے جو ان سے پہلے لوگوں کی تھی۔

توج کی فتح ۱: جس وقت اسلامی کمانڈرز نے جہاد کے ارادے سے عام حملے کا علم نہیں ہوئے بصرہ سے فارس کا رخ کیا اور بہ کمانڈر اپنی بیٹیوں ساتھ سئے ہوئے اپنے مقررہ و متعینہ راستے کی طرف بڑھا اہل فارس میں کھلبلی مچ گئی۔ ایرانیوں کا جتھا بکھر گیا اپنے اپنے شہر کو بچنے کے لئے متفرق ہو گئے یہیں سے ان کی شکست کی بنیاد پڑتی ہے اور اس وجہ سے یہ لوگ بکھرے۔ حضرت مجاشع بن مسعود شیر اور ساہور کی طرف روانہ ہوئے ایرانیوں نے ان کو توج میں روکا دونوں گروہوں نے لڑائی شروع کر دی آخر کا مجاشع نے انتہائی مردانگی سے توج کو فتح کر لیا وہاں کے رہنے والوں نے جزیہ دے کر صلح کر لی حضرت مجاشع نے فتح کی خوشخبری اور خمس دربار خلافت میں روانہ کر دیا۔ ۲ حضرت علاء بن الحضرمی سبقت کے اوطاس کے واقعہ کے بعد یہ توج کا دوسرا واقعہ ہے۔ چنانچہ حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے ان سے جزیہ طلب فرمایا انہوں نے اپنی گزشتہ حرکتوں سے معذرت کی اور جزیہ ادا کر دیا۔

اصطخر کی فتح: اصطخر کی فتح پر حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ مقرر تھے انہوں نے جب اس کا رخ کیا تو ایرانیوں نے بہت زیادہ ساز و سامان کے ساتھ لشکر اسلام کو "جوز" میں ۱ روکا لیکن مسلمانوں کی فتح کا سیلاب ان کے روکنے سے نہ رک سکا وہ شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگے اصطخر کے حاکم برہذ نے جزیہ دے کر صلح کی درخواست دی جس کو لشکر اسلام کے سپہ سالار نے منظور کر لیا اس معاہدہ میں اصطخر میں شامل تھا۔ جو لوگ دوران جنگ مکانات چھوڑ کر بھاگ گئے تھے وہ بھی صلح کے بعد واپس آ گئے حضرت عثمان نے خمس اور فتح کی خوشخبری کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا۔

شیراز گارزدن اور جنابہ کی فتح: اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے "گارزدن اور نو بند جان" فتح کر کے اس کے گرد و نواح پر قبضہ کر لیا اس دوران حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ پہنچ گئے اور ان کے ساتھ مل کر شیراز اور ار جان بھی جزیہ و خراج پر فتح کیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جنابہ کا رخ کیا ایرانیوں نے جہرم ۱ کے آس پاس مقابلہ کیا مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو شکست دے کر اس کو بھی فتح کر لیا۔

شہرک کی بغاوت: اس کے بعد شہرک نے خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ابتداء میں بغاوت کی تو حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے اور بھائی حکم کو بڑے لشکر کے ساتھ اس مہم پر روانہ کیا بصرہ سے ان کی کمک پر عبید اللہ بن معمر اور شبل بن معبد اسلامی فوجیں لے کر آئے فارس میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا لڑائی ہوتی رہی اور ہلاک خراہیوں کو شکست ہوئی حکم بن العاص کے ہاتھ سے شہرک لڑائی کے دوران مارا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ سوار بن ہمام عبدی پر شہرک نے حملہ کیا تھا انہوں نے وار خالی دے کر اس کو قتل کر لیا تھا۔ اس مہم کے بارے میں بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ ۲۸ھ میں اور بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ ۲۹ھ میں مکمل ہوئی۔

شہرک کی بغاوت کے بارے میں دوسرا قول: بعض مؤرخ اس واقعہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں جب ۲۳ھ خلافت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے آخری زمانہ میں حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بحرین کے عامل مقرر ہوئے تو شہرک مرزبان فارس نے بغاوت کر دی تمام مفتوحات اسلامیہ قبضہ سے نکل گئے اس وقت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی حکم کو دو ہزار کا لشکر دے کر فارس روانہ کیا۔ مینہ اور میسرہ پر چار و دو اور ابو صفہ جو مہذب کے واد تھے کو مقرر کیا ادھر سے کسریٰ نے شہرک کی مدد کے لئے بہت بڑی فوج بھیجی تھی دونوں فوجوں کا توج میں مقابلہ ہوا۔ حکم نے نہایت بہادری سے شکست دے کر توج پر قبضہ کر لیا اور ایرانی لشکر نے بھاگ کر ساہور میں دم لیا حکم نے تعاقب کر کے شہرک کو مار ڈالا جو باقی رہے ان کو ساہور میں گھیر لیا حتیٰ کہ اہل ساہور نے جزیہ دے کر صلح کر لی۔

ساہور کی فتح: حکم نے ساہور کی مہم سے فراغت پا کر اصطخر کا رخ کیا۔ اہل اصطخر ساہور سے مدد طلب کرنے لگے اس کے دوران حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ابن عفان خلیفہ سوم نے عبید اللہ بن معمر کو عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی جگہ روانہ کیا انہوں نے بھی اصطخر کا

۱ توج۔ فارس کا ایک شہر ہے جو گارزدن کے قریب ہے یہ شہر انتہائی پستی میں واقع ہے لہذا اس وجہ سے یہاں شدید گرمی پڑتی ہے۔ یہاں کے کمجوروں کے بہت سے درخت ہیں (معجم البلدان) ۲ صحیح واسطہ را کہ ثناء اللہ ۳ جو فارس کا ایک شہر ہے اس کے اور شیراز کے درمیان میں فرخ کا قافلہ ہے۔ (معجم البلدان) ۴ جہرم، فارس میں ایک شہر ہے اس کے اور شیراز کے درمیان میں فرخ کا قافلہ ہے۔

نہایت اہتمام سے صف آرائی کی اور سندھ کی امدادی فوج لے کر مقابلہ کے لئے آیا۔ اسلامی بہادروں نے ایک بہت بڑی جنگ کے بعد اس کو شکست دے کر مکران پر قبضہ کر لیا۔ حکم بن عمرو نے صحار عبدی کی معرفت فتح کی خوش خبری اور دار الخلافہ روانہ کر دیئے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مکران کا حال معلوم کیا صحار عبدی نے عرض کی:

ارض سهلها جبل وماءها وشل وثمرها دقل وعددها بطل وخيرها قليل وشرها طويل والكثير بها قليل
(ترجمہ) یہ ایسی سرزمین ہے جس کا آسان ترین حصہ پہاڑ میں اور اس کا پانی کم ہے اس کے پھل ردی ہیں اس کے لوگ جنگجو ہیں اس کی بھلائی کم اور شر طویل ہے اور وہاں ہر زیادہ تعداد بھی کم ہی ہوگی۔ ●

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سہیل اور عاصم کو لکھ بھیجا کہ فوجیں جہاں تک پہنچ چکی ہیں وہیں رک جائیں اور جو علاقے اس وقت تک مفتوح ہو چکے ہیں صرف انہی پر اکتفا کیا جائے۔

بیردوڑ کی فتح ②: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جس وقت امراء اسلام کو لشکر کشی کا ایک ایک جھنڈا عطا فرما کر مقررہ سمتوں کی طرف روانگی کا حکم دیا اور یہ لوگ حکم پاتے ہی ایرانی علاقوں کی طرف بڑھے اسی زمانہ میں حفاظت کی غرض سے یہ انتظام کر دیا گیا تھا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ایک بڑے فوج کا امیر بن کر بصرہ کی حدود پر قیام کرنے کا حکم دیا تھا۔ نہر تیری، اور متادر کے مابین مقام بیردوڑ میں اہل ابواز کی مشہور قوم۔ اگر ادا اسلامی فتوحات کے سیداب کے روک تھام کے لئے جمع ہوئی۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ملی تو انہوں نے بیردوڑ پر حملہ کر دیا دونوں نے بے جبری سے مقابلہ کیا۔ مہاجرین زیادہ اسی دفعہ میں شہید ہوئے اور ایک بہت بڑی خونریز جنگ کے بعد مسلمانوں نے کامیابی حاصل کر لی۔ مشرکوں نے بھاگ کر قلعہ میں پناہ لی اور قلعہ بند ہو کر لڑائی جاری رکھی۔ اس کے بعد حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اپنے لشکر پر اپنے بھائی ربیع بن زیاد کو مقرر کر کے فوج کے چند دستوں کے ساتھ اصفہان کے محاصرہ کے لئے چلے گئے۔ جب وہ فتح ہو گیا بصرہ واپس آئے اس عرصہ میں ربیع بن زیاد نے بیردوڑ فتح کر لیا تھا۔ اور جو کچھ اس میں تھا اس پر قبضہ کر لیا تھا پھر فتح کی خوشخبری اور خمس دربار خلافت روانہ کر دیئے۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف شکایات اور ان کا ازالہ: جب بن مخنف عزی نے وفد لے کر جانے کا ارادہ کیا تو حضرت ابوموسیٰ نے اجازت نہ دی اس پر ضہ ناراض ہو کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی شکایت کی کہ انہوں نے دہقانوں کے ساتھ رڑکوں کو اپنی غلامی کے لئے منتخب کیا ہے۔ اور زیاد بن ابی سفیان کو بصرہ کا اپنی طرف سے گورنر مقرر کیا ہے۔ حلیہ کو ایک ہزار انعام دیا ہے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے جواب طلب کر لیا اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے معقول جواب کو قبول کیا۔

سلمہ بن قیس کا لشکر: انہیں ایام میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس مسلمانوں کا ایک لشکر جہاد کے لئے جمع ہو گیا جس کا انہوں نے حضرت سلمہ بن قیس انجلی کو امیر مقرر کر کے حسب دستور کفار سے جہاد کرنے کے لئے روانہ فرمایا اور پرانے دستور کے مطابق نصیحتیں فرمائیں اتفاق سے ان لوگوں کا کردوں سے سامن ہو گیا تو حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ جزیہ ادا کرنے کو کہا تو اس پر بھی وہ راضی نہ ہوئے تو تمواریں نیام سے نکال کر ان پر حملہ کر دیا۔ ظہر سے مغرب تک لڑائی ہوتی رہی مسلمانوں نے اشارہ سے نماز پڑھی، ابتدا کبر کا نعرہ لگا کر پوری قوت سے حملہ کر دیا۔ کردوں کے پاؤں جنگ سے اکھڑ گئے شکست کھا کر بھاگے مجاہدین نے ان کو قتل و قید کرنا شروع کیا اور جو کچھ مال غنیمت ہوا ہتھ آ یا اس کو آپس میں تقسیم کر لیا۔ مال غنیمت میں یا قوت کا ایک ٹکڑا نکل آیا تو حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کو بااجازت اور مسلمانوں کے خمس کے ساتھ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے قاصد سے لوگوں کی حالت ان کے اصولوں کی تفصیل و کیفیت معلوم کی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ سن کر کہ دوسرے لوگوں کو اس میں سے کچھ حصہ نہیں دیا گیا بہت ناراض ہوئے اور اس کو فوراً واپس لے جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کو فروخت کر کے مجاہدین میں تقسیم کر دیا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے کی شہادت کا واقعہ: مدینہ منورہ میں حضرت مغیرہ بن شعبہ کا ایک مجوسی غلام رہتا تھا اس کا نام فیروز اور کنیت ابو لؤء لؤء تھی اس نے بازار میں ایک دن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے شکایت کہ میرے آقا مغیرہ بن شعبہ مجھ سے بہت زیادہ رقم لیتا ہے آپ کم کرو دیجئے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تعداد دریافت فرمائی اس نے بتلایا دو درہم روزانہ۔ پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو کیا کام کرتا ہے؟ اس نے عرض کی لو ہار نقاشی اور بڑھئی کا فرمایا ان صنعتوں کے مقابلے میں یہ رقم زیادہ نہیں ہے۔ پھر مخاطب ہو کر کہا میں نے سنا ہے کہ تو ایک قسم کی چکی بنا چاہتا ہے جو ہوا کہ زور سے چلتی ہے۔ مدینہ میں آٹا کی تکلیف رہتی ہے تو مجھے اس قسم کی ایک چکی بنا دیں اس نے کہا کہ بہت خوب میں ایسی چکی بنا دوں گا جس کی آواز اہل مشرق و مغرب سنیں گے۔ ابو لؤء لؤء اتنی باتیں کر کے دل ہی دل میں ناراض ہو کر چلا گیا اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس کے تیور پہچان گئے اور فرمایا یہ مجھ کو قتل کی دھمکی دے رہا ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر حملہ: دوسرے دن صبح کے وقت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے مسجد میں آئے ابو لؤء لؤء بھی خنجر لے کر داخل ہوا خنجر کے دوسرے درمیان میں ایک نوک لنگی ہوئی تھی جوں ہی صفیں درست ہوئیں اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کی ابو لؤء لؤء نے صف کے درمیان سے نکل کر چھ ۱۔ وار کئے ایک ان میں سے ناف کے نیچے لگا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فوراً حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو کھینچ کر اپنی جگہ پر کر دیا اور خود تکلیف سے بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

قتل کی خودکشی: حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس حالت میں نماز پڑھائی کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسجد کے فرش پر تڑپ رہے تھے اور حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے۔ ابو لؤء لؤء نے مسجد سے نکل کر کئی آدمیوں کو زخمی اور کلیب ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا بالآخر گرفتار کر لیا تو اس نے خودکشی کر لی۔ نماز ختم ہونے کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو لوگ گھر پر اٹھالائے۔

آپ کی وصیت: آپ نے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا میں تم سے کچھ عہد لیتا ہوں حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ مجھ سے کچھ عہد کریں گے؟ فرمایا نہیں واللہ میں ایسا نہیں کروں گا! میں ان لوگوں کی نسبت عہد پیمان کروں گا جن سے رسول اللہ ﷺ راضی و خوش تشریف لے گئے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے علی، عثمان، زبیر، سعد، اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا جو شخص خلافت کے لئے منتخب ہو میں اس کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ انصار کے حقوق کا بہت خیال رکھے کیوں کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مدد کی۔ اپنے گھر میں ٹھہرایا یہ تمہارے محسن ہیں ان کے ساتھ سلوک و احسان کرے اور ان کی لغزش و خطا سے درگزر کرے مہاجرین کا بھی خوف خیل کرے کیوں کہ یہی لوگ اسلام کا سرمایہ ہیں۔ ان سے وصول کئے ہوئے صدقات ان کے فقراء میں تقسیم کئے جائیں۔ اور ذمیوں کا پورا خیال کیا جائے اللہ کی ذمہ داری اور رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری کو ملحوظ رکھے یعنی ان سے جو معاہدہ کیا جائے وہ پورا کیا جائے اس کے بعد آپ نے ہاتھ اٹھا کر کہا، اللہم قد بلغت لقد ترکت الخلیفۃ من بعدی علی انفی من الراحة ۲۔ پھر حضرت ابو طلحہ انصاری اور مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کو طلب کر کے حکم دیا کہ جب یہ لوگ خلیفہ کے تقرر کے مشورہ کے لئے جمع ہوں تو تم دروازہ پر کھڑے رہنا کسی کو ان کے پاس جانے نہ دینا جب تک وہ آپس میں مشورہ نہ کر لیں۔

قاتل کے کافر ہونے پر اللہ کا شکر ادا کرنا: اس کے بعد اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر پوچھا دیکھو میں میرا قاتل کون ہے؟ حضرت عبداللہ ابن عمر نے عرض کی کہ ابو لؤء لؤء غلام مغیرہ۔ فرمایا الحمد للہ مجھے ایسے شخص نے نہیں مارا جس نے ایک سجدہ بھی اللہ تعالیٰ کو کیا ہو۔ پھر عبداللہ کو حضرت عائشہ صدیقہ کی خدمت میں بھیج کر رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کئے جانے کی اجازت طلب کی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے کہ بہت خوش ہوئے اور عبداللہ سے مخاطب ہو کر فرمایا اگر لوگ خلیفہ کے انتخاب کرنے میں اختلاف کریں تو کثرت رائے کی موافقت کرنا اور اگر فریقین برابر ہوں تو تم اس گروپ کی رائے سے اتفاق کرنا جس میں حضرت عبدالرحمن بن عوف ہوں۔

وفات فاروقی: مدینہ منورہ میں جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زخمی ہونے کی خبر مشہور ہوئی تو لوگوں نے زیارت کرنے کی اجازت چاہی

مہاجرین و انصار آپ کو دیکھنے آئے حضرت علی رضی اللہ عنہ و ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ کے سر ہانے بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگوں کا یہ خیال تھا زخم کاری نہیں لگا شفا ہو جائے گی۔ جب طبیب آیا تو اس نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو کھجور ① نیب پلائی وہ زخم کے راستے سے نکل گئی پھر دودھ پدایا وہ بھی یوں ہی نکل گیا اس وقت لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اس زخم سے جانبر نہیں ہو سکتے۔ طبیب نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ اپنا کسی کو ولی عہد منتخب کر جائے تو آپ نے جواب دیا میں کرچکا ہوں۔ زخمی ہونے کے بعد آپ اللہ کا ذکر مسلسل کرتے رہے حتیٰ کہ بدھ کی رات ۲۷ ذی الحجہ ۲۳ھ کو اپنی خلافت کے دس برس چھ مہینے کے بعد جاں بحق ہوئے (انا لله وانا اليه راجعون) حضرت صہب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت عثمان، علی، عبدالرحمن بن عوف، سعد اور عبداللہ بن عمر نے قبر میں اتارا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور کی فتوحات:۔۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت دس برس چھ مہینے چار دن تھا۔ اس مدت میں جو جو ملک عدتے فتح ہوئے ان کی تفصیل آپ اوپر بڑھ آئے ہیں فتوحات حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی وسعت اور اس کی حد دار بعدہ کا اندازہ اس سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ مکہ معظمہ سے شمال کی جانب ۱۰۳۶ میل مشرق کی جانب ۱۰۸۷ میل جنوب کی جانب ۲۸۳ میل اور مغرب کی جانب جدہ تھا جس میں شام، مصر، عراق، عرب جزیرہ، خوزستان، عراق عجم، ارمینہ، آذربائیجان، فارس، کرمان، خراسان اور مکران جس میں کچھ حصہ بلوچستان کا بھی شامل تھا یہ عدتے فتح ہوئے۔ ان تمام لڑائیوں میں جو دس برس سے کچھ زائد وقت میں ہوئیں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بنفس نفیس کسی میں شریک نہیں ہوئے مگر فوجیں ہر جگہ کام کر رہی تھیں اور فوج کی امداد ہر موقع پر ان کو لڑا رہے تھے لیکن ان کی بھاگ دوڑ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہاتھ میں تھی ان سب لڑائیوں میں دو موقع نہایت خطرناک تھے (۱) حمص کا واقعہ اس پر قیصر روم نے دوبارہ اہل جزیرہ کی مدد سے چڑھائی کر دی تھی (۲) نہادند کا معرکہ جب کسری فرس نے تمام ملک ایران میں نقیب دوڑ کر ایک قومی جوش پیدا کر دیا تھا ان دونوں موقعوں پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہی کا کام تھا کہ انہوں نے مخالفین کے ٹھٹھے ہوئے سیلاب کو نہ صرف روکا بلکہ ان کو تباہ و برباد کر کے ہوا میں اڑا دیا۔

ملک کی صوبوں میں تقسیم اور عمال کی تفصیل:۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے نظام حکومت کو قائم رکھنے کے غرض سے اپنے مقبوضہ علاقوں کو مختلف صوبوں میں تقسیم کر دیا۔ اسلام میں جس نے سب سے پہلے اس کی ابتداء کی اور مصلحت کے تقاضے کے مطابق ان کی حدود قائم کیں وہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہی تھے انہوں نے اسلامی مقبوضات کو آٹھ صوبوں میں تقسیم کیا۔ مکہ مدینہ، شام، جزیرہ، بصرہ، کوفہ، مصر، فلسطین، یہ صوبہ جات ضلع حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہی کے قائم کردہ ہیں۔ اور فلسطین کے علاوہ جو مقامات فتح ہونے سے پہلے صوبہ یا ضلع تھے ان کو اسی طرح رہنے دیا فلسطین کا معاہدہ امن لکھے جانے کے بعد دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا، ایک قاصد مقام ایلیا اور دوسرے کارملہ قرار دیا تھا اور شاید اسی وجہ سے مؤرخوں نے ان صوبوں اور اضلاع کی تفریح نہیں کی۔

مصر کی اضلاع بندی اور صوبے:۔۔ مصر کو بھی آپ نے دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا ایک مصر کا بلائی حصہ جس کو صعید کہتے ہیں اس میں ۲۸ ضلع تھے اور دوسرے مصر کا نشیبی حصہ جس میں پندرہ ضلع تھے فارس، خراسان اور آذربائیجان کے انتظامات اور تقسیم جیسا کہ کیا نیہ کے بادشاہوں کے دور میں تھے انہیں ویسے ہی برقرار رکھ کر اس میں اصطر شیراز، نو بند جان، جور، گازرون، فسا (پسا) دار الجبر، ارد شیر، ساہور، اہواز، جند ساہور، سوس، نہر تیری، منبذر، شتر اور رام مہر مز، خراسان میں نیش پور، ہرات، مرو، مردوز، فاریاب، طالقان، بلخ، بخارا، بادغیس، باور، غرستان، طوس، سرخس اور جرجان کے اضلاع اور آذربائیجان میں صرستان، رے، قزوین، زنجان، قم، اصفہان، ہمدان، نہادند، دینور، حلوان، ماسدان، مہر جان، شہر و ز اور صامغان وغیرہ کے اضلاع شامل تھے۔

صوبوں کے مرکزی عہدے:۔۔ اکثر صوبوں میں چھ بڑے بڑے عہدے دار مقرر کئے جو ملک و انتظام کے زمدار تھے۔ والی گھوڑ جو کل صوبہ کا حاکم ہوتا تھا کاتب (حاکم صوبہ میرنشی) کاتب دیوان (فوجی دفتر کا میرنشی صاحب الخراج) افسر صیغہ مال یا بورژ آف ریونیو (صاحب احداث پوپس کا افسر اعلیٰ) صاحب بیت المال (افسر خزانہ) قاضی (جو مقدمات کے فیصلے کرتا تھا) جس کو صدر الصدر یا منصف یا جج سے تعبیر کر

① دیکھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رحمت اپنے بعد والے خلیفہ کے لئے (فتح الباری شرح بخاری جلد نمبر ۷ صفحہ نمبر ۶۱) اور طبقات ابن سعد جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۳۳۹ اور (ابیان و اثنین جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۴۸)۔

لیجئے۔ صوبوں کے علاوہ اضلاع میں بھی ضرورت کے مطابق نائب گورنر افسر خزانہ اور قاضی موجود ہوتے تھے لیکن یہ سب کے سب صوبہ کے گورنر کے ماتحت تھے اور اس کی زیر نگرانی کام کرتے تھے۔

تنخواہ داری کا قیام۔ جو لوگ صوبہ کی انتظامی خدمات پر مامور ہوئے تھے ان کو دربار خلافت سے تنخواہ بھی دی جاتی تھی۔ اور یہ سلسلہ بھی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ہیجہ وکیا ہوا ہے۔ عرب میں اس سے پہلے یہ دستور تھا کہ لوگ ملکی خدمت کے معاوضہ میں تنخواہ لینا پسند نہیں کرتے تھے۔ لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کو تہذیب اور انتظام کے اصول سمجھ کر بڑی مشکل سے ختم کیا اور ان کی دیانت داری اور امانت قائم رکھنے کے غرض سے بڑی بڑی تنخواہیں مقرر فرمائیں چنانچہ اس زمانہ کے معاشرت کے لحاظ سے صوبہ داروں کی تنخواہیں پانچ ہزار تک ہوتی تھیں اور مال غنیمت کی تقسیم سے جو ملتا تھا وہ اس کے علاوہ تھا۔

عمال و حکام کے حلف نامہ: عمال سے تقرری کے وقت یہ عہد ضرور لیا جاتا تھا (۱) ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہونا (۲) ہر ایک کپڑے نہ پہننا (۳) چھنا ہوا آٹا نہ کھانا (۴) دروازہ پر دربان نہ رکھنا (۵) ضرورت مندوں کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا رکھنا۔ یہ شرطیں اور اس کے علاوہ اس کے دوسرے فرائض اکثر تقرری کے فرمان درج ہوتے تھے اور اس بات کا سختی سے انتظام کیا جاتا تھا عمال اپنے فرائض سے بالتفصیل واقف ہوں۔

فرائض کے بارے میں ایک خطبہ: اکثر آپ ان کے فرائض اپنے خطیبوں میں بیان فرما دیا کرتے تھے ایک مرتبہ آپ نے انہوں کو مخاطب ہو کر کے خطبہ فرمایا تھا۔

الاولیٰ لم ابعثکم امراء ولا جبارین و لکن بعثکم ائمة الہدیٰ یہتدی بکم فادر و اعلیٰ المسلمین
حقوقہم ولا تضربوہم فتذلوہم ولا تحمدوہم ففتنواہم ولا تغلقوا ابواب دوہم فیا کل قویہم
صعیفہم ولا تستاثروا علیہم قظلموہم۔

ترجمہ۔ آگاہ ہو چاہیں نے تم کو امیر اور سخت گیر جابر مقرر کر کے نہیں بھیجا بلکہ امام بنا کر بھیجا ہے تاکہ لوگ تم سے ہدایت پائیں (تقلید کریں) اور تم مسلمانوں کے حقوق ادا کرو اور ان کو زبرد کو ب نہ کرو کہ وہ ذلیل ہوں اور نہ ان کی بے جا تعریف کرو کہ غلطی میں پڑ جائیں اور نہ ان کے لئے اپنے دروازوں کو بند رکھو کہ طاقتور کمزوروں کو ستائیں اور نہ ان سے کسی بات میں کوڑ کو ترجیح دو کہ یہ ان پر ظلم ہوگا۔

عمال کی حج میں حاضری اور کھلی پکھری:..... مفتوحہ ممالک میں جتنے عمال تھے سب حج کے دنوں میں حاضر ہونے کا حکم تھا کیوں کہ زمانہ حج میں تمام اطراف کے لوگ موجود تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ علی اعلان کھڑے ہو کر فرماتے تھے کہ جس عامل سے جس شخص کی کوئی شکایت ہو وہ پیش کرے میں نے ان کو تم پر اس لئے حاکم بنا کے نہیں بھیجا کہ وہ تم کو ستائیں یا تمہارا مال و اسباب چھین لیں بلکہ اس لئے میں بھیجتا ہوں کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ سکھائیں لہذا اگر کسی عامل نے اس کے خلاف کیا ہو تو وہ مجھ کو بتاؤ میں اس کا انتقام لینے کے لئے موجود ہوں۔

عمال کی تقرری کے طریقے: عمال کی تقرری کے دو طریقے تھے ایک یہ تھا کہ جن کو ملکی و انتظامی خدمت سپرد کی جاتی تھی ان کے انتخاب کے لئے مہاجرین اور انصار کا ایک اجلاس ہوتا تھا۔ اس عام عراق میں اراکین مجلس شوریٰ جس کا انتخاب کرتے تھے وہی اس خدمت پر مامور ہوتا تھا دوسرا یہ دستور تھا کہ صوبے یا ضلع کے باشندوں کو انتخاب کرنے کا حکم بھیج دیتے تھے۔ جس کو وہ لوگ منتخب کرتے تھے اس کو انتظامی اور ملکی خدمت سپرد کی جاتی تھی چنانچہ حضرت عثمان بن حنیف کی تقرری پہلے قاعدہ کے مطابق ہوئی اور حضرت عثمان بن فرقہ اور معن بن یزید کے دوسرے طریقے پر ہوئی۔

عمال کی فہرست: عمال جو عہد خلافت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں ممالک اسلامیہ کے نظم و نسق پر مامور اور ایک ذمہ داری کے عہدہ پر تھے ان کی اجماع فہرست یہ ہے اس سے قارئین کو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کس ترتیب و انتظام سے ملک کا انتظام چلایا تھا۔ اور ان کی حکومت کی کل کن پرزوں سے بنائی گئی تھی۔

ضلع یا صوبہ	عہدہ	نام اور تعارف
شام	گورنر	حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں اور عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں۔
شام	گورنر	یزید بن ابی سفیان بن امیہ میں ان سے بڑھ کر کوئی شخص مدبر نہ تھا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سیاست و تدبیر میں ان کا خاص ملکہ حاصل تھا۔
مصر	-	حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ انہوں نے مصر کو فتح کیا تھا ملک سبھان کا ملک ان میں اچھا تھا ان کے ماتحتی میں حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح بالائی مصر میں تھے جس کو صید کہتے ہیں اور نشیبی حصہ مصر میں ایک دوسرا حاکم تھا لیکن وہ بھی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا ماتحت تھا
کوفہ	گورنر	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ یہ رسول اللہ ﷺ کے ماموں اور عشرہ مبشرہ میں شامل تھے جنگ قادسیہ کے فاتح ہیں
بصرہ	-	حضرت عتبہ بن غزوہ رضی اللہ عنہ نامی گرامی صحابی اور مہاجرین میں سے ہیں بصرہ انہیں کا آباد کیا ہوا ہے۔
مکہ معظمہ	-	حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نامی گرامی اور مشہور جلیل القدر صحابی ہیں
-	-	حضرت نافع بن عبد الحارث رضی اللہ عنہ
-	-	حضرت خالد بن العاص رضی اللہ عنہ۔ یہ ابو جہل کے بھتیجے اور ایک معزز شخص تھے۔
جائف	-	حضرت عثمان بن العاص۔ یہ ابو بکر صدیق کے زمانہ خلافت سے یہاں کے گورنر تھے
یمن	-	حضرت یعلیٰ بن امیہ۔ یہ عہد خلافت صدیقی میں خولان کے گورنر تھے
-	-	علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ، یہ عہد خلافت صدیقی میں بحرین کے گورنر تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو یمن پر مامور فرمایا تھا۔
مدائن	صاحب الخراج	حضرت نعمان
-	والی	حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ
جزیرہ	-	عباس بن ظنم رضی اللہ عنہ۔ یہ جزیرہ کے فاتح ہیں۔
حمص	گورنر	عمرو بن سعد رضی اللہ عنہ
اصفہان	صاحب بیت لیل	حضرت خالد بن الحرث
سوق الاہواز	-	حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ
میان	-	حضرت نعمان بن عدی رضی اللہ عنہ، صحابہ میں سب سے پہلے انہیں کو وراثت کا مال ملا تھا
ایلیا	گورنر	حضرت علقمہ بن حکیم
رملہ	-	حضرت علقمہ بن مجور
بحرین	صاحب الخراج	حضرت قدامتہ بن مظعون، یہ یہاں کے صاحب الاحداث (پولیس کے افسر اعلیٰ تھے)

عمل کی تحقیقات: اسد الغابہ فی احوال الصحابہ میں محمد بن مسلمہ کے تذکرے میں لکھا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں یہ عمل کی تحقیقات پر مامور تھے جب کبھی عمالی شکایتیں پیش ہوتی تھیں تو ان کی تحقیقات پر یہی مامور کئے جاتے تھے یہ نہایت جلیل القدر صحابی ہیں مگر

غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے ایک مرتبہ ۲۱ھ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایات آئی جنہوں نے قادیسہ فتح کیا تھا اور کوفہ کے گورنر تھے یہ وہ زمانہ تھا کہ ایرانیوں نے دوبارہ بڑی تیاری سے پیش قدمی کی تھی اور نہادند کے قریب پہنچ گئے تھے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کے باوجود کے وقت اور زمانہ نہایت تنگ ہو رہا تھا محمد بن مسلمہ کو کوفہ روانہ فرمایا۔ چنانچہ انہوں نے کوفہ کی ایک مسجد میں جا کر عوام الناس سے ان کے خیالات سنے اور حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر مدینہ آئے پھر یہاں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خود بھی ان کا بیان لیا اور کبھی محمد بن مسلمہ کو تحقیقات پر مامور نہ فرماتے تھے بلکہ صوبے کے گورنر کو براہ راست مدینہ میں طلب فرما لیتے تھے اور خود اس کا بیان قلم بند کرتے اور وہاں کے باشندوں سے خفیہ طور پر اس کے حالات معلوم کرتے تھے یہ اکثر اس وقت ہوتا تھا جب کہ صوبہ کا حاکم کوئی معزز ہوتا تھا چنانچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی طریقہ عمل میں لایا گیا تھا جو شام کے گورنر تھے اور جب حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی جس وقت شکایت آئی تھی تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فریادی کا بیٹ خود اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو مدینہ طلب کر کے اس کی تحقیقات کی تھی۔ گاہے گاہے عمال کی تحقیقات پر چند آدمیوں کو بطور کمیشن مامور فرماتے تھے جو کتب تواریخ دیکھنے والوں پر مخفی نہیں رہ سکتا۔

خراج: سرزمین عرب میں اسلام سے پہلے خراج کے وصولی وغیرہ کا کوئی قاعدہ نہ تھا اور نہ اسلام میں عہد خلافت فاروقی سے پہلے کوئی دستور مقرر کیا گیا تھا رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانہ میں جس وقت خیبر فتح ہوا تھا تو یہاں کے یہودیوں سے بٹائی پر معاملہ طے ہوا تھا یعنی زمین انہیں کے قبضہ میں چھوڑ دی گئی تھی اور سالانہ پیداوار میں سے کچھ بطور خراج لے لیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عہد خلافت میں بھی کوئی قاعدہ خراج کا نہیں بنایا گیا تھا جہاں کے سارے باشندے مسلمان ہو گئے تھے ان سے عشر دسواں حصہ پیداوار کی زکوٰۃ لے لیا جاتا تھا اور غیر مذاہب کے لوگوں سے بغیر حساب برائے نام سرسری طور پر کچھ رقم لے لی جاتی تھی۔

خراج وصولی کے لئے انتظامی تیاری: لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ۱۶ھ میں جنگی مہمات سے کچھ فراغت حاصل ہوئی عراق عرب پر مکمل قبضہ ہو گیا اور جنگ یرموک کے بعد رومیوں کے حوصلے پست ہو گئے تو انہوں نے خراج قائم کرنے کے غرض سے عراق کی مردم شماری اور زمین کی پیمائش کرائی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے خوب جانچ پڑتال اور احتیاط سے مردم شماری کے کاغذات مرتب کئے۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ جو اکابر صحابہ میں سے تھے پیمائش کے لئے مقرر ہوئے تھے۔

خراج کا تقرر: چنانچہ حضرت عثمان اور حذیفہ نے کافی عرصہ کے بعد بڑے اہتمام سے کاغذات کی ترتیب دی۔ کاشتکاری کی زمین تین کروڑ ساٹھ لاکھ جریب طے پائی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان تمام زمینوں کو سابق مالکان کے قبضہ میں دے دیا اور ان کو مندرجہ ذیل لگان مقرر فرمایا:

جو	فی جریب	ایک یا دو درہم سالانہ (ایک درہم تقریباً کا ہوتا ہے)
نیشکر	-	۶ درہم سالانہ
روٹی	-	۵ درہم سالانہ
انگور	-	۱۰ درہم سالانہ
نخلستان	-	-
تل	-	۸ درہم سالانہ
ترکاری	-	۳ درہم سالانہ
گیہوں	-	۴ درہم سالانہ
بنجر زمین	-	-
قابل ذراعت	فی دو جریب	اور ۱۰ درہم سالانہ

کم لگان ٹیکس کے فوائد: بندوبست کے سال عراق کا کل خراج ۸ کروڑ ساٹھ لاکھ درہم سالانہ بنا تھا اور اس کے دوسرے سال لگان شرح کم ہونے کی وجہ سے بہت سی بنجر زمینیں قابل کاشت بنائی گئیں۔ جس سے خراج کی رقم آٹھ کروڑ سے دس کروڑ میں ہزار درہم تک پہنچ گئی۔

چند اقدامات: عراق کے سوا مصر وغیرہ کا جو بندوبست اور خراج وصول کرنے کا طریقہ کار تھا اس کو بدستور جاری رکھا البتہ جہاں جو کچھ ضمیمہ و جبر کا اثر تھا۔ اس کو زائل کر دیا چنانچہ رومیوں کے زمانہ میں مصر سے خراج کے علاوہ بڑی مقدار میں غلہ قسطنطنیہ جاتا تھا اور ہر جگہ کی فوج کے رسد کے لئے یہیں سے غلہ دیا جاتا تھا جو خراج میں شمار نہیں کیا جاتا تھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان دونوں قاعدوں کو موقوف کر دیا اور وہاں کا ریکارڈ جن جن زبانوں میں تھا اسی طرح اسام میں رہنے دیا عراق و ایران کا ریکارڈ فارسی میں شام کا رومی میں، مصر کا قبطی میں جس طرح پہلے تھا وہیہ فتح کے بعد بھی رہا اور جو لوگ اس محکمہ میں پہلے سے کام کرتے تھے وہی بدستور ملازم رہے۔

عہد فاروقی میں تین ممالک کے خراج کی تفصیل: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں عراق، شام اور مصر تین بہت بڑے بڑے ملک تھے ان ملکوں کا خراج جتنا عہد خلافت فاروقی میں وصول ہوتا تھا وہ اس تفصیل سے تھا۔ شام سے ایک کروڑ ۴۰ لاکھ دینار وصول کئے جاتے تھے۔

عشر: اس کے علاوہ جو دوسری زمینیں مسلمانوں کے قبضہ میں تھیں ان سے عشر لیا جاتا تھا یعنی پیداوار کا دسواں حصہ یہ خراج نہ تھا بلکہ زکوٰۃ کی ایک قسم تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شرع مقرر فرمائی تھی اور وہی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی قائم رہی لیکن ایران وغیرہ کی جو زمینیں مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں اور وہ زمیوں کی پرانی نہروں اور کنوؤں سے ان کی آب پاشی کرتے تھے تو ان پر رعایتاً عشر مقرر کیا جاتا تھا۔

زکوٰۃ: اس آمدنی کے علاوہ جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے اور جس کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ہی گویا ایجاد کیا یا ان کے عہد خلافت میں اس کا اضافہ ہوا تجارتی گھوڑوں پر زکوٰۃ نہ تھی۔ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں گھوڑوں کی تجارت کا وجود نہ تھا۔ اس لئے قرینہ حال سے معلوم ہوتا تھا کہ زکوٰۃ سے سواری کے گھوڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متشخص فرمائے تھے جس کے مفہوم کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے برقرار رکھا کہ اس کے دوسرے افراد پر زکوٰۃ کا دفر مادی اور انہی کے زمانہ سے زکوٰۃ کی مد میں اس نئی آمدنی کا اضافہ ہوا۔

عشور: عشر، یہ بھی ایک نئی آمدنی تھی جس کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایجاد کیا مؤرخین لکھتے ہیں کہ جب مسلمانوں کے تعقیقات غیر ملکوں سے بڑھے اور وہ لوگ تجارت کے غرض سے قریب اور دور کے ممالک میں آنے جانے لگے تو وہاں کے دستور کے مطابق تجارتی سامان پر دس فیصد محصول درآمد لیا جانے لگا رفتہ رفتہ اس کی خبر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ملی آپ نے حکم دیا کہ غیر ملکوں کے جو تاجر ممالک اسلامیہ میں آئیں ان سے بھی محصول اتنا ہی لیا جائے چند دنوں کے بعد جب اس دستور کی ترقی ہوتی نظر آئی تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام ممالک مقبوضہ میں یہ قاعدہ جاری کر دیا دس فیصد حریبوں سے ۱۰ پانچ فیصد زمیوں سے اور ڈھائی فیصد مسلمانوں سے لیا جاتا اور جس مال غنیمت کی قیمت دو سو درہم سے کم ہوتی تو اس کا محصول معاف ہوتا تھا محصول صرف تجارتی سامان اور کھلی ہوئی چیزوں پر لیا جاتا تھا کسی کے سامان کی تلاشی کا حکم نہ تھا۔

بیت المال: اسام میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے پہلے نہ تو اتنی زیادہ رقم آتی کہ جس کے رکھنے کے لئے بیت المال یا خزانہ بنایا جاتا اور نہ اس کی ایجاد ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو رقوم آتی تھیں وہ سب ایک ہی مجلس میں تقسیم کر دی جاتی تھیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا بلکہ جو سامان آتا اس کو اسی وقت لوگوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا ۱۵ھ یا اس کے لگ بھگ زمانے میں بیت المال کی ایجاد اس طرح ہوئی کہ بحرین سے پورے سال کا خراج پانچ لاکھ آیا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اتنی کثیر رقم کے بارے میں صحابہ ہی سے مشورہ کیا۔ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو رقم آئے وہ سال کے اندر تقسیم کر دی جائے خزانہ میں رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کی مخالفت کی حضرت ولید رضی اللہ عنہ بن ہشام نے بیان کیا کہ میں نے شام کے حکمرانوں کے ہاں خزانہ اور دفتر ریکارڈ کا ایک ایک محکمہ دیکھا ہے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس رائے کو استحسان کی نظر سے دیکھ کر بیت المال کی بنیاد ڈالی اور سب سے پہلے مدینہ منورہ میں بیت المال قائم فرمایا

اور اس کی نگرانی و حساب کتاب کے لئے حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا جو ایک معزز صحابی تھے اور حساب کتاب میں ماہر تھے اس کے علاوہ دوسرے صوبوں اور ان کے دارالحکومتوں میں بیت المال قائم کئے اور اس کے افسر الگ حکام زیر نگرانی مقرر فرمائے۔

صوبوں کی بحث اور باقی حساب: مدینہ کے علاوہ دوسرے صوبوں اور اضلاع کے حکام کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ وہاں کے ضروری خرچوں کے لئے رقم نکال کر جتنی باقی بچے سال پورا ہونے کے بعد مدینہ منورہ کے بیت المال میں بھیج دیا کریں۔ چنانچہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ گورنر مصر کو ایک فرمان لکھ جس کے یہ الفاظ تھے۔

فاداحصل اليك وجمعة اخرجت منه عطاء المسلمين وما يحتاج اليه مما لا بد منه ثم انظر فما فصل بعد ذلك فاحمله الي .

ترجمہ: پس جب آپ کو سارا مال وصول ہو جائے اور آپ ان کو جمع کر لیں اور اس میں مسلمانوں کے وظائف اور ضروری خرچے نکالیں اس کے بعد جو کچھ باقی بچے اس کو میرے پاس بھیج دیا کریں۔

بیت المال کا حساب کتاب: بیت المال میں جتنی آمدنی آتی تھی اس کا حساب و کتاب نہایت صحیح طریقے سے مرتب کیا جاتا تھا اکثر اوقات خود حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ زکوٰۃ اور صدقہ کے جانوروں کو شمار کرتے اور ان کا رنگ حلیہ عمر دیکھ کر لکھاتے تھے۔ نافع عیسیٰ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ صدقہ کے اونٹ آئے تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے ساتھ ان کو دیکھنے کے لئے گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس میں بیٹھے لکھ رہے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سر پر کھڑے تھے اور جو کچھ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بتاتے جاتے اور لکھاتے جاتے اور خود حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دو پہر کے وقت دھوپ میں کھڑے ہوئے ایک سیاہ چادر پہنے ہوئے اور دوسری چادر سر پر ڈالے ہوئے صدقہ کے اونٹوں کو شمار کرتے اور رنگ، عمر، حلیہ بتاتے جاتے تھے۔

سنہ ہجری کی ابتداء: عرب کے معاشرے اور پھر اسلام میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے پہلے سنہ لکھنے کا دستور نہ تھا عام واقعات کے یاد رکھنے کے لئے دور جاہلیت کے بعض مشہور واقعات سے سنہ کا حساب شمار کر لیتے تھے۔ بہت عرصے تک کعب بن لوی کے انتقال سے سال شمار ہوتا رہا۔ پھر عام الفیل سے جاری ہوا اس کی ابتداء اس سال سے ہوئی جب کہ ابرہہ الاثم کعبہ گرانے کے لئے ہاتھی لے کر آیا تھا اسی مناسبت سے اس کو عام الفیل سے تعبیر کیا جاتا تھا پھر عام الفجارہ کا رواج ہوا پھر اس کے بعد اور مختلف قسم کے کلینڈر چلے لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جو سن چلایا وہ آج تک جاری ہے اور قیامت تک اسلام کے ہر فرقہ میں یہی جاری رہے گا۔

نقطہ آغاز اور مجلس شوری: ۱۶ھ میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے دو فرمان پیش کئے گئے جن پر صرف شعیان لکھا ہوا تھا ایک میں ممانعت کا اور دوسرے میں اجازت کا تھا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس حکم کی رو سے ممانعت کی تھی۔ عامل نے عرض کیا نہیں! آپ نے اس فرمان سے اجازت دی تھی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور اسی وقت ارباب شوریٰ کو جمع کر کے ایک مجلس منعقد کی۔ بڑے بڑے جمیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم جمع ہوئے اور یہ مسئلہ پیش ہوا کس نے رائے دی کہ سنہ کا شمار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے کیا جائے؟ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا اس میں عیسائیوں سے مشابہت پائی جاتی ہے کیوں کہ ان کا سنہ بھی میلادی ہے کسی نے کہا سال کا حساب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے ہو۔ کوئی بولا کہ اس میں فارسیوں کی تقلید کی جائے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان دونوں رایوں سے اختلاف کر کے اشارہ فرمایا بہتر یہ ہوگا کہ سنہ کا شمار ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا جائے کیوں کہ اسلام میں یہ بہت بڑا واقعہ گزرا ہے اور اس کے بعد ہی اسلام کی بھرپور شاعت ہوئی لوگوں نے اس رائے کو پسند کیا اور اسی پر سب کا اتفاق ہو گیا۔ پھر بحث یہ پیدا ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیع الاول میں ہجرت فرمائی تھی اس حساب سے شروع سال ربیع الاول سے ہو یا کہ عرب کے قدیم دستور کے لحاظ سے محرم کے مہینہ سے ہو؟ لیکن چونکہ عرب کے رواج میں سال محرم سے شروع ہوتا تھا اس لئے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دو مہینہ اور چند دن ہٹ کر محرم الحرام کو سال کا پہلا مہینہ مقرر فرمایا۔

امیر المؤمنین کا لقب: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ابو بکر صدیق، خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے پھر جب حضرت فاروق

اعظم رضی اللہ عنہ بنے تو ان کو لوگوں نے ”خليفة خليفه رسول الله“ یعنی رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ کے خلیفہ کہنا شروع کیا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس طرح تو رفتہ رفتہ لقب طویل ہوتا چلا جائے گا کیوں کہ جب تیسرہ خلیفہ ہوگا تو تم اس کو خلیفہ، خلیفہ، خلیفہ، رسول اللہ ﷺ کہو گے اس سے مناسبت یہ ہے کہ چونکہ تم لوگ مومنین ہو اور میں تمہارا امیر ہوں تم لوگ مجھے آج سے امیر کہا کرو چنانچہ اسی وقت سے یہ امیر المومنین کے لقب سے پکارے جانے لگے اور سب سے پہلے اس لقب کو انہوں نے ہی استعمال فرمایا۔ بعض مؤرخین نے اس کی ابتداء یوں بیان ہے کہ ایک دفعہ لبید بن ربیعہ اور مدی بن حاتم کوفہ سے مدینہ آئے اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہا چونکہ کوفہ میں رہنے سے ان لوگوں کی زبان پر امیر المومنین کا لفظ چڑھا ہوا تھا اطلاع کرنے کے وقت یہ بہا کہ میرا مومنین کو ہمارے آنے کی اطلاع دو۔ حضرت عمر بن العاص نے انہیں الفاظ سے اطلاع کر دی۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس خطاب کی وجہ دریافت فرمائی تو حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ نے واقعہ بیان کر دیا۔ حضرت عمر فاروق نے بھی اس بات کو پسند کیا اور اسی تاریخ سے اس کی شہرت عام ہو گئی۔

رفقاء عامہ پر خدمات۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو رفاہ عامہ کا بڑا خیال رہتا تھا اور اس بات کا حتی مکان بہت سخت ہتمام کرتے تھے کہ کوئی شخص بھوکا نہ رہنے پائے۔ غرباء اور مساکین کے لئے بلا لحاظ مذہب بیت المال سے وظائف مقرر کر دیتے تھے ملک میں جس قدر رائج ضعیف بے سہارا اور لنگڑے ہوتے تھے سب کی تنخواہوں کا بیت المال ذمہ دار ہوتا تھا۔ اکثر شہروں میں مہمان خانے تعمیر کرا دیئے گئے تھے جو مسافر آتا تھا اس کو بیت المال سے کھانا ملتا تھا۔ مدینہ منورہ میں جو لنگر خانہ تھا اس کا اہتمام خود حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔

لا وارث بچوں کی نگہداشت: لا وارث بچوں کی پرورش کا بھی پورا خیال رکھتے تھے۔ ۸ھ سے یہ انتظام فرمایا کہ جب کبھی کوئی لا وارث بچہ مل جاتا اس کو خاص اہتمام سے دودھ پلانے والی کے سپرد کرتے اور اس کی تربیت و پرورش کا خرچہ بیت المال سے دیا جاتا تھا یتیموں کی پرورش اور ان کی جاند کا انتظام منہایت سرگرمی سے کرتے تھے ایک دانہ بھی اس میں سے ضائع نہ ہونے دیتے تھے۔ ایک مرتبہ دس ہزار کی رقم حکم بن ابی اعرصہ کو دی اور کہا کہ یہ یتیموں کا مال ہے زکوٰۃ نکالنے میں روز بروز کم ہو جاتا ہے۔ تم اس کو تجارت میں لگا دو اور پھر جو نفع ہو اس کو واپس دے دینا چنانچہ وہ رقم بڑھتے بڑھتے ماکھ تک پہنچ گئی۔

مہمان قاتلوں کی رکھوالی: ... بکر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رات کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس آئے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے نماز سے فارغ ہو کر آنے کی وجہ دریافت کی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا مدینہ سے باہر ایک قافلہ آیا ہے آؤ ہم اور تم اس کی چل کر نگہبانی کریں ایسا نہ ہو کہ گرد و نواح کے چور آ کر چرائیں۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ یہ سن کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو لئے اور قافلہ کے قریب پہنچ کر رات بھر گشت کرتے رہے۔

بچوں کا وظیفہ اور پیدائش: ایک دفعہ مدینہ منورہ میں ایک قافلہ آیا اور شہر کے باہر اتر اس مرتبہ آپ اکیسے اس کی خبر گیری اور نگہبانی کے لئے تشریف لے گئے پہرہ دے رہے تھے کہ اچانک ایک طرف سے رونے کی آواز آئی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس طرف متوجہ ہو کر دیکھا تو ایک شیر خوار بچہ ایک عورت کی گود میں رو رہا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو بہلانے اور چپ کرانے کی تاکید کی تھوڑی دیر کے بعد پھر رونے کی آواز آئی آپ نے پھر اس کو دل بھانے کی تاکید کی تھوڑی دیر کے بعد پھر رونے کی آواز سن کر پھر اس کے پاس آ گئے اور غصہ سے فرمایا ”تو بہت بڑی بے رحم ماں ہے تو اس کو کیوں چپ نہیں سرائی“ عورت نے کہا تم مجھے بار بار کیوں تنگ کرتے ہو اصل واقعہ یہ ہے کہ یہ بھوکا ہے اور میں اس کا دودھ چھڑانا چاہتی ہوں کیوں کہ جب تک بچہ دودھ نہیں چھوڑے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کا وظیفہ مقرر نہیں کرتے“ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ سن کر رو پڑے و صبح ہوتے ہی یہ حکم دیا کہ پید ہونے کے ساتھ ہی بچوں کا وظیفہ مقرر کر دیا جائے۔ اسلم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے غلام کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ رات کے وقت مدینہ سے حرا کی طرف گشت کرنے نکلے ضرار نامی جگہ پہنچے تو دیکھا کہ آگ روشن ہے مجھ سے فرمایا جس طرف آگ روشن ہے اس طرف چلیں جب ہم لوگ قریب گئے تو دیکھا کہ ایک عورت آگ پر بانڈی چڑھائے بیٹھی ہے اور اس کے پاس دو تین بچے رو رہے ہیں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا السلام علیک یا اصحاب! الصواء عورت نے جواب دیا: وعلیک السلام پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے قریب جانے

کی اجازت حسب کی اس نے اجازت دے دی آپ ﷺ قریب جا کر تشریف فرما ہوئے حال معلوم کیا عورت نے کہا اندھیری رات ہے سردی زور کی پڑ رہی ہے اور یہ بچے بھوک سے رو رہے ہیں میں نے ان کی تسلی کے لئے خالی ہانڈی آگ پر چڑھا دی ہے روتے روتے یہ سو جائیں گے تو کچھ انتظام کروں گی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا کیا عمر تمہاری دیکھ بھال نہیں کرتا؟ عورت نے کہا وہ ہمارا امیر تو ہو گیا ہے لیکن ہم سے غافل ہے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ سن کر اٹھے اور مدینہ پہنچ کر بیت المال کھول کر آٹا، گوشت، کھجوریں، گھی نکالا اور اسلم رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میری پیٹھ پر رکھ دے، اسلم نے کئی بار کہا کہ لایئے میں پہنچاؤں! فرمایا ہاں قیامت میں تو میرا بار اٹھا سکے گا۔ غرض سب چیزیں آپ لا کر لائے اور عورت کے سامنے رکھ دیا عورت نے آٹا گوند ہننا شروع کیا اور آپ چولہا پھونکنے لگے یہاں تک کہ کھانا تیار ہوا لڑکوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور اچھلنے کودنے لگے عورت نے کہا اللہ تمہیں جزائے خیر دے تم امیر المؤمنین ہونے کے حقدار ہو نہ کہ عمر رضی اللہ عنہ۔

فرائض منصبی: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جس طرح رفاہ عام اور ممالک اسلام کے انتظام و انصرام میں مسلسل سرگرم رہتے تھے اسی طرح اپنے فرائض منصبی اہمست و خلقت کو پوری مستعدی سے ادا کرتے تھے۔ احکام مذہبی عقائد کی پابندی اتنی تھی کہ ذرہ ذرہ سی باتوں پر ٹوک دیتے تھے جہاں کہیں لوگوں کو غلطی کرتے دیکھتے تھے فوراً تنبیہ کرتے تھے ایک دفعہ حج کرنے تشریف لائے طواف کیا اور حجر اسود کو بوسہ دے کر سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگے میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ فائدہ پہنچا سکتا ہے نہ نقصان لیکن چونکہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے تجھے سلام (چومتے) کرتے ہوئے دیکھا ہے اس وجہ سے میں بھی کرتا ہوں۔ محدثین نے اس خیال سے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دامن عزت پر اس قول سے یہ بدنرد داغ لگ جائے گا انہوں نے شعائر اللہ کی اہانت کی۔ جہاں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے وہاں اتنا اور اضافہ کر دیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب نے ان کو اس کہنے سے روکا تھا اور ثابت کر دیا کہ تھا کہ حجر اسود نفع و نقصان پہنچا سکتا ہے کیوں کہ قیامت میں شہادت دے گا لیکن ناقدین فن حدیث نے اس اضافہ کو غلط اور بے بنیاد قرار دیا ہے۔

فتح مکہ سے پہلے جس درخت کے نیچے بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے جہاد کی بیعت لی تھی اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ اس کو تبرک سمجھ کر اس کی زیارت کو آنے لگے تھے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کو کٹوا دیا اس خیال سے کہ آئندہ اس کی پوجا نہ ہونے لگے اور آہستہ آہستہ اس کے ذریعے سے اسلام میں شرک کا دخل نہ ہو جائے۔ اصل بات یہ ہے کہ اسلام ان ہی غلطیوں کے مٹانے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت سکھانے کے لئے آیا ہے۔ آج کل کا زمانہ ہوتا تو بیچارے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر اللہ جانے کیا فتویٰ لگایا جاتا۔

برائیوں کی اصلاح: ... حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرب کے برے اخلاق کی اصلاح بھی پوری کی زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ لوگ اپنے انسب ۱ پر فخر و غرور عام لوگوں کی حقارت برائی اور بدگوئی کرتے تھے۔ برابری کا اتنا خیال رکھا کہ آقا اور خادم کی تمیز ختم کر دی ۲، بھوک کو جرم قرار دے دیا۔ شعروشاعری کو روک دیا کیوں کہ عشق و ہوا پرستی کا یہ بہت بڑا ذریعہ تھا شعراء کو تشعب (عورتوں کی نسبت عشقیہ اشعار) لکھنے سے منع کر دیا روک تھا م کے غرض سے شراب خواری کی سزا بڑھا دی پہلے شراب خورد کو ۴ درے مارے جاتے تھے انہوں نے اسی ۸۰ درے (کوڑے) مارے جانے کا حکم دیا۔ الفرض حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسلام کا کام اسی حیثیت سے چلایا جس پاک اور مقدس طریقہ سے رسول اللہ ﷺ نے اس کی بنیاد ڈالی تھی اور ان سب باتوں سے یہ اثر پیدا ہوا کہ ثروت دولت اور وسعت کے باوجود اس زمانہ میں لوگوں نے عیش و عشرت میں مبتلا ہو کر اللہ تعالیٰ کو نہ بھلایا۔

اولیات: اکثر مؤرخوں نے اس کی ایجاد کی ہوئی باتوں کو ایک جگہ جمع کر کے لکھا ہے اور ان کو اولیات سے تعبیر کیا ہے جس کی تفصیل کے لئے ایک علیحدہ کتاب لکھنے کی ضرورت پڑے گی لیکن ہم اس میں سے بعض کو مختصر طور پر درج ذیل ذکر کرتے ہیں۔

- (۱) بیت المال قائم فرمایا۔ (۲) عدالتیں قائم فرمائیں۔ قاضی مقرر فرمائے۔ (۳) تاریخ و سنہ ایجاد فرمائے۔ (۴) میر المؤمنین کا لقب اختیار فرمایا۔ (۵) زمین کی پیمائش کرائی۔ (۶) نہر کھدوائی۔ (۷) شہر آباد کئے۔ (۸) ممالک فتوح کو صوبوں پر تقسیم فرمایا۔ (۹) عشر ۳ مقرر کیا یعنی مال تجارت پر محصول درآمد مقرر فرمایا۔ (۱۰) جنگی تاجروں کو ممالک اسلامی میں آنے اور تجارت کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

(۱) راتوں کو گھوم پھر کر رعایا کے حالات دریافت کئے۔ (۱۲) مکہ معظمہ سے مدینہ تک مسافروں کے لئے مکانات اور کنوئیں بنوائے۔ (۱۳) مختلف شہروں میں مہمانوں کے لئے مہمان خانے تعمیر کرائے۔ (۱۴) نماز تراویح کو جماعت کے ساتھ پڑھنے کا حکم فرمایا۔ (۱۵) شراب کی حد (۸۰) اسی ڈزے مقرر ہوئے۔ (۱۶) تجارت کے گھوڑوں پر زکوٰۃ مقرر فرمائی۔ (۱۷) نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر اجماع کرایا۔ (۱۸) مساجد میں واعظ کا طریقہ قائم فرمایا۔ (۱۹) اماموں، مؤذنین اور ملکی خدمت پر لوگوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔ (۲۰) ججو کہنے پر تعزیر ۱ مقرر فرمائی۔ (۲۱) اشعار تشبیہ لکھنے سے منع فرمایا۔ (۲۲) امہات ۲ ولد کی بیع سے منع کیا۔

ان کے علاوہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اور بہت سی خصوصیات ہیں جو لمبی ہونے کے ڈر سے نظر انداز کی جاتی ہیں۔

نسب و نام و ولادت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نسباً قریشی عدوی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھویں پشت میں ملتے ہیں ان کا سلسلہ نسب یہ ہے: حضرت عمر ابن خطاب نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی۔

کعب کے دو بیٹے تھے ایک عدی دوسرا مرہ۔ مرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں ہیں اور عدی کی اولاد سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔

نام ان کا عمر تھا کنیت ۳ ابو حفص تھی۔ اور رسول اللہ نے فاروق ۴ لقب عطا فرمایا تھا ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً ۴۰ سال اور یوم الفجر سے ۴ سال پہلے پیدا ہوئے ان کی والدہ کا نام حاتمہ تھا جو ہشام بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم کی بیٹی ابو جہل کے چچا کی لڑکی تھیں۔

ان کے لڑکپن کے حالات کتابوں میں تلاش کرنے سے بھی کم ملیں گے جتنے حالات معلوم کرنے سے قومی شعائر سمجھا جاتا تھا جب جوان ہوئے تو عرب کے دستور کے مطابق نسب دانی، سپہ گری، پہلوانی، کی تعلیم پائی، بازار عکاز میں جہاں سالانہ اہل فن کا جمع و میلہ ہوتا تھا یہ اکثر کشتی لڑتے تھے شہسواری میں یہ کمال حاصل تھا کہ گھوڑے پر اچھل کر سوار ہوتے تھے اور ایسا جم کر بیٹھتے تھے کہ بدن کو حرکت نہ ہوتی تھی۔ اس زمانے میں ضرورت کے مطابق لکھن پڑھنا بھی جانتے تھے۔ فتوح البلدان میں لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا فرمائی گئی تھی تو اس وقت قریش میں صرف ۷ آدمی پڑھے لکھے تھے ان میں ایک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

ازواج: ان کے قبول اسلام کرنے ہجرت اور ان کو فتوحات کی تفصیل ہم اوپر لکھ چکے ہیں جس کو آپ پڑھ چکے ہیں ان کا پہلا نکاح زمانہ جاہلیت میں زینب بنت المظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن نجج سے ہوا جس کے بطن سے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبد الرحمن اکبر رضی اللہ عنہ، اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔ زینب مکہ میں ایمان لائیں اور وہیں انتقال کیا۔

یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون کی بہن تھیں جو پہلے اسلام لانے والوں میں سے تھے اور جن کا اسلام لانے والوں میں چودھواں نمبر تھا۔ دوسرا نکاح زمانہ جاہلیت میں ہی ملیکہ بنت بزدخزاعی سے کیا جس سے حضرت عبید اللہ پیدا ہوئے چونکہ یہ اسلام لائیں اس وجہ سے ۶ ہجری میں ان کو طلاق دے دی۔ تیسری بیوی قریبہ بنت ابی امیہ مخزومی تھی جس سے جاہلیت میں نکاح کیا اور جہ ہجری میں صلح حدیبیہ کے بعد اسلام لانے کی وجہ سے طلاق دے دی۔ پھر چوتھا نکاح اسلام میں ام حکیم بنت الحرث بن ہشام مخزومی سے کیا جس سے حضرت فاطمہ پیدا ہوئیں ان کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ طلاق دی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ طلاق نہیں دی تھی۔ مدینہ میں آنے کے بعد اسلام میں ۷ ہجری میں جمیدہ بنت عامر بن ثابت بن ابی اسحٰب، دوسری انصاری سے نکاح کیا جن سے حضرت عامر بن عبد اللہ پیدا ہوئے لیکن ان کو کسی وجہ سے طلاق دی۔ ان کا نام پہلے عامر تھا لیکن جب ایمان لائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر جمیلہ نام رکھا پھر ان نکاحوں کے بعد آخری عمر میں ام کلثوم رضی اللہ عنہا بن ابی طالب سے چالیس ہزار مہر پر نکاح کیا ان کے بطن سے رقیہ و زید پیدا ہوئے۔

۱ تعزیر شرعی مزا۔ ۲ امہات ولد۔ یہ جمع ہے ام ولد کی، اس باندی کو کہتے ہیں جو اپنے آقا کے بچے کی ماں بن جائے یہاں یہ بات پیش نظر ہے کہ سدر میں غلاموں کی حقوق کا تاخیر رکھ دیا گیا ہے کہ کسی دوزخ میں اتنا خیال نہیں رکھا گیا، اب یہی مثال لیجئے چونکہ ام ولد کو بیچنے سے اس باندی اور اس بچے میں جدائی ہو جائے گی جو بیباک (۱۰ و ۱۱) علامہ کے لئے انتہائی تکلیف دہ بات ہے اس لئے ایسی خرید و فروخت کو بھی ناجائز قرار دے دیا ہے۔ ۳ اپنی پہلی اولاد کے نام کی نسبت سے مشہور ہونے کو کنیت کہتے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جو بعض اس وجہ سے کہتے ہیں کہ آپ کی صاحبزادی کا نام حفصہ تھا جو ام المومنین بھی تھیں (رضی اللہ عنہا)۔ ۴ فاروق حق اور باطل میں فرق کرنے والا۔

حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کا نکاح: ... حضرت ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالب کے ساتھ نکاح کے واقعہ کو بڑے بڑے معتد و معتبر مؤرخین طبری، ابن حبان، ابن قتیبہ اور ابن اثیر نے اپنی کتابوں میں وضاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم بنت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کیا اور وہ ان کی بیوی تھیں۔ کتاب الثقات میں ابن حبان کا یہ واقعہ لکھتا ہے۔

ثم تزوج عمر ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب وہی من فاطمہ ودخل بها فی شہر ذی القعد
ترجمہ: عمر نے ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالب سے جو فاطمہ کے بطن سے تھیں نکاح کیا اور ماہ ذیقعدہ میں عروس کیا۔

ابن اثیر کا مل تحریر کرتا ہے:

ثم تزوج ام کلثوم بنت ابن ابی طالب وامها فاطمة بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصدقها اربعین الفا.
عمر نے کلثوم بنت علی بن ابی طالب سے نکاح کیا ام کلثوم کی ماں فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں چالیس ہزار مہر ادا کیا۔

ابن قتیبہ نے معارف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد کے ذکر میں لکھا ہے:

وفاطمة وزید وانہما ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب من فاطمة بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: اور فاطمہ وزید ان کی ماں ام کلثوم ہیں جو علی بن ابی طالب کی لڑکی فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن سے تھیں۔

اسد الغابہ فی احوال الصحابہ میں اثیر نے تفصیل کے ساتھ نکاح کا واقعہ لکھا ہے اور طبری نے جگہ جگہ اس کی تصریح کی ہے بخاری شریف باب
ابجہاد میں ضمنا اس کا بیان آگیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو چادریں تقسیم کیں ایک بیچ گئی اس کے بارے میں سوچنے لگے کہ
کس کو دی جائے حاضرین میں سے ایک نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا:

امیر المؤمنین اعط هذا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عندک یریدون ام کلثوم

ترجمہ: اے امیر المؤمنین اس چادر کو بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیجئے جو آپ کے عقد میں ہیں۔

ان لوگوں نے اشارۃً بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام کلثوم کو کہا اس سے زیادہ اور کیا تصریح ہو سکتی ہے ہاں حضرت فاروق اعظم کی ایک اور بیوی ام کلثوم
نامی تھیں جن کی تصریح مؤرخوں نے کر دی ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ان ام کلثوم بنت فاطمہ کے ساتھ عقد کرنے سے پہلے انکار کر دیا تھا تب انہوں نے
ام کلثوم بنت فاطمہ علی سے نکاح کی درخواست کی اور جناب امیر علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے اس کا نکاح کر دیا۔

فکتیبہ پیئتیہ اور عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل بھی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بیویوں میں تھیں۔ فکتیبہ پیئتیہ کے بارے میں بعضے کہتے ہیں کہ یہ ام
ولد تھیں۔ لیکن یہ بات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔ ان کے بطن سے عبدالرحمن اوسط پیدا ہوئے اور عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل چچا زاد بہن تھیں۔ ان کا نکاح
پہلے حضرت عبداللہ بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوا، جب یہ غزوہ طائف میں شہید ہو گئے تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ۱۲ھ میں ان سے نکاح کیا۔

اولاد: ... حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد بہت زیادہ تھی۔ ام المؤمنین حضرت حفصہ انہیں کی صاحبزادی تھیں جو ازواج مطہرات میں داخل ہیں
اور اسی وجہ سے یہ نسبت اوروں کے یہ ممتاز و مشہور ہیں یہ پہلے حمیس رضی اللہ عنہ بن حذافہ کے نکاح میں تھیں جو مہاجرین صحابہ سے تھے جب غزوہ احد میں
حمیس رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو ۳ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح نکاح کر لیا۔ مذکورہ اولاد میں سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ زیادہ نامور ہیں
کیونکہ پہلے ایمان لانے والوں میں سے اور فقہ و حدیث کے بڑے رکن تسلیم کئے جاتے ہیں کتب احادیث میں ان کے مسائل اور روایتیں بکثرت پائی
جاتی ہیں۔ تقریباً سب غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ علاوہ ان کے عبید اللہ عاصم، ابو ثعلبہ، عبدالرحمن، زید، مجیر بھی حضرت فاروق اعظم
رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ معارف ابن قتیبہ، اسد الغابہ، ابن خلکان اور کامل ابن اثیر وغیرہ میں ان لوگوں کے حالات تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں لیکن
ہم اختصار کی وجہ سے چھوڑتے ہیں۔

غذا اور لباس: ان کے دسترخوان پر معمولی روٹی اور روغن زیتوں کے علاوہ دوسری چیزیں کم ہوتی تھیں۔ آٹا کبھی گیہوں کا ہوتا اور کبھی جو کا، لیکن
چھن ہوا نہ ہوتا اس کے علاوہ کبھی کبھی سبزی ہر کر، دودھ، گوشت بھی ہوتا۔ لباس میں کسی قسم کا تکلف نہ تھا، ہمیشہ مونے کپڑے پہنتے تھے اور اکثر پیوند لگا

ہوتا تھا حضرت حسن بن علیؑ کہتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظمؓ ایک دن خطبہ جمعہ پڑھ رہے تھے ان کے ازار (تہ بند) میں بارہ پیوند تھے ہر ایک سے ایک چیز کا تھا۔ حضرت ابو عثمان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت فاروق اعظمؓ کو حجرہ میں رمہ کرتے دیکھا تو ان کے ازار (تہ بند) میں ایک پیوند جراب لگا ہوا تھا۔

بیت المقدس کی فتح کے وقت جب آپ تشریف لے گئے تھے تو آپ کی قمیض میں سترہ پیوند تھے جس میں ایک چیز کا پیوند تھا۔ مزین میں سائے اور بے تکلفی بہت تھی اور اسی سادگی اور بے تکلفی سے اندرو باہر رہتے تھے ایک مرتبہ زمانہ خلافت میں عید گاہ میں عید کی نماز پڑھنے جا رہے تھے اور پاؤں میں جوتا نہ تھا ایک دفعہ اتفاق سے گھڑ میں دیر تک رہے باہر تشریف لائے معلوم ہوا اپنے نوکیر نے نہ تھے انہیں پیروں دو جو سر رکھا رہے تھے۔

معاش جاہلیت اور اسلام میں خلافت سے پہلے تجارت کرتے تھے اور وہی ان کا ذریعہ معاش تھا جب خلیفہ ہوئے اور خلافت کے امور نے فرصت مہیا کی تو صحابہ کرام کو جمع کر کے ان کی خدمت میں روزینہ مقرر کئے جانے کی درخواست کی حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ نے فرمایا کہ بیت المال سے اس قدر تنخواہ آپ لے لیا کرو جو معمولی خواراک و لباس کے لئے کافی ہو۔ پھر جب ۱۵ ہجری میں تمام عرب کے وظائف مقرر کئے گئے تو اکابر صحابہ کرام کے ساتھ ان کے پانچ ہزار درہم سالانہ مقرر ہوئے۔

حدیث و عمر۔ رنگ سفید تھا لیکن سرخی اس پر غالب تھی قد نہایت لمبا اور پیدل چلنے میں معلوم ہوتا تھا کہ سوار جا رہے ہیں۔ گان پر کم گوشت ڈال دیا تھیں موچھیں بڑی، سر کے بال اڑ گئے تھے۔ عمر بچپن یا تیرہ برس کی پائی اور بعض ساتھ بتلاتے ہیں۔ ابن اشیر نے لکھا ہے کہ یہ ہے کہ تریسٹھ برس اور چھ مہینے کی عمر ہوئی واللہ اعلم انتہی کلام المصنف جم (مترجم کا کالم ختم ہوا)۔

خلافت حضرت عثمان بن عفانؓ

فاروق اعظمؓ نے رضی ہونے کے بعد حضرت ابوطالب انصاری اور حضرت مقداد بن الاسودؓ کو ہدایت کی کہ علیؑ، عثمانؓ، زبیرؓ، سعدؓ، عبدالرحمنؓ اور صہبہؓ کو ایک مکان میں جمع کرنا کسی کو ان کے پاس آنے جانے نہ دینا۔ تین دن کے اندر باتفاق رائے سے میں کسی کو خلیفہ بنالیں اور اگر اختلاف آئے ہو تو کثرت رائے پر عمل کیا جائے، صورت مساوات حضرت عبداللہ بن عمرؓ حکم بنائے جائیں اور عبداللہ بن عمر اس فریق سے اتفاق رائے کریں جس میں حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ ہوں اس زمانہ میں حضرت صہیبؓ امامت کریں، نماز پڑھائیں اور اگر ان تین دن کے اندر حضرت طلحہؓ یا زبیرؓ آجائیں تو وہ بھی مشورہ میں شریک کر لئے جائیں، ورنہ ان کا انتظار نہ کیا جائے چنانچہ اس حکم کے مطابق حضرت ابوطالبؓ اور مقدادؓ نے حضرت مسعود بن مخزومؓ اور دوسرے قول کے مطابق ام المومنین حضرت عائشہؓ حضرت سعدؓ نے آئے اور یہ کہہ کر ان کو اٹھا دیا کہ تم لوگ دروازہ پر اس ارادہ سے آ کر بیٹھے ہو کہ کل کہو گے ہم بھی اہل شوریٰ میں سے تھے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ اور حضرت مغیرہؓ بیٹھے گئے۔

حضرت علیؑ اور عبدالرحمن بن عوفؓ کا مکالمہ: ارباب شوریٰ میں خلیفہ کے انتخاب کے بارے میں بحث و مباحثہ ہونے لگا حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے کہا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو اپنے آپ کو ان لوگوں میں علیحدہ کر لے جو خلافت کے لئے نامزد کئے گئے ہیں؟ تا کہ وہ تم میں جو صل اور رائق ہو اس کو خلیفہ بنائے، کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ حضرت عبدالرحمنؓ نے کہا میں خود کو اس جماعت سے علیحدہ کرتا ہوں اور میں اس خدمت کا انجام دوں گا۔ ارباب حل و عقد اس پر راضی ہو گئے لیکن حضرت علیؑ بن ابی طالبؓ نے نعم ولا کا کچھ جواب نہ دیا خاموش بیٹھے رہے حضرت عبدالرحمنؓ نے ان سے مخاطب ہو کر کہا، ماتقول یا ابالحسن (اے ابوالحسن تم کیا کہتے ہو) حضرت علیؑ بن ابی طالبؓ بولے میں بھی راضی

① اس موضوع پر سب سے صحیح اور جید روایت جو ثابت ہوتی ہے وہ صحیح بخاری کتاب فضائل الصحابہ ج ۲ باب ۳۳ ص ۲۰۳-۲۰۷ میں ہے۔ اس کے راوی محمد بن یونس ہیں جو حضرت معاذ اور ابن مسعودؓ کے شاگردوں اور امام شعبیؒ اور سعید بن جبیرؒ اور یحییٰ بن یحییٰؒ کے دیگر پایہ کے اس تہذیب میں سے ہیں۔ حدیث میں حضرت عمرؓ کی شہادت مجلس شوریٰ میں ان چھ صحابہ کرام کا مقرر کیا جانا جن سے نبی کریمؐ کی وفات کے وقت راضی تھے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کے خلیفہ بنائے جانے کا خیال ہے۔ ② ہاں اور نہیں۔

ہوں بشرطیکہ تم اقرار کرو کہ حق سے کا کرو گے۔ خواہش نفسانی کی پیروی نہ کرو گے، نہ کسی کی رشتہ داری کا پاس و لحاظ کرو گے، حق کہنے میں کسی کی مامت اور نصیحت کا خیال نہ رکھو گے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس شرط کو تسلیم کر کے کہا: اچھا آپ بھی اقرار کیجئے کہ آپ ہمارا ساتھ دیں گے جو ہماری رائے سے اختلاف کرے گا آپ بھی مخالفت کریں گے۔ اور جس کو ہم خلافت کے لئے منتخب کریں گے اسے آپ بھی پسند کریں گے۔

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے گفتگو: حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی حاسب اور حاضرین مجلس کے آپس میں عہد و پیمان ہوا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو سجدہ لے کر کہا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار ہو سابق الاسلام ہو، تم نے دینی خدمت بے حد کی ہے اس وجہ سے خلافت کے زیادہ مستحق تم ہی ہو انہوں نے جواب دیا اور حضرت عثمان بن عفان؟ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کو اکیلے میں لے جا کر ان سے بھی ایسی ہی باتیں کیں، انہوں نے کہ اور علی؟ اتنی سی گفتگو ہونے کے بعد جسے ختم ہو گیا حضرت عبدالرحمن بن عوف بڑے بڑے صحابہ کرام اور ان لوگوں سے جو اس وقت مدینہ میں موجود تھے ملتے اور چوتھے دن کی صبح تک خلافت کے بارے میں دریافت کرتے رہے اس کے بعد مسور بن مخرمہ کے گھر پر آئے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور سعد کو بلا کر کہا کہ صحابہ کا اتفاق علی رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت پر ہوتا رہا ہے۔ آپ لوگ کیا کہتے ہیں؟ دونوں بزرگوں نے کہا ہم بھی اس سے متفق ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے کہا بہتر ہوتا کہ آپ ہم سے اپنی بیعت لے لیتے اور ہمیں ان جھگڑوں سے آزاد کر دیتے، جواب دیا یہ نہیں ہو سکتا! میں نے خود کو ان سے سجدہ کر لیا ہے جو خلافت کے لئے نامزد کئے گئے ہیں صرف اس لئے کہ ان میں سے کسی کو منتخب کروں اس کے بعد حضرت عبدالرحمن، علی اور حضرت عثمان بن تتر کو بلا کر باتیں کرتے رہے اتنے میں صبح کا وقت ہو گیا کسی ک وہ یہ معلوم نہ ہوا کہ کیا باتیں ہوئیں اب مجلس شوریٰ کے اراکین میں کیا طے ہوا ہے؟

حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن ابی سرح رضی اللہ عنہ کی تلخ کلامی: نماز فجر کے بعد مہاجرین، انصار اور امراء لشکر طلب کئے گئے تھوڑی دیر میں ساری مسجد بھر گئی تل رکھنے کی جگہ باقی نہ تھی حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے حاضرین سے کہا جس کو تم لوگ خلافت کے لئے منتخب کرنے والوں ہو اس کی طرف اشارہ کرو، حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا ابن ابی سرح نے کہا اگر قریش کے اختلاف کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت پر بیعت کرتا! عبداللہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے اس بات سے اتفاق کیا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور ابن ابی سرح میں گفتگو بڑھ گئی اور سخت کلامی کی نوبت آگئی حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر کہا اے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اس سے پہلے کہ لوگوں میں فتنہ پھیلے آپ جس کو چاہیں خلیفہ منتخب کریں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا انتخاب: حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں نے اپنے ذہن میں خلیفہ منتخب کر لیا ہے اور رائے قائم کر لی ہے۔ اے لوگو! ذرا کچھ دیر خاموش ہو جاؤ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم ہے اور وہ ہمارے درمیان میں ہے آپ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، اور دونوں خلفاء (ابو بکر و عمر) کی تعلیم دینا۔ اس شرط پر خلافت کی بیعت آپ کے ہاتھ پر کی جاتی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس کی کوشش کروں گا اور اپنے علم و طاقت کے مطابق اس پر عمل پیرا ہوں گا۔ یہ جواب سن کر حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر یہی کلمات کہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں میں ایسا کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت: حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے یہ سنتے ہی مسجد کی چھت کی طرف سر اٹھایا اور اپنا ہاتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر دے کر پڑھنے لگے۔ اللھم اشہد انی قد جعلت ما فی عنقی من ذلک فی عنق عثمان۔ (اے اللہ! تو گواہ رہنا کہ بیعت خلافت کا ہمارا جو میری گردن پر تھا اس کو میں نے عثمان کی گردن پر ڈال دیا۔ اس کے بعد حاضرین بیعت کرنے لگے اور بیعت عام ہو گئی عام بیعت کے دن حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کو اختیار رہے اگر آپ میری بیعت سے انکار کر دیں تو میں خلافت چھوڑ دوں گا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بوسے یا سب نے بیعت کر لی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس سے اختلاف نہیں کرنا چاہتا جس پر سب نے اتفاق کر لیا ہے میں تمھاری خلافت سے راضی ہوں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہلا مقدمہ: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دوسرے دن حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر نے حبید اللہ

بن عمر سے کہا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعہ سے پہلے ہرمزان اور ابولولہ اور جفینہ غیسائی کو جو جریر کا باشندہ ہے ایک جگہ مشورہ کرتے دیکھا ہے اور یہ خنجر جس سے فاروق اعظم شہید کئے گئے ہرمزان کے ہاتھ میں تھا مجھے دیکھ کر یہ لوگ خاموش ہو گئے تھے اور خنجر ہرمزان کے ہاتھ سے گر پڑا تھا۔ عبید اللہ بن عمر کے دل میں ان لوگوں کی نفرت پیدا ہو گئی۔ چنانچہ عبید اللہ نے ہرمزان کے ہاتھ سے گر پڑا تھا۔ چنانچہ عبید اللہ نے ہرمزان کو مار ڈالا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے دوڑ کر عبید اللہ کو گرفتار کر لیا۔ اگلے دن دربار خلافت میں مقدمہ پیش ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عبید اللہ کے قتل کی رائے دی۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مخالفت کی اور کہا یہ مناسب نہیں ہے کل ان کے والد شہید کر دیئے گئے اور آج بیٹے کو قتل کر دیا جائے گا۔ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے کہا میں عبید اللہ کا ولی ہوں اپنے پاس سے ہرمزان کا خون بہا ادا کرنا ہوں۔ یہ کہہ کر اپنے مال سے خون بہا ادا کر دیا اور منبر پر چڑھ کر ایک پر اثر خطبہ دیا سب حاضرین نے بیعت کی۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی معزولی: اس کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو فہ کے گورنر مقرر کئے گئے مغیرہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق معزول کیا گیا معزولی کی وجہ حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے بیان کی، میں نے مغیرہ کو کسی خیانت یا جرم کی وجہ سے معزول نہیں کیا بلکہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی وصیت سے یہ تقرری اور معزولی عمل میں آئی۔

اسکندریہ کی بغاوت: بعض مؤرخین نے روایت کی ہے کہ جس وقت شام کو چھوڑ کر ہرقل قسطنطنیہ چلا گیا تو مسلمانوں نے اسکندریہ پر بھی قبضہ کر لیا تھا لیکن رومیوں کو یہ بات ناگوار گزری اور درپردہ وہ خود ہرقل ہی کا ماتحت سمجھتے اور اس سے خط و کتابت کرتے رہے۔ ہرقل نے اسکندریہ کے لکھنے پر ایک لشکر منوئل خصی ۲۵ ہجری میں اسکندریہ روانہ کیا اسکندریہ کے ساحل پر ہرقل کا جنگی جہاز لشکر انداز ہوا۔ اسکندریہ کے رومی باشندے ہرقل کی فوج سے مل گئے مگر مقوقس کی ماتحتی میں اپنے معاہدہ پر قائم رہا۔ منوئل خصی کو اسکندریہ میں داخل ہونے نہ دیا اس وجہ سے ہرقل کے لشکر نے مصر کا رخ کیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ملی اسلامی لشکر لے کر مقابلہ پر آئے اور نہایت بری طرح شکست دے کر اسکندریہ تک تعاقب کرتے چلے گئے اسکندریہ پہنچ کر بہت بڑا معرکہ ہوا لیکن میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ رومیوں کے بے شمار سپاہی معرکہ میں کام آئے ان کا سپہ سالار منوئل خصی مارا گیا۔

جنگ ختم ہونے کے بعد اسکندریہ والوں نے درخواست پیش کی منوئل خصی نے مصر سے روانہ ہوتے وقت ہم لوگوں کے مال و اسباب چھین لئے تھے اور ہم لوگ آپ کے عہد و ذمہ میں تھے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے شہادتیں لیں جس جس نے اپنے مال و اسباب کو چھپنا اور شہادت سے ان کو ثابت کر دیا حضرت عمرو بن العاص نے اس کو فوراً واپس کر دیا اور شہر پناہ کی تفصیل گرا کر مصر واپس آئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کی معزولی: ۳۵ھ میں حضرت عثمان ذوالنورین نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو فہ کی گورنری سے معزول کیا اور اس کو وجہ یہ تھی کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے بیت المال سے کچھ قرض لیا تھا۔ تھوڑے دنوں بعد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تقاضا کیا سعد اس کو ادا نہ کر سکے۔ حیلہ سے نالنے لگے بحث بڑھی، ایک نے دوسرے کو سخت دست کہا آپس میں کچھ ناراضگی ہو گئی۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی۔ سعد رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو مقرر کیا اس کے بعد عقبہ بن فرقدہ کو آذربائیجان کی حکومت سے معزول کر دیا۔ ان کا معزول ہونا تھا کہ اہل آذربائیجان باغی ہو گئے۔ ولید بن عقبہ نے ان پر فوج کشی کی مقدمہ الجیش پر حضرت عبداللہ بن سہیل تھے۔

آذربائیجان اور آرمینیہ کی صلح: اسلامی لشکر نے اہل موقان پر نرند اور طلیسان پر حملہ کیا اور لڑ کر اس کو فتح کر کے لڑنے والوں کو قید کر لیا۔ آذربائیجان والوں نے یہ حال دیکھ کر صلح کی درخواست کر دی۔ چنانچہ حذیفہ نے آٹھ سو درہم سالانہ خراج پر صلح کر کے اسی وقت یہ رقم وصول کر لی۔ اس کے بعد بہت سے سرایا آس پاس کی طرف روانہ گئے سلمان بن ربیعہ باہلی بارہ ہزار فوج لے کر آرمینیہ کی طرف بڑھے اور وہاں سے کامیاب و کامران ولید کی طرف آئے اور ولید کو فہ کی طرف چلے گئے۔

قالیقلا کی فتح: راستے میں جس وقت موصل پہنچے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا فرمان ملا لکھا تھا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے اطلاع دے دی ہے کہ رومیوں نے شام پر ایک بہت بڑی فوج کی مدد سے شام کے مسلمانوں پر حملہ کیا ہے لہذا جس مقام پر یہ فرمان تم کو ملے اسی جگہ دس ہزار فوج

مسلمانوں کی مدد پر بھیج دینا۔ ولید نے اس خط کو امراء لشکر کے سامنے پڑھ کر سنایا اور سلمان بن ربیعہ کو آٹھ ہزار فوج کے ساتھ شام کے مسلمانوں کی کمک پر روانہ کیا یہ قتل و غارت کرتے ہوئے شام کی طرف بڑھے اور حبیب بن مسلمہ کے ساتھ سرزمین روم میں داخل ہوئے۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ حبیب بن مسلمہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے امداد طلب کی تھی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دربار خلافت میں اطلاع دی کہ حبیب بن مسلمہ آرمینیا پہنچ گئے اور قالیقلا کو محاصرے کے بعد فتح کر لیا اکثر رومی جزیہ دے کر وہیں ٹھہرے گئے۔ بعض جلاوطن ہو کر چلے گئے۔ حبیب بن مسلمہ اس کامیابی کے بعد قالیقلا میں ٹھہرے ہیں۔ بطریق آرمینا، فلسطینیہ، سیواس اور قونی اتی ہزار فوج جمع کر کے خلیج قسطنطنیہ کے راستے حبیب پر حملہ کرنے آیا ہے۔

حضرت حبیب بن مسلمہ کی فتوحات: چنانچہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو حبیب کی مدد کا حکم دیا ہے اور سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو چھ ہزار یا آٹھ ہزار فوج دے کر حبیب کی امداد پر روانہ کیا، حبیب اور سلمان نے رومیوں کا خوب مقابلہ کیا اور رومیوں کو شکست ہو گئی۔ کامیابی کے بعد حضرت حبیب قالیقلا کی طرف لوٹے راستے میں بطریق خلاط، عیاض بن غنم کا امان نامہ لئے ہوئے ملا اور اس نے حسب اقرار خراج ادا کیا حبیب خلاط سے نکل کر سیرجان پہنچے اس کے گورنر نے اور پھر اردستان کے گورنر نے صلح کر لی۔ اس کے بعد دہل کا محاصرہ کیا۔ ایک ہفتہ کے محاصرہ کے بعد پہلے ذہل والوں نے بھیر جان کے سب رہنے والوں نے صلح کر لی۔ اہل شمشاط مقابلے پر تے لڑائی ہوئی اسلامی لشکر نے اس کو شکست دے کر ان کے قلعے چھین لئے اس کے بعد بطریق حران نے صلح کی درخواست کی۔ جزیہ مقرر کر کے اس سے بھی صلح کر لی قلیس پر حملہ کا ارادہ کیا قلیس اور اس کے آس پاس بہت سے قلعے اور شہر صلح و امان فتح ہو گئے۔

سلمان بن ربیعہ کی فتوحات: سلمان بن ربیعہ باہلی نے اران پر چڑھائی کی اہل ملیقا بروما اور اس کے مضافات نے جزیہ دے کر صلح کر لی۔ بوشجان کے مقابلے پر آئے۔ اسلامی لشکروں نے ان پر بھی فتح حاصل کی بعض نے جزیہ دے کر وہیں رہائش اختیار کی اور بعض جلاوطن ہو کر نکل گئے پھر شہر شمکور (جس کا نام بعد میں متوکلیا ہوا) کو فتح کر کے قلعہ کی طرف گئے اور اس پر قبضہ کر کے کسکر کا رخ کیا کسکر کے گورنر نے خود کو مقابلے میں کمزور سمجھ کر جزیہ پر صلح کر لی۔ غرض مسلمان شہروان اور پورے جبال سے باب تک نہایت آسانی سے قبضہ کر کے واپس آئے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی پیش قدمی: ان کے واقعات کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے روم پر حملہ کیا اور عمود یہ تک بڑھتے چلے گئے رومی لشکر خوف زدہ ہو کر انطاکیہ اور طرسوس کے درمیانی قلعے خالی چھوڑ قلعے خالی چھوڑ کر بھاگ گیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو انہیں قلعوں میں قیام کرنے کا حکم دیا اور ان میں سے بعض کو حملے سے تباہ برباد کر دیا۔

افریقہ پر حملہ کرنے کا حکم: ۲۶ھ میں امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مصر کے محکمہ مال کی خدمت سے ہٹا کر حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا چند دنوں بعد حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی شکایت کی امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص کو بلایا اور عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو مال و جنگ کے حکموں کی حکومت دے کر افریقہ پر حملے کا حکم دیا۔

طبرابلس کی فتح: اس سے پہلے ۲۱ھ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر سے برقعہ کا رخ کیا تھا اور وہاں رہنے والوں نے تیرہ ہزار دینا جزیہ دے کر صلح کر لی تھی پھر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے طبرابلس پر حملہ کیا تھا کئی مہینے تک محاصرہ کئے رہے۔ طبرابلس کے شہر کی فصیل تین طرف سے پختہ بنی ہوئی تھی دریا کی جانب شہر پناہ کی دیوار نہ تھی جنگ کے دوران مسلمانوں نے یہ معلوم کر کے ایک دن حملہ کر دیا اور لڑتے ہوئے شہر میں داخل ہو گئے رومیوں کو علاوہ کشتیوں کے کہیں پناہ نہ ملی جتنے رومی شہر میں تھے ان میں سے گنتی کے چند جان بچا سکے۔ عسا کر اسلامیہ نے دل کھول کر مال غنیمت حاصل کیا۔ رومی کشتیوں پر سوار ہو کر شہر صبرہ چلے گئے مسلمانوں نے صبح ہوتے ہی صبرہ پر حملہ کر دیا اس کو بھی لڑ کر فتح کر کے طبرابلس کی فتح مکمل کی۔

زناۃ اور مغلیہ قبائل کی اطاعت: برقعہ میں زناۃ یعنی بربر رہتے تھے بیان کیا جاتا کہ بربر اپنے بادشاہ جالوت کے قتل کے بعد مغرب کی طرف چلے گئے تھے اور لوبیہ و مراقبہ پہنچ کر ادھر ادھر پھیل گئے تھے۔ لہذا زناۃ مغلیہ (بربر کے دونوں قبیلے) ملک مغرب جبال میں اور لواتہ برقعہ میں سکونت پذیر ہوئے تھے۔ یہ مقامات پرانے زناۃ مغلیہ (بربر کے دونوں قبیلے) ملک مغرب جبال میں اور لواتہ برقعہ میں سکونت پذیر ہوئے تھے۔ یہ مقامات پرانے

زمانے میں الطرابلس کے نام سے مشہور تھے پھر بربر قیام مغرب کے بعد ارد گرد کے علاقوں میں پھیل کر سوس تک پہنچ گئے اور ہوا زہ شہر بدہ میں ورفورہ صبرہ نامی شہر میں جا کر مقیم ہوئے رومی وہاں سے جلاوطن ہو کر نکل گئے۔ ایک زمانہ تک یہ خود مختار رہے پھر رومیوں کے ماتحت ہو کر خراج ادا کرتے رہے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کیا چنانچہ اہل مغرب نے تیرہ ہزار جزیرہ دے کر صلح کر لی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ: ۲۵۰ھ میں حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے ساتھ فریقہ کی فتح پر اس شرط پر مقرر کیا اگر اللہ تعالیٰ کامیابی و فتح عنایت فرمائے گا تو مال غنیمت کے خمس کا خمس (یعنی پانچویں حصہ کا پانچواں حصہ) اچھی خدمت کے صلح میں دیا جائے گا لشکر کے ایک حصہ کا عقبہ نافع بن عبد القیس کو دوسرے حصہ کا حضرت عبداللہ نافع بن حراث کو سردار مقرر کر دیا دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ، سامی لشکر کے سرداروں نے افریقہ کا رخ کیا افریقہ کی سرحد پر پہنچ کر جنگ کا نیزہ گاڑ دیا سرحد کے لوگوں نے جزیرہ دے کر صلح کر دی۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے افریقہ کے اندرونی حصہ میں داخل ہونے کی دربار خلافت سے اجازت طلب کی۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے اہل عقل و دانش اور بڑے بڑے صحابہ کرام سے مشورہ طلب کر کے مدینہ منورہ سے ایک لشکر روانہ کیا جس میں حضرت عبداللہ بن عباس حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عمر بن العاص ابن جعفر، حضرت حسن و حسین اور ابن الزبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تھے۔

جرجیر کو اسلام کی دعوت: ۲۶۱ھ میں یہ حضرات حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے ساتھ افریقہ پہنچے برقعہ میں عقبہ بن نافع مع عساکر اسدی لشکر آئے وہاں اتفاق طرابلس کی طرف بڑھے رومیوں نے طرابلس سے نکل کر مقابلہ کیا میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا رومی طرابلس چھوڑ کر بھاگ گئے اسامی لشکر نے قبضہ کر کے افریقہ کا رخ کیا اور بہت سی فوجیں افریقہ کے شہروں کو فتح کرنے کے لئے روانہ کیں افریقہ کا بادشاہ جرجیر نامی طرابلس اور طنجہ کے درمیانی شہروں پر حکمرانی کر رہا تھا یہ ہر قل کا ماتحت اور خراج گزار سمجھا جاتا تھا۔ لہذا جب اس کو یہ خبر ملی تو اس نے ایک لاکھ بیس ہزار فوج جمع کر کے شہر سبیطہ (افریقہ کا دارالسلطنت تھا) سے ایک رات دن کے فاصلے پر پہنچ کر مورچہ قائم کیا۔ حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے جرجیر کو اسلامی دعوت دی جرجیر نے انکار کر دیا جزیرہ دینے کو کہا اس بات کو بھی منظور نہ کیا مسلمانوں نے صف آرائی کی اور نہایت تیزی سے جنگ شروع کر دی۔

فریقین کی جانب سے انعامات کا اعلان: اس دوران مدت زیادہ گزر چکی تھی اور لشکر کے بارے میں کوئی اطلاع بھی نہ تھی چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے گھبرا کر حضرت عبدالرحمن بن الزبیر رضی اللہ عنہ کو ایک دستہ فوج کے ساتھ بطور کمک کے روانہ کیا اسامی لشکر نے ان کے پہنچتے ہی خوشی سے تکیہ کے نعرہ بلند کئے۔ جرجیر نے تکیہ کی آواز سن کے وجہ معلوم کی۔ معلوم ہوا کہ ایک تازہ دم فوج مسلمانوں کی مدد کے لئے مدینہ منورہ سے آئی ہے۔ جرجیر اس کی وجہ سے فکر مند ہو گیا۔ اگلے دن حضرت عبدالرحمن بن زبیر میدان جنگ میں گئے حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو نہ پایا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جرجیر نے اعدان کو وادیا ہے کہ جو شخص ابن ابی سرح کا سر کاٹ لائے گا اس کو اس صلہ میں ایک لاکھ دینار میں دوں گا۔ اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دوں گا اس وجہ سے ابن سرح جنگ میں نہیں آئے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر عبداللہ بن ابی سرح سے کہا تم بھی اپنے لشکر میں اعدان کو راہ دو جو شخص جرجیر کا سر کاٹ لائے گا میں اس کو مال غنیمت میں سے ایک لاکھ دینار دوں گا اور جرجیر کی لڑائی سے اس کا نکاح کر دوں گا اس کے ملک کا حصہ بن دوں گا جرجیر یہ خبر سن کر بہت گھبرایا لیکن کچھ نہیں سکتا تھا۔

سبیطہ کی فتح: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ابن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو یہ رائے دی کہ کار آزمودہ مسلمانوں میں سے ایک بریگیڈ کو خیمے میں رہنے دو اور باقی فوج کو لے کر مقابلہ پر چاؤ رومیوں سے دل کھول کر لڑو یہاں تک کہ رومی تھک کر اپنے کیمپ کی طرف واپس روانہ ہوں ورنہ اسامی فوجیں بھی اپنی قیام گاہ کی جانب واپس آئیں اس وقت وہ کار آزمودہ فوجیں جو خیموں میں ہیں تلواریں لے کر رومیوں پر ٹوٹ پڑیں شاید تندہ جل شانہ رومیوں پر فتح عنایت فرمائیں ورنہ اس صورت سے جیسا کہ تم لڑ رہے ہو جنگ ختم ہوتی نظر نہیں آتی۔ اکابر صحابہ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور اگلے دن ایسا ہی انتظام کیا کہ صبح سے زول تک ایک گروہ لڑتا رہا۔ دونوں فوجیں تھک کر ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئیں۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں جرجیر کا قتل: حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے جو اسی وقت و موقع کے منتظر تھے اس دستہ فوج کو لے کر جو

①۔ سبیطہ، قیروان سے سات میل کے فاصلے پر ہے علامہ ذہبی نے تاریخ اسلام جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۹ پر لکھا ہے کہ قیروان سے دو دن کے فاصلے پر ہے۔ ثناء اللہ محمود

پہلے سے خیموں میں ٹھہرایا گیا تھا حملہ کر دیا۔ رومیوں نے بھاگ کر اپنے خیموں میں پناہ لی۔ لیکن خیموں نے بھی ان کو پناہ نہ دی۔ مسلمانوں نے قتل، قید کرنا شروع کر دیا حضرت ابن زبیر سے ترسے بڑھ کر جریر و قنار کا ایک ایسا چٹا تلاماراکہ وہ ڈھیر ہو گیا جنگ ختم ہونے پر جریر کی لڑائی رقرار ہوئی۔ حضرت ابن زبیر کے اعلان کے مطابق اس کو لے آیا۔ کامیابی کے بعد حضرت عبداللہ بن سرح سے ترسے شہر سیطلہ کا محاصرہ کیا قنارے دونوں کے بعد شہر بھی فتح ہو گیا۔ بے حد وہ شہر مال غنیمت ہاتھ آیا سواروں کو تین تین ہزار اور پیادوں کو ہزار ہزار ملے۔

مال غنیمت کی روانگی اسلامی لشکر نے فتح کرتے ہوئے قنصہ کی سرحد تک پہنچ کر قلعہ اجمہ کا محاصرہ کیا جس واپس افریقہ نے فوج و آلات جنس سے مستحکم رکھا تھا اور اس وادعیہ کے فتح کیا اس کے بعد واپس افریقہ کے دس آٹھ پانچ سو دینار تزیید کے صلے میں حضرت ابن زبیر نے فتح کی خوشخبری رخصس کے سردین آئے جس و مردان بہن انھم نے پانچ لاکھ میں خرید لیا۔ بعض کہتے ہیں کہ افریقہ کا رخصس اس کو دیا گیا۔ لیکن یہ سچ نہیں ہے۔ بلکہ ابن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو افریقہ کی پہلی لڑائی کا رخصس انھم ۱۰ دیا گیا تھا۔

افریقہ کی فتح ایک سال تین مہینے کے بعد حضرت عبداللہ بن ابی سرح سے ترسے افریقہ سے مصر واپس آئے ہر قتل نے یہ سن کر واپس افریقہ کے وہ خراج جو وہ اس وقت تھے مسلمانوں کو دے سرح کر لی ہے وہ ایک بطریق مقرر و خراج و عسکری کرنے کے لئے افریقہ روانہ کیا اس بطریق نے قنار پہنچ کر واپس افریقہ سے واپس کے مطابق خراج طلب کیا بل افریقہ کے دینے سے انکار کیا اور یہ مذر کیا کہ تم نے ہماری اس وقت چھ ہجرتیں کی تھیں جس وقت ہم پر اس کی شکر نے مہمہ کیا تھا ہذا ہم خراج نہ دیں گے بطریق نے ان کے مذر قبول نہ کیا آپس میں لڑائی ہوئی آخر کار بطریق نے اس کو شکست دی جسے اہل افریقہ نے جریر کے بعد پناہ شاہ بنایا تھا وہ بھی گھر شام چلا گیا تھا اور یہ وہ زمانہ تھا کہ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے بعد لوگوں نے حضرت معاویہ سے ترسے جو شام کے امیر تھے بیعت کر لی تھی لہذا انھوں نے ایک لشکر معاویہ بن خدیج کوئی کی نہ داری میں افریقہ روانہ کیا۔ اسلامی لشکر اسکندریہ پہنچا ہی تھا کہ رومی بادشاہ کا انتقال ہو گیا حضرت معاویہ نے جلد ہی خدیج بن خدیج منزل منزل سفر کرتے ہوئے افریقہ میں داخل ہوئے اور قنویہ میں پڑاؤ ڈالا بطریق نے انھیں ہزار فوج و دن کے مقادیر کے سے بھیجی حضرت معاویہ سے ترسے شکست دیکر قنہ جوا کا محاصرہ کر لیا چاروں طرف سے محاصرہ کر کے پتھر مارنے کے یہاں تک کہ ایک طرف کی فصیل پر پڑی اسلامی لشکر نے اندازہ کے نعرے بلند کئے اور عواریں ہاتھ میں لے کر رخصس گئے سارے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا اور اس پاس کے قلعوں کو سرایا بھیج کر لیا جب سارے افریقہ نے اطاعت قبول کر لی تو مصر واپس آ گئے۔

قسطنطین کی شکست اور اس کا قتل جس وقت ابن ابی سرح سے ترسے جو پچھ افریقہ سے حاصل کرنا تھا حاصل کر کے مصر واپس آئے تو قسطنطین بن ہرقل نے چھ سو شتیاں لیسرا اسکندریہ پر حملہ کیا چنانچہ ایک طرف سے اسلامی فوجیں دریائے راستے ابن ابی سرح سے ترسے ساتھ اور دوسری طرف سے حضرت معاویہ بن ابی سفیان شامی لشکر کو لے کر مقابلہ پر آئے۔ رات تو دونوں روزوں نے امید و بیم میں گزار دی۔ صبح ہوتے ہی اسلامی لشکر نے صف آرائی کی قسطنطین نے فوجوں کو شتیاں سے بخشی پر اتار کر حصے کی غرض سے آگے بڑھایا صبح سے ظہر تک لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر قسطنطین زخمی ہو کر رختی کے چند رومیوں کو لے کر شکست کھا کر صقلیہ ۱۰ چلا گیا اور ان لوگوں کو اپنی شکست کے بارے میں بتایا صقلیہ والوں نے اس کے شکست سے ناراض ہو کر اس کو مام میں قتل کر ڈالا۔ یہ لڑائی ۳۵۷ھ میں ہوئی۔ بعض مؤرخین کہتے ہیں ۳۵۸ھ میں ہوئی تھی۔ واللہ اعلم۔

مختلف امراء کی وفات اور حضرت معاویہ بن ابی سرح کی تقرری حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے اپنے مقبوضہ صوبوں پر عیاض بن غنم کو پناہ مقرر کیا تھا یہ ان کے چچا زاد اور خالہ زاد بھائی بھی تھے بعض منورخوں نے لکھا ہے کہ حضرت ابو عبیدہ نے معاذ بن جبل کو اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا۔ بہر حال حضرت ابو عبیدہ سے ترسے انتقال کے بعد عیاض بن غنم نے سعد بن خدیج کو اپنا جانشین بنایا اور جب یہ انتقال کر گئے تو حضرت امیر المومنین فاروق اعظم سے ترسے حضرت عمیر بن سعید انصاری کو اور حضرت زید بن ابی سفیان سے ترسے کی وفات کے بعد دمشق پر حضرت معاویہ بن ابی سفیان کو مقرر فرمایا ہذا معاویہ دمشق اور اردن کے حاکم رہے یہاں تک کہ فاروق اعظم سے ترسے شہید ہو گئے اور یہ انتظام اس طرح چلتا رہا اور حضرت حمص و قنسرین کے گورنر رہے پھر خود حضرت عثمان بن عفان سے ترسے زمانے میں حضرت عمیر بن سعید نے استعفاء داخل کیا تو حمص اور قنسرین بھی حضرت معاویہ سے ترسے

دائرہ حکومت میں شامل کر دیا گیا۔ اور عبدالرحمن بن علقمہ کی وفات کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے فلسطین کو بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ لہذا آہستہ آہستہ خلافت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دوسرے سال تک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شام کے تمام علاقوں کے حاکم ہو گئے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی دریائی سفر اور حملہ کی درخواست: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فاروقی عہد خلافت میں حمص سے قنسرین پر تینے کی اجازت طلب کی تھی۔ لکھا تھا کہ حمص سے قنسرین اتنا قریب ہے کہ اہل حمص، قبرین، کتوں کا بھونکنا اور مرغوں کا بولن سنتے ہیں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے قبرص کے حالات اور دریائی سفر کی حالت اور دریائی سفر کی حالت دریافت فرمائی تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے لکھا۔ ان رايت حلقاً كبيراً كعب خلقاً صغيراً ليس السماء والماء ان ركد و قلق القلوب وان تحرك اراغ العقول يرا دقه اليقظ قلته والشك كثره راکبه دود علی عودان مال غرق ان نجابوق۔ ترجمہ۔ میں نے دیکھا ہے کہ گنتی سے چند آدمی بہت سے گزرتے ہوئے راکے لے جاتے ہیں سوائے آسمان اور پانی کے کوئی چیز نہیں دکھائی دیتی اگر دریا روانگی سے ٹھہر گیا تو پریشانی بڑھ گئی اور موجزن ہو گیا تو اوسان خطا ہو جاتے ہیں اس لئے کامیابی کی امید کم اور خطرے کا اندیشہ زیادہ ہے۔ یہ سفر کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ کثیر الکثریٰ پر بیٹھا ہو لکڑی ذرا جھکی تو کثیر اڈوب جائے اور اگر صحیح و سلامت بچ گئی تو چمک جائے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی درخواست پر حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا جواب: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خبر سن کر حضرت معاویہ کو لکھا:

والذی بعث محمدًا ﷺ، بالحق لا حمل فیہ مسلماً ابداً وقد بلغنی ان بحر الشام یسرف علی اطول شئی

من الارض فیستأذن الله کل یوم و لیلة فی ان یغرق الارض فکیف احمل الجنود علی هذا الکافر و بالله

لمسلم واحد احب الی مما حوت الروم فیاک ان تعرض لی فی ذالک فقد علمت ما لقی العلاء منی

ترجمہ۔ اس ذات کی قسم ہے جس نے محمد ﷺ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے میں لشکر اسلامی کو ہرگز دریا کے سفر کی اجازت نہ دوں گا میں نے

سنا ہے کہ شام کا دریا زمین کے بہت سے حصہ پر پھیلا ہوا ہے ہر روز اللہ تعالیٰ سے زمین کو ڈبو دینے کی اجازت طلب کرتا ہے ایسی

حالت میں لشکر اسلام کو میں اس کافر کے سفر کی اجازت کیسے دوں واللہ ایک مسلمان شخص سارے ملک روم سے مجھے زیادہ محبوب ہے۔

خبردار ایسی جرات نہ کرنا تمہیں معلوم ہے کہ علاء کے ساتھ کیا ہوا تھا؟ چنانچہ اسی وجہ سے قبرص ❶ کا جہاد ملتوی ہو گیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اجازت: جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ خلیفہ

بنادینے گئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ دریا کے راستے جہاد کرنے کی اجازت چاہی حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ خلیفہ بنادیئے گئے تو حضرت معاویہ

رضی اللہ عنہ نے دوبارہ دریا کے راستے جہاد کرنے کی اجازت چاہی حضرت عثمان ذوالنورین نے اجازت دے دی ❷۔ لیکن اس شرط سے کہ جس کا جی چاہے وہ

اس جہاد میں شریک ہو کسی شخص کو مجبور نہ کیا جائے چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک گروپ بنائے پر راضی ہو گیا ان میں سے حضرت ابوذر، ابوالدرداء، حضرت

شداد بن حضرت عبادہ بن الصامت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا بھی تھیں حضرت عبداللہ بن قیس (خلیفہ بنوفزارہ) ان

جہادوں کے امیر مقرر کئے گئے چنانچہ لشکر اسلام شام سے اللہ کا نام لے کر قبرص کی طرف روانہ ہوا۔ مصر سے حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں سے آئے۔

قبرص والوں کی صلح: قبرص والوں نے سات ہزار دینار سالانہ خراج پر صلح کر لی لیکن اس کی اجازت لے لی کہ اہل قبرص اتنا ہی خراج رومی بادشاہ

بھی دیا کریں گے۔ مسلمان اس کی حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں اور مسلمان ان کے علاوہ جو چاہیں گے اہل قبرص رکاوٹ نہ بنیں گے اور اس کے علاوہ اہل

قبرص دشمنان اسلام (رومیوں) کی جاسوسی کریں گے اور مسلمانوں کو اپنے ملک سے دشمنان اسلام کی طرف جانے کا راستہ دے دیں گے یہ حملہ ۳۲ھ

میں ہوا اور بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ ۲۹ھ میں اور بعض کے مطابق ۳۳ھ میں ہوا تھا حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کا انتقال بھی اسی واقعہ میں ہوا جس وقت در

❶ قبرص یا قبرس موجودہ سائپرس۔ ثناء اللہ۔ ❷ فتوح البلدان جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۱۸۱ میں اس پر اس عبارت کا اضافہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ اگر آپ

اہلیہ محترمہ کے ساتھ اس جہاد پر نکلیں تو اجازت ہے ورنہ نہیں۔

سے خشکی پر ام حرام اتریں گھوڑا بدک کر بھاگا تو وہ گر پڑیں اور ان کی گردن ٹوٹ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی شہادت پیش کی تھی ❶۔

فتح قبرص کے بعد حضرت عبداللہ بن قیس نے دریا کے راستے پچاس جنگیں لڑیں جس میں ایک مسلمان بھی شہید نہ ہوا ایک روز ساحل مرق (سرزمین روم) پر پہنچے تو ان پر کفار ٹوٹ پڑے اور شہید کر ڈالا۔ ملاح بھاگ کر اسلامی لشکر میں آیا۔ پھر سفیان بن عوف اندلی نے جس کو عبداللہ بن قیس نے امیر البحر مقرر کیا تھا اہل مرقا پر حملہ کیا، جنگ ہوئی ہزاروں کی تعداد میں اہل مرقا مارے گئے اور ایک گروہ مسلمانوں کا بھی اس لڑائی میں شہید ہوا اسی لڑائی میں وہ خود بھی شہید ہو گئے۔

اکراد کی بغاوت اور ابو موسیٰ کی معزولی:۔ خلیفہ بنے ہوئے حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کو تین سال ہو چکے تھے کہ اہل آمد اور کردوں نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا اور حضرت موسیٰ یہ خبر سن کر بصری سے اس بغاوت کو ختم کرنے کی غرض سے نکلے اپنے مال و اسباب چالیس خچروں پر لوڈ کر کے قصر سے نکال حالانکہ لوگوں کو پیدل جہاد کرنے پر آمادہ کیا تھا اور اسلامی لشکر نے اس کو خوش دلی سے منظور کیا تھا۔ لشکریوں نے خچروں کو دیکھ کر اعتراض کیا حضرت ابو موسیٰ نے تلخ لہجے سے جواب دیا اعتراض کرنے والے حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے حضرت ابو موسیٰ کو ہٹا کر حضرت عبداللہ بن عامر بن کریم بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس کو بصری کی حکومت پر مقرر کیا۔

گورنروں کے تبادلے:۔ حضرت عبداللہ بن عامر، امیر المومنین حضرت عثمان کے ماموں زاد بھائی تھے اس وقت ان کی عمر تقریباً پچیس سال کی رہی ہوگی ان کو ابو موسیٰ کے لشکر کا اور حاجرت عثمان بن العاص ثقفی (عثمان کے گورنر) کو بحرین کے لشکر کا سردار بنادیا گیا تھا اور انتظامی لحاظ سے عبید اللہ بن معمر کو خراسان کے بجائے فارس کا گورنر بنایا گیا اور خراسان کی حکومت پر عمیر بن عثمان بن سعد کو متعین کیا چنانچہ عمیر نے نہایت تیزی اور سختی سے فرغانہ تک قبضہ کیا لیکن کسی شہر یا گاؤں کو بغیر اصلاح کئے باقی نہ چھوڑا اس کے بعد ۴ ہجری خلافت کے شروع میں امیر ابن احمر لشکری خراسان کی گورنری پر عبدالرحمن بن عیس کرمان کی حکومت پر مقرر ہوئے۔ آخر ۱۳ھ خلافت میں جستان کی گورنری عمران بن الفضل برجمی کو اور کرمان کی حکومت عاصم بن عمرو کو دی گئی۔

اہل فارس کی بغاوت:۔ اہل فارس ان تبدیلیوں کو اپنی بہتری کا ذریعہ سمجھ کر آپس میں سازش کر کے بغاوت پر تیار ہو گئے لشکر کو تیار و آراستہ کر کے مقابلہ پر آئے۔ عبید اللہ بن معمر نے اصطر کے دروازہ پر صف آرائی کی اتفاق سے عبید اللہ بن معمر شہید ہو گئے اور ان کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ عبداللہ بن عامر یہ خبر سن کر بصری کے لشکر لے کر اہل فارس کو سیدھا کرنے کے لئے روانہ ہوئے ان کے مقدمہ الحش پر عثمان بن العاص میمنہ اور میسرہ پر ابو پرزہ الاسلمی اور معقل بن یسار سواروں کے عمران بن حصین امیر تھے۔ چنانچہ اصطر میں مقابلہ ہوا اور ایک بہت بڑی خوفناک جنگ کے بعد اہل فارس شکست کھ کر بھاگے۔ ہزاروں ایرانی مارے گئے مسلمانوں نے اصطر کو فتح کر کے دار بجر دکارخ کیا اور وہاں سے کامیاب ہو کر شہر جور (یعنی ردشیر) کی طرف بڑھے جس کا ہرم بن حیان سے پہلے سے ہی محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عامر کے آتے ہی جور ❶ فتح ہو گیا لیکن اہل اصطر میں پھر بغاوت پھوٹ نکلی حضرت عبداللہ بن عامر مجبور ہو کر اصطر کی طرف واپس آئے اور ایک طویل محاصرہ کے بعد لڑ کر اس کو فتح کر لیا ایران

❶ ان کا مکمل قصہ ہمارے مترجم کتاب، جنت کی خوش خبری پانے والی خواتین میں ملاحظہ فرمائیں یہ کتاب دارالاشاعت کراچی سے شائع ہو چکی ہے شاء اللہ۔ اس کے علاوہ جس میں یمن کوئی کا حوالہ دیا گیا ہے۔ وہ صحیح بخاری میں کتاب الجہاد باب ۳ میں عن حرام کی سند، مسلم میں بالامارۃ میں (۴۹) میں بھی کیث، عن انس عن ام حارم کی سند سے اور یحییٰ بن حمزہ کی سند سے بخاری (الجہاد ۱۳ باب حدیث ۲۹۲۳ میں ذکر کی گئی ہے)۔ (بحوالہ فتح الباری جلد نمبر ۶ صفحہ ۱۰۲) ❷ جور کا محاصرہ کئے ہوئے ایک مدت گزر چکی تھی لیکن فتح نہ ہوتا تھا اکثر یہ بھی ہوتا رہا ہے کہ کچھ لوگ میصرہ پر رہ گئے اور کچھ حصہ لشکر کا اصطر کے اطراف میں بغاوت دور کرنے کا چلا جاتا تھا اور بغاوت ختم ہونے کے بعد واپس آتا تھا امیر لشکر حرم بن حیان دن بھر روزہ رکھے نمونوں سے بڑے رہتے تھے اور شام کو افطار کر کے نماز میں مصروف ہو جاتے تھے ایک ہفتہ تک روزہ نہ رکھ لڑتے رہے ہفتہ کے بعد کمزوری زیادہ ہو گئی تو خادم سے کہا تجھے کیا ہو گیا کہ بس پانی سے افطار کر کے روزہ پر روزہ رکھتا ہوں اور تو کھانا نہیں دیتا۔ خادم نے کہا میرے امیر برابر آپ کے کہنے کے مطابق کھانا رکھ جاتا ہوں کبھی میں نے مانع نہیں کیا حرم کو یہ سن کر سخت خج ہوئے گلے روز خادم کھانا رکھ کر چھپ کر جا بیٹھا دیکھتا کیا ہے کہ ایک کتا شہر کی طرف سے آیا اور کھانا اٹھا کر چلا گیا خادم پیچھے چل پڑا آہستہ آہستہ کتا ایک سوراخ سے شہر میں گھس گیا۔ خادم نے دیکھا کہ ہرم کو اس راستہ کے بارے میں بتایا اسلامی لشکر اس کو فہمی مدد سمجھ کر یمن جنگ کے وقت اس سوراخ سے شہر میں داخل ہو گیا اور لڑ کر فتح کر لیا۔

کے خاندانی امراء اور نجی گرامی شہسواران فارس کو قتل کر ڈالا کیوں کہ ان لوگوں نے اس کو اپنا ٹھکانا بنا رکھا تھا اور ایرانیوں کو اتنا ذلیل کیا کہ اس کے بعد ان کو ذلت کے سوا کچھ عزت نہ حاصل ہوئی۔

گورنر کا تقرر حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کو فتح کی خوشخبری دی گئی دار الخلافہ مدینہ سے حکم صادر ہوا کہ فارس کے عذقوں پر مہم بن حیان - شکر بن حیان بن عیسیٰ حریت بن راشد اور ان کے بھائی منجانب بن راشد (ازینی سامہ) اور یرجہان بنی کو مقرر کر دیا جائے اور خراسان کے ضلعوں میں اخف بن قیس، مرو حبیب بن قرہ، یزید بن یزید، بلخ پر خالد بن عبد اللہ بن زبیر، ہرات پر امیر بن احمد، شکر بن طوس پر قیس بن ہبیرہ سلمہ نیشاپور مقرر کئے جائیں پھر کچھ عرصے بعد خراسان کا قیس بن ہبیرہ کو، بختگان کا امیر بن احمد، شکر بن طوس پر قیس کے بعد حضرت عبد الرحمن بن سمرہ کو، یہاں بن مر بن کریم کے عزیز تھے، مقرر کیا چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک یہ اسی عہدہ پر رہے کرمان کی گورنری پر عمران، فارس کی گورنری پر عیس بن عثمان بن مسعود اور مکران کی حکومت پر ان کریم قشیری مقرر ہوئے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد قیس بن ہبیرہ اور ان کے چچے عبد اللہ بن حازم سے جنگ چھڑ گئی جیسا کہ آگے ہم بیان کریں گے۔

خراسان کی شورش پر پیش قدمی: مہم فارس سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں نے ابن عامر کو خراسان کی طرف بڑھنے کا مشورہ دیا اس وجہ سے کہ ان اطراف میں بغاوت پھوٹ نکلی تھی چنانچہ ابن عامر خراسان کی طرف گئے اور بعض منورخ کہتے ہیں وہ بصری واپس آ گئے تھے۔ روانگی کے وقت فارس پر شریک بن الاعور حارثی کو اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ لہذا انہوں نے اس کی مسجد بنوائی۔ الغرض بصری پہنچے تو اخف بن قیس، حبیب بن اوس نے خراسان پر حملے کا مشورہ دیا ابن عامر نے زیاد بن ابی عامر کو اپنا نائب بنایا اور ایک فوج لے کر کرمان کی طرف روانہ ہوئے۔ کرمان والوں نے بھی بغاوت کر دی تھی۔ لہذا ان کی سرکوبی کے لئے مجاشع بن مسعود سلمیٰ کو اور بختگان والوں کو زیر کرنے کے لئے ربیعہ بن زیاد حارثی کو روانہ کیا اور خود نیشاپور کا رخ کیا ان کے مقدمہ الجیش پر اخف بن قیس تھے۔ انہوں نے طلبہ بنی کے دونوں قلعوں کو جو خراسان کے دروازے تھے۔ صلح وامن فتح کر لیا۔ کو بستان پہنچ کر محاصرہ کر کے پھر او شروع کر دیا اسی دوران میں ابن عامر بھی آ گئے اور چھ لاکھ درہم سالانہ خراج پر صلح ہو گئی منورخ کہتے ہیں کوہستان کے مہم کے سردار امیر بن احمد، شکر بن طوس تھے۔

نیشاپور میں فتوحات: اس کامیابی کا بعد ابن عامر نے صوبہ نیشاپور کی طرف کئی فوجیں بھیجیں چنانچہ رستاق رام ہرمز اور جیرفت وغیرہ کوڑ کر فتح کر لیا۔ اسود بن کلثوم قبیلہ عدی رباب سے تھے نے یبوق (صوبہ نیشاپور) پر حملہ کیا اتفاق سے شہر پناہ کی دیوار میں سوراخ ہو گیا اسود اسی راستے سے ایک گروہ کے شہر میں داخل ہو گئے مگر دشمنان اسلام سوراخ پر آ کر کھڑے ہو گئے پھر خوب گھسان لڑائی ہوئی جس میں حضرت اسود شہید ہوئے اسلامی لشکر کا علم ان کے بھائی ادہم بن کلثوم نے سنبھالا اور نہایت مردانگی سے لڑ کر یبوق کو فتح کر لیا۔

نیشاپور کا محاصرہ: دوران جنگ ابن عامر نے صبح نیشاپور سے بشت استقران، خوف اور رغیان کو فتح کر کے نیشاپور کا رخ کیا ایک مہینہ مکمل محاصرہ کئے رہے۔ نیشاپور میں فارس کے چار مرزبان رہتے تھے ان چار میں سے ایک نے رات کو دروازہ کھول دینے کا شرط پر اقرار کیا کہ اس کو امن دی جائے۔ ابن عامر نے یہ شرط منظور کر لی اور اسلامی فوجیں رات کے وقت شہر میں داخل ہو گئیں۔ مرزبان، کبرگھبرا کر چند سپاہیوں کے ساتھ قلعہ بند ہو گیا اسلامی لشکر نے قلعہ پر حملہ کیا تو مرزبان اکبر نے مجبور ہو کر دس لاکھ درہم سالانہ دے کر صلح کی۔

نیشاپور اور سرخس کی فتح: کامیابی کے ابن عامر نے نیشاپور پر قیس بن شہیم سلمیٰ کو مقرر کر دیا ایک لشکر نیشاپور اور دوسرے سرخس کی طرف بھیجا اہل نیشاپور نے لشکر اسلام کے پہنچنے ہی جزیرہ دے کر صلح کر لی باقی اور سرخس کے مرزبان نے دو چار جنگوں کے بعد سو آدمیوں کو امن دینے پر شہ جوے کرنے کا اقرار کیا اتفاق سے گنتے وقت وہ خود کو گنا بھول گیا۔ لہذا سردار اسلام لشکر نے اس کو قتل کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد طوس کا مرزبان آیا اور اس نے چھ لاکھ درہم جزیرہ دے کر صلح کر لی۔

ہرات، تنیہ اور مرو و روز کی فتح: ہرات کی طرف حضرت عبد اللہ بن حازم گئے تھے ہرات کے مرزبان نے بھی دس لاکھ درہم سالانہ دے کر صلح کر لی۔

کے زبان نے دو کروڑ دس لاکھ درہم پر صلح کر لی پھر ابن عامر نے عاصم بن نعمان باہلی کے بعد احنف بن قیس کو طخستان ۱ کی طرف روانہ کیا راستے میں حاکم دار الجبر نے تین کروڑ درہم پر صلح کی درخواست پیش کی احنف نے یہ شرط لگائی کہ جب تک ہم یہاں ہیں اس وقت دار الجبر میں کوئی مسلمان جا کر آذان دیتا رہے۔ اور نماز ادا کرتے رہیں، دار الجبر کے حاکم نے اس کو منظور کر لیا اس کے بعد احنف مروا لروز پہنچے تہلیل مروا لروز مقابلہ کے لئے آئے جب جنگ ہوئی تو احنف نے ان کو شکست دے کر مروا لروز کا محاصرہ کر لیا مروا زبان مروا لروز یمن کے گورنر بازان کا عزیز تھا اس نے احنف سے بازان کے ذریعے صلح کی درخواست کی۔ چھ لاکھ سالانہ پر صلح کر لی گئی۔

جرجان فزیاب اور طالقان کی فتح: اس کے بعد اہل جرجان طالقان اور فزیاب نے جمع ہو کر احنف کا مقابلہ کیا۔ ایک سخت خونریز جنگ کے بعد پسپا ہو کر بھاگے احنف نے مروا لروز پہنچ کر حضرت اقرع بن حابسؓ کو ان لوگوں کے تعاقب میں روانہ کیا جو میدان جنگ سے بھاگ کر جرجان میں جا چھے تھے حضرت اقرعؓ نے جرجان کو لڑ کر اور احنف نے طالقان اور فزیاب کو صلح کی فتح کیا بعضے کہتے ہیں کہ فزیاب کو امیر ابن احرر نے فتح کیا ہے۔

بلخ کی فتح: اس کے بعد احنف نے بلخ پر حملہ کیا یہ طخستان کا ایک مشہور شہر ہے اہل بلخ نے چار لاکھ اور بعضے کہتے ہیں کہ سات لاکھ پر صلح کر لی احنف نے بلخ پر اسید بن الہشتر کو مقرر کیا اور خود خوارزم کی طرف بڑھے چونکہ اہل خوارزم نے دریائے جیحون کا پل توڑ دیا تھا اور کشتیاں ہٹا دیں تھیں۔ اس وجہ سے حضرت احنف مجبور ہو کر بلخ واپس آ گئے اسید نے صلح و اقرار کے مطابق مال جمع کر رکھا تھا جس کی اطلاع بذریعہ خط ابن عامر کو دی گئی۔

ہمیدہ سیرجان اور قفص کی فتح: مجاشع بن مسعود اہل کرمان کی بغاوت ختم کرنے پر مقرر ہوئے تھے انہوں نے راستے میں ہمیدہ کو لڑ کر فتح کر لیا اور ایک محل بنوایا جو ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے پھر سیرجان پہنچے اور اس کو بھی نہایت بہادری سے لڑ کر فتح کر لیا اور وہاں کے اکثر رہنے والوں کو جلاوطن کر دیا اور جنہوں نے جزیہ دینا منظور کیا ان کو امان دے کر رہنے دیا اس کے بعد لڑ کر جیرفت پر قبضہ کر کے کرمان کے ارد گرد کو نقصان پہنچاتے ہوئے قفص پہنچے، یہاں پر ایرانیوں کا بہت بڑا مجمع تھا ان میں سے اکثر وہ لوگ تھے جو ارد گرد کے شہروں سے جلاوطن کر دیئے گئے تھے، سلامی لشکر نے انہیں دلیری سے حمد کیا ایرانیوں نے جہاں تک ان کو قوت نے ساتھ دیا حملے کو روکا بالآخر شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگے اکثر ایرانی کشتیوں پر سوار ہو کر کرمان اور بختان چلے گئے ہزاروں پکڑ دھکڑ کے دوران مارے گئے مسلمانوں نے ان کے مکافات اور زمینوں پر قبضہ کر لیا۔

زرنج کی فتح اور حیرت انگیز صلح: ربیع بن زیاد حارثی کو ابن عامر نے بختان کی لڑائی پر مقرر کیا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں ہذا انہوں نے نہایت تیزی سے راستہ طے کر کے قلعة ذالق پہنچ کر حملہ کیا اور اس کے دھقان کو گرفتار کر لیا اس نے فدیہ دے کر خود کو چھڑا لیا اور اہل فارس کی طرح صلح کر لی۔ پھر ربیع یہ فتح کرتے ہوئے زرنج کی طرف بڑھے۔ ایرانیوں نے مقابلہ کیا ربیع نے پہلی ہی جنگ میں ان کو شکست دے کر ناشروذ ہشروا کو فتح کر کے زرنج کو گھیر لیا زرنج بڑے لمبے چوڑے انتظام سے مقابلہ کیا۔ بالآخر مسلمانوں نے ان کو بھی شکست دے کر پیچھے ہٹا دیا۔ زرنج کے مروا زبان نے صلح کی درخواست کی اور صلح کی گفتگو کرنے کے لئے اپنی امان حاصل کر کے حاضر ہوا۔ ربیع نے ایک مقتول پر بیٹھ کر دوسرے مقتول کے ساتھ سہارا لیا اور اسی طرح ان کے اور ساتھیوں نے بھی کیا مروا زبان یہ رنگ دیکھ کر رعب میں آ گیا۔ ایک ہزار سونے کے گلاس جن کو ایک ہزار بونڈیاں لئے ہوئے تھیں پیش کر کے صلح کر لی اور لشکر میں داخل ہوا۔

رستم کے اصطلیل کے گاؤں کی فتح: اگلے دن واوی سنارو کی طرف روانہ ہوا راستے میں وہ گاؤں ملا جہاں رستم پہلوان پنا گھوڑا باندھتا تھا بل قریہ نے مقابلہ کیا جنگ ہوئی اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو فتح عنایت فرمائی۔ پھر حضرت ربیعہ لوٹ کر زرنج آئے اور ایک سال کے قیام کے بعد ایک شخص کو اپنا نائب مقرر کر کے ابن عامر کے پاس چلے گئے جن کو اہل زرنج نے نکال دیا تھا اور مقررہ خراج نہیں دیا تھا۔

ربیع ڈیڑھ سال تک گورنر رہے اس دوران چالیس ہزار مشرکوں کو قیدی بنایا حضرت حسن بصریؒ ان کے کاتب تھے۔

جبل زور کی فتح اور بت مسامری: اس کے بعد ابن عامر نے بھتان پر عبدالرحمن بن سمرہ کو مقرر کر کے روانہ کیا اور اہل زرنج نے طویل محاصرہ کے بعد مجبور ہو کر دول کھڑے ہو کر دہم اور دولا کھ لوٹدیاں دے کر صلح کر لی عبدالرحمن نے آہستہ آہستہ زرنج اور کش (سرحد ہند) کے درمیانی شہروں اور کش سے وادین (اطراف زرنج) تک پر کہیں لڑ کر اور کہیں صلح و امان قبضہ کر لیا خاص شہر وادین پہنچ کر جبل زور میں کفار کا محاصرہ کیا کفار نے تنگ کر صلح کی درخواست کی عبدالرحمن نے صلح کر لی ”زور“ کے بت خانہ میں داخل ہوئے زور ایک بت کا نام تھا جس کا جسم سونے کا اور آنکھیں یا قوت کی تھیں۔ حضرت عبدالرحمن نے آنکھیں نکال لیں اور ہاتھ کاٹ کر مر زبان سے مخاطب ہو کر بولے مجھے اس سونے چاندی جو اہرات سے کوئی غرض نہیں یہ تو تو لے لے میں نے فعل محض اس سے کیا ہے کہ تجھے یہ معلوم ہو جائے کہ یہ نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع۔

فتح کابل و زابلستان: اس مہم سے فارغ ہو کر حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے غزنی کے علاقوں پر چڑھائی کی، کابل اور زابلستان وادان فتح ہو گیا جو زرنج واپس آگئے اور وہیں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت نے ڈگر گان شروع کیا انہی دنوں دنوں حضرت عبدالرحمن کے واپس آتے ہی زرنج نے عہد شکنی کر دی۔ اور عمیر بن احمر کو شہر سے نکال دیا۔

ابن عامر کا عمرہ شکرانہ: چونکہ ابن عامر کے ہاتھوں فارس خراسان کرمان اور بھتان وغیرہ کی فتح مکمل ہوئی تھی اس وجہ سے لوگوں نے نہیں کہا جتنی فتوحات تمھارے زور و بازو سے ہوئیں اتنی اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ ابن عامر نے جواب دیا واللہ بیشک! اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھ جیسے ناچیز بندے کے ہاتھ سے اتنے شہروں کو فتح کیا ہے میں اس کے شکر یہ میں اس مقام سے عمرہ کا احرام باندھ کر روانہ ہوتا ہوں چنانچہ خراسان کا گورنر قیس بن ابہیثم کو مقرر کر کے نیشاپور سے احرام باندھ کر امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور حج کیا۔

تخار کی مکمل فتح: قیس بن ابہیثم ابن عامر کی روانگی کے بعد طخارستان کی طرف گئے اور اس کے شہروں پر بلا کسی روک ٹوک کے قبضہ کر یہاں ہتہ تھار والوں نے مقابلہ کیا جنگ ہوئی قیس نے اس کو بھی فتح کر لیا۔

ولید بن عقبہ کی کوفہ میں پریشانیاں: امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں ولید بن عقبہ کو ہنوغلب اور جزیرہ کی حکومت سے تبدیل کر کے کوفہ کی گورنری دی تھی۔ اور اس زمانہ میں ابوزبید عیسائی مذہب پر تھا اور انہی کے ہاتھ پر اسلام لایا۔ انہی سے تبدیل کر کے کوفہ کی گورنری دی تھی۔ اور اس زمانہ میں ابوزبید عیسائی مذہب پر تھا اور انہی کے ہاتھ پر اسلام لایا۔ انہی کے ساتھ رہا لیکن باوجود مسلمان ہونے کے اس کی شراب پینے کی عادت نہ گئی بعض عوام الناس اس کی صحبت کی وجہ سے ولید پر شراب پینے کا الزام لگاتے تھے اس دوران قبیلہ ازد کے چند جوانوں نے خزاعہ کے ایک شخص کورات کے وقت اس کے گھر میں نفرت کی وجہ سے قتل کر ڈالا ابوشریح خزاعی نے موقع کی گواہی دی۔ ولید نے مقتولوں کے ورثاء کے کہنے پر قاتلوں کو دارالامارت کے دروازہ پر قتل کی سزا دی۔

اس موقع سے قاتلوں کے ورثاء ولید سے نفرت و دشمنی کرنے لگے اور یہ لوگ بھی ان لوگوں میں شریک ہو گئے جو ولید پر شراب پینے کے الزام لگاتے تھے۔ ایک دن ولید کے مخالفین جمع ہو کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے اس واقعہ کو بیان کیا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ولید کے اس

۱ جنگ کابل میں اسامی لشکر کے افسر اعلیٰ حضرت عبدالرحمن بن سمرہ تھے۔ مقدمۃ الجیش حضرت عباد بن الحصین کی ماتحتی میں تھا۔ مدقوں محاصرے کئے ہوئے مجنیقوں سے پھراؤ کرتے رہے لیکن کسی طرح فتح نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ کثرتِ پھراؤ سے ایک بہت بڑا راستہ بن گیا۔ عباد بن الحصین رات بھر لڑتے رہے دشمنان سلام اس راستہ کو بند کر کے صبح کے وقت اہل شہر ہاتھیوں کا جھنڈ لے لے ہوئے مقابلہ کرنے نکلے۔ عبداللہ بن حازم سلمی نے مردانہ دار آگے بڑھ کر ہاتھی پر حملہ کیا۔ ہاتھی نے ان کو اپنی سوند میں جوں ہی یہ عبداللہ بن حازم نے اس کی تلوار چلائی کہ سوند ہاتھی کے جسم سے علیحدہ ہو کر جاگری ہاتھی سواروں نے نیزہ چلایا عبداللہ بن حازم دار سے بچے تو سوار نیچے آگرے عبداللہ بن حازم نے بکیر کا قرعہ بند کیا جس کو عسکر سدا نے سن کر دھرایا۔ فریق مخالف میں بل چل گئی بدحواسی کے عالم میں ایسے بھاگے کہ راستہ نہ بند کر سکے لشکر اسلامی قتل و غارت کرتا ہو شہر میں داخل ہوا یہ ابوحنیف کہتے ہیں کہ ہاتھی کو ابوہلب نے مارا تھا۔ حسن بصری کہتے ہیں کہ میرا خیال تھا کہ ایک شخص ہزار آدمی کا مقابلہ نہیں کر سکتا میں نے دیکھا کہ عباد بن الحصین نے اسے شمشیر سے غرض عبدالرحمن کابل فتح کر کے خشک کی طرف بڑھے اہل خشک نے ڈر کر صلح کا پیام دیا عبدالرحمن نے صلح کر کے زرنج کا رخ کیا اور ایک خونریز لڑائی کے بعد فتح کر کے راتین کی طرف بڑھے۔ وراس کوڑ کر فتح کیا دوران جنگ اہل کابل نے بدعہدی کی عبدالرحمن نے پہنچ کر ان کو پھر زریکا۔

سے جا غصہ سے برہم ہو گئے چند دنوں کے بعد انہیں لوگوں میں سے ایک شخص نے ایک جادوگر کو مار ڈال جس کو ولید سے تھے۔ حضرت ابن مسعود ہی تو تھے مسند پوچھا کیا، حضرت ابن مسعود ہی نے قاتلوں کے قتل کا فتویٰ دیا ولید نے قتل و قید خانہ میں ڈال دیا۔ چند دنوں کے بعد رہا کر دیا۔

ولید کی شکایات اور حد کا اجراء۔ اس واقعہ سے ولید کے مخالفوں کو موقع مل گیا۔ مدینہ منورہ میں امیر المومنین حضرت عثمان کی خدمت میں حاضر ہو کر ولید کی شکایت کی اور شراب پینے کا الزام لگایا۔ امیر المومنین حضرت عثمان ہی نے جواب دی کہ غرض سے دربار خلافت میں طلب کیا۔ شکایت کنندگان سے پوچھا کیا تم نے ان کو شراب نوشی کرتے ہوئے دیکھا؟ جواب دیا نہیں۔ لیکن ہم نے اس کو شراب کی قے کرتے دیکھا ہے۔ امیر المومنین حضرت عثمان ہی نے مقدمہ میں ثبوت کافی پا کر حضرت سعید بن العاص و درہ لگانے کا حکم دیا۔ حضرت علی بن ابی طالب ہی کو بھی موجود تھے فرمایا چادر تار مارہ لگاؤ۔ جیسے کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب نے اپنے بڑے حضرت حسن ہی کو درہ لگانے کا حکم دیا۔ لیکن جب انہوں نے انکار کیا تو حضرت عبداللہ بن جعفر ہی نے درہ لگائے جب چالیس درہ پر پہنچے تو حضرت علی ابن ابی طالب نے کہا بس اب درہ نہ لگاؤ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر ہی نے چالیس درہ لگانے کا حکم دیا اور عمر ہی نے اسی ۸۰ درہ شرابی کو مارے تھے اور یہ ۸۰ درہ سنت ہیں لیکن وہ یعنی ۴۰ مجھے زیادہ پسند نہیں۔

سعید بن العاص بن تیز، بحیثیت کوفہ کے گورنر۔ اس واقعہ کے بعد امیر المومنین حضرت عثمان ہی نے ولید کو کوفہ کی گورنری سے معزول کر کے سعید بن العاص بن سعید بن تیز بن ابی العاص بن امیہ کو مقرر کیا یہاں سعید کا فتنہ و رجات غریبی میں ہوا۔ ابواجیمہ اس کی کنیت تھی۔ اس کا بیٹا خالد (سعید ثانی کا چچا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا۔ جنگ مرنہ الصفر میں شہید ہوئے۔ سعید ثانی نے امیر المومنین حضرت عثمان کی کوفہ میں پرورش پائی جب شام فتح ہوا تو تعلیم کی غرض سے حضرت معاویہ کے ساتھ رہے پھر امیر المومنین حضرت عثمان ہی نے بلا سرکات کر دیا۔ یہ ایک زمانہ تک آپ کی خدمت میں رہے۔ قریش کے نامی افرات سے تھے ۳۰ھ میں امیر المومنین حضرت عثمان ہی نے ان کو کوفہ کی گورنری پر مقرر فرمایا تھا۔

کوفہ کا ناقابل اطمینان حال۔ سعید کوفہ آنے سے قواشہ، ابوشہ الغناری، جندب بن عبداللہ اور صعب بن جشامہ بھی واپس آئے یہ لوگ ولید کے حق میں کوئی دینے کے لئے تھے لیکن بعد میں ان کے مخالف ہو گئے الغرض سعید نے کوفہ پہنچ کر لوگوں کو جمع کیا خطبہ دیا ہر ایک کے حق کو غور سے دیکھ کر امیر المومنین حضرت عثمان ہی کو اطلاع دی کہ پورے کوفہ میں۔ اہل کوفہ کا انتظام بالکل ناقابل اطمینان ہے۔ ان کا کارخانہ درہم و برہم ہے۔ اہل شرف و سائقیں اسلام کو بہ طرح فضیلت دی جائے ان کے بعد جو لوگ اسلام میں داخل ہوئے ہیں ان کا رتبہ قائم کیا جائے۔ اور ان کا حق دیا جائے۔ سعید نے اس خط کو ایک مجمعہ عام میں پڑھا اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا اس بارے میں تم لوگوں کی جو رائے ہو خطاب کرو اہل کوفہ اس بات پر راضی نہ ہوئے اور وہ مجلس یوں ہی نامکمل برخاست ہو گئی۔

کوفہ پر عدم اطمینان سے صحابہ کی املاک کی فروخت۔ سعید نے اس واقعہ سے امیر المومنین حضرت عثمان کو مطلع کیا امیر المومنین حضرت عثمان ہی نے اس سے مشورہ کیا اہل کوفہ سے ایسی باتوں کی امید نہ رکھو جس کی قابلیت ان میں نہیں ہے اگر ایسا کرو گے فساد برپا ہو جائے گا۔ امیر المومنین حضرت عثمان ہی نے کہ اہل مدینہ! میں دیکھتا ہوں کہ فتنہ تمہارے طرف چلا آ رہا ہے میں مناسبت یہ سمجھتا ہوں کہ تمہارا حق پورا پورا دوں اور تمہارے حقوق کو عراق سے تمہاری طرف منتقل کر دوں۔ صحابہ نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ امیر المومنین حضرت عثمان نے کہا تم لوگ اپنی ان املاک کو جو عراق میں ہیں حجاز اور یمن کی جاداد کے بدلہ چاہو تو فروخت کر دو، صحابہ نے اس رائے کے مطابق عراق کی جادادیں فروخت کر کے خیرہ کردہ و طائف کی جاداد میں خرید لیں، طلحہ، مروان، اشعث بن قیس، اور بنی قریظہ کے بہت سے لوگوں نے ایسا ہی کیا۔

طبرستان کی طرف پیش قدمی۔ اسی ۳۰ھ میں سعید بن العاص نے طبرستان پر حملہ کیا اس سے پہلے مسلمانوں میں سے کسی نے اس پر حملہ نہیں کیا۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ اصہد نے سدید بن مہر بن سے حضرت فروق اعظم سے کہنے میں پچھمال دے کر صلہ کر لی تھی۔ لیکن اس بیان

کے مطابق سب سے پہلے حضرت سعید بن العاص نے طبرستان کا رخ کیا ان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت تھی جن میں حسن، حسین، ابن عمر، ابن زبیر، حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔

۱۹ھ میں طوس کے مرزبان نے حضرت سعید بن العاص اور عبد اللہ کو (جس زمانہ میں یہ بصری میں تھے) لکھا تھا کہ تم میں سے جو قدرت و منصب رکھتا ہو وہ خراسان پر آ کر قبضہ کر لے۔ چنانچہ ابن عامر بصری سے اور سعید کوفہ سے روانہ ہوئے لیکن ابن عامر سعید سے پہلے نیش پور پہنچ گئے اس وجہ سے سعید نے طبرستان پر حملہ کیا تو مس پہنچے اہل قومس سے حضرت حذیفہ نے نہادند کی فتح کے بعد صلح کر لی تھی تو حضرت سعید نے جرجان کا رخ کر لیا جرجان کے مرزبان نے دو لاکھ پر صلح کر لی۔

طمیسیہ کی فتح۔ اس کے بعد حضرت سعید نے طمیسیہ کی طرف فوج کو بڑھایا۔ طمیسیہ دریا کے کنارے طبرستان کا ایک شہر ہے جو جرجان کی سرحد پر آباد تھا۔ اہل طمیسیہ نے مقابلہ کیا جنگ ہوئی تو حضرت سعید نے طمیسیہ کے گورنر پر ایسا وار کیا کہ زرہ کاٹ کر بغل کے نیچے نکل گئی۔ مخی لف لشکر میدان جنگ سے بھاگ کر قلعہ بند ہو گیا۔ حضرت سعید نے محاصرہ کر کے محققین نصب کر کے پھر اذ کا حکم دے دیا۔ یہاں تک کہ طویل محاصرہ کے بعد اہل طمیسیہ نے اس شرط پر امان طلب کی کہ ان میں سے ایک شخص بھی قتل نہ کیا جائے گا۔ حضرت سعید نے اس کو منظور کر لیا۔ اہل طمیسیہ نے شہر پنہ کا دروازہ کھول دیا۔ اور حضرت سعید نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اور سوائے ایک شخص کے باقی سب کو قتل کر دیا۔

طمیسیہ سے فارغ ہو کر حضرت سعید نے نامنہ کو فتح کیا۔ نامنہ شہر نہ تھا بلکہ صحرا تھا۔ اور یہیں ان کے ساتھ محمد بن الحکم بن ابی عقیل (جد یوسف بن عمرو) کا انتقال ہوا تھا۔

جرجان کی سرکوبی:۔ اہل جرجان بھی ایک لاکھ کبھی دو لاکھ کبھی تین لاکھ خراج دیتے تھے اور اکثر اوقات خراج دینا بند بھی کر دیتے تھے۔ در کچھ عرصہ بعد خراج بالکل دینا بند کر کے خود سرو باغی ہو گئے اس وجہ سے خراسان کا راستہ قومس تک خطرناک ہو گیا۔ قائلے فارس سے کرمان اور کرمان سے خراسان کی طرف جانے لگے جیسا کہ قومس کی فتح سے پہلے تھا یہاں تک قتیبہ بن مسلم خراسان کے گورنر ہوئے اور انہوں نے یزید بن ابیہلب کو قومس کے سر کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ قومس کے مرزبان اور اہل جرجان نے حضرت سعید بن العاص کی صلح کی شرائط کے مطابق پھر صلح کر لی۔ اور انہوں نے ہجیرہ اور دہستان کو فتح کر لیا۔

جمع و اشاعت قرآن مجید

اسی ۳۰ھ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، جنگ رے سے باب کی جنگ کی طرف عبدالرحمن بن ربیعہ کی کمک کے لئے گئے۔ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ آذربائیجان میں حذیفہ کے آنے کے انتظار میں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی وفات کی بعد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ واپس آئے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

قرآن یکجا کرنے کی وجہ: حذیفہ رضی اللہ عنہ نے باب سے واپس آ کر حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ میں نے اس سفر میں یہ ایک عجیب، جرات دیکھا ہے کہ ایک شہر والے دوسرے شہر والوں سے قرآن کی قرأت میں اختلاف کرتے ہیں۔ حمص والے کہتے ہیں کہ ہم قرآن مجید کو بہ نسبت اور شہر والوں کے زیادہ صحیح و مجید سے پڑھتے ہیں ہم نے قرآن کی تعلیم حضرت مقداد سے حاصل کی ہے۔ دمشق والوں کا بھی اسی قسم کا دعویٰ ہے بصری والے کہتے ہیں کہ ہم نے قرآن کی تعلیم حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے پائی ہے۔ ہماری قرأت صحیح و معتبر ہے۔ کوفہ والوں کا دعویٰ ہے کہ ہم نے قرآن کی تعلیم حضرت ابن مسعود سے پائی۔ ہماری قرأت زیادہ صحیح ہے، میرے نزدیک قرآن مجید ایک قرأت و صورت پر جمع کر دیا جائے اور اگر یہی حاست برقرار رہی تو سخت اختلاف واقع ہو جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رضی اللہ عنہم نے جو اس وقت وہاں موجود تھے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی اس رائے سے اتفاق کیا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اختلاف اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فیصلہ: لیکن حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں نے اختلاف کیا۔

نزع ہو جا تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سختی سے پیش آئے حضرت سعید بن مسعود نے درشتی سے جواب دیا ساری مجلس درہم برہم ہو گئی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اس مجلس سے نکل کر سیدھے مدینہ منورہ روانہ ہوئے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کیا۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے مشورہ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی رائے پسند کی، امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ سے وہ قرآن منگوا لیا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جمع اور مرتب کیا گیا تھا۔

خلافت صدیقی میں قرآن مرتب ہونے کی وجہ سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب یمامہ کی جنگ ہو رہی تھی ایک دن میں کئی حفاظ سہیہ سہیہ شہید ہوئے تھے اس وقت تک قرآن پاک صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سینہ میں تھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو رائے دی کہ قرآن پاک کو کتابی صورت میں جمع کر لینا ضروری ہے ایسا نہ ہو کہ حفاظ کے فنا ہونے سے قرآن مجید بھی فنا ہو جائے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس رائے سے اختلاف کیا اور یہ فرمایا کہ جس کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا میں کیسے اس کام کو کروں۔ لیکن جب اس بات پر غور کیا تو اس رائے سے رجوع فرما کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی رائے سے متفق ہو گئے اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اس خدمت پر مامور کیا چنانچہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کاغذ کے پرزوں درخت کے پتوں، چھوٹوں اور لوگوں کے سینوں سے قرآن مجید جمع کر کے موجودہ کتابی صورت میں مرتب کیا۔

مجموعہ قرآن اس زمانہ سے یہ مصحف کریم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا، پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ رہا جب یہ شہید ہوئے تو ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ نے لے لیا۔ جب حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مذکورہ واقعہ پیش آیا تو جناب موصوف نے اس قرآن کو ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ سے منگوا کر حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن الزبیر، حضرت سعید بن العاص اور حضرت عبدالرحمن بن احرث بن ہشام رضی اللہ عنہم کو اس کی نقل بنانے پر مقرر کیا۔ اور یہ ارشاد فرمایا کہ اگر تمہیں کسی لفظ میں اختلاف واقع ہو تو قریش کے محاورہ کے مطابق لکھنا کیوں کہ قرآن انہیں کی زبان میں نازل ہوا ہے ہذا ان لوگوں نے قرآن مجید کے بہت سے نسخے لکھے۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی قرآن کے نسخے تمام اسلامیہ شہروں میں بھیج دیئے اور یہ حکم دیا کہ اس پر اعتماد اور بھروسہ کرو اس کے سوا اور جو نسخے تھے وہ جہادینے گئے کوفہ میں جب قرآن پہنچا تو صحابہ نے بہت خوش ہوئے۔ لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود نے اس قرآن کو لینے سے انکار کیا اور اپنے شاگردوں کو اپنی ہی قرأت ❶ پڑھا۔

یزدجرد کا تعاقب اور فرار۔ ابن عامر نے بصری سے نقل کر فارس کا ارادہ کیا اور اس کو فتح کر لیا۔ یزدجرد ۳۷ھ میں جورے بھاگ کر اردشیر خروہ پہنچا ابن عامر نے اس کے تعاقب میں مجاشع بن مسعود کو اور بعض کہتے ہیں کہ ہرم بن حیان۔ شمری یا جسی کو لشکر دے کر روانہ کیا۔ کرمان تک تعاقب کرتے چلے گئے یزدجرد گھبرا کر کرمان سے خراسان چلا گیا راستے میں یہ جان سے چھ سات کوس کے فاصلے پر برف باری ہوئی مجاشع کے سارے ساتھی وفات پا گئے صرف مجاشع لشکر اسلام میں واپس آئے۔

یزدجرد نے اسلامی فتوحات کے سیلاب کو جب رکتے ہوئے نہ دیکھا تو خراسان سے مرو آیا اس کے ساتھ خرزاد (رستم کا بھائی) بھی تھا لیکن ماہویہ مرزبان مرو کے مشورہ سے خرزاد عراق کی طرف واپس چلا گیا۔

یزدجرد کا قتل اس کے بعد یزدجرد نے ترستان کا ارادہ کیا۔ ماہویہ نے بہمال واسباب یہیں چھوڑ جا کر یزدجرد نے اس کی بات پر توجہ نہ کی تو ماہویہ نے مسلمان سپاہیوں کے ذریعے ترکوں سے سازش کر لی اور ان کو خفیہ طریقے سے مرو میں بدایا۔ رات کو جب سب سوئے تو ترکوں نے اٹھ کر یزدجرد کے ساتھیوں کو صاف کر دیا یزدجرد و پیدل دریائے مرغاب کی

طرف بھاگا۔ شام کے وقت ایک گاؤں میں پہنچ کر ایک چکی چلانے والے کے گھر میں چھپ گیا۔ ان بھگتا کا منہ نہ تھا لہذا ہی سو گیا۔ چکی چلانے

❶ ایک مدت بعد جب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بنے اور وہ تریف، اور دوسروں میں مصحف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا تو یہ شخص نے مجمع عام میں سے ہو کر امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شریک ہونے سے انکار کر دیا اور ان کو چپ رہنا چاہا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ کام دیکھا تو اس وقت یہ ہوتا تو میں ہی حضرت عثمان کا راستہ ہی اختیار کرتا۔

والے نے اس کی زرق و برق پوشاک دیکھ کر قتل کر کے دریا میں ڈال دیا۔ بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ ماہویہ نے ترکوں سے سازش نہیں کی تھی بلکہ جب اس کے ساتھیوں ورائل مرو سے ان بن ہو گئی اور آپس میں لڑائی شروع ہو گئی تو یزدجرد بھاگ کر ایک چکی چلانے والے کے مکان میں پناہ لے گیا ہوا اور اس کو دریا میں ڈال دیا تھا۔ اہل مرو کو اس بارے میں جب معلوم ہوا تو تلاش کرتے ہوئے چکی چلانے والے کے مکان کی طرف آئے اور اس کو گرفتار کر کے تشدد کرنے لگے۔ چکی چلانے والے نے یزدجرد کے قتل کا واقعہ بتا دیا تو ان لوگوں نے اس کو اس کے اہل و عیال کو قتل کر ڈالا اور یزدجرد کی لاش کو دریا سے نکال کر تابوت میں رکھ کر اسطر لائے اور فادس (دخند) میں جو وہاں پر تھا دفن کر دیا۔

یزدجرد کے قتل کی دوسری روایت: بعض مؤرخ نے یزدجرد کے قتل کے واقعہ کو یوں بیان کیا ہے کہ نہادند کے واقعہ کے بعد یزدجرد بھاگ کر اصفہان پہنچا۔ اصفہان میں ایک رئیس نے حاضر ہونے کی اجازت چاہی، یزدجرد کے دربان نے اس کو جھڑک دیا، رئیس نے اس کو پکڑ کر خوب مارا۔ دربان روتا ہوا یزدجرد کے پاس آیا۔ یزدجرد کو یہ بات بری لگی اصفہان سے رے چلا آیا طبرستان کے گورنر نے حاضر ہو کر گزارش کی، میرا ملک موجود ہے آپ شوق سے حکمرانی و حفاظت کیجئے، یزدجرد نے منظور نہ کیا دل برداشتہ ہو کر جھٹان کی طرف چل کھڑا ہوا اور وہاں سے ایک ہزار سواروں کے ساتھ مرو پہنچا بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ چار سال تک فارس میں ٹھہرا رہا۔ پھر وہاں سے نکل کر کرمان آیا دو سال تک یہاں ٹھہرا رہا۔ کرمان کے دہقان سے کچھ روپیہ طلب کیا جب اس نے دینے سے انکار کیا اور اپنے ملک سے نکال دیا تو جھٹان چلا آیا اور پانچ سال تک وہیں ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد فراسن سے اس ارادے سے کہ لشکر جمع کر کے مسلمانوں سے مقابلہ کرے ”مرو“ کی طرف روانہ ہوا۔ اس سفر میں فرخزاد اور مملکت فارس کے دہقانوں کے لڑکے بھی یزدجرد کے دستہ میں تھے۔ یزدجرد نے چین کے بادشاہوں فرغانہ، خراسان اور کابل سے مدد طلب کی۔ کوچ و قیام کرتا ہوا مرو کے قریب پہنچا مرو کے مرزبان کے بیٹے نے یزدجرد کو مرو میں داخل ہونے سے روک دیا۔ بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ یزدجرد نے مرو کی حکومت ماہویہ سے چھین کر اپنے بھتیجے کو دینے کا ارادہ کیا تھا۔ اتفاق سے ماہویہ جو مرو کا مرزبان تھا اس کا پتہ چل گیا۔ نیزک ۱۰ طرخان کو ایک ہزار درہم یومیہ پر یزدجرد کے قتل اور عرب کے امیر سے صلح کرنے پر متعین کیا نیزک طرخان نے یزدجرد کو لکھا مجھ کو تم سے عرب کے بارے میں کچھ باتیں کرنی ہیں تم مجھ سے تن تنہا، شکر اور فرخزاد سے عیحدہ ہو کر منے آؤ یزدجرد نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا فرخزاد نے تن تنہا ملنے سے روکا، یزدجرد نے اس کی بات نہ مانی اور اکیلا نیزک کے پاس چلا گیا نیزک بظہر بہت عزت اور استقبال کر کے اپنے لشکر میں لے گیا دوران گفتگو یزدجرد نے کہا کہ اگر تم اپنی لڑکی سے میری شادی کر دو تو میں تمہاری مدد کروں گا یزدجرد یہ سن کر پیش میں آگیا اور گالی دے بیٹھا۔ نیزک نے یزدجرد کے سر پر ایک گزدار یزدجرد اور خالی دے کر بھاگا اور ایک چکی چلانے والے کے گھر میں جا کر چھپا۔ تین دن تک بغیر کھائے پئے گزارا باجو تھے دن چکی چلانے والے نے کھانا پیش کیا۔ یزدجرد نے کہا میں بغیر ہاتھ کے کھانا نہیں کھاتا ہوں۔ چکی چلانے والا ایک باجا بجانے والا پکڑ لیا جب اس نے باجا بجا یا تو اس نے کھانا کھایا کسی مجھرنے جا کر یہ خبر دی تو نیزک نے چکی چلانے والے سے دریافت کیا۔ چکی چلانے والے نے یزدجرد کا پتہ نہ بتلایا لوگ ڈھونڈھ کر واپس جا رہے تھے کہ مشک کی خوشبو سے یزدجرد کو پہچن لیا گیا چنانچہ اس کے پاس جو کچھ تھا وہ لے لیا اور اس کا گلا گھونٹ کر دریا میں ڈال دیا۔ مرو کے اسقف نے دریا سے نکال کر تابوت میں رکھ کر دفن کر دیا۔

قتل کی ایک اور روایت: بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ یزدجرد عرب کے بھتیجے سے پہلے کرمان سے مرو کی طرف روانہ ہوا تھا اور چار ہزار کی جمعیت سے طبرستان کی طرف بڑھا تھا۔ مرو کے بھتیجے سے پہلے دو سو سالار فارس کے ملے جو آپس میں ایک دوسرے کے مخالف تھے ایک نے یزدجرد سے دوسرے کی شکایت کی یزدجرد اس کے بہکاوے میں آگیا اور اس کے قتل کرنے کے بارے میں سوچنے لگا۔ اتفاق سے یہ خبر اس کو مل گئی چنانچہ یزدجرد کا دشمن ہو گیا۔ یزدجرد کو جب یہ معلوم ہوا تو جان کے خوف سے بھاگ کر مرو سے دوفرخ کے فاصلے پر ایک چکی چلانے والے کے گھر میں جا چھپا۔ چکی چلانے والے نے اس سے چار درہم طلب کئے یزدجرد نے کہا میرے پاس روپیہ پیسہ نہیں ہے لیکن میری بیٹی لے لے۔ چکی چلانے والے نے اس کے ظاہری لباس سے جھوٹا سمجھ کر مار ڈالا اور اسی کے پاجامہ میں باندھ کر دریا میں ڈال دیا مرو کے عیسائیوں نے یہ سن کر ایک مجلس منعقد

کی اور اس کے سابقہ حقوق کے لحاظ سے دریا سے نکال کر تابوت میں رکھ کر تاوس (دخنہ) میں دفن کر دیا۔

یزدجرد کی حکومت بیس برس تک رہی ان میں سے سولہ برس عرب کی جنگوں میں صرف ہوئے ساسانی بادشاہوں کی حکومت کا سلسلہ اسکے مرنے سے منقطع ہو گیا۔

یزدجرد کی اولاد کا حال: بیان کیا جاتا ہے کہ قتیہ نے صغد کی فتح کے وقت دو عورتیں گرفتار کی تھیں جو مخدج میں یزدجرد کی اولاد میں سے تھیں۔ مخدج کی ماں سے یزدجرد نے زمانہ قیام مرو میں تعلق پیدا کر لیا تھا لہذا اس کے لطن سے یزدجرد کی موت کے بعد ذاہب الشق پیدا ہوا چونکہ یزدجرد کے قتل کے بعد پیدا ہوا تھا اس وجہ سے مخدج کے نام سے موسوم ہوا پھر اس کی اولاد خراسان میں پیدا ہوئیں۔ قتیہ نے ان دونوں عورتوں کو جو اس کی نسل سے تھیں حجاج کے پاس بھیجا اور حجاج نے دونوں یا ان میں سے ایک کو ولید کے پاس بھیج دیا جس کے لطن سے یزید ناقص بن الولید پیدا ہو۔

ترکوں کی یورش: ترک اور خزرج کا یہ عقیدہ تھا کہ مسلمانوں کو کوئی شخص نہیں مار سکتا اور یہ عقیدہ اس وجہ سے بنا ہوا تھا کہ جن لڑائیوں میں مسلمانوں سے ان کا مقابلہ ہوا تھا ان میں مسلمانوں میں سے ایک شخص بھی معرکہ جنگ میں نہیں مارا گیا تھا۔ ترکوں میں اس بارے میں مشورہ ہوا اور تجربہ کرنے کیسے مورچہ میں چھپ کر بیٹھے۔ اتفاق سے ان کی یہ تدبیر کامیاب ہوئی دو ایک مسلمانوں کے مقابلہ و مقاتلہ پر تیار ہو گئے۔ ان دنوں عبدالرحمن بن ربیعہ آرمینہ کی حدود ہب تک حکمرانی کر رہا تھا اس نے اپنی طرف سے دار الخلافہ کی منظوری سے سراقہ بن عمرو کو مقرر کیا تھا خزرج کے علاقوں پر یہ اکثر حملہ کرتا تھا چنانچہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی حسب دستور سابق ۲۳ ہجری میں بلخج پر چڑھائی کی۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو اس حملے سے روکا لیکن وہ جوش مردانگی میں بڑھتے چلے گئے واپس نہ ہوئے ترکوں میں گزشتہ واقعہ سے دلیری پیدا ہوئی گئی تھی۔ لہذا انہایت تیزی اور سختی سے لڑائی شروع ہوئی حضرت عبدالرحمن بن ربیعہ شہید ہو گئے جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

مسلمانوں کی فوج کی دو حصوں میں روانگی: حضرت عبدالرحمن بن ربیعہ کی شہادت کے بعد اسلامی لشکر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا ایک گروہ باب کی طرف گیا۔ راستے میں حضرت سلمان بن ربیعہ سے ملاقات ہو گئی جس کی وجہ سے یہ بچ گئے۔ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے کوفہ سے مسلمانوں کی مدد کے لئے روانہ کیا تھا دوسرے حصے نے جیلان و جرجان کا راستہ اختیار کیا اور اس گروہ میں حضرت سمان فارسی رضی اللہ عنہ حضرت ابو زہرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

لشکر اسلام میں اختلاف کا پہلا بیج: اس کے بعد حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان بن ربیعہ کی بجائے ابن کے بھائی کو باب کا گورنر مقرر کیا اور ان کے ساتھ ایک لشکر اہل کوفہ کا روانہ کیا جس کے سردار حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ تھے ان کی کمک پر امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شام کا لشکر حبیب بن مسلمہ کی سرداری میں فرمایا۔ حضرت سلمان بن ربیعہ سارے اسلامی لشکر کے سردار مقرر کئے گئے جس وقت یہ دونوں لشکر ایک جگہ جمع ہوئے کوفیوں اور شامیوں میں جھگڑا ہو گیا۔ حبیب بن سلمان کی امارت سے انکار کیا۔ یہ پہلی مخالفت تھی جو کوفہ و شام کے لشکر میں واقع ہوئی۔

اس واقعہ کے بعد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے متواتر تین جنگیں لڑیں آخری جنگ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے زمانے میں ہوئی۔

قارن کی بغاوت: ۲۳ھ کے آخر میں خراسان پر ترکوں نے پھر حملہ کیا اہل بادغیس ہرات اور قوہستان والوں نے ان کا ساتھ دیا چالیس ہزار کا لشکر لے کر ترکوں کا بادشاہ قارن خراسان کی طرف بڑھا خراسان میں ان دنوں حضرت قیس بن الہیثم قیس سلمی گورنر تھے ان کو ابن عامر نے اس زمانہ میں مقرر کیا تھا جب وہ حج کے لئے جا رہے تھے ان کے ساتھ قیس کے چچا زاد بھائی عبداللہ بن حازم بھی تھے انہوں نے ابن عامر سے درخواست کی کہ مجھے یہ لکھ دو کہ جب خراسان سے قیس علیحدہ ہوں تو میں اس کا گورنر ہوں گا۔ ابن عامر نے اس کی درخواست کے مطابق یہ عہد نامہ لکھ دیا۔ لہذا جب ترکی فوجیں خراسان کے ارد گرد آگئیں تو قیس نے عبداللہ بن حازم سے پوچھا تمہاری کیا رائے ہے؟ جواب دیا، میرے نزدیک آپ خراسان سے علیحدہ ہو کر چلے جائیے کیوں کہ میں اس کا امیر ہوں ابن عامر نے اس کی امارت کی سند مجھے عطا کی ہے۔ عبداللہ بن حازم نے مشورہ دیا تھا کہ ترکوں کا شکر زیادہ ہے اور ہم لوگ تھوڑے ہیں بہتر ہوگا کہ تم خود مدد لینے ابن عامر کے پاس چلے جاؤ۔ جب قیس روانہ ہوئے تو عبداللہ بن حازم نے اپنی سند

کھائی جس میں لکھا تھا کہ بحالت غیر موجودگی قیس، عبداللہ بن حازم امیر خراسان سمجھے جائیں۔

قارن کا قتل اور ترکوں کی شکست:۔۔۔ عبداللہ بن حازم نے چار ہزار فوج لیکر ترکوں کا مقابلہ کیا جب دونوں لشکروں کا ایک کھلے میدان میں مقابلہ ہوا تو عبداللہ بن حازم چھ سو منتخب آدمیوں کا ایک دستہ ترتیب دے کر ترکوں پر رات کے وقت حملے کرنے کا کہا اور بقیہ لشکر کو حکم دیا کہ نیزوں پر کپڑا پیٹ کر تیل سے تر کر کے روشن کر لیں۔ ترکوں نے چاروں طرف مشعلیں روشن کر لیں۔ ترکوں نے چاروں مشعلیں روشن دیکھ کر ہمت ہار دی۔ ابن حازم نے ان کو ہر طرف سے گھیر کر لڑائی شروع کر دی ترکوں کا بادشاہ قارن مارا گیا ترکی فوجیں میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئیں اسد می شکر نے تعاقب کیا سینکڑوں بلکہ ہزاروں کو قتل و قید کیا۔ فتح کے بعد ابن حازم نے ابن عامر خوس ہو گئے اور خراسان کی حکومت پر ان کو بحال رکھا یہاں تک کہ واقعہ جمل پیش آیا اس زمانہ میں ابن حازم بصری میں چلے آئے اور اہل بصری ابن حازم کی جنگ کے بعد خراسان میں اپنے مخالفوں سے برابر جنگ و جدال کرتے رہے اور بغاوت ختم کرنے کو اپنا مذہبی شعار سمجھتے رہے۔

عربوں کا حال: جس وقت اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو مکمل فتح عنایت فرمائی اور ملت اسلامیہ کے قبضہ میں اکثر ممالک آ گئے اس وقت عرب نے ان لوگوں میں جو بصری، کوفہ، شام، اور مصر میں رہتے تھے رہائش اختیار کر لی رسول اللہ ﷺ کی شرف صحبت سے ممتاز اور ان کے پورے پورے ماننے والے اور مسلمانوں کے ہادی مہاجرین و انصار قریش اور اہل حجاز تھے۔ یہی لوگ اس بڑی دولت سے سرفراز ہوئے تھے۔ باقی عرب بنی بکر بن وائل، عبدالقیس، ربیعہ، ازد، کنذہ، تمیم اور قضاعہ وغیرہ اس عزت و شرف سے ممتاز نہ تھے۔ ان کو رسول اللہ ﷺ کی مقدس صحبت نصیب ہی نہیں ہوئی تھی اور اگر کسی کو ان میں سے کچھ صحبت نصیب بھی ہوئی تو نہایت کم۔ مگر فتوحات میں انہیں کا زیادہ حصہ تھا اسی وجہ سے وہ خود کو سابقین صحابہ کرام سے افضل اور اپنے حقوق کو فائز سمجھتے تھے۔

مصائب اور فتنوں کی ابتداء: عامر کو لشکر کشی کے زمانے میں اس کا بالکل احساس نہ ہوا تھا لیکن فتوحات و کامیابی حاصل ہونے کے بعد جب مصیبتا فتوحات کو روکنا پڑا تو وہ اس بات کو محسوس کر کے ان پر مہاجرین و انصار، قریش اور ان کے علاوہ دوسرے قبائل کے لوگ حکومت کر رہے ہیں دلی دل میں تنگ ہونے لگے اتنے میں امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا آخری زمانہ خلافت آ گیا لہذا ان لوگوں نے اسامی و یور کے گورنروں کو طعنہ دینا شروع کر دیئے۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے احکام ماننے میں سستی اور ان کے انتظامات پر زبان درازی کرنے لگے۔ بھی کسی گورنر کی تہدیی کی درخواست کرتے اور ابھی کسی گورنر کی معزولی کی التجا کرتے۔ غرض ہر طرح سے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے کی مخالفت پر تل گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گورنر کی تحقیقات: ان سرگوشیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے پیروکاروں کی طرف سے بددلی پیدا ہو گئی گورنروں پر ظلم، بے وجہ کاروائیوں کے الزامات قائم ہونے لگے۔ زیادہ زمانہ نہ گزرا تھا مدینہ میں صحابہ کے کانوں تک بھی یہ باتیں پہنچ گئیں جس سے وہ لوگ بھی مشکوک و مشتبہ ہو گئے اور اکثر در پردہ اور کسی وقت اعلانیہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گورنروں کی معزویت کی گفتگو کرنے لگے صحابہ رضی اللہ عنہ نے اس بات پر ان کو مجبور کیا کہ مختلف ممالک میں مختلف گورنروں کے پاس آدمیوں کو بھیج کر ان کی صحیح کیفیت معلوم کروائیں۔ چنانچہ حضرت محمد بن مسلمہ، کوفہ کی طرف حضرت اسامہ بن زید بصری کی طرف، حضرت عبداللہ بن عمر، شام کی طرف روانہ کئے گئے ان کے علاوہ اور لوگ بھی حالات معلوم کرنے کے لئے مختلف شہروں میں بھیجے گئے سب نے واپس آ کر بیان کیا کہ ہم نے کوئی کاروائی خلاف شرع نہ تو گورنر کی دیکھی ہے اور نہ عوام الناس میں کسی قسم کا جرجاسا۔

عبداللہ بن سبا کا فتنہ: لیکن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو بعض مفسدہ پرداز گروہ نے اپنی طرف مائل کر لیا اور اپنا ہم خیال بنالیا ان میں سے عبداللہ بن سبا معروف یہ ابن السواد تھا جو اس سے پہلے یہودی مذہب رکھتا تھا اور امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مدینہ میں آ کر مال داری، بیج میں ایمان لایا مگر سچا و پکا دیندار نہ بنا لوگوں کو در پردہ اہل بیت کی محبت کے چکر میں امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور شیخین رضی اللہ عنہ کی من گھڑت خامیوں کے بارے میں بتاتا رہتا تھا اہل بصری کو اس کی خباثت کا علم ہوا تو انہوں نے اس کو نکال دیا تو وہ کوفہ پہنچا جب وہاں سے بھی شہر بدر کیا گیا تو شام آیا اور

شام سے شہر بدر ہو کر مصر پہنچا۔

ابن سبا کی خرافات۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر آشوب طعن و تشنیع اور خفیہ طریقے سے اہل بیت کی دعوت دینا اور کہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر واپس آئیں گے جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم واپس آئیں گے۔ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان سے پہلے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے زبردستی و غصب بغیر حق کے خلافت کی ہے۔ غرض لوگوں کو اسی قسم کی تعلیم دینا اور امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے عمال کے خلاف ابھارتا اور ان کو برا بھلا کہتا۔ یہاں تک کہ بعض شہروں میں آشوب و فساد اٹھ گیا ان باتوں کی طرف مائل ہو گئے اور آپس میں اس بارے میں خط و کتابت ہونے لگی اس مردہ کے ساتھ خالد بن ولید، حمران اور خالد بن ولید بھی تھے لہذا ان لوگوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو مدینہ جانے سے روک لیا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی مدینہ بدری حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ۱۱ کا شام اور مدینہ سے ربذہ کی طرف شہر بدر مارتا تھا۔ ان باتوں سے لوگوں و امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ میں ورع و تقویٰ، عتداں سے زیادہ تھا لوگوں سے دینی اور دنیاوی معاملات میں سختی سے پیش آتے تھے ان کا قول تھا کسی شخص کے پاس ایک دن سے زیادہ کا کھانا نہیں ہونا چاہیے اور جو شخص اس سے زیادہ مال اپنے پاس رکھے گا وہ قیامت کے دن قرآن مجید کے مطابق:

الذین یكروا الذہب والفضة ولا یفقرؤنہا جی سبیل اللہ فشرہم بعدا ب الیم

عذاب الہی میں گرفتار ہوگا۔ ۱۲

ابن سبا کا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو بھڑکانا اس دوران ابن سبا ۱۳ شام میں آ گیا اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا یہ رنگ دیکھ کر ان پر یہ رعب و فتنہ قائم کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے مال و اسباب سے اپنا گھر بھر رہے ہیں اور جو مال مسلمانوں کا بیت المال میں ہے اس کو اللہ تعالیٰ کا مال بتلاتے ہیں اس سے ان کا مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کا نام و حق اس مال پر باقی نہ رہے تاکہ بے قمری کے ساتھ اس کو اپنے استعمال میں لائیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ باقی سن کر باوجود حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ابن سبا کے بھکاؤ میں آ کر برا بھلا کہتے رہے۔ پھر ابن سبا حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ، حضرت ابوجاہلہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے بھی وہی گفتگو کی۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے ڈانٹ کر اسے اپنے پاس سے نکال دیا۔ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ اس کو پکڑ کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس لائے اور کہا اللہ اسی شخص نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو آپ سے مخالفت پر آمادہ کیا ہے اور ان کو تمہارے پاس بھیجا ہے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ کی دربار خلافت میں حاضری اور کعب احبار سے جھڑپ۔ بہت آہستہ جب لوگوں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی شکایتیں کرنا شروع کیں تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان کو طلب کر کے بل شام کی شکایت کی وجہ دریافت فرمائی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے واقعات بتلائے فرمایا، اسے ابوذر رضی اللہ عنہ پر یہ باطل ناموس کوئی و پرہیزگاری کا تعلق کے ساتھ پابند مراء ہوں یہ ہو سکتا ہے کہ شریعت غرامی ۱۴ کے خلاف وہ کوئی کام نہ کرنے پائیں اور میں ان کو جہاں تک ممکن ہو۔ کا صبر و استقامت پر چلنے کی ہدایت کروں گا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ میں غور و تدبیر سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک وہ اپنے فرائض ادا نہ کریں اس نے دیا اللہ کے سب حقوق ادا کر دیئے۔ یہ سن کر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے پک کر حضرت کعب کو مارا اور سخت و ست کلمات سے مخی طرب کر کے کہا اے یہودی بچہ! تو اس مسئلہ سے گفتگو کرتا ہے؟ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی یہ بات زیادہ سخت ناگوار ماری لیکن حلم و حیلہ سے بچھڑے ہوئے حضرت کعب بن

۱۱ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روانگی شام و مدینہ سے ربذہ کی طرف صحیح میں ہوئی تھی۔ لوگوں کا یہ کہنا تھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شام سے اور مدینہ سے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو باوجود نکال دیا ہے محض بے اصل و بے بنیاد ہے۔ اول کتب تواریخ مستندہ تو اس کی کوئی نہیں دیتی دوسرے یہ کہ بعض محافل میں یہ واقعہ بھی ملتا ہے تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے میروں میں تھے ان میں حق حاصل تھا کہ مسلمانوں کو اللہ کے حقوق میں طعن و تشنیع کا سبب نہیں بننا چاہیے۔ ۱۲ جو وہ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں تو اسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عذاب کی خبر سننا چاہیے۔ ۱۳ دیکھیں تاریخ طبری جلد نمبر ۵ صفحہ ۶۶ اور اسی طرح دوسرے تاریخی مصادر۔ ۱۴ غرامی و شامی چمک دار۔

امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی خدمت میں رہنے لگے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی رہنمائی سے اس کے بعد ابوذر رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مدینہ چلے جانے کی اجازت طلب کی اور یہ جا رہے تھے کہ اس وقت مدینہ سے چلے جانے کا حکم دیا ہے جس وقت مکانات کی قیمہ ① سلع تک پہنچ جائے۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی۔ اور اس نے ایک ساتھ ہی ایک اونٹ دو خدمت گار مرحمت فرمائے اور وظیفہ مقرر کر دیا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے رہنمائی ② پہنچ کر ایک مسجد بنوائی اور وہیں رہنے لگے۔

مروان کے بارے میں اعتراض امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک الزام بھی قائم کیا تھا کہ آپ نے مروان و اہل بیت کے لیے یہ بے انتہائی قیمت کے خریدے اور یہ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قیمت و سوا کے مال میں جمع کر دی تھی۔

تیسری اذان اور منیٰ کی مکمل نماز کا اعتراض جن باتوں سے منیٰ غلوں کو مبہم بنی اور غفلت کا موقع مدینہ بات بھی تھی۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تیسری اذان ③ جمعہ میں زیادہ کر دی تھی اور منیٰ عرفہ میں پوری نماز پڑھی ④ تھی حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں وہ شخصین نماز کے دور خدمت میں نماز قصر ادا کی جاتی تھی حضرت عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شخصین کے عمل و بطور اہل پیش یا۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یمن کے بعض جاہلوں کے یہ ہے اور غفلت نماز پڑھنے سے غلط فہمی پیدا ہونی ہے وہ کہتے ہیں کہ یمن میں نماز کی یہاں پر وہی رعیتیں ہیں۔ اس وجہ سے میں نے چار رکعتیں پڑھی ہیں اس کے علاوہ مدینہ میں میرے اہل و عیال ہیں اور طائف میں میرے اہل و عیال ہیں۔ میں متیمہ کے علم میں ہوں حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ بل قبول نہیں ہے۔ تمہاری بیوی مدینہ میں ہے وہ تمہارے قیام سے متیمہ نہیں ہوتی اور اگر مدینہ کے تو سفر کر کے اور جو تمہارا مال طائف میں ہے وہ یہاں سے طائف میں راقوں کے فاصلے پر پہنچنے سے قصر کا حکم لازم آتا ہے اس سے زیادہ ہے۔ باقی رہی حجاز یمن کی جہت تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور خدمت میں یہاں پر نماز میں قصر کیا اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس زمانہ میں ہو چکی ہے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا میری بیوی یہاں ہے اور میرے نزدیک یہی مناسب ہے۔ پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض بزرگوں نے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے کی پیروی کی اور بعض نے مخالفت کی ⑤۔

جن باتوں سے عکوف کے اہل مخالفت پر مال ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ائمتہ میں (انہوں نے) ⑥ کا امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بات کی۔

① سلع پہاڑی کا نام۔ ② مدینہ سے یمن کی طرف کے فاصلے پر ہے مکہ کے راستے سب سے بہترین ہے۔ ③ یہ واقعہ ۳۰ ہجری کا ہے۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کے زمانے میں دو اذانیں ہوتی تھیں ایک خطبہ کے وقت اور دوسری نماز کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں ان میں اضافہ کیا۔ ④ یہ واقعہ ۲۹ ہجری کا ہے اس میں امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں ان میں اضافہ کیا۔ ⑤ یہ واقعہ ۳۰ ہجری کا ہے۔ اس میں امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں ان میں اضافہ کیا۔ ⑥ یہ واقعہ ۳۰ ہجری کا ہے۔ اس میں امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں ان میں اضافہ کیا۔

سے مرجا تھا جو مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر تھا۔ انہوں نے بہت تلاش کرائی لیکن نہ ملی۔ ❶

کوفہ کے مقابلے وہ واقعات جو امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے دو خلافت میں واقع ہوئے ان میں سے ایک ولید بن عقبہ کا واقعہ تھا جسے آپ پڑھ چکے ہیں کہ ان کو شراب پینے کے جرم میں معزول کر کے ان کی جگہ حضرت سعید بن العاصؓ کو مقرر فرمایا۔

سعید بن العاص کا واقعہ دوسرا واقعہ پیش آیا کہ حضرت سعید بن مسعودؓ نے کوفہ پہنچ کر شہر کے دوازوں اور قادیسیہ والوں سے تعلقات بہت بڑھانے مالک بن نعل، اربیع، اسعد بن زید، علقمہ بن قیس نخعی، شام بن قیس ہمدانی، جندب بن زبیر، خالد بن جندب بن عبد ازدی، عروہ بن الجعد، عمرو بن اتمق، خزاعی، معصعہ وزید، صوحان بن املوا، امیل بن زیاد، عمرو بن ضابطی اور طلحہ بن خویمد وغیرہ کا حضرت سعید کے ہاں آنا جانا شروع ہو گیا۔ رات کو صحبت گرم ہو کر تکی ٹہنی، مذاق اور لطیفہ گوئی ہوتی۔ کبھی عرب کے اسباب اور اسلام کی ترقی و عروج کے تذکرے ہوتے کبھی مذاق مذاق میں نوبت طعن، تشنیع اور سخت کلامی تک پہنچ جاتی تھی ایک روز حضرت سعیدؓ نے کہا، بد السواد بستان قریش، اشته نے جواب دیا جس سواد کو اللہ تعالیٰ نے ہماری تمواروں کے زمرے سے فتح کیا ہے تم اس کو اپنی قوم کا باغی سمجھتے ہو۔ اشته کے اس جواب سے حاضرین آپ سے باہر ہو گئے شور و غل بڑھا عبد الرحمن بن اسدی سعید بن العاص کا افسر اعلیٰ پولیس نے لوگوں کا شور و غل مچانے اور حاصل تفریر کرنے سے منع کیا لوگ اس پر ٹوٹ پڑے اور اتنا مارا کہ وہ بے ہوش ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت سعیدؓ نے دربان مقرر کر دیا اور راتوں کو قصہ و حکایت کی صحبت برخاست کر دی۔

اعتراض کرنے والوں کی کوفہ بدری لوگوں کے دربان مقرر کرنے اور صحبت مذاق برخاست کرنے سے ناراضگی پیدا ہو گئی جہاں کہیں دو چار آدمی ایک ساتھ ہوتے امیر المومنین حضرت عثمانؓ سے سعیدؓ کی برائیاں اور عیب جوئی کرتے۔ بازار یوں اور سادہ لوح عوام کا ایک گروہ ان کے پاس جمع ہو جاتا کرتا۔ حضرت سعیدؓ اور اکثر اہل کوفہ نے اس گروہ کے اخراج (شہر بدر) کرنے کے بارے میں امیر المومنین حضرت عثمانؓ سے گزارش کی۔ حکم آیا کہ ان لوگوں کو حضرت معاویہؓ کے پاس شام بھیج دو۔ اور حضرت معاویہؓ یہ سزا کو کھانچند لوگ جو فتنہ فساد کے حامی ہیں تمہارے پاس بھیجے جا رہے ہیں تم ان کی نگرانی اور اصلاح کرو لہذا اگر وہ اصلاح قبول کر لیں اور سدھ جائیں تو بہت ہے ان کو اپنے پاس رکھو اور اگر آپ کو عجز کر دیں تو ان کو میرے پاس بھیج دینا۔

حضرت معاویہؓ بنی مذہب اور شرارتی لوگوں کی گفتگو حضرت معاویہؓ نے ان لوگوں کو عزت و احترام کے ساتھ ٹھہرایا جو وہ نف اور تنخواہیں ان وعاق میں ملتی تھیں وہی بدستور جاری رکھیں اپنے ساتھ دسترخوان پر کھانا کھانے لگے ایک روز باتوں میں حضرت معاویہؓ نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا تم لوگ شرفاء عرب ہو اور کچھ عار و ہوش والے ہو۔ اسلام کی وجہ سے تمہیں شرف حاصل ہوئی، بڑے بڑے اکڑی ہوئی گردن والوں پر تم غالب آئے۔ ان کے ملکوں پر قیام پڑا۔ میں نے سنا ہے کہ تم وک قریش پر انعام گات ہو۔ اگر قریش نہ ہوتے تو تم لوگ ذلیل و خوار ہوتے کیوں کہ وہ تمہاری احوال میں اپنی احوال کو توڑنے کی فکر نہ کرو اور بے شک تمہارے آئمہ تمہاری زیادتیوں کو برداشت اور تمہارے حقوق کو ادا کرتے ہیں واللہ اگر تم ان سے منحرف ہو جاؤ تو تم کو اللہ تعالیٰ کی بلا میں مبتلا کر دے گا۔ جس کو تم برداشت نہ کر سکو گے تم زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی ان کے شریک اور ہمراز ہو۔ معصعہ نے جواب دیا اب امیر تو نے قریش کا جو ذکر کیا ہے تو وہ کسی زمانہ میں بلحاظ مردم شاری میں ہم سے زیادہ نہ تھے۔ اور نہ جاہلیت میں ان کا کوئی حاکم اور رعب و داب تھا جس سے تم ہم کو ڈراتے ہو جو تم نے یہ کہا ہے کہ تمہاری احوال میں تو جب ڈھال ٹوٹ جائے گی تو ہم خود مدینہ سپر ہو جائیں گے۔

حضرت معاویہؓ نے سزا کی انہیں سمجھانے کی کوشش حضرت معاویہؓ نے جب اب میں نے تم کو پہچانا اور سمجھ لیا ہے کہ تم اپنی کم عقلی کی وجہ سے مغرور ہوئے حضرت معاویہؓ یہ کہہ کر خاموش ہو گئے لیکن معصعہ کے تیور چڑھے ہوئے دیکھ کر پھر بولے تو ان کا خطیب و پیشوا ہے مجھے تمہیں عقل کا وہ نہیں ملتا اور نہ تمہیں اسلام کی محبت نظر آتی ہے۔ تو مجھے بتا کہ تیری قوم کی شان کو کس نے بڑھایا، یہ تجھ کو معلوم نہ ہوگا؟ تجھے میں بتلاتا ہوں کہ اسام و جاہلیت دونوں زمانوں میں قریش کو اللہ تعالیٰ نے عزت عطا کی تھی اور یہ عزت کثرت اور قوت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اللہ جل شانہ نے ان کو

عزت و حرمت عنایت فرمائی ان کو بامروت صحیح النسب اور ذی شعور پیدا فرمایا اور ان کو اپنے گھر کا مجاور اور اپنے حرم کا محافظ بنایا لہذا کیا تمہارے ملک و قوم میں کوئی عربی، نجی، سیاہ، سرخ ایسا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ عزت مرحمت فرمائی ہو جب تمام دنیا میں کفر و الحاد پھیل گیا تو اللہ تعالیٰ نے قریش میں ایک نبی مبعوث فرمایا جس نے کفر و بت پرستی کی سیاہی دور کر کے توحید و حق پرستی کے نور سے دنیا کو روشن کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پاک و مقدس نبی کے لئے جو صحابہ منتخب فرمائے وہ بھی قریش ہی سے ہیں جن سے اسلام کی بنیاد مضبوط ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کے منصب خلافت سے وہ سرفراز ہوئے اور بے شک وہ اسی کے مستحق اور لائق تھے تم لوگ بالکل بے عقل و بے شعور ہو حضرت معاویہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما اتنا کہ کر خاموش ہو گئے صغصعہ اور اس کے ساتھی چلے گئے اور آنا جانا بند کر دیا۔

شرارتی گروپ کی رپورٹ چند دنوں کے بعد حضرت معاویہ نے ان لوگوں کو بلوایا اور سمجھایا جب یہ سیدھے راستے پر آتے نظر نہ آئے تو تنگ آ کر تمہارے جہاں جی چاہے چلے جاؤ تمہاری ذات سے اللہ تعالیٰ نہ کسی کو نفع پہنچائے گا نہ نقصان اور اگر تم نجات حاصل کرنا چاہتے ہو تو جہت کو نہ چھوڑو اور کفران نعمت نہ کرو میں تمہارے بارے میں امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھوں گا۔ وہ لوگ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یہ رپورٹ لکھی کے میرے پاس چند ایسے لوگ آئے ہیں جن کو نہ عقل ہے، نہ ان کو دین کا پاس و لحاظ ہے۔ انصاف و حق سے ان کا کوئی سروکار نہیں ہے البتہ فتنہ پھیلانے اور حسد و بغض نے ان کو کورن نہیں ڈال دیا اور اللہ تعالیٰ ان کو کسی جہل میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ سوائے فتنہ و فساد کے ان کا کوئی کام نہیں ہے ان سے نیکی کی امید کم اور برائی کا خطرہ زیادہ ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن خالد کی شرارتی گروپ کو ڈانٹ: یہ لوگ دمشق سے نکل کر جزیرہ کی طرف روانہ ہوئے راستے میں حمص پڑتا تھا حضرت عبدالرحمن بن خالد بن ولید وہاں کے گورنر تھے انہوں نے ان کو اپنی مجلس میں بلایا اور ڈانٹ کر بولے اے شیطان کے چیلو! تمہیں آرام و چین کی صورت دیکھن نصیب نہ ہو، شیطان تو تباہ و برباد ہو گیا ہے لیکن تم لوگ تو اس وقت تک اپنے اسی خواب و خیال میں ہو۔ حضرت عبدالرحمن کا برہنہ ہو، اگر اس نے تمہیں سیدھا نہ کیا، میں نہیں جانتا کہ تم عرب ہو یا نجی؟ ان لوگوں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا عبدالرحمن نے ان کو اپنے پاس ٹھہرایا اور ایب سختی کا برتاؤ کیا کہ یہ لوگ ڈر کر کہنے لگے کہ ہم اپنی حرکتوں سے رجوع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرتے ہیں۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تائب ہو کر حاضر ہوا حضرت نے دریافت فرمایا کہاں جانا چاہتے ہو؟ عرض کیا کہ عبدالرحمن بن خالد کے پاس۔ حکم ہوا اچھا جاؤ چنانچہ اشتر اس گروہ کے پاس پھر واپس آیا، بعضے کہتے ہیں کہ وہ گروہ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آ گیا تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس گروہ کا بحث و مباحثہ ہوا تھا۔ سخت کلامی بھی ہوئی تھی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی شکایت لکھ بھیجی۔ دار الخلافہ سے حکم آیا کہ ان لوگوں کو سعید کے پاس بھیج دو سعید بھی جب ان کے طعن تشنیع سے تنگ آ گئے اور ان کے ڈرانے دھمکانے سے مجبور ہوئے تو امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے شکایت کی آپ نے لکھ بھیجا کہ ان کو عبدالرحمن کے پاس بھیج دو لہذا عبدالرحمن نے ان کو زیر کیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔

بصری کے واقعات: اسی زمانہ میں بصری ۱۰ میں بھی اس قسم کی طعن و تشنیع کا بازار گرم ہوا عبدالرحمن بن سبا معروف بہ بن السوداء (جس کا مختصر تذکرہ پہلے ہو چکا ہے اور جس نے مال و متاع کے لالچ میں یہودیت چھوڑ کر اسلام قبول کیا تھا) بصری پہنچ کر حکیم بن جبلة عبدی کے گھر ٹھہرا اور اہل بیت کی محبت کی آڑ میں امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر طعن و تشنیع کی تعلیم شروع کی۔ جب حکیم بن جبلة کو اس کا علم ہوا تو اس نے عبداللہ بن سبا کو اپنے گھر سے نکال دیا۔

عبداللہ بن سبا کی ساتھیوں سے خط و کتابت: عبداللہ بن سبا بصری سے نکل کر کوفہ آیا اہل کوفہ نے بھی نکال دیا۔ مصر کا راستہ لیا مصر پہنچ کر اپنے ان ساتھیوں سے جو بصری و کوفہ میں تھے خط کتابت کا سلسلہ شروع کیا اور اس طرح سے چھپ چھپ کر سرداروں، گورنروں اور امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طعن و تشنیع کی تعلیم دینے لگا۔

حمران بن ابان بھی امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان طعن و تشنیع کرتا تھا وجہ یہ تھی کہ حکمران نے ایک عورت سے عدت میں نکاح کر لیا تھا

۱ بصری میں شیعہ کی ابتداء عبدالرحمن بن سبا کے آنے سے ہوئی۔ ابن اشیر نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن سبا، عبداللہ بن عامر کے امیر بنائے جانے کے تیسرے سال بصری آیا تھا۔

امیر المومنین حضرت عثمان بن عفانؓ نے اس کو درے لگوا دیئے اور بصری کی طرف جلاوطن کر دیا حمران بصری پہنچ کر ابن عامر کے ساتھ رہنے لگا۔

عامر بن عبد قیس کا واقعہ۔ ان دنوں بصری میں عامر بن عبد قیس نامی ایک زاہد تارک الدنیا شخص رہتا تھا حمران نے ابن عامر سے عامر کی شکایت کی لیکن کوئی کامیابی نہیں ہوئی کچھ عرصہ کے بعد امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے حمران کو مدینہ آنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ ایک گروہ کو اپنے ساتھ سئے مدینہ پہنچا اور بلا وجہ دربار خلافت میں عامر بن عبد قیس کی شکایت کرنے لگا وہ نکاح کرنے کو ناجائز کہتا تھا، گوشت نہیں کھاتا تھا، جمعہ میں نہیں آتا تھا، امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے عامر کو حضرت معاویہؓ کے پاس شام بھیج دیا۔ حضرت معاویہؓ نے عامر کو اپنے پاس ٹھہرایا یہاں تک کہ ان کو عامر کے پختہ خیالات اور عقائد معلوم ہو گئے اور دینداری ظاہر ہو گئی تو حضرت معاویہؓ نے عامر کو بصری واپس جانے کی اجازت دی انہوں نے جانے سے انکار کر کے کہا، لا ارجع الی بلد اسحل اھلہ منی ما استحلو^① اس کے بعد عامر نے سواحل شام میں قیام کیا اور وہیں زہادہ وفات تک عبادت و ذکر الہی میں مصروف ہوئے۔

حضرت سعید بن العاصؓ کی مدینہ روانگی۔۔۔۔۔ جب چاروں طرف سے لوگوں نے امراء و عمال اور امیر المومنین حضرت عثمانؓ پر طعن و تشنیع شروع کر دی تو ۳۴ھ میں سعید بن العاصؓ اپنے مقبوضہ صوبہ کا انتظار کر کے امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے خدمت میں حاضر ہونے کے ارادے سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ روانگی سے پہلے اشعث بن قیس کو آذربائیجان کا، سعد بن قیس کو رے کا، نسیر عجل کو ہمدان کا، سائب بن اقرع کو اصفہان کا، ملک بن حبیب کو ماہ کوکا، حکیم بن سلامہ کو ”موصل“ کا، جریر بن عبد اللہ کو قریسا کا، سلمان بن ربیعہ کو ”باب“ کا، عقبہ بن نہشل کو حلوان کا گورنر مقرر کیا۔ جنگ کے معاملات اختیارات حضرت قعقاع بن عمروؓ کو مرحمت فرمائے۔ اس انتظام کے بعد یہ لوگ تو اپنے اپنے صوبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور حضرت سعید بن العاصؓ نے کوفہ میں حضرت عمرو بن حرثؓ کو اپنا نائب مقرر کر کے مدینہ کا راستہ لیا۔

یزید بن قیس کی بغاوت اور گرفتاری۔۔۔۔۔ لہذا جس وقت کوفہ ان بزرگوں سے خالی ہو گیا، طعنہ زنوں اور زبان درازوں کی زبان طعن اور دراز ہو گئی، امیر المومنین حضرت عثمانؓ اور ان کے گورنر کو علانیہ سخت و سست نکات کہنے لگے تو یزید بن قیس امیر المومنین حضرت عثمانؓ سے خلافت چھیننے کے لئے حضرت عثمانؓ لشکر لے کر روانہ ہوا۔ اس کے ساتھ ایک گروہ ان لوگوں کا تھا جو ابن سبا کے پیروکار تھے اور خفیہ اس سے خط و کتابت کرتے تھے۔ قعقاع نے پہنچ کر اس اٹھتے ہوئے طوفان کو ختم کر دیا اور یزید کو گرفتار کر لیا۔ یزید نے معذرت کی اور کہا میں نے کسی اور ارادے سے خروج نہیں کیا نہ میرا اور کچھ مقصود ہے مجھے اور میرے ساتھیوں کو سعید سے کچھ شکایتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ قعقاع نے یہ سن کر چھوڑ دیا۔

یزید کی خفیہ حرکتیں۔۔۔۔۔ اس کے بعد یزید نے اس گروہ کو خط و کتابت کر کے بلایا جو حمص بن حمص بن عبد الرحمن بن خالد کے پاس تھا۔ چنانچہ اشتران لوگوں کے ساتھ حمص سے کوفہ روانہ ہوا۔ کوفہ کے قریب پہنچ کر اپنے ساتھیوں سے بظاہر علیحدہ ہو گیا ان کے آنے سے پہلے کوفہ پہنچ کر جمعہ کے دن مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو کر کہنے لگا ”جئکم من عند امیر المومنین یزعم ان فیکم بستان قریش۔ حاضرین مسجد اشتران کی اس حرکت سے غصہ میں آ گئے اور بے عزتی سے پیش آئے مسجد میں جو ذی ہوش اور عقل مند تھے انہوں نے اشتران کو تفریر کرنے کے لئے یزید سے اتفاق کرے۔ اس آواز کو سنتے ہی عوام الناس کا ایک گروہ یزید کے ساتھ ہو گیا کوفہ اور عقل مند سرداروں نے سمجھایا۔ وعظ و پند کیا لیکن ان میں سے ایک نے بھی نہ سنا، سب کے سب یزید کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے۔ حضرت عمرؓ بن حریث ممبر پر چڑھ گئے حمد و نعت کے بعد لوگوں کو واپس آنے اور امیر کی اطاعت کی ہدایت کی قعقاع نے کہا تم لوگوں کے سیلاب کو حالت جوش میں روکنا چاہتا ہوں۔ صبر کرو یہ لوگ فساد کئے بغیر نہ رے گئیں۔ عمرؓ بن حریث یہ سن کر ممبر سے اتر آئے بس اتنے عرصہ میں جامع مسجد ان لوگوں سے خالی ہو گئی، شرفاء اور کوفہ کے سرداروں کے علاوہ اور کوئی شخص عمرؓ بن حریث پاس نہ رکا۔

یزید بن قیس کی روانگی اور سعید کے غلام کا قتل۔۔۔۔۔ یزید بن قیس اپنے ساتھیوں کے ساتھ کوفہ سے روانہ ہو کر قادیسیہ کے قریب ① جرمہ میں سعید کو روکنے کی غرض سے آٹھرا۔ سعید بھی آپہنچے، یزید کو ساتھیوں نے کہا کہ واپس چلے جاؤ ہمیں تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ سعید نے جواب دیا، اس

① جنی ب میں ایسے علاقہ میں واپس نہیں جاؤں گا جہاں لوگوں نے میرے بارے وہ بات حلال سمجھی جو حلال تھی۔ ② جرمہ، کوفہ کے قریب ایک جگہ ہے جس میں ریت وغیرہ ہوتی ہے ایک قور یہ بھی ہے کہ جرمہ نجف کے درمیان ہے اور ایک قول یہ ہے کہ قادیسیہ کی کوئی مقدس جگہ ہے۔ (تجمل البلدان)

سخت کلامی کی کوئی ضرورت نہ تھی اتنا کافی تھا کہ تم لوگ ایک آدمی امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اور میرے پاس بھیج دیتے۔ سعید کا غلام ہوں اٹھایہ ممکن نہیں ہے کہ سعید لوٹ جائیں اشتر نے پاؤں پکڑ کر اونٹ کے اوپر سے اسے کھینچ لیا اور ایک وار سے اس کا ماتم مکر کے بہاؤ عثمان رضی اللہ عنہ سے کہہ دو کہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو بھیج دے۔ سعید اپنے پاؤں مدینہ منورہ بھاگ گئے۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جرعدے واقعہ کی اطلاع دی، امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی وقت حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اشعری کو کوفہ کا گورنر مقرر کر کے روانہ کیا اور اہل کوفہ کو لکھا کہ تم لوگ جسے چاہتے تھے میں نے اسی کو تمھارا امیر مقرر کیا ہے۔ تم لوگ سعید سے ناراض تھے اور اس کی امارت پسند نہیں کرتے تھے اس وجہ سے میں بھی اس کی جگہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اشعری کو روانہ کیا۔ واللہ میں اپنے فرائض کو خوبی سے ادا کروں گا تمھاری زیادتیوں کو برداشت کرتا ہوا تمھاری اصلاح کی بھی پوری کوشش کروں گا۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا بحیثیت گورنر خطبہ: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کوفہ پہنچ کر جمعہ کے دن مہر پر بیٹھ کر خطبہ دیا۔ جس میں نہیں مسجدوں کی جماعت سے علیحدہ نہ ہونے اور امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی تاکید کی لوگوں نے خوش دلی سے قبول کیا۔ کوفہ کے آس پاس کے سردار بلا لئے گئے اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اشعری امارت کوفہ پر قائم ہو گئے۔

عامر بن عبد اللہ تمیمی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مکالمہ: بعض مورخین نے بیان کیا ہے کہ کوفہ والوں نے با اتفاق یہ رائے قائم کی تھی کہ کسی شخص نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا، اے عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں نے آپ کے افعال پر اعتراض شروع کر دیئے ہیں آپ نے بڑے بڑے ناجائز کام کئے ہیں، لہذا اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور توبہ کریں۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا تم لوگ اس کی غیر مہذب باتیں سنتے ہو؟ لوگ اس کو مہذب اور دین دار سمجھتے ہیں اور یہ مجھ سے نامناسب باتیں کہہ رہا ہے۔ واللہ یہ بدتعلیٰ کو نہیں پہچانتا؟ عامر بول میں اللہ تعالیٰ کو جانتا ہوں بیشک اللہ تعالیٰ دشمنوں پر قابو پانے والا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مشورے: اس واقعہ کے بعد امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ، سعید بن العاص رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ، عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص رضی اللہ عنہ کے غرض سے دار الخلافہ میں طلب کیا۔ اور ان لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا تم لوگ میرے وزیر میرے ناصح اور میرے لئے قابل اعتماد ہو۔ تم پر مجھے اطمینان ہے تم لوگ نیک نیتی سے رائے دو گے تم لوگ اور لوگوں کا سلوک دیکھ رہے ہو مجھ پر طرح طرح کے الزامات لگا رہے ہیں۔ اور میرے گورنروں کی معزولی چاہتے ہیں اور جس بات کو وہ خود پسند کرتے ہیں مجھے اس کا پابند و مجھے مجبور کر رہے ہیں۔ غور کر کے بتاؤ کیا کیا جائے جس سے یہ فتنہ ختم ہو جائے۔

حضرت ابن عامر وغیرہ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مشورہ: ابن عامر نے کہا میرے نزدیک ان لوگوں کو جہاد میں مصروف کر دیجئے۔ اگر یہ فارغ بنیں گے تو طرح طرح کے خیالات پیدا کر کے آئے دن ایک نہ ایک فتنہ اٹھاتے رہیں گے۔ حضرت سعید بولے، مناسب یہ ہے کہ ان کے سرداروں کی بات پر معقول گرفت کی جائے۔ جب ان کے سردار الگ الگ ہو جائیں گے تو یہ لوگ بھی منتشر ہو جائیں گے۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ رائے ضرور مناسب ہے لیکن عمل درآمد مشکل ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بولے امیر المومنین اس کام کو ہم لوگوں کے حوالے کیجیے۔ میں شام کو ان لوگوں سے صاف کروں گا۔ آپ مدینہ کو سنبھالئے اور باقی سردار اپنے اپنے ماتحت صوف کو صاف کریں عبد اللہ نے کہا کہ یہ لوگ لالچی ہیں ان کو مال و زر دے کر اپنا بنا لیجئے۔ اس سے زیادہ تالیف قلوب اور کسی طرح سے ممکن نہیں ہے۔ ①

فتنہ پروروں کو جہاد پر بھیجنے کا فیصلہ: ... امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے رائے لینے کے بعد ان لوگوں کو واپس جانے کا حکم دیا اور ہدایت کی "لوگوں کو جہاد پر روانہ کر دو تا کہ جہاد کی مصروفیت ان کو دوسرے خیالات سے دے" غرض حضرت سعید کو کی جانب روانہ ہوئے۔ کوفہ والے ان کی آمد کا سن کر روکنے کے غرض سے مقام جرعد میں آٹھہرے۔ جب سعید اس مقام پر پہنچے تو اہل کوفہ نے ان کو مدینہ منورہ کی طرف واپس کر دیا۔ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ پس امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا والی مقرر کیا۔ اور حضرت حذیفہ کو بابل پر

حملہ کرنے کا حکم دیا۔

قتلہ سبائیت کا عزوج: اس دوران عبداللہ بن سبا کے پیروکار سب اسلامی ملکوں میں پھیل گئے۔ چاروں طرف سے اعلانیہ طعن و تشنیع کا بازار گرم ہو گیا۔ روزانہ ان کی خبریں مدینہ پہنچنے لگیں۔ مدینہ میں بھی سرگوشیاں شروع ہو گئیں۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کے گورنروں پر اعتراضات ہونے لگے۔ صحابہ کرام میں سے حضرت زید بن ثابت حضرت ابواسید ساعدی، حضرت کعب بن مالک، اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم طعن و تشنیع سے روکتے تھے۔ لیکن اس سے کوئی فائدہ نہ ہوتا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے تقریر: واقعہ جرمہ کے بعد ۳۳ھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب فساد یوں کے کہنے سے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور یہ تقریر کی۔

الناس ورائی وقد کلمونی فیک واللہ ما ادری ما اقول لک ولا اعرف شیا تہملہ ولا ادلک علی ذلک امر لا تعرفہ انک لتعلم ما اعلم ما سبقناک الی شئی فنخبرک عنہ ولا خلونا بشئی فنبغکک وما حصصنا بامر دونک وقد رایت وصحب رسول اللہ ﷺ وسمعت منه وملت صہرہ وما بین قحافہ باولی بالعمل منك بالحق ولا ابن الطاب رضی اللہ عنہ باولی بشئی من الخیر منك وانت اقرب الی رسول اللہ ﷺ مالم ینالہ وما سبقاک الی شئی فاللہ فی نفسک فانک واللہ اتبصر من عمی ولا تعلم من جہالۃ وان الطريق لو اوضح بین وان اعلام الدین لقائمة اعلم یا عثمان رضی اللہ عنہ ان افضل عباد اللہ اما عادل ہدی وھدی فاقام سنتہ معلومۃ وامات بدعۃ متروکہ فواللہ ان کلالیین وان السنن لقائمة لها اعلام وان البدع لقائمة لها اعلام وان شر الناس عند اللہ امام جائز ضل واصل فامات سنۃ معلومۃ واجبا بدعۃ متروکہ وان احذرک اللہ وسطواتہ ونقماتہ فان علیہا عزابہ شدید الیم واحذرک ان یکون امام هذا الامۃ الذی یقتل فیفتح القتل الی یوم القیامۃ ویلیس امورھا ویترکھا شیعا لا یصرون الحق لعلو الباطل یمو حون فیھا مو جاجاو یمو جون فیھا مو جآ...

(ترجمہ) لوگ میرے پاس آئے ہیں اور آپ کے بارے میں انہوں نے مجھ سے گفتگو کی ہے۔ واللہ میں نہیں سمجھتا کہ آپ سے کیا کہوں۔ میں کسی ایسی بات کو نہیں جانتا جو کو آپ نہ جانتے ہوں، اور نہ میں کسی ایسی بات کی آپ کو ہدایت کر سکتا ہوں جس کو آپ نہ سمجھتے ہوں بیشک آپ وہی جانتے ہو جو میں جانتا ہوں۔ مجھے کسی چیز میں آپ سے سبقت حاصل نہیں ہوئی جس سے میں آپ کو آگاہ کروں اور نہ کوئی اسی چیز ہے جو تمہارا مجھے معلوم ہوئی ہے جو میں آپ کو بتاؤں۔ اور نہ کوئی بات مجھ کو خاص طور پر بتلائی گئی ہے جو آپ کو نہ بتلائی گئی ہو۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے اور آپ کو ان کی صحبت نصیب ہوئی ہے۔ اور آپ نے ان سے احادیث بھی سنی ہیں۔ اور آپ کو ان کی دلداری کی عزت حاصل ہوئی ہے۔ ابن قنفذ آپ سے عملاً اولیٰ نہ تھے۔ اور آپ رشتہ داری کے لحاظ سے رسول اللہ ﷺ سے بہت قریب ہیں۔ اور آپ کو رسول اللہ ﷺ کی جو رشتہ داری نصیب ہوئی ہے وہ ان دونوں کو حاصل نہیں ہوئی اور نہ وہ دونوں آپ سے کسی چیز میں سبقت لے گئے ہیں۔ اللہ کے واسطے آپ اس معاملہ میں غور کریں واللہ آپ بے بصیرت نہیں ہیں اور نہ ہی نا سمجھ و نادان ہیں اور بیشک راستہ واضح اور ظاہر ہے، اور بیشک دین کی نشانیاں قائم ہیں۔ اے عثمان رضی اللہ عنہ سمجھو! بیشک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں افضل شخص امام عادل ہے جس نے خود ہدایت پائی اور دوسروں کو ہدایت دی لہذا اس نے سنت معلومہ کو قائم اور بدعت متروکہ کو ختم کیا۔ واللہ یہ دونوں کھلی باتیں ہیں اور بیشک سنتیں قائم ہیں، ان کے لئے نشانیاں ہیں اور بیشک بدعت بھی قائم ہے اور اس کی بھی نشانیاں ہیں۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک شریر آدمیوں میں وہ امام ہے جو خود گمراہ ہو اور دوسروں کو گمراہ کرے۔ لہذا اس نے سنت معلومہ کو ختم

کردیا۔ اور قنم اور بدعت متروکہ ختم کر دیا۔ واللہ یہ دونوں کھلی ہوئی باتیں ہیں۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک شریر آدمیوں میں سے بیشک امام وہ ہے جو خود گمراہ ہوا اور دوسروں کو گمراہ کیا۔ اس نے سنت معلومہ کو ختم کر دیا۔ زندہ کیا بدعت متروکہ کو، اور میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی سطوت اور انتقام سے ڈراتا ہوں کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا حذاب نہایت شدید و رناک ہے۔ اور میں آپ کو اس سے ڈراتا ہوں کہ تم اس امت کے امام مقتول بن جاؤ کہ آپ کے قتل سے اس پر قتل و غارت کا دروازہ قیامت تک کے لئے کھل جائے۔ اور اس پر اس نے واقعات ناقابل سمجھ ہو جائیں گے۔ اور گروہ چھوڑ دیئے جائیں گے برحق کو باطل کے رعب داب بلندی کی وجہ سے نہیں دیکھ سکیں گے۔ اور اس مباحث میں خلط و ملط بہت زیادہ ہوگا اضطراب و اختلاف اس میں پیدا ہوں گے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جواب:۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں جانتا ہوں کہ بیشک وہ لوگ یہی کہتے ہوں گے جو تم کہتے ہو۔ واللہ اگر تم میری جگہ پر ہوتے تو میں تمہیں رشتہ اوروں کا پاس و لحاظ کرنے پر کچھ بھی نہ کہتا میں تمہیں تفصیل سے بتلاتا ہوں۔ اہل حق جو تم جانتے ہو کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مقرر کیا تھا۔ جواب دیا! امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بولے، پھر تم مجھے ابن عامر کے مقرر کرنے پر یوں ملامت کرتے ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے کہا، بیشک آپ حق بجانب ہیں لیکن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنے گورنروں کے ساتھ بہت سختی کے ساتھ پیش آیا کرتے تھے۔ چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر سخت گوشمالی دیتے تھے اور آپ نے اتنی نرمی کی کہ آپ کے کام وقت پر مکمل نہیں ہوتے تم اپنے اعزہ اقارب کے ساتھ نرمی فرما رہے ہو۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا، وہ لوگ میرے ہی عزیز و قریب نہیں ہیں تمہارے بھی عزیز ہیں۔ دیکھو معاویہ رضی اللہ عنہ کو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے گورنر بنایا تھا، اگر میں نے اس کو بحال رکھا تو کیا جرم کیا؟ ابن ابی طالب نے جواب دیا کہ اللہ آپ کو سمجھائے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے اتنا ڈرتے تھے کہ غلام یا قابضی اتنا نہ ڈرتا ہوگا، اور آپ کے ساتھ جو معاویہ رضی اللہ عنہ کا برتاؤ ہے وہ آپ پر خود روشن ہے۔ امیر المومنین نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تسلیم کیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے فرمایا معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کی اجازت کے بغیر جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور اس کو کسی طرف منسوب کر دیتے ہیں اور آپ سن کر خاموش رہ جاتے اتنی سی گفتگو ہونے کے بعد امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب انھیں چلے آئے اس کے بعد ہی امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور لوگوں کو مسجد میں جمع کر کے ممبر پر بیٹھ کر خطبہ دیا۔

مذکورہ مکالمے اور تقریر کی نسبت مترجم تاریخ ابن خلدون کی رائے:۔ میرے نزدیک اوپر کی طویل تقریر کے الفاظ جو علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کی طرف منسوب کئے گئے ہیں ان کی زبان کے نہیں۔ ایسے ہی بعض جملے اس تقریر کے ایسے ہیں جس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے غالباً یہ نہیں فرمایا ہوگا (۱) ابن قاضی کو علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب اور سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل سمجھتے تھے (۲) ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کی بھی عزت و توقیر سب لوگ کرتے تھے۔ ان دونوں بزرگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہونے کی وجہ سے کم درجہ کا کہنا اور یہ کہنا کہ وہ دونوں تم سے کسی بات میں نہیں بڑھے تھے ایک ایسا مضمون ہے کہ جس کو عقل سلیم علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کی طرف ہرگز نہیں منسوب کر سکتی۔ کوئی مسلمان حضرت علی رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ کی عزت یا افضلیت اس کی وجہ سے نہیں تسلیم کرتا کہ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے بلکہ پہلے اسلام لانے اور اعمال خیر کرنے اور ہر اچھے کام میں بڑھ چڑھ کر حاضر ہونے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنت کی خوش خبری دینے کی وجہ سے عزت کرتے ہیں۔ میرے خیال میں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہونے کی وجہ سے افضل کہنا ان کی بے قدری اور منقصت شان کرنا ہے۔ واللہ اعلم ❶۔ اچھے کلام امرتبہ (مترجم کی وضاحت یہاں پر ختم ہوئی)۔

ہوایوں کی شکایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عثمان رضی اللہ عنہ سے بات چیت:۔ بلوایوں کا ایک گروہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے پاس۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شکایتیں کیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب ان لوگوں کے کہنے سے امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان کے خیالات، شکایات اور مخالفت کی وجوہات بیان کرتے ہوئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے طرز عمل، سیاست اور اعمال کے ساتھ سخت میری وزر

کے برتاؤ کو بتایا اور انجام کار اور آئندہ خطرات سے مطلع کیا۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ کو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے گورنر بنایا تھا۔ ہم نے بھی اس کو گورنر بنایا اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مقرر کیا تھا۔ ہم نے بھی ان کو بحال رکھا باقی رہا ابن عامر اس کا حال مزید داری و قرابت کو تم جانتے ہو علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے کہا بیشک فاروق اعظم نے ان لوگوں کو مقرر کیا تھا لیکن فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس کی نگرانی پر ہر وقت تیار رہتے تھے۔ ذرہ ذرہ سی لغزش پر نہایت سختی سے برتاؤ کرتے تھے، اور تم نرمی کا برتاؤ کرتے ہو۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے گورنر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ان کے غلام یرفا سے ڈرتے تھے اور معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کی اجازت کے بغیر چاہتے ہیں کرتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ ان کاموں کو تمھاری طرف منسوب کرتے ہیں اور آپ کا کچھ خیال نہیں کرتے تھوڑی دیر تک اس قسم کی باتیں کر کے علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب اٹھ کر چلے آئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خطبہ: اس کے بعد ہی امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ جس میں مخالفین کے طعن و تشنیع کے جوابات دیئے اور یہ بیان فرمایا کہ تم لوگ میری نرمی اور مہربانی کی وجہ سے جری ہو گئے ہو، ایسی جرات تم کو ابن خطاب کے زمانہ خلافت میں نہیں ہوئی تھی۔ تمھارے لئے مناسب یہ ہے کہ تم لوگ اپنے خیالات تبدیل کر لو اپنی رائے سے رجوع کر لو اپنے کاموں کو اپنے سردار پر چھوڑ دو جن کو میں نے مقرر کیا ہے۔

امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ: جس وقت ارد گرد کے ممالک میں امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے گورنروں پر طعن و تشنیع کے اعتراضات کی بھرمار ہوئی اور مخالفین آپس میں خط و کتابت کرنے لگے۔ اور ان واقعات کی خبریں مسلسل دارا خلافت میں پہنچنے لگیں تو اس وقت اہل مدینہ جمع ہو کر امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان واقعات کے بارے میں ان کو مطلع کیا لیکن ان کو اس سے ناواقف پایا۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ مسلمانوں کے سردار اور اہل مشورہ ہو تمھاری کیا رائے ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا چند معتمد و مقصد آدمیوں کو اسلامی ملکوں کی طرف خبر دینے کے لئے روانہ کریں، چنانچہ محمد بن مسلمہ، کوفہ کی طرف اسامہ بن جعفی، بصری کی طرف، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو شام کی طرف اور ان کے علاوہ دوسرے حضرات بھی مختلف صوبوں کی طرف روانہ کئے گئے۔ ان لوگوں نے واپس آ کر بیان کیا کہ ہم نے گورنروں میں کوئی برائی دیکھی اور نہ عوام و خواص کو انکی شکایت کرتے ہوئے پایا۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ جو مصر کی طرف روانہ کئے گئے تھے، دیر سے واپس آئے ان کو ابن سبا اور ان کے ساتھیوں خالد بن بکیم، سودان بن حمران، کنانہ بن بشر نے بہکا کر اپنی طرف مائل کر کے اپنا ہم خیال بنالیا تھا جیسا کہ تم پہلے پڑھا آئے ہو۔

امیر المومنین کا مسلمانوں کے نام خط: اس کے بعد امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے دو گشتی فرمان تمام صوبوں اور شہروں کی طرف روانہ فرمائے۔ ایک عام رعایا کے نام، اس کا مضمون یہ تھا مجھے اطلاع ملی ہے کہ میرے گورنروں سے عام رعایا کو کچھ نقصان پہنچا ہے، اس وجہ سے میں نے حکم دیا ہے کہ سب گورنر موسم حج میں آئیں۔ لہذا جس شخص کو میرے گورنروں سے کوئی نقصان پہنچا ہو یا کسی کا کوئی حق کسی گورنر پر ہو اس کو چاہیے کہ حج میں آ کر اپنے حق کو مجھ سے یا میرے گورنروں سے لے لے۔ اور اس کی تصدیق کرائے اور ثبوت دے۔ ”فان اللہ یجزی المتصدقین“ یہ خط پڑھ کر لوگ رو پڑے اور امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کرنے لگے۔

گورنروں کے نام خط اور ان کی حاضری: دوسرا فرمان گورنروں کے نام تھا۔ ان لوگوں کو موسم حج میں طلب فرمایا تھا۔ چنانچہ آئندہ موسم میں عبداللہ بن عامر، عبداللہ بن ابی سرح، معاویہ رضی اللہ عنہ بن سفیان، سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ حج میں شریک ہوئے۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا افسوس ہے تم لوگوں کی شکایتیں اور ایذا رسانی کی خبر مجھ تک پہنچیں ہیں۔ واللہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں وہ لوگ سچے نہ ہوں۔ ان لوگوں نے عرض کی کہ کیا آپ نے ان لوگوں کی اس بات کے دریافت کرنے کے لئے نہیں بھیجا تھا؟ کیا ان لوگوں نے آپ کو کچھ نہیں بتایا؟ کیا آپ کے خبر رسالوں نے یہ نہیں بتایا کہ انہوں نے ہماری کوئی برائی نہیں دیکھی۔ ہم لوگوں کو ان کی شکایت کی اطلاع تک نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی حقیقت ہے اور آپ کو اس کا کچھ خیال نہیں کرنا چاہیے۔ حاضرین اس شر و فساد کے ختم کرنے کے بارے میں مشورہ کرنے لگے اور ایک دوسرے کی مخالفت کرنے لگے۔ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ فتنہ ضرور ہونے والا ہے اور اس کا دروازہ عنقریب کھلنے والا ہے اور میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ مجھ پر کوئی الزام اس فتنہ کے بارے میں باقی رہے اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتا ہے کہ میں نے سوائے خیر کے لوگوں کے ساتھ کچھ نہیں کیا۔ حاضرین یہ سن کر

خاموش رہے۔ کسی نے ذرہ بھر بھی کسی کی شکایت پیش نہ کی۔

حج کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تقریر: حج سے فارغ ہو کر مدینہ آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بلوایا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اس وقت موجود تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر حمد و نعت کے بعد کہا، تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور انتہائی سمجھدار لوگ ہو اور اس امت کے سرپرست اور بڑے ہوتم نے اپنے دوست یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا رعایت اس کام کے لئے مقرر کیا اور اب ان کی عمر زیادہ ہو گئی ہے۔ ان پر صریح طرح کے الزامات لگائے جا رہے ہیں تم لوگوں نے اس کا کچھ فیصلہ کیا ہے تو ظاہر کرو۔ میں جواب دینے کے لئے موجود ہوں۔ باقی رہا یہ کہ اگر کوئی شخص خیانت، امارت کی لالچ کرتا ہے تو واللہ تم لوگ سوائے پیٹھ پھیر کر بھاگنے کے اور کچھ نہ دیکھو گے۔ اس فقرہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو جھڑک دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تقریر:۔۔۔ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ بولے مجھ سے پہلے جو دو بزرگ (یعنی حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما) تھے ان لوگوں نے احتساب سے ڈرنے کی وجہ سے اپنے عزیز رشتہ داروں کو نہ پوچھا۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رشتہ داروں کا لی ظفر ہاتھ دے اور ان کی مدد کرتے تھے۔ میرے عزیز رشتہ دار غریب اور کم مایہ ہیں، میں نے اپنا ہاتھ ان کے لئے کھول دیا۔ لہذا اگر اس میں تم لوگ میری غلطی سمجھتے ہو تو میں سب سے باز آ جاؤں۔ کسی نے کہا، آپ نے عبداللہ بن خالد بن اسید کو پچاس ہزار اور مردان کو پندرہ ہزار دے دیئے۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، ان دونوں آدمیوں سے یہ رقم واپس لینے والا ہوں۔ لوگ یہ سن کر راضی ہو گئے اور دل کی خوشی سے اٹھ کر چلے گئے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی محافظین کے لئے پیش کش: ان لوگوں کے چلے جانے کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ امیر المومنین اس سے پہلے آپ پر حملہ ہو جسے آپ برداشت نہ کر سکیں مناسب ہوگا کہ آپ میرے ساتھ شام چلے چلیں کیوں کہ سب اہل شام میرے فرمانبردار ہیں امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ کسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قربت میں نہیں چھوڑ سکتا پھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے گزارش کی کہ، چھاپ میں ایک لشکر جارا آپ کی حفاظت کے لئے بھیج دیتا ہوں جو آپ کے پاس ٹھہرے رہے۔ جواب دیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرونیوں کو تنگ نہیں کروں گا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بولے واللہ آپ دھوکا کھائیں گے یا خلافت آپ سے چھین لی جائے گی۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جیسی اللہ و نعم الواسع، فرما کر خاموش ہو گئے۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت سے اٹھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور بوقت ضرورت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی اعانت مدد کرنے کا ان لوگوں سے کہا اور رخصت ہو کر شام چلے گئے۔

بلوایوں کا حملے کا فیصلہ اور نافرمانی: فساد یوں اور بلوایوں نے یہ عہد و پیمان کیا تھا کہ جس وقت امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لشکر کے سردار اور گورنر رخصت ہو کر روانہ ہو گئے اس وقت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ پر اچانک حملہ کیا جائے، لیکن اتفاق سے جب سرداروں اور عمل کی روانگی کے بعد امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر حملہ نہ کر سکے تو دوبارہ بیعت امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت توڑنے کے لئے ریشہ دانی کرنے لگے اور مراسلات خط و کتابت کے ذریعہ طے کیا کہ فلاں روز آئندہ موسم حج میں مدینہ منورہ میں آ جانا چاہیے۔

بلوایوں کی مدینے آمد: چنانچہ سب سے پہلے مصر کے فساد یوں جس کا سردار عبدالرحمن بن عدیس بلوی تھا مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ بعض مورخین کہتے ہیں کہ مصر کے فساد یوں کی تعداد ایک ہزار تھی۔ کنانہ بن بشرلیشی، سودان بن جمران سکونی اور میسرہ یا قیسرہ بن فلاں سکونی عافقی بن حرب عکی کے سردار اس جماعت میں شریک تھے۔ کوفہ کے فساد یوں بھی ایک ہزار کی جمعیت کے ساتھ زید بن صفوان عبدی، اشتر نخعی بن النضر جارتی، اور عبداللہ بن الاصم غامری کے ساتھ آئے تھے۔ بصری کے فساد یوں کی تعداد بھی ایک ہزار تھی قیسیم بن جبلة عبدی، ذریج بن عباد، بشیر بن شریح قیسسی، ابن الحارث نے حرقوس بن زبیر سعدی پر خرد ج کیا تھا۔ یہ لوگ اپنے اپنے شہروں سے حج کے بہانے شوال میں مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔

بلوایوں کے تین قسم کے گروہ: جب تین منزل کی دوری پر مدینہ باقی رہ گیا تو چند لوگ اہل بصری کے آگے بڑھ کر ذہشب میں قریب مقیم ہو گئے۔ ان لوگوں کی طبیعتیں حضرت طلحہ کی طرف مائل تھیں اور کوئی فساد یوں کے کچھ لوگ اپنے گروہ سے نکل کر اعواض میں آ کر مقیم ہو گئے۔ ان لوگوں کا رجحان حضرت زبیر بن العوام کی جانب تھا۔ اسی گروہ کے ساتھ کچھ لوگ اہل بصری کے بھی تھے اور عام فساد یوں ذوالرودہ میں ٹھہرے رہے۔ مصریوں کی

طبیعت حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کی جانب تھی۔ زیاد بن النضر اور عبداللہ الاصم نے فساد یوں سے مخاطب ہو کر کہا تم لوگ جدی نہ کرو جب تک ہم مدینہ داخل نہ ہو جائیں ہم کو یہ خبر ملی ہے کہ اہل مدینہ نے بھی لشکر جمع کیا ہے۔ بخدا اے لایزال اگر یہ خبر صحیح ہے تو ہم کچھ نہ کر سکیں گے، ہوائی یہ سن کر خاموش ہو گئے اور یہ دونوں مدینہ چل دیئے۔

بلوایوں کے لوگوں کی صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات:۔ زیاد اور عبداللہ مدینہ پہنچ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر اور امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن سے ملے اور یہ ظاہر کیا کہ ہم لوگ حج کے ارادے سے رکے ہیں۔ یہ دونوں واپس اپنے گروہ میں آ گئے اور کوفہ اور بصری اور مصر کے بلوایوں کو جمع کر کے مشورہ کر کے یہ طے کیا کہ ہر گروپ الگ الگ طلحہ رضی اللہ عنہ، زبیر اور علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے پاس جائے اور ان کو جس طرح ممکن ہو اپنے ہم خیال بنائے۔ چنانچہ چند مصر ہوائی حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ اس وقت لشکر میں اجازت ریت پر موجود تھے۔ اپنے صاحب زادے حسن کو بلوایوں کے منتشر کرنے کی نیت سے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا تھا۔

مصری بلوایوں کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات:۔ مصریوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب سے کہا ہم عثمان رضی اللہ عنہ کی اہرات سے بیزار ہیں آپ ہم سے بیعت کر لیجئے۔ ہم لوگ ابھی واپس چلے جائیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب غصہ سے کانپ اٹھے چلا کر فرمایا بے شک لشکر ذمہ مردہ و ذنب اعواض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق لغتی ہے اور اس حدیث کا صلحاے مؤمنین جانتے ہیں۔ تم لوگ میرے سامنے سے دور ہو جاؤ اس قسم کی گفتگو میرے سامنے نہ کرنا۔

بصری اور کوفہ کے بلوایوں کی حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم سے ملاقات:۔ بصریوں کی کوفیوں کے گروپ جو طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تھے ان لوگوں نے بھی حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی کہا حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی سختی سے جواب دیا۔ جب اس تدبیر میں بھی ان کو کامیابی نہ ہو سکی تو ان جگہوں سے نکل کر اپنی اپنی لشکر گاہ میں چلے آئے۔ اہل مدینہ بھی ان کے واپس جانے اپنے اپنے گھروں میں لوٹ گئے رات کے وقت کسی بات کا علم نہ ہوا لیکن تکبیر کی آوازیں مدینہ کے گرد گونج رہی تھیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر محاصرہ:۔ صبح ہوئی تو امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر محاصرہ میں تھا۔ بلوایوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا اور من دی کرادی تھی کہ جو شخص مقابلہ پر نہ آئے اس کو امن دیا جائے گا۔ چند دنوں امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ امامت کر رہے تھے مدینہ والے اپنے اپنے مکانوں میں خاموش بیٹھے رہے۔ بلوایوں نے بھی امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملنے جلنے بات کرنے سے کسی کو نہیں روکا۔

بلوایوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گفتگو:۔ محاصرہ کی صبح حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے بلوایوں کو بلوایا تمہیں کس چیز نے چھ جانے کے بعد واپس بدایا؟ بلوایوں نے کہا ہمیں ایک خط ایک قاصد کے ہاتھ سے ملا ہے جس میں ہمارے قتل کا حکم تھا، اسی طرح بصریوں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے اور کوفیوں نے حضرت زبیر سے کہا بلوایوں میں سے ہر شخص کہہ رہا تھا کہ ہم اپنے بھائیوں کی مدد کرنے آئے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے ① کہا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اہل مصر کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے کیوں کہ تم ان سے کئی منزلوں کے فاصلے پر تھے تم لوگ ایک ہی مقررہ وقت پر کیسے واپس آ گئے۔ واللہ یہ امر روز روشن سے زیادہ ظاہر ہے کہ تمہاری طبیعتیں صاف نہیں۔ بلوایوں نے جواب دیا تم جو چاہو سمجھ لو ہم کو اس شخص (یعنی عثمان رضی اللہ عنہ) کے معزول کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے لوگوں پر ملنے کی پابندی:۔ اس وقت تک مصر کوفہ اور بصری کے فساد کی امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے لیکن اس واقعہ کے بعد انوں نے لوگوں کو امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جانے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکن شروع کر دی۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسلامی صوبوں اور شہروں کے گورنروں کے نام فرامین ② بھیجے۔ ان کو ان واقعات سے

① تفصیل کے لئے دیکھیں تاریخ طبری جلد ۵ صفحہ ۱۰۵ ② اللہ کی قسم ہے اہل مدینہ کو خوب معلوم ہے یہ لوگ حسب ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملعون ہیں ہر نیکو کو چاہیے کہ نیکی سے غرضتوں کو فہم کر دیں۔

مطہح یہ حضرات معاویہ بن ابی سفیان نے حضرت عبد اللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے حضرت خدیج کو روانہ کیا۔ کوفہ سے حضرت اقیق بن عمرو بن سہل روایت ہوئے۔

اہلبیان مدینہ کی مدد کے لئے صحابہ (رضی اللہ عنہم) و تابعین کی کوشش: کوفہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے عقبہ بن ابی معیط، عمار بن عبد اللہ بن ابی اوفی، حذیفہ بن یشجب، کاتب بن ابی اوفی، اور تابعین میں سے مسروق، اسود، شریح، عبد اللہ بن حکیم، بصری میں صحابہ میں سے عمران بن حصین، انس بن مالک، ہشام بن عمار اور تابعین میں سے کعب بن سور، ہرم بن حیان شان اور مصر میں بھی اسی طرح صحابہ اور تابعین مسلمانوں کو اہل مدینہ کی اعانت پر بھرنے گئے۔ حضرت عثمان بن عفان کا خطبہ: فساد یوں کے آنے کے بعد جمعہ آیا اس میں امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔ خطبہ: یٰ اے نبیؐ پر چڑھ کر فرمایا۔ ہولامی امر اللہ اللہ فو اللہ ان اہل مدینۃ لیعلمون انکم ملعونون علی نبیہم لسان محمد فامحوا الحطایا بالاصواب محمد بن مسلمہ نے اٹھ کر کہا، انا اشہد بذلك (میں اس کی گواہی دیتا ہوں) حکیم بن جہل نے ان کو ہٹھ لیا پھر حضرت زید بن ثابت اٹھے ان کو محمد بن ابی قحیرہ نے ہٹھالیا۔

مسجد میں ہنگامہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ زخمی: اس کے بعد بلوایوں نے بلہ کر کے منبر کا قصد کیا۔ لوگوں نے مار کر مسجد سے نکال دیا ہوائی مسجد کے باہر سے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر پتھر مارنے لگے آپ چوٹ سے بیہوش ہو کر گر پڑے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بلوایوں سے لڑنے لگے۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر گھرالائے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آئے تو ن کوڑائی سے روک کر واپس بلایا۔

مروان کے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر الزامات: حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم عیادت کے لئے آئے۔ اس وقت بنی مہدیہ کے چند آدمی بیٹھے ہوئے تھے جن میں مروان بھی تھا۔ ان لوگوں نے حضرت عثمان بن ابی طالب سے مخاطب ہو کر کہا، تم نے ہمیں ہلاک کر ڈار تمہاری ہی یہ سری کاروائیوں ہیں وائد اگر تم اپنے مقصد تک پہنچ گئے تو تم دنیا کو مطیع کر لو گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے اس کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ غصہ ہو کر اٹھ کر چلے گئے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر بھی اپنے اپنے گھر واپس ہو گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو امامت سے روک دیا گیا: محاصرہ کے دوران میں دن تک امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد مسجد میں آنے اور امامت کرنے سے بلوایوں نے روک دیا۔ عافقی بن حرب علی جو بلوایوں کا سردار نماز پڑھانے لگا اہل مدینہ اپنے اپنے مکانات اور باغات میں مسلح پناہ گزیں ہو گئے۔ یہ محاصرہ چالیس دن تک قائم رہا۔

نماز پڑھانے کے بارے میں مخالفت اقوال: بعض مورخین کہتے ہیں کہ محاصرہ کے دوران امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ چند روز تک انہوں نے نماز پڑھائی پھر ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب پڑھاتے رہے۔ بعض کا بیان ہے کہ محاصرہ کے دوران علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے سہیل بن حنیف کو نماز پڑھانے پر مقرر کیا تھا۔ چنانچہ عشرہ ذی الحجہ تک امامت کرتے رہے۔ پھر عید کی نماز پڑھائی اور چند نمازوں میں امامت کی حتیٰ کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

محمد بن ابی بکر بلوایوں کے ساتھ: بعض مورخین کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرہ کے وقت محمد بن ابی بکر و محمد بن ابی حذیفہ، مصر میں لوگوں کو امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے برخلاف ابھار رہے تھے۔ اس لئے جب ماہ رجب میں مصر کے بلوایوں نے حج کے بہانے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے یا ان کے بٹانے کے لئے عبد الرحمن بن عدیس کی ماتحتی میں خروج کیا تو محمد بن ابی بکر بھی ان سے ساتھ روانہ ہوئے ورنہ ان کی روانگی کے بعد خبر لے کر روانہ کیا۔

محمد بن ابی حذیفہ مصر پر قبضہ: محمد بن حذیفہ وہ مصر میں ٹھہرے رہے۔ لہذا جب عبد اللہ بن سعد مدینہ کے آئے۔ سے مدینہ پہنچے تو یہ خبر سنی کہ مصریوں نے واپس آ کر امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا ہے۔ اور محمد بن حذیفہ پر مسلط ہو گیا ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی عبد اللہ بن سعد

ابن سرح مصر کی طرف لو نے فلسطین پہنچ کر قیام کیا اتنے میں امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مدد کی اپیل: یہ واقعات درمیان میں آ گئے جس سے آپ کا ذہن منتشر ہو گیا ہو گا۔ ب دوبارہ اصل واقعہ کی طرف واپس آتے ہیں آپ کو یاد ہو گا کہ مصر کے بلوائیوں نے مدینہ کے قریب پہنچ کر ذوق شہ میں قیام کیا تھا۔ طے یہ یہ تھا کہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلافت چھوڑ دیں یا اپنے گورنروں کو فوراً عہدے سے ہٹا دیں اور اگر ان دونوں باتوں میں سے ایک کو بھی منظور نہ کریں گے تو شہید کر دیے جائیں۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان باتوں کا علم ہوا تو علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے گھر تشریف لے گئے۔ اپنی قرابت اور حقوق کو ظاہر کر کے کہا کہ تم بلوائیوں کے پاس جاؤ ان کو جس طرح ممکن ہو سمجھا بجھا کرو واپس بھیج دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے جواب دیا میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا لیکن اب تم نے میرا کہنا نہ مانا اپنے دوستوں (مروان، معاویہ رضی اللہ عنہ، ابن عامر، ابن ابی سرح اور سعید) کے کہنے پر عمل کرتے رہے۔ اب میں کس طرح اور کس بناء پر ان کو واپس بھیجوں۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بولے اب تم جیسا کہو گے ویسا ہی کروں گا۔ آئندہ سے ن لوگوں کے کہنے پر عمل کروں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی بلوائیوں کے پاس روانگی: چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب اور تیس مہاجرین و انصار شامل ہو کر بلوائیوں کے پاس گئے۔ اور اس وفد میں (۱) سعید بن زید (۲) ابو جہم عدوی (۳) جبیر بن مطعم (۴) حکیم بن حرام (۵) مروان بن الحکم (۶) سعید بن العاص رضی اللہ عنہ (۷) عبد الرحمن بن عتاب (۸) ابواسید عابدی (۹) ابو حمید (۱۰) زید بن ثابت (۱۱) حسن بن ثابت (۱۲) کعب بن مالک (۱۳) نیاز بن مکرز رضی اللہ عنہ وغیرہ تھے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے سمجھانے سے مصری بلوائی واپس: حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب اور محمد بن مسلمہ نے مصری بلوائیوں کو اونچ نیچ سمجھائی ہو ایان مصر کی طرف واپس چلے گئے۔ ابن عدیس بلوائی نے محمد بن مسلمہ سے کہا میں تم سے کچھ کہنے کے لئے واپس ہونا چاہتا ہوں۔ جواب دیا اللہ سے ڈرو! کیا تو اپنے اقرار سے منحرف ہونا چاہتا ہے؟ تو نے ابھی واپس نہ آنے کا وعدہ کیا ہے ابن عدیس یہ سن کر اپنے گروپ میں چلا گیا اور اہل مدینہ واپس آ گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر مصریوں کے واپس جانے کی اطلاع دی۔

خطبہ دینے کا مشورہ: اس واقعہ کے دوسرے روز مروان نے حاضر ہو کر عرض کی، امیر المومنین! اس سے پہلے کے ارد گرد کے شہروں سے مسلمان آئیں اور ایسے واقعات آپ کو درپیش آئی جس کو آپ برداشت نہ کر سکیں۔ آپ مسلمانوں کو جمع کر کے خطبہ دیں۔ اس سے یہ بات بیان فرمائی کہ اہل مصر مصر چلے گئے اور ان کو جو خبریں پہنچیں تھیں سب غلط تھیں۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مروان کے کہنے سے خطبہ دینے کھڑے ہوئے۔ جوں ہی چند الفاظ زبان سے نکلے تھے کہ چاروں طرف سے آواز آنے لگی، اے اللہ یا عثمان رضی اللہ عنہ و تب اے اللہ (اے عثمان رضی اللہ عنہ اللہ سے ڈرو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رجوع کر) سب سے پہلے اس فقرہ کو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے کہا تھا۔ پس امیر المومنین نے ہاتھ اٹھا کر اہم انی تبت (اے اللہ میں توبہ کرتا ہوں) اس کے بعد عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص فلسطین چلے گئے اور اپنی جگہ مقیم رہے۔ اس کے چند دن بعد امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے محی صرہ و شہادت کا واقعہ پیش آیا۔

خطبہ کے بارے میں دوسری روایت: بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ مصریوں کے پاس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے واپس آ کر امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا تھا تم باہر نکل کر لوگوں کو اپنے خیالات سے مطلع کرو تا کہ تمہارے حالات ان کو معلوم ہو جائیں اور فتنہ انگیز شرکاء کا گروہ دوسرے شہروں میں نہ آنے پائے۔ اس بناء پر امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ باہر آئے اور خطبہ دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خطبہ: ... حمد و نعت کے بعد ارشاد کیا:

انا اول من اتعظ استعفر اللہ مما فعلت واتوب فلیات اشرافک یرونی رائهم واللہ ان ردنی الحق عند الا

لیہ واللہ لا عطینکم الرضی ولا احتجب عنکم۔

(ترجمہ) میں پہلا شخص ہوں جس نے نصیحت قبول کی۔ میں اللہ سے معافی چاہتا ہوں ہر اس کام سے جو میں نے کیا اور اس کی طرف

رجوع کرتا ہوں پس مناسب ہے کہ تمہارے شرقاتائیں اور مجھ کو مشورہ دیں واللہ اگر مجھے کوئی غلام بھی حق کی رہنمائی کرے۔ تا تو میں اس کا راستہ اختیار کروں گا اور غلاموں کی طرح اس کی اطاعت کروں گا اور اللہ کے سوا اور کوئی حامی نہیں ہے۔ اللہ تم سے ہے میں تم سے راضی رکھوں گا یہ کہہ کر امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خود بھی روئے اور حاضرین بھی رو پڑے۔

بنو امیہ کی خطبہ پر ناراضگی: خطبہ دے کر گھر پر آئے تو بنو امیہ کے چند لوگ اس وقت حاضر نہ تھے۔ حاضر ہوئے اور اس خطبہ کے دینے پر نصیحت کرنے لگے۔ آپ کی بیوی نائلہ بنت القراضہ نے ان لوگوں کو جھڑکا لیکن انہوں نے نائلہ کے جھڑکنے پر خیال نہ کیا۔ مسلسل امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کو توبہ کرنے اور خطبہ دینے پر ملامت کرتے رہے اتنے میں دروازہ پر کچھ لوگ جمع ہو گئے۔ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے مروان سے فرمایا تو چاہے ان لوگوں سے بات کر اور گفتگو کرنے میں سختی سے کام لے۔ چنانچہ مروان نے جا کر کہا تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے تمہاری کیا حاست ہے؟ تم لوگ ہمارے قبضہ سے ہمارا ملک چھیننے آئے ہو۔ واللہ اگر تم نے کسی قسم کا ارادہ کیا ہے تو ہم تم پر ایسا بوجھ ڈال دیں گے جس کو تم اٹھ نہ سکو گے۔ جاؤ اپنے اپنے گھروں کو۔ مٹ جاؤ واللہ جو پتہ ہمارے قبضہ میں ہے اس میں ہم تم سے مغلوب ہیں۔ مروان کی اس گفتگو سے مجمع منتشر ہو گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مروان کی باتوں پر ناراضگی: حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کو یہ خبر ملی تو آپ سخت ناراض ہوئے۔ عبدالرحمن بن اسود یغوث سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا تم نے کل عثمان رضی اللہ عنہ کا خطبہ اور آج مروان کا کلام سنا ہے۔ میں جب گھر میں بیٹھا تھا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ تم نے مجھے چھوڑ دیا تم نے میری قرابت و حق کا پاس نہ کیا اور جب میں نے دخل دیا اور لوگوں کو سمجھا بھجا کر واپس کر دیا تو مروان کے کہنے سے بچوں کے کھیل کی طرح اس کو الٹ پلٹ دیا۔ افسوس ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بزرگ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف ہونے کے باوجود مروان کے قبضہ میں ہے جس طرف چاہتا ہے اس طرف پھیر دیتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خوف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے خفگی کا اظہار: حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب طیش میں آ کر یہ کہنا شروع کیا اور امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ مروان کے کہنے پر عمل درآمد کرنے پر نصیحت کی اور یہ فرمایا کہ آج سے اب میں پھر تمہارے پاس نہیں آؤں گا۔ مروان تمہاری رائے پر مسط ہو گیا ہے وہ تمہاری بزرگی زائل کرنا چاہتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے چلے جانے کے بعد نائلہ کہیں اور وہ یہ گفتگوں رہی تھیں۔ انہوں نے بھی مروان کے کہنے پر انہیں سمجھایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب سے صلح و مشورہ لینے کی رائے دی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر جانا: امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کو بلوا بھیجا وہ نہ آئے تو رات کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے گھر پر گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے کہا، بڑے افسوس کا مقام ہے کل تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر چڑھ کر کیا کہا تھا پھر اس کے بعد مروان نے تمہارے دروازہ پر کھڑے ہو کر لوگوں کو سخت دست کہا اور تکلیف پہنچائی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی گفتگو: امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے معذرت کا قرار کیا کہ آئندہ میں تمہاری رائے پر عمل کروں گا۔ واقعی میں اس وجہ سے شرمندہ ہوا اور لوگوں کو مجھ پر جرات ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب بولے واللہ میں لوگوں کو نہایت آسانی سے دور کر دوں لیکن میں جب تم کو سمجھا دیتا ہوں تو تم اس پر عمل کرتے ہوئے ہو لیکن جب مروان آ جاتا ہے اور مخالفت کرتا ہے تو اس کے کہنے پر عمل کرنے لگتے ہو اور میری رائے بھول جاتے ہو۔ ان واقعات کے بعد بلوائیوں نے پانی بند کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب بہت برہم ہوئے اور امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پانی پہنچایا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گفتگو: بعض مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب محاصرہ کے وقت خیبر میں تھے۔ مدینہ منورہ میں آئے تو لوگوں کو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع دیکھا۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے گھر پر گئے اور کہا ہے علی رضی اللہ عنہ میرے حقوق تم پر بہت ہیں، بھائی ہونے کا حق ہے، قرابت داری کا حق ہے، ہم زلف ہونے کا حق ہے۔

بغرض تقدیر اگرچہ بیت بنی کا زمانہ ہوتا تو بھی بنی عبد مناف کے لئے یہ بات بے عزتی کا باعث ہوئی کہ بنو تیم ان کے قبضہ سے حکومت چھینیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب یہ خبر سن کر طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے دریافت کیا۔ ماہذا (یہ کیا معاملہ ہے) جواب دیا: ابعث مامس ① الخمرام الطین یا اما الحسن۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان ابی طالب لوٹ کر بیت المال آئے۔ لوگوں کو جو کچھ مناسب تھا دیا لوگ طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے صرف طلحہ رضی اللہ عنہ رہ گئے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اظہار ناراضگی: امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس سے خوشی ہوئی اس کے بعد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ امیر المومنین حضرت عثمان کے پاس آئے تو اپنے فرمایا میں تائب نہیں ہوا بلکہ مغلوب ہوا ہوں، اے طلحہ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ تم کو سمجھے۔

مصر کے بلوایوں کی واپسی: بعض مؤرخین کا یہ بیان ہے کہ جس وقت مصر کے بلوائی دوبارہ مدینہ منورہ واپس لوٹے تو محمد بن مسلمہ واپسی کی وجہ دریافت کرنے آئے بلوایوں نے خط دکھا کر، یہ عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام کے قبضہ سے مقام بویب میں برآمد ہوا ہے جو صدقہ اونٹ پر سوار جا رہا تھا۔ اس میں عبدالرحمن بن عدیس، عمر رضی اللہ عنہ بن الحنفی، عمرو بن الیہاب کو کوڑے لگانے اور قید کرنے اور سرواڑھیاں منڈانے اور بعض کو سولی دینے کے بارے میں لکھا ہے۔ خط کس کے پاس تھا؟

بعض کہتے ہیں کہ یہ خط ابوالعور سلمی کے پاس سے برآمد ہوا تھا۔ غرض یہ کہ اس خط کے ملتے ہی مصر کے بلوائی واپس آ گئے اور ان کے ساتھ ہی کوفہ اور بصری کے بلوائی بھی واپس آ گئے۔

محمد بن مسلمہ کی بلوایوں سے بات چیت: محمد بن مسلمہ نے ان لوگوں سے واپسی کی وجہ دریافت کی۔ انہوں نے کہا ہم لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب، سعد بن ابی وقاص اور حضرت سعید بن ابی زید سے اس معاملہ میں گفتگو کی ہے۔ ان لوگوں نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ اس معاملہ کو بہت اچھے طریقے سے سلجھا دیں گے۔ لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمارے ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس چلیں۔ اتنی گفتگو کرنے کے بعد مصر کے بلوایوں میں سے چند لوگ اٹھے اور علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب و محمد بن مسلمہ کو ساتھ لئے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر پر گئے۔ ان دونوں بزرگوں نے بلوایوں کی شکایتیں پیش کیں۔

خط کی ذمہ داری سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا انکار: امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر کہا مجھے اس خط کے بارے میں علم نہیں ہے اور نہ میں نے لکھا ہے محمد بن مسلمہ بولے بیشک یہ صحیح ہے یہ کام مروان کا ہے۔ اس عرصہ میں مصر کے بلوایوں کا ایک گروہ آگیا ابن عدیس نے ابن ابی سرح کی شکایت دور کر دیں۔ مصر میں جو نئی باتیں ایجاد کی تھیں وہ بتائیں اور یہ بھی کہا کہ جب کبھی ابن ابی سرح پر کوئی اعتراض کیا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ اے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی لکھا ہے۔

بلوایوں کا اپنی نیت قتل کا اعتراف: ہم لوگ درحقیقت آپ کو قتل کرنے کے ارادے سے آئے تھے مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب اور محمد بن مسلمہ نے سمجھا بچھا کر واپس کر دیا تھا اور ہم سے وعدہ کیا تھا کہ ان کی شکایتوں کو ہم دور کر دیں گے۔ اتفاق سے آپ کا خط ہمارے ہاتھ لگ گیا ہے جس میں آپ نے ابن ابی سرح کو لکھا ہے کہ ہم لوگوں کو کوڑے لگائے ہمارے تشہیر کرائے ایک لمبے عرصے تک قید میں رکھے۔ یہ خط تمہارے غلام کے ہاتھ سے ملا ہے اس پر تمہاری مہر ہے۔

امیر المومنین اور بلوایوں کے بحث و دلائل: امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر کہا، نہ میں نے اس خط کو لکھا ہے اور نہ مجھے اس کا کئی علم ہے۔ علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب اور محمد بن مسلمہ نے اس کی تصدیق کی، بلوائی بولے تعجب کا مقام ہے کہ اس قسم کے خطوط آپ کی مہر سے لکھے جائیں اور آپ کا غلام لے کر جائے اور آپ کو اس کی اطلاع نہ ہو۔ پس آپ جھوٹے ہو یا سچے، بہر صورت آپ کو معزول کرنا مناسب ہے کیوں کہ

① عرب کا محادہ ہے جب کوئی کام حد سے بڑھ جاتا ہے یا اس کی نزاکت بڑھ جاتی ہے تو اس وقت اہل عرب استعاریہ فقرہ بولتے ہیں حرام تک کہتے ہیں اور طہین افنی یا گھوڑی کے حصہ اندی (چھاتیوں کی بیڑوں) جو کہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب تک چھاتیوں تک پہنچ جائے گا تو زین یا چار جامہ افنی یا گھوڑی کے پشت پر نہیں ٹھہر سکتا اور نہ دار اس وقت تک ٹھہر سکتا ہے اردو میں اس جگہ کہتے ہیں جب نو نیزہ پانی چڑھ گیا تو کیا ہو سکتا ہے۔

جھوٹے کو مسلمانوں کا سردار بنانا جائز نہیں ہے اگر سچے ہیں تو آپ اس قدر کمزور اور طبعاً ضعیف ہو گئے ہیں آپ کی اجازت و طاعت کے بغیر جس کو چاہتا ہے کرتا ہے۔ لہذا بہتر یہ ہے کہ آپ خود خلافت چھوڑ دیں۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس لباس کو نہیں تارن چاہتا جس کو خدا تعالیٰ نے مجھے پہنایا ہے یعنی میں خود منصب خلافت ترک نہیں کروں گا۔ ہاں یہ ہوگا کہ اگر مجھ سے غلطی ہوگی تو میں توبہ کروں گا واپسی نظر رائے سے رجوع کروں گا۔ ابن عدیس بولا ہم بار بار دیکھ چکے ہیں کہ آپ توبہ کرتے ہیں اور پھر وہی کام کرتے ہیں۔ اب ہم پر فرض ہے کہ ہم آپ سے خلافت چھینیں میں یہ آپ کو قتل روڈ اٹھیں اور اگر آپ کے دوستوں میں سے کوئی مزاحمت کرے تو اس سے بھی لڑیں گے۔ جب تک ہم زندہ ہیں مرنے جائیں گے چاہے کامیاب ہوں یا مرجائیں۔

امیر المومنین کا ہوا کیوں سے مزاحمت نہ کرنے کا اعلان: امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا تم مطمئن رہو کوئی شخص تم سے مزاحمت نہ ہوگا اگر مجھے اس کا خیال ہوتا تو میں ممالک اسلامیہ سے مسلمانوں کو بلوا کر ایک لشکر مرتب کر لیتا۔ ان کا فقرہ پورا ہوتے ہی چاروں طرف سے شورشیں اٹھ اٹھنے لگیں۔ جس کے جوجی میں آتا تھا کہہ رہا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب اٹھے اور بلوائیوں کو امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے نکال کر اپنے گھر چلے آئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے واپس جاتے ہی مصریوں نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان کا دوبارہ محاصرہ کر دیا۔

زید بن اسد کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے روانگی: دوبارہ محاصرہ کرنے کے بعد امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت معویہ رضی اللہ عنہ اور ابن عمر کو مدد کے لئے لکھا۔ زید بن اسد قشری اہل شام کا ایک لشکر لے کر روانہ ہوئے مگر جب وادی القری میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ یہ سنتے ہی زید بن اسد شام سے چلے گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ شام سے حبیب بن مسلمہ و بصری سے مجشع بن مسعود روانہ ہوئے تھے۔ اور مقام ربذہ میں پہنچ کر شہادت کا حل سن کر واپس آ گئے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بلوائیوں کی سمجھانے کی کوشش: دوبارہ محاصرہ ہونے پر امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مشیروں نے رائے دی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو بلوائیوں کے روک تھام کے لئے بھیج دو کہ وہ ان کو سمجھا بجھا کر واپس کر دیں اور ان سے وعدہ کریں کہ ان کی مرضی کے مطابق گورنروں کی بحالی اور معزولی کی جائے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب بلوائیوں کے پاس گئے، اونچا نیچا سمجھایا ان کی درخوستوں کے مطابق عمل درآمد کرنے کا وعدہ کیا۔ بلوائیوں نے کہا، آپ ایک وقت مقرر کیجئے۔ علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب لوٹ کر امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے تین دن کی مدت مقرر فرمادی۔

تین دن میں مطالبات پورا کرنے کا وعدہ: علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے اقرار نامہ لکھ کر بلوائیوں کو دیا جس میں تین دن کے اندر ان کی مرضی کے مطابق عمل کی تقریر و معزولی اور ان کی شکایات دور کرنے کا لکھا تھا۔ بلوائی اس اقرار نامہ کے مطابق تین دن تک جنگ و جدال سے رکے رہے۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی خواہش کے مطابق کوئی اصلاح نہ کی۔ مقررہ مدت ختم ہونے کے بعد مصر کے بلوائی ذنی شیب سے مدینہ میں وعدہ پورا کرنے کی نیت سے آئے۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایفاء سے انکار کر دیا تو بلوائیوں نے برہم ہو کر چاروں طرف سے محاصرہ کر دیا۔

محاصرہ کے بعد امیر المومنین کا سب سے خطاب: محاصرہ کے بعد امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر اور طلحہ رضی اللہ عنہ کو ہویا۔ جب یہ لوگ اور ان کے ساتھ اہل مدینہ بھی آ گئے تو اس وقت دروازہ پر ایک بہت بڑا ہجوم تھا۔ عثمان نے ہر سے نکل کر فرمایا بیٹھ جاؤ، ہوائی اور غیر ہوائی بیٹھ گئے۔ آپ نے اہل مدینہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے اہل مدینہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں اور اس سے دعا کرتا ہوں کہ میرے بعد تمہارا کسی اچھے شخص کو خلیفہ بنائے۔ یہ فرما کر تھوڑی دیر خاموش رہے پھر سر اٹھا کر بولے۔

آپ کا خطاب:

اَشْهَدُ كُمْ بِاللّٰهِ تَعَالٰی هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنْكُمْ دَعَوْتُمْ اللّٰهَ عِنْدَ مَصَابِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنْ يَخْتَارَ لَكُمْ وَيَجْعَلْكُمْ عَلٰی رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

خیر کم اتقولون ان اللہ لم یبال بمن علیٰ هذا الدین ام تقولون ان الامة ولو امکابرة وعن غیر مشورة فو کلهم الی امرهم اولم یعلم عاقبة امری ثم انشد کم باللہ هل تعلمون لی من السوابق ما یحب حقہ فمہلاً فلا یحل الا قتل ثلاثہ وان بعد احصان و کافر بعد ایمان و قاتل بغیر حق اذا قتلتمونی وضعتمہ السیف علی رقابکم ثم لا یرفع اللہ عنکم الا اختلاف .

(ترجمہ) میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں کیا تمہیں یاد نہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زخمی ہونے کے وقت تم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری امارت کے لئے کسی کو منتخب کر دے اور کسی بہترین ہستی کو تمہارا امیر بنائے۔ کیا تم یہ کہو گے کہ اللہ تعالیٰ نے وہ نہیں قبول کی، یا کہو گے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو اس دین کا والی بنایا اس کو آزمائش میں نہیں ڈالا، یا کہو گے کہ امت نے بے ذہنت پن سے یا بغیر مشورہ کے سردار مقرر کیا اور اس نے اپنے کام کو بغیر انجام دیکھے اس کے حوالے کیا ہے۔ پھر میں تمہیں اللہ کی قسم داتا ہوں تم لوگ میرے سابق اسلام ہونے کو جانتے ہو اور اس کے حق کو بھی تم جانتے ہو۔ جانے دو درگزر کرو کیوں کہ تین آدمیوں کے سوا اور کسی کا قتل کرنا جائز نہیں ہے ایک زانی محسن کا دوسرے مرتد کا تیسرے قاتل بغیر حق کا پھر جب تم مجھے قتل کر دو گے تو تلوار تم اپنی گردنوں پر رکھو گے پھر اللہ تعالیٰ تم سے اختلاف کبھی دور نہیں کرے گا۔

بلوایوں کا جواب :۔ بلوایوں نے جواب دیا کہ جو تم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد استخارہ کے بارے میں کہا ہے تو اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اس میں کیا اچھا کیا۔ لیکن درحقیقت اللہ تعالیٰ نے تم کو ایک فتنہ بنایا ہے جس میں اس نے اپنے بندوں کو مبتلا کیا ہے۔ پہلے مسلمان ہونے کے حقوق ہیں اور آپ واقعی مستحق تھے۔ لیکن آپ نے بہت سی باتیں ایسی کی ہیں جس میں آپ کو ہم حق قائم کرنے کے لئے بھی نہیں چھوڑ سکتے اس خیر سے کہ کہیں آئندہ اور فتنہ و فساد برپا نہ ہو۔ باقی رہا تمہارا یہ کہنا کہ تین ہی آدمیوں کا قتل کرنا چاہیے اس کے بارے میں ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ کی کتاب میں سوائے ان تینوں کے اور لوگوں کو قتل کرنا بھی جائز دیکھتے ہیں۔ ان میں سے ان آدمیوں کو قتل کرنا جائز ہے جو دنیا میں باعث فساد ہوں یا باغی ہو یا حق اور سیدھے راستے کے مخالف ہوں آپ نے بیشک بغاوت کی اور ناحق کام کئے اور جو لوگ فساد کے باعث ہیں ان کے حمایتی بنے اور بد شبہ آپ نے امرت کا زور اور دباؤ ڈالا اور بیشک جو لوگ ہم سے لڑے اور لڑنے آتے ہیں وہ تمہاری امارت کی وجہ سے لڑتے ہیں۔ لہذا اگر تم خداوند چھوڑ دو تو وہ لوگ مقابلہ پر نہیں آئیں گے۔

امیر المومنین کی اہل حق کو جانے کی قسم :۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سن کر خاموش ہو کر اندر چلے گئے پھر اس کے بعد گھر سے نہ نکلے۔ اہل مدینہ اور بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کو واپس جانے کی اجازت دے کر واپس کیا، سوائے حسن بن علی رضی اللہ عنہ، محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

پانی بند کر دیا گیا :۔ مصر کو فہ اور بصری کے بلوائی چالیس دن تک محاصرہ کئے رہے اٹھارویں دن یہ خبر مشہور ہوئی کہ اسلامی فوجیں مدینہ کے سامنے سے آ رہی ہیں بلوایوں نے محصری میں سختی کر دی۔ لوگوں کو امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جانے سے روک دیا اور کھانا بند کر دیا۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ، زبیر اور امہات المومنین رضی اللہ عنہ کے پاس کہلوایا بھیجا کہ بلوایوں نے میرا پانی بند کر دیا ہے اگر تم مجھے پانی پہنچا سکتے ہو تو مجھے بھیج دو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پانی کی اپیل پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روانگی :۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب اس دردناک خبر کو سنتے ہیں صبح ہی صبح سو رہو کر بلوایوں کے پاس گئے اور فرمایا اے لوگوں! تمہارا یہ فعل نہ مسلمانوں سے مشابہ ہے اور نہ کافروں سے۔ تم وگ اس شخص (یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کا کھانا اور پانی بند نہ کرو بلکہ شبہ رومی ایرانی بھی اپنے اپنے قیدیوں کو کھلاتے پلاتے ہیں۔ بلوایوں نے جواب دیا، نہیں! واللہ یہ کبھی نہ ہوگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب یہ سن کر واپس ہو گئے۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا پر بلوایوں کا حملہ: اسکے بعد ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کچھ کھانے کی چیزیں لے کر اپنے خچر پر سوار ہو کر آئیں۔ بلوایوں نے روکا آپ نے فرمایا میں اس شخص (یعنی عثمان رضی اللہ عنہ) کے پاس اس نیت سے جا رہی ہوں کہ بنی امیہ کی مانتیں اس کے پاس ہیں ایسا نہ ہو کہ بیوہ اور یتیموں کا مال ضائع ہو جائے۔ بلوائی بولے کہ ہم آپ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس نہیں جانے دیں گے۔ ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہ نے ان کی بات نہ سنی، خچر بڑھایا تو بلوایوں نے خچر کے منہ پر مارا اور لگام کاٹ لی، خچر بھاگا اور ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا گرتے گرتے بچیں اہل مدینہ نے دوڑ کر پکڑ لیا اور آہستہ آہستہ آپ کو آپ کے گھر لے آئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تقریر اور اشتراک فساد: ❶ اس کے بعد امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر کی چھت پر آ کر کھڑے ہوئے۔ اپنے حقوق اور سابق اسلام ہونے کا اظہار کیا۔ بعضوں نے کہا جانے دو اب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے درگزر کرو۔ اسی دوران اشتراک گیا لوگوں کو پھرجمع کر کے سمجھایا اور دوبارہ مخالفت پر ابھارا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت حذلولہ رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ: اس کے بعد ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ نے حج کا ارادہ کیا اور اپنے بھائی حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے جانے کی غرض سے بلایا محمد بلوایوں کا ساتھ دے رہا تھا۔ اس لئے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ حضرت حذلولہ رضی اللہ عنہ کا تب وحی نے کہا کہ تم کو ام المومنین اپنے ساتھ لے جانے کے لئے بلاتی ہیں۔ تم ان کے ساتھ تو نہیں جا رہے ہمدردی بل اوہ شوں کی اتباع کر رہے ہو جو تمہارے شایان شان نہیں ہے۔ بغرض محال اس کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مغلوب ہو گئے تو تم غنیمت مناف متولی و مسط ہو جائیں گے۔ محمد بن ابی بکر نے کچھ جواب نہ دیا تو حضرت حذلولہ کو فہ چلے گئے۔

بڑے صحابہ کرام کے دروازے بند اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ امیر المومنین کے دروازے پر: حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور تقریباً سب سے بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہ نے بلوایوں کی زیادتیوں کی داستانیں سن سن کر اپنے اپنے دروازے بند کر لئے نہ کسی سے ملتے تھے نہ باہر آتے تھے۔ ”آل حرام“ تھوڑے دنوں تک خفیہ طور سے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں پانی پہنچاتے رہے۔ حضرت ابن عباس امیر المومنین کے دروازہ پر بلوایوں سے مزاحمت کی غرض سے بیٹھے ہوئے تھے۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو امیر حج مقرر کر کے مکہ معظمہ روانہ ہونے کا حکم دے دیا۔ ابن عباس بولے مجھے بلوایوں سے جہاد کرنا حج سے زیادہ پسند ہے۔ لیکن امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو قسم دے کر مجبور کر دیا۔ چنانچہ ابن عباس امیر حج بن کر مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔

بلوایوں کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا عزم: بلوایوں نے جب یہ دیکھا کہ حجاج، امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف مائل ہو رہے ہیں اور ان کے مقرر کئے ہوئے امیر کے ساتھ حج کو جاتے ہیں۔ آس پاس سے جو لوگ آتے ہیں وہ بھی انہیں کا دم بھرتے آتے ہیں تو سب کے سب امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے پر قائل ہو گئے اور ان کی شہادت کو اپنی خلاصی کا ذریعہ سمجھ کر سب نے یورش کر کے دروازہ کھولنے کی کوشش کی۔

❶ تفصیل اس امر کی یہ ہے۔ کہ ایک روز امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بلوایوں کو جمع کیا اور چھت پر چڑھ کر اسلام علیکم کہا، بلوایوں نے کچھ جواب نہ دیا۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان لوگوں سے مخاطب ہو کر بولے میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں حج کہو کیا تم جانتے ہو کہ مدینہ میں صرف ایک کنواں رومہ تھا جس کو میں نے خرید کر اٹل کیا تھا۔ مسلمانوں کو پانی کی تکلیف نہ ہو میں نے اس کو اپنی ملکیت قرار نہیں دیا تھا۔ دوسرے مسلمانوں کی طرح میں بھی اس کا پانی پیتا رہا۔ بلوایوں نے جواب دیا ہاں یہ سچ ہے امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر کیوں تم لوگ مجھے پانی نہیں دیتے۔ مجبوری کی وجہ سے میں تالا ب کے پانی سے روزہ افطار کرتا ہوں، بلوایوں نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ پھر آپ فرمایا میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دراتا ہوں کہ تم لوگ جانتے ہو کہ مسجد حنک اور چھوٹی تھی۔ لوگوں کی منجاش نہیں ہوتی تھی میں نے زمین خرید کر مسجد کا گن بڑھا دیا ہے۔ بولی ہو سب ہاں یہ سچ ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تم بتا سکتے ہو مجھ سے پہلے کبھی کسی شخص کو اس میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا؟ بلوایوں نے جواب دیا نہیں! آپ نے ارشاد فرمایا پھر تم مجھے مسجد میں نماز پڑھنے (سے کیوں روکتے ہو؟) ہوائی خاموش رہے کچھ جواب نہیں دیا۔ پھر آپ نے کہا تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم ہے۔ حج کہنا، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں یہ ایسا نہیں فرمایا۔ بلوایوں کے دل پر اس کلام سے ایک اثر پیدا ہوا جس سے وہ لوگ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تکلیف دینے کے خیال سے درگزر کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ مگر اس دوران اشتراک آیا اور اس نے لوگوں کو دوبارہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بھڑکا دیا۔

بلوایوں کی صحابہ علیہ السلام سے لڑائی..... مگر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ، مروان، حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اور جو لوگ بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لڑکے ان کے ساتھ تھے بلوایوں کو دروازہ کھولنے سے روکا۔ لڑے اور لڑ کر ان کو پیچھے ہٹایا۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کانوں تک یہ خبر پہنچی تو لوگوں کو لڑنے سے منع فرما دیا اور قسم دے کر جدال و قتال سے روک کر اندر چلے آنے کا حکم دیا۔

بلوایوں کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر پر حملہ..... بلوایوں نے دروازے میں آگ لگا دی دروازہ جل گیا اور اندر گھسے۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اور سورۃ شروع کی تھی۔ چونکہ حاضرین مکان شریک نماز تھے کسی نے بھی بلوایوں کو کسی فعل سے نہ روکا نماز سے فارغ ہوئے تو وہ لوگ چلے گئے اور امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قرآن پڑھنے لگے جس وقت آیت، الذین قال ہم اناس اناس قد جمعوا اکم فی خسوفنا وہم ایمانوا قالو حسبنا اللہ نعم الوکیل، پر پہنچے تو حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک اقرار کیا ہے، اور میں اس پر قائم ہوں یہ فرما کر ان لوگوں کو لڑنے سے روکا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور مغیرہ رضی اللہ عنہ کی بلوایوں سے جنگ اور مغیرہ رضی اللہ عنہ کی شہادت: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے کہا تم اپنے باپ کے پاس چلے جاؤ اس پر بھی حسن بن علی رضی اللہ عنہ بلوایوں سے لڑے مغیرہ رضی اللہ عنہ ابن شریق بھی چند لوگوں کو لے کر بلوایوں کے مقابلہ پر آئے لڑائی ہوئی مغیرہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے آئے بیا قوم مالی ادعوکم الی النجاة و قد عوننی الی النار (اے لوگو! مجھے کیا ہو گیا ہے میں تم کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم لوگ مجھے دوزخ کی طرف بلاتے ہو) اور لڑنے لگے۔

بلوائی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں: امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو بھی لڑائی سے روکا اس کے بعد بلوائی مکان کے پیچھے سے جہن حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن الحرام کا مکان تھا سیڑھی لگا کر گھس آئے۔ ان لوگوں کو اسکی اطلاع تک نہیں ہوئی جو کہ حفاظت کے غرض سے دروازہ پر بیٹھے تھے۔ ایک بلوائی امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور خلافت چھوڑ دینے کے بارے میں بحث کرنے لگا۔ آپ نے انکار کیا۔ یہ شخص واپس آیا دوسرا پھر تیسرا گیا اور ہر ایک خلافت چھوڑ دینے کے بارے میں گفتگو کرتا اور واپس آتا تھا۔

امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت: اس دوران عبداللہ ابن سلام آئے انہوں نے بلوایوں کو سمجھانا شروع کیا بلوائی لڑنے اور مارنے پر آمادہ ہو گئے۔ اس کے بعد محمد بن ابی بکر امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور بہت دیر تک گفتگو کرتے رہے۔ ① جس کے ذکر کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر شرما کر چلے آئے ان کے بعد ان کمینوں کا ایک گروپ پہنچا ان میں سے ایک ② نے آپ پر تلوار چلائی۔ حضرت نائلہ بنت انضرہ آپ کی بیوی نے اپنے ہاتھ سے روکا۔ ان کی انگلیاں کٹ گئیں۔ دوسرے نے وار کیا تو آپ کا خون ③ قرآن کریم پر گرا اور پھر آپ شہید ہو گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلاموں کی شہادت اور بلوایوں کی لوٹ مار: امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کے غلاموں

① ابن اثیر نے لکھا ہے کہ واپس آتے ہوئے بلوایوں میں سے سب کے بعد محمد بن ابی بکر امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان میں داخل ہوئے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا افسوس ہے تم اللہ تعالیٰ پر غصہ ظاہر کرتے ہو! کیا میں نے تمہارا کوئی حق لے لیا ہے؟ جو تم مجھ سے اس کے لینے کے لئے آئے ہو؟ محمد بن ابی بکر نے کچھ جواب نہ دیا پک کر ان کی داڑھی پکڑ کر کہا اے عیسیٰ تجھے اللہ رسوا کرے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بولے میں عیسیٰ نہیں ہوں بلکہ عثمان رضی اللہ عنہ ہوں اور امیر المومنین ہوں۔ محمد نے کہا کہوں! تم کو معاویہ رضی اللہ عنہ اور فداں فلاں شخص نے نہ بچایا؟ اس پر حجاب کی قدر کرتے اور وہ اس داڑھی کو نہ پکڑتے، محمد نے کہا بیشک اگر میرا باپ تم کو ایسے کام کرتے دیکھتا تو وہ ن کاموں کو پسند نہ کرتا اور مجھ سے زیادہ سختی سے تمہاری داڑھی پکڑتا امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے مقابلہ پر مدد چاہتا ہوں اور اسی سے اعانت کا طلب گار ہوں اس پر محمد بن ابی بکر شرما گئے داڑھی چھوڑ کر چلے آئے۔ ② اس آدمی کا نام کنانہ بن بشر بن عتاب النخعی تھا۔ یہ مصر کے چار فساد گرہوں میں سے ایک کا سردار تھا۔ سب سے پہلے یہی تیل سے جلتی ہوئے مشعل لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں گھسا تھا۔ یہ وہ شخص تھا جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ہلیلہ محترمہ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہ کی انگلیاں کاٹی تھیں۔ یہ شخص مصر میں ۳۸ھ میں ذلیل درسا ہوا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن العاص کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچا۔ دیکھیں (الکامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۳۰-۳۱)۔ ③ خون کا قطرہ مصعب کریم کی آیت یتیم اللہ وہو اسمع العیم پر گرا تھا یہ قرآن مسجد نبوی ﷺ کے کتب خانے میں تھا، اس کو مصحف امام سے تعبیر کیا جاتا ہے سنتے ہیں کہ زمانہ جنگ عظیم یورپ میں لندن کے میوزیم میں پہنچ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

نے ہوائیوں سے مقابلہ کیا۔ غلاموں میں سے چند شہید ہو گئے۔ بلوائیوں نے گھر میں جو کچھ پایا لوٹ لیا عورتوں کے کپڑے زیورات تک چھین لئے اور پھر بیت امال کی طرف چلے گئے اور اس کو تباہ و برباد کر دیا بلوائیوں میں سے ایک نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا سر اتارنے کا ارادہ کیا تو عورتوں نے شور مچایا۔ بن عدیس نے کہا جاسنے وہ ان کے سر سے ہمیں سروکار نہیں ہے۔

حملہ آوروں کے نام : بیان کیا جاتا ہے کہ جس شخص نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا بیڑا اٹھا تھا وہ کننہ بن ہشیر تھیں تھیں وہی نے تور چلائی تھی۔ عمرو بن حمق نے نیزہ کے چند زخم پہنچائے تھے۔ عمیر بن ضابی نے ٹھوکریں ماریں تھیں جس سے چند پسلیاں ٹوٹ گئیں تھیں، وہ ٹھوکریں گاتے ہوئے یہ کہہ رہا تھا کہ کیوں تم نے ہی میرے باپ کو قید کیا تھا، جو بیچارہ قید ہی میں مر گیا تھا۔

تاریخ شہادت اور تدفین : امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت اٹھارویں ذی الحجہ ۳۵ھ بروز جمعہ کو ہوئی۔ تین دن تک بے گور و گفن پڑے رہے۔ حکیم ابن حرام اور حیر بن معطم حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے پاس گئے۔ آپ نے دفن کرنے کی اجازت دی۔ رات کے وقت مغرب وعشاء کے درمیان جنازہ لے کر نکلے۔ جنازہ کے ساتھ حضرت زبیر، حضرت حسن، ابو جہم بن حزیفہ مروان وغیرہ تھے۔ جنت بقیع کے ہر حش کو آب میں دفن کیا۔ حضرت حیر بن معطم نے نماز پڑھائی۔ لیکن بعض مؤرخین کا قول ہے کہ مروان نے اور بعض کہتے ہیں حکیم ابن حرام نے پڑھائی تھی۔ روایت کی جاتی ہے کہ بلوائیوں میں سے چند لوگوں نے دفن کرنے اور نماز جنازہ پڑھنے سے بھی مزاحمت کی تھی۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے ان کو جھڑکا اور سختی سے روکا۔ بعض مؤرخین کا یہ خیال ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت اور کعب بن مالک بھی جنازہ میں شریک تھے۔ اور بغیر غسل کے انہیں کپڑوں کے ساتھ دفن کیا گیا جو پہنے ہوئے تھے۔

گورنروں کی تفصیل : شہادت کے وقت ممالک اسلامیہ میں گورنر اس ترتیب سے تھے۔ کہ یمن میں عبداللہ بن احضر (۲) حائف میں قاسم بن ربیعہ ثقفی (۳) صنعاء میں یعلیٰ رضی اللہ عنہ بن منیہ (۴) جند میں عبداللہ بن ربیعہ (۵) بصری میں عبداللہ ابن عامر (۶) شام میں معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان (۷) حمص میں عبدالرحمن بن خالد (۸) قسریں میں حبیب بن مسلمہ (۹) اردن میں ابوالاعور سلمیٰ (۱۰) بحرین میں عبداللہ بن قیس فرزی حامل تھے۔ فلسطین صوبہ شام میں شامل تھا اس کی حکومت پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب علقمہ بن حکیم کنڈی مامور تھا۔ عہدہ قضاء پر عبداللہ بن عوفہ تھے۔ کوفہ میں مات حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اشعری کرتے تھے۔ میدان جنگ کے افسری قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں تھی۔ سواد کے محکمہ مال پر جابر معزنی اور سہاک انصاری مقرر تھے (۱۱) قر قیساء پر جریر بن عبداللہ (۱۲) آذر بایجان میں اشعث بن قیس (۱۳) حلوان میں عقبہ بن نہش (۱۴) اصفہان میں سایب بن اقرع (۱۵) سہدن میں حمیس گورنر تھے۔ مدینہ منورہ میں بیت المال کے افسر عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قضاء پر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے۔

فتوحات عثمانی پر ایک سرسری نظر : امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کا دورہ خلافت بارہ دن کم بارہ سال رہا۔ بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ آٹھ دن کم بارہ سال رہا ہے۔ اس زمانہ میں جتنی فتوحات نازل ہوئیں وہ دو قسم کی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ حضرت فاروق، عظیم رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بعض شہروں میں بغاوت پھوٹ نکلی تھی۔ حضرت ذی النورین نے اس کے فرو کرنے اور دوبارہ ان کو فتوحات اسلامیہ میں داخل کرنے کی کوشش کی۔ جیسا کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبر کے دور خلافت میں مرتدین کے ساتھ معرکہ آرائی ہوئی۔

ہمدان، رے، اسکندریہ اور آذر بایجان کی بغاوت : ہمدان نے بد عہدی کی جس کو دوبارہ مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ نے فتح کیا اہل رے بغاوت کرنے

۱ (مترجم) محمد بن ابی بکر کے واپس آنے کے بعد تغیر، سودان بن حمران اور عافقی اور امیر المومنین کے پاس گئے۔ عافقی نے لوہے سے مارا قرآن شریف و یک، تہ مارے آپ کے گود سے گر گیا پھر سودان نے تلوار چلائی ناکلہ نے ہاتھ سے روکا انگلیاں کٹ گئیں اس کے بعد کنانہ نے وار کیا جس سے آپ شہید ہوئے۔ اس کے بعد امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چند غلام آئے اس میں سے ایک نے سودان پر حملہ کر کے قتل کر ڈالا۔ قتیر نے اس غلام کو مار ڈالا جب گھر کی طرف واپس ہوئے تو دوسرے غلام نے قتیر کو مارا اور پھر ہوائیوں کا ہجوم ہو گیا اس واسطے لوٹنے لگے۔ کلثون بھی نے ناکلہ زوجہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی چادر چھین لی ایک غلام نے پہنچ کر کلثوم کو ایک وار سے صاف کر دیا۔ مال و اسباب و ثلثینے کے بعد عمرو بن حمق نے آپ کے سینہ پر تو نیزے مار کر کہا ان میں سے تین نیزہ تو میں نے اللہ تعالیٰ کے واسطے مارے ہیں اور چھ اس وجہ سے مارے ہیں کہ میرے دل میں اس کی طرف سے عبا تھا پھر ہوائیوں میں سے کسی نے سر کاٹنے کا قصہ کیا حضرت ناکلہ ام المومنین چلا کر لاش پر گر پڑیں ابن عدیس نے کہا جانے وہ ہر گز اس کے سر سے ہم کو کوئی سروکار نہیں۔

لگے حضرت ابو موسیٰ بنی اسرائیل اور براء بن عازب نے اس کو ختم کیا اسکندریہ والوں نے مخالفت کی جس کی حضرت عمرو بن العاصؓ کی کوششوں نے ختم کیا۔ آذربائیجان کو ولید بن عقبہ نے دوبارہ زیر اور صلح کرنے پر مجبور کیا۔ انہیں واقعات کے دوران آذربائیجان کے ارد گرد کے اور مقامات بھی فتح ہوئے۔

آرمینیا کا زرون در سفند کی فتح: ولید بن عقبہ اور سلمان بن ربیعہ نے آرمینیا پر فوج کشی کی، بے مثال مال غنیمت ہاتھ آیا۔ حضرت عثمانؓ بن ابی العاصؓ بنی سہم کو شہر کا زرون پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا حضرت عثمانؓ بن ابی العاصؓ نے لڑے بغیر فتح کیا اور اس مقام سے انہوں نے حرم بن حیان کو در سفند کی طرف بھیجا جو بہت جلد با آسانی تمام فتح ہو گیا۔

افریقہ کی فتح: دوسری وہ فتوحات ملکی ہیں جو امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے زمانے خلافت میں حاصل ہوئیں اور اس سے پہلے وہ ممالک اسلامی حکومت کے دائرہ میں نہ تھے۔ ان میں سے افریقہ ہے جو عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ہاتھ سے فتح ہوا۔ اور امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے اس وجہ سے عبداللہ بن سعد کو مصر کا گورنر مقرر کیا تھا۔ اور مال غنیمت کا خمس خمس مرحمت فرمایا تھا۔ اس زمانہ میں افریقہ کا حاکم قیصر روم کی جانب سے جریر نامی ایک شخص تھا جس کی حکومت طرابلس سے حد و طنجة تک پھیلی ہوئی تھی۔ چالیس جنگوں کے بعد عبداللہ نے اس کو فتح کیا۔ افریقہ کی فتح کے بعد عبداللہ بن نافع بن حصین اور عبداللہ بن نافع عبد قیس کو مغرب کی طرف روانہ کیا۔ کفار سے لڑائی ہوئی بالآخر مسلمانوں کی فتح ہوئی اور امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے اندلس کی حکومت پر عبداللہ بن نافع بن حصین کو مرحمت فرمائی۔ اس وقت سے سرزمین مغرب میں اسلام کا جھنڈا گاڑا گیا۔

قبرس اور ذودوس کی فتح: جزیرہ قبرس اور جزیرہ ذودوس انہی کے عہد خلافت میں پیپاس جنگوں کے بعد حضرت معاویہؓ بن سفیان کی بہترین کوششوں سے فتح ہوا۔

فارس، خراسان، کابل، ہرات، طالقان، فاریاب وغیرہ: فارس و خراسان کا زور انہی کے زمانہ میں ٹوٹا۔ یزدگرد کی زندگی کا خاتمہ انہیں کے دور خلافت میں ہوا۔ کابل، زابلستان، ہرات، طالقان، فاریاب، طبرستان کے میناروں پر انہی کے زمانہ خلافت میں اسلامی جھنڈا لہرایا گیا۔

حضرت عثمانؓ کی خطرناک واقعات میں ثابت قدمی: ان کے دور خلافت کی ابتداء میں بعض ایسے خطرناک واقعات بھی پیش آئے تھے کہ جس سے ان کی ثابت قدمی اور انتظام کا کافی ثبوت ملتا ہے اور اس کو ان کی حکمت عملی و تدبیر نے کامیابی کے ساتھ رفع دفع کیا۔ ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ ۳ھ خلافت میں فارس کے سرداروں کی تبدیلی سے ایرانیوں نے سازش کر کے مقام اصطر میں بڑی فوج جمع کی اور عبداللہ بن عامر گورنر کو قتل کر ڈالا تھا۔ لشکر اسلام شکست کھا کر میدان سے بھاگے۔ امیر المومنین عثمانؓ نے عبداللہ بن عامر کو لشکر بصری کے ساتھ اور عمان روانہ کیا جنہوں نے انتہائی مردانگی سے ایرانیوں کو ایسا تباہ و برباد کیا کہ پھر ان کو سر اٹھانے کا حوصلہ نہ ہوا۔

قسطنطین کے عظیم لشکر سے جنگ اور فتح: دوسرا واقعہ یہ ہے کہ جس وقت مسلمانوں نے افریقہ کو فتح کیا قسطنطین قیصر روم کی غیرت و حمیت جوش میں آگئی عظیم لشکر ترتیب دے کر دریا کے راستے لشکر اسلام نے مقابلہ کے لئے کوچ کیا۔ امیر المومنین عثمانؓ نے حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان کو شام سے اور عبداللہ بن سعد کو مصر سے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ خطرناک اور سخت و خونریز لڑائی کے بعد قسطنطین کو شکست ہوئی۔ رومی لشکر کا زیادہ حصہ لڑائی میں مارا گیا اس کے بعد رومیوں میں نڈزاع پیدا ہو گیا اور قسطنطین کو مار دیا گیا اور وعدہ ”ہلک قیصر فلا قیصر بعدہ“ ظہور پذیر ہوا۔

نسب، کنیت، حلیہ: امیر المومنین حضرت عثمانؓ بنی سہمؓ ذوالنورین، قریش میں اعلیٰ درجہ کا نسب رکھتے تھے ماں اور باپ دونوں قریشی تھے۔ ان کا باپ کا نام عفان تھا، عفان کا لڑکا تھا ابو العاصؓ بنی سہمؓ امیر اکبر کا، امیر اکبر عبد شمس کا عبد مناف بن قصی کا، عبد مناف بن قصی رسول اللہ ﷺ کے دادا عبد المطلب کا دادا تھا ان کی ماں کا نام ارویٰ بن کریم بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف تھا یہ بیضاء ام حکیم بنت عبد المطلب رسول اللہ ﷺ کی حقیقی پھوپھی کی بیٹی تھیں۔ باپ کی طرف سے چوٹی پشت میں رسول اللہ ﷺ سے مل جاتے ہیں اور برابر زادہ (بھتیجے) ہوتے ہیں ماں کی طرف سے دوسری پشت میں ملتے ہیں اور ہمشیرہ بھانجے ہوتے ہیں۔

زمانہ جاہلیت میں ان کی کنیت ابو عمرؓ تھی جب اللہ جل شانہ نے ان کو شرف باسلام کیا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحب زادی حضرت

رقیہ بنت زکاح کو یہ تو ان کے لطن سے عبداللہ بن عثمانؓ پیدا ہوئے تب انہوں نے اپنی کنیت ابو عبداللہ کر دی۔ اسلام لانے کے بعد کثر لوگ ان کو ابو عبداللہ کہا کرتے تھے اور ایسے لوگ کم تھے جو ان کو ابو عمر و جنتی کی کنیت سے یاد کرتے رہے ہوں۔ قد نہ بہت لمبا تھا اور نہ بہت چھوٹا درمیانہ قامت، خوش رو، چہرہ پر کسی چپک کے دانوں کے آثار بازو چوڑے، پنڈ لیاں گوشت سے بھری۔ داڑھی بڑی، سر میں بال زیادہ، رنگ گندمی تھا، بالوں کو کبھی کبھی حنا سے رنگ لیتے تھے۔

ولادت، اسلام، ہجرت:۔ یوں تو ان کے زمانہ پیدائش میں مورخین نے اختلاف کیا ہے۔ لیکن صحیح روایت یہ ہے کہ ۵۷ھ الفیل کے چھٹے سال پیدا ہوئے۔ سن شعور کو پہنچ کر اس زمانہ کی ضرورت کے مطابق پڑھنا لکھنا سیکھا۔ کچھ دنوں اونٹ چرانے کی بھی خدمت سرانجام دی جو عرب کا قومی شعار سمجھا جاتا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو ابو بکر صدیق کی۔

ترغیب سے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ ایمان لائے، بہت پہلے اسلام لانے والوں میں سے ہیں ابو عبیدہ بن الجراح اور عبدالرحمن بن عوف سے ایک دن پہلے اور حضرت علیؓ ابن ابی طالب و صدیق اکبر و ام المومنین حضرت خدیجہؓ بنت خویلد کے بعد مسلمان ہوئے۔ ابن اشیر نے لکھا ہے کہ قدیم الاسلام و ارازم میں رسول اللہ کے جانے سے پہلے اسلام لائے خود حضرت ذوالنورین اکثر فرمایا کرتے تھے میں اسلام کا چوتھا شخص ہوں۔ میری ذات سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا چوتھا عدد پورا فرمایا۔

صحابہ الجہر تین:۔ دو ہجرتیں کیں ایک حبشہ کی طرف حضرت ابراہیم اور لوط علیہ السلام اسلام کے بعد یہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے گھر والوں کے ساتھ ہجرت کی ریاض میں بروایت انس لکھا ہے۔

قال اول من هاجر الى الارض الحبشة عثمان بن عفان خرج معه رسول الله ﷺ فابطاء على بن مسعود رسول الله ﷺ خير ما فجعل يتوكف فقدمت امرأة من قريش من ارض الحبشة فسألها فقالت رايتها فقال علي اى حال رايتها قال رايتها وقد حملها علي بن مسعود حمار من هذه السواب وهو يسوقها فقال النبي ﷺ صحبها الله الكان عثمان بن عفان لاول من هاجر الى الله عز وجل بعد لوط.

ترجمہ:۔ حضرت انس نے فرمایا پہلے جس نے ارض حبشہ کی طرف ہجرت کی وہ حضرت عثمانؓ ہیں۔ اور ان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی بھی تھیں ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ کو ان کی خبر کچھ عرصہ تک معلوم نہ ہوئی رسول اللہ ﷺ انتہا فرما رہے تھے کہ قریش کی ایک عورت حبشہ سے آئی۔ آپ نے اس سے عثمانؓ کے بارے میں دریافت کیا عورت نے کہا میں نے ان دونوں کو دیکھا ہے۔ فرمایا کس حالت میں ان کو تو نے دیکھا ہے، جواب دیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ عثمانؓ جنتی کی بیوی ایک جانور پر سوار تھیں اور عثمانؓ اس کو ہانکتے جاتے تھے نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان دونوں کا ساتھی ہو حضرت عثمانؓ جنتی پہلا شخص ہے جس نے حضرت لوط علیہ السلام کے بعد عزوجل کے لئے ہجرت کی۔

حاکم کی روایت:۔ حاکم نے بروایت حضرت عبدالرحمن بن اسحاق عن ابیہ عن سعد نے اس قصہ کو اس طرح بیان کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا۔ یا با بکر انہا الاول من هاجر بعد لوط و ابراہیم (اے ابوبکر سب سے پہلے انہیں دو نے بعد لوط علیہ السلام و ابراہیم علیہ السلام کے ہجرت کی ہے) اور دوسری ہجرت مدینہ منورہ کی طرف کی جس زمانہ میں رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے اس کے بعد ہی ذوالنورین بھی مدینہ ہجرت کر کے آئے ذوالنورین کا لقب:۔ ابن اشیر کا بیان ہے کہ امیر المومنین حضرت عثمانؓ کو ذوالنورین اس وجہ سے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی دو صاحبزادیاں رقیہ و کلثومؓ کے بعد دیگر آپ کے نکاح میں آئی تھیں۔

اخرج الحاكم عن هريره ان رسول الله ﷺ لقي عثمان بن عفان وهو مغموم فقال ما حالك يا عثمان بن عفان فقال

① وہ اس جب ابراہیم ہاتھوں کی فوج لے کر نعوذ باللہ خانہ کعبہ کوڑھانے آیا تھا۔ فل عربی میں ہاتھی کو کہتے ہیں۔

بابی انت وامی وهل دخل علی ﷺ توفیت بنت رسول اللہ ﷺ وانقطع الصهر فی مابینی و بینک والیلا
سد فقال رسول اللہ ﷺ اتقول ذالک یا عثمان رضی اللہ عنہ وهذا جبرائیل یا صر فی من امر اللہ عز وجل ان
ازوجک اختها کلثوم علی رضی اللہ عنہا مثل عدتها فزوجہ النبی ﷺ .

ترجمہ۔ حاکم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ملاقات کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غم زدہ تھے۔
آپ نے فرمایا اے عثمان رضی اللہ عنہ کیا حال ہے؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کہ کسی پر اور بھی صدمہ ایسا
گزر رہا ہے جو مجھ پر گزرا ہے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی انتقال کر گئی اور سسرالی رشتہ ہمیشہ کے لئے میرے اور آپ کے درمیان منقطع
ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عثمان رضی اللہ عنہ تم یہ کیا کہتے ہو اور جبرائیل مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ پیام پہنچاتے ہیں کہ میں اس کی بہن کلثوم
کا نکاح اسی مہر اور اسی طرح تمہارے ساتھ کر دوں۔ لہذا نبی ﷺ نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے بعد کلثوم رضی اللہ عنہا کا عقد عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک اور اعزاز پھر جو حضرت کلثوم رضی اللہ عنہا کا بھی انتقال ہو گیا تو آپ نے فرمایا اگر میری اور لڑکی ہوتی تو میں اس کا
نکاح بھی عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیتا۔ حضرت ریاض بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتی
تو میں یکے بعد دیگر عثمان رضی اللہ عنہ سے نکاح کرتا جاتا حتیٰ کہ ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہتی۔ یہ ایک ایسی شرافت و عظمت ہے جو سوائے ان کے اور کسی کو
نصیب نہ ہوئی ازالتہ الخلاء میں بحولہ ریاض لکھا ہے۔ قیل فی اجہ التسمیہ بذی النورین کان لہ سخاء قبل اسلام و سخاء بعده۔ ترجمہ۔
بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین اس وجہ سے کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذوالنورین کی دو سخاوتیں تھیں۔ ایک سخاوت قبل اسلام
ایک سخاوت بعد از اسلام اس کو صاحب ازالتہ نے قیل کر کے بیان کیا ہے جو قول کی کمزوری پر دلالت کرتا ہے صحیح وہی ہے جو ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

خصائص اوصاف قبل از اسلام حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ کی قدرتی طور سے فطرت سلیمہ ایسی واقعہ ہوئی تھی کہ جس کی وجہ سے اسلام سے پہلے
بھی یہ اکثر جاہلیت کی رسم و رواج سے پرہیز کرتے رہے۔ ان میں سے یہ ہے کہ اسلام لانے سے پہلے اپنے اوپر شراب حرام کر لی تھی، زنا کبھی نہیں کیا، الا
ستعیاب فی ترحمة ابی بکر رضی اللہ عنہ کان قد حرم الخمر فی الجاہلیۃ ہو عثمان۔ استعاب میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حال میں لکھا ہے کہ
بیشک زمانہ جاہلیت میں میں نے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شراب حرام کر لی تھی۔ وفی الریاض عنہ انه قال ما زینت فی الجاہلیۃ والا سلام ولا
سرقیت اور ریاض میں ان سے روایت کی گئی ہے کہ بیشک انہوں نے کہا ہے کہ میں نے جاہلیت میں اور اسلام میں کبھی زنا نہیں کیا اور نہ چوری کی ہے۔
یہ بات صحیح روایت سے بھی ثابت ہو گئی ہے کیوں کہ زمانہ محاصرہ میں امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک تقریر کی تھی جس کا آخری فقرہ یہ تھا۔ وما
زینت فی الجاہلیۃ والا سلام قط۔ اور نہ میں نے جاہلیت میں اور نہ کبھی اسلام میں زنا کیا۔ اور بلوائیوں میں سے کسی نے اختلاف نہیں کیا تھا۔

فیاضی سیر چشمی اور اولو العزمی :۔۔۔ زمانہ جاہلیت میں اور اسلام میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مال داری قیش میں ایسی نہ تھی جس سے بلا امتیاز ہر چھوٹا
بڑا غنی و فقیر مستفید نہ ہوا ہو۔ زمانہ جاہلیت کی ان کی فیاضیاں یا صدقات و خیرات کا لکھنا فضول ہے اور تجسس سے بمشکل اس کا پتہ چلے گا لیکن اسلام اور
مسلمانوں کے ساتھ جو فیاضی اور مہربانی کی وہ ان کی سخاوت و ثروت و دریا دلی کی ایک بے مثل نظیر ہے۔

حج میں فیاضی :۔ طبری نے لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ جاہلیت میں ہر سال حج کرنے جاتے تھے۔ اور مقام منیٰ میں اپنا
خیمہ نصب کر آتے جب تک حجاج کو کھانا نہ کھا لیتے تھے واپس اپنے خیمہ میں نہ آتے تھے۔ بیت المال سے اس کھانے کا کوئی تعلق نہ تھا بلکہ اپنی جیب
خاص سے خرچ فرماتے تھے۔

جیش اعسرۃ میں کارکردگی۔ جیش اعسرۃ میں جو رسول اللہ ﷺ کا آخری غزوہ ہے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بڑی اولو العزمی اور
دریا دلی سے کام لیا تھا تقریباً پورے لشکر کے لئے ساز و سامان مہیا کیا تھا اس کو خود ذی النورین نے زمانہ محاصرہ اپنے خطبہ میں بیان کیا تھا جس کو
حاضرین نے تسلیم کیا تھا۔

ان رسول اللہ ﷺ نظر فی وجوه القوم فقال من یجهز هو لاء غفر له یعنی جیش العسرة فحر تهم حتی لم یفقد واعقلا ولا حطا ما قالو انعم .

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کون شخص مجاہدوں کو ساز و سامان مہیا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرے گا۔ (یعنی جیش العسرة کا) پس میں نے سارا سامان مہیا کر دیا، ایک رسی اور مہار کی بھی ضرورت نہ ہوئی بلوایوں نے کہا ہاں۔

عبدالرحمن بن خباب کی زبانی واقعہ کی تفصیل: حضرت عبدالرحمن بن خباب نے اس قصہ میں اتنا مزید بیان کیا ہے کہ، میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر سے اترتے ہوئے دیکھا وہ فرما رہے تھے، ماعلیٰ عثمان بن عفان فعل بعد ہذہ ماعلیٰ عثمان بن عفان فعل بعد ہذہ۔ اس کے بعد حضرت عثمان بن عفان جو کریں گے وہ سب معاف ہے، حضرت عثمان بن عفان اس کے بعد جو کریں گے وہ سب معاف ہے۔

ترمذی نے اس کی روایت کی ہے اور عبداللہ بن مسعود نے اس قصہ میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ما ضر عثمان بن عفان عمل بعد الیوم موتیں (آج کے بعد حضرت عثمان بن عفان کوئی عمل کچھ نقصان نہ پہنچائے گا) دو مرتبہ فرمایا تھا۔

غزوہ تبوک میں کارکردگی: غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ اور بڑے صحابہ سخت پریشانی میں مبتلا ہو گئے تھے۔ ذوالنورین نے پنی عیسیٰ ہستی اور بے مثل فیاضی سے اس کو دور کیا۔ سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک طویل حدیث میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک میں تشریف لے گئے تھے۔ جو تگی اور پانی دکھانے کی تکلیف اس میں ہوئی کہ اس سے پہلے اور کسی غزوہ میں نہیں ہوئی تھی۔ حضرت ذوالنورین کو جب یہ معلوم ہوا تو وہ اتنا غم روئین اور کھانے پینے کی چیزیں خرید کر اونٹوں پر لاد کر لائے جو مجاہدیں غزوہ تبوک کے لئے کافی ہو گیا۔ رسول اللہ نے دور سے دیکھ کر فرمایا۔ ہذا قد جاءکم بخیر۔ ذی انورین نے کھانا لاکر سامنے رکھا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام نے پیٹ بھر کر تناول فرمایا اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھ کر رشاد کیا اللھم اسی قد رضیت عن عثمان بن عفان فارض عنه ثلاث مرات۔ اے اللہ میں حضرت عثمان بن عفان سے خوش ہو گیا ہوں اور تو بھی اس سے راضی ہو جا، تین مرتبہ فرمایا۔ پھر صحابہ کی طرف مخاطب ہو کر کہ یا ایہا الناس ادعوا العثمان بن عفان فہد عا لہ الناس جمیعا مجمدین و نبیہم۔

اہل بیت عجبی کی دیکھ بھال: ... ذی انورین کی بے شمار خوبیوں میں سے یہ بھی تھا کہ جب کبھی نبی کریم ﷺ کے گھرواؤں کو کسی قسم کی ضرورت پیش آتی اور اس کی اطلاع ذی انورین کو ہو جاتی تو اس کو دور کرنے میں نہایت انتہائی کوشش کرتے تھے۔ ایک مرتبہ چار دن تک اہل بیت ﷺ کو کھانا نہ ملا رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ تم کو کچھ کھانے کو ملا ہے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ کہاں سے ملتا اللہ تعالیٰ آپ ہی کے ہاتھوں ہم کو مرحمت فرماتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سن کر خاموش ہو گئے پھر وضو کر کے مسجد میں نفل پڑھنے گئے۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد نماز کی جگہ تبدیل کرتے جاتے۔ اتنے میں حضرت عثمان بن عفان آگئے اور اجازت طلب کی۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے چاہا کہ حضرت عثمان بن عفان کو آنے کی اجازت نہ دوں پھر یہ خیال کر کے کہ یہ دولت مند صحابہ ہیں شاید اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ سے ہم کو نیکی پہنچانے کا ارادہ کیا ہو۔ میں نے اجازت دے دی۔ حضرت عثمان بن عفان نے مجھ سے رسول اللہ ﷺ کا حال دریافت کیا میں نے جواب دیا کہ اے صاحب زادے چار دن سے اہل بیت رسالت نے کچھ نہیں کھایا۔ حضرت عثمان بن عفان نے رو کر کہا تف بے دنیا پر، پھر کہا اے ام المومنین آپ کے لئے یہ مناسب نہ تھا کہ آپ پر ایسے حادثات گزریں اور آپ نہ تو مجھ سے ذکر کریں اور نہ عبدالرحمن بن عوف اور ثابت بن قیس جیسے لوگوں سے؟ ذی انورین یہ کہہ کر واپس گئے اور کئی اونٹ آٹا، گیسوں کھجوریں اور ایک مسلم بکر اور سودر ہم لا کر پیش کیا۔ پھر کہا دیر سے تیار ہو گا میں پکا ہوا کھانا لاتا ہوں۔ چنانچہ روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت لائے اور کہا کھاؤ۔ اور رسول اللہ ﷺ کے لئے بھی رکھ دو۔ پھر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو قسم دی کہ آئندہ جب بھی ایسا واقعہ پیش آئے تو مجھے ضرور اطلاع کیجئے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عثمان بن عفان کے چلے جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے دریافت فرمایا، عائشہ رضی اللہ عنہا اہل اصیتم بعدی شیخا (اے عائشہ! میرے بعد تم کو کچھ ملا) میں نے عرض کی کہ رسول اللہ ﷺ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کو گئے تھے اور آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا کو کبھی رد نہیں کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے استفسار کیا یہ ملا میں عرض کی آٹا، گیسوں، تین کھجوریں اونٹوں پر لدی ہوئیں۔ اور تین سودر ہم کی ایک تھیلی اور ایک مسلم بکر اور روٹی اور بہت سا بھنا ہوا گوشت، آپ نے

ریافت کیا کس نے دیا؟ گزارش کی کہ حضرت عثمان بن عفان نے وہ مجھے قسم دلا گئے ہیں کہ آئندہ جب ایسا موقع آئے تو مجھے اطلاع دینا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے راضی ہونے کا اعلان: رسول اللہ ﷺ یہ سن کر بیٹھے نہیں، مسجد چلے گئے اور ہاتھ ٹھکڑا کر فرمایا، اللہم انی قدر ضییت عن عثمان فارضی عنہ اللہم انی قدر ضییت عن عثمان فارضی عنہ (اے اللہ تعالیٰ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے راضی ہو گیا تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ اے اللہ میں عثمان رضی اللہ عنہ سے راضی ہو گیا تو بھی راضی ہو جا) علاوہ ان اوقات کے دوسرے وقتوں میں بھی رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں بکثرت دعائیں کیں ہیں ریاض میں بروایت ابوسعید خدری نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے شروع سے تا صبح فجر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے حق میں دعا فرما رہے تھے۔ اللہم انی رضت عن عثمان رضی اللہ عنہ

آنحضرت ﷺ کا خطبہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ:..... جابر بن عطیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے ایک مرتبہ خطبہ میں فرمایا۔

غفر الله لك يا عثمان بن النضر ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت وما اخفيت وما ابدرت وما هو

كائن الي يوم القيامة اخرجه البغوي في معجمه

ترجمہ: اے عثمان بن النضر اللہ نے تیرے گناہ بخش دیئے جو تو نے پہلے کئے اور جو بعد میں کرے گا۔ اور جو تو نے چھپ کر کیا ہے اور جو تو

نے ظاہر کیا ہے اور جو تو نے چھپایا اور جو تو نے ظاہر کیا اور جو گناہ قیامت تک ہونے والا ہے۔ بغوی نے اپنے معجم میں اس کی روایت کی ہے۔

مسجد نبوی کی توسیع و تعمیر:..... مسجد نبوی کو بڑھانے اور اس کی چھت ڈھلانے والے بھی ذی النورین ہیں۔ مدینہ منورہ میں آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری پر ایک چھوٹی سے مسجد بنائی گئی تھی جو تھوڑے ہی دنوں میں مسلمانوں کی کثرت سے ادائے نماز کے لئے نام کافی ہوئی رسول اللہ ﷺ نے ایک روز خطبہ دیا بیان فرمایا کہ جو شخص فلاں فلاں لوگوں کے مکانات خرید کر ہماری مسجد میں شامل کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مکان بنائے گا اور اس کے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ ذی النورین نے اجازت حاصل کر کے ان مکانات کو بیس ہزار یا پچیس ہزار روپیوں میں خرید کر مسجد میں شامل کر دای۔

مسجد کا صحن پختہ کرانا:..... رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت تک مسجد نبوی کی چھت کھجور کے پتوں اور لکڑیوں سے بنی ہوئی تھی۔ اور صحن کی تھپارش کے دنوں میں جب مدینہ میں پانی برستا تھا تو بارش بند ہو جانے کے بعد بھی مسجد نبوی میں ایک دو دن تک بارش ہوتی رہتی تھی۔ نماز کو سخت تکلیف ہوتی تھی۔ عہد خلافت فاروقی میں حضرت ذی النورین نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مسجد کی چھت و صحن پختہ کرنے کی گفتگو کی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ بیت المال، مجاہدوں اور غازیان اسلام کے خرچ کے لئے ہے نہ کہ مسجد کی چھت دان کرنے اور صحن کو پختہ بنانے کے لئے ہے۔ جس حالت میں مسجد نبوی رسول اللہ ﷺ اور ان کے بعد حضرت ابوبکر کے زمانہ میں تھی اسی حالت میں اس کو رکھوں گا اگر تم کو نمازیوں کی تکلیف کا زیادہ خیال ہے تو اپنے صرف سے بنا دو۔ ذی النورین ادب کے خیال سے خاموش رہے جب ان کا دور خلافت آیا تو مخالف اپنے خرچ سے مسجد نبوی کی چھت اور صحن اور دیواروں کو پختہ کرایا۔

رومہ نامی کنواں:..... رسول اللہ ﷺ کے عہد فیض مہد میں مدینہ منورہ میں مسجد قبلتین کے شمال کی طرف میٹھے پانی کا صرف ایک کنواں تھا جس کو بیرومہ کہتے تھے۔ ایک یہودی اس کا مالک تھا۔ مسلمانوں کو پانی کی سخت تکلیف ہوتی تھی جو پانی حاصل کر سکتے تھے وہ میٹھے پانی استعمال کرتے تھے اور جو غریب صحابہ تھے ان کا گزر رکھ رہے پانی پر ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا ذی النورین نے پینتیس ہزار روپیوں میں خرید کر وقف کر دیا۔

قال عثمان بن النضر في خطبة اليوم الدار ذكركم بالله تعالى هل تعلمون رومة لم يكن يشرب منها احد الا

بمش فابتعتها فجعلتها للغني و الفقير وابن اسيل قالو اللهم نعم وروى ذلك عنه الا حف قيس و ابو

سلمة و ابو عبد الرحمن وغيرهم.

حضرت عثمان بن النضر نے یوم الدار محاصرہ کے دن اپنے خطبہ میں کہا میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رومہ سے کوئی شخص

بہا قیمت پانی نہیں پی سکتا تھا۔ میں نے اس کو خرید کر کے غنی، فقیر اور مسافروں کے لئے وقف کر دیا ان لوگوں نے کہا ہاں۔ اور روایت کی ہے کہ اس کی ان سے حضرت احنف بن قیس اور ابو سلمہ وابون حضرت عبدالرحمن قیس وغیرہ نے۔

صدقہ ان فیاضیوں اور فراخ دلی کے علاوہ جن کو ہم ٹھونے کے طور سے تحریر کر آئے ہیں صدقات میں بھی ذی النورین کا ہاتھ کھٹا ہوا تھا تاریخ اور سیرت کی کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ذی النورین کو جو مرتبہ عالیہ صدقہ میں حاصل ہوا تھا کسی کو کم نصیب ہوا ہوگا۔

عن ابن عباس قال قحط الناس فی زمان ابی بکر فقال ابو بکر لا تمسون حتی یفرج الله عنکم فاما کان من العبد جاء البشير اليه قال قدمت لعثمان بن عفان راحلة براو طعنا ما قال فقد التجار علی بن عثمان بن عفان ففرعوا اليه الباب فخرج اليهم وعلیه خاف بین طرفیها علی عانقہ فقالہم ما تر یلون قالو اقد بلغنا انه قدم لك الف راحلتہ براو طعاما معنا حتی نوسع به علی فقراء المدينة فقال لهم عثمان بن عفان ادخلوا اقد دخلوا فاداء الف وقر قد صب جی دار عثمان بن عفان فقال لهم کم تر یجوننی علی شرالی من الشام فقالو العشرة اثنی عشر قال زادونی قالو العشرة اربعة عشر قال زادونی قالو من زادك ونحن تجار المدينة قال زادونی بكل درهم عشرة عندکم زیادة قالو لا قال فاشهد کم معشر التجار اجها صدقه علی فقراء المدينة.

ابن عباس سے روایت انہوں نے کہا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قحط آیا۔ ابو بکر نے کہا تم لوگ شام نہ کرنے پاؤ گے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری تنگی دور کرے گا، جب کل ہوئی تو ایک قاصد آپ کے پاس آیا، اس نے کہا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا ایک ہزار اونٹ گیسوں اور کھانا آیا ہے۔ صبح کو تجار عثمان بن عفان کے پاس گئے اور دستک دی۔ عثمان بن عفان ایک چادر اوڑھے ہوئے نکلے جس کے دونوں کنارے نمونڈھوں پر پڑے ہوئے تھے۔ تجار سے کہا تمہارا کیا ارادہ ہے۔ تاجروں نے کہا ہم کو یہ خبر ملی ہے کہ ایک ہزار گیسوں اور کھانا تمہارے پاس ہے۔ تم اس کو ہارے ہاتھ فروخت کرو تا کہ فقراء مدینہ کی تنگی رفع ہو حضرت عثمان نے ان لوگوں کو اند بلایا۔ جب وہ لوگ اند گئے تو عثمان بن عفان کے مکان میں غنہ کا ایک ہزار ڈھیر رکھا ہوا تھا۔ حضرت عثمان بن عفان نے کہا تم مجھے شام کی خریداری پر کتنا نفع دو گے ان لوگوں نے کہا، دس کے بارہ، عثمان بن عفان نے کہا اور زیادہ ان لوگوں نے کہا دس کے چودہ حضرت عثمان بن عفان نے کہا اور زیادہ دو ان لوگوں نے کہا دس کے پندرہ حضرت عثمان بن عفان نے کہا اور زیادہ دو۔ ان لوگوں نے کہا ہم لوگ تجار مدینہ میں ہیں اس سے زیادہ تم کو کوئی نہ دے گا حضرت عثمان بن عفان نے کہا تم مجھے ایک درہم پر دس نفع کے دو گے ان لوگوں نے کہا نہیں۔ حضرت عثمان بن عفان نے کہا اگر وہ، تجار تم لوگ گورہ رہنا کہ میں نے فقراء مدینہ کو سارا غلہ دے دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو خواب: عبد اللہ بن عباس کا بیان ہے کہ اس رات میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھوڑے پر سوار نورانی لباس پہنے ہوئے جلدی کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے۔ میں نے بڑھ کر گزارش کی کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ مجھے آپ کی زیارت کا بہت شوق تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جانے کی جلدی ہے کیوں کہ عثمان بن عفان نے ایک ہزار اونٹ غلہ صدقہ کیا ہے۔ و اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمایا ہے اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک دہن کے ساتھ ان کا نکاح کیا ہے۔ عثمان بن عفان کے نکاح میں جا رہا ہوں۔ اللہ اکبر کیا شوق تھا اللہ تعالیٰ نے جیسا ذی النورین کو مال دار بنایا تھا ویسا ہی ان کو فیاض فراخ دل اور دریا دل بھی کیا تھا۔ خط اور اس قدر فیاضی کے مدینہ کے تاجروں کے بدلے پندرہ دس اور ذی النورین اس نفع کو قبول نہ کریں اور فقراء مدینہ کو دے دیں۔

غلاموں کی آزادی: ذی النورین کے عتاق کی یہ کیفیت تھی کہ جب سے اسلام لائے تھے ہر جمعہ ایک غلام آزاد کرتے تھے اگر ایک جمعہ غلام آزاد کرنے کی نوبت نہ آتی تھی تو دوسرے جمعہ کو دو غلام آزاد کر دیتے تھے۔

فی البریاض عن عثمان بن عفان قال ما انت جمعة الا ولنا عتیق رقبہ اسلمت الا ان لا اجد تلك الجمعة ف

جمعہا فی الجمعة الثایة

ریاض میں بروایت عثمان بن عفان آیا ہے، انہوں نے کہا کہ جب سے میں مسلمان ہوا وہی یہ جمعہ نہیں آیا۔ میں نے ایک غلام آزاد کیا ہوا۔ اس جمعہ میں اتفاق غلام آزاد کرنے کا نہ ہوا تو میں دوسرے جمعے میں دو غلام آزاد کرتا تھا۔

زمانہ محض وہیں بھی ذی نورین نے بہت سے غلام آزاد کئے تھے جو سفر شام سے آئے۔ وہ تھے۔

سادکی و تواضع ذی نورین کے مزاج میں بہ جو شہادت و شہرت کے سادگی و سادگی کا بیان ہے کہ عثمان بن عفان ذی نورین اپنے مہمانوں و غریبوں کو کھانا کھلوا کرتے تھے۔ اور جو شہداء و زینتوں کا تیل اکٹھا کیا کرتے تھے۔ بھی بھی محض بھنے ہوئے گوشت اور سر کا پر نزار کر دیتے تھے۔ مہدی بن شداد کہتے ہیں میں نے امیر المومنین عثمان بن عفان کو جمعہ کے دن خود ان کے زمانہ خلافت میں خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اور ان کا پیر چادر ہمیشہ زیادہ سے زیادہ دیا کرتے تھے۔ رہنمائی یا ایک ساتھی کا ہوتا ہے۔

حضرت عثمان بن عفان کی چادر اور جوتی ایک مرتبہ حضرت حسن بن علی بن عفان نے پوچھا کہ حضرت عثمان بن عفان کی چادر کیسی تھی۔ جواب دیا کرتی تھی۔ استفسار کیا۔ اسکی قیمت کیا تھی۔ بولے اس کا درجہ، پھر دریافت کیا کہ کس کی سی تھی۔ فرمایا سہلانی، پھر کہا قیمت کیا تھی۔ ارشاد آٹھ درہم پوچھا ان کی جوتیاں کیسی تھیں فرمایا پنج میں کئی ہوئی باریک تسمہ دار تھی۔

مسجد میں فرش پر سونا ریاض میں بروایت حضرت حسن بن عفان ہے۔ کہ میرا مومنین حضرت عثمان بن عفان، مسجد نبوی میں سرے سے اپنے ایک چادر کرتے ہوئے سو رہے تھے۔ باری باری آتے تھے اور دانت دیکھتے تھے جب وہ چلے جاتے تھے تو چھینے جاتے تھے جب چھینے جاتے تھے تو انھیں جھینے جاتے تھے اور اس کو اپنے برابر بٹھا لیتے تھے۔

کمر پر کنکریوں کے نشانات ریاض ہی میں یہ روایت بھی آئی ہے میرا مومنین حضرت عثمان بن عفان اپنے زمانہ خلافت میں آٹھ سو پھر مسجد نبوی میں قیوم کیا کرتے تھے جب انھیں تھے تو کندھے پر کنکریں کے نشانات نمایاں رہتے تھے۔ ابی انصاری کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان کا ایک غلام تھا جس سے آپ کہہ رہے تھے کہ میں نے ایک روز تیری گوشالی کی تھی تو مجھ سے اس کا قصاص لے لے۔ غلام نے ذی نورین کے منہ کے مطابق کان پڑے۔ پھر حضرت عثمان بن عفان نے کہا، اشد یا جہد اقصا فی الدنیا، اقصا فی الآخرة (زور سے کان پڑا، دین کا قصاص اچھا ہے نہ کہ قصاص آخرت کا)۔

احیاء علوم و جمع قرآن ذی نورین کے علوم کو زندہ کرنے کی اس سے بڑھ کر اور کیا جمع کر کے تمام ممالک اسلامہ میں شامل ہو گئے۔ شائع کیا اور امت محمدیہ کو ایک مصنف قرآن شریف کے جمع کرنے کی نسبت لوگوں کے خیالات مختلف ہیں۔ ولی کہتا ہے کہ دور خلافت اولیٰ میں حضرت فروق اعظم بن عباس کی رائے سے جمع کیا گیا۔ ولی یہ کہتا ہے کہ حضرت فروق اعظم بن عباس نے اپنے مہد خلافت میں جمع کرائے بعض ممالک اسلامہ میں بکھیرا۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ حضرت عثمان بن عفان نے قرآن شریف کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں جمع اور حفظ کرایا تھا۔

فی الریض من حدیث ابی سہیل الفہمی عن عثمان بن عفان ولقد جمعت قرآن علی بن عبد اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ریاض میں ابوسہیل کی حدیث میں روایت عثمان بن عفان لکھا ہے کہ بیشک میں نے قرآن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جمع کرایا تھا۔

ولی قرآن دور خلافت اوّل و ثانیہ میں نقل ہو کر اور ممالک اسلامیہ میں بکھیرا۔ لیکن اس اہتمام و مشرت سے نہیں نقل کرایا گیا کہ دوسرے مصنف کا وجود نہ رہا۔ کہا جاتا ہے کہ لوگوں کے پاس غیر مرتب قرآن بھی زمانہ خلافت حضرت فروق اعظم بن عباس میں باقی رہ گیا تھا جس کو اپنی کتب کے مطابق لوگوں نے تیسرے و فوائد کے اضافوں کے ساتھ مرتب کر رکھا تھا۔ پھر جب ذی نورین کا دور خلافت آیا تو انہوں نے انتہائی کوشش و اہتمام سے قرآن کو نقل کرائے ترتیب دیا۔ اور اس کو ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے قرآن مجید سے مقابلہ کرائے تمام اسلامی ملکوں میں بکھیرا یا تاکہ اسی جمع و متفق علیہ قرآن پر مسلمانوں کا عمل، رآمد ہو اور اس طریقے سے مستحکم کا تذکرہ جو تادم ہوئے، اہل زائل کر دیا۔ اگر ذی نورین قرآن کے جمع کرنے کا ایسا اہتمام نہ کرتے تو دوسرے امتوں کی طرح مسلمانوں میں بھی کتاب اللہ میں اختلاف پیدا ہو جاتا۔ قیامت تک زائل نہ ہو سکتا۔ اسلام

و مسلمانوں پر ذی النورین کا یہ بہت بڑا احسان ہے جس کا اعتراف نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرنا ہے۔

احمرح البحاری عن انس بن مالک ان حذیفہ بن الیمان قدم علی عثمان بن عفان یا ہل الشام فی فتح ارمینہ واذر بینجان مع اهل العراق فزاع حذیفہ اختلافہم فی الصراۃ فقال حذیفہ لعثمان بن عفان امیر المومنین ادرك هذه ال مة قبل ان تختلفوا فی الكتاب اختلاف اليهود والنصارى فارسل عثمان رصى الله عہ حذیفہ الی حذیفہ ارسل الینا بالمصحف ننسخها فی المصاحف ثم نردها الیک فارسلت بها حذیفہ الی عثمان بن عفان فاهر زید بن ثابت وسعید بن العاص بن جندب و عبد الرحمن بن بن الحارث بن هشام فنسحوها فی المصاحف وقال عثمان بن عفان لمرهط لقريش الثلاثة اذا اختلفهم اتم وزید بن ثابت فی شئ من القرآن فاكتبوه بلسان قريش فانما نزل بلسانهم فضعلوا حتى نسخوا المصحف الی حفصه وارسل الی کل افق مما نسخوا و امر بسواہ من القرآن فی کل صحیفہ اور مصحف ان یحرق۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور یہاں شام کے ساتھ ارمینہ اور آذربائیجان میں اہل عراق کے ساتھ جہاد کر رہے تھے۔ حضرت حذیفہ نے خندف قرأت سے پریشان ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے امیر المومنین اس امت کی خبر لیجئے۔ اس سے پہلے کہ مسلمان کتاب اللہ میں یہود اور نصاریٰ کی طرح اختلاف کریں لہذا عثمان رضی اللہ عنہ نے حذیفہ کو ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا کہ تم مصحف ہمارے پاس بھیج دو ہم اس کی نقل کرا کے پھر اس کے پاس واپس بھیج دیں گے۔ چنانچہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنا مصحف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اور عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہ کو نقل کرنے پر متعین کیا ان لوگوں نے اس نقل کی اور عثمان رضی اللہ عنہ نے تینوں فریقوں سے کہا تھا جب تم اور زید بن ثابت کا قرآن کی کسی قرأت میں اختلاف ہو تو اس کو محاورہ قریش کے مطابق لکھنا کیونکہ قرآن ان ہی کے محاورہ میں اتر آیا ہے۔ پس ان لوگوں نے یہ ہی کیا یہاں تک کہ متعدد نسخے لکھے اور نقل کئے گئے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس مصحف کو حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس کر دیا اور مصحف کو تمام مسلمانوں کو اسلامیہ میں بھیج دیا اور سوائے اس قرآن کے اور صحیفہ اور مصحف کے جلا دینے کا حکم دے دیا۔

قرآن کی تعلیم: اس کے علاوہ خود ذی النورین لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔ چنانچہ قراء تابعین کا ایک گروہ آپ سے فیضیاب ہوا۔ جن کا سلسلہ قرأت اس وقت تک باقی ہے، نماز میں بڑی بڑی سورتیں اس وجہ سے پڑھا کرتے تھے اور لوگوں کو قرآن کی قرأت کا صحیح اندازہ معلوم ہو جائے۔ حضرت، لک روایت کرتے ہیں کہ قرافضہ بن عیسر انصاری کہتے ہیں کہ سورۃ یوسف کی قرأت میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان سے سیکھی ہے جس کو وہ اکثر صبح کی نماز میں پڑھتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذی النورین ان لوگوں میں جو نزول قرآن کے وقت اس کی کتابت پر مقرر تھے اس کے بعد جو شخص ہوا اس نے ان پر اعتقاد کیا۔ سورتوں اور قرآن کی آیتوں کے نزول اور اس کی تفسیر سے بھی آپ بخوبی واقف تھے۔

سیاست: سیرت کی کتابیں دیکھنے اور پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ذی النورین کو سیاسی امور میں بھی ملکہ حاصل تھا لیکن چونکہ زمانہ ابتداء میں مخالفوں کی نکتہ گیری اور اعتراضات شائع ہو گئی تھیں۔ ہر شخص لحاظ مراتب کو دیکھتے بغیر اعتراض کرنے پر تیار تھا اس وجہ سے ان کے انتظامات اور مصیبتیں وغیرہ مخفی رہ گئے۔ انہوں نے اپنے زمانہ خلافت میں وظیفہ کپڑے، گھی و شہد کی تقسیم کرنے کی دن مقرر کر رکھے تھے۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عثمان بن عفان کے منادی کو دیکھا ہے وہ کہہ رہا تھا کہ اے لوگو! صبح کو اپنے اپنے وظائف لینے کے لئے آنا۔ لہذا صبح کو لوگ جوق جوق جاتے اور ان کے منادی تھے۔ پھر شام کو گروہ کے گروہ جاتے اور پورے طور سے روزینہ لاتے تھے۔ پھر پیشک میں نے آپ کے منادی کو سنا ہے وہ کہہ رہا تھا کہ صبح کو کپڑے لینے کے لئے آنا چنانچہ صبح ہوتے ہی لوگ کپڑے لاتے تھے اس طرح شہد اور گھی بھی دوسری صبح کو جا کر لاتے تھے۔

پہلا حادثہ دور خلافت کا: پہلا حادثہ جو ان کے دور خلافت میں پیش آیا یہ تھا کہ عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ہرمزان اور جسفینہ وغیرہ کو اس شب میں قتل

کر ڈالا۔ یہ لوگ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت میں شریک تھے ذی النورین رضی اللہ عنہ کے سامنے جب یہ مقدمہ پیش ہوا اور ہر طرف سے لے دے شروع ہو گئی تو آپ نے ایک بڑی رقم اپنی جیب خاص حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ورثاء کو بطور خون بہا ہر مزان کی جانب سے دی اور اس جھگڑے و فتنہ کو مسلمانوں سے رفع دفع کیا۔ عقل سلیم اس سے زیادہ بہتر اور کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی۔

بہترین حکمت عملی کی واضح مثال: جب ذی النورین نے افریقہ کی فتح کا ارادہ کیا تو سیاسی حکمت عملی کے پیش نظر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو معزوں کر کے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو مصر کا گورنر مقرر کیا، مال غنیمت کا خمس الخمس دینے کا وعدہ کر کے افریقہ کی طرف روانہ کیا۔ لوگوں نے اس عز ۱ و نصب کو محل بحث قرار دے کر اعتراض کیا ہے۔ لیکن میرے نزدیک جب اس عزل و نصب سے افریقہ و اندلس فتح ہو گیا تو اس کے صحیح ہونے میں شبہ کرنا یا ذی النورین کی سیاست پر اعتراض کرنا اپنی حماقت کا ظاہر کرنا ہے۔

حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ کے سیاسی کاموں میں سے یہ بھی تھا کہ جمعہ کے دن تکبیر کے ساتھ تیسری اذان مقرر کی بیہقی نے سائب بن یزید سے یہ روایت کی ہے کہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جمعہ کے دن اذان اس وقت ہوتی تھی جس وقت ممبر پر جاتا تھا۔ اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا اور لوگوں کی کثرت ہوئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے پہلے زوراء مقام پر ایک اذان دینے کا حکم دیا چنانچہ اس وقت سے یہ اذان دی جاتی ہے۔

حرم کی علامت نئے سرے سے انہوں نے ہی لگوائیں تھیں۔ جدہ کو ساحل سمندر مقرر کیا امت محمدیہ کو قرآن پاک کے ایک مصحف پر متفق کیا۔ مسجد نبوی کو پختہ بنوایا، غرض ذی النورین نے سیاست میں ملکی و ملتی ایسے ایسے نمایاں کام کئے کہ جس کی نظیر تجس سے بھی بمشکل ملے گی۔ ان کے احکام جو ان کے زمانہ خلافت میں صادر ہوئے ان کا بالتفصیل ذکر موجود ہے بلکہ مختصر لکھا بھی بات لمبی ہو جانے کے ڈر سے مشکل معلوم ہوتا ہے جب ہم اس سے قطع نظر کرتے ہیں۔

ازواج و اولاد: ذی النورین نے زمانہ جاہلیت اور اسلام میں آٹھ شادیاں کیں ان میں سے دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں ایک رقیہ دوسری ام کلثوم، تیسری بیوی کا نام فاخہ بنت غزوہ تھا (ان کے بطن سے عبداللہ اصغر پیدا ہوئے لیکن بچپن ہی میں انتقال کر گئے) چوتھی بی بی ام عمر رضی اللہ عنہا و بنت جندب بن عمر رضی اللہ عنہا بن حمتہ الدوسیہ تھیں (ان کے بطن سے چار اولادیں خالد، ابان، عمر رضی اللہ عنہ، مریم پیدا ہوئیں) پانچویں فاطمہ بنت الولید بن المغیرہ رضی اللہ عنہا محزو مہ پانچویں بی بی کا نام تھا۔ (جس سے ولید، ام سعید اور سعید پیدا ہوئے) چھٹی بیوی ام النہین بنت بن حصن فرازیہ تھیں۔ (ان سے عبدالملک پیدا ہوئے۔ اور ان کا بڑا بچہ ہی میں ان کا انتقال ہو گیا) ساتواں نکاح رملہ بنت شبہ بن ربیعہ سے کیا (ان سے تین بڑیاں عائشہ رضی اللہ عنہا، ام ابان، ام عمر رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں) ساتویں نائلہ بنت الفراضہ کالیہ آٹھویں بیوی تھیں۔

بعضوں کا خیال ہے کہ مریم بنت عثمان رضی اللہ عنہا انہی کے بطن سے پیدا ہوئی تھیں۔ محاصرہ کے وقت ان میں سے چار بیویاں مدہ، نائلہ، ام النہین، فاخہ موجود تھیں۔ بین بعض مؤرخین کا یہ بیان ہے کہ ام النہین کو محاصرہ کے وقت طلاق دے دی تھی۔ (اتنی کلام مترجم)۔

خلافت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کی شہادت کے بعد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، زبیر اور مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہ کا ایک گروپ علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے پاس بیعت کرنے کے لئے گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، اکون وریو الکم خیر من ان اکون امیرا ومن احقر تم رضیہ (ترجمہ) (امیر بننے سے میں وزیر بننے کو بہتر سمجھتا ہوں۔ تم جس کو منتخب کرو گے میں بھی اس کو منتخب کروں گا)۔ ان لوگوں نے منت و سماج سے کہا ہم آپ سے زیادہ کسی کو مارت کا مستحق نہیں پاتے اور نہ آپ کے سوا کسی کو منتخب کر سکتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب ان لوگوں کے اصرار سے مسجد میں تشریف لائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا میں آپ کو اختیار دیتا ہوں کہ آپ پسند کرو تو میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کروں اگر مجھ پر راضی ہو تو آپ میرے ہاتھ پر بیعت کرو۔ انہوں نے کہا نہیں! ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے یہ کہہ کر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بیعت کی۔ بعض مؤرخین کا یہ خیال ہے کہ بیعت کے بعد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا تھا کہ ہم جان کے خوف اور اس

نہیں سے نہ سنت علی بن ابی طالب پر بیعت نہ کریں نہ ان سے بیعت نہ کریں کے چار مہینے کے بعد مکہ چلے گئے تھے۔

بیعت میں بعض اصحاب کا رویہ حضرت علی اور زید جیچھ کے بعد حاضرین مجلس نے بیعت کی اس کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو بلایا گیا اور بیعت کرنے کے لئے کہا تو حضرت سعد جیچھ نے جواب دیا کہ لوگوں کو بیعت کرنے دو میں پھر بیعت کروں گا۔ حضرت علیؓ نے کہا ”پھر حضرت ابن عمر جیچھ کو بلایا گیا تو ابن عمر جیچھ نے بھی ایسا ہی کہا لوگوں نے کہا اپنی بات پر کوئی ضمانتی لاؤ۔ ابن عمر جیچھ بولے میں ضمانتی نہیں دے سکتا تو اشد نے کہا مجھے اجازت دیجئے میں اس کو قتل کر دوں۔ تو حضرت علیؓ نے ابی طالبؓ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو میں اس کا ضمانت ہوں اس کے بعد انصار نے بیعت کی مگر چند لوگوں نے بیعت سے قائل نہ ہوا انصار میں سے حضرت حسان بن ثابتؓ، عتب بن مالکؓ، سلمہ بن خند، ابو سعید خدریؓ، محمد بن مسلمہؓ، نعمان بن بشیرؓ، مزید بن ثابتؓ، رافع بن خدیجؓ، فضالہ بن عبید، عب بن جرحہ اور سلمہ بن سلمہ بن قیس بن قیس نے ورمہ جہین میں سے عبید بن جراحؓ، حبیب بن سنانؓ، اسامہ بن زیدؓ، مقداد بن اسودؓ اور غزوہ بن شعبہؓ نے بیعت نہیں کی۔ حضرت نعمان بن ابی عامرؓ حضرت ناکلہ (زوجہ عثمانؓ) کی انگلیاں اور ان کی خون آلودہ بیض لے کر شام چلے گئے۔

خلافت کے بارے میں دوسرا قول بعض مورخین نے کہا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے انورین کی شہادت کے بعد پانچ یوم تک خانقی بن حرب مدینہ منورہ کا امیر رہا بعد ازاں اس کے بولی بیعت ہو کر حضرت علیؓ نے ان ابی طالب کے پاس آئے۔ وفہ والے حضرت زید بن ابیہ کے پاس بسرہ والے حضرت طلحہؓ کے پاس اور صاحب خلافت اختیار کرنے کی درخواست کی۔ ان لوگوں نے انکار کر دیا تو وہ ایوں نے اتفاق ہو کر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو منصب خلافت پر مستعد کرنا چاہا انہوں نے بھی انکار کر دیا تو وہ ایوں نے سخت تر کر دیا۔ ان میں یہ ہو گیا۔ وئی شخص امارت و خلافت قبول نہ کرتا تھے ان میں جو ذرا قتل و قتل رکتے تھے انہوں نے یہ نہیں کر کے ان عوام کا نفی مقرر کر دیا وہ اس جہان فتنہ و فساد پر پارسنا۔ اہل مدینہ و قریبہ اور یہ جو اہل شام کے تھے انہوں نے امامت محمدیہؐ پر چلتا ہے تم اہل مقرر کر دو ہم تمہاری مطیع ہیں اور اس کا سوا چارہ نہ ہے۔ ہم وہاں کی محبت دیتے ہیں اس مدت میں تم نے اہل مقرر نہ کیا تو ہم فداں ❶ فداں شخص اس و ہارنا دیتے۔

حضرت علیؓ نے غزوہ سے درخواست بیعت اہل مدینہ یہ سن کر حضرت علیؓ نے ابی طالب کے پاس گئے مگر انہوں نے خلافت سے انکار کیا تو ان وہاں کے کہا کہ اگر آپ خلافت کا عہدہ قبول نہیں کریں گے تو فتنہ کا رواج و فساد ہو جائے گا۔ حضرت علیؓ نے غزوہ سے مجبور ہو کر ان کا وعدہ کر لیا۔ ان ہوتے ہی وہ لوگ پھر پہنچے۔ حکیم بن جبہ مصریوں کے ساتھ، اشد و فہوں کے ساتھ حاضر ہوا، خیمہ بن جبہ نے حضرت زید و اشد نے حضرت طلحہؓ اور برہہؓ کی پیش کیا۔ ان لوگوں نے حضرت علیؓ سے ابی طالب کے ہاتھ پر بیعت ❷ کی۔

حضرت علیؓ نے غزوہ کا خطاب حضرت علیؓ نے ابی طالب مسجد میں آئے اور منبر پر چڑھ کر فرمایا۔ اے لوگو! مجھ پر کسی کا ولی حق نہیں ہے سوائے اس کے کہ مجھ و تم نے امارت کے لئے منتخب کیا ہے۔ کل تم کو یہ میرے پاس یہ شان ہو کر آئے تھے اور میں خلافت و امارت سے مزید برتر تھا میں تم لوگوں کے اندر کیا کہ میں تمہارے میر بن جاؤں اور تمہاری قسمت کا فیصلہ میرے ہاتھ میں ہے۔ حاضرین نے کہا کہ ہاں ہم وہ اپنے اہل قریبہ و اہل نہیں پر قریبہ ہیں۔ حضرت علیؓ نے ابی طالبؓ نے فرمایا، احمہ اشحد، (اے خدا تو وادہ رہنا) اس کے بعد وہ لوگ اس کے ساتھ بیعت سے شخص یا تھا۔ انہوں نے بھی کتاب اللہ و سنت رسول اللہؐ کی قیام و اقدار پر بیعت کر لی۔ پھر عوام کے بیعت کرنے کے بعد حضرت علیؓ نے ابی طالبؓ سے خطاب کیا کہ یہ واقعہ جمعہ کا ہے جب کہ پانچ راتیں انی حبشہ لائے ہو باقی روئی تھیں۔

قصص عثمانؓ کا مطالبہ: حضرت علیؓ نے ابی طالبؓ کو خطبہ دے کر اپنے مکان پر واپس آئے۔ ان کے پاس طلحہؓ اور زیدؓ آئے اور کہا پوندہ ہم نے بیعت اس شرط سے کی ہے کہ حدود و قصاص جاری و قائم رہائے۔ ہذا تم اس شخص حضرت عثمانؓ سے قبول سے قصاص لو حضرت علیؓ نے ابی طالبؓ نے جواب دیا کہ جب تک لوگ راہ راست پر نہ آجائیں اور تمام امور منظم نہ ہو جائیں اس وقت تک میں تمہاری

❶ اس شخص نے چارے فداں سے علی بن ابی طالبؓ سے بیعت کر لی۔ ❷ اس شخص نے چارے فداں سے علی بن ابی طالبؓ سے بیعت کر لی۔ ❸ اس شخص نے چارے فداں سے علی بن ابی طالبؓ سے بیعت کر لی۔ ❹ اس شخص نے چارے فداں سے علی بن ابی طالبؓ سے بیعت کر لی۔

رہے پرمٹل نہیں کر سکتے مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے اور مجھ کو خود حضرت عثمان بن عفان کے حقوق اور قصاص کی فکر ہے۔

قصاص حضرت عثمان بن عفان کے بارے میں حضرت علی بن ابی طالب کا خطبہ حضرت طلحہ بن عمرو اور زبیر بن عوف کے ہاتھ سے پڑھا۔ حضرت عثمان بن عفان کے قصاص کی بابت سرگوشیاں ہونے لگیں حضرت علی بن ابی طالب کو اس کی خبر ہوئی۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے در خطبہ دیا جس میں عہد خلافت کے ذمہ داروں اور موجودہ ضروریات اور نقل حضرت عثمان بن عفان کی اپنی بیعت کا اظہار کیا۔ اس کے بعد مروان بن الحکم امیہ کے چند وکتہ شام مروانہ ہو گئے حضرت علی بن ابی طالب کو روک نہ سکے تیس دن عربوں کو واپس جانے کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے بھی قبائل خیم سے نکال دیا یا سہا تھوپی اس کے فرقہ سب یہ نے فتنہ و فساد پر آمادگی ظاہر کی اس اثنا میں حضرت طلحہ بن عمرو اور زبیر آئے اور دونوں سے تبادلہ خیال کی غرض سے وفد اور ہستی جانے کی اجازت طلب کی، حضرت علی بن ابی طالب نے کسی مصالحت سے انہیں اجازت نہ دی۔

حضرت مغیرہ بن یزید کی دورانیے اس کے بعد حضرت مغیرہ بن یزید آئے رائے دی کہ جب تک حکومت و خلافت کا استقلاص حاصل نہ ہو اس وقت تک محال عثمان بن عفان کو برقرار رکھئے اور استقلاص و استقرار حکومت حاصل ہونے کے بعد جس کو چاہنا معزول و تبدیل کر دینا۔ تو حضرت علی بن ابی طالب نے یہ اب دیا کہ یہ مجھ سے نہ ہوگا۔ پھر دوسرے دن حضرت مغیرہ بن یزید آئے کہ جہاں تک جہد ممکن ہو حضرت عثمان بن عفان کے محال و معزول و تبدیل کر دینا۔

حضرت ابن عباس کا حضرت علی بن ابی طالب کو مشورہ حضرت ابن عباس بن ابی طالب نے عرض کیا کہ یہ غیہ و غش ہے اور ان میں سے کوئی ایک مراد ہو کہ دیا ہے تو حضرت علی بن ابی طالب نے پوچھا پھر کیا رائے ہے۔

ابن عباس نے عرض کیا کہ من سب تو یہ تھا کہ شہادت عثمان بن عفان کے وقت آپ مکہ چلے جاتے لیکن اب بہتر یہ ہے کہ حضرت عثمان بن عفان کے گورنر حضرت معاویہ بن ابی سفیان کو بحال رکھو۔ حتیٰ کہ حکومت و خلافت کا استقلاص حاصل ہو جائے۔ ورنہ بنی امیہ لوگوں کو یہ دھوکہ دیں گے ہم قاتلین حضرت عثمان بن عفان کے قصاص طلب کرتے ہیں اس لئے ہم کو معزول کیا ہے۔ جیسا کہ اہل مدینہ کبریت ہیں اور اس طرح سے آپ کی خلافت وراثت پر آمادہ کریں گے اور آپ ان کو نہ روک سکو گے۔

حضرت علی بن ابی طالب بنی ہاشم نے کہا، واللہ لا اعطیہ الا السیف (واللہ ہم معاویہ بن ابی سفیان کو سواے تلوار کے اور کچھ نہ دیں گے۔)

تو حضرت ابن عباس نے کہا، آپ شجاع و بہادر ضرور ہو لیکن ثرائی میں صاحب امر کے نہیں ہو یا آپ نے یہ نہیں سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ الحرب خدعة ❶! علی بن ابی طالب نے فرمایا، ہاں سچ ہے

حضرت ابن عباس بن ابی طالب نے کہا، واللہ اگر تم میرے بیٹے پرمٹل کرو تو تم کو ایسے رستہ پر چلاؤں گا کہ وہ نہج مکار پر ہی غور کرتے ہو جاؤ گے اور نہیں آئندہ کی کوئی بات سمجھ نہیں آئے گے۔ اس میں تمہارا پتہ نقصان اور نہ چھوٹا فائدہ ہے۔ حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا، تمہیں میں نہ مکاری کی نصیحتیں ہیں اور نہ معاویہ بن ابی سفیان کی۔ حضرت ابن عباس بن ابی طالب نے کہا، اچھا اپنا مال و اسباب لے کے میخوار چلے جاؤ اور اپنا دروازہ بند کر لیں اس سے عرب خوب خوار اور پریشان ہو جائیں گے۔ لیکن تمہارے سوا کسی کو باق امارت نہ پائیں گے اور اگر تم ان لوگوں کے لئے اٹھو گے تو کل آپ پر ہی خون عثمان بن عفان کا لازم لگایا جائے گا۔ حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا نہیں! بلکہ جو ہوں تم اس پر عمل کرو۔ حضرت ابن عباس بن ابی طالب نے کہا، بیشک یہی مناسب ہے اور میرے حق میں یہی بہتر ہے۔ حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا، تمہیں شام کا انی مقرر کرتا ہوں تم سب ان سفر درست کر کے شام روانہ ہو جاؤ۔

حضرت ابن عباس بن ابی طالب نے کہا کہ، یہ رائے مناسب نہیں حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے عثمان بن عفان کے ایک جلدی ❷ بھیجی اور ان کے گورنر ہیں اور مجھ و آپ کے ساتھ رشتہ کا تعلق ہے وہ مجھ کو بچنے کے ساتھ ہی قصاص میں قتل کر ڈالیں گے یا قید کر دیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان سے خط و کتابت کر کے اس سے کسی طرح بیعت کر لو۔ حضرت علی بن ابی طالب نے انکار میں جواب دیا تو حضرت عبداللہ بن عباس بن ابی طالب نے خاموش ہو گئے حضرت مغیرہ بن یزید بن شعبہ کو امیر المومنین علی بن ابی طالب کے پاس اور عمال کو معزول اور بحالی کے بارے میں کچھ عرض کرنے کے لئے جسے و امیر المومنین نے

❶ دیکھیں صحیح بخاری باب اجابہ حدیث ۱۹۱۹-۱۹۱۸ کا قول۔ و باب اجابہ۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی اس میں اور امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند جلد صفحہ ۱۸ جلد نمبر ۲ صفحہ ۳۱۲-۳۱۳ جلد صفحہ ۳۸۷-۳۸۹-۳۹۰ پر اس حدیث کی روایت کی ہے۔ ❷ ایک جلدی ابن عباس بن ابی طالب پر روا ہے۔

قبول نہ فرمایا تھا اس بناء پر وہ ناراض ہو کر چلے گئے۔

گورنروں کا تقرر اور ان کی روانگی: امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے پہلے سال اور ہجرت کے ۳۶ھ میں بصری کا حضرت عاتق بن حنیف کو، کوفہ کا عمار بن شہاد کو یمن کا عبید اللہ بن عباس کو مصر کا قیس بن سعد کو شام کا اور حضرت سہیل بن حنیف کو گورنر مقرر کر کے روانہ کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف، بصری پہنچے بعض لوگوں نے ان کی امارات تسلیم کر کے اور اطاعت قبول کی۔ اور بعض لوگوں نے کہا کہ باطل سے تم سوت کرتے ہیں۔ نندہ جو اہل مدینہ کریں گے ہم اس کی اتباع کریں گے۔

عمارہ بن شہاب گورنر کوفہ: کوفہ کی طرف عمارہ بن شہاب روانہ کئے گئے تھے۔ مقام زبالہ میں پہنچے تھے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بن خویمد سے ملاقات ہوئی۔ سعد دعا ہونے سے معلوم ہوا کہ امیر کوفہ بن کر جا رہے ہیں تو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا، بہتر یہ ہے کہ واپس چلے جاؤ کیوں کہ اہل کوفہ اپنے امیر حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو تبدل نہیں کرنا چاہتے اور اگر تم میرا کہنا نہیں مانو گے تو میں تمھاری گردن بھی اڑا دوں گا یہ سن کر حضرت عمارہ آگے نہ بڑھے واپس آئے۔

عبید اللہ بن عباس گورنر یمن: عبید اللہ بن عباس کے یمن میں داخل ہونے سے پہلے یعلیٰ رضی اللہ عنہ بن مذہب مال و سبب فراہم کر کے روانہ ہو گئے۔ تھے اس وجہ سے عبید اللہ بن عباس مکمل اطمینان کے ساتھ یمن میں داخل ہو گئے۔

قیس بن سعد گورنر مصر: قیس بن سعد مصر جا رہے تھے ایلہ میں ان کے سواروں کے ایک دستہ سے ملاقات ہوگی جو مصر سے آ رہا تھا سواروں نے دریافت کیا تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ قیس بن سعد ہوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بھی خواہ ہوں میں اس شخص کو ڈھونڈ رہا ہوں جو فتنہ و فساد کے زمانہ میں امن کے ساتھ پنہاں ہو۔ میں اس کی مدد کرنے کے لئے تیار ہوں۔ قیس یہ کہہ کر آگے بڑھ گئے اور آہستہ آہستہ مصر پہنچ گئے اور وہاں میر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان دکھلایا مصریوں کے چند گروپ بن گئے بعض نے اس کا ساتھ دیا اور اطاعت قبول کر دی اور چند لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص کے حصول سکوت اختیار کیا اور بعضوں نے یہ کہا کہ جب تک ہمارے بھائی مدینہ سے واپس نہیں آئیں گے اس وقت تک ہم کچھ نہیں کریں گے۔ اور نہ کسی کی اطاعت قبول کریں گے اور نہ ہی کسی کی امارت سے منکر ہوں گے۔

سہیل بن حنیف گورنر شام: حضرت سہیل بن حنیف جو امیر شام بن کر جا رہے تھے تبوک پہنچے تو ان کی چند سواروں سے ملاقات ہوئی۔ ان سواروں نے دریافت کیا تم کون ہو، کسی نے جواب دیا میں امیر شام ہوں، سواروں نے کہا تم کو اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی نے امیر مقرر کر کے روانہ کیا ہے تو بوٹ جاؤ۔ سہیل یہ سن کر مدینہ کی جانب لوٹ گئے ان کے پہنچنے کے ساتھ ہی اور عمال کی بھی اس قسم کی خبریں آئیں۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا، افسوس! میں جس بات کو تم سے ڈراتا تھا وہی بات ہو گئی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر نے یہ سن کر مدینہ سے چلے جانے کی اجازت طلب کر لی۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے خط و کتابت: پھر امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک خط لکھ کر معبد اسلمی کی معرفت حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کیا۔ تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب لکھا کہ اہل کوفہ نے میرے ہاتھ پر آپ کی بیعت کی ہے اکثر نے برضا و رغبت اور بعضوں نے ہاکرہ، اسی زمانہ میں، دوسرا خط سبر و جہنی کے ذریعے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا گیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے تین مہینہ بعد تک کوئی جواب نہ دیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے خط و کتابت: بعد میں قبیصہ عجمی کو ایک سر بہ مہر خط دیا۔ جس کا عنوان یہ تھا کہ من معاویہ الی علی رضی اللہ عنہ، مدوہ اس کے چھ زبانی پیغام کے ذریعے مدینہ روانہ کیا۔ سبرہ اور قبیصہ ربیع الاول ۳۶ھ میں داخل ہوئے اور جس طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اسکی طرح قبیصہ نے پیغام ادا کر کے خط دیا۔ مہر توڑی گئی لفافہ کھولا گیا تو اس میں عنوان ”قط“ کے اور کچھ تحریر نہیں کیا تھا۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غصہ

① جس جگہ عبداللہ و عبداللہ دو مختلف ناموں کے وجہ سے استعمال ہو رہا ہے بعض جگہ یمن کا گورنر عبید اللہ بن عباس کو لکھا ہے اور بعض جگہ عبداللہ بن عباس کو جب کہ صحیح یہ ہے کہ یمن کے گورنر عبید اللہ بن عباس تھے۔ ② قط کے معنی ہیں کچھ نہیں، شاء اللہ

سے فرمایا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ قبیصہ نے عرض کی کہ میں قاصد ہوں مجھے امن ہے آپ نے فرمایا ہاں

شام کے احوال قبیصہ کی زبانی قبیصہ نے گزارش کی کہ میں شام میں اپنے لوگوں کو چھوڑ آیا ہوں جو کہ صبح آپ سے راضی نہ ہوں میں نے سنا تھا بزار شیوخ کو دیکھا ہے کہ وہ لوگ حضرت عثمان بن عفان کی خون آلود میٹھی پر رہتے ہیں اور یہ میٹھی لوگوں میں جوش پیدا کرنے کی غرض سے جامع مسجد دمشق کے منبر پر رکھی ہے۔ امیر المؤمنین نے کہا کیا وہ لوگ مجھ سے حضرت عثمان بن عفان کے خون کا قصاص طلب کرتے ہیں؟ اسے اللہ میں خون حضرت عثمان بن عفان سے بری ہوں قاتلین حضرت عثمان بن عفان سے اللہ مجھے یہ کہہ کر قبیصہ کو حضرت معاویہ بن ابی سفیان کی طرف واپس کیا۔

فرقہ سبائیہ کی قبیصہ کو مارنے کی سازش فرقہ سبائیہ نے چاہا کہ وہ اس کے وادوں جو تون کی طرف سے آیا ہے قبیصہ نے ہند آواز سے کہا اے اس مضر! اے آل قیس! میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر میرا ہاں بھی بیکا ہو تو میں چار ہزار آدمیوں کو میدان میں آؤں گا اس وقت انھیں لے کر تھے یہ وہ اور کتنے سوار ہیں۔ وہڑا وہڑا دھواں اچھا نچھال مضر نے قاصد فرقہ سبائیہ کی تلخف وایز ارسالی سے پچایا۔

حضرت معاویہ بن ابی سفیان سے جنگ کرنے کا سوال اس کے بعد اہل مدینہ نے زیاد بن حنظلہ تمیمی کو امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کی خدمت میں حضرت معاویہ بن ابی سفیان سے جنگ کے لئے آپ کے خیالات معلوم کرنے بھیجے۔ یہ ایک مدت سے آپ کے پاس نہیں آیا تھا۔ امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب نے اسے تھوڑی دیر تک بنا جتے رکھا پھر مخاطب ہو کر کہا تالاؤ زیاد نے معلوم کیا کہ اس کام کے لئے ارشاد فرمایا شامی لڑائی کے لئے اس نے عرض کی نرمی کا سامنہ کرنا مناسب ہے کیا آپ نے امیر المؤمنین سے یہ نہیں سنا؟

ومن لم يصنع في امور كثيرة، يصور من نانيات و بو طائمه ترحمه۔ جواب اپنے اثر معادلات میں ہوش اور نرمی نہیں رکھتا ہے و انتوں سے چپ بیا اور پاؤں سے رونداجا تا تھا۔ امیر المؤمنین نے جواب دیا۔ مني بجمع القلب الذكي و صارها و انفا حميا تحسك والمطالم۔ ترجمہ۔ اور اگر تمہارے پاس عقل مند دل، تیز دھار کاٹنے والی تلوار ہے اور تم غیبت مندر ہو تو معاملہ سے بچ جاؤ گے۔ زیاد سمجھ گیا کہ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب دینے والے نہیں ہیں۔ معاویہ بن ابی سفیان سے ضرور جنگ کریں، اہل مدینہ کے پاس آیا جناب مصوف کی راہ سے منع کیا۔

شام سے جنگ کے لئے تیاری اور مکہ کی مخالفت اس کے بعد حضرت طلحہ بن ابی مرثدہ، عمر و بن ابی اسد کی اجازت لے کر مدینہ روانہ ہو گئے اور امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب نے شام پر فوج کشی کا پکا ارادہ کر کے اہل مدینہ کو جنگ شام کی ترغیب دی۔ ۱۰۱ مئی سامان سفر و جنگ مہیا کرنے کا حکم دیا۔ محمد بن حنفیہ کو لشکر کا سربراہ مقرر کیا۔ میمنہ پر عبداللہ بن عباس کو، میسرہ پر عمر و بن ابی سلمہ کو۔ یعنی کہتے ہیں کہ عمر و بن ابی سلمہ بن سفیان بن عبد اللہ اسد و ابو سلمہ بن عمر و بن ابی سلمہ یعنی امین الائمة ابو عبدیہ کے بھائی کو مقدمہ جیش پر متعین کیا اس لشکر کے کسی حصہ پر ان لوگوں کے مدارقہ نہیں فرمایا جنہوں نے حضرت عثمان بن عفان پر خروج کیا تھا۔ مدینہ کو قلم بن عباس کے سپرد فرمایا۔ قیس بن سعد کو مضر میں، حضرت عثمان بن عفان بن حنیفہ کو بصرہ میں اور حضرت ابو موسیٰ بن سیر کو کوفہ میں لشکر فراہم کرنے اور مکہ بھیجنے کو لکھ بھیجا۔ ابھی شام پر فوج کشی کی تیاری ہو رہی تھی کہ اہل مکہ کی مخالفت کی خبر ملی تو امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب نے شام کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

حضرت عائشہ بن ابی بکر اور طلحہ حضرت و حضرت زبیر کے بارے میں خطاب جس وقت اہل مدینہ کی خبر امیر المؤمنین کو پہنچی تو وہوں کو جمع کیا کہ بیشک حضرت طلحہ بن ابی طالب اور حضرت زبیر بن عوف اور حضرت عائشہ بن ابی بکر ہر دووں واصلان کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ لیکن اگر پردہ و میر کی خلافت و درہم برہم کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن میں اس وقت تک برداشت کروں گا جب تک تمہاری جماعت پر مجھ کی بات کا اندیشہ نہ ہوگا۔ اگر وہ لوگ رکے رہے تو میں بھی رکے رہوں گا۔ حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب نے یہ کہہ کر مکہ کا ارادہ کیا اور اہل مدینہ کو تیاری کا حکم دیا لیکن ان لوگوں کو یہ امر شاق گزرا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طلبی اور ان کے بارے میں افواہیں پھر آپ نے میل نضعی کے ذریعے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بجا بھیجا۔

۱۰ حضرت علی بن ابی طالب نے اہل مدینہ کو جنگ کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا کہ اس قوم کی طرف توجہ کرو جو تمہاری جماعت میں گروہ بندی پیدا کرنا چاہتی ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ سے اس فساد کو جو ارد گرد کے لوگوں نے پیدا کیا اور تمہارا فیصلہ ان پر نافذ کر دے۔

ہم ام چنہ و جہا عبد اللہ بن عمر بن ابی ہریرہؓ میں جو وہ کریں گے وہی ہم کریں گے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اچھا تم مجھے زمانت دو۔ تم مدینہ سے میرے خلاف بغاوت نہیں کرو گے۔ حضرت ابن عمرؓ نے یہ فرمایا کہ اللہ یہ نہ دے تو آپ گھر واپس آگئے۔ اس کے بعد ام کلثوم بنت ابی موہب نے حضرت علیؓ کو جو زوجہ حضرت فاروق اعظمؓ نے حاضہ ہو کر مدینہ کی جو بیوی تھیں وہاں رہا تھا۔ اس کے بعد دوسرے دن یہ خبر پھیل گئی کہ حضرت ابن عمرؓ کو شام روانہ ہو گئے ہیں۔ حضرت علیؓ نے ابن ابی طالبؓ سے کہا کہ ہندی بن ابی قحافہؓ یہ تمہیں وچھو دیا۔ حضرت ام کلثومؓ نے یہ سن کر حاضہ ہوئیں اس وقت جناب مہسوف ہار مدینہ میں تھے۔ ہاروں میں حضرت ابن عمرؓ کی رفیقہ تھیں۔ ان کے ساتھ حضرت ام کلثومؓ کے جہاں بزرگ بات سن کر ابن عمرؓ کو غصہ سے مہجور کر دیا۔ آپ کی ممانعت سے وہ وقت بھر رہے تھے۔

مکہ کی طرف روانگی حضرت علیؓ نے ابن ابی طالبؓ کو یقین دلایا اور خیانت تبدیل ہو گئی۔ چنانچہ مدینہ میں حبیبؓ نے کہا کہ اب مدینہ کی طرف روانگی سے کام نہ لیا۔ اب مدینہ تیار و تازہ ہو کر سب سے پہلے جس کے آدوں کا ہر کی وہاں شہید بن ایہان بدریؓ اور خزیمہ بن ثابتؓ تھے۔ ان کے ساتھ اپنے پیروں کے مدینہ حضرت علیؓ نے ابن ابی طالبؓ سے کہا کہ سب سے پہلے مجھ کو روانہ کر دے۔ میں خود آدوں کا ہر کی اور سب کے ساتھ با آواز بلند حضرت علیؓ نے ابن ابی طالبؓ سے کہا کہ سب سے پہلے مجھ کو روانہ کر دے۔ میں خود آدوں کے ساتھ چلنے سے گریز کرے گا میں اس سے بچوں گا۔

حضرت عائشہؓ کی قتل عثمانؓ کی خبر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضرت عثمانؓ کے گھر سے اس وقت تک نہ سنی کہ وہ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور ان کے بعد مدینہ واپس آئے تھے۔ رستہ میں مقام عرف میں بنی لیث سے ایک شخص عبید بن ابی عمیرؓ کے ساتھ ملاقات ہوئی تو معلوم کیا کہ مدینہ کا یہ حال ہے۔ جواب دیا کہ حضرت عثمانؓ بہتر تنبیہ ہو گئے ہیں۔ یہ سناؤں نے حضرت علیؓ کی وفات کی بدعت برپا ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کو مظلوم شہید ہو گئے ہیں میں ان کے خون کا بدلہ لوں گی۔ آپ یہ یا خود رہی ہیں اور اس سے پہلے آپ یہ کہتی تھیں۔ جواب دیا پشیمان لوگوں نے پہلے حضرت عثمانؓ کی موت تو بھرا کر ان کی پھر شہید کیا۔

مکہ میں حضرت عائشہؓ کی آگے ارشادات فرمائی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے تمام پر لوٹ کر واپس آئیں اور وہیں کا ایک بوندہ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا افسوس ہے کہ ظراف و جوانب کے شہوں اور انھوں اور مدینہ کے عواموں نے حق ہو کر دیا۔ اور اس شخص کا قتل (حضرت عثمانؓ کے قتل) نے مخالفت کی اس وجہ سے کہ اس نے قوموں کو عامل مقرر کیا تھا۔ ہذا باب میں وہاں نے اپنے ہمراہی پر ولی اہل نہ قوموں کی دشمنی پر کمر بستہ ہو کر۔ اور بد عہدی کی جس خون و اندھنی نے تمام دنیا کو اس میں مبتلا کیا۔ اس شہ و قوموں کے عہد کے بعد ان کے خونریزی کی۔ اس مہینہ میں خونریزی ممنوع تھی اس میں شہ و قوموں کی۔ اس مال کا بیجا بزدل تھا اس کو قتل کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو پکڑے و صاف ہو گیا تھا۔ جیسا کہ ممانعت سے اور پھر اہل سے صاف ہو جاتا ہے۔

قصاص حضرت عثمانؓ کی تر کا اعلان عبد اللہ بن عمروؓ (حضرت عثمانؓ کی طرف سے مدینہ کے عامل تھے) نے سب سے پہلے حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے والوں اس بات سے بچنے والے بنی ہاشمیہ نے جو شہادت حضرت عثمانؓ کے لئے تھے۔ بعد میں پتے لگائے۔ سمعہ و طاغہؓ کا وہی حکم برپا رہا۔ ان میں عبید بن جراحؓ اور عبید بن جراحؓ تھے۔ اس دوران میں مدینہ بن عامر بصریؓ کے اور یحییٰ بن سنیہ بنی سے چھ سوائے اور چھ بھائیوں کے مدینہ کے حضرت علیؓ نے اور یہ بھی مدینہ کے مدینہ کے۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے اس کے بعد مدینہ کے ایک سے کہے۔ جواب دیا، بھائیوں کے خون کے اوپر لوگ انہی ارشاد فرمایا اور مدینہ پر قیام نہیں رہے۔ حق کو باطل سے اٹک نہیں رہے۔

حضرت عائشہؓ کی تر کے مشورے ام المومنین نے حضرت عائشہؓ سے کہا، اہل صوابا الیہم (تو اسے ساتھ لے کر روانہ ہو) انھوں نے کام نہ کرنے کی رائے دی۔ بن عامر جو کہ شام میں حضرت عائشہؓ کے پیروں میں رہے تھے۔ مدینہ کی طرف چلے گئے۔ مدینہ کی بات وہاں بنی ہاشمیہ نے اور وہاں کورتن حضرت علیؓ کی جانب سے۔ انھوں نے یہ بھی مناسب سمجھا کہ چلنے کو روکے ساتھ ہیں وہ مدینہ میں موجود ہیں کام نہ برداشت کر سکیں گے۔ اور جب بصریؓ پر قبضہ کر میں کہ وہ اہل بصریؓ کو بھی قصاص حضرت عثمانؓ کی تر پر تیار کر دیں جیسا کہ اب مدینہ تیار کر لیا ہے۔ اس وقت آسمانی کے ساتھ قاتلین حضرت عثمانؓ کی تر سے ہمراہ ہیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب اور حضرت حفصہ بنت عمر کا رکنا سب سے پہلے اس راستے سے اتفاق کر کے حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب اور حضرت قاتلین عثمان بن عفان پر خروج کرنے کے لئے کہا مگر عبداللہ بن عمر بن خطاب نے انکار کیا اور یہ فرمایا کہ ہم مدینہ والوں کے ساتھ ہیں۔ ۱۰۰۰ میں کے ہستی ہم نہیں گئے امبات المؤمنین جو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کے ہمراہ مدینہ سے مدینہ جانے والے تھے۔ بصری کا ارادہ سن کر قہر میں ام المؤمنین حفصہ بنت عمر کے ساتھ جانے کا ارادہ کیا لیکن حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب نے ہنسنے سے روک لیا۔

بصری جانے کا اعلان ابن عمر اور علی بن عمر بن منیہ نے اپنے مال و اسباب سے قافلہ کی روانگی کا سامان وغیرہ درست کیا اور یہ منادی کرادی کہ ام المؤمنین عائشہ بنت ابی بکر اور حضرت زبیر بن عوف بصری جا رہے ہیں۔ جس شخص کو اسلام سے ہمدردی کرنا اور خون عثمان بن عفان کا بدلہ لینا منظور ہو اور اس کے پاس سواری نہ ہو تب بھی وہ اسے اس کو سواری دی جائے گی۔ چنانچہ چھ سو آدمی چھ سو اونٹوں پر سوار ہو کر مکہ و مدینہ کے ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ بصری روانہ ہوئے آگے چل کر مختلف اطراف و جوانب کے اور آدمی آئے جس سے تین ہزار کی جمعیت ہو گئی۔

اشتر کا امامت پر اختلاف ام الفضل بن اشراف اور عبداللہ بن عباس نے قبیلہ کے ظفر نامی ایک شخص جو اجرت دے کر ایک خط امیر المؤمنین علی بن عمر کے پاس مدینہ روانہ کیا۔ جب یہ وہاں پہنچا تو نماز کا وقت آیا۔ مروان نے اذان دی حضرت طلحہ بن عوف اور زبیر کے پاس جا کر کہا تم دونوں میں سے کون شخص امامت کرے گا۔ ابن زبیر نے کہا میرے والد، ابن طلحہ بن عوف نے میرے والد ام المؤمنین عائشہ سے کہا یہ آواز پہنچ گئی تو مروان کے پاس پہنچا جیسے کیا تم ہمارے کام کو دور ہم پر ہم کرنا چاہتے ہو امامت میرا ہے یا ابن زبیر کے۔

مروان سعید اور حضرت طلحہ بن عمر کا مکالمہ دوسری امبات المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کے ہمراہ عراق آئیں اور اس مقام سے ہو کر رخصت ہوئیں اس کے بعد سعید بن ابی اسحاق بن مروان بن الحکم اور اس کے ساتھی ام المؤمنین حضرت عائشہ بن عمر اور حضرت طلحہ بن عوف زبیر کے پاس کے اور عثمان بن عمر کا بدلہ لینے کو کہا۔ ان لوگوں نے جواب دیا ہم نے اسی غرض سے خروج کیا ہے کہ قاتلین عثمان بن عمر سے ہم قصاص لیں۔ پھر طلحہ وزبیر بن عمر سے مخاطب ہو کر کہا کہ ان دو جہلان! مروان ظفر تھا (ابوہم کامیاب ہوئے و خفیہ اس کو بناؤ گے) جواب دیا ہم دونوں میں سے جس کو وہ منتخب کریں گے سعید نے کہا نہیں! حضرت عثمان بن عمر کے بڑے و حکومت دینا کیوں کہ تم وہ خون عثمان بن عمر کا بدلہ لینے کے لئے نکلے ہو۔ جواب دیا یہ کہ تمہیں ہے کہ اکابر و شیوخ مہاجرین و انصار کو نو عمر بچوں کو حکم بنائیں۔ سعید بولے میں خیال کرتا ہوں کہ ایسی حالت میں چھ کوشش نہ کر سوں گا۔ جب کہ تم بنی عبد مناف کو حکومت سے نکالنے کی کوشش کرو گے۔

حضرت سعید بن عمر، حضرت مغیرہ بن عمرو وغیرہ کی واپسی حضرت طلحہ بن عمر و زبیر نے کچھ جواب نہ دیا تو سعید واپس ہو گئے۔ ان کے لوٹنے ہی کے بعد عبداللہ بن عمر بن اسید مغیرہ بن عمرو بن شعبہ اور جو وہ ان کے ساتھ قبیلہ ثقیف کے تھے واپس ہوئے طلحہ بن عمر و زبیر باقی لوگوں کے ساتھ آگے بڑھے ان کے ساتھ ابان اور ولید یعنی عثمان بن عوف کے صاحب زادے بھی تھے۔

حضرت عائشہ بنت ابی بکر کا اونٹ: علی بن عمر بن منیہ نے ام المؤمنین عائشہ بنت ابی بکر کو ایک اونٹ پر سوار کرایا جس کا نام عسکر تھا۔ اور جس کو انہوں نے سو دینار اور بعض کہتے ہیں کہ اسی دینار سے خریدا تھا۔ بعض مؤرخین نے کہا یہ خیال ہے کہ وہ اونٹ قبیلہ غریبہ کے ایک شخص کا تھا چار سو درہم اور ایک اونٹ اسے اس سے خریدا تھا۔ اور اس شخص کو زبیر پر مقرر کیا تھا۔ رفتہ رفتہ چشمہ جواب ۱ پر پہنچے اور کتوں نے بھونکن شروع کیا۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ چشمہ جواب سے ام المؤمنین عائشہ بنت عمر نے سنتے ہی ارشاد دیا مجھ کو لوٹاؤ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے جس وقت آپ کے پاس آپ کی بیویاں بیٹھی ہوں گی تو میں کاش مجھے معلوم ہو جائے کہ تم میں سے کس کو دیکھ کر جواب ۲ کے کہتے بھولیں گے۔

۱ چشمہ اب بصری کے راستے میں ایک چشمہ ہے یہ بات یا قوت ہوئی ہے یا نہ ہونے کے بعد ان میں ابوشامہ بن عبدالرحمن اسندی کے حوالے سے نقل کی ہے اور ایک قوس یہ ہے کہ مدینہ سے بصری جاتے ہوئے قریب ایک چشمہ ہے اور اس کا نام جواب جواب بنت طلحہ و برة القضاوت کی وجہ سے پڑا ہے۔ (مجموع البلدان)

۲ العواصم من القواصم کے معنی ۱۴۱ پر لکھا ہے کہ سنت معتبرہ کے دو امین و یوان کی جمع میں ولی جہد نہیں ہے اس خبر کو طبری نے جلد ۵ صفحہ ۷۷ پر نقل کیا ہے اس کے رد میں ابن عباس بن عمر کے روایت یہ ہے کہ اس کی طرف سے شیعہ میں دعوت انکار کیا گیا ہے امام شافعی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آمد کا شور:۔۔۔ یہ کہہ کر آپ نے اونٹ کی گردن پر ہاتھ مار کر بٹھا دیا۔ اونٹ سے اتر پڑیں ایک شب نہ روز معہ اہل قافلہ کے قیام پذیر رہیں۔ اتنے میں یہ شور اٹھا، التجاء التجاء قدامکم علی بنی النبیؐ، (جلدی کرو جلدی کرو بیشک حضرت علی رضی اللہ عنہ پہنچ گئے) بس قافلہ نے نہایت تیزی سے بصری کا رخ کیا۔ جس وقت بصری کے نواح میں پہنچا حضرت عمیر بن عبد اللہ تمیمی نے کہا اے ام المؤمنین! میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں کہ آپ ہرگز ایسی قوم میں نہ جائیے جس سے آپ نے کوئی خط و کتابت نہ کی ہو۔ حالات معلوم کرنے کے غرض سے حضرت عبد اللہ بن عامر کو بصری بھیجے ان کے وہاں پرانے تعلقات ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بصری والوں سے رابطہ:۔۔۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس رائے کو پسند کیا اور عبد اللہ بن عامر کو روانہ کیا۔ ساتھ ہی اس کے رؤسائے رضی اللہ عنہ بصری اور نیز اخف بن قیس اور صبرہ بن شیمان وغیرہ جیسے عمائدین شہر کے پاس خطوط روانہ کئے خود جو ب کے انتظار میں ”میں ٹھہر رہی ہوں۔ بصری“ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف نے عمران رضی اللہ عنہ بن حصین کو جو ایک عام شخص تھے اور بولا، بوالا سود دلی کو جو معزز متزز شخص تھا ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آنے کا سبب معلوم کرنے کے لئے بھیجا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، ہوائیوں اور فتنہ پر داز قبائل نے ایسا کیا ہے۔ لہذا میں مسلمانوں کو لے کر اس غرض سے نکلی ہوں کہ مسلمانوں کو اصلی واقعات مطلع کروں اور ان کی اصلاح کروں اس خروج سے میرا مقصد مسلمانوں کے حال کی اصلاح کرنا ہے یہ کہہ کر آپ نے لاخیر فی کثیر من نجواہم، تاخیر، بیت کریمہ تلوت کی۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور بصری والوں کا مکالمہ:۔۔۔ پھر وہ دونوں آدمی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ آنے کا سبب دریافت کیا انہوں نے جواب دیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے آئے ہیں۔ پھر ان دونوں نے کہا کیا تم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی؟ تو جواب دیا ہاں لیکن اس شرط پر اور اس حالت میں کہ قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے قصاص لیں گے۔ اور توار ہمارے سر پر تھی (یعنی بھجوری واکراہ ہم نے بیعت کی)، لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کچھ فیصلہ نہیں کیا پھر ابوالا سود اور عمران رضی اللہ عنہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف گورنر بصری کا فیصلہ:۔۔۔ وہ دونوں لوٹ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف کے پاس آئے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر رب کعبہ کی قسم اسلام کی چکی جل گئی دیکھئے، اس کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ پھر ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا تمھاری کیا رائے ہے؟ عمران بوع خموشی اختیار کر و عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں! میں ان کو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آنے تک روکوں گا عمران یہ سن کر اٹھے ور اپنے مکان پر چلے آئے۔ اتنے میں ہشام بن عامر آگئے اور یہ رائے دی کہ نرمی و ملاطفت سے اس وقت تک چشم پوشی کیجئے جب تک امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کوئی حکم نہ آئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کیا اور لوگوں کو مسلح ہونے اور لشکر مرتب کرنے کا حکم دیا چنانچہ سب لوگ مسجد میں جمع ہوئے۔

گورنر کے نمائندے کی تقریر:۔۔۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف نے ایک شخص کو جو کوفہ کا رہنے والا قیس نامی تھا۔ تقریر کرنے کھڑا کیا اس شخص نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا، اے لوگو! اگر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ مکہ سے جان کے خوف سے آئے ہیں تو یہ بات عقل کے خلاف ہے کیوں کہ ایسا مقدم ہے کہ جہاں چڑیوں تک کو اس ہے کوئی ذرہ بھر بھی کسی کو نہیں ستا سکتا اور اگر خون عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لئے آئے ہیں تو ہم لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل نہیں ہیں۔ بس تم لوگ میری بات سنو میرے کہنے پر عمل کرو اور ان لوگوں کو جہاں سے آئے ہیں فوراً اسی طرف لوٹا دو۔

بصری والوں کا نمائندے کی پٹائی کرنا:۔۔۔ اسود بن سریع سحی نے جواب دیا تمھارا یہ خیال ہے کہ وہ لوگ ہم کو قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سمجھ کر آئے ہیں؟ نہیں آپ کا ایسا خیال نہیں ہے بلکہ ہم سے اور ہمارے علاوہ اور لوگوں سے قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مقدمہ پر امدادینے آئے ہیں۔ لوگوں نے قیس پر پتھراؤ کر دیا جلسہ درہم برہم ہو گیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف کو اس خیال سے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے

(بقیہ گذشتہ صفحہ سے آگے)۔۔۔ اور یہ ابوالخطاب الحجری سے روایت کرتا ہے۔ حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں لکھا ہے کہ مجہول ہے۔ اور یہ ہجری جو مجہول ہے صہبوں بن قبیصہ رسی سے روایت کرتا ہے۔ حافظ ذہبی نے بھی اس کو میزان الاعتدال میں ضعیف کہا ہے۔ اس کی روایت کو امام احمد نے اپنی مسند جلد ۶ صفحہ ۵۲۔ ۵۳ پر ذکر کیا ہے (لبدلیہ و ہبتیہ) میں ابن کثیر نے جلد ۶ صفحہ ۲۱ میں اس سے روایت لی ہے اور کہا ہے کہ یہ سند شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن اس کی تصریح نہیں کی۔

معدون اور ہمدرد بصری میں ہیں بے حد صدمہ ہوا۔

لشکروں کا اجتماع اور بیانات: اس کے بعد ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا معہا ہمراہیوں کے مزید پہنچیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بصری سے نکل کر صف آرائی کی اہل بصری جو ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ دینا چاہتے وہ بھی شہر سے نکل کر اس مقام پر آ کر جمع ہو گئے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ مہینہ پر تھے درمیان صف آرائی سے نکل کر پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اس کے بعد رسول اللہ ﷺ پر دود پڑھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے فضائل و مناقب بیان کئے اور ان کے خون کا بدلہ لینے کی لوگوں کو ترغیب دی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی تقریر ختم ہونے پر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے میسرہ سے نکل کر ایسا ہی بیان کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف کے مہینہ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی اس پر میسرہ والے بوئے، با یعتہم علیاً لہم حننہم تقولون کذا کذا (تم لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی پھر یہ کہنے آئے ہو)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خطاب: ان کی تقریروں کے بعد ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ کی حمد کے بعد بیان فرمایا، عوام الناس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کو برا کہتے تھے۔ ان کے مقرر کئے ہوئے عمال پر حسرت گیری کرتے تھے۔ پھر ہمارے پاس مدینہ میں آتے تھے۔ ہم ان کو جھوٹا مکار، دغا باز پاتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نیک پرہیزگار عادل پاتے تھے وہ لوگ جو ان کے خلاف ظاہر کرتے تھے مگر اس پر بھی ان کو مہربان آیا۔ اور ان کے مکان کا محاصرہ کیا ان کو نہایت تکلیف سے بھوکا پیاسا شہید کیا۔ محرمات کو بلا کسی خیال کے حلال کیا جو تمہیں اور تمہارے علاوہ بھی کسی اور کے سنے جائز نہیں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے بدلہ نہ لے اور کتاب اللہ پر عمل نہ کرے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کس قدر کہہ کر الم ترا الی الذین اتوا انصیبا من الکتاب یدعون الی کتاب اللہ لیحکم بینہم، آخر آیت تک پڑھی۔

گورنر کے لشکر میں پھوٹ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف کے ہمراہیوں میں اس تقریر سے پھوٹ پڑ گئی اگر لوگ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی طرفائل ہو گئے پھر آپس میں ایک دوسرے کو ڈھیلے اور پتھر مارنے لگے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ اپنے خیمہ میں واپس آ گئیں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے لشکر بھی مزید سے مقام ”دباغین“ چلے آئے مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف مقابلہ پر تلا کھڑا رہا۔

جاریہ بن قدامہ کا مکالمہ: اتنے میں جاری بن قدامہ آیا اور عرض کرنے لگا اے ام المؤمنین! واللہ عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل ہونا زیادہ پسندیدہ تھا اس بات سے آپ اس ملعون اونٹ پر سوار ہو کر لڑائی کے لئے مکان سے نکلیں۔ آپ کے لئے اللہ تعالیٰ نے پردہ حرمت کو مباح کر لیا اور پیشک جو شخص آپ سے ٹرنا چاہتا ہو اس کا قتل کرنا جائز ہے۔ لہذا اگر آپ اپنی رضا مندی سے آئی ہیں تو بہتر ہے کہ مدینہ منورہ واپس چلی جائیں اور اگر بحر و آبرو آئی ہیں تو اللہ تعالیٰ سے مدد چاہیں اور لوگوں کو واپس چلنے کو کہیں۔

حکیم بن جبلة کی سرکشی اور حملہ: ابھی یہ تقریر تمام نہ ہونے پائی تھی کہ حکیم بن جبلة سواروں کا دستہ لئے آپہنچے اور پہنچتے ہی لڑائی چھیڑ دی پہلے تو ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے مدافعت کے غرض سے تیر بازی شروع کی پھر یہ خیال کر کے کہ شاید تیر بازی بند کر دینے سے حکیم بن جبلة بھی حملہ سے رک جائے گا تھوڑی دیر تک رکے رہے لیکن جب حکیم بن جبلة نے اپنے لشکر کے سواروں کے حملہ کرنے سے نہ روکا تو مجبور ہو کر ام المؤمنین کے ساتھی بھی حملہ کا جواب دینے لگے۔ رات کی تاریکی نے فریقین کو لڑائی سے باز رکھا اور عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف لوٹ کر قصر امارت میں آ گئے۔ ام المؤمنین اپنے ساتھیوں کے ساتھ دار الرزق کی طرف واپس ہوئیں پوری رات امید و بیم میں گزری۔ فریقین میں جو جس کو پاتا تھا گرفتار کر لے جاتا تھا۔

حکیم بن جبلة کا ظلم اور جنگ کی ابتداء: اللہ اللہ کر کے صبح ہوئی فجر ہوتے ہی دار الرزق کے میدان میں حکیم بن جبلة صف آرائی کرتا نظر آیا بنی عبد القیس میں سے ایک شخص نے تعرض کیا تو حکیم نے اس کو مار ڈالا پھر ایک اور عورت کو اسی الزام میں قتل کر دیا اس کے بعد لڑائی شروع

① حکیم بن جبلة صف آرائی کے وقت ایک نیزہ لئے ہوئے درمیان صف میں پھیر رہا تھا اور ام المؤمنین کو گالیاں دیتا جاتا تھا عبد القیس میں سے ایک شخص نے دریافت کیا کس کو گالیاں دیتا ہے جواب دیا، عائشہ رضی اللہ عنہا کو پھر اس نے کہا اے ابن خبیثہ کیا ام المؤمنین کو یہ کہہ رہا ہے، حکیم نے یہ سنتے ہی ایک نیزہ مارا جس سے وہ بے چارہ مر گیا یہی واقعہ بعیدہ اس عورت کے ساتھ پیش آیا جن کو اس شخص نے قتل کیا ہے۔

ہوئی دن ڈھلے تک بڑے زور و شور سے لڑائی جاری رہی۔ عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف کے ساتھیوں میں سے بہت آدمی آئے فریقین کے بہت سے لوگ زخمی ہو گئے۔

صلح کی شرط اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی گواہی۔ جب لڑائی نے دونوں حریفوں کو تھکا دیا تو مجبور ہو کر صلح کی طرف مائل ہوئے۔ یہ سب پایا کہ ایک معتبر شخص جس پر فریقین کو اعتماد ہو، مدینہ جائے اور اہل مدینہ سے دریافت کر کے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے مجبوری میں بیعت کی ہے یا نہیں؟ اگر بکر اہت بیعت کی ہے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف بصری کو خالی کر دے گا ورنہ طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر بصری سے لوٹ جائیں گے۔ قرآن مکہ جانے بعد قاضی کعب بصری سے مدینہ روانہ ہوئے۔ جمعہ کے دن پہنچے اور لوگوں کو جمع کر کے معلوم کیا کسی نے کچھ جواب نہیں دیا۔ مگر سامہ بن زید نے ہڑے ہو کر کہا کہ بیشک حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے مجبوری میں بیعت کی ہے ان کا فقرہ پورا ہوتے ہی بک سرمدہ پر ٹوٹ پڑے۔ اور ان کو مارنے لگے قریب تھا کہ جان سے مار ڈالتے مگر حبیب ابویوب اور محمد بن مسلمہ نے ان کی جان بچائی اپنے ہر اٹھارے۔

حضرت امیر المومنین کا گورنر کو خط: کعب بصری واپس ہو گئے اور اس واقعہ کی خبر حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ تک بھی پہنچ گئی تو آپ نے عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف کو مدت بھرا خط لکھا کہ واللہ وہ دونوں (حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ) اگر ہم کو خلافت سے معزوں کرنا چاہتے ہوں تو ان کے لئے کوئی حیلہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر کسی اور بات کے متمنی ہوں تو ان سے وہ ہم سے نپٹ لیں گے۔

عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف کا نکار اور لڑائی: کعب کی واپسی پر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف کو مصالحت کی گفتگو کرنے کے لئے بلایا اور اقرار نامہ کی شرط کے مطابق بصری خالی کر دینے کا پیغام دیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف نے امیر المومنین کا فرمان پا کر ان کے پاس بڑھے۔ عبد الرحمن بن عتاب نے بڑھ کر حملہ کیا۔ تلواروں کی جھنکار سے مسجد گونج اٹھی تقریباً چالیس آدمی اس وقت مسجد میں موجود تھے۔ لڑائی تو وہ سب مارے گئے۔

عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف کی گرفتاری اور رہائی: عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف کو گھر میں گھس کر گرفتار کر کے طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر کے سامنے پیش کیا گیا۔ چہرے کے سرے سے ہر نوج ڈالے گئے تھے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر نے امیر المومنین کو اس سے مطلع کیا۔ آپ نے چھوڑ دینے کا حکم دیا تھا بہر کیف جو شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف کو شہر بدر کرنے اور مارنے پر نامور ہوا تھا اس کا نام جاشع بن مسعود تھا۔ بعض مکتور خیمین نے لکھا ہے کہ فریقین میں اقرار نہیں ہو تھا بلکہ لڑائی سے تھک کر دونوں فریقوں نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کو لکھا تھا۔ عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف نماز پڑھا رہے تھے فریق مخالف نے حالت نماز میں حملہ کیا اور پکڑ لیا پھر ان کو انصاری ہونے کی وجہ سے مار پیٹ کر قید کر دیا واللہ اعلم۔

بصری میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ وزبیر رضی اللہ عنہ کا خطبہ: بصری میں داخل ہو کر طلحہ رضی اللہ عنہ وزبیر رضی اللہ عنہ نے اہل بصری کو جمع کر کے خطبہ دیا!

اے اہل بصری! تو بہ گناہ گار کی ڈھال ہے ہم چاہتے ہیں کہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کو بلوائیوں کے مطالبات پر غور کرنے پر راضی کر لیں اور اس دوران کہیں بلوائیوں نے فساد کر کے ان کو شہید کر ڈالا۔

حاضرین نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا کہ ہمارے پاس تو تمہارے خطوط اس کے خلاف آتے ہیں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہم ہرگز ایسے خطوط نہیں لکھتے۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ پر الزام اور ایک شخص کی تقریر: حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس فقرہ کو ختم کر کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی شہادت کا واقعہ بیان کیا اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ان کی شہادت کا الزام لگانے لگے تو قبیلہ عبدالقیس سے ایک شخص نے ٹھہ کر کہا، سے مردہ مہاجرین اتم لوگ وہ جو جنہوں نے سب سے پہلے اسلام کی دعوت قبول کی۔ اور اس سے تم کو فضیلت حاصل ہوئی اس کے بعد اور لوگ تمہاری طرح اسہام قبول کرتے گئے۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے انتقال فرمایا تم نے یکے بعد دیگرے دو شخصوں کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کو خلیفہ بنایا۔ ہم اس پر راضی ہو گئے اور ان کو ہم نے اپنا امیر مان لیا۔ اس کے بعد تم نے اپنے مشورے ہمارے مشورہ کے بغیر تیسرے شخص کو اپنا امیر بنایا اور اس طرح اس کو بغیر مشورہ کے مار ڈالا۔ پھر تم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تم نے اس میں بھی ہم سے مشورہ نہ کیا۔ اور اب ان کی مخالفت پر ہم کو

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور امیر المومنین کا مکالمہ: اس دوران آپ کے صاحب زادے حسن آگئے۔ مدینہ سے بصری جانے اور مشورہ نہ ماننے کے بارے میں عرض و معروض کرنے لگے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تم نے کس بارے میں مجھے مشورہ دیا جو میں نے نہیں مانا۔ حسن بصری میں آپ کو صرہ عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہ رائے دی گئی تھی کہ آپ مدینہ سے چلے جائیں۔ ان کے قتل کے وقت مدینہ میں نہ رہیے ورنہ بعد قتل میں نے گزارش کی کہ جب تک عرب کے وفود آجائیں اور اسلامی علاقوں کے حکمران آپ کی خلافت کی بیعت نہ کریں اس وقت تک اہل مدینہ سے بیعت نہ کیجئے پھر میں نے اس گروہ کے خروج کے وقت کہا تھا کہ آپ گھر میں خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہیے یہاں تک کہ فتنہ و فساد کم ہو جائے آپ نے ان میں سے ایک کا بھی خیال نہ کیا۔

امیر المومنین کے جوابات: امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میرے بیٹے تم نے مدینہ خروج کے بارے میں جو کہا تو سوئے خروج کے مجھے کوئی چارہ نہ تھا۔ اور بیشک ان لوگوں نے مجھے بھی گھیر لیا جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو گھیر لیا تھا۔ اور بیعت کا یہ جواب ہے کہ میں نے یہ خیال کیا کہ اگر بیعت نہیں لوں گا تو اس سے خلافت اسلام کو سخت نقصان پہنچے گا۔ اور ارباب حل ① و عقد اہل مدینہ ہیں نہ کہ سارے عرب اور مسلمان مدقوق و اے۔

خلفائے ثلاثہ کی بیعت کا اقرار: رسول اللہ ﷺ کے انتقال پر ارباب حل و عقد نے حضرت ابوبکر کی بیعت کی۔ اس لئے میں نے بھی ان سے بیعت کر لی۔ پھر جب ابوبکر نے اللہ کی رحمت کی طرف انتقال کیا تو لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے میں بھی ان کی اتباع کی اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی رحمت الہی سے جا ملے ہیں۔ میں بھی ارباب شوریٰ میں سے تھا۔ لوگوں کے مشورہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی میں نے بھی بیعت کی اس کے بعد عوام نے بلوہ کر کے عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر ڈالا اور بخوشی و رغبت میری بیعت کی پس میں اس شخص سے ضرور لڑوں گا جو میری مخالفت کرے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ صادر فرمادے۔ وہو خیر الحاکمین۔ تمہارا یہ کہنا ہے کہ حضرت صلح رضی اللہ عنہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی نسبت میں سکوت اختیار کرے بیٹھا ہوں۔ خروج نہ کروں اس کا جواب یہ ہے کہ اگر میں اپنے فرائض نہ ادا کروں گا تو کون شخص ادا کرے گا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔

کوفہ سے لوگوں کو جمع کرنے کے لئے روانگی: امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کو لوگوں کے جمع کرنے کے لئے کوفہ روانہ کیا۔ خود ربذہ میں ٹھہرے ہوئے لوگوں کو جنگ کی ترغیب دیتے رہے۔ کچھ عرصہ کے بعد مدینہ سے اپنا گھوڑا اور ہتھیار منگوا کر آپ کے بعض ساتھیوں نے کہا ان لوگوں کے بارے میں ہم آپ کا ارادہ سمجھ گئے ہیں۔ آپ نے جواب دیا میں ان کی اصلاح کروں گا۔ اگر وہ قبول کریں گے ورنہ ان کے بارے میں غور کروں گا اگر انہوں نے پیش قدمی کی تو میں ان کو روکوں گا۔

زبدہ سے روانگی: زبدہ سے ابھی روانہ بھی نہ ہوئے تھے کہ طے کی ایک جماعت ساتھ دینے کے نیت سے آئی ان کی تعریف کی ورنہ نہیں ساتھ لے سکتے۔ زبدہ سے روانہ ہوئے مقدمۃ الجیش پر عمرو رضی اللہ عنہ بن الجراح تھے۔ ”قید“ پہنچے تو قبیلہ ”اسد اور طے“ نے حاضر ہو کر لشکر میں چلنے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا اپنے اقرار پر ثابت و قائم رہو مہاجرین ہی کافی ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں رائے: اس مقام پر ایک شیبانی شخص کوفہ سے آیا آپ نے اس سے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا حال دریافت فرمایا، جو باریاں اردت الصلح فہو صاحبك وان اردت القتال فلیس بصاحبك۔ (اگر تم صلح کا قصد رکھتے ہو تو وہ تمہارا ساتھی ہے، اگر قصد جنگ ہے تمہارا وہ شریک نہیں ہے)۔ آپ نے فرمایا واللہ صلح کے سوا ہمارا کوئی قصد نہیں ہے بشرطیکہ ہم پر کوئی حملہ نہ ہو۔ قید سے روانہ ہو کر ثعلیبہ و ایاد میں قیام کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف اور حکیم بن جبلہ پر جو واقعات گزرے تھے معلوم ہوئے۔

عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف کی آمد اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شک: پھر یہاں سے کوچ کر کے ”ذوقا“ پہنچے تو عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف آ کر ملے اپنا چہرہ دکھا کر عرض کی ”اے امیر المومنین! آپ نے مجھے داڑھی کے ساتھ بھیجا تھا مگر اب میں بغیر داڑھی کے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تم کون کا اجر لے گا۔

① ارباب حل و عقد، فیصلہ کرنے والے دانشور اور اہل رائے لوگ (شاعرانہ)

مجھ سے پہلے دو صاحبوں کو لوگوں نے خلیفہ بنایا تھا۔ ان صاحبوں نے کتاب اللہ پر عمل کیا، پھر تیسرے کو حاکم بنایا اس کی نسبت لوگوں نے جو کچھ کہنا چاہا کہا اور اس کے ساتھ جس طرح پیش آئے وہ تم کو معلوم ہے پھر سب لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی۔ انہیں بیعت کرنے والوں میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ انہوں نے بد عہدی کی اور مجھ پر خروج کیا۔ تعجب ہے کہ لوگوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی میری مخالفت کرتے ہیں۔ واللہ وہ لوگ جانتے ہیں کہ میں ان سے الگ نہیں ہوں یہ کہہ کر آپ طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر کے حق میں دعا کرنے لگے۔

بکر بن وائل کی آمد۔ اسی مقام پر ابھی قیام تھا کہ قبیلہ بکر بن وائل نے حاضر ہو کر گزارش کی ہم لوگ جان نثاری کے لئے تیار ہیں۔ آپ نے ان کو بھی وہی جواب دیا جو قبائل طے اور اسد کو دیا تھا اتنے میں یہ خبر آئی کہ قبیلہ عبدالقیس نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کیا ہے ان کی تعریف و ثناء کی۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مدد طلب کرنے کی کوشش: ... محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر جو کوفہ گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے کوفہ میں پہنچ کر حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین کا خط دیا۔ اہل کوفہ کو ان کے حکم کے مطابق جنگ کی ترغیب دینے لگے۔ جب کسی نے آمادگی ظاہر نہ کی تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خروج کرنے کے بارے میں مشورہ کرنے لگے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا لڑائی کے لئے نکلنا دنیا کا راستہ ہے اور بیٹھے رہنا آخرت کا راستہ ہے۔ لوگ یہ سن کر بیٹھے رہے۔ ان دونوں کو غصہ آ گیا اور پھر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے سختی سے پیش آئے تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت میری گردن میں ہے اور علی رضی اللہ عنہ کی گردن میں بھی ہے۔ اگر لڑائی ضروری ہے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتلوں سے وہ جہاں کہیں بھی ہو لڑنا چاہیے، دونوں یہ خبر لے کر ذی قار میں امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے۔

اشتر اور ابن عباس کی کوشش: امیر المومنین نے اشتر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تم حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے معاملے میں میرے قائم مقام ہو حضرت ابن عباس کو لے جاؤ اور بگڑی ہوئی حالت کی اصلاح کرو۔ چنانچہ اشتر اور ابن عباس حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے فوجی مدد پر اصرار کیا۔ لیکن وہ اخیر تک یہی جواب دیتے رہے کہ میں سکوت اختیار کروں گا حتیٰ کے فتنہ ختم ہو جائے اور اختلاف لوگوں سے اٹھ جائے اشتر اور ابن عباس مجبور ہو کر لوٹ آئے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور عمار کی کوشش: ان کے بعد امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حسن اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو بھیج کر حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے آنے کی خبر سن کر مسجد میں آئے۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے معاف کیا اور عمار بن یاسر سے مخاطب ہو کر کہا، اے لوگو! ابو ایوب انصاری تم نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی اور مخالفوں کے ساتھ ہو گئے اور فاجروں کا ساتھ دینے کو جائز رکھا۔ عمار نے کہا کہ میں نے ایسا نہیں کیا۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے قطع کلام کر کے کہا لوگوں نے ہم سے اس بارے میں مشورہ نہیں کیا اور اصلاح کے سوا ہمارا کوئی اور مقصود نہیں ہے اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ اصلاح امت کے بارے میں کسی سے ڈرتے نہیں۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو دلیل کے ساتھ جواب: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ نے سچ کہا میں نے رسول اللہ سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے عنقریب فتنہ ہونے والا ہے۔ اس وقت بیٹھا ہوا شخص، کھڑے ہوئے شخص سے بہتر ہوگا۔ کھڑا ہو شخص پیادہ چلنے والے سے بہتر ہوگا، پیادہ چلنے والا، سوار سے بہتر ہوگا اور سارے مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں کا خون و مال ① ایک دوسرے پر حرام ہے۔ عمار اس تقریر سے ایسے ناراض ہوئے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہہ بیٹھے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ تو سن کر خاموش ہو گئے مگر حاضرین میں سے کسی شخص نے جواب ترکی بہ ترکی دے دیا۔ بات بڑھی لوگ حضرت عمار پر نوٹ پڑے لیکن حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیچ بچاؤ کر دیا۔

ام المومنین کے خط سے کوفہ میں ہنگامہ: اس کے بعد زید بن صوحان مسجد میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک خط ② اپنے نام کا

① اس حدیث کو مسلم نے کتاب الفتن ۵۲۰ باب ۳ حدیث ۱۳ پر ذکر کیا ہے صفحہ ۲۲۱۲۔ ② یہ دو خطوط کا مضمون یہ تھا کہ اس زمانہ میں تم لوگ کسی کی مدد نہ کرو اپنے اپنے مکان میں بیٹھے رہو یہی نصرت پر آمادہ ہو ہم خون عثمان جلیلہ کا معاوضہ لینے کو آئے ہیں۔

اور ایک بن اہل کوفہ کے لئے اور انکار کے طور پر طنز یہ پڑھنا شروع کیا۔ شعیب بن ربیع گالی دے بیٹھے تو حاضرین دلی جذبات سنبھال نہ سکے اور اعلانِ امیر المومنین کی طرف داری کا اظہار کرنے لگے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی نصیحت: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ روکتے جاتے تھے میری اطاعت کرو، عرب کے نیلوں میں سے ایک نید بن جوتاکہ مضبوط تمھارے سائے میں آکر پناہ گزیں ہوں، مخالف تم میں آکر امن پائیں۔ جب فتنہ و فساد اٹھ کھڑا ہوتا ہے تو حق و باطل مشتبه ہو جاتے ہیں۔ بیشک یہ فساد بیماری کی طرح اٹھ کھڑا ہوا ہے تم لوگ اپنی تلواروں کو نیام میں کر لو، اپنے نیزوں کو نوکوں کے نیچے کر لو۔ اپنی سوار یوں کے تنک کو کاٹ دو۔ اپنے گھروں میں بیٹھے رہو اگر قریش دار الحجرۃ (مدینہ) کو چھوڑ کر نکلے اور اہل علم سے جدائی پر آمادہ ہو جائیں تو ان کا ساتھ نہ دو یہاں تک کہ آتش فتنہ ختم ہو جائے اور اصل واقعہ حل جائے۔

امیر المومنین کی حمایت کا اعلان: زید بن صوحان نے اٹھ کر کہا اے عبداللہ بن قیس! فرات کو لوٹا دو جس طرح سے بڑھ رہا ہے ورنہ امیر المومنین سید المسلمین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے چلو۔ قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اس کی تائید کی اور کہا امیر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ جو پہچان دیتے ہیں وہ سب درست و صحیح ہے لیکن میں تم لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں اور سوائے حق کے اور کچھ نہیں کہہ رہا کہ امیر المومنین کی مدد کرو حق تک پہنچ جاؤ گے۔ عہد خیر نے بھی اسی قسم کی تقریر کی۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور عبد خیر کا مکالمہ: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے مخاطب ہو کر کہا تم جانتے ہو کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر نے میرے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی؟ جواب دیا ہاں۔ پھر پوچھا کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوئی ایسا کام کیا ہے جس کی وجہ سے ان کی بیعت توڑ دی جائے؟ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس معاملہ کو نہیں جانتا، عبد خیر نے سخت و تند لہجہ میں کہا اگر تم یہ نہیں جانتے ہو تو ہم تم سے عیحدگی خفیہ کرتے ہیں یہاں تک کہ تم جان جاؤ۔ پھر اس سے کہا ہے لوگو! تم کو امیر المومنین نے بلایا ہے تاکہ جو معاملات ان میں ہیں اور ان کے دونوں ساتھیوں (طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر) میں پیش آ گئے ہیں ان کو دیکھو امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فقیہ و حکیم امت ہیں جو شخص ان کی مدد کے لئے جائے گا میں اس کے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہوں۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی تقریر اور کوفہ سے لشکر کی روانگی: حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے تم لوگوں کو دیکھنے کے لئے بلایا ہے۔ چلو اور ان کے ساتھ مل کر لڑو، حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہ نے کہا تم لوگ ہماری دعوت قبول کرو اور ہماری اطاعت کرو اور جس مصیبت میں تم اور ہم مبتلا ہو گئے ہیں اس میں ہماری مدد کرو اور بیشک امیر المومنین کہتے ہیں کہ ہم اگر مظلوم ہیں تم ہماری قوم کو جنگ پر ابھارنا۔ چنانچہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کوفہ سے نو ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوئے چھ ہزار تو خشکی کے راستہ سے چلے اور باقی دریا کے راستے سے آ گئے۔

اشتر کی کوفہ آمد اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو الٹی میٹم: حسن اور عمار کی روانگی کے بعد امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شتر کو بھی کوفہ روانہ کیا تھا یہ اس وقت کوفہ میں داخل ہوا جس وقت حسن اور عمار ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مسجد میں ایک مجمع عام کے سامنے امیر المومنین کا ساتھ دینے پر بحث و مباحثہ کر رہے تھے۔ اشتر جس قبیلہ کے پاس سے گزرتا تھا اور ان کو قصر کی طرف بلاتا جاتا تھا۔ ایک گروہ کثیر لئے ہوئے قصر امارت تک پہنچا۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے مسجد میں خطبہ دے رہے تھے۔ لوگوں کو خانہ نشینی کی ہدایت کر رہے تھے۔ مگر حضرت حسن کہتے جاتے تھے تم ہمارے مقرر کردہ عامل ہو اس لئے ہو ہمارے ممبر کو چھوڑ دو۔ اشتر نے قصر میں داخل ہو کر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے غلاموں کو نکالنے کا حکم دیا اتنے میں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ آ گئے۔ اشتر نے چہا کر کہا تیری ماں مر جائے، خدا تجھ کو یہاں سے نکالے اور شام تک نکل جانے کی ڈیڈ لائن مقرر کی لوگ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا سامان بٹائے گئے وہ پڑے اشتر نے کچھ سوچ کر ان سب کو منع کر دیا۔

جنگ کے امراء کی تشکیل: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے کوفیوں کو بطور فوج مرتب کیا اور قبیلہ کنانہ اسید، تمیم، رباب، اور مزنیہ پر معقل بن یسار یا بنی کو، قبائل قیس پر سعد بن مسعود ثقفی مختار کے چچا کو، بکر تعلق اور علاتہ پر مخدوج زہلی کو، مذحج اور اشعرین پر حجر بن عدی کو، بخیلہ، انمار، حشم و رازدہ پر

خف بن سیم کو سرداری عنایت کی اور خاص کوفہ والوں پر قعقاع بن عمروؓ، سعید بن مالک، ہند بن عمرؓ، یثیم بن شہاب کو مقرر کیا۔ جنگ کی ترغیب دینے والے زید بن صوحان، اشتر عدی بن حاتم، مسیب بن نجہ اور یزید بن قیس جیسے لوگ تھے۔

کوفہ کی فوج کی آمد اور امیر المومنین کا استقبال: الغرض اہل کوفہ امیر المومنین حضرت علیؓ کی خدمت میں مقام ذی قار میں حاضر ہو گئے۔ آپ نے استقبال کیا مرحبا کہا، اور یہ ارشاد فرمایا اے اہل کوفہ ہم نے تم کو اس نیت سے بلایا ہے کہ ہمارے ساتھ اپنے بھائیوں (اہل بصری) سے مقابلہ کرو اگر وہ لوگ اپنی رائے سے رجوع کر لیں تو ہم بھی چاہتے ہیں۔ اور اگر وہ اپنے خیال پر اصرار کریں تو ان کا علاج ہم نرمی کے ساتھ کریں گے۔ تاکہ ہماری طرف سے ظلم کی ابتداء نہ ہو اور ہم کسی بھی کام کو جس میں ذرہ برابر بھی فساد ہوگا بغیر اصلاح کے نہ چھوڑیں گے انشاء اللہ تعالیٰ اہل کوفہ نے امیر المومنین کے پاس ذی قارین میں قیام کیا۔ قبیلہ عبدالقیس جن کی تعداد ہزاروں سے زیادہ تھی بصری اور امیر المومنین حضرت علیؓ کے درمیانی میدان میں ٹھہرے۔

قعقاع بن عمروؓ کی افہام و تفہیم کے لئے روانگی: اس کے دوسرے دن امیر المومنین علیؓ نے قعقاع بن عمروؓ کو حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے پاس سمجھانے کے لئے بصری روانہ کیا۔ قعقاع کو رسول اللہ ﷺ کا شرق صحابیت نصیب تھا۔ روانگی کے وقت آپ نے ان سے دریافت فرمایا تم ایسی حالت میں کیا کرو گے جب وہ کوئی ایسی بات پیش کریں گے جس کے بارے میں تم کو کوئی ہدایت نہیں دی گئی۔ انہوں نے عرض کیا کہ اگر وہ باتیں اس قسم کی ہیں جن کی آپ نے ہدایت کی ہے تو ہم ان کو وہی جواب دیں گے اور اگر ان کے سوا کوئی نئی بات پیش کریں گے تو ہم اپنی رائے سے اور اپنے اجتہاد سے جواب دیں گے جیسا کہ ہم دیکھتے سنتے ہیں۔ امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا بیشک تم اس کے لائق ہو۔

قعقاع ام المومنین کی خدمت میں: غرض حضرت قعقاع بصری پہنچ کر ام المومنین حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے ام المومنین آپ کو کس چیز نے خروج پر آمادہ کیا ہے۔ فرمایا لوگوں اختلاف اور ان کی اصلاح! قعقاع نے کہا حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ کو بوائے میں آپ کے سامنے ان سے کچھ باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو بلا لیا وہ آئے تو باتیں ہونے لگیں۔

قعقاع اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ: قعقاع نے کہا ام المومنین حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا تھا آپ کو کس چیز نے خروج پر آمادہ کیا ہے۔ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا اختلاف امت کا خاتمہ اور ان کی اصلاح ❶ آپ لوگ اس معاملہ میں کیا کہتے ہو، انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ تو قعقاع نے کہا، اس اصلاح کی وجہ کیا ہے اور تو کو اس کا کیا حق حاصل ہے؟ تو حضرت طلحہؓ و زبیرؓ نے کہا قاتلین عثمانؓ سے قصاص لینا۔ اگر وہ لوگ قصاص سے بری کر دیئے جائیں گے تو عمل بالقرآن ترک ہو جائے گا۔

یہ سن کر حضرت قعقاع نے کہا، تم نے قاتلین عثمانؓ کے شبہ میں اہل بصری کے چھ سو آدمیوں کو قتل کر ڈالا ہے جس سے چھ ہزار آدمی متاثر ہوئے۔ اور تم نے حقوق بن زبیر کا تعاقب کیا لیکن ان چھ ہزار نے اس کو بچا لیا۔ پس اگر تم ان لوگوں سے لڑو گے بہت بڑا فساد برپا ہوگا۔ مضر اور ربیعہ بھی تم سے لڑائی پر متفق ہو جائیں گے ایسی صورت میں اصلاح کہاں رہے گی؟ یہ سن کر ام المومنین عائشہؓ نے قعقاع سے مخاطب ہو کر فرمایا پھر تمہاری کیا رائے ہے؟

حضرت قعقاع کی رائے اور صلح پر اتفاق: حضرت قعقاع نے کہا اس کا علاج بالفعل فتنہ کو ختم کرنا ہے اور مصالحت سے کام لینا ہے۔ اس کے بعد قصاص لینا ہے تاکہ مسلمانوں کو عافیت حاصل ہو آپ لوگ خیر و برکت کی ضمانت ہیں۔ تم کو بلا میں نہ ڈالوں گا اور آپ بھی آزمائش میں پڑ جائیں گے۔ اس سے ہم کو اور آپ کو بھی نقصان پہنچے گا۔ اس تقریر سے ام المومنین اور طلحہؓ و زبیرؓ کے دل پر بہت بڑا اثر پڑا اور ان لوگوں نے متفق ہو کر کہا، بیشک تمہاری رائے درست ہے تم حضرت علیؓ کے پاس جاؤ اگر وہ تمہاری رائے سے اتفاق کریں تو ابھی صلح ہو جائے گی۔ حضرت

❶ کی طرف جہاد ابن حجر بھی گئے ہیں چنانچہ کتاب، اخبار البصری سے عمرؓ بن شہبہ کے حوالے سے مہلب کا قول نقل کرتے ہیں کہ کسی نے بھی روایت نقل نہیں کی حضرت عائشہؓ نے عثمانؓ اور ان کے لشکر میں کوئی خدمت کے لئے علیؓ کو نہ بھیجا تھا اور نہ ہی انہوں نے کسی کو اس بات کی دعوت دی کہ اسے خلیفہ بنادیا جائے گا۔ فتح الباری جلد ۳ صفحہ ۴۱-۴۲۔

قعقہح وٹ کرامیر المومنین کے پاس آئے اور تمام حالات عرض کئے۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس سے بہت تعجب اور خوشی ہوئی۔

صبح پر اتفاق اور لشکر کی روانگی: اس واقعہ سے پہلے اہل بصری کے وفود امیر المومنین کی خدمت میں اہل کوفہ کی رائے دیکھنے کوئے تھے۔ ان سب نے بھی صبح پر اتفاق رائے ظاہر کیا تھا لیکن انہیں لوگوں میں بعض لوگ ایسے بھی تھے جن کی مصالحت ناگوار گزر رہی تھی۔ قصہ مختصر کہ امیر المومنین نے لشکریوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ اور اگلے دن کوچ کر بنے کا حکم صادر فرمایا اور ان لوگوں کے بارے میں جو محاصرہ عثمان رضی اللہ عنہ میں شریک تھے یہ حکم دیا کہ وہ ہمارے لشکر سے نکل جائیں اور ہمارے ساتھ نہ چلیں۔

فسادی اشترا اور اہل مصر میں کھلبلی: اہل مصر کو یہ مصالحت ناگوار گذری ابن السوداء، خالد بن ملجم، اشترا ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مخالفت کا بیڑا اٹھایا تھا۔ اور بغاوت کی تھی ایک مقام پر جمع ہوئے۔ علباء بن الحثیم، عدی بن حاتم، سام بن ثعلبہ اور شریک بن وئی وغیرہ جو کہ فساد یوں سے سردار تھے بھی شریک جلسہ تھے۔ آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اس وقت تک تو حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہ کی رائے قصاص لینے کی تھی لیکن اب تو امیر المومنین کی بھی رائے قصاص لینے کی ہوگئی اور وہ کتاب اللہ سے خوب واقف ہیں۔ امیر المومنین نے جو فرمایا ہے وہ تم سن چکے ہو۔ اس لئے گر مصالحت کر لیں گے اور باہم متفق ہو جائیں گے تو ہمارے ساتھ کیا کچھ نہیں کریں گے۔

اشترا کی حضرت علی رضی اللہ عنہ و حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی سازش: اشترا نے کہا واللہ ان سب کی رائے ہمارے بارے میں ایک ہی ہے اگر مصالحت کریں گے تو ہمارا خون بہانے پر مصالحت کریں گے پس ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ پر حملہ کر کے عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دیں بعد اس کے پھر خود بخود سکون ہو جائے گا۔ ابن السوداء نے جواب دیا کہ تم نے ذی قاء میں ہزاروں کی جمعیت دیکھی ہے۔ اور طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی بھی پانچ ہزار کے قریب ہیں۔ تم صرف ڈھائی ہزار لشکر کے ساتھ ہو تم اپنا خیال ہرگز پورا نہیں کر سکتے۔ علباء بولا۔ بہتر یہ ہے کہ فریقین کو چھوڑ دو تا کہ کوئی ان میں سے تمہارا حاکم بن جائے۔ ابن السوداء نے کہا یہ رائے درست نہیں ہے اگر ان دونوں فریق سے علیحدہ ہو جاؤ گے تو تم کو ایک ایک کر کے پکڑ لیں گے۔

عدی بن حاتم کی رائے: عدی نے جواب دیا ہم نہ اس صلح سے راضی ہیں اور نہ اس سے ناراض۔ اگر اتفاق جو واقعہ ہونے والا ہے وہ واقع ہو گیا ہے اور لوگ اس مقام پر اتر پڑے (یعنی لڑائی ہوگئی) تو ہمارے پاس سوار بھی ہیں۔ آلات حرب بھی ہیں، اگر ہماری طرف بڑھیں گے تو ہم بھی بڑھیں گے۔ اگر وہ ہم پر حملہ کریں گے تو ہم بھی حملہ کریں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکروں کو لڑانے کی رائے: سالم اور شریک نے رائے دی کہ فوراً کہیں چلے جانا چاہیے۔ ابن السوداء نے کہا اے بھائیو! تمہاری عزت اسی میں ہے کہ لوگوں میں مل جل کر انہیں آپس میں لڑا دو اور میرے نزدیک بہتر یہ ہوگا کہ کل جب فریقین جمع ہوں تو جس طرح سے ممکن ہو کسی حکمت سے لڑائی چھیڑ دو۔ لڑائی شروع ہو جانے پر تم سے وہ لوگ غافل ہو جائیں گے اور تم لوگ جس کو ناپسند کرتے ہو اس سے محفوظ رہو گے۔ الغرض حاضرین نے ابن السوداء کو پسند کیا اور اسی پر اتفاق سے علیحدہ ہو گئے۔

لشکروں کا سامنا: صبح ہوتے ہی امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوچ کیا۔ قبیلہ عبدالقیس کے پڑاؤ پر پہنچے وہ بھی ساتھ ہو گئے پھر یہاں سے روانہ ہو کر زادیہ میں قیام پذیر ہو گئے۔ پھر زادیہ سے بصری روانہ ہوئے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، زبیر اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی فرضہ سے کوچ کیا۔ نصف جمادی الثانی ۳۶ھ کو مقام قصر عبید اللہ بن زیاد میں فریقین ملے۔ بکر بن وائل اور عبدالقیس خط و کتابت کر کے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں آ گئے۔ تین روز تک بغیر جدال و قتال کے ٹھہرے رہے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا صلح کا انتظار: زبیر کے بعض ساتھیوں نے لڑائی چھیڑنے کی رائے دی لیکن انہوں نے معذرت کی کہ حضرت قعقہح کی معرفت صلح کی گفتگو ہو رہی ہے ہماری طرف سے غداری نہ ہوگی۔ ایسا ہی امیر المومنین سے بھی بعض لوگوں نے کہا تھا انہوں

پہلے اس واقعہ کو مجھے یاد ہے تو میں ہرگز روانہ نہ ہوتا اور اب واللہ میں تم سے ہرگز نہیں لڑوں گا۔ اتنی گفتگو کے بعد ایک لشکر دوسرے سے الگ ہو گیا۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ اپنے لشکر میں واپس آ کر ساتھیوں سے فرمایا کہ زیر تو اب ہم سے نہیں لڑیں گے۔

زیر ام المومنین کی خدمت میں: زیر ام المومنین کی خدمت حاضر ہوئے۔ عرض کی اس سے بیشتر جب سے میں نے ہوش سنبھال سوا۔ اس موقع کے جس موقع پر آج گیا ہوں اپنا انجام جانتا تھا۔ ام المومنین نے کہا تمہارا کیا ارادہ ہے اور تم کیا چاہتے ہو جواب دیا میرا یہ ارادہ ہے کہ میں نے سب کو چھوڑ کر چھا جاؤں۔ ام المومنین جواب نہ دینے پائی تھیں کہ زیر کے لڑ کے عبداللہ بول اٹھے۔ ہاں جب دونوں کو مجتمع کر لیا اور ایک کو دوسرے کی دشمنی پر بھرا دیا تو اب چھوڑ کر جانے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ابن ابی طالب کے جھنڈوں سے ڈر گئے۔ اور تم نے یہ سمجھ لیا ہے۔ اس سے ٹھنڈے والے جو امر جنگجو ہیں اور اس کے نیچے چمکتی ہوئی تلواریں ہیں۔ اس سے آپ میں بزدلی آگئی۔

حضرت زیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے قسم کھالی ہے۔ جواب دیا اپنی قسم کا کفارہ دے دو اپنے غلام کھول کو آزا کر دو۔ بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ زیر نے سی وقت واپسی کا ارادہ کر لیا تھا جب عمار بن یاسر کو حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے ساتھ دیکھا تو کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ہم کو باہمی گروہ قتل کرے گا۔

اہل بصری کے تین گروپ: اہل بصری تین گروپ بن گئے تھے کچھ لوگ طلحہ رضی اللہ عنہ وزیر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے اور کچھ لوگ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ دینے پر تھے ہوئے تھے۔ اور تیسرے گروپ وہ تھا جو سکوت میں تھا نہ ان کے ساتھ تھا۔ اور نہ ان کا ساتھ دیتا تھا اخف بن قیس و عمر بنی السدوسی بن حصین وغیرہ اسی گروہ میں تھے۔

ام المومنین اور امیر المومنین کے لشکر: ام المومنین نے از میں قیام فرمایا ان دنوں از کا سردار صبرة بن شیمان تھا۔ کعب بن سور نے سکوت کرنے کے لئے کہا لیکن اس نے انکار کر دیا۔ اس کے ساتھ قبائل مضر اور رباب بن نجاب بن راشد کی قیادت میں بنو عمر بنی السدوسی بن تمیم بواحر باء کی قیادت میں اور بنو حنظلہ بدر بن وکیع کی، سلیم مجاشع بن مسعود کی، عامر اور غطفان زفر بن الحرث کی اور از و صبرة بن شیمان کی، بکر بن مالک بن مجاشع کی اور بنو ناجیہ حبشہ بن راشد کی قیادت میں تھے۔ ان سب کی مجموعی تعداد تیس ہزار کے قریب تھی۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیس ہزار آدمی تھے اور یہ سب ایک دوسرے کے مقابل اترے ہوئے تھے۔ مضر ہضر کے مقابلہ پر ربیعہ، ربیعہ والوں کے سامنے تھے۔ دونوں فریق کے آدمیوں میں میل جول تھا صبح کے سوا کوئی اور گفتگو نہ کرتے تھے۔

صبح کی شرائط طے ہو گئیں: حکیم و مالک جو طلحہ بنی السدوسی وزیر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تھے یہ خبر لے کر واپس آئے کہ ہم لوگ اسی عہد و قرار پر ہیں جس پر حضرت تعقاع ہم سے رخصت ہو کر گئے تھے۔ پھر شام کے وقت حضرت ابن عباس، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ وزیر رضی اللہ عنہ کے پاس اور محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں صبح کی گفتگو کرنے آئے۔ شرائط طے ہو گئیں صبح کے وقت صلح نامہ اور معاہدہ لکھے جانے کی رائے طے پا گئی۔

قتلین عثمان رضی اللہ عنہ کا لڑائی چھیڑنا: لیکن اس سے ان لوگوں کی پریشانی بڑھ گئی جنہوں نے امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف ہوا کیا تھا اور ان پر فروغ کیا تھا، تمہرات مشورہ کرتے رہے۔ صبح ہوتے جس طرح ممکن ہو لڑائی چھیڑ دی۔ جہاں تک ممکن ہو صلح نہ ہونے پائے۔ چنانچہ علی رضی اللہ عنہ اصحاب فریقین کی۔ عیسیٰ میں فتنہ پردازوں نے لڑائی کا رنگ جمادیا مضر کے فساد یوں نے مضر پر فتنہ پردازاں ربیعہ نے ربیعہ پر، باغیان کن نے یمن پر، ہل بھرہ کے فساد بصری پر غرض ہر قبیلہ اپنے اپنے قبیلہ پر حملہ آور ہوا۔ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ وزیر رضی اللہ عنہ نے لڑائی کا شور و غل سن کر عبد الرحمن بن حرث کو میمنہ پر، عبد الرحمن بن عتب کو میسرہ پر متعین کیا، خود قلب لشکر میں رہے۔ لوگوں نے لڑائی چھیڑنے اور شور و غل کی وجہ دریافت کیا معلوم ہوا کہ اس کو فتنہ نے پو پھنتے ہی تیر بازی شروع کر دی۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ وزیر رضی اللہ عنہ کا اظہار افسوس: حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ وزیر رضی اللہ عنہ نے کہا افسوس! حضرت علی رضی اللہ عنہ خویز ی کے بغیر نہ رہیں گے۔ یہ کہہ کر عمدہ درود سے مزاحمت کرنے لگے ادھر امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ شور و غل سن کر خیمہ سے باہر تشریف لائے۔ دریافت فرمایا تو فرقہ سبائیہ

لڑکے مرو نے دوڑ کر علم سنبھالا۔ علم انہی کے ہاتھ میں تھا کہ فتح کا ڈنکا بج گیا۔ بکر بن وائل کا علم بنی ذہل میں حرث بن حسان کے ہاتھ میں تھا۔ پانچ آدمیوں کے ساتھ جوان کے خندان کے تھے اور تیس آدمی بنو خندوج اور بنی ذہل کے کام آئے تھے۔ کامیابی کا شریعتی کیا۔

اونٹ کے قتل کی دوسری روایت۔ بعض مؤرخین نے ناقہ کے مارے جانے کا واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ قعقاع نے اشر سے واپسی کی وجہ دریافت کی جس وقت یہ اونٹ کے پاس سے لڑکرا رہا تھا اس نے چہہ جواب نہ دیا۔ حضرت قعقاع نے اسے بڑھ کر حملہ کیا اس وقت اونٹ کی مہارز فر بن الحرث کے ہاتھ میں تھی۔ لہذا چند شیوخ بنو بنی عامر کے مارے گئے۔ قعقاع نے بکیر بن ولید (بنی نضہ) سے کہا یہ امیر المؤمنین علیؑ کے ساتھیوں میں سے تھا کہ تم اپنی قوم میں سازش کر کے ناقہ و را کر مرادو۔ اس سے پہلے کہ امیر المؤمنین یا ام المؤمنین و ہونی تالیف پہنچے۔ چنانچہ حیر اپنی قوم سے مدد طلب کر کے اونٹ کے پاس گیا اور اس کے پاؤں پر ایک تلوار ماری اور دوسرے پاؤں پر خود گر پڑا۔ قعقاع نے جو شخص ان کے نزدیک گھڑا تھا اسے اسن دے کر زفر کے ساتھ عماری کی رسیاں کاٹ دیں۔ اور عماری اتاری اسباب ہمل ناقہ کے رستے ہی بھاگ بھاگ ہوئے آتش جنگ ہو گئی امیر المؤمنین علیؑ نے اسے اعلان مرادیا کہ کوئی شخص کسی مفرد کا قتل نہ کرے اور نہ کسی دشمن کا ساتھی نہ کرے۔ اس کے گھڑے میں دھنکے۔ پھر محمد بن ابی بکرؓ کو حکم دیا کہ مقتولوں کے درمیان سے عماری علیحدہ کر دو اور پردہ کی وجہ سے اس پر قبہ بنادیا۔ بعد اس کے امیر المؤمنین حضرت علیؑ نے محمد بن ابی بکر کے ذریعہ سے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کو فتح کی خیریت دریافت کرائی۔

اونٹ گرنے کے بعد کی دوسری روایت۔ بعض نے کہا جس وقت اونٹ اراقہ محمد بن ابی بکرؓ سے مل گیا اس وقت اونٹ کے پاس سے اور عماری کو اٹھا کر ایسے مقام پر لے جا کر رکھا جہاں پر کوئی شخص نہ تھا۔ امیر المؤمنین علیؑ نے عماری کے قریب تشریف لے گئے اور دریافت کیا کیف است یا امی (اماں جان آپ کیسے ہیں) جواب دیا الحمد للہ خیریت سے ہوں، پھر امیر المؤمنین نے کہا یعصر اللہ لک (اللہ تعالیٰ تم سے درگزر کرے)۔ انہوں نے ارشاد کیا ولک ایضاً (اور تم سے بھی اللہ تعالیٰ درگزر کرے)۔

ام المؤمنین اور امیر المؤمنین کا ایک جیسے الفاظ پر اظہار افسوس اس کے بعد لشکر کے مائد اور رؤسائے شہرام المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہونے۔ ان میں حضرت قعقاع بھی تھے۔ قعقاع نے سلام کیا۔ ام المؤمنین نے جواب دینے کے بعد فرمایا کہ مجھے یہ منظور و محبوب تھا کہ آج کے واقعہ سے بیس سال پہلے میں مرجاتی۔ حضرت قعقاع نے واپس ہو کر امیر المؤمنین علیؑ سے اس قول کو بیان کیا تو امیر المؤمنین حضرت علیؑ نے فرمایا۔

کالے دن کے بعد کالی رات کی آمد۔ پس جب رات نے اپنے سیاہ دامن سے آفتاب کے رخ روشن و پھنپیا تو ام المؤمنین علیؑ نے بھی محمد بن ابی بکرؓ نے ام المؤمنین کے بصری لے جا کر عبداللہ بن خف خزائی کے مکان میں صفیہ بنت الحرث بن طلحہ (بہر) (عبدالداری) یعنی طلحہ بنت الطلحات بن عبداللہ کی والدہ کے پاس ٹھہرایا۔ اور فریقین کے زخمی مقتولوں سے علیحدہ کر کے شہر میں لائے گئے۔ مقتولوں کے معاند کے لئے نو، امیر المؤمنین میدان جنگ میں تشریف لے گئے۔ کعب بن سور، عبدالرحمن بن قتیبہ اور طلحہ بن عبد اللہ کی لاشوں کو اٹھ کر فرمایا "افسوس الوب یہ سمجھتے تھے کہ ہم پر فقط عوام الناس نے خروج کیا تھا حالانکہ ان میں یہ لوگ بھی موجود ہیں۔

مقتولین کی تدفین۔ پھر آپ نے دونوں فریقوں کے مقتولوں کو جمع کر کے نماز پڑھی، دفن کرایا، کٹے ہوئے ہاتھوں کو جمع کر کے ایک دوسری بڑی قبر میں مدفون کئے جانے کا حکم دیا۔ لشکر گاو میں جو کچھ مال و اسباب تھا جمع کر کے مسجد میں لائے اور یہ اعلان کرایا کہ جو شخص اپنے مال و اسباب کی شناخت کر لے آ کر لے جائے۔ البتہ وہ آلات حرب بیت المال میں رکھ لئے جائیں گے۔ جس پر حکومت کا نشان بنا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس معرکہ میں دونوں فریقوں کے دس ہزار آدمی کام آئے ان میں سے ایک ہزار صرف بنو نضہ کے تھے۔

احنف اور حضرت علیؑ بنی نضہ کا مکالمہ۔ جنگ کے اختتام کے بعد احنف بن قیس، بنی سعد کو لے کر حاضر ہوئے تو امیر المؤمنین حضرت علیؑ نے فرمایا تم انتظار کر چکے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اسی میں بھلائی دیکھی تھی کہ تم مارے ہی حکم سے ہوا ہے، جو چھ ہوا۔ اب نرمی اختیار کرو کیوں

کہ تم نے جو راستہ اختیار کیا ہے دور اور طویل ہے۔ اور تم کل کی نسبت آج ہمارے زیادہ محتاج ہو تم مجھ جیسے شخص سے ایسی باتیں نہ کرو کیوں کہ میں تمہارا ہمہ روز ہمیشہ خیر خواہ رہوں گا۔

امیر المؤمنین کی بصری آمد: دو شنبہ کے دن امیر المؤمنین شہر بصری میں داخل ہوئے۔ لوگوں نے ان کو جھنڈوں کے نیچے بیعت کی یہاں تک کہ زخمی اور امن لینے والے بھی بیعت میں شریک ہوئے۔ جس وقت بیعت کے لئے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرہ پیش کئے گئے اور انہوں نے بیعت کر لی تو آپ نے ان سے دریافت کیا کہ تمہارے چچا زیاد کا کیا حال ہے اس کا انتظار پورا ہوا یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا والدندہ بیمار ہے ورنہ ضرور حاضر ہوتا۔

زیاد اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ملاقات: امیر المؤمنین یہ سنتے ہی عبدالرحمن کو لے کر زیاد کے پاس گئے۔ تو انہوں نے بیمار پیا تو ان کی معذرت قبول فرما دی ورنہ بصری کی حکومت سنبھالنے کے لئے کہا تو زیاد نے انکار کر کے کہا کہ بہتر ہوگا کہ آپ اپنے خاندان میں سے کسی شخص کو مقرر فرما دیں۔ میں وقتاً فوقتاً نیک مشورے دیتا ہوں گا۔ چنانچہ امیر المؤمنین نے حضرت ابن عباس کو بصری کا مشورہ لینے اور اسی کے تفاق رائے سے کام کرنے کی ہدایت فرمائی۔

امیر المؤمنین ام المؤمنین کی خدمت میں: پھر امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ ام المؤمنین کے پاس ابن خلف کے مکان پر گئے چونکہ واقعہ میں عبداللہ بن خلف کام گئے تھے۔ ان کی والدہ اور نیز بعض دوسری عورتوں نے امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کو سخت دست کہا مگر آپ نے کچھ توجہ نہ فرمائی بعض ساتھیوں نے آپ کو ابھارنا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ عورتیں ناقص العقل اور ضعیف ہوتی ہیں اس لئے قابل التفات ہیں۔ ہم تو مشرکہ عورتوں کے منہ گئے کو منع کرتے ہیں چہ جائیکہ مسلمان عورتوں کے منہ لگیں۔

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے گستاخوں کو سزا: امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ ام المؤمنین کی خدمت سے واپس آئے تو یہ معلوم ہوا کہ بعض عوام وریہو کی حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو سخت و نامناسب الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ آپ نے ان میں سے بعض لوگوں کو گرفتار کر کے کوڑے بٹوئے۔

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی مدینہ روانگی: رجب ۳۶ھ کو امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے سامان سفر درست کر کے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بصری کے رئیسوں کی چالیس خواتین اور محمد بن ابی بکر کے ہمراہ بصری سے روانہ کیا۔ ان کے احترام میں چند میل تک خود بھی آئے۔ اور ان کے بڑے صاحب زادے حسن ابی علی رضی اللہ عنہ ایک دن کی مسافت تک پہنچانے کے لئے گئے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا پہلے مکہ شریف لے گئیں وہاں حج ادا کیا پھر وہاں سے مدینہ منورہ چلی گئیں۔

بنو امیہ کے باقی ماندہ لوگ: بنو امیہ کا وہ گروہ جو معرکہ جنگ میں بچ گیا تھا شام چلا گیا۔ عقبہ بن ابی سفیان مروان کے بھائی عبدالرحمن اور یحییٰ نے عصمتہ بن زبیر بنی کے پاس پناہ لی۔ جب زخم اچھا ہو گیا تو عصمتہ بن زبیر بنی نے انہیں شام بھیج دیا۔ عبداللہ بن عامر بنی حرقوم کی پناہ میں اور مروان بن الحکم، مکہ بن مسیح کی پناہ میں شام روانہ ہوئے۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ ابن عامر ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے قافلے میں تھا۔ لہذا جب آپ مکہ روانہ ہوئیں تو ابن عامر ان سے علیحدہ ہو کر شام چلا گیا ابن زبیر ایک ازدی شخص کے گھر میں جا کر روپوش ہوئے۔ وہاں سے ام المؤمنین کو اطلاع دی تو آپ نے اپنے بھائی محمد کو وہاں بھیجا اور وہ انہیں لے آئے۔

لشکریوں کو انعامات کی تقسیم: ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی روانگی کے بعد امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیت المال کو کھولا تو چھ ہزار سے زائد نقد مال موجود تھا جو آپ نے حاضرین جنگ پر تقسیم کر دیا۔ ہر شخص کو پانچ سو ملے۔ تقسیم کے وقت آپ نے حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا اگر تم لوگ ملک شام پر قابض ہو گئے تو دطائف مقررہ کے علاوہ اتنا ہی اور دیا جائے گا۔

سبائیوں کے شرائط کی فرہ سبائیہ نے آپ پر بھی خفیہ طور پر طعن و تشنیع کی زبان کھولی اس سے پہلے جب آپ نے مال و اسباب لوٹنے سے منع فرمایا تھا اس وقت بھی ان لوگوں نے طعن و تشنیع کی تھی۔ پھر فرقہ سبائیہ نے بہت جلدی میں بصری سے کوچ کیا اور امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی

ان کے بعد فوراً ہی روانہ ہو گئے۔ نیت یہ تھی کہ اگر وہ لوگ کسی غلط بات کا ارادہ رکھتے ہوں تو اس کو روک تھام کی جائے۔

جنگ جمل کے بارے میں دوسری روایت بعض مؤرخوں نے واقعہ جمل کو یوں بھی بیان کیا ہے کہ جس وقت امیر المومنین حضرت علیؑ نے محمد بن ابی بکرؓ کو مدینہ منورہ کے پاس اس نیت سے روانہ کیا تھا کہ وفد سے فوج جمع کر کے اہل بیت اور محمد بن ابی بکرؓ سے روکا گیا تو ہاشم بن عبد مناف نے اپنی وقاس سے ربدہ میں امیر المومنین حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ سے انہیں مطلع کیا۔ آپ نے انہی کی معرفت حضرت ابو موسیٰٰؓ کو یہ پیغام بھیجا کہ میں نے تم کو ورنہ اس غرض سے دی ہے کہ تم میرے حق و معاملات میں مدد کرو۔ حضرت ابو موسیٰٰؓ نے اس پر بھی توجہ نہ کی تب ہاشم نے علی بن خنیفہؓ کی نوایک خط لکھ کر امیر المومنین کے پاس روانہ کیا۔ امیر المومنین نے اپنے صاحب زادے حضرت حسن اور عمار بن یاسرؓ کو فوجیں فراہم کرنے کے لئے وفد روانہ کیا جیسا کہ اس سے پہلے لکھا جا چکا ہے۔

قرظہ بن عبید بن جحشیتؓ کو ورنہ کووفہ قرظہ بن عبید انصاریؓ کو ورنہ کا امیر مقرر کر کے بھیجا دیا گیا کہ میں نے حسن اور عمار بن یاسرؓ کو مسلمانوں و جنگ پر تیار کرنے کے لئے روانہ کیا ہے۔ اور قرظہ بن عبید انصاریؓ کو ورنہ کا امیر بنایا ہے۔ لہذا تم کو ورنہ کو خواری و ذلت کے ساتھ چھوڑ دو اگر تم ایسا نہ کرو۔ تو میں نے قرظہ بن عبید و ختم کیا ہے و تم سے اپنا لے گا اگر اگر تم زیر ہو گے تو تم کو سخت سزا دی جائے گی۔ اہل یہ خط کو ورنہ روانہ کیا گیا اور اہل فریقین لڑائی پر قتل گئے۔

جنگ سے پہلے قرآن کریم پر فیصلے کی دعوت امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمائی کہ قرآن مجید جنگ میں لے جاؤ انہیں اس کے فیصلے کی طرف بلاؤ اگر وہ اس سے انکار کریں گے تو پھر صرف آرائی کی جائے گی۔ چنانچہ یہ شخص قرآن مجید کے مریاں ہی تھا کہ میمنہ نے ان کے میسرہ پر حملہ کر دیا۔ آرائی تیزی سے پھیل گئی۔ امیر المومنین حضرت علیؑ نے شہداء کے ناکہ کو پہنچانے وان کے لشکر و وزیر نے جو زیادہ تر قبیلہ ضہہ اور قبیلہ ازد کے تھے۔ تقریباً عصر کے وقت احباب جمل یعنی امیر المومنین حضرت علیؑ کے لشکر و شہداء ہوئی۔ ازد میں قتل کا بازار گرم ہو گیا۔ حضرت علیؑ نے حضرت زبیرؓ کی پروردگار پر حمد کر رہے تھے زبیرؓ نے پانی و کرتے جاتے تھے یہاں تک کہ حضرت علیؑ نے ہاتھ روک لیا۔ عبداللہ بن زبیرؓ زخمی ہو کر گرے۔ ناکہ کا پاؤں الٹ گیا م امیر المومنین کی عمر کی سر پڑی۔ محمد بن ابی بکرؓ نے دوڑ کر اسے سنبھالا اور اس پر ایک چادر تان دی امیر المومنین حضرت علیؑ نے آگے چل کر دریافت کیا امیر المومنین نے ہاتھ سے عظمیٰ ہوئی معاف کیجئے امیر المومنین نے جواب دیا ہاں آپ کی قوم نے آپ کو آزمائش میں ڈال دیا جیسا میرے ساتھ میری قوم نے کیا ہے اس کے بعد چند غورتوں اور مردوں کے ساتھ سامان سفر مہیا کر کے امیر المومنین کو مدینہ کی جانب روانہ کر دیا۔

یہ واقعات جنگ جمل کے ہیں جس کو ہم نے جو غلطی کی کتاب سے ❶ خلاصہ کر کے لکھا ہے ہم کو اس کتاب کے معتبر ہونے پر اعتماد ہے اور یہ کتاب ان آثار سے مؤثر اور محفوظ ہے جو دوسری کتب تواریخ مثلاً ابن قتیبہ وغیرہ جیسے مؤرخین کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔

جنگ جمل میں حضرت عائشہؓ کے ساتھیوں میں سے مشہور لوگ یہ تھے۔ حضرت طلحہؓ بن عمروؓ بھائی عبدالرحمن بن عمرؓ بن حارثہ ان کو فاروق اعظمؓ نے مدینہ منورہ میں مقیم کر دیا تھا۔ مجاشعؓ ورجلہ جو کہ مسعود کے بیٹے تھے اور امیر المومنین حضرت علیؑ کے مشہور ساتھیوں میں سے عبداللہ بن حبیب بن حزامؓ و ہند بن ابی بارہؓ یہ امیر المومنین خدیجہؓ کے صاحب زادے تھے۔ کام آئے۔ جنگ جمل ختم ہوئی۔

اس واقعہ سے فارغ ہونے ابھی زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ جطلہ بن عتابؓ حبلی اور عمرؓ بن عثمانؓ بن الفضل البرحمیؓ نے عرب کے عوام الناس کا ایک گروہ جمع کر کے بھستان کا رخ کیا۔ امیر المومنین حضرت علیؑ نے عثمانؓ بن جبر واطائیؓ کو ان کی روک تھام کے لئے سے روانہ کیا گیا مگر ہاشم بن عبد مناف نے ان کو شہید کر دیا۔ تب امیر المومنین حضرت علیؑ نے عبداللہ بن عباسؓ کو بھیجا کہ کسی کو بھستان کا گورنر مقرر کر کے روانہ کرو۔ چنانچہ جبہ بن زبیرؓ نے ان کے ہاتھ سے مارا کیا اس کے ساتھی بھاگ گئے اور ربعی نے بھستان پر قبضہ کر لیا۔

محمد بن ابی حذیفہؓ جنگ یمامہ میں حضرت ابو حذیفہؓ کی شہادت کے بعد ان کا بیٹا محمد امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے سایہ عاطفت

میں پرورش پانے لگا، حتیٰ کہ سن شعور کو پہنچا۔ اتفاق سے ایک دن اس نے شراب پی تو امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کوڑے مار دیے۔ اس نے توبہ کر لی اور عین تقویٰ و عبادت کی طرف مائل ہو گیا۔ پھر اس نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کسی شہر کی حکومت طلب کی۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نااہل سمجھ کر کوئی امارت نہ دی۔ اس وقت اس نے دریا کے راستہ جہاد کرنے کی غرض سے مصر جانے کی اجازت طلب کی۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سامان سفر درست کر کے روانہ فرمایا عوام الناس اس کی عبادت و تقویٰ دیکھ کر تعظیم سے پیش آنے لگے۔ پھر اس نے ابن ابی سرح کی زیر قیادت غزوہ صواری میں جہاد میں حصہ لیا بیان کیا جا چکا ہے۔

ابن ابی حذیفہ کی شکایات پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رد عمل: ان وجوہات کی بناء پر محمد بن ابی حذیفہ، ابن ابی سرح اور امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر طعن و تشنیع کیا کرتا اور محمد بن ابی بکر اس معاملہ میں اس کا ساتھ دیتے تھے۔ ابن ابی سرح نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کی شکایات لکھی۔ امیر المومنین نے لکھا کہ محمد بن ابی بکر امیر المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھائی ہے اور محمد بن ابی حذیفہ کی میں نے پرورش کی ہے۔ تم ان دونوں کی حرکات سے چشم پوشی کرو امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ دل جوڑنے کے غرض سے تیس ہزار درہم اور ایک قیمتی لباس اس کے پاس روانہ کیا۔

محمد بن ابی حذیفہ کی شرارت: محمد بن ابی حذیفہ نے اس غلطی کو مسجد میں رکھ کر کہا اے مسلمانو! تم لوگ دیکھ رہے ہو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مجھے حید و فریب سے پھسنا چاہتے ہیں۔ میں کیسے رشوت لوں؟ اس کے بعد مصریوں کا اس سے محبت اور تعلق اور بڑھ گیا۔ انہوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اس کے ساتھ مل کر طعن و تشنیع کرنے لگے۔

امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کا محمد کو خط اور اس کا مصر پر قبضہ: امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی حذیفہ کو خط لکھا جس میں اپنے حقوق و احسانات تحریر کئے گئے۔ مگر محمد بن ابی حذیفہ نے کچھ جواب نہ دیا۔ لوگوں کو امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف مسلسل ابھارتا رہا یہاں تک کہ مصر و لوں نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مخالفت پر کمر باندھ لی اور علم بغاوت بلند کر دیا اور مصرہ کی نیت سے نکل کھڑے ہوئے۔ (محمد بن ابی حذیفہ) مصر میں رکا رہا۔ جب مصریوں کی روانگی کے بعد ابی سرح بھی امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے مدینہ منورہ روانہ ہوئے تو ابن ابی حذیفہ نے مصر پر قبضہ کر لیا حتیٰ کہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیعت کر لی۔

محمد بن ابی حذیفہ کا قتل: حضرت عمر رضی اللہ عنہ و بن العاص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے امارت کی بیعت لینے کے لئے قیس بن سعد کے پہنچنے سے پہلے مصر پہنچے۔ محمد بن ابی حذیفہ نے مزاحمت کی مگر ابن العاص رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی حذیفہ کو حکمت عملی سے مصر سے عریض ہدایا محمد بن ابی حذیفہ ایک ہزار آدمی لے کر عریض آیا تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے گھیر لیا اور اس کو ایک حکمت عملی سے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ میرے نزدیک یہ روایت ذرہ برابر بھی صحیح نہیں ہے۔ صحیح یہ ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر پر واقعہ صفین کے بعد قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قیس کو بیعت خدمت لیتے ہی مصر کا گورنر مقرر کر کے واقعہ صفین سے پہلے مصر بھیجا تھا۔

ابن ابی حذیفہ کے مصر پر قبضہ کی دوسری روایت: بعض مؤرخوں نے بیان کیا ہے کہ جس وقت امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مدینہ منورہ میں مصریوں نے محاصرہ کیا تو ابن ابی حذیفہ نے ابن ابی سرح کو مصر سے بے دخل کر کے با آسانی قبضہ کر لیا تھا۔ اور ابن ابی سرح فلسطین جا کر مقیم ہو گئے۔ حتیٰ کہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت اور قیس بن سعد کے مصر کا گورنر بننے کی خبر ملی۔ لہذا ابن ابی سرح نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر قیام کیا۔

ایک اور روایت: بعض مؤرخین نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ و بن العاص نے واقعہ صفین کے بعد مصر پر چڑھائی کی تھی اور ابن ابی حذیفہ مقابلہ پر لشکر لے کر نکلا۔ مگر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہلا بھیجا کہ میں امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے پر تیار ہوں۔ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بعض وجوہ کی بناء پر ناراض ہوں۔ تم بغیر لشکر تنہا عریض میں فلاں دن آ جاؤ۔ محمد بن ابی حذیفہ اس فریب میں آ گیا اور اس کو منظور کر

ایہ حضرت عمرو بن العاص بن زید وقت مقررہ پر عیش میں آئے اور اپنا لشکر چھپا دیا۔ ابن ابی حذیفہ کو عیش پہنچنے کے بعد اس کی اطلاع ہوئی مجبور ہو کر قلعہ عیش میں قلعہ بند ہو گیا۔ حضرت عمرو بن العاص بن زید نے چاروں طرف سے کھیر لیا۔ حضرت عمرو بن العاص بن زید کے کہنے سے قصر سے نکلا پھر حضرت عمرو بن العاص بن زید نے رفقار کے حضرت معاویہ بن زید کے پاس بھیج دیا حضرت معاویہ بن زید نے اس کو قید کر دیا۔ چچو دن بعد یہ قید خانہ سے بھاگ نکلا اور راستہ میں مارا گیا۔ بعض مؤرخین نے یہ لکھا ہے کہ عمرو بن العاص نے محمد بن ابی حذیفہ کو محمد بن ابی بکر کے قتل کے وقت رفقار کے حضرت معاویہ بن زید کے پاس بھیج دیا۔ اس سے پہلے عمرو بن العاص بن زید نے اس کو امن دے دیا تھا۔ اور جب وہ امن حاصل کر کے آیا تو اس کو رفقار کے حضرت معاویہ بن زید کے پاس بھیج دیا چچو حضرت معاویہ بن زید نے اسے فلسطین میں قید کر دیا۔

قیس بن سعد مصر کے گورنر ۳۶ھ میں بیعت خلافت کے لیے ہی امیر المومنین علی بن ابی طالب نے قیس بن سعد کو مصر کا امیر مقرر کر کے روانہ فرمایا تھا اور شکریوں کے ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی تھی کہ تم اپنے ساتھی کے لئے جس پر تم کو اعتماد ہو اس کو منتخب کر لو اور مدینہ سے لشکر مرتب کر کے لے جاؤ۔ قیس نے گزارش کی کہ اگر اس لشکر کے بغیر جس کو میں مدینہ سے مرتب کر کے لے جاؤں گا میرا ادا خدا ناممکن ہے۔ تو دیا در کھئے کہ مصر میں میرا خدا اس کے ساتھ بھی محال ہو گا میں اس لشکر کو آپ ہی کے لئے چھوڑ جاتا ہوں اور صرف سات آدمیوں کو لے کر مصر جاتا ہوں۔ چچا قیس سات آدمیوں کے ساتھ آپ جماعت اپنے ساتھ تے مصر میں داخل ہوئے۔ اور مصریوں کو امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کا فرمانروا پڑھ کر سنایا ۱۰ ان کی بیعت امارت اور واجب الامت ہونے کا اعلان کیا پھر منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا۔ جس میں حمد کے بعد بیان کیا گیا کہ اے لوگو! ہم نے نبی سیدنا کے بعد اس کی بیعت کی ہے جس کو ہم افضل جانتے تھے ہذا الائمہ تم بھی اس کی کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پہنچتے کرو۔

حاضرین نے اس فقرہ کے پورا ہوتے ہی بیعت کر لی اور اس طرح پورے مصر پر ان کا قبضہ ہو گیا۔

قیس کے حکومتی اقدامات قیس نے بیعت لینے کے بعد مصر کے تمام مصنفات میں اپنے عمال روانہ کر دیے صرف ان جہوں کو چھوڑ دیا جہاں وہ رہتے تھے۔ جو حضرت عثمان بن عفان کا قلعہ صطبہ کہلاتا تھا یزید بن الحارث مسلمہ بن خالد وغیرہ ان لوگوں سے ایک محدود مصالحت کر لی گئی۔ چہرے کی سے کوئی تعرض نہیں کیا حتیٰ کہ جنگ ختم ہوئی اور قیس مصر بنی میں تھے۔

حضرت معاویہ بن زید کا قیس کو خط۔ قیس کو گورنر اور واقعہ جمل میں امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کی کامیابی سے حضرت معاویہ بن زید کو یہ خطہ اور خیال انگیز ہو گیا کہ ہمیں ایک طرف سے حضرت علی بن ابی طالب عراق کو لے کر اور دوسری طرف قیس اہل مصر کے ساتھ شام میں حملہ نہ کر دیں۔ حضرت معاویہ بن زید کا یہ خیال ایک حد تک صحیح بھی تھا۔ لہذا حضرت معاویہ بن زید نے یہ غلط فہمی کے طور پر قیس کو ایک خط لکھا جس میں امیر المومنین حضرت عثمان بن زید کی شہادت کی اہمیت اور امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کی شہادت کا ظہور کر کے انہیں اپنا ساتھ دینے کی ترغیب دی تھی۔ اور یہ لالچ دیا کہ شہادت کی صورت میں تم کو عراقین کی حکومت دی جائے گی اور تمہارے خاندان میں سے جس کو تم پسند کرو گے اسے حجاز کی حکومت دے دی جائے گی اس کے علاوہ جو چاہو گے وہ بھی دیا جائے گا۔

قیس کا جواب۔ قیس نے اپنے خاندان والوں سے معاویہ بن زید کی حمایت اور مخالفت کے بارے میں مشورہ کر کے لکھا احمد و نعمت کے بعد واضح ہو کہ آپ نے عثمان بن زید کی شہادت کے بارے میں لکھا ہے اس سے مجھے معلومات ہوئیں لیکن یہ ایسا واقعہ ہے جس سے میرا تعلق نہ تھا۔ اور مجھ کو اپنے دوست حضرت علی بن ابی طالب کی شرکت اس میں محسوس ہوتی ہے آپ کا ساتھ دینے اور حمایت کرنے کے بارے میں غور کر رہا ہوں یہ کام جلدی کا نہیں ہے۔ حالانکہ میں تمہارے لئے کافی ہوں تاہم میری طرف سے انشاء اللہ تعالیٰ بغیر سوچے ایسی کوئی بات نہ ہوگی جو آپ کو ناگوار اور شاق گزرے۔

حضرت معاویہ بن زید کا جواب الجواب۔ حضرت معاویہ بن زید نے جواب میں لکھا کہ میں نے تمہارا خط پڑھا اس میں کوئی بات صاف اور واضح نہیں ہے میں تم کو صلح و مصالحت کی دعوت دیتا ہوں تم اس سے دور نہ بھاگو میں بڑائی سے تمہیں پیار ہا ہوں۔ مجھ جیسا شخص مکر و فریب میں نہیں

تکتا اور نہ کسی حیلہ میں رفتار ہو سکتا ہے۔ اس وقت میرے پاس پیدل فوج اور سواروں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے واسلام۔

قیس کا صاف صاف اور کھرا جواب:۔ قیس نے اس سے سمجھ لیا کہ اب اس حیلہ سے کام نہیں چلے گا۔ اور نہ ہی مدفعت چھو کا مہم۔ اس لئے جو چھان کے دل میں تھا۔ اس کو نہایت صفائی سے ظاہر کر دیا۔ اور انتہائی سختی، طعن و تشنیع سے حضرت معاویہ بن ابی سفیان کے خط کا جواب دیا۔ اس میں بہ تصریح امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت بیان کی اور لڑائی کی دھمکی دی تھی۔

جواب ۱: خاصہ نفس ترجمہ تم پڑھ آئے ہو لیکن دلچسپی کے لئے اس جگہ ہم اصل جواب کو تاریخ کامل ابن اثیر سے نقل کرتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

اما بعد فاعجب من اغترارك بى و طمعك بى و ستسقاطك اياى النبى منى الخروج عن طاعة الى الساس بالا مارية و اقول لهم بالحق و اهداهم سيلا و اقرهم من رسول الله صلى الله عليه و سيلة و تا مري بال دخول فى طاعة بعد الناس من هذا الامر و اقول لهم بالزور اضلهم سيلا و ابعدهم من رسول الله صلى الله عليه و سيلة ولد ضالين مضلين طاغوت من طواغيت ابليس و ما قولك امالى عليكم مصر خلا و رجالا فوالله لم اشغلك بنفسك حتى تكون اهم اليك انك لذو جد و السلام عليكم.

(ترجمہ) اب بعد مجھے تعجب ہے کہ تو مجھے فریب دیتا ہے اور مجھ سے یہ امید رکھتا ہے کہ میں تیرے دام تزییر میں آ جاؤں گا ورتو مجھے اپنی کوششوں سے شکست دے دے گا۔ کیا تو مجھ سے امید رکھتا ہے کہ میں اس شخص کی اطاعت سے نکل جاؤں گا جو وارت کے لئے بہترین آدمیوں میں سے ہے۔ اور زیادہ سچ کہنے والا ہے اور راہ حق کا بہت بڑا ہادی ہے۔ اور تعلق کے اعتبار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہے اور تو مجھ کو اپنی اطاعت میں داخل ہونے کا حکم دیتا ہے، کس کی طاعت؟ جو اس بات میں لوگوں سے سے بعید تر ہے اور بہت بڑا سکار اور بہت بڑا گمراہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت تعلق کے اعتبار سے بہت دور ہے۔ گمراہ اور گمراہ کرنے والے کا بیٹا ایک طاغوت طواغیت ابلیس سے ہے۔ اور تیرا یہ کہنا ہے کہ تیرے خلاف مصر کو پیادوں سواروں سے بھرنے والے ہوں تو سن واللہ اگر میں نے تجھے اپنا مصروف نہ کر دیا کہ تجھے جان کے لئے پڑ جائیں تو یہ سمجھنا کہ تو بڑا خوش نصیب ہے والسلام۔ مترجم کا اضافہ ختم ہو۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو قیس سے ناامیدی: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس خط سے ناامیدی ہو گئی تو انہوں نے قیس کو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہمدرد و متبع سمجھ لیا مگر اس موقع پر اس بات کا اظہار نہ مناسب خیال کر کے یہ کہنا شروع کر دیا کہ قیس ہمارے ساتھ ہیں۔ ان کے خطوط اور قاصد ہمارے پاس آتے ہیں۔ وقتاً فوقتاً اہم امور میں اپنی رائے لکھ بھیجتے ہیں تم لوگ یہ خیال نہیں کرتے کہ تمہارے ان بھائیوں کے ساتھ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے طالب ہیں کیا برتاؤ کرتے ہیں ان کو دظائف اور ان کو تنخواہیں برابر دے رہے ہیں اور عزت سے رہتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قیس کے بارے میں مشورہ: محمد بن ابی بکر محمد بن جاز اور ابن ارجس نے جو مخبری کی نیت سے شام میں تھے وہیں جا کر امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مطلع کیا کہ آپ نے اپنے دونوں بیٹوں حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن جعفر کو ان حالات سے مطلع کیا۔ تو عبداللہ بن جعفر نے کہا اے امیر المؤمنین جو بات آپ کو پریشانی میں ڈالتی ہو اس کو چھوڑ دیجئے اور جن میں آپ کو اطمینان ہو اس پر عمل کیجئے۔ مصیبت یہ ہے کہ قیس بن سعد کو حکومت مصر سے معزول کر دیجئے۔ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، مجھ کو قیس کی صداقت پر شبہ ہے۔ عبداللہ بن جعفر بولے آپ اس کو معزول کر دیجئے اگر یہ واقعہ صحیح ہوگا تو وہ خود ہی برداشت کرے گا۔

قیس کا خط اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب: ابھی مشورہ ہو ہی رہا تھا کہ قیس کا خط آ گیا جس میں غیر جانب دار و سازد اور رنے والوں کے بات لکھے تھے اور ان سے جنگ نہ کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ ابن جعفر نے کہا آپ اس کو ان سے لڑنے کا حکم دیجئے مجھے اندیشہ ہے کہ نہیں یہ لوگ خطرناک نہ ہو جائیں۔ چنانچہ امیر المؤمنین نے قیس کو غیر جانب دار اور سازد اور رنے والوں سے جنگ کرنے کا حکم لکھ بھیجا۔ مگر قیس بن سعد نے اس کی

مخفی کی۔ جواب میں لکھا کہ فی الحال وہ لوگ غیر جانب دار ہیں۔ لیکن اگر ہم ان کے اعلان جنگ برائے قوۃ آپ کے دشمنوں کے ساتھ نہ کرتے، یہ کریں گے۔ مناسب یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے حال پر چھوڑ دیئے جائیں۔

قیس کی معزوں اور محمد بن ابی بکر کی گورنری بن خضر نے خط لکھ کر کہا بن قیس و معز الیٰہم میں: خیر۔ کہتے اور محمد بن ابی بکر و معز و مرزوقہ رے روانہ فرمایا۔ بعض اخلاقی ۱۰ بھائی کہتے ہیں کہ ان کی راہ کی سے پہلے شہر بخاری و مسہد امیر بن کے تھے۔ لیکن جب رے میں شہر بخاری مر گیا تو محمد بن ابی بکر کو روک لیا۔

قیس کی مدینہ اور پھر کوفہ واپسی محمد نے مسہ میں پہنچ کر میرہ امہ منین حضرت علی بن ابی طالب کی قیس بن سعد افسر و وزیر مسہ سے مدینہ روانہ ہوئے۔ مدینہ میں مروان بن الحکم تھا۔ اس نے قیس کو رایہ حمکایہ قیس اور سہل بن حنیف مدینہ سے میرہ امہ منین حضرت علی بن ابی طالب کی خدمت میں کوفہ چلے آئے۔ حضرت معاویہ مختار نے مروان بن الحکم کو رانسی بھر لیا۔ اس کا ایک فقرہ یہ تھا۔ و مدات مدینہ بہات انب مقاتل کان ایہ علی بن ابی طالب قیس بن سعد (ترجمہ) اگر تو علی بن ابی طالب کی مدد ایک لاکھ چھانو جو نوں سیکرتا تو مجھے یہ وارو تھا۔ اس بات سے کہ قیس بن سعد حضرت علی بن ابی طالب چاہے۔ اگر قیس نے امیرہ امہ منین کی ستر کے پاس پہنچ کر سارے واقعات بیان کئے۔ امیرہ امہ منین حضرت علی بن ابی طالب کے مدد و راز مل غور سے سنے اور آئندہ ہر کام میں ان سے مشورہ کرنے اور اسی کے مطابق کرنے لگے۔

ہو انیوں کو محمد بن ابی بکر کا پیغام آمد بن ابی بکر نے میرہ امہ منین حضرت علی بن ابی طالب کو راز دیا۔ روم شہر کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ اس کے بعد اس کو رے کا جیبا (جو بیعت کے بارے میں سکوت اختیار کرتے ہوئے تھے۔ اور جن قیس نے مہبت دے رکھی تھی) کے قریب ہماری محبت قبول کر کے اور میرہ امہ منین کی بیعت میں داخل ہو کر دیا۔ رانک پہنچا۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہمارے ساتھ جنگ کرنے میں جلدی نہ رہانی۔ اس امر و چند لوگوں کی مہبت دے دو۔ ہم ابی بکر پر غور کریں گے تو ہماری محبت قبول کریں گے۔

ہو انیوں سے جنگ اور محمد بن ابی بکر کی شکست محمد بن ابی بکر نے ان مہبت نہ کی تو ان لوگوں نے جی اپنی حفاظت کا خوب انتظام کر لیا۔ پس جب واقعہ حنین ختم ہو گیا اور فریقین کی طرف سے ثابت مقرریت کے تو ان لوگوں نے ہم کو سخت ہند کر دیا۔ اور محمد بن ابی بکر کی طرف ہڑتے محمد بن ابی بکر نے ایک شہر حرث بن جہان کی قیادت میں ان کے مقابلہ سے روانہ کیا۔ نیز یہ بن حرث کنانی نے جو فریق بنی کا رہا تھا حرث و شدت دے دی اور حرث مارا گیا۔ محمد بن ابی بکر دوسرا لشکر ابن مضہم بھی کی قیادت میں روانہ کیا۔ ان لوگوں نے اس کو بھی قتل کر دیا اور اسے میدان لشکر جنگ سے بھاگ نکلا۔

حضرت عمرو بن العاص شہر کا حال چونکہ عمرو بن العاص بن تیز کو مصر کے فسادوں کی کامیابی اور امیر المومنین حضرت عثمان بن ابی بکر کی شہادت کا یقین ہو گیا تھا۔ یہ اپنے دونوں لڑکوں عبداللہ اور محمد کے ساتھ مدینہ سے چلے گئے۔ جب امیر المومنین حضرت عثمان بن ابی بکر شہید ہوئے تو عمرو بن ابی بکر پریشان ہو کر غم و غم کی طرح روتے ہوئے دمشق پہنچے۔ وہاں امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کی بیعت کا حال سنا تو اور زیادہ رنجیدہ ہو گئے۔ تمنا کے لوگوں تک اس انتظار میں رہے کہ عوام ان کا سراپا کیا کرتے ہیں۔ پھر امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کے حکم سے عمرو بن ابی بکر کی راہ کی سے اس سے فارغ بیعت میں شہر بخاری پیدا ہوئی۔ مگر اس نے جلد ہی واقعہ حنین کی خبر سن لی۔ اس سے ان کے دل میں تذبذب واقع ہو گیا۔ اس لئے یہ سنا گیا کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے حضرت علی بن ابی طالب کی بیعت کے مخالف ہیں اور ان و امیرہ امہ منین حضرت عثمان بن ابی بکر کا شہید ہونا شاق گزرا ہے۔ عمرو بن العاص کو یہ سن کر اچھل پڑے۔

عمرو بن العاص بن تیز کا بیٹوں سے مشورہ اپنے بیٹوں سے حضرت معاویہ بن ابی سفیان کے پاس جانے کے پاس جانے کا مشورہ کیا تو عبداللہ نے کہا کہ میں اللہ عزوجل کے احوال فرمایا اور ان کے بعد شہر بخاری نے دنیا سے واپس کیا۔ میرے سب آپ سے راضی و خوش ہوئے۔ میں سب معلوم کرتا ہوں کہ

آپ اپنا ہاتھ کھینچے ہوئے اپنے گھر میں بیٹھے رہیں حتیٰ کہ مسلمانوں کا کسی شخص پر اتفاق ہو جائے۔ محمد نے کہا آپ عرب کے ممتاز مدین میں تے خلافت کا معاملہ کیسے متفق علیہ ہو سکتا ہے جب تک کہ آپ اس میں دخل نہیں دو گے۔

عمر بن العاص رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں لڑکوں کی تقریریں سن کر کہا کہ بیٹے عبد اللہ اتم نے مجھے ایسی بات کی ہدایت کی ہے جس میں میرے دین کی بھلائی اور بیٹے محمد تم نے رائے دی ہے جس میں دنیا کی بہتری اور آخرت کی برائی ہے۔ یہ بہ کر مع اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے۔ اہل شام اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لینے پر تے ہوئے تھے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ دل میں خوش ہوئے اور انہیں مخاطب کر کے بولے تم لوگ حق پر ہو خلیفہ مظلوم کے خون کا بدلہ لینا فرض ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مصلحتاً چند دنوں تک حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو کچھ نہ کہا مگر بعد میں غور و فکر کر کے مل جل گئے ورنہ انہیں اپنی حکومت ایک کارن بنایا تھا۔

جنگ صفین ۱ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بیعت کرنے کا حکم: ... امیر المؤمنین جنگ جمل ۲ سے فارغ ہو کر شام کے اردے سے کوفہ واپس آئے۔ اور ہمدان کے گورنر جریر بن عبد اللہ الجلی اور آذر باجان کے گورنر اشعث بن قیس کو یہ دونوں امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مقرر کئے ہوئے تھے لکھ تھا مسلمانوں سے ہماری امارت کی بیعت لے کر ہمارے پاس چلے آؤ۔ لہذا جب جریر اور اشعث حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے حضرت جریر کو ایک خط دے کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا جس میں اپنی خلافت اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ وزیر امیر المؤمنین کی عہد شکنی کا حال لکھ تھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بیعت خلافت کرنے کا حکم دیا تھا۔ جریر یہ خط لے کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دینے میں تاخیر کی۔ ایک مدت تک کچھ جواب نہ دیا مقصود یہ تھا کہ جریر اپنی آنکھوں سے اہل شام کی مستعدی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لینے کا جوش دیکھیں اور اپنے کانوں سے شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کا اتہام حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اہل شام کی زبانوں سے سنیں۔

اہل شام کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کا عزم: اہل شام کی یہ کیفیت تھی کہ جس وقت کہ حضرت نعمان بن بشیر، امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خون آلودہ قمیض اور ان کی بیوی نائلہ کی انگلیاں لے کر ملک شام پہنچے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ابھارنے کی غرض سے قمیض کو منبر پر رکھا اور اسکے اوپر نائلہ کی انگلیاں رکھیں۔ شام کے مسلمان یہ دیکھ کر رو پڑے انہوں نے متفق ہو کر قسمیں کھائیں کہ جب تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص نہ لیں گے اس وقت تک ٹھنڈا پانی نہ پیئیں گے۔ سوائے غسل جنابت کے پانی کو ہاتھ نہ لگائیں گے۔ نرم پھونے پر نہیں سوئیں گے اور جو شخص ان کو قصاص لینے میں رکاوٹ بنے گا اس کو مار ڈالیں گے۔

اشتر کے جریر پر بے جا الزامات: جریر ماجراد دیکھ کر واپس ہوئے۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سارے حالات بیان کئے اشتر ۳ نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جریر کے بھیجنے پر نصیحت کی اور یہ کہا کہ جریر نے زیادہ دنوں تک شام میں اس لئے قیام کیا کہ اہل شام اپنا انتظام کریں۔ حضرت جریر اس تقریر سے دل برداشتہ ہو کر قریسا اور وہاں سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طلبی پر شام چلے گئے۔

جریر کو شام بلانے کی وجہ: بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ شرجیل بن السمط القندی کے کہنے پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جریر کو طلب کیا تھا۔ عہد

۱ جنگ صفین، رتہ کے قریب فرات کے کنارے جہاں عراق والے خیمے لگاتے ہیں اور شام کی سر زمین شروع ہوتی ہے۔ معجم البلدان ۲ شیخ محمد خضریٰ اپنی کتاب ادوۃ صوفیہ صفحہ ۲۶۵ پر لکھتے ہیں جمل اپنی تمام تر ہولناکیوں اور پریشانیوں کے باوجود اتنی ہولناک اور پریشان کن نہ تھی جتنی اس کے بعد آنے والے جنگ صفین تھی جو مدیہ سے س سے بڑھ کر تھی۔ ۳ اشتر نے جریر کی روانگی کے وقت کہا تھا مجھے بھیجے جریر آپ کا ہی خواہ نہیں ہے لیکن امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کچھ خیال نہ کیا لہذا جب جریر شام سے واپس آئے تو اشتر نے کہن شروع کیا اگر آپ مجھے بھیجے تو میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو راضی کر کے بیعت لے لیتا۔ میں نے پہلے ہی منع کیا تھا کہ جریر کو نہ بھیجے یہ اس سے ملے گا اس کے بعد سے اب درد اذہ کھل گیا ہے جس کے کھلنے کی امید نہ تھی جریر نے جواب دیا اگر تم جانتے تو تمہیں معاویہ قتل کر ڈالتے کیوں کہ تمہیں وہ قتلین عثمان میں شمار ہیں اشتر بولا اگر مجھے امیر المؤمنین اجازت دیتے تو میں تم جیسے آدمیوں کو قید کر دیتا حتیٰ کہ یہ معاملہ طے ہو جاتا جریر اس تھوڑے سے رنجیدہ ہو کر قریسا چلے گئے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو سارے حالات بھیجے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا۔

خداقت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ان دونوں میں اتحاد کے مراسم تھے۔ عہد خلافت فاروقی میں شرجیل عراق میں سعد کے پاس بھیجے گئے تھے۔ حضرت سعد نے ان کی خوب آؤ بھگت کی اور اپنا ہم نشین و مقرب بنالیا۔ اشعث بن قیس کو شرجیل کا رسوخ ناگوار گزارا تو کشیدگی پیدا ہو گئی۔ جب جریر عراق سے مدینہ آنے لگے تو اشعث نے شرجیل کی شکایت کرنے کی ہدایت کی لیکن انہوں نے بوجہ مراسم اتحاد شرجیل کی شکایت نہیں کی۔ لہذا جب جریر میرا بنو منین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط لے کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آگئے تو شرجیل کی رائے سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب تحریر کرنے میں تاخیر کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لینے پر تیار ہو گئے۔ کچھ دن بعد جب پھر مدینہ سے جریر کے قریب آئے ان کی خبر معلوم ہوئی تو شرجیل نے کہنے پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جریر کو اپنے پاس بلالیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تیاری۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں ابو مسعود انصاری کو اپنا نائب مقرر کر کے نخیلہ تشریف لے گئے اور ترتیب لشکر میں مصروف ہو گئے۔ عبداللہ بن عباس اہل بصری کو لے کر حاضر خدمت ہوئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ملی وہ بھی لشکر بنانے کی طرف متوجہ ہو گئے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تیاری: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ اہل عراق میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ ان کی اجتماعی صورت باقی نہیں ہے۔ چونکہ واقعہ جمل میں اہل بصری کے نامی گرامی سردار مارے گئے ہیں اس وجہ سے وہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت پر تل گئے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک چھوٹا سا گردہ لے کر نکلے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک جھنڈا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے لئے اور ایک ایک ان کے بیٹوں عبداللہ اور محمد رضی اللہ عنہما اور ان کے غلام وردان کے لئے روانہ کیا۔ اور سامان جنگ مہیا کرنے میں مصروف ہو گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیش قدمی:..... امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آٹھ ہزار کے لشکر کے ساتھ زیاد بن نضر حارثی کو بطور مقدمہ انجیش حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد چار ہزار کا لشکر دے کر شرج بن بانی کو بھیجا اور خود نخیلہ ① سے کوچ کر کے مدائن آئے۔ یہاں معد بن مسعود ثقفی (عم محار) کو اپنا نائب مقرر کیا معتل بن قیس کو تین ہزار لشکر کے ساتھ بڑھنے کا حکم ہے۔ یہ ہدایت کی کہ موصل سے ہوتے ہوئے رقة میں مجھ سے مل جائے۔ ان لوگوں کی روانگی کے بعد امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ ان سے روانہ ہو کر رقة پہنچے اہل رقة نے پل بنا دیا آپ لشکر کے ساتھ عبور فرما گئے۔

زیاد اور شرج سے ملاقات:..... فرات پر پہنچے تو زیاد اور شرج ملے ان کے پیچھے رہ جانے کا یہ سبب ہوا کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کی خبر سن کر اس خیال سے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ایسی حالت میں مقابلہ نہ ہو جائے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان دریا حائل ہو جائے "ہیت" کی طرف لوٹ گئے۔ اور وہاں سے دریائے فرات عبور کر کے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آکر ملے۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پھر آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ جب یہ لوگ حد دروم میں پہنچے تو ابوالاعور سلمی ملا جو کہ امیر لشکر شام تھا اور زیادہ اور شرج نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مطلع کیا۔

اشتر بحیثیت امیر لشکر: آپ نے اشتر کو روانگی کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ جس وقت تم زیاد اور شرج کے پاس پہنچ جانا تو زیاد و شرج کو میمنہ و میسرہ پر مامور کرنا اور تم خود پورے لشکر کی افسری کرنا لیکن خبردار جنگ کرنے میں تم پہل نہ کرنا جب تک فریق حملہ نہ کرے ہرگز نہ لڑنا۔ اشتر کے پہنچنے پر زیاد و شرج اشتر کے حکم میمنہ و میسرہ کے سردار بن گئے دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل پڑے رہے۔ دن بھر کسی نے چھیڑ چھاڑ نہ کی۔

لشکر شام کی طرف سے پہل: شام کے وقت ابوالاعور نے حملہ کر دیا تھوڑی دیر تک لڑائی لڑ کر علیحدہ ہو گئے۔ دوسرے دن صبح ہوتے ہی اشتر کی جانب سے ہاشم بن عتبہ الرقال اور لشکر شام میں سے ابوالاعور میدان میں آئے۔ پھر تمام دن لڑائی ہوتی رہی شام کے قریب فریقین واپس ہو رہے تھے کہ پھر اشتر نے حملہ کر دیا۔ ابوالاعور نے بھی مراجعت کر کے جنگ کا باز آگرم کر دیا۔ اشتر نے ستان بن مالک نخعی کو ابوالاعور نے پیغام دے کر بھیجا اگر تم کو مردانگی کا دعویٰ ہے تو قلب لشکر سے نکل کر میدان میں ہمارے مقابلہ پر آؤ۔ ابوالاعور نے جواب نہ دیا جس صورت سے جنگ جاری ہوئی تھی اسی

کیفیت سے جاری رہی۔ رات ہو گئی تو دونوں حریف کشت و خون سے رک گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آمد اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا پانی پر قبضہ: اگلے دن امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ بھی آگئے اور شتر کو معاویہ بنی تریٰ طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے دریائے فرات پر حضرت معاویہ پہنچ گئے تھے اور قبضہ کر لیا تھا امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے لشکروں نے پانی کی شکایت کی آپ نے صعصعہ بن صوحان کے ذریعے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہلا بھیجا کہ ہم تم سے اس وقت تک نہ لڑتے جب تک تمہارے عذر نہ سن لیتے مگر تمہارے لشکروں نے پہنچتے ہی لڑائی چھیڑ دی۔ پھر بھی ہم مناسب یہ سمجھتے ہیں کہ ہم تم کو راہ حق کی دعوت دیں اور جب تک داخل سے بات یہ کریں ہرگز لڑائی شروع نہ کریں۔ تم نے فرات پر قبضہ کر کے پانی روک دیا ہے۔ لوگوں کا پیاس سے برا حال ہو رہا ہے تم اپنے ساتھیوں کو حکم دے دو کہ جب تک امور متنازعہ کا فیصلہ نہ ہو اس وقت تک پانی لینے سے ہم کو نہ روکیں۔ اور اگر تمہارا یہ مطلب ہو کہ جس مقصد سے ہم آئے ہیں اس کو چھوڑ کر پانی ہی پر لڑیں اور جو شخص غالب ہو پانی اپنے طرف میں لائے تو ہم اس پر بھی تیار ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پانی دینے یا نہ دینے پر مشورہ: معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے رفیقوں سے رائے طلب کی عمر بن عبد بن العاص نے پانی سے قبضہ اٹھانے کی رائے دی۔ ابن ابی سرح اور ولید بن عقبہ بولے کہ پانی سے قبضہ نہ اٹھایا جائے اور ان کو اسی طرح پانی نہ دیا جائے جس طرح اس کے لوگوں نے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پانی نہیں دیا تھا اور پیاس کی حالت میں شہید کیا ہے ویسا ہی ان لوگوں کو پیاسا رہنا چاہیے۔ صعصعہ کی ولید اور ابن ابی سرح سے سختی سے گفتگو ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ گالی گفتار تک نوبت آگئی بالآخر ادھر سے صعصعہ نے واپس ہو کر شتر کو سوارہ جرابوں سے لایا اور امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس سے مطلع کیا۔

پانی کے حصول کی جنگ: ادھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابوالاعور سلمیٰ کو حکم دیا کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج پانی نہ لینے پائے۔ اشعث بن قیس چند سواروں کو لے کر پانی لینے گئے لڑائی ہونے لگی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابوالاعور کی مدد کے لئے زید بن اسد کسری (خالد بن عبد اللہ) کو اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ و بن العاص کو روانہ کیا۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اشعث کی کمک پر شبت بن ربیع کو اور اس کے بعد شتر کو بھیجا فریقین میں لڑائی ہونے لگی۔ تھوڑی دیر تک دونوں طرف سے تیر بازی ہوتی جب نیزوں نے بھی جواب دے دیا تو فریقین ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو گئے اور تلواریں چلنے لگیں۔

پانی پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قبضہ: امیر المؤمنین کے ساتھیوں نے اس تیزی سے حملے شروع کئے شام والوں کے پاؤں اکھڑ گئے و در دریائے فرات سے ان کا قبضہ ختم ہو گیا۔ شتر اور اس کے ساتھی پانی پر قابض ہو گئے ان لوگوں کا بھی ارادہ بنا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کو پانی نہ دیں لیکن امیر المؤمنین نے اس فعل سے بعض رکھا۔

بشیر بن عمر رضی اللہ عنہ کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس روانگی: دو دن تک بغیر جنگ کئے دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے پڑے رہے تیسرے روز (پہلی ذی الحجہ ۳۶ھ) کو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو عمر رضی اللہ عنہ، بشیر بن عمرو رضی اللہ عنہ، بن حصن انصاری، سعید بن قیس ہمدانی اور شبت بن ربیع تمیمی کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیعت و اطاعت کا پیغام دے کر بھیجا۔ بشیر بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حمد و ثناء کے بعد نصیحتیں کیں اور خدا کی قسم دے کر کہا کہ جماعت میں تفرقہ نہ کرو خون ریزی سے باز آؤ۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور بشیر بن عمرو رضی اللہ عنہ کا مقابلہ: مگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا، ہلا وصیت بزمک صاحبک (کیا تم نے اپنے دوست (امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ) کو بھی اس کی ہدایت کی ہے) بشیر نے کہا کہ وہ تمہاری طرح نہیں ہے وہ سابق الاسلام ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہونے کی وجہ سے امارت کا حق دار ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا پھر تمہاری کیا رائے ہے؟ بشیر نے کہا کہ جس راہ حق کی طرف تم کو وہ ہدایت دے گا اس کو قبول کر لو۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اور کہا عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ نہ کریں؟ واللہ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ اس پر شبت نے کہا اے معاویہ! تم خون عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کو چند کمینوں اور باش طبیعتوں کے لوگوں کے ذریعہ طلب کرتے ہو۔ ہم تمہارے مطلب کو خوب سمجھتے ہیں ہم

کو معلوم ہے کہ تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی امداد میں ایسی خلافت حاصل کرنے کے خیال سے تاخیر کی تھی۔ اللہ کا خوف کرو اور جس خیال کا تمہارا دل پابند ہے اس کو چھوڑ دو اور اس شخص سے جو امارت کا مستحق ہے جھگڑا نہ کرو۔

شبث اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تلخ کلامی:..... معاویہ رضی اللہ عنہ ہم کو تمہاری شرافت کا حال معلوم ہے اے عرب کہینے شخص ہمارے پاس سے ابھی چلا جا ہمارے اور تیرے درمیان تلوار ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس کا کچھ جواب نہ دینے پائے تھے کہ شبث اپنے ساتھیوں کے ساتھ اٹھ کر چلے گئے اور امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کو سارے حالات سے آگاہ کر دیا۔

فریقین کی مہینہ بھر تک لڑائی: چنانچہ فریقین میں لڑائی چھڑ گئی ذی الحجہ کا پورا مہینہ لڑائیوں میں صرف ہو گیا ایک ایک دستہ فوج کا دونوں لشکروں سے نکل کر لڑتا تھا فیصلہ کن جنگ کسی طرف سے شروع نہیں ہوئی۔ خیال یہ تھا کہ اگر سارے اہل عراق اہل شام کے پورے لشکر تیار گئے تو نتیجہ ہوگا کہ دونوں فوجوں کا تقریباً سارا حصہ ضائع ہو جائے گا۔ ماہ محرم ۳۷ھ کے آجانے سے صلح کی امید پر لڑائی بند ہو گئی مگر یہ زمانہ بھی گزر ہو گیا مگر صلح نہ ہو سکی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صلح کی کوشش: امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوبارہ حضرت عدی بن حاکم، زید بن قیس الارجمی، شبث بن ربعی، زیاد بن حصہ رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ عدی نے حمد و ثناء کے بعد کہا اے معاویہ رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت قبول کر لو شاید اللہ تعالیٰ تمہارے بیعت کرنے سے مسلمانوں میں اتفاق پیدا کر دے اور تمہارے سوا کسی اور شخص نے بیعت سے انکار نہیں کیا۔ اے معاویہ رضی اللہ عنہ ایسا نہ ہو کہ تمہارے سامنے وہی واقعہ پیش آ جائے جو اصحاب جمل کو پیش آیا تھا اس بات کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قطع کلام کر کے غصہ کے لہجے میں کہا "اے عدی تم ایسی باتیں کرتے ہو کہ گویا لڑانے کے لئے آئے ہو نہ کہ صلح کو۔ اے عدی تم نہیں جانتے میں حرب کا بیٹا اور سحر کا پوتا ہوں واللہ مجھے لڑائی سے بالکل خوف نہیں اور میں جانتا ہوں کہ تم عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں میں سے ہو۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں تمہیں بھی قتل کرے گا۔"

یزید بن قیس کی گفتگو: یزید بن قیس ہم لوگ سفیر بن کر آئے ہیں اس کے سوا ہم کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ جو پیام ہم لے کر آئے ہیں تم سے کہہ دیں۔ اور جو تم جواب دو اس کو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچا دیں۔ ہم تم سے بحث و مباحثہ نہیں کرنے آئے لیکن اس بات کی ضرورت کوشش کریں گے کہ فریق جماعت ٹوٹنے نہ پائے بلکہ آپس میں ربط و اتحاد بڑھے۔ اتنا کہہ کر امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت و تقویٰ اور زہد کی وجہ سے ان کی خلافت کا مستحق ہونا بیان کیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا جواب: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حمد و ثناء کے بعد کہا جماعت کے بارے میں تم کیا کہہ رہے ہو اور تم ہم کو اس کی طرف کیا بلا رہے ہو جماعت ہمارے ساتھ بھی ہے۔ باقی رہا تمہارا یہ کہنا کہ ہم تمہارے دوست کی اطاعت قبول کر لیں اس کا جواب یہ ہے کہ ہم انہیں اس کا مستحق نہیں سمجھتے کیوں کہ انہوں نے ہمارے خلیفہ کو قتل کیا اور اس کے قاتلوں کو پناہ دی اس کے باوجود تم ہمیں اس کی اطاعت اور جماعت کی طرف بلا رہے۔ ہو صلح تو اس وقت ہو سکتی ہے جب کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دیں۔

شبث بن ربعی نے کہا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت دے کیا تم عمار کو قتل کرو گے؟ تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، مجھ کو کون سی چیز اس کے قتل سے منع کرے گی۔ واللہ اگر مجھے موقع ملا تو میں عثمان رضی اللہ عنہ کے غلاموں کے بولے اس کو مار ڈالوں گا۔ اس کے جواب میں شبث نے کہا۔ قسم ہے اس اللہ کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم اس بات پر اس وقت تک قادر نہ ہو گے جب تک زمین تم پر تنگ نہ ہوگی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اگر ایسا موقع آیا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو اس پر ضرور جتلا کرے گا۔ شبث اور اس کے ساتھی اس خشونت آمیز تقریر سے غصہ ہو کر اٹھ کر چلے آئے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیاد بن حصہ سے گفتگو: اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد بن حصہ رضی اللہ عنہ کو تنہائی میں لے جا کر امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی اور ان کے قبیلہ سے مدد مانگی اور یہ کہا کہ بصری اور کوفہ دونوں شہروں میں جس کو پسند کرو گے میں اس کا تم کو

گورنر مقرر کردوں گا مگر زیادہ نے کہا میں مؤید من اللہ ہوں۔ میں گنہگاروں کا مددگار نہیں ہو سکتا اور نہ مجھے حکومت کی پرواہ ہے۔ یہ بہادر رکھ کر چلے آئے۔ حضرت معاویہؓ نے عمرو بن العاصؓ سے کہا میں علیؓ کے ساتھیوں میں جس سے کچھ بات کہتا ہوں وہ ایک ہی جواب دیتا ہے جیسے کہ ان سب کا دل ایک ہی ہے۔

حضرت معاویہؓ کے قاصدین کی آمد اور گفتگو:۔ پھر حضرت معاویہؓ نے حبیب بن مسلمہ، شرجیل بن السمطی، معن بن یزید بن ا۔ غنم کو امیر المؤمنین حضرت علیؓ کے پاس بھیجا۔ حبیب نے حمد و ثناء کے بعد بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ خلیفہ برحق تھے کتاب اللہ پر عمل کرتے تھے اور اس کے مطابق حق دیتے تھے۔ ان کی زندگی تم کو ناگوار گزری اور ان کی موت کو تم نے جلدی بلا لیا اور تم نے اس کو قتل کر ڈالا تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ تم نے اس کو قتل نہیں کیا ہے تو ان کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دو۔ اور مسلمانوں کی امارت چھوڑ دو وہ جس کو چاہیں گے متفق ہو کر امیر بنالیں گے۔

حضرت علیؓ کا سخت جواب:۔ امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے برہم ہو کر جواب دیا تو کون ہے؟ اور تجھ کو امارت کے بارے میں ایسی بات کرنے کا کیا حق ہے؟ خاموش ہو جا تو ایسی تقریر کرنے کا مستحق نہیں ہے۔ اس نے جواب دیا کہ واللہ مجھے تم عنقریب ایسی حالت میں دیکھو گے جو تم کو ناگوار گزرے گی۔ امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے ارشاد کیا اللہ تیرا یہ دماغ؟ اللہ تجھے اس دن کے لئے زندہ نہ رکھے جا! جو تیری حالت میں ہو کر گزرے۔

حضرت علیؓ کا خطبہ:۔ پھر امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے منبر پر چڑھ کر حمد و ثناء کے بعد رسول اللہ ﷺ کے مبعوث ہونے اور خلافت شیخین اور ان کی پسندیدہ صفات کو بیان کر کے فرمایا چونکہ ہم نے ان دونوں (یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ) کو خلافت کے فرائض منصبی عہدگی سے ادا کرتے ہوئے دیکھا۔ اگرچہ ہم ان کی بہ نسبت رسول اللہ ﷺ سے قریب تر تھے۔ اس لئے ہم نے ان کی امارت میں کچھ دخل نہ دیا پھر دگوں نے ان دونوں کے بعد حضرت عثمانؓ کو خلیفہ بنایا عوام الناس کو ان سے ناراضگی پیدا ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں عوام نے بلوہ کر کے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد لوگوں نے تفرقہ سے بچنے کے لئے میرے ہاتھ پر بیعت کی درخواست کی میں نے قبول کر لیا بیعت کے بعد دو شخصوں (طلحہؓ و زبیرؓ) نے عہد شکنی کی اور تمہارے رفیق (معاویہ) نے میری مخالفت کی۔ حالانکہ اس کو میری طرح اسلام میں پہل کرنے کی سعادت نصیب نہ ہوئی۔ مجھے تعجب ہے کہ مجھے تم لوگ چھوڑ کر اس کے کیسے مطیع بن گئے۔ یہ بات تمہارے لائق نہ تھی میں تم کو کتاب و سنت اور ارکان دین اور باطل کو ختم کرنے اور حق کو زندہ کرنے کی طرف بلاتا ہوں۔

حضرت عثمانؓ کے بارے میں حضرت علیؓ کا موقف:۔ حضرت معاویہؓ کے سفیروں نے کہا کیا تم اس کی شہادت دیتے ہو کہ حضرت عثمانؓ مظلوم نہیں مارے گئے۔ امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے جواب دیا میں نہ ان کو مظلوم کہتا ہوں اور نہ ظالم۔ اس پر وہ لوگ یہ کہہ کر جو شخص حضرت عثمانؓ کو مظلوم نہیں کہتا ہم اس سے بیزار ہیں اٹھے اور اپنی لشکر گاہ میں واپس آ گئے۔ امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے ان کے واپس ہونے پر آیت کریمہ، انک لا تسمع الموتی فہم مسلمون ❶ تک پڑھ کر اپنے ساتھیوں سے محو طلب ہو کر فرمایا یہ لوگ گمراہی میں اتنی ہی کوشش کرتے رہیں گے جتنی تم لوگ طلب حق اور رب کی فرمانبرداری میں محنت کرو گے۔

عدی اور عامر کا جھگڑا:۔ عدی بن حاتم قبیلہ طے کے ساتھ اور عامر بن قیس ہرمزی ❷ بنو ہرمزی کے ساتھ امیر المؤمنین علیؓ کے ہمراہ صفین میں تھے۔ عدی اور عامر کا سرداری کے بارے میں جھگڑا ہو گیا۔ بنو ہرمز نسبتاً قبیلہ طے سے زیادہ تھے۔ اس پر عبداللہ بن خلیفہ نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ ہم لوگوں میں کوئی شخص نہ عدی سے افضل اور نہ اس کے باپ حاتم سے۔ عدی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں وفدے کر گئے اور خلیفہ قادیسیہ، مدائن، جلولاء، نہد و شتر میں قبیلہ طے کے سردار تھے۔ امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے یہ سن کر لوگوں سے دریافت کیا تو لوگوں سے عبداللہ کے قول کی

❶ آیت کا ترجمہ ہے تو مردوں کو نہیں سنا سکتا اور نہ ہی بہروں کو پکار سنا سکتا ہے جب وہ پیٹھ پھیر کر جائیں اور تو اندھوں کو راستہ دکھانے والے نہیں ان کی گمراہی سے باز رہو۔ اس لوگوں کو نہیں سنا سکتا جو ہری آیت پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ فرماں بردار ہیں۔ ❷ ہرمزی ہمارے پاس موجود نسخہ میں ہرمزی کے بجائے ہرمزی مصحاح ہے جب کہ (تاج کمال بن اشرجہ صفحہ ۳۲۹ میں) اس کے بجائے ال لکھا ہے یعنی ہرمزی لکھا ہے۔

بدیل ابن ورقاء خزاعی میسرہ پر عبداللہ بن عباس مامور تھے۔ قاریوں کا گروپ عمار، قیس بن سعد اور عبداللہ بن یزید کے ساتھ تھا۔ یہ قبیلہ کا شکر اپنے اپنے جھنڈوں اور مورچوں پر مستعدی کے ساتھ موجود تھا۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ قلب لشکر میں کوفہ، بصری اور مدینہ کے سرداروں کے ساتھ رونق افروز تھے مدنی فوج میں اکثر انصار اور کچھ لوگ خزاعہ کنانہ کے بھی تھے۔

شامی میسرہ پر حملہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک پر تکلف خیر لگوا دیا تھا اور اس میں بیٹھ کر لوگوں سے موت تک لڑنے پر بیعت لے رہے تھے۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف عبداللہ بن بدیل نے اپنے دست کی فوج کو بڑھا کر حبیب بن مسلمہ پر جو لشکر شام کے میسرہ کے افسر تھے حملہ کیا۔ دوپہر تک نہایت سرگرمی سے لڑتے رہے ظہر کے بعد عبداللہ بن بدیل نے اپنے ساتھیوں کو جنگ پر ابھار کر مجموعی قوت سے حملہ کیا۔ حبیب بن مسلمہ کے پاؤں اکھڑ گئے مجبور ہو کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خیمہ کی طرف پسا ہو کر لوٹے۔

شامی میسرہ کی کمک کا حملہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو حبیب بن مسلمہ کی کمک کے لئے روانہ کیا جنہوں نے موت پر بیعت کی تھی۔ پس اس گروپ نے حبیب کے ساتھ ہو کر اس زور سے حملہ کیا کہ اہل عراق کے میمنہ عبداللہ بن بدیل کے دست کی ترتیب ختم ہو گئی اور عبداللہ بن بدیل کے دست میں صرف تین یا دسوں سپاہی باقی رہ گئے۔ باقی شکست کھا کر امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جا پہنچے آپ نے سہل بن حنیف کو اہل مدینہ کا امیر مقرر فرما کر عبداللہ بن بدیل کی مدد کے لئے بھیجا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے میسرہ کی شکست:..... اہل شام کے لشکر سے ایک جم غفیر نے لشکر سے نکل کر سہل بن حنیف کو روک لیا اور ان کو عبداللہ بن بدیل نے پہنچنے دیا۔ لڑائی کا عنوان فریقین کیلئے خطرناک نظر آ رہا تھا تھوڑی دیر کے بعد مضروالوں کو جو امیر المؤمنین کے لشکر کے میسرہ میں تھے شکست ہو گئی۔ ربیعہ انتہائی دل جمعی و ثابت قدمی سے لڑتے رہے حسن و حسین اور محمد یعنی امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے والد کے ساتھ تھے۔

ابوسفیان کے خادم کا امیر المؤمنین پر حملہ: آپ نے میسرہ کی کمک کے خیال سے قدم بڑھایا احمر (خادم ابوسفیان) آپ کو تنہا بڑھتے ہوئے دیکھ کر تیزی سے جھپٹ لیا لیکن کیسان (امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے خادم) نے بڑھ کر اس پر وار کیا دونوں میں تلواریں چنے لگیں احمر نے کیسان کا کام تمام کر دیا۔ تو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لپک کر احمر کی زرہ پکڑی اور سر سے بلند کر کے زمین پر اس زور سے پٹکا کہ ہاتھ اور بازو بیکار ہو گیا۔

لشکر شام سے ربیعہ کی مزاحمت:.. لشکر شام نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنگ میں مصروف دیکھ کر تیزی سے حرکت کی لیکن قبیلہ ربیعہ نے بڑھ کر روک لیا۔ اس جھڑپ میں میدان جنگ سے اس قدر غبار اٹھا کہ کسی علم کو پہچانا نہیں جاتا تھا۔ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کون سا قبیلہ لڑ رہا ہے اور کس کا علم ہے؟ کسی نے جواب دیا یہ ربیعہ کا علم ہے! آپ نے فرمایا نہیں بلکہ ان کا علم ہے جن کا آج اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر ہے۔ پھر آپ نے لشکر کو مخاطب کر کے استقلال اور جوانمردی سے لڑنے کی ہدایت کی۔ قبیلہ ربیعہ کے سردار نے لٹکار کر کہا دیکھو دشمنوں کا زور زیادہ ہے اگر امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوئی صدمہ پہنچ گیا اور تم میں سے ایک شخص بھی زندہ رہا تو تم سے زیادہ عرب میں کوئی بے عزت نہ ہوگا۔ لڑو! لڑو! لڑو! لڑو! گے بڑھو قدم پیچھے نہ پڑیں۔

اشتر کا جوش:..... اتنے میں اشتر اہل میمنہ کی شکست سے دل برداشتہ ہو کر آہستہ آہستہ چلتا دکھائی دیا۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بلا کر کہا جاؤ شکست کھانے والے گروپ کو میرا پیغام دو کہ تم لوگ اس موت سے کہاں بھاگے جا رہے ہو جس کو تم زندگی کے ذریعہ سے مجبور عاجز کر سکو گے اور یہ زندگی تمہاری ہمیشہ باقی نہیں رہے گی۔ اشتر نے یہ پیغام با آواز بلند ادا کیا اور جوش میں آ کر چلا اٹھا، انا لا اشتروا قلوبا الی (میں اشتر ہوں میں اشتر ہوں میرے پاس آ جاؤ) چنانچہ بعض سپاہی اشتر کے پاس آ گئے۔

ہمدان اور قبیلہ مذحج میدان میں: پھر اشتر نے قبیلہ مذحج کو جنگ کیلئے پکارا مذحج نے بڑھ کر لشکر شام کے سب سے بڑے گروپ پر حملہ کیا۔ ہمدان کے نو سو جوان جو میمنہ میں تھے اور اس کے ایک سو آٹھ آدمی اور گیارہ نامی گرامی سردار معرکہ میں کام آ گئے۔ میمنہ کی شکست سے دل برداشتہ ہو کر میدان جنگ سے یہ کہتے ہوئے واپس جا رہے تھے کہ کاش عرب میں ہمارا کوئی ایسا ساتھی ہوتا جو موت پر بیعت کرتا اور مر کر یا غازی بن برمدان

جنگ سے واپس ہونے کا حلف لیتا تو اشتر نے انہیں جواب دیا تم لوگ دل برداشتہ نہ ہو ہم حلف اٹھاتے ہیں کہ جب تک فتح حاصل نہ کر لیں گے میدان جنگ سے نہیں لوٹیں گے۔ ہمدان والے اشتر کے ہمراہ ہوئے اشتر نے اہل شام کے میمنہ پر حملہ کیا۔ اشتر کے حملہ کرتے ہی دوسرے لوگوں نے بھی حملے شروع کر دیے۔ لڑائی کا بازار جو چند لمحوں کے لئے ٹھنڈا ہو گیا تھا از سر نو پہلے سے زیادہ گرم ہو گیا۔ عصر و مغرب کے درمیان شتر بے ترتیب ہو کر میدان سے بھاگ نکلا اشتر نے شکست خوردہ لوگوں کو مار دھاڑ کرتے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تک پہنچا دیا اور ابن بدیل کے پاس لڑتے بھڑتے جا پہنچے جو دو تین سو سپاہیوں کے ساتھ اہل شام کے محاصرہ میں تھے۔ تو جس وقت لشکر شام سامنے سے ہٹ گیا اور ان لوگوں نے اپنے بھائیوں کو دیکھ کر خوشی کے مارے تکبیر کا نعرہ لگایا

عبداللہ بن بدیل کا جوش اور شہادت: ... امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کا حال معلوم کیا تو جواب دیا کہ وہ اس وقت میسرہ میں ہیں اور جنگ کر رہے ہیں۔ ابن بدیل نے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا تو اشتر نے مخالفت کی لیکن ابن بدیل اشتر کی مخالفت کا کچھ خیال نہ کر کے اپنے ساتھیوں کو لے کر لڑنے بھڑنے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھے۔ لشکر شام انہیں روکنے کے لئے بڑھا ابن بدیل ان کو مارتے اور ان کی صفوں کو پھڑکتے ہوئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچ گئے۔ شامیوں نے چاروں طرف سے گھیر کر ابن بدیل اور ان کے ساتھیوں میں سے اکثر کو شہید کر ڈالا۔ باقی زخمی ہو کر لوٹے تو اہل شام نے ان کا تعاقب کیا اشتر نے ان کو بچانے اور حفاظت کے ساتھ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں لانے کیلئے حرث بن جہان جعفی کو بھیجا۔ چنانچہ باقی سپاہی حفاظت کے ساتھ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں پہنچ گئے۔

اشتر اور ازدی کے تباہی توڑ حملے: اس کے بعد اشتر نے قبیلہ ہمدان اور دوسرے قبائل سے منتخب سپاہیوں کو لے کر اہل شام پر زور کا حملہ کیا کہ اہل شام مجبور ہو کر پیچھے ہٹ گئے یہاں تک کہ ان کی اس جماعت تک پہنچ گئے جنہوں نے موت پر بیعت کی تھی اور علماموں سے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ارد گرد خود کو باندھ رکھا تھا۔ اشتر نے دوبارہ حملہ کر کے ان میں سے چار مصلح کاٹ ڈالیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے گھبرا کر اپنا گھوڑا منگوا یا سوار ہوئے۔ عبداللہ بن ابی الحسین ازدی جو (عمار بن یاسر کے ساتھیوں میں ہے تھے) لشکر سے نکل کر بڑھتے ہوئے میدان جنگ میں آیا۔ ادہم بن محرز بابلی نے تلوار چلائی شمر بن ذی الجوشن نے وار خالی دے کر ادہم پر ایسا ہاتھ مارا کہ وہ اس جانب نہ ہوسکا۔

بحیلہ کی علم برداری: ... قیس بن کمشوح کے ہاتھ میں بحیلہ کا علم تھا جب لڑتے یہ شہید ہو گئے تو عبداللہ بن قلع حمسی نے علم سنبھالا اور لڑتے لڑتے یہ بھی مارے گئے تب غصیف بن ایاس نے علم اپنے ہاتھ میں لیا اور جنگ کے خاتمہ تک ان کے ہاتھ میں رہا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ میمنہ کے پاس، میدان میں پھر لڑائی: ... امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر میمنہ لڑتے بھڑتے پھر اپنے مورچہ پر آگئے ہیں اور اپنے مقابل دشمنوں کو پا کر دیا ہے تو ان کی طرف تشریف لائے اور ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا پہلے بھاگنے پر ملامت و نصیحت فرمائی اور پھر لوٹ کر زبردست مردانگی سے مقابلہ کرنے پر تعریف و توصیف فرمائی اور دوبارہ ہمت باندھ کر جنگ کرنے کی ترغیب دی۔ لڑائی کا بازار تھوڑی دیر کے لئے سرد ہو گیا تھا اور میدان کارزار میں چاروں طرف خاموشی کا عالم چھایا ہوا تھا۔ پھر گرم ہو گیا تلواروں اور نیزوں کی آوازوں اور بار بار تکبیر کی دل ہلا دینے والی صداؤں سے میدان جنگ دوبارہ گونجنے لگا۔ فریقین کے بہادر جنگجو جنگ کے شوق میں بڑھ بڑھ کر حملے کرنے لگے۔

طے اور نضج کا ربیعہ پر حملہ: ... قبیلہ طے اور نضج امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے نکل کر شامیوں کی طرف بڑھے۔ اہل شام میمنہ سے حمیر نے جن کا سردار و کلام تھا اور جس میں عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب بھی تھے۔ قبیلہ ربیعہ پر جو میسرہ اہل عراق کے میسرہ ابن عباس کی قیادت میں تھے حملہ کر دیا۔ ربیعہ نے ایسی مردانگی سے مقابلہ کیا کہ لشکر کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا۔

عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی للکار: ... عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے للکارا، اے اہل شام انہی لوگوں نے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے۔ ذرا اللہ کا خیال کر دیا اسی مردانگی کو لے کر امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے آئے تھے۔ لشکر شام کا دل ان پر جوش فغروں سے بھرا آیا۔ اور انہوں نے پوری قوت سے حملہ کر دیا۔ خالد بن معمر رضی اللہ عنہ چند لوگوں کے ساتھ بھاگ نکلا۔

عبید اللہ بن عمر غنی تیز اور ذوالکلام کے شہادت اس موقع پر ربیعہ مہر بردار اور حفاظ نبوت استتعال سے لڑتے رہے پھر شہادت دے کر وہیں گئے کسی شیعہ نے انکار اور جنگ کی ترغیب دے کر میدان کی طرف واپس کر دیا اس حصہ میں قبیۃ مہدائیس نے پانچ ہزار قیدیہ ویدیہ کی ہولی قوت و سنبھالے عنوان جنگ جو اس سے پہلے ان کے حق میں نقصان و محسوس مہربانان کے موافق ہو گیا۔ قبیۃ حمیہ و جان سے اپنے لئے ذوالکلام اور عبید اللہ مہر تیز بین معرکہ میں تھریزا بن اس نے ہاتھ شہید ہو گئے محرز نے ذوالکلام کی توار ذوالوشاح کے دی تھی جو فاروق انجم تیزی کی موافق تھی۔ پھر جب حضرت معاویہ تیز کو عراق کی حکومت بھی حاصل ہو گئی تو انہوں نے کوار کو محرز سے لے لیا۔

حضرت عمار بن عبد تعالیٰ سے دعا اس جنگ کے بعد عمار بن ربیعہ شکر سے کہتے تھے کہ اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ اگر مجھے یہ معلوم ہو تاکہ تیری مرضی اس میں ہے کہ میں خود کواریا میں پھینک دوں تو میں بے شک ایسا ہی کرتا۔ اے اللہ! تجھے یہ معلوم ہے کہ میں جانتا کہ تیری خوشنودی اس میں ہے کہ کوار کی دھارا اپنے پیٹ پر رکھ لوں اور اس کو اس زور سے باؤں کہ پیٹ سے نکل آئے تو میں با شہاد ایسا ہی کرتا۔ اے اللہ! میں ایسا کام کرنا چاہتا ہوں کہ تو ان فتنوں کی جنگ سے زیادہ اس سے راضی ہو گا۔

عمار کی لہکار پھر لوگوں سے مٹی طلب ہو کر بلند آواز سے کہا کوئی شخص ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہو اور جو شخص اس کی خوشنودی حاصل کرے اس کو پیہ کہ وہ مال و دار کی طرف واپس جانے کے میدان رکھے۔ حضرت عمار بن ربیعہ سے یہ فقرہ پڑا۔ وہ نے ایک روپے سے سینہ پہن کر کہا۔ اقصیٰ و اماہولاء الدین بطلون بدم عثمان۔ تیرے بھائی دعویٰ بدلت غازی بھوسہ میں لیاہل ہمارے ساتھ مل کر ان لوگوں پر حمہ وروجہ عثمان تیرے قصاص سے ظاہر ہیں اور اس فریضے سے اپنی باتل کی خواہشات سے مروچہا کرتے ہیں۔

حضرت عمار کی شامیوں کی طرف پیش قدمی چنانچہ عمار اس کرپ کو لے کر تار من طرف چلے۔ وہ صفین کی وادیوں میں سے نزلت تھے اصحاب رسول اللہ سید ان کے ساتھ مل جاتے تھے۔ رفتہ رفتہ ہاشم بن عقبہ جن کے ہاتھ میں امیر المؤمنین حضرت علی تیرے شہر کا علم تھا ان کو بھی جنگ کی ترغیب دی۔ تو وہ مستعد ہوئے اور عمار کے ساتھ مل کر شہر شام پر تھکرت ہوئے حضرت عمرو بن العاص نے یہ خبر سنی کہ

حضرت عمار غنی تیز کا مکالمہ اور شہادت حضرت عمار نے تیز کے چار رکبانوں سے مل کر ہاتھ ہو تجھ پر تو نے اپنے دین و سر کے بدلے فروخت کر دیا۔ عمرو بن العاص نے تیز کے جواب میں نہیں بلکہ میں حضرت عثمان تیرے قصاص طلب کرتا ہوں۔ عمار نے تیز کے میں اپنے علم و عقیدے سے واپس آئے ہوں کہ تو اپنے ان افعال سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی نہیں چاہتا ہے۔ مرنے کے بعد تجھ کو اس کا حال معلوم ہو گا تو نے آج ہی اس لشکر کے مہر وارت پختہ آزمائی نہیں کی بلکہ تین بار رسول اللہ سید کے ساتھ اس مہر وارت لڑ چکا ہے۔ اور آج یہ چوتھی مرتبہ ہے یا تجھے یہ یا نہیں ہے کہ رسول اللہ سید نے فرمایا ہے کہ کو باغی مردہ رہے گا ① عمرو بن العاص نے یہ جواب نہ دیا۔ عمار نے تیز لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

حضرت علی غنی تیز کا بھر پور حملہ اس کے بعد امیر المؤمنین حضرت علی تیز اور ان کے ساتھ قبیل ربیعہ، مضر اور ہمدان نے مل کر معاویہ سے شہر شام کی صفیں لٹائیں، کشتیوں کے پشتے لگ گئے۔ امیر المؤمنین حضرت علی تیز لشکر شام کو قتل کرنے اور ان کی ہجرت و منتشر کرتے ہوئے حضرت معاویہ غنی تیز کے قریب پہنچ گئے اور جوش میں آ کر لاکھ لاکھ لاکھ۔

حضرت معاویہ غنی تیز کو حضرت علی غنی تیز چیلنج اس معاویہ انان حق و کون و خونریزی سے کوئی فائدہ نہیں ہے آؤ ہم تم سے نہت میں جو اپنے مقابل قتل کرے گا وہی صاحب امر یعنی امیر ہو گا۔ عمرو بن العاص تیز نے حضرت معاویہ تیز کو مخاطب کر کے کہا یہ فیصلہ تو اچھا ہے حضرت معاویہ تیز نے جواب دیا تم یوں اس فیصلہ کو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو کیا تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ علی غنی تیز کے مقابلہ پر جو جانتا ہے اس کو زندہ نہیں رہنے دیتے۔

① اس حدیث وقتی نے اپنی کتاب (المدخل جلد ۳ صفحہ ۵۵۲) اور ماری نے اپنی تصحیح میں کتاب نمبر ۵۶ باب ۷۱ جلد ۳ صفحہ ۲۰۰ پر روایت کیا ہے۔ عوام میں تو اس حدیث کی کتاب کے محقق صفحہ ۷۱ پر فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی کی شہادت کے بعد جبکہ مسلمان مسلمانوں کے ہاتھوں میں بکری ہوئے اس کا کیا حضرت عثمان کے قتل پر ہے کیوں کہ ان کی ہجرت سے یہ فقرہ پھیلے۔

دوران جنگ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پکار: ... امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ لڑتے لڑتے اہل شام کے ایک دستہ کی طرف نزلے۔ دیکھا کہ وہ نہایت مردانگی و ثابت قدمی سے لڑ رہا ہے آپ نے بلند آواز سے ارشاد کیا۔ کہاں ہیں مردان خدا جو آخرت کی خواہش میں اپنی جانوں کا خیال نہیں کرتے۔ مسلمانوں کا ایک گروہ لبیک کہہ کر حاضر ہو گیا۔ آپ نے اپنے بیٹے محمد بن الحنفیہ کو ان کا افسر مقرر کر کے روانہ کیا۔ محمد بن الحنفیہ نے لڑکر اس دستے کو پیچھے ہٹا دیا اور مورچہ پر قابض ہو گئے۔

عبداللہ بن کعب کی وصیت۔ اس واقعہ میں بہت سے آدمی فریقین کے کام آگئے ان میں سے عبداللہ بن کعب مرادی تھا اتفاق سے سود بن قیس ن کی طرف سے ہو کر نزلے۔ دیکھا کہ عبداللہ بن کعب خاک و خون پر لوٹ رہے ہیں گھوڑے سے اتر کر پاس آیا عبداللہ نے سنبھلیں کھولیں سلام دعا ہوئی تو اس نے معلوم کیا کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ اسود نے جواب دیا لڑ رہے ہیں۔ عبداللہ نے کہا کہ میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں، امیر المؤمنین کے ساتھ مل کر لڑنے کی وصیت کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر بیہوش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو بولے، امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو میرا سلام پہنچانا اور میری طرف سے کہہ دینا۔ قتال علی المعرکہ حتیٰ نجعلها خلف طهر ک فانه من اصبح غدا اول المعرکہ خلف ظهره فانه العالی (ترجمہ) میدان جنگ میں اتار دو کہ میدان جنگ پیچھے ہو جائے بیشک جس شخص کو صبح اس حال میں ہوئی ہو کہ میدان جنگ اس کے پیچھے رہا تو وہی فتح مند ہوگا۔ عبداللہ یہ کہہ کر انتقال کر گئے اسود نے یہ پیام امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ تک پہنچایا آپ نے اس کو ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے زندگی میں ہمارے مخالفین سے لڑتا رہا اور مرنے کے بعد وصیت کر گیا۔

لیلۃ الکھریر: غرض تمام رات لڑائی ہوتی رہی، یہ رات جمعہ کی تھی۔ اس کو لیلۃ الہریر کہتے ہیں ساری رات امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ لشکر میل چکر لگاتے اور سواروں اور پیادوں کو آگے بڑھنے کی ترغیب دینے رہے۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور لڑائی جس طرح سے جاری ہوئی تھی اسی طرح جاری رہی۔ اشتر بدستور میمنہ میں اور ابن عباس میسرہ میں تھے اور پورا لشکر چاروں طرف سے سمٹ کر پوری قوت سے جنگ کر رہا تھا اور یہ دن جمعہ کا تھا۔

شامی فوج کے علمبردار کا قتل: دو پہر ڈھلے اشتر نے علم حیان بن ہوذہ نخعی کے حوالے کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر سواروں کی طرف گیا اہل شام پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ ایک بزرگ جان لینے اور جان دینے پر تیار ہو گیا۔ چنانچہ اشتر ان کو لے کر اپنے مورچہ پر آیا نعرہ تکبیر، رکر ایک طاقتور حملہ کیا جس سے لشکر شام کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اشتر اپنے لشکر سمیت شامی فوج سے لڑتا ہوا انکی لشکر گاہ پہنچ گیا اور ان کے علمبردار کو مار ڈالا۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اشتر کو کامیاب ہوتے دیکھ کر مدد بھیجنا شروع کی۔

قرآن نیزوں پر اٹھانے کا مشورہ: عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اشتر کے حملہ سے اضطراب پیدا ہوا اور وہ اپنے ساتھیوں کی کشت و خون سے ڈر کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بولے کہ دیکھ رہے ہو تمھارے ہاتھ میدان نہیں آئے گا لوگوں کو حکم دو کہ قرآن شریف کو نیزوں پر اٹھائیں اور بلند آواز سے کہیں ہذا کتاب اللہ بنیادینکم (ہمارے تمھارے درمیان یہ قرآن شریف ہے) اگر اس کو وہ لوگ منظور کر لیں تو فوراً ہی لڑائی بند ہو جائے گی۔ اور کشت و خون سے نجات مل جائے گی۔ اور اگر اس سے اختلاف کیا تو ان کے اختلاف سے بھی ہم کو فائدہ پہنچے گا۔ چنانچہ مصاحف نیزوں پر اٹھائے گئے۔

لشکر میں اختلاف کی ابتداء: امیر المؤمنین کے ساتھی بولے ہم کتاب اللہ کے فیصلے کو منظور کرتے ہیں امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ اے اللہ کے بندو! اپنے حق کو حاصل کرنے کے لئے بڑھو اور دشمن سے جنگ کرنے میں تامل نہ کرو کیوں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ ابن ابی معیط حبیب، ابن ابی مرہ اور ضحک، نہ دیندار ہیں اور نہ عامل بالقرآن اور نہ صاحب ایمان، ہم ان کی حالت سے بخوبی واقف ہیں اور یہ لڑکپن سے بڑے ہونے کے بعد تک ایک ہی صحبت میں رہے ہیں لڑکپن میں یہ لوگ نہایت شریر لڑکوں میں سے تھے اور سن شعور پر پہنچ کر بھی بے حد شریر آدمی بنے۔ افسوس ہے تم کو یہ سمجھ نہیں آ رہی یہ لوگ قرآن شریف کو مکرو فریب کے لئے درمیان میں لارہے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جیسا حشر کرنے کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دھمکی: لوگوں نے کہا، یہ ناممکن ہے کہ ہم کتاب اللہ کی طرف بلائے جائیں اور اس کو منظور نہ کریں۔ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہم ان لوگوں سے اسی لئے لڑ رہے ہیں کہ کتاب اللہ پر عمل کریں کیوں کہ انہوں

نے اس کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ مسعر بن فدک تمیمی اور زید بن حصین الطائی ان لوگوں کے ساتھ جو بعد میں فرقہ خارجی میں شامل ہو گیا تھا ہوا۔ اب علی بن ابی طالب کتاب اللہ کو منظور قبول کرو ورنہ ہم تم کو چھوڑ دیں گے اور تمہارے ساتھ وہی برتاؤ کریں گے جو ابن عفان کے ساتھ ہم نے کیا تھا۔

اشتر کا حضرت علی بن ابی طالب کی طرف جنگ بندی سے انکار۔۔۔ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب نے فرمایا اگر تم میرے فرمانبردار ہو تو برابر لڑتے رہو اور اگر باغی ہونا چاہتے ہو تو جو تمہاری سمجھ میں آئے کرو۔ مسعر وغیرہ نے جواب دیا آپ اشتر کو بلائیے اور کوڑائی سے روک دیجئے امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب نے زید بن ہانی کو اشتر کے بلائے کو بھیجا۔ اشتر نے کہا بھیجا کہ یہ وقت مجھے بلانے کا نہیں ہے اور نہ یہ مناسب ہے کہ میں جنگ کے میدان سے ہٹا جاؤں مجھے پوری امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے فتح و نصرت عنایت فرمائے گا۔

حضرت علی بن ابی طالب کا اشتر کو جنگ بندی کا حکم: زید نے جیسے ہی یہ پیغام پہنچایا مسعر کے ساتھیوں نے شور و غل مچا نا شروع کیا اور کہنے لگے کہ تم ہی نے اشتر کو جنگ کا حکم دیا ہے بہتر ہے کہ اس کو جلد واپس بلاؤ ورنہ ہم تم کو معزول کر دیں گے۔ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب نے زید و جہنم کے ربکا جاشتر سے کہہ دے کہ جہاں تک جلد ممکن ہو میرے پاس آ جاؤ کیوں کہ فساد کا دروازہ کھلنا چاہتا ہے۔ اشتر نے دریافت کیا، کیا قرآن شریف کو اٹھانے سے؟ زید نے جواب دیا ہاں، اشتر بولا مجھے اس خیال پہلے ہی آیا تھا کہ لوگوں میں اختلاف بڑھ جائے گا اور اتفاق و اتحاد کا خاتمہ ہو جائے گا۔ میں کس طرح جنگ کو چھوڑ کر واپس چلوں اللہ تعالیٰ کی عنایت سے فتح حاصل ہونے ہی والی ہے۔ زید نے کہا تمہیں یہ اچھ لگتا ہے کہ تم تو کامیاب ہو اور امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب دشمنوں میں پھنس جائیں یا شہید کر دیے جائیں۔

آپس کی جنگ کا خطرہ اور اشتر کی مجبور واپسی: اشتر یہ سنتے ہی مسعر وغیرہ کے پاس چلے آئے اور ان سے مخاطب ہو کر کہا اے اہل حراق بڑے افسوس کا مقام ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے تم کو ان لوگوں پر غالب کی اس وقت تم لوگ اہل شام کے فریب میں آ گئے تم لوگ مجھے دو چار گھنٹوں کی مہلت دو مجھے اپنی کامیابی کا پورا یقین ہے۔ مگر ان لوگوں نے مہلت نہ دی اشتر نے دوبارہ مہلت طلب کی ان پر لوگوں نے جھلا کر کہا اے اشتر کیا تو ہم کو اپنے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بلا رہا ہے۔ اشتر نے جواب دیا افسوس تم کو ان لوگوں نے فریب دے دیا اور تم ان کے فریب میں آ گئے۔ اس فقرہ سے لوگوں میں ایک سورش پیدا ہو گئی ہر ایک دوسرے کو سخت و ست کلمات کہنے لگا رفتہ رفتہ گالی گفتار کی نوبت آ گئی عجب نہ تھا کہ آپس میں جنگ چھڑ جاتی لیکن۔ امیر المؤمنین کے ڈانٹنے سے شور و غل ختم ہو گیا۔

اشعث کی حضرت معاویہ بن ابی سفیان کے پاس روانگی: اب اس وقت لڑائی بند ہو گئی تھی چاروں طرف خاموشی کا عالم چھپایا ہوا تھا سوائے آہ و زاری کے نہ تو ہتھیار کے چلنے کی آواز آرہی تھی اور نہ لاکار نے یا رجز کی آواز کانوں تک پہنچتی تھی۔ اتنے میں اشعث بن قیس نے بڑھ کر عرض کیا امیر المؤمنین! لوگ اس بات پر راضی ہو گئے جس کی طرف بلائے گئے (یعنی قرآن کو انہوں نے علم مان لیا ہے) اگر آپ اجازت دیں تو میں حضرت معاویہ بن ابی سفیان کے پاس جاؤں اور ان سے ان کی غشاء معلوم کروں۔ آپ نے اجازت دے دی۔

اشعث اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان کی بات چیت: اشعث حضرت معاویہ بن ابی سفیان کے پاس پہنچے اور معلوم کیا تم نے کس وجہ سے قرآن مجید کو اٹھایا؟ جواب دیا تاکہ ہم اور تم اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف رجوع کریں تم اپنی طرف سے ایک شخص کو منتخب کرو اور ہم اپنی طرف سے۔ اور ان دونوں آدمیوں سے حلف لیا جائے کہ کتاب اللہ کے مطابق وہ فیصلہ کریں گے اس کے بعد جو وہ فیصلہ کریں گے اس پر ہم اور تم دونوں راضی ہو جائیں۔ اشعث معاویہ کے پاس سے اٹھے امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب کی خدمت میں آئے اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان کا پیغام پہنچایا۔ حاضرین نے کہا کہ ہم بھی اس پر راضی ہیں اور اس فیصلہ کو قبول کرتے ہیں۔ اشعث زید بن حصین مسعر بن فدک نے ایک ساتھ جواب دیا کہ ہم تو انہی کو انتخاب کریں گے دوسرے کو اپنی طرف سے ہم (ثالث) نہیں بنائیں گے۔

”دو ثالث“ مقرر کرنے کا فیصلہ:..... اہل شام نے اپنی طرف سے عمرو بن العاص کو منتخب کیا اشعث اور ان لوگوں نے جو بعد میں خارجی ہو گئے تھے حضرت ابو موسیٰ اشعری بن ابی سفیان کا انتخاب کیا امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب نے انتخاب کیا میں اس انتخاب سے راضی نہیں ہوں۔

حضرت علی بن ابی طالبؓ کی حضرت ابو موسیٰ بنی سہلؓ کی نمائندگی پر ناراضگی امیر المؤمنین علیؓ نے جواب دیا میں اس کو اپنے حق میں معتبر نہیں سمجھتا کیوں کہ اس نے میری رفعت ترک کی اور لوگوں کو میرے ساتھ واقعہ جمل میں جانے سے روکا اور مجھ سے متنفر ہو کر بھاگا پھر بھی میں ایک ہفتے بعد اسے امن دے دیا تھا اب میں اس کو حاکم برگزین بنائوں گا۔ البتہ ابن عباس کو میں اپنی طرف سے منتخب کر سکتا ہوں اس پر اشعث اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ ابن عباس آپ کے عزیز ہیں ہم ان کو حکم نہیں بنائیں گے۔ ہم ایسے شخص کو حاکم مقرر کرنا چاہتے ہیں جس کا تعلق آپ کے اور حضرت معاویہؓ کے ساتھ یکساں ہو۔

حضرت علی بن ابی طالبؓ کی اشترؓ کی نمائندگی پر رضا مندی امیر المؤمنین بو لے اچھا! اشترؓ تو میرا عزیز نہیں ہے۔ اشعث نے کہا یا اشترؓ کے سواروں نے زمین پر اور کوئی شخص نہیں ملتا۔ امیر المؤمنین نے جواب دیا۔ پھر کہا ابو موسیٰ بنی سہلؓ کے سوا اور کسی کو حکم نہیں بنائیں گے؟ اشعث اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ ہمیں اس کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت نصیب نہیں ہوئی اور اشترؓ اس سے محروم ہے۔ امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالبؓ نے ان کی بحث سے تنگ ہو گئے تو مجبور ہو کر ارشاد فرمایا اچھا جو چاہو اور جو تمہاری سمجھ میں آئے کرو۔

حضرت ابو موسیٰ بنی سہلؓ کی آمد الغرض حاضرین نے ابو موسیٰ بنی سہلؓ کو بلوایا اور ابو موسیٰ بنی سہلؓ نے اس وقت لڑائی روک دی تھی۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ فریقین میں مصاحبت ہوئی ہے تو ابو موسیٰ بو لے الحمد للہ پھر کہا گیا کہ تم کو ثالث مقرر کیا گیا ہے۔ تو اس پر ابو موسیٰ نے امانتدوانہ الیہ راجعون پڑھا اور شکر کی طرف آئے۔ احنف بن قیس نے امیر المؤمنین سے یہ خواہش ظاہر کی کہ مجھ کو بھی حضرت ابو موسیٰ کے ساتھ حاکم بنادیں لیکن لوگوں نے اس کی مخالفت کی۔ امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالبؓ کے لشکر میں یہ قصہ پیش کیا ہی تھا کہ عمرو بن العاصؓ بنی سہلؓ امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؓ کے پاس اقرار نامہ لکھنے کے لئے حاضر ہو گئے۔

لفظ امیر المؤمنین لکھنے پر اختلاف چنانچہ کاتب نے بسم اللہ کے بعد لکھا، هذا ماتقا ضی علیہ امیر المؤمنین، عمرو بن العاصؓ نے فوراً قلم پھینک دیا اور کہتے ہیں یہ ہمارا امیر نہیں ہیں تمہارا امیر بنوں تو ہوں۔ احنف نے کہا، اس لفظ کو نہ مٹاؤ مجھے اس کے مٹانے سے بدفالی کا خیال آتا ہے۔ اشعث نے کہا۔ امیر المؤمنین کا لفظ ضرور مٹاؤ۔

امیر المؤمنین بنی سہلؓ اور حضرت عمرو بنی سہلؓ کی جھڑپ: امیر المؤمنین بنی سہلؓ نے فرمایا، اللہ اکبر صلح حدیبیہ میں بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا۔ کفار نے رسول اللہ ﷺ کے اسم مبارک کے ساتھ ”رسول اللہ“ نہیں لکھنے دیا تھا۔ کیوں کہ عمرو بن العاصؓ اس واقعہ میں تم بھی ایسا ہی چاہتے ہو؟ اس کے جواب میں عمرو بن العاصؓ بنی سہلؓ نے کہا۔ سبحان اللہ کفار سے ہمیں تشبیہ دے رہے ہیں حالانکہ ہم لوگ تو مومن ہیں۔ اس پر حضرت امیر المؤمنین بنی سہلؓ نے فرمایا، اے ابن ابی بنی سہلؓ تو کب فسقوں کا دوست اور مومنین کا دشمن تھا؟ عمرو بن العاصؓ بنی سہلؓ نے کہا خدا کرے آج کے بعد پھر تمہاری صورت دیکھنے کی نوبت نہ آئے۔ امیر المؤمنین نے کہا، میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری مجلس تجھ سے اور تجھ جیسے لوگوں سے ہمیشہ پاک رکھے۔ عمرو بنی سہلؓ و بن العاصؓ یہ سن کر خاموش ہو گیا۔

معابد کے تحریر کاتب نے لکھنا شروع کیا

هذا ماتقا ضی علی بن ابی طالب ع معاویہ بن ابی سفیان قاضی علی بن ابی طالب علی اهل الکوفة ومن معهم
و معاویہ علی بن ابی طالب ع معاویہ بن ابی سفیان قاضی علی بن ابی طالب علی اهل الکوفة ومن معهم

اشترؓ، اس کا تعلق نجد سے تھا جو یمن کے مذبح قبیلے تعلق رکھتا ہے۔ اہل عرب میں بہت زبردست جری اور بہادر آدمی تھا اس نے جنگ یرموک میں بھی شرکت کی تھی جس میں اس کی ایک آنکھ چھوٹ گئی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس کی کمزوریوں کے دوران مسلمانوں ہی کے خلاف چلے۔ چنانچہ یہی وہ شخص ہے جس نے حضرت عثمانؓ کے قتل میں شرکت کی کیوں کہ یہ یمن میں بہت غلو رکھتا تھا سرداری اور شہرت کو پسند کرتا تھا جنگ جمل اور صفین دونوں میں شرکت کی حضرت علیؓ کو جو اس کے اور حضرت عثمانؓ کے قاتل ہونے سے واقف نہیں تھے۔ اسے مصر کا گورنر بنادیا چنانچہ مصر جاتے ہوئے بحر قزح کے پاس شہد کا شربت پیتے ہوئے مرا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ شربت ربریا تھا۔ دیکھیں تاریخ طبری جلد ۵ صفحہ ۱۶۶، اور الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۴۸۲۔

اللہ بنیام من فاتحة الی خاتمة نحیی ما احیاء و نمت ما امانت جما وجد الحکمان فی کتاب اللہ و هما ابو موسیٰ عبد اللہ بن قیس و عمر بن العاص عملا به و عالم یجداہ فی کتاب اللہ فالسنة العادلة الجامعة عبر المہرقة.

یہ دو تحریر ہے جس کو علی بن ابی طالب اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما نے آپس میں بطور اقرار نامہ کے لکھا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ اور لوگوں کی طرف سے جو ان کے ساتھ تھے ایک حکم مقرر کیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہل شام اور ان لوگوں کی طرف سے جو ان کے ساتھ ہیں ایک حکم مقرر کیا ہے۔ بیشک ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی کتاب کو اپنا مرجع قرار کرتے ہیں کہ اس کے سوا کسی دوسرے کوئی دخل نہیں ہوگا اور قرآن مجید شروع سے آخر تک ہمارے درمیان میں ہے۔ ہم زندہ کریں گے اسے جس کو اس نے زندہ کیا اور اسے ماریں گے جس کو اس نے ماریا ہے۔ لہذا جو کچھ احکام کتاب اللہ میں پائیں اس پر عمل کریں اور وہ حکم (ثالث) ابو موسیٰ عبد اللہ بن قیس اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما ہیں۔ اور اگر کتاب اللہ میں حکم نہ ملے متفقہ سنت عادلہ جامہ پر عمل کریں۔

فیصلے کا اختیار: دونوں ثالثوں نے اقرار نامہ تحریر کرنے کے بعد امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، ابی سفیان اور ان کے شریکوں سے اس بات کا عہد و پیمان لیا کہ حکمین کو ان کی جانوں اور اہل و عیال کی امان دی جائے اور امت مرحومہ پر یہ فرض ہے کہ یہ جو فیصلہ کریں اس کے نفاذ پر اعانت و مدد دے۔ اور حکمین ثالثوں پر یہ واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھ کر کتاب اللہ کے مطابق حق کا فیصلہ کریں اور امت مرحومہ کو لڑائی و فساد اور تفرقہ میں ڈالیں۔ اگرچہ فیصلہ کی موت رمضان تک ہے لیکن حکمین کو اختیار ہے کہ اس کے بعد جب چاہیں فیصلہ کر دیں اور فیصلہ کا اہتمام ایسا ہو جو کہ اہل کوفہ و اہل شام کے درمیان واقع ہو۔ ان شرائط کے طے ہو جانے پر اہل عراق اور اہل شام کے چیدہ چیدہ لوگوں نے دستخط کئے۔

اشتر کا دستخط سے انکار: لیکن اشتر نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا تو اشعث نے اصرار کیا اور اشتر نے سختی سے جواب دینا شروع کیا تو دونوں میں سخت و ست گفتگو ہونے لگی۔

معاہدے کے بعد: معاہدے تیرہ صفر ۳۷ھ کو لکھا گیا اور یہ رائے طے پائی کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ مقام دومۃ الجند یا ازرع میں حکمین کے پاس فیصلہ کے وقت ماہ رمضان میں موجود ہیں گے۔ اس معاہدے لکھے جانے کے بعد چند لوگ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کو جنگ کرنے کی رائے دی۔ تو آپ نے فرمایا صلح کے بعد جنگ کرنا اور اقرار کرنے کے بعد پھر جانا جائز نہیں ہے۔ وہ لوگ یہ جواب سن کر خاموش ہو گئے دونوں فریق صفین سے واپسی کی تیاریاں کرنے لگے۔

صفین سے کوفہ واپسی اور خوارج کی شروعات: امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ صفین سے اپنے لشکر کے ساتھ کوفہ روانہ ہوئے۔ حروریہ ۱ نے واپسی سے اختلاف کیا اور حکمین کے تقریر پر بیزاری کا اظہار کیا۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے علیہما السلام کو دوسرے راستے کا اختیار کیا اور راستے میں امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت خباب بن الارت کی قبر پر نظر پڑی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کسی کی قبر ہے؟ کسی نے جواب دیا خباب بن الارت کی قبر ہے جن کا آپ کی روانگی کے بعد انتقال ہو گیا تھا۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ سن کر ٹھہر گئے اور ان کے حق میں دعا کی اس کے بعد روانہ ہو کر کوفہ میں داخل ہوئے۔ ایک مکان سے رونے کی آواز سنائی دی۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ مقتولین کے ورثاے رورہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحم فرمائے میں گواہی دیاں دوں کہ جو لوگ میرے ساتھ صفین میں کام آئے اور شہید ہوئے ہیں غرض یہ کہ وہ لوگ کونسی و تشفی دیتے ہوئے قصر خندق میں داخل ہوئے۔

خوارج اور شیعہ ان علی رضی اللہ عنہ کے اعلانات: خوارج آپ سے علیحدہ ہو کر حرورہ کی طرف آ گئے جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ اور وہیں بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ قیام کیا ان کا امیر جنگ شہب بن عمر الجمہلی اور عبد اللہ بن الکلبہ لشکری امام نماز مقرر کیا گیا۔ پھر اعلان کر دیا گیا کہ بیعت اللہ

۱ حروریہ، کوفہ کے باہر موجود علاقے کی طرف نسبتاً کرتے ہوئے حروریہ کہتے تھے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ کوفہ سے دو میل کے فاصلے پر ایک جگہ ہے جہاں خوارج آ کر ٹھہرے تھے۔ چنانچہ اسی کی طرف نسبت کی گئی ہے۔ بحکم البلدان۔

مزدجل کی ہی نیک کاموں کا حکم کرنا برے کاموں سے بچنا ہمارا فرض ہے۔ فتح کے بعد شوری سے ہمارے کام کا انجام دے جائیں گے امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالبؑ کے ساتھیوں نے کہا کہ ہماری گردنوں میں امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالبؑ کی بیعت ہے جس کے وہ دوست ہوں گے ہم بھی اس کے دوست ہیں؟ جس کے وہ مخالف ہوں گے ہم بھی اس کی مخالفت کریں گے۔

خوارج اوشعیان علی بن ابی طالبؑ کے بحث خوارج بولے یہ خوب ابوئے تم لوگوں نے حضرت علی بن ابی طالبؑ کی بیعت کی جس سے کیا تم پر یہ فرض ہو گیا کہ جس کے وہ دوست ہوں گے تم بھی اس کے دوست ہو اور جس کے وہ دشمن ہوں تم بھی اس کی دشمنی کرو۔ اور اہل شام نے جس کو دوست رکھا اس کی بیعت کی اور علی بن ابی طالبؑ کی بیعت کو ناپسند کیا۔ پس ہمارے غزوہ ایک دونوں روپ حق سے منزاواں دور ہیں زیادہ بن النضر نے جواب دیا واللہ ہم نے حضرت علی بن ابی طالبؑ کی بیعت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق کی ہے۔ لیکن جب تم لوگوں نے ان کی مخالفت کی تو امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالبؑ کے ساتھیوں نے کہا شروع کر دیا کہ جس کے وہ دوست ہیں ہم بھی اس کے دوست ہیں اور جس کے وہ مخالف ہیں ہم بھی اس کے مخالف ہیں اور درحقیقت ہمارا اعتقاد یہی ہے اور یہی ہے۔ اور جو اس کا مخالف ہے وہ خود گمراہ ہے اور گمراہ کرنے والا بھی ہے۔

عبداللہ بن عباس کی خوارج کے پاس روانگی اس کے بعد امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؑ نے عبداللہ بن عباسؓ کو خوارج کے پاس بھیجا اور یہ ہدایت کر دی کہ جب تک میں نہ آؤں اس وقت تک اعتراضات کے جوابات دینے میں جلدی نہ کرنا لیکن عبداللہ بن عباس اس وقت خوارج کے پاس پہنچے اور خوارج نے اپنے خیالات ظاہر کرنا شروع کئے تو عبداللہ بن عباس سے صبر نہ ہوسکا۔

عبداللہ بن عباس اور خوارج کا مناظرہ وہ کہنے لگے کہ تم لوگ ثالث مقرر کرنے پر کیوں اعتراض کر رہے ہو اللہ جل شانہ نے تو تقرر حکم کا حکم میاں بیوی کے درمیان اختلاف کے وقت بھی دیا ہے۔ تو امت مرحومہ کے اختلافات میں تو حکم مقرر کرنا بہت زیادہ مناسب ہے۔ خوارج نے جواب دیا پس جس چیز میں اللہ جل شانہ نے اپنے بندوں کو اختیار دیا ہے۔ اس میں وہ مختار ہیں اور جس کا حکم اس نے خود صادر فرمایا ہے اس میں بندوں کو چوں چرائیں کا بالکل اختیار نہیں اور نہ اس میں قیاس اور رائے کا کچھ دخل ہے۔ اس مسئلہ میں بھی رائے و قیاس کا کوئی دخل نہیں ہے کیوں کہ اللہ جل شانہ نے اسے دیا ہے جیسا کہ زانی اور چور کی سزائیں مقرر کر دی ہیں اس میں کس کوئی بیشی کا اختیار نہیں۔ ابن عباس نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حکمہ بہ دو اعدل مکمہ تم میں جو صاحب عدل ہو وہ حاکم بنائے جائیں۔ خوارج نے جواباً کہا کیا خوب! یہ حکم تو شکار کے مسئلے اور میاں بیوی کے اختلاف کا ہے۔ مسلمانوں کا خون اس میں داخل نہیں ہے۔ جسی کل کا ذکر ہے کہ عمر بن سوز بن العاص سے ہم لوگ لڑ رہے تھے تو اگر وہ عادل تھا تو اس سے فریاد کیوں کی گئی اور اگر عادل نہیں ہے تو اس کو حکم مقرر کیوں کیا اور اس کا فیصلہ کیسے حق پر مبنی ہوسکتا ہے۔

تم نے معاویہ بن ابی سفیان کے ساتھیوں کے بارے میں ان کو حکم مقرر کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں حکم صادر فرمایا ہے کہ اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اپنی رائے سے رجوع کر لے۔ تم نے اس سے عہد و پیمان کر لیا اور لطف یہ ہے کہ کھٹ پڑھت بھی ہو گئی اور اللہ جل شانہ نے مسلمانوں اور اہل حرب سے سورہ توبہ کے نزول کے بعد اس سلسلہ کو منقطع کر دیا ہے۔

حضرت علی بن ابی طالبؑ کی آمد یہ باتیں ابھی پوری نہ ہوئی تھیں امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالبؑ نے یہ معلوم کر کے کہ خوارج پر یزید بن قیس کا زیادہ اثر ہے۔ اس کے خیمہ میں تشریف لے گئے دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد یزید بن قیس کو اصفہان کے درے کی حکومت حوالے کر کے اس جلسہ کی طرف تشریف لائے، جہاں پر خوارج اور حضرت ابن عباسؓ سے بحث و مناظرہ ہو رہا تھا۔

حضرت علی بن ابی طالبؑ کی خارجیوں سے بات چیت: آپ نے خوارج سے خطاب کر کے ارشاد فرمایا کہ تمہارا مشیر اور سردار کون ہے؟ خوارج نے جواب دیا ابن الکواء! آپ نے فرمایا بیعت کرنے کے بعد اس سے نکلنے کا کیا سبب ہے؟ خوارج نے کہا کہ جنگ میں تمہارے بے جا حکم کی وجہ سے۔ آپ نے فرمایا میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دل کر رہا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ وہ میری رائے نہ تھی بلکہ تمہاری رائے تھی اسکے باوجود میں نے دونوں شہوں سے یہ عہد لے لیا کہ قرآن شریف کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ پس اگر ان لوگوں نے ایسا ہی کیا تو کوئی نقصان نہیں ہے اور اگر مخالفت کی تو ہم ان کے پابند نہیں ہوں گے اور ہم ان کے فیصلہ سے بری اور بیزار ہیں۔

خوارج کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بحث اور دلیل کا مان لینا: خوارج نے کہا کیوں مسلمانوں کی خوریزی میں حاکم مقرر کرنے کا یہ مطلب ہے اور اس میں حاکم مقرر کرنا عدل ہے۔ امیر المؤمنین نے جواب دیا تم نے انسانوں کو حاکم نہیں بنایا بلکہ قرآن شریف کو حکم بنایا ہے مگر یہ کہ وہ بولتا نہیں ہے۔ بولنے والے انسان ہی میں۔ اس پر خوارج نے مدت مقرر کرنے کا اعتراض پیش کر دیا۔ امیر المؤمنین نے ارشاد فرمایا کہ اس وجہ سے شاید اللہ تعالیٰ صلواتہ علیہ وسلم نے امت مرحومہ کا اختلاف دور کر دے۔ خوارج کے دل کو اس تقریر سے ایک گونہ تسکین ہو گئی اور انہوں نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے اس وقت پسند کر لی۔ آپ نے پھر ان سے مخاطب ہو کر فرمایا چلو شہر میں قیام کرو۔ چھ مہینہ تک ٹھہرے رہنا۔ جب مال و اسباب جمع اور پتھر امن ہو جائے گا تو پھر اپنے دشمنوں کو طرف خروج کریں گے۔ چنانچہ سب کے سب امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہر میں داخل ہو گئے۔

فیصلے کے حکمین کی آمد: جس وقت فیصلہ کے لئے دیا گیا وقت ختم ہونے اور ثالثوں کو جمع ہونے کا وقت آیا تو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کی چار سو آدمیوں کے ساتھ روانہ فرمایا۔ شریح بن ہانی الحارثی کو ان کا امیر اور عبداللہ بن عباس کو امین مقرر فرمایا۔ روگئی کے وقت شریح بن ہانی سے ارشاد فرمایا کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے میری طرف سے کہہ دینا کہ سچائی اختیار کر دو کیوں کہ ایک دن تم کو مرنا ہے اور حکم الہی کے سامنے جانا ہے۔ لہذا جب شریح نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو امیر المؤمنین کا پیغام پہنچایا تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ غصہ سے سرخ ہو کر بولے تم کو مجھے مشورہ دینے کا کیا حق ہے۔ شریح نے جواب دیا تجھ کو کیا چیز سید المسلمین کی نصیحت قبول کرنے سے روک رہی ہے عمرو العاص رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب درستی سے دیا اور ان کی نصیحتوں پر مطلق توجہ نہ کی اور اپنی رائے پر عمل کیا۔

دونوں گروپوں کے شرکاء میں فرق: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی چار سو شاہمیوں کے ساتھ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا تھا۔ حکمین نے اپنے ساتھیوں کے مقام اذرخ (مضافات دومۃ الجندل) میں قیام کیا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھی ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں سے مطیع اور فرمانبردار تھے۔ جب بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا کوئی خط آتا تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے اس کے مضامین کو دور یافت نہیں کرتے تھے۔ لیکن اہل عراق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خطوط کے مضامین پوچھتے اور اس کے باوجود ان کو مضامین چھپانے کا لازم لگاتے تھے۔

فیصلے میں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام: حکیم کے ساتھ مجلس حکم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہ، عبدالرحمن بن عبد یغوث زہری رضی اللہ عنہ، ابوجہم بن حذیفہ عدوی رضی اللہ عنہ، مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ اور ۵۰ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ موجود تھے۔

گفتگو کی شروعات حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کا لالچ دینا: عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابو موسیٰ تم جانتے ہو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ظلم شہید کئے گئے ہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے نسبتی رشتہ دار اور والی وارث ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں پھر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا۔ تو کون سی چیز تم کو ان کی خلافت سے روکتی ہے حالانکہ وہ قبیلہ قریش میں سے ہیں جیسا کہ جانتے ہو اگر وہ سابق الاسلام نہیں ہیں لیکن ان میں سیاست و ملک چلانے کی اہلیت بہت زیادہ ہے اور وہ امیر المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں۔ اس سے زیادہ قریب رشتہ داری اور کیا ہو سکتی ہے وہ مدتوں رسول اللہ کے کاتب رہے ہیں اور شرف صحبت سے بھی ممتاز ہوئے ہیں۔ اتنا کہنے کے بعد کہا اگر تم میری رائے کی موافقت کرو گے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو امارت کی کرسی حوالے کر دے گے تو جس شہر کی حکومت تم پسند کرو گے فوراً دی جائے گی۔

حضرت ابو موسیٰ کا جواب: حضرت ابو موسیٰ نے کہا اے عمرو! اللہ سے ڈرو اور اچھی طرح سمجھ لو کہ امارت خلافت سیاست و ملک داری کی وجہ

۱ اذرخ۔ ۲ مؤرخین نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حاضری میں اختلاف کیا بعض کہتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مجلس حکم میں آئے تھے ورنہ یہیں سے اجرام باندھ کر چلے گئے تھے۔ (مصنف رحمۃ اللہ) طبری جلد ۶ صفحہ ۲۸ کی روایت یہ ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ شریک نہیں ہوئے تھے بلکہ جب ان سے ان کے صاحب زادے نے مدغم ہونے کی وجہ پوچھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں حاضر نہ ہوں گا کیوں کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے کہ فتنہ ہوگا، سب سے بہتر آدمی وہ ہے جو اس سے بچھے اور بچے (او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کی قسم ہے میں اس معاملے کے کسی بھی حصہ میں شامل نہ ہوں گا۔ البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۴۴۳ میں ملازم ابن اثیر نے اس بات کا ذکر ہونے کا اظہار کیا ہے۔ اہل مسعودی نے اپنی کتاب (مروج الذهب جلد ۲ صفحہ ۴۴۳) میں یہ لکھا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فیصلے کی مجلس میں شریک ہوئے تھے۔

سے نہیں دی جاتی اگر ایسا ہوتا تو آل ابرہہ بن الصبار اس کے زیادہ مستحق تھے۔ بلکہ دیندار، تقویٰ، ایمان داری کے لحاظ سے امیر اور خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے اور ان کی عزت کا لحاظ رکھا جائے تو بھی علی بن ابی طالب اس کے زیادہ مستحق ہیں۔ باقی رہا تمہارا یہ کہنا کہ چونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ قصاص عثمان بن عفان کے طالب ہیں اس وجہ سے ان کو امارت دی جائے تو میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ معاویہ بن سائبین اسلام کو چھڑ کر امارت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دی جائے۔ اور تمہارا یہ کہنا کہ اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو امیر بناؤ گے تو تم کو حکومت دی جائے گی۔ تو میں اس کے بارے میں یہ کہتا ہوں کہ واللہ اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مجھ کو اپنی کل حکومت و سلطنت بھی دینا چاہیں تو بھی ہر زمان کو امیر و خلیفہ نہ بناؤں گا۔ اور میں اللہ تعالیٰ کے کاموں میں رشوت نہیں لیتا بہتر ہوگا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو حاکم بناؤں۔

عمر و بنی ہاشم اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی مزید گفتگو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا، تم کو میرے بڑے و بزرگ مقرر کرنے میں یہ عذر ہے؟ تم اس کی حالت و صلاحت و فضیلت سے بخوبی واقف ہو۔ ابو موسیٰ نے کہا، تمہارا لڑکا ضرور نیک اور چاہتا لیکن تم نے اس کو بھی تو اس فتنہ مبتلا کر رکھا ہے۔ عمرو بن العاص نے بتا دیا کہ یہ کام تو ایسے شخص کے سپرد کرنا چاہیے کہ جس کے دانت ہوں جس سے وہ کھاتا ہو۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا اعزاز حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ میں اسی قسم کی گفتگو ہو رہی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خاموش سکوت کے عالم میں آنکھیں بند کئے بیٹھے تھے۔ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ ان کے سامنے بیٹھے تھے۔ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ اس گفتگو کا مقصد سمجھتے تھے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ذرا چونکا دیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ چلا اٹھے واللہ میں اس معاملہ میں رشوت ہرگز نہ لوں گا۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن العاص! عرب نے بڑی خونریزی کے بعد اپنی قسمت کا فیصلہ تمہارے ہاتھ میں دیا ہے اللہ تعالیٰ کیسے اس کو پھر فتنہ میں نہ ڈالو۔

دونوں کو معزول کرنے کا فیصلہ عمرو بن العاص نے ہمارے تم پہلے رائے ظاہر کر دیا تھا کیا مقصد ہے؟ اس پر حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے نزدیک مناسب یہ ہے۔ ان دونوں کو ہم لوگ معزول کر دیں۔ اور اس کا موعام مسلمانوں کے سپرد کر دیں پھر وہ جس کو چاہیں مشورہ کر کے اس پر مقرر کریں۔ عمرو بن العاص سن کر اچھل پڑے۔ بہت خوشی سے اس رائے کو پسند کر لیا۔ پھر یہ دونوں حضرات ایک ساتھ آئے جہاں ایک جم غفیر فیصلہ سننے کے لئے موجود تھا۔ عمرو بن العاص نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ چونکہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب نہیں ہوئی اور مجھ سے آپ عمر و بنی ہاشم میں بہت بڑے ہیں مناسب یہ ہوگا کہ آپ پہلے کھڑے ہو کر اس بات کو بیان فرمادیتے جس پر ہم نے اور آپ نے اتفاق کیا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا فیصلے کا اعلان حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے چارے دنیا کے چھکے پنجے سے واقف نہ تھے۔ سادگی کے ساتھ اٹھ کر لوگوں کو مخاطب کر کے کہ ہم لوگ ایسی بات پر متفق ہوئے ہیں عجب نہیں کہ اللہ جل شانہ کے ذریعے سے امت مرحومہ میں صلح کرادے۔

بن عباس رضی اللہ عنہ کی حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو تنبیہ: ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اس قدر کہنے نہ پائے تھے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے قطع کلام کر کے کہا اللہ مجھے شہہ ہو رہا ہے کہ تمہیں دھوکہ دیا جائے گا۔ اگر فی الواقع تم لوگوں نے کسی بات پر اتفاق کر لیا ہے تو اسی کو یعنی عمرو بن العاص کو پہلے تقریر کرنے دو مگر حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے چہ وجہ نہ کی چنانچہ ابن عباس خاموش ہو گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے کا اعلان: اے لوگو! ہم لوگوں نے بہت چھ غور و خوض کیا ہے لیکن سوائے اس کے کہ جس پر ہم نے اتفاق کیا ہے اور کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ میں اور عمرو بن العاص دونوں علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو معزول کریں اور مسلمانوں کو اختیار دیں کہ جس کو وہ ہیں متفق ہو کر خلیفہ بنالیں۔ چنانچہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا۔ پس تم جس بات سمجھو اس کو خلیفہ نہ دو۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو معزول نہ کرنے کا اعلان اس کے تقریر کے ختم ہوتے ہی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر ہا حاضرین جلسہ تم لوگ واہر ہنا ابو موسیٰ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس شخص نے اپنے رفیق (علی رضی اللہ عنہ) کو معزول کر دیا بنا اور پیشاب میں بھی اس کو معزول کرتا ہوں جیسا کہ اس نے معزول کیا ہے۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو معزول نہیں کرتا اور اسی کو امیر المومنین تسلیم کرتا

سے روکتے ہی کہ وہاں آکر اللہ کا ذکر نہ کرو اور نہ ہم نے تم کو اس وقت مال غنیمت سے روکا تھا۔ جب تک تم ہمارے ساتھ تھے ہم برابر دیتے رہے۔ اور نہ اب تم سے اس وقت تک لڑیں گے جب تک تم ہماری مخالفت نہ کرو گے اور تمہارے معاملہ میں ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کو دیکھیں گے کہ وہ کیا فیصلہ کرتا ہے۔

خوارج کا پہاڑوں میں جانے کا فیصلہ:۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر قصر امارت میں چلے آئے اور خوارج مسجد سے نکل کر عبداللہ بن وہب اسی کے خیمہ میں گئے اس نے ان کو سمجھایا یا بھایا اور پہاڑوں کی طرف نکل جانے کی رائے دی اس لئے کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ ان شہروں کے حاکم تھے۔ حرقوص بن زبیر نے ان کی بات سے اتفاق کیا۔ حمزہ بن سنان اسدی نے کہا کہ تمہاری جو رائے ہے وہ نہایت موزوں ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ تم کسی کو اپنا امیر بنا لو اور اس کے ہاتھ میں اپنا علم دے دو۔ خوارج نے زید بن حصین الطائی کو پھر حرقوص، زبیر اور شریح بن اوفی غنسی کو یکے بعد دیگرے امارت کے لئے نامزد کیا۔

عبداللہ بن وہب امیر خوارج:۔ لیکن ان لوگوں نے انکار کیا تب عبداللہ بن وہب سے کہا گیا تو اس نے قبول کر لیا۔ چنانچہ دسویں شوال ۳۸ھ کو خوارج نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی اس کے بعد شریح کے پاس مشورہ کے لئے جمع ہوئے۔

کسی دوسری جگہ جانے کا مشورہ:۔ وہاں عبداللہ بن وہب نے کہا تم لوگ ہمارے ساتھ کسی ایسے شہر میں چلو جہاں پر ہم اللہ کے حکم کو جاری کر سکیں کیوں کہ ہم لوگ اہل حق ہیں۔ شریح بولا، مدائن چلو ہم اس پر با آسانی قبضہ کر لیں گے اور وہاں کے رہنے والوں کو تھوڑی دیر میں نکال دیں گے اور وہاں اپنے ان بھائیوں سے خط و کتابت کر کے وہاں بلا لیں گے جو بصری میں ہیں۔ مگر زید بن حصین نے رائے دی کہ اگر تم لوگ ایک ساتھ نکلو گے تو عجب نہیں ہے کہ تمہارا تعقب کیا جائے مناسب یہ ہے کہ الگ الگ طور پر نکلو اور مدائن نہ جاؤ بلکہ نہروان کے پل کی جانب چلو اور وہاں سے اپنے بھائیوں کو خط کے ذریعہ بلو عبداللہ بن وہب نے بھی اسی رائے سے اتفاق کیا اور اسی پر عمل درآمد ہوا۔

خوارج کی نہروان روانگی:۔ اس کاروائی کے بعد خوارج نے روانگی کا عزم کر لیا۔ سب جمعہ کے پورے دن عبادت میں مصروف رہے۔ ہفتہ کے روز ایک ایک دو دو پانچ پانچ دس دس بیس بیس روانہ ہوئے۔

حضرت عدی بن حاتم کے قتل کو کوشش:۔ انہی لوگوں کے ساتھ طرفہ بن عدی بن حاتم بھی روانہ ہوا۔ اس کے بوزھے والد عدی بن حاتم مدائن تک پیچھے کرتے ہوئے گئے لیکن اسے واپس نہ لاسکے۔ واپسی کے وقت عبداللہ بن وہب مقام ساباط نامی جگہ بیس سواروں کے ساتھ ملا اور ان کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر قبیلہ طے کے بعض لوگوں نے جو اس کے ساتھ تھے اس فعل سے باز رکھا۔

خوارج کی ناکہ بندی اور چھڑپ:۔ خوارج کی روانگی کے بعد امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سعد بن مسعود مدائن کے گورنر کو اس کی روک تھام کیلئے لکھا۔ چنانچہ سعد بن مسعود نے اپنے بھتیجے کا پناناب مقرر کر کے پانچ سو سواروں کے ساتھ خوارج کی ناکہ بندی کر دی۔ مگر خوارج نے اس راستہ کو چھوڑ کر بغداد کا رخ کر لیا۔ سعد بن مسعود یہ سن کر ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے شام کے وقت مقام کرخ میں خوارج کو پکڑ لیا۔ اتنے میں عبداللہ بن وہب بیس سواروں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا اور لڑائی شروع ہو گئی۔ اور سعد بن مسعود کے ساتھیوں نے کہا کہ جب تک امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کوئی حکم جنگ کے بارے میں نہ آئے نہ کرنا۔ مگر سعد نے اس پر توجہ نہ کی اور برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ رات ہو گئی فریقین نے مجبور ہو کر لڑائی بند کر دی اور عبداللہ بن وہب دریائے دجلہ عبور کر کے اپنے ساتھیوں سے جا ملا اور ان کے ساتھ نہروان کی طرف روانہ ہو گیا۔

بصری سے خارجیوں کی روانگی اور ان کی ناکہ بندی:۔ بصری کے خوارج نے پانچ سو کے لشکر کے ساتھ مسعر بن فد کی تہی کی قیادت میں بصری سے خروج کیا۔ حضرت ابن عباس کے حکم سے ابوالاسود الدولی نے کا تعاقب کیا۔ دجلہ کے بڑے پل پر مقابلہ ہوا عصر کے بعد سے لے کر عشاء کے وقت تک لڑائی ہوتی رہی۔ مگر جب رات کی تاریکیوں نے حملہ آوروں کی نظر سے ایک دوسرے کو چھپا دیا تو لڑائی خود بخود بند ہو گئی اور مسعر بن فد

اپنے ساتھیوں کے ساتھ دریائے دجلہ عبور کر کے نہروان میں عبداللہ بن وہب کے پاس پہنچ گیا۔

حضرت علی بن ابی طالبؓ کا ارادہ:..... امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالبؓ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو آپ نے لشکر سے خوارج کی جنگ پر دوبارہ بیعت لی پھر حکمین کے فیصلے کا خیال آگیا تو بڑا شاق و ناگوار گزر رہا تھا۔ آپ نے خطبہ دیا جس میں حمد و درود اور نصائح کے بعد بیان فرمایا اے لوگو! آگاہ رہو کہ حکمین نے قرآن کے حکم چھوڑ کر اپنی خواہش کی اتباع کی اور دونوں نے فیصلہ کرنے میں اختلاف کی اور وہ دونوں راہ راست سے الگ رہے۔ لہذا اس حکم و فیصلہ سے اللہ اور اس کا رسول اور امت کے نیک لوگ بیزار ہیں لہذا تم شام پر حملہ کرنے کی تیاری کرو۔

خارجیوں کے ساتھ دینے کی دعوت اور ان کا جواب: خطبہ دینے کے بعد حضرت علی بن ابی طالبؓ نے خوارج کے پاس نہروان میں ایک فرمان بھیجا جس میں ایک خطبہ کا مضمون تھا اور ان کو اہل شام پر حملہ کرنے ترغیب دی گئی اور صاف الفاظ میں یہ لکھ دیا تھا۔ فحس علی بن ابی طالبؓ الامیر الاول الذی کنا علیہ (ہم اس پہلی رائے پر ہیں جس پر اس سے پہلے تھے یعنی اہل شام سے جنگ کریں گے)۔ خوارج نے جواب لکھا تم نے تقریر حکمین کے وقت اللہ تعالیٰ کا لحاظ نہ کیا اور اب اپنے نفس کی اتباع کی وجہ سے لڑنے کو کہتے ہو۔ پس اگر تم اپنے کافر ہونے کا اقرار کرو اور توبہ کرو تو ہم تمہارے ساتھ ہیں ورنہ ہم تم سے لڑنے کے لئے تیار ہیں۔

حضرت ابن عباس کی تیاری:..... امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالبؓ کو یہ خط پڑھنے سے ناامیدی ہو گئی لیکن ان کو زیادہ خطرناک تصور نہ کرتے شام پر ہی حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور لوگوں کو برابر جنگ کی ترغیب دیتے رہے۔ حضرت ابن عباس کو بحیلہ لشکر گاہ سے فوج مرتب و مہیا کرنے کا حکم لکھا۔ انہوں نے ڈیڑھ ہزار جنگجو احف بن قیس کی قیادت میں جمع کئے۔ پھر دوبارہ ابن عباس نے لوگوں کو جمع کر کے امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالبؓ کا فرمان پڑھا اور یہ بیان کیا کہ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ تم لوگ ساٹھ ہزار کی تعداد میں ہو جس میں صرف ڈیڑھ ہزار نے جنگ پر آمادگی ظاہر کی اس تھوڑی سی تعداد کو میں کیا بھیجوں۔ یہ جملہ پورا ہوتے ہی ایک ہزار چھ سو آدمی نے سینہ سپر ہو کر کہا ہم بھی جنگ پر جانے کو تیار ہیں۔

نخیلہ سے لشکر کی روانگی:..... لہذا ابن عباس نے ان کو حارثہ بن قدامہ سعدی کے ساتھ روانہ کیا چنانچہ احف و حارثہ تین ہزار ایک سو افراد کے لشکر کے ساتھ امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالبؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالبؓ نے اہل کوفہ کو جمع کر کے خطبہ دیا جس میں اہل بصری کی امداد کا حال بیان کیا۔ اس کے بعد نہایت نرم الفاظ میں نصیحت کر کے ارشاد فرمایا تم لوگ میرے معاون و مددگار رہو، مناسب یہ ہوگا کہ ہر سردار اپنے گروہ اور قبیلہ کی ایک فہرست تیار کر کے پیش کرے کہ ان میں کتنے لوگ جنگجو سپاہی ہیں۔

مجاہدین کی فہرست کی تیاری:..... چنانچہ سعد بن قیس، ہمدانی، معقل بن قیس، عد بن حاتم، زیادہ بن حصصہ، حجر بن عدی اور بڑے بڑے سرداروں اور تمام رئیسوں نے بسر و چشم اس حکم کی تعمیل کی اور کسی شخص کو جو جنگ کے قابل تھا باقی نہ چھوڑا۔ فہرست تیار ہونے پر معلوم ہو کہ چالیس تجربہ کار جنگجو ستر ہزار اور نو اور آٹھ ہزار غلام میدان جنگ میں جاسکتے ہیں۔ علاوہ ان کے تین ہزار ایک سو سپاہی بصری کے تھے۔

شام سے جنگ پر لوگوں کی آمادگی: اس کے بعد امیر المؤمنین یہ سن کر کہ لوگ خوارج سے جنگ کو مقدم سمجھتے ہیں ارشاد فرمایا کہ اہل شام پر فوج کشی زیادہ ضروری ہے کیوں کہ انہوں نے تم سے مقابلہ کیا اور برابر لڑتے رہے۔ اور ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ بزور و جبر بادشاہ بن جائیں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اپنا غلام بنالیں۔ لوگوں نے اس رائے کو پسند کیا اور متفق ہو کر بولے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ لہذا جہاں اور جس طرف مناسب سمجھیں رخ کیجئے۔

خوارج کے ہاتھوں عبداللہ بن خباب اور اہل خانہ کی شہادت: ابھی امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؓ اہل شام کی طرف روانہ ہوئے تھے کہ یہ خبر ملی کہ خوارج بصری کے صحابی عبداللہ بن خباب سے نہروان کے قریب اتفاقاً ملاقات ہو گئی۔ سلام دعا کے بعد معلوم ہوا کہ یہ بزرگ عبداللہ بن خباب ہیں۔ خوارج نے حضرت ابو بکر کی نسبت سوال کیا، کیسے تھے؟ عبداللہ بن خباب نے کہا وہ دونوں بہت اچھے تھے۔ پھر خلافت عثمان بن عفان کے زمانے کے بارے پوچھا۔ جواب دیا وہ اول سے آخر تک اور حق پسند تھے انہوں نے حضرت کو حاکم مقرر کرنے سے پہلے اور بعد کے زمانے کے بارے میں پوچھا تو خباب نے جواب دیا کہ وہ

تم لوگوں سے زیادہ اللہ کے حکم کو سمجھنے اور جاننے والے ہیں اور دین حق پر چلنے والے ہیں۔ اس پر خوارج جھلا کر بولے تم شخصیت کو پرستش کرتے ہو اور ان کے کارناموں کی وجہ سے ان کو اچھا کہتے ہو۔ یہ کہہ کر ان شہید کردہ الا ان کی بیوی اور تین عورتوں کا جو قبیلہ طے تھیں پیٹ پھاڑا اور وہ بھی جاں بحق ہو گئیں۔

خوارج کی طرف پیش قدمی: امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس اطلاع سے سخت صدمہ ہوا آپ نے اسی وقت تحقیق کے لئے حرث بن مرۃ العبیدی کو روانہ کیا۔ مگر خوارج نے ان کو بھی شہید کر ڈالا تب لشکریوں نے متفق ہو کر گزارش کی کہ ہم کیسے ان قاتل خوارج کو چھوڑ کر اہل شام کی طرف بڑھیں اور ان کے مکرو فریب سے اپنے مال و اسباب اور اہل و عیال سے کیسے بے خوف و بے فکر ہو جائیں۔ ان کی لڑائی کو ہم اہل شام کی لڑائی سے مقدم کر چاہتے ہیں۔ اشعث بن قیس نے اس قول کی تائید کی لہذا امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور جنگ شام متوی کر کے خوارج کی طرف بڑھے۔

خوارج کی نصیحت اور سمجھانے کی کوشش: اس کے بعد قیس بن سعد بن عبادۃ اور ابویوب انصاری نے یکے بعد دیگرے ان لوگوں کو وعظ و نصیحت کی۔ پھر خود امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سخت الفاظ میں ان لوگوں کو سمجھایا ان کی رائے کی غلطی ظاہر کی اور حکمین کے بارے میں فرمایا۔ چونکہ انہوں نے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کے خلاف حکم دیا ہے اس وجہ سے ہم نے ان کے فیصلہ کو منظور نہیں کیا اور ہم اپنے اسی خیال پر ہیں جو اس سے پہلے تھا۔ اس کے علاوہ حکم مقرر کرنے پر تو تم ہی لوگوں نے زیادہ زور دیا تھا خیر جو کچھ ہوا سو اب تم لوگو ہمارے ساتھ چلو اور دشمنوں سے لڑو۔

خوارج کا جواب: ... خوارج نے کہا بیشک ہم لوگوں نے حکم کے مقرر کرنے میں غلطی کی اور اللہ و رسول کے حکم کے خلاف کیا۔ کافر ہوئے لیکن ہم تو یہ کر کے پھر مسلمان ہو گئے لہذا اگر تم بھی تو یہ کر لو تو ہم تمہارے ساتھ ہیں اور اگر اسی سے انکار کرو گے تو ہم تمہاری مخالفت کریں گے۔ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرمایا میں کیسے خود کو کافر کہوں حالاں کہ میں مومن ہوں میں نے ہجرت کی، اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ خوارج نے جب اس کا کچھ جواب نہ دیا تو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ واپس ہو گئے۔

امیر المؤمنین کی واپسی کے بارے میں ایک قول: بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ جب امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوارج کو خشونت امیز لہجہ میں سمجھایا اور ان کو ان غریبوں کے قتل پر ملامت کیا تو خوارج نے چلا کر کہا اس سے باتیں نہ کرو بلکہ اللہ سے ملنے کو دوڑو (یعنی جنگ کرو) امیر المؤمنین یہ سن کر واپس آ گئے۔

جنگ نہروان اور جنگ کی تیاری: پھر خوارج نے پل عبور کرنے کا ارادہ کیا تو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ آچنبچے اور مہمنہ کے امیر حجر بن عدی، میسرہ بن رثبت، بن ربیع، سواروں پر معقل بن قیس، پیادوں پر حضرت ابویوب، اہل مدینہ پر حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ مامور تھے۔ جنگی تعداد سات سو یا آٹھ سو تھی۔ قیس بن سعد بن عبادۃ بھی اس جماعت میں تھے۔ خوارج کے لشکر کے اس تفصیل سے سردار مقرر تھے مہمنہ کا سردار زید بن حصین اٹھائی، میسرہ پر شرح بن اونی الغنسی، سواروں پر حمزہ بن سنان اسدی، پیادوں پر بر قوص بن زہیر مامور تھے۔

امن دینے کا اعلان اور اکثریت کی واپسی: امیر المؤمنین نے امان کا علم حضرت ابویوب کو مرحمت فرمایا۔ حضرت ابویوب نے آپ کے ارشاد کے مطابق پکار کر کہا جو شخص بغیر جنگ کئے آئے گا اس کو امان دی جائے گی۔ اور جو شخص جنگ میں شریک نہ ہوگا اس کو بھی امان دی جائے گی اور جو شخص کوفہ یا مدائن کی طرف لوٹ جائے گا وہ بھی امن میں ہوگا۔ فروۃ بنت نوفل انجعی سنتے ہی پانچ سواروں کو لے کر خوارج علیحدہ ہو کر ”دسکرۃ“ میں جا کر قیام کیا۔ اور کچھ لوگوں کو کوفہ چلے گئے اور کچھ لوگ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں آ گئے ان سبھوں کی تعداد تقریباً چار ہزار تھی۔

خارجیوں پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حملہ: ان لوگوں کے علیحدہ ہونے سے خوارجی کے گروہ میں صرف ایک ہزار آٹھ سو آدمی باقی رہ گئے۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کر دیا۔ اور ان کی جماعت منتشر ہو گئی، مہمنہ اور میسرہ کی ترتیب ختم ہو گئی وہ پریشان ہو کر ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ تیر اندازوں نے تیر برسانہ شروع کر دیئے سواروں نے دونوں بازوؤں (مہمنہ و میسرہ) سے گھیر کر بھاگنے نہ دیا۔ پیدل فوج نے تواریں یا سے کھینچی ہیں اور تھوڑی دیر میں سب کو ڈھیر کر دیا اس طرح سے کہ گویا ان سے کہہ دیا کہ تم لوگ مرجاؤ۔

خارجیوں اور مجاہدین کے نقصان کی تفصیل: خارجیوں میں سے عبداللہ بن وہب، زید بن حصین، حرقوص بن زبیر عبداللہ بن شجر و شتر بن وئی جیسے نامی سردار مارے گئے۔ مال و اسباب سامن جنگ اور موشیوں پر مجاہدین کا قبضہ ہو گیا اور یہ چیزیں مسلمانوں میں تقسیم ہو گئیں۔ ابنت خوج کے غلاموں اور عورتوں کو واپس کر دیا۔ حضرت عدی بن حاتم نے اپنے لڑکے طرفہ اور چند آدمیوں کو دفن کرنے کا ارادہ کیا مگر میرا مومنین علی بن ابی طالب نے منع فرمایا اور کامیابی کے بعد اس مقام سے کوچ کر گئے آپ کے ساتھیوں میں صرف سات آدمی شہید ہوئے۔

نخیلہ میں قیام اور فوجیوں کی نافرمانی: جنگ نہروان سے فارغ ہونے کے بعد امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب نے سام کی جنگ کی تیاری شروع کی۔ اشعث بن قیس نے حاضر ہو کر گزارش کی کہ فوج تھک جانے اور زخموں کی وجہ سے کوفہ واپس چلنے کی درخواست کر رہی ہے تاکہ تھوڑے دن آرام کر کے تیاری و تازہ ہو کر دشمنوں پر حملہ کریں اور شاید اس دوران ہماری تعداد بھی بڑھ جائے۔ امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب نے یہ درخواست منظور نہیں کی لیکن شام کی طرف بھی روانہ نہیں ہوئے بلکہ کوفہ کی طرف لوٹے اور مقام نخیلہ میں پہنچ کر قیام کیا۔ اور حکم صادر فرمایا کہ کوئی شخص اس وقت تک اپنے گھر نہیں جائے جب تک دشمنوں سے مقابلہ کر کے کامیابی حاصل نہ کر لیں۔ اس حکم کی تعمیل پورے طریقے سے نہ کی گئی تو بہت سے لوگ لشکر گاہ چھوڑ کر اپنے گھروں کو چلے گئے۔

کوفیوں کی وعدہ خلافی اور نافرمانی: امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب ان لوگوں کے پاس کوفہ آئے اور دوبارہ لڑائی کی ترغیب دی تو چند آدمیوں نے آمادگی ظاہر کی۔ پھر چند روز ٹھہر کر کوفہ کے سرداروں اور رئیسوں کو طلب کر کے ان کی رائے معلوم کی اور تاخیر کرنے کے وجہ پوچھی تو ان لوگوں میں سے نہایت کم لوگوں نے شام پر فوج کشی پر آمادگی ظاہر کی۔ امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب کا چہرہ اس سے سرخ ہو گیا۔ تنگ دل ہو کر اٹھے خصبہ دیا پر زو تقریر کی ان کے فرائض سے ان کو آگاہ کیا اور بہت نصیحت نصیحت کی لیکن ان کے کان پر جوں تک نہ رہی اور بت کی طرح خاموش بیٹھ رہے۔

مصر میں شورش: اس سے پہلے ہم لکھا آئے ہیں کہ مصر کے اطراف میں امیر المؤمنین عثمان بن عفان کے حامی معاویہ بن ابی سفیان سکونی کے پاس جمع ہو گئے تھے۔ محمد بن ابی بکر نے جو مصر کے گورنر تھے قسطنطین سے ایک لشکر ابن مضاہم کی قیادت میں منتشر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ معاویہ بن عثمان خدیج نے انہیں شکست دے دی اور اس کے سردار ابن مضاہم کو مار ڈالا۔ اس چھیڑ چھاڑ سے مصر میں شورش پیدا ہو گئی لوگ چاروں طرف سے محمد بن ابی بکر پر ٹوٹ پڑے۔ امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب کو یہ خبر معلوم ہوئی تو آپ ① نے واقعہ صفین کے بعد شتر کو لکھ بھیجا کہ جزیرہ میں کسی کا نائب مقرر کر کے فوراً مصر چلے جاؤ تمہارے سوا کوئی شخص مصر کی اصلاح کی قابلیت نہیں رکھتا۔

اشتر مصر روانگی اور انتقال: معاویہ بن ابی سفیان کو اس خبر سے مصر پر قبضہ سے ناامیدی ہو گئی کیوں کہ اشتر کی سیاسی چالوں سے حضرت معاویہ بن ابی سفیان واقف تھے۔ اتفاق یہ پیش آیا کہ اشتر کوچ اور قیام کرتا جوں ہی قلمزم کے افرامال کے پاس آپہنچا اشتر کا انتقال ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت معاویہ بن عثمان کے حکم سے خراج کے حاکم قلمزم نے اشتر کو زہر دیا تھا۔ طبع یہ دلائی تھی کہ خراج معاف کر دیا جائے گا لیکن خلاف واقعہ اور خلاف قیاس روایت ہے ②۔

حضرت علی بن ابی طالب کا محمد بن ابی بکر کو خط: محمد بن ابی بکر کو بھی اشتر کا گورنر بن کر آنا شاق گزرا تھا۔ اور اس وجہ سے ذرا ناراض ہو گئے تھے۔ جب اشتر کے انتقال کی خبر امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب کو پہنچی تو آپ نے اللہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر اس حق میں دعا مغفرت کی۔ اور محمد بن ابی بکر کو معذرت خط لکھ کر میں شتر کو مصر کا گورنر اس وجہ سے مقرر نہیں کیا تھا کہ تمہاری طرف سے مجھے کچھ بدگمانی تھی بلکہ اس کے سبب دان و درتجربہ کار ہونے کی وجہ سے میں نے مصر کی گورنری دی تھی۔ لیکن اتفاق سے اس نے سفر آخرت اختیار کیا ہم اس سے بے حد خوش تھے اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی ہو اور نہ دو گنہ و ثواب عطا کر لے۔ تم پر لازم ہے کہ تم دشمنوں کے مقابلہ پر صبر و تحمل سے کام لو اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف حکمت و رنیک نصحت سے بلو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو اللہ سے ہی مدد کے خواہاں رہو وہ تمہارے ہم امور میں مددگار اور جس کا ہم نے تم کو والی بنایا ہے اس کا معین ہوگا۔

محمد بن ابی بکر کا جواب: محمد بن ابی بکر نے جواب لکھا کہ میں آپ کا فرمانبردار اور آپ کی رائے کا پابند ہوں اور جو شخص آپ کا مخالف ہوگا میں

① دیکھیں تفصیل حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بھیجنے کی (تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۵۴)۔ ② مصنف نے اس واقعہ کو ناممکن قرار دیا ہے جب کہ یہ واقعہ بنی عباس کے لئے حد ۲۰

۴۱۰ پر روایت کیا ہے مزید تفصیل کے لئے دیکھیں (تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۵۴) اور (مروج الذهب جلد ۲ صفحہ ۴۵۵)۔

اس سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہوں۔

مصر پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی لشکر کشی: ... قصہ مختصر جب حکمین نے فیصلہ کر دیا اہل عراق امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالف ہو گئے اور اہل شام نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے خلافت کی بیعت کر لی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مصر کو اس کی زرخیزی اور سرسبزی کی وجہ سے اپنے زیر قبضہ ممالک میں داخل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ مشورہ کے غرض سے ابوالاعور السلمی، حبیب بن مسلمہ، بشر بن ارطاة صحاک بن قیس، عبدالرحمن بن خالد، وسید در شریل بن اسط کو بلایا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کسی تجربہ کار شخص کو مصر پر فوج کشی کا حکم دے دو۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو مصر جانے کا حکم: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو ب دیا کہ مناسب یہ ہے کہ فوج کشی سے پہلے ہم ہوا خواہان عثمان بن عفان کے ساتھیوں سے خط و کتابت کر کے انہیں اپنا ہم آہنگ بنائیں اور دشمنوں سے صلح کی بات چیت کریں اور لڑائی سے ڈرائیں۔ اس کے بعد میدان کارزار میں برسر جنگ آئیں پھر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا، اے ابن العاص تمہاری محبت میں، بدعتوں پر کت۔ دیتا ہے بہتر ہوگا کہ تم مصر کا رخ کرو۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تمہارے نزدیک جو مناسب ہو کرو لیکن میرا خیال یہ ہے کہ مصر پر جنگ کے بغیر قبضہ حاصل نہیں ہوگا۔

مخالفین علی رضی اللہ عنہ سے خط و کتابت: مجلس درخواست ہونے کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ بن خدیج اور مسلمہ بن محمد کو خط لکھ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرنے پر شکر گزاری ظاہر کی۔ ان کو امیر المؤمنین کی مخالفت پر ابھارا اور امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان کا قصاص طلب کرنے پر قائم رہنے کی تاکید کی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ اور مسلمہ ان کا خط پا کر بہت خوش ہوئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مدد طلب کی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ارباب شور کو جمع کیا تو لوگوں نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص کو چھ ہزار کا لشکر دے کر مصر روانہ کیا اور روانگی کے وقت جلد بازی نہ کرنے اور آسانی اختیار کرنے کی ہدایت کی۔

عمرو بن العاص کا مصر پر حملہ: عمرو بن العاص شام کا لشکر لے کر مصر کے قریب پہنچ کر ایک میدان میں مقیم ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حامی آکر جمع ہو گئے۔ عمرو بن العاص نے اپنے خط کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خط کے ساتھ محمد بن ابی بکر کے پاس بھیجا۔ اپنے آنے اور سخت جنگ کی دھمکی دی تو محمد بن ابی بکر نے اپنے خط کے ساتھ دونوں خط کو دربار خلافت میں بھیج دیا۔ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے لشکر کو امداد بھیجنے کا وعدہ کیا اور نہایت استقلال و صبر سے لڑائی شروع کر دیا۔ چنانچہ محمد بن ابی بکر نے دو ہزار کے لشکر کے ساتھ کنانہ بن بشیر کو ہمہ کرنے کا حکم دیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ خدیج نے عمر رضی اللہ عنہ بن خدیج کا شاہی سواروں کا امیر بنا کر کنانہ کے روک تھام کے لئے بھیجا۔ شاہی سواروں نے کنانہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور جنگ شروع ہو گئی۔ کنانہ گھبرا کر پیدل ہو کر لڑنے لگے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

محمد بن ابی بکر کا اندوہناک قتل: یہ خبر محمد بن ابی بکر تک پہنچی تو ان کے ساتھی لشکر شام کے خوف سے ان سے عیحدہ ہو گئے اور محمد بن ابی بکر میدان جنگ سے بھاگ کر ایک ویران کھنڈر میں جا چھپے، ابن خدیج نے پہنچ کر گرفتار کر لیا۔ اور اور زنجیر سے باندھ کر فسطاط لائے۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کی سفارش لیکن عمرو بن العاص نے ان کی ایک نہ سنی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا۔ مگر ابن خدیج نے اس بدلہ میں کہ امیر المؤمنین عثمان کو محمد بن ابی بکر اور ان کے ساتھیوں نے پانی نہیں دیا تھا۔ ان کو بھی پانی نہیں دیا اور ایک مردار گدھے کی کھال میں ڈال کر انہیں جلا دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا محمد بن ابی بکر کے قاتلوں کے خلاف نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھا کرتی تھیں۔

محمد بن ابی بکر کی موت کی دوسری روایت: بعض مؤرخین کا یہ بیان ہے کہ جس وقت محمد بن ابی بکر کو شکست ہوئی تو وہ جبہ بن مسروق کے مقام پر جا کر چھپے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ بن خدیج نے اپنے ساتھیوں سمیت ان کا محاصرہ کر لیا۔ محمد بن ابی بکر بہادری کے جوش میں گھر سے نکل کر میدان میں آئے اور لڑ کر راہ آخرت اختیار کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ والوں کا رویہ: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کو جنگ کرنے کا

تھا۔ ورامہ دہیجے کا وعدہ کیا تھا۔ چنانچہ جناب موصوف نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ لوگوں کو اہل شام سے جنگ پر بھارا اور یہ ارشاد فرمایا کہ ہم کل صبح جرعد کی طرف روانہ ہوں گے تم لوگ بھی ہیں آجانا۔ چنانچہ آپ کو فہ سے صبح کو جرعد روانہ ہوئے اور دو پہر کے وقت پہنچے۔ قیام کی شام تک انتظار کرتے رہے مگر ایک شخص بھی نہ آیا۔

مالک بن کعب کی مصر روانگی: غروب آفتاب کے بعد واپس آئے اور شرفاء کو فہ کو جمع کر کے نصیحت و نصیحت کی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ٹرائی پر دوبارہ ابھارے۔ مالک بن کعب الارجمی نے دو ہزار آدمیوں کو تیار کر کے کہا آپ کے دشمنوں سے لڑنے کو تیار ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا چھاجو لیکن مجھے یہ امید نہیں ہے کہ تم محمد بن ابی بکر کی مدد پر ناپہنچ سکو گے۔ مالک بن کعب نے تھوڑا ہی راستہ طے کیا ہوگا۔ کہ حجاج بن رعد نصری سے ملاقات ہوئی یہ مصر سے آرہے تھے۔ انہوں نے محمد کے مارے جانے کا واقعہ بتلایا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مصر کی اطلاع اور اس کا صدمہ: اس کے بعد عبدالرحمن بن شیبہ فزاری جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے جو شام میں مخبری کی خدمت پر مقرر تھے۔ انہوں نے محمد کے قتل اور عمرو بن العاص کے مصر پر قبضہ کرنے کے تفصیلی واقعات بتلائے۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سخت صدمہ ہوا۔ اور آپ نے اسی وقت مالک بن کعب جو اس لشکر سمیت مصر جا رہا تھا واپس بلا لیا۔ اس کے بعد لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ مصر کی سرگزشت بیان کی اور ان کو سستی و غفلت پر ملامت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ تمہاری غفلت و کاہلی کا نتیجہ تھا کہ مصر ہمارے ہاتھ سے چلا گیا (یہ واقعہ ۳۷ھ کا ہے)۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ابن حضرمی کی بصری آمد: مصر کی فتح کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں عبداللہ بن الحضرمی کو بصری روانہ کیا۔ وہ یہ ہدایت کی کہ ازدوالوں کا دل بندھانا اور قبیلہ ربیعہ سے علیحدہ رہنا اس لئے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے طرف دار اور یہی خواہ ہیں۔ اہل بصری واقعہ جمل کی وجہ سے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ناراض تھے اور وہ بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف عثمان بن عفان کا قصاص طلب کر رہے تھے۔ بن حضرت عباس بصری کے گورنر تھے۔ لیکن زیاد کو اپنا نائب بنا کے کسی ضرورت سے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے تھے۔ ابن حضرمی کے آنے کی خبر سن کر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے حامی ان کے پاس جمع ہو گئے۔

ابن حضرمی کا خطاب اور ہنگامہ: ابن حضرمی حمد و نعت کے بعد لوگوں کو حضرت عثمان کا قصاص طلب کرنے پر ابھارنے لگے۔ ضحاک بن قیس ہمدانی نے قطع کلامی کر کے کہا، اللہ تجھ سے سمجھے؟ تو یہ کیا کہہ رہا ہے کیا تم ہم کو اتحاد کے بعد انتشار اور موت کی طرف بلاتا ہے تاکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ امیر بن جائیں۔ عبداللہ حازم السلمی نے غصہ ہو کر ضحاک سے کہا چپ ہو جا! تو یہ بات کہنے کے لائق نہیں ہے۔ پھر ابن الحضرمی سے مخاطب ہو کر کہا ہم تمہارے معین و مددگار ہیں تمہارا قول قابل قبول عمل ہے تم بے خوف ہو کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا خط پڑھو۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا خط اور لوگوں کا رد عمل: اس پر ابن الحضرمی نے معاویہ رضی اللہ عنہ کا خط نکال کر پڑھنا شروع کیا جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے فضائل اور ان کے انتظامات کی خوبیاں لکھی تھیں اور اہل بصری کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص طلب کرنے پر ابھار رہا تھا اور ان کے وظائف بڑھانے کا رنج دیا تھا۔ ابن الحضرمی جب خط پڑھ چکے تو اخف بن قیس نے کھڑے ہو کر کہا، میں اس رائے سے اختلاف کرتا ہوں۔ عمر رضی اللہ عنہ بن مرحوم چلا آئے، اے لوگو جماعت سے علیحدہ مت ہونا اور امیر المؤمنین کی بیعت نہ توڑنا۔ عباس بن حجر بولے، میں ابن الحضرمی کا معین و مددگار ہوں شعی بن مخزوم نے ابن الحضرمی کو مخاطب کر کے کہا تم ابن حجر کی پشت پناہی کرنے سے خوش مست ہو بلکہ بہتر ہے کہ جہاں سے آئے ہو وہیں چلے جاؤ۔ بن الحضرمی نے صبر و بن ازدی سے مخاطب ہو کر کہا کیا تم میری مدد نہیں کرو گے؟ جواب دیا کہ اگر میرے ہاں آ جاؤ گے تو میں ضرور مدد کروں گا۔

زیاد کا ان حالات میں اقدام: زیاد جو ابن عباس کی جگہ امیر بصری مقرر تھا یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر فتنہ ہونے سے ڈر کر حصین بن اعمش و مالک بن مسمع اور دوسرے سرداران بکر بن وائل کو بلا کر ابن الحضرمی آئے اور جلسہ عام کا مجرایاں کیا اور ابن الحضرمی کو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حکم نے تک اس فعل سے باز رکھنے کو کہا۔ حصین نے تو اس بات کو منظور کر لیا لیکن مالک بن مسمع نے نال مثل کر کے نال چاہا اس لئے کہ اس کا طبیعی جھجکا

بنی امیہ کی طرف تھا۔ زیاد نے گھبرا کر صبرہ بن شیمان کے پاس کہلوا یا کہ مجھ کو اور بیت المال کو اپنے امن میں لے لو۔ صبرہ نے کہا بہتر! بشرطیکہ تم اس کو میرے گھراٹھا لاؤ۔

حضرت علی بن ابی طالبؓ کے لشکر کی آمد اور ابن الحضر می کا قتل: زیاد نے بیت المال اور صبرہ کے گھر لے جا کر رکھا اور اسی قومی مسجد میں جمعہ پڑھنے لگے اور ان کی ہمت بندھا کر انہی لوگوں کا ایک لشکر مرتب کر لیا اور اس کی اطلاع امیر المؤمنینؑ حضرت علی بن ابی طالبؓ کو بھیج دی۔ آپ نے امین بن صبیحہ کو یہ ہدایت کر کے روانہ کیا کہ جس طرح ممکن ہو تمہیں اور ابن الحضر می کے درمیان پھوٹ ڈالو اور جو شخص اس کی مخالفت کرے اس سے بلا تامل لڑو۔ تو عین بن صبیحہ نے بصری پہنچ کر تمیم کو ابن الحضر می سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی تو ابن الحضر می کے ساتھی اس کے مخالف ہو گئے۔ ایک دن یہ دو دن لڑائی ہوتی رہی ابن الحضر می کو شکست ہو گئی۔ بعض لوگوں نے مکر و فریب سے بلا کر مار ڈالا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابن الحضر می کو خوارق نے قتل کیا تھا۔

زیاد بحیثیت گورنر فارس: جس وقت ابن الحضر می بصری میں مارے گئے اور امیر المؤمنین کے بارے میں لوگوں میں اختلاف بدستور قائم رہا تو اہل عجم نے ۲۹ھ میں اپنے گورنر سہیل بن حنیف کو نکال دیا اور امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالبؓ نے لوگوں سے مشورہ کیا تو جاریہ بن قدامت نے گزارش کی کہ زیاد کو فارس کا عامل بنا کر بھیجے۔ آپ نے اس بات سے اتفاق کر کے حضرت ابن عباس کو حکم دیا کہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ زیاد کو فارس کی طرف روانہ کرو۔ چنانچہ زیاد ایک لشکر جرار لے کر فارس کی طرف بڑھا۔ ایرانیوں میں سے بعض نے مقابلہ کیا کچھ لوگ مارے گئے کچھ بھاگ گئے جو باقی رہے انہوں نے اطاعت قبول کر لی۔ اس کے بعد زیاد نے کرمان کا رخ کیا اور اس کو بھی تلوار کے زور سے مطیع کر لیا اور ایرانیوں کے جوش کو جو دودھ جو اہل کی طرف اٹھا لیتا ہے اپنی تلوار سے بٹھا کر اسطر میں قلعہ زیار میں قیام پزیر ہوا۔

حضرت ابن عباسؓ بنی ہاشم پر جھوٹا الزام: ۳۰ھ میں عبداللہ بن عباس امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؓ سے ناراض ہو گئے اور علیحدہ ہو کر چلے گئے یہ ناگوار واقعہ اس طرح پیش آیا کہ ایک روز عبداللہ بن عباس ابوالاسود کے پاس ہو کر گزرتے اور کسی بات پر ناراض ہو کر اسے جھڑک دیا۔ ابوالاسود نے امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؓ کو شکایت لکھی کہ عبداللہ بن عباس نے ان کے قبضہ میں جو مال تھا وہ دربار خلافت کی اجازت کے بغیر خرچ کر ڈالا۔ امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالبؓ نے ابوالاسود کو شکریہ کا خط لکھا اور حضرت ابن عباس کو لکھا کہ مجھ سے شکایت کی گئی ہے کہ تم نے بیت المال کا روپیہ خرچ کر ڈالا ہے۔ میں نے شکایت کندہ کا نام بخوف فتنہ بھی ظاہر نہیں کیا تم یہ لکھو کہ یہ واقعہ کہاں تک صحیح ہے۔

حضرت ابن عباس کی جواب طلبی سے ناراضگی اور علیحدگی: ابن عباس نے جواب میں لکھا کہ جو خبر آپ کو پہنچی ہے وہ محض غلط اور بے بنیاد ہے۔ میں نے جس ماں کو صرف کیا ہے اس کا میں مالک و محافظ ہوں۔ امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالبؓ نے دوبارہ لکھا کہ اچھا تم یہ بتاؤ تمہیں یہ مال کہاں سے ملا، کیسے ملا، اور تم نے اسے کہاں رکھا ہے؟ حضرت ابن عباس نے جواب دیا میں آپ کے مطلب کو سمجھ گیا ہوں۔ میں ایسی گورنری نہیں کرنا چاہتا اس لئے جسے آپ من سب سمجھیں بھیج دیں اور یہ مال جو میں نے خرچ کیا ہے وہ میرا ہے اور مجھے اس کے خرچ کرنے کا حق حاصل ہے۔ ابن عباس یہ جواب لکھ کر مال و اسباب سمیت مکہ روانہ ہو گئے۔

اہل بصری کا تعاقب اور واپسی: اہل بصری نے مال چھیننے کی غرض سے تعاقب کیا تو قبیلہ قیس نے لٹکار کر کہا کہ جب تک ہم میں سے ایک آنکھ بھی دیکھنے والی باقی ہے حضرت ابن عباس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ صبرہ بن شیمان نے اپنی قوم سے کہا کہ قیس ہمارے بھائی ہیں اور ان کا عاقل مال لینے سے بہتر ہے آؤ ہم لوگ بصری لوٹ چلیں۔ صبرہ بن شیمان کے واپس ہوتے ہی قبیلہ بکر اور قبیلہ عبدالقیس بھی واپس ہو گئے۔ بنو تمیم کے چند لوگوں نے مزاحمت کی اور دودو چار چار ہاتھ چلے لیکن احنف نے درمیان میں پڑ کر لڑائی بند کروادی اور ان کو اپنے ساتھ بصری واپس لے گئے۔

امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؓ کی شہادت کی تاریخ: ۳۵ھ میں سترھویں یا گیارھویں رمضان المبارک یا ربیع الثانی کو امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالبؓ

شہید کر دیئے گئے۔ پہلی روایت دوسری روایتوں کے مقابلہ میں زیادہ صحیح ہے ①۔

قتلین کا مشورہ:۔۔۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کئے جانے کا یہ سبب ہوا کہ جب جنگ نہروان کے باقی جنگجو خوارج، عبداللہ بن مسلمہ مراہی، برک بن عبداللہ بن تمیمی جس کو حجاج بھی کہتے تھے۔ اور عمرو بن بکر تمیمی سعدی حجاز میں ایک مقام پر اکٹھے ہوئے اور اسد ام کے میروں اور بڑے لوگوں کے عیوب بیان کرنے لگے اور نہروان کے مقتولوں پر افسوس ظاہر کیا۔ بہت دیر تک خاموش اور مخموم بیٹھے۔ پھر ان میں سے ایک نے مہر سوت ڈر کر کہا کہ کاش ہم لوگ بھی اپنی جانوں پر کھیل کر ان گمراہوں کے سرداروں کو مار ڈالتے ہیں تو بہت اچھا ہوتا اس طرح مسکن ان کے ظلم سے نجات پا جاتے۔

ہدف کا تعین اور قتل کی تاریخ: ابن ملجم (یہ مصر کا رہنے والا تھا) بولا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے کافی ہوں۔ برک نے کہا میں حضرت معویہ رضی اللہ عنہ کا کام تمام کر دوں گا۔ عمرو بن بکر تمیمی نے حضرت عمرو بن العاص کو قتل کا بیڑا اٹھایا۔ اس کے بعد ان سب نے عہد و پیمان کیا کہ جب تک ہر شخص مظلوم شخص کو نہ مارے ورنہ وہیں مر جائے۔ اور یہ کام سترھویں تاریخ رمضان المبارک کو نماز فجر کے وقت انجام دیا جائے۔

شعیب اور ابن ملجم کی گفتگو: چنانچہ اس اقرار اور عہد کے مطابق ابن ملجم کو فدا آیا اور اپنے دوستوں سے ملا لیکن اپنے راز کو کسی پر ظاہر نہ کیا۔ پھر شعیب بن شجرہ تمیمی کے پاس گیا اور اپنے ارادے سے اس کو باخبر کر کے مدد کی درخواست کی۔ شعیب نے کہا تیری ماں مر جائے! تو کیسے ان کو شہید کرے گا؟ ابن ملجم نے جواب دیا کہ فجر کے قبل مسجد میں چھپ کر بیٹھ جاؤں گا پھر جس وقت وہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں آئیں گے میں فوراً حمہ کر دوں گا۔ پس اگر میں نے ان کو شہید کر دیا اور بچ کر نکل گیا تو ٹھیک ہے ورنہ شہادت نصیب ہوگئی۔ پہلی صورت میں لوگ ان کے ظلم سے نجات پا جائیں گے۔

شعیب اور ابن ملجم کا گٹھ جوڑ: شعیب نے کہا 'تف ہو تجھ پر! تو ایسے شخص کو مارنے آیا ہے جو اسلام میں پہل کرنے والے اور سب لوگوں سے افضل ہیں۔ ابن ملجم نے جواب دیا کیا خوب! کیا انہوں نے جنگ نہروان میں اللہ کے نیک بندوں کو قتل نہیں کیا؟ شعیب نے کہا ہاں کیا! پھر ابن ملجم نے کہا تو ان کو انہی مقتولوں کے عوض قتل کرنا چاہتے ہیں۔ شعیب اس کی باتوں میں آگیا اور اس کا ساتھی بن گیا۔

ابن ملجم اور اس کی محبوبہ کا گٹھ جوڑ: اس واقعہ کے بعد ابن ملجم کی نظر ایک حسین عورت ② پر پڑی جو قبیلہ تمیم رباب کی تھی۔ اس کے باپ اور بھائی جنگ نہروان میں مارے گئے تھے۔ ابن ملجم اس کو دیکھ کر فریفتہ ہو گیا اور نکاح کا پیغام دیا۔ عورت نے اس شرط پر منظور کیا کہ غلام اور ایک لونڈی مہر میں دے گا اور امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کرے گا۔ ابن ملجم نے کہا علی رضی اللہ عنہ کا قتل کرنا تو کچھ مشکل نہیں ہے میں اسی مقصد سے آیا ہوں بہت پہلی دو شرطوں پر مجھے اعتراض ہے اور وہ بٹے مجھ سے ادا نہ ہو سکیں گی۔ تو اس عورت نے کہا بہتر ہے تم اس آخر شرط کو پورا کر دو۔ اگر تم اس میں کامیاب ہو گئے تو کافی ہے۔

ابن ملجم اور اس کے ساتھی کمین گاہ میں: اس عورت نے مزید کہا کہ میں تمہارے ساتھ اپنے شخص کو مقرر کر دیتی ہوں جو تمہاری مدد کرے گا۔ یہ کہہ کر س نے اپنے قبیلہ سے وردان کو ابن ملجم کے ساتھ متعین کیا۔ جب وہ رات آئی جس میں ابن ملجم نے اپنے ساتھیوں سے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شہید کرنے کا حلف کیا تھا۔ یہ رات جمعہ کی رات تھی تو ابن ملجم شعیب اور وردان کے ساتھ مسجد میں آیا اور اس دروازہ کے قریب چھپ کر بیٹھ گیا۔ جس سے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں آتے تھے۔

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ: تھوڑی دیر کے بعد امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آواز بلند سے فرمایا۔

① حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یوم شہادت کے بارے میں مورخین کا جو اختلاف ہے اس کی تفصیلات کے لئے دیکھیں تاریخ طبری اور خلیفہ بن خیاط صفحہ ۱۹۸۔ مروج الذهب جلد ۲ صفحہ ۴۵۸ اور طبقات ابن سعد جلد ۲ صفحہ ۳۷۷۔ صحیح ترین تاریخ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کرم اللہ وجہہ کی) شہادت ۷ رمضان المبارک ۴۰ھ میں ہے۔ ② تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۸۳ میں اس عورت کا نام قطم بنت النجہ لکھا ہے۔

یہا الناس الصلوة۔ اے لوگو! نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ یہ سنتے ہی شیب نے لپک کر تلوار چلائی مگر آپ آگے بڑھ گئے تھے اور اس کا وار دروازہ پر لگا۔ ابن مجہم نے بڑھ کر پیشانی پر تلوار کا وار کیا اور چلا کر کہا، الحکم للک یا علیؑ والا لا صاحبک۔ (حکم صرف اللہ کے لئے ہے اے علیؑ تمہارے لئے اور تمہارے ساتھیوں کے لئے نہیں ہے) اور دان بھاگ کر اپنے گھر آ گیا اور اپنے بعد ساتھیوں سے واقعہ بیان کیا تو انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ شیب اندھیرے میں بھاگا ہو چلا تا جا رہا تھا لوگوں نے دوزو، پکڑو، چلاتا شروع کیا۔ ایک حضری شخص نے پہنچ کر شیب کی تلوار چھین لی اور اس کو گرفتار کر لیا۔ پھر اور لوگوں کو آتے ہوئے دیکھ کر اس خوف سے کہ لوگ مجھ ہی کو قاتل نہ سمجھیں اسے چھوڑ دیا اور موقع غنیمت پا کر بھاگ اور لوگوں نے ابن مجہم کو گرفتار کر لیا۔

حضرت علیؑ نے زخمی ہونے کے بعد: امیر المؤمنین علیؑ نے زخمی ہونے کے بعد جعدہ بن ہبیرہ (اپنے ہم شیرہ ام ہانی کے بیٹے) کو نماز پڑھانے پر مقرر فرمایا۔ جعدہ نے نماز پڑھائی لوگ آپ کو گھراٹھا لائے اور اس وقت سورج نکل آیا تھا۔ مجہم کو پیش کیا گیا آپ نے ارشاد فرمایا، اے اللہ کے دشمن! تجھ کو کس چیز نے میرے قتل پر آمادہ کر دیا؟ ابن مجہم نے عرض کی میں نے اس تلوار کو چالیس روز تک تیز کیا تھا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ اس سے وہ شخص مارا جائے جو مخلوق کا بدترین شخص ہے۔ آپ نے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ تو بھی اس تلوار سے مارا جائے گا۔ پھر حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا اگر میں اس زخم سے مر جاؤں تو تم بھی اس کو مار ڈالنا جیسا کہ اس نے مجھے مارا ہے اور اگر میں بچ گیا تو میں جیسا مناسب سمجھوں گا کروں گا۔

حضرت علیؑ کی وصیتیں: اے بنی عبدالمطلب! مسلمانوں کی خوزیزی کی ترغیب لوگوں کو نہ دینا اور بہانہ مت اٹھانا کہ امیر المؤمنین شہید ہو گئے ہیں بدھ سوائے میرے قاتل کے اور کسی کو مت مارنا۔ اے حسن! اگر میں اس زخم سے مر جاؤں تو بھی اسی کی تلوار سے ایسا ہی ایک وارہ مارنا اور مثلہ ہرگز نہ کرنا کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ ایاکم والمثلۃ (مثلہ کرنے سے بچو)۔

ام کلثوم اور ابن مجہم کی گفتگو: ام کلثوم بنت امیر المؤمنین علیؑ نے ابن مجہم سے خطاب کر کے کہا، اے اللہ کے دشمن! میرے باپ کو تو نے شہید کیا ہے ان کا کوئی نقصان نہیں ہوا مگر اللہ تعالیٰ تجھے قیامت میں رسوا کرے گا۔ ابن مجہم نے جواب دیا پھر کیوں رو رہی ہو۔ واللہ میں نے یہ تلوار ایک ہزار میں خریدی تھی اور چالیس روز تک برابر ہر میں بجھاتا رہا ہوں۔ اگر تمام اہل شہر پر یہ وار پڑ جاتا تو ان میں ایک بھی باقی نہ رہتا۔

صاحب زادوں کو وصیت: اس دوران جندب بن عبد اللہ آگئے اور انہوں نے امیر المؤمنین حضرت علیؑ سے دریافت کیا اگر آپ خدا نخواستہ ہم سے جدا ہو جائیں تو ہم کیا حسن کی بیعت کریں گے؟ ارشاد کیا نہ میں اس سے منع کرتا ہوں تم خود سمجھو دار ہو پھر حضرت حسنؑ اور حسینؑ کو طلب کر کے فرمایا۔ میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں ❶ اور یہ کہ تم لوگ دنیا میں مبتلا نہ ہو نا اگر چہ وہ تم کو مبتلا کرنا چاہے اور دنیا کی کسی چیز کے حاصل ہونے پر افسوس نہ کرنا، ہمیشہ حق کہنا، قیموں پر رحم کرنا، بے کسوں کی مدد کرنا، ظالم کے دشمن رہنا، مظلوم کے معین و مددگار رہنا، کتاب اللہ پر عمل کرنا، اللہ تعالیٰ کے احکام پر ملامت کرنے والوں کی ملامت سے ڈرنا۔ پھر محمد بن الحنفیہ سے مخاطب ہوئے میں تم کو بھی انہی باتوں کی وصیت کرتا ہوں اور ان دونوں بھائیوں کی تعظیم کرنے کی ہدایت کرتا ہوں ان کا حق تم سے زیادہ ہے کوئی بات ان کی مرضی کے خلاف نہیں کرنا۔ اس کے بعد حسن و حسین کی ابن الحنفیہ کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی پھر حسن کو تھوڑی دیر تک کچھ سمجھاتے رہے۔

حضرت علیؑ کی شہادت: جب وفات کا وقت قریب آیا تو ایک عام وصیت تحریر کی اور سوائے لا الہ الا اللہ کے دوسرا کلمہ زبان سے نہ نکلا یہاں تک کہ انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

قتل ابن مجہم کی جہنم رسیدگی: امیر المؤمنین حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد ابن مجہم کو حسن بن علیؑ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے عرض کی کہ آپ اگر مجھے تھوڑے دنوں تک زندہ رکھیں گے تو آپ کو کوئی نقصان تو نہیں ہوگا؟ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ حضرت معاویہؓ اور حضرت علیؑ کو مار ڈالوں گا۔ چنانچہ حضرت علیؑ کا کام میں نے تمام کر دیا اب حضرت معاویہؓ باقی رہ گیا ہے۔ تم مجھے اتنی مہلت دو کہ میں

اپنا وعدہ پورا کروں پس اگر میں نے اس کو مار ڈالا اور زندہ بچ گیا تو میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ تمہارے پاس چلا آؤں گا۔ حضرت حسن نے کہا نہیں! ونداب تو دوزخ ہی کی سیر کرے گا یہ کہہ کر آپ نے اس کو آگے بڑھایا اور ایک ہی وار میں کام تمام کر دیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر حملہ: ابن ملجم کا دوسرا ساتھی برک بن عبد اللہ جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا بیڑا اٹھا کر شام گیا تھا۔ اس نے اسی رات فجر کے وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا لیکن اتفاق سے زخم کاری نہ پڑا۔ گولیوں پر معمولی ساز خیم آیا انہوں نے پلٹ کر برک کو گرفتار کر لیا۔ برک نے خوف زدہ ہو کر کہا میں آپ کو خوشخبری سناتا ہوں اگر تم نے اس کے عوض مجھ کو کوئی فائدہ پہنچا سکو تو (مطلب یہ تھا کہ رہا کر دو) اور یہ ہے کہ سب کو یہی میرے ایک بھائی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے متعجب ہو کر کہا شاید وہ اس فعل پر قادر نہ ہو سکے گا۔ برک نے جواب دیا یہ ناممکن ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوئی محافظ نہیں رہتا اس کی یہ بات پوری ہوتے ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے حکم سے برک کو قتل کر دیا گیا۔ بعض مؤرخین کا یہ بیان ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے برک کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے تھے اور یہ زیادہ کے زمانہ تک زندہ رہا تھا اور زیادہ ۱۰ نے اس کو بصری میں قتل کیا تھا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا علاج: غرض معالج کے لئے طیب حاضر ہوا۔ اس نے زخم کی صورت دیکھ کر کہا اس کا علاج اسی دوا ہی صورت سے ہو سکتا ہے یا تو داغ دیا جائے یا آپ دوا پینا اختیار کیجئے۔ مگر آئندہ اس دوا کی وجہ سے تو والد و ناسل کا سلسلہ بند ہو جائے گا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری آنکھ یزید اور عبد اللہ کو دیکھ کر ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ لیکن آگ کا داغ نہ برداشت ہوگا۔ تم مجھے دوا دے دو۔

دربان اور محافظ کی تقریر: اس واقعہ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دربان رکھے، باڈی گارڈ مقرر کئے پولیس کا پہرہ نماز کی حالت میں بھی رہنے لگا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ایمانی شخص نے اسی وجہ سے مروان بن الحکم کو نیزہ مارا تھا۔ اس وجہ سے سب سے پہلے مروان بن الحکم نے ۴۴ھ میں دربان اور باڈی گارڈ مقرر کیا تھا۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی جگہ خارجہ کا قتل: تیسرا رفیق ابن ملجم کا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بن بکر تھا اسی رات میں وہ بھی حضرت عمرو بن العاص کو قتل کرنے کے لئے چھپ کر بیٹھا تھا۔ اتفاق یہ ہوا کہ اس رات کو بیماری کی وجہ سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے مسجد میں نہ آئے اور اپنے ایک فوجی افسر خارجہ بن ابی حبیب بن مامر بن لوی کو نماز پڑھانے کے لئے بھیج دیا۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بن بکر نے اس غریب پر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے شبہ میں توار چلائی اور ایک ہی وار میں کام تمام کر دیا۔ لوگ اس کو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے گرفتار کر کے لائے۔ انہوں نے پوچھا کون مارا گیا؟ لوگوں نے کہا خارجہ، اس پر عمرو بن بکر چونک کر بولا کہ افسوس میں نے تمہارے شبہ میں اس کو مار دیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا تو نے عمرو بن العاص کے مارنے کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے خارجہ کا۔ یہ کہہ کر اس کے قتل کا حکم دے دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عمال: امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت آپ کی عمال کی تفصیل یہ ہے۔ بصری میں عبد اللہ بن عباس (ان کی حیثیت کے بعد دوسرے کی تقرری کی نوبت نہیں آئی تھی) اور یہاں کے عہد قضاء پر ابوالاسود الدولی، فارس میں زیادہ سمیع، یمن عبد اللہ بن عاص جب تک ہرین رطہ کا واقعہ نہیں پیش آیا تھا مکہ اور طائف میں نعم بن عباس مدینہ میں ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ یا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حلیہ و نسب: گندی رنگ، قد چھوٹا، آنکھیں بڑی، ہنس کھ اور خوبصورت تھے۔ حسین گھنے بال تھے تھنی ڈاڑھی تھی بازو اور پنڈلیوں پر گوشت تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علی المرتضیٰ نسبتاً نہایت قریب تھے ان سے زیادہ خلفاء راشدین میں سے کوئی اور اتنے قریب نہیں تھے دوسری ہی پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ یہ بیٹے ہیں ابوطالب کے، جن کا نام عبد المناف تھا اور عبد المناف اور عبد المطلب بن ہاشم کے بیٹے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا تھے۔ جیسا کہ مرتضیٰ باپ کی جانب سے ہاشمی تھے ویسا ہی ماں کی طرف سے بھی ہاشمی تھے ماں کا نام فاطمہ تھا جو اسد بن

۱۔ ابن اثیر (تاریخ الکامل جلد ۲ صفحہ ۴۴) میں ہے کہ زیادہ سے اسے یہ کہہ کر قتل کیا کہ یہ ممکن ہے کہ تیری تو اواد ہو اور امیر المؤمنین کی اولاد نہ ہو۔ ۲۔ تاریخ کامل ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۲۰۱

ہاشم کی بیٹی تھی یہ پہلے خلیفہ ہیں کہ جن کے ماں اور باپ دونوں ہاشمی تھے۔

اسلام آپ سبقتین اسلام میں سے تھے جیسا کہ بوڑھوں میں سے سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ عورتوں میں ام المومنین حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ویسے ہی نوعمروں میں سے آپ رضی اللہ عنہ سب سے ایمان لائے تھے ہجرت کی رات آپ رضی اللہ عنہ ہی بستر نبوی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے سوئے تھے۔ مشرکین مکہ کو سورۃ براۃ سنانے میں آپ رضی اللہ عنہ ہی کو مقرر کیا تھا زبور علم سے آراستہ تھے اور لباس تقویٰ سے پیراستہ سخاوت و شجاعت کا مادہ گھٹی میں پڑا ہوا تھا اگر اندرونی نزاعات پیش نہ آتے تو آپ رضی اللہ عنہ ایک عالم کو منہاج النبوت پر چلاتے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی عمر اور مدت خلافت: مورخین کا بیان ہے کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت تین مہینے کم پانچ ساں رہا اور یہ سارا زمانہ خانہ جنگیوں اور فسادات کو دور کرنے میں خرچ ہو گیا تریسٹھ برس کی عمر پائی۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ آپ کی عمر ۵۹ سال تھی۔ کوئی کہتا ہے ۵۸ برس کی عمر میں آپ شہید کئے گئے اس کے علاوہ لوگوں نے مختلف روایتیں کیں ہیں۔ لیکن پہلی روایت صحیح ہے شہید ہونے کے بعد حسن حسین اور عبداللہ بن جعفر (رضی اللہ عنہ) نے نہلایا تین کپڑوں میں کفن دیا اور آپ کے خلف اکبر امام حسین نے نماز پڑھائی اور مسجد کے قریب دفن کئے گئے اور بعض مورخین کا بیان ہے کہ قصر میں مدفون کئے گئے۔

ازواج و اولاد: سب سے پہلے جس سے آپ نے نکاح کیا وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں ان کے لطن سے چار اولادیں ہوئیں دو لڑکے حسن و حسین رضی اللہ عنہما اور دو لڑکیاں زینب الکبریٰ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما۔ پھر حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بعد امام البنین بنت حرام کلابیہ سے نکاح کیا جس سے چار لڑکے عباس، جعفر عبداللہ، اور عثمان پیدا ہوئے۔ یہ معرکہ کربلا میں اپنے بھائی حسین کے ساتھ شہید ہوئے۔ تیسری بیوی آپ کی لیلیٰ بنت مسعود بن خالد نہشلیہ تھیں۔ دو بیٹے عبداللہ اور ابو بکر ان کے لطن سے پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی معرکہ کربلا میں اپنے بھائی حسین کے ساتھ جام شہادت نوش کیا۔ چوتھی شادی آپ نے آسمہ بنت عقیس خثعمیہ سے کی جس سے محمد الاصفہ اور یحییٰ پیدا ہوئے اور معرکہ کربلا میں شہید ہوئے بعض مورخین نے کہا ہے کہ انہی کے لطن سے آپ کے بیٹے عون بھی پیدا ہوئے تھے۔ واللہ اعلم۔ پانچواں نکاح امامہ بنت ابی العاص بن ربیع بن عبداللہ بن الغریٰ عبد شمس سے کیا ان کی ماں زینب بنت رسول اللہ تھیں ان سے محمد الاوسط پیدا ہوئے اور محمد الاکبر بن علی رضی اللہ عنہ جن کو ابن الحنفیہ کہتے ہیں ان کی ماں کا نام خولہ بنت جعفر تھا جو قبیلہ حنیفہ سے تھیں اور صہبار بنت ربیعہ تغلبیہ سے آپ کے بیٹے عمر اور بیٹی رقیہ پیدا ہوئے آپ کی آٹھویں بیوی کا نام سعد بنت عروہ بن مسعود سقفیہ ہے جن سے ام الحسن، رملۃ الکبریٰ، ام کلثوم صغریٰ پیدا ہوئیں۔ نواں نکاح آپ کا حجبہ بنت عمر القیس بن عدی کلابیہ سے ہوا ان کے لطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا لڑکپن میں ہی انتقال ہو گیا ان لڑکیوں کے علاوہ اور بھی لڑکیاں تھیں جن کا نام نہیں بیان کیا گیا۔ غرض آپ کے کل چودہ بیٹے اور سترہ بیٹیاں پیدا ہوئیں لیکن نسلی سلسلہ میں حسن و حسین محمد بن الحنفیہ عباس بن کلابیہ اور عمر ابن التغلبیہ سے چلا۔ باقی کی اولاد باقی نہ رہی یعنی ان سے سلسلہ سل نہیں چلا۔

حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہما کی خلافت: امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کی جماعتوں نے بلا اتفاق حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت ❶ کر لی۔ سب سے پہلے قیس بن سعد نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھا کر کہا: بسم اللہ و بسم اللہ و سنت رسولہ و قتال الملحدین ❷۔ حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: علی کتاب اللہ و سنتہ رسول و باتیان علی کل شرط ❸۔ اس کے بعد اور لوگ بھی بیعت کرنے لگے آپ فرما رہے تھے تم لوگو! میرے احکامات کرتے رہنا میری اطاعت کرنا جس سے میں صلح کروں اس تم بھی صلح کرو اور جس سے میں جنگ کروں تم بھی اس سے جنگ کرنا۔ ان باتوں سے لوگوں کو شک و شبہ پیدا ہو گیا سرگوشیاں کرنے لگے اور کہنے لگے یہ تمہارا میر نہیں ہے اور نہ یہ جنگ کا ارادہ رکھتا ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیعت لینا: امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حال معاویہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے اپنی خلافت کی

❶ ام حسن رضی اللہ عنہا پر سریر خلافت پر ۴۰ ہجری میں ممکن ہوئے تھے، از ابن اثیر۔ ❷ اپنا ہاتھ بڑھائیے تاکہ آپ کے ہاتھ پر اللہ کی کتاب اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت و حدود کو قائل کرنے کے بارے میں بیعت کریں۔ ❸ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر اور تمام شرائط کو پورا کرنے پر بیعت کرو۔

بیعت اہل شام سے لی اور اسی دن امیر المؤمنین کا خطاب اختیار کیا لیکن صحیح یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکمین کے فیصلے کے بعد اپنی خدفت کی بیعت کی تھی شہادت کے چالیسویں دن اشعث بن قیس کنڈی بھی جو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی تھے انتقال کر گئے اور ان کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کے ساتھ شرجیل بن السمط لاکندی بھی انتقال کر گئے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی مقابلے کے لئے روانگی: شہادت سے چند دن پہلے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شام پر حملہ کرنے کے ارادے سے مسلمانوں کا ایک لشکر تیار کیا تھا اور چالیس ہزار آدمیوں سے جنگ اور موت کی بیعت لی تھی لیکن اتفاق سے، بھی لشکر کشی کی نوبت بھی نہ آئی تھی کہ شہید ہو گئے۔ چنانچہ جب لوگوں نے حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تو امیر معاویہ اہل شام کو لئے کرکوفہ کی طرف بڑھے۔ امام حسن بھی وہیں پہنچنے کے ارادے سے کرکوفہ سے نکلے۔ ان کے ساتھ مقدمہ انجیشن پر بارہ ہزار سپاہی تھے ان میں سے قیس بن سعد، و بعض مؤرخین کے تو۔ کے مطابق عبداللہ بن عباس تھے۔ ساتھ پر قیس تھے۔

قیس کی شہادت کی افواہ اور عراقیوں کا حسن پر حملہ: مدائن پہنچنے اور قیام کرتے ہی یہ مشہور ہو گیا کہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اس خبر کو مشہور ہونا تھا کہ شکر میں جہان کی کیفیت طاری ہو گئی اور لشکر ایک دوسرے سے الگ گیا چند لوگ امام حسن رضی اللہ عنہ کے خیمے کی طرف جھپٹے جو کچھ پاپا لوٹ سیا اندر گھسے تو اس بے بسر اور چادر کو بھی چھین لیا تھا جس پر آپ رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے اور جس کو آپ اوڑھے ہوئے تھے۔ بعضوں نے ناعاقبت اندیشی سے آپ رضی اللہ عنہ کی ران میں نیزہ بھی مار دیا۔ ربیعہ اور ہمدان آپ کی حمایت کے لئے اٹھے تو اباشوں کا گردہ منتشر ہو گیا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کو ایک تخت پر ٹھہ کر مدائن لایا گیا جہاں آپ رضی اللہ عنہ نے قصر ابیض میں قیام کیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اقتدار حوالے کرنے کا خط: شور و غل ختم ہونے کے بعد امام حسن رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی خود رانی منافقت کی وجہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میں خلافت و حکومت سے دستبردار ہونا چاہتا ہوں بشرطیکہ آپ وہ سب کچھ مجھے دے دیں جو کوفہ کے بیت المال میں ہے۔ (اس وقت بیت المال میں پانچ لاکھ دینار موجود تھے) اور دارالحرہ فارس کے حضرات کا خراج مجھے معاف کر دیں اور میرے والد بزرگ کو میرے سامنے سخت و ناپسندیدہ کلمت سے یاد نہ کریں۔ خط روانہ کرنے کے بعد اپنے بھائی حسین رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن جعفر سے اس کا تذکرہ کیا لوگوں نے سمجھ پایا لیکن وہ اپنی رائے پر قائم رہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو خط: اس خط کے پہنچنے سے چند دن پہلے ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک سادہ کاغذ پر دستخط کر کے اور مہر لگا کر عبداللہ بن عامر کے ذریعے امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج چکے تھے اور علیحدہ یہ تحریر کیا تھا کہ آپ کو جو شرط منظور ہو اس سادہ کاغذ پر لکھ دیجئے ہم سے منظور کر لیں گے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے اس سادہ کاغذ پر جس کے نیچے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دستخط اور مہر تھے پہلی شرطوں سے دو گنی شرائط لکھیں۔ چنانچہ جب امام حسن رضی اللہ عنہ نے امارت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کرنے کے بعد میں بڑھائی ہوئی شرط منانی چاہیں تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خط کی شرائط پر عمل کیا اور کہا کہ یہ وہی ہے جو آپ طلب کرتے ہیں۔

اہل عراق کا امام حسن رضی اللہ عنہ کو خراج دینے سے انکار: امارت حوالے کرنے کے بعد بصری نے دارالحرہ کا خراج دینے سے انکار کر دیا اور یہ عذر پیش کیا کہ وہ تو ہمارا مال غنیمت ہے ہم وہ مال آپ کو نہیں دے سکتے۔ آپ نے اہل عراق کو جمع کر کے خطبہ دیا اور حمد و رد کے بعد بیان فرمایا:

اہل ۱) العراق منحنی نفسی عنکم جلا ث قتل ابی وطعنی والتهاب بیتی۔ پھر فرمایا، ال ۲) وقد اصبحتم بین

قتیلین قتیل بصفین تبکون له و قتیل بالھر وان تطلبون بثاره و اما الهاقی فخاذل و اما الباکی فتاترون معاویة

۱) یہ واقعہ ۳۱ھ کا ہے بن امیر۔ ۲) اے اہل عراق میں نے تمیں بارہم سے درگزر کیا تم نے میرے باپ کو مارا مجھے نیزہ مارا میرا گھر لوٹا۔ ۳) جان کو کہ تم نے دو قسم کے مقتولوں کے درمیان صلح کی۔ (۱) مقتولین صفین جس کے لئے رو رہے ہو اور (۲) مقتولین نہروان کے جس کا تم معاوضہ طلب کر رہے ہو، اور جہاں ہیں خدو ہیں اور نہ رونے والے برہہ لینے دے ہیں در حضرت معاویہ نے ایک معاملہ پیش کیا ہے جس میں نہ تو عزت ہے اور نہ انصاف۔ چنانچہ اگر تم موت پر راضی ہو ہم اس بات کو قبول نہ کریں اور ان سے اند تہوں کے بھروسہ پر تلواروں سے فیصلہ کریں اور اگر زندگی چاہتے ہو تو ہم اس کو قبول کر لیں اور تمہاری رضامندی حاصل کریں۔

دعانا الی ام لیس فیہ عز ولا نصفۃ فان اردتم الموت رددنا علیہ وحاکمناہ الی اللہ یظی امیوف السیوف
وان اردتم الحیوۃ قبلنا واخذنا لکم الرضی۔

لوگوں کی صلح پر رضا مندی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت: لوگوں نے ہر طرف چلا کر کہا صلح قائم
کھئے۔ چنانچہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے چھ مہینے میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ آئے اور لوگ بھی بیعت
شریک ہو گئے۔

یس بن سعد کو بیعت کرنے کا حکم: امام حسین رضی اللہ عنہ نے قیس بن سعد کو (جو مقدمہ انجیش کے افسر تھے) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اطاعت قبول
رہنے اور ان کے بیعت کرنے کے بارے میں لکھ بھیجا۔ قیس نے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے اس خط کو پڑھا اور مشورہ کرنے کے لئے ان کو مخاطب
رکے کہا ہم لوگوں کے لئے بغیر امام کے لڑنا مناسب ہے یا کہ امام گمراہ کی اطاعت کرنا۔ جواب دیا امام گمراہ کی اطاعت کرنا، جواب دیا "امام گمراہ کی
اطاعت" قیس بن سعد یہ سن کر واپس آ گئے۔ بیعت لینے کے بعد عمرو ابن العاص کے کہنے سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو خطبہ
دینے کے لئے کھڑا کیا تاکہ لوگوں پر وہ اپنی معذوری کا اظہار کریں امام حسن رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر حمد و درود کے بعد کہا:

ایہا الناس ان اللہ ہدایکم ہدانا وحقن دماءکم باخبرنا وان لہذا لامرۃ والد نیادول واللہ عزوجل بقول
لنبیہ وان ادری لعلہ فتنۃ لکم ومتاع الی حین۔ ①

جب اس جمعے پر پہنچے تو امیر معاویہ نے آپ کو بٹھالیا کیونکہ انہوں نے اس کے خلاف خیال ظاہر کیا تھا۔

م حسن رضی اللہ عنہ کی وفات اور زہر دینے کی جھوٹی روایت: اس واقعہ کے بعد امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے اہل بیت اور جملہ متبعین کے ساتھ
یہ منورہ روانہ ہوئے اہل کوفہ تھوڑی دور تک روتے ہوئے پہنچانے آئے اس کے بعد جناب موصوف تاحیات مدینہ میں مقیم رہے حتیٰ کہ ۴۹ھ میں
ابوالفرح اصفہانی کی روایت کے مطابق ۵۵ھ میں انتقال فرما گئے اور جو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کی بیوی جعدہ بنت الاشعث نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
ساتھ سازش کر کے امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دے دیا تھا تو یہ شیعوں کی روایت ہے جس کی کوئی اصلیت کہیں نہیں پائی جاتی۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان جھوٹی
اسات سے بالکل پاک ہیں ②۔

س بن سعد کی مشترکہ بیعت: قیس بن سعد چند دنوں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے سے رکے رہے اور عبداللہ بن عباس بھی اس رائے
میں متفق تھے لیکن جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عامر کو لشکر جہاد عبداللہ بن عباس کی طرف روانہ کیا تو عبداللہ بن عباس نے خط و کتابت کر کے
منہ حاصل کر لی۔ رات کے وقت تنہا اپنے لشکر سے نکل کر عبداللہ بن عامر خیمہ میں آئے اور ان کے ساتھ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے۔

س بن سعد کا لشکر کو تیار رہنے کا حکم: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روانگی کے بعد قیس بن سعد لشکر کے امیر بنے قیس بن سعد نے سارے لشکر
میں منع کر کے کہا جب تک امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گروہ قوم کے جان و مال کے محفوظ ہونے کی یقین دہانی نہ کرادیں اور گزشتہ
دنوں میں جو کچھ ان سے ہوا ہے اسے معاف نہ کر دیں اس وقت تک تم لوگ میرے ساتھ مل کر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ پر صرف آراء رہنا۔ لشکروں نے
مدلی سے شرط قبول کر لیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کرنے پر بیعت کی۔

سے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہمارے بزرگوں کے ذریعے ہدایت دی اور ہمارے بعد کے لوگوں نے تمہارا خون بہایا اور اس کام کی مدت مقرر کی ہے اور دنیا تو ایک ملک ہے اور اللہ
پنے نبی سے فرماتا ہے۔ ③ قاضی ابوبکر ابن ابی العوامم الواقواہم صفحہ ۲۱۳ میں فرماتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ کسی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دے دیا تھا تو یہ دو وجوہ کی بنا پر محال
ہے۔ (۱) یہ کہ خلافت آپ کے حوالے کر چکے تھے اور آپ کو اب کسی سے کوئی خطرہ بھی نہ تھا تو زہر دینے کے کیا معنی (۲) یہ ایسا معاملہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا پھر بلا دلیل
ایسے شخص پر الزام کیوں لگایا جائے جو ہم سے بہت پہلے ایسے زمانے میں گزرا ہے جس کے بارے میں ہم کسی شخص پرست قائل کی بات کا یقین نہیں کر سکتے اور پھر یہ حالت بھی فتنہ کے
نے کی جس میں جھوٹ سچ خبریں پھیلتی ہی ہیں۔ بہر حال مؤلف اس زہر دینے والی روایت کو تسلیم نہیں کرتے چنانچہ علامہ ابن خلدون کا بھی یہی خیال ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور قیس کی صلح: رفتہ رفتہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک یہ خبر پہنچی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جنگ کی رائے دی۔ میر معاویہ نے کہا اس میں بہتری نہیں جنگ کرنے میں انہی لوگوں کی تعداد کے برابر اہل شام بھی مارے جائیں گے۔ پھر ایک قاصد کو بلا کر سادہ کاغذ پر مہر و دستخط کر کے قیس بن سعد کے پاس بھیجا کہ جو شرط آپ کو منظور ہو لکھ دو۔ قیس نے اپنے اور اپنے تمام ساتھیوں کے لئے امان طلب کی مال وغیرہ کچھ نہیں مانگا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو امان دی۔ چنانچہ قیس نے ان تمام ساتھیوں کے ساتھ بیعت کر لی اس کے بعد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اور انہوں نے بھی بیعت کی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین اور عام الجماعة: مختصر یہ کہ اسی طرح سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کامل و مستقل ہو گئی اور سب مسلمانوں نے ان کی خلافت بیعت کی یہ واقعہ ۴۱ھ کا ہے اسی وجہ سے اس سال کو عام الجماعة کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس کے بعد خوارج نے چاروں طرف سے خروج کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی۔ تباہ برباد کیا جس کو ہم آئندہ ان کے حالات کے سلسلے میں بیان کریں گے کیونکہ ہم نے اپنی کتاب میں یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ ہر گروہ اور خاندان حکومت کے حالات علیحدہ علیحدہ لکھیں گے۔

مصنف کی وضاحت: خلافت اسلامیہ کے عہد میں جو کچھ فتوحات اور جنگیں ہوئی تھیں اور پھر اتفاق اور اجتماع ہوا تھا اس کا یہ آخری کلام ہے میں نے تفصیلی مختصر حالات لکھے ہیں وہ اکثر تاریخ محمد بن جریر طبری تاریخ کبیر کا خلاصہ ہے کیوں کہ فن تاریخ میں جتنی کتابیں میں نے لکھی ہیں ان میں سے اسی کو قابل اعتماد پایا ہے اور امت کے بزرگوں اور نیک لوگوں عدول صحابہ اور تابعین کو برا بھلا کہنے سے اس کو دور دیکھتے ہوں۔ اکثر مؤرخین کے کلام میں ایسے واقعات مل جاتے ہیں جس سے خواہش پرستوں کو ان بزرگوں کے حق میں شک و شبہ اور بدظنی پیدا ہوتی ہے اس وجہ سے وہ قابل نہیں ہیں کہ کتابوں میں ان کی روایت نقل کی جائے۔ میں نے بعض جزوی حالات طبری کے علاوہ لوگوں کی کتابوں سے بھی حتی الامکان صحیح کر کے اخذ کئے ہیں اور جب میں نے کسی کا قول نقل کیا ہے تو اس کو اس کے قائل کی طرف منسوب کر دیا ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور کو خلفاء راشدین سے علیحدہ ذکر کرنے کی وجہ: مناسب تو یہ تھا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حالات بھی خلفاء سابقین کے حالات کے ساتھ ہی بیان کر دیئے جاتے کیونکہ فضیلت عدالت اور صحابیت میں یہ ان کے تابع تھے اور خلافت کی حدیث میں بعدی شمار ان کی طرف توجہ نہ کرنا چاہئے کیونکہ انس کا صحیح ہونا ثابت ہے نہیں اور حق یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا شمار خلفاء میں ہے ورمؤرخین نے اپنی تالیفات میں ان کے دور کو دو وجہ سے علیحدہ کر کے لکھا ہے اول یہ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں خلافت بوجہ غلبہ اور عصبیت قائم ہوئی تھی جو اتفاق سے زمانے میں پیدا ہو گئی تھی اور اس سے پہلے انتخاب و اجتماع اور اتفاق سے خلافت قائم کی جاتی تھی لہذا مؤرخوں نے دونوں حالتوں کو ایک دوسرے سے الگ الگ بیان کیا ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور خلافت راشدہ ہے ملوکیت نہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ ہیں جو بزرور غلبہ اور عصبیت مسند خلافت پر متمکن ہوئے جن کو مخالفین ملوک (یعنی بادشاہ) تعبیر کرتے اور بعض کو بعض سے تشبیہ دیتے ہیں۔ ماشاء اللہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کے بعد کے خلفاء سے تشبیہ نہیں دی جاسکتی۔ یہ خلفاء راشدین میں سے ہیں ان کو ان خلفاء مروانیہ سے تشبیہ دینا جو ان کے بعد ہوئے اور ان سے مرتبہ اور دین میں حد درجہ کم ہے نہایت غلطی ہے، اور ایسا ہی خلفاء بنی عباس سے بھی جو ان کے بعد ہوئے ہیں تشبیہ دینا مناسب نہیں ہے۔

بادشاہت (ملوکیت) کی اصل تعبیر: اور یہ نہیں کہا جاسکتا کہ بادشاہت کا رتبہ خلافت سے کم ہے لہذا بادشاہ خلیفہ کیسے بن سکتا ہے سمجھ دیجئے کہ جو بادشاہت کے مخالف بلکہ خلافت کے منافی ہیں وہ جبروتیت ہے جو کسرویہ سے تعبیر کی جاتی ہے جس کی وجہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے

اس لئے کہ اس حدیث کا راوی سعید بن جہمان ہے جو سفینہ سے روایت کر رہا ہے اور اس سعید جہمان کے ثقہ اور غیر ثقہ ہونے کے بارے میں اختلاف ہے بعض بتے ہیں کہ لامس یعنی کوئی حرج نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ ثقہ ہے امام ابو حاتم فرماتے ہیں شیخ الاصبیح یعنی اس قابل نہیں کہ ان کی حدیث کی جائے اس کی سند میں مشرق بن نبالہ واسطی بھی ہے بعض محدثین نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے امام نسائی فرماتے ہیں یس بالقیوی (یعنی کمزور ہے) اور عبد اللہ بن احمد بن ضبل اس حدیث کو سید الطحان سے روایت کرتے ہیں۔ حافظ ابن حجر نے تقریب المعجم میں کہا ہے "لین الحدیث" یعنی اس کی حدیث کمزور ہوتی ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ظاہری حال دیکھ کر ناپسند ویدگی ظاہر کی تھی باقی رہی وہ بادشاہت جو غلبہ، عصبیت اور شوکت سے حاصل ہوتی ہے وہ خلافت اور نبوت کے منافی نہیں ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اور داؤد علیہ السلام دونوں نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی تھے اور دنیا کے کاموں میں خوب چست اور اطاعت الہی کے پابند تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دنیا و دولت کی کثرت کی وجہ سے حکومت کی خواہش نہیں کی بلکہ ان کو اس بات پر ایک فطری اور طبعی خیر نے ابھارا تھا جب کہ مسلمانوں نے تمام سلطنتوں پر غلبہ حاصل کر لیا تھا اور یہ ان کے خلیفہ تھے لہذا انہوں نے ان لوگوں کی طرف مائل کر لیا جیسا کہ بادشاہ اپنی قوم کو طبعاً قومیت کی وجہ سے اپنی جانب مائل کر لیتا ہے اور ایسا ہی حال ان خلفاء دین کا ہے جو ان کے بعد ہوتے ہی کہ جس وقت استقلال حکومت اور نفاذ احکام کی ضرورت محسوس ہوئی تھی اس وقت انہوں نے گروہ بندی کے لحاظ سے مسلسل حکومت قائم کر لی۔

خلافت اور بادشاہت کو الگ الگ پہچاننے کا طریقہ: قاعدہ کلیہ خلیفہ اور بادشاہ جبروتیہ کی پہچان یہ ہے کہ ان کے افعال کو صحیح طریقہ سے دیکھو، وہیات خلافت کے پیچھے پڑو۔ پس جن کے افعال کتاب و سنت کے مطابق ہوں تو وہ حکمران نبی کے خلیفہ ہیں اور جن کے افعال کتاب و سنت کے مطابق نہ ہوں وہ ملوک دنیا ہے اور خلیفہ ان کو مجازاً کہا جائے گا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا خلفاء راشدین سے الگ ذکر کرنے کی دوسری وجہ: ... دوسرا سبب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلفاء بنی امیہ کے ساتھ ذکر کرنے اور صفاء بعدہ سے علیحدہ ذکر کرنے کا یہ ہے کہ خلفاء بنی امیہ ایک ہی نسب اور ایک ہی خاندان کے تھے اور ان میں سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ عظیم الشان تھے لہذا یہ اپنے خاندان والوں کے ساتھ ذکر کئے گئے اور پہلے خلفاء مختلف خاندانوں کے تھے ان کو ایک ساتھ بیان کیا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ باوجودیکہ وہ بنو امیہ میں سے تھے ان کے ساتھ اس وجہ سے ملحق کر دیئے گئے اور فضیلت اور دین میں ان کے قریب تھے۔ واللہ یعشرون فی زمرتهم ویرحمنا باقتدائهم۔

الحمد للہ جلد سوم کا حصہ اول مکمل ہوا



تاریخ ابن خلدون

جلد سوم

حصہ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور خلافت

بنو امیہ اور بنو ہاشم: قبیلہ قریش میں بنی عبد مناف ایک ایسا قبیلہ تھا کہ جس کا افرادی قوت اور عزت و شرافت میں قریش کا کوئی قبیلہ متبادل نہ کر سکتا تھا۔ قبلیہ عبد مناف کے دو بڑے خاندان بنو امیہ اور بنو ہاشم تھے جن کا نسبی سلسلہ عبد مناف تک پہنچتا ہے اور یہ اسی کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں۔ سارا قریش بنو امیہ اور بنو ہاشم کی امارت اور حکومت کو تسلیم کرتا تھا مگر بنو امیہ افرادی قوت کے اعتبار سے بنو ہاشم سے زیادہ تھے۔ عزت کثرت ہی سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔

”انما العزة للکاکثر“ چنانچہ بنو امیہ کو اسلام سے پہلے ایک مشہور اعزاز حاصل تھا جو حرب بن امیہ تک جا پہنچا اور ان کا یہ حرب الحجار ❶ میں سر دار تھا۔ حرب بن امیہ کی سرداری: . . . مورخین نے لکھا ہے کہ ایک روز قریش آپس میں لڑ پڑے۔ اس وقت حرب کعبہ سے فیک لگائے بیٹھا تھا چند نو عمر لڑکے چلاتے ہوئے آئے یا عم ادرك قومك یا عم ادرك قومك ❷ حرب یہ سن کر اٹھا اور اپنا دامن سمیٹتا ہوا ان لوگوں کے پاس پہنچا اور اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر رومال کے اشارے سے ان کو بلایا فریقین اس کے پاس آئے اس وقت تک خوب گھمسان کی لڑائی ہو چکی تھی۔ اور وہ لڑائی سے رک گئے۔ اسلام کا دور اور بنو امیہ: . . . پھر جب اسلام کا زمانہ آیا اور اچانک نبوت وحی، نزول ملائکہ اور معجزات اور کرامات کے ظہور کی وجہ سے لوگوں کی کیا پلٹ گئی تو مسلمان اور کافر سب نے ہی نفسانیت اور بے جا ضد کا خیال بھلا دیا مسلمانوں نے تو اس کی وجہ سے کہ اسلام نے امور جاہلیت سے ان کو منع کر دیا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

”ان الله اذهب عنكم غيبة الجاهلية وفخرها لاوانتم ادم بنو ادم و آدم من تراب“

مشرکین کو اس عظیم واقعہ نے نفسانیت اور بے جا حمیت قومی سے غافل کر دیا اور ایک زمانہ تک وہ اس کو بھولے رہے اور اسی وجہ سے جب بنو امیہ اور بنو ہاشم میں اسلام کی وجہ سے افتراق پیدا ہوا اور یہ افتراق بنو ہاشم کے متعدد قبائل میں پھیل جانے کی وجہ سے پیدا ہوا تھا تو کوئی فتنہ نہیں برپا ہوا کیونکہ اسلام نے عصبیت اور خود غرضی کو بالکل بھلا دیا تھا یہاں تک کہ ہجرت ہوئی اور جہاد شروع ہو گیا۔

فطری جوش اور حمیت: ان لوگوں میں اس وقت سوائے فطری جوش و حمیت کے جو کہ کبھی انسان سے جدا نہیں ہو سکتا اور کچھ باقی نہ رہا۔ اور یہ ایک فطری بات ہے جو ہر انسان میں اپنے بھائی کی عزت اور اپنے پڑوسی کے ناجائز قتل اور اس پر ظلم ہونے سے پیدا ہو جاتی ہے اس کو کوئی بھی چیز کسی طرح سے ختم نہیں کر سکتی اور یہ خطرناک بھی نہیں ہے بلکہ اصل میں تو یہی مطلوب ہے کیونکہ جہاد میں اس سے فائدہ پہنچتا ہے اور دین کی طرف بدلنے میں معین و مددگار ہوتا ہے۔

صفوان بن امیہ: آپ نے صفوان بن امیہ کا قول ضرور پڑھا ہوگا۔ جب جنگ حنین میں ابتداء مسلمانوں کو شکست ہوئی تو (صفوان اس وقت تک مشرک تھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اسلام لانے کی مہلت دی تھی) اس وقت اس کے بھائی نے کہا تھا:

❶ حرب الحجار عرب کی ایک مشہور لڑائی ہے جو یازدہ عکاظ میں واقع ہوئی تھی۔ اس میں انہوں نے بہت سے ممنوع امور کو جائز کر لیا تھا۔ ❷ بچا اپنی قوم کی خبر لیجئے۔ اپنی قوم کی خبر لیجئے۔

① "الا بطل السحر اليوم"

اس نے جواب دیا:

"اسکت فض اللہ فاک لان یربئی رجل من قریش احب الی عن یربئی رجل من هوازن" ②

بنو امیہ کی سرداری کا دور: بنی عبد مناف کا شرف و اعزاز ہمیشہ بنو عبد شمس اور بنو ہاشم میں محدود رہا۔ لیکن ابوطالب کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کر کے آئے اور ایسا ہی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور اکثر بنو عبد مناف کے سر رہے بنو ہاشم مکہ چھوڑ کر مدینہ آ گئے اس وقت بنو امیہ مکہ میں اکیلے ہی ریاست و اعزاز کی کرسی پر قابض ہو گئے۔ قریش کے سرداروں نے قریش کے تمام قبائل سے بنو امیہ کو ہی بدر میں اعزاز و افتخار کا تمغہ دیا۔ اور پھر اس واقعہ میں عتبہ، ربیعہ، ولید، عقبہ بن ابی معیط وغیرہ یعنی بنی عبد شمس کے سرداروں کے مارے جانے سے ابوسفیان کو بنی امیہ کی سرداری مستقل طور پر مل گئی اور قریش میں ان کو سب سے بڑا سردار ہونے کا اعزاز حاصل ہو گیا چنانچہ جنگ احد میں بنو امیہ ہی قریش کے سردار تھے اور پھر غزوہ احزاب اور اس کے بعد کی لڑائیوں میں بھی یہ سپہ سالار رہے۔ فتح مکہ میں ابوسفیان کے اسامہ بن کے بعد حضرت عباس بن عبدالمطلب نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا (جیسا کہ مشہور ہے ابوسفیان میں اور عباس رضی اللہ عنہ میں دوستی تھی) ③ یا رسول اللہ ان ابا سفیان رجل یحب الفخر فاجعل له ذکرًا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ ④ من دخل دار ابی سفیان فهو امن، (پھر فتح کے بعد آپ قریش سے فرمایا کہ تم لوگ آزاد ہو۔ جاؤ مسلمان ہو کر چلے جاؤ۔) ⑤

بنو امیہ کی افتخار پسندی: اس کے بعد خلافت صدیقی میں رؤساء قریش نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بات کی شکایت کی کہ ان کو ابتدائی مہاجرین کے برابر نہیں سمجھا جاتا اور حضرت عمر خطاب کے ذریعے سے بھی یہی معلوم ہوا ہے کہ رؤساء قریش کو شوری میں شریک نہ کرنے پر بھی شکایت کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عذرخواہی کر کے فرمایا اپنے بھائیوں کی طرح جہاد کرو اور اسلام کو مخالفین کی تکلیفوں سے بے پروا کرو و مرتدین عرب کی سرکوبی کرو جس سے اسلام اور مسلمانوں کو قوت ملے۔ مرتدین و متمردين (سرکش اور بے دین) اعراب کا خاتمہ ہوتا کہ تمہاری بھی ویسی ہی عزت کی جائے چنانچہ آپ نے مرتدین کے خلاف ان کا لشکر مرتب کر کے روانہ فرمایا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں بنو امیہ: پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو انہوں نے ان کو روم سے جنگ پر روانہ فرمایا اور قریش کو شام پر فوج کشی کی ترغیب دی اور یزید بن ابی سفیان کو ان کا امیر مقرر فرمایا اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد ان کو بحران رکھا اس وجہ سے بنو امیہ کی قریش کی ریاست اور سرداری کا زمانہ اسلام میں اس ریاست و سرداری سے مل گئی جو فتح مکہ سے تھوڑے دن پہلے ان کو حاصل تھی جس کا رنگ زمانہ نے بدل دیا تھا اور جس کے عہد کو لوگوں نے اس وقت بھلایا نہ تھا، جب بنو ہاشم نبوت کے معاملے میں مصروف تھے اور دنیا کو اپنے ہاتھوں سے چھوڑ کر اس کے بدلے قرب الہی کا شرف حاصل کر رہے تھے اس زمانہ میں لوگ برابر بنو امیہ کی سرداری کے معترف رہے۔ حنظلہ بن زیاد کاتب نے محمد بن ابی بکر سے کہا تھا کہ اگر یہ کام (خلافت و امارت) اس شور و غل سے انجام کو پہنچ گیا تو تم پر بنو عبد مناف غالب آ جائیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دور: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ ابن طالب کی امارت میں مخالفت کی تو لشکر کا زیادہ حصہ فضیلت صحی بیت اور سابق الاسلام ہونے کے سبب سے انہیں کے ساتھ رہا مگر اکثر لوگ قبائل ربیعہ و یمن وغیرہ کے تھے اور حضرت معویہ رضی اللہ عنہ کا لشکر جو درحقیقت شام کا لشکر تھا اس میں قبائل قریش و مصر بھرے ہوئے تھے جو فتح مکہ کے وقت سے حدود شام ٹھہرے ہوئے تھے۔ لہذا ان کا قومی جوش اور ان کی حمیت و شوکت بڑھی ہوئی تھی پھر اس پر طرہ یہ ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن طالب کے حامیوں میں سے ایک سردار ان سے وعدہ

① یہ صحیح باطل ہو گیا (مسلمانوں کی شکست سے رسول اللہ ﷺ پر طعن کیا۔) ② چپ رہ تیرے منہ میں خاک، مجھے یہ بات پسند ہے کہ کوئی قریشی شخص یہ نہ کہے کہ ہوازن کا کوئی شخص میرا مربی بنے۔ ③ اے رسول اللہ ﷺ، ابوسفیان ایسا شخص ہے جو فخر کو عزیز رکھتا ہے پس آپ اس کے لئے کوئی امتیاز متبر فرمائیے۔ ④ جو شخص ابوسفیان کے گھر چلا جائے گا اس کو امن ہے۔ ⑤ تفصیل کے لئے دیکھیں (سیرۃ ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۴۱۲) اور (کامل، ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۶۳)

وگ جو بچھ جانتے ہو بتاؤ اگر میں سچا ہوں تو میری تصدیق کرو ورنہ تکذیب کرو۔ حضرت ابوبکرہ نے اٹھ کر کہا اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ ہم تجھے مانتے ہیں ہونے کے اور پہچھ نہیں جانتے بسر بن ارطاة نے طیش میں آ کر ایک شخص کی طرف اشارہ کیا اس نے اٹھ کر ابوبکرہ کا گلہ دینا شروع کر دیا۔ ابوداؤد نے یہ ماجرہ دیکھ کر درمیان میں کودا خوب جھگڑے کے بعد ابوبکرہ کو اس کے بچے سے چھڑایا۔ فارس جو کہ مضافات و متعقدات بصری سے تھا، زید بن ابی سفیان امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے سے مامور تھا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لکھ بھیجا کہ جو کچھ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا مال ہو وہ بھیج دو زید نے جواب میں لکھ میرے پاس اب کچھ باقی نہیں ہے کچھ تو میں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر دیا اور کچھ حصہ اس کا آئندہ ضرورتوں کے لئے رکھ دیا اور جو کچھ اس سے زیادہ تھا میں نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا تھا۔

زیادہ کے بچوں کا بسر کے ہاتھوں جلس: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد کو حساب کتاب دیکھنے کی غرض سے طلب فرمایا مگر زیاد نے حاضری سے انکار کر دیا۔ بسر بن ارطاة کو یہ خبر ملی تو انہوں نے اس کی اولاد کو گرفتار کر لیا ان میں سے عبدالرحمن، عبداللہ، عباد بڑے بڑے تھے اور یہ دھمکی دی کہ اگر تم امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس فوراً حاضری نہ دو گے تو ہم تمہارے بیٹوں کو مار ڈالیں گے زیاد نے اس پر بھی کچھ خیال نہ کیا تب بسر بن ارطاة اس کے بیٹوں کے قتل پر تل گیا تو ابوبکرہ نے کہا (یہ زیاد کے مادر زاد بھائی تھے) تو نے ان کو بغیر کسی جرم کے گرفتار کر لیا ہے حالانکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں سمیت وہ جس حیثیت سے بھی تھے صلح کرنی ہے تجھے ان کو ورنہ کے باپ کو گرفتار کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا زیاد کے بچوں کا چھڑانا: بسر نے جواب دیا اچھا میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا خط آنے تک کی مہمت دیتا ہوں ابوبکرہ یہ سنتے ہی سو رہو کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے وہ ان دنوں کوفہ میں تھے اور کہا لوگوں نے تمہارے ہاتھ پر بیٹوں کے قتل کرانے کی بیعت نہیں کی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا معاملہ کیا ہے عرض کیا کہ بسر نے زیاد کے بیٹوں کو بغیر کسی جرم کے قتل کرنا چاہتا ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فوراً ایک فرمان زیاد کے بچوں کو رہا کرنے کا لکھ کر حضرت ابوبکرہ کو دیا جس کو یہ لے کر اس وقت بسر کے پاس پہنچے جب مقررہ وقت کے ختم ہونے میں صرف ایک گھنٹہ باقی رہ گیا تھا اور لوگ ابوبکرہ کے آنے کے منتظر تھے اور زیاد کے بچے اپنے قتل ہونے کے۔ ابوبکرہ نے پہنچ کر فرمان دکھایا تو بسر بن ارطاة نے ان کو آزاد کر دیا۔

بسر کی معزولی اور ابن عامر کی گورنری: کچھ دن کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بسر بن ارطاة کو بصری سے معزول کر کے عتبہ بن ابی سفیان کو مقرر کرنے کا فیصلہ کیا ابن عامر نے درخواست پیش کر دی کہ مجھے بصری کی حکومت مرحمت فرمائیے وہاں پر میرا بہت سماں ہے اور بے شمار امانتیں ہیں اگر آپ مجھے وہاں مقرر نہیں فرمائیں گے تو وہ سب ضائع ہو جائے گا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے درخواست منظور کر لی اور بسر تھ ہی خراسان و جستن بھی بصری کے ساتھ ان کی ذمہ داری دے کر ۴۱ ہجری میں ابن عامر کو بصری کی طرف روانہ کیا ابن عامر نے اپنی طرف سے قیس بن الہیثم السلمي کو خراسان کا والی بنایا انہی دنوں میں اہل بلخ ① بادغیس، ہرات اور بلخ نے عہد شکنی کی قیس نے فوج کشی کر کے بلخ کا محاصرہ کر لیا اہل بلخ نے مجبور ہو کر صلح کی درخواست پیش کی اور اطاعت قبول کر لی چنانچہ مصالحت ہو گئی۔

بلخ سے مصالحت پر قیس کی گرفتاری: ... بعضوں کا بیان ہے کہ ربیع ابن زیاد نے ۵۱ ہجری میں ان لوگوں سے مصالحت کی تھی جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا لغرض قیس اہل بلخ سے صلح کر کے ابن عامر کے پاس چلے آئے ابن عامر نے قیس کو کوڑے مٹوائے و رقیہ کر دیا ورنہ کے بدلے عبداللہ بن خازم کو والی ② مقرر کر کے خراسان کی طرف روانہ کیا۔ اہل ہرات، بادغیس اور بلخ ③ نے لڑائی سے تنگ کر صلح کی

① بلخ و غیرہ مہر خدوت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں فتح ہوئے تھے جیسا کہ جلد چہارم ترجمہ تاریخ میں لکھا گیا ہے۔ پھر خلافت اسلامیہ میں روہدہ واقع ہونے سے اہل بلخ نے موقع پا کر عداوت کی جس کے فرو کے لئے قیس کو متعین کیا گیا چنانچہ فرو کرنے کے بعد اس مرتبہ پارسیوں نے آتش کدہ نو بہار عطابن مصائب کے ہاتھوں خراب مہار کر دیا یہاں قیس ۵۱ ہجری شہرت و عظمت دنیا کے مستکدروں میں چوتھا نمبر تھا (تاریخ مسعودی حالات بیوت النیر ان وکامل ابن اثیر ذکر ولایت قیس بن الہیثم) ② تاریخ ابن خلدون جلد ۳ صفحہ ۸۔ ③ سرے پاس نئے میں بلخ کے بجائے بلخ تحریر ہے (تاریخ ابن خلدون جلد ۳ صفحہ ۸) جب یہ عربی ایڈیشن۔

درخواست کی۔ اور امان طلب کی عبداللہ بن خازم نے فوراً منظور کر لیا اور مصالحت کے بعد بہت سارا مال و اسباب انہوں پر واپس کر دیا۔

مروان کی گورنری معزولی اور پھر تقرری اس کے بعد ۴۲ ہجری میں امیر معاویہ نے تازانہ مدینہ کا گورنر مروان بن الحکم و مائہ کا خالد بن اعمس بن بشام کو مقرر فرمایا مروان نے عبد قضاہ عبداللہ بن الحرث بن نوفل کے سپرد کیا پھر (۲۰ ربيع الاول) ۴۹ ہجری میں حکومت کے تھوڑے ساں مروان کو گورنری سے معزول کیا گیا اور اس کے بدلے (ربیع الثانی ۴۹ میں) سعید بن العاص مقرر کئے گئے انہوں نے اپنے عہد و بیت میں عبداللہ بن ادرث کے بچے (ابو سلمہ) ابن عبدالرحمن و مدینہ کا قاضی مقرر کیا پھر ۵۴ ہجری میں سعید گورنری سے معزول کئے گئے اور مروان مدینہ کی گورنری پر بحال کیا گیا آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ زیادہ امیر المومنین علی بن ابی طالب کی شہادت کے بعد فارس میں متمم ہو گیا تھا اور امیر معاویہ بن ابی طالب کی طلبی پر نہیں تھا اس نے اپنے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر کے پاس پناہ مانگ لی اور عبدالرحمن ابو بکر نے اس کو انصاری کے قریب رکھا تھا رفتہ رفتہ اس کی خبر امیر معاویہ بن ابی طالب کو ملی تو وفد کے گورنر مغیرہ بن شعبہ کو لکھ بھیجا کہ اس کے مال پر قبضہ کر لو چنانچہ عبدالرحمن و صاحب یاسیہ مغیرہ نے عبدالرحمن سے ہمارے چہ تمہارا وادے میرے ساتھ برائی کی تھی لیکن تمہارے بچے نے میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا ہے جاؤ میں تم سے کچھ نہیں بہتا۔

حضرت مغیرہ اور حضرت معاویہ بن ابی طالب کی زیادہ کے بارے میں گفتگو یہ کہ عبدالرحمن کو واپس کر دیا اور امیر معاویہ بن ابی طالب کے پاس ایک خط معذرت کا لکھ دیا اور اس کے بعد خود حاضر ہو کر سمجھنے اور معذرت کرنے کے لیے معاویہ بن ابی طالب نے فرمایا کہ جب سے فارس میں زیادہ نے قیام کیا ہے اور میرے بدلے پر نہیں آیا ہے اس وقت سے اُترات وہ جب یہ خیال آجاتا ہے تو مجھے نیند نہیں آتی حضرت مغیرہ نے پوچھا کہ زیادہ ہمسہ کیا ہے؟

امیر معاویہ بن ابی طالب کا زیادہ کے بارے میں اندیشہ امیر معاویہ بن ابی طالب نے فرمایا یہ نہ ہو کہ وہ عرب کا ایک بڑا شخص ہے۔ اس کے پاس فارس کا مال ہے حیلہ بازی اور چال سازی میں اس کو بڑا اندہ حاصل ہے ایسا نہ ہو کہ وہ اہل بیت میں سے کسی کی بیعت لے لے اور پھر لڑائی دوبارہ چھڑ جائے۔ حضرت مغیرہ بن ابی طالب نے زیادہ کو حاضر کرنے کی اجازت چاہی حضرت امیر معاویہ بن ابی طالب نے دل کی خوشی سے اس کو قبول کر لیا۔

حضرت بن ابی طالب مغیرہ اور زیادہ کی گفتگو حضرت مغیرہ نے زیادہ کے پاس پہنچ کر قیام کر لیا اور یہاں کہ حضرت امیر معاویہ بن ابی طالب نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے یہ تو تم کو معلوم ہی ہے کہ حسن بن علی بن ابی طالب نے ان کی بیعت کر لی ہے حالانکہ یہ بنی ایک ایسے شخص تھے کہ جو حضرت امیر معاویہ بن ابی طالب کی مخالفت کر سکتے تھے اس سے میرا خیال ہے کہ تم اپنی فکر کرو اس سے پہلے کہ حضرت امیر معاویہ بن ابی طالب کو تمہاری فکر باقی رہے۔ زیادہ بولا تم مجھے پچھرا کے دو یونہی امستش رمو تم میں ایک مشہور قول ہے حضرت مغیرہ بن ابی طالب نے جواب دیا کہ میرا یہ خیال ہے کہ تم امیر معاویہ بن ابی طالب کے پاس چلے جاؤ اور مناسب یہ ہے کہ تم خود کو ان کی ذات سے وابستہ کر کے واپس آ جاؤ زیادہ نے اس کو قبول کر لیا۔

حضرت معاویہ بن ابی طالب کے امان سے زیادہ کی حاضری حضرت مغیرہ بن ابی طالب نے حضرت امیر معاویہ بن ابی طالب کے پاس آئے اور سارے حالات سے انہیں آگاہ کیا چنانچہ حضرت امیر معاویہ بن ابی طالب نے امان نامہ لکھ کر بھیج دیا اور زیادہ فارس سے امیر معاویہ بن ابی طالب کے پاس جانے سے روانہ ہوا اس کے ساتھ نجاب بن راشد النضی (۱) اور حارثہ بن بدر الغدانی بھی تھے۔ راستے میں عبداللہ بن خازم ایک گروپ کے ساتھ ملے جس واپس عامر نے زیادہ کی رفقاری پر مقرر کیا تھا لیکن امیر معاویہ بن ابی طالب کا امان نامہ دیکھ کر خاموش ہو گئے بہر حال زیادہ امیر معاویہ بن ابی طالب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

زیادہ کا احتساب حضرت معاویہ بن ابی طالب نے مال کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے جواب دیا کہ اتنا خرچ ہو گیا اور اتنا میرا مومنین حضرت علی بن ابی طالب کے پاس بھیجا گیا باقی جتنا رہا وہ بیت المال میں مسلمانوں کی آند و ضروریات میں رہا ہوا ہے۔ حضرت امیر معاویہ بن ابی طالب نے زیادہ بات تسلیم

① اس مقام پر اصل کتاب میں عبد بنیونی ہونی تھی۔ اس چونکہ اصل ابن ابی طالب میں ابوسلمہ بن عبد بنیونی ہونی تھا اس لیے اس جگہ سے ہم نے بھی مائیں خطوط بدل دیے ہیں۔ اصل میں ابوسلمہ بن عبد بنیونی ہونی تھا۔ (تاریخ ابن خلدون عربی جلد ۳ صفحہ ۸)

کر کے موجودہ مال کو اپنی تحویل میں لے لیا بعض مورخین کا بیان ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد کا بیان سن کر کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ تو مجھے فریب دے رہا ہے لہذا تم مجھ سے صلح کر لو چنانچہ زیاد نے ایک لاکھ درہم پر صلح کر لی اور اجازت حاصل کر کے کوفہ میں مقیم ہو گیا کیونکہ مغیرہ بن شعبہ زیاد کی بہت زیادہ عزت و احترام کرتے تھے۔

بعض لوگوں کو نماز باجماعت گورنر کے ساتھ پڑھنے کا حکم پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے (منظر دور اندیشی) مغیرہ کو حکم دیا کہ زیاد حجر بن عدی، سلیمان بن صرد، سیف بن ربیع، ابن الکواء اور ابن الحنف کو پابندی سے نماز باجماعت میں ① شریک کر دے لہذا یہ لوگ حضرت مغیرہ کے ساتھ نماز باجماعت میں شریک ہونے لگے۔

کابل کی فتح . ابن عامر نے (۴۳ ہجری) میں اپنی طرف سے عبدالرحمن بن سمرہ کو بھجوان کا والی مقرر کر کے روانہ کیا اور پولیس کی ذمہ داری عہد بن حصین کو دی اور عمر بن عبید اللہ بن معمر جیسے معززین کو ان کے ساتھ کر دیا اس کے اطراف میں چونکہ بغاوت پھوٹ نکلی تھی لہذا عبدالرحمن و عبدالنہاس قاتلوں کو فتح کرتے ہوئے بھجوان میں داخل ہوئے اور اکثر شہروں کو فتح کر لیا رفتہ رفتہ کابل تک پہنچے اور مہینوں تک می صرہ کئے رہے منجانب سے نصب کر کے سنبھاری کرتے رہے بہت سی لڑائیاں ہوئیں ایک دن شہر پناہ کی فسیل کا ایک حصہ ٹوٹ گیا مشرکین اس کو نہ بنا سکے تمام رات عباد بن حصین اپنے لشکر کی فوج کے ساتھ پہرہ دیتے رہے صبح ہوتے ہی مشرکین نے نکل کر مقابلہ کیا مسلمانوں نے پہلے ہی حملہ میں انہیں پسپا کر کے شہر پر تلوار کے زور سے قبضہ حاصل کر لیا۔

نسف اور زابل کی فتح : اس کے بعد نسف کی طرف بڑھے اور اس پر بھی لڑ کر قبضہ کرتے ہوئے ”خٹک“ پر جا پہنچے اہل خٹک نے صلح کر لی پھر مسلمانوں نے ”رخ“ پر جا کر لڑائی کا نیزہ گاڑ لڑائی ہوئی بالآخر اس کو بھی فتح کر لیا۔ اس سے فارغ ہو کر ”زابلستان“ کا رخ کیا (جس کو غزنی کہتے ہیں) چنانچہ اس کو اور اس کے مضافات کو بھی فتح کر کے کابل کی طرف واپس آئے کابل میں اس وقت بغاوت پھوٹ نکلی تھی چنانچہ عبدالرحمن نے اس پر جوش بغاوت کو ختم کر کے دوبارہ فتح کر لیا۔

قیقان پر حملہ اور عبدالرحمن عابدی کی شہادت : ہند کی سرحد پر ابن عامر نے عبدالرحمن بن سوار عابدی کو مقرر کیا بیان کیا جاتا ہے کہ خود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو متعین فرمایا تھا بہر کیف انہوں نے قیقان (قیقان) پر فوج کشی کی اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا اور خود ہی وفد لے کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے قیقانی گھوڑے ان کی خدمت میں پیش کئے پھر رخصت ہو کر قیقان کی طرف چلے گئے مگر اہل قیقان نے ترکوں سے مدد حاصل کر کے اپنی قوت دوبارہ سنبھال لی تھی چنانچہ بہت سخت لڑائی ہوئی اور عبدالرحمن اس لڑائی میں شہید ہو گئے یہ نہایت کریم اور بے حد تھی تھے بیٹن کیا جاتا ہے کہ ان سے زیادہ کوئی شخص اپنے لشکر میں آگ ② روشن نہیں کرتا تھا ایک روز رات کے وقت آگ روشن دیکھ کر پوچھا تو بتایا گیا کہ ایک عورت کے لئے خبیص ③ بنایا جا رہا ہے یہ سنتے ہی عبداللہ بن سوار نے حکم دے دیا کہ تین روز تک برابر پورے لشکر کو ”خبیص“ پکا کر کھلایا جائے۔

قیس بن ہیشم کی معزولی : (اسی ۴۳ ہجری میں) ابن عامر نے قیس بن ابیہثم کو فرائض منصبی پورا نہ کرنے اور سال نہ خراج کے نہ بھیجنے کے الزام میں خراسان کی گورنری سے معزول کر کے عبداللہ بن حاتم کو مقرر کیا لیکن یہ قیس سے ڈر کر واپس آ گئے ابن عامر کو سرحد چھوڑ کر چھپنے آئے سے سخت غصہ آیا چنانچہ اسی وقت ایک شخص کو جویشکر قبیلہ کا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اسلم بن زرعہ کلابی کو متعین کیا اس کے بعد عبداللہ بن خازم کو گورنری دی۔

قیس کی معزولی کا ایک دلچسپ واقعہ : بعض مورخین کا یہ بیان ہے کہ ابن خازم نے عامر سے کہا تھا کہ قیس ایک کمزور طبیعت کا آدمی ہے مجھے خوف ہے اس بات کا کہ کہیں خراسان میں بغاوت نے پھوٹ نکلے اور قیس پسپا ہو کر بھاگ آئے مناسب یہ ہے کہ وہاں کی گورنری مجھ کو عنایت کر

① ابن شہیر نے لکھا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو شریک جماعت کرنے کا اس وجہ سے لکھا تھا کہ یہ لوگ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے حامی تھے (ذکر قدوم زیاد بن ابی سہیل) ② عرب کا دستور تھا کہ جن میں فیاضی اور سخاوت ہوتی تھی وہ بغرض اظہار اپنے دروازے پر آگ روشن رکھتے تھے۔ ③ خبیص ایک قسم کا حلوہ ہوتا ہے۔ جیسے کھجور، بالائی، اور میدے سے تیار کیا جاتا ہے۔

دیجئے اگر وہ کسی وقت دشمنوں کی مزاحمت و مقابلہ سے مجبور ہوگا تو میں اس کا قائم مقام ہو جاؤں گا ابن عامر نے سند حکومت لکھ دی چنانچہ ابن خازم خراسان پہنچے اتفاق سے چند لوگ طغارستان کے باغی ہو کر مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے قیس نے ابن خازم سے مشورہ کیا تو ابن خازم نے رائے دی کہ آپ لڑائی کو نہ لیتے رہیے جب تک ہمارا لشکر مرتب و مجتمع نہ ہو جائے اور ذرا ادھ ادھ سے جا کر مسلمانوں کو جمع کر لیجئے قیس یہ سن کر نکلے اور تھوڑے ہی فاصلے پر گئے ہوں گے کہ ابن خازم نے ابن عامر، مافریان، نکاح، لشکریوں کو دھایا اور افسر بن بیٹھے اور دشمنوں کے مقابلے پر صرف آرائی کر کے ان کو مار بھگا دیا اس کی خبر خراسان کے اور شہروں میں پہنچی تو قیس کے ساتھی بہت برہم ہوئے اور ابن خازم پر فریب کا الزام لگا دیا۔ حضرت امیر معاویہ عیسیٰ سے اس کی شکایت کی حضرت امیر معاویہ عیسیٰ نے ان کو بولایا ابن خازم حاضر ہوئے اور معذرت کی امیر معاویہ عیسیٰ نے اس کو قبول کر لیا اور یہ فرمایا کہ کل لوگوں کے سامنے اس معذرت کو پیش کرنا چنانچہ ابن خازم نے ایسا ہی کیا۔

حضرت عمر بن العاص کی وفات ۴۳ ہجری میں عمرو بن العاص کا مصر میں انتقال ہو گیا حضرت امیر معاویہ عیسیٰ نے ان کے بعد ان کے بیٹے عبداللہ بن عمر بن العاص کو مصر کا گورنر بنا دیا۔

ابن عامر کی معزولی کا واقعہ: ۴۴ ہجری میں امیر معاویہ عیسیٰ نے ابن عامر کو معزول کر دیا چونکہ ان میں بردباری کا مادہ زیادہ تھا اور طبیعت بہت نرم تھی اس وجہ سے بصری میں فتنہ و فساد شروع ہو گیا تھا زیادہ رائے دی کہ ”نیام سے توار کھینچ لو“ ابن عامر نے کہا ”میں اپنے نفس کو خراب کرنے لوگوں کی اصلاح نہ کروں گا“ یہ کہہ کر چند لوگوں کو بصری سے بطور وفد حضرت امیر معاویہ عیسیٰ کی خدمت میں روانہ کیا اتفاق سے انہیں کے ساتھ وفد کا وفد بھی حاضر ہو گیا جس میں ابن الکواء (یعنی عبداللہ بن ابی اوفیٰ یثکری) بھی تھا امیر معاویہ عیسیٰ نے ان لوگوں سے عراق اور علی الخصوص بصرہ کا حال دریافت کیا ابن الکواء نے کہا امیر المومنین بصرہ کو کمینوں نے کھالیا اور ان کے دبانے سے ان کا گورنر معذور ہے اس میں تو یہ طاقت ہی نہیں کہ لوگوں کی اصلاح کر سکے حضرت امیر معاویہ عیسیٰ بولے کہ تعجب ہے کہ تم یہ باتیں اہل بصرہ کے سامنے کہہ رہے ہو۔ ابن الکواء نے عرض کیا اب شک میرا بیان نہایت صحیح اور درست ہے جب اہل بصری کا وفد بصری میں لوٹ کر آیا تو انہوں نے یہ واقعہ ابن عامر سے بیان کیا ابن عامر نے ناراض ہو کر ابن الکواء کے مخالف عبداللہ بن ابی شیح یثکری یا طفیل بن عوف کو خراسان کا گورنر بنا دیا جب یہ خبر الکواء کو ملی تو اس نے کہا کہ یہ دشمنی بڑی اچھی ہے کہ میری مخالفت کی وجہ سے وہ یثکری والے ہی کو والی بنایا کرے۔

امیر معاویہ عیسیٰ کا ابن عامر سے تین چیزوں کا مطالبہ: اس واقعہ کے بعد ابن عامر کو بلا بھیجا چنانچہ وہ حاضر ہوئے اور ایک مدت تک قیام پذیر رہے رخصت ہوتے وقت امیر معاویہ عیسیٰ نے کہا میں تم سے تین چیزیں مانگتا ہوں تم یہ بہ دو میں نے وہ تم کو دے دیں ابن عامر نے کہا کہ اچھا میں نے تم کو دے دیں امیر معاویہ عیسیٰ نے فرمایا (۱) تم گورنری سے دست بردار ہو جاؤ شرط یہ ہے کہ ناراض نہ ہونا (۲) تم اپنا مال جو ”خوفہ“ میں ہے اور اپنا مکان جو مکہ میں ہے مجھے بہہ کر دو (۳) رشتہ داری اور محبت ترک نہ کرنا۔

ابن عامر جو اب تین چیزوں کا مطالبہ: ابن عامر نے کہا یہ سب میں نے منظور کر لیا لیکن امیر المومنین آپ بھی تین چیزیں جو میں آپ سے مانگوں مجھے عطا فرمائیے امیر معاویہ عیسیٰ نے کہا کہ میں دل کی خوشی سے منظور کرتا ہوں چنانچہ ابن عامر نے عرض کیا (۱) میرا مال جو آپ نے ضبط کیا ہے وہ مجھے واپس کیجئے (۲) میرے کسی عامل سے حساب کتاب نہ لیجئے اور نہ میری برائی مہوندہ کی کوشش کیجئے (۳) آپ اپنی صاحبزادی بنت سے میرا نکاح کر دیجئے امیر معاویہ عیسیٰ نے فرمایا کہ میں نے یہ سب کر دیا۔

بعض مورخین کا ایک قول: بعض مورخین کا یہ بیان ہے کہ امیر معاویہ عیسیٰ نے ابن عامر سے کہا تھا کہ ان باتوں میں سے جو چاہا اختیار کر لو ایک یہ کہ تم اپنے زیر حکومت علاقے میں جاؤ اور میں تم سے اس کا حساب کتاب لوں دوسرا یہ کہ تم اپنے عہدے سے دستبردار ہو جاؤ اور میں اس کی جگہ کوئی اور انتظام کر دوں۔ ابن عامر نے آخری بات اختیار کر لی چنانچہ امیر معاویہ عیسیٰ نے ان کے بجائے حرث بن عبداللہ ازدی ❶ کو بصری کا والی

مقرر فرما دیا۔

زیاد کا نسب: سمیہ ① زیاد کی ماں حرث بن کندہ ② طبیب کی لونڈی تھی جس زمانہ میں سمیہ حارث کے پاس تھی انہی دنوں اس کے بطن سے ابو بکر پیدا ہوئے تھے اس کے بعد حرث نے سمیہ کا عقد اپنے ایک غلام سے کر دیا جس کے گھر میں زیاد پیدا ہوا ابوسفیان زمانہ جاہلیت میں صاف گئے ہوئے تھے واپسی کے وقت کسی طرح رسم جاہلیت کے طریقوں کی بناء پر سمیہ کے ساتھ ہم بستر ہو گئے اور حمل رہ گیا اور اس سے یہ زیاد وجود میں آیا جس وجہ سے نسبا یہ ابوسفیان کی طرف منسوب کر دیا گیا۔

زیاد کا باپ ہونے کا اقرار کرنے کا واقعہ:۔۔۔ چنانچہ ابوسفیان نے ایک موقع پر چھپے الفاظ میں اس کا اقرار کر لیا تھا جب زیاد جوان ہو گیا اور اس کے ہونہار ہونے کے آثار نمایاں ہوئے تو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بصری کی گورنری کے دور میں اس کو میرنشی کا عہدہ دے دیا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی ایک خدمت سپرد کر دی جس کو زیاد نے نہایت کفایت شعاری اور امانت سے انجام دیا اور حاضر ہو کر نہایت فصاحت و بلاغت سے جو کچھ عرض و معروض کرنا تھا اس کو بیان کیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے زیاد کی برجستہ گوئی دیکھ کر بولے ”واللہ اس بڑے کا باپ سر قریشی ہوتا تو یہ سارے عرب کو ایک لکڑی سے ہانکتا“ اس پر ابوسفیان بولے (اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن طالب قریب بیٹھے ہوئے تھے) واللہ میں اس کے باپ کو جانتا ہوں جس نے اس کو اس کی ماں کے رحم میں رکھا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ابوسفیان کو روک دینا: حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن طالب نے کہا چپ رہو اگر عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سن میں گئے تو آئے، دال کا بھڑا معلوم ہو جائے گا۔ پھر جب ابن ابی طالب کا زمانہ خلافت آیا تو آپ نے فارس کی حکومت اس کے سپرد کی زیاد نے نہایت مستعدی سے نظم منبجہا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اس کے نسب سے انکار اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے: پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے تہدید کا خط لکھا اور اس کے ابوسفیان کا بیٹا ہونے سے انکار کر دیا زیاد نے خط پڑھ کر لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا جس میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی دھمکی سے تعجب معلوم کرتے ہوئے کہا تھا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ مجھے ڈرانا چاہتا ہے حالانکہ میرے اور اس کے درمیان میں گواہ ابن عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین و انصار سمیت ہیں، امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو لکھ بھیجا کہ میں نے تم کو گورنر مقرر کر دیا ہے اور میرے نزدیک تم اس کے حق دار ہو ورنہ ابوسفیان میں خباثت نفس اور ایک جہالت تھی جس کی میراث تم کو نہیں ملنا چاہیے اور نہ تمہارا نسب اس سے ملحق ہونا مناسب ہے اور معاویہ رضی اللہ عنہ انسان کے آگے پیچھے دائیں بائیں سے آتا ہے پس اس سے بچو۔ پھر بچو۔ والسلام

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا زیاد کے نسب کے بارے میں استلحاق: امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے شہید ہونے کے بعد زیاد نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے سفارش کی کہ زیاد کو نسبا ابوسفیان کی طرف منسوب کر لو چنانچہ امیر

① بن اشیر نے لکھا ہے کہ سمیہ ماور زیاد، دہقان زندہ و در کسر کی لونڈی تھی ایک مرتبہ ایک دہقان بیمار ہوا تو علاج کے لئے حرث بن کھڑے ثقفی طبیب عرب کو بلایا گیا۔ ٹھیک ہونے کے بعد دہقان نے حرث بن کندہ کی خدمت میں بطور نذر سمیہ کو پیش کر دیا طبیب کے ہاں اس سے ابو بکر پیدا ہوا اس کے بعد حرث طبیب نے رنگ دیکھ کر اس کی اہلیت سے نکار کر دیا کیونکہ لوگوں نے اس سے کہا تھا کہ تیری لونڈی آوارہ ہو گئی ہے بہر کیف جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا اور آپ نے منادی میں یہ عان کیا کہ جو شخص چھ آگے گا وہ آزاد ہے اس کا آقا اللہ تعالیٰ و اس کا رسول ہے تو ابو بکر طائف سے نکل کر حاضر خدمت اسلام ہوئے حرث نے یہ دیکھ کر نافع سے کہہ کر تو میرے بیٹے ابو بکر کی طرح مت کرنا اس سے نافع کو حرث کی طرف نسبا منسوب کیا جاتا ہے۔ حرث بن کندہ نے نافع کی ولادت کے بعد سمیہ کا عقد اپنے ایک رومی غلام عبید نامی سے کر دیا اتفاق سے ابوسفیان اسی زمانہ میں طائف گئے تھے یہ زمانہ رک کی جاہلیت کا تھا واپسی کے وقت ایک خمار کے پاس گئے جس کا نام ابو مریم السلواتی تھا اور اس سے کہا کہ مجھے ایک عورت کی خواہش ہے اس نے ریاضت کیا یہ تو سمیہ کو پسند کرتا ہے ابوسفیان نے کہا کہ ہاں اسی کو لے آؤ اگر چہ اس کی ڈھلی ہوئی چھاتیاں نکلا ہو اپنیٹ ہے ابو مریم نے اسے بھیج دیا اور ابوسفیان اس سے ہمستر ہوئے تو حمل ضرر گیا۔ انقضائے مدت حمل کے بعد اجڑی میں زیاد عبید کے گھر پیدا ہوا (ابن اشیر ذکر استلحاق معاویہ رضی اللہ عنہ زیاد و عقد الفریدا خبر زیاد) ② یہاں حرث بن کندہ تحریر ہے جو خط ہے صحیح حارث بن کلدہ ہے جو عرب کا مشہور طبیب تھا ابن اشیر نے بھی جلد ۲ صفحہ ۳۶۸ پر حارث بن کلدہ ہی تحریر کیا ہے۔ حکیم صاحب نے مذکورہ حاشیہ نمبر میں بھی حرث بن کندہ تحریر کیا ہے جو صحیح نہیں ہے بلکہ حارث بن کلدہ ہی ہے نوٹ فرمائیں۔ (ثناء اللہ محمود)

معاویہ بن ابی سفیان اور سمیہ کے تعلقات اور زیادہ کی پیدائش سے وقفہ ہونے کے دوران سے تہودت کی آئی ① یمن شیعہ بن علی بن ابی طالب اس کے نسب کا شمار کرتے ہیں حتیٰ کہ اس کے بھائی ابوہریرہ بھی اس کے شریعت تھے۔

زیادہ کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رویہ اس کے بعد زیادہ کی وقت مامونین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں یہ تھا کہ وہ ربا دس امی سفیان ② متصور اس تحریک کا یہ تھا کہ اسے مامونین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ابوسفیان کا بیٹا نہیں تاکہ ثبوت نسب میں کافی کوئی حاصل ہو جائے مگر جواب میں ام المومنین رضی اللہ عنہا نے یہ عنوان اختیار کیا "میں عائشہ ام المومنین الیٰ الہا زیادہ ③۔

ابن عمر اور زیادہ کی مخالفت عبداللہ بن عمر اور زیادہ میں کسی وجہ سے مخالفت پیدا ہوئی ایک روز عبداللہ بن عمر نے اپنے کسی مصاحب سے کہا عبداللہ بن عمر سمیہ کون ہیں جو میرے درپے ہیں اور میرے مال سے معتاض ہوتا ہے میں نے اس کی کوشش کی ہے قریش اس کا قریبی رشتہ ہے ابوسفیان نے سمیہ کو دیکھا ہی نہیں لوگوں نے اس کی خبر زیادہ کو پہنچی اور زیادہ نے امیر معاویہ بن ابی سفیان سے عرض کیا کہ عبداللہ بن عمر وہ بھائی ہیں انہیں اپنے ساتھ لے آیا امیر معاویہ بن ابی سفیان کو دیکھ کر دربار سے اٹھے اور گھر میں لے گئے بہت دیر تک باتیں کرتے رہے دوران گفتگو کہا کہ میں زیادہ سے کسی کمزوری کی وجہ سے نہیں مٹا اور نہ اس کی عزت میں اپنی ذلت کی وجہ سے کرتا ہوں اصل یہ ہے کہ میں نے جو حق سمجھا وہ پورا کر دیا ابن عمر یہ سن کر باہر آ گئے پھر زیادہ کو راضی کیا اس لئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ان سے راضی ہو گئے۔

زیادہ کا بھری کا عامل بننا زیادہ نے حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان سے اس کے بعد وفہ میں قیام کیا اور اس کی گورنری کا فرائض مند تہن نین حضرت مغیرہ بن شعبہ کو یہ شاکر زر رہا تھا انہوں نے گھبرا کر امیر معاویہ بن ابی سفیان کی خدمت میں استغاثہ پیش کر دیا حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان نے منظور فرمایا اس کے حرث بن عبداللہ ازدی کو بھری سے معزول کر کے ۴۵ ہجری میں زیادہ کو گورنر مقرر کر دیا اس کے ساتھ ہی خراسان و جستان کے صوبے بھی اس کی گورنری میں شامل کر دیئے گئے۔

زیادہ کا خطبہ (خطبہ بتر) زیادہ نے بصرہ پہنچ کر خطبہ یا جو خطبہ بتر کے نام سے مشہور ہے (بتر کے نام سے یہ خطبہ اس وجہ سے مشہور ہوا کہ زیادہ نے اس میں حمد و ثناء چھوڑ دی تھی) اس نے حاضرین کو فسق و فجور اور خواندہ پرستی اور کراہی اور استہک اور حرام چیزوں سے انتہائی شدد کے ساتھ منع کیا اور بہت زور شور سے غناہوں کو چھوڑنے اعمال صالحہ کرنے اور سمیہ کی اطاعت کی تاکید کی اور یہ کہا کہ میں تین امور کو نہایت پابندی سے ہی لاؤں گا ایک یہ کہ میں کسی ضرورت مند سے نہیں چھپوں گا چاہے وہ میرے پاس رات و آج دو سہرا یہ کہ الزام سے کسی کا وظیفہ اور تنخواہ و قوف نہ کروں گا تیسرے یہ کہ میں تم لوگوں میں جنگ کی آگ نہ بھڑکوں گا۔ زیادہ خطبہ سے فارغ ہوا تو عبداللہ بن ابی سفیان نے کہا اشہد انک اوتیت الحکمة وفصل الخطاب ④ زیادہ نے استہزاء سمجھ کر جواب دیا کذبت ذاک سی اللہ داؤد ⑤

زیادہ کے سخت ترین احکامات زیادہ نے پولیس کی افسری عبداللہ بن حصین ⑥ کو دی اور یہ ہدایت کی کہ وہ لوگوں کو مشاہدہ کے بعد نشہ کی ممانعت کر دی جائے اور اس کے بارے میں خطبہ میں بھی کہا تھا کہ جو شخص رات و اپنے گھر سے نکلے گا اور وہ میرے سامنے پیش یا جاے گا تو میں اس کو قتل کر دوں گا چنانچہ اس پابندی کی غرض سے نماز عشاء کے بعد سورۃ بقرہ پڑھواتا تھا اور اتنا انتظار کرتا تھا کہ وہ گھروں تک پہنچ جائیں اس کے بعد اس کے حکم سے پولیس کا افسر گشت کو نکلتا تھا جس کو باہر پاتا تھا قتل کر دیتا تھا سب سے پہلے جس شخص نے حکام شہر کی کا انا تشدد سے برتاؤ اور

① زیادہ بن ابی سفیان کی طرف سے۔ ② یہ خط ام المومنین کا اپنے بیٹے زیادہ کے نام ہے۔ (ثناء اللہ) ③ گواہی دینے والے اہل بصرہ تھے علامہ بلاذری اپنی کتاب انساب میں کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان نے زیادہ کے بارے میں پوچھا تو اس نے گواہی دیتے ہوئے کہا میرے پاس اس وقت سمیہ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے ابوسفیان نے کہا چلو جیسی بھی ہے آؤ میں سے یا تو ان دونوں نے تنہا ہی اختیار کی اور میں ان دونوں کو نہایت قبل اعتراض حالت میں چھوڑ کر چلا آیا یہ سن کر زیادہ نے کہا کہ گواہی دو گورنری باتیں نہ کرو تمہیں یہاں گواہی دینے کے لئے بلایا گیا ہے گواہی دینے کے لئے نہیں۔ ④ میں گواہی دیتا ہوں کہ تجھے حکمت اور فصیح خطابت عطا کی گئی ہے۔ ⑤ تو نے جھوٹ کہا اس سے مراد وہ حدیث اسلام میں اصل میں وہاں ایک آیت ہے جس کا وہ حدیث میں نقل ہوئے تھے اس سے زیادہ نے طے سمجھ کر وہ اب دیا۔ (اس خط کی تفصیل کہہ دیکھئے ابن اثیری اکمل جلد ۲ صفحہ ۴۷۲) ⑥ ابن عمر کی اکمل جلد ۲ صفحہ ۴۷۲ میں عبداللہ بن عمر سے تحریر ہے۔

ممد آمد کیا ہے وہ زیادتی تھا۔

سخت ترین اقدامات کا نتیجہ: اس نے محض بدگمانی پر لوگوں کو پکڑ شک و شبہ پر سزائیں دی اور اتنی زیادہ سختی کا اہتمام کیا کہ کمینہ اور راجہ بن اور ٹھانی گیرے ڈر کر بیٹھ گئے۔ لوگ بے فکری سے اور بے پرواہی سے کھلے دروازے کر کے سونے لگے امن و امان اس حد تک پہنچ گیا کہ جہاں نہیں کسی کی کوئی چیز رجاتی تو اس کو کوئی اٹھاتا نہ تھا وہیں پڑی رہتی تھی حتیٰ کہ اس کا مالک آتا اور اٹھا کر لے جاتا۔

انتظام اور شوری کے اصحاب: لوگوں کو نوازنے میں اس فراخ دلی سے کام لیا پولیس کی تعداد اتنی بڑھائی کہ ان کی تعداد چار ہزار تک پہنچ گئی۔ لوگوں نے مسافروں اور عام سڑکوں کی اصلاح کے بارے میں کہا تو اس نے کہا کہ جب تک میں اس شہر کی اصلاح اور اس کا انتظام نہ کروں گا کسی اور طرف متوجہ نہ ہوں گا۔ چنانچہ شہر کے انتظامات درست کرنے کے بعد اطراف و جوانب اور راستوں کی اصلاح بھی شروع کی (یہ صحابہ کرام سے بھی مدد لیا کرتا تھا ان میں سے عمران بن حصینؓ بھی ہیں۔ انہیں بصری کا گورنر بنایا تھا لیکن انہوں نے استعفیٰ دے دیا چنانچہ ان کی جگہ حضرت عبداللہ بن فضالہ بن سنان کو بصری کا گورنر مقرر کیا ان کے بعد ان کے بھائی عاصم کو اور پھر حضرت زرارہ بن اونی جو زیاد کے برادر نسبتی (سالے) بھی ہیں ① اور انتظامی امور و رصلاح اور شوریٰ میں حضرت انس بن مالکؓ، عبدالرحمن بن سمرہؓ، سمرہ بن جندبؓ جیسے اصحاب رسول اللہ ﷺ سے مدد دیتے تھے۔

گارڈ ساتھ لے کر چلنے کی ایجاد: بیان کیا جاتا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے زیادتی نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ اس کے آگے آگے لوگ آتے حرب لے کر چلتے تھے اسی نے جانثاروں کا ایک دستہ مقرر کیا پانچ سو آدمی کسی بھی وقت مسجد کے دروازے سے نکلے جاتے تھے۔

علاقوں میں مزید اضلاع اور انتظامی ٹکڑوں میں تقسیم: صوبہ خراسان کو چار حصوں میں تقسیم کیا ”مرؤ“ پر امین بن یثکری کو ”نیشاپور“ پر خلید بن عبداللہ حنفی کو ”مرورود“ فاریاب، طالقان، پر قیس بن ایشیم کو، ہرات اور بادغیس، یوشن پر نافع بن خالد بن الطاحی کو مقرر کیا پھر نافع اس وجہ سے معزول کر دیئے گئے کہ نافع نے خوان باوز ہر جس کو انہوں نے کہیں سے بطور غنیمت حاصل کیا تھا اس کے پائے جو ہرات کے تھے زیاد کے پاس روانہ کیا لیکن اس کا ایک پایہ نکال کر اس کی جگہ سونے کا لگا دیا زیاد کو معلوم ہو گیا تو اس نے الزام سے نافع کو معزول کر کے قید کر دیا اور ایک لکھ جرمانہ لگا دیا بعضوں کا بیان ہے کہ ”ٹھہرا کھڑا نہ مان کے لئے اس کے بعد قبیلہ ازد کے کسی شخص کی سفارش سے نافع قید سے رہا کر دیئے گئے اس کے بدلے حکم بن ② عمر الخفاری کو ہرات وغیرہ کی گورنری دی گئی اور صیغہ مال اسلم بن زرعہ کلابی کے سپرد کیا حکم نے طخارستان پر فوج کشی کی جس سے بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا پھر ۴۷ ہجری میں بغاوت کی وجہ سے ”جبال غور“ پر فوج کشی کی جس سے بے شمار مال غنیمت حاصل ہوا۔ سینکڑوں لوگوں کو گرفتار کر کے وندہ غلام بنالیا اس کے بعد حکم نے اپنے مقبوضہ ملک میں ایک نہر کھدوائی اور جنگ ”جبال غور“ سے واپسی کے وقت مقام ”مرؤ“ میں انس بن ابی اناس ابن بن کو نائب مقرر کر کے انتقال کر گئے زیاد نے انس کی قائم مقامی منظور نہ کی معزول کر کے پہلے خلید اللہ بن عبداللہ الحنفی کو اس کا انتظام سنبھالنے کو لکھا پھر ربیع بن زیاد محاربی کو پچاس ہزار کا لشکر دے کر بصری کو فہرہ روانہ کیا۔

روم پر مسلمانوں کے حملے: مسلمانوں نے ۴۲ھ عہد خلافت امیر معاویہؓ کے شروع میں ① روم پر فوج کشی کی اور رومیوں کو شکست فاش دی اور بطریقوں کا ایک بڑا لشکر مارا گیا اس کے بعد ۴۳ ہجری میں بسر بن ارطاة نے روم پر جہاد کیا اور موسم سرما وہیں گزارا وادی کا بیان ہے کہ بسر بن ارطاة لڑتے ہوئے قسطنطنیہ تک پہنچ گئے اس کے بعد عبدالرحمن بن خالد (یہ حمص کے والی تھے) جہاد کرتے ہوئے روم کے علاقوں میں داخل ہو گئے اور موسم سرما وہیں گزارا اور بسر نے اسی سال ② دریا کے راستے رومیوں پر حملہ کیا پھر ۴۶ ہجری میں عبدالرحمن بن الولید دوبارہ روم پر حملہ آور ہوئے

① حکم بن عمرو الخفاری کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی تھی ان کا شمار صحابہ میں ہے زیاد کا حاجب ان کو غلطی سے بلا کر لے گیا اس نے حکم بن ابی احص کو بلا کر لے کر لے کر بھیجا تھا زیاد نے ان کو دیکھ کر کہا میں نے تمہیں مقرر کرنے کا قصد نہیں کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہاری تقرری منظور کی اب تم ہی خراسان کی طرف جاؤ۔ (کامل بن شیراز عماد ریہ)
② تصحیح واستدراک (ثناء اللہ محمود) ③ انہوں نے ان لڑائیوں کی تفصیلی کیفیت نہیں تحریر نہیں کی صرف حملہ کے سن کے لکھنے پر اکتفا کیا ہے۔ ④ ابن شیراز نے اس واقعہ کو ۴۳ ہجری کے واقعات کے ذیل میں لکھا ہے۔

اور سردیوں کا پورا موسم رہے اور ابو عبد الرحمن اطاکیہ میں رہے۔

روم پر عبد الرحمن عبد اللہ اور عقبہ کے حملے پھر ۴۶ ہجری میں اسلامی فوجیں روم میں داخل ہوئیں عبد الرحمن بن خالد نے اطاکیہ پر عبد اللہ بن قیس فزاری سے صفحہ پر مالک بن ہبیرہ شکرانی اور عقبہ بن عامر الجبلی نے اہل مصر و اہل مدینہ کے ساتھ دریائے راسنہ رومیوں پر حملہ کیا اور اس کے بعد ۴۹ ہجری میں مالک بن ہبیرہ نے روم کے علاقوں پر جہاد کیا موسم نہ ماویہ چڑھ گیا اور عبد اللہ بن کریم الجبلی صفحہ کی طرف بڑھے اور یزید بن ثمرہ الرباوی نے اسی سن میں اہل شام کو لے کر دریائے راسنہ رومیوں پر حملہ کیا اور اہل مصر کو ساتھ لے کر عقبہ بن نافع نے بھی ایسا ہی کیا۔

یزید اور روم کا جہاد پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جہاد میں ایک بہت بڑا لشکر سفیان بن عوف کی زیر قیادت روم کی طرف روانہ کیا اور اپنے بیٹے یزید و جہش ان کے ساتھ جانے کا حکم دیا لیکن یزید نے جانا پسند نہ کیا اور معذرت کر لی اس پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کی روانگی متوی کر دی اتفاق سے مجاہدین کو اس اڑالی میں بہت سے مصائب کا سامنا ہوا ان کی کمی اور بیمار یوں کی کثرت سے بہت سے لوگ جاں بحق ہو گئے یزید کو اس کی اطلاع ملی تو وہ بے ساختہ یہ شعر پڑھنے لگا۔

ماکان انا لی بما لا قت حمو عہم ☆ بالصر قدوة من حمی ومن شوم

اداتکات علی الانماط مرتفعاً ☆ بدیر مرواں ال عندی ام کلثوم ①

(ترجمہ) مجھے اس کی باطل پرواہ نہیں ہے کہ ان کے لشکر و فرقہ و نہ میں سختی اور بد بختی کا سامنا ہوا جب کہ میں نے بلند ہو کر رنگ برنگ قالینوں پر تکیہ لگایا دیر مرواں میں اور میرے پاس ام کلثوم ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی یزید کو ضرور بھیجنے کی قسم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک ان اشعار کی آواز پہنچ گئی تو انہوں نے یزید کو بھیجنے کی قسم کھالی۔ چنانچہ یزید و ایک بڑے لشکر کے ساتھ جس میں ابن عباس، ابن سیرین، ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے روانہ فرمایا ان لوگوں نے میدان جنگ میں پہنچ کر نہایت تیزی اور سختی سے لڑائی شروع کی اور لڑتے بھڑتے قسطنطنیہ تک جا پہنچے رومیوں نے قسطنطنیہ کی دیوار کے نیچے ان سے جنگ لڑی۔

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی شہادت انہی جنگوں میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے اور قسطنطنیہ کی شہر پناہ کی دیوار کے نیچے دفن کر دیئے گئے یزید اور شامی فوجیں شام واپس آ گئیں تو فضالہ بن عبید اللہ ۵۵ ہجری مدینہ کے روم میں پر حملہ کیا اور بصرہ میں اوطا کے صفحہ پر حملہ کیا۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی وفات اور زیادہ کی گورنری جب حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا حکم عاون میں مبتلا ہو کر ۵۰ ہجری میں ۴۹ ہجری میں یا ۵۵ ہجری میں اتفاق ہو گیا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس صوبہ کو بھی زیادہ کے حوالے کر دیا یزید نے بصری میں سمرہ بن جندب کو اپنا نائب مقرر کر کے کوفہ پہنچا اور جامع مسجد میں لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔

یزید پر کوفہ میں پتھراؤ خطبہ کے دوران حاضرین نے اس پر کنکریاں پھینکیں تو زیادہ نے منبر سے اتر کر کرسی منگوائی اور مسجد کے دروازے پر رکھ کر بیٹھ گیا اس کے ساتھیوں نے مسجد کو گھیرے میں لے لیا اس کے بعد لوگ پیش کئے گئے جو شخص کنکریاں نہ پھینکنے کی قسم کھاتا چھوڑ دیا جاتا تھا ورنہ قید کر دیا جاتا تھا یا اسی آدمی قید کئے گئے۔ پھر اوفی بن حصین کی شکایت اس کے کان تک پہنچی تو اس نے گرفتاری کا حکم دے دیا اوفی بن حصین ② بھاگ کھڑے ہوئے بعد میں بصرہ کو پہنچ کر پیش کئے گئے تو زیادہ نے ان کو قتل کر ڈالا۔

سمرہ کا ظلم اور زیادہ کی چشم پوشی ایک روز سمرہ بن قتیبہ بن معیط نے عمرو بن احمق کی چٹائی کی کہ اس کے پاس شیعان علی رضی اللہ عنہ کا مجمع ہوتا ہے تو زیادہ نے عمرو بن احمق کو اس مجمع لگانے سے منع کیا اور اس سے مخاطب ہو کر کہا میں کسی کے خون کو حلال نہ کروں گا جب تک وہ میری نافرمانی اور مخالفت نہ کرے گا سمرہ بن جندب نے جس کو بصری میں زیادہ نے اپنا ظلم بنایا تھا اس کی غیر حاضری میں خوب خون ریزی کی اور بے شمار عورتوں کو بیوہ اور بے شمار بچوں کو یتیم کر دیا بیان یہ جاتا ہے کہ آٹھ ہزار آدمی اس کے ظلم کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اترے زیادہ کو سمرہ کا یہ ظلم بہت ناگوار گزرا مگر کوئی

① مظلوم عبد اللہ بن عامر کی لڑکی اور یزید کی بیوی تھی۔ ② ابن اثیر کی کامل جلد صفحہ ۷۷۲ میں اوفی بن حصین تحریر ہے۔

سزندی۔

عقبہ بن عمرو الی فریقہ۔ مصر کے گورنر عمر بن العاص نے اپنی وفات سے پہلے عقبہ بن عامر بن عبد قیس کو افریقہ کا ولی مقرر کیا تھا ان سے خاندان بھائی تھے چنانچہ عقبہ لوایت و مرتہ تک فتح کرتے ہوئے پہنچ گئے چنانچہ اہل افریقہ نے اطاعت قبول کر لی مگر کچھ عرصہ بعد انہوں نے عہد شکنی کی اس پر عقبہ نے دوبارہ حملہ کر دیا اور سینکڑوں قتل اور ہزاروں کو قید کر لیا۔

وہ ان اور سوڈان کی فتح اس کے بعد ۴۳ ہجری میں غذا اس اور اس سے اگلے سال وہ ان اور سوڈان کے ایک دو مقامات کو تہہ و تربہ فتح کر لیا تھوڑے دنوں کے بعد جب یہ لوگ پھر باغی ہو گئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۵۰ ہجری میں دس ہزار کے لشکر کے ساتھ ان کو افریقہ کی طرف روانہ کیا اور پیچھے سے بربری مسلمانوں کو بھی ان کے ساتھ کر دیا جس سے عقبہ کی فوجی طاقت بڑھ گئی افریقہ پہنچ کر عقبہ نے مارشل لاء جاری کر دیا اور چاروں طرف کشت خون کا بازار گرم کر دیا اس لئے کہ اہل افریقہ نے یہ وطیر اختیار کر لیا تھا کہ جب اسلامی لشکر ان کی سرکوبی کے لئے آجائے تو فوراً مطیع ہو جاتے اور جب وہاں سے چلا جاتا تو باغی و خود مختار ہو جاتے تھے۔

افریقہ میں اسلامی فوج کے اڈے کا قیام: اس کامیابی کے بعد یہ طے پایا کہ اسلامی لشکر کے لئے کوئی کمپ بنایا جائے تاکہ اہل افریقہ کی آئے دن کی بغاوت اور سرکشی سے نجات ملے اور اسلامی فوجیں افریقہ کے شروفساد سے محفوظ و ممنون رہیں۔

قیروان نامی شہر اور اڈے کی بنیاد: چنانچہ قیروان نامی جگہ کو منتخب کر کے خس و خاشاک کو صاف کیا اور نچی نیچی زمین کو برابر کیا، جامع مسجد بنوائی لشکریوں کے رہنے کے لئے مکانات تیار کروائے ہر قبیلہ کی علیحدہ علیحدہ مسجدیں بنوائی گئیں جامع مسجد کا طول تین ہزار ذراع ۱ اور عرض چھ سو ذراع کا تھا پانچ برس میں اس شہر کی تعمیر پوری ہوئی تعمیر کے دوران برابر جہاد کرتے رہے اور متواتر سرایا بھیجتے رہے انہی دنوں میں بے شمار بربر و زہ اسلام میں داخل ہوئے جس سے مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی اور دین و قوت حاصل ہوئی اسلامی لشکر کے بازو مضبوط ہوتے گئے۔

مسلمہ بن مخلد کی گورنری: ان واقعات کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مصر و افریقہ کی حکومت مسلمہ بن مخلد نصاری کے قبضہ میں دے دی انہوں نے اپنی طرف سے افریقہ پر اپنے ایک غلام ابوالمہاجر کو مقرر کیا اس نے افریقہ پہنچ کر بہت بری طرح سے عقبہ کی معزولی کو ظاہر کیا جس سے عقبہ کی بے حد بے عزتی ہوئی عقبہ بے چارے نے افریقہ کو خیر باد کہہ کر شام میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے آئے اور ابوالمہاجر کی شکایت کی۔

عقبہ کی بحالی: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے معذرت کی اور افریقہ کی حکومت دینے کا وعدہ کیا لیکن اس کی نوبت نہ آ سکی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور خدمت پورا ہو گیا پھر یزید نے ۶۲ ہجری میں اپنے زمانہ حکومت میں عقبہ کو افریقہ کا گورنر بنا دیا۔ واقعہ یہ ہے کہ عقبہ ۴۶ ہجری میں افریقہ کے گورنر بنے اور اسی زمانہ میں قیروان کو آباد کیا پھر یزید نے ۴۶ ہجری میں ابوالمہاجر کو بھیج کر عقبہ کو افریقہ کی گورنری سے معزول کر دیا ابوالمہاجر نے عقبہ کے ساتھ اس قدر سختی کا برتاؤ کیا کہ بغیر کسی جرم کے ان کو گرفتار کر کے قید کر دیا یزید کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے ابوالمہاجر کو عقبہ کو رہا کر دینے اور شام بھیج دینے کا حکم بھیج دیا جب عقبہ افریقہ سے شام واپس آئے تو یزید نے دوبارہ ان کو والی افریقہ مقرر کر کے روانہ کر دیا انہوں نے بھی ابوالمہاجر کو گرفتار کر کے قید کر دیا یہاں تک کہ اہل بربر سے کسلہ شاہ برانس نے فوج کشی کی ان سب کو قتل کیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

حضرت مغیرہ اور حجر بن عدی کی جھڑپ: مغیرہ بن شعبہ نے یہ رویہ اپنا لیا تھا کہ اپنے زمانہ گورنری میں اکثر مجالس اور خطبوں میں امیر مومنین علی رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کرنے لگے تھے اور امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے تھے۔ حجر بن عدی کو یہ بات شاق گزرتی تھی وہ بس اوقات کھڑے ہو کر یہ کہتا تھا ”اللہ تعالیٰ تم سے مجھے تمہاری ہی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا میں گواہی دیتا ہوں کہ جس کی تم مذمت کرتے ہو وہ فضیلت کا مستحق ہے اور جس کی تم بڑائی بیان کرتے ہو وہ مذمت کا مستحق ہے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ جواب دیتے تھے کہ ”اے حجر بادشاہ کے غضب سے ذریعہ نجات تھیں جیسوں کو وہ ہلاک کر ڈالتا ہے“ حجر و مغیرہ میں اس قسم کی باتیں نوک جھونک کی اکثر ہوتی جاتیں تھیں۔

۱ ذراع اس مقد رکوتے ہیں جو دونوں ہاتھوں کے پھیلانے سے پیدا ہوتا ہے گویا اس حساب سے پانچ ہاتھ ہوتا ہے۔

عبدالرحمن ان کی تلاش میں بکلاز واعد تو ہاتھ نہ آیا لیکن اس نے عمرو بن احمق کو گرفتار کر کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی۔

عمرو بن احمق کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص میں قتل: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ چونکہ اس نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سات نیزے مارے تھے پس اتنے ہی نیزے اس کو مارے جائیں۔ غرض پہلے یاد دوسرے نیزے میں عمرو بن احمق مر گیا۔

حجر کے ساتھیوں کی تلاش: ... پھر زیاد نے حجر کے ساتھیوں کی تلاش نہایت سرگرمی سے شروع کر دی چنانچہ قبیسہ بن ضبعہ بھی امن حاصل کر کے حاضر ہوا مگر زیاد نے اس کو بھی قید کر لیا اور قیس بن عباد الشیلی اپنی قوم کے ایک شخص کے ساتھ آیا زیاد نے اس سے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا تو قیس نے ان کی تعریف کی زیاد نے اس کو پناہ کر قید کر دیا (قیس بن عباد اس وقت تک زندہ رہا ہے کہ ابن اشعث کے ساتھ مل کر لڑا ہے۔ پھر کوفہ میں آیا لوگوں نے اس کی خبر حجاج کو پہنچادی چنانچہ حجاج نے گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

عبداللہ بن خلیفہ بن طائی: اس کے بعد زیاد نے عبداللہ بن خلیفہ الطائی کو بھیجا (یہ بھی حجر کے ہمراہیوں میں سے تھا) عبداللہ چھپ گیا زیاد نے اس کی گرفتاری کے لئے پولیس کو متعین کیا عبداللہ کی بہن پولیس کو آتے ہوئے دیکھ کر الفرار القرار چلا اٹھی عبداللہ روپوش ہو گیا زیاد نے حجر بن عدی بن حاتم کو مسجد میں تھے گرفتار کر لیا اور یہ دباؤ ڈالا کہ عبداللہ کو حاضر کر دیا اس کا پتہ بتاؤ تو عدی نے جواب دیا کیا میں اپنے چچا کے بیٹے کو حاضر کروں کہ تو اس کو قتل کر ڈالے واللہ اگر وہ میرے قدموں کے نیچے ہوتا تو میں اپنے قدموں کو ہرگز نہ اٹھاتا۔

حضرت عدی بن حاتم کی گرفتاری اور رہائی: زیاد نے یہ جواب سن کر جھلا کر ان کو قید کر دیا لوگوں کو اس سے بڑی ناراضگی پیدا ہوئی اور وہ آپس میں صلح و مشورہ کر کے زیاد کے پاس پہنچے اور اس سے کہا بڑے غضب کی بات ہے کہ یہ حرکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور سردار طے کے ساتھ کر رہا ہے؟ زیاد نے عوام کے مشتعل ہونے کے خوف سے یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ اچھا میں عدی کو چھوڑ دیتا ہوں لیکن اس شرط پر کہ یہ اپنے چچا زاد بھائی کو کوفہ سے نکال دیں چنانچہ عدی آزاد کر دیئے گئے اور انہوں نے اپنے بھائی کو جبال طے کی طرف چلے جانے کا مشورہ دیا لہذا عبداللہ وفات تک وہیں مقیم رہے پھر حجر کے ساتھیوں میں سے عقیف حمی پیش کئے گئے۔

حجر اور اس کے ساتھیوں کے خلاف گواہی: قصہ مختصر جب زیاد نے رفتہ رفتہ حجر کے ساتھیوں میں سے بارہ آدمیوں کو قید کر لیا تو بارہ عمر وا بن حریث (جورج مدینے کے سردار تھے) خالد بن عرفط (جورج نیم و ہمدان کے سردار تھے) قیس بن الولید (جورج ربیعہ و کندہ کے سردار تھے) ابو ہریرہ بن ابی موسیٰ (یہ ریح مذحج کے سردار تھے) کو بلایا اور ابن عدی اور ان کے ساتھیوں کا مقدمہ پیش کیا ان لوگوں نے گواہی دی کہ حجر نے لشکر جمع کیا اور امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں اور لوگوں کو ان کے برخلاف جنگ کرنے پر ابھارا اور یہ گمان کیا کہ خلافت آل ابی طالب میں ہونی چاہیے اور شہر میں بوہ بھی کیا اور امیر المومنین کے گورنر کو نکال دیا اور علی بن ابی طالب کی حمایت اور محبت ظاہر کرتے ہوئے ان کے مخالفین سے بیزارگی ظاہر کی اور یہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں اس کے لشکر کے سردار اور اس کے مشیر ہیں زیاد نے ان گواہیوں کے لینے کے بعد گواہیاں طلب کیں چنانچہ طلحہ بن عبید اللہ کے بیٹے اسحاق اور موسیٰ نے منذر بن الزبیر، عمار بن ابی معیط، عمر بن سعد بن ابی وقاص وغیرہ نے گواہیاں دیں ان گواہوں میں شریح بن احرث اور شریح بن ہانی کے نام بھی تھے۔

قیدیوں کی شام روانگی: زیاد نے ایک الگ کاغذ پر ان گواہوں کے نام لکھے اور وائل بن حجر الحضرمی اور کثیر بن شہاب کو بل کر حجر اور اس کے ساتھیوں کو خط کے ساتھ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے جانے کے لئے سپرد کیا۔

حجر بن عدی کے ساتھیوں کے نام: ... حجر بن عدی کے ساتھیوں کے نام یہ تھے: (۱) ارقم بن عبداللہ کندی (۲) شریک بن شداد الحضرمی (۳) صفی بن شیبانی (۴) قبیسہ بن ضبعہ بھی (۵) کریم بن عقیف حمی (۶) عامر بن عوف الحلی (۷) کزام بن حبان الغزی (۸) عبدالرحمن بن حسان الغزی (۱۰) محزر بن شہاب تمیمی (۱۱) عبداللہ بن حویہ السعدی۔

مزید قیدی اور شریح بن ہانی کا خط: ... پھر زیاد نے ان گیارہ آدمیوں کے بعد عدی بن بکر سے عقبہ بن الاغض اور سعد بن غوات ہمدانی کو

گرفتار کر کے امیر معاویہ جنت کے پاس روانہ کیا تھوڑی مسافت طے کی ہوئی کہ شریح بن ہانی آپہنچے اور ایک بدلتلفہ میں امیر معاویہ جنت کا خط واصل بن حجر کو دے کر واپس آئے جس وقت یہ لوگ مرج عذرا پہنچے وائل اور کثیر نے قافے کے آگے نکل کر حضرت امیر معاویہ جنت سے ملاقات کی اور واقعات بتلائے اور شریح کا خط دیا حضرت امیر معاویہ جنت نے خط کھولا لکھا ہوا تھا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ زیاد نے میری گواہی حجر کے مقبرہ میں لکھ دی ہے۔

شریح کی حجر کے حق میں گواہی اور سفارش میں گواہی دیتا ہوں کہ حجر ان لوگوں میں سے ہے جو نماز پڑھتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، میرے اور نبیؐ ہمیشہ کرتے ہیں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتے ہیں اور خون حرام اور مال حرام سے احتراز کرتے ہیں اس لئے اگر آپ چاہیں تو انہیں قتل کر ڈالیں اور اگر من سب سمجھیں تو رہا کر دیں امیر معاویہ جنت نے یہ خط پڑھ کر وائل سے مخی طبع ہو کر فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ اس نے (یعنی شریح بن ہانی نے) خود کو شہادت گواہی سے علیحدہ کر لیا ہے وائل نے اس کو کچھ جواب نہ دیا امیر معاویہ جنت نے ان لوگوں کو مرج عذرا میں قید کر دیا۔

بعض قیدیوں کی رہائی اس عرصہ میں متبہ بن اخص و سعد بن غوات پابہ زنجیر پہنچے۔ حارث بن الاسود نے امیر معاویہ جنت کو اس سے مطلع کیا اسد بن جبلی نے عاصم و ورقہ (اپنے چچا زاد بھائیوں) کی سفارش کی اور اس سے پہلے جریر بن عبد اللہ الجبلی نے ان دونوں آدمیوں کی جرأت اور بے گناہی کا کتبہ بھیجا تھا چنانچہ حضرت معاویہ جنت نے عاصم و ورقہ کو رہا کر دیا اور وائل بن حجر نے ارقم کو اور ابوالعورا سلمیٰ نے متبہ بن اخص کو حبیب بن مسلمہ نے عبد اللہ بن حوہ کو سفارش کر کے آزاد کر لیا۔

حجر کو رہا کرنے سے امیر معاویہ جنت کا انکار ان کی دیکھ دیکھی مالک بن ہبیرہ سکونی نے اٹھ کر عرض کیا میرے چچا زاد بھائی کو بھی یہی سفارش سے رہا کر دیجئے۔ حضرت امیر معاویہ جنت نے جواب دیا وہ ان کا سردار ہے اگر میں اسے چھوڑ دوں گا تو آئندہ فساد کا خوف ہے، مالک بن ہبیرہ یہ صاف جواب سن کر جھلا کر اٹھ آیا اور اپنے گھر بیٹھ گیا۔

حجر کے قتل کا فیصلہ اس کے بعد امیر معاویہ جنت نے ہدبہ بن فیاض قضاعی، حسین بن عبد اللہ الکلابی، ابو شریف البدری کو حجر اور اس کے ساتھیوں کے قتل پر مامور کیا چنانچہ یہ لوگ حجر کے پاس شام کے وقت آئے اور کہا کہ ارقم لوگ علی سے بیزار ہیں ظاہر کر دو اور ان کو طعن و تشنیع سے یاد کرو تو ہم تم کو رہا کر دیں گے ورنہ قتل بر ذرا ہیں گے حجر اور اسکے ساتھیوں نے اس کا انکار کر دیا ساری رات نمازیں پڑھتے رہے اور مغفرت کی دعا مانگتے رہے صبح ہوتے ہی فیاض وغیرہ قتل کے لئے آگے بڑھے۔

حجر کا حضرت علی جنت کی مخالفت سے انکار حجر نے وضو کیا نماز پڑھی پھر ان لوگوں سے مخی طبع ہو کر بہاؤ اللہ میں نے کبھی کوئی نماز اس سے زیادہ چھوٹی نہیں پڑھی اگر مجھے شبہ نہ ہوتا کہ تم لوگ یہ سمجھو گے کہ میں موت سے ڈرتا ہوں تو میں دیر تک نماز پڑھتا رہتا۔ اللھم انا مستعذیل علی امتنا فان اهل الکوفة يشهدوا علينا وان اهل الشام يقتلوننا "حجر کی زبان سے اس قدر کلمات نکلنے نہ پائے تھے کہ فیاض نے تلوار کھینچ کر حجر کی طرف چلا تو حجر ہم گئے۔

حجر کی جرأت مندانہ شہادت فیاض کے ہمراہیوں نے کہا کیوں؟ تم تو کہتے تھے کہ ہم موت سے نہیں ڈرتے بہتر ہے کہ اپنے دوست (مٹی بڑے) سے بیزار رہ کر وہ چھوڑ دیں گے خبر ہو کہ میں موت سے نہیں ڈرتا اگرچہ میں قبر و گفن اور تلوار کے درمیان ہوں اور بالفرض اگر میں موت سے ڈروں بھی تو وہ بات کبھی اپنی زبان سے نہیں کہوں گا جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو فیاض نے لپک کر حجر پر تلوار چلائی اور اسکے ساتھیوں نے دوسرے قیدیوں پر وار کر کے انہیں شہید کی دیا۔

حجر کے مقتول ساتھیوں کے نام: حجر کے ساتھ اس واقعہ میں جو جاں بحق ہوئے ان کے نام یہ تھے۔

- (۱) شریک بن شداد (۲) صفی بن فصیل۔ (۳) قبیصہ بن نصعیہ ① (۴) محرز بن شہاب (۵) کرام بن حبان۔ قتل کرنے کے بعد فیاض نے ان لوگوں کو دفن کر دیا اور عبد الرحمن بن حسان ہمدانی اور مریم بن حنیف مکی و امیہ معاویہ جنت کے پاس دئے اس لئے کہ ان

دونوں آدمیوں نے کہا تھا کہ ہمیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے چلو جو وہ کہیں گے ہم بھی وہی کہیں گے۔

کریم بن عقیف کی معافی: ... پہلے کریم کو پیش کیا گیا کہ تم امیر المؤمنین سے استبراء (علحدگی) ظاہر کرو، کریم نے اس کا بیچہ جو بڑا نر سرہ بن عبد اللہ صغریٰ نے کھڑے ہو کر ان کی سفارش کی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس شرط سے منظور کر لیا کہ آئندہ یہ کو نہ جہاں میں گئے ہوں وہیں کریم رہا ہو کر موصول میں جا کر مقیم ہوئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی گستاخی پر عبدالرحمن کا قتل: عبدالرحمن بن حسان سے دریافت کیا کہ تم علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ جواب دیا کہ میں ان کو بہت اچھا اور نہایت افضل سمجھتا ہوں پھر استفسار کیا کہ عثمان کیسے تھے؟ جواب دیا کہ سب سے پہلے جس نے ظلم کا دروازہ کھولا اور حق کا دروازہ بند کیا یہ وہی تھے (عیاذ باللہ) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو زیاد کے پاس واپس کر دیا اور یہ لکھ بھیجا کہ نہایت اذیت سے قتل کرنا پس زیاد نے اس کو زندہ دفن کر دیا اور یہ ساتواں شخص تھا جو اس واقعہ میں مارا گیا۔

مالک بن ہبیرہ کی حجر کو چھڑانے کی کوشش: مالک بن ہبیرہ سکونی سے جس کی سفارش حجر کے حق میں قبول نہیں کی گئی تھی مکان پر پہنچ کر اپنی قوم کو جمع کیا اور حجر کو چھڑانے کے لئے چلا راستے میں قاتلین یعنی فیاض وغیرہ سے ملاقات ہو گئی اس نے حجر کا حال دریافت کیا تو جواب ملا کہ وہ سب کے سب فرش خاک پر موت کی گہری فیند میں ہیں مالک کو اس پر یقین نہ آیا عذرا میں پہنچا تو اس کو یقین ہو گیا فوراً چند سواروں کو قاتلین کے تعاقب میں روانہ کیا لیکن یہ ان کی گرد کو بھی نہ پاسکے مجبور ہو کر مالک اپنے گھر چلا آیا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس نہ گیا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مالک سے عذر خواہی: فیاض نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا امیر معاویہ نے کہا یہ ایک جوش تھا جو اس کے دل میں بھرا ہوا تھا مجھے امید ہے کہ اب وہ ختم ہو گیا ہو گارات ہوئی تو ایک ہزار درہم مالک کے پاس بھیجے اور کہلا بھیجا کہ میں نے تمہاری سفارش اس وقت اس لیے منظور نہیں کی تھی کہ مجھے خوف تھا کہ پھر از سر نو جنگ کی آگ نہ بھڑک جائے اور یہ بات مسلمانوں کے حق میں قتل حجر سے زیادہ اہم تھی مالک یہ سن کر خاموش ہو گیا اور دراہم لے کر گھر میں رکھ لیے۔

ام المؤمنین کی حجر کے لیے سفارش: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب معلوم ہوا کہ حجر چند لوگوں کے ساتھ گرفتار ہو کر شام بھیجے گئے تو موصوفہ نے عبدالرحمن بن الحارث کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس سفارش کے لیے روانہ کیا لیکن یہ لوگ اس وقت دمشق پہنچے جب کہ حجر اپنے ساتھیوں سمیت قتل ہو چکے تھے عبدالرحمن نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کیوں معاویہ رضی اللہ عنہ حجر کے قتل کے وقت ابوسفیان کا علم کہاں غائب ہو گیا تھا؟ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جہاں تم جیسے علم کے لوگ غائب ہو گئے تھے اور مجھ کو تو اس بات پر ابن سمیہ (زیاد) نے آمادہ کیا تھا اس لیے میں حجر کے قتل پر تیار ہوا ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حجر کے قتل کا مدتوں افسوس رہا۔

حجر کے قتل کی ایک اور وجہ: لوگوں نے حجر کے قتل کے اسباب بیان کرتے ہوئے اس طرح بھی لکھا ہے کہ ایک مرتبہ زیاد نے جمعہ کے دن بہت بڑا خطبہ پڑھا جس سے نماز کا اول وقت گزر گیا حجر کو یہ حرکت ناگوار گزری تو چلا کر بولے الصلوۃ الصلوۃ۔ زیاد متوجہ نہ ہوا انھوں نے نماز کا وقت نکل جانے کے ذریعے ایک مٹھی کنکریاں اٹھا کر زیاد کی طرف پھینکیں اور نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ساتھ ہی حاضرین بھی اٹھے زیاد نے یہ دیکھ کر منبر سے اتر کر نماز پڑھی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حجر کی بہت شد و مد کی شکایت لکھ بھیجی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکم بھیجا کہ حجر کو گرفتار کر کے بھیج دو پس زیاد نے سپاہیوں کو حجر کے گرفتار کرنے کے لیے بھیجا گرفتاری میں جو واقعات پیش آئے ان کو تم اوپر پڑھ آئے ہو بالآخر حجر کو ان لوگوں کے ساتھ جنھوں نے حجر کی ہمدردی اور مدد کی گرفتار کر کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا گیا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حجر کو قتل کرنے کا حکم دیدیا۔ حجر نے دو رکعت نماز پڑھی اور حاضرین کو یہ وصیت کی کہ میری بیڑیاں اور جھکڑیاں نہ اتارنا اور نہ میرے خون کو دھونا میں کل قیامت میں معاویہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح ہوں گا۔ اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بوقت ملاقات ارشاد فرمایا تھا ”ابن حنبل عن حجر“ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ”کہ بحضور فی رشید (اتھی)۔“

ربیع بن زیاد گورنر خراسان: ۵۱ ہجری میں حسن بن عمرو الغفاری کی وفات کے بعد ولایت خراسان پر زیاد نے ربیع بن زیاد حارثی کو مقرر کیا اور وفہ بصری کے لشکر میں سے پچاس ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا جس میں صحابہ میں سے بریدہ بن الحصیب اور ابو ہریرہؓ اور ابی سلمیٰؓ بھی تھے ربیع نے خراسان پہنچ کر بیخ کارخ کیا (کیونکہ اہل بلخ نے اخف سے مصالحت کے بعد پھر عہد شکنی کی تھی) اور اس کو فتح کر کے قہرستان (کوہستان) تک جا پہنچا اور اس کو بھی طاقت سے اتہائی مردانگی کے ساتھ فتح کیا اس کے گرد و نواح میں جتنے بھی ترک تھے ان کو قتل کر ڈالا ان میں سے سوائے قزاقان و طرخان کے کوئی نہ بچ سکا اور یہ بھی قتیبہ بن مسلم کے زمانہ حکومت میں انہی کے ہاتھ مارا گیا۔

حجر کے قتل کی خبر سے ربیع کو سکتہ: ربیع ۵۱ کو جس وقت خراسان میں حجر کے مارے جانے کا حال معلوم ہوا تو اس پر سکتہ سا ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک ٹھنڈی سانس بھر کر بولے اب عرب کے لوگ ہمیشہ حجر کے بعد یونہی قتل کئے جائیں گے اگر وہ لوگ حجر کے قتل سے رک جاتے تو خود کو اس قتل سے بچا لیتے لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا اور ذلیل ہو گئے۔

ربیع کی اپنے لئے موت کی دعا: پھر اس کے بعد جب جمعہ کا دن آیا تو لوگوں کو مخاطب کر کے کہا ”میری عمر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہے۔ میں کچھ دعا کروں گا تم لوگ! میں کہنا لہذا نماز جمعہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کی اللھم ان کان لی عندک خیر فاقبضنی الیک عاجلاً (اے اللہ! میری بھلائی تیرے پاس ہو تو مجھے تو مجھے بہت جلد اپنے پاس بلا لے) لوگوں نے ہدایت کے مطابق آمین کہا۔ دعا کر کے مسجد سے نکلے گھر تک نہ پہنچنے پائے تھے کہ گر گئے لوگ، اٹھا کر مکان پر لائے خوش آیا تو اپنے بیٹے عبداللہ کو نائب بنایا اور اسی دن انتقال کر گئے پھر اس کے دو مہینے بعد عبداللہ بن ربیع بھی خلید بن الحنفی کو نائب مقرر کر کے انتقال کر گئے۔ اور زیاد نے اس کی تقرری کو منظور کر لیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی زیاد کے لئے بد دعا: ماہ رمضان المبارک ۵۳ ہجری میں زیاد کے دائیں ہاتھ کی انگلی میں ایک دانہ نکل آیا تھا جس کی تکلیف سے وہ مر گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ بن الخطاب کی بد دعا سے یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ زیاد نے امیر معاویہؓ کو لکھا تھا ”کہ میں نے عراق کو دائیں بائیں سے معقول طریقے سے زیر کر لیا ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ مجھے حجاز پر متعین کر دیجئے چنانچہ حضرت امیر معاویہؓ نے حجاز کی گورنری کا فرمان بنام زیاد لکھ بھیجا اہل حجاز اس کے ظلم و ستم سے ڈر کر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی خدمت میں آئے اور صورت حال بتا کر دعا کی درخواست کی چنانچہ عبداللہ بن عمرؓ قبلہ رو ہو کر بیٹھ گئے اور دعا کرنے لگے۔ حاضرین بھی دعا کر رہے تھے ان کی دعاؤں کی ایک فقرہ یہ بھی تھا اللھم الفنا شر زیاد (اے اللہ! زیاد کے شر سے ہم کو بچا)۔

زیاد کو ہاتھ کاٹنے کا مشورہ: اس کے بعد ہی اس کے دائیں ہاتھ کی انگلی میں ایک دانہ نکل آیا اور اس کا زہر پھیلنے لگا شدت تکلیف کی وجہ سے لوگوں نے ہاتھ کاٹنے کی رائے دی۔ زیاد نے شریعہ قاضی کو بلا کر کاٹنے کے بارے میں مشورہ کیا ۵۱ تو شریعہ نے کہا ”تیرا رزق متعین ہے اور موت کا مقرر ہے مجھے یہ پسند نہیں ہے کیونکہ شاید تیری زندگی کا حصہ ابھی باقی ہو اور کئے ہوئے ہاتھ سے زندگی کے ایام پورے کرے اور اگر تیرا زمانہ موت قریب آ گیا ہے تو کٹا ہوا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے جائے گا اور جب اللہ تعالیٰ تجھ سے سوال کرے گا تو نے ہاتھ کیوں کٹوایا کہہ دینا کہ تیرے سامنے آنے سے بیزار اور تیری قضا سے بھاگ کر۔

زیاد کا ہاتھ کٹوانے کا فیصلہ اور خوف سے ترک: زیاد نے شریعہ کے کہنے کا کچھ خیال نہ کیا ہاتھ کاٹنے کا مصمم ارادہ کر لیا مگر جس وقت آگ اور ہاتھ کاٹنے کے لئے پر نظر پڑی تو ذر کے مارے ہاتھ کاٹنے سے رک گیا بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ شریعہ کے کہنے سے رک گیا شریعہ باہر آئے تو لوگ ملامت کرنے لگے شریعہ نے کہا مجھ سے اس نے مشورہ طلب کیا تھا میں کیسا اس کے ہاتھ کاٹنے کی رائے دیتا کیونکہ المستشار مؤتمن ایک مشہور قول ہے۔

زیاد کی وفات: جس وقت زیاد کی موت کا وقت قریب آیا اس کے بیٹے نے کہا میں نے آپ کے لئے ساٹھ جوڑے کپڑے نفیس بنوائے ہیں زیاد نے جواب دیا کہ میرے بیٹے تیرے باپ کے لئے ان کپڑوں سے زیادہ عمدہ کپڑے پہننے کا وقت قریب آ گیا ہے یہ کہہ کر وفہ میں عبداللہ بن خالد

بن اسید کو عبداللہ بن عمر غیلان کو بصری میں اپنا نائب مقرر کیا اور پھر اس کا انتقال ہو گیا۔ کوفہ کے قریب ”مقام توسہ“ ① میں دفن کر دیا گیا زیاد ہمیشہ قیص پھنت تھا اور اکثر پیوند والی قیص ہوتی تھی، اس کے بعد عبداللہ بن خالد کو معزول کر دیا گیا اور کوفہ کی گورنری ضحاک بن قیس کو دی گئی۔

عبید اللہ بن زیاد کی گورنری: زیاد کے مرنے پر اس کا لڑکا عبید اللہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت اس کی عمر پچیس سال تھی۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا تیرے باپ نے دونوں شہروں (یعنی کوفہ و بصرہ) پر کس کو مقرر کیا؟ عبید اللہ نے جو معلوم تھا عرض کر دیا تو فرمایا: ”تجھے تیر باپ مقرر کر جاتا تو میں بھی تجھے بحال رکھتا“ عرض کیا ”میں آپ کو عہدہ دلا بنے پر اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہیں آپ کے بعد کوئی یہ نہ کہے اگر تیرا باپ و تیرا چچا (یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) تجھے گورنری دے جاتے تو میں بھی تجھے بحال رکھتا“ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یہ سن کر ہنس پڑے اور اس کو خراسان کا والی بنادیا۔

عبید اللہ بن زیاد کو نصیحت: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے روانگی کے وقت چند وصیتیں کیں۔ چند ان میں سے یہ تھیں ”اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور اس کے خوف پر کسی چیز کو غالب نہ کرنا“ کیونکہ اس سے ڈرنے میں بہت فائدے ہیں اور اپنی عزت بچائے رکھنا کہیں اس کو خراب مت کر دینا ② اگر کسی سے کوئی معاہدہ کرو تو اسے پورا کرنا، تھوڑی چیز یعنی دنیا کی عوض بڑی چیز (یعنی آخرت) کو فروخت نہ کرنا جب تک کسی بات کا مصمم ارادہ نہ کر لو زبان سے اس کو نہ نکالنا، کیونکہ جب تم کسی بات کو زبان سے نکال چکے تو واپس نہ لے سکو گے، اور جب دشمنوں سے صف رائی کی نوبت آئے تو جو لوگ تم سے بڑے ہوں ان کو ذمہ دار بنانا اور کتاب اللہ پر بیعت لینا غیر مستحق اور اہل کو کسی بات کی امید نہ دلانا اور نہ حق دار کو اس کے حق سے نہ امید کرنا۔

عبید اللہ بن زیاد کی فتوحات: عبید اللہ بن زیاد رضی اللہ عنہ سے رخصت ہو کر ۵۳ ہجری میں خراسان کی طرف روانہ ہوا اور نہر عبور کمر کے بنی رائے پہاڑوں کی جانب لشکر پیسے ہوئے بڑھا، راہ میں نصف سیکند، کو طاقت سے فتح کیا ترکوں سے معرکہ آرائی ہوئی اور متعدد لڑائیوں کے بعد ترک میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ ترکوں کے بادشاہ کے ساتھ اس کی ملکہ ”خاتون“ بھی تھی وہ ایک ہی پاؤں میں جوتی پہنے پائی تھی کہ مسلمانوں نے گرفت کر لیا اور دولا کھ درہم میں فروخت کر ڈالا عبید اللہ اس لڑائی میں خود لڑ رہا تھا ایک ہاتھ میں نیزا تھا اور دوسرے میں جھنڈا تھا لڑتے لڑتے اچانک لوگوں کی نظروں سے غائب ہو جاتا پھر یکا یک اپنے جھنڈے کو بلند کرتا جس سے خون ٹپکتا تھا یہ لڑائی خراسان کی مشہور لڑائیوں میں شمار کی جاتی ہے۔

بصرہ کی حکومت پر عبید اللہ کے آنے کا سبب: عبید اللہ بن زیاد کا میابی کے دو برس تک خراسان کی گورنری پر رہا اس کے بعد ۵۵ ہجری میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکومت بصرہ بھی ان کے حوالے کر دی اس لیے کہ ایک روز عبداللہ بن غیلان امیر بصرہ منبر پر کھڑے ہوئے خطبہ پڑھ رہے تھے کہ بنو ضبہ میں سے کسی نے کنکریاں ماریں تو عبداللہ بن غیلان نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا۔ بنو ضبہ جمع ہو کر عبداللہ کے پاس آئے اور یہ کہہ رہے تھے بھائی سے جو خطا ہونے والی تھی ہو گئی اور تم نے اس کی سزا بھی دیدی ایسا نہ ہو کہ اس کی اطلاع امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہو جائے اور وہ ناراض ہو کر کوئی عام سزا تجویز کر دیں لہذا تم ایک خط لکھ دو کہ میں نے محض شبہ اور گمان پر ہاتھ کٹوایا ہے، ہم میں سے کوئی شخص یہ خط لے کر امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلا جائے گا تا کہ آئندہ کی شاہی عقوبت سے ہم لوگ محفوظ ہو جائیں عبداللہ اس وقت ان کے جھانسنے میں آگئے اور ان لوگوں کو ایک خط اس مضمون کا لکھ کر دے دیا۔

بنو ضبہ کی عبداللہ کے خلاف شرارت: جب یہ سال ختم ہو گیا تو نیا سال شروع ہوتے ہی عبداللہ بن عمر بن غیلان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے بنو ضبہ بھی ان کے ساتھ جا پہنچے اور عبداللہ بن عمر بن غیلان پر دعویٰ کر دیا کہ اس نے ظلم سے ہمارے بھائی کے ہاتھ کاٹ ڈالے ہیں گواہی میں خود اس کا لکھا ہوا خط پیش کر دیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پڑھ کر کہا یہ تو ہو نہیں سکتا کہ میرے عمال سے اس کا بدلہ لیا جائے لیکن تمہارے بھائی کی دیت بیت المال سے دیدی جائے گی، اس واقعہ کے بعد حکومت بصرہ سے عبداللہ بن عمر بن غیلان کو معزول کر دیا گیا اور اس کے جگہ عبید اللہ بن زیاد مقرر ہوا اس نے اپنی طرف سے خراسان کا والی اسلم بن زرعہ کلابی کو بنایا اور خود بصرہ چلا گیا عبید اللہ کے بعد اسلم نے کوئی جہاد نہ کیا ورنہ کسی ملک کو فتح کیا۔

① بن اثیر کا اکال جلد ۲ صفحہ ۵۰۲ توسہ کے بجائے تو یہ یا ثویہ تحریر ہے۔ ② ابن اثیر کی اکال جلد ۲ صفحہ ۵۰۵ میں ہے دو فقر عرضت یعنی پی عزت میں ضد رہا۔ (شامہ ۱۰۰)

یزید کی ولی عہدی کا پس منظر طبری نے سند لکھا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ بن ترامیر معاویہ بن ابی سفیان کی خدمت میں آئے اور کمزوری کی شکایت کی اور معذوری کی وجہ سے استعفیٰ دے دیا، جو کہ منظور ہو گیا۔ حضرت مغیرہ کی عہدگی کے بعد امیر معاویہ بن ابی سفیان نے سید بن ابی اسود کو وفائی حکومت پر مقرر کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت مغیرہ کے ملنے چلے آئے کہنے لگے "تم معاویہ بن ابی سفیان کے ساتھ کیا کیا ہو؟" معاویہ نے کہا "میں نے اس کا تمام چھوڑ دیا" یزید کی عہدگی اختیار کی ہے جواب دیتے ہو تو جواب دیدیا لیکن دل پر چوٹ لگ گئی اور اسی وقت سے یزید کی فتنہ بونی اسی غور و فکر میں ایک روز یزید کے پاس جا پہنچے اور اس سے کہنے لگے "تم امیر معاویہ بن ابی سفیان سے اپنی ولی عہدگی کی بیعت لینے کے لیے کیوں نہیں جاتے؟ کیونکہ بڑے صحابہ اور سردار قریش کے بزرگ انتقال کر چکے ہیں اب ان کی اولادیں باقی ہیں اور تم ان دونوں سے رائے اور سیاست میں افضل ہو میرے نزدیک امیر المومنین کو تمہاری ولی عہدگی کی بیعت لینے سے کوئی مصلحت نہ ہوگا یزید نے اس بات کا اپنے والد سے جا کر اظہار کیا یہ معاویہ بن ابی سفیان نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کو بلا بھیجا اور اس بات پر رائے طلب کی۔ حضرت مغیرہ نے عرض کیا "امیر المومنین آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے کہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد مقرر ہوئے اور یزید کو آپ کا بیٹا ہے آپ اس کی ولی عہدگی کی بیعت لوگوں سے پہلے بیٹھے آپ کے بعد مسلمانوں کا یہ ہادی و ہدی ہو گا اور اس میں نہ کوئی فتنہ ہوگا اور نہ ہی کوئی فساد ہوگا میں اس کی ولی عہدگی لینے کے لیے وقفہ میں کافی ہوں گا اور زیادہ بصرہ میں اور ان دونوں شہروں کے بعد پھر کوئی شہر ایسا نہیں جو آپ کے حکم کی مخالفت کرے۔ امیر معاویہ بن ابی سفیان نے اس تقریر کو غور سے سن کر مغیرہ کو یزید کی سند دیدی اور وہ دوبارہ وفائی کی طرف واپس آیا اور یزید کی ولی عہدگی کی بیعت لینے کی کاروائی کرنے کا حکم دیا۔

حضرت مغیرہ کی کوفہ میں کوششیں حضرت مغیرہ بن شعبہ نے کوفہ پہنچ کر خواہان حکومت بنی امیہ سے اس کا ذکر کیا ان لوگوں نے خوشی سے منظور فرمایا مغیرہ نے ان لوگوں میں سے ایک گروہ کو بطور فدا اپنے بیٹے یزید کے ساتھ دارالافتاء دمشق روانہ کیا اہل کوفہ نے حاضر ہو کر یزید کی ولی عہدگی کی درخواست پیش کی۔ حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان نے دریافت کیا تم لوگ اس سے راضی ہو؟ انھوں نے کہا ہم سب اور سوا جتنے آدمی ہیں سب اس پر راضی ہیں۔ امیر معاویہ بن ابی سفیان نے فرمایا اچھا جو تم نے درخواست پیش کی ہے اس پر ہم غور کریں گے و اللہ تعالیٰ یہ حکم دیتا ہے۔ جدی کے جائے سوچ سمجھ کر مانگنا بہتر ہے۔ اس کے بعد یزید کو یہ سارے حالات لکھ بھیجے اور اس سے مشورہ طلب کیا۔ ❶

امیر معاویہ بن ابی سفیان کا زیادہ سے اور اس کا دوسروں سے مشورہ زیادہ سے عبید بن کعب نمیری کو بل کر کہا یہ مشورہ طلب کرنے والے کا ایک با اعتماد ساتھی ہوتا ہے اور ہر راز کا ایک امانت دار دو شخصیتیں رچی گئیں ہیں ایک راز کا افشا کر دینا دوسرے غیر اہل نصیحت کرنا اور ہر راز ہونے کے وہی شخص اہل بن سنان ایک وہ شخص جس کے مد نظر آخرت ہو دوسرا جس کے پاس فی نفسہ دنیاوی شرف، طاہری وجاہت، عقل سلیم ہو اور تم میں یہ سب باتیں موجود ہیں۔ میں نے ایک راز کی بات پر مشورہ لینے کے لیے بلایا ہے اور وہ یہ ہے کہ امیر المومنین نے مجھے خط لکھا ہے اور یزید کی ولی عہدگی کے بارے میں مشورہ طلب کیا ہے اس لیے کہ لوگوں کے ناپسند کرنے سے وہ خائف ہیں اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ وہ اس بات میں ان کی اطاعت کریں لیکن مسلمانوں کا اس بات پر راضی ہونا ایک اہم بات ہے۔

یزید کے بارے میں رائے میرے نزدیک یزید میں آوارگی، بیہودگی، ہدایتی اور نہ اہلی ہے۔ تم امیر المومنین سے جا کر معاویہ بن ابی سفیان سے افعال سے قطع کر دو اور صاف صاف کہہ دو کہ یہ کام ہونا دشوار ہے اور اگر آپ اس کو انجام دینا چاہتے ہیں تو جدی نہ کریں کسی کام میں تاخیر ہونا بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ عجلت میں وہ ضائع ہو جائے۔

عبید بن کعب کا زیادہ کو جواب۔ عبید بن کعب بنو ابی اس کے ساتھ اور کوئی رائے نہیں دے سکتے؟ زیادہ نے کہا اور کیا کہوں عبید نے جواب دیا مناسب ہے کہ امیر معاویہ بن ابی سفیان کی رائے سے مخالفت نہ کرے اور ان سے بیٹے کا ان کو خواہ نہ بناو میں جا کر یزید سے ملتا ہوں اور اس کو گاہ کرتا ہوں کہ امیر المومنین نے زیادہ کو اس مضمون کا خط لکھ کر مشورہ طلب کیا ہے لیکن زیادہ لوگوں کی مخالفت سے ڈر رہا ہے کیونکہ عوام تمہارے ساتھ افعال و کردار کی وجہ سے ناراض ہیں اگر من سب سمجھو تو تم ان حرکات و چوڑوؤں کو لوگوں کو قتل کرنے کا زیادہ موقع مل جائے۔ زیادہ نے یہ سب سنا پسند کیا۔

عبید بن کعب اور یزید: ادھر عبیدرخصت ہو کر یزید کے پاس پہنچا اور اس سے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہہ دیا، ادھر زیاد نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا کہ اتنی جلدی نہ کیجیے ورنہ لوگ بھرا انھیں گے اور یہ کام ضائع ہو جائے گا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے تھوڑے دنوں کے بعد زیاد کا انتقال ہو گیا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا جواب: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کی ولی عہدی کی بیعت لینے کا مصمم ارادہ کر کے کاروائی شروع کر دی پہلے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو قبول کر لیا اس کے بعد یزید کی ولی کی عہدی کی بیعت کا تذکرہ کیا گیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے دین کو دنیا کے بدلے میں فروخت نہیں کر سکتا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار درہم کے بدلے میرا دین خریدنے کا ارادہ کیا ہے؟ یہ کہہ کر درہم واپس کر دیئے اور یزید کی ولی عہدی کی بیعت سے انکار کر دیا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مروان کو خط:..... پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان بن الحکم کو لکھا میری عمر زیادہ ہو گئی ہے میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ میرے بعد امت محمدیہ میں اختلاف پڑ جائے گا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ کسی کو اپنا ولی عہد بنالوں لیکن تمہارے اور ان لوگوں کے مشورے کے بغیر جو تمہارے پاس ہیں اس کام کو نہیں کر سکتا تم میری طرف سے اس بات کو اہل مدینہ کے سامنے پیش کرو، اور جو خیال اپنا وہ ظاہر کریں اس سے مجھے مطلع کرو۔

مروان کا اہل مدینہ سے مشورہ: مروان نے لوگوں کو مطلع کر کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خط سے آگاہ کیا لوگوں نے متفق ہو کر کہا ”بہتر ہے امیر المومنین کسی کو ہمارے لئے منتخب کر جائیں۔ مروان نے اس سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مطلع کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا میں یزید کو اپنا ولی عہد بناتا ہوں“

عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا احتجاج: مروان نے اہل مدینہ کو جمع کر کے کھڑے ہو کر مضمون خط سنا دیا اس پر عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر کہا کہ واللہ خدا کی قسم اے مروان تو جھوٹا ہے اور معاویہ رضی اللہ عنہ بھی جھوٹ بولتا ہے تم دونوں نے امت محمدیہ کیلئے کیا بہتری ڈھونڈی ہے؟ بلکہ تم خلافت کو ہر قل کی حکومت بنانا چاہتے ہو کہ ایک ہر قل جب مر جائے تو اس کی جگہ دوسرا ہر قل کھڑا ہو جائے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ و عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ کی رائے: حسین رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ابن زبیر نے اس کلام کی تائید کی۔ جس درہم برہم ہو گیا مروان نے کل واقعات امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس لکھ بھیجے اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے عمال و گورنروں کو لکھ بھیجا کہ تم لوگ یزید کی تعریف و توصیف لوگوں کے سامنے بیان کرو اور اسلامی علاقوں سے یزید کی ولی عہدی کی درخواست پیش کرنے کیلئے میرے پاس وفود بھیجو چنانچہ ان وفود میں سے جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے محمد بن عمرو بن حزم مدینہ سے اور احنف بن قیس اہل بصری کا وفد لے کر گئے۔

وفود کے سامنے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تقریر: وفود کے جمع ہو جانے پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ضحاک بن قیس فہری سے کہا میں تمہیں کچھ بیان کروں گا جس وقت میں تقریر کر کے خاموش ہو جاؤں اس وقت تم اٹھ کر یزید کی بیعت کیلئے تقریر کرنا اور لوگوں کو اس بات پر آمادہ کرنا چنانچہ پہلے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر اسلام کے فضائل، خلافت کے فرائض و حقوق مسلمانوں کے اتفاق و اطاعت خلیفہ کو اجمالاً بیان کیا اور بیٹھ گئے۔

ضحاک بن فہری کی یزید کی حمایت میں تقریر: ضحاک اٹھا حمد و ثناء کے بعد کہنے لگا اے امیر المومنین! آپ کے بعد ضرور لوگوں کو ایک امیر کی ضرورت ہوگی اگر آپ کی موجودگی میں ہم کسی کو اپنا ولی عہد نہیں بنائیں گے تو بڑے بڑے مصائب میں گرفتار ہو جائیں گے۔ خون ریزی ہوگی امن کے راستے بند ہو جائیں گے، ہمارے نزدیک امیر المومنین رضی اللہ عنہ تہایت راست گو، راست باز، خوش خوا اور ملک داری کے آئین سے واقف ہے جیسا کہ لوگ اور آپ بھی جانتے ہیں وہ ہم سے علم و حلم اور رائے میں افضل ہے۔ لہذا آپ اسی کو اپنا ولی عہد بنائیے اور اپنے بعد اس کو ہمارا پیشوا مقرر کر دیجئے جس کے سایہ امن میں ہم پناہ لیں ہوں۔

مختلف لوگوں کی تائید: عمرو بن سعید الاشدری نے اس کی تائید کی اور یزید بن الحکم عذری نے کھڑے ہو کر کہا (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف

اشارہ کر کے) یہ امیر المومنین ہیں جو شخص ان سے اختلاف کرے گا تو (تکوار کی طرف اشارہ کر کے) اس کیلئے یہ ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابی سفیان سے کہا بیٹھ جاؤ تم خطیبوں کے سردار ہو۔

احنف بن قیس کی حق گوئی: اس کے بعد وفود عرض و معروض کرنے لگے، احنف بن قیس خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ عرض کیا کہ مجھے خوف ہے کہ جو میں کہوں گا اس کی تم تصدیق کرو گے اور اللہ تعالیٰ کا خوف یہ ہے کہ وہ تکذیب کرے گا۔ اے امیر المومنین تم یزید کے موجودہ حالات سے بخوبی واقف ہو اس کے ظاہر و باطن کی آمد و رفت سے خوب اچھی طرح آگاہ ہو اگر تم جانتے ہو کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور امت محمد ﷺ کی بہتری ہے تو کسی سے مشورہ نہ کرو اور اگر تم اس کے خلاف جانتے ہو تو دنیا کی زیادہ فکر نہ کرو سفر آخرت قریب ہے۔ ہمارا فرض یہ ہے کہ آپ جو کہیں اس کو بسر و چشم منظور کر لیں۔

احنف بن قیس سے شامیوں کا اختلاف: قیس کی اس تقریر کے ختم ہوتے ہی ایک شامی شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ یہ ”معدیہ عراقیہ“ کیا بک رہا ہے؟ ہم تو امیر المومنین کے احکام کی بسر و چشم تعمیل کریں گے اور یہ تکوار ہمارے پاس ہے جو ان کے حکم کے خلاف کرے گا اس سے ہم نپٹ لیں گے۔ اس شخص کے کھڑے ہوتے ہی جلسہ درخواست ہو گیا۔ لوگ منتشر و متفرق ہو گئے۔ احنف کی تقریر کا جگہ جگہ اثر ہونے لگا اور بظاہر یہ معلوم ہونے لگا کہ اب یہ کام نہ ہوگا لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ برابر اپنی کوشش میں لگے رہے ہر شخص سے مدارت حسن و سلوک کرتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے ہی دنوں کے بعد عراق و شام کے اکثر لوگوں نے یزید کی دلی عہدی پر بیعت کر لی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مدینہ آمد:..... اہل عراق و شام سے یزید کی بیعت لینے کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچے۔ حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زبیر، عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس خیال سے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہمارے کہنے پر عمل نہیں کریں گے مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ یزید کی تعریف کی اور یہ بیان کیا کہ کوئی شخص اس سے زیادہ مستحق خلافت نہیں ہے۔ یہ سب لوگوں سے عقل میں، فضل میں، سیاست میں افضل ہے میرا خیال ہے کہ کوئی شخص ان باتوں سے اس کو نہیں پہنچ سکتا۔ کسی نے اس تقریر کا کچھ جواب نہ دیا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ”ام المومنین“ کی خدمت میں: پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ منبر سے اتر کر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گئے اور اس سے پہلے ان کو معصوم ہو چکا تھا کہ حسین بن علی اور ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) وغیرہ بیعت لئے جانے کے خوف سے مکہ چلے گئے ہیں۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا میں نے سنا ہے کہ تم نے ان لوگوں کو قتل کی دھمکی دی ہے؟ جواب دیا کہ اے ام المومنین وہ لوگ مجھے یزید سے زیادہ عزیز ہیں لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اس بیعت کو ناقص کر دوں جو یزید کی دلی عہدی کے لئے میں نے لی ہے اور پوری ہو گئی ہے۔ اس پر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو گئیں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مکہ آمد: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھوڑے ہی دن مدینے میں رہ کر مکہ روانہ ہوئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خبر آمد سن کر اہل مکہ ملنے کیلئے آئے تو حضرت حسین بن علی اور ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) وغیرہ بھی یہ خیال کر کے شاید حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے فعل سے نادم ہو کر آئے ہیں ملنے کیلئے چلے گئے۔ ”بطن مر“ میں ملاقات ہوئی۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بڑے تپاک سے استقبال کیا اور سب کو سواریاں عطا کیں اور ان کے ساتھ ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔ روزانہ بغیر کوئی بات کہنے تالیف قلوب کیلئے انعام و صلہ دینے لگے ایک دن آپس میں ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو ہم لوگوں کے ساتھ سلوک کر رہے ہیں اس کو یہ نہ سمجھنا کہ صلہ رحمی کی وجہ سے کر رہے ہیں بلکہ اس خیال سے یہ سوک کر رہے ہیں کہ ہم ان کے مقصود و مطلوب ہیں۔ رختہ اندازی نہ کریں۔ مناسب یہ ہوگا کہ کچھ جواب سوچ کر رکھو لہذا سب نے اس رائے کو پسند کیا اور باراتی ابن زبیر کو جواب دینے کیلئے تیار کر لیا۔

اس کے بعد ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سب بزرگوں کو جمع کر کے فرمایا تم لوگ میری عادت سے واقف ہو اور میرا تاؤ جو تمہارے ساتھ ہے اس کو بھی تم بخوبی جانتے ہو میں تمہارے ساتھ عزیزانہ سلوک رکھتا ہوں اور یزید تمہارا بھائی اور تمہارے چچا کا لڑکا ہے۔ میں یہ چاہتا تھا کہ تم

ابن زبیر سے بعد خلافت سینے نامزد ہو چکا تھا۔ یہی لوگ اس معز میں سر رہے ہو۔ جو چاہتے ہو فیصلہ کرتے ہو، مال، دولت کو مزید رکھتے ہو اور اس کو خود تقسیم کر لیتے ہو اور یزید غریب تم سے کچھ نہیں کہتا۔

حضرت ابن زبیر بن عوف کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو پیشکش اس فقرہ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دوبارہ ارشاد فرمایا اور عبد اللہ بن زبیر بن عوف کی طرف مخاطب ہوئے۔ ہاتھ لعمری اللہ حظیہم (اُمیر کی عمر کی قسم تم ان کے خلیفہ ہو) ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر کہا ”ہم آپ کو ان تین باتوں میں سے ایک اختیار کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ ایک بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اور کسی کو آپ نے خلیفہ مقرر نہیں فرمایا تھا وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے راضی ہو گئے اور ان کو امیر بنالیا۔“ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس میں کوئی شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا نہیں ہے اور مجھے امت کے اختلاف کا اندیشہ ہے۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی دوسری اور تیسری پیشکش ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اچھا دوسری بات یہ ہے کہ جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا وہ یہ تم کو کہ انہوں نے ایک شخص کو جو قریش سے جوان سے سہا اور تھا اور ان کے خاندان کا نہیں تھا اس کو اپنے بعد خلیفہ بنالیا۔ اس پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ تم یہ بات یہ ہے کہ عمر بن خطاب کی پیروی کرو کیونکہ انہوں نے اپنے بعد چوتھے امیوں کو اہل شوریٰ قرار دے کر انہیں و انتخاب کا اختیار دے دیا، اور ان چھ میں نہ کوئی ان کا رُکھا تھا اور نہ کوئی ان کے خاندان کا تھا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا کھرا جواب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا لیکن اس کے سوا اور کچھ ہو گا؟ جواب دیا کچھ نہیں، کچھ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کیا ہے کہ اب پتہ چل گیا کہ جو سنیوں میں یزید کو ولی مہدض اور بنو امیہ کا اللہ کی قسم اگر کسی نے میری بات نہ مانی تو خیر نہ ہوں یہ کہہ کر اپنے صاحب ❶ شہرہ و بلاد پر حکم کیا کہ جو شخص میرے بیان کی تکذیب کرے اس کی گردن فوراً اڑا دینا۔ ابن علی رضی اللہ عنہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ اٹھ کر چلے گئے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت لینے کیلئے ندا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پڑھ گئے۔ حمد و ثناء کے بعد کہا کہ ”صاحبو! ابن علی، ابن عمر، ابن ہشام اور ابن زبیر وغیرہ مسلمانوں کے روحانی پیشوا اور بہترین امتی ہیں، کوئی کام ان کے بغیر مشورہ کے انجام کو نہیں پہنچ سکتا یہ لوگ یزید کی ولی مہدی پر راضی ہو گئے اور بیعت کر لی، تو تم لوگ بھی اللہ تعالیٰ کا نام لے کر بیعت کر لو، اہل مکہ چونکہ ان ہی لوگوں کی بیعت کا انتظار کر رہے تھے۔ یہ سنتے ہی بیعت پر آمادہ ہو گئے۔

اہل مکہ سے بیعت لے کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یزید بن زبیر، عبد اللہ بن عمر وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ ہی مدینہ پہنچے۔ اہل مدینہ ان لوگوں سے ملنے کیلئے آئے اور باتوں باتوں میں کہا کہ تم لوگ تو بیعت کے خوف سے ہی مکہ بھاگ گئے تھے یہ یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم یزید کی بیعت پر راضی ہو گئے ان لوگوں نے کہا کہ ”اللہ ہم نے بیعت نہیں کی“ پھر اہل مدینہ نے کہا کہ ”تم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس سے کیوں نہ روکا؟“ سب نے جواب دیا کہ مسلمانوں کی خون ریزی سے نہیں ہے۔ اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اہل مدینہ سے بھی خدمت مملکت کی بیعت لے کر شام کو روانہ ہو گئے۔

بیعت یزید کی تاریخ یہ واقعہ ۵۶ ہجری کا ہے اور ۵۰ ہجری سے اس کی بنیاد پڑی تھی۔ تاریخ الخلفاء ❶ میں لکھا ہے کہ یزید کی ولی مہدی کی بیعت ۵۰ ہجری میں لی گئی لیکن یہ صحیح معلوم نہیں ہوتا کیونکہ یزید کی ولی مہدی کی بیعت زیادہ کے انتقال کے بعد لی گئی ہے اور زید کا ۵۳ ہجری میں انتقال ہوا ہے۔ واللہ اعلم۔

مرہان کا مدینہ کا گورنر بننا ۵۳ھ میں سعید بن احصا مدینہ کی گورنری سے معزول کر دیئے گئے اور ان کے بدلے مرہان کا مدینہ کا گورنر مقرر کیا گیا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سعید بن احصا کو مرہان کا مکان مرادینہ اس کا ماں ضبط کر لینے اور فداک چھین لینے سے منع کیا تھا لیکن سعید بن احصا نے مرہان کو فخرش گردی اور اس حکم کی بجا آوری سے انکار کر دیا کچھ دوبارہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ حکم صادر کیا لیکن سعید حکم کی تعمیل پر تیار نہ

ہوئے اور دونوں خطوط کو اپنے پاس ہی رکھ لیا۔

مروان اور سعید اس پر امیر معاویہ نے دستز نے سعید کو معزول کر کے مروان کو مقرر کر دیا اور سعید کے مکان پر اس کا مال و اسباب غنیمت لے لے کر حکم صادر کیا مروان بیلداروں کو لے کر سعید کے گھر پہنچا سعید نے کہا: کیوں ابو عبد الملک یا تم میرا مکان آراؤ گے؟ جواب دیا: ہاں اے امیر المؤمنین میرا مکان منہدم کرنے کا حکم دیتے تو میں ضرور تعمیل کرتا۔ سعید بولے میں نے تو ایسا نہیں کیا۔ یہ بہتر ہے خدام سے امیر معاویہ نے ترک ہو کر خطا منگوا کر مروان کو دکھائے تو مروان کو سکتہ سا ہو گیا۔ پھر سعید نے کہا امیر المؤمنین کا مقصود ہے کہ ہم لوگ آپس میں لڑیں خانہ جنگیوں کے تباہی و بربادی ہو جائیں۔ (اتحی ملخصاً من ابن اثیر)۔

سعید کی امیر معاویہ نے خط کو نصیحت۔ غرض مروان بھی سعید کے مکان کے خاتمے سے رکت گیا اس کے بعد سعید نے ایک طویل خط میں اپنے اعزاء و اقارب میں نفاق و مخالفت پیدا کرنے پر نصیحت لکھیں اور یہ بھی لکھا کہ اگر آپ اور ہم ایک دوسرے کو دیکھتے تو اندھیلے ہم و خبیثہ مظلوم کے انتقام لینے کے لیے جمع نہ کرتا امیر المؤمنین و لازم ہے کہ آئندہ ان باتوں کا تذکرہ نہیں۔ امیر معاویہ نے سترے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا اور مذر خوانی کی۔ کچھ عرصے بعد سعید حضرت امیر معاویہ نے دستز کے پاس گئے امیر معاویہ نے مروان کا حال دریافت کیا تو سعید نے اس کی تعریف کی پھر جب ۵۷ ہجری یا بروایت بعض ۵۸ ہجری کا دور آیا تو مروان کو معزول کر کے ولید بن عقبہ بن ابی سفیان کو مدینہ کی گورنری پر مامور کر دیا۔

ضحاک کی معزولی اور ابن ام الحکم کی گورنری ۵۸ ہجری میں امیر معاویہ نے سترے کو فدی گورنری سے ضحاک بن قیس کو معزول کر کے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عثمان ثقفی کو مامور کر دیا اسی کو ابن الحکم بھی کہتے ہیں۔ یہ امیر معاویہ نے سترے کا بھائی تھا کو فدی گورنری کا رد و بدل ہونا درمغیرہ کا مرنا تھا کہ خوراج جیل سے نکل پڑے انھیں حضرت مغیرہ بن شعبہ نے مستورد بن عاتقہ کی بیعت کے الزام میں قید کر لیا تھا۔ چنانچہ یہ لوگ حیان بن صبیان السلمی، معاذ بن جریر اٹھائی کے پاس جا کر جمع ہو گئے۔ ۱ اور عبد الرحمن نے کوفہ سے ایک لشکر ان کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا جس نے ان سب کو قتل کر ڈالا جیسا کہ آئندہ خوراج کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

کوفہ سے عبد الرحمن کی معزولی اس کے بعد اہل کوفہ نے عبد الرحمن کی بد مزاجی سے تنگ ہو کر امیر معاویہ کو دستز سے شکایت کر دی امیر معاویہ نے دستز نے اس کو معزول کر کے نعمان بن بشیر و گورنری کی سند عطا کی اور عبد الرحمن سے یہ فرما کر کہ میں تمہیں کوفہ سے زیادہ اچھے شہر کا گورنر بنا رہا ہوں، مصر کی گورنری پر متعین کر کے روانہ کیا۔ ان دنوں مصر کی گورنری پر معاویہ نے دستز بن خدیج تھا جب وہ منزل باقی رہ گیا تو معاویہ نے دستز کے کمر عبد الرحمن سے ملاقات کی اور ڈانٹ کر کہا اپنے ماموں کے پاس واپس چلے جاؤ ہم تمہارے ہتھکنڈوں سے خوب واقف ہیں، ہمارے پاس تمہاری وہ چالیں نہ چھپیں گی جو کوئی سپاہیوں میں چھپتی تھیں۔ عبد الرحمن سے کچھ بن نہ پڑا تو لوٹ آیا اور معاویہ نے دستز کے بدستور اپنی گورنری پر مامور ہے۔

عبد الرحمن بن زیاد کی گورنری: ۹۵ھ میں عبد الرحمن بن زیاد کو فدی لے کر امیر معاویہ نے دستز کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا آپ پر کوئی حق نہیں؟ جواب دیا ہاں ہے۔ لیکن تم یہ چاہتے ہو؟ عرض کیا کہ گورنری مرحمت فرمائیے امیر معاویہ نے دستز فرمایا کہ کوفہ میں نعمان بن بشیر ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں، بصرہ خراسان میں تمہارا بھائی عبید اللہ ہے اور حبشستان میں تمہارا بھائی عبدا، مجھے من سب یہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ میں تم کو خراسان کی گورنری میں عبید اللہ کے ساتھ شریک کر دوں کیونکہ خراسان کا صوبہ وسیع ہے اور وہاں پر دو گورنروں کا رہنا بہت من سب ہے، یہ کہہ کر عبد الرحمن کو سند گورنری دے کر رخصت کر دیا۔

عبد الرحمن کے بعد قیس: عبد الرحمن نہایت کمزور طبیعت کا آدمی تھا اس نے ایک جہاد بھی نہیں کیا تھا یزید کے پاس شہادت حسین بن علی رضی

① حیان و معاویہ نے خطبہ دینے اور ان کو جنگ کرنے پر آمادہ کیا ان دونوں نے متفق ہو کر حیان کے ساتھ بیعت کی باقی کی طرف خروان گیا۔ تب عبد الرحمن نے دستز سے شکریہ نہ کیا۔ (ابن اثیر جلد سوم صفحہ نمبر ۴۲۶) ② اسی میں قیس بن ابیہرہ سلم بن رزمہ نے رفقہ کے قید کر دیا اور قیس کو ہمارے من سے وصول کئے۔ بن اثیر جلد سوم صفحہ نمبر ۴۳۰ و ابن خلدون جلد سوم صفحہ نمبر ۷۱)

اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں آیا تھا اس کے بعد قیس بن الکثیم کو خراسان کی گورنری دے دی گئی تھی، عبدالرحمن سے یزید نے دریافت کیا کہ تیرے پاس خراسان کا کتنا مال ہے؟ عبدالرحمن نے جواب دیا ”میں کروڑ درہم“ یزید نے کہا اگر تو گورنری پر جانا منظور کرتا ہے تو میں تجھ سے حسب کتاب و سگ کے بعد تجھے گورنر بنا کر خراسان واپس بھیج دوں گا اور اگر تو معزولی پسند کرتا ہے تو تجھے میں خراسان کا مال جو تو اپنے ساتھ لایا ہے دیتا ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ اس میں سے عبدالرحمن بن جعفر کو پانچ لاکھ درہم دینا پڑیں گے۔ عبدالرحمن نے آخری صورت اختیار کر لی اور پانچ لاکھ درہم عبداللہ بن جعفر سے پاک بھیج دیے اور یہ کہہ بھیجا کہ اس میں سے آدھا یزید کی طرف سے ہے اور آدھا میری طرف سے ہے۔

بصرہ سے عبید اللہ کے وفد کی آمد: اسی ۵۹ ہجری میں اہل بصرہ کا وفد عبید اللہ بن زیاد کے ساتھ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عزت و احترام سے ہر شخص کو بٹھایا آخر میں حضرت احنف داخل ہوئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے برابر تخت پر بٹھایا، پھر وفد سے مخ صلب ہوئے وفد عبید اللہ بن زیاد تعریفیں کرنے لگے مگر احنف خاموش بیٹھے رہے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابو جرحم کیوں خاموش ہو تم بھی کچھ بولو، احنف بولے مجھے خوف اس بات کا ہے کہ کہیں یہ لوگ میرے بیان کی تکذیب نہ کر دیں۔

عبید اللہ کی معزولی: اس پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان وفد کو اشارہ فرمایا کہ جاؤ میں نے بصرہ سے عبید اللہ کو معزول کر دیا تم لوگ اپنی خواہش کے مطابق ایک دوسرا گورنر منتخب کر لو اہل وفد اٹھ کر علیحدہ جا بیٹھے اور انتخاب کرنے لگے اور احنف خاموش اپنی جگہ پر بیٹھے رہے کبھی کوئی شخص کسی کو بنی امیہ سے ور بھی کوئی شرفاء شام میں سے ایک کو منتخب کر رہا تھا۔

اہل وفد سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گفتگو: اتنے میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو بلوایا اور دریافت کیا کہ تم لوگوں نے کس کو منتخب کیا؟ ہر فریق نے ایک ایک شخص کو نامزد کیا مگر احنف کچھ نہ بولے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ”تم بھی کچھ کہو“ احنف بولے اگر میں اس شخص کو تمہارے خاندان (یعنی بنو امیہ سے منتخب کرتا ہوں تو کوئی وجہ ترجیح نہیں ہے اور عبید اللہ کے مقابلہ میں انصاف بھی نہ ہوگا اور اگر کسی شخص غیر کام میں نے انتخاب کیا تو اس کے بارے میں تمہاری رائے مقدم ہوگی۔

عبید اللہ کی بحالی: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس تذبذب سے مجبور ہو کر اچھا میں پھر عبید اللہ کو بصرہ کی گورنری پر بھجھا کر اس سے رائے لینے اور اس کے حسن سلوک کرنے کی عبید اللہ کو ہدایت کی مگر اس بارے میں ان سے غلطی ہو گئی لہذا جب فتنہ کی آگ بھڑکی تو کسی شخص نے سوئے احنف کے اس کو معزول نہ کیا پھر اس کے بعد اہل وفد سے یزید کی دلی عہدی کی بیعت لی اور ان کو رخصت کر دیا۔

شام کے جہاد کے واقعات: ۵۲ ہجری میں بسر بن اوطاة سرزمین روم میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جہاد کرتے ہوئے داخل ہوئے اور سردی کے دن وہیں گزارے۔ بعضوں کا بیان ہے کہ واپس آ گئے تھے ان ہی دنوں وہاں پر سفیان بن عوف ازدی بھی آئے ہوئے تھے، اور انھوں نے بھی پیام سرماہی سرزمین میں پورے کیے اور یہیں ان کا انتقال ہوا لشکر ۱ صائفہ کو لے کر محمد بن عبداللہ ثقفی نے بلا دروم پر فوج کشی کی اس کے بعد ۵۳ ہجری میں عبدالرحمن بن ام الحکم سرزمین روم میں جہاد کرتے ہوئے داخل ہوئے۔

جزیرہ روس اور مسلمان: اسی سن میں جنادة بن ابی امیہ ازدی نے جزیرہ روس کو طاقت سے فتح کر کے وہیں ڈیرے ڈال دیئے رومیوں کو اس کا سخت افسوس ہوا آئے دن یہ ان کی کشتیاں گرفتار کر لیتے تھے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس پر انعام و اکرام دیتے تھے رفتہ رفتہ رومی مسلمانوں سے ڈرنے لگے جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو یزید نے ان لوگوں کو جزیرہ روس بلا لیا۔

محمد بن مالک کا اور ۵۵ھ کا قائد لشکر: پھر ۵۴ ہجری میں محمد بن مالک مملکت روم میں داخل ہوئے اور صائفہ کے امیر (معن ۱) ابن یزید سلمی مقرر ہوئے اسلامی لشکر نے جنادة بن ابی ازدی کی زیر قیادت جزیرہ ازدی (یا ارداد) متصل قسطنطنیہ فتح کیا سات برس تک اس پر قہر رہا،

① صائفہ اس لشکر کو کہتے ہیں جو موسم گرما میں لڑنے کے لیے جاتے۔ ② اس مقام پر اصل نسخہ میں خالی جگہ چھوٹی ہوئی تھی میں نے یہ نام تاریخ کامل سے نقل کیا ہے (کامل بن، شیر جلد سوم صفحہ ۴۱۳)۔ مترجم احمد حسین

اس کے بعد یزید نے اپنے زمانہ حکومت میں ان لوگوں کو واپس بلا لیا۔

۵۵ ہجری کے دور میں سفیان بن عوف ازدی اور بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ عمر بن محرز، کوئی کہتا ہے کہ عبداللہ بن قیس اور ۵۶ ہجری میں جنادہ بن ابی امیہ اور بعض مؤرخین کے مطابق عبدالرحمن بن مسعود اور مؤرخین کا خیال ہے کہ دریا کے راستے یزید بن ابی سمرہ اور خشکی میں غیاث بن الحرث نے جہاد کیا۔ ۵۷ ہجری میں عبداللہ بن قیس، ارض روم پر مالک بن عبداللہ نعمی نے خشکی پر، عمر بن یزید الجعفی نے دریا کے راستے معرکہ آرائی کی۔

۵۸ ہجری کی فتوحات: پھر ۵۸ ہجری میں عمر بن الجعفی سرزمین روم کی طرف بڑھے اور جنادہ بن ابی امیہ نے براہ دریا رومیوں پر حملہ کیا اسی سنہ میں اسلامی فوجوں نے بسرگروہی عمیر بن الحباب السلمی قلعہ کچ (بلا دروم) پر حملہ کیا۔ عمر بن الحباب تنہا اس کی تفصیل پر چڑھ گئے، پہرہ داروں سے ذکر قلعہ کا دروازہ کھول دیا، اسلامی افواج نے پہنچ کر فوراً قبضہ کر لیا۔ ۶۰ ہجری میں مالک بن عبداللہ نے مسویہ پر چڑھائی کی اور جنادہ بن ابی امیہ نے جزیرہ روس قبضہ کر کے اس شہر کو ویران کر دیا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات: ۶۰ ہجری میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا انھوں نے اپنی وفات سے چند دن پہلے خطبہ دیا جس کے چند فقرات یہ تھے۔

انی کز ع مستحصد وقد طالت امارتی علیکم حتی مللتکم ومللتمونی وتمیت فرا فکم وتمیتم فرا
قی ولن یا تیکم بعدی الامن انا خیر منه کما ان من کان قبلی خیر منی وقد قبل من احب لقاء اللہ احب
اللہ لقاءہ اللہم انی قد احببت لقاءک فاحبب لقاءنی وبارک لی .

(ترجمہ) میری مثال ایک پکے ہوئے کھیت کی سی ہے اور تم پر میری امارت حکومت اس قدر طویل ہوئی کہ میں نے تم کو تکلیف پہنچی اور تم نے مجھ کو اور میں نے تمہاری جدائی کی تمنا کی اور تم نے میری جدائی کی اور جو میرے بعد تمہارا حکمران بنے گا اس سے میں بہتر ہوں جیسا کہ پہلے والے مجھ سے بہتر تھے کسی کا مقولہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہے۔ اے اللہ میں تیری حضوری چاہتا ہوں تو بھی مجھے اپنی حضوری میں طلب کر لے اور یہ مجھے مبارک کر۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی یزید کو نصیحتیں:..... یہ خطبہ دینے کے بعد تھوڑے ہی دن بعد بیمار ہو گئے اور مرض میں روز بروز اضافہ ہونے لگا۔ اپنے بیٹے یزید کو بلا کر فرمایا بر خودار! میں ۱۰ نے تمام اختلافی امور کو طے کر کے تمہارے لیے کافی سرمایہ مہیا کر دیا ہے تمہارے دشمنوں کو نیچا کر کے عرب کی گردنیں تمہارے سامنے جھکا دی ہیں اور میں نے تمہارے غالب رہنے کے لیے اتنے انتظامات کر دیے ہیں کہ کسی نے آج تک ایسے انتظامات نہیں کئے۔

یزید کی مخالفت کرنے والے متوقع افراد: مجھے اندیشہ ہے کہ اس بات پر اگر نزاع و مخالفت کریں گے تو قریش کے یہ ہی چار افراد ہوں گے (۱) حسین بن علی (۲) عبداللہ بن عمر (۳) عبداللہ بن زبیر (۴) عبدالرحمن بن ابی بکر (رضی اللہ عنہم) لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک ایسے شخص ہیں جن کو سوائے عبادت کے کوئی کام نہیں۔ جب کوئی شخص ان کے سوا بیعت کرنے کے لیے باقی نہ رہے گا تو وہ بھی تمہاری بیعت کر لیں گے۔ اور حسین بن علی رضی اللہ عنہما ایک سیدھی سادی طبیعت کے آدمی ہیں مگر اہل عراق ان کو خروج پر ضرور تیار کر لیں گے لہذا اگر یہ تم پر خروج کریں اور تم کو ان پر کامیابی حاصل ہو تو درگزر کرنا کیونکہ ان کا بہت بڑا حق ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ نواسے ہیں اور ابن ابی بکر کی ذاتی کوئی رائے نہیں ہے جو ان کے احباب اور ساتھی کریں گے وہی وہ بھی کریں گے اور ان میں کوئی ہمت ہے تو وہ عورتوں پر منحصر ہے۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نصیحت: ہاں جو شخص تم پر شیر کی طرح حملہ کرے گا اور لوٹری کی طرح حیلہ اور مکر کے ساتھ پیش آئے گا اور جب کبھی اس کو موقع ملے گا ضرور حملہ آور ہو گا وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہے پس اگر وہ ایسا کریں اور تم کو ان پر غلبہ حاصل ہو جائے تو ان کو بے دست و پا کر دینا۔ طبری نے بروایت ہاشم ایسا ہی بیان کیا اور طبری نے ہاشم ہی سے اس طرح سے بھی روایت کی ہے کہ جب ۲۰ ہجری میں حضرت

۱ ابن اثیر کی اکابر جلد ۲ صفحہ ۵۲۳ میں یہاں لفظ اشد و اثر حال تحریر ہے جب کہ فوج ابن الاثم بلد ۳ صفحہ ۲۵۶ میں الجہد و اثر حال تحریر ہے۔ (شاء اللہ محمود)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا اس وقت یزید موجود تھا ❶ تو امیر معاویہ نے اپنے نواسی بن قیس فہری (اپنے چچیس افسر) و زعم بن عقبہ الخزنی کو بلا کر کہا میری یہ وصیت یزید تک پہنچا دینا۔

اہل عراق و تہذیب کے بارے میں وصیت اہل حجاز کے ساتھ شفقت و رحمت سے پیش آنا کیونکہ وہ تہذیبی پناہ گاہ اور خطہ تھے جہاں ہندو اور
ان میں سے تہذیب کے پاس آئے اس کی عزت کرنا اور جو غائب ہو اس سے وعدہ پورا کرنا اور اہل عراق کے ساتھ یہ برتاؤ کرنا کہ اگر وہ جو رور و زانی معزز
ہو چاہیں تو وہ راہ کو رزقہ معزز کرتے رہنا کیونکہ یہ اس صورت کے مقابلے میں زیادہ آسان ہے کہ تہذیب کے خلاف ایسا کچھ متواریں یہ مے بہم نظر
آئیں اور اہل شہر کو ہمیشہ اپنا معین و مددگار سمجھ کر حسن سلوک سے پیش آنا اگر تمہیں دشمنوں کی جانب سے کوئی خطرہ ان پیدا ہو تو ان سے مدد لینا اور
جب دشمن کے خلاف کامیاب ہو جاؤ تو اہل تمام و ان کے شہروں کی طرف واپس کر دینا اور اگر شہروں میں قیام کرنے سے ان کے خلاف شراب و
جہاں کے اور حادثاتیں بڑ جائیں گی جیسے قریش سے فاطمہ و سہالہ ان تین افراد کے نہیں ہے (اس روایت میں عبد الرحمن بن ابی ہریرہ کا ذکر ہے ② ابن
عمر کا ذکر ہے بارے میں کہ ان کو عبادت نے اتنا زیادہ دھما دیا ہے کہ وہ کسی اور کام کے نہیں رہے اور نہ تھوڑے سے کلمات کا متاثر ہو گئے۔

حضرت حسینؑ کو شہر کے بارے میں وصیت حسینؑ کو کر بن علیؑ کے بارے میں ہمارا ان کے کسی سے بھارنے کی وجہ سے خاص طور پر کرنا چاہئے میدانہ کہ ہمدردی تجھ ان کوں کی وجہ سے ہائی وہاں جنہوں نے ان کے امداد شہید کیا ہے اور ان کے بھائی و قتلین پہنچا ہے۔

عبداللہ بن زبیر بن عوف کے بارے میں وصیت ابن زبیر کے حق میں ارشاد فرمایا کہ اگر یہ چھو اپنے ہاتھ پر پاؤں کو تیرے دینے کے بعد تک
مکان ہو جب نہ کرنے سے باز نہ آتا اور اتنی مستعدی سے نہ کہ مجبور ہو کر یہ خودی کرنے کی درخواست دیں اور حسب نصیحت کی درخواست پیش کریں تو
منظور کر لیتا۔

امیر معویہ غزو کی وفات اس قسم کی چند ہستیاں کر کے خف رہے۔ ۶۰ ہجری میں انتقال کر گئے۔ اور قرض مومنین ۵ دینار تک ہو گیا۔

جمادی الثانی میں اپنی حکومت کے انیس برس اور چند مہینے بعد وفات پائی۔

دیوان "خاتم" مہر لگانے والا محمد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے محافظ خانہ کے امیر اور بدلتہ بن محمد بن قیس تھے اور انہی کی عمرانی میں بنی مرقیہ سب سے پہلے انہوں نے ہی اس محلے کو قائم کیا اس کے قیام کا یہ سبب ہوا کہ ایک مرتبہ عمر بن ابیہ و ابیہ ۱۰۰ درہم دینے کا فرمان "ابن مالک" عرق میں لکھا عمر بن ابیہ نے خط قبول کر لیا وہ ۱۰۰ لکھ بنا کر زیادہ سے سے وصول کر لیا جب عرق سے سنا نہ حساب آیا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمر بن ابیہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا، عمر بن ابیہ کے بھائی عبداللہ و خیر ہونی قنبلوں نے ۱۰۰ درہم کو ۱۰۰ درہم کر دیا اور اس کے بعد ہی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ حکم قائم کیا اور اس کا نام دیوان خاتم رکھا خطوط اور احکامات غنائے میں بند کرنے اور ہر لکھنے کے اور اس سے پہلے نہ تو غنائے میں خط بند کیا جاتا اور نہ ہی ان پر مہر ہوتی تھی۔

ان کی پولیس کا پہلا افسر ان کا افسر پولیس قیس بن جنرہ بھائی تھا اس کے بعد اس و معززوں کے زلم بن عمرو و عدوی و متھریا فوج کے محافظ دست پران کا آزاد کردہ غلام مفتی اور بعض مورخین کا کہنا ہے کہ ابو لہری ماک (حمیرہ کا آزاد کردہ) غلام تھا۔ پہلے پہل جس نے جاس تھا اس کا دستہ متھریا و حضرت امیہ معویہ رضی اللہ عنہ تھے اور حجاب ۱ کی افسری ان کے آزاد کردہ غلام سعد کے ہاتھ میں تھی اور میرمنشی و سیکرٹری "مہجوان بن

① اور یہ نئی فتح ہے یونہی میر تقی میر بن بی عمر سے ترمیم یہ معاویہ بن ابی سفیان سے پہلے ۳۰ ہجری میں قتال کیے تھے (ابن اثیر جلد سوم ص ۱۲۱۲، جلد چہارم ص ۲۰۲)۔ ② یہ سب دوسری تاریخ میں قتل ہوئے، ان کا ذکر ہم بعد میں کرتے ہیں۔

۳ عربی زبان میں، کھوکھلے الف (سو خوار) کہتے ہیں مگر بن اڑیہ نے اس میں یہ کارروائی کی کہ اسے الف و مائیں الف بنادیا جس سے آٹھ لفظ آئے۔ ۴۔ حباب حاسب بن نبتہ بن تری میں یہ عہدہ درنیکس، التشریفات کے نام سے موسوم ہے وراگریزی میں ارا حنیہ لیکن یہاں اس کا کام یہ ہے کہ جو شخص دربار شاہی میں حاضر ہوتا ہے اس کی مہمان نوازی کرتا ہے۔

منسوری تھے۔ عبد قضا پر فضالہ بن عبد اللہ انصاری اور ان کے انتقال کے بعد ابو ادریس ①۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نسب، کنیت، ازواج اور اولاد۔ امیر معاویہ بن ② ابوسفیان (ان کا نام صحیح تھا)، بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ کے صاحبزادے تھے۔ اور والد کا نام ہند عقبہ بن ربیعہ تھا۔ کنیت ان کی ابو عبد الرحمن تھی چار بیویاں تھیں (۱) میمون بنت بحدل بن انیف کلبیہ، مادر یزید (۲) ذخت بنت عبد عمر بن نوفل بن عبد مناف جس سے عبد الرحمن و عبد اللہ دو بیٹے پیدا ہوئے (۳) ناکبہ بنت عمارہ کلبیہ اس کو نکاح کے تصور سے دن بعد طلاق دے دی تھی (۴) توفہ بن قریظہ۔

اولاد اور ان کی اولاد۔ عبد الرحمن بن معاویہ بن ہشیر کا نسبی سلسلہ نہیں چلا اور عبد اللہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ کی بھی اولاد ذکر باقی نہ رہی ایک لڑکی عائشہ تھی جس سے یزید بن عبد الملک نے عقد کیا۔

قبول اسلام اور اس کے بعد۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے چند دن پہلے اسلام لائے جنگ حنین میں شریک ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت وحی کی خدمت پہ دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جس وقت شام کے خلاف اسلامی فوجیں روانہ کی تھیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اپنے بھائی یزید بن ابی سفیان کے ساتھ گئے تھے، یزید کے انتقال کے بعد دمشق کی حکومت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کی گئی تھی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں صف دمشق کے گورنر رہے اور عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں پورا شام انہی کے حوالے کر دیا تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیس برس تک گورنر رہے ۴۰ ہجری ہائیس برس کی عمر تھی کہ خلیفہ بن گئے۔ تقریباً بیس برس تک خلافت پر فائز رہ کر دمشق میں بیاسی برس کی عمر میں انتقال کر گئے اور باب جابیہ باب الصغیر کے درمیان مدفون ہوئے۔

خلیفہ عبد الملک کا خراج تسخیم۔ صفوان بن عمرو کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ عبد الملک کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس سے گزرا ہوا تو وہیں کھڑے ہوئے دعا کے مختلف کرتے رہے، کسی نے معصوم کیا یہ کس کی قبر ہے؟ جواب دیا یہ اس شخص کی قبر ہے جس کو جیسا کہ میں جانتا ہوں اپنے دم سے جوتا، اور بردباری کی وجہ سے موت مرجتا، جب کسی کو چھو دیتا تو اسکو ماں دار کر دیتا اور جب کسی سے بڑتا تو اس کو فدا کر دیتا۔ افسوس ہے کہ موت کے فرشتے نے اس کو بعد پیام مرگ سنا دیا کاش اس کے سوا کسی دوسرے کو موت آجاتی یہ قبر عبد الرحمن معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔ اور معاویہ رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے اسلام میں اپنے بیٹے کے لئے بیعت لی۔ اور سب سے پہلے اسی نے ڈاک کے ملازم مقرر کئے غالیہ کو جو خوشبو کی چیز ہے انہوں نے غالیہ کے نام سے موسوم کیا تھا، مسجد میں سب سے پہلے انہوں نے ہی حجرہ بنوایا اور بروایت بعض اولاد معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیٹھ کر خطبہ دیا۔

اسلام کے وہ مشاہیر جو دور معاویہ رضی اللہ عنہ میں فوت ہوئے:

نمبر شمار	اسماء	سنہ وفات	مزید حالات
۱	حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ	۴۰ھ	یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر تھے
۲	حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ	۴۰ھ	یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے
۳	حضرت لبید بن ربیعہ	۴۱ھ	یہ مشہور شعراء عرب سے تھے ان کا بھی قصیدہ خانہ ہے پر اب کا ہوا تھا پچھتر برس کی عمر پائی اور فتح مکہ کے بعد اسام لائے مسلمان ہوتے ہی شاعری چھوڑ دی تھی دن رات قرآن شریف پڑھتے رہتے تھے۔
۴	حضرت حبیب بن مسلمہ فہری	۴۲ھ	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے آرمینیا کے گورنر تھے اور وہیں وفات پائی۔
۵	حضرت عثمان بن طلحہ	—	—

① ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۲ پر ابو ادریس حاند بن عبد اللہ خولانی کے بجائے ابو ادریس حاند بن عبد اللہ خولانی تحریر ہے (شاہ اللہ محمود) حاند بن عبد اللہ خولانی تھے۔ ② معارف ابن قتیبہ ۱۱۹ تاریخ خلفاء ملامہ سیوطی ۱۳۲، ۱۳۱، تاریخ کامل بن اثیر سوم جلد چہارم سے ملکھا ترجمہ کیا گیا ہے۔

۶	حضرت صفوان بن امیہ بن خلف	--	
۷	حضرت ہانی بن نیار بن عمرو رضی اللہ عنہ	--	یہ انصاری ہیں اور حضرت براء بن عازب انصاری رضی اللہ عنہ کے ناموں تلے اور بدر عقبہ میں شریک ہوئے تھے۔
۸	حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ	۳۳ھ	مشہور صحابی اور آسمانی کتب کے بہت بڑے عالم تھے
۹	حضرت ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا	۳۴ھ	یہ رسول اللہ ﷺ کی بیوی ابوسفیان بن حرب کی بیٹی امیر معاویہ کی بہن تھیں۔
۱۰	حضرت زید بن ثابت انصاری	۳۵ھ	
۱۱	حضرت عاصم بن عدی بدری انصاری	--	بدری صحابی ہیں۔
۱۲	حضرت سلمہ بن سلامہ انصاری	--	اصحاب بدر و عقبہ میں سے ہیں ستر برس کی عمر میں وفات پائی۔
۱۳	حضرت ثابت بن ضحاک بن خلیفہ الکلابی	--	اصحاب الشجرہ میں سے ہیں۔
۱۴	حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ	۳۹ھ	کہا جاتا ہے کہ ان کو ان کی بیوی جعت الاشعث کنڈی نے زبردے دیا تھا آپ نے وفات کے وقت وصیت کی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دفن کرنا اور اگر کوئی فتنہ برپا ہو جائے تو مقابر مسلمین میں دفن کرنا لہذا انتقال کے بعد حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی اجازت حاصل کی اور وہیں دفن کرنے کا ارادہ کر لیا، سعید بن العاص نے امیر مدینہ تھا کچھ تعرض نہیں کیا لیکن مروان بن الحکم اپنے اعزہ و اقارب کو جمع کر کے مخالف بن بیٹھا تو حضرت حسین بن علی نے زبردستی دفن کرنے کا ارادہ کر لیا تو لوگوں نے سمجھایا کہ آپ کے بھائی کی یہ وصیت تھی کہ اگر کوئی اندیشہ ہو تو رسول اللہ ﷺ کے پاس دفن نہ کرنا مقابر مسلمین میں دفن کر دینا لہذا مناسب یہ ہے مروان بن الحکم فساد پر تیار ہے اس لیے ہے مقابر مسلمین میں دفن کیجئے چنانچہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ مقابر مسلمین میں مدفون ہوئے سعید بن العاص نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر یہ بات مسنون نہ ہوتی تو میں تم کو نماز پڑھانے نہ دیتا۔
۱۵	ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حنی	۵۰ھ	
۱۶	حضرت عثمان بن العاص ثقفی	--	
۱۷	حضرت عبدالرحمن بن سمرہ بن حبیب بن عبد شمس	--	
۱۸	حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ	۵۰ھ	صحابی ہیں
۱۹	حضرت زید بن ابوالجہنی	--	
۲۰	حضرت مدلاج بن عمرو السدوسی رضی اللہ عنہ	--	یہ کل شہادت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہے ہیں۔
۲۱	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	--	عشرہ مبشرہ میں سے ہیں عقیق میں انتقال فرمایا مدینہ میں لا کر دفن کئے گئے چوتھریا تر اسی برس کی عمر میں پائی۔
۲۲	حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ	۵۱ھ	عشرہ مبشرہ میں سے ہیں مدینہ میں مدفون ہوئے۔

۲۳	حضرت جریر بن عبد اللہ الجلی <small>رضی اللہ عنہ</small>	--	جس سنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے انتقال فرمایا اسی سال یہ اسلام لائے تھے۔
۲۴	حضرت ابوبکر نقیج بن الحرث طیب عرب	--	یہ زیاد کے اخیانی بھائی تھے زمانہ حصار طائف میں لائے۔
۲۵	ام المؤمنین حضرت میمونہ بنت الحارث <small>رضی اللہ عنہا</small>	--	مقام سرف میں وفات پائی۔
۲۶	حضرت عمران بن حصین خزاعی	۵۵۲ھ	بصرہ میں انتقال کیا۔
۲۷	حضرت ابویوب انصاری <small>رضی اللہ عنہ</small>	--	ان کا نام خالد بن زید تھا بیعت عقبہ میں موجود تھے اصحاب بدر میں سے ہیں صاحب کامل نے ان کے انتقال کو حوادث ۵۵۲ھ میں لکھا ہے لیکن اس سے پیشتر کہہ گیا ہے کہ زمانہ حصار قسطنطنیہ ۴۹ھ میں انتقال کیا تھا اور اس کے شہر پناہ کی دیوار میں مدفون ہوئے تھے۔ واللہ اعلم
۲۸	حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر <small>رضی اللہ عنہ</small>	۵۵۳ھ	مشہور صحابی ہیں اثناء راہ مکہ میں سوئے تو سوتے ہی رہ گئے۔
۲۹	حضرت فیروز الدیکی <small>رضی اللہ عنہ</small>	--	ان کا بھی شمار صحابہ میں ہوتا ہے امیر معاویہ نے ان کو صنعاء کا گورنر مقرر کیا تھا۔
۳۰	حضرت عمر بن حزم انصاری	--	
۳۱	حضرت فضالہ بن عبید انصاری <small>رضی اللہ عنہ</small>	--	ان کا دمشق میں انتقال ہوا امیر حضرت معاویہ کی طرف سے عہدہ قضاء پر مقرر تھے، احد اور اس کے بعد غزوات میں شریک ہوئے تھے۔
۳۲	حضرت ابوقنادہ انصاری <small>رضی اللہ عنہ</small>	۵۵۴ھ	اصحاب بدر میں سے ہیں بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ ۴۰ھ میں انتقال ہوا تھا علی <small>رضی اللہ عنہ</small> بن ابی طالب نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی تھی اور سات تکبیریں کہیں تھیں۔ تمام لڑائیوں میں ان کے ہمراہ تھے۔
۳۳	حضرت ثوبان <small>رضی اللہ عنہ</small>	--	یہ رسول اللہ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کے آزاد کردہ غلام تھے۔
۳۴	حضرت اسامہ بن زید <small>رضی اللہ عنہ</small>	--	یہ مشہور شخص ہیں
۳۵	حضرت سعید بن ربیع بن عتک	--	
۳۶	حضرت مخرمہ بن نوفل <small>رضی اللہ عنہ</small>	--	فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے تھے ایک سو پندرہ برس کی عمر پائی۔
۳۷	حضرت عبد اللہ بن انیس الجبلی	--	
۳۸	حضرت زید بن شجرۃ الرہادی	--	
۳۹	حضرت ابرہ بن ارقم مخزومی	۵۵۵ھ	یہ وہی صحابی ہیں جن کے مکان میں رسول اللہ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> ہجرت سے پہلے مکہ میں روپوش ہوئے تھے۔
۴۰	حضرت ابوالتیسر کعب بن عمرو انصاری	--	اصحاب بدر میں سے ہیں حضرت علی <small>رضی اللہ عنہ</small> بن ابی طالب کے ساتھ جنگ صفین میں موجود تھے۔
۴۱	حضرت عبد اللہ بن عامر	--	
۴۲	حضرت عبد اللہ <small>رضی اللہ عنہ</small> قدامہ سعدی	--	صحابہ میں سے ہیں۔
۴۳	حضرت عثمان بن شبیب بن ابی طلحہ	--	یہ بنی شبیبہ کے اجداد میں سے ہیں جن کے ہاتھ میں خانہ کعبہ کی چابی رہتی تھی فتح مکہ میں ایمان لائے۔

۴۵ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بن نوفل قرشی

مشہور صحابی ہیں۔

۴۶ حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور زوجہ ہیں، بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ شہادت حسین رضی اللہ عنہ ابن علی رضی اللہ عنہ تک زندہ رہی تھی لیکن یہ غلط ہے۔

۴۷ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما لجنی

صحابی ہیں اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین میں شریک تھے۔

۴۸ حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ

۴۹ حضرت مالک بن عبادہ غافقی

۵۰ حضرت عمیر بن یثرب

۵۱ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

بصرہ کے قاضی تھے۔

آپ کو مروان اور اس کے خاندان والوں نے شہید کر دیا تھا اس لیے کہ اس کی مخالفت کرتی تھیں اس نے دعوت کے بہانے اپنے گھر بلایا اور پہلے ایک گڑھا کھود کر نیزے، تلواریں اور چھریاں وغیرہ رکھ دیں اور اسے ایک فرش بچھ دیا ام المؤمنین جب تشریف لائیں تو ان کو وہیں بٹھلایا بیٹھنا تھا کہ نیچے گر پڑیں چونکہ معمر اور کمزور تھیں اس لیے یہی چوٹ آئی کہ پھر اس سے جانبر نہ ہوئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین زوجہ میں سے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیار سے انھیں حمیرا فرمایا کرتے تھے۔

۵۲ حضرت قیس بن سعد بن عبادہ انصاری

۵۳ حضرت سعید بن العاص

۵۴ حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہما بہری سلمی

۵۵ ابو مخدومہ النجفی رضی اللہ عنہ

۵۶ حضرت عبداللہ بن عامر کریم

۵۷ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

اھ میں پیدا ہوئے ان کا باپ جنگ بدر میں ہی شہید ہو گیا تھا صحابی ہیں۔

مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے اور وہیں وفات تک زان دیتے رہے۔

مکہ میں انتقال ہوا اور عرفات میں مدفون ہوئے

مشہور صحابی ہیں۔

ان بزرگوں کے علاوہ جن کا ذکر اوپر کر چکا ہے قسم اور عبداللہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہما عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے و امہات المؤمنین حفصہ، میمونہ صودہ، جویریہ رضی اللہ عنہا کا بھی زمانہ خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں انتقال ہوا تھا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کی فتوحات کو مؤرخین نے جمانا بیان کیا ہے یہ مؤرخ بہت کم ہیں جنہوں نے تفصیلی واقعات لکھے ہوں۔ لہذا ہم بھی اختصار کے ساتھ ہی ذکر اجمالی پر اکتفاء کر کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو رخصت کرتے ہیں۔ (انتہی)

یزید کا بیعت کے لیے فرمان: .. امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد بیعت خلافت یزید کے ہاتھ پر کی گئی، اس وقت مدینہ میں ولید بن عتبہ بن ابی سفیان، مکہ میں عمر ابن سعید بن العاص، بصرہ میں عبید اللہ بن زیاد کوفہ میں نعمان بن بشیر گورنر تھا اس کی پوری توجہ اس کی طرف تھی کہ ان لوگوں سے بیعت مینی چاہیے جنہوں نے اس کی ولی عہدی کی بیعت سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں انکار کر دیا تھا چنانچہ اس نے ولید بن عتبہ کو میر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کا حال لکھا اور یہ تحریر کیا کہ بلا تاخیر حسین رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت لے لو۔

مروان اور ولید کا مشورہ: مروان بن الحکم نے خط کھولا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وفات کی خبر دیکھ کر انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا ولید نے ان لوگوں سے بیعت لینے کا مشورہ کیا مروان نے رائے دی کہ اسی وقت لوگوں کو بلا لیا جائے اگر یزید کی بیعت کر لیں تو بہتر ورنہ اس سے پہلے کہ ان کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کا معلوم ہوا انھیں قتل کر لیا جائے، کیونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا علم ہو جانے پر ہر شخص خلافت کا مدعی بن جائے گا بار

اگر ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک ایسے شخص ہیں جو لڑائی جھگڑے سے دور بھاگتے ہیں اور خلافت کو پسند نہیں کرتے، مگر یہ کہ سارے مسلمان ان کو متفق ہو کر خلیفہ بنالیں تو اور بات ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طلبی:۔ چنانچہ ولید نے اسی وقت عبداللہ بن عمرو بن عثمان نامی ایک (و عمر لڑکے کو) ان لوگوں کو بلانے کے لیے بھیجا۔ وہ حضرت حسین و ابن زبیر کے پاس مسجد میں اس وقت پہنچا جس وقت ولید مسجد سے اٹھ کر اپنے مکان پر چل گیا تھا اور ان لوگوں بزرگوں سے کہا ”چلیے آپ کو امیر مدینہ طلب کر رہے ہیں“ حضرت حسین و عبداللہ بن الزبیر نے کہا تم جاؤ ہم آ رہے ہیں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولید اور مروان سے ملاقات:۔ عبداللہ بن عمرو کے چلے جانے کے بعد دونوں بزرگ آپس میں باتیں کرنے لگے لیکن کوئی عقدہ حل نہ ہوا بالآخر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے خادموں اور خاندان کے سارے افراد کو جمع کیا اور ان کو اپنے ساتھ لے جا کر ولید کے دروازے پر بٹھادیا اور یہ سمجھ دیا کہ اگر میں تم کو بلاؤں یا بلند آواز سے گفتگو کروں تو تم سب کے سب اندر چلے آنا اس کے بعد اندر تشریف لے گئے۔ مروان بھی بیٹھا ہوا تھا عینک سہیک ہوئی آپ نے ولید و مروان کا قطع مراسم کے بعد دوبارہ راہ و رسم اور اتحاد پیدا کرنے پر شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ صبح فساد سے بہر حال بہتر ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا جواب:۔ ولید نے یزید کا خط دیا آپ نے پڑھا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر پڑھ کر انا للہ وانا الیہ راجعون کہ کر فرمایا ”خدا مغفرت کرے“، رہا بیعت کا مسئلہ تو اس بارے میں میری نزدیک یہ مناسب نہیں کہ مجھ جیسا شخص خفیہ طور سے بیعت کر لے اور کچھ موزوں اور کافی بھی نہ ہوگا بلکہ جب میں یہاں سے اٹھ کر لوگوں کے پاس جاؤں اور تم سب ان لوگوں کو بیعت کے لیے بلاؤ گے اور میں بھی ان لوگوں میں ہوں گا تو سب سے پہلے میں ہی یہ جواب دینا والا ہوں گا۔ ولید کے مزاج میں نیکی بھی اس نے اس بات کو پسند کر کے کہا بہتر ہے تشریف لے جائیے۔

مروان اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ:۔ مروان بولا ان کو بغیر بیعت کیے نہ جانے دو ورنہ ان سے بیعت نہیں لے سکو گے جب تک تم میں اور ان میں خون کا دریہ نہ بہے گا۔ اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو میں لپک کر ان کی گردن اڑا دوں گا اس فقرے کے پورے ہوتے ہی حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے ڈانٹ کر فرمایا تو مجھے قتل کرے گا؟ واللہ تو جھوٹا ہے مروان یہ سن کر دب گیا اور آپ لوٹ کر اپنے مکان تشریف لے آئے۔ مروان و سید کو ملامت کرنے لگا تو ولید نے کہا ”اے مروان واللہ مجھے یہ گوارہ نہ تھا کہ میں حسین رضی اللہ عنہ کو بیعت نہ کرنے پر قتل کرتا اگرچہ مجھے پوری دنیا کا مال مل جاتا یا میں اس کا مالک بن بیٹھتا۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی روپوشی:۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے اعزاء اقارب کو جمع کر کے اپنے مکان میں چھپ گئے ولید دمی پر آدمی بلانے کے لیے بھیجنے لگا آخر کار اپنے غلاموں کو ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی گرفتاری کا حکم دیا۔ غلاموں نے سخت کلمات کہے اور چاروں طرف سے مکان کو گھیر لیا عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے مجبور ہو کر اپنے بھائی جعفر کے ذریعے سے ولید کو کہلا بھیجا کہ تمہارے غلاموں نے میری بے عزتی کا دقیقہ نہیں فروگزاشت کیا، تم راضی ہو کر وکل میں آؤں گا تم اپنے غلاموں اور آدمیوں کو بلا لو ولید نے اپنے غلاموں کو واپس بلا لیا اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہ صرف اپنے بھائی کو لے کر رات کے وقت فرع کے راستے مکہ کی طرف نکل کھڑے ہوئے ولید کو صبح اس کی اطلاع ملی تو فوراً چند آدمیوں کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا لیکن وہ نہ مل سکے و مجبور ہو کر واپس آ گئے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی روپوشی:۔ سارے دن یہ لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ کو تنگ کرتے رہے۔ ولید بار بار آپ کو بوارہا تھا مگر آپ نہیں گئے پھر آپ نے آخر میں یہ پیغام بھیجا کہ ”رات کا وقت ہے اس وقت تم صبر کرو صبح ہونے دو پھر دیکھا جائے گا“ اس پر ولید خاموش ہو گیا جیسے ہی رات ہوئی آپ اپنے بچوں بھائیوں بھیجوں کو لے کر ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی روانگی کی دوسری ہی رات میں مدینہ سے مکہ کی جانب نکل پڑے مدینہ میں صرف محمد بن النفیہ باقی رہ گئے۔

محمد بن حنفیہ کا اپنے بھائی کو مشورہ:۔ مکہ معظمہ جانے کی محمد بن حنفیہ ہی نے رائے دی تھی، اور یہ بھی فرمایا تھا کہ تم یزید کی بیعت سے عرض کر

کے کسی دوسرے شہر چلے جاؤ اور وہاں سے اپنے (ایلیچیوں) کو اطراف و جوانب کے اسلامی علاقوں میں روانہ کروا کر وہ لوگ تمہاری بیعت منظور کریں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اور اگر تمہارے علاوہ انھوں نے متفق ہو کر کسی دوسرے کو امیر بنالیا تو تم کو اس سے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ اور نہ تمہارے دین کو کوئی نقصان پہنچے گا اور تمہاری عقل کو نہ اس میں تمہاری کوئی بے عزتی ہوگی۔ مجھے اندیشہ اس کا ہے کہ تم ایسے شہر یا ایسی قوم میں نہ چلے جاؤ جس میں کچھ لوگ تمہارے ساتھ اور کچھ لوگ تمہارے مخالف ہوں۔ اور اس طرح برائی کی ابتداء تم ہی سے ہو جائے۔

مکہ اور اس کے بعد دوسرے شہر جانے کی رائے: حسین رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا اچھا ہم کہاں جائیں؟ جو ب دیا کہ مکہ جاؤ اگر تم کو وہاں اطمینان کے ساتھ یہ باتیں حاصل ہو جائیں تو ٹھیک ہے ورنہ ریگستان اور پہاڑوں کی گھاٹیوں میں چلے جانا اور ایک شہر سے دوسرے شہر کا رخ کرنا یہاں تک کہ کوئی بات لوگوں کے اجتماع و اتفاق سے طے ہو جائے حسین رضی اللہ عنہ نے اس رائے کو پسند کیا بھائی سے رخصت ہو کر نہایت تیزی کے ساتھ مکہ پہنچ گئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت: اب باقی رہ گئے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ولید نے ان کو بیعت کے لئے بلایا تو آپ نے فرمایا جدی کیا ہے جس کے ہاتھ پر سب بیعت کر لیں گے گو وہ جشی کیوں نہ ہو میں بھی بیعت کر لوں گا۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت مکہ میں تھے اور وہاں سے یہ دونوں بزرگ واپس آ رہے تھے کہ راستے میں امام حسین رضی اللہ عنہ ابن زبیر سے ملاقات ہو گئی ان دونوں بزرگوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر سنائی اور یزید کا حال بتایا تو حضرت ابن عمر نے فرمایا لا تفرقا جماعة المسلمین (مسلمانوں کی جماعت کو متفرق مت کرنا) امام حسین رضی اللہ عنہ ابن الزبیر مکہ روانہ ہو گئے اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس مدینہ آ گئے اور بیعت عامہ کے بعد ان دونوں بزرگوں نے بھی بیعت کر لی۔ غرض ابن الزبیر یہ کہتے ہوئے کہ میں بیت اللہ میں پنہاں گزریں ہوتا ہوں مکہ میں داخل ہوئے، ان دنوں مکہ کا گورنر عمر بن سعید تھا اس کے ساتھ نہ تو وہ نماز پڑھتے اور نہ اس کے ساتھ طواف کرتے تھے بلکہ یہ ورن کے ساتھی علیحدہ کھڑے ہوتے تھے۔

ولید بن عتبہ کی معزولی: ان واقعات کی اطلاع یزید کو ملی تو اس نے ولید بن عتبہ کو مدینہ منورہ کی حکومت سے معزول کر کے عمرو بن سعید الاشراق کو مقرر کیا چنانچہ عمر بن سعید ماہ رمضان المبارک ۶ ہجری میں مدینہ منورہ آیا اس نے پولیس کا افسر عمر بن الزبیر کو بنایا اس نے ان میں اور ان کے بھائی عمر بن عبداللہ بن الزبیر میں کسی وجہ سے ناچاقی و کشیدگی تھی ⑤۔

عمر بن سعید کی کلہر وائیاں: چنانچہ اس نے اسی وجہ سے مدینہ منورہ کے چند لوگوں کو جو عبداللہ بن الزبیر کے حامی تھے گرفتار کر کے چاقیوں سے پچاس اور ساٹھ کوڑے لگوائے ان میں منذر بن الزبیر اور ان کا بیٹا محمد بن عبد الرحمن بن الاسود بن عبد یغوث، عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حزام، محمد بن عمار بن یاسر وغیرہ بھی تھے۔

عمر بن زبیر کی مکہ پر حملہ کے لئے روانگی: اس کے بعد عمر بن سعید نے سات سو یا اس سے زیادہ آدمیوں کو مکہ کی طرف روانہ کرنے کے لئے مسلح و مرتب کیا عمر بن الزبیر کو سات سو جنگجوؤں کے ساتھ جس میں اس بن عمیر الاسلمی بھی تھا مکہ کی طرف روانہ کیا۔

مروان کی لعنت و ملامت: مگر اتنے میں مروان بن الحکم آ گیا مکہ معظمہ پر فوج کشی کرنے پر ملامت کر کے کہنے لگا اللہ تعالیٰ سے ڈرو بیت اللہ کی حرمت کو پاؤں سے مٹا کر دو، اور عبداللہ بن زبیر سے درگزر کرو ساٹھ برس کی عمر اس کی ہو گئی ہے، وہ کیا اس کی مخالفت کرے گا عمر بن الزبیر بولا واللہ میں اس سے خانہ کعبہ میں بھی لڑوں گا۔

ابو شریح کا سنت رسول سے دلیل دینا: یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ابو شریح خزاعی آ گئے اور عمر بن سعید کو مخاطب کر کے کہا ”میں رسول اللہ

① ہمارے پاس تاریخ ابن خلدون جلد ۳ صفحہ ۲۳ ہجرت کے جدید ایڈیشن میں عمرو بن سعید الاشراق کے بجائے الاشراق ہے (ثناء اللہ محمود) ② یہاں ناچاقی کا ایک سبب رشتہ داری بھی تھی یعنی عبداللہ بن زبیر کی والدہ خالد بن سعید بن العاص کی بیٹی تھیں اس لحاظ سے حضرت عبداللہ بن زبیر عمر بن الاشراق یا الاشراق کے بھائی تھے۔

سنا ہے آپ فرماتے ہیں مجھے ایک صرف ایک ساعت کے لئے مکہ معظمہ میں جنگ کرنے کی اجازت ملی تھی اس کے بعد اس کی حرمت ویسی ہی ہو گئی جیسے پہلے تھی ❶۔

عمر بن الزبیر کی ہٹ دھرمی: .. عمر بن زبیر نے منہ بنا کر کہا ”اے بڑھے ہم تجھ سے زیادہ مکہ کی حرمت کو جانتے ہیں“ انہوں کا بیان ہے کہ یزید نے عمر بن سعید کو لکھا تھا کہ عمر بن الزبیر کو ایک لشکر جرار کے ساتھ اس کے بھائی کے خلاف روانہ کرو۔ لہذا اس نے دو ہزار جنگجوؤں کے ساتھ روانہ کیا۔ مقدمہ انجیش پر انیس تھا مکہ معظمہ کے قریب پہنچ کر انیس نے ذی طوی میں اور عمرو بن الزبیر نے ”ابلیح“ میں ڈیرے ڈالے اور اپنے بھائی کو کھلوایا کہ یزید نے قسم کھائی ہے کہ تمہاری بیعت اس وقت تک قبول نہیں کی جائے گی جب تک تم حاضر نہیں ہو گے۔ آؤ میں تمہارے گلے میں ایک سنہری زنجیر طوق ڈال دوں جو کسی کو دکھائی نہیں دے گا تم ایک مقدس شہر میں ہو اس لئے خون ریزی جیسے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

عبداللہ بن زبیر کا لشکر: عبداللہ بن زبیر نے اس کے جواب میں عبداللہ بن صفوان کو ان لوگوں کے ساتھ جواہل مکہ میں ان کے پاس جمع ہو گئے تھے مقابلہ کے لیے روانہ کر دیا، جب لڑائی ہوئی تو میدان جنگ عبداللہ بن صفوان کے ساتھ رہا انیس شکست کھا کر بھاگا اس بھگدڑ میں انیس قتل ہو گیا۔

محمد بن زبیر سے جنگ اور اس کا فرار: اس کے بعد عمر بن الزبیر سے ٹکڑھٹھڑ ہوئی اس کے ساتھیوں کے قدم میدان جنگ میں اکھڑ گئے، نہایت اتری کے ساتھ میدان جنگ چھوڑ چھوڑ کر بھاگے عمر بن الزبیر نے پناہ دے دی۔ لیکن عبداللہ بن زبیر نے اس کو منظور نہ کیا بعض کہتے ہیں کہ عبداللہ بن صفوان نے عبداللہ بن زبیر سے کہا تھا ”تم اپنے بھائی کے حملے سے مجھ کو بچانا میں انیس بن زبیر سے نپٹ لوں گا پس اس نے انیس سے ٹکڑھٹھڑ کی اور اس کو شکست دے کر قتل کر دیا۔

عمر بن زبیر کی مدت: .. مصعب بن عبدالرحمن ایک گروہ کے ساتھ عمر بن الزبیر سے مقابلہ کے لیے گئے ہوئے تھے، عمر بن الزبیر کے ساتھی میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تب اس کو اس کے بھائی عبیدہ ❷ بن الزبیر نے پناہ دی لیکن عبداللہ بن الزبیر نے اس امان کو جائز نہ رکھ کر عمر بن الزبیر کو گرفتار کر کے ”قید خانہ عارم“ میں قید کر دیا، اس کے بعد ان لوگوں کے قصاص میں جن لوگوں کے قصاص میں جن کو مدینہ منورہ میں پھنسا دیا تھا کوڑے لگوائے جس سے وہ مر گیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی مطیع کو نصیحت: .. جس وقت حضرت حفص بن علی رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے مکہ آرہے تھے تو راستے میں عبداللہ بن مطیع سے ملاقات ہو گئی، عرض کیا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس وقت تو میں مکہ جا رہا ہوں اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی جہاں مرضی ہو۔ عبداللہ بن مطیع نے نصیحت کی کہ آپ ہرگز ہرگز کوفہ کا ارادہ مت کیجئے گا کیونکہ ان ہی لوگوں نے آپ کے والد کو شہید کیا ہے اور آپ کے بھائی کی بے عزتی کی تھی یہ لوگ بڑے بد عہد و معاہدہ شکن ہیں، آپ مکہ ہی میں قیام کیجئے۔ بیت اللہ سے باہر بھول کر بھی مت قدم نکالے گا آپ عرب کے سردار ہیں جن کو آپ کی حمایت منظور ہوگی وہ یہیں آئیں گے۔ جب تک حجاز کے لوگ آپ سے درخواست نہ کریں اس وقت تک بیت اللہ کو مت چھوڑیے گا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ مکہ میں: .. حسین بن علی رضی اللہ عنہ اس کو دل کے کانوں سے سن کر مکہ میں داخل ہوئے، لوگوں کی آمد و رفت آپ کے پاس شروع ہو گئی کوئی کچھ کہتا تھا، کسی کی رائے کچھ اور ہوتی تھی عبداللہ بن الزبیر خانہ کعبہ کے ایک کونے میں شب و روز نماز پڑھتے تھے اور طواف کرتے تھے۔ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ اکثر لوگوں کے حالات ظاہر کر کے ان سے مشورہ لیا کرتے تھے ان کو یہ معلوم تھا کہ اہل حجاز حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے میرے ہاتھ پر بیعت نہیں کریں گے۔

کوفہ میں شیعان علی رضی اللہ عنہ کا اجتماع: .. جب کوفیوں کو خلافت یزید کی بیعت اور حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے مکہ چلے جانے کا معلوم ہوا تو شیعان امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ، سیمان بن صرد کے مکان پر جمع ہوئے، اور چند لوگوں کی طرف سے جن میں حضرت سلیمان و مستب بن محمد رفاعہ بن شداد اور حبیب

❶ اس حدیث کو بخاری نے اپنی صحیح کتاب باب العلم ۳۷ میں روایت کیا ہے۔ ❷ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۷ میں عبیدہ کی جگہ عبیدہ تحریر ہے۔

بن مظاہر وغیرہ شامل تھے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو خط لکھا

کوفیوں کا خط بنام حسین رضی اللہ عنہ: اس خط کا مضمون ❶ یہ تھا کہ آپ یہاں تشریف لائے ہم لوگوں نے نعمان کے ہاتھ پر یزید کی بیعت نہیں کی نہ تو جمعہ میں اس کے ساتھ شریک ہوتے ہیں اور نہ عید میں، اگر آپ آجائیں گے تو ہم اس کو نکال دیں گے یہ خط عبداللہ بن سہیل بھائی اور عبداللہ بن وال کی معرفت روانہ کیا گیا ❷ پھر دو راتوں کے بعد تقریباً ڈیڑھ سو آدمیوں کی جانب سے اسی مضمون کا خط لکھا گیا پھر تیسری بار اس خط کا مضمون روانہ کیا گیا جس کو شہب بن ربیع، حجاز بن الجبر، یزید بن رویم، عروہ بن قیس، عمر بن الحجاج زبیدی، محمد بن عیسراکمی وغیرہ نے بڑے شہد و مد کے ساتھ لکھا تھا ❸ متواتر خطوط آنے سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خیالات کچھ کے کچھ ہو گئے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا کوفیوں کو جواب: جو تم لوگوں نے لکھا ہے میں اسے سمجھ گیا فی الحال میں اپنے چچا زاد بھائی اور معتمد ترین اہل بیت مسلم بن عقیل کو بھیج رہا ہوں یہ تمہارے رنگ ڈھنگ دیکھ کر مجھے اطلاع دیں گے اگر تمہارے روستا ملت نے جیسا کہ اس سے پہلے لکھا ہے اس پر اتفاق کیا اور اس پر جمع ہو گئے تو میں عتقریب آجاؤں گا میری عمر کی قسم امام وہی ہے جو کتاب اللہ پر عمل کرتا ہے اور عدل پر قائم رہتا ہے اور دین حق پر چلتا ہے۔ والسلام۔

مسلم بن عقیل کی روانگی اور بد فالی: مسلم بن عقیل خط لے کر روانہ ہوئے مدینہ پہنچے مسجد نبوی میں نماز پڑھی، اہل مدینہ سے رخصت ہوئے قیس سے دور اہیروں کو اجرت پر لیا راستے میں پیاس کی شدت سے پانی کا راستہ بنا کر دونوں رہبر اس جہاں فانی سے کوچ کر گئے اور مسلم بن عقیل نے تکلیف و مصائب اٹھا کر پانی کے چشمہ پر پہنچ کر پانی پیا۔ مسلم بن عقیل نے اس سے فال بد و نکالی اور اسی مقام سے اپنے بھائی حسین رضی اللہ عنہ کو خط ❶ لکھا مجھے کوفہ جانے سے معاف فرمائیے، آپ نے جواب تحریر کیا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ تم نے بزدلی سے یہ لکھا ہے تمہیں کوفہ جانا ہوگا۔ والسلام۔

مسلم بن عقیل کی کوفہ آمد: مسلم بن عقیل بہ قلیل ارشاد پہلی ذی الحجہ ۶۰ ہجری کو کوفہ میں داخل ہوئے۔ شیعوں کے دلوں میں کھلبلی پڑ گئی اور پیٹ میں چوسے دوڑنے لگے۔ جب ان میں سے چند لوگ جمع ہو جاتے تو مسلم بن عقیل کو امام حسین رضی اللہ عنہ کا خط پڑھ کر سناتے تو وہ لوگ دھاڑیں مار کر روتے اور امداد کا وعدہ کرتے۔

نعمان بن بشیر کا خطبہ: رفتہ رفتہ اس کی خبر نعمان بن بشیر گورنر کوفہ کو ہوئی۔ چونکہ طبیعت میں حلم و صلح پسندی تھی لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا ورنہ فساد برپا ہونے سے ڈرایا اور صاف لفظوں میں یہ کہا کہ جب تک مجھ سے کوئی نہیں لڑے میں اس سے نہیں لڑوں گا۔ ہاں اگر تم نے ابتداء کی بیعت توڑ

❶ عبارت اور پھر اس کا ترجمہ لکھنا طول و خاٹل ہے لہذا محض ترجمہ پر اکتفاء کرتے ہیں۔ ہذا بسم اللہ الرحمن الرحیم، خدا کی رحمت تم پر ہو ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں جن کے سوا کوئی معبود نہیں ہے بعد اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے تمہارے دشمن حیار کو خواب مرگ میں سلا دیا جس نے اس امت پر جبراً حکومت قائم کی اور اس پر بلا تحقیق حکم کیا تھا اس کے مال کو غصب کر لیا تھا امت کی رضامندی کے بغیر اس پر حکومت کرتا تھا اس کے ساتھ ساتھ اس میں جو اچھے تھے ان کو اس نے مار ڈالا اور برے لوگوں کو باقی رکھا اب ہم پر کوئی امر نہیں ہے آپ اپنے شائد آپ کے ذریعے سے ہم کو اللہ تعالیٰ حق پر جمع کر دے اگرچہ نعمان بن بشیر (گورنر کوفہ) قصر امارت میں ہے لیکن ہم نہ تو اس کے ساتھ جمعہ میں شریک ہوتے ہیں اور نہ میدان میں۔ اگر ہم کو یہ معلوم ہو جائے کہ آپ تشریف لائیں گے تو ہم اس کو ایسا نکال دیں گے کہ وہ شام ہی میں جا کر دم لے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ والسلام حبیب، رحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ (کامل ابن اثیر صفحہ ۵۵ جلد چہارم) ❷ طبری جلد ۲ صفحہ ۱۹ میں ان خطوط کی بعض باتیں اور لکھے والوں کے اسماء بھی درج ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو ایک تیار شدہ شعر کی سرپرستی سے تشریف لائے۔ کس قدر تفصیل کا اندازہ آپ کو مذکورہ دو حاشیہ دیکھ کر ہو جائے گا (ثنا اللہ محمود)۔ ❸ اسی زمانہ میں شیعان بصری نے بھی ایک عورت ماریہ بنت سعد (قبیلہ عبد قیس) کے مکان پہنچے ہوئے تھے لیکن خط لکھنے کی ذہنی طاقت ان میں یزید بن حبیط نے حسین ابن علی کی خدمت میں حاضر ہونے کی غرض سے اٹھ کر کہا تم میں سے کون شخص میرے ساتھ چپے گا اس کے دس بیٹے تھے ان میں سے عبداللہ و عبید اللہ کھڑے ہوئے پس یہ تینوں شخص مکہ پہنچے پھر وہاں سے حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر بلا گئے انہی کے ساتھ شہید ہوئے۔ (کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ ۱۶) ❹ پورے خط کا مضمون یہ تھا کہ بھائی صاحب! میں آپ سے رخصت ہو کر مدینہ منورہ پہنچا اور دو راہبروں کو اجرت پر ہمراہ لے کر کوفہ روانہ ہوا راستے میں پیاس کی شدت سے دو دونوں مر گئے اور ہم لوگ بڑی جدوجہد سے پانی تک پہنچ گئے ہزار خراب ہماری جان بچی۔ اس پانی کا ایک چشمہ ایک مقام تک طعن طبیعت میں واقع ہے میں نے اس سے بدذلی لی ہے پس آپ مجھے کوفہ جانے سے معاف فرمائیں اور کسی دوسرے شخص کو بھیج دیں تو بہت مناسب ہوگا۔ (کامل ابن اثیر صفحہ ۱۶ جلد چہارم)

چپ چاپ چاہا اور ہاتھ چپتے چپتے نعمان بن بشیر تک پہنچا اس کے پیچھے پیچھے ایک مجمع خوشی کے نعرے بلند کرتا جا رہا تھا۔

نعمان بن بشیر اور ابن زیاد نعمان نے اس کو امام حسین بن علی بن ابی طالب کے دو زوارہ بند کر لیا اور اندر سے چار رکبات کو میں خدا کی قسم یہ ہوں تم میری طرف مائل مت ہو میں اپنی امانت اپنا مال تمہاری کسی دشمنی نہ دیت کے یہ نہیں اس کا عبید اللہ بن زیاد نے دروازے سے قریب جا کر دروازہ کھول دو ایک شخص نے جو اس کے پیچھے کھڑا ہوا تھا اس کی آواز پہنچائی کہ دروازہ یہ تو ان مردانہ نبوت کو یہ سنتے ہی وہاں سے منتشر ہو گئے۔ عبید اللہ بن زیاد دار الامارت میں داخل ہو گیا۔

ابن زیاد کا کوفہ میں خطبہ صبح ہوئی منبر پر آیا اور خطبہ دیا، کہا کہ وفوہ والو امیر المؤمنین نے تمہارے شہر، احکام شریعی، مال غنیمت اور بیت ماس کا مجھے اہل مقرر کیا ہے۔ اور مجھے تمہارے مظاہر ہوں کی وادہی تمہارے مجرموں کے ساتھ فرمایا ہے۔ فرمایا ہے کہ تمہارے ساتھ احسان کرنے تمہارے نافرمانوں اور باغیوں کو گرفتار کرنے کا حکم دیا ہے۔ میں پیشک تم پر ان کا مروجہ رویہ اس کا میں تم پر تمہارے باپ سے زیادہ مہربان رہوں گا لیکن جو شخص میرے حکم کی مخالفت کرے گا اس کی گردن اور پیٹھ پر میری تلوار اور میرا درہ ہوگا۔

ابن زیاد کی سرداروں سے گفتگو اتنی کہ منبر سے اتر اور جانے والوں اور شہر کے رئیسوں کو مخاطب کر کے کہا مجھے غلام امیر المؤمنین کے حامیوں، حروریوں اور ان کے دشمنوں کی تعداد صحیح صحیح ظاہر کرو جن کے دلوں میں اختلاف اور بغاوت کا مادہ بھرا ہوا ہے۔ پس جو شخص صاف صاف کہے گا تو وہ اس کا مدد و تمجید جائے گا۔ اتفاق سے اسے دوستوں یا جاننے والوں میں سے کسی نے ہماری مخالفت کی یا ہم سے باغی ہوا تو ہم اس سے برائی اندازہ ہیں اس کا خون اور مال ہمارے لیے مباح ہوگا۔ ورنہ اس سے علم میں وئی شخص امیر المؤمنین کا باغی اور مخالف ہوا اور اس نے ظاہر نہ کیا تو اس کو پھانسی دے دیں گے اور اس کا وظیفہ ضبط کر لیں گے۔

مسلم بن عقیل کی ہانی بن عروہ کے ہاں پناہ مسلم بن عقیل کے کانوں تک عبید اللہ کے احکامات پہنچے تو مختار کے مکان سے نکل کر ہانی بن عروہ مرادی کے دروازے پر گئے اور بڑیا۔ ہانی نکلا اور دیکھ کر ناک سمیٹ کر چڑھنے لگا۔ مسلم بن عقیل نے کہا "میں تمہارے پاس پناہ لے رہا ہوں اور تمہارا مہمان بن رہا ہوں۔ ہانی نے جواب دیا کہ تم نے مجھے سخت پریشانی میں ڈال دیا ہے، اگر میرے مکان میں میں نہ آتے تو میں یہ پسند کرتا کہ اس سے پہلے میں کسی جرم میں پکڑ لیا جاتا تھا یہاں سے واپس چلے جاؤ۔ خیر آج تمہاری امانت میں تمہیں پناہ دوں گا مسلم بن عقیل اسی کو غنیمت جان کر اس کے مکان میں مقیم ہو گئے۔

مسلم بن عقیل کے خلاف جاسوسی ابن زیاد نے اپنے غلام کو بلا کر تین ہزار درہم دے کر مسلم بن عقیل کی سراغ رسانی پر متعین کیا اور یہ سمجھا دیا کہ مسلم بن عقیل کے ہامیوں سے ماننا جن اور ان سے یہ ظاہر کرنا کہ میں بھی مسلم بن عقیل کا خواہاں ہوں۔ لہذا ابن زیاد کا غلام مسجد میں ابن عجمی کے پاس گیا یہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اور لوگ آپس میں تذکرہ کر رہے تھے کہ یہ ہی امام حسین بن علی کی بیعت کے لئے ہیں۔

جاسوس کی آمد:۔۔۔۔۔ نماز سے فارغ ہوئے تو غلام نے سلام کر کے کہا میں شام کا رہنے والا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اہل بیعت کی بیعت سے سرفراز کیا ہے۔ یہ تین ہزار درہم حاضر ہیں مجھے خبر ملی ہے کہ کوئی بزرگ ان میں سے وفہ میں آئے ہیں اور نو سو درہم کی بیعت کے لئے آئے ہیں۔ میں ان سے منہ چاہتا ہوں اور میں نے یہ بھی سنا ہے کہ آپ دونوں قیام اور شریف آوری کا حال معلوم ہے، میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ مال لے لو اور مجھ سے ان کی زیارت سے پہلے مجھ سے کوئی وعدہ لے لو۔

جاسوس کی کامیابی مسلم بن عجمی بڑے مجھے تمہاری ملاقات سے خوش ہوئی شاید تمہارے ذریعے اللہ تعالیٰ اہل بیعت کی امداد کرے میں اس سے رنج پہنچا کہ وہ یہ کام پورا ہونے سے پہلے میرے رزق سے وقف ہوئے۔ یہ کہہ کر مسلم بن عجمی نے غلام سے راز چھپانے کا عہد لیا اور غلام مسلم بن عقیل کا پتہ پتا لگانے کے لیے ان کے پاس آنے لگا۔

عبید اللہ بن زیاد کے قتل سے بچنے کے دو واقعے اتفاق سے ہانی بن عروہ دیکھ رہا ہوتا تو عبید اللہ بن زیاد ان کی عیادت کے لیے آیا۔ عروہ

بن عبد سلوٹی نے اسے مار ڈالنے کا ارادہ کیا لیکن بانی نے اس کی محنت کی اور کہا میں اپنے مکان پر ایسے واقعے کا ہونا پسند نہیں کرتا۔

دوسرا واقعہ اس کے چند دنوں بعد شریک بن اعوار بیمار ہو کر بانی کے مکان پر رہنے لگا ابن زیاد اور امراء کو فہ اس کی عزت کرتے تھے ورنہ عمار بن یاسر کے ساتھ جناب صفین میں شریک ہوا تھا، ابن زیاد نے کہا یا کہ میں شام کے وقت تمہاری عیادت کے لیے آؤں گا۔ شریک نے مسلم سے کہا یہ (ابن زیاد) فجر شام و میری عیادت کے لیے آئے گا وہ جیسے ہی بیٹھے فوراً اس کا سرا ڈالیں۔ اس کے بعد کوئی شخص قلعہ امارت پر قباغش ہونے پر ہم سے مزاحمت نہیں کرے گا اگر مجھے آفاقہ ہو گیا تو میں چل کر بصری پر قبضہ کر ادوں گا لیکن بانی نے پھر منع کر دیا شام ہوئی تو عبید اللہ بن زیاد آیا ورنہ بانی کا حال معلوم کرتا رہا دیر تک باتیں ہوتی رہیں پھر وہ چلا گیا۔

قتل نہ کرنے کی وجہ عبید اللہ بن زیاد کے چلے جانے کے بعد شریک نے مسلم بن عقیل سے قتل نہ کرنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ وجہ سے میں نے قتل نہیں کیا، ایک تو یہ کہ بانی کو پسند نہ تھا کہ اس کے مکان پر کسی کو قتل نہ کیا جائے دوسرا یہ کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے ”ان الیہمان قید الفتنک فلا یفتک مومن بمومن“ (ایمان خون روزی سے روکتا ہے اسی لیے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا خون نہیں بہاتا) اس کے تین روز کے بعد شریک کا انتقال ہو گیا۔

بانی بن عمرو کی پیشی پھر ابن زیاد کا غلام مسہب بن عویجہ کے ذریعے سے مسلم بن عقیل کی خدمت میں آنے جانے لگا جو جو باتیں ہوتی تھیں روزانہ ابن زیاد کو بتاتا تھا۔ ایک عرصے سے بانی بیماری کے بہانے سے ابن زیاد کے پاس نہیں جاتا تھا ابن زیاد بن محمد بن اثنیث اسامہ بن خاریجہ و عمرو بن العاص و جابر بن عبد اللہ بن ابی سہل کے چلنے والے تھے ابن زیاد نے ان لوگوں سے کہا وہ بیمار ہے تو ابن زیاد بولا یا خوب اچھے یہ خبر ملی ہے کہ وہ اچھا ہو یا نہ ہو اور روزانہ سے نکل کر دروازہ پر بیٹھا رہتا ہے جاؤ اس کو میرے پاس بلالو غرض یہ لوگ بانی کو ابن زیاد کے پاس لے گئے۔

ابن زیاد اور بانی کی گفتگو ابن زیاد نے کہا کیوں بانی تمہارے مکان پر جمع امیر المومنین کے خلاف مسلم بن عقیل کو بلار اپنے مکان میں گھبراہٹ ہوا ہے اسلئے اور دوں کو جمع کر رہے ہو تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ بات پوشیدہ رہے گی؟ بانی نے کہا یہ بالکل غلط ہے۔

ابن زیاد نے کہا نہ نہیں ہے یاد کر کے ہو میں نے یہ باتیں اس سے سنی ہیں جو تمہاری مجلس میں شریک ہوتا ہے۔

بانی نے کہا جس نے تم سے یہ بیان کیا ہے وہ جھوٹا ہے۔

ابن زیاد نے اس غلام کی طرف اشارہ کر کے کہا جو اس کا منہ تھا، اس کو پہچانتے ہو؟ بانی نے دلی آواز سے کہا ہاں جانتا ہوں ساتھ ہی اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی اور سکتہ سا ہو گیا۔

بانی کا مہمان کو حوالے کرنے سے انکار بانی تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا پھر سر اٹھا کر بولا ”مجھ سے سنو واللہ میں جھوٹ نہیں بولوں گا خدا کی قسم! میں نے مسہب کو نہیں پایا اور نہ میں جانتا ہوں کہ وہ کس کام سے آیا ہے میرے دروازے پر آ کر قیام کی اجازت مانگی مجھے انکار کرنے سے شرم آئی، چنانچہ میں نے اسے ٹھہرایا اور مہمانی کی۔ یہ قصور البتہ مجھ سے ہوا ہے اس کے بعد جو حالات و واقعات ہوئے ان کو تم جانتے ہو اگر تم کہو تو میں نہایت دے رہا ہوں اور اس کو اپنے گھر سے نکال کر پھر آ جاؤں ابن زیاد نے کہا میں تمہیں اس وقت تک نہ چھوڑوں گا جب تک تم اس کو میرے سامنے آ کر پیش نہ کر دو گے۔ بانی نے جواب دیا کہ میں اپنے مہمان کو تمہارے حوالے نہیں کروں گا کہ تم اس کو قتل کر دو۔

مسلم بن عمرو اور بانی کی گفتگو ابن زیاد اس پر اصرار کر رہا تھا اور بانی انکار کرتا رہا جب بحث و تکرار بڑھتی ہوئی نظر آئی تو مسہب بن عمرو ابلی نے ابن زیاد سے کہا ”مجھے بانی سے ایسی بات کرنے دیجئے“ ابن زیاد خاموش ہو گیا مسہب اور بانی کو نے میں اٹھ کر چلے گئے ابن زیاد ان کو دیکھ رہا تھا۔ مسلم نے کہا اے بانی تم یہ یہ کہہ رہے ہو حق خود کو اور اپنی قوم کو ہمارے میں پھنسا رہے ہو، تم مسلم بن عقیل کو ابن زیاد کے حوالے کر دو یہ ان کو نقصان نہیں پہنچے گا، اس کے علاوہ تم تو سلطان وقت کے حوالے کر رہے ہو اس میں تمہاری بے عزتی نہیں ہے۔

مہمان کی حفاظت کے لیے جاں نثاری کا عزم : اس پر ہانی نے جواب دیا واللہ! اس میں میری بے عزتی ہے۔ میں اپنے مہمان کو کسی طرح بھی زیادہ کے حوالے نہیں کر سکتا جب تک کہ میرے بازو صحیح سالم ہیں میرا پروردگار اور حمایتی زندہ ہیں بالفرض اگر میں تنہا بھی ہوں تو میں اپنے مہمان کو اس کے حوالے نہ کرتا جب تک میں زندہ رہتا۔

ابن زیاد کا ہانی کو قید کرنا : ابن زیاد یہ گفتگو سن کر بولا ”اس کو میرے پاس لاؤ“ ہانی قریب لایا گیا تو اس سے مخاطب ہو کر کہا ”اے ہانی، تم مسلم بن میرے حوالے کر دو ورنہ تمہاری گردن اڑا دی جائے گی ہانی نے سختی کے لہجہ میں جواب دیا اگر ایسا ہے تو تیرے مکان کے ارد گرد ہزاروں لوگوں کا ہجوم ہوگا اور تو دیکھ لے گا کہ میرے عز و اقارب تجھ کو اس فعل سے باز رکھیں گے“ ابن زیاد نے اس سخت جواب سے جھلا کر ہانی کو قید کر دیا۔

ہانی پر ظلم و تشدد : بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ ہانی کو اس جواب دینے پر اس قدر رنج و انداز آیا کہ اس کی ناک ٹوٹ گئی چہرے کا گوشت کٹ کر ڈال دیا گیا، جب مارتے مارتے ڈنڈی ٹوٹ گئی تو اس کو ایک تنگ و تاریک مکان میں قید کر دیا اسامہ بن خارجہ نے اٹھ کر کہا اے ہمدان! تو نے ہمارے ذریعہ سے ہانی کو ہوا یا جب ہم اس کو لے آئے تو تو نے اس کو اتنا مارا کہ اس کا خون جاری ہو گیا، اور کہا تیرا خیال ہے کہ تو اس کو قتل کر دے گا۔

احتجاج کرنے والوں پر تشدد : ابن زیاد نے اپنے غلاموں کو اشارہ کیا انھوں نے ان کی بھی تھوڑی سی مرمت کر دی تو وہ ٹھنڈے ہو کر بیٹھ گئے۔

ابن زیاد کا محاصرہ : رفتہ رفتہ عمروالحجاج تک یہ خبر پہنچی کہ ہانی کو قتل کر دیا گیا جوش میں آ کر قبیلہ مذحج کو لے کر دارالامارت کا محاصرہ کر دیا اور ہند آواز سے کہا ہم عمرو بن الحجاج ہیں۔ اور یہ مذحج کے سوار اور ان کے سردار ہیں، ہم نے نہ تو امیر المومنین کی اطاعت سے انحراف کیا ہے اور نہ ہی جماعت کی تفریق کی ہے۔ ابن زیاد نے گھبرا کر شریح قاضی سے کہا ”آپ ذرا ان کے ساتھ (ہانی) کے پاس تشریف لے جائیے اور اس کو دیکھ کر ان لوگوں سے کہہ دیجیے کہ وہ زندہ ہے چنانچہ شریح قاضی نے ایسا ہی کیا اور وہ لوگ یہ سن کر کہ ہانی زندہ ہے لوٹ گئے۔

مسلم بن عقیل کا کوئی لشکر : مسلم بن عقیل نے یہ واقعات سن کر اپنے ساتھیوں میں ”یا منصور امتہ“ کی نداء کرادی اس وقت تک ان کے ہاتھ پر اٹھارہ ہزار آدمی بیعت کر چکے تھے جس میں سے چار ہزار موجود تھے تھوڑی دیر میں ایک بڑا مجمع اکٹھا ہو گیا۔ آپ نے اب عزیز ابن عزیز کندی کو کندہ پر مقرر فرما کر آگے بڑھنے حکم دیا اور مسلم بن عویجہ اسدی کو قبیلہ مذحج و اسد پر ابی شامہ کن تمیم و ہمدان پر، عباس بن جعدہ جدلی کو مدینہ پر متعین کر کے قصر امارت کا رخ کیا۔

ابن زیاد کا محاصرہ : ابن زیاد نے دروازے بند کر والے قصر امارت کا سارا صحن اور مسجد بازاری آدمیوں سے بھرے ہوئے تھے۔ قل رکھنے کی جگہ کا بھی نہ تھی ایک ہنگامہ برپا تھا ابن زیاد اور اس کے باپ کو کھلم کھلا گالیاں دے رہے تھے ابن زیاد کے ساتھ قصر امارت میں تیس آدمی پولیس کے اور بیس آدمی اور موجود تھے جن میں چند شرفاء کوفہ اور کچھ اس کے خود خادم اور خاندان والے تھے۔ شام تک یہ ہی کیفیت رہی چاروں طرف ایک ہڑس مچا ہوا تھا کسی طرح کم نہیں ہو رہا تھا۔

ابن زیاد کا کوفیوں کو لالچ اور دھمکی : ابن زیاد نے منتشر کرنے کی یہ تدبیر نکالی کہ کثیر بن شہاب حارثی کو مذحج کی طرف محمد بن اشعث کو کندہ اور حضر موت کو جانب قعقاع بن شوالہ دہلی و شیت بن ربیعہ تمیمی و حجاز الحمری و ثمر بن ذی الجوشن ضابی وغیرہ کو حکم دیا کہ قصر امارت کی کھڑکیوں اور بار خانوں سے کھڑے ہو کر لوگوں کو سمجھا بھجا کر مسلم بن عقیل سے علیحدہ ہونے کو کہو اور اعلان کر دو کہ جو شخص اس وقت علیحدگی اختیار کر لے گا اس کو مان دی جائے گی ورنہ جو شخص اس کے حکم کی سرطانی کرے گا وہ عقوبت شاہی میں گرفتار کر لیا جائے گا اور اس کو نہایت بری سزا دی جائے گی۔

کوفیوں کا لالچ میں فرار : اہل کوفہ کے کان میں جیسے ہی یہ آواز پڑی اور انہوں نے اپنے رئیسوں اور سرداروں کو یہ کہہ ہوئے، یہ تو یقیناً ایک دود و کر کے علیحدہ ہو گئے۔

مسلم بن عقیل تنہا، کوئی فرار : آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ مرد و عورت سب کے سب گھروں سے نکل پڑے اور وہ اپنے بیٹوں اور بھائیوں کو بلا کر لے گئے۔ یہاں تک کہ مسلم بن عقیل کے پاس مسجد میں صرف تیس آدمی باقی رہ گئے اس وقت آپ مسجد سے نکل کر ابواب کندہ کی طرف روانہ

ہوئے کندہ کے دروازہ تک پہنچتے پہنچتے یہ تیس نفر بھی علیحدہ ہو گئے۔

مسلم بن عقیل کی بے کسی اور پیاس: مسلم بن عقیل تنہا بھولے بہشت بنی کندہ کی ایک عورت کے مکان پر پہنچے (جس کا نام طوعہ تھا) اس کا بیٹا لوگوں کے ساتھ سپاہی بن کر گیا تھا مسلم بن عقیل نے اس کو علامہ کیا پانی مانگا تو طوعہ نے پانی پلایا پھر آپ اسی کے دروازے پر بیٹھ گئے۔ طوعہ نے کہا اے اللہ کے بندے کیا تم نے پانی نہیں پیا۔ جواب دیا پی لیا۔ پھر طوعہ نے کہا اپنے گھر جاؤ۔ تین بار اس جملہ کو کہہ کر آپ نے پچھو جواب نہ دیا۔ طوعہ بولی سبحان اللہ میں تم کو گھر جانے کا کہہ رہی ہوں اور تم خاموش بیٹھے ہو اٹھو اپنے گھر جاؤ مجھے تمہارا یہاں بیٹھنا پسند نہیں ہے، آپ نے ایک ٹھنڈی آؤٹھینچ کر ارشاد فرمایا اس شہر میں نہ کوئی میرا مکان ہے اور نہ کوئی عزیز ہے یہ تم مجھ کو اپنے گھر میں پناہ دے سکتی ہو اور میرے ساتھ چھ بھائی برقی ہوشیارے اس کے بعد کبھی میں تم کو اس کا معاوضہ دے سکوں۔

طوعہ نامی عورت کا پناہ دینا: طوعہ بولی کہ آپ ہیں کون؟ فرمایا مسلم بن عقیل ہوں مجھے وفہ والوں نے دھوکہ دیا ہے طوعہ نے کہا اچھا آپ میرے مکان میں تشریف لائیے۔ غرض مسلم بن عقیل کو طوعہ نے اپنے مکان کے دوسرے احاطہ میں ٹھہرایا۔ کھانا لائی لیکن آپ نے تناول نہ فرمایا اس دوران اس کا بیٹا آگیا اور طوعہ کو بار بار احاطہ میں آتے جاتے دیکھ کر وجہ پوچھی۔ طوعہ نے بڑے اصرار سے عہدہ بیان کر کے مسلم بن عقیل کو رات کو ٹھہرانے کا مجرا سنایا۔ بلال بن کر خاموش ہو گیا۔

مسلم بن عقیل کے ورائٹ گرفتاری: ابن زیاد جمع منتشر ہونے کے بعد اپنے احباب کے ساتھ مسجد میں آیا اور محلہ محلہ یہ ندا دی ”سب لوگوں کا قصور معاف کر دیا گیا ہے کسی پر کوئی الزام باقی نہیں ہے اس لئے عشاء کی نماز مسجد میں آکر پڑھو“ تھوڑی دیر بعد آدمیوں سے مسجد بھگنی ابن زیاد نے جمعہ صبح کے ساتھ نماز پڑھی اور منبر پر کھڑے ہو کر اس مضمون کا خطبہ دیا کہ ابن عقیل نے تم لوگوں میں اختلاف و خناق پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جس کے گھر میں ہم اس کو پائیں گے وہ بری الذمہ ہے اور جو شخص اس کو گرفتار کر کے لائے گا ہم اس کو نفاذ دیں گے۔

ناکہ بندی کا حکم اور مسلم کی مجبوری: اس کے بعد حصین بن تمیم و حکم دیا کہ اسی وقت وفہ کی ناکہ بندی کر دو جسے ہونے تک تمام مکانات کی تماشائی لے لینا۔ صبح ہوئی تو ابن زیاد نے ایک جسد عام منعقد کیا (بال طوعہ کے بیٹے) حاضری محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن اشعث سے مسلم بن عقیل کے لئے اور مکان میں چھپنے کا واقعہ بیان کیا عبدالرحمن نے اپنے باپ محمد کو جس وقت وہ ابن زیاد کے دربار میں بیٹھا تھا اور محمد بن اشعث نے ابن زیاد کو بتایا ابن زیاد نے مسلم بن عقیل کی گرفتاری کے لئے محمد بن عمر بن عبید اللہ بن السلمی اور قیس کے متر آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا۔

مسلم بن عقیل کا تنہا مقابلہ: مسلم بن عقیل ان لوگوں کی آوازیں سن کر تلوار کھینچ کر باہر نکل آئے اور نہایت مردانگی سے ان کو گھر سے باہر نکال دیا۔ بار بار وہ لوگ حمد آور ہوتے تھے اور مسلم بن عقیل و ہم بھ میں ان کو باہر نکال دیتے تھے۔ بیہ بن حمزہ اتھری نے مسلم پر تلوار چلائی جس سے آپ کے اوپر کا ہونٹ کٹ گیا دودانت ٹوٹ گئے آپ نے بھی بڑھ کر اس کے سر پر تلوار کا وار کیا وہ سر کی تلوار کندھے پر پڑی اور بلیہ منہ کے بل مر اس کے ساتھی چست پر چڑھ گئے پتھر سے آگ بھینکنے لگے۔ آپ بھی تلوار لے کر چھانگ لگا کر چست پر پہنچے اور قتل و خون کا بازار گرم کر دیا۔

امان کے نام پر مسلم کا تاریخی کردار: محمد بن اشعث نے چلا کر کہا تم مت لڑو تم کو امان دی جاتی ہے آپ یہ اشعار پڑھتے اور روتے ہوئے اس کے پاس آئے۔

اقسمت لا قتل الا حراً ☆ وان رایت الموت شیاً نکرا

میں نے قسم کھائی ہے کہ میں آزاد آدمی کو قتل کروں گا اگرچہ میں موت کو نا پسند چیز سمجھتا ہوں۔

او یخلط البارد سخناً ☆ رد شعاع الشمس فاستقرا

یا ٹھنڈی چیز میں گرم مڑوی چیز ملا دیتے قلوب لی شعاع لونا دی جائے اور وہ ٹھہر جائے۔

کمل امری یوماً یلاق شراً
 اخاف ان اکذاب او اغسرا
 بر شخص ایک روز موت کے پنجہ میں گرفتار ہوگا مجھے خوف یہ ہے مجھے جھٹلایا دھوکہ دیا جائے گا۔

جھکے ماندے مسلم کو ”امان“ کا دھوکا: محمد بن اشعث نے کہا تم کو نہ جھٹلایا جائے گا اور نہ تم کو لوگ دھوکہ دیں گے چونکہ پتھروں کی تکلیف سے بجا زخم پڑ گئے تھے اور اس وقت ان میں لڑنے کی طاقت باقی نہیں رہی تھی تو مسلم بن عقیل دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے محمد بن اشعث در دوسرے لوگوں نے سوائے عمرو بن عبید اللہ سلمی کے انہیں امان دے دی۔ اور تلوار لے لی ایک خنجر پر سوار کرا کر ابن زیاد کے پاس لے چلے مسم کو اپنی بے بسی کا خیال آیا تو آنکھوں میں آنسو بھرا آئے اور ارشاد فرمایا یہ پہلی بد عہدی ہے۔

مسم اور ابن اشعث کی گفتگو: محمد بن اشعث نے کہا تم بالکل خوف نہ کرو کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے۔ مسلم بن عقیل نے کہا ”اندیشہ کی کوئی اور صورت ہوتی ہے؟ تمہاری امان کہاں ہے؟ تم نے میری تلوار لے لی اب میں بے دست و پا ہوں۔“ اتنی بات زبان سے نہ نکلتے پائی تھی کہ فرط لم سے رو پڑے۔ عمرو بن عبید اللہ بولا کیوں رو رہے ہو؟ کیا تمہاری طرح کسی اور نے بھی ایسی خواہش کی ہے کہ اس پر بھی یہ ہدائیں نازل ہوتیں۔“ مسلم بن عقیل نے کہا میں اپنے لئے نہیں رو رہا بلکہ مجھے اپنے اہل و عیال اور حسین رضی اللہ عنہ اور آل پر رونا آ رہا ہے جو تمہارے پاس آئے و لے ہیں محمد بن اشعث سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم امان دینے سے مجبور ہو۔

مسلم کا ابن اشعث سے پیمانہ لینا: خیر جو کچھ ہوا اچھا ہوا کیا تم میں اتنی قدرت ہے، کہ کسی شخص کے ذریعے حسین رضی اللہ عنہ کے پاس میری خبر پہنچی دو اور میری طرف سے یہ لکھ دو کہ اپنے اہل بیت سمیت واپس چلے جاؤ۔ یہ اہل کوفہ ہیں جو تمہارے باپ علی رضی اللہ عنہ کے دوست اور حامی تھے اور اس کی جدائی کو موت اور قتل سے چاہتے تھے۔ محمد بن اشعث نے اس کا اقرار کر لیا۔ چنانچہ مسلم کی شہادت کے بعد حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو اس نے خط لکھ قاصد سے ”مقام زبالہ“ میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی مگر آپ نے فرمایا جو مقدر میں ہے وہ ہونے والا ہے۔ مکہ سے آپ کی روگلی کا یہ سبب بنا تھا کہ مسلم نے کوفہ سے لکھا تھا آپ ضرور تشریف لائیے اٹھارہ ہزار آدمی بیعت کر چکے ہیں۔

ابن زیاد اور مسلم بن عقیل: محمد بن اشعث مسلم بن عقیل کو ساتھ لے کر قصر امارت پہنچا دروازہ بٹھا کر اندر گیا ابن زیاد کو سارے وقت بتائے اور کہا کہ میں نے ان کو امان دے دی ہے۔ ابن زیاد نے غصہ ہو کر کہا ”تو اور امان؟ میں نے تجھے اس کو گرفتار کر کے لانے لئے بھیجا تھا نہ کہ امان دینے کے لئے؟“ محمد بن اشعث دم بخورہ گیا اور مسلم بن عقیل پیش کر دیئے گئے تو انہوں نے ابن زیاد کو سلام نہ کیا۔ حسی (ازدی) نے کہا ”تم امیر کو سلام کیوں نہیں کرتے“ فرمایا، اگر یہ میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے تو میرا سلام ہی کیا ہے اور اگر میرے قتل کا ارادہ نہیں رکھتا ہے تو بہت سے سلام ہو جائیں گے۔ ابن زیاد بولا میں تم کو ضرور بالضرور قتل کروں گا مسلم نے کہا میرا بھی یہی خیال ہے۔ اچھا تم مجھے اجازت دو کہ میں اپنی قوم میں سے کسی کو کچھ وصیت کر دوں ابن زیاد نے اجازت دے دی۔

مسم بن عقیل کی عمر بن سعد کو وصیت: آپ نے عمر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا میری اور تمہاری رشتہ داری ہے اس لئے میں تم سے کہیے میں کچھ باتیں کہنا چاہتا ہوں عمر بن سعد نے ابن زیاد کی طرف دیکھا ابن زیاد نے کہا جاؤ اکیلے میں سن لو میں تم کو تمہارے چچا زاد کی بات سننے سے نہیں روکتا، عمر بن سعد اور مسلم بن عقیل اٹھ کر ایک کونے میں گئے تو مسلم نے کہا میں نے کوفہ میں فلاں شخص سے سات سو درہم قرض لے کر اپنی ضرورتوں میں خرچ کئے تھے تم اس کو میری طرف سے ادا کر دینا اور میرے قتل ہونے کے بعد میری نعش کو اجازت لے کر دفن کر دینا و حسین رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کو بھیج دینا کہ وہ کوفہ نہ آئیں۔“

عمر بن سعد کی خیانت: عمر بن سعد نے یہ سب باتیں ابن زیاد کو بتادیں ”ابن زیاد نے کہا تم امین ہو لہذا اس میں خیانت نہ کرو مان کے بارے میں تم کو اختیار ہے جو چاہو کرو حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں میں یہ کہتا ہوں کہ اگر وہ میری طرف آنے کا ارادہ نہیں کریں گے تو میں بھی ان کا قصد نہیں کروں گا، باقی رہا ان کا لاشہ میں اس کے بارے میں تمہاری سفارش نہیں سنوں گا۔“

مسلم بن عقیل اور ابن زیاد کی گفتگو اس کے بعد مسلم بن عقیل کی طرف مخاطب ہو کر سب لگا کیوں مسلم بن عقیل اتم نے وفہ میں آکر بروہ بندی کیوں کی "لوگوں کو ہماری مخالفت پر جمع کیوں کیا" اور ان میں خفاقہ لائے کی وحش کی۔

مسلم بن عقیل نے کہا اب ہر نہیں ہوا لیکن یہاں کے باشندوں نے یہ خیال یا تھا کہ تمہارے باپ نے ان کے اچھے لوگوں کو مارا ہے، خون ریزی کی ہے اور ان کے ساتھ قیصر و سری کی طرح برتاؤ کیا ہے۔ ہم ان کے باپ سے ان کے پاس آتے تھے کہ ان میں عدل و انصاف کریں اور کتاب و سنت پر عمل کرنے کی ہدایت کریں۔

ابن زیاد نے کہا تم اور یہ کام کیا ان کے ساتھ عدل و انصاف نہیں کیا کیا۔ تم مدینہ میں شراب پیتے تھے اور اب انصاف کرنے آئے ہو۔ مسلم بن عقیل نے کہا کیا میں شراب پیتا تھا؟ واللہ اللہ تعالیٰ یہ خوب جانتا ہے تو جھوٹ بھر بات میں یہ نہیں ہوں جیسا کہ تو کہتا ہے میرے بجائے شراب پینے کا وہ زیادہ حق ہے جو مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھوں میں رکھ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو غضب و عداوت سے قتل کر رہا ہے اور اس نے یہ سب خلیل مجھ رکھا ہے۔

مسلم بن عقیل اور ابن زیاد کے قتل کی قسم ابن زیاد نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ مارے اگر میں تجھے قتل نہ کروں کہ جس طرح آج تک اسلام میں کوئی قتل نہ کیا گیا ہو۔

مسلم بن عقیل نے کہا بے شک یہ صلاحیت تجھ ہی میں ہے کہ امام میں بدعات اور بدعتی و خباثت کی ایجاد کرے ابن زیاد یہ سن کر جھلا اٹھا اور مسلم وہی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے لیے سخت نازیبا کلمات کہنے کا مسلم بن عقیل نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ خاموش رہے۔

اس کے بعد زیاد نے حکم دیا کہ "بااے قہ" لے جا کر مسلم بن عقیل کو قتل کر دیا جائے۔ مرے کے ساتھ شوب و عروہ بن پھینک دیا جائے۔

مسلم بن عقیل کی شہادت مسلم بن عقیل نے محمد بن اشعث سے کہا، اللہ اے تو نے امان نہ دی موقی تو میں ان کے ہاتھ نہیں آتا۔ تو ارٹھ تو برنی اندمہ ہو گیا ہے۔ محمد بن اشعث نے کوئی جواب نہیں دیا لوگ ان کو ہارے قہ" لے گئے آپ استغفار پڑھتے اور تہن کرتے ہوئے سے مقام حدائین کے مقابل شہید کیے گئے۔ شہید کرنے والا امیر بن حمران تھا جس نے آپ پر تموار چھائی تھی۔ آپ کے ساتھ ایشہ پھینک دیا گیا۔

ہانی بن عروہ کی شہادت مسلم بن عقیل کے شہید ہونے کے بعد محمد بن اشعث نے ہانی بن عروہ کی زیادہ سے نا منظور مرے حکم دیا کہ بازار میں لے جا کر ہانی کی گردن اڑا دی جائے۔ چنانچہ ایک ترکي غلام نے اس حکم کی تعمیل کی۔

مختار اور عبداللہ بن حرث کی گرفتاری ابن عقیل کی وفہ کی جانب رہائی آنی تھی ذی الحجہ اور جنس کتب ہیں نویں شہر ۶۰۰ ہجری میں ہوئی تھی اور بعض مورخین کا بیان ہے کہ مسلم کے ساتھ مختار بن ابی جبید و عبداللہ بن حرث بن نوفل بھی گئے تھے، جن کو ابن زیاد نے گرفتار کر کے قید کر لیا تھا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا کوفہ جانے کا ارادہ حضرت حسین بن علی بن ابی طالب کو مسلم بن عقیل نے خط میں لکھا تھا کہ انھارو ہجراتی میرے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں اور روز بیعت کرتے جاتے ہیں، آپ بہت جلد کوفہ آجائیں چنانچہ آپ نے مکہ سے کوفہ کو قصد کیا۔ عمرو بن عبدالرحمن بن ابی رث بن ہمام آئے اور انھیں کوفہ جانے سے روکا آپ نے انکار میں جواب دے دیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس اور امام حسین رضی اللہ عنہما پھر عبداللہ بن عباس بن ابی طالب کے اور فرمایا کہ میں تمہیں کوفہ جانے سے روک رہا ہوں تم وہاں اس وقت تک نہ جاؤ جب تک اہل کوفہ اپنے امیر کو قتل نہ کر لیں اور اس کے مال و اسباب کو نہ لوٹ لیں۔ اور اگر محض ان کے بدلے پر جا رہے ہو اور ان کا امیر ان میں موجود ہے تو سمجھ لو کہ تم کو لڑائی کے لئے بلایا رہے ہیں، مجھے خط ہے کہ تم وہاں لوٹ دھو کر اس کے جھنڈ میں گے، تمہاری مخالفت کریں گے اور سب سے زیادہ تمہارے وہی دشمن ہوں گے۔ آپ نے جواب دیا کہ میں آج رات استخارہ کروں گا دیکھئے اللہ تعالیٰ کیا حکم دیتا ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کراٹھے اور چلے گئے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر اور امام حسین رضی اللہ عنہما ان کے بعد عبداللہ بن زبیر کے انہوں نے پہلے جانے کی رائے دی پھر چھوٹ کر کہا بہت

ہوتا کہ آپ حجاز ہی میں قیام کرتے اور اس کام کو یہیں سے انجام دیتے۔ آپ نے جواب دیا کہ میرے جد امجد نے ارشاد فرمایا کہ ایک مینڈھے کی وجہ سے کعبے کی بے حرمتی ہوگی، مجھے منظور نہیں ہے کہ وہ مینڈھا میں ہی بن جاؤں۔

حضرت عبداللہ بن عمر اور امام حسین رضی اللہ عنہما ... عبداللہ بن زبیر کے چلے جانے پر عبداللہ بن عمر تشریف لائے اور نصیحت کے طور پر رہنے لگے کہ تم بیعت لینے اور امارت حاصل کرنے کے لئے مکہ معظمہ سے باہر مت جاؤ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا و آخرت دونوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کا اختیار دیا تھا مگر آپ نے آخرت منظور فرمائی تھی، چونکہ تم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جز ہو، لہذا دنیا کی طلب مت کرو، اور اس کے گرد و غبار میں اپنے دامن مبارک کو آلودہ مت کرو۔ عبداللہ بن عمر یہ کہہ کر رو پڑے تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ یمن کی بات پر عمدر آمد نہ کیا۔ مجبوراً عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رخصت ہو کر چلے گئے۔

عبداللہ بن عباس کی ایک اور کوشش: پھر دوبارہ اگلے دن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آئے اور سمجھانے لگے، برادر من مجھے نصیحت کئے بغیر صبر نہیں آتا۔ مجھے اس کا ڈر ہے کہ تم ہلاک ہو جاؤ گے تمہارا خاندان تباہ و برباد ہو جائے گا۔ اہل عراق بڑے بے وفا، عہد شکن اور مکار ہیں، تم ان کے قریب مت جاؤ بلکہ اسی شہر میں قیام کرو تم ان کے سردار ہو اور اگر اہل عراق اپنے دعوے میں سچے ہیں تو ان کو لکھ بھیجو کہ تم اپنے گورنر کو نکال دو۔ اس کے بعد تم ان کے شہر جاؤ اور اگر تمہارا دل مکہ سے نکلے بغیر نہیں مانتا تو یمن کی طرف چلے جاؤ وہ بہتر وسیع زمین ہے۔ پہاڑیاں اور گھاٹیاں بہت زیادہ ہیں وہ قدرتی محفوظ قلعے ہیں وہاں سے تم اپنے قاصدین کو اطراف و جوانب بھیجو اور لوگوں سے بیعت لے لو، آپ نے جواب دیا میں تو مصمم ارادہ کر چکا ہوں، اب کسی طرح رک نہیں سکتا۔ عبداللہ بن عباس بولے خیر اگر جا ہی رہے ہو تو اپنے بچوں اور عورتوں کو مت لے کر جاؤ، مجھے اندیشہ ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح تم بھی شہید نہ کر دیئے جاؤ، اور تمہارے بچے اور عورتیں پریشان و سرگرداں ہو جائیں آپ نے اس پر کوئی جواب نہیں دیا تو ابن عباس اٹھ کر چلے آئے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی روانگی اور گورنر کی رکاوٹ: حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہ دسویں ذی الحجہ ۶۰ ہجری کو اپنے اہل بیت جس میں بچے، عورتیں، مرد بھی تھے مکہ سے کوفہ کے لئے روانہ ہوئے۔

یزید کی طرف سے حجاز کا گورنر سبید بن العاص تھا اس کے آدمیوں نے حسین بن علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو کوفہ جانے سے روکا، بحث و تکرار ہوئی آپس میں تھوڑی مار پیٹ بھی ہوئی لیکن آپ اور آپ کے ساتھی نہ رکے۔

یزید کے مال و اسباب کے قافلہ پر قبضہ: چلتے چلتے تعیم میں پہنچے یہاں پر ایک قافلہ سے ملاقات ہوئی جو یمن سے رہا تھا۔ اسے بحرین ایبن والی یمن نے یزید کی طرف قیمتی قیمتی سامان اور کپڑے اور زیورات دے کر روانہ کیا تھا، آپ نے اس کو روک کر اہل قافلہ سے ارشاد فرمایا جو شخص ہمارے ساتھ عراق چنا چاہتا ہو ہم اس کو انتہائی خوشی سے اپنے ساتھ رکھیں گے اور اس سامان سے اس کو حصہ دیں گے، اور جو شخص ہم سے علیحدہ ہونا پسند کرتا ہے وہ اس میں سے اپنا حصہ لے کر علیحدہ ہو جائے چنانچہ جن لوگوں نے علیحدگی پسندی ان کو مرتبے کے لحاظ سے حصہ دے کر رخصت کر دیا اور جنہوں نے ساتھ چلنا چاہا ان کو حصہ دے کر ساتھ لے کر آگے بڑھے۔

فرزدق شاعر اور امام حسین رضی اللہ عنہ: صفاح تک پہنچے ہوں گے کہ فرزدق شاعر سے ملاقات ہوئی آپ نے ان سے معلوم کیا کہ اہل کوفہ کا کیا حال ہے۔ عرض کیا وائے آپ نے ایک جاننے والے شخص سے ہی استفسار فرمایا ہے۔ اچھا میں عرض کرتا ہوں سنیے! وہاں لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں مگر ان کی تنواریں بنی امیہ کے ساتھ ہیں، قضا آسمان سے اتر رہی ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اگر حکم الہی ہماری مرضی کے موافق صادر ہوا تو ہم اس کی نعمتوں کا شکر ادا کریں گے، حالانکہ وہ ادائے شکر سے مستغنی ہے اور اگر قضاء خداوندی خلاف توقع نازل ہوئی تو ہم صبر کریں گے۔

عبداللہ بن جعفر کا خط: اسی مقام پر یا اس سے آگے بڑھ کر عبداللہ بن جعفر کا خط ملا جس کو ان کے دونوں بیٹے عون و محمد لے کر آئے تھے۔ لکھا ہوا تھا ”برادر من خدا کے واسطے خط دیکھتے ہی واپس آ جاؤ میں تم کو اس لیے نصیحت کر رہا ہوں کہ وہاں تمہارا خون بہے گا اور تمہارے اہل بیت نیست و نابود ہو جائیں گے، اور اگر خدا نخواستہ تم شہید ہو گے تو زمین کی روشنی ختم ہو جائے گی، تم مسلمانوں کی امید گاہ اور ہادیوں کے پیشوا ہو، جدی مت کرو

اس خط کے بعد میں بھی پہنچ رہا ہوں والسلام“ آپ نے اس خط کا بالکل خیال نہیں کیا بلکہ عون و محمد کو بھی ساتھ لے لیا اور آگے بڑھ گئے۔

ابن زیاد کی تیاری ابن زیاد کو آپ کی روانگی کا حال معلوم ہوا تو اس نے انھیں روکنے کے خیال سے حسین بن نمیر تمیمی (پولیس کے اعلیٰ افسر) کو روانہ کیا، اس نے مقام قادسیہ میں پہنچ کر ڈیرے ڈال دیے، اور سواروں کو قادسیہ سے خفان تک ایک ایک جانب اور دوسرے جانب قادسیہ سے قطعاً نہ اور نہ لعلج تک پھیرا دیا۔ اس عرصہ میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما مقام حاجر میں پہنچ گئے۔

کوفہ والوں کو امام کا خط ایک خط اہل کوفہ (جس میں اپنی تشریف آوری کا حال لکھا تھا اور ان لوگوں کو مستعد رہنے کا لکھا تھا) قیس بن مسہب صیداوی کی معرفت روانہ کیا قیس جیسے ہی قادسیہ پہنچے حصین نے گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس کوفہ بھیج دیا۔ ابن زیاد نے قیس سے کہا تم قیصر، رات پر چڑھ کر (یعنی بائندہ) کذاب بن کذاب حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو گالیاں دو تمھاری جان بخشی کر دی جائے گی۔

قصد ”قیس“ کا اعلان حق اور شہادت لہذا قیس قصر پر گئے اور حمد و ثناء کے بعد کہا اے لوگو! حسین بن علی رضی اللہ عنہما بہترین خداوند، فطرہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں، اور میں ان کا قاصد ہوں، وہ اب حاجر سے شاید آگے بڑھ آئے ہوں گے۔ تم ان کی اطاعت کرو یہ کہہ کر ابن زیاد پر حق کیا اور زیادہ سخت دست بہ در حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہ دعا مغفرت کی۔ ابن زیاد نے جھڑک کر حکم دیا اس کو قیصر سے نیچے گرا دو گرتے ہی قیس کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے دماغ پھٹ گیا اور انتقال کر گئے۔

عبداللہ بن مطیع کا امام حسین رضی اللہ عنہما کو روکنا پھر حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما حاجر سے روانہ ہو کر کوفہ کی طرف تھوڑی دور چل کر عرب کے ایک پشیم پر پہنچے وہاں عبداللہ بن مطیع انھیں دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔ کہنے لگا ”میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟“ حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے کوفیوں کے خط لکھنے اور اپنی روانگی کا مفصل حال بتایا عبداللہ بن مطیع نے عرض کیا ”خدا کے لیے اے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کوفہ کا قصد نہ فرمائیے یہ لوگ بڑے پیمانہ شمس اور بد مذہبوں ہیں۔ ان میں اسلامی شہادت قریش کی آبروریزی اور عرب کی عزت کا خیال باقی نہ رہا، واللہ اگر آپ اس چیز کی خواہش کریں گے جو غوامیہ کے ہاتھ میں ہے (یعنی حکومت و خلافت) تو بیشک وہ لوگ آپ کو شہید کر دیں گے اور پھر آپ کے شہید کرنے کے بعد کسی سے بھی نہیں ڈریں گے۔“ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما اس کا کہنا نہ سنا اور آگے بڑھ گئے۔

ظہیر بن قین اور امام حسین رضی اللہ عنہما ظہیر بن قین بھی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حامی تھا، حج کر کے آپ کے ساتھ واپس آ رہا تھا لیکن ان کے ساتھ کسی منزل یا کسی مقام پر قیام نہ کرتا تھا۔ ایک روز آپ نے اسے بلوایا تو وہ مجبوراً آ گیا کچھ باتیں ہوئیں لیکن جب وہ واپس اپنے قافلے میں گیا تو اپنے ساتھیوں سے خطاب کر کے کہا جس کو میرے ساتھ چلنا ہو چلے میں حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ جا رہا ہوں یہ میرا آخری عہد ہے میں تم لوگوں سے رخصت ہو رہا ہوں یہ بہرے ربیوی و طاق دے دی اور کہا کہ تم اپنے میکے (یعنی ماں باپ کے گھر) چل جاؤ۔ میں نہیں چاہتا کہ تم قید یا گرفتاری جاؤ۔ اپنے ساتھیوں سے رخصت ہو کر حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس چھا گیا اور ان ہی کے ساتھ رہا یہاں تک کہ کربلا میں شہید ہو گیا۔

مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر جب حسین بن علی رضی اللہ عنہما مقام ثعلبیہ میں وارد ہوئے تو مسلم بن عقیل کے شہید ہونے کی خبر آئی، تو بعض ساتھیوں کی رائے یہ ہوئی کہ آپ یہاں ہی سے واپس چلے، کوفہ میں آپ کا کوئی یار و مددگار نہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ بجائے آپ کی مدد کرنے کے آپ کے مخالف بن جائیں۔ بنو عقیل بولے ”واللہ ہم اس سرزمین کوفہ کو اس وقت تک نہیں چھوڑیں گے جب تک مسلم کے خون کا بدلہ نہ لے لیں گے۔ جس طرح مسلم نے موت کا ذائقہ چکھا ہے ہم بھی نہ چکھیں“ تو حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کے بعد پھر زندگی کا کیا مزا آئے گا۔

بعض ساتھیوں کی کوفیوں سے خوش فہمی۔ ساتھیوں میں سے چند لوگ کہنے لگے ”واللہ آپ مسلم بن عقیل جیسے نہیں ہیں جیسے ہی کوفہ پہنچیں گے سب لوگ آپ کے مطیع ہو جائیں گے“ غرض حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما عقیل کے اصرار سے مجبور ہو کر ثعلبیہ سے روانہ ہو کر زبالہ میں جا پہنچے۔

امام حسین رضی اللہ عنہما کے رضاعی بھائی کی شہادت: یہاں پر عبداللہ بن بقطر (آپ کے رضاعی بھائی) کے شہید ہونے کی خبر آئی، ان کو آپ

نے رستے سے مسلم بن عقیل کے پاس بھیجا تھا جس کو حصین بن نمیر کے سواروں نے قادیسیہ سے گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس بھیج دیا تھا۔ ابن زیاد نے ان سے بھی کہا تھا کہ قصر پر چڑھ کر (العیاذ باللہ) کذاب بن کذاب پر لعن کر کے اتر آؤ تو میں تم کو ابھی چھوڑ دوں گا لیکن انھوں نے بھی قیس بن طرخ کاروائی کی اور ابن زیاد نے وہی برتاؤ کیا جو قیس کے ساتھ کیا تھا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کے جاں نثاروں کی چھانٹی: حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو جو یہ دو خبریں شہادت کی پہنچیں تو آنے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے ان لوگوں کے شہید ہونے کا حال بتایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص واپس جانا چاہتا ہو لوٹ جائے، ہم اس سے کچھ مواخذہ نہیں کریں گے۔ اس فقرہ کے سنتے ہی لوگ دائیں بائیں چھٹ گئے صرف وہی لوگ رو گئے جو مکہ سے ساتھ آئے تھے۔ ان ساتھیوں کے ملحدہ ہونے کا سبب یہ تھا کہ یہ لوگ جنگ کے ارادے سے نہیں چلے تھے بلکہ یہ سمجھ کر آئے تھے کہ کوفہ پر آپ کا قبضہ ہو گیا ہے، بہر حال آپ اس مقام سے روانہ ہو کر یمن پہنچے تو یک حرب سے ملاقات ہوئی، اس نے بھی صراحتاً کوفہ جانے سے منع کیا، لیکن آپ نے انکی بھی نہیں سنی اور ”مقام شراف“ تک پہنچ گئے۔

ابن زیاد کی فوج کی آمد: دوپہر کا وقت تھا اور سے گردوغبار دیکھ کر ”ساتھیوں میں سے ایک“ تکبیر کہہ کر اٹھ کسی نے تکبیر کہنے کی وجہ دریافت کی جواب دیا کہ گنجان درختوں کا باغ دکھائی دیتا تھا۔ بنی اسد کے آدمیوں نے کہا اس میدان میں کہیں درخت نہیں ہے حسین بن علی رضی اللہ عنہ بولے ”یہ تو سواروں کی گرد ہے“ پھر ان دونوں سے متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا اس مقام پر کوئی ایسی پناہ گاہ ہے جس میں ہم پناہ گزیں ہو سکیں؟ اور ان لوگوں سے یک رخ ہو کر بیٹیں؟ ان دونوں نے جواب دیا کہ سامنے تمھارے پہلو پر ذوچشم ہے۔ اپنی بائیں جانب سے مڑ کر اس طرف چلے جاؤ اگر یہ لوگ تم سے پہلے اس طرف چلے جائیں گے تو تمھارا مقصود حاصل ہو جائے گا، حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے یہ سنتے ہی سرعت کے ساتھ ذوچشم کی طرف جھکے لیکن ذوچشم پر پہنچنے سے پہلے سواروں کی فوج آپہنچی اور آپ ٹھہر گئے۔ ان سواروں کی تعداد ایک ہزار تھی جن کو حصین بن نمیر نے قادیسیہ سے حرب بن یزید تسمیٰ یربوعی کی ماتحتی میں حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ اور ان کو روکنے کے لیے روانہ کیا تھا۔

امام حسین کا کوفیوں سے خطاب: ظہر کا وقت آیا تو موزن نے اذان دی آپ خیمہ سے نکل کر سواروں کی طرف آئے حمد و ثناء کے بعد فرمایا: ”اے لوگو! میں تمھارے پاس خود نہیں آیا جب تک کہ تمھارے خطوط اور قاصد میری طلبی کے لیے میرے پاس نہیں گئے۔ اب تم اپنا اقرار پورا کرو تو میں تمھارے ساتھ شہر چوں اور اگر تمھارے شہر میں میرے داخل ہونے سے تم کو نفرت ہو تو اجازت کہ میں جس شہر سے آیا ہوں واپس چل جاؤں۔ کسی نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔“

حرب بن یزید کی حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز باجماعت: موزن نے تکبیر کہی تو حرب نے اپنے ساتھیوں سمیت آپ کے ساتھ نماز پڑھی آپ اپنے قافلے میں واپس آئے اور حرا اپنے لشکر میں چلے گئے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا حرا اور اسکے ساتھیوں سے خطاب: عصر کا وقت آیا تو آپ نے حرا اور اس کے ساتھیوں کو خطاب کر کے فرمایا اے لوگو! اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور حق کو پہچانو تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہوگا، ان ظالموں ناحق شناسوں سے جو مدعی امارات ہیں ہم زیادہ مستحق خلافت ہیں اور اگر تمھیں یہ ناگوار ہو اور تم بھارے حقوق کو نسیا منسیا کر دو اور تمھاری وہ رائے بدل جائے جس کو تم نے اپنے قاصدوں اور خطوط کے ذریعے ظاہر کیا تھا تو ہم واپس چلے جاتے ہیں۔

حرا کا جواب: حرب بولے ”واللہ ہم کو ان خطوط اور قاصدوں کی اطلاع نہیں ہے جن کا تم بار بار ذکر کر رہے ہو“۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر دو تھیلیاں خطوط سے بھری ہوئی نکالیں اور کھول کر خطوط کو پھیلا دیا۔ حرب نے کہا ہم ان خطوط کے کاتب نہیں ہیں ہم کو تو حکم مل رہا ہے کہ تم سے ملاقات ہو جائے تو تم کو اس وقت تک نہ چھوڑیں جب تک کہ تم کو کوفہ میں عبید اللہ بن زیاد کے پاس نہ لے چلیں۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا واپسی کا حکم: حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ”اس سے تو موت اچھی ہے“ اور اپنے ساتھیوں کو واپس چلنے کا حکم دے کر سوا رہوئے حرب نے روکا اور عبید اللہ بن زیاد کے پاس کوفہ چلنے پر مجبور کیا اور کہا کہ آپ یزید کو لکھئے میں ابن زیاد کو لکھتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ کوئی ایسی بات پیدا کر

دے جس سے آپ آزمائش میں مبتلا نہ ہوں۔ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے پھر واپسی کا ارادہ کیا حرم نے دائیں بائیں سے روکن شروع کیا آپ نے لوگوں کو فنی طبع کر کے حمد و ثناء اور پھر اس کے بعد یہ تقریر فرمائی۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا خطاب : ”اے لوگو! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی ظالم بادشاہ کو دیکھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محرمات کو خداں کر رہا ہے اس کے عہد کو توڑ رہا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی نہیں کر رہا۔ خلق اللہ میں ظلم و گناہ کے کام کر رہا ہے اور اس نے کسی قسم کی دست اندازی قبولی یا عملی نہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی اس کے ساتھ کر لے گا آگاہ ہو جاؤ کہ ان لوگوں (یعنی یزید و امراء یزید) نے اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری چھوڑ کر شیطان کی تابعداری شروع کر دی ہے اور فتنہ و فساد پیدا کر دیا ہے۔ حدود شرعی سے دست کش ہو گئے ہیں مال غنیمت کو اپنا مال سمجھ لیا ہے، حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیا ہے۔ میں ان لوگوں سے زیادہ ”صاحب الامر“ ہونے کا مستحق ہوں۔ تمہارے خطوط و قاصد میرے پاس آئے اور تم نے مجھ کو بیعت کرنے کے لیے بل لیا اب تم مجھے رسوا نہ کرو۔ اگر تم اپنے بیعت و قرار پر قائم رہو گے تو تم راہ حق پا جاؤ گے۔ میں حسین، علی اور فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کا بیٹا ہوں۔ میری جان تمہاری جان کے ساتھ اور اہل و عیال کے ساتھ ہیں۔ تمہیں میرے ساتھ بھلائی کرنی چاہیے اور اگر تم نے ایسا نہ کیا اور عہد شکنی کی تو یہ کوئی تعجب و ان بات نہیں ہوگی۔ تم نے میرے باپ حقیقی بھائی حسن رضی اللہ عنہ و چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کے ساتھ بد عہدی کی ہے افسوس ہے کہ تم لوگ مجھے دھوکہ دے کر اپنا حق اور دینداری کا حصہ ضائع کر رہے ہو۔ پس جو شخص بد عہدی کرے گا وہ اپنے لیے کرے گا اور اللہ تعالیٰ مجھ کو تم سے بے پردہ کر دے گا والسلام۔

حز بن یزید کا امام حسین رضی اللہ عنہ کو انتباہ : حرم نے جواب دیا اللہ اللہ کیا کرو میں قسم کھا کر کہتا ہوں اگر تم نے لڑائی شروع کی تو بدلہ مارے جاؤ گے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے جھلا کر کہا کیا تو ہمیں موت سے ڈراتا ہے؟

☆ اذا ما نوى خيراً وجاهاً مسلماً

☆ وخالف مشوراً وفارق متجرماً

☆ فسان عشت لم اندام وان لم الم

(ترجمہ) میں تو اپنا قصد پورا ہی کروں گا اور مرنے میں جو ان مرد کو عار نہیں ہے، جب اس نے نیکی کی نیت کر لی اور مسلمان ہو کر مجاہدہ کیا

اور اچھے لوگوں سے خود محبت پیدا کی اور گردن زنی کے لائق لوگوں کی مخالفت کی اور باغیوں کا ساتھ چھوڑ دیا۔

پس اگر میں زندہ رہا تو مجھے کچھ ندامت نہ ہوگی اور اگر مر گیا تو مجھے کوئی صدمہ نہ ہوگا تجھے اتنا ہی کافی ہے کہ تو ذلیل و رسوا ہو کر عمر بسر کرے گا۔

کوفہ سے امام کے چار حامیوں کی آمد :..... یہ سن کر حراموش ہو گئے لیکن چچا نہ چھوڑا ادھر ادھر سے حکمت عملی روکتے جاتے تھے رفتہ رفتہ عذیب تک پہنچ گئے۔ جہاں پر نعمان کی اونٹنیاں چرا کرتی تھیں کوفہ سے چار آدمی آتے ہوئے دکھائی دیے جو تیز اونٹوں پر سوار نافع بن بدل کے گھوڑے کے پیچھے تیزی سے آرہے تھے، اور ان کے ساتھ ان کا رہبر طرمج بن عدی بھی تھا وہ لوگ حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے قریب نہ پہنچنے پائے تھے کہ حرم نے بڑھ کر کہا :..... میں تم کو گرفتار کر لوں گا یا کوفہ کی طرف لوٹا دوں گا آپ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہونے پائے گا یہ میرے معین و مددگار ہیں اور میرے قائم مقام ہیں اگر تم نے ان سے کچھ بھی مزاحمت کی تو ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی لمحہ باقی نہ رہے گا۔ یہ سن کر حراموش ہو گیا۔

حامیوں کی زبانی اہل کوفہ کا حال : جہرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے دریافت کیا تم ان لوگوں کا (اہل کوفہ) کچھ حال بتاؤ جن کو تم چھوڑ آئے ہو ان سے مجمع بن عبداللہ العائذی نے عرض کیا ”شرقاء کوفہ کی رشوت خوری بڑھ گئی ہے وہ دنیا کی لالچ میں پڑے ہوئے ہیں یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ ایک زبان ہو رہے ہیں اور عوام الناس ان کے دل آپ کی طرف مائل ہیں لیکن تلواریں کل آپ کے خلاف نیام سے باہر آجائیں گی پھر اپنے قیس بن میسر کا حال معلوم فرمایا انھوں نے عرض کیا ”مارڈالے گئے“ یہ سن کر آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے جس کو آپ روک نہ سکے۔

طرمج بن عدی کا مشورہ : اس کے بعد طرمج بن عدی نے کہا ”آپ کے ساتھ آدمی بہت کم ہیں اور بڑی دل ہیں صبح نہ ہونے پائے گی کہ

کل وفد کا دریا بند آئے گا آپ یہ چاہتے ہیں کہ کسی محفوظ جگہ میں قیام کریں تو آپ ہمارے ساتھ چھٹے ہم آپ کو وہاں لے جائیں گے جو ہم کو
خدا کی رحمت سے ملے گا اور عثمان بن منذر اور تمام سرخ و سفید لوگوں کے حملے سے بچے گا تا جب والدہ آپ پر کسی قسم کی رسوائی اور تکلیف نہ آئے پھر
کی پھر وہاں سے ان لوگوں کے پاس قاصد روانہ کرنا جو آپ کو کسی محفوظ جگہ میں لے جائیں گے تاکہ تمہیں خدا کی قسم اس روز بھی نہ مرنے پائیں گے کہ اس
کے بشارت سوار اور پیادوں کو جمع ہو جائیں گے اس وقت اس وقت آپ کے مقابلہ پر آئے گا قاصد قیدی کے ہاں رہیں گے اور آپ کے قتل
پڑیں گی جو آپ کے سامنے دشمنوں سے لڑیں گی۔

امام حسین بن علی کا طرماح کو جواب آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ تم کو بہتر جزا دے گا ہم میں اور ان لوگوں میں چھو ایسے حمل ہوئے ہیں کہ
جسلی مجھ سے ہم وہاں ہی پرق در نہیں ہیں ورنہ یہ نہیں جانتے کہ آئندہ ہمارے اور ان کے درمیان کیا واقعہ پیش آئے گا بہر حال ❶ آپ سے رخصت ہو
کر آپ قبیلہ بنی نضیر روانہ ہو گیا۔ حسین بن علی پھر اتنے پھر سے قمر بنی مقلہ میں پہنچے شام کو ہی قمر بنی امیہ میں قیام فرمایا۔

حرا کو ابن زیاد کا خط۔ نماز فجر پڑھ کر جھٹ پٹ سے روز بروز چنے کا اردو یا حرے پہنچ کر روکنا شروع کر دیا اس روک میں غینوی تک پہنچ گئے وہاں
آپ تریز کے مرید ساندلی سوار نے آکر ابن زیاد کا خط دکھایا جس میں لکھا ہوا تھا کہ میرے اس خط اور قاصد کے پہنچنے ہی امام حسین بن علی کو روک
کر کھلے میدان میں ٹھہرا دو جہاں نہ پانی ہو اور نہ ہی کوئی محفوظ جگہ میں قاصد کو حکم دیا جائے کہ وہ قتل تک تم سے جدا نہ ہوگا۔

حرکی امام حسین بن علی کو اطلاع: حرے خط یہ کہ حضرت حسین بن علی بن ابی طالب ہو کر کہا "یہ خط امیر کا آیا ہے مجھے ہدایت دینی ہے
کہ میں آپ کو کھلے میدان میں ٹھہراؤں اور تعمیل حکم تک یہ قاصد مجھ سے جدا نہ ہوگا ہذا آپ غینوی سے اٹھ کر ایت میدان میں جائیں گے جہاں
نہ سایہ نہ اور نہ پانی آپ نے رستہ فرمایا کہ ہم وہاں زیادہ تک پہنچ سکتے ہیں غینوی میں رہنے دیا اجازت دینا ضروری یا غاشیہ میں جائیں گے ہم قیام
میں رہیں گے۔" میں ایسا نہیں کر سکتا اب زیادہ سے مجھ پر ایک شخص و اس بات کی عمری کے لیے قمر بنی امیہ میں رہنا چاہیے۔

زہیر کا امام حسین بن علی کو مشورہ۔ زہیر ابن اکتین نے عرض کیا "اللہ اس سے جدا ہو جائے گا وہ اس سے زیادہ سخت ہوگا۔" ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
اس وقت اس سے لڑنا چاہتا تھا کہ بہ نسبت اس کے کہ جو آئندہ آئے گا آپ نے فرمایا ہم جنگ کرنے میں پہل نہیں کر سکتے۔ زہیر نے
راہ دینی کہ آپ اس کا فوں میں ہمارے ساتھ تشریف لے چپ و وایک محفوظ مقام پر اور دریا کے فرات کے کنارے واقع ہے اس دورہ کے قاصد
اس کے ٹپاؤں کے واسطے سے جنگ کرنا آسان ہے اور اس سے جو اس کے جدا آئے گا شاید مشکل ہو۔

کربلا۔ آپ ❷ نے اس جگہ کا نام معلوم فرمایا اس نے عرض کیا کہ کربلا نام ہے افرامیا کہ زمین کرب و بلا کی ہے یہ تعمیرات کا وہ تھا اور مگر مہاجر
کی دوسری تاریخ تھی۔

عمر بن سعد کی آمد۔ اگلے دن کوفہ میں ہزار کی فوج عمر بن سعد بن ابی وقاص کی قیادت میں پہنچی ابن زیاد نے اس فوج کا سپہ سالار مقرر کرنے کا حکم
دیا کہ یہ دمشق بنی نضیر روانہ ہونے کا حکم دیا تھا اور اس کے کہ ورنہ بنی نضیر کی سندھ طاق تھی اور روانہ ہونے والا تھا کہ امام حسین بن علی کا واقعہ پیش آیا۔

ابن سعد کے آنے کی وجہ۔ ابن زیاد نے عمر بن سعد کو بھائی امام حسین بن علی کے مقابلہ پر جانے کا حکم دیا اور عمر بن سعد نے انکار کر دیا ابن زیاد نے
کہا "مگر حسین بن علی کے مقابلہ میں نہیں جاؤ گے تو رے بنی گوزلی واپس کر دو عمر بن سعد نے غور فکر کے یہ ایک دن کی مہلت مانگی اپنے دوستوں
مشیروں سے مشورہ کیا سب کے سب نے حضرت حسین بن علی کی عزت کے مقابلہ جانے سے منع کیا رات بھر پڑھا سوچتا رہا صبح واقعہ ریز گشت
ہوئے ابن زیاد کے پاس گیا۔ وہ اشعار یہ ہیں:

اترك ملك الرمي والرمي دغبتہ ام ارجع ممنوماً بقتل حسین

❶ رے بنی نضیر کے قاصد کو یہ خط دیا تھا کہ میں اپنے اہل و عیال کا تحفظ کر کے آپ کی امداد پر اس کا چنانچہ سب وعدہ کیا۔ یہ خطیب میں پہنچا شدت کا حال اس
لوٹ گیا۔ (از ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۳۲)۔ ❷ عقبة الفرید ابن عبد ربہ جلد دوم صفحہ ۳۰۔

وفی قتلہ النارالی لیس دونہا حجاب و ملک الری قریۃ عین

(ترجمہ) کیا میں ملک کے چھوڑ دوں اور ملک رہے ہی میری خواہش ہے۔ یا حسین میرے قتل کے مذموم واپس آؤں
یعنی بن قتل کرنے سے دوزخ میں جاؤں گا جس سے کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ اور ملک رہے ہی حکومت میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

اور یہ عذر پیش کیا کہ مجھ میں حسین بن علی کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ آپ شرفاء و فہم میں سے فلاں فلاں اشخاص کو متعین فرمائیے۔ ابن زیاد نے
جواب دیا کہ ”میں تمہارا تابع نہیں ہوں اور نہ تم کو اس بات پر مجبور کرتا ہوں، اگر تم حسین بن علی کے مقابلہ پر نہیں جانا چاہتے تو میری سند و زری واپس آؤ۔“
حکومت کے لالچ میں ابن سعد کا پھنسنا۔ عمر بن سعد نے حکومت رہے کی لالچ میں پڑ کر حضرت حسین بن علی کے مقابلہ پر جانا منظور کر لیا
چنانچہ اسی چار ہزار فوج کو لے کر آپ کے مقابلے پر آگیا اور ایک قاصد بھیج کر آپ سے وفاداری کی طرف آنے کا سبب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا ”مجھے
اس شہر کے شرفاء و ورثہوں نے بلایا تھا پس اگر تم کو یہ ناپسند ہو تو میں واپس جانے کے لیے تیار ہوں“ عمر بن سعد نے یہی جواب ابن زیاد کو بھیجا۔
قفلہ کا پانی بند کرنے کا حکم۔ ابن زیاد نے لکھا کہ ”حضرت حسین بن علی سے یزید کی بیعت لے لو اور وہ بیعت کر لیں تو جو من سب ہوگا
کیا جائے گا اور اگر بیعت سے انکار کریں تو بل تامل جنگ کرو اور ان کے ساتھیوں کا پانی بند کر دو“ پس عمر بن سعد نے عمر بن العجاج کو پانچ سو
سواروں کے ساتھ نہر فرات پر متعین کر دیا چنانچہ یہ لوگ فرات اور امام حسین بن علی کے درمیان رکاوٹ بن گئے (یہ واقعہ آپ کی شہادت سے تین دن
پہلے کا ہے)۔

عباس بن علی رضی اللہ عنہ کی پانی لینے کے لئے روانگی۔ جب آپ کے قافلہ میں پانی ختم ہو گیا اور لوگ پیاس کی شدت سے بے چین ہونے
لگے تو آپ نے اپنے بھائی عباس بن علی رضی اللہ عنہ کو پانی لانے کے لئے روانہ کیا ان کے ساتھ بیس آدمی مشگینے لے کر ہوئے اور بیس سوار حفاظت کی
غرض سے تھے۔ جب عباس ابن علی بن علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کے پھر کر کوئے قوشمنوں نے حملہ کر دیا۔

عمر بن سعد اور امام حسین رضی اللہ عنہما۔ اس کے بعد امام حسین بن علی نے عمر بن قریظہ بن عبد انصاری کی معرفت عمر بن سعد کے پاس کہا بھیجا کہ ”ج رات کو
دونوں لشکروں کے درمیان میں مجھ سے منہ۔ عمر بن سعد وعدہ کے مطابق آیا، دیر تک باتیں ہوئیں یہیں پھر دونوں لوٹ کر اپنے اپنے لشکر میں آ گئے۔

عمر بن سعد کو امام کی پیشکش۔ دو چار ملاقاتوں کے بعد عمر بن سعد نے عبید اللہ بن زیاد کو لکھا کہ ”بعد حمد ثناء کے واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے فتنہ کی
آگ بجھ دی اور اختلاف دفع کر کے سب میں اتفاق پیدا کر دیا۔ امام حسین بن علی نے یہ یمن درخواستیں پیش کی ہیں۔

(۱) وہ جہاں سے آئے ہیں وہیں واپس کر دیئے جائیں۔

(۲) جس سرحد کی طرف ہم چاہیں انہیں بھیج دیں۔

(۳) ہم ان کو امیر المومنین یزید کے پاس لے جائیں تاکہ یہ ان کی بیعت کریں اس میں تمہاری خوشنودی اور امت محمدیہ کی رضا مندی ہے۔

ابن زیاد کی رضا مندی اور شمر کی بد معاشی۔ ابن زیاد نے خط پڑھ کر کہا میں اس کو منظور کرتا ہوں یہ خط ایسے شخص کا ہے جو امیر اور رعایا کا خیر خواہ
ہے۔ شمر بن ذی الجوشن نے اٹھ کر کہا کیا تم اس درخواست کو قبول کر لو گے۔ وہ (حسین بن علی) تمہارے ملک آ گیا ہے تمہارے قبضہ میں ہے واللہ کرو وہ یہاں
سے کوچ کر کے چلا گیا اور اس نے تمہارے ہاتھ پر بیعت نہ کی تو وہ تم سے زیادہ قوت و شوکت والا بن جائے گا اور تم اس کے مقابلے میں کمزور بناؤاں
رہو گے۔ میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ تم اس کو اپنا حکم ماننے پر مجبور کرو اور حکم نہ ماننے پر تم ان کو ہلاک دو گے تو تم کو اس کا حق حاصل ہے اور اگر نہ کرو
گے تو اس کا تم پر الزام آئے گا۔ واللہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ حضرت حسین بن علی عمر بن سعد کا مرت و دونوں شمروں کے درمیان باتیں کرتے رہتے ہیں۔

ابن زیاد شمر کے جھانسنے میں۔ ابن زیاد ایک دم اس کے جھانسنے میں آ گیا۔ فوراً ایک خط لکھ کر شمر کو ملے پاس روانہ کیا اور یہ پہلوا کہ حضرت
حسین بن علی اور اس کے ساتھیوں کو ہماری اطاعت پر مجبور کرو اور وہ بیعت کر لیں تو صبح نامہ لکھ کر میرے پاس بھیج دو ورنہ بصورت انکار جنگ کرو، پھر شمر نے

مخاطب ہو کر بولا عمر بن سعد اگر ہمارے اس حکم کی تعمیل پر تیار ہو ٹھیک ہے تم اس کی اطاعت کرنا ورنہ وہ معزول اور تم اس شکر کے امیر ہو گے ساتھ ہی اس کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیج دینا۔

ابن زیاد کا ابن سعد کو خط: خط جو ابن زیاد نے عمر بن سعد کو لکھا تھا یہ خط ابا بعد میں نے تم کو امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف اس مقصد سے نہیں بھیجا تھا کہ تم اس سے بیت و عل میں اوقات گزارو اور اس کی سفارش مجھ سے کرو میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اگر حسین رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھی میرے حکم کی اطاعت کریں تو صبح نامہ لکھ کر ان کو میرے پاس بھیج دو اور اگر وہ انکار کریں تو حملہ کرو یہاں تک کہ ان کو قتل کر کے مشہ کر ڈالو کیونکہ وہ اسے مستحق ہیں اور قتل حسین رضی اللہ عنہ کے بعد اس کے جسم اور سینہ کو گھوڑوں کے سموں سے پامال کرنا کیونکہ وہ بڑا ظالم، جفا کار، خود سر اور نافرمان ہے لہذا اگر تم ہمارے حکم کی تعمیل کرو گے تو تم کو تابعداروں اور فرماں برداروں کی طرح صلہ دیا جائے گا اور اگر کچھ بھی خلاف ورزی کا ارادہ ہو تو ہم تم کو معزول کرتے ہیں اور بجائے تمہارے شمر کو شکر کی سرداری دیتے ہیں۔ والسلام۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کے سوتیلے بھائیوں کے لئے امان نامہ: یہ خط لکھتے وقت اتفاق سے عبداللہ بن ابی اکل بن حزام بیٹھے ہوئے تھے ان کی چھوٹی بھی ام البنین بنت حزام، امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں جن سے عباس و عبداللہ و جعفر و عثمان پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے ابن زیاد سے کہا کہ ہمارے بھائیوں کے لئے امان نامہ لکھ دو چنانچہ ابن زیاد نے لکھا دیا جس کو عبداللہ بن ابی اکل نے اپنے ایک غلام کے ذریعے بھیج دیا۔

امام کے بھائیوں کا امان لینے سے انکار: عباس و عبداللہ وغیرہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادوں نے کہا ہم کو تمہاری امان کی ضرورت نہیں ہے ابن سمیہ کی امان سے اللہ تعالیٰ کی امان بہتر ہے۔

ابن سعد کا ابن زیاد پر افسوس: تھوڑی دیر کے بعد شمر پہنچا۔ ابن زیاد کا خط دیکھ کر ابن سعد نے کہا ”افسوس! میں تو یہ سمجھ تھا کہ میری درخواست قبول کر دی گئی اور تو صلح کرنے کی اجازت لے کر آیا ہے“ شمر بولا یہ تمہاری سمجھ کی غلطی ہے اب بتاؤ اور کیا کرو گے؟ جواب دیا مجبوراً تعمیل کروں گا۔ نویں محرم یوم جمعرات کے دن شمر اپنے لشکر سے نکل کر امام حسین رضی اللہ عنہ کے خیمہ کی طرف آیا عباس اور ان کے بھائیوں کو بلا کر کہا ”اے میرے بھائیوں! میں تم کو امان دیتا ہوں“ ان لوگوں نے جواب دیا ”اللہ کی مارتجھ پر اور تیری ہو تو ہم کو امان دیتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسہ کو امان نہیں دیتا“ شمر یہ جواب سن کر اپنا سامنہ لے کر رہ گیا۔

ابن سعد امام کی خدمت میں: ... پھر عصر کے وقت سعد اپنے ساتھیوں کے ساتھ سوار ہو کر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف چلے آپ اس وقت اپنے خیمے کے سامنے تلوار کا ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے تھے، عباس بن علی رضی اللہ عنہ نے عمر بن سعد کو آتے ہوئے دیکھ کر کہا ”بھائی! اٹھو مخالفین آپہنچے“ آپ نے فرمایا چوبہم بھی سوار ہو کر چلتے ہیں۔ عباس بن علی رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں صرف میں جاؤں گا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس رائے کو پسند فرمایا بہتر ہے تم بنی چسے جاؤ۔ پوچھو کہ کیوں آئے ہو؟ مقصد کیا ہے؟ چنانچہ عباس بیس آدمیوں کے ساتھ سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ آنے کی وجہ معلوم کی تو عمر بن سعد نے لفظ بہ لفظ ابن زیاد کا خط بتا دیا عباس نے کہا ٹھہرو جلدی نہ کرو۔ ابو عبداللہ حسین رضی اللہ عنہ کو اس خبر کی اطلاع دیتا ہوں یہ کہہ کر عباس رضی اللہ عنہ واپس امام حسین کی خدمت میں آئے اور ان کے ساتھی عمر بن سعد کے مقابلے کے لئے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہے۔

رات بھر کی مہلت طلب: امام حسین رضی اللہ عنہ نے عباس سے فرمایا ”ابن سعد سے جا کر کہہ دو ہم کو رات بھر کی مہلت دے تاکہ ہم استغفار و دعا کر لیں۔ اپنے رب کی نمازیں پڑھ لیں اور تلاوت کر لیں۔“

صبح کو وہ ہوگا جو ہونے والا ہے۔ عباس نے واپس ہو کر ابن سعد سے کہا ”اس وقت تم واپس چلے جاؤ ہمیں مہلت دو انشاء اللہ کل جو منہ سب ہوگا کیا جائے گا اطاعت کریں گے یا لڑیں گے۔“

عمر بن سعد کا شمر سے مشورہ: عمر بن سعد نے شمر سے مشورہ کیا تو شمر بولا تم امیر ہو جو چاہو کرو عمر بن الحجاج زبیدی نے قطع کلام کر کے کہا سبحان اللہ اگر حسین رضی اللہ عنہ اہل دینم سے ہوتے اور یہ درخواست پیش کرتے تو بھی تم کو قبول کرنا ضروری تھا۔ قیس بن اشعث بن قیس بولا منظور روئیکن میری عمر

کی قسم وہ صبح تم سے ضرور لڑیں گے۔ عمر بن سعد نے بھلا کر کہا اگر ہمیں یقین ہو جاتا تو بھی ہم یہ وقت ٹال جاتے۔ اس کے ساتھی یہ سن کر خاموش ہو گئے اور عمر بن سعد واپس ہو کر اپنی لشکرگاہ میں چلا گیا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھیوں سے خطاب:۔ اس کے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے خطبہ دیا تھا جس کا مضمون یہ تھا ”میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتا ہوں اور اس کی تعریف ظاہر و پوشیدہ کرتا ہوں۔ اے اللہ میں تیری تعریف کرتا ہوں کہ تو نے ہمارے نانا کو نبوت۔ سر فرما دیا اور ہم کو کان، آنکھ اور دل عنایت فرمائے اور قرآن کی تعلیم اور دین کی سمجھ دی پس ہم تیرا شکر یہ ادا کرتے ہیں۔ اما بعد میں اپنے ساتھیوں سے زیادہ نہ کسی کو باوجود آنکھتہا ہوں اور نہ ان سے بہتر کسی کو سمجھتا ہوں اور نہ میرے اہل بیت سے کوئی زیادہ نیک اور نہ ان سے کوئی شخص رشتہ کا لحاظ رکھنے والا ہے پس تم سب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔

ساتھیوں کو واپس جانے کی اجازت:۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے یہ یقین ہو گیا ہے کہ کل یہ دشمن مجھ سے ضرور لڑیں گے۔ میں تم کو خوشی سے اجازت دیتا ہوں جس کا جس طرف جی چاہے چلا جائے میرا کوئی حق اس پر نہیں ہے لیکن مناسب ہے کہ تم میں سے ہر شخص میرے اہل بیت میں سے ایک ایک کو اپنے ساتھ لے لے تم سب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا کرے گا۔ اور اپنے اپنے شہروں اور ملکوں کی طرف متفرق اور منتشر ہو کر چلے جاؤ شاید اللہ تعالیٰ تم کو اس تکلیف سے بچ لے کیونکہ شامی میرے خون کے پیاسے ہیں اگر مجھے پالیں گے تو کسی دوسرے کی تلاش نہ کریں گے۔

ساتھیوں کا امام حسین رضی اللہ عنہ پر قربان ہونے کا فیصلہ:۔ اس جملہ کا پورا ہونا تھا کہ سب کے سب چلا اٹھے۔ آپ کے بھائیوں بنیوں اور بھتیجیوں اور عبداللہ بن جعفر کے بیٹوں نے رو کر کہا ہم ایسا نہیں کر سکتے کہ آپ کے بعد ہم باقی رہ جائیں اللہ تعالیٰ کبھی ہمیں یہ دن نہ دکھائے اب ہم حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”اے بنی عقیل! بس مسلم کی شہادت کافی ہے تم لوگ چلے جاؤ۔ میں نے تم کو خوشی سے اجازت دیدی ہے۔“ بنو عقیل بولے آپ سے علیحدہ ہو کر ”لوگوں سے ہم کیا کہیں گے کیا یہ کہیں گے کہ ہم اپنے شیخ اپنے سردار اپنے بہترین چچا کے بہترین بیٹے کو دشمنوں کے قبضہ میں چھوڑ آئے اور ان کے ساتھ ایک تیر بھی نہ پھینک سکے اور نہ ان کے ساتھ کوئی نیزہ پھینکا اور نہ ان کے ساتھ تلوار چلائی واللہ ہم یہ نہیں جانتے کہ وہ کیا کریں گے۔ اللہ کی قسم ہم ایسا نہ کریں گے اور نہ آپ کو تنہا چھوڑ کر جائیں گے بلکہ ہم خود کو اور اپنے مال کو اور اپنے گھر والوں کو آپ پر فدا کر دیں گے اور آپ کے ساتھ مل کر لڑیں گے اور جہاں آپ کہیں گے ہم وہیں جائیں گے اللہ تعالیٰ وہ زندگی ہمیں نہ دکھائے جو تمہارے بعد ہم کو ملے۔

مسلم بن عجمہ کی پر جوش تقریر:۔..... مسلم بن عجمہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا ”کیا آپ کو تنہا چھوڑ کر چلے جائیں؟ حالانکہ ہم نے آپ کے حقوق ادا نہیں کیے اللہ کی قسم ہم آپ کو اس وقت تک نہیں چھوڑ سکتے جب تک آپ کے دشمنوں کے سینے میں فوراً اپنے تیز نیزوں کی نوک نہ چھبھولیں۔ اپنی تلواروں سے جب تک وہ ہمارے قبضے میں ہیں ان کی گردنوں کو ان کے ناپاک جسم سے جدا نہ کر لیں۔ اللہ کی قسم! اگر میرے پاس کوئی اسلحہ نہ ہوتا تو ان کو میں آپ کی حمایت میں پتھروں سے مارتا یہاں تک کہ میں خود کو آپ پر فدا کر دیتا۔

حضرت زینب کی دہائی:۔ مسلم بن عجمہ کی اس پر جوش تقریر سے سب کے دل بھر آئے اور بالا اتفاق یہ ہی کہنے لگے۔ آپ نے ان لوگوں کو دعائیں دے کر رخصت کر دیا اور خیمہ میں تشریف لے گئے شام کا وقت تھا طبیعت بھری ہوئی تھی دردناک اشعار پڑھنے لگے۔ آپ کی بہن زینب کے کان تک آپ کی آواز پہنچی تو ان سے صبر نہ ہو سکا گھبرا کر یہ کہتی ہوئی دوڑ پڑیں ”ہائے افسوس! کاش آج کی زندگی کو میری موت فدا کر دیتی میری ماں فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے باپ علی رضی اللہ عنہ مجھ سے جدا ہو گئے میرا بھائی حسن چلا گیا اے خلیفہ ماضی! اے باقی رہ جانے والے سر پرست۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی صبر کی تلقین:۔ آپ نے فرمایا بہن کیا کہہ رہی ہو تمہارے صبر و تحمل کو کیا ہو گیا؟ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کے حکم پر صابر و شکر رہو اور یہ سمجھو کہ زمین کے سب رہنے والے مر جائیں گے اور اس کے ساتھ ہی آسمان والے باقی نہ رہ جائیں گے اور بیشک سوائے اللہ تعالیٰ کے ہر شے فناء ہونے والی ہے۔ میرا باپ مجھ سے بہتر تھا میری ماں مجھ سے افضل تھیں۔ میرے بھائی مجھ سے زیادہ نیکو کا رتھ مجھ کو اور سب مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنی ہے وہ بھی اس دنیا سے اٹھ گئے تو ہم کس شمار و حساب میں ہیں۔

ما تم نہ کرنے کی نصیحت: اے میری بہن! میں تم کو قسم دلاتا ہوں کہ کل اگر میں مارا جاؤں تو کپڑے مت پھاڑنا، رونا پینا نہیں، بین نہ کرنا، نوے نہ پڑھنا میری بہن یہ ہی دن سب کو پیش آنے والا ہے صبر کرنا۔ صبر کا اجر اللہ تعالیٰ دے گا۔ نہ نب یہ سن کر خاموش ہو گئیں۔

خندق کھودنے کا حکم: چنانچہ آپ باہر تشریف لائے ساتھیوں کو بلا کر فرمایا خیموں کو ایک دوسرے کے قریب کر دو اور رسیاں ایک کی دوسری سے ملا دو اور ان کے دائیں بائیں خندق کھود کر آگ روشن کرو اور کل جب یہ لوگ حملہ آور ہوں تو خیموں کے سامنے ہو کر لڑنا ساتھیوں نے نہایت تیزی و مستعدی سے اس حکم کی تعمیل کی۔ اسی دوران رات ہو گئی ساری رات آپ اور آپ کے ساتھی نماز و استغفار پڑھتے اور الیٰح و زاری کرتے رہے صبح ہوئی تو آپ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز فجر ادا کی اور ابن سعد اپنے لشکریوں کے ساتھ نماز پڑھ کر سوار ہوا تھا یہ دن ہفتہ یا جمعہ کا تھا اور مسلمانوں کی دسویں تاریخ تھی۔

دس محرم کو جنگ کی تیاری: آپ کے ساتھ بتیس سوار اور چالیس پیادہ تھے ظہیر بن القین کو میمنہ پر، حبیب بن مضر کو میسرہ پر مامور فرمایا۔ در عہد اپنے بھائی عباس کو دے دیا خیموں کو اپنے پیچھے رکھا اور انکے ارد گرد رات ہی سے خندق کھود کر آگ روشن کر رکھی تھی گویا یہ آپ کے لشکر کا ساقی تھا۔

شامی اور کوئی لشکر کی تیاری: عمر بن سعد نے اپنے لشکر کے ہر حصہ اور قبیلہ پر الگ الگ افسر مقرر کیے اور پھر ان پر ایک بڑا سردار بطور ذمہ دار مقرر کیا چنانچہ اہل مدینہ پر عبد اللہ بن ظہیر از دی کو، ربیعہ و کندہ پر قیس بن اشعث بن قیس کو، مذحج و اسد پر عبد الرحمن بن سبرہ جعفی کو، تمیم و ہمدان پر حرب بن یزید ریاحی کو مقرر کیا ریاحی جنگ کے وقت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف مائل ہو گئے اور ان ہی کے ساتھ شہید ہوئے ان کے لشکر کا میمنہ عمرو بن حجاج زبیدی کی، تختی میں تھا اور میسرہ پر شمر بن زی الجوشن، سواروں پر عروہ بن قیس، حمسی، پیادوں پر شبث بن ربعی، ربیعہ جعفی اور جھنڈا اس کے غلام دریدار کے ہاتھ میں تھا۔

شامیوں سے تمام حجت کرنے کا فیصلہ: امام حسین رضی اللہ عنہ نے عمر بن سعد اور اس کے ساتھیوں کو جنگ کے لیے تیار دیکھ کر قطع حجت کرنے کی غرض سے اپنی اونٹنی منگوائی۔ سوار ہو کر دو چار آدمیوں کو اپنے ساتھیوں میں لے کر دشمن کے لشکر کی طرف تشریف لے گئے اور اتنی بلند آواز سے ان کو مخاطب کیا جس کو سب سن رہے تھے آپ نے فرمایا۔

میدان جنگ میں امام حسین رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

ایہا الناس اسمو اقولی ولا تجعلونی حتی اعظہم بما یب لکم علی احتی اعتذر کم من مقدمی علیکم فان قلتکم عذری و صدقتم قولی و انصفتونی کتم بذلک اسعد و لکم یکن لکم علی سبیل وانکم تقبلوا امنی العذر فا جمعوا امرکم و شرکاءکم ثم اقضوا الی ولا تنظروا ان ولی اللہ الذی انزل الكتاب و هو یتولی الصالحین۔

اے لوگو تم میری بات سنو جلدی نہ کرو حتیٰ کہ جہاں تک مجھ پر واجب ہے میں تم کو سمجھانہ لوں اور میں اپنے آنے کا سبب تم کو نہ بیان کر دوں چنانچہ اگر تم میرے عذر کو قبول کر لو گے اور میری بات کی تصدیق کرو گے اور حق پسندی کرو گے تو تمہاری اس میں سعادت مندی ہے اور تمہارا اس میں کوئی نقصان نہ ہوگا اور اگر تم میرا عذر قبول نہیں کرنا چاہتے ہو تو تم لوگ جمع ہو جاؤ اور اپنے شرکاء کو یکجا کرو تا کہ تم پر کوئی بات مشتبہ نہ رہے اس کے بعد میرے سامنے آؤ اور بغیر رعایت کیے دیکھو بیشک میرا ولی اللہ ہے جس نے کتاب تباری ہے اور وہ صالحین کا ولی ہے۔

حضرت زینب کا رونا: آپ کی بہن یہ آواز سن کر رو پڑیں آپ نے اپنے بھائی عباس اور بیٹے علی کو ان کے چپ کرانے کے لئے بھیج دی جب وہ خاموش ہو گئیں تو آپ نے حمد و ثناء کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اس کے بعد ان کو مخاطب کر کے فرمایا۔

امام کی حق شناسی کی دعوت

اما بعد افا سبونی فانظروا من انا تمر اجمعوا انفسكم فعاتو ها و اطرو اهل يصلح وينحل لكم قتلى و انتهاك حرمتي الست اس ست بيكم واس وصيه واس عمه واولى المؤمنين بالله والمصدق لرسوله اوليس حمرة سيد الشهداء عمه ابى اوليس جعفر الشهيد الطيار عى الجنة وقره عمى اولم يبلعكم قول مستفيض ان رسول الله ﷺ قال لى واخى انما سيد اثاب الحجة وقره عى اهل السنة فان صدقتمونى سما اقول وهو الحق والله ما تعمدت كذبا مدعملت ان الله تعمدت كذبا مدعملت ان الله يمقت عليه وان كذبتمونى يمقت عليه وان كذبتمونى فان فيكم من ان سالتهم عن ذلك احمر كم سلوا حارس عبد الله او انا سعيد او سهل بن سعد او ريد بن ارقم او اسما حمر وكم انهم سمعوه من رسول الله ﷺ اما فى هذا حار حيز كم عن سفك دمي وان كنتم فى شك مما اقولوا وتشككون فى ابى اس ست بيكم هو الله ما بس المشرق والمغرب اس ست سى غيرى منكم ولا من عمر منكم ولا غير كم احبر وسى اتطلوبى بقتيل منكم قتله او ممال لكم استهلكته او بقصاص من حرا حة

مابعد۔ تم لوگ میرے نسب پر نظر کرو اور دیکھو کہ میں کون ہوں چہ اپنی تہذیبوں کی طرف رجوع کرو اور منہ پر غور کرو یا میرے قتل پر اور میری قبر پر یا میری رہنمائی کے لئے درست اور چارہ ساز یا میں تمہارے بنی کا فائدہ بخش دوں اور اس کے حق کا بیان اس کے پیچھے بھائی اور افضل ترین مومنین باللہ وصدق کنندہ رسول کا بیان میں ہوں یا میں سید شہداء میرے باپ کے پیچھے نہ تھے یا جعفر شہید جو جنت میں اڑ رہے ہیں میرے چچا نہیں ہیں؟ کیا تم کو یہ نہیں ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے اور میرے بھائی کے حق میں فرمایا ہے کہ تم دونوں جنت کے نوجوانوں کے سردار ہو اور اہل سنت کی آنکھ کی ٹھنڈک ہو؟ پس جو میں نے تم سے کہا ہے اس کی تصدیق کرو یہی سچ ہے۔ خدا میں نے کبھی جھٹ نہیں دیا اب سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ حق اس ناراض ہوتا ہے اور تم مجھے جھٹا جھٹتے ہو تو تم میں ایسے لوگ موجود ہیں جن سے یہ پوچھو کہ تو وہ تمہارے باپ کے ہیں یا میں نے کہا ہے کہ جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن عبد اللہ بن ارقم اور اس سے دریافت کرو وہ تم کو بتائیں گے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے کہ یہ تمہاری ہی ایسا شخص ہے جو تم کو میرے خون بہانے سے روکے اگر تم لوگ میرے کہنے پر شک کرتے ہو یا میرا نواسہ رسول ہونے پر شک کرتے ہو تو اللہ شرق و غرب میں میرے سوا تمہارے نبی کا تم میں اور نہ کسی غیر میں کوئی نواسہ نہیں ہے اگر بنے تو بتاؤ یا میں نے تم میں سے کسی کا قتل کیا ہے جس پر تم مجھ سے مانگ رہے ہو یا کسی کا جس میں نے دبا دیا ہے جس کا وہ منہ مانتے ہو یا کسی قسم کا قصاص مانتے ہو۔

خطبہ کے جواب میں کوفیوں کی خاموشی یزید کے شہریوں میں سے اس کا جہد جواب نہ دیا تو آپ نے ثابت بن ربیع، حجاز بن ابرہہ، قیس بن اشعث، زید بن الحارث و نام لے کر فرمایا اللہ نکسو الی القلوم علیکم (یہ تم لوگوں نے مجھ سے کہنے کے لئے نہیں لیا) ان لوگوں نے کہنے اور جانے سے انکار کیا آپ نے ارشاد فرمایا سلی علیکم ایہا الناس ادا کرو ہتمو سبى قد عوبى انصرف الی ما مى من الارض (اب شک تم نے یہ کیا ہے۔ اب دو تم کو مجھ سے غرت ہے تو مجھے چھوڑو میں کسی خونخوار زمین کی طرف چلا جاؤں)۔

قیس بن اشعث کو امام کا جواب۔ قیس بن اشعث جو اپنے پیچھے بیٹے (یعنی ابن زید) کے حکم کی طاعت کیوں نہیں کرتے وہ تمہاری برائی نہیں چاہے گا آپ نے جواب دیا کہ کیا تمہارا مقصد یہ ہے کہ بنی ہاشم تجھ سے مسلم بن قیس کے ساتھ اور اس کا بھتیجہ خون بہا طلب کریں، مدنی قسم میں نہیں، خوار ہو کر تمہارا مطیع نہیں بنوں گا اور نہ میں غلاموں کی طرح مجبور ہو کر اس کی مارت کا اقرار کروں گا۔ اے اللہ کے بندہ! میں اپنے اور تمہارے رب سے امن مانگتا ہوں اور یہ متنبہ اور اس شخص سے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں اتنا فرما کہ آپ نے اپنی انٹنی بٹھائی اور اس سے اتر گئے۔

زہیر بن قین کا خطاب: زہیر بن القین صف کے درمیان کھڑے ہوئے تھے گھوڑے کو تیار کیا اور باہر آئے اور ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا: "اے اس کوفہ، مسلمانوں پر مسلمانوں کا یہ حق ہے کہ ایک دوسرے کو نصیحت کریں اس وقت تک ہم اور تم بھائی بھائی ہیں اور ایک ہی دین پر ہیں جب تک ہم میں و تم میں جنگ نہ ہو لہذا جب ہمارے اور تمہارے درمیان لڑائی چھڑ جائے گی تو عصمت اٹھ جائے گی۔"

اتنی دامت اور یکجہتی کی یاد دہانی: ہم اور تم ایک ہی گروہ میں ہیں ہم کو اور تم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کی ذریت میں امتحان و آزمائش کی غرض سے مبتلا کر دیا ہے ہم تم کو ان (حسین رضی اللہ عنہ) کی مدد اور گمراہ عبید اللہ بن زیاد کو ذلیل کرنے کے لیے بلا تے ہیں بے شک تم اس سے سوے برائی کے اور کچھ نہیں دیکھو گے وہ تمہارے ہاتھوں کو کاٹے گا تمہارا مثلہ کرے گا تمہارے معزز اور ممتاز سرداروں حجر بن عدی اور اس کے ساتھی اور ہانی بن عروہ جیسے قتل کر ڈالے گا۔

کوفیوں کا زہیر کو جواب: کوفیوں نے زہیر کو گالیاں دیں اور ابن زیاد کی ثناء صفت بیان کر کے کہا واللہ جب تک ہم تجھ سے اور تیرے دوست (یعنی حسین رضی اللہ عنہ) اور اس کے ساتھیوں سے نہ لڑیں گے یا اس کو گرفتار کر کے اپنے امیر عبید اللہ بن زیاد کے پاس نہیں لے جائیں گے اس وقت تک یہاں سے نہیں ٹھیں گے۔ زہیر نے کہا اے اللہ کے بندو! ابن سمیہ کے مقابلہ میں فاطمہ کا بیٹا امداد اور محبت کا زیادہ مستحق ہے لہذا اگر تم اس کی مدد نہیں کر سکتے تو اس کو اس کے ابن عم یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دو اللہ کی قسم قل حسین رضی اللہ عنہ کے بغیر بھی یزید تمہاری اطاعت سے راضی ہو جائیگا۔

حضرت زہیر اور شمر کی تلخ کلامی: شمر بن ذی الجوشن نے تیر مار کر کہا "اللہ تیرا مزہ بند کرے تو نے بک بک کر کے ہمارا دماغ پریشان کر دیا۔" زہیر نے کہا کہ اے کمینے بد خصال! تو وحشی جانور ہے میں تجھ سے خطاب نہیں کر رہا اللہ کی قسم تیرا کتاب اللہ سے کوئی تحقق نہیں ہے میں تجھے قیامت کی رسوائی اور عذاب الہی کی بشارت دیتا ہوں۔

موت سے نہ ڈرنے والے زہیر: شمر نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے اور تیرے دوست کو عنقریب موت کا شربت پلائے گا: زہیر نے کہا یہ تو ہم کو موت سے ڈراتا ہے اللہ تعالیٰ کی قسم تیرے ساتھ کی حیات ابدی سے تو حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ مرجانا ہی بہتر ہے۔ یہ کہہ کر زہیر تھوڑی دیر تک خاموش رہے پھر بلند آواز سے کہا "اے اللہ کے بندو تم اس کمینے، بے دین کے دھوکہ میں نہ آ جانا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اس گروہ کو رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب نہیں ہوگی جو آپ کے اہل بیت کا خون بہائے گا اور اس کے حمایتی اور انصار کو قتل کرے گا زہیر اور بھی کہنا چاہتے تھے کہ اہم حسین رضی اللہ عنہ نے واپس بلا لیا۔

حر اور سعد کی گفتگو: جس وقت عمر بن سعد نے امام حسین رضی اللہ عنہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو حر بن یزید اس کے پاس آئے اس نے پوچھا تیرا بھلا کرے تو حسین رضی اللہ عنہ سے بڑنے کے لیے جاتا ہے؟ عمر بن سعد نے جواب دیا "اے واللہ! اس سے لڑائی کرنے سے یہ آسان ہے کہ لوگوں کے سر کٹ کٹ گریں اور ہاتھ شل ہو جائیں، تم یہ بتاؤ کہ اس نے جو درخواستیں کیں تھیں ان میں سے تم نے کس کو منظور کیا اور ان کے منظور کرنے میں تمہیں کیا عذر ہے؟ عمر بن سعد نے کہا "اللہ کی قسم اگر میرے اختیار میں کچھ ہو تو میں اس کو منظور کر لیتا لیکن تمہارا امیر امان حسین رضی اللہ عنہ کی ہر درخواست منظور کرنے سے انکار کر رہا ہے۔"

حر بن یزید کی امام حسین رضی اللہ عنہ سے وفاداری: حر بن یزید نے کہا کہ آہستہ آہستہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف چلے ایک شخص نے ان ہی کے قبیلہ میں سے جن کا نام مہاجر بن اس تھا چلا کر کہا واللہ مجھے تمہارا کام مشتبہ معلوم ہو رہا ہے تم کو میں نے کسی لڑائی میں اس طرح لرزاں جتے ہوئے نہیں دیکھا اگر کوئی شخص بل کوفہ میں سے یہ فقرے تمہارے بارے میں کہتا تو میں اس سے لڑتا۔ حر نے جواب دیا میں خود کو جنت اور روزخ کے لئے تول رہا ہوں اور یہ کہ میں جنت کے مقابلہ میں کسی چیز کو نہیں سمجھتا۔ چاہے کوئی مجھے مار ڈالے یا جلا ڈالے یہ کہہ کر گھوڑے کو ایک ایڑ لگائی اور ایک دم امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچ گئے۔

حر کا اظہار ندامت: حر نے عرض کیا کہ اے ابن رسول اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے۔ میں وہ ہوں جس نے آپ کو واپس جانے سے روکا تھا۔

اور جو آپ واپس پھر اس راستے پر آیا تھا اور جس نے شامت اعمال سے تم کو اس مقام پر پہنچا دیا تھا۔ اللہ کی قسم مجھے یہ امید تھی کہ یہ لوگ آپ کے ساتھ یہ بڑا دیرینے اور آپ کی ایک بات جی نہیں سنیں گے۔ میں نے یہ رنگ دیکھ کر اپنے دل میں کہا: یونکہ بعض باتوں میں ان کی مدد پر چکا ہوں اس لئے وہ مجھے آپ کی طرف جاتے ہوئے، لیکن اپنا مخالف نہیں سمجھیں گے پس اگر اب بعض باتوں میں ان کے خلاف عمل کروں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

حرکی توبہ اللہ اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ آپ سے وہ نہیں لڑیں گے تو میں ہرگز آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوتا۔ جو غرض مجھ سے ہو چکی ہے اس سے تائب و گریہ میں آپ کی خدمت میں آیا ہوں تاکہ آپ کی مدد کروں حتیٰ کہ آپ کے سامنے اپنی جان اللہ کے حوالے کر دوں۔ یا آپ کے نزدیک میری یہ توبہ مقبول ہو۔“ آپ نے فرمایا: ”ہاں اللہ تعالیٰ یہ توبہ قبول فرمائے گا اور تبارکی مغز شوش سے درزر کرے گا۔“

حرک کو فیوں سے خطاب کرتے یہ سن کر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا: ”اے دو کو اتم کو حسین بن زکریا ان درخواستوں و جن ریش کرتے ہیں یہ قبول نہیں کرتے اللہ تعالیٰ تم کو وہ دونوں جہانوں میں فدا کرے عنایت کرے اور تم کو ان کی لڑائی اور قتل سے نجات دے گا۔“ عمر بن سعد و ان میں خود اس بات کو چاہتا تھا لیکن یہ کہیں مجبور ہوں۔“ اس کے بعد حرک نے شہریوں و محلیوں سے کہا: ”اے اہل وفہ! بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم نے خود ان و بایا جب وہ آئے اس غرض سے کہ تم ان کو عانت کرو اور ان کے ہاتھوں کو بڑھو تو تم ان کے قتل پر کمر بستہ ہو گئے اور اس پر طرہ یہ ہے کہ تم نے اس غریب و اس طرح روک رکھا ہے کہ نہیں وہ جانیں ملتے۔ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ تم نے ان قیدیوں کی طرح سرفراز کر دیا ہے کی نہ کوئی طرف جانے نہیں دے رہے۔ نہ وہ کوئی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں اور نہ کسی نقصان و اور نہ بے پروا رہیں۔“

پانی نہ دینے پر شرم دلانے کی کوشش تم نے ان وفات سے پانی سے بھی روک دیا ہے جس سے یہودی اور نصرانی مجوسی بھی سیراب ہوتے ہیں۔ کتہ سور اور سارے چند و پرند اس کو پیتے ہیں۔ یا وہ (حسین بن زکریا) اس قابل بھی نہیں ہیں کہ وہ اور ان کے ساتھی شدت پیاس سے بے ہوش ہو رہے ہیں۔ تم لوگوں نے یہ اچھا بڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کے اہل بیت کے ساتھ کیا ہے۔ اگر تم لوگ اپنے اس فعل سے توبہ نہیں کرو گے اور محاشین و اریاف سے نہیں بھاؤ گے تو اس میں جب شدت پیاس سے بے چین ہوں گے اللہ تعالیٰ تم کو یہ اب نہیں کرے گا۔

کو فیوں کو جواب اور حرک پہلا تیر لشکریوں نے جانے جواب دینے کے جبر پر تیر ہر سادین و مجبور ہو کر وئے اور امام حسین بن زکریا کے سامنے آکر کھڑے ہوئے اس کے بعد مزین بعد بڑھا۔ کمان سے تیر جو زکریا امام حسین بن زکریا کی طرف مار کر بولا ”لوگو! وہ رہنا سب سے پہلے میں نے ہی تیر چلایا ہے۔ یہ سن کر لشکریوں نے بھی ایک بار تیر کی چلائی۔

شکر شام کے پہلے سورما پھر شکر شام سے سیر (زیاد کا خادم) اور سارم (عبید اللہ کا خادم) کل کر میدان میں آئے۔ مقدمہ نیلے کا کرکڑ نے اے و طلب کیا۔ امام حسین بن زکریا کی طرف سے عبداللہ بن عمیر کلہی میدان جنگ میں آئے (یہ وفہ سے اپنی بیوی سمیت آپ کی خدمت میں آئے تھے) یہ اور سالم نے نام و نسب دریافت کیا عبداللہ نے بتایا یہ سارم و سارم بولے ”تم تم کو نہیں جانتے ہمارے مقدمہ پر زبیر بن العقیل یا حبیب بن مہر“ زکریا بن خلیفہ جیتے لوگوں کو تپا چاہتے“ عبداللہ نے کتبہ میں سیر سے کہا ”اے حرانی بچے! تیر کے مقابلے پر وہ لوگ آئیں گے“ تو اس قابل نہیں ہے کہ وہ ان سے تیزی سے بھاگے یا جاں تیری روح اور جسم کا فیصلہ کرنے کیلئے میری تلوار کاٹی ہے۔“

حضرت عبداللہ بن عمیر کی یلغار یہ یہ سن کر نیت سے آگے بڑھا مگر عبداللہ نے مارنے کے کرتبو ر چلائی۔ تھوڑی دیر تک فریقین نے ایک دوسرے پر وار چاہا۔ سالم اپنے ساتھی کو کمزور دیکھ کر عبداللہ کی طرف بچپنا عبداللہ نیت تیزی سے سیر کا دم تھام کر سالم کی طرف مزے تو سالم نے وار پر وار کرنے شروع کر دیے عبداللہ روکتے اور حمزہ کا جواب بھی دیتے جاتے تھے باوجود عبداللہ کے بائیں ہاتھ کی انگلیاں اس میں درجہ انہوں نے لپک کر ایسا وار کیا کہ سالم بھی اسی جگہ پر ٹھنڈا ہو گیا۔

ام و ہب زوجہ ابن عمیر کا کردار ان کی بیوی ام و ہب ایک لکڑی کے کرتبی مٹی دھڑیں“ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں کیلئے لڑتے لڑتے اپنے کو تصدق کردہ“ عبداللہ نے میدان جنگ میں آنے سے روکا ام و ہب نے واپس جانے سے انکار کرتے ہوئے کہا

میں تمہارا ساتھ جب تک زندہ ہوں نہیں چھوڑوں گی“ امام حسین رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے فرمایا ”تم لوگوں نے اہل بیت کے ساتھ بہت بڑی بھائی کی ہے اللہ تعالیٰ تم کو جزائے خیر دے گا۔ اے ام وہب تجھ پر اللہ تعالیٰ رحم کرے واپس آ جاؤ عورتوں پر جہاد فرض نہیں ہے۔ ام وہب یہ سن کر واپس آئیں عمرو بن لُحج نے عمرو بن سعد کے مہینہ کو لڈکار کر جنگ پر ابھارا اہل مہینہ گھوڑوں پر سوار ہو کر نیزوں کو آ کرے کر کے میدان کی طرف نکلے امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے تیر برس سے شروع کر دیئے جس سے عمرو بن لُحج اور اس کے ساتھی آگے نہ بڑھ سکے اکثر ان میں سے لقمہ اجل بن گئے اور بہت سے زخمی ہو کر بھاگ گئے۔

”ابن حوزہ“ کی شامت: ایک شخص ابن حوزہ نامی اس گروہ سے نکل کر افسیکم الحسین افسیکم الحسین (کیا تم میں حسین رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ کیا تم میں حسین رضی اللہ عنہ موجود ہیں) کہتا ہوا آیا کسی نے کچھ جواب نہیں دیا۔ تیسری بار لوگوں نے کہا کہ ہاں آپ تشریف رکھتے ہیں! تو کیا کہنا چاہتا ہے؟ ابن حوزہ بولا اے حسین رضی اللہ عنہ میں تم کو دوزخ کی آگ کی بشارت دیتا ہوں۔ (عیاذ باللہ) آپ نے فرمایا تو جھوٹا ہے۔ میں اپنے رب کریم و رحیم کے پاس جا رہا ہوں، تو کون ہے؟ جواب دیا میرا نام ابن حوزہ ہے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی بددعا کا فوری اثر: آپ نے ہاتھ اٹھا کر جناب باری تعالیٰ میں عرض کیا ”اللہم خزہ الی النار“ بن حوزہ نے یہ سن کر حیش میں آ کر گھوڑے کو بڑھایا اتفاق سے گھوڑا بدک کر بھاگا تو ابن حوزہ سنبھل نہ سکا ایک پاؤ اس رکاب سے نکل گیا اور دوسرا رکاب میں اٹکا رہ گیا۔ جیسے جیسے گھوڑا بھگتا جا رہا تھا اس کے سر کے پر نچے اڑتے جاتے تھے۔ ایک ساعت میں الماش کا پتہ نہ چل سکا۔ مسروق بن وائل حضرمی جو اس کے ساتھ میدان میں آیا تھا یہ دیکھ کر کہتا ہوا لوٹا ”میں اس خاندان سے نہیں لڑوں گا ان کی بددعا میں بہت بڑا اثر ہے۔“

یزید بن معقل اور حضرت بریر: یزید بن معقل حلیف عبدالقیس جو شمر داگی سے آ کر لڑا کرتا ہوا میدان میں آیا اور بریر بن خضیر کو بد کر رہا! استدعا نے تبرے ساتھ کیا کیا؟ بریر نے جواب دیا واللہ اس نے میرے ساتھ بہت بڑی بھلائی کی ہے۔ اور تیسرے ساتھ برائی۔ یزید بولا تو جھوٹ کہہ رہا ہے، اس سے پہلے تو جھوٹ نہیں بولتا تھا۔ اللہ کی قسم تو گمراہی میں پڑ گیا ہے۔ ابن خضیر نے کہا کہ اگر تجھے اپنی سچائی کا دعویٰ ہے تو میں اور تو مقابلہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ ہم میں سے جھوٹے اور گمراہ پر اللہ تعالیٰ اپنی پھٹکار بھیجے۔ یزید سے اس کا کچھ جواب نہ بن پڑا تو تلوار کھینچ کر دوڑا فریقین میں تیزی سے تلواریں چل گئیں۔

یزید کا قتل اور بریر ابن خضیر کی شہادت: یزید بن معقل نے تلوار چھوڑ کر نیزہ کا وار کیا بریر نے خالی دے کر تلوار چدائی جو خود کو پھنسا کر سر میں تیر گئی۔ بریر کو بدکارانہ میں مصروف تھے کہ رضی بن منفذ عبدی نے لپک کر وار کیا ابن خضیر اس سے لپٹ گئے تھوڑی دیر تک زور زانی ہوتی رہی بالآخر ابن خضیر نے رضی کو گرا لیا اور اس کے سینے پر چڑھ کر کمر سے خنجر نکالنے لگے اس دوران کعب بن جابر از دی نے پہنچ کر ابن خضیر کی پشت میں نیزہ مارا ابن خضیر زخم کی تکلیف کی وجہ سے بیتاب ہو کر اٹھ آئے کعب نے نیزہ چھوڑ کر تلوار کا وار کیا جس سے ابن خضیر شہید ہو گئے اور رضی اپنا قبہ جھڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ واپسی کے بعد کعب کی بیوی نے ملامت کرتے ہوئے کہا ”تف ہو تجھ پر! تو ابن فاطمہ کے خلاف لڑنے کیسے آیا پھر اس پر صرہ یہ ہو کہ بریر جیسے سید القراء کو تو نے شہید کر دیا جا تیرا منہ کالا ہوا! میں تجھ سے ہرگز نہیں ملوں گی۔“

عمرو بن قرظہ انصاری کی شہادت: ابن خضیر کی شہادت کے بعد عمرو بن قرظہ انصاری میدان جنگ میں آئے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے ان کا بھائی عمرو بن سعد کے ساتھ تھا اس نے اونچی آواز سے کہا اے حسین رضی اللہ عنہ کذاب ابن کذاب (عیاذ باللہ) تو نے میرے بھائی کو گمراہ کیا اور تو نے اسے اتنا گرویدہ کر لیا تھا کہ وہ مارا گیا۔ آپ نے جواب دیا ”اللہ تعالیٰ نے اس کو گمراہ نہیں کیا بلکہ راہِ راست کی رہنمائی کی۔ ہاں تو ابستہ گمراہ ہو گیا ہے۔“

عمرو بن قرظہ کا بھائی حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف: عمرو بن قرظہ کا بھائی یہ سن کر طیش میں آیا اور کہتا ہوا کہ اللہ تعالیٰ مجھے مارے جو میں تجھ کو نہ ماروں یا تیرے پاس نہ مرجاؤں آگے بڑھا۔ نافع بن ہلال مرادی نے لپک کر نیزہ چلایا جس سے وہ زخمی ہو کر گرانافع نے نیزہ چھوڑ کر تلوار کھینچی لیکن

اس کے ساتھی حمد کر کے اٹھا کر لے گئے اور وہ علاج و معالجہ کر کے اچھا ہو گیا۔

حرب بن یزید میدان جنگ میں: حرب بن یزید نے یہ حالت دیکھ کر امام حسین ؑ سے اجازت مانگی میدان جنگ میں شیر کی طرح ہاڑتے ہوئے پہنچے ان کے مقابلے پر یزید بن سفیان آیا حرب نے پہلے وار میں اس کا درنیا کر دیا پھر نافع کے مقابلے پر مزاحم بن حریت آیا دو دو ہاتھ بھی نہ چنے پائے تھے کہ نافع نے مزاحم کو بھی ڈھیر کر دیا۔

شامی فوجوں کی بزدلی شامی فوجیں اپنے جوان مردوں کے اس طرح مارے جانے سے سہم گئیں۔ ہر شخص ان دونوں دیروں کے مقابلے پر جانے سے ہی چڑا رہا تھا۔ عمرو بن حجاج نے چلا کر کہا ”اے لوگو! تمہارے مقابلے پر آدمی ہی ہیں یہ کوئی شیر نہیں ہیں کہ تم کو میدان جنگ میں جاتے ہی پھڑپھڑا لیں گے بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ اس کثرت کے باوجود ہمت ہار رہے ہو تمہارے مخالفین کی تعداد اتنی کم ہے کہ اگر تم لوگ ان پر ایک ٹکڑی بھی پھینکو تو ان کے مرجانے کیلئے کافی ہو جائے۔ اے اہل کوفہ! اپنے امیر کی اطاعت کرو جماعت سے علیحدہ نہ ہو جو شخص دین سے باہر اور امام کے مخالف ہو گیا ہے۔ اس کو قتل کرنے میں کوئی شک و شبہ نہ کرو دیکھو ایک ایک کر کے میدان میں لڑنے کیلئے مت جاؤ بلکہ سب کے سب جھرمٹ باندھ کر مجموعی طاقت سے حمد کو عمرو بن سعد نے اس رائے کو پسند کیا اور اکیلے اکیلے نکل کر لڑنے سے منع کر دیا۔

امام حسین ؑ کی عمرو بن حجاج کو ڈانٹ: اے عمرو بن حجاج کیا تو ہمارے خلاف لوگوں کو ابھارتا ہے؟ ہم دین سے باہر ہو گئے ہیں یا تو؟ اللہ کی قسم اگر تمہاری رو میں قبض کر لی جائیں اور اسی حالت میں تم لوگ مرتے جاؤ تو معلوم ہو جائے گا کہ کون شخص دین سے باہر تھا۔ عمرو بن حجاج نے بجائے جواب دینے کے فرات کی جانب سے حملہ کر دیا۔ مسلم بن عوسجہ سے لڑائی ہوتی رہی آخر کار یہ زخمی ہو کر گر گئے اور عمرو بن حجاج اپنے لشکر میں لوٹ آیا۔

کر بلا کے پہلے شہید مسلم بن عوسجہ: امام حسین ؑ مسلم کے پاس تشریف لائے۔ جس وقت وہ دم توڑ رہے تھے فرمایا ”اے مسلم اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے جس کا وقت آ گیا ہے وہ تو جا رہا ہے اور جو باقی ہے وہ وقت کا انتظار کر رہا ہے تم اندیشہ نہ کرو ہم بھی عنقریب تم سے کر ملنے ہی دے دیں۔ حبیب بن مطہر قریب آ گئے ارشاد کیا کہ میں اس زخمی کے جنتی ہونے کی بشارت دیتا ہوں مسلم نے یہ سن کر آنکھیں کھول دیں۔ حبیب بن مطہر بولے ”امام حسین ؑ تمہارے جنتی ہونے کی بشارت دے رہے ہیں۔“ مسلم نے مسکرا کر جواب دیا ”میں تم کو نیکی کی بشارت دیتا ہوں۔“

مسلم بن عوسجہ کی حبیب بن مطہر کو وصیت: حبیب نے مسلم کا سراٹھا کر اپنے زانوں پر رکھ کر کہا اے بھائی مجھے اگر یہ معلوم ہوتا کہ میں تمہارے بعد کچھ دنوں زندہ رہوں گا تو تم سے میں وصیت کی خواہش کرتا لیکن میں یقیناً جانتا ہوں کہ دو چار گھڑی کے بعد میں بھی تم سے آکر ملنے والا ہوں۔ مسلم نے کہا کہ مگر میں تم کو ایک ایسی وصیت کرتا ہوں جس کے تم حق دار ہو اور وہ یہ ہے کہ تم امام حسین ؑ کا ساتھ مت چھوڑنا اور جب تک زندہ رہو ان بد بختوں اور بے دینوں سے لڑتے رہنا مسلم اتنی وصیت کر کے جاں بحق ہو گئے۔

شمر ذی الجوشن کا حملہ: شمر ذی الجوشن نے میسرہ کو لے کر حملہ کر دیا اور امام حسین ؑ اور آپ کے ہمراہی نہایت استقلال سے جی توڑ کر جواب دینے لگے آپ کے ساتھیوں میں اگرچہ صرف بیس سوار تھے لیکن جس طرف رخ کرتے تھے صف کی صف الٹ جاتی تھی لوگ تتر بتر ہو کر ادھر ادھر بھاگ کھڑے ہوتے تھے کوفہ کے سوار مقابلہ پر جانے سے جی چڑا رہے تھے عزہ بن قیس نے (جو سواران کوفہ کا سردار تھا) لڑائی کا عنوان بگڑتا ہوا دیکھ کر عمر بن سعد کے پاس کہلوا یا کہ ان چند گنتی کے لوگوں نے سواران کوفہ کے چھکے چھڑا دیئے ہیں اگر جنگ کا یہ ہی عنوان رہا تو عنقریب یہ بھاگ کھڑے ہوں گے من سب یہ ہے کہ تیر اندازوں اور پیادوں کے بڑھنے کا حکم دیجیے۔

امام اور ساتھیوں کے گھوڑے زخمی: عمر بن سعد نے شہت بن ربیع کو امام حسین ؑ پر تیر بازی کا حکم دیا لیکن شہت نے اس سے انکار کر دیا تب نمر بن حصین کو پانچ سو تیر اندازوں کے ساتھ لشکر امام پر تیر برسانے کے لئے روانہ کیا چنانچہ نمر بن حصین قریب پہنچ کر تیر برسانے لگا تھوڑی دیر

میں آپ سواروں کے سارے گھوڑے زخمی ہو کر بے کار ہو گئے اس کے بعد سب ساتھی پیادہ پا ہو کر لڑنے لگے حر کا گھوڑا بھی مر گیا یہ بھی بیدل بہادر رہے تھے یہاں تک کہ دو پہر ہو گئی اور لڑائی نہایت تیزی اور سختی سے جاری تھی۔

شامی لشکر کی بزدلی کی چال۔ شام کا لشکر باوجود کثرت کے ان لوگوں کے حملوں کا جواب نہیں دے پا رہا تھا اور نہ ان کے قریب پہنچ رہا تھا اور ہو سکتا تھا عمر بن سعد نے مجبور ہو کر چند لوگوں کو آپ کے خیموں کی طرف حملہ کرنے کے لئے بھیجا آپ کے ساتھیوں میں سے صرف چار آدمی محض خیموں کو روکنے پر مامور ہوئے یزیدی فوج کا دستہ سواروں یا پیادوں کا خیمہ کی طرف بڑھتا دکھائی دیتا خیمہ تک نہ پہنچنے کا کیا ذکر ہے اسے میں ہی ڈھیر ہو جاتا۔

خیموں کو آگ لگانے کی کوشش۔ تب عمر بن سعد نے خیموں پر دور سے آگ برسانے کا حکم دیا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم آگ نہ لگاتے۔ زو خیموں میں عورتوں اور بچوں کے سوا کوئی مرد نہیں ہے وہ غریب نکل کر بھاگ نہیں سکیں گی اور نہ ہم خیموں میں آتش زدگی سے باعث تم سے رہیں گے۔ عمر بن سعد یہ سن کر خاموش ہو گیا اس کے بعد شمر ذی الجوشن حملہ کر کے امام حسین رضی اللہ عنہ کے خیمہ تک پہنچ کر کہنے لگا اگر میں اس خیمہ کو نہ جلا دوں تو مجھے دوزخ میں جہنم نصیب ہو عورتیں چلا کر باہر نکل آئیں امام حسین رضی اللہ عنہ نے ڈانٹ کر کہا اللہ تعالیٰ تجھے جلائے تو میرے خیمہ کو جلائے گا جس میں میرے اہل بیت ہیں تم نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔

شمر پر حضرت زبیر کا حملہ۔ حمید بن مسلم اور شبت بن ربیع نے اس کو اس فعل شنیع سے روکنا چاہا لیکن وہ بد بختی سے نہیں مان رہا تھا برابر خیمہ کی طرف آگ لگانے کی غرض سے بڑھتا جا رہا تھا زبیر ابن العقیل نے اس کو امیوں کو امام کے ساتھیوں سے علیحدہ کر کے شمر اور اس کے دستے کی فوج پر حملہ کر دیا بوغہ ضیابی (جو اس کے ساتھیوں میں تھا) اور بہت سے سپاہی مارے گئے بالآخر مجبور ہو کر شمر ذی الجوشن کو واپس آنا پڑا چونکہ لشکر شمر کی تعداد بہت زیادہ تھی اس لئے کثرت کی وجہ سے دو، چار، پانچ، دس دس آدمیوں کا مارا جانا محسوس نہیں ہوتا تھا اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف بوجہ قلت جہالت ایک دو آدمیوں کے بھی کم ہو جانے کا احساس ہو جاتا تھا۔

نماز کے وقت کو فیوں کی سخت دلی لڑائی کی وہی گرم بازاری تھی کہ نماز کا وقت آ گیا۔ ابو ثمامہ صائدی نے کہا ”میں آپ پرند ہو جاؤں، میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ لوگ آپ کے زیادہ قریب ہو گئے ہیں اللہ کی قسم آپ پر کوئی آنچ نہ آنے پائے گی جب تک کہ میں آپ کے قریب نہ رہا جاؤں میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنے رب سے ہم اس وقت ملیں جب ہم نماز پڑھ چکے ہوں“ آپ نے دعا دے کر ارشاد فرمایا ہاں یہ اوں وقت نماز کا ہے (شمر و عمر کی طرف اشارہ کر کے) ان سے کہو کہ تھوڑی دیر کے لئے جنگ ملتوی کر دیں تاکہ ہم نماز پڑھ سکیں۔

نماز کے بجائے جنگ: ابو ثمامہ یا کسی اور ساتھی نے درخواست پیش کی حصین بن نمیر بولا ”یہ نماز قبول نہیں ہوگی مطہر نے جواب دیا کیوں دنیا کے کتے تیرا کیا خیال ہے۔ کے تیری نماز قبول ہوگی اور آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبول نہیں ہوگی حصین بن نمیر نے پیش میں آ کر حبیب کی طرف گھوڑا بڑھایا حبیب نے پک کر تلوار چلائی حصین کے گھوڑے کے منہ پر پڑی گھوڑا اٹ گیا۔ حصین منہ کے بل زمین پر گر اس کے ساتھیوں نے دوڑ کر اٹھایا حبیب نہایت مردانگی و دردی سے لڑنے لگے۔

حبیب بن مطہر کی شہادت: حبیب نے بنی تمیم کے ایک شخص بدیل بن مریم نامی جنگجو قتل کیا پھر ایک دوسرے شخص کے پیچھے سے نیزہ چدیا حبیب جو نہی اس کی طرف متوجہ ہوئے حصین بن نمیر نے تلوار کا وار کیا جس سے حبیب تورا کر گر پڑے کسی نے اتر کر ان کا سر کاٹ لیا حبیب کے شہید ہونے سے امام حسین رضی اللہ عنہ کو سخت صدمہ ہوا بنفس نفیس میدان جنگ میں جانے کے لئے تیار ہو گئے۔

حر اور زبیر کی جانشاری اور حر کی شہادت: حر اور زبیر نے بڑھ کر کہا ”ہم آپ کے سینہ پر فدا ہونے کے لئے موجود ہیں ہمارے ہوتے ہوئے آپ میدان جنگ میں مت جائیے“ امام حسین رضی اللہ عنہ سن کر رک گئے اور حر اور زبیر نے لشکر شام پر حملہ کر دیا جب ایک شخص ان میں سے لڑتے لڑتے محض فریق میں چھپ جاتا تو دوسرا اس سختی اور تیزی سے حملہ کر دیتا کہ مخالفین کے زعمہ سے نکال لاتا تھوڑی دیر تک لڑائی کا عنوان اسی طرح رہا بہت سے آدمیوں کا دم زدن میں کام تمام ہو گیا عمر بن سعد نے لاکھ لاکھ آدمیوں نے چاروں طرف گھیر کر حر بن یزید کو شہید کر دیا اور ابو ثمامہ نے اپنے بچے

زاو بھائی کو جو شامی شکر میں تھا قتل کر ڈالا۔

صلوۃ الخوف اور زہیر کی شہادت: ... اس کے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ صلوۃ الخوف پڑھ کر لڑنے لگے۔ مخالفین چاروں طرف سے تیر بازی کر رہے تھے اور آپ کے ساتھی اپنی اپنی جانبازی دکھا رہے تھے۔ زہیر بن القین لڑتے بھڑتے ارد گرد کا خیال کیے بغیر شکر شام میں گھستے چلے گئے کثیر بن عبید اللہ شعی اور مہاجرین اس کی نظریں بچا کر اچانک اس پر ٹوٹ پڑے اور ان کو شہید کر دیا۔

نافع بن ہلال کی شہادت: نافع بن ہلال تیر کے سروں کو زہر سے بجھا کر لائے تھے۔ اور ہر ایک تیر پر ان کا نام لکھ ہوا تھا انہوں نے زخمیوں کے علاوہ بارہ آدمیوں کو مارا ہلا کر لڑتے لڑتے ایک زخم سے ان کا بازو کاٹ گیا تو گرفتار کر لئے گئے شمر بن الجوشن انہیں پکڑ کر عمر بن سعد کے پاس لے گیا۔ ان کے چہرے سے خون کے فوارے جاری تھے عمر بن سعد انہیں دیکھ کر مسکرایا۔ نافع بولے ”میں نے زخمیوں کے علاوہ تمہارے بارہ آدمیوں کو قتل کیا ہے۔ اگر میرے بازو سلامت رہتے تو تم مجھ کو ہرگز گرفتار نہ کر پاتے، شمر نے قتل کی غرض سے تلوار کھینچی تو نافع نے کہا اللہ کی قسم اگر تو مسلمان ہوتا تو تجھ کو یہ بات ناپسند ہوتی کہ تو اللہ تعالیٰ کے سامنے ہمارے خون کے ساتھ جائے لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہماری موت بدترین خالق سے ہاتھ رکھی ہے یہ سن کر وہ جھلا اٹھا اور ایک ہی وار سے نافع کو شہید کر دیا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ پر جان لٹانے کا عزم: ... اس کے بعد سیف بن شمر نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا جب ان لوگوں نے یہ دیکھا کہ کثرت کی وجہ سے نہ تو ان کے شر سے امام حسین رضی اللہ عنہ کو بچا سکتے ہیں اور نہ اپنے آپ کو، آپس میں مشورہ کیا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے لڑ کر مرجنا چاہیے چنانچہ عبداللہ و عبدالرحمن یعنی عزوہ غفاری کے لئے اجازت لے کر میدان جنگ میں گئے۔ خوب لڑے اور دوا مردانگی پا کر شہید ہو گئے۔

سیف اللہ اور مالک کی شہادت: ... اس کے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ صلوۃ الخوف پڑھ کر لڑنے لگے۔ مخالفین چاروں طرف سے تیر بازی کر رہے تھے اور آپ کے ساتھی اپنی اپنی جانبازی دکھا رہے تھے۔ زہیر بن القین لڑتے بھڑتے ارد گرد کا خیال کیے بغیر شکر شام میں گھستے چلے گئے کثیر بن عبید اللہ شعی اور مہاجرین اس کی نظریں بچا کر اچانک اس پر ٹوٹ پڑے اور ان کو شہید کر دیا۔

سیف اللہ اور مالک کی شہادت: ... ان کے بعد سیف بن الحرث بن سربیع (یہ دونوں چچا زاد اور اخیانی بھائی تھے) روتے ہوئے حاضر خدمت ہوئے آپ نے فرمایا تم کیوں روتے ہو؟ مجھے امید ہے کہ عنقریب تم لوگوں کی آنکھیں نہنڈی ہو جائیں گی (یعنی سیدھے جنت میں چلے جاؤ گے) سیف اور مالک نے عرض کیا کہ ہم اپنے لیے نہیں رو رہے بلکہ ہم کو اس بات پر رونا آ رہا ہے کہ ہم اپنی جان دے کر بھی آپ کو بچا نہیں سکتے آپ نے دعائیں دیں اور یہ دونوں بھائی رخصت ہو کر شیر غراں کی طرح میدان میں دھاڑتے ہوئے جا پہنچے انھیں لشکر شام نے چاروں طرف سے گھیر کر تھوڑی دیر میں شہید کر دیا۔

حظلمہ بن اسعد کا خطاب: ... اس کے بعد حظلمہ بن اسعد شیبانی صف سے نکل کر امام حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور شکر شام کو مخاطب کر کے بولے:

یا قوم انی اخاف علیکم یوم الاحزاب مثل ذاب قوم نوح عاد و ثمود و الذین من بعدہم و ما اللہ یرید ظلماً للعباد یقوم انی اخاف علیکم یوم التناد یوم تولون مدبرین مالکم من اللہ من عاصم و من یضلل اللہ فما لہ من ہاد قوم لا تقتلو الحسنین فسیبحتکم اللہ بعذاب و قد خاب من افتری .

اے لوگو مجھے خوف ہے کہ تم پر یوم احزاب کی طرح نہ آجائے جیسے قوم نوح و عاد اور ثمود اور ان کے بعد والوں پر آیا اور اللہ تعالیٰ بدوں پر ظلم نہیں کرنا چاہتا۔ اے لوگو! مجھے قیامت کا خوف ہے۔ جس دن تم اللہ کا مقابلہ نہ کر سکو گے تم کو اللہ کے سوا کوئی بچانے والا نہیں ہوگا اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے اس کا کوئی ہادی نہیں ہے اے لوگو تم حسین رضی اللہ عنہ کو قتل مت کرو اللہ تعالیٰ عذاب سے تمہاری بیعت کئی

کر دے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر افسر آکرے گا وہ ناکام ہوگا۔

حفظہ کی بہدوری اور شہادت بگر لشکر شام میں کسی نے جواب نہیں دیا تو امام حسینؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے یہ لوگ تو سی وقت عذاب کے مستحق ہو چکے تھے: اب میں نے ان کو حق کی طرف بلایا اور یہ لوگ اس کی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور اب کیوں یہ کلمہ حق پر عمل کریں گے جب کہ تمہارے نیک بھائیوں کو قتل کر چکا ہے۔ حفظہ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور آپ سے رخصت ہو کر درود پڑھتے ہوئے میدان جنگ میں پہنچے دشمنوں نے ہر طرف سے جیسے تیرہ بازی شروع کر دی بالآخر لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

عابس اور شوذب کی قتل رشک شہادت: ان کے بعد عابس بن شعیب شاکری اپنے خادم شوذب کے ساتھ حاضر ہوئے۔ سردار یہاں اجازت حاصل کر کے میدان جنگ میں اترے شوذب تو جاتے ہی شہید ہو گئے اور عابس نے لکار کر کہا کہ ”جسے مردانگی کا دعویٰ ہو میرے مت بے میں ہے“ لشکر شام میں سے کسی کی ہمت نہ ہوئی ایک دوسرے کا منہ تلکے لگے۔ تو عمرو بن سعد نے کہا اب بزدلو! اگر تم اس کے مقابلے پر نہیں جاسکتے تو اس کو چاروں طرف سے تیرہ پتھر سے مارو، عابس نے جنگ کا یہ نرا رنگ دیکھ کر تلوار کھینچ لی اور تیزی کے ساتھ بجلی کی طرح سن و حد میں مخالفین میں گھس گئے اور ن کو مار کر پسپا کر دیا پھر مخالفین نے چاروں طرف سے یورش کر کے گھیر لیا اور تیروں اور نیزوں سے شہید کر دیا۔

سب سے پہلے شہید کون ہوا؟ سب سے پہلے آپ کے ساتھیوں میں سے جو میدان جنگ میں لڑے اور شہید کیے گئے وہ ابو شعش کندی ❶ یعنی یزید بن ابن زید ہیں یہ عمر بن سعد کے ساتھیوں میں سے تھے جب ان لوگوں نے امام حسینؑ کی صلح کی درخواست نامنظور کر دی تو یہ ان سے عیبہ ہو کر آپ سے آئے تھے اور اجازت حاصل کر کے جانثاری دکھائی انھوں نے دشمنوں کو ایک سو تیر مارے جن میں سے پانچ نے بھی خد نہیں کی ہر بار امام حسینؑ کو فرماتے جاتے تھے اے اللہ! اس کے بازوؤں میں قوت جفا فرما اور اس کے ثواب میں جنت عنایت کر۔

سب سے آخری شہید ساتھی: اور سب سے آخر میں جو آپ کے ساتھیوں میں سے باقی رہے وہ سوید بن ابی الطاع خثعمی تھے۔ غرض جب تمام جماعتی اور مددگار شہید ہو گئے۔

خت جگر حسینؑ علی اکبر شہید: پھر حضرت علی اکبر بن حسینؑ اپنے بزرگ باپ سے اجازت سیکر میدان جنگ کی طرف آئے اور سب سے پہلے آل نبی ابی طالب میں سے اس معرکہ میں ہی شہید کیے گئے ان کی والدہ کا نام لیلی بنت علی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفیہ تھ۔ انھوں نے بھی تیروں کی طرح کمان مردانگی سے دو چار حملے مسلسل کیے اور مخالفین کو اپنے پرزور حملوں سے بار بار منتشر کر دیا لیکن کیسے شخص کا نڈی دل سے کیا مقابلہ ہو سکتا ہے۔ بالآخر مرہ بن منذر عہدی نے پیچھے سے نیزہ مارا وہ چکر کھا کر گرے لوگوں نے دوڑ کر متاروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

جعفر عقیل اور مسلم بن عقیل کے صاحبزادوں کی شہادت: امام حسینؑ اپنے بیٹوں کے ساتھ تشریف لے گئے اور علی اکبر کی غش کو اٹھا کر اس خیمہ کے پاس رکھا جس کے سامنے لڑائی ہو رہی تھی ان کے بعد عمرو بن صبیح صیدانی نے حضرت عبداللہ پر تیر چلایا وہ پیشانی پکڑ کر بیٹھ گئے ٹھنھے بھی نہ پائے تھے کہ عمرو نے دوسرا تیر مار کر شہید کر دیا۔ پھر لہ گوں نے چاروں طرف سے حملہ کر دیا عبداللہ بن قطبہ طائی نے حضرت عون بن عبداللہ بن جعفر کو عثمان بن خالد بن اسیر جہنی اور بشر بن سوط ہمدانی نے حضرت عبدالرحمن بن عقیل بن ابی طالب کو اور عبداللہ بن عروہ خثعمی نے حضرت بن عقیل کو شہید کر دیا۔

قاسم بن حسن جی سید کی شہادت اس کے بعد حضرت قاسم بن الحسن بن علی تلوار کھینچ کر نکل پڑے عمرو بن سعد بن نفیل زدی نے پیچھے سے

❶ یہاں تو ابو شعش کندی کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ میدان کر بلا میں پہلے شہید ہیں لیکن عام طور پر یہ شہرت مسلم بن عویض کے بارے میں ہے کہ سب سے پہلے ”شہید کر دیا“ وہ ہیں۔ (شامیہ محمود)

تو اتوار تول کرایہ وار قائم کیا کہ قاسم یا عمارہ (اے چچا) کہہ کر منہ کے بل زمین پر گر پڑے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے لپک کر عمرو پر تلوار چلائی اس نے ہاتھ پر روکا تو کہنی پر سے ہاتھ کٹ گیا ایک چچہ مار کر زمین پر گر پڑا سواران کو فہ اس کو بچانے کے لیے دوڑ پڑے گردوغبار میں کچھ سجائی نہ دیا اس لیے خود انھی کے گھوڑوں نے اس کو روند ڈالا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا اظہار غم: امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت قاسم کے سر ہانے کھڑے ہو کر فرما رہے تھے ”کیا بری وہ قوم ہے جس نے تم کو قتل کیا ہے کل قیمت کے دن تمھارا معاملہ احکم الحاکمین کے سامنے پیش کیا جائے گا“ پھر فرمایا ”کیا برا وقت تمھارے بچپا پر آیا ہے کہ تم اس کو مدد کے لیے بدلتے ہو تو وہ کوئی مدد نہیں پہنچا سکتا اور اگر مدد پہنچا سکتا ہے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی قسم یہ دن ایسا آیا ہے کہ تمھارے چچے کے دشمن بہت زیادہ ہو گئے ہیں اور معین و مددگار کم“ اس دوران قاسم نے جاں بحق تسلیم کیا آپ ان کو اپنی پیٹھ پر اٹھا کر لائے اور علی اور دوسرے ان لوگوں کی متیوں کے پاس رکھ دیا جو آپ کے اہل بیت میں سے شہید ہو چکے تھے۔

نصفیہ عبداللہ کی شہادت: اس واقعہ کے تھوڑی دیر سب کے سب سکوت کے عالم میں کھڑے رہے امام حسین رضی اللہ عنہ بھی خاموشی کے ساتھ ٹہلتے رہے کوئی آپ کی طرف بڑھنے کی جرات نہیں کر رہا تھا حتیٰ کہ بنی کندہ کے ایک مالک شخص مالک بن نسیر نے پہنچ کر آپ کے سر پر تلوار چلائی سر پر ہلکا سا زخم پڑ گیا خود میں خون بھریا تو آپ نے اتار کر پھینک دیا اور مالک نے لپک کر اٹھا لیا پھر آپ نے اپنے لڑکے عبداللہ کو بلا کر گود میں بٹھایا اور پیار کر کے لگے بنی اسد کے ایک شخص نے تیر مارا جو عبداللہ کے گلے میں پیوست ہو گیا آپ نے آسمان کی طرف اٹھا کر عرض کیا ”اے رب اگر تو نے ہماری مدد کو روک لیا ہے تو جو مناسب ہو وہ کر اور ان ظالمین سے انتقام لے“۔

ابو بکر بن حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت: یہ کلمہ زبان سے تمام نہ ہونے پائے تھے کہ لڑائی پھر شروع ہو گئی عبداللہ بن عقبہ غنوی نے حضرت ابو بکر بن حسین رضی اللہ عنہ بن علی پر تیر چلایا وہ شہید ہو گئے۔

عباس اور دوسرے برادران حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت: عباس ابن علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائیوں عبداللہ و جعفر و عثمان کو لٹکا کر میدان میں آؤ اللہ اور رسول کے مخالفین ہمارے قتل پر تل گئے ہیں چنانچہ ان بزرگوں نے لبیک کہہ کر میدان جنگ کا راستہ لیا۔ داد شجاعت دی۔ جی کھول کر لڑنے لگے ہانی بن ثبیت حضرمی نے حضرت عبداللہ بن علی پر اور ان کے بعد جعفر بن علی پر حملہ کر کے شہید کر دیا اور خولی بن یزید اصبحی نے حضرت عثمان بن علی پر وار کیا آپ وار خالی دے کر اس پر حملہ کرنا چاہتے تھے کہ بنی عثمان بن دارام سے ایک شخص نے پیچھے سے حملہ کر دیا۔ عثمان بن علی زمین پر گر پڑے اس نے سینہ پر چڑھ کر سر کاٹ لیا۔ پھر اسی قبیلہ کے ایک دوسرے شخص نے محمد بن علی بن ابی طالب پر حملہ کر کے شہید کر دیا اور سر کاٹ لیا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ فرات کے قریب: اس دوران امام حسین رضی اللہ عنہ یاس کی شدت سے بے قرار ہو کر لڑتے بھڑتے فرات کی طرف بڑھے قریب تھا کہ پہنچ کر آپ فرات سے اپنے خشک حلق کو سیراب کرتے ناگاہ حمین بن نمیر نے ایک تیر مارا جو آپ کے منہ میں لگا آپ نے تیر نکال کر پھینک دیا ہاتھ سے خوب پونچھتے جاتے تھے اور یہ ارشاد فرما رہے تھے ”اے اللہ میں تجھ سے اس کی شکایت کرتا ہوں جو یہ لوگ تیرے نبی کے نواسہ کے ساتھ کر رہے ہیں۔ اے اللہ تو ان کی زیادتیوں کو دیکھ لے“۔

شمر کی بدمعاشی: پھر شمر ذی الجوشن تقریباً دس آدمیوں کو لے کر امام حسین رضی اللہ عنہ کے خیمہ کی طرف بڑھا۔ آپ نے فرات کی طرف مڑ کر ان کو روکا اور یہ فرمایا تاف ہو تجھ پر اگر تجھ میں دینداری نہیں ہے اور نہ آخرت کا ڈر تو شرافت کیوں چھوڑ رہا ہے اپنے لشکریوں کو روک اور ہمارے اہل و عیال کو ان کی بے ہودگیوں سے بچا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا غدار کو فیوں پر حملہ: جب کسی نے اس کا کچھ جواب نہ دیا تو آپ ادھر سے تلوار کھینچ جھپٹے دوسری طرف شمر نے اپنے پیدل سپاہیوں کو جس میں عبدالرحمن جعفی، قسم بن نذیر جعفی، صالح بن وہب یزنی، سنان بن انس غفلی، خولی بن یزید اصبحی وغیرہ تھے پکارا۔ سب نے چاروں

طرف سے گھیر لیا لیکن آپ جس طرف رخ کرتے لوگ ایک دوسرے پر منہ کے بل گرتے پڑتے بھاگ کھڑے ہوتے اور پھر جھرمٹ باندھ کر۔
طرف سے گھیرا دائیں، بائیں اور آگے پیچھے سے مجموعی قوت سے حملہ آور ہوتے تھے۔

حضرت زنیب کی دہائی اور عمر بن سعد: اس دوران جنگ کا زور شور سن کر خیمہ سے زنیب بنت علی نکل آئیں چلا کر بویں "کاش" سے زمین پر ٹوٹ پڑتا "اتفاق سے عمر بن سعد کا سامنا ہو گیا کیوں ابن سعد؟ ابو عبد اللہ حسین اس بے کسی سے مارے جائیں اور تم دیکھتے رہو" عمر بن سعد کا دل اس فقرہ سے بھرا آیا اور آنکھیں پر نم ہو گئیں۔ آنسو نہ رک سکے۔ داڑھی پر چند قطرے گرے مجبور ہو کر زنیب کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

کر بلا کا شیر حسین بن علی رضی اللہ عنہ: امام حسین رضی اللہ عنہ انتہائی جوش سے لڑ رہے تھے شیروں کی طرح سواروں پر جھپٹتے تھے اور پیادوں کی صفوں کو اپنے پر زور حملوں سے الٹ پلٹ دیتے تھے اور بار بار یہ فرماتے جا رہے تھے "کیا تم لوگ میرے ہی قتل کے لئے جمع ہوئے ہو اللہ کی قسم میرے قتل کرنے سے اللہ تعالیٰ سخت براض ہو گا مجھے یورنی امید ہے کہ میرے قتل سے تم کو سرخ روئی حاصل نہیں ہوگی اور بے شک اللہ تعالیٰ تم سے میرے خون کا ایسا بدلہ لے گا کہ تم کو اس کی خبر تک نہ ہوگی۔ واللہ اگر تم لوگ مجھے قتل کر ڈالو گے تو تمہارے درمیان خونریزی کا دروازہ کھل جائے گا اور تم پر اللہ تعالیٰ اپنا عذاب نازل کرے گا تم لوگ ناحق اپنے ہاتھوں کو میرے خون سے نہ رنگو۔ دیکھو میں بے گناہ ہوں میرا قتل کرنا تمہارے لئے جائز نہیں ہے۔

بزدل کوئی اور شمر: کوئی شخص اس کا کچھ جواب نہیں دے رہا تھا اور آپ ان کے حملوں سے خود کو بچاتے ہوئے میدان جنگ میں دامردانگی دے رہے تھے اور تقریباً سارے لشکری آپ کو قتل کرنے سے جی چار رہے تھے۔ ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ کوئی دوسرا شخص آپ کو شہید کرے۔ شمر لشکر کا یہ رنگ دیکھ کر چڑ کر بور "تمہاری مائیں مرجائیں! تم لوگ ایک پیدل شخص کو نہیں مار سکتے۔ تف ہے تمہاری مردانگی پر۔ اگر تم لوگ ایک ایک کنکری پھینکو تو حسین رضی اللہ عنہ بکرم مرجائیں۔ یہ آخری سانسوں کی حرکت کر رہے ہیں ان میں اب کچھ دم باقی نہیں ہے۔ بڑو بڑھو اپنے نام و رخانوں کو رسوا مت کرو۔"

امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت: لشکریوں کے دل میں اس پر جوش تقریر سے اس ناحق کوشی کا ایک ناجائز جوش بھر گیا شمشیر بکف ہو کر پیادوں نے ہر طرف سے حملہ کر دیا اور سواروں نے تیر برسوں کے شروع کردیے۔ زرعہ بن شریک تمیمی نے لپک کر آپ کے بائیں بازو اور پھر کندھے پر توار چلائی ابھی زخم سے سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ سننان بن انس نخعی نے پہنچ کر نیزہ مارا آپ زمین پر گر پڑے خولی بن یزید اسکی سر کاٹنے کے ارادے سے بڑھتا تو ترم بدن میں ریشہ پڑ گیا۔ سننان بن انس، خولی کو جھڑک کر اتر ا اور سر مبارک کو تن شریف سے جدا کر کے خولی کے حوالے کر دیا۔

آپ کے سرمان کی لوٹ مار: آپ کی قیص بحر بن کعب نے، بیٹی قیس بن الاشعث نے نعلین (جوتیاں) اسوداودی نے سیا اور توار بنی درام کے ایک شخص نے لے لی۔ یہ واقعہ دسویں محرم ۶۱ ہجری یوم جمعہ کا ہے۔

خانوادہ رسول پر لوٹ مار: آپ کے شہید ہونے کے بعد دشمنوں کا لشکر مال و اسباب لوٹنے کی طرف متوجہ ہوا۔ اونٹ، اسباب، فرش و فرش یہیں تک کہ عورتوں کی چادریں چھین لیں۔ آپ کے بدن پر علاوہ تیروں کے تینتیس زخم نیز۔ بے کے اور تینتالیس تلوار کے گئے تھے۔

امام زین العابدین شمر بن ذی الجوشن نے حضرت علی بن الحسین رضی اللہ عنہ امام زین العابدین کے قتل کا ارادہ کیا تو حمید بن مسلم نے روک کر کہا "سبحان اللہ کیا تم بچوں کو قتل کرنا چاہتے ہو" شمر یہ سن کر رک گیا۔ زین العابدین عورتوں کے ساتھ قید کر لئے گئے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کے جسد خاکی کی توہین: اس کے بعد عمر بن سعد کے حکم سے دس سواروں نے آپ کی میت کو گھوڑوں کے سموں سے پاپس

نیا اس واقعہ میں صرف دو شخص عقبہ بن سمان اور آپ کی بیوی رباب بنت امر القیس کلبیہ کے آزاد کردہ غلام اور مر قح بن شمار اسدی ۱ زندہ بچے۔
 کر بلا کے معرکہ میں جان سے جانے والے: بہتر آدمی آپ کے ساتھیوں میں سے اور زخمیوں کے علاوہ اٹھاسی آدمی لشکر شام کے کام آئے
 عمر بن سعد نے اپنے مقتولوں کو جمع کر کے نماز جنازہ پڑھی اور دفن کر کے کوفہ چلا گیا۔ دوسرے دن بنو اسد والے حاضر ہوئے اور انہوں نے امام
 حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کو دفن کیا۔

امام حسینؑ کا سر مبارک: امام حسینؑ کا سر مبارک آپ کے ساتھیوں کے سروں سمیت خولی بن یزید و حمید بن مسلم از دی کے ذریعے
 ابن زیاد کے پاس روانہ کیا گیا۔ رات گئی ہو گئی تھی۔ قصر امارات کا دروازہ بند ہو گیا مجبور ہو کر خولی سر مبارک لے کر واپس آیا صبح ہوتے ہی ابن زیاد کی
 خدمت میں حاضر ہوا۔ بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ شمر، قیس بن الاشعث، عمرو بن الحجاج اور عروہ بن قیس لے کر گئے تھے۔

حضرت حسینؑ کے سر مبارک کی توہین: بہر کیف ابن زیاد نے دربار منعقد کیا۔ شہدائے کربلا کے سر طشتوں میں رکھ کر پیش کئے گئے۔
 ابن زیاد کے ہاتھ میں ایک بید کی چھڑی تھی بار بار دندان امام پر مار رہا تھا۔ زید بن ارقم سے ضبط نہ ہو سکا چلا کر بولے: اے ابن زیاد اس چھڑی کو ان
 دانتوں پر مست، روانہ میں نے بارہا دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لب ہائے مبارک ان دانتوں اور لبوں کو بوسہ دیا کرتے تھے۔ ابن زیاد نے کہا: ”
 اللہ تجھے راناے اگر تو بدھاف ترا عقل نہ ہوتا تو ابھی تیری گردن مارنے کا حکم دیتا۔“

زید بن ارقم کا سخت احتجاج: زید بن ارقم یہ کہتے ہوئے مجلس سے باہر آ گئے کہ اے گردہ عرب تم لوگ سخت نالائق ہو تم نے فاطمہ کے بیٹے کو
 شہید کر کے مرجانہ کے بیٹے کو اپنا حاکم بنالیا جو امت کے اچھے اور نیک لوگوں کو قتل کر رہا ہے اور شریر فتنہ انگیزوں کو سرفرازی کی خلعت دیتا ہے۔ افسوس
 کی بات ہے کہ تم لوگ ذلت و رسوائی پر راضی ہو گئے ہو۔ نف ہوان پر جو اس ذلت و رسوائی پر راضی ہوئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا گھرانہ زنجیروں سے بندھا ہوا: اس کے دوسرے دن عمر بن سعد اہل بیت امام کو جس میں حضرت علی ابن حسینؑ
 بھی تھے زنجیروں سے جکڑ کر لے آیا۔ ابن زیاد نے تین بار زینب (بنت علی) کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ یہ کون ہے چوٹی بار کسی نے کہا کہ یہ
 زینب بنت فاطمہ ہیں، ابن زیاد نے مخاطب ہو کر کہا ”اللہ کا شکر ہے جس نے تم کو ذلیل و رسوا کیا اور جھوٹے کو اس کے جھوٹ کی سزا دی۔“

حضرت زینب اور ابن زیاد کی تلخ کلامی: زینب نے جواب دیا: ”اللہ کا احسان ہے کہ اس نے ہم کو رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارک
 سے سرفراز کیا اور ہمارے بزرگوں کی شان میں آیت تطہیر نازل فرمائی۔ یہ دنیا چند دنوں کی ہے یہاں کی ذلت و رسوائی کا کوئی اعتبار نہیں ہے آخرت
 میں فاسق و فاجر کو اللہ تعالیٰ ذلیل و خوار کرے گا اور ہم کو ممتاز اور سرفراز فرمائے گا۔ ابن زیاد بولا کیا خوب! تم نے کیا نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ابھی ابھی
 کس کو ذلیل و رسوا کیا ہے؟ کیا تمہارے خاندان والے خوار نہیں ہوئے؟

ابن زیاد اور امام زین العابدین: زینب یہ سن کر رو پڑیں ابن زیاد نے علی ابن حسینؑ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تمہارا نام کیا ہے انہوں نے
 جواب ”علی ابن حسینؑ“ تو ابن زیاد نے متوجہ ہو کر کہا کیا اللہ تعالیٰ نے علیؑ کو نہیں مارا ہے؟ آپ یہ سن کر خاموش رہے پھر ابن
 زیاد نے کہا تم کیوں جواب نہیں دیتے؟ ارشاد کیا کہ میرا ایک بھائی علی نامی تھا اس کو لوگوں نے شہید کر دیا ہے۔ ابن زیاد ہنس کر بولا ”ہاں اس کو اللہ تعالیٰ
 نے مار ڈالا ہے“ آپ خاموش ہو گئے تو پھر ابن زیاد نے کہا کہ تم کو کیا ہو گیا ہے؟ کہ تم کچھ نہیں بولتے آپ نے فرمایا:

یتوفی النفس حين موتها وما كان لنفس ان تموت الا باذن الله.

ترجمہ: اللہ جانوں کو اٹھاتا ہے ان کی موت کے وقت اور کوئی بھی اللہ کے حکم کے بغیر نہیں مرتا (القرآن)

۱ شہادت امام حسینؑ کے بعد عمر بن سعد نے عقبہ بن سمان کو گرفتار کیا۔ انہوں نے کہا ”میں ایک غلام ہوں“ عمر بن سعد نے یہ سن کر چھوڑ دیا۔ مر قح بن شمار یوں زندہ بچے
 گئے کہ جنگ کے دوران ان کے بدن پر کئی پھل تیر کے چھ گئے تھے اس کے باوجود یہ لڑ رہے تھے جب ان کی قوم والوں کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ آ کر ہجرت عمر بن سعد اٹھا کرے
 گئے۔ معاذ یہ گیا تھوڑے عرصے کے بعد تندرست ہو گئے۔

زین العابدین کے قتل کا حکم: ابن زیاد نے کہا ”واللہ تو بھی انہیں میں سے ہے“ پھر آپ نے ایک مصاحب سے کہا کہ ”دیکھو شاید یہ باغ ہو گیا ہے۔ ابن زیاد بولا اس کی بھی گردن مار دو آپ نے فرمایا میرے بعد ان عورتوں کی کفالت کون کرے گا؟ زینب رو کر ان سے پٹ گئیں اور ابن زیاد سے مخاطب ہو کر کہا اے ابن زیاد تیرا دل ابھی بھی ہماری خونریزی سے نہیں بھرا؟ کیا تو ہمارے کسی بھی مرد کو زندہ نہیں دیکھنا چاہتا؟ میں تجھ سے ر مومن ہے تو یہ کہتی ہوں کہ اگر تو اس کو قتل کرنا چاہتا ہے تو مجھ کو بھی اس کے ساتھ قتل کر دے۔

زین العابدین کی جان بخشی: پھر حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا اے ابن زیاد! اگر ان عورتوں کی تجھ سے کوئی رشتہ داری ہو تو کسی متقی پر بیزگار مرد کو ان کے ساتھ کر دینا کہ مسلمانوں کی طرح ان کے ساتھ رہے۔ ابن زیاد تھوڑی دیر تک زینب کی طرف دیکھتا رہا پھر کچھ سوچ سمجھ کر بولا مجھے اپنے رحم پر تعجب آتا ہے واللہ اگر میں اس کو (امام زین العابدین کی طرف اشارہ کر کے) قتل کرتا تو اس کو بھی (زینب کی طرف اشارہ کر کے) قتل کر دیتا اس شخص کو عورتوں کے ساتھ رہنے کیلئے چھوڑ دو۔

مسجد میں ابن زیاد کا خطبہ: اس کے بعد منادی نے ”الصلوة جامعة“ کا اعلان کیا تو لوگ مسجد میں جمع ہو گئے۔ ابن زیاد منبر پر چڑھ کر خطبہ دینے لگا خطبہ کے دوران امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا عبداللہ بن عقیف از دی والی سے ضبط نہ ہو سکا بول اٹھے ”اے ابن مرجانہ کذب ابن کذاب تو اور تیرا باپ اور وہ جس نے تجھے امیر بنایا ہے۔ اللہ کی مارتجھ پر ہونبی کے نواسوں کو قتل کر کے صدیقین اور صلی جیسی باتیں کرتا ہے۔

حق گوئی پر عبداللہ بن عقیف کو سزائے موت: ابن زیاد نے کہا ”علیؑ“ اس کو میرے پاس گرفتار کر کے لاؤ لوگوں نے عبد اللہ کو گرفتار کر لیا عبداللہ ”یہ مرویہ میرا“ چداٹھے ازد کے چند لوگوں نے پکڑ کر چھڑا دیا۔ پھر ابن زیاد نے ان کو پولیس کے ذریعے گرفتار کر کے مسجد میں پھنسی دے دی۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر کوفہ کی گلیوں میں: امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر نیزہ پر رکھ کر کوفہ کی تمام گلیوں اور کوچوں میں تشہیر کرا کر اگلے دن ان کے ساتھیوں کے سروں کے ساتھ زحر بن قیس کے ذریعے شام روانہ کر دیئے۔ بعضوں کا خیال ہے کہ شمر بن ذی الجوشن کے ساتھ روانہ کئے گئے ان دونوں میں سے جو بھی تھا ان کے ہمراہ ایک فوج کا دستہ بھی تھا۔

گھرانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شام روانگی: عورتیں اونٹوں پر بغیر حمل کے سوار کرائی گئیں اور امام زین العابدین کے ہاتھ پاؤں اور گردن میں زنجیر ڈال دی گئی۔ پ نہ تو تھکڑی بیڑی اور طوق پہناتے ہوئے کچھ بولے اور نہ راستے میں کچھ ان لوگوں سے ہم کلام ہوئے حتیٰ کہ شام پہنچ گئے۔

زحر بن قیس اور یزید: زحر بن قیس، یزید کے پاس گیا، دریافت کیا حال کیا ہے؟ جواب دیا کہ میں امیر المومنین کی فتح و نصرت کی خوشخبری دینے آیا ہوں۔ حسین رضی اللہ عنہ اپنے اہل بیت کے اٹھارہ اپنے معاویہ بن و انصار کے ساتھ افراد کے ساتھ کوفہ آئے ہم لوگ یہ سن کر انہیں راکنے کے خیال سے ان کی طرف گئے ان کے سامنے دو باتیں کیں کہ امیر المومنین کی بیعت کریں یا جنگ کیلئے تیار ہو جائیں۔ انہوں نے دوسری شق اختیار کی تو ہم لوگ بھی جنگ پر تیار ہو گئے۔

واقعہ کربلا کا بیان زحر کی زبانی: چنانچہ سورج بلند ہوتے ہی ہم لوگوں نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا جب کہ چمکتی ہوئی تلواروں اور نیزوں نے ان کو اپنے گھیرے میں لے لیا تو وہ جان بچا بچا کر گڑھوں، ٹیلوں اور درختوں کی طرف بھاگنے لگے جیسا کہ باز کے خوف سے کبوتر بھاگتا ہے۔ و بتدین کے اس فرار نے ان کو کچھ فائدہ نہ دیا ہماری تیز تلواروں نے ان کو فرش زمین پر موت کی نیند سلا دیا ان کی مائیں بے گور و کفن اسی میدان میں یڑی ہوئی ہیں جن کے جسموں پر نہ تو کوئی کپڑا ہے تو ریت کا بیاباں کی تیز و تند ہوائیں ان کو الٹ پلٹ کر سکھا رہی ہیں۔ ان کی زیارت کرنے دے جنگلی درندے اور دوسرے جانور ان پر رحم کر نیوالے قرب و جوار کے کتے اور گدھ ہیں۔

یزید کا اظہار افسوس اور ابن زیاد پر لعن: اس خبر کے سننے سے یزید کی آنکھیں پر اشک ہو گئیں۔ بولا میں تم لوگوں سے بغیر قتل حسین رضی اللہ عنہ کے بھی راضی ہو جاتا اللہ تعالیٰ کی لعنت ابن سمیہ پر ہو۔ اللہ کی قسم اگر میں اس کی جگہ ہوتا تو میں حسین رضی اللہ عنہ سے درگزر کر جاتا اللہ تعالیٰ حسین رضی اللہ عنہ پر اپنی رحمت

۱۔ ان کی ایک سنگھ واقعہ جمل میں اور دوسری واقعہ صفین میں حضرت علی کے ساتھ جاتی رہی تھی۔ صبح سے تا وقت عشا مسجد میں رہتے تھے۔

نزل کرے۔ یزید یہ کہہ کر خاموش ہو گیا اور زحر کو کچھ انعام و صلہ نہ دیا۔

گھرانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یزید کے سامنے۔ اگلے روز یزید کے روبرو شہدا کربلا کے سر پیش کئے گئے لوگوں کا ایک نام مچن تھا۔ سروں کے ساتھ آپ کی خواتین اور علی بن الحسین رضی اللہ عنہما (زین العابدین) پابند نجیر حاضر لائے گئے فاطمہ و سکینہ امام کی صاحبزادیوں کی نظریں جیسے ہی مظلوم باپ کے سر پر پڑیں تو چلا کر رو پڑیں تھوڑی دیر کے بعد فاطمہ رضی اللہ عنہا ① نے اپنے دل کو سنبھال کر کہا کیوں یزید؟ یہ ہی مناسب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسیاں قیدی بنائی جائیں؟ یزید نے جواب نہیں دیا! بلکہ وہ تو آزاد و بزرگ کی خواتین ہیں اپنے چچا کی بیٹیوں کے پاس جاؤ تم دیکھو گی کہ انہوں نے بھی یہ ہی کیا ہے جو تم نے کیا ہے۔

اہل بیت رسول کا اکرام۔ یہ سب عورتیں یزید کے محل سرا میں گئیں تو گھر میں کوئی عورت ایسی نہ تھی جس کی آنکھیں پر نم نہ رہی ہوں اس کے بعد علی ابن الحسین جو زنجیر میں جکڑے ہوئے تھے بولے ”اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو اس حالت میں دیکھتے تو ہم کو وہ قید کی زحمت سے آزاد کرا دیتے۔ یزید نے ان سے مخاطب ہو کر کہا ”بے شک تم سچ کہتے ہو“ پھر حاضرین دربار کی طرف متوجہ ہو کر بولا اسی وقت ان کی بیڑیاں کاٹ دو گئے سے زنجیر اور ہاتھوں سے ہتھکڑی کھول دو لہذا یہ بھی قید کی زحمت سے آزاد کر دیئے گئے۔

آزاد کرنے کی ترغیب کس نے دی: مصنف عقد الفرید ② نے لکھا ہے کہ جس وقت اہل بیت یزید کے سامنے پیش کئے گئے تو نعمان بن بشیر انصاری نے کہا تھا ”ذرا سوچو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے تھے اگر وہ اس حالت میں ان کو دیکھتے تو کیا کرتے“ یزید نے کہا تم سچ کہتے ہو ان لوگوں کو آزاد کر کے رہنے کیلئے خیمہ لگا دو۔ چنانچہ مجھے خیمہ لگا کر دیئے گئے کھانا اور کپڑا حسب ضرورت مہیا کر دیا گیا۔

یزید کی زین العابدین سے گفتگو: پھر جس وقت ”اہل بیت امام“ مدینہ کی جانب روانہ ہونے لگے تو نعمان بن بشیر نے یزید کے حکم سے ایک نہایت متدین، ایماندار شخص کو چند سواروں کے ساتھ ان کے ہمراہ کر دیا جتنا سامان اور دوسری چیزیں لوٹ لی گئی تھیں اس سے دگنی دے کر رخصت کیا۔ روانگی کے وقت یزید نے علی بن الحسین رضی اللہ عنہما کو رخصت کرنے کیلئے بلا کر کہا ”ابن مرجانہ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ واللہ اگر میں اس کی جگہ پر ہوتا تو جو درخواست حضرت حسین رضی اللہ عنہما پیش کرتے میں قبول کر لیتا اور ان کی مصیبت دنگی کو جہاں تک مجھ سے ممکن ہوتا میں دور کرتا لیکن اللہ تعالیٰ کو جو منظور تھا وہ ہو گیا۔ اے صاحبزادو تم کو جو آئندہ ضرورتیں پیش آئیں مجھ کو لکھنا“ پھر مخالفین کی طرف متوجہ ہو کر بولا ”دیکھو ان لوگوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ غرض یزید سے امام زین العابدین رخصت ہو کر اپنے اہل بیت کے ساتھ منزل بمنزل سفر کرتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ مخالفین اس سے نہیں کہ یزید کا حکم تھا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری کا لحاظ کر کے نہایت عزت و احترام و آرام سے لے کر آئے۔ کسی قسم کی تکلیف راستے میں نہ ہونے پائی جہاں پر قیام پذیر ہوتے تھے چوکیداروں کی طرح سے محافظت و نگہبانی کرتے تھے۔

رباب زوجہ حسین رضی اللہ عنہا کی وفات: رباب بنت امرئ القیس زوجہ امام حسین رضی اللہ عنہ (مادر سکینہ) مکہ معظمہ سے آپ کے ہمراہ کر بلا گئیں اور وہاں سے قید کر کے شام بھیجی گئیں پھر شام سے امام زین العابدین کے ساتھ مدینہ منورہ واپس آئیں اور واقعہ کربلا کے ایک برس بعد انتقال فرما گئیں۔

سرکاٹ کرانے کی ”کارکردگی“: سلیمان ③ کا بیان ہے کہ جس وقت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے اور آپ کے سر مبارک کے ساتھ اور شہد کربلا کے مراہن زید کی طرف روانہ کئے جانے لگے تو قبیلہ کندہ نے جس کا سردار قیس بن الاشعث تھا تیرہ سراور ہوازان نے جس کا سردار شمر بن اجوشن ضیالی تھا بیس سراور بنو تمیم نے سترہ سراور بنو اسد نے چھ سراور قبیلہ مدح نے سات سراور باقی لشکر نے جس میں سارے قبیلے شریک تھے سات سراور اظہار مردانگی و کارکردگی کی غرض سے پیش کئے تھے۔

شہداء کربلا کے اسماء گرامی: شہداء کربلا میں سے تریپن (۵۳۰) آدمی اعوان و انصار تھے اور سترہ (۱۷) اہل بیت جن کے نام درن ذیل ہیں حضرت علی کے صاحبزادے (۱) عباس (۲) جعفر (۳) عبد اللہ (۴) عثمان (یہ سب ام البنین بنت حزام کے بطن سے پیدا ہوئے تھے) محمد (یہ

الولد کے بیٹے تھے) ابوبکر (ان کی ماں کا نام لیلی بنت مسعود دارامیہ تھا) حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے علی رضی اللہ عنہ (ان کی والدہ کا نام یحیی بنت مرہ بن عروہ ثقفی تھا) عبداللہ (رباب بنت امرئ القیس کلبی انکی والدہ کا نام تھا) حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ابوبکر و رقام عبداللہ بن جعفر کے صاحبزادے عون اور محمد عقیل بن ابی طالب کے صاحبزادے محمد بن ابی سعید بن تیل (علیہم السلام) یہ سترہ آدمی اہل بیت کے اور باقی تیرہ (۵۳) آدمی اعوان و انصار یعنی حامی اور مددگار تھے۔ ❶

مدینہ میں یزیدی گورنر کی آمد: ۶۳ ہجری ❷ میں یزیدی کی طرف سے عثمان بن محمد ابی سفیان گورنر مدینہ بن کر آیا اور اسی زمانہ میں اہل مدینہ کا ایک وفد جس میں عبداللہ بن ابی حفص بن مغیرہ مخزومی، منذر الزبیری وغیرہ جیسے مدینے کے معززین تھے شام کی طرف روانہ کیا یزید نے ان لوگوں کی بڑی عزت کی عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کو خلعت کے علاوہ ایک لاکھ درہم اور باقی دس ہزار درہم دے کر رخصت کیا۔

عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کا اظہار نفرت: ... جب عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ واپس آئے تو اہل مدینہ ملنے کے لئے حاضر ہوئے اور حاس در یافت کیا عبداللہ نے جواب دیا کہ ہم ایسے نا اہل کے پاس سے آرہے ہیں جس کا نہ کوئی دین ہے نہ کوئی مذہب، شراب پیتا ہے، راکب چا سنت ہے، والد امرؤی مہدی من اللہ موجود ہوتا تو اس کے خلاف جہاد کرتا۔ حاضرین نے کہا ہم نے سنا ہے کہ یزید نے تمہاری بڑی عزت کی ہے خلعت اور انعام دیا ہے۔ عبداللہ بولے ہاں اس نے ایسا ہی کیا ہے لیکن ہم نے اس لئے قبول کر لیا ہے کہ اس کے مقابلہ کی ہم میں طاقت آجائے۔

اہل مدینہ کا یزید سے نفرت کا عزم: اہل مدینہ یہ سن کر یزید سے اور زیادہ متنفر ہو گئے عبداللہ بن حنظلہ نے یزید کو معزولی کی رائے پیش کی لوگوں نے انتہائی خوشی اور رغبت سے منظور کیا عثمان بن محمد نے یہ سارے واقعات یزید کو لکھ بھیجے یزید نے ایک ڈانٹ کا فرمان اہل مدینہ کے نام لکھ بھیجی جس کو اہل مدینہ دیکھ کر سخت برہم ہوئے۔

اہل مدینہ کا اپنے سرداروں کا انتخاب: ... انصار نے اپنی سرداری کے لئے عبداللہ بن حنظلہ کو اور قریش نے عبداللہ بن مطیع کو منتخب کیا اور با لاتفاق سب کے سب عثمان بن محمد، مروان بن الحکم اور سارے بنو امیہ کو مدینہ منورہ سے نکال باہر کیا۔

یزید کا مدینہ پر حملہ کا حکم: ... جب یزید کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے پہلے تو عمر بن سعید کو مدینہ منورہ پر فوج کشی کا حکم دیا مگر اس نے انکار کر دیا پھر عبید اللہ بن زیاد کو لکھا اس نے بھی عذر پیش کیا تب یہ خدمت مسلم بن عقبہ مری کے سپرد کی گئی بارہ ❸ ہزار آدمیوں کو لے کر یہ روانہ ہوا یزید تھوڑی دور تک لشکر کے ساتھ آیا۔

یزیدی لشکر کو ہدایت: یزید نے چند احکام کی پابندی کی ہدایات دیں اور واپس چلا گیا کہ اگر تم کو کوئی ضرورت پیش آجائے تو حصین بن نمیر کو سردار مقرر کرنا۔ اہل مدینہ کو تین روز غور و فکر کرنے کی مہلت دینا اگر اس دوران وہ اطاعت قبول کر لیں تو درگزر کرنا ورنہ جنگ میں تامل نہ کرنا اور جب ان پر کامیابی حاصل ہو جائے تو تین دن تک قتل عام کا حکم جاری رکھنا مال و اسباب جو کچھ لوٹا جائے وہ سب لشکریوں کا ہوگا علی بن حصین جیست کوئی چھیڑ چھاڑ مت کرنا۔ کیونکہ ہم کو یہ بات یقینی طور پر معلوم ہے کہ ان کا اس معاملے میں کچھ دخل نہیں ہے۔

اہل مدینہ کی طرف سے بنو امیہ کا محاصرہ: جب اہل مدینہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے بنی امیہ کے مراوں کے گھر میں نہایت سختی سے محاصرہ کر لیا اور ہالہ خرد عہد لے کر آزاد کیا کہ آئندہ وہ جنگ سے کنارہ کشی کریں گے دوسرے کے ساتھ مل کر اہل مدینہ کی مخالفت نہیں کریں گے اور کسی راز کو جو اہل مدینہ کے خلاف ہوگا ظاہر نہیں کریں گے۔

یزیدی کمانڈر سے بنو امیہ کی ملاقات: ... مسلم بن عقبہ کی ان لوگوں سے وادی القرئی میں ملاقات ہوئی عمرو بن عثمان بن عفان سے اہل مدینہ کا حال دریافت کیا انہوں نے بتلانے سے انکار کر دیا لیکن ان کے دوسرے ساتھیوں نے بتلادیا۔

مسلم بن عقبہ کی اہل مدینہ کو مہلت: ... مسلم بن عقبہ وادی القرئی سے کوچ کر کے ذی نخلہ سے ہوتا ہوا مدینہ کے قریب پہنچ گیا اور اہل مدینہ

کو بہلوا دیا کہ ”امیر المومنین چونکہ تم لوگوں کو معزز سمجھتے ہیں اور میں بھی تمہاری خونریزی پسند نہیں کرتا اس وجہ سے میں تم کو تین دن کی مہلت دیتا ہوں ہذا اگر اس دوران تم لوگوں نے راہ راست اختیار کر لی تو ٹھیک ہے میں فوراً مکہ سے واپس چلا جاؤں گا اور اگر تم کو کچھ غدر ہو تو اس کو بین کردوں۔ جب یہ میعاد گزر گئی تو مسلم نے بہلوا یا تم جنگ کرو گے یا صلح؟ اہل مدینہ نے کہا ہم جنگ کریں گے۔

اہل مدینہ کا جنگ کا فیصلہ: مسلم نے سمجھایا کہ جنگ نہ کرو بلکہ امیر کی اطاعت قبول کر لو اس میں تمہاری بہتری ہے اہل مدینہ اپنی رائے پر جبر سے بالآخر صف آرائی کی نوبت آ گئی عبدالرحمن بن زبیر بن عوف خندق پر متعین کئے گئے جس کو اہل مدینہ کی جانب معقل بن سنان انجلی مہاجرین کی ایک ٹکڑی لئے ہوئے دوسری جانب مامور ہو گئے اور ان سب کی افسری عبداللہ بن حنظلہ کو دی گئی انہوں نے ایک بڑے گردپ کو لے کر کوذ کے راستے کی ناک بند کر لی۔

مدینہ پر حملہ ”واقعہ حرا“: مسلم بن عقبہ اپنے ساتھیوں کو مرتب کر کے حرا کی طرف سے مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوا عبداللہ بن حنظلہ مقابلہ پر آئے اور اس کی مردانگی سے دست دست لڑے کہ شامی لشکر کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا مسلم نے لاکار کر پیادوں کو آگے بڑھایا۔ فضل بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب نے عبداللہ بن حنظلہ کی اجازت سے بیس سواروں کو لے کر مسلم پر دھاوا بول دیا شامی پیادوں کے رخ پھر گئے منہ کے بل ایک دوسرے پر رتے پڑتے بھاگے اس کے بعد عبداللہ نے فضل بن عباس کی درخواست پر تمام سواران مدینہ کو ان کے ماتحتی میں بھیج دیا۔

فضل بن عباس کی بہادری: فضل بن عباس نے اتنی تیزی سے حملہ کرنا شروع کر دیا کہ لشکر شام کا نظام جاتا رہا سوار پیادوں کی ترتیب درہم برہم ہو گئی مسلم کے ارد گرد صرف پانچ سو پیادوں کی جماعت رہ گئی باقی سب بھاگ کھڑے ہوئے۔

فضل بن عباس کی شہادت: فضل نے مسلم کے علم بردار پر یہ سمجھ کر کہ یہ مسلم ہے اس زور کا وار کیا کہ خود کی کڑیاں ٹوٹ کر ٹکڑے ہو گئیں۔ ہاتھ سے علم گر گیا اور ساتھ خود بھی ٹھنڈا ہو گیا فضل جوش مسرت سے چلا آئے قتل طاعیہ القوم وراکعبہ (واللہ میں نے سردار کو قتل کر ڈالا ہے) مسلم بن عقبہ بولا تم نے دھوکہ کھالیا ہے وہ ایک رومی غلام تھا فضل نے جھپٹ کر علم اٹھالیا اور مسلم نے لشکر کو پکارا چاروں طرف سے گھیر لیا بار آ خر رتے لڑتے فضل شہید ہو گئے۔

مسلم بن عقبہ کی پیش قدمی: پھر مسلم نے اپنے ساتھیوں کو عبداللہ بن حنظلہ کی طرف بڑھایا جس وقت عبداللہ بن حنظلہ اپنے رکاب کی نوج کو لشکر شام کو حملہ کرنے پر ابھار رہے تھے حصین بن نمیر بن عضاتہ الاشعری اپنے اپنے کمان کی فوجیں لیے ہوئے عبداللہ بن حنظلہ اور ان کے ساتھیوں پر تیر بازی کرتے ہوئے آگے بڑھے عبداللہ بن حنظلہ نے پکار کر کہا جو شخص تیزی کے ساتھ جنت میں جانا چاہتا ہو وہ اس علم کو لے لے لوگ یہ سنتے ہی دوڑ پڑے اور نہایت دلیری سے یکے بعد دیگرے لڑ لڑ کر شہید ہونے لگے۔

مدینہ کے سرداروں کی شہادت: حتی کہ عبداللہ بن حنظلہ کے سارے لڑکے اور ان کے اخیانی بھائی محمد بن ثابت بن قیس بن شماس، عبداللہ بن زید بن عاصم اور محمد بن عمرو بن حزم انصاری عبید اللہ بن عبد اللہ بن موہب، وہب بن عبد اللہ بن زمعہ بن اسود عبداللہ بن عبد الرحمن ابن خاطب، زبیر بن عبد الرحمن ابن عوف و عبداللہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب میدان جنگ میں جام شہادت پی کر موت کی نیند سو گئے۔

لشکر مدینہ کو شکست: ان لوگوں کے شہید ہوتے ہی لشکر مدینہ بھاگ کھڑا ہوا مسلم بن عقبہ قتل و غارت کرتا ہوا مدینہ منورہ میں داخل ہو گیا تین روز تک قتل عام کا بازار گرم رکھا۔ شامی لشکر نے لوگوں کا مال و اسباب لوٹ لیا اس کے بعد مسلم بن عقبہ نے معقل ❶ بن سنان انجلی، محمد بن ابی حذیفہ، محمد بن ابیہم وغیرہ کو گرفتار کر کر ظماً قتل کر دیا اس واقعہ میں تین سو چھ شرفاء قریش و انصار اور ان کے دوسرے قبائل اور غلام وغیرہ اس تعداد سے دو گئے کام آئے۔

اہل مدینہ سے زبردستی یزید کی بیعت: چوتھے روز جب مسلم بن عقبہ قتل و غارت کر کے تھک گیا تو اس نے بیعت کی غرض سے اہل مدینہ کو

پیش کیے جانے کا حکم دیا شام کے لشکری چاروں طرف پھیل گئے جو جہاں ملتا تھا اس کو پکڑ لاتے تھے اگر وہ بیعت کرنے سے انکار کرتا تو فوراً قتل کر دیا جاتا تھا۔

علی بن حسین کی گرفتاری: اس کے بعد علی بن حسین (زین العابدین) گرفتار ہو کر پیش کیے گئے مروان بن الحکم نے ایک پیا۔ شدہ پیش کیا آپ نے تھوڑا سا نوش فرما کر رکھ دیا مسلم بن عقبہ بولا ”تم کیوں نہیں پیتے؟“ علی بن الحسین چھوڑ دیا کہ کانپ اٹھے گھبرا کر پیالہ اٹھ لیا مسلم بن عقبہ نے کہا ”تم خوف زدہ نہ ہو اگر تمہارا کوئی تعلق اہل مدینہ کے ساتھ ہوتا تو میں بے شک تم کو قتل کر دیتا لیکن امیر المؤمنین نے مجھے ہدایت کی تھی اور یہ فرمایا تھا کہ تم نے ان کو خط لکھا ہے کہ ان معاملات سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں ہے پس اگر تمہارا دل چاہے تو تم شہد نوش کرو ورنہ خامخواہ پینے کی ضرورت نہیں ہے۔

بیعت یزید سے علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی بچت:۔۔۔ مسلم نے یہ کہہ کر علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے برابر میں بٹھالیا پھر کچھ دیر کے بعد کہا شاید تمہارے متعلقین میرے پاس آنے سے پریشان ہوں گے بہتر ہے کہ تم اپنے گھر چلے جاؤ۔ آپ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو۔ مسلم بن عقبہ نے سواری منگوائی اور آپ بغیر بیعت کیے ہوئے چلے گھر چلے آئے اور عبد اللہ بن مطیع بھاگ کر مکہ معظمہ جا پہنچے اس واقعہ کے وقت دوراتیں لڑی عیسٰی ۶۳۰ ہجری کی باقی رہ گئیں تھیں۔ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں یہ واقعہ ہوا۔

مکہ کا محاصرہ اور مسلم بن عقبہ کی موت: اس واقعہ ۱ کے بعد مسلم بن عقبہ اپنے لشکر کو مرتب کر کے عبد اللہ بن زبیر سے جنگ کے لیے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا اور مدینہ منورہ میں روح بن زباع جزامی کو اپنا نائب مقرر کیا جب وہ مقام ابوہ میں پہنچا تو بیمار ہو گیا اور جب اس کو اپنی زندگی کی امید نہ رہی تو وہ حصین بن نمیر کو طلب کر کے لشکر شام پر اپنا قائم مقام بنا کر انتقال کر گیا۔

حصین بن نمیر اور اہل مکہ: اور اہل مکہ کو یزید بیعت کے لیے چھبیسویں محرم ۶۳۰ ہجری کو مکہ معظمہ کے قریب پہنچ گیا اور اہل مکہ کو یزید نے بیعت کے لیے طلب کیا ان لوگوں نے انکار کر دیا اور لڑائی کی طرفین سے تیاریاں شروع ہو گئیں حضرت عبد اللہ بن زبیر کے ہاتھ پر اہل مکہ اور حجاز نے بیعت کر لی تھی اور وہ لوگ بھی آ کر ان کے پاس جمع ہو گئے تھے جو واقعہ حرہ سے بھاگ کر آئے تھے اور کچھ لوگ ان کی امداد کے لیے خوارج کی طرف سے آ گئے تھے۔

خلیفہ مسلمین عبد اللہ بن زبیر سے یزیدیوں کی جنگ: عبد اللہ بن زبیر اہل شام سے جنگ کے ارادے سے مکہ معظمہ سے باہر آئے سب سے پہلے ان کے بھائی منذر بن زبیر نے میدان میں نکل کر لشکر شام کو لکارا لشکر شام میں سے ایک شخص نکل کر مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی تو شامی ہار گیا دوسرے نے جیسے ہی قدم آگے بڑھائے منذر نے ایک ایسا تیر مارا کہ وہ اپنی جگہ پر ٹھنڈا ہو گیا۔ لشکر شام نے یہ رنگ دیکھ کر فوری حرکت کی اور دفاعی جنگ شروع کر دی ایک طرف سے مسور بن مخرمہ و مصعب بن عبد الرحمن بن عوف بڑھ کر حملہ کرنے لگے۔ دوسری جانب سے عبد اللہ بن زبیر شامیوں کو روک رہے تھے صبح سے شام تک لڑائی کا یہی عنوان رہا۔

پہلے دن کی لڑائی کے بعد کعبہ پر سنگ باری:۔۔۔ شام ہوتے ہی فریقین ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے یہ واقعہ پہلے دن کے محاصرے کا ہے اس کے بعد حصین بن نمیر نے جبل ابوقبیس و حقیقان پر مجتہدین نصب کر دیں جو دن رات خانہ کعبہ پر سنگ باری کرتی تھیں حتیٰ کہ کوئی شخص طوف نہ کر سکتا تھا بقیہ ماہ محرم اور پورا مہینہ صفر کا اسی حالت میں گزر گیا۔

یزید کی موت: حتیٰ کہ ربیع الاول کی بھی تیسری تاریخ آ گئی۔ شامیوں نے خانہ کعبہ پر آگ برسائی جس سے چھت اور پردے جل کر خاک و سیاہ ہو گئے۔ ابھی لڑائی کا خاتمہ نہیں ہوا تھا کہ یزید ۲ اور اسکی موت کی خبر عبد اللہ بن زبیر کو حصین بن نمیر کو معلوم ہونے سے پہلے پہنچ گئی عبد اللہ بن زبیر نے

۱ عقد الفرید ابن عبد اللہ مصر جلد دوم صفحہ ۳۱۲ کا کل ابن کثیر جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۱۰۲۔ ۲ یزید بن معاویہ کا مقام حوران سرزمین شام میں تاریخ چودھویں رجب الاول ۴۶ ہجری کو ۳۸ سال انتقال ہوا تین برس چھ مہینے اس کی حکومت رہی اس کی ماں کا نام یسوان بنت بحدل بن انیف کلبیہ تھا۔

زبیر کی بیعت کر لی۔ صرف شام و مصر والے انکی بیعت سے علیحدہ رہے کیونکہ ان لوگوں نے امیر معاویہ بن یزید کی بیعت کی تھی لیکن جب ① اس کا انتقال ہو گیا تو لوگوں میں خلیفہ کے انتخاب کے بارے میں اختلاف پڑ گیا۔

حمص اور قنسرین کی ابن زبیر کی حمایت:۔۔۔ سب سے پہلے جس نے امراء لشکر سے اختلاف کیا وہ نعمان بن بشیر انصاری تھے جن کی پس مندی میں حمص کا علاقہ تھا۔ انہوں نے عبداللہ بن زبیر کی بیعت کی تحریک شروع کی جب اس کی اطلاع ظفر بن الحارث کلابی کو پہنچی جو قنسرین کا گورنر تھا تو یہ بھی چپکے چپکے عبداللہ بن زبیر کی بیعت کی دعوت دینے لگا۔

ابن زبیر کی مخالفت کا آغاز: بنو امیہ قبیلہ وکلب جو ان دنوں دمشق میں موجود تھے اس بات سے بے خبر تھے رفتہ رفتہ حسان بن مالک بن بحدل کلبی کو یہ خبر ملی جو فلسطین کا گورنر تھا اس نے روح بن زنباع سے کہا کہ لشکر کے کمانڈر ابن زبیر کی بیعت کر رہے تھے اور بنو قیس جو میری قوم کے ہیں اردن میں ہیں تم یہاں میرے قائم مقام بن جاؤ کیونکہ یہاں پر تمہارے ہی قوم کے لوگ طاقتور ہیں اور اگر ان میں سے کوئی تمہاری مخالفت کرے تو اسے بے تامل ملیا میٹ کر دینا میں اردن کی طرف جا رہا ہوں۔

یزیدی گورنر کا فلسطین سے خراج: چنانچہ روح بن زنباع فلسطین میں رو گیا اور حسان بن مالک اردن کی جانب چل کھڑا ہوا اس کے جاتے ہی نائل بن قیس جذامی نے عبداللہ بن زبیر کا طرفدار بن کر روح بن زنباع کو نکال دیا وہ بڑی مشکل سے حسان بن مالک کے پاس اردن پہنچا۔ حسان نے لوگوں کو جمع کر کے کہا۔

یزید کے حامی حسان کا اردن میں خطاب: ”اے اہل اردن تم جانتے ہو کہ عبداللہ بن زبیر لڑائی جھگڑا ڈال رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے خفا کی بغاوت پر کمر بستہ ہیں اور مسلمانوں کی جماعت میں نفاق پیدا کر رہے ہیں تم لوگوں کو چاہیے کہ بنی حرب میں سے کسی کو خلافت کے لیے منتخب کرو اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر لو۔ لوگوں نے ایک زبان ہو کر کہا تم بنی حرب میں سے کسی کو امارت کے لیے انتخاب کرو اگر عبداللہ بن زبیر ان دونوں لڑکوں (عبداللہ و خدیج یعنی یزید کے بیٹے) کی اطاعت کریں گے تو ہم بھی ان کے تابع بن جائیں گے ہم کو یہ گوارا نہیں ہے کہ لوگ کسی بوڑھے قیوسی شخص کو امیر بنائیں۔ حالانکہ ہم ایک نوجوان کو پیش کر رہے ہیں۔

حسان کا ضحاک بن قیس کو خط: حسان نے ایک خط ضحاک ② بن قیس کے نام خط لکھا جس میں واقعہ کی تفصیل درج کر کے بنو امیہ کے حقوق خلافت اور حضرت عبداللہ بن زبیر کی برائیاں لکھیں اور قاصد کو یہ ہدایت کی کہ اس خط کو ضحاک بن قیس کو بنو امیہ اور رؤسائے شہر کی موجودگی میں جامع مسجد میں پڑھ کر سنانا۔

دمشق میں دو گروپ:۔۔۔ جب یہ خط جمعہ کے دن روماء دمشق و بنو امیہ کے سامنے مسجد میں پڑھا گیا تو دو گروہ بن گئے ایمانیہ تو بنو امیہ کے طرفدار بن گئے اور قیس عبداللہ بن زبیر کے آپس میں بحث و تکرار بڑھ گئی سب کے سب نے فوز ازر ہیں پہن لیں اور تلواریں کھینچ کر ایک دوسرے کی طرف دوڑ پڑے خالد بن یزید نے بیچ بچاؤ کرادیا۔

ضحاک اور بنو امیہ کا مشورہ کے لیے خروج: ضحاک بن قیس دارالامارت میں چلا گیا اور قین دن تک باہر نہ آیا اس دوران عبید اللہ بن زیاد آگیا جس سے بنو امیہ کو تقویت سے حاصل ہو گئی۔ ضحاک ③ ابن قیس اور سارے بنو امیہ جامیہ کی طرف نکلے اتفاق سے ثور بن معن السلمیؓ پہنچے اور ضحاک سے مخی طیب ہو کر بولا کیوں ضحاک! تم نے ہم کو عبداللہ بن زبیر کی بیعت کی طرف بلایا ہم نے ان کی امارت کی بیعت کر لی اور اب تم اس جنگلی (یعنی حسان بن مالک کلبی) کے کہنے پر اس کے بھانجے (خالد بن یزید) کی بیعت خلافت پر تل رہے ہو۔

① عقد انفریہ ابن مہدیہ جلد دوم صفحہ ۳۱۴ مطبوعہ مصر۔ ② ضحاک بن قیس نے اس زمانہ پر آشوب میں اہل دمشق سے اس بات کی بیعت لے لی تھی کہ جب تک لوگوں کا اتفاق کسی امیر پر نہ ہوگا اس وقت تک میں تمہاری امامت کروں گا اور درپردہ یہ عبداللہ بن زبیر کے حامیوں میں تھے۔ ③ کمال ابن اثیر چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۰۔

ضحاک کا عبداللہ بن زبیر کی حمایت کا اعلان: ... اس پر ضحاک بن قیس نے شرما کر کہا ”اچھا تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے جواب دیا کہ جس کو تم چھپا رہے تھے اس کو اب ملائیے کہ وہ عبداللہ بن زبیر کی بیعت خلافت کی کھلم کھلا دعوت دو ضحاک یہ سنتے ہی اپنے ساتھیوں سمیت یثرب و ہجر مروج رلہط میں جا ترے اس وقت تک دمشق ان ہی کے قبضہ میں تھا۔

بنو امیہ کا مروان کو خلیفہ منتخب کرنا: ... بنو امیہ جامیہ میں جمع تھے کوئی بات نہیں ہوئی تھی حسان بن مالک کلبی امامت کر رہا تھا اور مروان در پردہ اپنی بیعت کی ترغیب دے رہا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی کوشش کا یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ ایک دن روح بن زنباع نے کھڑے ہو کر کھلم کھلا کہہ دیا کہ فی الحال مروان کے ہاتھ پر بیعت کی جائے کیونکہ وہی اس کا مستحق ہے۔ پھر جب خالد بن یزید بن شمر بنہجے کا تو امارات اس کے حوالے کر دی جائے گی۔ لوگوں نے اس رائے سے اتفاق کیا چنانچہ تیسری ذی قعدہ ۶۳ ہجری کو بنو امیہ ۱ کلب، غسان، سکا سک اور طے نے مروان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

مروانیوں کا دمشق پر قبضہ: بیعت لینے کے بعد مروان نے رلہط کا رخ کیا جہاں پر ایک ہزار سواروں کے ساتھ ضحاک بن قیس ٹھہرا ہوا تھا۔ مروان نے پانچ ہزار کے لشکر سے ابتدا صف آرائی کی اس کے بعد عباد بن زید حوران سے دو ہزار غلاموں کو لے کر آ گیا۔ یزید بن ابی غس غسانی نے میدان خالی پا کر ضحاک کے گورنر کو دمشق سے نکال کر بیت المال اور خزانہ پر قبضہ کر لیا۔ ضحاک نے لشکر کے کمانڈروں کو یہ واقعات لکھ بھیجے چنانچہ زفر بن احرث قسریں سے امدادی فوج لے کر آ گیا۔ نعمان بن بشیر نے شرجیل بن ذی الکاع کے ساتھ اہل حمص کو روانہ کیا پس یہ لوگ ضحاک بن قیس سے مروج رلہط میں ملے جس سے اس کے لشکر کی تعداد ساٹھ ہزار تک پہنچ گئی۔ مروان کی فوج کی تعداد تیرہ ہزار تھی جن میں اکثر پیدل تھے اور ضحاک کے ساتھیوں میں اکثر سوار تھے۔

مروان کا لشکر جنگ مروج اور جنگ ”مروج رلہط“: مروان کے سینے پر عمرو بن سعد میسرہ پر عبید اللہ بن زید اور ضحاک بن قیس کے میمید پر زید بن ضحاک عقیلی تھا میسرہ پر بکر بن ابی بشیر ہالی۔ بیس روز تک نہایت شدت سے لڑائی جاری رہی۔ فریقین اپنی انتھک کوششوں میں مصروف تھے۔

ابن زیاد کا مروان کو دھوکہ کا مشورہ: ... عبید اللہ بن زیاد نے مروان سے کہا ”میں جانتا ہوں کہ تم حق پر ہو اور ابن زبیر اور اس کے ساتھی باطل پر ہیں اور تعداد میں بھی وہ زیادہ ہیں قیس کے نامی گرامی سردار بھی اس کا ساتھ دے رہے ہیں میرا خیال یہ ہے کہ تم اپنے دلی مقصد کو نہیں پہنچ سکو گے مگر یہ کہ مکاری کرو اور لڑائی تو مکاری ہی کا نام ہے اس لیے ضحاک سے صلح کے بہانے سے لڑائی سے روک دو اور پھر رات کے وقت حالت غفلت سے حملہ کر دو۔

مروان کا فریب کے لیے صلح کا پیغام اور دھوکہ: ... چنانچہ مروان نے ضحاک کو صلح کا پیغام دیا۔ ضحاک نے صلح کی امید پر لڑائی بند کر دی۔ رات ہوتے ہی جیسے ہی ضحاک کے سپاہی دن بھر تھکے ماندے اطمینان کے ساتھ سوئے ہوئے مروان کے سواروں نے چاروں طرف سے حملہ کر دیا۔ شور و غل کی آواز سے ضحاک کے سپاہیوں کی آنکھ کھلی تو وہ قتل و غارت کے طوفان میں مبتلا تھے مگر پھر بھی انھوں نے نہایت استقلال سے لپک کر علم اٹھالیا اور لڑنے لگے۔ قیس کے نامی گرامی سردار اس واقعہ میں کام آگئے علم بردار کے ہاتھ سے علم گر پڑا۔

فریبی مروان کے ہاتھوں ضحاک کی شہادت: لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ ضحاک بھی اس سانحہ میں جاں بحق ہو گئے اسی آدمی قیس کے چھو بنو سلیم کے رہے گئے مروان نے اعلان کر دیا کہ کوئی بھاگنے والے کا تعاقب نہ کرے لہذا جس کا سینک سایا بھاگ گیا یہ واقعہ محرم ۶۵ ہجری کا ہے۔

مروان دمشق میں: اس کامیابی کے بعد مروان دمشق میں داخل ہوا دار الممارت (یعنی معاویہ بن ابی سفیان کے مکان) میں قیام کیا اور باقی لشکر سے بیعت لینے کے بعد خالد بن یزید کی والدہ سے نکاح کر لیا اس کے بعد جب مصر کی جانب روانہ ہونے لگا تو خالد بن یزید سے آلات حرب مستعار لیے۔ مصر میں ان دنوں عبدالرحمن بن جندم قرشی گورنر تھا جو ابن زبیر کے حامیوں میں سے تھا۔

مروان کا مصر پر حملہ اور شام و مصر پر قبضہ: ... مروان کی آمد کی خبر سن کر وہ مقابلہ کے ارادے سے نکلا لڑائی ہوئی بہت سے آدمی مارے گئے۔

ایک گروہ کثیر کو قید کر کے مروان شام کی طرف واپس ہوا شام کے قریب پہنچا تو معلوم ہوا کہ ابن زبیر نے اپنے بھائی مصعب بن زبیر کو مقابلہ پر روانہ کیا ہے یہ سنتے ہی اس نے انھیں روکنے کے لیے عمرو بن سعید کو مصعب کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ مصعب اور عمرو بن سعید کے ہاتھ رہا اور مصعب کو شکست ہو گئی، الغرض اس طرح دمشق ملک شام اور مصر پر مروان کا قبضہ ہو گیا۔

خراسان اور ابن زیاد۔ خراسان کی گورنری پر یزید بن معاویہ کی جانب سے مسلم بن زیاد مامور تھا جب اس کو یزید کی موت کی خبر پہنچی تو اس نے اہل خراسان سے اس کی خوشی کے ساتھ انتخاب خلیفہ تک کے لیے بیعت لے لی لیکن ان لوگوں نے دو چار روز کے بعد بیعت توڑ دی۔ مجبور ہو کر اس نے مہلب بن ابی صفرة کو اپنا نائب مقرر کر کے شام جانے کا ارادہ کیا۔

مروروز کا گورنر سلیمان بن مرشد: چنانچہ جو سرخس پہنچا تو سلیمان بن مرشد (بنو قیس بن ثعلبہ بن ربیعہ) سے ملاقات ہو گئی۔ اس سے پوچھا کہ ”کہاں جا رہے ہو؟“ اس نے جواب دیا تمہارے پاس جا رہا تھا کہ تم کسی شہر کی امارت میرے سپرد کرو گے بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم نے اپنا نائب ایک یمنی ازوی شخص کو بنا دیا ہے۔ مسلم بن زیاد نے کہا ”تم خراسان نہ جاؤ تو میں تم کو مروروز فاریاب طالقان اور جوزجان کا گورنر مقرر کر دوں سلیمان یہ سن کر مروروز کی طرف روانہ ہوا۔

عبداللہ بن خازم کی خراسان روانگی: مسلم بن زیاد آگے بڑھا تو اس بن ثعلبہ ابن زفر مل گیا اس کو اس نے ہرات پر مقرر کیا اور نیشاپور پہنچا وہاں عبداللہ بن خازم خراسان سے ہوتا ہوا ملا۔ اس نے معلوم کیا خراسان پر کس کو مقرر کیا؟ مسلم نے کہا سلیمان بن مرشد کو۔ عبداللہ بولا کیا تم کو کوئی اور شخص نہیں ملتا تھا جو تو نے خراسان جیسے شہر کو بکر بن وائل کے قبیلہ کے حوالے کر دیا۔ خیر اب تم خراسان کی گورنری کی سند عطا کرو چنانچہ مسلم بن زیاد نے سند گورنری لکھ دی اور ایک لاکھ درہم دے کر عبداللہ کو رخصت کیا۔

ابن خازم کا مروروز طالقان وغیرہ پر قبضہ: مہلب بن ابی صفرة کو یہ خبر لگی تو اس نے بنو حشم ابن سعد بن زید بن تمیم سے ایک شخص کو اپنا نائب مقرر کیا۔ ابن خازم اور اس جشمی شخص سے لڑائی ہوئی۔ جشمی کی پیشانی پر چوٹ آئی جس کی تکلیف سے دو دن بعد مر گیا اور ابن خازم کامیاب و کامران شہر میں داخل ہو گیا۔ بعد اس کے عبداللہ بن خازم نے مروروز پر چڑھائی کر دی۔ سلیمان بن مرشد سے عرصے لڑائی ہوتی رہی۔ آخر کار سلیمان ہار گیا اور عبداللہ بن خازم اس کے مقبوضہ صوبوں پر قبضہ حاصل کر کے عمرو بن مرشد کی طرف بڑھا جو طالقان کا قابض تھا۔ فریقین میں لڑائیاں ہوئیں ہار آخر عمرو بن مرشد ہار گیا، اور اس کے ساتھی بھاگ کر ہرات میں اس بن ثعلبہ کے پاس پہنچے۔ عبداللہ بن خازم مروروز واپس آ گیا۔

ہرات میں اس بن ثعلبہ کی بیعت: مروروز اور خراسان کے ارد گرد جتنے آدمی قبیلہ بکر بن وائل کے تھے وہ سب بھی ہرات بھاگ آئے جس سے ہرات میں ایک معقول لشکر جمع ہو گیا۔ سب نے متفق ہو کر اس بن ثعلبہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کو مرشد کے بیٹوں سلیمان و عمرو کے خون کا بدلہ لینے کے لیے امیر بنایا۔ عبداللہ بن خازم کو اس کی اطلاع ہوئی تو موت کے پیغام کی طرح ان کے سروں پر پہنچ گیا ہرات کی ایک وادی میں فریقین کا مقابلہ ہوا۔

اس بن ثعلبہ سے ابن خازم کی جنگ: ایک برس تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ ایک روز عبداللہ بن خازم نے لڑائی کے طول کھینچنے سے گھبر کر پوری قوت سے حملہ کر دیا اس دن اس بن ثعلبہ کا لشکر اپنے امیر کی خلاف مرضی شہر سے نکل کر لڑنے کے لیے آیا تھا عبداللہ بن خازم فوج نے ہارتے مارتے اس خندق تک پہنچ دیا۔ بہت سے آدمی خندق میں گر کر مر گئے اور ہزاروں بھاگ کھڑے ہوئے۔

اس بن ثعلبہ کا فرار: اس بن ثعلبہ تحسبتان کی طرف بھاگا اور وہیں یا اس کے قریب مر گیا عبداللہ بن خازم نے ہرات پر بھی قبضہ کر کے اپنے بیٹے محمد کو اس کی گورنری دیدی۔ اسی زمانہ میں ترک نے اسخاد پر حملہ کیا۔ ابن خازم نے یہ سن کر ظہیر بن حیان کو بسرگروہی بنو میمان کے منتشر کرنے کے لیے روانہ کیا چنانچہ ظہیر نے پہنچ کر ترکوں کو شکست دی اور پھر ہرات واپس آ گیا۔

شیعیان علی سلیمان بن صرد سے بیعت: واقعہ کربلا کے بعد ہی ۶۱ ہجری میں امیر المومنین علی بن ابی طالب کے حامیوں میں پھر ایک

جوش پیدا ہو گیا تھا اور وہ لوگ اپنے کیے پر پشیمان ہو کر کوفہ میں سلیمان بن صدوزاعی کے مکان پر جمع ہوئے۔ اس مجمع میں بڑے بڑے شیعہ سردار مسیب بن نجبه فزاری، عبداللہ بن سعد بن نفیل ازدی، عبداللہ بن وال تہمی اور رفاعہ بن شداد بکلی وغیرہ بھی موجود تھے بحث و تکرار کے بعد سب نے خون حسین رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے سلیمان بن صدوزاعی کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

سلیمان بن صدوزاعی کے رابطے: سلیمان بن صدوزاعی امیروں سے خط و کتابت کرنے لگا۔ سعد بن حذیفہ بن الیمان جو مدائن میں تھے ورنہ ثنی ابن مخربہ عبدی جو بصرہ میں تھے اس کی رائے سے متفق ہو گئے اور خون حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے پر تیار ہو گئے۔ آہستہ آہستہ اس کا لشکر بڑھتا گیا یہاں تک کہ ۶۴ ہجری میں یزید بن معاویہ کا جب انتقال ہو گیا تو اس کے متبعین نے خروج کرنے کو کہا سلیمان نے جواب دیا ابھی اس کا وقت نہیں آیا اس وقت تک کوفہ میں بہت سے آدمی ایسے ہیں جو تمہارے ساتھ نہیں ہیں تم ان کو اپنا ہم آہنگ بنانے کی کوشش کرتے جاؤ۔

کوفہ میں عبداللہ بن زبیر کی بیعت: لہذا سلیمان بن صدوزاعی نے روساء کوفہ سے رابطہ و ضبط پیدا کر کے اکثر لوگوں کو اپنی جماعت میں داخل کر لیا۔ کچھ عرصے بعد اہل کوفہ نے عمرو بن حریث کو (جو ابن زیاد کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا) کوفہ سے نکال دیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر سے خلافت کی بیعت کر لی۔

مختار بن ابوعبید کی کوفہ آمد: یزید کے مرنے کے چھ مہینے بعد نصف رمضان میں مختار بن ابوعبید کوفہ میں آیا یا نیمسویں رمضان کو حضرت ابن زبیر کی طرف سے عبداللہ بن یزید انصاری گورنر بن کر ابراہیم محمد بن طلحہ کوفہ کے خراج پر مامور ہو کر آئے۔ مختار بن ابوعبید لوگوں کو امام حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے پر ابھرنے لگا لوگوں نے کہا ہم نے محض اسی کام کو انجام دینے کے لیے سلیمان بن صدوزاعی کے ہاتھ پر بیعت کی ہے وہ بالفضل اس کو حکمت و مصلحت سمجھتا ہے۔ مختار کا امام حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کا اعلان: مختار نے کہا سلیمان ایک پست ہمت آدمی ہے وہ لڑائی جھگڑے سے جی چراتا ہے مجھے مہدی محمد الحنفیہ نے اپنا وزیر امین مقرر کر کے بھیجا ہے تم لوگ میرے ہاتھ پر بیعت کر لو اور خون حسین رضی اللہ عنہ مظلومہ کا بدلہ ان کے مقتولین سے لے لو امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے حامیوں کا ایک بڑا گروہ اس کی طرف مائل ہو گیا۔

ابن زبیر کے گورنر کی مختار کی مدد کی اپیل: عبداللہ بن یزید انصاری کو جب یہ خبر ملی کہ مختار بغاوت کرنے والا ہے تو اس نے اہل کوفہ کو جمع کر کے کہا ”اگر وہ لوگ ہم سے لڑیں گے تو ہم بھی ان سے لڑیں گے ورنہ ہم ان سے کچھ مزاحمت نہیں کریں گے کیونکہ وہ لوگ امام حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ ان کے قاتلوں سے لینے والے ہیں اگر ابن زیاد ان لوگوں کی طرف رخ کرے گا تو ہم ان لوگوں کے مددگار نہیں بنیں گے۔ یہ کجخت امام حسین رضی اللہ عنہ سے لڑا اور اس نے اچھے اچھے لوگوں کو قتل کیا۔ دین کی تخریب میں کوئی بھی کسر نہیں چھوڑی بہتر ہے کہ تم لوگ مختار کی مدد کرو“ عبداللہ بن یزید یہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔

گورنر کی مخالفت اور حمایت: ابراہیم بن محمد طلحہ نے اٹھ کر کہا ”اس شخص کی تقریر کی وجہ سے تم لوگ دھوکہ میں نہ آ جانا واللہ جو شخص ہری مخالفت پر سر اٹھائے گا ہم فوراً اس کا سر قلم کر دیں گے اس کی بات پوری نہ ہو پائی تھی کہ مسیب بن نجبه نے لپک کر اس کی چٹنی کاٹ دی اور چلا کر کہا تو ہم کو اپنی تلوار سے ڈراتا ہے واللہ ہم تجھ کو اپنی مخالفت پر ملامت نہیں کرتے تو وہی ہے جس کے باپ دادا کو ہم نے قتل کیا ہے۔ ہاں اے امیر آپ نے ایک بات نہ سنا صحیح کہی ہے ابراہیم نے ڈانٹ کر کہا ”بیشک ہم اپنے مخالفین سے لڑیں گے (عبداللہ بن یزید کی طرف اشارہ کر کے) اور تو نے بالکل بے کار تقریر کی ہے“ عبداللہ بن وال نے کہا ”تو کیوں دخل در معقولات کر رہا ہے تو ہمارا افسر نہیں ہے تیرے حوالے جو کام کیا گیا ہے تو وہ کر (یعنی خراج وصول کر) ابراہیم کے ساتھیوں نے سخت سخت باتیں کہیں۔ لوگوں نے آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دیں۔

گورنر اور ابراہیم کی صلح: ابراہیم یہ کہہ کر میں اس کی شکایت حضرت عبداللہ بن زبیر کو لکھوں گا اپنے گھر چلا گیا۔ دوسرے دن عبداللہ بن انصاری ابراہیم کے گھر پر آیا اور معزرت کی تو اس نے قبول کر لیا اس واقعہ کے بعد سلیمان بن صدوزاعی کے ساتھی کھلم کھلا اسلحہ خریدنے لگے۔

مختار کی گرفتاری: چند دنوں بعد جب سلیمان نے جزیرہ کی طرف خروج کیا جیسا کہ آئندہ بیان کریں گے تو عمر بن سعد، شہب بن ربیع اور یزید بن الحارث بن رویم کے کہنے پر عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے مختار کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

سلیمان بن صرد کا خروج : ماہ ربیع الثانی ۶۵ ہجری کی چاند رات کو سلیمان بن صرد خزاعی نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے کوفہ سے نکل کر نخلیہ میں قیام کیا اور اپنے ساتھیوں کو شمار کیا تو ان کی تعداد ان کی نظر میں قابل اطمینان نہ تھی صبح ہوتے ہی حکیم بن منقر کندی اور واپید بن عصیر کنانی کو کوفہ کی طرف روانہ کیا ان لوگوں نے کوفہ پہنچ کر لوگوں کو امام حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے پر ابھارنا شروع کیا اگلے دن صبح نے ہونے پائی تھی کہ جتنے لوگ شہر میں تھے تنے ہی اور آپہنچے مرتب کرنے سے معلوم ہوا کہ سولہ ہزار آدمیوں نے قاتلین حسین رضی اللہ عنہ سے لڑنے پر بیعت کی ہے۔

ابن زید سے جنگ کے لیے روانگی : سلیمان بن صرد خزاعی تین دن تک نخلیہ میں ٹھہرا رہا۔ اس دوران اس کے ساتھیوں میں سے ایک ہزار آدمی جو گھریٹھ گئے تھے آئے روانگی کے وقت عبداللہ بن سعد بن نفیل نے کہا ”چونکہ ہم لوگ قاتلین حسین رضی اللہ عنہ سے لڑنے کے لیے نکلے ہیں اور تشریف سارے قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کوفہ میں موجود ہیں لہذا انکو چھوڑ کر کہاں خاک چھانٹے جا رہے ہو؟ ساتھیوں نے اس رائے سے اتفاق کیا لیکن سلیمان نے ختلاف کر کے کہا ”یہ لوگ تو لشکریوں میں تھے اصل جو سردار تھا وہ گردن اڑائے جانے کے زیادہ لائق ہے میرے نزدیک فاسق بن فاسق عبداللہ بن زید سے پہلے لڑنا چاہیے وہی اس فساد کا بانی اور گمراہوں کا سردار ہے اس کے خلاف کامیابی حاصل ہو جانے کے بعد اوروں سے نمٹنا آسان ہو جائے گا۔“ اس تقریر سے لوگوں کو تشفی ہو گئی اور روانگی کی تیاری ہونے لگی۔

لشکر کی مدفن اور قر قیسیہ آمد : عبداللہ بن زید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ کو معلوم ہوا تو وہ منع کرنے کے لیے آئے اور سمجھایا، مدد دینے کا وعدہ کیا، لیکن سلیمان نے اس کو نہ مانا۔ اور جمعہ کی پانچویں شب ربیع الثانی ۶۵ ہجری کو نخلیہ سے کوچ کر دیا۔ جب حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ کے مدفن پر پہنچے تو چل کر رو پڑے ایک دن اور رات ٹھہرے ہوئے ساتھ چھوڑ دینے اور ان کے ساتھ مل کر نہ لڑے پر روتے اور پچھتاتے رہے۔ اگلے دن انہار کے راستے روانہ ہوئے کوچ و قیام کرتے ہوئے ”قر قیسیہ“ پہنچے جہاں زفر بن الحارث کلابی تھا اس نے شہر پناہ کے دروازے بند کروا دیئے۔

قر قیسیہ کے گورنر کی مدد اور مشورے : مسیب بن نجبه نے رسد اور غلہ مانگا جب زفر کو ان کے حالات سے آگاہی ہو گئی تو اس نے رسمی پر معذرت کر لی اور رسد اور غلہ کا پورا پورا انتظام کر دیا اور روانگی کے وقت ایک ہزار درہم اور ایک گھوڑا پیش کیا لیکن مسیب نے درہم واپس کر دیئے اور گھوڑا لے لیا زفر ساتھ دینے کی غرض سے کچھ دور تک آیا اور یہ سمجھا کر واپس آ گیا کہ تم لوگ شامی لشکر کے مقابلے پر آنے سے پہلے عین اوردہ میں پہنچ کر قبضہ کر لینا۔ کھلے میدان میں شامی لشکر سے ہرگز مقابلہ مت کرنا کیونکہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اور تم لوگ کم ہو غرض یہ کہ زفر بن حرث اسی قسم کی چند ہدایتیں کر کے دعائیں دیتا ہوا واپس چلا گیا۔

”عین الوردہ پر لشکر کا قبضہ : سلیمان بن صرد اپنے ساتھیوں کے ساتھ منزل بہ منزل کوچ کرتا ہوا ”عین الوردہ“ پہنچا اور اس کے مغربی جانب ڈیرے ڈال دیئے پانچویں روز شام کے لشکر کی آمد کی خبر مشہور ہوئی تقریباً ایک دن اور رات کی مسافت باقی رہی ہوگی کہ سلیمان نے اپنے سرے لشکریوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔

سلیمان بن صرد کا خطبہ : اس نے کہا کہ اگر میں مارا جاؤں تو مسیب بن نجبه کو اور اگر یہ مارا جائے تو عبداللہ بن سعد بن نفیل کو اور اگر یہ بھی مار جائے تو رفاعہ بن شداد کو امیر بنالینا۔

شامی لشکر کی پہلی شکست : تقریر ختم ہونے کے بعد اس نے چار سو سواروں کے ساتھ مسیب بن نجبه کو لشکر شام کو روکنے کے لئے روانہ کیا اس کی لشکر شام کے مقدمہ اکبیش سے ٹڈ بھٹ ہو گئی میدان جنگ مسیب کے ہاتھ رہا شامی لشکر شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا ان کے بہت سے آدمی مارے گئے مال و اسباب اسلحہ وغیرہ جو لشکر میں تھا اس پر مسیب بن نجبه نے قبضہ کر لیا اور واپس اپنی لشکر گاہ میں آ گیا۔

ابن زید کی فوج سے جنگ : اس واقعہ کی خبر عبداللہ بن زیاد کو ملی تو اس نے حصین بن نمیر کو بارہ ہزار لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ چھبویں جمادی الاول ۶۵ ہجری کو ”عین الوردہ“ کے مقام پر فریقین کا مقابلہ ہوا۔ سلیمان قلب میں تھا میمنہ پر عبداللہ بن سعد اور میسرہ پر ربیعہ بن محرق غنوی نصف ساری کے بعد حصین بن نمیر نے سلیمان کو اور سلیمان نے حصین بن نمیر کو سمجھایا کسی نے ایک دوسرے کا کہنا نہ مانا۔

شامی لشکر کا فرار اور کمک کی آمد: چنانچہ لڑائی شروع ہو گئی شام ہوتے ہی شامی لشکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ ریکی نے فتح مند گروہ کو حمد کرنے سے روک دیا صبح ہوتے ہی آٹھ ہزار آدمی اور لشکر شام سے آئے جن کو عبداللہ بن زیاد نے بطور کمک بھیجا تھا، فریقین نے نماز فجر کے بعد ہی لڑائی چھیڑ دی پورے دن نہایت سختی سے جنگ جاری رہی اور اوقات نماز کے علاوہ لڑنے والوں کے ہاتھ نہیں رکے یہاں تک کہ شام سوئی مجبور ہو کر فریقین اپنی اپنی لشکر گاہ میں واپس پلٹ آئے۔

گھمسان کی جنگ: دونوں کی رات امید و بیم میں گزری صبح کی سفیدی نمودار ہوتے ہی اوہم بن محرز باہلی دس ہزار آدمی لے کر ابن زیاد کی طرف سے پہنچا اور لڑائی شروع ہو گئی صبح سے سورج بلند ہونے تک نہایت شدت سے جنگ ہوتی رہی اس کے بعد اہل شام نے چاروں طرف سے گھیر لیا سیمان نے اپنے ساتھیوں کو لہکار کر کہا جس کو آج جنت میں رات گزارنی ہو وہ ہمارے ساتھ آئے ساتھیوں نے تلواریں کھینچ لیں اور شیر کی طرح شامی لشکر پر ٹوٹ پڑے ایک بہت بڑی تعداد اس واقعہ میں کام آ گئی۔

شیعان علی کے سرداروں کی شہادت: حصین بن نمیر نے لڑائی کا عنوان بدلتا ہوا دیکھ کر تیر اندازوں کو تیر بازی کا اور سواروں کو محاصرہ کرنے کا حکم دیا۔ یزید بن حصین نے سیمان بن صرد پر تیر چلایا وہ غش کھا کر گر پڑے مسیب بن نجہ نے لپک کر علم کو سنبھالا اس دوران تین سوار آئے جنہوں نے سعد بن حذیفہ اور ثنی بن مخرہ عہدی کے آنے کی خبر دی عبداللہ بن سعد اور اس کے ساتھی یہ خبر سن کر خوش ہو گئے اور ایک تازہ جوش کے ساتھ لڑنے لگے یہاں تک کہ عبداللہ بن سعد بن نفیل بھی مارے گئے۔

خالد بن سعد کی گرفتاری: خالد بن سعد بن نفیل نے اپنے بھائی کے قاتل پر نیزہ چلایا جسے ایک دوسرے شامی نے تلوار سے کاٹ دیا خالد نے لپک کر قاتل کو پکڑ لیا زور آزمائی ہونے لگی شامیوں نے پہنچ کر اپنے ساتھی کو چھڑا لیا اور خالد کو گرفتار کر لیا اس وقت علم نیچے گرا ہوا تھا لوگوں نے عبداللہ بن وال کو پکارا لیکن یہ دوسری طرف لڑائی میں مصروف تھے اس لئے رفاعہ بن شداد نے علم کو اٹھا لیا اور لڑنے لگے ابھی قسمت کا آخری فیصلہ نہ ہونے پایا تھا کہ آفتاب غروب ہو گیا لشکر شام اپنی لشکر گاہ میں واپس آ گیا۔

شیعان علی کا فرار: پھر رفاعہ نے اپنے ساتھیوں کا جائزہ کیا تو معلوم ہوا کہ زیادہ حصہ میدان جنگ میں موت کی نیند مورہا ہے اور باقی کچھ لوگ رہ گئے ہیں اور ان میں بھی اکثر زخمی ہیں اور جنہوں نے زخم نہیں کھایا ہے وہ اتنے زیادہ تھک گئے ہیں کہ زخمیوں سے بھی بری حالت ہے چنانچہ وہ مجبور ہو کر رات کو ہی میدان جنگ چھوڑ کر کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ مخالف فریق سے میدان جنگ خالی پڑا ہے۔

شیعان علی کی واپسی براستہ قرسیا: حصین بن نمیر نے اس کا تعاقب نہیں کیا اور یہ چلتے چلتے قرسیا پہنچے۔ زفر بن الحرث نے تین روز تک ٹھہرائے رکھا اور دعوت کی چو تھے دن زاد سفر دے کر کوفہ کی جانب رخصت کیا اس کے بعد سعد بن حذیفہ بن الیمان اہل مدائن کو لے کر ہیت تک آ پہنچے لیکن یہ خبر بد سن کر واپس ہوئے تو ثنی بن مخرہ عہدی سے ملاقات ہو گئی جو اہل بصرہ کو لے کر آ رہے تھے۔ علیک سلیک کے بعد لڑائی کا حال بتایا اور رفاعہ کے انتظار میں قیام کیا۔ جب رفاعہ اپنے بقیۃ السیف ساتھیوں سمیت آ گیا تو ثنی و سعد اسکو گلے لگا کر تھوڑی دیر تک خوب پھوٹ پھوٹ کر روئے اور ایک رات قیام کے بعد اپنے اپنے شہروں کی طرف واپس لوٹ گئے۔

مروان کے بیٹے عبدالملک و عبدالعزیز: ۶۱۵ ہجری میں مروان بن الحکم کے اشارہ سے اس کے بیٹوں عبدالملک و عبدالعزیز کی ولی عہدی کی بیعت لی گئی عمرو بن سعید بن العاص، مصعب بن زبیر کو شکست دے کر دمشق میں مروان کے پاس واپس آ گیا تھا۔

بیٹوں کی بیعت لینے کے لیے مروان کی مکاری: مروان کو یہ خبر ملی تو خود اپنے بیٹوں کی بیعت لینے کے لیے یہ حیلہ نکالا کہ عمرو بن سعید بن العاص یہ کہتا ہے مروان کے بعد خلافت کا مستحق میں ہوں اس لیے حسان بن ثابت نجد کو بلا کر عمرو بن سعید کے خیالات ظاہر کیے اور کہا میں اپنے لڑکوں عبدالملک و عبدالعزیز کی ولی عہد کی بیعت لینا چاہتا ہوں تم اس کے محرک بن جاؤ۔

ولی عہد کی بیعت: اگلے روز شام کے وقت امراء دمشق مروان سے واپس آئے تو حسان نے کھڑے ہو کر کہا ”مجھے خبر ملی ہے کہ کچھ لوگ

امیر المؤمنین کے بعد خلافت کے دعوے دار بننے والے ہیں لہذا تم اٹھو اور مروان کے بیٹوں عبدالملک و عبدالعزیز کی ولی عہد کی بیعت کر لو کسی کو کوئی اور خیال تک نہ آیا سب نے بیعت کر لی۔

عبدالملک ب مروان کا دور خلافت: تین رمضان ۶۵ ہجری کو دمشق میں مروان کے مرنے کے بعد لوگوں نے اس کے بیٹے عبدالملک کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور یہ تخت نشین ہوا اس کو لوگ ابوالملوک کہتے تھے اس لیے کہ اس کے بیٹوں ولید، سلیمان، یزید اور ہشام نے حکومت اور سلطنت کی تھی اور چونکہ اس کے مسوڑھوں سے اکثر خون جاری رہتا تھا اور اس پر کھیاں بیٹھا کرتی تھیں اس لحاظ سے یہ ابوالزباب کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا اس کی ماں کا نام عائشہ تھا۔ مغیرہ بن ابی العاص بن امیہ کی بیٹی تھی۔

خوارج کی بغاوت: اسی سن میں کوفہ سے خوارج نے علم بغاوت بلند کیا ان کا سردار نافع بن ارزق تھا۔ اہل بصری کے اختلاف کی وجہ سے ان کی قوت کو ایک گونہ استحکام حاصل ہو گیا تھا۔ عبداللہ بن حارث نے مسلم بن عیسٰی بن کرید بن ربیعہ کو ان کی سرکوبی پر مامور کیا۔ انھوں نے میمنہ پر حجاج بن باب حمیری اور میسرہ پر حارثہ بن بدر غدافی کو مقرر کیا۔ ابن ارزق کا میمنہ بن ہلال اور میسرہ ابن ماحوز تمیمی کی سرداری میں تھا۔

دولاب کی جنگ میں ابن ارزق کا قتل: مقام دولاب (سرزمین اہواز) پر ماہ جمادی الثانی ۶۵ ہجری میں صف رائی ہوئی اہل بصری کا امیر مسلم اور خوارج کا امیر نافع بن ارزق مارے گئے۔ اہل بصری نے حجاج بن باب حمیری کو اور خوارج نے عبداللہ بن ماحوز تمیمی کو امیر بنایا اور لڑنے لگے جب یہ دونوں سردار بھی مارے گئے تو بصری نے ربیعہ بن ایزم تمیمی کو اور خوارج نے عبید اللہ بن ماحوز تمیمی کو سردار بنا کر پھر لڑائی شروع کر دی۔ فریقین خوب دل جمعی سے لڑ رہے تھے۔

شامی لشکر کا فرار: شام ہو رہی تھی قسمت کا آخری فیصلہ ابھی تک نہ ہوا تھا کہ خوارج کی مدد کے لیے ایک تازہ دم فوج آگئی جس نے اس وقت تک میدان جنگ میں قدم نہ رکھا تھا۔ اس فوج نے عبدالقیس کی طرف سے اہل بصری پر حملہ کر دیا۔ اہل بصری کا امیر ربیعہ مارا گیا۔ حارثہ بن زید علم کو سنبھال کر تھوڑی دیر تک لڑتا رہا جب اس کے اکثر ساتھیوں کے قدم اکھڑ گئے تو وہ ایک تھوڑی سی جماعت کو لے کر لڑتا بھڑتا اہواز کی طرف روانہ ہو گیا اور خوارج بصری چلے گئے۔

مہلب کی حضرت ابن زبیر کی طرف سے تقرری: اہل بصری کو اس واقعہ کا سخت صدمہ ہوا حضرت عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن حارث کو بصری کے امارت سے معزول کر کے حارث بن ربیعہ کو مامور کر دیا۔ خوارج کی بغاوت کا سیلاب جس وقت بصری کے قریب پہنچا تو اہل بصری نے احنف بن قیس کو جنگ کی جگہ کا امیر بنانا چاہا۔ مگر احنف بن قیس نے مہلب بن ابی صفرہ کی طرف اشارہ کیا جو حضرت عبداللہ بن زبیر کی طرف سے امیر خراسان بن کر جا رہا تھا مہلب نے اس شرط سے منظور کر لیا کہ بیت المال میں سے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو کافی خرچ دیا جائے گا اور جس سرزمین کو بزدلتیغ وہ فتح کر لے گا اس کا وہ مالک سمجھا جائے گا چنانچہ اہل بصری کے بارہ ہزار جنگجوؤں کو مہلب منتخب کر کے خوارج سے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا۔

جسر اصغر پر خوارج سے جنگ: چنانچہ ”جسر اصغر“ پر ان سے سامنا ہو گیا اور پھر ایک سخت لڑائی کے بعد مہلب نے خوارج کو پسپا کر دیا خوارج جسر اصغر پہ ہٹ کر ”جسر اکبر“ کی طرف چلے گئے۔ مہلب نے اپنے سواروں اور پیادوں کو نہایت تیزی سے بڑھایا تو خوارج ”جسر اکبر“ سے بھی ناکام میاب نامراد ہو کر آگے بڑھے اور نہر تیری پر پہنچے اور وہاں سے مڑ کر اہواز کی طرف مڑ گئے۔

خوارج کا فرار: مہلب کو ان کی اس نقل و حرکت کی جاسوسوں کے ذریعے سے برابر اطلاع ہو رہی تھی جب اس کو خوارج کے اہواز میں پہنچنے کی خبر ملی تو ”نہر تیری“ پر اپنے بھائی معارک بن ابی صفرہ کو متعین کر کے اہواز کا رخ کیا وہاں خوارج کے مقدمتہ انجیش سے لڑائی ہوئی اور خوارج شکست کھا کر منازرہ کی طرف بھاگے مہلب نے تعاقب کیا مگر خوارج نہایت تیزی سے ”نہر تیری“ کی طرف واپس آئے اور حالت غفلت میں معارک بن ابی صفرہ کو گرفتار کر کے پھانسی دے دی۔

خوارج کا دوبارہ حملہ: مہلب کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے بیٹے مغیرہ بن مہلب کو معارک کی تجہیز و تکلف کے لیے روانہ کیا اور خود خوارج کا

راستہ روک کر سولاف میں ڈیرے ڈال دیئے حتیٰ کہ مغیرہ اور خوارج یکے بعد دیگرے سولاف میں آ پہنچے اور میدان کا رزار گرم ہو گیا۔ خوارج نے مہلب پر پوری قوت سے ایک نہایت قوی حملہ کیا جس سے مہلب کے لشکر کے پاؤں اکھڑ گئے اور بہت سے آدمی کام آ گئے اور اکثر بھاگ کھڑے ہوئے لیکن مہلب اور اس کا بیٹا میدان جنگ میں ثابت قدم رہے۔

مہلب کی عارضی کامیابی اور واپسی:۔ پھر مہلب نے اپنے ساتھیوں کو لاکارا جس سے چار ہزار سوار واپس آ گئے رات کی تاریکی نے کامیاب گروہ کو اس مختصر جماعت کو منتشر کرنے اور سنبھل کر دوبارہ حملہ کرنے سے روک دیا۔ صبح ہوئی مہلب نے لشکر مرتب کرنے اور لڑائی کرنے کا حکم دیا مگر ساتھیوں نے اس بات سے اختلاف کیا تو مہلب نے مصلحت وقت کے خلاف سمجھ کر ”سولاف“ سے کوچ کر دیا اور وہاں سے عاقول آیا اور تین روز ٹھہرا رہا۔

خوارج سے فیصلہ کن جنگ:۔ جب اس کی طبیعت کو ایک گونہ قرار آیا تو اپنے لشکر کو پھر از سر نو مرتب کر لیا پھر جنگ کے ارادے سے مقام سلی و سلمیٰ جہن پر خوارج کا گروہ ٹھہرا ہوا تھا جا پہنچا۔ خوارج نے یہ سن کر اپنے لشکر کو مرتب کر لیا ان کے میمنہ پر عبید بن ہلال میسرہ پر زبیر بن ماجوز تھا اور مہلب کے میمنہ میں ازدو تمیم اور میسرہ میں بکر بن وایل و عبد القیس اور اہل عالیہ قلب میں تھے۔ پورے دن لڑائی ہوتی رہی۔ شام کے قریب خوارج نے ایک ایسا حملہ کیا کہ مہلب کا لشکر بے قابو ہو کر نہایت ابتری کے ساتھ بھاگ نکلا۔

مہلب کی پرجوش تقریر:۔ مہلب نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر ”الی عباد اللہ الی عباد اللہ“ (میرے پاس آؤ اے اللہ کے بندو میرے پاس آؤ اے اللہ کے بندو) چلانا شروع کر دیا۔ تین ہزار آدمی جس میں اکثر اسی قوم (یعنی ازدی) تھے آ کر جمع ہو گئے۔ مہلب نے ایک پرجوش تقریر کے بعد کہا ”تم لوگ دس دس پتھر اٹھا لو اور ہمارے سنگ باری کرتے ہوئے اپنے دشمنوں کے لشکر کی طرف چلو وہ اس وقت دن بھر تھکے ہندے اور جنگ و جدال سے بے خوف ہو کر پڑے ہوئے ہیں اور ان کے سوا تمہارے شکست خور سپاہیوں کے تعاقب میں گئے ہیں واللہ مجھے امید ہے کہ وہ لوگ واپس نہیں آئیں گے کہ تم ان کے خلاف کامیابی حاصل کر لو گے۔“

مہلب کی خوارج کے خلاف کامیابی:۔ مہلب کی اس تقریر نے ان کے دلوں میں ایک تازہ روح پھونک دی۔ سب کے سب اپنے دامنوں اور جیبوں میں پتھر بھر کر خوارج کے سر پر جا پہنچے۔ جب پتھر ختم ہو گئے تو نیزہ باری شروع کرنے لگے۔ نیزوں نے بھی جواب دیا تو تلواریں نیام سے کھینچ لیں۔ عبد اللہ بن ماجوز اور اس کے اکثر ساتھی مارے گئے۔ مہلب اور اس کے ساتھیوں نے خوب دل کھول کر لوٹا۔ خوارج کے سوار تعاقب سے واپس آئے تو لشکر گاہ تک نہ آ سکے کیونکہ مہلب کے سواروں اور پیادوں نے راستہ روک رکھا تھا اور مرنے مارنے اور لوٹنے پر تیار تھے۔ تو مجبوراً کرمان و اصفہان کی طرف روانہ ہوئے اور عبید اللہ ماجوز کی جگہ زبیر بن ماجوز کو امیر بنادیا۔ مہلب نے کامیابی کے بعد وہیں قیام کیا حتیٰ کہ مصعب بن زبیر امیر بصریٰ بن کر آئے اور حارث بن ربیعہ کو معزول کر دیا گیا۔

نجدہ بن عامر:۔ نجدہ بن عامر بن عبد اللہ بن ساد بن مفرح حنفی، نافع بن اریق کے ساتھیوں میں سے تھا لیکن اس سے علیحدہ ہو کر یمامہ چلا گیا اور ابو طالت نامی ایک شخص کو سردار بنا کر ۵۶ ہجری میں ہضارم پر حملہ کر کے اسے لوٹ لیا جس سے اس کا لشکر بڑھ گیا اس کے بعد اس نے قافلہ کو جو بحرین سے حضرت عبد اللہ بن زبیر کے پاس جا رہا تھا لوٹ لیا اور آدمیوں کو چھوڑ دیا۔

نجدہ کی سرداری:۔ ۶۶ ہجری میں لوگوں نے ابو طالت کو معزول کر کے نجدہ بن عامر کو سردار بنالیا اس وقت اس کی عمر تیس برس کی تھی۔ تھوڑے دنوں کے بعد اس نے ذوالحجاز میں بنو کعب بن ربیعہ بن عامر بن مصعبہ پر حملہ کیا اور ان کو شکست دے کر یمامہ واپس آئے ۶۷ ہجری میں بحرین کا رخ کیا۔ قطیف میں لڑائی ہوئی۔ عبد القیس والے میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے ایک بڑی تعداد ماری گئی اور کچھ لوگ قید کر لیے گئے۔ نجدہ نے ان کے تعاقب میں اپنے بیٹے مطرح بن نجدہ کو روانہ کیا مقام ثور میں ٹڈ بھڑ ہوئی اور مطرح اور اس کے ساتھی مارے گئے لیکن نجدہ نے بحرین کو نہیں چھوڑا۔

نجدہ کا عمان پر قبضہ۔ اس دوران مصعب بن زبیر ۶۹ ہجری میں امیر بصرہ بن کر آئے اور عبد اللہ بن زبیر لیشی کو چودہ ہزار لشکر کے ساتھ اس کی

سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ مقام قطیف میں صف آرائی ہوئی۔ میدان نجدہ کے ہاتھ رہا اس نے عبداللہ بن عمیر کی شکست کے بعد ایک لشکر عثمان کی طرف عطیہ بن اسود غسانی کی قیادت میں روانہ کیا۔ عطیہ بن اسود نے ایک خوزلرائی کے بعد عمان پر قبضہ حاصل کر لیا۔

عطیہ کی نجدہ سے علیحدگی اور قتل: کچھ دنوں بعد عطیہ نے نجدہ سے علیحدگی اختیار کر کے کرمان پر حملہ کیا مہلب بن ابی صفرہ نے ایک لشکر عظیم الشان عطیہ کی گوشالی کی طرف روانہ کیا عطیہ بھاگ کر حبستان اور حبستان سے سندھ کی طرف چلا گیا مقام قنابل میں مہلب کے سواروں سے نہ بھڑ ہوئی جس میں اس کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔

نجدہ میں اہل طویع پر فتح: عبداللہ بن عمیر کی شکست کے بعد نجدہ نے ایک دوسرا لشکر بنو تمیم کی طرف روانہ کیا تھا اہل طویع نے بنو تمیم کی مدد کی جس کی وجہ سے نجدہ نے ایک دستہ فوج کا ان پر چھاپہ مارنے کی غرض سے بھیج دیا بیس سپاہی طویع کے مارے گئے اور چند لوگ رفر کر لئے گئے اس کے بعد اہل طویع نے اطاعت قبول کر لی پھر اس نے صنعاء کی طرف قدم بڑھایا۔

صنعاء والوں سے نجدہ کی بیعت: اہل صنعاء اس امید و خیال سے کہ اس کے بعد ایک عظیم الشان لشکر آئے گا جب لشکر کا وجود محسوس نہ ہوا تو وہ لوگ اپنے کئے پر پشیمان ہوئے اور نجدہ سے بیعت واپس لینے کو کہا لیکن اس نے منظور نہیں کیا۔ اس کے بعد نجدہ نے ابوند یک کو حضر موت کی طرف صدقات لینے کے لئے روانہ کیا اور ۶۸ ہجری میں آٹھ سو سپاہیوں کا لشکر جمع کرنے کے لئے گیا۔

ابن زبیر اور نجدہ کی حج کے دوران صلح: حضرت عبداللہ نے اس سے اس بات پر مصالحت کر لی کہ فریقین اپنے اپنے ساتھیوں کے ساتھ نمازیں پڑھائیں کوئی کسی سے مزاحمت نہ ہو غرض یہ کہ نجدہ حج سے واپس ہو کر مدینہ کی طرف لوٹ گیا عاصم بن عروہ بن مسعود ثقفی نے حاضر ہو کر اپنی قوم کی طرف سے بیعت کر لی اور نجدہ بحرین کی طرف واپس ہو گیا۔

نجدہ کے گروپ میں اختلاف اور اس کا قتل: چند دنوں کے بعد اس کے امراء میں اس سے اختلاف پیدا ہو گیا آہستہ آہستہ یہ اس حد تک پہنچی کہ اس کے کھلم کھلا اس کی مخالفت کرنے لگے بالآخر سب نے متفق ہو کر ابوند یک کو سردار بنالیا۔ نجدہ یہ رنگ دیکھ کر روپوش ہو گیا۔ ابوند یک نے ایک گروہ کو نجدہ کی تلاش پر مامور کیا اس نے ہجر کے گاؤں میں نجدہ کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

حضرت ابن زبیر کے ہاتھوں کعبہ کی تعمیر: آپ پڑھ چکے ہیں کہ جس وقت اہل شام نے یزید کے دور حکومت میں حضرت عبداللہ بن زبیر پر فوج کشی کی تھی تو اہل شام کے خانہ کعبہ پر آگ برسائی تھی جس سے یہ مقدس گھر جل گیا تھا اس کے بعد جب یزید مر گیا اور حکومت کے زینہ پر حضرت عبداللہ بن زبیر کے قدم ایک طرح سے جم گئے تو انہوں نے اس کی تعمیر شروع کر دی اور حجر اسود کو خانہ کعبہ میں داخل کر دیا اور اس کے دو دروازے قائم کئے ایک اندر جانے کے لئے دوسرا نکلنے کے لئے۔

مختار کی اپنی رہائی کی کوششیں: سلیمان بن صرد کے قتل ہونے کے بعد اس کے باقی ساتھی کوئے آئے تو مختار کو قید پایا (اسکے قید ہونے کا واقعہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں) مختار نے قید خانہ سے ان لوگوں کی تعریفیں لکھیں اور یہ لکھا میں وہی ہوں جس کو محمد بن علی المعروف بن ابن حنفیہ نے امام حسین بن علی کا بدلہ لینے پر مامور کیا تھا۔ رفاعہ بن شداد، شعی بن مخزوم، عبدی، سعد بن حذیفہ بن الیمان، یزید بن انس، احمر بن شعیب الحمسی، عبداللہ بن شداد بجلی، عبداللہ بن کامل وغیرہ نے اس کا خط پڑھ کر کہلا بھیجا کہ اگر تم کہو تو ہم لوگ چھپ کر قید خانہ سے آکر تم کو نکال کر لے جائیں مختار نے خبر سن کر انتہائی مسرت کے ساتھ کہا بھیجو کہ میں عنقریب خود ہی اس قید سے نکلنے والا ہوں تم لوگوں کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔

عبداللہ بن عمر کو مختار کا خط: اس واقعہ سے پہلے مختار نے عبداللہ بن عمر کی خدمت میں پیام بھیجا کہ میں ظلماً قید کر لیا گیا ہوں آپ میری سفارش عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ سے کر دیجئے۔

مختار کی رہائی اور شیعہوں سے میل جول: چنانچہ عبداللہ بن عمر کی سفارش سے عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد نے اس شرط پر مختار کو رہا کیا

کہ آئندہ وہ بغاوت نہیں کرے گا اور نہ لوگوں کے خلاف خروج کرے گا اور اگر ان شرائط کی پابندی نہ کرے گا تو ایک ہزار قربانی خانہ کعبہ میں اس کو بے ہنگام ہوگی اور سارے خدام مرد ہوں یا عورت آزاد ہو جائیں گے الغرض مختار قید خانہ سے نکل کر اپنے گھر آیا تو امام حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے حامی اس کے پاس آنے جانے لگے۔ اسی دوران عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن یزید طحی اور ابراہیم ابن محمد بن طلحہ کو کوفہ سے معزول کر کے عبداللہ بن مطیع کو سند بوزری عطا کر دی۔

عبداللہ بن مطیع بحیثیت گورنر کوفہ: ۲۵ رمضان ۶۶ ہجری کو عبداللہ بن مطیع کوفہ آیا اور ایاس بن ابی مضارب عجل کو افسر پولیس مقرر کیا اور لوگوں کو مجتمع کر کے خطبہ دیا۔ سائب بن مالک نے کھڑے ہو کر کہا ”ہم کو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ تم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی سیرت کے مطابق عمل درآمد کرو اور نہ ہم کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اتباع کی ضرورت ہے گو یہ لوگوں کے ساتھ بھلائی کرتے تھے بلکہ تم کو چاہیے کہ ہمارے ساتھ وہ برتاؤ کرو جو حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہم لوگوں کے ساتھ کرتے تھے یزید بن انس بولا! سائب بہت صحیح اور درست کہتا ہے۔ عبداللہ بن مطیع یہ کہہ کر کہ تم جس برتاؤ کو پسند کرو گے ہم وہی برتاؤ تمہارے ساتھ کریں گے۔ منبر سے اتر کر گھر آ گیا۔

مختار کی گرفتاری کی کوشش: ایاس بن مضارب نے حاضر ہو کر کہا ”سائب بن مالک مختار کے ساتھیوں میں سے ہے اور مختار عنقریب بغاوت کی آگ بھڑکانا چاہتا ہے من سب یہ ہے کہ اس کو کسی حیلہ سے طلب کر کے قید کر دو تا کہ انتظام درہم برہم نہ ہونے پائے۔“ عبداللہ بن مطیع نے اس رائے کو پسند کیا اور مختار کو بدل بھیجا مختار نے کہا بھیجا کہ مجھے اس وقت سردی محسوس ہو رہی ہے دوسرے وقت آؤں گا۔

مختار کی بغاوت کی کوششیں: عبداللہ بن مطیع یہ سن کر خاموش ہو گیا اور مختار اپنے گھر پر لوگوں کو جمع کر کے بحالت غفلت حمد کرنے کی ترغیب دینے لگا۔ پھر چند لوگ کوفہ سے محمد بن الحنفیہ کے پاس مختار کا حال معلوم کرنے کے لئے آئے ”ہاں میں نے اس کو خون حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے پر مامور کیا ہے۔“ جب یہ لوگ واپس کوفہ آئے اور لوگوں کو محمد بن الحنفیہ کا پیغام سنایا تو مختار کی طرف رجحان بڑھ گیا۔

ابراہیم کی مختار سے بیعت: اس کے لوگوں نے کہہ سن کر ابراہیم بن اشتر کو مختار سے ملایا مختار نے محمد بن الحنفیہ کا خط دکھایا۔ ابراہیم نے مختار کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور صبح و شام اس کے پاس آنے جانے لگا۔ ۱۴ ربیع الاول ۶۶ ہجری شب پنجشنبہ کو بعد از مغرب ابراہیم اپنے ساتھیوں سمیت مسلح ہو کر مختار کی طرف روانہ ہوا چونکہ عبداللہ بن مطیع کو ایاس بن مضارب نے اس کی نقل و حرکت سے آگاہ کر دیا تھا اس لئے بنظر حفظ مانقذم کوفہ کی ناکہ بندی کر لی تھی۔

ابراہیم اور ایاس کی جھڑپ: ابراہیم خود کو عام راستے سے بچا تا تک دتاریک گلیوں میں سے گزرتا ہوا جا رہا تھا۔ اتفاقاً ایاس بن مضارب سے ملاقات ہو گئی اس نے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ جواب دیا ابراہیم بن اشتر اس نے پوچھا کہ یہ مجمع کیسا ہے؟ تمہارا کیا ارادہ ہے؟ میں تم کو امیر کے پاس لے چلوں گا۔ ابراہیم نے جانے سے انکار کر دیا تکرار بڑھی تو ابراہیم نے موقع پا کر ایاس بن مضارب کو ایک برچھا مارا جس سے ایاس گر پڑا اور اس کے ساتھی بھاگ کر عبدالرحمن بن مطیع کے پاس آئے اور اس واقعہ سے مطلع کیا۔ عبداللہ بن مطیع نے اس کے بیٹے راشد بن ایاس کو پولیس کی افسری دی اور راشد کے بدلے کناسہ کی طرف سوید بن عبدالرحمن کو روانہ کر دیا۔ (ابھی کلام المترجم) ❶

ابراہیم اور مختار کی بغاوت: ابراہیم سیدھا مختار کے پاس آیا اور راستے میں جو واقعہ پیش آیا شروع سے آخر تک اسے بتایا۔ مختار نے اسی وقت شیعوں کے پاس پیغام بھیجا اور حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کا اعلان کر دیا پھر ابراہیم لوٹ کر اپنی قوم ”نخع“ کے پاس آیا اور ان کو مسلح و مرتب کر کے رات ہی کے وقت مختار کے پاس چل دیا۔ عبداللہ بن مطیع نے اپنے لشکر کے امیروں کو تھوڑی تھوڑی فوج دے کر مختلف مقامات پر ناکہ بندی کی غرض سے مقرر کر رکھا تھا۔ چنانچہ ابراہیم کی ان لوگوں سے یکے بعد دیگرے ٹکرائیں ہوتی گئی۔

ابراہیم و مختار کی کامیابیاں: ابراہیم نے بہت سوں کو شکست دی اور لڑتا بھڑتا مختار کے مکان کے قریب پہنچ گیا وہاں دیکھا کہ شہت بن ربیع

❶ یہاں وہی کلام ختم ہو رہا ہے جو صفحہ ۴۹ سے شروع ہوا تھا اور جس کی قدرے وضاحت ہم نے حاشیے میں کر دی تھی۔ (شاء اللہ محمود)

تجربہ بن ابی مختار کے مکان کے پاس ٹر رہے ہیں ہذا اس نے شبیت پر پہنچنے سے قبلہ کر دیا۔ شبیت شکست کھا کر عبداللہ بن مطیع کے پاس واپس آ گیا۔ اس وقت تک مختار کے پاس چار ہزار آدمی جمع ہوئے تھے اور اس کا دل مسلسل ان تیہم کامیابیوں سے خوب بڑھ رہا تھا۔

باغیوں اور حکومت کے حامیوں میں جنگیں
عبداللہ بن مطیع نے شبیت بن ربیع، قتیب بن ابراہیم اور ربیع بن ایس کو پارہ ارفاد کے ساتھ روانہ کیا مختار نے ابراہیم بن اشتر کو بارہ سو سوار اور پیدل سپاہیوں کے ساتھ راشدن طرف اور قتیب بن حنیہ و تہیب سو پیدل سوار اور قتیب سو سواروں کے لشکر کے ساتھ شبیت بن ربیع کی جانب روانہ کر دیا چنانچہ نماز فجر کے بعد لڑائی شروع ہو گئی۔ ابتداً قتیب جنگ کے دوران مارا گیا اور شبیت بن ربیع کامیاب ہوا۔

ابراہیم بن اشتر کی کامیابیاں
ابراہیم بن اشتر نے مختار کو قتل کر کے اس کے ساتھیوں و بھائی عبداللہ بن مطیع نے ایک بڑا لشکر روانہ کیا اس نے اس کو بھی شکست دے کر شبیت بن ربیع پر حملہ کر دیا جو مختار کا محبوسہ ہے تھے ہوئے تھا چنانچہ شبیت بن ربیع کے قدم میدان جنگ سے اٹھ گئے اور وہ بھاگ کر عبداللہ بن مطیع کے پاس آ گیا۔ مختار نے وفادار امارت کا رخ کیا لیکن یہ اندازوں نے اسے نہ بڑھایا۔

عبداللہ بن مطیع میدان جنگ میں
اس واقعہ سے عبداللہ بن مطیع بہت ہار گیا تھا اور اس کا دل خوف و ہراس کا لالچہ میں مبتلا ہو گیا تھا اس کے عمر بن جان زبیدی نے کہا "تم موقع جنگ پر چھوڑ دو اور وہی وجہ کی ترغیب و حکومت اور بغاوت کی قوتوں میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے بہت زیادہ عبداللہ بن مطیع نے یہ سن کر بارہ سو بہت پابندی اور عمر بن جان کو ہار کے ساتھ شرمیلی الجوشن کو اور نوفل بن مسحاق کو پانچ ہزار کے لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ قسہ میں شبیت بن ربیع کو اپنا نائب بنا کر روانہ کیا اور اس کو میدان جنگ کی طرف نکالا۔

ابراہیم کی نوفل کو شکست
ابراہیم بن اشتر نے نوفل بن مسحاق پر حملہ کیا ان مسحاق پہلے ہی حملہ میں بھاگے تھے ابو جہل ابراہیم بن اشتر نے پہلے کر رفتاری کر دیا کچھ زبرد احسان رہا کر دیا۔ عبداللہ بن مطیع کے ساتھی بقیہ میدان جنگ سے بھاگے تھے اور بوڑھوں کی صحن ہار کے خوف سے کوفے کے مکانوں میں چھپنے لگے۔

عبداللہ بن مطیع کا محاصرہ
عبداللہ بن مطیع جان چکا تھا کہ امارت میں پہلے آیا۔ ابراہیم بن اشتر نے پہنچنے کے محاصرہ کر لیا اس کے ساتھ بنی زید بن انس اور احمد بن شعیب بھی تھا۔ جب محاصرہ کو تین روز گزرے تو شبیت بن ربیع نے عبداللہ بن مطیع کو یہ رعایت دی کہ تم مختار سے امن حاصل کر کے حضرت ابن زبیدی کے پاس چلے جاؤ۔ عبداللہ بن مطیع نے اسے کوئی پسند نہ کیا یہ شور مچا کہ تم لوگوں کی غفلت کے وقت قتل و لڑائی کی حالت سے نکل کر چلے جاؤ۔ ہم بھائی و گجورہ ج میں کے مختار سے امن حاصل کر لیں گے۔

کوفہ پر مختار کا قبضہ
عبداللہ بن مطیع اس رات کے پہلے ہی قتل و لڑائی سے نکل کر بوموسیٰ کے محل میں چھپ گیا اور لوگوں نے امن حاصل کر کے قتل و لڑائی کا دورہ از و سہول دیا۔ مختار نے قتل پر قبضہ کر لیا صبح ہوئی تو اسے مسجد میں جمع ہوئے مختار نے نماز کے بعد خطبہ دیا اور لوگوں کو محمد بن اسحاق کی بیعت کی ترغیب دی و فہ کے معزین نے کتاب و سنت اور اہل بیت کی ہمدردی پر بیعت کر دی اور اس نے ان دونوں سے حسن سلوک کا وعدہ کر دیا۔

مختار کا ابن مطیع کے لیے معافی مانگنا
قتل و لڑائی پر قبضہ کرنے کے بعد مختار نے یہ سن کر کہ عبداللہ بن مطیع ابوموسیٰ کے مکان میں پھپھو ہوا ہے ایک آواز اٹھائی دینے سے یہ ہوا یا۔ یہ رقم مست کے برائے راستہ و جنگ تمہارے قیام کا معلوم ہو گیا ہے تم زور اٹھانے سے سبب سے شہر سے ہوتے ہو۔ عبداللہ بن مطیع اس رقم کو لے کر وفات و رخصت ہو اور مختار نے کامیابی حاصل کر کے پولیس کی افسر عبداللہ بن کامل کو دی و ریسان ابو عمرہ کو محافطوں کا افسر مقرر کیا اور شرفاء کوفہ کو اپنا اہم نشان بنالیا۔

مختلف علاقوں پر فوج کشی
اس کے بعد مختار نے اس کے ساتھی شہر اس پر فوج کشی کی غرض سے چند جھنڈے بنائے ایک جھنڈا عبداللہ بن احمد بن اشتر کو اسے تریمین کی طرف بڑھنے کو کہا پھر دوسرے محمد بن حمیہ بن محمد بن دود کے رگڑ باغیان پر حملہ کرنے کو کہا اس کے بعد عبداللہ بن سعید بن قیس کو موصل کو جھنڈا اور اسحاق ابن مسعود کو مدائن کا جھنڈا اور سعد بن حذیفہ بن یمان کو دے کر "اکراؤ" سے لڑنے اور امن قیام کرنے کا حکم دیا۔

شرح کی قضاء پر تقرری اور معزولی:..... مختار نے شریح کو فہ کا قاضی مقرر کیا، کچھ دنوں بعد شیعیان علی نے اسے یہاں شروع کر دیا کہ اس نے جبر بن عدی کے خلاف گواہی دے دی تھی اس نے باقی بن عدی کا پیغام اس کی قوم تک نہیں پہنچایا تھا اس وقت جبر بن ابی حاسب نے قضاء فہ سے معزول کر دیا تھا اور حضرت عثمان بن عفان کے حامیوں میں سے بے شریح کا فہ کا قاضی بنادیا۔

مروان کے لشکر اور ابن زیاد جن دنوں میں مروان بن الحکم کی حکومت و شام میں استقلال و استحکام حاصل ہو گیا تھا اسی زمانہ میں اس نے دوفو جیسے ایک حجازی طرف ہمیشہ بن، الجہنی کی قیادت میں اور وری عبید اللہ بن زیاد کی قیادت میں عراق کی طرف بھیجی تھی عبید اللہ بن زیاد نے تو شیعیان علی بن ابی تر کی شکست کے بعد زفر بن الحارث کا قرقیہ میں محاصرہ کر لیا جس نے اپنی قوم کے ساتھ عبید اللہ بن زبیر کے ہاتھ پر بیعت کر دی تھی ایک سال یا اس سے زیادہ دنوں تک عبید اللہ بن زیاد کو قرقیہ سے فراغت حاصل نہ ہوئی اس دوران مروان مکیا اور عبدالملک اس کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا۔

ابن زیاد کی موصل روانگی اس نے اس کو عہدہ پر بحال رکھ کر زبانی جاری رہنے کی تاکید کی یمن یہ زفر بن الحارث پر قہر پانے سے ناامید ہو کر موصل کی طرف چلا گیا۔ عبدالرحمن بن سعید (مختار کا وزیر) موصل سے "تکمریت" میں گیا اور مختار روانہ حالت سے آگاہ کیا۔ یزید بن انس اسدی مختار کے حکم کے مطابق تین ہزار لشکر لے کر موصل کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ سے روانہ ہوا۔ عبید اللہ بن زیاد نے اس مقابلہ پر ربیعہ بن غنوی کو مقرر کیا۔

مختار کے لشکر اور ابن زیاد کے لشکر کی جنگ متبادل میں صف آری ہوئی۔ یزید بن انس ایک مدھے پر سوار ہو کر لوگوں کو جنگ کی ترغیب دیتا ہوا تھا۔ صرف کے درمیان میں مدھے سے ہوا کر کہا کہ "میں ہار جاؤں تو ورقہ بن حازب اسدی اور اُمیہ ہار جائے تو عبید اللہ بن ضمہ ہار جائے اور اگر یہ بھی ہار جائے تو مجھے تمہارا میر ہوگا" فہ کے دن سے لڑائی چھڑ گئی شام کو مختار نے لشکر شام میدان سے بھاگ نکالا۔

شامیوں کی شکست ربیعہ بن غنوی ہار گیا بھاگنے والوں نے تھوڑی ہی راستہ طے کیا ہو کہ عبید اللہ بن حنظل تین ہزار لشکر کے ساتھ آیا جس کو عبید اللہ بن زیاد نے ربیعہ کی کمک کے لیے روانہ کیا تھا اس نے بھاگنے والوں کو واپس کیا میدان میں پہنچ کر لڑائی شروع کر دی یہ دن عید لائے کا تھا۔ شامیوں کو پھر شکست ہوئی۔ کوفیوں نے جی کھول کر قتل و غارت کی اور تین سو آدمی گرفتار کر کے قتل کر دیئے۔

مختار کے کامیاب لشکر کا فرار یزید بن انس کی اسی ان وفات ہوئی اور ورقہ بن حازب اس کے بعد امیر لشکر بن لیکن یزید بن انس کے بعد عبید اللہ بن زیاد سے زیادہ سے ایسا ڈر گیا کہ باوجود کامیابی کے واپس لوٹ گیا۔ اہل کوفہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو انھوں نے مختار کو نصیحت و ملامت کی۔ مختار نے ابراہیم بن الاشتر کو سات ہزار لشکر دے کر روانہ کیا اور حکم دیا کہ یزید بن انس کے لشکر کو بھی تم اپنے ماتحت کر لینا۔

اہل کوفہ کے مختار سے اختلافات۔ ابراہیم بن اشتر کی روانگی کے بعد کوفہ کے معززین شہت بن ربیعہ کے پاس جمع ہوئے (جوان کا جاہلیت اور اسامہ کا سردار تھا) اور مختار کی شکایت کی شہت بن ربیعہ نے کہا مجھے مختار سے مل لینے دو دیکھوں گا کہ وہ ان شکایت کا کیا جواب دیتا ہے شرفی اس بات پر راضی ہوئے پھر شہت بن ربیعہ، مختار کے پاس آیا اور ان کی شکایتیں پیش کیں مختار نے کہا "میں ان کی خواہش کے مطابق سارے کام کروں گا اور ان کو مال غنیمت میں حصہ دوں گا ان کے اہل خدمت و چھوڑ دوں گا بشر صید قراقرم کے قریب کوفہ میں کے ساتھ مل کر بنو امیہ اور عبید اللہ بن زبیر سے ٹریں گے" شہت بن ربیعہ نے جواب دیا "میں اہل کوفہ سے جا کر پیغام لیتا ہوں اور جواب دے دیتا ہوں"۔

کوفیوں کی مختار سے بغاوت اس کے بعد شہت چلا گیا لیکن چہرہ پس نہ آیا اور سب کے سب مختار کی مخالفت پر مل گئے۔ شہت بن ربیعہ، محمد بن اشعث، عبدالرحمن بن سعد بن قیس، شمر بن ذی الجوشن، کعب بن ابی کھلی، عبدالرحمن بن خنق ازہمی، وغیرہ ان میں پیش پیش تھے۔

ابن خنق کی رائے اور اس کا سکوت عبد الرحمن ابن خنق نے کہا "میرے رائے یہ ہے کہ ایک شام، بصری کہ واپس آئے رک مختار کے خلاف بغاوت نہ کرو کیونکہ ان کے ساتھ ہمارے نامی گرامی مردار ہیں، ان سے لڑائی بہت دور ہے زیادہ خطرناک ہے لوگوں نے اس سے

اخلاف کر کے کہا ”واللہ تفریق جماعت نہ کرو اور جس رائے پر ہم لوگوں نے اکتفا کیا ہے اس سے اختلاف نہ کرو“۔ عبدالرحمن بن مخنف نے جواب دیا ”میں تمہارے ساتھ ہوں جب چاہو بغاوت کرو“۔

مختار کی معزولی کا فیصلہ: لہذا سب کے سب مسلح ہو کر مختار کے پاس گئے اور کہا ہم نے تجھ کو معزول کر دیا ہے کیونکہ محمد بن الحنفیہ نے تجھے مقرر نہیں کیا ہے۔ مختار نے کہا چند لوگوں کو اپنی اور ہماری طرف سے محمد بن الحنفیہ کے پاس روانہ کر دو دیکھو کیا جواب دیتے ہیں۔ اہل کوفہ اس پر رضی ہو گئے مختار نے خفیہ طور پر ابراہیم کو بلوالیا۔

ابراہیم کی آمد اور کوفیوں کی شامت:۔۔۔ اگلے دن ہی ابراہیم پہنچ گیا دیکھا کہ ایک بڑا مجمع جمع ہو رہا ہے اور رفاعہ بن شداد بجلی امامت کر رہا تھا۔ مختار نے اپنے ساتھیوں کو مرتب کیا اور احمد بن شمیٹ بجلی و عبداللہ بن کامل شاذی کو آگے بڑھایا۔ پہلے ہی حملہ میں ان کو شکست ہو گئی مختار سوار پیداوس کی فوجیں کمک پر مسلسل بھیجنے لگا۔ ابراہیم بن اشتر نے مضر پر حملہ کیا جس میں شہت بن ربیع تھا ایک خونریز لڑائی کے بعد ابراہیم کو کامیابی ہوئی پھر عبداللہ بن کامل نے نہایت سختی سے قبل یمن پر حملہ کیا رفاعہ بن شداد نے بڑھ کر مختار کے ساتھیوں پر دھاوا بول دیا چاروں طرف خون ریزی کا ہزار گرم ہو چکا تھا رفاعہ بن شداد اپنے ساتھیوں عبداللہ بن سعید بن قیس، فرات ابن زحر بن قیس، عمر بن مخنف وغیرہ سمیت قتل ہو گیا۔

مختار کی کامیابی اور قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کا قتل:۔۔۔ عبدالرحمن بن مخنف علم لیکر لڑتے ہوئے آگے بڑھا جب یہ بھی تیغ اجل کی نظر ہو گیا تو اہل یمن نہایت ابتری کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے۔ وادی عیین سے پانچ سو آدمی گرفتار کر کے لائے گئے۔ مختار نے ان میں سے آدھے آدمیوں کو، ام حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ کے واقعہ شہادت میں شریک تھے۔ قتل کر دیا اور باقی کو رہا کر دیا۔ جنگ کے بعد مختار نے اعدان کو رو دیا کہ ہر شخص کیسے جوڑائی سے اپنے آپ کو روک لے گا۔ امن ہے سوائے اس کے جو اہل بیت کی خون ریزی میں شریک ہوا تھا۔

عمر بن حجاج زبیدی کا حشر:۔۔۔ عمر بن حجاج زبیدی یہ سن کر بھاگ نکلا پھر اس کا حال کچھ معلوم نہ ہوا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مختار کے ساتھیوں میں سے کسی نے گرفتار کر کے اس کا سر کاٹ لیا تھا۔ شمر بن ذی الجوشن کے تعاقب میں مختار کا ایک غلام گیا ہوا تھا جب یہ اس کے قریب پہنچا تو شمر بن ذی الجوشن اس کو قتل کر کے کلبانیہ نامی ایک گاؤں میں چلا گیا اور یہ سمجھ کر کہ اب میں بچ گیا ہوں اور وہیں قیام کر لیا۔

شمر بن ذی الجوشن کا عبرتناک انجام:۔۔۔ اس کے سامنے ایک دوسرے گاؤں میں ابو عمرہ (مختار کا ہم نشین) ٹھہرا ہوا تھا جس کو مختار نے اہل بصری کی روک تھام کی غرض سے مقرر کیا تھا۔ اتفاقاً اس کو شمر کی خبر لگ گئی۔ تو وہ فوراً سوار ہو کر آیا اور پھر خوب لڑائی ہوئی۔ سات سو آدمی مارے گئے جن میں اکثر یمن کے تھے اس نے شمر کو قتل کر کے اس کی لاش کتوں اور مردار خور جانوروں کے آگے ڈال دی۔ یہ واقعہ ۶۶ھ کے آخر کا ہے۔

قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کا چن چن کر قتل: اس واقعہ کے بعد شرفا کوفہ خوفزدہ ہو کر بصری کی جانب نکل کھڑے ہوئے اور مختار، ام حسین رضی اللہ عنہ بن علی کے قاتلوں کو چن چن کر قتل کرنے لگا۔ عبید اللہ بن اسد جہنی، مالک بن نسیر کندی، حمل بن مالک محاربہ کو قادیسیہ سے گرفتار کر کے قتل کیا اس کے بعد زیاد بن مالک ضبعی، عمران بن خالد بن عثری، عبدالرحمن بن ابی خشکارہ بجلی اور عبداللہ بن قیس خولانی جنہوں نے واقعہ کربد میں ام حسین بن علی کا سامان لوٹا تھا زنجیر سے جکڑ کر حاضر کئے گئے۔ مختار نے ان سب کے قتل کا حکم دے دیا۔ پھر عبداللہ یا عبدالرحمن بن طلحہ، عبداللہ بن وہب ہمدانی (اشجی کا چچا زاد بھائی) پیش کیا گیا اور اسی وقت قتل کر ڈالا گیا اور عثمان بن خالد جہنی، ابواسامہ بن سمیط قابسی کو (جنہوں نے عبدالرحمن بن عقیل کو شہید کر کے ن کا مال و اسباب لوٹ لیا تھا) قتل کر کے آگ میں جلا دیا۔

امام کا سر کاٹنے والے ”خولی“ کا انجام:۔۔۔ خولی بن یزید اصحی جس نے امام علیہ السلام کا سر کاٹا تھا جان کے خوف سے چھپ گیا۔ لیکن لوگوں نے اسے تلاش کر لیا اور اس کا سر کاٹ کر مختار کے پاس لائے۔ مختار نے اس کو جلوا دیا۔

عمر بن سعد اور اس کے بیٹے کا قتل: ان لوگوں کے قتل ہونے کے بعد عمر بن سعد بن ابی وقاص کے قتل کا حکم صادر کر دیا۔ ارچہ بن عبداللہ بن ابی جعدہ کی معرفت مختار نے امن حاصل کر لیا تھا لیکن ابو عمرہ مختار کے حکم کے مطابق اس کا سر کاٹ لایا۔ اتفاق یہ ہوا کہ مختار کے پاس اس

وقت عمر بن سعد کا بیٹا حفص بیٹھا ہوا تھا مختار نے پوچھا کہ کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ ”حفص نے جواب دیا ”ہاں! لیکن اس کے بعد زندگی کا کوئی مزہ نہیں ہے۔“ مختار نے اس کے قتل کا حکم دے کر کہا اس (یعنی عمر بن سعد) کا قتل خون حسینؑ کا بدلہ تھا اور یہ یعنی (حفص بن عمر) حسینؑ بن علیؑ کے خون کا بدلہ ہے اور ان دونوں کے سروں کو محمد بن الحنفیہ کے پاس بھیج دیا اور یہ لکھا کہ ”قاتلین حسینؑ بن علیؑ میں سے جن لوگوں پر میرا دواؤ چل گیا تھا ان کو تو میں نے قتل کر دیا اور باقی لوگوں کی گرفتاری اور قتل کی فکر میں ہوں۔“

امام حسینؑ بن علیؑ پر تیر چلانے والے کا انجام:۔۔۔ عمر بن سعد کے بعد حکیم بن طفیل طائی بھی پیش کیا گیا جس نے حضرت حسینؑ بن علیؑ کو تیر چلایا تھا اور عیس کا اسباب لوٹ لیا تھا۔ حضرت عدی بن حاتم نے حاضر ہو کر سفارش کی لیکن اس سے پہلے عدی بن حاتم کی سفارش کے ڈر سے اس کو ابن کمال نے قتل کر ڈالا تھا۔

مرہ بن منقذ کا فرار:۔۔۔ مرہ بن منقذ بن عبد القیس یعنی علی بن حسینؑ کے قاتل کی گرفتاری کا حکم صادر ہوا لوگوں نے پہنچ کر اس سے ہر کا محاصرہ کر لیا مرہ گھر سے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا اور نیزہ بازی کے جوہر دکھاتا ہوا مصعب بن زبیر کے پاس بھاگ کر چلا گیا لیکن اس بھابھ دوڑ میں اس کا ایک ہاتھ بیکار ہو گیا۔

عبداللہ بن مسلم کے قاتل کا انجام:۔۔۔ پھر زید بن قادیانی کی گرفتاری کا حکم جاری ہوا۔ چاروں طرف سے اسے سپاہیوں نے گھیر لیا چونکہ اس نے عبداللہ بن مسلم عقیل کو تیر سے شہید کیا تھا اس لئے ابن کمال نے کہا کہ اس پر پتھر برسواؤ سب لوگوں نے اسے مارتے مارتے گرا دیا اور زندہ گرفتار کر کے جلا دیا۔

اصل قاتل حسینؑ بن علیؑ ”سنان“ کا فرار:۔۔۔ سنان بن انس جس نے حضرت امام حسینؑ بن علیؑ کو شہید کیا تھا۔ بصری بھاگ گیا۔ مختار نے اس کا گھر منہدم کر دیا اس کے بعد عمر بن مہج صدائی جس کی گرفتاری پر پولیس متعین تھی۔ مشکیں بندھی ہوئیں حالت میں پیش کیا گیا۔ مختار نے حکم دیا کہ اس کو برچھی مار ڈالو اور محمد بن اشعث کو جو کہ قادیسیہ کے قریب ایک گاؤں میں ہے گرفتار کر کے لے آؤ۔ محمد بن اشعث یہ سن کر مصعب بن زبیر کے پاس بھاگ گیا۔ مختار نے اس کے مکان کو بھی گرا دیا اور باقی لوگوں کی گرفتاری کا حکم دیا جو واقعہ کر بلا میں شریک اور قاتل حسینؑ بن علیؑ کے عزم تھے یہ لوگ اس خبر سے مطلع ہو کر مصعب بن زبیر کے پاس چلے گئے اور مختار نے ان کے مکانات منہدم کر دیئے۔

مختار نے قاتلین حسینؑ بن علیؑ سے قصاص کیوں لیا؟:۔۔۔ بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ مختار کو قاتلین حسینؑ بن علیؑ سے قصاص لینے کا خیال اس وجہ سے پیدا ہوا تھا کہ یزید بن شریک انصاری سے ایک مرتبہ حضرت محمد بن الحنفیہ نے برسیل تذکرہ فرمایا ”مختار کا یہ خیال ہے اور وہ اس بات کا مدعی ہے کہ وہ ہمارا حامی ہے حالانکہ اس کے پاس قاتلین حسینؑ بن علیؑ کی سیویں پر بیٹھے ہوئے گپ شپ لگاتے ہیں۔“ مختار کے کان تک یہ خبر پہنچی تو اس نے اسی وقت قاتلین حسینؑ بن علیؑ کے قتل کی قسم کھالی اور ان لوگوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرنے لگا۔

مختار کے لشکر کی بصری روانگی:۔۔۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کی طرف سے بصری کے گورنر حارث بن ابی ربیعہ (یعنی قباع) مقرر تھے۔ پولیس کی افسری عبد بن حسین کے قبضہ میں تھی اور صیغہ جنگ کا افسر عالی قیس بن یثم تھا۔ ثنی بن محرمہ عبدی، واقعہ عین الوردہ میں سلیمان بن صرد کے قتل کے بعد کوفہ میں مختار کے پاس چلا آیا تھا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی مختار نے اس کو بصری کی طرف اہل بیعت کا قصاص لینے کی تحریک چلانے کی غرض سے روانہ کیا۔ تھوڑے دنوں میں اس نے ایک بڑا گروہ جمع کر لیا اور انکو مرتب کر کے قباع سے جنگ کے لئے خروج کر دیا۔

مختار کے کمانڈر ”ثنی“ کی شکست:۔۔۔ عباد بن حسین اور قیس بن یثم نے اس کے مقابلہ پر صف آرائی کی ثنی بن محرمہ شکست کھا کر اپنی قوم عبد القیس میں جا چھپا قباع نے اس کی گرفتاری پر ایک دستہ فوج متعین کر دیا زیاد بن عمرو عتکی یہ سن کر قباع کے پاس آیا اور کہا ”تم اپنے سواروں کو ہمارے بھائیوں کے محاصرہ سے واپس بلا لو ورنہ ہم ان سے لڑنے کو تیار ہیں۔“ قباع نے وقت کی مصلحت کے تحت احنف بن قیس کو بھیج دیا اس نے جنگ چھڑنے سے پہلے پہنچ کر اس بات پر مصالحت کر لی کہ عبدالقیس ثنی کو نکال دیں۔ چنانچہ ثنی بصری سے کوفہ روانہ ہو گیا۔

مختار کی حضرت ابن زبیر سے دھوکہ کی کوشش:۔ مختار نے کوفہ سے ابن مطیع (ابن زبیر) کے گورنر کو نکالنے کے بعد عبداللہ بن زبیر کو اس مضمون کا خط لکھا کہ میں تمہارا مطیع ہوں تم وعدہ کے مطابق مجھے سند حکومت بھیج دو۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ عبداللہ بن زبیر کو حیلہ و فریب سے اپنی مخالفت سے باز رکھے اور خود اہل بیعت کی پیرایہ میں حکومت سلطنت پر قبضہ کر لے۔ عبداللہ بن زبیر اس کو تاڑ گئے۔ تصدیق کے خیال سے عبدالرحمن بن حرث بن ہشام مخدومی کو ۳۵ ہزار درہم زادراہ دیئے اور گورنری کوفہ کی سند دے کر رخصت کیا۔

مختار کے خلیفہ کی ”ابن زبیر“ کے خلاف کارروائی:۔ مختار کو یہ خبر ملی تو زائدہ قدما کو پانچ سو سواروں کے ساتھ ستر ہزار درہم دے کر روانہ کیا اور یہ ہدایت کی کہ یہ رقم عمر بن عبدالرحمن کو دے کر واپس کر دینا اور اگر وہ اس پر راضی نہ ہوں تو پانچ سو سواروں کی چمکتی ہوئی تلواروں کے سائے میں اس کو بے یمنہ۔ عمر بن عبدالرحمن نے پہلے دراہم لینے سے انکار کر دیا لیکن جب چاروں طرف سے سواروں نے گھیر لیا تو ملتا ہوا اس سے کر بصری روانہ ہوا اس وقت بصری میں قبایع حکومت کر رہا تھا ابن مطیع بھی بصری میں ہی موجود تھا۔ عمر بن عبدالرحمن بھی پہنچ گیا۔ یہ زمانہ شعی بن مخرمہ کی بغاوت سے پہلے کا ہے۔

مختار کا خط ابن زبیر کے نام:۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ مختار نے ابن زبیر کو اس مضمون کا خط لکھا تھا کہ ”میں نے کوفہ میں اپنا قصر حکومت بنا لیا ہے اگر آپ مجھے ایک لاکھ درہم عنایت کر دیں تم میں شام کی طرف چلا جاؤں گا اور ابن مروان کو آپ کی طرف سے زک پہنچاؤں گا۔“ لیکن عبداللہ بن زبیر اس کے فریب کو تاڑ گئے تھے اس لئے مختار ہمیشہ ان پر طعن و تشنیع کیا کرتا تھا۔

مختار کی ابن زبیر کی مدد کے بہانے لشکر کی روانگی:۔ تھوڑے دن بعد عبدالملک بن مروان نے عبدالملک بن حرث بن ابی الحکم بن ابی العاص کو ایک لشکر کے ساتھ وادی القرئی کی طرف روانہ کیا۔ مختار نے یہ سن کر ابن زبیر کو لکھا کہ اگر تم پسند کرو تو میں تمہاری امداد کے لئے ایک فوج بھیج دوں ابن زبیر نے جواب دیا کہ اگر تم میرے مطیع ہو کر امداد کرنا چاہتے ہو تو نور علی نور۔ نہایت تیزی سے ایک لشکر عبدالملک کے مقابلہ پر وادی القرئی میں بھیج دو مختار نے فوراً شرجیل بن دوس ہمدانی کو تین ہزار کا لشکر دے کر روانہ کیا جس میں اکثر آزاد غلام تھے اور یہ حکم دیا کہ مدینے پہنچ کر اطلاع دینا پھر جیسے میں حکم دوں اس کی تعمیل کرنا۔

ابن زبیر کا مختار کے لشکر کو روکنا:۔ جواب روانہ کرنے کے بعد ابن زبیر کے خیالات مختار کی طرف سے بدل گئے مکہ سے عباس بن سہیل سعد کو دو ہزار سواروں کے ساتھ یہ سمجھا کر روانہ کیا کہ مختار کا لشکر اگر ہمارا مطیع بن کر آیا ہو تو ٹھیک ہے ورنہ کسی ترکیب سے واپس کر دینا یا جنگ و جدال سے ہلک کر دینا۔

مختار کے کمانڈر کی ابن زبیر کے کمانڈر سے ملاقات:۔ عباس اور شرجیل سے مقام رقیم میں ملاقات ہوئی عباس نے کہا تم لوگ ہمارے ساتھ دشمن کے مقابلے پر وادی القرئی کی طرف چلو شرجیل نے جواب دیا ”مجھے مختار نے سیدھے مدینے جانے کا حکم دیا ہے میں تمہارے ساتھ وادی القرئی نہیں جاؤں گا عباس کو اس جواب سے مخالفت کا پورا یقین ہو گیا ہے میں تمہارے ساتھ وادی القرئی نہیں جاؤں گا عباس کو اس جواب سے مخالفت کا پورا یقین ہو گیا مگر تالیف قلوب کی غرض سے گوشت گھی اور پکا ہوا کھانا بھیج دیا۔

مختار کے لشکر پر حملہ:۔ شرجیل ابن دوس اور اس کے ساتھی بھوکے پیاسے تھے ایک چشمرہ پر کھانے پینے میں مصروف ہو گئے عباس نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک ہزار جنگ آزمودہ شخصوں کو لے کر حملہ کر دیا شرجیل ابن دوس اور اس کے ساتھ ستر آدمی اس کی قوم کے مارے گئے باقی جو رہے ان کو مار دی گئی اور لوگ بے لست پریشانی کوفہ واپس آ گئے جس میں اکثر راستے میں مر گئے۔

مختار کی ابن حنفیہ کو ابن زبیر کی شکایت:۔ اس واقعہ سے مختار کو ابن حنفیہ و ابن زبیر کو واپس میں لڑانے کا موقع مل گیا فوراً ایک شکایت آمیز خط لکھ بھیجا جس کا مضمون یہ تھا ”میں نے ایک لشکر آپ کی فرمانبرداری اور دشمنان اہل بیت کو ذلیل کرنے کے لئے روانہ کیا تھا ابن زبیر نے ان کے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک لشکر مدینہ کی طرف روانہ کروں بشرطیکہ آپ بھی اپنی طرف سے ایک آدمی بھیج دیجئے تاکہ لوگوں معصوم

ہو جائے کہ میں آپ کا مطیع ہوں۔

محمد بن الحنفیہ کا مختار کو جواب: محمد بن الحنفیہ نے جواباً لکھا کہ میں تمہارے ارادے اور حق شناسی کو جانتا ہوں میرے نزدیک محبوب ترین بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے باہر قدم نہ رکھا جائے لہذا تم حتی الامکان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو اور مسلمانوں کی خونریزی سے بچتے رہو اگر میرا ارادہ لڑائی کا ہوتا تو میرے پاس بہت سے لوگ جمع ہو جاتے میرے معین و مددگار بہت زیادہ ہیں لیکن میں نے ان کو معزول کر رکھا ہے اور میں صبر اور شکر کر رہا ہوں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کوئی حکم صادر فرمائے اور وہی خیر الحاکمین ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر اور ابن الحنفیہ: اس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر نے محمد بن حنفیہ اور ان کے اہل بیت اور حرمیوں سے بیعت کرنے کو کہا مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن ہانی کندی کو بھیجا اس نے سختی کی اور درشتی سے پیش آیا لیکن آپ برابر صبر و تحمل سے کام لیتے رہے مجبور ہو کر چھوڑ دیا مگر جب حامیان علی ابن طالب رضی اللہ عنہ نے کھلم کھلا محمد بن حنفیہ کی دعوت دینا شروع کر دی تو حضرت عبداللہ بن زبیر نے اس خوف سے مہاد احمد بن حنفیہ کی بیعت نہ کرنے سے لوگ براہم نہ ہو جائیں زبردستی بیعت لینے کا ارادہ کر لیا۔

محمد بن الحنفیہ کی گرفتاری اور قید: پھر اس مقصد کو حاصل کرنے کے خیال سے محمد بن حنفیہ کو مقام زمزم میں قید کر دیا گیا اور ایک مدت مقرر کر دی کہ اس دوران اگر بیعت نہ کرو گے تو قتل کر دیئے جاؤ گے محمد بن الحنفیہ نے یہ واقعات مختار کو لکھ بھیجے۔

مختار کے ذریعے ابن الحنفیہ کی رہائی: مختار نے اس خط کو لوگوں کے سامنے پڑھا سب کے دل بھر آئے ان میں سے چند امراء کو تین سو سواروں کے ساتھ ابو عبداللہ کی قیادت میں مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا اور چار لاکھ درہم محمد بن حنفیہ کو بھیجے یہ لوگ منزل بہ منزل کوچ کرتے ہوئے مسجد حرام میں داخل ہوئے سب کے ہاتھ میں ایک ایک لکڑی تھی اس لیے کہ وہ حرم میں تلوار کو اٹھانا مکروہ سمجھتے تھے اور یا ثنات الحسین یا ثنات الحسین، حسین رضی اللہ عنہ کا انتقام حسین رضی اللہ عنہ کا انتقام کہتے جاتے تھے حتیٰ کہ زمزم پر پہنچے اور دروازہ توڑ کر محمد بن حنفیہ کو قید سے نکال لیا اس وقت صرف دو دن مدت مقررہ کے باقی رہ گئے تھے۔

ابن زبیر کے خلاف کارروائی سے ابن الحنفیہ کا انکار: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا ”میں حرم میں جنگ کرنا منسب نہیں سمجھتا اس کے بعد باقی لشکر آگیا ابن زبیر اس سے خائف ہوئے اور محمد بن حنفیہ زمزم سے نکل کر شعب علی میں چلے گئے رفتہ رفتہ آپ کے پاس چار ہزار آدمی مجتمع ہو گئے آپ نے مختار کی مرسلہ رقم لوگوں میں تقسیم کر دی۔

محمد بن حنفیہ سے دوبارہ بیعت لینے کی کوشش: پھر جب مختار مارا گیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر کے قدم حکومت کے زینہ پر جم گئے تو محمد بن حنفیہ سے دوبارہ بیعت کرنے کو کہا تو انہوں نے خائف ہو کر لکھ بھیجا کہ آپ شام چلے آئیے جب تک لوگوں کا کسی پر اجتماع نہ ہو اس وقت تک نہایت عزت و احترام سے میرے پاس رہیے میں آپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤں گا۔

عبدالملک کی ابن حنفیہ سے بیعت لینے کی کوشش: چنانچہ آپ اپنے ساتھیوں سمیت شام کی جانب روانہ ہوئے مدین میں پہنچے تو عمرو بن سعید کے قتل کی خبر ملی آپ کو اس نقل و حرکت پر ندامت ہوئی اور عبدالملک کی بدعہدی سے ڈر کر ایلہ میں قیام فرمایا تھوڑے دنوں میں جب آپ کا معتقدین کا دائرہ وسیع ہو گیا تو عبدالملک نے بیعت کرنے کا حکم لکھ بھیجا آپ ایلہ سے مکہ کی طرف لوٹے اور شعب بن ابی طالب میں پہنچ کر مقیم ہو گئے۔

ابن حنفیہ کی وجہ سے ابن عباس کی زبیر سے ناراضی: پھر حضرت عبداللہ بن زبیر نے یہاں سے نکالا تو طائف کی طرف چلے گئے حضرت عبداللہ بن عباس اس بات سے نہایت سخت ناراض ہوئے اور عبداللہ بن زبیر کو نہایت سخت و ست کہا نصیحت و ملامت کی اور مکہ سے نکل کر طائف چلے آئے اور یہیں انتقال فرمایا ان کی نماز جنازہ محمد بن حنفیہ نے پڑھائی۔

حضرت ابن زبیر کی شہادت کے بعد عبدالملک سے بیعت: ... محمد بن حنفیہ اس زمانے تک زندہ رہے جب حجاج نے حضرت ابن زبیر کا

میں نے دیکھا اس وقت آپ حاکم سے پھر شعب ابی حابس چلے آئے۔ عبداللہ بن زید کی سماعت کے بعد عبدالملک کے ہاتھ پر بیعت کرنی عبدالملک نے تاج و انان کی تنظیم اور جمع شہری کی ہدایت و تائید پر آپ عبدالملک کے پاس شام چلے گئے اور یہ درخواست کی کہ تاج و انان سے مجھے کشتی کر دیا جائے عبدالملک نے اس کو منظور کر لیا۔

حضرت ابن زبیر کی بیعت نہ کرنے کی وجہ بعض مورخین کا خیال ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے حضرت عبداللہ بن عباس اور ثمال بن اسید سے بیعت لینے کا بلوایا تھا انہوں نے جواب دیا کہ جب تک لوہ ایک کام پر جمع نہیں ہوئے اس وقت تک ہم کسی کی بیعت نہیں کریں گے۔
یونہی یہ سب فتنہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کو اس بات سے ناراضگی پیدا ہوئی اور ثمال بن اسید و زمزم میں قید کر دیا اور عبداللہ بن عباس سے ساتھ لے کر بڑاؤ کرنے لگا اور جب یہ لوگ اس بات پر بھی بیعت کرنے پر آمادہ نہ ہوئے تو ان کے گھر میں آگ لگا دیئے کا ارادہ کیا اس دوران مختار نے یہی شہر جیت لیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں فیصلہ کر دیا۔ پھر جب مختار مار گیا تو اور حضرت عبداللہ بن زبیر کی حکومت مستقل ہو گئی تو یہ دونوں بزرگ طائف چلے گئے۔

مختار علی کرسی اور اس سے استمداد۔ جس وقت مختار علی حجی کے آخر میں مہم وفہ سے فراغت حاصل ہوئی تو اس نے ۱۲۲ کی اختصار ۶۶ھ میں دیرالیم بن اثاۃ و ابن زید، پکنک کرنے کے لیے روانہ کیا اور اپنے نامی برائی مصائبوں، ٹھسواروں اور چنک آوں کو اس کرسی سمیت اس کے ساتھ لرایا جس سے وہ وقت ضرورت و مدد طلب کرتا تھا اس کرسی پر سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا مختار نے اپنے متبعین و یہ آج بھی رکھتا تھا کہ جیسا بنی اسرائیل میں تابوت سیکڑتھا ویسا تم میں کرسی ہے۔

بیان یہاں ہے کہ یہ رکی حضرت علی بن ابی طالبؑ پر وحی جس وقت نازل ہوئی کہ وہ بن ہبیر سے یہاں تھا جو اب ہانی بنت ابی طالب کا بیٹا تھا۔

ابراہیم بن اشتر کی موصول روانگی ابراہیم بن اشتر کو فسطاط میں موصول ہوئے اور زمین موصول میں پہنچا جس پر ابن زیاد نے اس سے چاہا کہ اپنے لیے قیام گاہ (خزیر) پر قیام کرے تنہا بن قیام گاہی و بطور مقدمہ آئیش سے بڑھایا ابن زیاد، یحییٰ بن عمر بن قریب آ رہے ہیں قیام گاہی کے دو بنو مروان کے ساتھ مروان میں چھتے ہوئے تھے اور ان دنوں عبدالملک کا ایک جزیروہ اور ایک اشتر مدینہ منورہ میں تھا ②

عمیر بن حباب کا ابراہیم سے مدد کا وعدہ عمیر بن حباب سلمیٰ (جو ابن زیاد کے ساتھیوں میں تھا) ابن اشتر سے ملنے آیا اور یہ وعدہ دیا کہ میں جنگ کے وقت میرے دو لے زمیندار کا رزار سے بھاگ کر آؤں گا۔ تم لڑائی میں تاحیہ نہ کرو، کیونکہ تمہارے تاخیر کرنے سے ان کی قوت بڑھ جائے گی اس قدر ادا کے منہ بقی بھی نہ ہونے پائی تھی۔ ابراہیم خیمہ سے نکل کر زیاد کی برائیاں کرتے ہوئے دووں کو جنگ پر ابھارنے لگا جس کے نتیجے میں صفیدی نمایاں ہوئی اس نے جماعت کے ساتھ نماز ادا کی اور صف کو مرتب کر کے یہ ایک کمانڈر کے لیے پوزیشنیں مقرر کیں۔

جنگ کی شروعات اور عمیر کی وحدہ خلافی
ابن زیاد نے بھی اپنے بچپن میں وہیں سے مرتب کیا سورج نکلتے نکلتے لڑائی چھڑائی حسین بن
نیر نے (جو اہل شام کا مینہ ہوا تھا) اور تیم نے میر بن حماد، ریاحی بن مالک، مکی مار کیا، قوافل بن علی نے پیر علم اٹھا لیا اور ان سے جب یہ
جھڑپیں زمین پر موت کی غیزہ ہو گیا تو میر بن وحشت، یحییٰ بن عبد اللہ بن ورقاء، بن جبارہ، سہول نے علم و سنبھال کر بھاگتے والوں کو ہار دیا، یہ تار
جوتے تارے وہاں آئے اور اب تیم کے مینہ نے ابن زیاد کے میر بن حماد کو مار دیا اس پر کہ عمیر بن حباب وحدہ کے مطابق میدان جنگ سے ہٹ گیا۔
لیکن عمیر نے نہایت استقلال سے مقابلہ کیا۔

ابراہیم کے ہاتھوں ابن زیاد کی شکست ابراہیم نے یہودیہ کے شہر کے قریب پر حنا و ایسا بازار کا بازار میں ہو گیا۔ شخص بنف فروغی پر تیار تھا ایک طرف وزارت کے نعرے اور زبانیوں کے خون کے فوارے بلند ہو رہے تھے دوسری طرف آواروں اور غریبوں سے کان کے پردے پہلے جا رہے تھے۔

① ایک نئے میں جو کہ کتب خانہ میں ہے، نتیجہ (اس میں جلد ۳ ص ۵۰) ② اصل کتاب میں یہ لفظ کی جگہ پر "موت" لکھا ہے۔

تھے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اگر کوئی آواز سنائی دیتی تو ابراہیم کی یہ آواز تھی جو بار بار اپنے علم بردار سے کہتا تھا ”انغمس براتیلک فیہم ، انغمس براتیلک فیہم“ فریقین کے سینکڑوں ہزاروں آدمی کام آگئے۔ میدان ابراہیم کے ہاتھ رہا اور ابن زیاد کی فوج شکست کھا گئی۔

ابن زیاد کی لاش کی دریافت: لڑائی ختم ہونے کے بعد ابراہیم نے کہا ”میں نے ایک علم کے نیچے ایک شخص کو نہر کے کنارے قتل کیا ہے جس سے مشک کی بو رہی تھی اور میں نے اس کے اپنی تلوار سے دو ٹکڑے کر دیئے ہیں دیکھو وہ کون شخص تھا۔ لوگوں نے تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ ابن زیاد تھا چنانچہ سر کاٹ کر لاش جلا دی۔

ابن زیاد کا قاتل کون؟ ... شریک بن ثعلبی نے حصین بن نمیر سکونی پر یہ سمجھ کر کہ ابن زیاد ہے حملہ کر دیا لڑتے لڑتے دونوں ایک دوسرے سے لپٹ گئے شریک کے ساتھیوں نے پہنچ کر حصین کا کام تمام کر دیا۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ ابن زیاد کو شریک نے قتل کیا تھا اسی واقعہ میں شریک بن ذی الجلال حمیری بھی مارا گیا (جو شام کا سپہ سالار تھا) سفیان بن یزید از دی ورقاء بن عازب اور عبد اللہ بن زبیر سلمیٰ کا دعویٰ تھا کہ میں نے ابن زیاد کو قتل کیا ہے۔ کامیاب گروہ نے کامیابی کے بعد بھاگنے والے گروہ کا تعاقب کیا۔

ابن زیاد اور ساتھیوں کے سر مختار کے سامنے: ... ابن زیاد کے ساتھی جتنے معرکے جنگ میں کلام آئے تھے اس سے زیادہ جان کے خوف سے نہر میں ڈوب کر مر گئے تھے۔ لشکر گاہ میں جو کچھ مال و اسباب تھا لوٹ لیا گیا عبد اللہ بن زیاد اور اس کے سرداروں کے سر قلع کی خوشخبری کے ساتھ مختار کے پاس مدائن بھیج دیئے گئے اس کے بعد ابن اشتر نے اپنے بھائی عبد الرحمن کو نصیبین پر مامور کیا جو سنجا، وراور و سرزمین جزیرہ کا گورنر بن گیا اس کے بعد زفر بن حرث کو قرقیس ② کا حاتم بن نعمان باہلی کو حران اور الرہا اور شمشاط ③ کا عمیر بن حباب سلمیٰ کو کفر نوہی ④ و طور عیدین کا گورنر بنایا اور خود موصل میں ٹھہرا رہا۔

مصعب بن زبیر گورنر بصری: ... اوائل ۶۶۱ یا اواخر ۶۶۱ میں حضرت عبد اللہ بن زبیر نے حرث بن ربیعہ (قباع) کو حکومت بصری سے معزول کر کے اپنے بھائی مصعب کو گورنر بنادیا مصعب بصری پہنچ کر سیدھے جامع مسجد میں پہنچ گئے منبر پر خطبہ دینے کو چڑھے اس دوران حرث بن ربیعہ آگیا مصعب نے اس کو ایک سیڑھی نیچے بٹھالیا۔ خطبہ دینے لگے۔ سورۃ قصص کے شروع کی آیتیں پڑھیں اور اتر آئے۔

کوفیوں کا مصعب کے پاس اجتماع: ... شرفاء کوفہ جنہوں نے مختار کے خوف سے جلا وطنی اختیار کر لی تھی رفتہ رفتہ مصعب سے آئے۔ شہب بن ربیعہ و اغوشاہ و اغوشاہ ⑤ چلا تا ہوا آیا اس کے بعد محمد بن الاشعث بھی آگیا مختار کے خلاف خروج کرنے کی تحریک چلائی مصعب بن زبیر نے مہبت بن ابی صفرة کو جو (عبد اللہ بن زبیر کی طرف سے فارس کا گورنر تھا) بلوایا چنانچہ اس نے آنے میں تاخیر کر دی۔

مہلب کو مختار کے خلاف تیاری کا حکم: تو مصعب نے محمد بن الاشعث کو خط دے کر روانہ کیا مہلب نے خط پڑھ کر کہا ”کیا مصعب کو تمہارے سوا کوئی قاصد نہیں ملتا تھا؟ محمد بن الاشعث نے جواب دیا ”ہم قاصد نہیں ہیں؛ ہمارے غلام زادے ہمارے مکانات، مال و اسباب پر قرض ہو گئے ہیں اس کے بعد مہلب ایک عظیم الشان لشکر اور ضرورت سے زیادہ مال و اسباب لے کر بصری میں داخل ہوا مصعب ابن زبیر نے مہلب کو ”اجسر اکبر“ پر لشکر مرتب کرنے کا حکم دیا اس کے ساتھ عبد الرحمن بن مخنف کو کوفہ کی طرف مختار ریشہ دوانی اور عبد اللہ بن زبیر کی بیعت کی ترغیب دینے کے لیے روانہ کیا۔

مہلب کی صف آرائی: ... مصعب نے مقدمۃ الجیش پر عباد بن ہطی تمیمی کو مہینہ پر عبد اللہ بن معمر کو، میسرہ پر مہلب بن ابی صفرة کو مامور کیا و خود بصری واپس آگیا مختار کو یہ خبر ملی تو اس نے اپنے ساتھیوں کو لڑائی کی ترغیب دی ایک چھوٹا سا لشکر ان کے سرداروں کے ساتھ روانہ کیا۔ مقام موزا میں

① اپنا جھنڈا کران میں گھس جاؤ۔ (ثناء اللہ محمود)۔ ② ایک نسخے میں قرقیس یا قرقسیا کی جگہ صرف قیس تحریر ہے جو غلط ہے۔ تفصیل کے لیے (ابن اثیر) کی کمال جلد ۳

صفحہ ۸)۔ ③ علامہ ابن اثیر کی تاریخ (الکامل جلد ۳ صفحہ ۸) شمشاط کی بجائے سمشاط کی تحریر ہے۔ ④ ایک نسخے میں کفر نوہی تحریر ہے جو غلط ہے تفصیل کے لیے دیکھیں تاریخ

کامل ابن اثیر۔ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن میں ”کفر توٹا“ تحریر ہے۔ ثناء اللہ محمود۔ ⑤ و اغوشاہ ترجمہ پائے ہے کوئی مدد کرنے والے۔

فریقین نے صف آرائی کی۔

مہلب کی کامیابی :۔۔۔ مہلب نے اپنے لشکر کی فوج لے کر ابن کمال پر حملہ کیا ابن کمال نہایت استقلال و ثابت قدمی سے مقابلہ پر اڑا۔ مہلب نے ایک دوسرا قتل برداشت کیا ابن کمال پر کیا جس کا وہ قتل نہ ہوا۔ اس کے رکاب و اتاری کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ کر چلی ہوئی دوسرے لوگوں نے بن شمیہ پر دھاوا بول دیا اس کی فوج بھی شکست کھائی پیادوں میں قتل کا بازار گرم ہو گیا مصعب نے عہد کو حکم دیا کہ جتنے لوگ قیدیہ جائیں قتل کر دیں جائیں محمد بن اشعث نے سواران و فوج کو بے رحمی سے ہارنے والوں کا قتل کیا اور جس کو پایا قتل کر دیا۔

مصعب کی کوفہ کی طرف پیش قدمی :۔۔۔ مصعب نے کامیابی کے بعد کوفہ کا رخ کیا ضروروں، ناتوانوں اور ان کے سامان کشتیوں پر، اترفت کے راستے پر روانہ کیا اور خود نہر فرات کے مقام واسط سے عبور کر کے شکی۔ راستے بڑھا۔ مختار قواسی کی اطلاع ملی کہ ابن شمیہ کو بری طرح شکست ہوئی ہے اس کے تقریباً سارے ساتھی مہر۔ جنگ میں کام آتے اور مصعب و ریا اور قتل کے راستے سے بڑھا چلا آرہا ہے مختار نہ چاہتے ہوئے بھی مقابلہ کے لیے کوفہ سے نکل کر مجمع انہار کی طرف چلا (جہاں پر جزیرہ ① الحسین ② قاسیہ اور غر ③ کی نہیں تھیں) چونکہ نہر فرات کا پانی ان نہروں میں آ گیا تھا اور وہ خشک ہو رہی تھیں اس لیے اہل بصری کی کشتیوں شکست پر کھینچیں اہل بصری نے وفیہ کا شہر، جیہہ رشتیوں چھوڑا، میں شہر کو مرتب کر کے کوفہ کا رخ کیا۔

مختار کا حروارہ میں قیام :۔۔۔ مختار نے مجمع انہار سے مزار امارت و مسجد کی قاعدہ بندی کے بعد حروارہ میں قیام کیا اس دوران مصعب بھی آیا۔ اس کے میمنہ پر مہلب بن ابی صفر، میسرہ پر عمر بن عبید اللہ، سواروں پر عمر بن عبید اللہ بن الحسین تھا۔ مختار کا میمنہ پر سلیم بن یزید کندی کے اور میسرہ و عبید بن منذر ہمدانی کی، تختی میں تھا، و فوج کے سواروں کی عمر بن عبید اللہ نجدی کھان کر رہا تھا۔

محمد بن اشعث کی پوزیشن :۔۔۔ محمد بن اشعث اہل کوفہ کے اس گروہ ویت ہوئے جو میدان سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے وہ لوگ شہر کے درمیان ٹھہرے ہوئے تھے فریقین نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا ہر شخص جہاں فوجی پر تیار ہوا عبد اللہ بن جعدہ بن زبیر، مخزومی نے اپنے مقابل فوج پر دھاوا بول دیا اور مصعب کے ساتھیوں کو مجبوراً اتار بیچے بن پڑا کہ مصعب کے پاس پہنچ گئے۔

مختار کی پسپائی اور ابن اشعث کا قتل :۔۔۔ مصعب نے ایک پر جوش تقریر سے اپنے ساتھیوں کو لہکار کر آگے بڑھایا۔ مختار کی فوج پسپا ہو کر اپنے مورچوں کو بھی چھوڑ کر بھاگ کر چلی ہوئی شام ہوتے ہوتے، ملک بن عبید اللہ نجدی نے پیادوں کو لے کر ابن اشعث پر حملہ کیا۔ ابن اشعث اور اس کے ساتھی کام آ گئے۔

عبید اللہ بن علی کی شہادت، مختار کا فرار :۔۔۔ عبید اللہ بن ابی طالب شہید ہوئے تمام رات جنگ ہوئی رہی چاروں طرف ایک شور قیامت برپا تھا سبج ہونے سے تھوڑا پہلے مختار نے ساتھی آنکھیں بھی پٹی کر لیں وہ بولے۔ مختار یہ رنگ، جیہہ برقعہ امارت میں جا چمپا۔ مصعب نے میدان جنگ سے سبج پٹ کر اسی ڈال دیا یہ قہر امارت کا مٹی سرہ کر کے رسد و مند بند کر دیا لیکن ذمہ طور سے غلہ رسد جاری رہی مصعب کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے رسد و مند قطع کر دیا۔

مختار کی آخری ساعتیں :۔۔۔ مختار اور اس کے ساتھیوں کو شدت بھوک و پیاس سے حال ابتر ہو گیا پانی میں شہد مل کر پینے کا لیکن اس سے بھی پیٹ نہ بھرا تو مختار نے اپنے ساتھیوں سے منہ منسلک کرنے کے لیے حکم دیا کسی نے چہرہ اب نہ دیا۔ مختار نے بالوں میں تیل ڈال دیا کہ تیل کا یہ ① نہیں آدمیوں کو جس میں سائب بن سلک اشعری ② بھی تھا لے کر قصر امارت سے نکل کھڑا ہوا۔

① (تاریخ طبری میں) جزیرہ کے بجائے نہر حیرہ اور (ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۱۲) میں نہر فرات و غیرت۔ ② تاریخ ابن اثیر میں سلک بن الحسین کے بجائے "الحسین" تحریر ہے۔ ③ تاریخ ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۳۲ پر ہے۔ ④ بجائے یہ تحریر ہے: جب کہ تاریخ طبری میں نہر یوسف اور ابن اثیر کی تاریخ الکامل میں نہر یوسف تحریر ہے۔ (شہادت) ⑤ ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۱۳ میں سائب بن سلک کے بجائے سائب بن مالک تحریر ہے۔ ⑥ تاریخ ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۱۳ میں سائب بن مالک اشعری تحریر ہے، (شاء اللہ محمود)

مختار اور سائب کا مکالمہ اور مختار کا قتل سائب اسے مدت کرنے کا مختار نے کہا "تفہم تو چھو پر اسے حقوق میں سے دیکھتے ہے نہ سنت ابن زبیر نے جو زہر قبضہ کر لیا ہے نجدہ نے یمامہ پر اور مروان نے شام پر میں بھی انہی دووں کی طرح کا تھا لیکن میں بھی جب کہ عرب اس سے غافل ہو گیا تھا تو ابیت کے خون کا بدلہ لینے کا طبع گار بن گیا۔ اگر تیری یہ نیت نہ ہو تو اپنے روبرو بازو سے لڑ سائب یہ سن کر خاموش ہو گیا اور مختار ① آگے بڑھا لڑائی ہونے لگی باآخر طرف اور طراف جو عبد اللہ بن وجاہہ بنی سبے کے ہاتھوں سے اس کا خاتمہ ہو گیا عبد اللہ بن جعدہ بن ہبیر، اسی وقت جب کہ مختار نے امن حاصل کرنے کی رائے کی تھی قصر امارت سے بڑا یہ مند اترا آیا تھا اور اپنے بھائی کے مدد میں روپوش ہو گیا تھا۔

مختار کے ساتھیوں کا قتل مختار کے مارے جانے کے بعد اہل قصر نے مصعب کے پاس صلح کا پیغام بھیجی مصعب کے کہنے سے شہر یمامہ دروازے کھول دیئے مہذب نے ان کو قتل کرنے سے منع کر دیا مگر مروان کو فہ نے اس سے اختلاف پیدا کیا پس مصعب نے با اتفاق رائے ان سب دووں کو قتل کر دیا بعد اس کے مصعب کے حکم سے مختار بن ابی عبیدہ ثقفی کے ہاتھ کاٹ کر مسجد کے دروازے پر لٹکا دیا گئے جن کو جاننے اپنے زمانہ حکومت میں اترا دیا۔

ابراہیم بن اشتر کی مصعب کی اطاعت کوفہ پر قبضہ کرنے کے بعد مصعب نے ابراہیم بن اشتر کے پاس ایک خط روانہ کیا جس میں پٹی احمت قبول کرنے اور اس کو ملک شام کی حکومت دینے اور یہ کہ وہ ملک مغرب میں جتنا ملک فتح کرے اس سے اسے جانے کا حق تھا اسی زمانے میں عبد الملک نے جی خط و کتابت کی تھی اور حراق و حکومت دینے کا وعدہ کیا تھا ابراہیم نے اپنے قریبوں سے اس بارے میں مشورہ کیا بعض لوگوں نے مصعب سے ملنے کا کہا اور بعض نے عبد الملک کی سازش کرنے کی رائے کی مگر ابراہیم نے اس خوف سے کہ ابن زیاد اور اہل شام کو اس کے زیور بر کیا ہے مصعب کی شرائط منظور کر لی اور اس کی طرف روانہ ہو گیا مصعب نے یہ خبر سن کر مہذب بن ابی صفہ دووں کے مقبوضہ صوبوں موصل، جزیرہ، تھمید، اور آذربائیجان کی طرف بھیج دیا۔

مختار کی ابن زبیر سے مخالفت کا وقت بعض مؤرخین بیان ہے کہ مختار نے ابن زبیر کی مخالفت اسی زمانہ میں ظاہر کی تھی مصعب بصری میں آیا تھا اور مصعب نے حماد طمی کو روانہ کیا تھا مختار کے ساتھ عبید اللہ بن علی بن ابی طالب بھی تھے رات ہی سے لڑائی شروع ہوئی رات آدھی سے زیادہ تر چلکی ہوئی کہ مصعب کا شہر میدان جنگ سے بھاگ کر اپنے مورچے میں چھپ گیا ایک گروہ اس کے ساتھیوں کے کام آ گیا لیکن ہوئی تو مختار یہ دیکھ کر کہ اس کے ساتھی مصعب کے لشکر سے جنگ میں مشغول ہیں اور اس کے پاس کوئی نہیں ہے وہ کی طرف واپس آیا اور سیدھا امارت میں چلا آیا۔

مختار کے ساتھیوں کے قتل کا سبب جب اس کے ساتھی میدان جنگ سے وٹے تو ان کو مختار نے مدد کو دیا یہ مجبوراً مختار ہمارا یہ میدان جنگ سے کامیابی کے باوجود بھاگ کر قصر امارت میں جا چھپے انکی تعداد تقریباً آٹھ ہزار تھی مصعب نے پہنچ کر مری صرہ پر لایا چار مہینہ تک روزانہ لڑائی ہوتی رہی بہت سے آدمی مارے گئے آخر کار مصعب سے قصر امارت ② محصورین امان کے خواستہ کار ہوئے۔

اور اس کے حکم کے مطابق دروازہ ہول برنگل آئے اس نے ان سب کے قتل کا حکم دیا یہ مقتولین کی تعداد چھ ہزار تھی جس میں سے سات سو عرب تھے اور باقی عجمی لوگ تھے۔

حمزہ بن عبد اللہ کی گورنری اور معزولی کوفہ پر مصعب کے قبضہ کے بعد عبد اللہ بن زبیر نے اپنے بیٹے حمزہ کو بصری میں مصعب کی جگہ مقرر کیا اس کی بے خلعتی و شک ظرفی سے بصری کے معز زین نے مجبور ہو کر ماک بن مسعم سے شکایت کی کہ ماک بن مسعم نے پچھلے آدمیوں کو ساتھ لے کر

① صاحب عقد الفرید نے لکھا ہے کہ مختار جس وقت قاتلین حسینؑ اور شرفاء عرب کب فہستہ نبوت کر چکا تو اس نے اور صلحاء امت کے استیصال کی فکر کو لوگوں کے سامنے لایا وہ بحث نفس نامہ ہو گیا نبوت کا بھی دعویٰ کیا تھا بہت تھا کہ میرے پاس جو کچھ میں ملتی ہے اسی سے امانت ہے عبد اللہ بن زبیر کو لکھا انھوں نے اس کی مراد کوئی کے لیے ایک لشکر مصعب کی قیادت میں روانہ کیا ابراہیم ابن اشتر اور مروان بن الحکم نے اس کا مقابلہ کر کے مصعب کے حوالے کر دیا مصعب نے اس کو قتل کر دیا بعد (دوم صفحہ ۳۱۹ مطبوعہ مصر) ② مختار کے قتل ہونے کے بعد قصر امارت کے محصورین نے امان مانگی تھی مختار کی قتل کے وقت ۱۳ برس مکی بودھ میں رمضان المبارک ۶۷ ہجری کو وہ قتل کے بازار میں مارا گیا۔ کمال ابن اثیر جلد چہارم صفحہ نمبر ۲۲۹ مطبوعہ مصر۔

جس کی طرف خروج کیا و حمزہ سے کہلوادیا کہ تم حکومت بصریٰ کو چھوڑ کر اپنے والد کے پاس واپس چلے جاؤ۔ پھر اخف نے عبداللہ بن زبیر کو مکہ کے اپنے بیٹے کو معزول کر کے معصب کو پھر بصریٰ بھیجو لوگ عام طور پر اس سے ناراض ہیں حضرت عبداللہ بن زبیر نے ایسا ہی کیا۔ پھر حمزہ بہت سال اسباب لے کر بصریٰ سے روانہ ہوا مالک بن مسیح نے پہنچ کر روک دیا لیکن عمر بن عبداللہ کے کہنے سے باز رہا۔

معصب کے اقدامات اور جہاد: بعض مورخین کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے مختار کے قتل ہونے کے ایک سال بعد معصب کو بصریٰ کی گورنری پر مقرر کیا تھا معصب نے بصریٰ میں پہنچ کر عمر بن عبید اللہ بن معمر کو فارس کی سند گورنری دی اور جنگ ازارقہ پر مقرر کیا۔ اس وقت مہلب فارس کا گورنر اور محکمہ جنگ کا افسر اعلیٰ تھا معصب نے اس کو موصل، جزیرہ اور آرمینیا کا گورنر مقرر کرنے کے لیے ہوا یا مہلب اپنی جگہ اپنے بیٹے مغیرہ کو مقرر کر کے بصریٰ آیا معصب نے اس کو حکومت فارس اور جنگ خوارج سے معزول کر کے عمر بن عبید اللہ بن معمر کو مقرر کیا۔ اس نے جنگ خوارج میں بڑے بڑے نمایاں کام انجام دیئے جس کو ہم خوارج کے حالات میں بیان کریں گے۔

عمر بن سعید کا دمشق پر قبضہ: عبدالملک بن مروان قسریں سے واپسی کے بعد ایک عرصے تک دمشق میں ٹھہرا رہا اس کے بعد عبد الرحمن ابن ام حکم اپنے بھائی کو اپنا نائب مقرر کر کے زفر بن حارث کلابی سے جنگ کے لیے قریسار روانہ ہوا عمر بن سعید اس کے لشکر میں تھا مگر جب یہ دو بطن پہنچے تو عمر بن سعید کے خیالات تبدیل ہو گئے رات کے وقت چھپ کر وہ دمشق چلا گیا، ابن ام حکم اس کی آمد کا سن کر بھاگ گیا چنانچہ عمر بن سعید نے دمشق پر قبضہ کر لیا اور ابن حکم کے مکان کو گرا دیا۔

عبدالملک کا محاصرہ اور ابن سعید سے صلح: لوگ جمع ہوئے تو اس نے خطبہ دیا اور لوگوں سے حسن سلوک کرنے اور وفاداری مقرر کرنے کا وعدہ کیا عبدالملک کو اطلاع ملی تو وہ بھی عمر بن سعید کے پیچھے پیچھے آیا اور دمشق کا محاصرہ کر لیا عرصے تک دونوں میں لڑائی ہوتی رہی اور آخر کار مصدحت ہو گئی۔ صلح نامہ لکھا گیا و عبدالملک نے اس کو پناہ دے دی عمر بن سعید دمشق سے نکل کر عبدالملک کے خیمہ میں آیا اور اس کو اپنے ساتھ دمشق لے گیا۔

عبدالملک کے گھر ابن سعید کی طلبی: چار دن کے بعد عبدالملک نے عمر بن سعید کو بلوایا اتفاق سے اس وقت عبداللہ بن یزید بن معاویہ اس کا داماد اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس نے اسے عبدالملک کے پاس جانے سے روکا عمر بن سعید نے کہا ”واللہ مجھے کسی بات کا خطرہ نہیں اگر میں سو رہا ہوتا تب بھی عبدالملک مجھے جگانے کی جرأت نہ کر سکتا تھا“ اس کے بعد اس کے قاصد سے کہا ”تم جاؤ میں شام کے وقت آؤں گا“ شام کا وقت آیا تو اس نے زرہ پہنی اوپر سے قبائین کر تلواریں لے لٹکائی اور ایک سو خدام کو لیکر عبدالملک کے پاس چلا عبدالملک نے اپنے پاس تمام بنو مروان اور حسان بن نجد کلبی اور قبصیہ بن ذؤب خزاعی کو جمع کیا ہوا تھا جب عمر پہنچا تو اس کو حاضری کی اجازت دیدی گئی جیسے جیسے وہ اندر چلتا جاتا عبدالملک کے مصاحبین دروازے بند کرتے جاتے تھے حتیٰ کے دشمنین کے دروازے پر پہنچ گیا اس وقت اسکے ساتھ صرف ایک غلام باقی رہ گیا تھا۔

عبدالملک کا فریبی انکشاف: عبدالملک کے پاس بنو امیہ کو جمع دیکھ کر عمر بن سعید کو خطرہ محسوس ہوا تو غلام سے مخاطب ہو کر کہا ”میرے بھائی یحییٰ کے پاس جاؤ اور اس کو بڈالو۔ غلام سمجھ نہ سکا تو عمر نے اس جملے کو دہرایا غلام نے لبیک کہہ کر جواب دیا لیکن بالکل نہیں سمجھا عمر بن سعید نے جھد کر کہا جاؤ دفع ہو جاؤ غلام چل گیا عبدالملک نے حسان اور قبصیہ کو عمر بن سعید کا استقبال کا حکم دیا یہ دونوں آگے بڑھے اور عمر بن سعید کو عبدالملک کے پاس کر تخت پر بٹھادیا اور باتیں ہونے لگیں۔

عبدالملک کی حیلہ بازی: تھوڑی دیر کے بعد عبدالملک کی تلوار اس سے لینے کا حکم دیا عمر بن سعید کو تلوار گزرا تو اس نے کہا ”اتق اللہ یا امیر المؤمنین (ترجمہ) اے امیر المؤمنین اللہ سے ڈریں۔“ عبدالملک بولا ”کیا تم اس کی امید رکھتے ہو کہ میرے ساتھ تم تخت پر تلوار لے رہے ہو؟“ عمر بن سعید خاموش ہو گیا غلاموں نے پہنچ کر تلوار لے لی۔

① (ابن عساکر تاریخ، جلد ۳ صفحہ ۳۳) میں اس جگہ پر یہ عبارت ہے واللہ لو کنت نائما ما انبھنی ابن الزرقاء ولا اجرء علی ”اس کا ترجمہ یہی جو اوپر بیان ہوا چکا ہے (شاء اللہ محمود)“

عمر بن سعید کو بے بس کرنے کا حیلہ:..... پھر تھوڑی دیر بعد کہا ”اے ابو امیہ: جس وقت تم نے میری مخالفت کی تھی میں نے اسی وقت یہ قسم کھالی تھی کہ جب میں تم کو ایسے دیکھوں گا کہ تم میرے قبضہ میں ہو تو میں تم کو تھکڑی پہناؤں گا بنو مروان نے عرض کیا کہ کیا امیر المومنین اسے رہا کر دیں گے عبد الملک نے کہا ہاں میں کوئی برائی ابو امیہ کے ساتھ نہیں کرنے دوں گا“ بنو مروان نے عمر بن سعید سے کہا ابو امیہ امیر المومنین کی قسم پوری کر دو۔ عمر بن سعید دبی زبان سے بول بے شک اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین کی قسم سچائی کے ساتھ پوری کر دی عبد الملک نے فوراً فرش کے نیچے سے ایک زنجیر نکالی اور غلام کو دے کر کہا ابو امیہ کے ہاتھ پاؤں اور گردن میں ڈال دو۔ عمر بن سعید بولا ”میں امیر المومنین کو اللہ کی قسم دلاتا ہوں کہ مجھے لوگوں کے سامنے یوں ہی لے چلنا۔ عبد الملک نے کہا مجھ سے یہ نہ ہوگا کیا تم مرتے وقت دھوکہ دینا چاہتے ہو۔

عمر بن سعید کے قتل کا حکم: عمر بن سعید یہ سن کر خاموش ہو گیا اور عبد الملک نے اتنی زور سے زنجیر کو کھینچا کہ اس کا منہ تخت سے لگ گیا اور گے کے دو دانت ٹوٹ گئے عمر بن سعید نے چلا کر کہا ”امیر المومنین تمہیں اللہ کی قسم ہے مجھے چھوڑ دو، میرے دانت ٹوٹ گئے ہیں عبد الملک نے کہا واللہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تیرے زندہ رہنے سے میری بہتری ہے اور قریش کے لیے نیکی ہے تو میں بے شک تجھے زندہ رکھتا لیکن دراصل یہ ہے کہ ایک شہر میں ہمارے اور تمہارے جیسے دو شخص نہیں رہ سکتے اس پر عمر بن سعید اسے برا بھلا کہنے لگا عبد الملک نے اپنے بھائی عبد العزیز کو اس کے قتل کا حکم دے کر نماز پڑھنے چاہا گیا۔

عبد الملک کے ہاتھوں ابن سعید کا قتل: عبد العزیز نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تو اس نے رشتہ داری اور صلہ رحمی یا دولا کی چنچہ عبد العزیز اسے قتل کرنے سے رک کر بیٹھ گیا تھوڑی دیر بعد عبد الملک نماز پڑھ کر واپس آیا اور دروازے بند کرتا ہوا اپنی نشست گاہ آیا تو عمر بن سعید کو زندہ دیکھ کر عبد العزیز پر برہم ہوا اور ایک چھرا لے کر اس کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کر دیا۔ بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ عبد الملک نے اس کے قتل کا اپنے غلام ابن زبیر ① کو حکم دیا تھا اور اسی نے اس کو قتل کیا تھا۔

یحییٰ بن سعید کا قصر امارت پر حملہ:..... حاضرین مجلس میں سے کسی نے عمر بن سعید کا یہ حال اس کے بھائی یحییٰ ابن سعید سے جا کر کہہ دیا وہ ایک ہزار غلاموں، وردو ستوں کو لے کر قصر خلافت پر حملہ کیا حمید بن حرث، حریث، زبیر بن الابرد وغیرہ جو اس کے ساتھ تھے عمر بن سعید کا نام لے کر آواز دینے لگے جب اس کی آواز نہ سنائی دی تو دروازہ توڑ ڈالا اور لوگوں پر دیوانہ وار حملہ کرنے لگے ولید بن عبد الملک نے نکل کر مقابلہ کیا چنچہ ایک عرصہ تک لڑائی ہوتی رہی۔

عبد العزیز کی چالاکی، یحییٰ وغیرہ کی گرفتاری: اس دوران عبد الرحمن بن ام حکم ثقفی نے عمر بن سعید کا سر لے کر لوگوں کے سامنے پھینک دیا اور عبد العزیز بن مروان روپیہ پھینکنے لگا لوگوں نے اس کو لوٹ لیا اور منتشر ہو گئے اس کے بعد عبد الملک مسجد کی طرف آیا لوگوں سے اپنے بیٹے ولید کو معلوم کیا معلوم ہوا زخمی ہے پھر یحییٰ بن سعید اور اس کے بھائی عنبہ کو پیش کیا گیا یہ دونوں اور عمر بن سعید کے بیٹے ② قید کر دیئے گئے۔

رہائی کے بعد عبد الملک سے ملاقات:..... کچھ عرصے بعد قید سے رہا کر کے انھیں مصعب بن زبیر کے پاس بھیج دیا تا کہ پھر یہ مصعب کی شہادت کے بعد عبد الملک کی خدمت میں حاضر ہوئے اس نے ان کی جان بخشی کر دی اور کہنے لگا کہ تم لوگ ایسے خاندان سے ہو جس کو تمہاری پوری قوم پر فضیلت حاصل ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تم سب کو اس سے محروم رکھا ہے میرے باپ اور تمہارے باپ کے درمیان جو باتیں پیش آئیں وہ نئی نہ تھیں بلکہ پرانی ہیں اور ہمارے بزرگوں کے درمیان زمانہ جاہلیت سے چلی آرہی ہیں۔

عبد الملک کو احساس دلانے کی کوشش: یحییٰ بن سعید نے جواب دیا کہ ”امیر المومنین تم جاہلیت کی باتوں کا کیا ذکر کر رہے ہو حالانکہ اسلام نے ان ساری باتوں کو نیست و نابود کر کے جنت کا وعدہ کیا اور دوزخ کی آگ سے ڈرایا ہے باقی عمر بن سعید تو تمہارا چچا زاد بھائی تھا اس کے ساتھ جو تم

① تاریخ طبری اور مروج الذهب میں ابن الزبیر کے بجائے ابوالزبیر قہ اور الکامل ابن اثیر میں ابن الزبیر یہ تحریر ہے (ثناء اللہ)۔ ② عمر بن سعید کے چچا بیٹے تھے (۱) امیہ بن مر

(۲) سعد بن عمر (۳) اسماعیل بن عمر (۴) محمد بن عمر

نے برتاؤ کیا ہے اس کو تم خوب جانتے ہو اور اگر وہی باتیں جو تم میں اور ان میں تھیں ہمارے ساتھ کرنا چاہتے ہو تو ہمارے لیے زمین کا پیٹ اس کے ظاہر سے بہتر ہے۔“ عبد الملک کا دل یہ سن کر بھر آیا بولا تمہارے باپ اور مجھ میں یہ طے ہو گیا تھا کہ جب موقع ملے گا تو میں اس کو یا وہ مجھے قتل کر ڈالے گا اللہ تعالیٰ نے مجھے موقع دیدیا تو میں نے اس کو قتل کر دیا اور تمہیں قتل کرنے کی مجھے خواہش نہیں ہے میں تمہارے ساتھ صلح رحمی کروں گا اور رشتہ داری کا نظارہ کھوں گا۔

عمر بن سعید کی ناراضگی کی وجہ۔ بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ جس وقت عبد الملک عراق کی طرف جنگ کے ارادے سے جا رہا تھا عمر بن سعید نے کہا مجھے تم اپنا ولی مہد بنا لو اور ایک عہد نامہ لکھ دو تمہارے بعد مجھے خلیفہ اور امیر بنایا جائے گا عبد الملک نے اس کو منظور نہ کیا تو عمر بن سعید بڑا کڑوا ہوا چلا گیا اور اس پر قبضہ کر کے باغی ہو گیا جیسا کہ اوپر پڑھائے ہو اور ۶۹ھ میں مارا گیا۔

عبد الملک اور عراق کی جنگ:۔ جس وقت عراق پر عبد الملک کا تسلط قائم ہو گیا اور کوئی شخص اس کا مخالف باقی نہ رہا تو اس نے جنگ عراق کی تیاری کی اسی زمانہ میں بعض شرفاء عراق کے خطوط بھی آئے جس میں انھوں نے عبد الملک کو عراق پر قبضہ کر لینے کی درخواست کی تھی عبد الملک کے مشیروں نے عراق کی طرف بڑھنے کی ممانعت اور مخالفت کی لیکن اس نے ان کی بات کا بالکل خیال نہ کیا اور عراق روانہ ہو گیا مصعب کو اس کی روانگی کی اطلاع ہوئی۔ مہلب بن صفروہ کو یہ واقعہ لکھ بھیجا اور اس معاملہ میں مشورہ طلب کیا مہلب ان دنوں سرزمین فارس پر خوراج سے لڑ رہا تھا عمر بن عبید اللہ بن معمر فارس کی جنسی خدمات سے معزول کر دیا گیا تھا اور جنگ خوراج کے خلاف اس کے بدلے مہلب کو مامور کیا گیا تھا یہ رد و بدل اس زمانہ میں ہوا تھا جبکہ مصعب کو کوفہ کی گورنری دی گئی تھی۔

خالد بن عبید اللہ کی بصرہ آمد اور اخراج:۔ خالد بن عبید اللہ بن خالد بن اسید (عبد الملک بن مروان کی جانب سے) خفیہ طور پر بصری میں آیا اور بنی بکر بن وائل اور ازد میں مالک بن مسمع کے پاس ٹھہرا عبد الملک نے عبید اللہ بن زیاد بن ضبیا کو اس کی کمک پر روانہ کیا اور اس کی اور عمر بن عبید اللہ بن معمر کی معرکہ آرائی ہوئی آخر کار اس بات پر صلح ہو گئی کہ بکر بن وائل خالد کو نکال دیں۔

خالد کے نکلنے پر مصعب کی ناراضگی:۔ خالد کو نکال دینے کے بعد مصعب بصری میں خالد کو گرفتار کرنے کے مقصد سے آیا لیکن وہ اس کے آنے سے پہلے ہی چلا گیا مصعب عمر بن عبید اللہ بن معمر پر سخت ناراض ہوا خالد کے ساتھیوں کو گالیاں دیں، مارا پیٹا اور ان کے مکانات گر دیئے اور داڑھیں منڈوا دیں اور مالک بن مسمع کا مکان گرا دیا اور مال و اسباب لوٹ لیا اور عمر بن عبید اللہ بن معمر کو حکومت فارس سے معزول کر کے مہلب بن ابی صفروہ کو مقرر کر کے کوفہ چلا گیا اس کے ساتھ اخف بھی تھا اس کا کوفہ میں انتقال ہوا۔

مہلب کی خوراج کے خلاف روانگی:۔ پھر یہ وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ عبد الملک کے مقابلہ پر نکلا اور مہلب کو اہل بصری کے ساتھ روانہ کرنے کا اہل بصری نے اس سے انکار کر دیا مجبور ہو کر مہلب کو خوراج کے خلاف واپس بھیج دیا مہلب نے روانگی کے وقت کہا کہ اہل عراق نے عبد الملک سے خط و کتابت کر کے سازش کر لی ہے تم مجھے ان علاقوں سے علیحدہ نہ کرو لیکن مصعب نے اس پر توجہ نہ دی۔ ابراہیم بن اشتر کو جو کہ موصل اور جزیرہ پر مقرر تھا بلا کر مقدمہ لکھش کا افسر کا بنادیا اور آگے بڑھنے کا حکم دیا۔

عبد الملک کے لشکر کی ترتیب:۔ عبد الملک کے مقدمہ لکھش پر اس کا بھائی پر اس کا بھائی محمد بن مروان، خالد بن عبید اللہ بن خالد بن اسید مقرر تھے قرقیہ کے قریب پہنچ کر ڈیرے ڈال دیئے۔ زفر بن حرث کلابی نے حاضر ہو کر صلح کر لی اور اپنے بیٹے ہذیل کو معہ ایک لشکر اس کے ساتھ ہمراہ کر دیا پھر عبد الملک یہاں سے کوچ کر کے مصعب ابن زبیر کی لشکر گاہ کے قریب پہنچا۔ ہذیل بن زفر بھاگ کر مصعب سے آ ملا۔

عبد الملک کی اہل عراق سے سازش:۔ عبد الملک اہل عراق سے ”سازش کے لئے“ خط و کتابت کرنے لگا اور اصفہان دینے کا وعدہ کیا انہی دنوں ابن اشتر نے مصعب کے سامنے ایک سرمہر خط پیش کیا مصعب نے کھول کر پڑھا جس میں عبد الملک نے ابن اشتر کو لکھا تھا ”تم میرے پاس آ جاؤ میں تم کو عراق کا گورنر مقرر کر دوں گا“ مصعب ابن اشتر سے کہا ”کیا تم جیسا شخص اس کے جھانے میں آ جائے گا“ ابراہیم بن اشتر نے جواب دیا ”میں

غداروں اور خیانت کا قبیح نہیں بنوں گا۔ واللہ عبدالملک نے تمہارے سارے ساتھیوں اور سرداروں کو ایسا ہی لکھا ہے اگر تم میرا کہا، نو تو ان سب کو قتل کروا دو یا نہایت تنگ و تنار ایک مکان میں قید کر دو۔

اہل عراق کی معصوب سے بے وفائی مصعب نے اس سے اختلاف کیا اور اہل عراق عبدالملک کی سازش سے مصعب سے بدعہدی اور بے وفائی کرنے پر تل گئے قیس ابن شیم نے اہل عراق کو اہل شام سے سازش کرنے کی ترغیب دی لیکن ان لوگوں نے اس کی بھی نہ سنی جس وقت دونوں لشکروں کا آمنہ سامنا ہوا تو عبدالملک کے پاس کہلویا کہ خون ریزی سے کوئی فائدہ نہیں ہے آؤ ہم اور تم اس کام کو اہل شوری کے سپرد کر دیں مصعب نے جواب دیا ”ہمارے اور تمہارے درمیان میں اب تلوار ہی فیصلہ کر سکتی ہے۔“

جنگ کا آغاز چنانچہ لڑائی چھڑ گئی عبدالملک نے اپنے بھائی محمد کو مدد کرنے کا حکم دیا اور مصعب نے ابن اشتر کو حکم دیا۔ مصعب نے ایک تازہ دم فوج کے ذریعے ابراہیم کی مدد کی اس نے محمد کو مورچہ سے ہٹا دیا۔ عبدالملک نے عبید اللہ بن یزید کو اس کی کمک پر مقرر کیا میدان کارزار نہایت تیزی سے گرم ہو گیا۔ مصعب کے ساتھیوں میں سے مسم بن عمر ابہلی (قتیبہ کے والد) اس معرکہ میں کام آگئے مصعب نے فوراً عتاب بن ورقہ کو ابراہیم بن اشتر کی مدد کے لئے متعین کر دیا۔

ابن ورقہ کی غداروں: ابراہیم بن اشتر کو عتاب کا آنا ناگوار نظر آتا تو کہلویا کہ میں نے تم کو تمہجا دیا تھا کہ عتاب جیسے آدمیوں کو میری مدد کے لئے نہ بھیجنا افسوس ہے کہ تم نے میرے کہنے کا کوئی خیال نہ کیا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ عتاب بن ورقہ نے عبدالملک کی بیعت کر لی تھی اور اس سے یہ وعدہ لیا تھا کہ میدان جنگ سے میں بھاگ جاؤں گا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

ابراہیم بن اشتر کی شہادت: لیکن ابراہیم بن اشتر نہایت ثابت قدمی استقلال سے لڑتا رہا حتیٰ کہ جاں بحق تسلیم کر دی اس کی شہادت کے بعد اس کا سردار عبدالملک کے پاس بھیج دیا گیا اہل شام کا دل ابراہیم کے مارے جانے سے بہت بڑھ گیا چنانچہ وہ بڑھ بڑھ کر جمعے کرنے لگے مصعب نے عراق کے سرداروں کو جنگ کرنے کا حکم دیا سب نے بہانہ کر کے نال دیا اب اس وقت تنہا مصعب اور اس کی فوج کے چند ساتھی لڑ رہے تھے باقی سارے اہل عراق دور کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے۔

ابن مروان کی مصعب کو صلح کی پیشکش: محمد بن مروان نے مصعب کے قریب پہنچ کر بلند آواز میں کہا ”میں تمہارا چچا زاد بھائی محمد بن مروان ہوں تم امیر المومنین کی امان قبول کر لو“ مصعب نے انکار میں جواب دیا۔ محمد بن مروان نے اس کے بیٹے عیسیٰ بن مصعب کو آواز دے کر کہا ”تم کو اور تمہارے والد کو امان دی جاتی ہے۔“

مصعب اور ابن مصعب کی گفتگو: عیسیٰ نے اپنے باپ مصعب کو اس سے مطلع کیا مصعب نے جواب دیا میرا خیال ہے کہ اہل عراق تمہارے ساتھ وعدہ نبھائیں گے اگر تم کو ان کی امان یعنی منظور ہو تو بسم اللہ کر کے حاصل کر لو۔ عیسیٰ بولا مجھے یہ گوارہ نہیں ہے کہ کل قریش کی عورتیں کہیں گی کہ میں خود کو بچانے کے لئے باپ سے علیحدہ ہو گیا تھا ”مصعب نے کہا اچھا تم اپنے چچا کے پاس مکہ چلے جاؤ اور ان کو اہل عراق کی سازش کی اطلاع دے دینا اور مجھے اسی حالت میں چھوڑ جاؤ میں نے خود کو مقتول سمجھ لیا ہے۔“

عیسیٰ کا اپنا بہادر باپ کو جواب اور شہادت: عیسیٰ نے عرض کیا ”میں قریش کو ہرگز نہ یہ خبر پہنچاؤں گا۔ بہتر ہے کہ تم بصرہ چلو وہ لوگ تمہارے مطیع ہیں یا مکہ میں امیر المومنین کے پاس پہنچ جاؤ“ مصعب نے ٹھنڈی آہ بھینچ کر کہا ”یہ مجھ سے نہ ہوگا کیونکہ پورے قریش میں میرے بھائی کا تذکرہ ہوگا میرے بیٹے تم آگے بڑھو میں تمہاری مدد پر ہوں۔ عیسیٰ بن مصعب نے حکم پاتے ہی آدمیوں کو لے کر آگے بڑھا شامیوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا مگر عیسیٰ کی چست ہوتی تلوار ان کی گردنوں پر تیر رہی تھی بالآخر بہت سے آدمیوں کو مار کر تلوار کے سائے میں موت کی نیند سو گیا۔

عبدالملک کی مصعب سے صلح کی التجا: عبدالملک نے مصعب سے امان قبول کرنے پر بے حد اصرار کیا دیر تک گڑگڑاتا رہا لیکن مصعب کی زبان سے نہیں کے علاوہ کچھ نہیں نکلا اس کے بعد مصعب اپنے خیمہ میں گیا بالوں میں تیل ڈالا اور عطر لگایا پھر پردوں کو گرا کر باہر آیا اور لڑنے لگا اس

سے ہمہ ورثہ ہوئے اور ہم اس سے خوش بھی ہوئے ہیں ہمارے پاس مصعب رحمہ اللہ کی شہادت کی خبر آئی ہے اور جس بات سے ہم خوش ہوئے ہیں وہ یہ ہے کہ اس کا راجا نہ شہادت ہے اور جس سے ہم کو صدمہ ہوا ہے یہ ہے کہ دوست کی جدائی سے ایک رنج کی سوزش ہوتی ہے جس کا احساس مصیبت ہے وقت دوست ہی کو ہوتا ہے اس کے بعد صاحب رات صبر و شکر کی طرف رجوع کرتا ہے مصعب کیا تھا؟ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ اور میرے مددگاروں میں سے ایک مددگار۔ سنو! کہ اہل عراق بے وفاء اور منافق ہیں۔ انہوں نے اس کو نہایت کم قیمت پر جو اس سے لیتے تھے دوسروں سے دور کر دیا اور نیت کیا۔ اگر وہ مارا گیا ہے ❶ تو اس کے بھائی، باپ اور چچا زاد بھائی گئے ہوں گے۔ جو نیک اور صالح تھے اللہ کی قسم ہم اپنے ہمتاؤں پر نہیں مریں گے جیسا کہ ابوالعاص کی اولاد مری ہے۔ والدان میں سے کوئی شخص جاہلیت میں اور اسلام میں قتل نہیں کیا گیا ہے اور ہم مرتے ہیں تو نیزہوں اور تلواروں کے ساتھ گئے ہیں سنو! کہ دنیا اس بادشاہ سے رعایت میں لی گئی ہے اس سے جس کی حکومت ہمیشہ رہے گی اور اس کا ملک ختم نہیں ہوگا ہذا اگر وہ ہمارے پاس آئے تو ہم اس کو رائل مراویہ میں لے لیں گے اور اگر وہ ہم سے اعتراض کرے گی تو ہم اس پر کسی نعرہ اور دہرے کی طرح نہیں روئیں گے میں اتنا ہی کہتا ہوں اور اپنے لیے اور تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔“

اہل بصری کا مصعب کی شہادت پر رد عمل جب اس واقعہ کی اہل بصری کو خبر ملی تو وہاں حمدان ❷ بن ابان و عبد اللہ ❸ بن ابی بکرہ میں حکومت کا اختلاف پیدا ہو گیا حمدان نے عبد اللہ بن الزعم سے مدد مانگی تو امیہ اس کی بہت عزت کرتے تھے چنانچہ جس وقت مصعب کی شہادت کے بعد عراق پر عبد الملک کا پورا پورا قبضہ ہو گیا تو اس نے بصری کی سند گورنری خالد بن عبد اللہ بن اسید و دی اس نے اپنی طرف سے بصری پہنچ کر حمدان کو معزول کر کے عبد اللہ بن ابی بکرہ کو مقرر کر دیا۔

بصری کا گورنر بشر بن مروان اس کے بعد ۷۳ ہجری میں خالد بن عبد اللہ کو حکومت بصری سے معزول کر دیا گیا اور اس کے بجائے بشر بن مروان مقرر کیا گیا اور اسے دونوں شہروں کا گورنر بنایا گیا۔ بشر بن مروان نے وفہ میں عمرو بن حرث کو اپنا نائب مقرر کر کے بصری میں قیام کیا اور ۷۳ ہجری میں عبد الملک نے جزیرہ اور آرمینیا کو گورنر اپنے بھائی محمد بن مروان کو بنایا چنانچہ اس نے روم پر حملہ کیا اور ان کی قوت کو نقصان پہنچایا یہ واقعہ اس کے بعد ہوا ہے جب شاہ روم نے قندہ زہانے میں ایک ہزار دینار بطور تانوان دینے کا وعدہ کر لیا تھا۔

زفر بن حرث ہم اوپر ”واقعہ ربطہ“ ❹ میں بیان کر کے آئے ہیں کہ زفر بن حرث تو قرقیسیہ کی طرف چلا گیا تھا قیس قبیلے کا ایک اچھا خاصہ مجمع اس سے پاس مجتمع ہو گیا تھا اور یہ وہاں ٹھہرا ہوا حضرت عبد اللہ بن زبیر کی خلافت کی ترغیب لوگوں کو دے رہا تھا۔ عبد الملک نے حکومت پر قدم رکھنے کے بعد ابان بن عقبہ بن ابی معیط کو جو محض کا گورنر تھا زفر پر حملہ کرنے کا حکم بھیجا۔

ابان بن عقبہ بمقابلہ زفر بن حرث۔ ابان بن عقبہ نے حکم پاتے ہی قرقیسیہ کا رخ کیا اور مقدمہ اکبیش پر عبد اللہ بن رمیت ❶ مدانی کو مقرر کر کے آئے بڑھنے کا حکم دیا عبد اللہ بن رمیت نے ابان کے پہنچنے سے پہلے ہی لڑائی چھیڑ دی اور اس کے ساتھیوں میں سے تقریباً تین سو آدمی مارے گئے اس کے بعد ابان آیا تو لڑائی کا عنوان بدل گیا عبد اللہ بن رمیت کی گئی ہوئی قوت واپس لوٹ آئی و کچھ بن زفر معرکہ میں مارا گیا جس سے زفر کی قوت کم ہو گئی۔

عبد الملک کی قرقیسیہ آمد اس دوران عبد الملک مصعب کی جنگ سے پہلے قرقیسیہ پہنچا اور چاروں طرف محاصرہ کر کے منجلیقیں نصب کرائیں ہو طلب سے درخواست کی کہ ہمارے ساتھ قیس والوں کو نہ ملاؤ کیونکہ انہوں نے زفر بن حرث سے سازش کر لی ہے دوران جنگ بھاگ جائیں گے

❶ یہاں یحییٰ بن (خالی جگہ) لکھی جسے بن شیبہ کی اکابر جلد ۳ صفحہ ۵۸ سے پرایا گیا ہے۔ ❷ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۸ پر حمدان کے نام سے تحریر ہے درج معصوم ہوتا ہے کیونکہ ابن شیبہ کی تاریخ اکابر میں بھی حمدان کے نام سے تحریر ہے (جدید نمبر ۳ صفحہ ۵۹)۔ ❸ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۸ پر عبد اللہ کے بجائے عبید اللہ تحریر ہے جب کہ تاریخ اکابر میں بھی عبید اللہ ہی تحریر ہے۔ ❹ مراد واقعہ مرتہ ربطہ ہے۔ ❺ تاریخ ابن شیبہ میں رمیت کے بجائے زمیت (یعنی زامہ سے) تحریر ہے۔

عبد ملک بن منظور کے نہایت سختی سے محاصرہ کے ہوئے محمد بن زفر با تھا اور زفر روزانہ شہر سے نکل کر مقابلہ کرتا تھا۔

بذیل بن زفر کا عبد الملک پر حملہ ایک دن زفر نے اپنے بیٹے بذیل و لشکر شام پر حملہ کرنے کا حکم دیا کہ جب تک عبد الملک کے خیمہ پر تین گز تک نہ گرا دو جس نہ آنا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اس واقعہ کے بعد عبد الملک نے اپنے بھائی (محمد بن مروان) کو اپنے بھائی کے پاس بھیجا اور یہ ہوا یا کہ تم کو اترتے ہو اسے بیٹے اور ان لوگوں کو جو تمہارا ساتھ ہیں پناہ دی جاتی ہے۔ اور جو تم پسند کرو گے ان کو محمد بن مروان نے یہ پیغام بذیل بن زفر کو دے دیا۔

بذیل کا اپنے والد کو صلح کا مشورہ بذیل اپنے باپ کے پاس گیا کہ ابن زبیر سے زیادہ ہمارے حق میں عبد الملک بہتہ ہے وہ امن دے رہا ہے اسے قبول کر لیجئے زفر نے اس شرط پر قبول کر لیا کہ ایک سال تک بیعت کرنے کا اس کو اختیار دیا جائے اور کسی خاص جگہ پر رہنے پر مجبور نہ کیا جائے اور ابن زبیر کے مقابلے پر کسی قسم کی مدد طلب نہ کی جائے۔

صلح کے دوران عبد الملک کا دونا اپن ابھی فریقین میں یہ معاہدہ طے ہو رہا تھا کہ کسی نے عبد الملک کو یہ خبر پہنچائی کہ شہر کے چار ہرین منہدم ہو گئے ہیں عبد الملک نے صلح کرنے سے انکار کر کے حملہ کر دیا ① لیکن میدان زفر کے ہاتھ میں رہا اور

عبد ملک نے فوج مورچوں سے پیچھے ہٹ کر خیموں میں آ گئی۔ عبد الملک نے حصار ہلویا جو شہر کا قلعہ پیش کر دیا مجھے منظور ہیں۔ زفر نے جواب میں عبد ملک بن زبیر کی آمد تک تمہاری بیعت نہیں کروں گا اور اس معاہدے میں خون ریزی ہوئی ہے اس کا تم مجھ سے مؤخذہ نہ کرنا اور مجھ کو ورمیر کے تمام ساتھیوں سمیت امان دے دینا۔

دوبارہ صلح اور رشتہ داری۔ عبد الملک نے اس کو منظور کیا اور امان نامہ لکھ کر دے دیا۔ لیکن زفر تھوڑے دنوں تک عبد الملک سے نہ ملا اسے خوف تھا کہ اسے ساتھ عمر بن سعید جیسا بدتاؤ نہ کیا جائے عبد الملک نے رسول اللہ ﷺ کا عصا مبارک بھیج دیا۔ زفر حاضہ ہوا عبد الملک نے اپنے پرہیزگار پر ہنسیا اور اپنے بیٹے سے زفر کی لڑکی مسلمہ اور باب کی شادی کر دی۔

بذیل کا مصعب سے چار ملنا اس کے بعد عبد الملک مصعب سے جنگ کے لئے روانہ ہو زفر نے اپنے بیٹے بذیل کو بمعاذ ایک لشکر دے کر اس کے ہمراہ کر دیا تھا لیکن جس وقت عبد ملک کا مقابلہ بذیل بھیج کر مصعب کے پاس گیا اور ابن اشعث کے ساتھ مل کر زفر کا ہاتھی کے ابن اشعث مارا یا اور بذیل وفہ میں جا کر چھپ گیا عبد الملک نے اس کو وفہ پر قبضہ کرنے کے بعد اس کو امان دے دی۔

عبد اللہ بن حازم اس سے پہلے ہم لکھ گئے ہیں کہ حازم بن عبد اللہ بن حازم سے بنو تمیم نے مخالفت کرنی تھی اور ان کے تین بھائی بن زبیر نے تھے وہ فلاحی تو جنگ سے رہے اور تیسرا گروپ جس کا سردار تھیں بن ورقہ بصری تھا اس سے نیشاپور میں ابن حازم بڑھ رہا تھا۔

عبد الملک کا ابن حازم کو خط عبد الملک نے مصعب کی شہادت کے بعد عبد اللہ بن حازم کو اس مضمون کا ایک خط لکھا "تم میری بیعت براؤ میں تم کو سات برس کا خراج معاف کرتا ہوں" یہ خط ایک شخص جو بنو عامر بن صعصعہ قبیلہ کا تھا کے گروہ ان ہوا عبد اللہ بن حازم نے پڑھ کر کہا اے قبیلہ سیم اور قبیلہ عامر کے درمیان فساد کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں تم کو مار ڈالتا لیکن اب تم یہ خط لکھاؤ چنانچہ اس نے لکھا یا۔

ابن حازم کے گورنر کی خداری عبد اللہ بن حازم کی طرف سے مروہ کا گورنر یحییٰ بن وشیح تھیں تھیں چنانچہ اس نے اور تمام اہل مروہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر کی بیعت توڑ کر عبد الملک سے بیعت کر لی۔

ابن حازم کا بحیر کے ہاتھوں قتل عبد اللہ بن حازم کو اسکی اطاعت ملی تو وہ اس خوف سے کہ بنو اہل مروہ سمیت آئے جائے اور اہل نیشاپور اس کے ساتھ نہ مل جائیں بحیر کو چھوڑ کر مروہ کی طرف روانہ ہوا ② بحیر نے مروہ کا قبا کیا مروہ کے قریب ایک گاؤں میں مقیم ہو گیا ایک سخت لڑائی کے بعد بحیر

① یہ عبد ملک کی فلاحی بیوی بنی تھی کہ جب دشمن کا قتل تو صلح کر کے یا درجہ اعلیٰ شہ پناہ دے دینے کی خبر ملی تو صلح سے انکار کیا اسکی غلام پرستی اور ایفادہ محمد بن مروان کا یہ منہ ہے ساری اس دیر میں یہی عمل ہی بنا رہی تھی۔ (شہداء بنو مروہ) ② ابن حازم کا چنا تر مذ کی طرف روانہ ہونا یہ بھارت ترمذ کی اس کی جگہ ہو جاتی تھی یہاں سے ملنے میں ترمذی جگہ "تیمم" تحریر تھا جو خط تھا تفصیل کے لئے دیکھیں (ابن اثیر کی اکابر جلد ۳ صفحہ ۶۶)

کے ہاتھ سے ابن حازم مارا گیا بکیر نے اسی وقت فتح کی خوشخبری عبدالملک کے پاس بھیجی۔

بکیر کے ہاتھوں بکیر کی گرفتاری: اتفاق سے بکیر بن شراح اہل مرو کو لیے ہوئے آپہنچا اور عبداللہ بن حازم کا سر کاٹ کر عبدالملک کے پاس روانہ کرنے کا ارادہ کیا بکیر نے روکا تو بکیر نے ایک لکڑی اس کے گھینچ کے مادی جس سے اس کا سر ٹوٹ گیا اور اسے گرفتار کر کے قید کر دیا یہ اس کے بعد اہل حازم کو مارا ہت بھیج دیا اور خود حکومت خراسان پر قبضہ کر کے بیٹھ گیا۔

ابن حازم کے قتل کی دوسری روایت: بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد عبداللہ بن حازم مارا گیا تھا اور عبدالملک نے ان کا سر اس کے پاس بھیج کر اپنی بیعت کرنے کو لکھا تھا عبداللہ بن حازم نے اس کو غسل دے کر کفن پہنایا اور حضرت عبداللہ بن زبیر کے بیٹوں کے پاس مدینہ بھیج دیا اس کے بعد عبدالملک نے اس کے ساتھ وہ برتاؤ کیا کہ جس کو ہم اوپر لکھا آئے ہیں۔

عبدالملک کے لشکر کی مدینہ روانگی: عبدالملک نے شام اور عراق پر قبضہ کر لینے کے بعد عروہ بن انیف کو چھ ہزار آدمیوں کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ مدینہ منورہ میں تا حکم ثانی داخل نہ ہونا شہر کے باہر پڑاؤ کرنا ان دنوں عبداللہ بن زبیر کی طرف سے حرث بن حاطب بن حرث معمر جمعی مدینہ کے گورنر تھے عروہ کے آتے ہی وہ بھاگ گئے اور ایک مہینہ تک عروہ لوگوں کے ساتھ مدینہ منورہ میں نماز جمعہ پڑھتا رہا اور اپنی شکرگاہ میں واپس چلا آتا تھا۔

عبدالملک کے لشکر کی واپس: جب حضرت عبداللہ بن زبیر کی طرف سے کچھ چھٹڑ چھاڑ نہ ہوئی تو عروہ عبدالملک کے حکم کے مطابق شام بوٹ گیا اور حرث بن حاطب مدینہ منورہ میں آگئے پھر حضرت عبداللہ بن زبیر نے سلیمان خالد دوتی کو خیبر اور فدک کا گورنر بن کر روانہ کیا اور عبدالملک نے عبدالملک بن حرث حکم کو چار ہزار فوج کے ساتھ حجاز پر حملہ کرنے کا حکم دیا عبدالملک نے وادی القریٰ میں پہنچ کر ڈیرے ڈالے اور ابن مقم کو ایک دستہ فوج کے ساتھ سلیمان پر شب خون مارنے کی غرض سے خیبر بھیج دیا سلیمان یہ خبر سن کر خیبر سے بھاگا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ابن مقم ۱ نے اس کو اس کے ساتھیوں سمیت گرفتار کر کے قتل کر دیا اور خود خیبر میں ٹھہر گیا۔

عبدالملک کا خیبر پر حملہ: عبدالملک کو یہ واقعہ سننے سے بہت صدمہ ہوا اور حاضرین سے مخاطب ہو کر بولا۔ افسوس! ابن مقم نے ایک نیک شخص کو بے قصور قتل کر دیا۔ اور اس کے بعد عبداللہ بن زبیر نے حرث بن حاطب کو مدینہ سے معزول کر کے جابر اسود عوف زہری کو مقرر فرمایا لہذا جابر نے ابوبکر بن ابوقیس کو چھ سو آدمیوں کا لشکر دے کر خیبر روانہ کیا اور وہاں ابن مقم سے لڑائی ہوئی میدان جنگ ابوبکر کے ہاتھ میں رہا ابن مقم پسا ہو کر بھاگا اس کے ساتھ کچھ تو معرکہ کارزار میں کام آگئے اور کچھ گرفتار ہو کر قتل ہو گئے۔

لشکر کی حجاز روانگی: عبدالملک نے یہ خبر سن کر طارق بن عمر (عثمان کے آزاغلام) کو حجاز کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ وادی القریٰ اور ایلہ کے درمیان قیام نہ کرنا اور نہایت ہوشیاری سے جہاں تک ممکن ہو ابن زبیر کے عمال کو تصرف سے روکنا اور حجاز میں جو مخالفت پیدا ہو اس کا انسداد کرتے رہنا۔ طارق نے سرزمین حجاز میں پہنچ کر ایک دستہ خیبر کی طرف بھیجا جہاں ابوبکر بن قیس دو سو آدمیوں سمیت معرکہ جنگ میں کام آگیا۔

خلیفہ مسلمین ابن زبیر کی اہل مدینہ کو مدد: عبداللہ بن زبیر نے قباع گورنر بصری کو اہل مدینہ کی امداد پر دو ہزار سوار بھیجنے کا حکم دیا چنانچہ قباع نے اس کے حکم کی تعمیل کی اور جابر بن اسود نے حضرت عبداللہ بن زبیر کے حکم پر ان لوگوں کو طارق سے لڑنے کے لیے روانہ کیا طارق نے نہایت مردانگی سے ان کو پسا کر کے ان کے سردار اور بہت سے آدمیوں اور زخمی قیدیوں کو بھی قتل کر دیا اور خیبر سے لوٹ کر وادی القریٰ میں واپس آگیا۔

مدینہ میں نئے گورنر کا تقرر: عبداللہ بن زبیر نے جابر بن اسود کو مدینہ منورہ سے معزول کر کے عیسیٰ بن طلحہ بن عبداللہ بن عوف معروف بن طلحہ النداء کو مقرر فرمایا لہذا یہ مدینہ کی گورنری کرتا رہا یہاں تک کہ طارق نے اس کو وہاں سے نکال دیا۔

حجاج بن یوسف بمقابلہ عبداللہ بن زبیر: مصعب ابن زبیر کی شہادت کے بعد عبدالملک نے کوفہ پہنچ کر حجاج بن یوسف ثقفی کو تین ہزار

شکر شام کے ساتھ عبداللہ بن زبیر سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا اور ایک امان نامہ لکھ کر دیا اور یہ ہدایت کی کہ اگر حضرت عبداللہ بن زبیر ورنہ کے ساتھی بیعت خلافت کر لیں تو یہ امان نامہ دے دینا۔

حجاج کی روانگی: چنانچہ حجاج بن یوسف ثقفی جمادی الاول ۷۲ ہجری میں کوفہ سے روانہ ہو کر مدینہ منورہ کو چھوڑتا ہوا طائف میں جاتا اور ایک مدت تک عرفہ کی طرف اپنے سواروں کو روزانہ بھیجتا تھا جہاں پر حضرت عبداللہ بن زبیر کی طاقت بالکل گھٹ گئی ہے اور ان کے ساتھی ان سے جدا ہو گئے ہیں اگر آپ اجازت دیں تو مکہ معظمہ میں داخل ہو کر اس کا محاصرہ کر لیا جائے۔ مگر فوج میری امداد پر بھیج دیجیے۔ عبدالملک نے اس درخواست کو منظور کر دیا۔ ۱۰ ذی قعدہ ۷۲ ہجری مدینہ منورہ پہنچا اور طلحہ النداء (عبداللہ بن زبیر کے گورنر) کو نکال کر ایک شمی شخص کو اس کی جگہ متعین کیا اور پھر وہاں سے پانچ ہزار آدمیوں کا لشکر لے کر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا۔

حضرت ابن زبیر اور کعبہ مقدس سے حجاز کی زیادتی: اس سے پہلے حجاج بن یوسف احرام باندھ کر مکہ میں داخل ہو گیا اور ہر مقام پر قیام پذیر تھا لوگوں کے ساتھ وہ حج میں شریک تو ہوا لیکن نہ طواف کیا اور نہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کی بلکہ عبداللہ بن زبیر کو عرفات میں داخل ہونے سے روک دیا مجبور ہو کر انھوں نے مکہ ہی میں قربانی کی حالانکہ انھوں نے حجاج کو طواف اور سعی سے منع نہیں کیا تھا اس کے بعد حجاج نے وہ ابولہبیس ۱ پر منجنیقیں نصب کر دیں اور کعبہ محترم پر پتھروں کی بارش برسانے لگا۔ اتفاق یہ کہ حضرت عبداللہ بن عمر بھی حج کے لیے آئے تھے۔ انھوں نے حج بن یوسف سے کہلوا دیا کہ سنگ باری روک دو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بندے اس کے محترم گھر کی زیارت کے لئے آئے ہوئے ہیں سنگ باری کی وجہ سے نہ حواف کر پ رہے ہیں نہ صفا و مروہ کی سعی کر سکتے ہیں۔ چنانچہ حجاج نے ایام حج گزرنے تک سنگ باری روک دی اور جیسے ہی ایام حج ختم ہوئے حج حجاج کے منادی نے چاروں طرف اعلان کر دیا کہ ”تم لوگ اپنے اپنے شہروں کو چلے جاؤ ہم ابن زبیر پر پھر سنگ باری کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سن کر حجاجیوں کے قافلے اپنے اپنے شہروں کی طرف روانہ ہو گئے اور حجاج بن یوسف کے لشکریوں نے منجنیقوں سے پتھر برسانے شروع کر دیئے۔

خانہ کعبہ پر پتھراؤ اور بجلی کی خطرناک گڑ گڑاہٹ: خانہ کعبہ پر پتھر کا لگنا تھا کہ آسمان سے ایک کڑک کی آواز سنائی دی اور بجلی کوندی دو دن تک یہی حالت قائم رہی چند لوگ لشکر شام کے اس خوفناک آواز سے ڈر کر مر گئے حجاج نے کہا تم لوگ خوفزدہ نہ ہو میں ابن تہامہ ہوں اور یہ اس کی بجلیاں ہیں تم لوگ خوش ہو جاؤ کہ میری کامیابی کا نشان آپہنچا ہے دوسرے دن اتفاق سے ابن زبیر کے ساتھیوں میں سے ایک یا دو افراد پر بجلی گر گئی اور اس صدمہ سے وہ لوگ مر گئے اس سے اہل شام کو بڑی خوشی ہوئی۔

سنگ باری میں ابن زبیر کی نمازیں: حجاج بن یوسف نے جوش میں آ کر خود منجنیق سے پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ بڑے بڑے پتھر عبداللہ بن زبیر کے سامنے آ کر گرتے تھے اور یہ کھڑے ہوئے نماز پڑھا کرتے تھے ایک لمبے عرصے تک یہ لڑائی اسی طرح جاری رہی یہاں تک کہ ایک طویل محاصرے سے اہل مکہ کا غلہ ختم ہو گیا۔ باہر سے کوئی راستہ رسد کے آنے کا نہ تھا لوگ شدت بھوک سے پریشان ہونے لگے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر نے اپنے گھوڑے کو ذبح کر کے گوشت تقسیم کر دیا مہنگائی کا یہ عالم ہو گیا کہ ایک مرغی دس درہم میں بھی ڈھونڈنے سے نہ ملتی تھی۔

رسد کی بندش اور حضرت ابن زبیر کی دوراندیشی: حضرت عبداللہ بن زبیر کے مکانات غلہ اور کھجوروں اور جو سے بھرے ہوئے تھے۔ بنظر انجم مبنی ذخیرہ سے صرف اتنا خرچ کرتے کہ جتنا لوگوں کو زندہ رہنے کے لئے کافی سمجھا جاتا حجاج بن یوسف یہ رنگ دیکھ کر محی صرہ میں اور زیادہ سختی کرنے لگا اور عبداللہ بن زبیر کے ساتھیوں کو امان نامہ لکھ کر بھیج دیا چنانچہ تقریباً دس ہزار آدمی ان سے علیحدہ ہو کر حج سے آئے۔

نوح کے گھر میں کنعان: ان لوگوں میں جنہوں نے امان حاصل کر کے اپنے عظیم سردار سے علیحدگی اختیار کی تھی عبداللہ بن زبیر کے دو بیٹے حمزہ و حبیب بھی تھے لیکن ان کا تیسرا لڑکا ان کے ساتھ مل کر برابر لڑتا رہا حتیٰ کہ دادرمانی پا کر عین لڑائی میں شہید ہو گیا۔

حجاج کا لشکریوں سے خطاب: حضرت عبداللہ بن زبیر کے ساتھیوں کی علیحدگی کے بعد حجاج بن یوسف نے اپنے لشکریوں کو جمع کر کے خطبہ

۱ ابولہبیس مدینہ میں موجود پہاڑ کا نام ہے جو قبیلہ مذحج کے ایک لوہار کے نام پر رکھا گیا ہے کیونکہ سب سے پہلے اسی نے پہاڑ پر کچھ بنایا تھا۔ (مجموع اہل)

دیا کہ ”تم لوگ عبداللہ بن زبیر کی قوت کا اندازہ کر چکے ہو ان کے ساتھیوں کو دیکھ لیا ہے وہ اتنے کمزور ہیں کہ اگر تم ان پر ایک ایک مٹھی کنکریاں جسی چھو تو وہ دب کر مرجائیں گے اسکے باوجود وہ بھوکے پیاسے تم سے لڑ رہے ہیں اس شام کے بعد دروازہ کھول دو اور ان کے میدانوں میں پھیل جاو عبداللہ بن زبیر اب چند گھڑی کا مہمان ہے۔“

امیر المومنین ابن زبیر اپنی والدہ کی خدمت میں حضرت عبداللہ بن زبیر کو اس کی اطلاع ملی تو وہ اپنی ماں اس کے پاس آئے اور کہا ”اے ماں! مجھے نووں نے دھوکہ دیا یہاں تک ذلیل یا کمزور نہیں ہے جی مجھ ورسوا کر دیا اور میں دنیا میں چاہوں تو وہ مجھے مٹی میں دے دیتے ہیں آپ ان اس بارے میں یارائے ہے؟“ حضرت اس کے جواب دیا کہ تم اپنے معاملہ مجھ سے زیادہ اچھا سمجھتے ہو میں اگر تم حق پر ہو اور اسی کی طرف نووں کو بلاتے ہو تو جو کر رہے ہو گئے جاؤ تمہارے ساتھی ان راد میں مارے گئے ہیں۔“

حضرت اسماء کی ابن زبیر کو نصیحت تم اپنی رزن ایسی ہی میں نہ پھنساؤ کہ بنی امیہ کو تم ① کے اس سے چیلیں اگر تم نے دنیا و حاصل کرنے کا ارادہ کیا تھا تو تم بہت ہی نا اہل بندے ہاتھ سے خواہوش بدایا اور ان نووں کو جس جو تہیہ کیا تھا تھے۔ اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ میں حق پر تھا مین میرے ساتھیوں نے مجھے دھوکہ دیا اور اس سے میں ضرور بویا تو یہ فعل یوں اور اندازوں کا نہیں ہے۔“

حضرت اسماء اور ابن زبیر کے تاریخی جملے: حضرت عبداللہ بن زبیر نے کہا ”مجھے خوف اس مرہاتے کہ میرے قتل کے بعد مجھے اہل مشر کریں گے اور صلیب پر چڑھا لیں گے۔“ حضرت اسماء نے جواب دیا ”میرے بیٹے اگر ہی جب ذبح کر دی جائے تو حواس پھینکنے کی سے پرہیز نہیں ہوتی تم جو کچھ کر رہے ہو بصیرت کے ساتھ کرتے جاؤ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہو۔“

عبداللہ بن زبیر نے اپنی ماں کے سر کا بوسہ لے کر کہا ”ماں میری جی جی رہی رہے تھی اس وقت تک نہ مجھے بھی دنیا کی خواہش ہوئی ہے اور نہ حکومت کی تمنا۔“

خلافت کا دعویٰ کرنے اور بیعت لینے کی وجہ۔ مجھ و اس کام نے اختیار کرنے پر صرف اس بات نے مجبور کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حکام کی پابندی نہیں کی جاتی تھی۔ اور مسوعات سے وک پرہیز نہیں کرتے اور میں جب تک میرے دم میں دم رہتا ہر حق سے بے رشتہ تاربتا یکن میں نے یہ مناسب سمجھا کہ آپ سے بھی اس کی رائے لے لوں لہذا آپ نے میری نصیحت اور زیادہ ردی ہے۔

امیر المومنین ابن زبیر بن ہشام کی اپنی ماں سے اجازت۔ اے میری ماں! میں آج ضرور راجاؤں کا تم زیادہ مفہوم مت ہونا اور آپ مجھے اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیں آپ کے بیٹے نے کسی ناجائز فعل کا ارتکاب نہیں کیا اور نہ کسی بری بات و بدکاری کی طرف توجہ کی ہے نہ کسی پر ظلم کیا ہے اور نہ کسی ظالم کا معین و مددگار بنایا ہے اور نہ اس نے حتی الامکان اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی کام کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ میں اس بات کو اپنے نفس کی برأت کے مقصد سے خواہ نہیں کر رہا ہوں اپنی ماں کی دل کی تسلی کے لئے کہہ رہا ہوں۔

صحابی بیٹے کو صحابی ماں کی اجازت۔ اسماء بویں ”مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا اجر فیصلہ فرمائے گا تم اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دشمنوں پر حملہ کرو کامیاب ہو گئے تو مجھے تمہاری کامیابی سے خوشی ہوگی“ پھر سوچ کر کہا ”اچھا میں بھی تمہارے انجام کار کو دیکھنے کے لئے چلتی ہوں“ عبداللہ بن زبیر نے کہا ”آپ تکلیف مت کیجئے اللہ تعالیٰ آپ کو جزا دے گا البتہ اس کے خیر سے محروم مت کیجئے گا۔“ حضرت اسماء کی آنکھوں میں آنکھوں میں ان کلمات سے آنسو بھر آئے۔

شہادت کے متوالے خلیفہ کو زور کی ضرورت۔ خستہ وقت حضرت اسماء نے اپنے بیٹے کو لے لیا اہل حق سے ہاتھ زور پر پڑھ لیا تو پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تم نے اس کو اس ارد سے پہنا ہے؟“ جواب دیا ”یہ ایش اٹمینان اور مسابلی کے لئے“ حضرت اسماء نے یہ سن کر فرمایا اس سے وہی

① ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن میں ایسا کوئی لفظ نہیں ہے جس کا ترجمہ عمر لڑکوں سے کیا جاسکے البتہ تاریخ ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۵۵ میں یہاں غلام بنی امیہ تحریر ہے جس کا ترجمہ بالکل وہی ہے جو مترجم علامہ نے کیا ہے (شاء اللہ)

اطمینان اور مضبوطی نہیں ہوتی اور انکی زہ اتار لی اور معمولی کپڑے پہننے کا حکم دیا چنانچہ عبداللہ بن عباس زبیر نے آستینیں سمیٹ لیں اور قمیص کے دامن اوپر اٹھا کر کمر سے باندھ لئے اور بسم اللہ کہہ کر گھر سے نکل پڑے۔

صحابی خلیفہ وقت کا دنیا پرستوں پر حملہ: پھر شامیوں پر ایک سخت حملہ کیا جس سے بہت سے آدمی کام آگئے لیکن یہ تکبیریں کہتے ہوئے ن زغہ سے نکل آئے بعض ساتھیوں نے بھاگنے کی رائے دی آپ نے جواب دیا کہ کیا وہ برا شخص ہے جو ایسی حالت میں بھاگ جائے اور میں تو اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اسلام میں ہوں زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ یہ لوگ مجھے قتل کر ڈالیں گے اس خوف سے میدان جنگ چھوڑ کر بھاگنا محض حماقت ہے۔

اس وقت مسجد حرام کے سارے دروازے شامیوں سے بھرے ہوئے تھے چاروں طرف سے مکہ معظمہ کی ناکہ بندی کی گئی تھی حجاج اور طارق نے ابیح کی جانب مروہ تک گھیراؤ کر لیا تھا اور ابن زبیر کبھی اس پر اور کبھی اس پر حملے کر رہے تھے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ابوصفوان، عبداللہ بن صفوان بن امیہ بن خلف کو پکارا اٹھاتا تھا اور یہ معترک کی طرف سے جواب دیتا تھا۔

حضرت ابن زبیر کے علمبردار پر حملہ:..... حجاج نے یہ دیکھ کر لوگ ابن زبیر پر حملہ کرنے سے جی چڑا رہے ہیں اپنے لشکر پر غصہ اور عیش میں سکر پیدل لشکر لے کر حضرت عبداللہ بن زبیر کے علمبردار کو گھیر لیا عبداللہ بن زبیر نے پہنچ کر اپنے علم بردار کو محاصرہ سے نکال لیا اور ایک پر زور حملہ سے چون کو پپ کر کے لوٹے۔

علمبردار کی شہادت: پھر انہوں نے مقام ابراہیم پر دو رکعتیں نفل پڑھیں اس مرتبہ حجاج نے علمبردار پر باب بنوشیبہ پر لڑائی ہوئی اور ان کا علمبردار مارا گیا علم حجاج کے آدمیوں نے لے لیا عبداللہ بن زبیر نماز سے فارغ ہونے کے بعد بغیر جھنڈے کے لڑنے لگے۔ ابن مطیع بھی ان کے ساتھ تھا جوڑتے لڑتے اس واقعہ میں شہید ہو گیا تھا جس کے صدمے سے لڑائی کے چند دنوں بعد وفات پائی۔

امیر المومنین کا اپنے ساتھیوں سے خطاب: بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر نے بوقت شہادت اپنے ساتھیوں سے کہا تھا ”اے آل زبیر! اگر تم مجھ سے زیادہ اپنے نفس سے خاموش ہو تو یہ سمجھ لو کہ تم عرب کے ایک خاندان سے تھے جس نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر سر فروشی کی ہے۔ لہذا تم تلوار کی جھنکار سے خوف زدہ مت ہو کیونکہ زخم میں دوا لگانے کی تکلیف زیادہ ہوتی ہے اس کے واقعہ ہونے سے اپنی، اپنی تلواریں تو لے لو اور جس طرح اپنے چہرے کو بچاتے ہو اس کو بھی خون ناحق سے بچاؤ اور اپنی اپنی آنکھیں نیچی کر لو تا کہ اس کی چمک تم کو چکا چوند نہ کر دے اور ہر شخص اپنے مقابل پر حملہ آور ہو اور مجھے ڈھونڈتے مت پھرنا اگر میری تلاش تم کو ہو تو میں اگلی صفوں میں تم کو ملوں گا۔“

امیر المومنین عبداللہ بن زبیر کی شہادت: ... الفرض اسی قسم کے چند کلمات سمجھا کر اہل شام پر حملہ کر دیا اور لڑتے لڑتے حجون تک بڑھ گئے شمر شام میں سے ایک شخص نے دور سے تیر مارا ۱ جس سے آپ کی پیشانی زخمی ہو گئی اور چہرہ سے خون بہنے لگا مگر اس کے باوجود نہایت مردانگی سے لڑتے رہے شامی لشکر دور سے پتھر اور تیر برسانے لگا بالآخر (منگل کے دن) ۲ ماہ جمادی الثانی ۳۷ھ کو شہید ہو گئے۔

امیر المومنین کا کٹا ہوا سر دنیا داروں کے قبضہ میں: ... حجاج کے روبرو ان کا سر پیش کیا گیا تو اس نے سجدہ کیا اور اہل شام تکبیر کہہ اٹھے اس کے بعد حجاج اور طارق انھ کی لاش پر آیا اور اس کو مقام حجون میں صلیب پر چڑھوایا اور سر عبداللہ بن صفوان اور عمار بن عمرو بن حزم کے سروں کے ساتھ عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔

حجاج کا میت دفن کرنے سے انکار: اسماء نے شہادت کے بعد لاش دفن کرنے کی اجازت مانگی لیکن حجاج نے انکار کر دیا اور عبدالملک کو یہ واقعات لکھ بھیجے عبدالملک نے اس کو اس برے فعل پر ملامت کی اور لاش دفن کرنے کی اجازت دے دی۔

عروہ بن زبیر کا حیلے سے دفن کی اجازت لینا: ... عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد بھائی عروہ حجاج کے پہنچنے سے پہلے عبدالملک کے پاس

① ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۴۶ پر پتھر مارنے کے الفاظ ہیں۔ ② تاریخ طبری میں ۷۱ جمادی الاول تحریر ہے اور علامہ ذہبی کی تاریخ اسلام جلد ۳ صفحہ ۷۷ پر جمادی الاول تحریر ہے۔

جب یزید بن عبد الملک نے انکو باکمال عزت سے اپنے تخت پر اپنے برابر بٹھایا تو باقوں میں عبد اللہ بن زبیر کا ذکر کیا تو عمرو نے بے پروائی سے کہا: ایک شخص تھا عبد الملک بن اس کا بیٹا، انہوں نے جواب دیا: "مارا گیا" عبد الملک یہ سنتے ہی جہد میں چلا گیا جب سراسخا تو حضرت عمرو نے کہا کہ: تاج نے ان کی تلوار کو صلیب پر چڑھا دیا ہے فوج نے نہیں دیا اگر آپ اجازت دیں تو ان کی لاش ان کی والدہ کو دکھائی جائے۔ عبد الملک نے یہ درخواست منظور کر لی اور تاج کو لاش صلیب پر چڑھانے اور ماں کو نہ دیکھنے پر مامور کیا۔

حضرت ابن زبیر کی تدفین اور حضرت اسامہ کی وفات تاج نے لاش کو صلیب سے اترا کر حضرت اسامہ کے پاس بھیج دیا حضرت عمرو نے نماز جنازہ پڑھائی اور فوج کو دیا اس کے تھوڑے دنوں بعد اسامہ کا بھی انتقال ہو گیا۔

تاج کے صحابہ اور اہل مدینہ سے مظالم کامیابی کے بعد تاج مدہ معظمہ میں داخل ہوا مسجد حرام سے خون و رپڑ صاف کرا۔ اور اہل مدہ سے عبد الملک کی بیعت لے کر مدینہ منورہ چلا گیا اور وہیں وہ مہینہ تک ٹھہرا رہا۔ اہل مدینہ کو امیہ المومنین شانِ شہر کا قاتل سمجھ کر ستانے ماننے کی حالت اور سہانی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا بہت سے صحابہ کے ہاتھوں پر سیدہ زکریا کے مہر میں لٹا دیں جیسا کہ میوں کے ساتھ یہاں تھا ان لوگوں میں سے جابر بن عبد اللہ بن زید و انس بن مالک و عمار بن سعید بھی شامل تھے اس کے بعد مدینہ منورہ سے پھر مدہ معظمہ کی طرف لوٹ آیا مدینہ و اہل مدینہ کی برائیوں میں سے اس کے بہت سے اقوال قبیحہ نقل کئے جاتے ہیں جن کے ذکر سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مفتحم حقیقی ہے۔

خانہ کعبہ کے ڈیزائن میں تبدیلی بیان کیا جاتا ہے کہ ۴۰ ہجری میں عبد الملک نے حارث و مدینہ منورہ سے معزول کر کے تاج کو وہاں کا حاکم مقرر کر دیا اسی سن میں تاج نے حضرت عبد اللہ بن زبیر کے بناء ہوئے عبد و منہد مکر کے تیرا سو کوئی نہ جب کے باہر کر دیا اور اس بنیاد پر اس کو تعمیر کروایا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تعمیر کیا تھا عبد الملک اسے کھنڈ کر دیا کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر اس روایت میں جس میں انہوں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے لہذا جب اس روایت کی صحت کی تصدیق ہو گئی تو کہنے لگے گائے یہ ہی پسند آیا کہ میں ابن زبیر کی بناء کعبہ کو ترک کر دوں۔

جنگ ازارقہ پر مہلب کی تعیناتی جب عبد الملک نے خالد بن عبد اللہ و بصری بن ورنزی سے معزول کر کے اس کی جگہ اپنے بھائی بشیر بن مروان و مامور کیا اور دونوں شہروں کی حکومت اس کو دے دی تو یہ حکم صادر کیا کہ مہلب جو جنگ ازارقہ پر مقرر کر دیا جائے اہل بصری میں سے وہ جس کو چاہے وہ اپنے ساتھ لے لے اور اس کی روانگی کے بعد اہل کوفہ میں سے کسی تجربہ کار ہوشیار اور جنگ آزمودہ شخص کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ مہلب کی کمک پر بھیجنا کہ خوارج و جن جن مہربان کر دیا جائے چنانچہ مہلب نے جندب بن قیسہ کے زریعہ سے دونوں کو منتخب کیا و خوارج سے جنگ کے ارادے سے روانہ ہو گیا۔

کوفہ کے لشکر کی جنگ خوارج پر روانگی بشیر کو یہاں تا وارنڈر اس نے عبد الرحمن بن مخنف کو بلا کر ہاتھ کو یہ معلوم ہی ہے کہ میں تمہاری اس قدر عزت کرتا ہوں میں نے تمہیں اس لئے بلا دیا ہے کہ شہر کوفہ تمہاری قیادت میں جنگ ازارقہ پر روانہ کر دوں تم میرے حسن ظن کے مطابق اس کام کے لئے موزوں ہو۔ یمنیہ دار مہلب کے تہمتے میں نہ آنا اور نہ اس کی رائے و مشورہ سے کوئی کام کرنا۔ عبد الرحمن بن مخنف نے اس کے ساتھ اتفاق کر لیا و لشکر کوفہ کو لے کر روانہ ہوا مہز میں پہنچ کر لشکر گاہ سے ایک میل کے فاصلہ پر اس طرح ایڑے ڈالے۔ شہر ایک دوسرے کو دیکھتے تھے اور خوارج سے خندق کھود کر لڑائی چھیڑ دی۔

بشیر کی وفات اور فوجوں کا فرار رامہ مز میں عبد الرحمن بن مخنف سے ہوا۔ اس میں زریعہ جیسے کہ بشیر بن مروان کے مرنے کی خبر ملی اور یہ بھی معلوم ہو کہ بہت وقت اس نے خالد بن عبد اللہ بن خالد و بصری کا وزیر مقرر کیا تھا اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ کوفہ و بصرہ کی فوجیں متفق ہو کر شہر کو اپنے شہر کی طرف واپس ہوئیں اور ہر دو میں پہنچ کر قیام کیا۔ خالد بن عبد اللہ نے ان کو مداخلت کیا اور عبد الملک کی مقبوضات سے واپس لین وہ دو مہلب کے پاس واپس نہ لے۔ مہز بن حریت سے شہر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی اس نے بھی اجازت نہ دی تو رات کے وقت چھپ چھپا کر بلا اجازت شہر میں داخل ہو گئے۔

بکیر بن وشاح کی مخالفت: جس وقت بکیر بن وشاح کو خراسان گورنر کا بنایا تو اسی زمانے سے تمیم اس کے مخالف بن بیٹھے تھے اور برابر اسی مخالفت اور مصیبت پر دو برس تک اترے رہے یہاں تک کہ اہل خراسان نے اس خیال سے کہ کہیں ملک میں بغاوت پھر پھوٹ نہ نکلے اور مئی نشین کی یورش نہ ہو جائے عبد الملک کی خدمت میں ایک خط میں تمام حالات لکھ بھیجے اور یہ بھی لکھا کہ خراسان کا انتظام کسی قریشی شخص کے درست نہیں ہوگا۔

امیر بن عبد اللہ گورنر خراسان: عبد الملک نے اپنے مصاصین سے اس کے متعلق مشورہ کیا تو امیہ بن عبد اللہ بن خالد بن اسید نے عرض کیا ”پہلے خاندان میں سے کسی کو خراسان بھیج کر انتظام کیجئے“ عبد الملک نے جواب دیا اگر تو ابو فدیک سے شکست کھا کر نہ بھاگتا تو یقیناً تو اس کام کے لئے موزوں تھا۔ امیہ بن عبد اللہ نے شکست اٹھانے پر معذرت کی اور قسم کھا کر کہا ”شکریوں نے مجھے رسوا کر دیا تھا جب کوئی اترنے والا میرے پاس باقی نہ رہا تو میں مجبوراً گنتی کے چند لوگوں کو ساتھ لے کر ہلاکت کے خوف سے بھاگ نکلا تھا اگر ایسا نہ کرتا تو وہ سب کے سب ہلاک ہو جاتے اس سے پہلے خالد بن عبد اللہ نے بھی میری معذرت آپ کو لکھ بھیجی ہے اور اس واقعہ سے سب آگاہ ہیں عبد الملک نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا اور خراسان کی سند گورنری اسے لکھ کر دے دی۔

بکیر کے اقدامات: بکیر بن وشاح کو امیہ کی روائی کی خبر ملی تو بحرین و رقاء کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اور یہ اس وقت تک اس کی قید اور نگرانی میں تھا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو بکیر نے پہلے صلح کرنے سے انکار کر دیا لیکن بعض دوستوں کے کہنے اور قتل کے خوف سے مصالحت کر لی بیہ نے وعدہ لے کر کہ بکیر اس سے نہیں لڑے گا اسے چالیس ہزار درہم عطا کئے۔

بکیر پر امیہ کی عنایات کی کوشش: مگر جس وقت امیہ، نیشاپور کے قریب پہنچا تو بکیر اس سے ملنے آیا اور اسے خراسان کے انتظامات اور مطیع بنانے کے طریقے بتائے اور بکیر کی بد عہدی سے ڈرایا اور اس کے ساتھ ساتھ مردہ تک آیا چونکہ امیہ نیک طینت تھا اس نے نہ تو بکیر سے کوئی عرض کیا اور نہ اس کے اعمال سے ہلکا۔ بکیر کو محکمہ پولیس کی افسری دینا چاہی تو بکیر نے کہا ”کل تک تو لوگ مجھے امیر سمجھتے تھے اور میرے پاس اسلحہ ماکر جمع کرتے تھے اور آج میں مامور بن کر آلات حرب جمع کرتا پھروں“ پھر امیہ نے اس کو خراسان کے کسی صوبے کا گورنر بنانے کا ارادہ کیا تو رکاوٹ بن گیا اور اس کی بد عہدی اور غداری سے ایسا ڈرایا کہ امیہ نے اس کو خراسان کے کسی صوبے کی حکومت نہ دی۔

عبد اللہ بن امیہ بھستان میں: اس کے بعد عبد اللہ نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو بھستان کا گورنر بنایا۔ بستا میں جا کر اس نے قیام کیا اور رہیل پر فوج کشی کی جو ترک پر مقتول اول کے بعد سے حکومت کر رہا ہے اس کے دل پر مسلمانوں کا خوف غالب تھا۔ اس ہدایا و تحائف بھیج کر ایک لاکھ درہم سالانہ خراج پر صلح کا پیغام دے دیا مگر عبد اللہ بن امیہ نے منظور نہ کیا اور اس کے ملک میں گھس کر چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لی۔ رہیل نے مجبور ہو کر پھر صلح کی درخواست پیش کی عبد اللہ بن امیہ نے یہ شرط پیش کی کہ کل مال و اسباب و ملک چھوڑ کر جلا وطن ہو جاؤ۔ رہیل نے اس کو تو نا منظور کیا لیکن تین لاکھ درہم دے کر اس شرط پر صلح کر لی کہ آئندہ وہ مسلمانوں پر حملہ نہیں کرے گا جب عبد الملک کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے اس کو معزول کر دیا۔

عراق پر حجاج کی گورنری: ۷۵ ہجری میں عبد الملک نے حجاج بن یوسف ثقفی کو بصری و کوفہ کا گورنر بنا دیا یہ ان دنوں مدینہ منورہ میں تھا لہذا اس نے بارہ ہزار سواروں کے ساتھ مدینہ سے عراق کا رخ کیا رمضان المبارک میں کوفہ پہنچا یہ وہ زمانہ تھا کہ بشر نہ مہلب کو جنگ خوارج کے لئے بھیج دیا تھا حجاج مسجد میں منبر پر چڑھ کر بیٹھا اور لوگوں کو جمع کرنے کا حکم دیا لوگوں نے اس کو خارجی سمجھ کر تکلیف دینے اور ایذا رسانی کی فکر کی۔ چنانچہ امیہ بن ضابطہ برجمی سگریز سے مٹیوں میں لے کر بیٹھا جب حجاج بولنے لگا تو عمیر دل ہی دل میں ایسا ڈرا کہ سگریز اس کے ہاتھ سے گرتے جا رہے تھے۔ اور اس کو پتہ بھی نہ چلا۔ جس وقت سب لوگ مجتمع ہو گئے تو حجاج بن یوسف نے چہرے سے نقاب اٹھایا اور خطبہ دینے لگا ۱۰ جس میں کوفہ کو مہلب سے تخلص کرنے پر دھمکایا تھا مؤرخین نے اس کو تصانیف میں اور ابن اثیر نے کامل میں نقل کیا ہے۔

۱۔ اس خطبہ کو امام مہر دے ابن اثیر نے اپنی تاریخ ”الکامل“ میں نقل کیا ہے امام مہر کا اصل محمد بن یزید ابو العباس ہے۔ عربی ادب، لغت اور علم نحو کے ماہر ہیں ان کی تصانیف میں چند یہ ہیں (۱) المقتضب فی الخوارزمی (۲) الاشتقاق (۳) المقصور والحمد و البغیہ (۴) ۲۷۵ ہجری میں وفات پائی۔ (سیر اعلام النبلاء، علامہ ذہبی جلد ۹ صفحہ ۱۳۶)

عمیر بن ضابی بڑھے کی آمد: حجاج خطبہ دے کر دارالامارت میں آیا تو لوگ اپنے وظائف لینے مہلب کے پاس جانے کیلئے حاضر ہوئے عمیر بن ضابی نے کھرے ہو کر کہا ”میں بوڑھا ضعیف و ناتواں ہوں اور میرا یہ بیٹا مجھ سے زیادہ مضبوط اور توانا ہے“ مقصود یہ تھا کہ جنگ ازرقہ پر میرے بیٹے کو بھیجوں۔ حجاج بن یوسف بولا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا عمیر بن ضابی۔

عمیر بن ضابی ”قاتل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ“ کا قتل: ... حجاج نے پوچھا وہی عمیر بن ضابی جس نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان پر حملہ کیا تھا؟ جواب دیا ہاں۔ اس پر حجاج نے کہا اے اللہ کے دشمن کیا حضرت عثمان کا بدلہ تجھ سے نہ لوں؟ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی غرض کے لئے بھیجا ہے تو یہ بتا دیجئے کس نے اس بات پر آمادہ کیا تھا؟ جواب دیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے میرے بوڑھے باپ کو قید کیا تھا“ حجاج نے کہا میں تیرا زندہ رہنا پسند نہیں کرتا تیرے قتل کرنے میں دونوں شہروں کی بہتری ہے۔ عمیر جواب دینے کو تھا کہ حجاج نے اس کی گردن اڑانے اور اس کے مال و اسباب کو لوٹ لینے کا حکم دے دیا۔

عمیر بن ضابی کا قتل اور دوسری روایت: بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ عنبسہ بن سعید بن ابی العاص کے براہیختہ کرنے سے عمیر بن ضابی کے قتل پر حجاج تیار ہوا تھا اور اس کے منادی نے یہ اعلان کیا تھا کہ آگاہ ہوتے جاؤ بے شک ابن ضابی نے تین اعلانوں کے بعد تخلف کیا ہے اس لئے اس کے قتل کا حکم دے دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذمہ اس سے بری ہے جو شخص مہلب کے لشکر کے بجائے آج رات اپنے گھر میں قیام کرے گا لوگ یہ سنتے ہی مہلب کی طرف دوڑ پڑے جو ان دنوں دار ہرمز میں تھا واقف کاروں نے لوگوں کو دیکھ بھال کر لشکر جمع و مرتب ہو جانے کی اطلاع دی۔

حکم بن ایوب گور حصری: اسکے بعد حجاج نے حکم بن ایوب ثقفی کو اپنی طرف سے بصری کا امیر مقرر کر کے روانہ کیا اور خالد بن عبد اللہ پر سختی کرنے کا حکم دیا۔ خالد کو اس کی اطلاع ہو گئی اس نے اہل بصری کو ایک ایک ہزار درہم عطا کئے اور خود بصری کو خیر آباد کہہ کر وہاں سے نکل گیا۔

مہم پر نہ جانے کی سزائے موت: ... بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج ہی نے سب سے پہلے مہم پر نہ جانے والوں کو قتل کی سزا دی ہے۔ شععی نے لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، عثمان اور علی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جہاد سے تخلف کرنے والے کی یہ سزا مقرر تھی کہ اس کا عہدہ جمع عام میں اتار لیا جاتا اور اس کی اسی صورت میں تشہیر کی جاتی۔ جب مصعب حکمران بناتوا اس نے اس پر اتنا اضافہ اور کیا کہ اسکے سر اور داڑھی کو منڈوا دیتا تھا۔ بشر بن مروان نے اتنی سزا اور زیادہ کی کہ دو قدم بلندی پر ہتھیلیوں کو کیلوں سے دیوار میں ٹھونکوا دیتا جس سے کبھی تو ایسا ہوتا کہ ہتھیلیاں پھٹ جاتی تھیں اور بسا اوقات وہ شخص مر بھی جاتا تھا جب حجاج کا دور حکومت آیا تو اس نے یہ سب سزائیں موقوف کر دیں اور گردن اڑانے کا حکم جاری کر دیا۔

سندھ میں جنگیں: اسی زمانہ میں حجاج نے سندھ پر سعید بن اسلم بن زرعہ کو مقرر کیا۔ معاویہ بن حرث کلابی اور اس کا بھائی محمد بھی جہاد کی غرض سے نکل پڑے اور اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا۔ جنگ چھوڑ کر قتل و قید کیا اور اس سے فارغ ہو کر سعید پر بھی ہاتھ صاف کر دیا۔

حجاج نے یہ دیکھ کر سعید کے بجائے مجاہد بن سعید تمیمی کو مامور کیا جس نے سرحد پر بزور قوت قبضہ حاصل کر کے اپنی حکومت کے ایک سال کے مکران و قندابل کے اکثر شہروں کو فتح کر لیا۔

حجاج کی بصری آمد: ... حجاج نے کوفہ میں عروہ بن مغیرہ بن شعبہ کو اپنا نائب مقرر کیا اور اس کے انتظام سے فارغ ہو کر بصری کا رخ کیا وہاں پہنچ کر بھی اس نے دیباہی خطبہ دیا جیسا کوفہ میں دیا تھا اور مہلب کا ساتھ چھوڑنے والوں کو خوب خوب دھمکایا۔

شریک بن عمرو کا قتل اور لوگوں کا مہلب سے رجوع: اسی دوران شریک بن عمرو سکری ۱ آیا اس کو فتنہ کا عارضہ تھا اس نے اپنے نہ جانے کا عذر کیا اور یہ بھی کہا کہ بشر بن مروان نے میری یہ معذرت قبول کر لی تھی اور یہ سرکاری عطیہ حاضر ہے بیت المال میں جمع کر لیا جائے۔ حجاج نے اس پر کوئی توجہ نہ دی اور اس کے قتل کا حکم دے دیا اہل بصری اس سختی سے ڈر گئے اور جوق در جوق بصری سے نکل کر لشکر میں جا پہنچے۔ پھر حجاج بھی بصری سے مہلب کی طرف بغرض آمد اور روانہ ہوا۔ جب اٹھارہ فرسخ کا فاصلہ باقی رہ گیا تو ڈیرے ڈال دیئے اور لوگوں سے مخی طبع ہو کر کہا ”اے اہل

بصری و کوفہ و اشد تمہارامقہ مسیحی ہے اور یہیں تم لوگ ٹھہرے رہو گے جب تک کہ خوارج کو اللہ تعالیٰ ہلاک نہ کر دے۔

عطیات میں کمی اور رد عمل: پھر کچھ سوچ کر عطیات میں سے وہ سو سو دراهم کم کر دیئے جو مصعب کے زمانے میں ضافہ کے سے اس پر عبد اللہ بن جارود نے کہا ”اے امیر المومنین عبد الملک نے یہ اضافہ کیا ہے اور اس کے بھائی بشیر نے اس کو ان کے حکم سے جاری و جاری رکھا ہے۔“ جہاں نے جیسے بہ چیں جھڑک کر جواب دیا پھر عبد اللہ بن جارود نے کہا ”میں تم کو نصیحت کرتا ہوں اور میرے سوا اور لوگ یہ ہی کہہ رہے ہیں۔“

عبد اللہ بن جارود کا دوبارہ احتجاج:۔۔۔ حجاج یہ سن کر کئی مہینے تک خاموش رہا اور اس اضافہ کا کوئی تذکرہ نہیں کیا پھر کچھ عرصہ بعد اپنی پہلی بات کو اب ایہ تو عبد اللہ بن جارود نے اس پر اعتراض جڑ دیا تو مقصلہ بن کرب عبدی نے عبد اللہ سے کہا خاموش ہو جاؤ ہم لوگوں کا یہ حق نہیں ہے کہ امیر کے حکم پر اعتراض کیا کریں بلکہ جو کچھ کہے خواہ پسند ہو یا نہ پسند ہو سر و چشم اس کو منظور کر لیں۔“

حجاج کو معزول کرنے پر بیعت عبد اللہ بن جارود نے اس کو جھڑکا گالیاں دیں اور اٹھ کر لشکر کے سرداروں کو لے کر عبد اللہ بن حکیم بن زید مجاشی کے پاس گیا سب نے ایک زبان ہو کر کہا ”اس شخص (حجاج) نے عطیات کی ترقی ضبط کرنے کا ارادہ کر لیا ہے ہم تمہارے ہاتھ پر عراق سے اس کے نکلنے کی بیعت کرتے ہیں تم عبد الملک کو لکھو ہم پر کسی دوسرے کو امیر بنادے ورنہ ہم اسکو تخت خلافت سے اتار دیں گے اور وہ ہم لوگوں کا لی ظ پاس اس وقت تک کرتا رہے گا جب تک خوارج کا وجود عراق میں باقی رہے گا۔“

حجاج کی احتیاط اور اس کے خلاف بغاوت: عبد اللہ بن حکیم اس پر راضی ہو گیا اور سارے اہل عراق نے خفیہ طور پر بیعت کر لی اور آپس میں عہد و پیمان کر لیا رفتہ رفتہ حجاج تک یہ خبر پہنچی تو وہ بیت المال کی حفاظت اور احتیاط کرنے لگا مگر جس وقت اہل عراق نے اس کے وجود اپنا نظم درست کر لیا تو ربیع الثانی ۶۷ ہجری میں انہوں نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ عبد اللہ بن جارود سوار ہوا بنو عبد قیس اپنے جھنڈے لے کر آگے بڑھے۔ حجاج کے پاس اس کے خاص خاص مصاحبوں اور اس کے خاندان والوں کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں رہا تھا۔

حجاج کا قصداور ابن جارود: حجاج نے نرمی کے ساتھ عبد اللہ بن جارود کو بلایا لیکن اس نے قاصد کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور صاف صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ میں حجاج کو امارت سے علیحدہ کر دوں گا۔ قاصد بولا ”شاید تمہاری شامت آگئی ہے امیر تمہاری قوم اور تمہارے خاندان کو برہہ کر دے گا واللہ اگر تم امیر کے پاس نہیں چلو گے تو تمہارے حق میں بہت برا ہوگا۔“ عبد اللہ بن جارود نے ترش رو ہو کر جواب دیا ”واللہ اگر تو قاصد نہ ہوتا تو میں تجھے ابھی اسی مقام پر ڈھیر کر دیتا۔“ قاصد اس کے سخت جواب سے ڈر کر واپس آ گیا۔

حجاج کو قتل نہ کرنے کی غلطی: عبد اللہ بن جارود نے حملہ کا حکم دے دیا۔ لوگ نرغہ کر کے حجاج کے خیمہ تک پہنچ گئے جو کچھ مال و سبب پایا لوٹ کر واپس آ گئے۔ لوگوں کی یہ رائے تھی کہ حجاج کو نکال دیں قتل نہ کریں۔ غضبان بن قبحری شیبانی نے ابن جارود سے کہا ”دیکھو حجاج کو قتل کئے بغیر واپس نہ چھو ورنہ صبح کو تمہاری خیر نہیں ہے۔“ عبد اللہ بن جارود نے جواب دیا ”کل اس کا علاج کر دیا جائے گا شام ہوگئی ہے اس وقت کیا ہو سکتا ہے۔“

حجاج کا ساتھیوں سے مشورہ: حجاج کے ساتھ عثمان بن قطن اور زیاد بن عمر عتکی (پولیس بصری کا افسر) بھی تھے حجاج نے ان سے مشورہ طلب کیا تو زیاد نے رائے دی کہ ان لوگوں سے کسی تدبیر اور فریب سے امن حاصل کر کے امیر المومنین کے پاس چلے جانا مناسب ہے کیونکہ چھوٹے بڑے سب کے سب تم سے ناراض ہیں۔ عثمان بن قطن نے کہا ”میری یہ رائے ہے کہ نہایت سرگرمی و ثابت قدمی سے ان کی بغاوت کو ختم کرنا چاہیے چاہے اس میں کسی کی موت کیوں نہ آجائے تم ہرگز عراق امیر المومنین کے پاس نہ جاؤ۔ تم کو امیر المومنین نے کیسا رتبہ عالی عطا کیا ہے اور تم ہی کو بن زبیر سے جنگ پر مقرر کیا تھا۔“

مڑنے کی رائے پر حجاج کی رضا مندی: حجاج کو یہ رائے بہت پسند آئی اور وہ حجاج سے ناراض ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد عمر ۱۰ بن مسعود کہتا ہوا آیا ”میں نے لوگوں سے تمہارے لیے امان لے لی ہے۔“ حجاج لوگوں کو سنا کر آواز بلند سے کہنے لگا ”واللہ میں ان لوگوں کو مان نہ دوں گا جب

تک وہ لوگ بذیل بن عمران اور عبداللہ بن حکیم کو میرے حوالے نہیں کریں گے اور پھر چپ چاپ عبداللہ بن کعب فہری کو بنو الی عبید بن کعب نے مہویا کر میں۔ اُس کا تو شاید تم مجھے واپس نہ آنے دو گے حجاج نے کہا ”ایسا نہیں ہوگا“ پھر محمد بن عطار و عبداللہ بن حکیم کے پاس یہی پیغام بھیجا ان دونوں نے بھی یہی جواب دیا۔

عباد بن حصین اور دوسروں کا حجاج سے جا ملنا: اس کے بعد عباد بن حصین جسطی ❶ ابن جارد، بذیل، اور عبداللہ بن حکیم کے پاس سے گزرا یہ لوگ بیٹھے ہوئے کچھ مشورے کر رہے تھے عباد نے مشورہ میں شریک ہونے کی اجازت مانگی۔ ابن جارد وغیرہ نے انکار کر دیا۔ عباد بن حصین کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی اور وہ سیدھا حجاج کے پاس چلا آیا۔ اس کے دیکھا دیکھی قتیبہ بن مسلم ”بنو اعصر“ کے ساتھ حجاج سے جد۔ ہمرہ بن علی کلابی، سعید بن اسم کلابی، جعفر بن عبدالرحمن بن جحف ازدی بھی آکر مل گئے حجاج کو ان لوگوں کے مل جانے سے بہت تقویت حاصل ہوئی۔

مسمع بن مالک بن مسمع اور حجاج: پھر مسمع بن مالک نے کہلا بھیجا کہ اگر تم اجازت دو تو میں بھی آ جاؤں۔ حجاج نے جواب دیا ”تم وہیں رہو لیکن اپنی قوم کو میرے مقابلہ سے روک دو“ پوری رات اسی قسم کی سازشیں ہوتی رہیں اور عراق کے نامی گرامی سرداروں کے پیغام آتے جاتے رہے صبح ہوئی تو حجاج کے پاس چھ ہزار کی جمعیت موجود تھی۔

عبداللہ بن جارد کا مشورہ: عبداللہ بن جارد نے اہل عراق کا رنگ بدلا ہوا دیکھ کر عبداللہ بن زیاد بن ضبیان سے پوچھا کہ ”کیا رائے ہے؟“ اس نے جواب دیا کہ تم نے اسے (حجاج کو) زندہ چھوڑ دیا تھا اب آج صبر کے علاوہ اس کا کوئی علاج نہیں ہے ”ابن جارد نے کچھ سوچ سمجھ کر اپنے ساتھیوں کو تیری کا حکم دیا اس کے مہم پر بذیل بن عمران بن میسر و پر عبداللہ بن زیاد بن ضبیان بھاگ کر عمان چلا گیا اور وہیں مر گیا۔

ابن جارد اور ساتھیوں کے سر نیزوں پر:..... حجاج نے ابن جارد اور اس کے سر مہلب کے پاس بھیج دیئے مہلب نے ان کو نیزوں پر نصب کر دیا تاکہ خوراج ان کو دیکھ کر مخالفت کرنے پر ناوم ہو جائیں چونکہ عبید اللہ بن کعب اور محمد بن عمیر نے آنے سے انکار کر دیا تھا اور ابن قیس عسری نے لوگوں کو مخالفت کرنے پر ابھارا تھا اس جرم میں ان کو قید کر دیا گیا۔ لیکن ابن قیس عسری کو کچھ دن کے بعد عبدالملک نے رہا کر دیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حجاج کا برا سلوک: وہ لوگ جو ابن جارد کے ساتھ اس معرکہ میں کام آئے ان میں سے عبداللہ بن ❷ انس بن مالک انصاری بھی تھے۔ حجاج نے ان کو دیکھ کر کہا ”میں انس کو اپنا مخالف نہیں سمجھتا تھا“۔ پس جب بصری میں داخل ہوا تو اس نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا مال و اسباب ضبط کر لیا اور جب انس اس کے پاس گئے تو اس کو سخت برا بھلا کہا اور گالیاں دیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی شکایت پر حجاج کی گوشمالی: حضرت انس بن ❸ مالک نے عبدالملک کو اس کی شکایت لکھی تو عبدالملک نے حجاج کو حضرت انس بن مالک کے ساتھ یہ برتاؤ کے کرنے پر بہت برا بھلا لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ حضرت انس بن مالک کو ان کی قدر و منزلت کے مرتبہ پر رکھو اور ان کے مال و اسباب واپس دیدو ورنہ میں ایسے شخص کو بھیج دوں گا جو تمہارا ٹیڑھا پن درست کر دے گا اور تمہاری عزت کو خاک میں ملا دے گا۔

حجاج کے دماغ کی مالش: حاضرین کا بیان ہے حجاج کا چہرہ پر ”عتاب“ خط کو پڑھتے وقت کبھی تو پیلا پڑ جاتا اور کسی وقت بھر بھرا اٹھتا تھا اور پریشانی سے پسینہ کے قطرے ٹپک رہے تھے خط پڑھ چکا تو طوعاً کرہاً انس بن مالک کی خدمت میں معذرت کرنے کے لئے حاضر ہوا۔

ان واقعات کے بعد ہی ”زنج“ (سوڈان کے ایک قبیلہ) نے فرات بصری میں بغاوت کی گو اس سے پہلے مصعب کے زمانے میں ان کا ظہور ہوا تھا اور ان کی تعداد کثیر نہیں تھی مگر باغات اور کھیتوں کو بہت نقصان پہنچایا تھا۔ خالد بن عبداللہ نے ان پر فوج کشی کی تھی اور ان کے چند سرداروں کو قتل کر دیا تھا اور بعض کو پھانسی دے دی تھی باقی جو رہے تھے وہ متفرق و منتشر ہو کر بھاگ گئے تھے جب ابن جارد کا واقعہ پیش آیا تو زنجیوں نے ریا ح جس کا لقب شیر زنجی تھا کو اپنا افسر بنالیا اور اس کے ساتھ مل کر فرات بصری کو برباد کرنے لگے۔ حجاج نے عبداللہ بن جارد کی لڑائی سے فارغ ہو کر زیاد بن عمر

❶ تاریخ ابن خیر میں جسطی کے بجائے جسطی تحریر ہے۔ ❷ تفصیل کے لیے دیکھیں ”موقف عبداللہ بن اسمعین مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ (العقد الفرید جلد ۵ صفحہ ۳۶) بیان داتین (جلد ۲ صفحہ ۲۲)۔ ❸ دیکھیں (الاخبار النفل صفحہ ۹۳-۹۴)

۱) پولیس بصری کے افسر اہلی) کو ان کی مدد کوئی کی غرض سے لشکر و شیبہ کو ملے اور اپنے لڑکے حسن و ایک فوج کے سر روانہ کیا پہلے معرکے میں تو زبانیوں نے اس و شیبہ سے دی مین جب وہ وہی فوج اس کی کمک پر آئی تو "ریح میدان جنگ سے بھاگ گیا اور بصری اس زلزلے کی تضحیل کی نظر نہ دے۔

خوارج سے مہلب کی جنگ کا حال آپ کو یاد ہوگا کہ مہلب اور عبدالرحمن بن خنف مقاصد "رامہ مزار" میں خوارج سے ٹکراتے تھے اس وقت حجاج بصری وفہ سے ان کی کمک پر فوجیں بھیجے لگا اور اب ایک بڑی تعداد فوج جمع ہوئی تو انہوں نے خوارج پر حملے شروع کر دیے جس سے وہ "بہار" کا زون ۱۱ کی طرف بھاگے۔ مہلب اور عبدالرحمن بن فوجوں نے ان کا قتل کیا کا زون کے قریب پہنچ کر خوارج ٹھہر گئے مہلب اور عبدالرحمن نے لشکر نے بھی مورچے قائم کر دیے مہلب نے حفاظت کی غرض سے اپنی لشکر کا وکے اور خندق حدود اس بندھوا دیے اور عبدالرحمن سے بھی خندق حدوائے و گیا۔ عبدالرحمن نے جواب دیا کہ ہماری خوارج خندق کا کام نہیں دے۔

خوارج کا دوبارہ حملہ اور ابن خنف کا قتل رات کے وقت خوارج نے مہلب پر حملہ کیا مگر خندق کی وجہ سے اسے نہ بڑھ سکا نہ عبدالرحمن ابن خنف کی طرف لوٹے اور میدان صاف پا کر بڑھتے ہی چلے گئے۔ عبدالرحمن نے لشکر کی فوج اپنی کمک سے بھاگ کر بھاگ گئی وہ چند فوجی کے آدمیوں کے برہنہ رحمن نے میدان سنبھالا چنانچہ لڑائی ہوئی اور یہ سب کے سب مارے گئے یہ روایت اہل بصری کی ہے۔

اہل کوفہ کی روایت اہل وفہ یہ بتاتے ہیں کہ جس وقت مہلب اور عبدالرحمن نے خوارج سے چھین چھاڑ شروع کی تو خوارج نہایت مدد گئی سے جواب دینے لگے اور اس وقت اس شدت سے ان کے حملوں کا جواب دیتے ہوئے کہ بڑھتے کہ مہلب مجبور اپنی لشکر کا دھم میں واپس آیا۔ عبدالرحمن نے جنگ کا عنوان بدلتا دیکھ کر سواروں اور پیدل فوج کو مہلب کی مدد کے لئے بھیجی خوارج نے فوراً اپنی فوج کے وکے شروع کر دیے چھوٹے گئے مہلب کے مقابلہ پر رہا اور بڑے حصہ کو عبدالرحمن کی طرف بڑھایا عبدالرحمن نے نہایت بہادری سے مقابلہ کیا بہت دیر تک لڑائی ہوئی رہی باوجود اپنی قوم کے ستر آدمیوں سمیت معرکہ میں کارزار میں کام آگیا۔

عتاب بن ورقہ اور مہلب حجاج نے اس کے لشکر کی داری عتاب بن ورقہ کو دے دی۔ اور عتاب کو مہلب کا ماتحت بنا دیا اگرچہ عتاب وہی نہوار بن راہین اہل عت کے سوا چارہ کار چھو نہ تھا۔ مگر پھر بھی مہلب اور عتاب کے درمیان ان بن ہوئی۔ مہلب نے سے برہنہ ہوا اس پر عتاب نے حجاج کے پاس واپسی کی درخواست کی حجاج نے کسی ضرورت سے اس کو منظور کر دیا ہذا یہ لشکر بھی مہلب کی سپرد میں دے دیا یہ مہلب نے اپنی طرف اپنے بیٹے حبیب و اس پر مامور کیا اور قریب ایک برس تک غیثا پور میں ٹھہر رہا خوارج سے لڑتا رہا۔

خوارج کا حجاج پر حملہ چھ خوارج نے ۶۷ھ میں حجاج پر چڑھائی کی اور وہ بھاگ گیا اس کو اپنی لڑائی میں مصروف رکھا۔ سب سے پہلے جس نے خوارج میں سے خروج کیا وہ صائغ بن شیبہ تھا جب یہ مارا گیا تو خوارج نے شیبہ کو اپنا سردار بنایا بنو شیبان کی اکثریت اس کی مطیع بن گئی حجاج نے حرث بن میہ و ان کی مدد کوئی اپنے لشکر کے سر روانہ کیا اس کے بعد سنیان بن و ایک فوج کا دستہ دے کر حرث کی امداد پر مامور کیا پھر بن عید بن کے مقابلہ پر آیا لیکن اس کو شکست ہوئی۔

شیبہ خارجی کی کوفہ میں شکست شیبہ نے کوفہ کی طرف قدم بڑھا کر حجاج نے اس سے معرکہ آرائی کی اور وفہ و اس کے قتل سے بچ لیا۔ اس کے بعد حجاج نے بہت سی فوجیں شیبہ کے مقابلہ پر روانہ کیں اور ان کے بعد عبدالرحمن بن محمد بن اشعث کو مقرر کیا ان لوگوں نے خوارج کو شکست دے دی۔

خوارج کے ہاتھوں عتاب اور زہرہ کا قتل پھر عتاب بن ورقہ زہرہ و بن حوہ ان کی کمک پر روانہ کئے گئے۔ اس معرکہ میں میدان خوارج کے ہاتھ میں رہا عتاب اور زہرہ مارے گئے اس کے بعد شیبہ بھی مارا گیا پھر خوارج میں لحاق پیدا ہو گیا اور ایک بڑی تعداد قتل ہوئی جیسا کہ یہ واقعات ان کے حالات میں بیان کئے جائیں گے۔

خط پر ”نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم“ لکھنے پر قیصر کی ناراضگی:۔ عبد اللہ نے اس خط پر جو بادشاہ روم کے پاس بھیجا تھا ”قل هو اللہ احد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک تاریخ کے ساتھ لکھا تھا“ بادشاہ کو یہ شاق گزرا تو اس نے لکھ بھیجا کہ ”عنوان خط پر ایسے مضامین نہ لکھا کرو ورنہ ہم درابہم و دیناروں پر تمہارے نبی کا ذکر اس طرح لکھیں گے کہ تم کو ناگوار ہوگا۔“

اسلامی سکے کی ایجاد:۔ عبد الملک کو اس بات سے تردد پیدا ہوا اس نے لوگوں سے اس کے متعلق مشورہ مانگا۔ خالد بن یزید نے رومیوں کے درابہم و دینار ترک کر دینے اور اسلامی سکے بنانے کی رائے دی۔ عبد الملک نے ایسا ہی کیا۔ اسکے بعد حجاج نے درابہم اور دیناروں پر ”قل هو اللہ احد“ منقش کروایا لوگوں نے اس کو ناپسند کیا اس لئے کہ ناپاک لوگ بھی اس کو چھوتے تھے۔

خاص ”سوئے“ کے سکے ڈھالنے کی کوششیں:۔ پھر سونے اور چاندی کے خالص اور بغیر میل ہونے کے جس پر سکے اسلامیہ چھپتا تھا بہت زیادہ کوششیں کی گئیں۔ چنانچہ ابن ہبیرہ نے یزید بن عبد الملک کی حکومت میں اور قسری نے ہشام کے عہد حکومت میں اس کے خالص ہونے کا سخت اہتمام کیا۔

یوسف بن عمر کا کارنامہ:۔ اس کے بعد یوسف بن عمر نے سب سے زیادہ مبالغہ اور کھرے اور کھوٹے کا امتحان مقرر کیا اس اعتبار سے ہبیرہ، خدیہ، یوسفیہ، خالص اور عمدہ ترین ”نقود بنی امیہ“ شمار کئے جاتے تھے۔ منصور نے اپنے عہد حکومت میں یہ فرمان جاری کیا کہ خراج میں سوائے ان سکوں کے دوسرے قبول نہ کئے جائیں اور پہلا سکہ مکروہیہ ① کے نام سے موسوم کیا گیا اس لئے کہ وہ خالص نہ تھا یا اس لئے کہ اس پر ”قل هو اللہ احد“ منقش تھا لوگ اسکو مکروہ سمجھتے تھے۔

عجمیوں کے سکے:۔ عجمیوں کے درابہم مختلف اقسام کے تھے۔ بعض چھوٹے تھے اور بعض بڑے تھے مثقال کا کوئی وزن مقرر نہ تھا بعض بیس قیراط ② کے تھے اور بعض بارہ قیراط کے اور بعض دس قیراط کے ان سب کو جمع کیا گیا تو ۴۲ قیراط بنے لہذا اس کے تہائی یعنی چودہ قیراط پر درابہم کو عربی میں ڈھالا گیا۔ اس حساب سے ہر دس درابہم سات مثقال کے برابر بنے۔ بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ مصعب ابن زبیر نے اپنے بھائی کے عہد خلافت میں تھوڑے سے درابہم ڈھال دیئے تھے لیکن صحیح یہی ہے کہ عبد الملک ہی نے عہد اسلام میں سب سے پہلے سکے ایجاد کیا تھا۔

بکیر بن وشاح کی معزولی کے بعد:۔ ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ بکیر کو حکومت خراسان سے معزول کر دیا گیا تھا اور اس کی جگہ ۷۷ھ میں امیہ بن عبد اللہ بن خالد بن اسید کو مقرر کیا گیا تھا اور ابھی وہ خراسان ہی میں مقیم تھا کہ نئے گورنر (امیہ) نے اس کی عزت و توقیر کرتے ہوئے کہا کہ وہ خراسان کے صوبوں سے جس کو پسند کرے اس کی حکومت اسے دے دی جائے گی۔ مگر بکیر نے قبول نہیں کیا۔

بکیر کی طغارستان پر تقرری اور معزولی:۔ بہت زیادہ اصرار کر کے امیہ نے بکیر کو طغارستان کا گورنر مقرر کر دیا بکیر ابھی ساہن سفر در دست کرنے میں مصروف تھا کہ بحیر بن ورقاء آکر رکاوٹ بن گیا اور امیہ کو بکیر کے گورنر بنانے سے روک دیا۔ اس کے بعد امیہ نے بکیر کو جنگ ماوراء النہر پر روانہ کیا اور پھر بکیر کے کہنے پر واپس بلا لیا۔

امیہ کی جہاد کے لئے روانگی:۔ تھوڑے دنوں بعد امیہ اپنے بیٹے کو خراسان پر مقرر کر کے بخارا پر حملہ اور وہاں سے واپسی میں ترمذ میں موسیٰ بن عبد اللہ بن حازم پر حملہ کرنے کے ارادے سے روانہ ہوا نہر پر پہنچا تو بکیر سے کہا ”تم مرو واپس چلے جاؤ میں نے تم کو اس کا گورنر مقرر کر دیا ہے۔“

بکیر کی ”مرو“ میں تقرری اور ورغلا یا جانا:۔... اور کہا کہ دیکھو ابن حازم کی روک تھام معقول طریقے سے کرنا مجھے اس کے حملے کا سخت خطرہ ہے بکیر اپنے با اعتماد ساتھیوں کے ساتھ مرو جانے کے ارادے سے کنارے پر ٹھہر گیا اور امیہ نہر عبور کر کے بخارا کی طرف چل پڑا بکیر کی واپسی کے وقت اس کے دوست (عتاب) نے اسے رائے دی کہ ان کشتیوں کو جلا دو اور مرو چل کر امیہ کی معزولی کا اعلان کر دو۔

① دیکھیں (فتوح ابدان صفحہ ۵۷۵)۔ ② ایک قیراط تین رتی کا ہوتا ہے اور پھضوں کے نزدیک چار رتی کا اور مثقال بوزن ہندی ساڑھے چار ماشہ کا اور درابہم ساڑھے تین ماشہ اور ایک رتی کا ہوتا تھا۔

اس کے ساتھیوں سے مشورے اخف بن عبد اللہ بنی نے کہا میں تحقیق مرتد ہوں۔ بکیر نے کہا مجھے اپنے ساتھیوں کے بارے میں شک ہے۔ ان دنوں جانیں مفت میں نہایت جا رہی ہیں۔ اگر اس کے بارے میں ساتھیوں نے کیا کہتا ہے تو جتنا ہو کر اس میں کوئی فوجیں جمع کر دیں گے۔ اس کے جواب میں بکیر نے کہا ہزاروں مسلمانوں کا ناحق خون ہوگا اور مجھے یہ باتیں پسند نہیں ہیں۔

غتاب نے کہا! اس کی تدبیر نہایت آسان ہے تم منادی سے یہ اعلان کر دینا کہ جو شخص ہمارا ساتھ دے گا اس کا خراج ہم معاف کر دیں گے۔ دلیو بیٹا ایک ہی دن میں ہزاروں آدمی تمہارے مطیع و فرمانبردار ہو جائیں گے۔

بکیر کا جھانسنے میں پھنس جانا۔ بکیر نے کہا تو امیہ اور اس کے ہمراہی مابین روئے جا میں گئے۔ اخف! دو ہفتے یوں ہوا اس سے پاس فوجیں بھی نہ آئیں اور ہمارے پاس بھی نہ آئے۔ جس سے بکیر نے کہا کہ تم اپنی فوجیں جمع کر دو۔ اگر یہی نہ ہو تو حکومت کا شیرازہ درہم برہم کر کے اس کے بیٹے کو قید کر دیا۔

امیہ کی واپسی۔ امیہ و اس کی اساتذہ بنی قریظہ نے تھوڑے جزیہ پر مسلمانوں سے مروہ کی جانب ہٹ کر رہ گئے۔ بکیر نے انہیں قوت و شہادت دی۔ انہیں بڑی مشکل شہادتیں دیں۔ انہیں چاہی کہ وہ اس نے نہروں پر بیٹھ جائیں۔ امیہ بن عبد اللہ بن خازم نے چاہی کہ اس نے حکومت مملکت کی۔ انہیں چاہی کہ وہ مروہ کے قریب بنی بکیر بن مروہ کے ساتھ رہیں۔ امیہ نے مروہ سے نکل کر غلبہ کرانی کی۔

امیہ کے ممانڈر کی شکست اور پھر بکیر کا فرار۔ چنانچہ اس کو پہلے ہی ممد میں شکست ہوئی تو امیہ نے اس کی جدوجہد بن مروہ سے فرار کر دی۔ جب یہ جہنم میں تھک گیا تو وہ دوبارہ مروہ کا قلعہ گرفتار کر لیا۔ ہاتھوں ہاتھوں اس کا محاصرہ کر لیا۔

بکیر سے امیہ کی صلح۔ ایک مدت کے بعد شرائط پر صلح ہوئی کہ بکیر و خراج ممانڈر کی حکومت چاہے وہی جائے اور امیہ اس کے قریب رہے جس کی رقم چار ہزار درہم ہے۔ مروہ کا اور بکیر کے ساتھی جو غلبہ کے وقت قید کر لیے گئے ہیں، اس کے پاس بھیج دیں جائیں گے اور آئندہ اس کے متعلق ہجیر کی شکایت کا کوئی لحاظ نہ کیا جائے۔

امیہ کی مرو آمد۔ صلح نامے طے ہونے کے بعد امیہ مروہ میں داخل ہوئے اور بکیر جس مدت و اختتام سے پہلے تھا اس واپسی مدت و اختتام پر رہا۔ غتاب و اس کے ارادہ امیہ سے ورجہ و معتزل کر کے غلبہ بنی بکیر کو واپس لے کر آئے۔

ایک دوسری روایت۔ داخل مورخین کا بیان ہے کہ امیہ کے ساتھ نہ تھک نہیں یا تھا بلکہ امیہ اس و مرو میں اپنا نائب بنا کر یہاں تھا۔ جب امیہ نہروں پر گیا تو بکیر اس کی حکومت ختم کرنے کا اعلان کر کے خود حام بن گیا اور بکیر جن افعال کا وہ مرتکب ہوا وہ آپ پر پڑھا آئے ہیں۔

ہجیر کی چغلی سے بکیر کا قتل۔ چچہ جہ سے بعد ہجیر نے امیہ سے بکیر کی شہادت کی کہ اس نے مجھے تمہاری مخالفت پر ابھرا تھا اور اب وہ تمہارے قتل کی فکر میں ہے۔ اس معاذ میں اس کے بھتیجے جمی شریک ہیں اس کے دوستوں نے ایک روپ نے اس بات کی گواہی بھی دیدی چنانچہ امیہ نے اس و اس کے بھتیجوں کو رفقہ کر کے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ بکیر کا ہے۔ اس کے بعد نہروں پر فوج کشی کی تو اس نے اس کو چاروں طرف سے تھیرا۔ قریب تھا کہ وہ مروہ کا شہر فربہ جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے بچا دیا اور وہ بڑی بربادی کے بعد مروہ واپس آیا۔

ہجیر سے خون کا بدلہ لینے کی کوششیں۔ جس وقت بکیر ہجیر ۱ بن مروہ کی چغلی سے قتل کیا تو قبیلہ تمیم سے بنو سعد بن موف نے بکیر کے عزا و اقارب تھے امیہ کے ناحق خون کا بدلہ لینے پر آپس میں مہدویہ بن مرثد اور ان میں سے شمر دل نامی ایک شخص دیہات سے نکل کر خراج ممانڈر پر چند دنوں تک ہجیر کے پاس قیام پزیر رہا۔ ایک روز اس کی غفلت میں شمر دل نے ہجیر پر چھٹی کا وارہ کیا جس سے ہجیر مر گیا اس کا زخم کاری نہ تھا اس

لیے یہ توجہ کیا مگر شہر دل قتل کر دیا گیا۔

صعصعہ بن حرب کی کوشش اس کے بعد صعصعہ بن حرب حونی بکر کے خون کا بدلہ لینے کا بیڑا اٹھا۔ مگر جستان آیا بہت دنوں تک تو وہاں میرانی تدبیریں سوچتا رہا آخر کار بنو حنیفہ سے مہمیں یاد کر کے ان پر یہ خط لکھا کہ خراسان میں میری میراث ہے تم میری سفارش بخیر کو لکھ دو۔ بنو حنیفہ نے صعصعہ کے بیٹے کے مطابق ایک سفارشی خط لکھ دیا۔ صعصعہ وہ خط لے کر خراسان پہنچا اور خیر کے پاس جا کر ٹھہرا اپنے نام و نسب اور میراث سے اس کو آگاہ کیا اور مہینوں کے پاس ٹھہرا رہا۔ اکثر بخیر کے ساتھ مہلب کی خدمت میں بھی حاضر ہوا کرتا تھا رفتہ رفتہ بخیر کو اس سے اس پیدا ہو گیا اور اس کے مکر و دغا سے بے خوف ہو گیا۔

بخیر کا قتل بخیر ایک دن بکر مہلب کے پاس بیٹھا ہوا تھا اتفاق سے صعصعہ آپہنچا اور بکر کے پیچھے سے گویا ہوا آچھ خفیہ باتیں کرنے سے یہ خبر ہو گیا بخیر اس کی طرف جھپکا تو اس نے ایک ایسا بھرا مارا کہ ایک دن بخیر مر گیا۔ مقتول اور قتل کی شخوٹوں میں صعصعہ کی گرفتاری پر جھڑپ ہونے لگا مہلب نے اس قتلہ و رفع دفعہ کر دیا۔ اور بخیر کے قتل و بکر کا بدلہ کر دیا۔ ایک قتل یہ سب کہ مہلب نے صعصعہ کو بخیر کے پاس گرفتار کر کے بھیج دیا تھا ورنہ اس نے اس قتل کر دیا تھا واللہ اعلم (یہ واقعہ افسوس کا ہے)۔

خراسان و حسبتان پر حجاج کی گورنری ۷۸ ہجری میں عبدالملک نے خراسان و حسبتان سے امیہ بن عبداللہ کو معزول کر کے ان صوبوں و جہات کو اپنے پسر دیا حجاج نے مہلب بن ابی صفر و خراسان پر اور عبید اللہ بن ابی بکر و حسبتان پر اپنی طرف سے مقرر کیا۔ (یہ وہ زمانہ تھا کہ جب مہلب جناب ازرقہ سے فارغ ہو چکا تھا حجاج نے اسے بلا کر اپنے تخت پر بٹھایا اور اس کے ماتحتیوں میں و خائف بڑھا دیئے)۔

حبیب بن مہلب لہذا مہلب نے اپنے بیٹے حبیب و خراسان کی طرف بھیج دیا اس نے نہ تو امیہ سے کچھ مزاحمت کی اور نہ اس کے مال سے۔ حتیٰ کہ اپنی حکومت کے ایک برس کے بعد مہلب بھی آگیا اور پانچ ہزار کی جمیعت سے مہر غریبی کو عبور کر کے مارواہ النہر کی جانب پیش قدمی کی اس کے مقدمہ اجماع پر ابوالادہم کے شکر کے ساتھ تھا۔ مہلب نے ”کش“ بھیج کر قریب کیا۔

قتن کے بادشاہ کا قتل اسی زمانہ میں بادشاہ ”قتن“ کے چچا زاد بھائی نے حاضر ہو کر امداد کی درخواست کی اس نے اپنے بیٹے یزید کو اس کے ساتھ کر دیا رات بھر بادشاہ قتن کے چچا زاد بھائی نے اسلامی فوجوں کو چھپا کر رکھا صبح ہوتے ہی بادشاہ قتن کو گرفتار کر کے یزید کے حوالے کر دیا۔ یزید نے اس قتل کر دیا اور اس کے قتلہ کا محاصرہ کر لیا آخر کار اہل قلعہ سے اپنی خواہش کے مطابق صلح کر کے واپس آگیا۔

بخارا پر حبیب کا حملہ انہی دنوں مہلب نے اپنے لڑکے حبیب کو چار ہزار فوج دے کر بخارا پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ بخارا کے گورنر نے چالیس ہزار سے اس کا مقابلہ کیا فریق مخالف کے شکر کا ایک حصہ ایک گاؤں میں رکا ہوا تھا حبیب نے ان سب کو قتل کر کے گاؤں کو جلا دیا اور مال و اسباب کو لوٹ کر اپنے باپ کے پاس واپس آگیا۔

مہلب کی ”کش“ پر جزیہ پر صلح: دو برس تک مہلب ”کش“ کا محاصرہ کیا رہا اہل کش نے طویل محاصرے سے گھبرا کر جزیہ دینا قبول کر لیا اور مہلب نے اس سے مصالحت کر لی۔

”رتبیل“ کی وعدہ خلافی عبید اللہ بن ابی بکر جو حجاج کی طرف سے جستان کا گورنر بن کر آیا تھا اس سے ”رتبیل“ نے تھوڑے دنوں تک تو دوستانہ مراسم رکھے اور مقرر کردہ خراج دیتا رہا لیکن چھ مہینے بعد خراج روک لیا۔ حجاج نے عبید اللہ بن ابی بکر کو اس کی گوشمالی کرنے اور اس کے شہروں کو تباہ کرنے کا حکم دیا۔ لہذا عبید اللہ بن ابی بکر فوج کو فہ اور بصری کی فوج لے کر رتبیل کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوا اہل کوفہ کا افسر شریح بن حانی تھا یہ (جناب امیر علیہ السلام کا حامی تھا)۔

رتبیل سے لڑائی اور اس کی پسپائی عبید اللہ بن ابی بکر نے رتبیل کے ”ملک“ میں داخل ہو کر لڑائی چھیڑ دی رتبیل مقابلہ پر آیا لیکن مقابلہ کی ہمت

نہ کمرسکا۔ یکے بعد دیگرے قلعوں اور شہروں کو چھوڑتا جاتا اور اسلامی فوجیں ان پر قبضہ ہوتی جاتیں اور ان میں سے اکثر کو تباہ و برباد کرتی جاتی تھیں۔

ترکوں کی رکاوٹ اور صلح رفتہ رفتہ اس کا اور مہموت سبب بن کر رہا تھا کہ ترکوں نے چاروں طرف سے مسلمانوں کے راستے روک لیے۔ حمید اللہ بن ابی بکر نے لڑنے سے بچنے کے لیے سات سالہ عہدِ صلح پر محض راستہ دینے پر صلح کر لی لیکن شریع بن حانی نے اس سے اختلاف کر کے لوگوں کو جنگ پر ابھرا۔

شریح کی تزکوں سے لڑائی اور شکست
 چند ماہوں کے اندر میں نے قیامت کے از سر نو جنگ کا طعنہ بردیا بہت سے آدمی ہمارے
 ان میں خود قیامت بھی تھا جو باقی رہے وہ کسی طرح اپنی جان چاکر کر تیل لے سب سے بھاگے بے غل کے اور اپنے غلوں سے آملے۔ جو کچھ مدت
 سے یہ حال تھا کہ جہاں ان کو کھانا پانی یا مہرے جاتے تھے اس مہرے انھیں قبور و تموڑا بھی دیا جانے لگا۔ جب اس سے ان میں توانائی آئی تو دوسری
 خدا میں دفن جانے لگیں۔

تجارت کی ترتیب کے خلاف روانگی۔ حجاج نے اس واقعے کے بعد الملک کو مطلع کیا اور ”رتیل“ کے ملک پر فوج کشی کرنے کی اجازت مانگی۔ یہاں تک کہ بعد میں خازن مروان کے درمیان میں یہ اتفاق ہو گیا کہ ملکہ کے بڑے بڑے بہادر ورجہ کار آدمیوں کو ان کا افسر بنایا جائے گا۔ مقررہ وقت تک اس پر راجہ احمد بن ابی سار کے اور سیدہ خیرہ و نہار کے درمیان میں یہ اتفاق ہو گیا کہ ملکہ کے بڑے بڑے بہادر ورجہ کار آدمیوں کو ان کا افسر بنایا جائے گا۔

تاج اور عبدالرحمن بن محمد تاج بن یوسف کی بہت سے عہد زمین بن کر سے عداوت رکھتا تھا ایک دن اتفاق سے جوش میں گرہ لگ گیا۔ (میں نے قتل کرنا چاہتا ہوں) ۱۰ نے عبدالرحمن بن یوسف کو دیکر زمین نے کہا "قوتی کہ میں نے حکومت خاک میں نہ کر دیں اس لیے تاج سے کہا "تم اس کو شہر کا دروازہ مت روکنے میں مئی نیت کا خط لکھو۔ تاج نے جواب دیا وہ مجھ سے تو زیادہ ڈرا ہوا ہے کہ میری مئی نیت نہیں کرے گا۔

میدار میں کاربیل پر حملہ اور فتح بہرحال میدان میں افغانوں کے راجہ تان پھنچے اور لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا جس میں جہاد کے نعرے لگائے اور کہا کہ اب اسے ڈرایا، مذہم کے بڑے بڑے سب سے کہتا ہے کہ یہ خلیہ کو خیر ملی تو اس نے معذرت کرنی اور خراج روانہ کرنے کا وعدہ کر لیا لیکن میدان میں نہ تو شورشیں کیا اور نہ تکرر فتنہ پیدار ہوئے اس ملک میں غلبہ ہو گیا جن جن شہروں کو وہ فتح کرتا تھا ان میں اپنا وزیر مقرر کرتا تھا اور ان کی حالت کا پتہ دیتا تھا اور ان وقت ماضی کے جیسوں، پیرانی، دیوبند پر ماضی میں ورجا اس کو مقرر کرتا تھا۔

پیش قدمی کا رونا اور اصرار۔ رات رات تیل کی شمعیں بدھن کے قبضہ میں آ یا مہاراجن نے سی مصیبت کی وجہ سے ہونے سے اپنے قدموں کے اور اس کی حالت بدھریا ہے جان سے پاس آتی تھی۔

عبدالرحمن کو پہنچنے کا ایک اور سبب بعض مورخین نے عبدالرحمن کو مقرر کیا کہ جب اس کا فائدہ یوں نہیں بیان کیا ہے کہ نجاشی نے ہمیں بن
مدنی اور اس میں اس فوج کے ساتھ کھڑا کیا تھا اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر نجد اور بکستان کے گورنروں کو ضرورت ہو تو ان کی مدد سے یمن میں
کی مدد کرنے کے لیے خود باقی بن گیا بنی اس کی دشمنی کرنے کے لیے سیما بن محمد بن اشعث کو مقرر کیا عبدالرحمن نے ہمیں کوشش
ایمن اور اس کی جدوجہد میں قیام یا حثیم سے عبدالرحمن بن ابی ہریرہ اور بکستان کا انتقال ہو گیا چنانچہ نجاشی نے عبدالرحمن کو بکستان کا گورنر بنا دیا
چونکہ عبدالرحمن نے شمر کو خوب آراستہ و پیراستہ رکھا تھا اس وجہ سے اس کے شمر زمانے میں "جیش الشموکس" کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

عبدالرحمن کے خط پر حجاج کا جواب۔ جس وقت حجاج کے پاس عبدالرحمن کا یہ خط پہنچتا تو بیل کے شہر ہم نے فتح کر لیا ہے کی پر مشورہ ہے اور جنگ کو آئندہ سال تک متوی کر رہے ہیں تو حجاج نے جنگ جاری رکھنے اور ان کے قلعے منہدم کرنے اور اس کی فوج کو تہ تیغ

۱ شہنشاہ عالمگیری نے تاجپوشی میں سے جس عہد ملکہ کے ساتھ رہا ہے اس کا تین مائتوں میں سے تھے، ہندو ملک نے انھیں روم کے بادشاهوں طرف بھیجا۔
کوفہ میں ۱۰۳ھ میں وفات پائی (تہذیب المعتمد جلد ۵ صفحہ ۶۵)

کرنے و ران لوگوں کو گرفتار کرنے کا حکم لکھا۔ ابھی یہ خط پہنچنے نہ پایا تھا کہ دوسرا خط اور پھر تیسرا خط اسی مضمون کا روانہ کیا تیسرے خط میں مضمون اتنا زیادہ تھا کہ اگر تو نے ہمارے اس حکم کی اطاعت کی تو ٹھیک ورنہ تو معزول ہے اور امیر لشکر تیرا بھائی اسحاق ہوگا ❶۔

عبدالرحمن کا فوج کے سامنے خط پڑھنا: عبدالرحمن نے خط پڑھ کر لوگوں کو جمع کیا حجاج کی اس رائے کی تردید کی غرض سے کہنے لگا۔ وگو! ہم نے تو اتفاق رائے سے فی الحلیٰ ترکوں سے لڑائی روک دی تھی اور ترکوں کے باقی ملک پر قبضہ کرنے کو آئندہ سال تک کے لیے متوی کر دیا تھا ورنہ رائے حجاج کے پاس بھیج دی تھی لیکن حجاج کا خط آیا ہے اور اس نے ہم کو ترکوں سے لڑنے کا حکم لکھا ہے اور ترکوں کے ملک پر قبضہ کرنے کا حکم دیا ہے حالانکہ روزانہ جنگ کرنے سے تم لوگ تھک گئے ہو، قبضہ شدہ علاقوں کا انتظام بھی کرنا ہے اس کے علاوہ تم لوگ جانتے ہو کہ یہ وہی ملک ہے جہاں کل تمھارے بھائی مارے جا چکے ہیں میں تمھارے جیسا ہی ایک شخص ہوں اگر تم لوگ جنگ پر چلو گے تو میں بھی چلوں گا۔

فوج کا رد عمل: لشکریاں عراق سنتے ہی بھرا گئے اور یک زبان ہو کر بولے ”لا نسمع ولا نطیع للحجاج“ (حجاج کی ہم نہ اطاعت کریں گے اور نہ اس کا کہا مانیں گے)۔

عبدالرحمن سے حجاج کو ہٹانے پر بیعت: ابوالبقیل عامل بن وائلہ کنانی کہنے لگا ”حجاج تو اللہ کا دشمن ہے اس کو امارت سے معزول کر کے عبدالرحمن کی سرداری کی بیعت کر لو“۔ ہر طرف سے لوگ کہنے لگے ”فعلنا فعلنا“ (ہم نے یہ کیا یہ کیا) عبدالمومن بن شیبہ بن ربیع نے اٹھ کر کہا ”چو خدا کے دشمن حجاج کی طرف واپس چلو اور اس کو اپنے شہر سے باہر کرو“۔ یہ جملہ پورا ہوتے ہی سارے لشکر نے عبدالرحمن کے ہاتھ پر حجاج کی حکومت ختم کرنے اور اس کو عراق سے نکال دینے اور نکالنے والوں کی امداد کی بیعت کر لی اس بیعت میں عبدالملک کا کوئی ذکر اور تذکرہ نہیں آیا۔

عبدالرحمن کا رتبیل سے معاہدہ: عبدالرحمن نے رتبیل سے صلح کر لی اور یہ شرط طے پائی کہ ”اگر حجاج کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہو گئی تو رتبیل کا خراج معاف کر دیا جائے گا اور بصورت شکست رتبیل حجاج کی بڑی قوت کا مقابل اور رکاوٹ بنے گا“ صلح کے بعد عبدالرحمن ”بست“ پر عیاض بن ہیمان شیبانی کو ”روح“ ❷ پر عبداللہ بن عامر تھمی کو اور کرمان پر حرث بن عمر تھمی کو مقرر کر کے عراقی فوجیں لے کر عراق کی طرف روانہ ہوا۔ لشکر کے آگے آشی ہمدان ❸ شاعر اس کی مداح اور حجاج کی مذمت کرتا جا رہا تھا۔ مقدمۃ الجیش پر عطیہ بن عمیر ❹ عمیری مقرر تھا۔

عبدالرحمن کے ہاتھ پر عبدالملک کی معزولی کی بیعت: فارس پہنچا تو بعض لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ہم نے حجاج کو امارت سے معزول کر دیا تو گویا عبدالملک کی بھی ہم نے خلافت توڑ دی لہذا سب نے عبدالملک اور اس کے سب حکام کی معزولی، کتاب و سنت پر عمل، گمراہوں سے جہاد اور جنگ خوراج کی بیعت عبدالرحمن کے ہاتھ پر بیعت عبدالرحمن کے ہاتھ پر کر لی۔

حجاج کو مہلب کا مشورہ: حجاج نے اس واقعہ سے عبدالملک کو آگاہ کیا اور امداد طلب کی۔ مہلب نے یہ خبر سن کر حجاج کو لکھا کہ تم اہل عراق سے فوری طور پر مزاحمت نہ کرو اور جب تک وہ لوگ اپنے اہل عیال میں نہ پہنچ جائیں جنگ مت کرو۔ حجاج نے اس بات کا کچھ خیال نہ کیا بلکہ مہلب پر بھی شک کرنے لگا۔

مہلب کے مشورہ سے اختلاف اور شکست: جس وقت عبدالملک کی بھیجی ہوئی فوجیں آگئیں تو حجاج بصریٰ سے کوچ کر کے ”تشر“ پہنچا اور فوج کے سواروں کو بطور مقدمہ آگے بڑھایا۔ ان کا عبدالرحمن کے سواروں سے مقابلہ ہو گیا حجاج کے سواروں کو شکست ہو گئی بڑی تعداد اس معرکہ میں کام آگئی حجاج مجبوراً بصریٰ واپس آ گیا۔ یہ واقعہ یوم عید الفصحی ۸۱ ہجری کا ہے۔

❶ حادہ ابن کثیر نے اپنی تاریخ کی کتاب (البدایہ والنہایہ جلد ۹ صفحہ ۲۵) میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔ ”یا ابن الغادر المرتد، امض الی امر تک بہ“ (ترجمہ) ”او مرتد ندار کے بچے تجھے جو حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کر“۔ ❷ یہاں صحیح لفظ ”زنجری“ ہے جو بخارا کے علاقوں میں سے ہے۔ (مجم البلدان جلد ۳ صفحہ ۴۷۳) ❸ اس کا قصیدہ دیکھنے کے لیے دیکھیے (تاریخ اکمل ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۱۴۵)۔ ❹ تاریخ ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۱۴۵ پر عطیہ بن عمیر عمیری کے بجائے عطیہ بن عمرو العنبر کی تحریر ہے۔

اہل بصری کی عبدالرحمن سے بیعت: بصری پہنچ کر حجاج (زاویہ) ❶ کی طرف مڑ گیا اور یہ ٹھوکر کھانے کے بعد اس کو مہذب کی نصیحت کی قدر گئی۔ عبدالرحمن اور اس کے ساتھی بصری میں داخل ہوئے اہل بصری اور مقامات بصری کے تمام باشندوں نے عبدالرحمن کی بیعت کرنی چونکہ حجاج لوگوں سے خراج وصول کرنے میں سختی کرتا تھا اور ان دیہاتوں سے جو شہر میں آگئے تھے جزیہ لینے کے مقصد سے پھر قصبات اور دیہاتوں کی طرف واپس کر دیا تھا اس سے ان کو اور اہل بصری کو بھی سخت ناراضگی پیدا ہو گئی تھی لہذا جب عبدالرحمن بصری آیا تو ان سب نے باغلق حجاج سے جنگ ورمبدالملک کو خلافت سے ہٹانے پر بیعت کر لی (یہ واقعہ ذی الحجہ ۸۱ ہجری کے آخر کا ہے)۔

اہل عراق کی شکست: محرم ۸۲ ہجری سے حجاج اور عبدالرحمن میں پھر لڑائی چھڑ گئی فریقین نے ایک دوسرے پر سختی کے ساتھ متعدد حملے کیے بھی عبدالرحمن غالب آجاتا اور کبھی حجاج۔ لیکن آخری جنگ میں (جو ۲۹ محرم کو ہوئی) اہل عراق بھاگ کھڑے ہوئے اور اپنے سردار عبدالرحمن کے ساتھ کہ نہ قصد یا دورن شکست ہزار آدمی مارے گئے تمام قصبات و دیہات میں قتل عام کا بازار گرم ہو گیا۔

جنگ زاویہ: عقبہ بن عبد الغفار زوی قراء کے ایک گروپ سمیت اسی واقعہ میں کام آگئے حجاج نے شکست کے بعد ان کے دس ہزار آدمیوں کو موت کی نیند سلا دیا۔ اس جنگ کا نام جنگ زاویہ ہے۔

عبدالرحمن بن عباس سے بیعت: عبدالرحمن کی شکست کے بعد بچے کچھے اہل بصری نے جمع ہو کر عبدالرحمن ابن عباس بن ربیعہ بن حرث بن عبد مہذب کے ہاتھ پر بیعت کر لی حجاج پانچ راتوں تک برابر لڑتا رہا اور عبدالرحمن اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر عبدالرحمن بن محمد بن الشعث سے کوفہ چلا گیا عبدالرحمن بن محمد کے کوفہ پہنچنے سے پہلے عبدالرحمن بن عبد اللہ بن عامر حضری کو (جو حجاج کی طرف سے کوفہ کا عامل تھا) مطر بن ناجیہ تمیمی نے نکال کر قصر امارت پر قبضہ کر لیا تھا۔

کوفہ میں عبدالرحمن کا استقبال: جب اہل کوفہ کو عبدالرحمن بن محمد کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ لوگ اسکے استقبال کے لئے کوفہ میں نہایت احترام کے ساتھ لے گئے چونکہ ہمدان والوں نے مطر سے سازش کر لی تھی اور قصر امارت پر مکمل طور پر وہی قابض تھے مطر نے ان کے بہنے سے عبدالرحمن کو قصر امارت میں داخل ہونے سے روک دیا اور خود قصر امارت اور کوفہ پر قابض ہو گیا۔

حجاج کی کوفہ کی طرف پیش قدمی: ... جنگ کے بعد حجاج بصری میں داخل ہوا حکم بن ایوب ثقفی کو بصری کا گورنر مقرر کر کے کوفہ کی طرف چھ مقام ”دور منیر“ ❷ میں ڈیرے ڈلوادیے اور عبدالرحمن نے کوفہ سے نکل کر ”دیر جمائم“ ❸ میں مورچہ قائم کیا پھر فریقین کی مداوی فوجیں بھی آگئیں۔ خندقیں کھود کھود کر دھس اور دم سے باندھ دیئے گئے۔

عبدالملک کی کمک اور حجاج کی معزولی کا پیغام: اس کے بعد لڑائی شروع ہو گئی روزانہ ہر ایک دوسرے کے خندق تک لڑتا ہوا چلا جاتا اور پھر وہاں سے ناامید ہو کر واپس چلا آتا تھا اس دوران عبدالملک نے اپنے بیٹے عبداللہ اور اپنے بھائی محمد بن مروان کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ کوفہ کی طرف روانہ کیا اور اہل عراق سے یہ کہلوادیا کہ ہم نے حجاج کو معزول کر دیا ہے۔ اہل شام کی طرح تمہارے بھی وطن و نف مقرر اور جاری کر دیں گے اور عبدالرحمن جس صوبے کو پسند کرے گا اس کی گورنری ہم دے دیں گے۔

حجاج کا جوابی خط: حجاج کو اس پیغام سے بے حد صدمہ ہوا شامی فرمان کو چھپا کے ایک خط دربار خلافت میں روانہ کیا مضمون یہ تھا ”ان باتوں سے اہل عراق کی جرأت بڑھ جائے گی اور وہ کبھی آپ کے مطیع نہ ہوں گے کیا آپ کو حضرت عثمان بن عفان اور سعید بن العاص کا قصہ یاد نہیں ہے۔ عبدالملک نے اس رائے کو پسند نہیں کیا۔

اہل عراق کا پیشکش ماننے سے انکار: عبداللہ اور محمد بن مروان نے عبدالملک کو پیغام اہل عراق کو یا اہل عراق آپس میں مشورہ کرنے گئے

❶ زاویہ بصری کے قریب ایک جگہ ہے جہاں حجاج اور ابن الاشعث کے درمیان مشہور واقعہ ہوا تھا (معجم البلدان، یا قوت حموی)۔ ❷ معجم البلدان میں یہاں ایک ترقی تحریر ہے

❸ کوفہ کے مضافات میں سات فرسخ کے فاصلہ پر ایک جگہ ہے۔ (معجم البلدان)

لڑائی چھڑی۔ بسطام ہیرہ نے چار ہزار سوار فوجیوں کو لے کر حجاج کے لشکر پر حملہ کیا اور کئی بار اہل شام کو موقع جنگ سے پیچھے دھکیل دیا۔ یہ اندازوں نے ہر طرف سے گھیر کر تیر بازی شروع کر دی جس کی وجہ سے اہل شام پیچھے نہیں ہٹ سکتے تھے اور اگر آگے بڑھنے کا ارادہ کرتے تو سواروں سے ذک دار نیزوں کا شکار ہو جاتے تھے۔

اچانک حملہ اور عبدالرحمن کی شکست:۔۔۔۔۔ عبدالملک بن مہلب نے یہ رنگ دیکھ کر تھوڑے سے آدمیوں کو لے کر عبدالرحمن کے ساتھیوں پر اچانک حملہ کر دیا۔ عبدالرحمن کے ساتھی اس اچانک حملے سے گھبرا کر پیچھے ہٹے اس کے بعد حجاج کے ساتھی سنبھل سنبھل کر ہر طرف سے عبدالرحمن پر ٹوٹ پڑے۔ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ، فقیہ اور ابوالجتر کی طائی مارے گئے اور ابن اشعث بھتان کی طرف بھاگ گیا۔

عبدالرحمن کی شکست کا سبب: بعض مؤرخین نے اس شکست کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ کسی بدوی نے حجاج کے پاس آ کر عبدالرحمن بن اشعث کے لشکر کا ایک خفیہ راستہ بتایا اس کے ساتھ حجاج سے چار ہزار فوج روانہ کر دی صبح ہوئی تو حجاج نے لڑائی شروع کر دی اتفاق سے اس کو خود کو شکست ہوئی اور عبدالرحمن اس کے لشکر کو لوٹ کر اپنے کیمپ میں واپس آ گیا شام ہوتے ہوتے وہ چار ہزار فوج آپہنچی (جس کو حجاج نے بدوی کے ساتھ روانہ کیا تھا) چنانچہ عبدالرحمن اور اس کے ساتھی نہایت ابتری سے مقابلہ پر آئے لیکن ان کی اس بھرپور کوشش سے ان کو کچھ فائدہ نہ ہوا۔ کالہذا اسرا سیکھنے کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے ہزاروں آدمی خندق میں گر کر مر گئے ان کی تعداد مقتولین سے زیادہ تھی۔

حجاج کامیابی کے بعد: حجاج کامیاب و کامران عبدالرحمن کی لشکر گاہ میں آیا اور جس کو زندہ پایا قتل کر دیا مقتولین کی تعداد جیسا کہ مؤرخین بیان کرتے ہیں چار ہزار تھی۔ ان میں سے عبداللہ بن شداد بن ہادی بسطام بن مصقلہ، عمر بن ربیعہ رقاشی، بشر بن منذر ابن جارد وغیرہ بھی تھے۔

عبدالرحمن کا تعاقب اور جنگ: حجاج نے یہ خبر سن کر کہ ابن اشعث بھتان کی طرف بھاگا جا رہا ہے تو عمارہ بن تمیم غمی اور اپنے بیٹے محمد و یک دستہ فوج کا دے کر اسکے تعاقب کا حکم دیا چنانچہ ان لوگوں کا سوں میں پہنچ کر مقابلہ ہو گیا عبدالرحمن اپنے ساتھیوں سمیت تھوڑی دیر تک لڑ کر سب بھور کی طرف پسپا ہو کر بھاگ نکلا اور پھر اکرا جمع کر کے پھر مقابلہ پر آ گیا۔

عبدالرحمن کی کرمان آمد:۔۔۔۔۔ پھر ایک سخت و خون ریز جنگ کے بعد عمارہ بن تمیم کو شکست ہو گئی۔ اس کے باوجود عبدالرحمن نے سب بھور کو خیر باد کہہ کر کرمان کا رخ کر لیا کے گورنر نے نہایت خوشی و مسرت سے استقبال کیا دارالامارت میں انتہائی عزت و احترام سے ٹھہرایا چند دنوں کے بعد عبدالرحمن نے زرنج کی طرف کوچ کر دیا۔

عبدالرحمن کی ”زرنج“ اور بست روانگی: زرنج کے گورنر نے شہر پناہ کے دروازے بند کروائے عبدالرحمن نے جھلا کر اس کا محاصرہ کر لیا جب حصار سے کام ہوتا نظر نہ آیا تو زرنج کو چھوڑ کر بست کی طرف چلا گیا جہاں پر اس کی طرف سے عیاض بن ہشام سلوی شیبانی گور برتھ عیاض نے نہایت خوشی سے خیر مقدم کیا اور دارالامارت میں اسے ٹھہرایا اور اس کی دعوت کی لیکن جس وقت اس کے ساتھی غافل تھے عبدالرحمن کو قید کر لیا اور اس طرف احسان فراموشی کے ذریعہ سے حجاج سے جاننے کا ارادہ کر لیا۔

رتبیل کی دھمکی پر عبدالرحمن کی رہائی: رتبیل بادشاہ عبدالرحمن کی آمد کا سن کر بست کے قریب آ کر ہوا تھا جب اس کو اس کی گرفتاری سے بارے میں معلوم ہوا تو اس نے عیاض کو بہت بڑی دھمکی دی جس سے عیاض نے ڈر کر عبدالرحمن کو رہا کر دیا۔ رتبیل اس کو اپنے ساتھ لے کر اپنے ملک چلا گیا۔

عبدالرحمن کے ساتھیوں کا خراسان پر قبضہ کا فیصلہ: اس کے بعد عبدالرحمن کے شکست خوردہ ساتھی بھتان کے قریب آ کر جمع ہوئے اور سب کے سب بال اتفاق خراسان پر قبضہ کے لیے مل گئے اپنے تاکہ قبائل اور اعزہ اقارب کی مدد کے ذریعے سے آئندہ کامیابی حاصل کریں۔ عبدالرحمن بن عباس بن ربیعہ بن حرث بن عبدالمطلب ان لوگوں کی امامت کرتے تھے ان سب نے اپنی یہ راہ عبدالرحمن بن اشعث کے رائے سے اختلاف کیا کیونکہ یزید بن مہلب وہاں پہلے سے موجود تھا ساتھ ہی یہ خیال بھی دامن گیر تھا کہ اہل شام و خراسان ایک ساتھ مل کر متبادلہ

پیشیں۔ لیکن ان لوگوں نے اس کا بالکل لحاظ نہ کیا۔

[illegible]

ہرات میں جنگ کی ایک روایت : بلاخ مورخین کا قول ہے کہ شہت۔ بعد عبد الرحمن بن اشعث کے پاس جب اس کے ماتحتی جمع ہو گئی تو اس نے جس بزار کے لشکر کے ساتھ خراسان کی جانب خروج کیا ہوا تھا اسے قریب تین روزوں کے بعد جہاں مخالفین سے مدد کی گئی وہاں عبد الرحمن نے جواب دیا "اُم نے دم بیٹا اور تم نے سہلے سے یہاں قیام کیا ہے چہاں بعد چلے جائیں گے" اپنا بچہ یزید بن مہاسب بیان ہر خاموش ہو گیا۔

عبدالرحمن پر مہذب کا حملہ عبدالرحمن (جو بھجوان میں تھا) خراج اور مشہور مولیٰ لے کر آیا۔ یزید بن معاویہ اس کی اطلاع ملی تو اس سے وعدہ ہوا کہ اگر عبدالرحمن کے مقابلہ کے لیے روانہ ہو یا اس کی بات سے باز نہ آئے میدان میں مقابلہ ہو گا۔ اور اسی بازارِ جناتِ کربمبھی انہیں ہوا تھا کہ عبدالرحمن کے ساتھی متذوق و منتقلہ ہو کر یہاں آئے تو ایک سروپ تاربت قدمی کے اشارہ پر یہ بھی وہاں سے جدا ہو گیا۔

[illegible]

عبدالرحمن کا سندھ فرار عبدالرحمن بن عبدالمطلب نے مدینہ منورہ میں مقیم رہا۔ یہاں سے وہ مدینہ منورہ کی طرف فرار ہوا۔ یہاں سے وہ مدینہ منورہ کی طرف فرار ہوا۔ یہاں سے وہ مدینہ منورہ کی طرف فرار ہوا۔

قیدیوں کی حاج کے پاس روانگی یزید بن مہلب نے عبدالرحمن بن طلحہ اور عبداللہ بن فہرہ وازدی ہونے کی وجہ سے رہا کر دیا۔ باقی قیدیوں کو زنجیروں سے باندھ کر حاج کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ حاج کے پاس مقام ہوا۔ طلحہ میں (وا۔ ہدی آبادی سے پہلے) پہنچ گئے۔

حجج کی فروز سے بات چیت: حجاج نے فیروز کو ہمارے سے پوچھا کہ تمہارا ان لوگوں کے ساتھ مخالفت کرنے کی یہ ضرورت تھی یا تھی نہ تو ان سے کوئی رشتہ داری نہیں تھی اس نے جواب دیا کہ یہ ایک عام فتنہ تھا جس میں میں بھی جتا ہوا ہوا تھا۔ حجاج بولا تو اپنے مال و اسباب کی فہرست لکھ کر مجھے دید و فیروز نے بیس کھ درہم یا اس سے زیادہ کا حساب لکھ کر دیا۔ حجاج کو ملتا طلب کہ کہا "سب سے میری جان بچتی ہوگی"؟ حجاج نے جواب دیا نہیں! واللہ پہلے تو مجھے یہ مال دیدے میں اس کے بعد تجھے قتل کر دوں گا۔

فیروز کی رہائی محمد بن سعد کا قتل فیروز نے بہا تمیر کے ہاں اور خونِ متبع نے دروہ (یعنی ہاں کے) ٹکٹے قتلِ مت (سرا) جانے کے یہ سن کر فیروز نے
چھوڑ دیا اس کے بعد محمد بن سعد ابی وقاص کو پیش کیا یہاں اس نے سے پر جھگڑا اور اس کے قتل کا حکم دیا اس کے بعد عمر بن موی پیش ہوا اس کو بھی
مقامت کر کے حضرت عمرؓ نے سے یہ عمر بن موی کا نام دیا جانے کے قتل کر کے کا حکم دیا یہ۔

باقی بن نعیم کا قتل اس کے بعد بقام بن نعیم کی پیشی ہوئی۔ براجم نے عبدالرحمن شعث نے قتل کر عزت کی طلب میر۔

یہ سب کچھ کیا تھا تجھے کس بات کی خواہش تھی؟“ جواب دیا کہ تیرے بجائے عراق کا حاکم بننے کی حجاج نے یہ سنتے ہی اس کے قتل کا حکم دے دیا چنانچہ ن کو قتل کر دیا گیا۔

عبداللہ بن عمر سے گفتگو اور قتل:..... اس کے بعد عبداللہ بن عمر حاضر کیا گیا حجاج نے اس کو بھی ملا مٹانہ نصیحت کی۔ عبداللہ بن عمر نے کہا: ”ابن مہلب کا اللہ تعالیٰ بھلا کرے اس نے جو کچھ میرے ساتھ کیا اچھا کیا“ حجاج بولا ”ابن مہلب نے تیرے ساتھ کیا کیا؟“ جواب دیا ”اپنی قوم کو رہا کر دیا اور دوسروں کو قید کر کے تیرے پاس بھیج دیا“ حجاج یہ سن کر تھوڑی دیر تک سر جھکائے خاموش بیٹھا رہا، پھر سکوت توڑ کر قتل کا حکم دے دیا۔

یزید بن مہلب سے حجاج کی ناراضگی: اسی وقت اس کے دل میں یزید بن مہلب کی طرف سے میل پیدا ہو گیا حتیٰ کہ اس نے اسے معزوں کر دیا ان لوگوں کے قتل کے بعد پھر فیروز کی پیشی ہوئی سخت قید میں رکھنے اور طرح طرح کی ایذا میں دینے کا حکم صادر کیا۔

فیروز کا قتل: جب فیروز کو اپنی موت کا مکمل یقین ہو گیا تو اس نے جیل کے دروازے سے کہا کہ ”مجھے باہر نکالو کہ میں اپنی اہلیں لوگوں سے واپس لے لوں ورنہ میرے بعد کچھ نہ دے گا“ دروازہ جیل نے باہر نکالا تو فیروز نے چلا کر کہا ”جس کے پاس میری کچھ امانت ہو یا اس پر میرا قرض ہو اس کو میں اسے ہبہ کر رہا ہوں“ حجاج نے اس کے بھی قتل کا حکم دے دیا۔

عمر کندی اور آشتی ہمدانی کا قتل: اس کے بعد عمر بن فہر کندی کے قتل کا حکم دیا یہ نہایت شریف و کریم شخص تھا۔ پھر آشتی ہمدانی کو بد گیا اور اس سے وہ قصیدہ پڑھنے کو کہا جو اس نے آج اور قیس کے درمیان پڑھا تھا جس میں عبدالرحمن اور اس کے ساتھیوں کو حجاج سے لڑنے کی ترغیب دی تھی۔ آشتی اور قیس کے درمیان قصیدہ نہیں پڑھا تھا جو مشہور ہے حجاج اس کا کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ آشتی قافیہ تبدیل کر کے قصیدہ پڑھنے لگا۔ جس وقت حجاج للوالدة وللملود (آفریں ماں بیٹے پر) کہا تو حجاج نے کہا واللہ! آج کے بعد تو کسی کو ملامت نہ کر سکے گا لے میں تیرے قتل کا حکم دیتا ہوں۔ ❶

شععی کی گرفتاری: جب حجاج ان لوگوں کے قتل سے فارغ ہوا تو شععی کے بارے میں معلوم کیا یزید بن مسلم نے بتایا کہ وہ ”رے“ چل رہا ہے حجاج نے ”رے کے گورنر“ قتیبہ بن مسلم کو گرفتار کر کے اس کے پاس بھیجنے کا حکم دیا چنانچہ شععی کو ۸۳ ہجری میں حجاج کے پاس بھیج دیا گیا چونکہ ابن مسلم اس کا دوست تھا اس نے شععی کو معذرت کر لینے کی ہدایت کر لی تھی لہذا جب شععی دربار حجاج میں داخل ہوا تو اس نے اہل دربار کو اور حجاج کو سلام کیا اور معذرت کے طور پر عرض کیا۔

شععی کی معذرت: واللہ ہم حق کے سوا کچھ نہیں کہیں گے ہم نے ضرور کوشش کی اور لڑے نہ تو ہم قوی فاجر تھے اور نہ متقی و نیک بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہم پر فتح یابی دے دی اگر تم ہم کو سزا دو گے تو ہماری خطا کی وجہ سے دو گے اگر معاف کرو گے تو اپنے حلم و کرم کی وجہ سے کرو گے اور تم حق بجانب ہو۔

شععی کی معافی: حجاج نے کہا! واللہ یہ شخص مجھے اس شخص سے زیادہ پسند ہے جو کہتا ہے کہ میں اس معرکہ میں نہ تھا اور نہ میں نے یہ کام کیا ہے حالانکہ اس کی تلوار سے ہمارا خون ٹپک رہا ہوتا ہے۔ اس کے بعد حجاج نے اس کو امن دے دیا اور وہ واپس آ گیا۔ ❷

حجاج کو ہٹانے کی ایک اور کوشش: حجاج کی فتح اور عبدالرحمن ابن اشعث کی شکست کے بعد اکثر منہزمین عمر بن ابی الصلت کے پاس چلے گئے جو اس فتنہ میں ”رے“ پر قابض ہو گیا جب سے لوگ رے میں جمع ہوئے تو ان کو یہ خیال پیدا ہوا کہ حجاج کے ساتھ کوئی ایسی تدبیر ہو جائے جس سے جنگ جرجان غلطی معاف ہو جائے لہذا ان سب نے عمر بن ابی الصلت کو حجاج کو حکومت سے ہٹانے پر ابھارا اس نے اس رائے سے انکار کر دیا تو وہ لوگ اس کے باپ کے پاس گئے اس نے اس کو منظور کر لیا

قتیبہ سے جنگ اور شکست: چنانچہ جب قتیبہ ”رے“ کی طرف آیا تو سب کے سب عمر کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنے کے لیے نکلے لیکن پھر

❶ دیکھیں تفصیل کے لیے (الغانی جلد ۱۱ صفحہ ۶۱) اور مروج الذهب جلد ۳ صفحہ ۱۸۹-۱۹۰۔ ❷ مزید دیکھیں (تاریخ الکامل ابن اثیر ۳ صفحہ ۶۵) اور مروج الذهب جلد ۳

ان لوگوں کی بد عہدی کی وجہ سے عمر کو شکست ہو گئی اور عمر بھاگ کر طبرستان پہنچ گیا اصبہد نے اس کو عزت و توقیر سے ٹھہرایا اور حالت غفلت میں اس پر حملہ کرنا چاہا لیکن اس کے باپ نے اسے روک دیا قتیہ نے ”رے“ میں داخل ہو کر حجاج کو اس واقعہ کی اطلاع دی حجاج نے اصبہد کو لکھ بھیجی کہ ہمارے باغیوں کو تم گرفتار کر کے بھیج دو یا ان لوگوں کے سر اتار کر روانہ کر دو چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

رتبیل کے پاس جانے سے عراقیوں کا انکار : جب عبدالرحمن بن اشعث ہرات سے رتبیل کے پاس جانے لگا تو عتقہ بن عمر ادوی نے کہا ”میں تمہارے ساتھ دارالحرب میں نہ جاؤں گا کیونکہ رتبیل کو حجاج نے ڈرایا ہے، دھمکی دی ہے اگر وہ آگیا تو تم کو تمہارے ساتھیوں کو قتل کر دے گا اور ہم لوگ پانچ سو آدمی ہیں ہم لوگوں نے آپس میں مل کر عہد کر لیا ہے کہ کسی شہر میں جا کر پناہ گزین اور قلعہ بند ہو جائیں تاکہ شروفساد سے مومن ہو جائیں یا عزت و احترام سے جان خدا کہ سپرد کر دیں“ عبدالرحمن یہ سن کر خاموش ہو گیا۔

عراقیوں کا محاصرہ اور صلح : چنانچہ یہ لوگ رتبیل کے ملک میں عبدالرحمن کے ساتھ نہ گئے اور مودود بھری کو اپنا امیر بنالیا۔ عمرہ بن تمیم نخعی نے پہنچ کر ان لوگوں کا محاصرہ کر کے جنگ کا بازار گرم ہو گیا اس کے نتیجے میں مجبور ہو کر یہ لوگ امان کے طلبگار ہوئے اور عمارہ بن تمیم نے امان دے دی تو یہ اس سے آئے۔

عبید بن سمیع کا رتبیل کو ورغلا نا : حجاج کو یہ جب معلوم ہوا کہ عبدالرحمن بھاگ کر رتبیل کے پاس چلا گیا ہے تو اس نے رتبیل کو خط و کتابت شروع کی عبدالرحمن کے سپرد نہ کرنے پر لالچ اور دھمکیاں دینے لگا۔ عبید بن سمیع تمیمی جو عبدالرحمن کے ساتھیوں میں سے تھا اور اتبہاء رتبیل کے پاس اس کے خط، پیغامات وغیرہ لاتا تھا۔ رتبیل کو حجاج کے ظلم اور طاقت سے ڈرایا اور عبدالرحمن کو گرفتار کرنے یا اس کا سر اتار کر حجاج کے پاس بھیج دینے کا مشورہ دیا۔

عبید بن سمیع کی غداری اور عبدالرحمن کا قتل : قاسم بن اشعث نے اپنے بھائی عبدالرحمن سے یہ سب واقعات بیان کر کے عبید بن سمیع تمیمی کے قتل کر ڈالنے کو کہا۔ اتفاق یہ ہوا کہ عبید کو اس کی خبر مل گئی تو اس نے رتبیل کو یہ جھانسنہ دیا کہ تم عبدالرحمن کا سر کاٹ کر حجاج کے پاس بھیج دو میں سات برس کا جزیہ معاف کروادوں گا رتبیل نے اس کو منظور کر لیا۔ چنانچہ عبید بن سمیع رتبیل سے رخصت ہو کر عمار کے پاس آیا اور سارے واقعات اس کو بتائے عمارہ نے حجاج کو اس کی اطلاع کر دی۔ حجاج نے یہ شرط منظور کر لی اور سات برس کے بجائے دس برس کا جزیہ معاف کر دینے کا حکم لکھا۔ لہذا رتبیل نے عبدالرحمن کا سر کاٹ کر حجاج کے پاس روانہ کر دیا۔

عبدالرحمن کے قتل کی دوسری روایت : بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ عبدالرحمن کا انتقال عارضہ سل میں ہوا تھا اور وفات کے بعد رتبیل نے اس کا سر کاٹ کر حجاج کے پاس بھیجا تھا۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ رتبیل نے عبدالرحمن کو اس کے خاندان والوں سمیت جو تعداد میں تیس آدمی تھے گرفتار کر کے عمارہ کے پاس بھیج دیا تھا اور عبدالرحمن نے خود کو قصر امارت کی چھت سے گرا دیا تھا۔ اس وجہ سے وہ مر گیا تھا اس کے بعد عمارہ نے اس کا سر اتار کر حجاج کے پاس بھیج دیا ۱۰ حجاج نے اس کا سر عبدالملک کے پاس اور عبدالملک نے اس کا سر اپنے بھائی عبدالعزیز کے پاس بھجوا دیا۔ یہ واقعہ ۸۴ھ یا ۸۵ھ کا ہے۔

منغیرہ بن مہلب کی وفات : ہم اس سے پہلے لکھ آئے ہیں کہ مہلب نے ”نیش“ (مضافات ماوراء النہر) نامی علاقہ کا محاصرہ کر لیا تھا چنانچہ دو برس تک اس کا محاصرہ کئے رہا اس زمانہ میں خراسان میں اس کا بیٹا منغیرہ حکومت کر رہا تھا اس نے (ماہ رجب) ۸۲ھ میں وفات پائی تو مہلب نے خبر سن کر افسوس کا اظہار کیا اور اسی وقت اپنے دوسرے بیٹے یزید کو ستر سواروں کے ساتھ مرو کی جانب روانہ کیا۔

یزید بن مہلب کی دلیرانہ روانگی : راستہ میں ”بست“ کے ایک درے میں پانچ سوتر کوں سے ان کی مدد بھیڑ ہو گئی ان لوگوں نے یزید سے جو کچھ اس کے مال و اسباب تھا مانگا۔ یزید نے انکار کر دیا لیکن اس کے ساتھی نے کچھ اسلحہ اور کسی قدر مال انہیں دے دیا۔ ترک اس کو نبے کروا پس ہو گئے مگر پھر کچھ سوچ کر بد عہدی پر اتر آئے۔ چنانچہ یزید نے ان سے لڑائی کر کے ان کو زیر کر لیا اور ان کے سردار کو قتل کر دیا تب وہ منتشر ہو کر بھاگے اور یزید

بن مہلب مروّج کیا۔

اہل "کش" سے صلح : اس کے بعد اہل کش نے صلح کی درخواست کی مہلب نے زرفدیہ پر مصالحت کر لی، وراطمینان کیلئے ان کے بیٹوں و فدیہ تک کی ادائیگی تک کیلئے نظر بند کر کے رکھا۔ حریت بن قطنہ (خزاعہ کے آزاد کے خاام) کو زرفدیہ وصول کرنے اور ان کے بیٹوں کو واپس دینے کی غرض سے وہیں چھوڑ کر کش سے صلح کیلئے روانہ ہو گیا۔

حریت کا "کش" والوں سے معاملہ : صلح میں پہنچ کر حریت کو اس مضمون کا خط لکھا "تمہارا جو زرفدیہ وصول کر کے یہ اہل کش کے بچوں و رہا کرنا جب تک تم سرزمین کش میں نہ پہنچ جاؤ کیونکہ مجھے ان کی بد عہدی سے فطریہ ہے" حریت نے کش کے ورنزویہ خط دیکھا کہ "اگر تم زرفدیہ جدی دے دو تو میں تمہارے بچوں و رہا مردوں کا و مہلب سے جا کر عہدوں کا کہ تمہارا خط زرفدیہ وصول کرنے اور اہل کش کے بچوں و رہا دینے کے بعد پہنچا تھا" کش کے ورنز نے جھٹ پٹ فدیہ دے کر اپنے بچوں کو واپس لے لیا اور حریت صلح روانہ ہو گیا۔

حریت کی ترکوں سے لڑائی، اور مہلب سے پٹائی : راستے میں ترکوں نے جیسا کہ یزید کے ساتھ کیا تھا اس کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا چنانچہ لڑائی ہوئی و حریت نے اسے بہت سے آدمیوں و رفقہ کر لیا اور ہر ایک سے فدیہ لے کر رہا کر دیا۔ جب مہلب کے پاس پہنچا تو اس نے عدوں جھکی کی وجہ سے بیٹوں کوڑے لگوائے۔

حریت کی مہلب کو قتل کرنے کی قسم : اس پر حریت بن قطنہ نے مہلب سب قتل کرنے کی قسم کھالی مہلب کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے اس نے بھائی ثابت بن قطنہ کے فریج سے حریت کو زہری اور یار سے بلوایا چونکہ حریت غصہ میں تھا ابھڑا تھا اس نے جانے سے انکار کر دیا اور اس کے سامنے بھی مہلب کو قتل کرنے کی قسم کھالی۔

حریت اور ساتھیوں کا فرار : اس پر ثابت نے کہا "اگر تمہاری یہی رائے رہی تو ہم سب لوگ مار دیئے جائیں گے بہتر یہ ہے کہ ہم سب مہلب بن عبد اللہ بن حازم کے پاس بھاگ جیتے ہیں۔" حریت نے اس کو منظور کر لیا اور اپنے تین ساتھیوں سمیت موسیٰ بن عبد اللہ بن حازم کے پاس چلا گیا۔

مہلب کی اپنے بیٹوں کو وصیت : ان واقعات کے بعد مہلب کا انتقال ہو گیا وفات کے وقت اپنے بیٹے یزید کو اپنی جگہ حکومت پر اور دوسرے بیٹے کو نماز پڑھانے پر مقرر کیا اور باقی سب بیٹوں کو جمع کر کے اتفاق، محبت اور حسن معاشرت کی وصیت کی اور کہا کہ میں تم کو اللہ تعالیٰ سے روتے رہنے اور صلح رحمی کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ اس سے ہم درازی اور مال کی زیادتی اور افراد کی کثرت ہوتی ہے اور اس کے چھوڑنے سے میں تم کو منع کرتا ہوں اس سے کہ دوزخ میں جانے کا باعث اور ذلت کی کمی نفوس کا سبب ہے۔

امیر کی اطاعت وغیرہ کی وصیت : تمہارا میرا احسان اور جماعت مسلمانوں سے تحاق کرنا فرض ہے منہ سب یہ ہے کہ میں تمہارے افعال و احوال سے بہتر ہوں، جہد و ابائیے اور زبان کی غرض سے احقر از کرنا کیونکہ آدمی پاؤں کی غرض سے سنبھل جاتا ہے مگر زبان کی غرض سے مارا جاتا ہے اور جن کے حقوق پر ہوں ان کی حق شنائی کرنا میری تمام میسر ہے مارنے سے بہتر ہے خوشامدیوں کی خوشامدی میں نہ جانا۔ "کش" و رتناوت کو بھی کسی پر فضیلت نہ دینا یہی وزندہ ❶ رکھنا اور ہمیشہ نیک کام کرنے کی کوشش کرنا، لڑائی میں ہوشیاری اور فکر کا زیادہ خیال رکھنا یہ شجاعت سے زیادہ مفید ہے جس وقت مقابلہ ہوتا ہے اس وقت آسمان سے قضا نازل ہوتی ہے لہذا اگر آدمی نے بہت باندھ لی اور ہوشیاری سے کام لیا تو کامیاب ہو گیا اور اگر بد خواہی چھائی تو ناکام رہا لیکن سب پر حکم الہی غائب ہے قرآن سنت و آداب صالحین کی تعلیم اپنے اوپر فرض کر لینا۔ اپنی مجلسوں میں زیادہ گفتگو کرنے سے احتراز کرتے رہنا ❷۔

مہلب کی وفات : غرض یہ کہ مہلب اسی قسم کی چند وصایا کر کے مر گیا یہ واقعہ ۱۲۱۱ء کا ہے۔

❶ یہی وزندہ رکھا گیا ہے جو تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی یڈیشن ۳-۵۹۵ء موجود ہیں جنہیں "امام ابو عرب" میں تامل میں اس کے بجائے "امام ابو عرب" کے خط میں جن کا مطلب یہ ہے کہ ان عرب سے محبت کرتا ہے ❶ مہلب کی وصیت کے لیے انہیں (تاریخ طبری جلد ۱ صفحہ ۱۰۱)

اتحاد و اتفاق کی عملی مثال ایک روایت سے کہ جس وقت مہلب نے اتفاق و اجتماع کی وصیت کی تھی اس وقت ایک ترش تیروں سے جہ ابوا منلوایہ رزوں سے ہوا کہ کیا تم ان سب تیروں کو ایک ساتھ توڑ سکتے ہو رزوں نے جواب دیا نہیں پھر اس میں سے ایک تیر نکال کر کہا اب اس کو توڑ سکتے ہو رزوں کے بولے ہاں مہلب نے کہانیہ ہی حالت جماعت کی ہے۔

مہلب کے بعد یزید بن مہلب مہلب کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا یزید خراسان کا گورنر بنا، حجاج نے سند گورنری لکھ کر بھیج دی۔ اس نے پچھ دنوں بعد قلعہ "بیزک" پر جا سوس مقرر دینے اور جس وقت اس کو اہل قلعہ کے نکلنے کی خبر معلوم ہوئی تو اپنا لشکر فخر پیکر لے کر وہاں پہنچ گیا اور محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا بہت سامان غنیمت ہاتھ آیا یہ قلعہ نہایت مضبوط و مستحکم تھا۔ کامیابی کے بعد حجاج کے پاس فتح کی خوشخبری بھیجی اس کا کاتب یحمر عدوانی تھا جو کہ بذیل کا حلیف تھا۔

حجاج کو لکھا گیا خط مضمون خط یہ تھا کہ "ہم نے دشمنوں سے مقابلہ کیا جس اللہ تعالیٰ نے ہم کو ان کے خلاف کامیابی دی ایک روپ و ہمارے قتل کرنا ایک روپ بھاکر پہاڑی کی چوٹیوں اور سنسان بیابان کی طرف چلا گیا۔

یزید کے کاتب کی شامت حجاج نے معلوم کیا کہ یزید کا کاتب کون ہے؟ جواب دیا گیا "تکلی بن یحمر" حجاج نے اس کو طلب کر لیا جب وہ آیا تو اس نے پوچھا کاتب تیری پیدائش کہاں کی ہے۔ ۱۰ تکلی بن یحمر العدوانی نے جواب دیا کہ احواز میں پیدا ہوا ہوں۔ حجاج نے پھر سوال کیا تمہارے کام میں اتنی فصاحت کیسے آئی؟ عرض کیا "میں نے اپنے باپ کے کلام سے اس کی تعلیم پائی ہے اور وہ فصیح تھا" پھر دریافت کیا "منبر بن سعید کا تاتھا" منبر بن سعید "ہاں آٹھ" پھر کہا "فلاں شخص" جواب دیا "ہاں" اسی سلسلہ میں کہا "حجاج نے کہا اچھا تم گاؤ اور ایسا گاؤ۔ (ایک حرف کو بڑھاؤ اور یک گناؤ) اور بچے ان کے ان اور ان کے بچے ان ہو، یہ کہہ کر اسے حکم دیا کہ تجھے تین دن کی مہلت دی جاتی ہے اگر اس کے بعد سرزمین عراق میں میں نے تجھے دیکھا تو قتل کر دوں گا۔

شہر "واسطہ" حجاج نے اپنی حکومت کے زمانے میں شہر شام کو اہل کوفہ کے مکانات میں ٹھہرایا تھا۔ ۸۳ ہجری میں اہل کوفہ کو خراسان پر حملہ کرنے کی تیاری کا حکم دیا گیا چنانچہ اہل کوفہ نے شہر سے باہر ایک میدان میں لشکر منظم کر لیا۔

شرعی بد مست سپاہی کا قتل ان سپاہیوں میں ایک نوجوان شخص تھا جس کی نئی نئی شادی اس کے چچا کی لڑکی سے ہوئی تھی وہ لشکر سے ایک دن رات کے وقت اپنی بیوی کے پاس گیا اتفاق سے تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص دروازے کی زنجیر کھڑکھڑانے اور زور زور سے دروازوں کو پیٹنے لگا بہت شور مچا، اہل کوفہ دروازہ کھولا تو دیکھا کہ شامی لشکر کا ایک شخص شام کے نشے میں چور کھڑا ہے عورت نے اپنے شوہر سے شکایت کی کہ "یہ روزانہ آکر یونہی پریشان کیا کرتا ہے میں نے اس کی شکایت کئی بار اس کے معاند سے بھی کی ہے۔" نوجوان نے کہا "تم مجھے اس کے قتل کی اجازت دے سکتی ہو" عورت بولی ہاں، میں نے اجازت دیدی نوجوان نے اٹھ کر اس کو قتل کر دیا اور صبح ہونے سے پہلے یہ بہرہ گر لشکر میں آ گیا صبح ہوتے ہی اس کو شامیوں کے پاس بھیج دینا تاکہ وہ لوگ اپنے ساتھیوں کو لے جا کر فوج کر دیں چنانچہ اس عورت نے ایسا ہی کیا۔

حجاج کے اقدامات۔ لوگ اس عورت کو پکڑ کر حجاج کے پاس لے گئے اس نے سارا واقعہ بیان کر دیا حجاج نے کہا "تو سچ کہتی ہے" پھر شامیوں سے مخاطب ہو کر بولا تم اپنے ساتھی کو دیکھو کہ اس کم بخت کو قتل نہ تھیں اور نہ سمجھ وراس کی سمجھ دیت (خون بہا) واجب نہیں کیونکہ اس مقتول کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ اس کے بعد احسان برادیا کہ کوئی شخص کسی کے یہاں نہ ٹھہرے۔

واسطہ میں کمپ کی بنیاد اس نے اسی وقت چند آدمیوں کو مقرر کیا جنہوں نے "مقام واسطہ" کو کمپ بنانے کے لیے منتخب کیا ان لوگوں نے اس جگہ پر ایک راہب کو دیکھا تھا کہ اس جگہ سے بہت صاف و صاف رہ رہا ہے صاف کرنے کی وجہ پوچھی اس نے جواب دیا "چونکہ ہمارے اپنی تباہی میں آگیا ہے کہ اس مقام پر ایک مسجد عبادت کے لیے بنائی جائے گی اس سے ہم اس کو پاک و صاف کر رہے ہیں چنانچہ حجاج نے اسی جگہ "شہر واسطہ" کی

بنیاد ڈالی اور مسجد بھی بنوا دی۔

حجاج کی راہب سے ملاقات: بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج وفد لے کر عبد الملک کے پاس جا رہا تھا کہ اسے راستے میں ایک راہب مدعوں نے کہ یہ آئندہ پیش آنے والی باتیں بتاتا ہے حجاج نے پوچھا کیا تم لوگ اپنی کتاب میں ہمارا اور خود کا حال پاتے ہو (یعنی اپنا اور ہمارا حال بتا سکتے ہو) راہب نے کہا ”ہاں“۔ حجاج بولا نام بتاؤ گے یا اس کی صفت راہب نے کہا ”صفت بتاؤں گا“۔ حجاج نے پوچھا کہ ہمارے بادشاہ کی صفت بتاؤ راہب نے اس کے اوصاف بتائے۔

راہب کی پیش گوئیاں: پھر حجاج نے دریافت کیا ”اس کے بعد خلیفہ کون ہوگا“۔ جواب دیا ”جس کے نام کے آخر میں ”ثقفی“ ہے۔ پھر حجاج نے پوچھا کہ میرے بعد کس کی جگہ پاتے ہو اس نے جواب دیا کہ اس شخص کا نام یزید ہے اس نے پوچھا کہ اسکی صفت بتا سکتے ہو جواب دیا کہ میں اس کے دوسرے اوصاف تو نہیں بتا سکتا مگر ہاں اتنا جانتا ہوں کہ وہ بد عہدی کرتا ہے۔ اس کی بات سے حجاج کا ذہن یزید بن مہلب کی طرف منتقل ہو گیا اور راہب کی باتوں کا اس نے یقین کر لیا۔

حجاج کی آل مہلب کی چغلیاں:..... جب عبد الملک کے پاس لوٹ کر خراسان آیا۔ اور عبد الملک کو یزید اور آل مہلب کی شکایتیں لکھنے لگا کہ یہ لوگ آل زبیر کے حامی ہیں عبد الملک نے جواب لکھا کہ اہل مہلب کی وفاداری آل زبیر کے مقابلے میں ہمیں حق پر سمجھنے اور ان کی وفاداری کو ثابت کرنی ہے میں ان میں کوئی کمی نہیں پاتا۔ حجاج نے ان بد عہدیوں سے اس کو ڈرایا۔ اور راہب نے جو کچھ کہا تھا لکھ کر بھیج دیا۔

یزید کی معزولی کی اجازت:..... تب عبد الملک نے مجبور ہو کر لکھا ”چونکہ تم نے یزید کی بہت زیادہ شکایتیں لکھیں ہیں لہذا جس کو چاہو اس کو مقرر کرو“۔ حجاج نے یحییٰ بن مسلم کو نامزد کر دیا۔ عبد الملک نے اس کے لیے گورنری کی سند لکھ کر دینے کی اجازت دے دی۔ حجاج نے یزید کی معزولی کا فرمان لکھنا منسوب خیال کر کے اس کو بلوایا اور یہ لکھا کہ تم اپنے بھائی مفضل کو اپنی جگہ مقرر کر کے ہمارے پاس چلے آؤ۔

یزید کے مشورے: یزید بن مہلب کو حجاج کا یہ فرمان ملا تو اس نے یحییٰ بن منذر قاشی سے مشورہ کیا تو یحییٰ بن منذر نے کہا کہ میرے خیال میں تم یہیں قیام کرو اور فی الحال بہانہ کر دو اس کے ساتھ ہی عبد الملک سے اس بارے میں خط و کتابت کرو وہ تم کو بہت اچھی طرح جانتا ہے یزید بن مہلب نے اس رائے سے اختلاف کر کے کہا کہ ”ہم لوگ ایسے خاندان کے ہیں جن کی اطاعت سے سرفرازی ہوئی ہے اس لیے ہم اختلاف کرنا پسند نہیں کرتے۔ رقاشی یہ سن کر خدشہ ہو گیا اور یزید سفر کا سامان درست کرنے لگا۔

مفضل بن مہلب کی تقرری اور معزولی:..... روانگی میں دیر ہوئی تو حجاج نے مفضل سے کہا ”تم اس پر خوش مت ہو کہ حجاج تمہیں میرے بعد اس عہدے پر برقرار رکھے گا بلکہ اس نے تمہیں فی الحال اس خوف سے خراسان کا گورنر بنا دیا ہے کہ میں اس کو خراسان میں دخل اندازی کرنے سے رکاوٹ بنوں مفضل کو اس کا یقین نہ آیا یزید ربیع الثانی ۸۵ھ کو خراسان سے رخصت ہو کر نکل پڑا۔

یزید کی معزولی کی وجہ: بعض مورخین نے یزید کی معزولی کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ حجاج نے عبد الرحمن بن اشعث کی مہم سے فارغ ہو کر اہل عراق کو تباہ کیا مگر آل مہلب کو اسی عزت و توقیر سے رکھا اور بار بار یزید کو خراسان سے بلایا مگر وہ جنگ کی مصروفیت کا بہانہ کر کے نہیں آیا۔

معزولی کی ایک اور وجہ: بعض مورخین کا بیان ہے کہ پہلے حجاج نے اس کو خوارزم پر حملہ کرنے کا حکم دیا تھا مگر اس نے فوائد کی کمی اور زیادہ نقصان ہونے کا عذر کر کے حملہ کرنے سے انکار کر دیا تھا اس کے بعد جب حجاج نے اس کو بلوایا تو اس نے لکھا کہ میں خوارزم پر فوج کشی کرنے والا ہوں حجاج نے منع کیا لیکن اس نے اس کا کچھ لحاظ نہیں کیا اور خوارزم پر حملہ کر دیا، وہاں تھوڑے سے قیدی ہاتھ آئے اور اہل خوارزم سے صلح کرن۔ اور چونکہ اس نے سردی کے دنوں میں حملہ کیا تھا چنانچہ لشکریوں کو سردی سے سخت تکلیف محسوس ہوئی انھوں نے قیدیوں کے کپڑے چھین چھین کر پہن لیے قیدی برہنہ ہو گئے اور سردی کی شدت سے مر گئے۔ (حجاج کو یہ باتیں سخت ناگوار گزریں اور عبد الملک کو اس کی معزول کے بارے میں لکھ بھیج عبد الملک نے وہی جواب لکھا جو آپ اوپر پڑھ چکے ہیں)۔

مفضل بحیثیت گورنر: مفضل خراسان کا گورنر بنا تو اس نے باغیس پر چڑھائی کی اور کامیاب ہوا بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا جس کو اس نے لشکریوں میں تقسیم کر دیا اس کے بعد شومان پر حملہ کیا اور جو کچھ ملا تقسیم کر دیا۔

عبداللہ بن حازم اور موسیٰ بن حازم: جن دونوں عبداللہ بن حازم بن تمیم کے خلاف لڑ رہا تھا اسی زمانہ میں لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے اس نے نیشاپور کا رخ کیا اور پھر اس خیال سے کہ بنو تمیم کہیں اہل مرو سے سازش نہ کر لیں اپنے بیٹے موسیٰ کو حکم دیا کہ مال و اسباب لے کر نہر بلخ عبور کر جاؤ تاکہ کسی بادشاہ کہ یہاں جا کر ہم پناہ گزیں ہو جائیں یا کسی محفوظ قلعہ میں قیام اختیار کر لیں۔

موسیٰ کی مرو سے روانگی: لہذا موسیٰ مرو سے دو سو بیس سواروں کے ساتھ روانہ ہوا۔ راستہ میں اس کے ساتھیوں کی تعداد چار سو ہو گئی ان کے علاوہ کچھ لوگ بنو سلیم کے بھی آئے تم پہنچا تو اہل قم سے لڑائی ہو گئی ۱۰ موسیٰ نے کامیابی کے ساتھ اہل قم کا مال و اسباب لوٹ کر نہر بلخ عبور کر لی۔

بخارا پھر سمرقند اور صغد آمد: بخارا کے گورنر کے پاس چلا انھوں نے ذرا کرانکار میں جواب دے دیا تو وہ سمرقند پہنچ کر خون نامی وادی صغد نے ٹھہرنے کی اجازت دیدی۔ وہاں یہ ایک مدت تک مقیم رہا اسی دوران اس کو عبداللہ بن حازم (اس کے باپ) کے قتل کیے جانے کی خبر ملی مگر اس نے اپنی جگہ سے حرکت نہیں کی۔

صغد سے موسیٰ کا خراج: رسم و رواج ۱۱ کی تقریب میں اس سے کسی ساتھی نے ایک صغدی سے مقابلہ کیا اتفاق یہ کہ صغدی اس کے ہاتھ سے قتل ہو گیا جس کی وجہ سے گورنر طرخون نے موسیٰ کو اس کے ساتھیوں سمیت اپنے شہر سے نکال دیا۔

موسیٰ کی ”کش“ آمد اور جنگ: چنانچہ وہ کش کا گورنر اس سے اپنا دفاع نہ کر سکا اور طرخون سے امداد مانگی لہذا موسیٰ اس کے مقابلہ پر نکلا اس وقت اس کے ساتھ سات سو سوار تھے جب لڑائی ہوئی تو صبح سے شام تک جنگ کا بازار گرم رہا (موسیٰ کے بہت آدمی زخمی ہو گئے) اس کے ساتھی نے طرخون سے مل کر فریب اور مکاری سے برے انجام کی دھمکی دی (کہ موسیٰ عربی نثر اد ہے اس کو اگر تم نے مار دیا تو نتیجہ اس کا کیا ہوگا) کہ جو شخص خراسان آئے گا وہ اس کے خون کا بدلہ تم سے مانگے گا۔ طرخون نے کہا ”یہ سب ٹھیک ہے لیکن میں ”کش“ اس کے قبضہ میں نہیں چھوڑنا چاہتا اس شخص نے جواب دیا کہ ”اگر موسیٰ ”کش“ سے چلا جائے؟ طرخون نے کہا ”ہاں یہ ہو سکتا ہے“ طرخون نے لڑائی بند کر دی۔

موسیٰ کی ترمذ آمد: پھر موسیٰ کش سے روانہ ہو کر ترمذ آ گیا اور قلعہ سے باہر قیام کر لیا یہ قلعہ ایک نہر کے کنارے پر بنا ہوا تھا ترمذ کے گورنر نے اس کو قلعہ میں داخل ہونے نہ دیا موسیٰ نے تحائف بھیج کر اس سے راہ رسم بڑھائی اور اکثر سیر و شکار میں اس کے ساتھ رہنے لگا ایک دن گورنر نے موسیٰ کی دعوت کی موسیٰ اپنے ایک سو ساتھیوں سمیت دعوت میں شریک ہوا کھانا کھانے کے بعد قلعہ والی نے موسیٰ کو واپس جانے کو کہا اس نے نکلنے سے انکار کر کے کہا ”اس قلعہ میں یا تو میں رہوں گا یا میری قبر بنے گی۔“

ترمذ میں قلعہ والوں سے جنگ: قلعہ کے والی نے سختی کی تو لڑائی ہوئی چنانچہ موسیٰ نے اہل قلعہ کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر کے ترمذ کے بادشاہ کو نکال کر قلعہ پر قبضہ کر لیا اور اس کے بعد بادشاہ ترک کے پاس گیا اور اس سے امداد مانگی مگر اس نے انکار کر دیا اسکے بعد اس کے باپ (عبداللہ بن حازم) کے کچھ ساتھی اس کے پاس آ گئے اس سے اس کی قوت بڑھ گئی اکثر اوقات قلعہ سے نکل کر گرد و نواح پر متصرف ہو جاتا تھا۔

۱۰ زم! آمل اور ترمذ سے ججون کے راستے میں ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ (تجم البلدان)۔ ۱۱۔ اہل صغد کا پرانا رواج تھا کہ سال میں ایک دن صغد کے کسی بہادر دسترخوان پر شراب اور عمدہ عمدہ کھانے چن کر رکھتے تھے کوئی شخص اس کے قریب نہ جانے پاتا تھا اور جو شخص اس سے کھا لیتا تھا اس سے اس کی جنگ ہوتی تھی جب حریف اپنے مقابل کو قتل کر دیتا تھا وہی دسترخوان کا مالک ہوتا تھا موسیٰ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے اس رسم کی کیفیت دریافت کی تو لوگوں نے بتادی۔ اس نے دسترخوان سے جو کچھ تھا کھا لیا دسترخوان بچھنے والے کو معصوم ہوا تو غصہ میں بھرا ہوا آیا اور اس نے عربی نثر کو جنگ کے لیے طلب کیا مقابلہ ہوا تو صغدی مارا گیا والی صغد نے موسیٰ سے کہا ”میں نے تم کو ٹھہرایا پناہ دی اس کے بدلے تم نے میرے سوار کو مار ڈالا اگر میں نے پناہ نہ دی ہوتی تو میں تم کو مار ڈالتا اسی میں خیر ہے کہ شہر چھوڑ کر نکل جاؤ چنانچہ موسیٰ اپنے ساتھیوں سے سمیت صغد سے نکل کھڑا ہوا۔ (کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ ۴۰۳)۔

امیہ کا موسیٰ کا محاصرہ اس کے بعد جب امیہ ۱ گورنر بن کر خراسان آیا اور موسیٰ بن عبداللہ بن حازم کے خلاف فوج کشی کے واسطے روانہ ہوا تو بصرہ نے مخالفت پر مہربان نہ ہوئی تو وہ بصرہ کی بغاوت ختم کرنے کے لیے واپس آیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں پھر بصرہ سے صلح کرنے کے بعد ایک خزانہ سپہ سالار کے ساتھ موسیٰ کی کوشاکی کے لیے فوجیں روانہ ہیں۔ جنہوں نے موسیٰ کا ترند میں محاصرہ کر لیا۔

ترند کے گورنر کی ترک سے مکہ ترند کا گورنر دوبارہ بادشاہ ترک کے پاس مدد کے حصول کے لیے آیا۔ ویسے سے ایک عظیم الشان لشکر کے کمرہ میں آیا اور تبعہ کے ایک جانب مورچہ قائم کر لیا موسیٰ ایک وقت تو عربوں کے ساتھ لڑتا تھا اور دوسرے وقت ترکوں سے۔ تین مہینے تک اسی عنوان سے لڑائی جاری رہی۔

موسیٰ کی ترکوں کو زبردست ہزیمت ایک روز رات کے وقت موسیٰ نے ترکوں پر حملہ کیا اور بہت سے سپاہیوں کو قتل کر کے شہرہ میں لے آیا اسباب و قاتل حرب جو پچھلوٹ لیا موسیٰ کے ساتھیوں میں سے صرف سولہ آدمی کامیاب ہوئے تو خزاعی اور عرب کے لشکر نے ترکوں کو شکست خوردہ اور پامال دیکھ کر افسوس کا اظہار کیا اور خود بھی موسیٰ کی ان چالوں سے ڈر گئے۔

موسیٰ اور عمر بن خالد کی تدبیر اس دن عمر بن خالد بن حصین کلابی نے جو موسیٰ نے دوستوں میں سے تھا حاضر ہو کر کہا ہم کو تدبیر ہی کے ذریعے کامیاب ہوتے ہیں اس لئے یہ مناسب ہے کہ تم ہمیں کوڑے مار کر چھوڑ دو موسیٰ نے اس کو پیچاس کوڑے مارے۔ عمر بن خالد وہاں خزاعی کے پاس آیا اور یہ خبر کیا کہ ”مجھ پر ابن حازم نے تمہاری دوستی ہمایت ورجا سوتی کا الزام لگایا ہے اور کوڑے لگوائے ہیں خزاعی نے عمر بن خالد کو ان کے دی چند دنوں تک وہ اس کے پاس ٹھہرا رہا۔

عمر کے ہاتھوں خزاعی کا قتل ایک دن عمر بن خالد خزاعی کے پاس آیا اتفاق سے وہ اس وقت اسیلا بیٹھا ہوا زارہ نصیحت کہنے لگا ”تم وہاں ناز و وقت میں بیٹھیں گے بغیر خن ہاتھ رہنا نہیں چاہیے“ خزاعی نے فرش کا کنارہ اٹھایا تو اس نے نیچے نئی تلواریں بھی ہوئی تھیں عمر نے اسے ان سے رو کر دیا خزاعی نے دم تک نہ لیا فوراً ٹھنڈا ہو گیا۔

عمر کے لشکر کی ابتری اور فرار عمر بن خالد موسیٰ کے پاس آیا اور خزاعی کا لشکر متفرق و منتشر ہو گیا اس نے سپاہی امن حاصل کر کے موسیٰ کے لشکر سے ملے (اس کے بعد امیہ نے چہ بھی لشکر موسیٰ کو زیر کرنے کے لئے نہیں بھیجا حتیٰ کہ اسے معزول کر دیا)

مہلب اور موسیٰ بن حازم اس کے بعد مہلب امیر خراسان بن آیا (اور اس نے موسیٰ سے چہ بھی عرض نہ کیا) بعد اپنے بیٹوں و نصیحت کی کہ تم کو موسیٰ سے احاطہ از سر تے رہنا بیوقوفانہ یہ مریا تو خراسان کی گورنری پر کوئی شخص بنو قیس کا ہے گا اس کی گورنری کے زمانے میں حریت و قاتل جو قطع خزاعی کے بیٹے تھے اور اس کے ساتھ موسیٰ کے پاس چلے آئے۔

یزید بن مہلب اور موسیٰ: مہلب کے مرنے کے بعد یزید بن مہلب خراسان آیا اس نے حریت و ثابت کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا ان کی لونڈیوں کو اپنے گھر میں مال لیا اور ان کے اخپانی بھی کی حریت بن معقد کو قتل کر دیا۔ ثابت فریادی صورت کر طر خون کے پاس آیا اور یزید بن مہلب نے ظم کی شکایت کی۔ چونکہ ترکوں کو ثابت سے ایک قسم کی محبت تھی اس لئے طر خون نے یزید بن مہلب کی زیادتوں پر غصہ آیا چنانچہ اس نے ثابت اہل صفد اور اہل بخارا اور صغان کو ثابت کی مدد کرنے کیلئے جمع کر دیا۔ ثابت ان سب کو لے کر موسیٰ کے پاس آیا اس وقت عبدالرحمن بن عباس کا روپ ہرات سے ورا بن اشعث کی جماعت حراق اور کابل سے آکر اس کے پاس جمع ہو گئی تھی۔ ان لوگوں کے جمع ہو جانے سے آٹھ ہزار کی تعداد پوری ہو گئی۔

ثابت و حریت اور موسیٰ کا ترند پر قبضہ ثابت اور حریت نے موسیٰ سے کہا ”آؤ ہم اور تم لشکر کو مرتب کر کے اٹھ کھڑے ہوں اور یزید کو

خراسان سے نکال کر تم کو اس کا امیر بنائیں گے“ موسیٰ نے اس خیال سے کہ یہ دونوں خوارزمیان پر قابض ہو کر مجھ کو مغلوب کریں گے اور نیزہ بخش دوستوں کے سمجھنے سے ثابت اور حریت سے بہا“ بفرض محال“ اگر تم نے یزید کو خراسان سے نکال بھی دیا تو عبد الملک کا دوسرا گورنر آجائے گا لہذا مناسب یہ ہے کہ یزید کے وزیروں کو وراثتہ سے نکال کر اس پر قبضہ کر لو چنانچہ ان لوگوں نے ان وکلاء دیا۔ طرخون اور ترک اپنے اپنے ملک واپس چلے گئے اور اہل عرب کی حکومت و ترند میں ایک نوا استقامت ہو گیا اور پچھ مابل واسباب بھی جمع ہو گیا۔

حریت و ثابت سے موسیٰ کا اختلاف حریت و ثابت ملی و مالی انتظام سے منجبت تھے اور موسیٰ برا نام ان کا امیر تھا اس لئے موسیٰ کے مشیروں نے کہہ سن کر حریت اور ثابت کے قتل پر اس کو تیار کر لیا۔

ترکوں کے حملے میں حریت کا قتل اس دوران بنیویوں کا ایک گروپ جس میں ”بیاطہ“ اہل تبت اور ترک تھے ان پر حملہ آور ہوا۔ موسیٰ نے اپنے ساتھیوں کو لے کر ان کا مقابلہ کیا ترک بادشاہ دی بزار فوج کے ساتھ ایک نیلہ پر پر صفا آ رہا تھا۔ حریت بن قطنہ نے اس پر حملہ کیا اور ترک بادشاہ کو اپنے زور حملہ سے پسپا کر دیا اسی دوران ایک تیر حریت کے چہرہ پر آگ لگا، زخم کاری لگا تھا دونوں کے بعد حریت مر گیا۔ شام ہوئی تھی لہذا لڑائی روک دی گئی رات کے وقت موسیٰ نے ترکوں پر شب خون مارا ایک بڑے گروپ ترکوں کا کام کیا موسیٰ کے سپاہی بہت مہارت سے اور وہ کامیابی کے ساتھ مال غنیمت لئے ہوئے میدان جنگ سے اپنے شہر واپس آ گیا۔

حریت کا جاسوس موسیٰ کے پاس: اس کے مشیروں سے بہا“ حریت کا کام تو تم ہو کیا اب تم ثابت کا وارنیرا کر دو“ موسیٰ نے انکار کر دیا۔ رفتہ رفتہ یہ خبر ثابت تک پہنچ گئی اس نے محمد بن عبد اللہ خزاعی کو مخبری کے لئے موسیٰ کی خدمت میں بھیج دیا کہ عربی میں گفتگو نہ کرنا کوئی دریافت کرے تو کہہ دینا کہ میں ہامیان کے قیدیوں میں سے ہوں اور روزانہ جو باتیں ہوا کریں مجھے بتا جائے۔

موسیٰ کے ساتھیوں کا حریت کے قتل کا فیصلہ چنانچہ محمد بن عبد اللہ حرمہ دراز تک اس خدمت کو انجام دیتا رہا ایک روز رات کے وقت موسیٰ نے کہا ”تم لوگ بے حد اصرار کر رہے ہو تو اچھا یہ بتاؤ کہ اسکو (یعنی ثابت کو) اس وجہ سے اور کیوں قتل کرنا چاہتے ہو جاننا اس سے کوئی بد عہدی اس وقت تک نہیں ہوئی“ کسی نے کچھ جواب نہ دیا مگر اس کا بھائی فوج بولا کہ ”جس وقت وہ کل تمہارے پاس آئے گا اس سے پہلے کہ تم تک پہنچے ہم اس کو اپنے ساتھ کسی نشست گاہ میں لے جائیں گے اور وہیں قتل کر دیں گے“ موسیٰ نے جواب دیا ”اللہ اس میں تم لوگوں کی ہلاکت ہے۔“

حریت کا فرار: محمد بن عبد اللہ سب باتیں سن رہا تھا مجلس برخاست ہوتے ہی ثابت سے ساری باتیں کہہ دیں بے چارہ ثابت اسی رات وہیں سواروں کے ساتھ نکل کھڑا صبح ہوئی تو ان لوگوں کو نہ ثابت ملا اور نہ ہی اس کا لڑکا (یعنی محمد بن عبد اللہ خزاعی) اس سے ان پر یہ بات ثابت ہوئی کہ وہ (محمد بن عبد اللہ) ثابت کا جاسوس تھا۔

ثابت اور موسیٰ کی رسمہ کشی ثابت ترند سے نکل کر حشوا میں جا کر مقیم ہو گیا اور عرب و غم کا ایک بڑا گروہ اس کے پاس جمع ہو گیا۔ موسیٰ یہ خبر سن کر ثابت سے جنگ کرنے چلا مگر ثابت نے قلعہ بندی کر لی پھر لڑائی چھڑ گئی۔ اس دوران طرخون کی کمک پر آ گیا۔ مجبوراً موسیٰ محاصرہ اٹھ کر واپس آ گیا اس کے بعد ثابت طرخون، اہل بخارا، سنٹ اور کش نے متفق ہو کر اسی بڑے لشکر کے ساتھ ترند میں موسیٰ کا محاصرہ کر لیا۔

موسیٰ اور ثابت کی جنگ موسیٰ اور اس کے ساتھی بڑی بے جگری سے لڑے۔ (لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ تھا یزید بن ہذیل نے قسم کھالی کہ میں یا تو ثابت کو مار ڈاؤں گا یا خود مر جاؤں گا۔ چنانچہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ثابت کے پاس گیا اور اس سے امن کی درخواست کی ثابت کے بعض دوستوں نے اسے یزید بن ہذیل کی بد عہدی اور بے وفائی سے ڈرایا جس سے اس نے یزید کے دونوں بیٹوں قدامد اور ضحاک کو بطور رہن رکھ لیا۔

ثابت کا یزید بن ہذیل کے ہاتھوں قتل مگر اس کے باوجود یزید بن ہذیل ثابت کی فکر میں لگا رہا تاخیر یہ ہے کہ قصیر خزاعی کا بیٹا مر گیا ثابت معمولی کپڑے پہن کر بغیر ہتھیار لئے اسکی تعزیت کرنے جا رہا تھا یزید بن ہذیل پہنچ کر سر پر تلوار چلائی۔ زخم پورا پورا ثابت زمین پر بے ہوش ہو کر گر پڑا اور یزید بن ہذیل بھاگ گیا۔ طرخون نے قدامد اور ضحاک یعنی یزید کے بیٹوں کو قتل کر دیا اور ثابت زخم کھانے کے ساتویں روز انتقال کر گیا، بجائے

اس کے ظہیر امارت پر فائز ہو گیا۔

ثابت کے کمزور ساتھیوں پر شب خون: ثابت کے مرنے کے بعد اسکے ساتھیوں کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے جستی و چالائی باقی نہ رہی اور پھر آپس میں نہ اتفاقی بھی ہو گئی موسیٰ نے تین سو آدمیوں کے ساتھ ان پر شب خون مارا۔ طرخون نے اسے کہلوا دیا کہ تم اپنے ساتھیوں کو قتل و غارت سے روک و ہم صبح ہوتے ہی چلے جائیں گے چنانچہ موسیٰ اس وقت واپس آ گیا اور طرخون اور سارے عجمی وہاں سے کوچ کر گئے۔

مفضل کا موسیٰ پر حملہ: جس وقت مفضل امیر خراسان بناتو اس نے عثمان بن مسعود کو ایک لشکر دے کر موسیٰ بن عبداللہ بن حازم پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اور بدرک بن مہلب کو بھی جو بلخ میں تھا روانگی کا حکم دیا لہذا اس نے پندرہ ہزار کے لشکر کے ساتھ نہر عبور کی دوسری طرف سے رتبیل اور طرخون بھی مفضل کے حکم کے مطابق عثمان کے لئے آ پہنچے۔

موسیٰ کا حملے کے وقت خروج: ان سب نے چاروں طرف سے موسیٰ بن عبداللہ بن حازم کا محاصرہ کر لیا دو مہینے تک نہایت سختی سے محاصرہ کیا عثمان نے شب خون مارنے کے خوف سے اپنی لشکر گاہ کے ارد گرد خندق کھدوائی ہوئی تھی موسیٰ نے محاصرہ سے تنگ آ کر اپنے ساتھیوں سے کہا ”ہم نے اب صبر نہیں ہو سکتا آؤ ہمارے ساتھ باہر نکلو اور اچانک ترکوں پر حملہ کر دو سارے ساتھیوں نے اس رائے سے اتفاق کیا اور اس کے ساتھ حملہ کرنے کے لئے نکلے۔ خروج کے وقت موسیٰ اپنے بھتیجے نصر بن سلیمان کو شہر میں چھوڑ گیا اور یہ سمجھا دیا کہ اگر مارا جاؤں تو دیکھ شہر عثمان کے حوالے مت کرنا بد رک بن مہلب کے حوالے کرنا۔

موسیٰ کی زبردست جنگ: موسیٰ نے اپنے ساتھیوں میں سے دو تہائی آدمیوں کو عثمان کے مقابلہ پر رکھا اور یہ حکم دیا کہ جب تک وہ تم سے نہ لڑے تم پیش قدمی نہ کرنا اور باقی آدمیوں کو لے کر طرخون اور اس کے لشکر کی فوج پر حملہ کر دیا۔ موسیٰ اور اس کے ساتھیوں نے ایسا زوردار اور سخت حملہ کیا کہ طرخون سے سوائے بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑا۔ ترک و صفد یورش کر کے قلعہ اور موسیٰ کے درمیان حائل ہو گئے اور شدت کے ساتھ لڑائی ہونے لگی ترکوں نے موسیٰ کے گھوڑے کو زخمی کر دیا اس کے آزاد کردہ غلام نے گھوڑے پر اپنے پیچھے بٹھالیا۔

موسیٰ کا ترکوں کے ہاتھوں قتل: جس وقت موسیٰ کا گھوڑا گرا تھا لوگ اس پر حملہ کر رہے تھے اسی وقت عثمان نے اس کو پہچن لیا تھا اور اس پر حملہ کا ارادہ کر لیا تھا لیکن اس سے پہلے ترکوں نے گھوڑے کو زخمی کر کے موسیٰ کو قتل کر ڈالا تھا۔ عرب کا ایک بڑا گروہ اس معرکہ میں قتل ہوا۔ جس شخص نے موسیٰ کی بہادر زندگی کا خاتمہ کیا اس کا نام ”واصل عنبری“ تھا عثمان کے منادی نے قتل و غارت سے روکنے اور لوگوں کو قید کرنے کا اعلان کیا نصر بن سلیمان نے ”ترند“ بدرک بن مہلب کے حوالے کر دیا اور بدرک نے عثمان کے حوالہ کر دیا۔ مفضل نے فتح اور قتل موسیٰ کی خوشخبری جج کو لکھ بھیجی لیکن وہ اس سے خوش نہ ہوا کیونکہ موسیٰ قبیلہ قیس سے تھا۔ یہ واقعہ ۸۵ھ کا ہے اس وقت ”ترند“ پر موسیٰ قابض ہوئے پندرہ سال گزر چکے تھے۔

عبدالملک کی خواہش: عبدالملک بن مروان ایک عرصے سے اپنے بھائی عبدالعزیز بن ۱ مروان کو اپنی ولی عہدی سے معزول کر کے اپنے بیٹے ولید بن عبدالملک کو ولی عہد بنانا چاہتا تھا قبیلہ بن زویب اس طائفے کا مخالف تھا اور اکثر یہ کہہ اٹھتا تھا ”لعل الموت یاتہ و تدفع العار عن نفسک“ ۲

ولید کو ولی عہد بنانے کا مشورہ: اتفاق سے ایک روز رات کے وقت عبدالملک روح بن زنباع آ گیا۔ (عبدالملک کے دربار میں اس کی بڑی عزت ہوتی تھی) عبدالملک اسی ”ادحیز بن“ میں پڑا ہوا تھا روح بن زنباع نے عرض کیا ”اگر ولید کو اپنا ولی عہد بنانا چاہیں گے تو کوئی شخص بھی اس سے اختلاف نہیں کرے گا“ عبدالملک بولا ”انشاء اللہ تعالیٰ صبح ہوتے ہی ہم اس کام کو شروع کر دیں گے“ باتوں باتوں میں رات زیادہ ہو گئی روح بن زنباع اس روز وہیں سو گیا۔

عبدالعزیز بن مروان کی وفات: تقریباً رات کا حصہ گزر گیا تھا کہ ”قبیلہ بن زویب“ آ گیا اس وقت یہ دونوں سو رہے تھے چونکہ اس کے

۱ عبدالعزیز مصر کا گورنر تھا اس نے جمادی الاول ۸۵ھ میں انتقال کیا کال بن ابیہر جلد چہارم صفحہ ۴۰۹۔ ۲ ”شاید اسے موت آجائے اور تو خود کو عار سے دور کر لے“ (شامانہ محمود)

پاس عبد الملک کی مہر اور انگوٹھی رہتی تھی اس لئے اسے بغیر اطلاع دیے چلے آنے کی اجازت تھی قبضہ نے ان دونوں کو جگا کر عبد العزیز کے (عبد الملک کے بھائی) کے مرنے کی خبر سنائی روح بن زباج خوشی کے مارے بول اٹھا ”کفانا اللہ ما نرید“ ❶ عبد الملک نے اسی وقت مصر کو اپنے بیٹے عبد اللہ بن عبد الملک کی گورنری میں شامل کر دیا۔

عبد العزیز اور عبد الملک کی خط و کتابت :۔۔۔۔۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے حجاج نے عبد الملک کو ولید کی ولی عہدی کی بیعت لینے کے بارے میں کہا تھا اس پر عبد الملک نے عبد العزیز کو اس مضمون کا خط لکھا کہ ”مناسب سمجھتا ہوں کہ آئندہ حکومت تمہارے برادر زادہ کے سپرد کر دی جائے۔ عبد العزیز نے جواباً تحریر کیا ”میں بھی ابوبکر ❷ کی بابت وہی مناسب سمجھتا ہوں جو تم ولید کے حق میں تصور کرتے ہو“ (یعنی میں ابوبکر کو اپنا ولی عہد بنانا چاہتا ہوں) عبد الملک نے جھلا کر مصر کا خراج طلب کر لیا۔ عبد العزیز نے لکھا ”اے امیر المومنین! ہم اور تم اتنے بوڑھے ہو گئے ہیں کہ ہمارے خاندان میں کوئی شخص اس عمر کا نہیں ہے معلوم نہیں کس کی موت پہلے آجائے لہذا مناسب یہ ہے کہ میری باقی عمر میں بگاڑ مت پیدا کرو۔“ عبد الملک کا دل اس خط کو پڑھ کر بھرا آیا اور اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا۔

سعید بن مسیب پر ہشام کا ظلم :۔۔ عبد الملک بن مروان کو جب عبد العزیز کی وفات کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے لوگوں کو اپنے بیٹوں ولید اور سلیمان کی ولی عہدی کی بیعت ❸ کرنے کا حکم دیا اور اپنے تمام ممالک کے مقبوضہ میں ان لوگوں کی بیعت لینے کا گشتی فرمان بھیج دیا۔ مدینہ منورہ میں ہشام بن اسماعیل مخزومی گورنر تھا اس نے اہل مدینہ سے ولید اور سلیمان کی بیعت کرنے کو کہا تو ان سب نے قبول کر لیا لیکن سعید بن مسیب نے انکار کر دیا۔ ہشام نے ان کو گرفتار کر کے کوڑوں سے پٹوایا اور تشہیر کروا کے قید کر دیا۔

عبد الملک کی ہشام کو سرزنش :۔۔ عبد الملک کے کان تک یہ خبر پہنچی تو اس نے ہشام کو ملامت بھرا خط لکھا جس میں یہ بھی لکھا ہوا تھا ”سعید میں نہ عداوت ہے نہ نفاق ہے اور نہ مخافت ہے اس سے پہلے ابن مسیب یعنی سعید نے ابن زبیر کی بیعت سے بھی انکار کیا تھا جس کی پاداش میں جابر بن اسود نے جو ابن زبیر کی طرف سے مدینہ کا گورنر تھا ساٹھ کوڑے لگوائے تھے اور ابن زبیر نے بھی جابر کو سخت ملامت کی تھی۔

بیعت کب لی گئی ؟ :۔۔ بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ ولید اور سلیمان کی ولی عہدی کی بیعت ۸۴ھ میں لی گئی تھی لیکن پہلی روایت صحیح ہے۔

عبد الملک کی عبد العزیز کو نصیحتیں :۔۔ بعض مؤرخ یہ کہتے ہیں کہ عبد العزیز اپنے بھائی عبد الملک کے پاس مصر آیا تھا روانگی کے وقت عبد الملک نے اسے نصیحت کی کہ ”کشادہ پیشانی کے ساتھ خلیق اور نرم دل رہو، چلتا ہوا کام کرو یہ تم کو مقصد تک پہنچائے گا اور حاجب دیکھ کر مقرر کرنا مناسب تو یہ ہے کہ وہ تمہارے بہترین خاندان سے ہو کیونکہ وہ تمہارا چہرہ اور تمہاری زبان ہے کوئی شخص دروازے پر آئے گا تو وہ تم کو اس بارے میں بتائے گا تم اس کو اجازت دو یا واپس کر دو اور جب تم مجلس میں آؤ تو ہم نشینوں کے ساتھ ایسی باتیں کرو جس سے وہ تم سے مانوس ہوں اور تمہاری محبت ان کے دلوں میں بیٹھ جائے اور جب کبھی کوئی مشکل پیش آئے تو اس کو مشورے سے آسان کر لو کیونکہ اس سے چھپے ہوئے اور مبہم امور ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اور جان رکھو کہ آدمی عقل تم کو دی گئی ہے اور نصف تمہارے بھائی کو اور کوئی شخص مشورہ کرنے سے ہلاکت میں نہیں پڑتا اور جس وقت تم کو کسی پر غصہ آئے تو اس کو سزا دینے میں تاخیر کرنا کیونکہ سزا دینے پر توقف کے بعد بھی تمہیں قدرت حاصل ہوگی لیکن سزا دینے کے بعد اس کی تلافی پر قادر نہ ہو سکو گے۔“ ❹

عبد الملک کی وفات اور وصیت :۔۔ بیعت لینے کے تھوڑے دنوں بعد عبد الملک ❺ ابن مروان کا نصف شوال ۸۶ھ میں انتقال ہو گیا وفات

❶ جو ہم چاہتے تھے اللہ اس پر ہمارے لئے کافی ہو گیا۔ ❷ ابوبکر عبد العزیز کا لڑکا تھا۔ ❸ بیعت کا اہل شوال ۸۶ھ کا ہے۔ تاریخ الخلفاء مطبوعہ لہور صفحہ ۱۵۲۔ ❹ عبد الملک کی عمر وقت وفات ساٹھ برس تھی عبد اللہ بن زبیر کی شہادت کے تیرہ برس تین مہینے تیس دن تم حکومت کی رمضان ۸۶ھ میں کہتا تھا کہ مجھے اس مہینہ میں موت کا خطرہ ہے (ماہ رمضان میں پیدا ہوا رمضان میں ہی مراد وہ چھڑا گیا رمضان ہی میں لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی رمضان ہی میں نے قرآن جمع کیا) رمضان گزر گیا تو اس نے ایک گونہ موت سے اطمینان ہو گیا اتفاق یہ کہ نصف شوال میں اسے موت آگئی (کمال ابن اثیر جلد چہارم صفحہ ۳۱۱) جبکہ عقد الفرید جلد ۲ صفحہ ۳۹۹ پر ۱۱ شوال تحریر ہے۔

نے وقت اپنے بیٹوں، یہ نصیحت کی کہ تم کو مدت دے رہے ہیں، تمہاری وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ بہترین بات ہے اور دنیا کی نہایت مضبوط جگہ ہے تمہارے بڑے چھوٹوں پر رحم و الطاف سے پیش آئیں (اور تمہارے چھوٹے بڑوں کا حق چاہیں) مسلمانوں کی رائے سے بیش معاف رہنا کیونکہ یہ وہی دانت ہے اس سے تم توڑتے ہو اور یہ وہی جڑ ہے جس سے تم چبائے ہو۔

حجاج کی عزت کرنے کی وصیت حجاج کی عزت کرنا یہ نہایت ہی عمدہ بات ہے تمہارے یہ منبروں اور قبرستانوں کو روند اور شہروں کو پامال کیا ہے اور تمہارے دشمنوں کو قتل کیا ہے تمہاری موت ہی اس پر رونے کا باعث بن جائے گی کچھ تک نہ مارنے اور لڑائی میں آزار نہ پہنچانا کیونکہ لڑائی موت سے قریب نہیں رہتی۔ حق سے پہلے جاننا یہ نہایت ہی عاقلانہ اور نیک کامیابی رہ جاتی رہ جاتا ہے اور اپنے احسانات کو قلمبندوں پر پھیلانا کیونکہ دوسرے کی حق میں اور اس کے مددگار رہتے ہیں جو ان کو حسن سے حاصل کرتا ہے اور مجرموں سے جرم نہ کرنے کے عہد و پیمان لینا لہذا اگر دوسرے پر حق مرتب ہیں تو یہ تعرض نہ کرنا اور اگر پھر جرم کریں تو ان سے بدلہ لینا۔

ولید بن عبد الملک کی خود سے تعزیت عبد الملک کا یہ جانے کے بعد ولید نے کہا۔ اے اللہ و اے الیہ راجعوں و اللہ المستعان علی مصیبتنا سموت امیر المومنین و الحمد لله علی ما بعد عننا من الحلافة ① سب سے پہلے جس شخص نے خود اپنے آپ سے تعزیت و تہنیت کی وہ ولید بن عبد الملک ہے۔

عبد الملک بن ہمام سے تعزیت اس کے بعد ولید بن ہمام ② نے حق تعالیٰ سے تعزیت و تہنیت کی۔

اللہ اعطاک الی ما فوقہا ☆ وقد اراد المصلحدون عوقہا

عنک و یا بئ اللہ الا سوقہا ☆ الیک حتی قلیدوک طوقہا

مذکورہ تعزیتوں میں یہ ہے جس سے کوئی چیز باوجود اس کے کہ عبد الملک بن ہمام اس کی رکاوٹ بنا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو تم تک پہنچا ہی دیا۔ یہاں تک کہ ان ہی لوگوں نے اس کو تمہارے گلہ منڈھ دیا۔

ولید کی بیعت اور خطبہ اس کے بعد اس نے بیعت کی اس کے بعد ولید بن ہمام نے بیعت کی تا کہ باقیہ ہر حال میں رضائے مومنین کا یہ بیان نہ کہ ولید نے منبر پر چڑھ کر بعد حمد و ثناء کے یہ خطبہ دیا تھا:

ایہا الناس لا مقدمہ لما احرد اللہ ولا مؤخر لما قدمہ لہ وقد کان من قضاء اللہ و سابق علمہ و ما کتب علی اسیاء و حمله عرشہ الموت ، وقد صار الی منار الابرار و لی ہدہ الامہ بالدی بحق اللہ علیہ فی الشدہ علی المذبذب و الی لا اهل الحق او انقص و قامہ ما قامہ اللہ من منار الا سلام و اعلامہ من جمع البیت و عمرو العور و شمس الغارات علی اعداء اللہ فلم یکن عاصرا ولا مفرطا ، ایہا الناس علیکم بالطاعة و لروم الحمعة فان الشیطان مع المشرک ایہا الناس من ابدی لہ ذات نفسہ صرنا الی فیہ عیاء و من سکت مات ندانہ .

اے لوگو! جس کو اللہ تعالیٰ نے چاہا اس کا ولی ہے نہ کہ میں نے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے چاہا اس کا ولی ہے نہ کہ میں نے اور بیشک موت اللہ کے حکم ہے اس کے حکم میں قہر و موت اس کے انبیاء اور حاکمین عرش کے حکم ہے۔ عبد الملک پر ہر مرتبہ پر توجہ کیا اس نے اس امت کا ولی ایسا شخص و مایا جس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق یہ ہے کہ وہ مجرموں پر حق اور اہل حق و فضل پر نرمی کرے اور جو مرتبے اسلام نے اللہ تعالیٰ سے قائم کر دیے ہیں اس وقت مر گئے اور حق و رخصتہ کعبہ اور حدود پر جہاد اور اللہ کے دشمنوں

① (ترجمہ) ہم سب اللہ ہی کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہم پر میرا مومنین کی وہ تہنیت ہے اور اللہ تعالیٰ کی

نعمت حاصل ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ (ثناء اللہ محمود)۔ ② (اکمال ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۱۸۳)

پر حملہ کرتے رہنے سے ان کو ظاہر کرے پس وہ اس میں عاجز ہے اور نہ غلط کرنے والا ہے اے لوگو! تم پر خلیفہ وقت کی اطاعت اور جماعت مسبین سے اتفاق کرنا واجب کیونکہ اکیلے کے ساتھ شیطان ہے اے لوگو جو ہم سے سرکشی و خود رانی کرے گا اس کا ہم سر توڑ دیں گے اور جو سکوت اختیار کرے گا وہ اپنے مرض میں خود مر جائے گا۔

قتیبہ بن مسلم کی فتوحات : ۸۶ھ میں حجاج کی طرف سے قتیبہ ① بن مسلم گوزن بن کر خراسان گیا سپاہیوں کا جائزہ لیا اور انکو جہاد کی ترغیب دی اور فوج ایک لشکر منظم کر کے جہاد کے ارادے سے نکل کھڑا ہوا مرو میں صیغہ جنگ پر ایسا بن عبداللہ بن عمرو کو حکمہ مال پر عصمان بن سعدی کو مقرر کے حقائق پہنچ تو بیخ کے دہقان اس سے ملنے آئے، اور اس کے ساتھ چل دیئے۔

مختلف بادشاہوں کی اطاعت : نہر عبور کی تو صفانیاں کا بادشاہ تحائف و ہدایا لے کر حاضر ہوا چونکہ دوسرے بادشاہ جو کہ اس کے قرب و جوار میں رہتے تھے وہ صفانیاں کے بادشاہ کو تکلیفیں پہنچاتے تھے اس لئے اس نے رضا و رضبت کے ساتھ اپنا ملک قتیبہ کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد قتیبہ نے (ان بادشاہوں) بلا طغارستان کا رخ کر لیا (آخر دن و سومان) کے بادشاہ نے جزیہ سے دے کر صلح کر لی چنانچہ قتیبہ اسلامی فوجوں پر اپنے بھائی صالح کو نائب بنا کر مرو کی طرف واپس آیا اور صالح بن مسلم نے قتیبہ کی واپسی کے بعد کاشان اور رشت (مضافات فرغانہ) اور اسکیست (فرغانہ کا قدیم شہر) جسے علاقوں کو بزر و تیغ کر لیا ان لڑائیوں میں ان کے ساتھ نصر بن یسار بھی شریک تھا اور نہایت بے جگری سے لڑتا تھا۔

برمک کی عورت اور عبداللہ : بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ قتیبہ ۸۸ھ میں امیر خراسان بن کر آیا تھا اور جہاد کے شوق میں بلخ تک فتح کرتا ہوا بڑھ گیا تھا۔ لڑائی میں جو عورتیں قید ہو کر آئیں تھیں ان میں برمک ② کی بیوی بھی تھی جو آشکدہ نو بہار ③ کا متولی تھا یہ عورت عبداللہ بن مسلم یعنی قتیبہ کے بھائی کے حصہ میں آئی اتفاق سے اس عورت کو عبداللہ بن مسلم کا حمل رہ گیا چند دن بعد اہل بلخ سے صلح ہو گئی تو قتیبہ نے لونڈیوں کو واپس کر دینے کا حکم دے دیا (عبداللہ بھی اس حکم کے مطابق اس کو واپس کرنے پر تیار ہو گیا) اس وقت عورت نے کہا مجھے تیرا حمل رہ گیا ہے۔

عبداللہ بن مسلم کا بیٹا خالد : لیکن صلح نامہ کے مطابق یہ عورت برمک کو واپس کر دی گئی (مگر یہ شرط طے پائی کہ وضع حمل کے بعد جو پیدا ہو گا وہ عبداللہ بن مسلم کو دے دیا جائے۔ چنانچہ مدت حمل کے بعد لڑکا پیدا ہوا اور اس کا نام خالد رکھا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عبداللہ بن مسلم کے بیٹوں نے جس زمانہ میں مہدی "رے" میں آیا تھا خالد کو بلوایا اور مہدی کے دربار میں پیش کیا گیا تھا اس پر انکے بعض اعضاء و اقرباء نے کہا اگر اس کو اپنے باپ کی نسل سے تسلیم کرتے ہو اور نہ اس کو خود سے ملاتے ہو تو اس کا نکاح بھی کر دو۔ عبداللہ بن مسلم کے بیٹے یہ سن کر اپنے دعووں سے دست بردار ہو گئے۔

بادغیس کا گورنر اور قتیبہ : شومان کے بادشاہ سے صلح کرنے کے بعد قتیبہ نے نیزک طرخان یعنی بادغیس کے گورنر سے مسلمان قیدیوں کو رہنڈ کر دینے کا مطالبہ کیا اور اس کے خلاف کارروائی کرنے کی سخت دھمکی دی۔ بادغیس کے گورنر نے ڈر کر مسلمان قیدیوں کو قتیبہ کے پاس بھیج دیا پھر قتیبہ نے بادغیس کے گورنر کو دعوت دی، بادغیس کے گورنر نے آنے سے انکار کر دیا اس پر قتیبہ ④ نے جھلا کر کہا میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم میرے

① اس کو شیخ عطاء بے امر دولت امویہ کا شہر لکھا ہے۔ جیسا کہ جاکو بنو امیہ کا فرعون تحریر کیا ہے حاشیہ ابن خلدون جلد سوم صفحہ ۵۹ مطبوعہ مصر۔ ② برمک ایک فارسی لفظ ہے جو اصل میں برمک کے معنی "آتش پرست" کے ہیں اور برمک کے معنی غلطہ اور اصلاحات بمعنی اولاد کے ہیں اور اہل فارس آتش کدہ کے متولی کو برمک کہا کرتے تھے اور برمک کے سرداروں کو موبد۔ لہذا جب برمک کو برمک کی طرف مضاف کیا تو اس کے معنی ہوئے برمک یا برمک کے لڑکے۔ لیکن چونکہ برمک وہ شخص بتایا جاتا تھا جو تارک الدنیا ہوتا تھا تو اس سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب برمک یا برمک زاد کا مفہوم ہی نہ تھا تو اس کے لئے الفاظ برمک کیسے وضع کیا گیا جواب یہ ہے کہ برمک بننے والے برمک بننے سے شادی کرتے ہیں آل اولاد ہوتی ہے لیکن جب وہ برمک بنادینے جاتے ہیں تو تعلقات دنیا کو ترک کر دیتے تھے بہدان کی اوراد جو برمک ہونے سے ہوتی تھی اس کو برمک کہا کرتے تھے جس کو عرب نے اپنی زبان کے سانچے میں ڈال کر برمک کر دیا ان کی عزت و توقیر کی جاتی تھی ان کی بڑی بڑی جاگیریں تھیں آتش کدہوں پر جو چڑھاوے چڑھائے جاتے تھے وہ سب ان کو ملتے تھے۔ ③ علامہ مسعودی تاریخ مردج الذہب و معاد الجوبہر (صفحہ ۶ جلد ۵ حاشیہ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر) میں تحریر کرتا ہے "والیست الرابع هو الوہار الذی بناہ منو شہر بملینہ بلخ من خراسان علی اسم القمر" (چوتھا مشہور آتش کدہ نو بہار ہے جس کو منو شہر بادشاہ ذرک نے شہر بلخ کے صوبہ خراسان میں مہتاب کے نام پر تعمیر کیا تھا) علاوہ اس کے اور مؤرخین نے بھی بلحاظ عظمت و شہرت کے نو بہار کا چوتھا نمبر قرار دیا ہے اس کی عمارت نہایت مستحکم اور عالی شان بنی ہوئی تھیں بلوک و امراء فارس بڑے بڑے چڑھاوے اس پر چڑھاتے تھے برمک اسی آشکدہ کا متولی تھا۔ ④ کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ ۴۸

پس نہ آؤ گے تو میں تم سے جہاد کروں گا۔ اور جہاں پاؤں گا تم کو گرفتار کر لوں گا اس میں خواہ میری کامیابی ہو یا اسی جستجو میں مر جاؤں۔

گورنر بادغیس کی صلح۔ بادغیس کا گورنر یہ خط پڑھ کر کانپ اٹھا سلیم سے جو یہ خط لے کر گیا تھا قتیہ سے ملنے کے بارے میں مشورہ کیا سلیم نے جواب دیا قتیہ بہت طاقتور شخص ہے اس سے نرمی کی جائے تو وہ نرم ہو جائے گا اور اگر سختی کی جائے تو سخت مزاج بن جائے گا تم اس عتاب موز خط سے مت ڈرو تمہارے ساتھ وہ سختی کا برتاؤ نہیں کرے گا۔ اس کے بعد بادغیس کے گورنر نے حاضر ہو کر اس شرط پر کہ ”قتیہ بادغیس میں داخل نہیں ہوگا“ صلح کر لی۔

قتیہ بن مسلم کا بیکند اور حملہ:۔۔۔۔۔ بادغیس کے گورنر سے مصالحت کر کے قتیہ نے بیکند اور (بیکند) بلاد بخارا پر نہر کے راستے سے ۸۷ھ میں حملہ کیا اہل بیکند اور اہل صفد اور ان کے گرد و نواح کے ترکوں سے امداد طلب کی اہل صفد ایک بڑا لشکر لے کر پہنچ گئے اور چاروں طرف سے راستہ گھیر لیا دو مہینہ تک قتیہ کی مسلمانوں سے خط و کتابت بند رہی بالآخر قتیہ نے ان لوگوں کو شکست دے دی اور قتل و غارت اور گرفتاریاں کرتا ہوا شہر پناہ کو منہدم کرنے کی غرض سے شہر پناہ تک پہنچ گیا۔

اہل بیکند اور اہل صفد کی صلح، غدار کی اور تباہی:۔۔۔۔۔ محصورین نے ڈر کر صلح کی درخواست کی تو قتیہ نے منظور کر لی اور گورنر مقرر کر کے واپس ہو گیا تھوڑا ہی راستہ (تقریباً پانچ فرسخ) طے کیا ہوگا کہ اہل شہر نے بدعہدی کر کے قتیہ کے گورنر کو اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا قتیہ یہ خبر پا کر آگ بگولہ ہو کر لوہا شہر کو منہدم کر کے زمین دوز کر دیا جنگجوؤں کو چن چن کر قتل کر دیا اور عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔ اسلحہ، سونے چاندی کے برتن بے شمار ہاتھ آئے اس سے پہلے اتنا مال غنیمت بھی نہیں ملا تھا۔

نومشکت کی فتح اور ترک وغیرہ سے جنگ:۔۔۔۔۔ پھر ۸۸ھ میں نومشکت (نومسکت) اور اسے (رامشنہ) پر فوج کشی کی اہل نومشکت ورمسہ نے جزیہ دے کر صلح کر لی واپسی پر ترک، صفد اور اہل فرغانہ نے دولاکھ کے لشکر کے ساتھ چھین کے بادشاہ کے بھانجے ”ربعاور“ کی قیدت میں قتیہ کے مقدمہ التحیش پر جو عبدالرحمن بن مسلم کے کمکن میں تھا اچانک حملہ کر دیا عبدالرحمن بن مسلم نے نہایت مردانگی سے ان کا مقابلہ کیا قتیہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی موت کی طرح ان کے سروں پر پہنچ گیا۔

ترکوں پر فتح:۔۔۔۔۔ چنانچہ فوراً لڑائی کا عنوان بدل گیا گوکہ شروع میں اسلامی افواج سخت حالت میں مبتلا ہو گئیں تھیں لیکن قتیہ کے آتے ہی سب نے ہند اکبر کہہ کر ایک پر جوش حملہ کیا جس سے ترکوں کے قدم اکھڑ گئے اور وہ ایک دوسرے پر گرتے پڑتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے۔ قتیہ بھی پناہ لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے (ترمذ کے قریب نہر پار کر کے) پہنچ گیا۔

بخارا پر حملہ:۔۔۔۔۔ حجاج نے ۸۹ھ میں ”داران خزاہ“ یعنی بادشاہ بخارا کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا چنانچہ قتیہ نے پیر کو مقام زم پر عبور کیا صفد اہل کشف سے ”مفدہ“ کے قریب ٹڈ بھڑ ہو گئی ایک خونریز لڑائی کے بعد قتیہ نے ان کو شکست دی۔ ۹۰ھ کے بخارا کا رخ کیا اور (خرقہ نہ سفلی) کے درمیں بائیں جانب عبور چہ قائم کر لیا اس کے بعد متعدد لڑائیاں ہوئیں لیکن جب کامیابی ہوتی نظر نہ آئی تو مرو واپس آ گیا۔

عمر بن عبدالعزیز باحیثیت گورنر مدینہ:۔۔۔۔۔ ولید ابن عبدالملک نے ہشام بن اسمعیل مخزومی کو مدینہ منورہ کی گورنر شپ سے (آٹھویں ربیع الاول) ۸۷ھ میں اس کی گورنری کے چوتھے برس معزول کر دیا تھا اور اس کی جگہ عمر بن عبدالعزیز کو مقرر کیا۔ لہذا انہوں نے مدینہ منورہ میں مروان کے مقام پر قیام کیا فقہاء مدینہ منورہ سے دس فقہاء ❶ کو بلا کر جس میں فقہاء سب سے مشہور (سات فقہاء) بھی تھے ارباب شوری مقرر کیا اور ان کے مشورے کے بغیر اپنی رائے سے کوئی فیصلہ نہیں کرتے تھے۔ ان لوگوں کا یہ کام تھا کہ ضرورت مندوں کی حاجتیں، مظلوموں کی فریادیں اور عمال کے ظلم و جور

❶ جن دس فقہاء رحمہ اللہ تعالیٰ کو عمر بن عبدالعزیز نے ارباب شوری (یا ممبر پارلیمنٹ) مقرر کیا تھا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں (۱) عروہ بن زبیر (۲) ابوبکر بن سلیمان خثعمی (۳)

عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود (۴) ابوبکر بن عبد الرحمن بن حارث (۵) سلیمان بن یسار (۶) قاسم بن محمد (۷) سالم بن عبد اللہ عمرو (۸) عبد اللہ بن عبیدہ بن عمر (۹) عبد اللہ

بن عامر بن ربیعہ (۱۰) خادجہ بن زید (کمال ابن اثیر جلد چہارم صفحہ ۳۱۸) اور (البدایہ والنہایہ جلد ۹ صفحہ ۷۲)۔

کیشکائیتیں عمر بن عبدالعزیز کے پاس پہنچاتے تھے اہل مدینہ نے اس حسن انتظام کا شکریہ ادا کیا اور ہر شخص ان کے حق میں دعائیں کرنے لگا۔ مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کا حکم: پھر ۸۸ھ میں ولید بن عبدالعزیز نے لکھا کہ ”امہات المؤمنین کے حجروں کو اور نیز ان مکانات کو جو مسجد کے قریب ہیں خرید مسجد نبوی میں شامل کر دو تا کہ دوسو گز کا مربع بن جائے۔ اور جو شخص اپنا مکان دینے سے انکار کرے تو از روئے انصاف جو اس کی قیمت تجویز کی جائے اسے دے کر مکان گرا دو تم کو اس معاملہ میں حضرت عمرو عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی پیروی کرنی چاہیے۔

توسیع مسجد نبوی ﷺ: عمر بن عبدالعزیز نے اہل مدینہ منورہ کو جمع کر کے اس خط کو پڑھا۔ لوگوں نے بطیب خاطر بلا جبر و اکراہ مناسب قیمتیں لے کر اپنے مکانات دے دیئے ولید نے اسی زمانہ میں بادشاہ روم کو لکھا تھا کہ میرا ارادہ مسجد نبوی تعمیر کرنے کا ہے لہذا اس نے ایک لاکھ مثقال سونا ایک سونامی گرامی کاریگر اور چالیس اونٹ فیسفا ❶ روانہ کیا ولید بن عبدالملک نے یہ سب کا سب عمر بن عبدالعزیز کے پاس بھیج دیا مکانات اور امہات المؤمنین کے حجرے منہدم کر دیا کے تعمیر شروع کر دی۔ ان کاریگروں کے علاوہ اور بھی مشہور مشہور ماہرین تعمیرات بھی شریک تھے ۸۹ھ میں ولید نے مکہ معظمہ کا خالد بن ولید قسری کو گورنر بنایا۔

محمد بن قاسم کی سندھ روانگی: حجاج نے سندھ کی سرحد پر اپنے بھائی محمد بن قاسم بن محمد بن الحکم بن ابی عقیل کو چھ ہزار جنگجوؤں کے ساتھ مقرر کیا تھا۔ محمد بن قاسم اپنے بھائی سے رخصت ہو کر مکران پہنچا اور تھوڑے دن قیام کر کے فیروز ❷ کا رخ کیا اہل فیروز مقابلہ کے لئے آئے اور لڑائی ہوئی تو محمد بن قاسم نے بزور تیغ فتح کر کے ”ارماں“ کے دروازے پر پہنچ کر جنگ کا نیزہ گاڑ دیا ارماں کے گورنر نے بہت کوشش کی لیکن ایک بھی کامیابی نہ ہوئی۔ چنانچہ محمد بن قاسم نے اس شہر پر قبضہ کر کے دیہل (ٹھٹھہ) پر چڑھائی کر دی اور جمعہ کے دن پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔

دیہل (ٹھٹھہ) پر حملہ اور فتح: شہر دیہل کے درمیان ایک بہت بڑا ریح الشان بت خانہ تھا جس میں ایک بت رکھا ہوا تھا اور بت خانہ کے گنبد پر ایک نہایت طویل مینار تھا اور مینار ایک نیزہ گڑا ہوا تھا جس میں سرخ ریشم کا جھنڈا لڑ رہا تھا جو پورے شہر پر اپنا سایہ کئے ہوئے تھا۔ محمد بن قاسم نے شہر پر ہنگ باری شروع کر دی اتفاق سے شروع میں ہی نیزہ ٹوٹ کر گر گیا جس سے اہل دیہل کو اپنی نحوست کا یقین ہو گیا انہوں نے شہر سے نکل کر مقابلہ کیا مگر عسکراسلامیہ نے ان کو شکست دے دی اہل دیہل بھاگ کر شہر میں آ گئے اور شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا بالآخر بزور تلوار کھولا گیا محمد بن قاسم نے اسی دوران چار ہزار کا لشکر شہر میں اتار دیا ❸ (تین دن تک لڑائی ہوتی رہی دیہل کا حاکم شہر چھوڑ کر بھاگ گیا)

فیروز میں ابن قاسم کی دعوت: کامیابی حاصل کرنے کے بعد محمد بن قاسم نے ایک جامع مسجد بنوائی اور دو چار روز قیام کر کے فیروز کی جانب روانہ ہو گیا چونکہ اہل فیروز نے پہلے سے ہی خط و کتابت کر کے حجاج سے صلح کر لی تھی اس وجہ سے وہ رسد و غلہ لے کر محمد بن قاسم سے ملنے آ رہے تھے راستے میں ملاقات ہو گئی وہ نہایت عزت و احترام سے اپنے شہر میں لے گئے اور دعوت کی۔

دریائے سندھ پر راجہ داہر سے لڑائی: اس کے بعد محمد بن قاسم نے سندھ کے دوسرے شہروں پر حملہ کیا جو آسانی سے فتح ہوتے چھ گئے حتیٰ کے نہر مہران (دریائے سندھ) پر پہنچے سندھ کا حاکم (داہر بن صعد) لوگوں کو جمع کر کے مقابلہ کے لئے آیا عسکراسلامیہ نے نہر پر پل باندھا اور نہایت اطمینان اور استقلال سے اسے عبور کر کے داہر کی فوج پر حملہ کر دیا۔ راجہ داہر ایک ہاتھی پر سوار تھا اور اسکے ساتھ سینکڑوں ہاتھی کالے کالے پہاڑ کی طرح کھڑے ہوئے تھے جن کو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ایک ہلکی سی جنبش دی جاتی تھی اور جس طرف وہ رخ کرتے تھے صف کی صف درہم برہم ہو جاتی تھی۔

ہاتھیوں کا فرار راجہ داہر کا خاتمہ: اسلامی نشانہ بازوں نے تیر باری شروع کر دی ہاتھیوں کے سوار تیز چل کا نشانہ بن کر گرنے لگے اور ہاتھیوں

❶ فیفہ فسفہ اقرب الامود میں لکھا ہے چھوٹے چھوٹے رنگین ٹکڑے پتھر وغیرہ کے جو ایک دوسرے سے وصل کر دیئے جاتے ہیں جس سے مکانات کی دیواروں کے اندرونی حصہ بنائے جاتے ہیں اور شیخ عطار کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چھوٹے چھوٹے رنگین پتھر ہوتے ہیں۔ (حاشیہ ابن خلدون جلد سوم صفحہ ۶۰)۔ ❷ (ابن اثیر کی تاریخ الکامل جلد ۳ صفحہ ۱۹۲) پر فیروز کے بجائے قزیر تحریر ہے۔ ❸ تاریخ الکامل جلد چہارم صفحہ ۴۲۵

کا شکر بھگ کھڑا ہوا راجہ داہر مجبوراً پیدل ہو کر لڑتا ہوا اسلامی فوجوں کی طرف بڑھا ایک مسلمان سپاہی نے لپک کر ایک ہی وار سے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ باقی کفار میدان جنگ سے گرتے پڑتے بھاگ کھڑے ہوئے مسلمانوں نے ان کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور بڑے بڑے سورہ پہلوانوں اور جنگجوؤں کو پامال کر دیا۔

راجہ داہر کی بیوی کی خود سوزی:۔ داہر کی بیوی بھاگ کر شہر راء میں چھپ گئی اور پھر جب مسلمانوں نے راء کا رخ کیا تو اس نے گرفتاری کے خوف سے اپنے آپ کو اپنی کنیزوں سمیت جلا کر خاک کر لیا۔ اسلامی فوج نے پہنچ کر راء پر بھی قبضہ کر لیا۔

نہر ساسل اور ملتان کی فتح: لشکر کفار کے شکست یافتہ گروپ نے شہر ”بدھستا بادقدیم“ میں جا کر پناہ لی جو منصورہ سے دو فرسخ کے فاصلہ پر ہے منصورہ میں ان دنوں ایک گنجان باغ کیلے کا تھا عسا کر اسلامیہ نے اس کو بھی بزدور تیغ فتح کر لیا اور جس کو پایا قتل کر کے شہر کو ویران کر دیا اس کے بعد دس سال بعد دیگرے سندھ کے باقی شہروں پر بھی قبضہ کر کے نہر ساسل کو جس سے اہل ملقا (ملتان) سیراب ہوتے تھے کاٹ کر دوسری طرف بہا دیا اور ملتان کا محاصرہ کر لیا چنانچہ لڑائی ہوئی اور عسا کر اسلامیہ نے نہایت مرادگی سے اس کو بھی فتح کر لیا اور وہاں لڑنے والوں اور مجاہدوں اور بتوں کے محفظین کو جن کی تعداد چھ ہزار بھی قتل کر دیا بت خانہ میں ایک کمرہ دس گز لمبا اور آٹھ گز چوڑا تھا سونے سے بھرا ہوا ملا۔

حضرت ایوب علیہ السلام سے موسوم بت خانہ:۔ ملتان کا بت خانہ بھی بہت بڑا اور عظیم الشان تھا شہروں سے بڑے بڑے چڑھاوے آتے تھے سال میں ایک مرتبہ لوگ اس کلج کرنے آتے سر اور داڑھی منڈواتے تھے ان لوگوں کا خیال تھا کہ یہ ایوب نبی (علیہ السلام) ہیں۔

سندھ کا مال غنیمت: ملتان کے فتح ہوتے ہی سندھ کا سارا ملک محمد بن قاسم کے قبضہ و تصرف میں آ گیا مال غنیمت میں سے جوئس (پانچواں حصہ) روانہ کیا گیا وہ ایک کروڑ میں لاکھ تھا اور فوج کشی میں خرچہ ہوا تھا اس کا نصف تھا۔

قتیبہ کا دوبارہ بخارا پر حملہ: اس سے پہلے ہم لکھ چکے ہیں کہ ۸۹ھ میں قتیبہ نے بخارا پر فوج کشی کی تھی اور بے نیل مرام واپس آیا تھا۔ ۹۰ھ میں حجاج نے ناکامی کے ساتھ لوٹ آنے پر اسے سرزنش کی اور دوبارہ جہاد کرنے کا حکم دیا چنانچہ قتیبہ نیزک طرخان یعنی بادغیس کے گورنر سمیت بخارا کی طرف روانہ ہوا بخارا کا بادشاہ (دوران اخذہ) نے اپنے گرد فوج کے بادشاہوں سے امداد کی درخواست کی جب وہ لوگ مسلمانوں کے ہاتھوں سے اس کو بچانے آ گئے تو یہ مسلمانوں کے مقابلہ پر آیا۔

مسلمانوں کے مقدمے کا فرار اور واپسی:۔ جب لڑائی چھڑی تو عسا کر اسلامیہ کے مقدمہ الجیش پر از تھا اتفاق سے اس کو شکست ہوئی تو وہ وہاں سے بدحواس ہو کر بھاگا کہ اسلامی لشکر گاہ سے بھی آگے نکل گیا لیکن پھر بھی سنبھل کر حملہ کرنے کی غرض سے واپس آیا اس حملہ میں اسلامی میمنہ و میسرہ نے اس کا ساتھ دیا چنانچہ ترک مجبور ہو کر اپنے مورچہ کی طرف واپس آ گئے اس کے بعد بنو تمیم نے ایسی بے جگری سے حملہ کیا کہ ان میں اور ترکوں میں کوئی امتیاز باقی نہ رہا تھوڑی دیر بعد گرد چھٹی تو معلوم ہوا کہ بنو تمیم نے ترکوں کے مورچوں پر قبضہ کر لیا ہے۔

مسلمانوں کی فتح: عسا کر اسلامی اور ترکوں کے درمیان ایک نہر حائل تھی جس کو عبور کرنے پر سوائے بنو تمیم کے اور کسی کی جرأت نہ تھی جب بنو تمیم نے ترکوں کو انکے مورچوں سے ہٹا دیا اور نہر کو بھی عبور کر گئے تو ان کی دیکھا دکھی کچھ اور لوگ بھی نہر عبور کر کے آئے اور ترکوں پر نہایت تیزی سے حملہ کیا خون ریزی کا بازار گرم کر دیا خاقان اور اس کا جیناز بھی ہوا ترک تیغ اجل کی نظر ہو گئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی اور قتیبہ نے فتح کی خوشخبری حجاج کو لکھ بھیج دی۔

نیزک کا فرار اور بغاوت: شکست کے بعد طرخان یعنی صفد کو گورنر دوسو سواروں کے ساتھ اسلامی کیمپ سے قریب آیا اور صبح کی درخواست اس شرط پر پیش کی کہ وہ جزیہ سالانہ ادا کرتا رہے گا قتیبہ نے اس کو منظور کر لیا اور عہد نامہ لکھ دیا اسکے بعد نیزک کے ساتھ واپس ہوا نیزک کو چونکہ اس کی فتوحات کی کثرت سے خطرہ پیدا ہو گیا تھا اس لئے راستے ہی سے جس وقت کہ وہ آمدہ میں پہنچ چکا تھا اجازت حاصل کر کے طخی رستان کی طرف روانہ ہو گیا اور نہایت تیزی سے راستہ طے کرنے لگا اس کے بعد ہی مغیرہ بن عبد اللہ کو قتیبہ نے اسے گرفتار کر کے قید کرانے کے لئے روانہ کیا اس نے بہت

کوشش کی لیکن ناکام رہا نیزک طخراستان پہنچ کر باغی ہو گیا۔

مختلف حاکموں سے امداد کی طلبی سرور، نرنے بادشاہ پرن، بننے کے حاکم اسبید اور حاکمان فریب و جور جان وقتیبہ سے کرنے کے تے
طلب کیا چنانچہ ن لوگوں نے قتیبہ سے جنگ کرنے کا پس میں بہد پیان کریا و رکاٹل کے حاکم موچقی خیر و قاتل و مال و سہاب حق مر پناہ دروان
لیا اور بوقت ضرورت مدد لینے کا وعدہ لے لیا۔

نیزک کا طخارستان پر قبضہ: نیزک کا وہاں طخارستان جیسو نہ۔ پاس مستیمو، ودرخت نامی سے اس کو رفقہ زمر کے قتیہ کے دور زوشہر سے نکال دیا قتیہ کو یہ خبر موسم سرما سے پہلے پہنچی جب اسلامی فوجیں متفرق ہو کر اپنے اپنے علاقوں کو چلی گئیں تھیں مگر کچھ بھی اس کے پر جوش دس کو یہ خبر سننے کے بعد چین نے اس نے اسی وقت اپنے بھائی عبدالرحمن بن مسلم کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ بدھ قن کی طرف روانہ کر دیا اور کسی سے اپنے خیر خواہ سے بغیر وہیں قیام پذیر رہنے کا حکم دیا اور یہ بھی کہا جب موسم سرما پورا ہو جائے تو فوراً طخارستان پر حملہ کر دینا میں بھی تمہارے قریب موجود رہوں گا۔

طالبان کی فتح چنانچہ بعد انقضاء موسم سرما تقیہ نے اسلامی فوجیں غیشیا پور وغیرہ روانہ کیں جنہوں نے طالبان تختی کر بہت خون ریزی کے بعد بزورِ تختی کربلا اور تسط کے بعد بلوایکوں اور راجہ نلوں کو رفر کر کے چار فتنے تک ایک سلسلہ میں پٹیا کی پرچہ لکھا دیا اور اپنے بھائی محمد بن مسلم کو ورنہ مقرر کر کے فاریاب کا رخ کیا۔

فریب اور جوز جان کی اطاعت بادشاہ فریب یخچر سن کر مطیع ہو کر حاضر خدمت ہو قتیہ نے عزت و احترام سے ساتھ اس کے ملاقات کی اور سب بحال رہ کر جوز جان کی طرف بڑھا جوز جان نے ان سے مت قبول کر لی اور ہاں کا ہاں شاہی طرف بھاگ گیا قتیہ نے عامر بن مہدی سے کہا ① کوئی ناسب بنا کر پیش پر منہ نہ دیا بل بلنے کے بھی طریقہ کا رعبہ رہا ملاقات کر دی۔

عبدالرحمن بن مسلم بغلان کی پہاڑیوں میں قصبہ کا بھٹی عبدالرحمن بن مسلم، نیزک کے تعاقب میں جا رہا تھا نیزک پہاڑیوں سے اتر کر بغلان آگیا اور اپنے سپاہیوں کو پہاڑ کی ایک چٹائی پر چھپا دیا۔ اس کا راستہ اسلامی لشکر میں سے کسی کو معلوم نہ تھا، رہاقی مال، اسباب بھائی کی دوسری طرف ایک قلعے میں رکھ دیا۔ مدت تک قصبہ اس بھائی پر رکھا ہوا اثر تار پائی رہی نہیں ملتا تھا جو اس راستہ کا خفیہ بن جاتا تھی کہ ایک چٹائی شخص نے اس نے اس قلعہ کا راستہ بتا دیا۔ جہاں سے اسلامی لشکر ایک حصار قلعہ میں محسوس کیا چنانچہ لشکر قلعہ کے لوگ مارے گئے جو باقی رہے وہ بھاگ رہے تھے اس کے بعد اسلامی فوجوں نے سمنگان پر چڑھائی کی اس کے بعد نیزک کی طرف بڑھے اس دوران عبدالرحمن بن مسلم بھی آپہنچے نیزک وادی فرغانہ کی طرف بھاگ گیا اور اپنا مال و اسباب کاٹل کے پاس بچھتا دیا۔ قصبہ نے یہ خبر سن کر نیزک کا تعاقب کیا نیزک نے نہایت تیزی سے وادی فرغانہ طے کر کے کرز میں قلعہ بندی کر لی۔ کرز کا راستہ ایسا ہی تھا اور وہ بھی بحدشا کرز جس کو گھوڑے و خیر بڑی قتل سے طے کر سکتے تھے قصبہ دو مہینے تک محاصرہ دیتے رہا تا کہ قلعہ نیزک کے پاس جو ہتھیار مان جانے پینے کا تھا ختم ہو گیا اور اسکے سپاہی چھپ میں ہوتا ہوا بے موسم سوما بھی قریب آگیا۔

قتیبہ کی حیدہ سازی قتیبہ نے اپنے ایک ساتھی کو جس پر نیوک وٹنی اعتماد تھا بدترسیاں قتیبہ سے پاس جاؤ اور اس کو بغیر امان کے جس تدبیر سے ممکن ہو سکے اپنے ساتھ لے کر آؤ ورنہ اس میں تم کو کامیابی نہ ہو تو سے مان کے دین غرض اس صورت سے ہو جس کو اپنے ہمراہ لے آؤ ورنہ میں تم کو سخت سزاؤں گا۔

نیزک کو قتیبہ سے ملنے کا مشورہ شیخ شمس قتیبہ سے رخصت ہو کر نیزک پاس پہنچا۔ قتیبہ سے ملنے کا مشورہ دیا اور یہ ظہر یا کہ اس کا ارادہ فوری ملے گا ہے اور اس نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ جس طرح ممکن ہو روڑ پر قبضہ کر لو نیزک سے ملے گا۔ جب کہ سر باغی قتیبہ سے ملنے میں اپنی جان کا خوف ہے جس شخص نے جواب دیا تم کو اس کے پاس چلنا چاہیے اور اس کے بغیر ملے گا کہ تھوڑی جان نہیں چھوٹے گی نیزک نے اس پر چھ قتیبہ نہ کی اور وہ شخص

① ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۲ صفحہ ۶۵ پر حواشی ————— سے نقل کیے گئے ہیں۔

برابر اس کو سمجھتا رہا اور نیزک قتیہ اور اس کے ساتھیوں سے ملنے سے گریز کرتا رہا حتیٰ کہ اس شخص نے مجبور ہو کر کہہ دیا میں تم کو امان دیتا ہوں۔

نیزک کی گرفتاری نیزک کے مشیر چونکہ اس شخص کو سچا گمان کرتے تھے لہذا اس کے کہنے پر عمل کی رائے دی چنانچہ نیزک بادشاہ طنجی رستان سمیت اس کو اس نے قید کر لیا تھا اس شخص کے ساتھ چل دیا جب یہ لوگ جس گھاٹی سے نکل کر ایک کھلے میدان میں پہنچے تو اسلامی فوجوں نے چاروں طرف سے گھیر کر قید کر لیا جن کو قتیہ نے پہلے ہی چھپا رکھا تھا۔

نیزک کا قتل: قتیہ نے حج کو اس سے مطلع کیا اور نیزک کے قتل کی اجازت طلب کی نیزک کے قتل کا حکم پہنچا قتیہ نے اس کو اور اس کے ساتھ صول مرخان جو کہ جیفو نہ کا نائب تھا اور نیزک کے بھانجے کے قتل کا حکم بھی دیدیا تھا اس کے علاوہ اسی دن اس کے سات سو ساتھیوں کو پھانسی دے دی نیزک کا سر اتار کر حجاج کے پاس اور حجاج نے ولید بن عبدالملک کی خدمت میں بھیج دیا اور جیفو نہ کو رہا کر دیا۔

اس واقعہ کے بعد قتیہ مرو واپس آ گیا جوز جان کے بادشاہ نے اس کی درخواست دی تو بشرط حاضری منظور کر لی۔ جانبین سے چند لوگ بطور ضمانت ایک دوسرے کے حوالے کر دیئے گئے اور بادشاہ جوز جان بے خوف و خطرہ حاضر ہوا پھر رخصت ہو کر اپنے ملک واپس چلا گیا مگر راستے میں طالقن پہنچ کر ۹۱ھ میں مر گیا۔

شومان پر حملہ: چونکہ شومان کے گورنر نے قتیہ کے گورنر کو اپنے ملک سے نکال دیا تھا اور اس کے قاصد کو جو مقررہ خراج وصول کرنے کو گیا تھا قتل کر دیا تھا اس لیے قتیہ نے حاکم جوز جان سے مصلحت کرنے کے بعد فوج کشی کی اور شومان کے قریب پہنچ کر اپنے بھائی صالح اور شومان کے گورنر کی بڑی دوستی تھی صالح نے اس کو بہت سمجھایا لیکن وہ انکار کرنے کی بجائے اقرار کا لفظ اپنی زبان پر نہیں لایا۔ قتیہ نے صالح سے ناامید ہو کر شومان کا محاصرہ کر لیا اور محنتیں نصب کروا کے سنگباری کا حکم دے دیا۔

شومان کی فتح: شومان کے گورنر نے یہ سمجھ کر کہ میں اس قلعہ کو حریف کے حملہ سے نہیں بچا سکوں گا قلعہ میں جو مال و اسباب اور جواہرات تھے سب کو جمع کر کے ایک کنوئیں میں ڈال دیا جس کی گہرائی معلوم نہیں تھی اس کے بعد قلعہ کا دروازہ کھول کر لڑتا ہوا قتیہ کی طرف چلا اسلامی فوج نے چاروں طرف سے گھیر کر فوراً ہی اس کو قتل کر دیا اور قتیہ نے قلعہ میں داخل ہو کر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا جس قدر جنگجو ہاتھ آئے مار ڈالے گئے اور عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔

کشف اور نسف والوں کی صلح: پھر اپنے بھائی عبدالرحمن کو طرخان یعنی بادشاہ صفد کے پاس خراج لینے کے لیے روانہ اس نے مقررہ خراج جس پر اس سے صلح ہوئی تھی ادا کر دیا اس کے بعد قتیہ کش اور نسف کی طرف بڑھا اہل کش اور نسف نے صلح کر لی لوٹتے وقت قتیہ اور اس کے بھائی کی بخارا میں ملاقات ہوئی اور یہ سب کے سب مرو کی جانب واپس آ گئے۔

طرخون کی معزولی اور خودکشی: اہل صفد نے عبدالرحمن کے جانے کے بعد اپنے بادشاہ طرخون کو خراج دینے کی وجہ سے معزول کر کے قید کر دیا اور اس کی جگہ غورک کو تخت نشین کیا پھر اس وجہ سے طرخون نے خودکشی کر لی۔

خوارزم کے بادشاہ کی قتیہ سے فریاد: پھر قتیہ ۹۵ھ میں جعتان کی طرف رتبیل کے ارادے سے روانہ ہوا رتبیل نے فوراً صلح کر لی قتیہ واپس آ گیا خوارزم کے بادشاہ پر اس کا بھائی خرزاد جو اس وقت چھوٹا تھا اس قدر حاوی ہو گیا تھا کہ بادشاہ خوارزم شطرنج کے بادشاہ کی طرح صرف نام کا بادشاہ وہ گیا تھا خرزاد جو چاہتا تھا کرتا تھا رعیت کے مال اور عزت پر دست درازی کرتا تھا اور ان کو طرح طرح کی ایذا میں دیتا تھا بادشاہ خوارزم چونکہ اس کا بچہ نہیں کر سکتا تھا اس لیے قتیہ کو اپنے ملک کے حالات لکھ بھیجے اور یہ لکھا ”اگر تم میں قوت ہو تو میرے ملک میں آ کر میرے بھائی و برائیوں سے نڈر کر قبضہ کرو“ قتیہ نے اس کو منظور کر لیا اور بادشاہ خوارزم نے اس راز سے اپنے کسی شخص کو مطلع نہیں کیا۔

قتیہ کی خوارزم آمد ۹۳ھ میں قتیہ نے فوجیں منظم کیں اور جنگ صفد ظاہر کر کے (مرو سے) خروج کیا اہل خوارزم نے یہ تو جنگ کی تیاری کی اور نہ مورچے قائم کئے اور نہ دھس دھس باندھے قتیہ نے خوارزم کے قریب پہنچ کر ”ہزار سب“ میں پڑاؤ کیا اس وقت خوارزم کے بادشاہ کے مشیروں

اور ارکانِ سلطنت کی تکلیفیں کھلیں اور انہوں نے بادشاہ خوارزم کو قلعہ سے جنگ کرنے کو بہادشاہ خوارزم نے جواب دیا ہم میں اس سے بڑے برصغیر نہیں ہے البتہ یہ ہو سکتا ہے چھوٹے کرہم صلح کر لیں جیسا کہ دوسرے ملکوں کے حاکموں نے کیا ہے اگر آئین نے اس سے اتفاق کر لیا۔

اہل خوارزم سے صلح بادشاہ خوارزم صلح کرنے کی غرض سے شہر فیل میں آیا جو ایک نہر کے کنارے آباد اور اس کے ظہوظاتوں میں سے تھا۔ وہ نہر دو سرے کنارے پر قصبہ اپنا شکر کے مرکز کا ہوا تھا۔ آپس میں بذریعہ خط و کتابت صلح کی گفتگو ہونے لگی۔ آخر میں یہ ارعادہ راستہ ہی قیامی پڑا۔ اور سامان پر صلح ہوئی اور اس صلح نامہ میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ ”مہمنا مہمنا“ میں بادشاہ خوارزم اعظمی فوج کو ملک دنگ کا بعض مورخین کا بیان ہے کہ ایک کروڑ غلاموں پر صلح ہوئی تھی۔ واللہ اعلم

خام جبرو کے خلاف فتح بادشاہ خوارزم سے صلح کرنے کے بعد قتیبہ نے اپنے بھائی عبد الرحمن کو خام جبرو کا نائب روانہ کیا جو بادشاہ خوارزم کا دل دشمن تھا خام جبرو نے مقدمہ یہاں ہوا تو جنگ کے دوران خام جبرو عبد الرحمن کے ہاتھ مار گیا عبد الرحمن اس سے ملک پر قبضہ کر لیا اور اس سے چار ہزار سپاہیوں کو قتل کر کے قید کر دیا قتیبہ نے بادشاہ خوارزم کو اس کا بھائی اور اس کے دو سرے مٹی ٹھیکن و سرفراز مرے حوالے کر دیا بادشاہ خوارزم نے ان سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور ان کے مال و اسباب کو جمع کر کے قتیبہ کے حوالے کر دیا۔

صفد پر حملہ کرنے کی رائے اس کے بعد محمد بن مخازم سلمی نے صفد پر حملہ کرنے کی رائے کی اور یہ جاکہ اس صفد پر قبہ را اور احمد کا ہے قیہ موقع بہت ہی مناسب ہے کیونکہ ان لوگوں کا خیال ہے کہ تمہارے اور ان کے درمیان بہت زیادہ مسافت ہے قیہ نے یہ رائے پسند کی اور راز چھپانے کا حکم دیا اور اسے دن اپنے بھائی عبدالرحمن بن مورسوار سے اور قیہ اندازوں سے ساتھ آ کے بڑھنے کا حکم دیا اور اس کا باب موروثی جانب کھینچ دیا۔

قتیبہ کا سپاہیوں سے خطاب عبدالرحمن کی روٹگی کے بعد قتیبہ نے اپنے سپاہیوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور مسند پر بیٹھا کہ راز
کے بند قتل کے دشمنوں سے اس کو چھین لینے کی ترغیب دی۔ سب کے سب لبیک لبیک پکار اٹھے قتیبہ نے سہانہ انداز میں راز کے کوچہ کو دیا اور عبدالرحمن
کے پیچھے کے تیسرے روز پہنچ کر مسرقد کا محاصرہ کر لیا۔ اہل شہر نے محاصرہ سے جبراً اگر بادشاہ شاہش، ن قن اور اخشا فرخانہ سے مدد طلب کی۔

اسلامی فوجوں پر شب خون کی تیاری ان لوگوں نے نامی گرامی شہزادوں، مرزبانوں اور شہسواروں کو منتخب کر کے خاقان کے بیٹے کی قیادت میں مساکر اسلامیہ پر شب خون مارنے کے لیے روانہ کیا، قسیمہ کو اس کی اطلاع مل گئی اس نے بھی اپنے لشکر سے چوبیس سو سواروں کو منتخب کیا اور اپنے بھائی صاحب کو امیہ مقرر کر کے اس طوفان بدتمیزی کی روک تھام پر مقرر کر دیا۔

شب خون مارنے والوں سے مقابلہ رات کے وقت مذبحیہ ہوئی بے جدی سے لڑے۔ چار گھنٹہ لڑائی ہوئی رہی آخر کار سخت خون ریزی کے بعد خاقان کا بیٹا مارا گیا اور اس کے ساتھیوں میں سے جو اس واقعہ میں زندہ بچے وہ نہایت کمزور تھے اور مال و اسباب جو چھوڑے وہ مسلمانوں نے لوٹ لیا طلوع آفتاب کے قریب اپنی لشکرگاہ میں واپس آ گئے۔

قلعہ پر حملہ - قصبہ کی قلعہ شکن مشینیں جو قلعہ کے قریب میں نصب کی گئیں تھیں شنگ باری کرنے کی میدان کارازار اسلامی جنگجوؤں سے جبراً ہوا تھا۔ قلعہ کی دیواروں پر دھڑا دھڑ پتھر برس رہے تھے وراثت قلعہ سازی فوجوں پر تیاروں کی بارش برسات تھے مگر ان کو پتہ نہ تھا کہ قلعہ کی طرف سے فوجیں بھی تیار ہیں۔ قلعہ کی دیوار میں ایک بہت بڑا اشکاف پر کیا جس پر تیزی سے ساتھ مسلمانوں نے پہنچ کر قبضہ کر لیا۔

صلح کی درخواست اس وقت اہل قلعہ نے مجبور ہو کر صلح کی درخواست پیش کر دی۔ بامیس، کھوتال، ساریانہ پرست ہوئی سال رواں میں اس کے صلح ہو گئیں۔ اور اہل مدینہ کی شرط و درآمد کی یہ بھی یہاں یہاں شہ قلعہ کے یہ خانی کر دیا جائے تاکہ یہ سونے کے ساتھ مسجد بنا کر نماز ادا کی جائے۔

صلاح کے بعد قیدیہ شہر میں جس جب شہزادہ شہزادی کو یہ تو حید اپنے شکریوں سمیت شہر میں وارد ہوا مسجد منانی اور نماز ادا کی بعضوں کا بیان ہے کہ اہل قلعہ سے یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ بت اور آئینہ دس ہا سہا من حتیٰ مسلمانوں کو دے دیا جائے گا چنانچہ مسلمانوں نے بیکار ہزار متقاضی بن گئے۔

زیورات اور دوسرے اسباب لے لئے اور بتوں کو جلا دیا اور بشارت فتح کے ساتھ ایک لونڈی کو بھی جو بنو وگرد کی نسل سے تھی حجاج کے پاس بھیج دیا اور حجاج نے اسے ولید بن عبد الملک کی خدمت میں روانہ کر دیا جس سے یزید بن عبد الملک پیدا ہوا۔

اہل زوارزم کی سرکشی ان واقعات کے بعد فوراً کے مشورے پر قتیبہ سمرقند سے مرو کی جانب واپس لوٹا ایسا بن عبد اللہ کو جنگ اور اس کی محنت پر مجمع اکھٹا کرنے کے لئے قتیبہ کو اس کی خبر ملی تو اس نے عبد اللہ بن مسلم کو گورنر بنا کر روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ ایسا اور جہان بھی کو سو کوڑے نو سرن کے سروں کو منڈوا دین ہذا جب عبد اللہ مغیرہ بن عبد اللہ کے ساتھ خوارزم کے قریب پہنچا اور ان کو اس کے آنے کی اطلاع ملی تو ان کا بادشاہ جانے کے خوف سے بدترک کی طرف بھاگ گیا مغیرہ ایک معمولی سی جنگ کے بعد شہر میں داخل ہو گیا جو لوگ لڑے ان کو قید کر لیا اور باقی لوگوں نے جزیہ دے کر صلح کر لی اس کی واپسی کے بعد قتیبہ نے مغیرہ کو نیشاپور کا گورنر مقرر کر دیا۔

ماوراء پر انہر چڑھائی۔ پھر ۹۴ ہجری میں قتیہ نے ماوراء النہر پر چڑھائی کی اور اہل بخارا و کش و سف خوارزم سے امدادی فوجیں طلب کیں۔ ہزار لشکر فوراً جمع ہو گیا قتیہ نے ان سب کو شاش روانہ کر دیا اور خود جندہ پہنچ گیا۔ کفار کے لشکر بار بار حملہ کرنے کے لیے آئے اور متعدد دڑائیں ہوئیں لیکن میدان مسلمانوں کے ہاتھ میں رہا۔

شاش وغیرہ کی فتح: وہ لشکر جو شاش کی طرف گیا ہوا تھا اس نے بھی شاش کو طاقت سے فتح کر لیا اور قتیبہ کے پاس واپس لوٹ آیا۔ اس وقت قتیبہ کشن (شہر فرغانہ) میں ٹھہرا ہوا تھا اس کے بعد مرو واپس آ گیا، بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ حجاج نے ایک لشکر عراق کے پاس بھیج دیا تھا اور اسے شاش کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا تھا چنانچہ اس کے مطابق قتیبہ شاش گیا اور جب اسے حجاج کی وفات کی خبر معلوم ہوئی تو مرو واپس آ گیا۔

یزید بن مہلب کی قید: ۶۷ء میں حجاج نے یزید اور اس کے بھائیوں کو قید اور حبیب بن مہلب کو کرمان سے معزوں کو روکا تھا یہ لوگ قید میں ۹۰ھ تک رہے اس کے بعد حجاج کو یہ خبر ملی کہ اگر اود نے فارس پر قبضہ کر لیا ہے حجاج نے ان کی گوشمالی کی غرض سے بھری کے قریب لشکر منظم کرنے کا ورنہ مہلب کو قید خانہ سے نکال کر لشکر گاہ کے قریب ایک خیمہ میں اہل شام کی حراست میں ٹھہرایا پھر ان لوگوں سے سنا لیا کہ جرمانہ طلب کیا اور جرمانہ ادا نہ کرنے کی صورت میں ایذا میں اور تکالیف دینے کا حکم دیا یزید کی بہن بنت مہلب جو حجاج کی بیوی تھی اپنے بھائیوں کی تکلیفیں دیکھ کر رو پڑی تو حجاج نے اسے طلاق دے دی پھر کچھ سوچ سمجھ کر بنو مہلب کو تکلیف دینے سے باز آ گیا لیکن بدستور سابق قید ہی میں رکھا اور جرمانہ کی ادائیگی کا تقاضہ کرتا رہا۔

بنو مہلب کا فرار: موقع پا کر بنو مہلب نے اپنے بھائی مروان کے پاس جو بصریٰ میں تھا خفیہ طور پر کہلوا دیا کہ ہمارے لئے فداں وقت گھوڑے تیار رکھنا چنانچہ ایک روز رات کے وقت یزید بن مہلب بنیقید خانوں کے ٹکرائوں کے لیے اچھے اچھے کھانے پکوائے اور عمدہ و نفیس شراب منگوائی جب مہلب بن فہشیل جیل کھانے پینے میں مصروف ہو گئے اور شراب پی پی کر بدست ہو گئے تو یزید بن مفضل اور عبد الملک قید خانہ سے لباس بدل کر کھڑے ہوئے۔

حجاج کے اقدامات: حبیب بن مہلب بصری کی جیل میں تھا وہ بدستور اپنے مصائب کے دن کا شمار با صبح ہوئی تو نگہبانوں نے اس کی اطلاع حجاج کو دی۔ حجاج نے اس خیال سے کہ ہمیں بنو مہلب خراسان پر قبضہ نہ کر لیں ایک تیز رفتار قاصد کو قتیہ کے پاس بھیج دیا اور یہ کہل بھیجی کہ بنو مہلب کی چالوں سے ہوشیار رہنا لوگ بڑے فتنہ پرداز اور فسادی ہیں۔

بنو مہلب کی شام روانگی۔ یزید اپنے بھائیوں سمیت قید خانے سے نکل کر کشتی پر سوار ہوا جو پہلے سے اس کے لیے تیار کھڑی ہوئی تھی جس وقت بحال کے قریب پہنچی تو مردان کے بھیجے ہوئے گھوڑے مل گئے سب کے سب گھوڑوں پر سوار ہو کر ایک رہبر لے کر جو بنو کلب سے تھا وہاں کے راستے شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ حجاج کو یہ خبر ملی تو اس نے ایک قاصد ولید بن عبد الملک کے پاس دوڑایا۔

سليمان بن عبدالمہک کے پاس : بنو مہلب سفر کر کے فلسطین پہنچے وہاں وہيب بن عبد الرحمن ازدي کے مکان پر ٹھہرے سليمان بن عبدالمہک کی نظروں میں وہيب کی بہت بڑی عزت تھی اس نے سليمان کے پاس جا کر بنو مہلب کی مظلوميت اور حجاج کے ظلم و ستم بيان سے مریدہ کہ وہ لوگ حجاج کے ظلم سے تنگ ہو کر اس کے پاس پناہ لینے کے لیے آئے ہیں۔

سلیمان کا بنو مہلب کو پناہ دینا۔ سلیمان بن عبد الملک نے نہایت تشفی آمیز انداز میں جواب دیا تھا ان لوگوں کو میرے پاس آؤ میں نے ان کو پناہ دی۔ تاج کو اس کی اطاعت ملی تو اس نے ولید کو بھیج دیا کہ بنو مہلب نے امداد کی ہے۔ میں نے خیانت کی ہے اور میری حراست سے بھاگ کر سلیمان کے پاس چلے گئے ہیں، ولید کے دل میں پتھر پڑ گیا اور بنو مہلب کی طرف سے تھا۔ یہ تمہارا یہاں رہا ہے، وہ جی تاج کی طرف بنو مہلب سے خیر مان کے معاملے میں ڈر رہا تھا اب غصہ اس کو صرف مال میں خیانت کرنے کا رہ گیا۔

سلیمان اور ولید کا اختلاف۔ اس کے بعد سلیمان نے اپنے جانی وید بن مسلم کو اس طرح لکھا کہ ”یزید میرے پاس موجود ہے اور میں نے اس کو امن دے دی ہے۔ یونکہ تاج نے اس پر سنا ہے کہ جرمانہ یا تمہارا تھا میں اس کا اور آؤں گا۔ برو کے ولید نے جواباً تحریر کیا کہ جب تک اس میرے پاس نہ بھیج دو گے میں اس کو امن نہیں دوں گا۔

بنو مہلب عبد الملک کی خدمت میں۔ اس یزید نے سلیمان سے کہا ”سب تم مجھے ولید کے پاس بھیج دو، میں یہ نہیں چاہتا کہ میری مدد سے تم لوگوں جہاد میں ناتوانی پیدا ہو۔ البتہ تم ایک شخص اس دشمن کا معذرت کر کے دے دو۔“ جہاں تک ممکن ہو انہیں اس کے ساتھ لڑی کا ہوتا، سرین سلیمان نے یزید کی رسم سے اتفاق کیا اور اپنے بیٹے ایوب و یزید کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ ولید نے کہا تھا کہ یزید کو مقید رہا نہ کرنا اس وجہ سے سلیمان نے اپنے بڑے ایوب کو بھیج دیا تھا کہ تم جی یزید کے ساتھ قیدیوں کی طرح رہو، یہ بتاتے ہوئے ولید کے سامنے جانا۔

یزید بن مہلب کی معافی۔ ولید اپنے بھتیجے کو یزید کے ساتھ زنجیروں میں بندھا، پھر فرمایا ”ہمارے کان تک سلیمان کی باتیں پہنچی ہیں۔“ ایوب نے اپنے باپ کا خط نکال کر ولید کو دیا جس میں یزید کی غارتگری اور مال کی خوات کی خبریں تھیں، ولید اس منور سے پڑھنے لگا اور ایوب اپنے باپ کی طرف سے غارتگری پر یزید کی معذرت کرتا ہوا تھا، آخر ولید نے یزید کا قصور و فساد سے منہ پھریا اور تاج کو بنو مہلب سے خوش نہ کرنے کا حکم دیا، چنانچہ حبیب اور بنی جہد اس کی غمرانی میں تھے ہارے، ولید یزید سلیمان کے پاس واپس آیا، آخر تک انھیں بدایا اس نے پاس بھیجا اور دعوتیں بھی کرتا تھا۔

عمر بن عبد العزیز بنی مذکور کی معزولی۔ ۹۳ھ میں حضرت عمر بن عبد العزیز نے تاج کے ظلم و تمہارہ بدکاری کی شکایت ولید کو بھیج دی تو اس کی اطلاع ملی اس نے بھی ایک عرضداشت بھیج دی جس میں کہا ہوا تھا کہ ”اکثر قتلے یرداز، شور و پشت اور منافق عراق سے جہاں وطن ہو کر مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں جا رہے ہیں، عمر بن عبد العزیز ان کو رفقہ رفقہ میں رکاوٹ ہے اس طرح حکومت و سلطنت میں ایک قسم کی کمزوری پیدا ہوئی، من سب نے کہ اسے معزوں پر دیا جائے چنانچہ ولید نے شعبان ۹۳ھ میں عمر بن عبد العزیز کو حکومت تاج سے معزول کر کے خالد بن عبد اللہ افسری کو مدینہ معظمہ اور عثمان بن حبان کو مدینہ منورہ کا گورنر بنادیا۔

خالد کے مدینے میں اقدامات۔ خالد نے مدینہ معظمہ میں پہنچ کر تمام اہل عراق کو زبردستی نکال دیا اور ان لوگوں کو جو عراقیوں کو اپنے ہمد میں ٹھہراتے یا ان کو کرائے پر مکانات دیتے تھا حکمانہ ڈرایا دھمکایا۔

حضرت سعید بن جبیر حبشہ کی تاج سے مخالفت۔ گورنر عبد العزیز کے زمانے میں اہل عراق، حجاج کے ظلم و ستم تک نہ بردہ معظمہ میں آجاتے تھے اور وہ یہاں پہنچ کر اس کے شر سے بچتے تھے، وہیں میں سعید بن جبیر حبشہ بھی آتے تھے جو حجاج کے خوف سے مدینہ جہاں آتے تھے نہ وہ تاج نے اس خوف کے مخالف ہمد راہینے پر تھریا تھا جس وجہ سے ان کے جان کی مخالفت پر کمزور بھی تو سعید بھی اس کے ساتھ ہو گئے عبد الرحمن شکست کھا کر گورنر اصفہان چلے گئے۔

سعید کی گرفتاری کا حکم۔ تاج نے گورنر اصفہان وان کے رفقہ رفقہ کو گورنر اصفہان نے سعید بن جبیر کو پروردہ تاج کے حکم سے آکاہ مروی سعید اصفہان سے گورنر اصفہان چلے گئے آئے ایک مدت تک ٹھہرے رہے پھر یہاں سے کعبہ اہل مدینہ آئے مدینہ معظمہ میں ان کے جیسے بہت آدمی تاج کے خوف سے بھاگ گئے تھے جن کا نام و نشان تاج کے آدمیوں کو بھی نہیں بتاتا تھا، خالد مدینہ معظمہ آیا تو ولید کا حکم صادر ہوا کہ عراق کے مشروروں کو

گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیج دو۔

سعید وغیرہ کی گرفتاری۔ اس نے سعید بن جبیر، مجاہد اور طلق بن حبیب کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس روانہ کر دیا طلق تو راستے میں دعویٰ اٹھایا کہ ایک کہہ کر چل دیئے اور سعید و مجاہد کو فہ پہنچے اور حجاج کے سامنے پیش کیے گئے حجاج نے سعید کو گالیاں دیں اور سخت برا بھدا کہا۔

حجاج اور سعید کی گفتگو۔ حجاج نے کہا میں جانتا تھا کہ تو مکہ میں ہے اور فلاں کے مکان میں ہے کیا میں نے تجھے اپنے کام میں شریک نہیں کیا تھا؟ اور کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی تھی؟ سعید نے ان باتوں کو تسلیم کیا پھر وہ بولا اچھا پھر کس چیز نے تجھے میری مخالفت پر ابھرا جواب دیا میں ایک انسان ہوں اور انسان سے کبھی غلطی ہو جاتی ہے۔ حجاج یہ سن کر خوش ہو گیا۔

گفتگو میں حجاج کا غصہ:۔ تھوڑی دیر تک ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہا اتفاقاً سعید کی زبان سے یہ جملہ نکل گیا کہ میری گردن میں اس کی (عبدالرحمن) بیعت تھی۔ حجاج کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا اور وہ غضبناک ہو کر بولا کیا میں نے تجھ سے مکہ میں ابن زبیر کے بعد عبدالملک کی بیعت نہیں کی تھی؟ اور پھر اس کی تجدید میں نے کوفہ میں نہیں کی تھی؟ غرض میں نے تجھ سے دوبارہ بیعت لی سعید نے اقراری جواب دیا۔

حجاج کے ہاتھوں سعید بن جبیر کی شہادت:۔ حجاج نے کہا اس طرح تو نے دو بیعتیں توڑیں اور رزیل بن رزیل (عبدالرحمن) کی ایک بیعت کا حق ادا کیا واللہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ سعید بولے بے شک اب میں واقعی سعید (خوش بخت) ہوں جیسا کہ میری ماں نے میرا نام رکھا ہے (یعنی میں اسم باسکی ہوں) حجاج نے لپک کر گردن اڑادی اور پھر جوش و مسرت سے تین مرتبہ ”لا الہ الا اللہ“ کہا پہلی مرتبہ نہایت وضاحت اور دوبارہ جدی جدی۔

حجاج کی بدحواسی:۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج اس دن بالکل مضبوط الحواس ہو گیا تھا بار بار قیودنا قیودنا کہتا لوگوں نے یہ سمجھ کر اس کا مطلب سعید بن جبیر کی قیود ہے لہذا سعید بن جبیر کا پاؤں پکڑ کر آدھی پنڈلی سے کاٹ دیا اس واقعہ کے بعد حجاج جب سوتا تو سعید بن جبیر کو خواب میں دیکھتا کہ اس کا دامن پکڑ کر کہتا ہے ”یا عدو اللہ فیما قتلنی“ (اے اللہ کے دشمن تو نے مجھے کس جرم میں قتل کیا ہے) پس حجاج خوف زدہ ہو کر جاگ اٹھا تھا اور یہ کہتا تھا میرا اور سعید کا یہ کیا معاملہ ہو گیا۔

حجاج کی وفات:۔ ماہ شوال ۹۵ھ میں گورنری عراق کے بیسویں برس حجاج کا پیام اجل آ گیا لہذا وفات کے وقت اس نے اپنے بیٹے عبداللہ بن حجاج کو اپنی جگہ اور یزید بن ابی کوفہ و بصرہ کی افواج پر اور یزید بن ابی مسلم کو صیخہ مال کا نگران مقرر کیا اس کے مرنے کے بعد ولید بن عبدالملک نے ان کی تقرری اور حجاج کے تمام اعمال کو برقرار رکھا۔

قتیبہ کو عبدالملک کا خط:۔ پھر قتیبہ بن مسلم گورنر خراسان کو اس مضمون کا خط لکھ بھیجا:

قد عرف امیر المومنین بلاءك وجهدك اعداء المسلمين وامیر المومنین رافعك صانع بك تحب فاتهم مغا زيك وانتظر ثواب ربك ولا تغيب عن امیر المومنین كتبك حتی كانی انظر الی بلادك و الشغل الذی انت فیہ .

بیشک امیر المومنین معلمائے دین کے دشمن کے خلاف تمہاری جدوجہد سے واقف ہیں۔ امیر المومنین تمہارے اعزاء و مرتبہ کو بند کرنے والے ہیں جس کی تمہیں تمنا ہے اپنی جنگوں کو پورا کرو اور اللہ تعالیٰ کے اجر کے منتظر رہو تم اپنی تحریرات اور خطوط کو امیر المومنین سے مت چھپاؤ حتیٰ کہ میں تمہارے مستعز علاقے اور کمپنڈ دیکھ لوں۔

محمد بن قاسم کی فتوحات:۔ ولید نے حجاج کے مقرر کئے ہوئے گورنروں میں سے کسی کو تبدیل نہ کیا جن دنوں محمد بن قاسم ملتان آیا سی زمانہ میں وہیں حجاج کے مرنے کی اطلاع ملی لہذا ”دروغزور“ کی طرف جس کو یہ فتح کر چکا تھا واپس آیا پھر یہاں سے لشکر منظم کر کے حبیب کی

کمن میں سلماس ۱ پر چڑھائی کی اہل سلماس نے اور اس کے ساتھ ہی اہل "سرشت" نے بھی اس کی اطاعت قبول کر لی بعد اس کے محمد نے کیرج ۲ پر فوج کشی کی "دوہڑ" مقابلہ کے لئے آیا محمد بن قاسم اس کو شکست دے کر قتل کر ڈالا اور تلوار کے زور سے شہر پر قبضہ کر کے جنگجوؤں کو قتل کر دیا اور کچھ کو قید کر لیا۔

سیلمان کی تخت نشینی ابن قاسم کی معزولی:۔۔۔ اس زمانہ میں محمد بن قاسم ہی سندھ کا گورنر رہا حتیٰ کہ سیلمان بن عبد الملک تخت خلافت پر بیٹھا اور اس نے محمد بن قاسم کو معزول کر کے یزید بن ابی کبشہ سلطنت کی جگہ مقرر کیا۔ یزید بن ابی کبشہ نے محمد بن قاسم کو گرفتار کر کے عراق بھیج دیا۔ محمد بن قاسم قید میں۔۔۔ صالح بن عبد الرحمن نے واسطہ کے قید خانہ میں ڈال دیا اور وہ حجاج کے اعضاء اقارب کے ساتھ اس کو بھی تکلیفیں دینے لگا یہ اس لئے کہ حجاج نے صالح کے بھائی آدم کو خوارزم کی تحریک وجہ سے قتل کر دیا تھا اور جب یزید بن ابی کبشہ سندھ میں آنے کے اٹھ روئے دن مر گیا تو سیلمان بن عبد الملک نے حبیب بن مہلب کو سندھ کا گورنر بنا دیا۔

حبیب بن مہلب گورنر سندھ:۔۔۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب سندھ کے بادشاہان اپنے اپنے ممالک پر دوبارہ قابض ہو گئے تھے اور حبشہ بن داہر برہمتا ۳ ہڈو واپس آ گیا تھا حبیب نے دریائے سندھ کے کنارے قیام کیا۔ اہل رور نے حاضر ہو کر اطاعت قبول کر لی اور جو لوگ اس سے لڑے ان کو حبیب نے تباہ کر دیا اس دوران سیلمان بن عبد الملک مر گیا اور عمر بن عبد العزیز تخت خلافت پر رونق افروز ہوئے۔

عمر بن عبد العزیز کی دعوت پر سندھ میں اسلام:۔۔۔ عمر بن عبد العزیز نے سندھ کے بادشاہوں کو خط لکھا اسلام کی دعوت دی اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے پر ان کا ملک اور ان کی جائیداد انھیں دینا اور غنود تقصیر اور مسلمانوں جیسا برتاؤ کرنے کا وعدہ کیا چنانچہ اس تحریر کے مطابق حبشہ بن داہر سمیت تمام حکام سندھ مسلمان ہو گئے کافرانہ نام تبدیل کر کے اسلامی نامی رکھ لئے۔

جنید اور حبشہ بن داہر:۔۔۔ اس سرحد پر عمر بن عبد العزیز کی طرف سے عمر بن مسلم باہلی مقرر تھا اس نے ہند کے بعض شہروں پر جہاد کیا اور کامیابی حاصل کی اس کے بعد ہشام بن عبد الملک کے عہد خلافت میں جنید بن عبد الرحمن سندھ کا گورنر بنا جب وہ دریائے مہران پر پہنچا تو حبشہ بن داہر نے دریا عبور کرنے سے اسے روکا اور یہ کہلوا یا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور مجھے ایک صالح مرد نے ان علاقوں کا حکمران بنایا ہے، میں تم سے مطمئن نہیں ہوں ہذا تم مجھے ضمانت دے دو۔

راجہ داہر کے مسلمان بیٹوں کا قتل:۔۔۔ جنید نے ضمانت نہ دی تو حبشہ باغی ہو گیا لہذا لڑائی چھڑ گئی حبشہ نے بہت روک تھام کی لیکن جنید نے لڑ بھڑ کر اپنی فوج کشتی پر اتار دی اور اس کو گرفتار کر کے قتل کر دیا حصہ بن داہر نے جنید کی بد عہدی کی شکایت کرنے کے لیے دار الخلافہ کا رخ کیا جنید نے اس کو نرمی اور پیار سے بلایا جب وہ آ گیا تو اس کو بھی قتل کر دیا۔

جنید کی مزید فتوحات:۔۔۔ ان واقعات کے بعد جنید نے کیرج (ہندوستان کا آخری حصہ) پر ان کی عہد شکنی کی وجہ سے فوج کشی کی اور کبشہ ۴ کے ذریعے سے شہر پناہ کی دیوار توڑ کر شہر میں گھس گیا جتنے سپاہی ملے سب کو قتل کر دیا عورتوں اور مردوں کو گرفتار کر کے لونڈی غلام بنالیا ماں و اسباب جتنا بھی پایا لوٹ لیا قبضہ کرنے کے بعد عمال کو مرند، مندل، منج اور یونج کی طرف روانہ کیا اور ایک لشکر "ارین" پر شب خون مارنے کے لیے بھیجا جس نے ارین کے شہروں کو لوٹ لیا اور جلا کر خاک کر دیا ان لڑائیوں میں جو مال غنیمت جنید کو حاصل ہوا اس کی تعداد چالیس کروڑ بیان کی جاتی ہے۔

جنید کی موت:۔۔۔ چونکہ ان مسلسل لڑائیوں سے تھک گیا تھا آرام کرنے کی غرض سے اس نے تمیم بن زید قنی کو عارضی طور پر اپنی جگہ مقرر کیا۔ دہل کے

۱۔ کمال ابن اثیر میں بجائے سلماس سیلمان لکھا ہوا ہے، جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۸۲)۔ ۲۔ اصل کتاب میں اس مقام پر سادہ جگہ ہے یہ نام میں نے کمال ابن اثیر سے نقل کیا ہے جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۸۲)۔ ۳۔ کمال ابن اثیر صفحہ ۲۸۲ جلد چہارم مطبوعہ مصر سے یہ نام لکھا گیا ہے اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔ مترجم کمال ابن اثیر مطبوعہ مصر چہارم جلد صفحہ ۲۸۳)۔ ۴۔ کبشہ زمانہ قدیم میں ایک آلہ لکڑی اور لوہے سے بنایا جاتا تھا اور اس کو شکست عملی آہستہ آہستہ چلاتے تھے جس سے بڑی بڑی مضبوط دیواریں منہدم ہو جاتیں تھیں اور بے آکے مینقہ کی طرح معدوم ہو گیا ہے۔

قریب تھوڑے دنوں بعد مرہا نہایت سست اور کامل تھا اس کے زمانے میں اسلامی فوج کے کمانڈر کے ہند کے علاقوں کو چھوڑ چھوڑ کر واپس چلے گئے تھے۔
حکم بن عوان کلبی۔ اس کے حکم بن کلبی ان علاقوں کا گورنر بنا ان دنوں اہل ہند میں بغاوت پھوٹ نکلی تھی اہل قصبہ کے سوا سب بانی ہوئے تھے
حکم نے ایک شہر بنایا ”نہاؤ محفوظ“ آباد کیا جو فوجی ضرورتوں کے لحاظ سے چھاؤنی کا کام دیتا تھا۔

محمد بن قاسم کا بیٹا ”عمر“: عمر بن محمد قاسم کی فاتح سندھ بھی اس کے ساتھ تھا اور بڑے بڑے ذمہ داری کے کام اس کے سپرد تھے محفوظ سے
اس نے نئی مرتبہ جب دیا اور کامیاب کامران واپس آیا، آہستہ آہستہ اس کی حکومت کا سکہ ملک کے گورنروں کے دلوں پر بیٹھ گیا۔

امنصورہ کی داغ بیل۔ اس نے ایک دوسرا شہر آباد کیا جس کا نام ”امنصورہ رکھایہ وہی امنصورہ ہے جو سندھ کا دار الحکومت رہا ہے تھوڑے ہی
عرصے میں دشمنان دین کے قبضے سے تمام ممالک سندھ دوبارہ چھین لیے۔ اور اپنے عدل و انصاف سے اہل ملک کو خوش کر دیا۔ کچھ عرصے کے بعد حکم کا
قتل ہو گیا ورنہ دولت امویہ مملکت ہند کے انتظام سے مجبور و معذور ہو گئی سندھ کے بقیہ حالات مامون الرشید کے حالات بیان کیے جائیں گے۔ (انشاء
مذتقلی)

کاشغر کی فتح: ۹۶ھ میں قتیبہ نے چین کے ارادے سے لشکر تیار کیا اور لشکریوں کو ان کے اہل و عیال سمیت لے کر نکلا اور سمرقند پہنچ کر ان لوگوں
کے قیام کا انتظام کرنے کے بعد چین پر حملہ کیا۔ نہر عبور کر کے مسلحہ ① کو گھاٹ پر ٹھہرایا کہ سپاہیوں کو بغیر اجازت واپس نہ آنے دے پھر فوج کے مقد
متہ تحیش کو کاشغر کی طرف بڑھنے کا حکم دیا جس نے کاشغر کو تلوار کے ذریعے فتح کر لیا بے حد مال غنیمت ہاتھ آیا قیدیوں کی گردنوں پر غلامی کی مہر گادی
قتیبہ کامیابی اور جہاد کے شوق میں چین تک بڑھتا چلا گیا۔

چین کے بادشاہ کو تفہیم اسلام: چین کے بادشاہ نے پیغام بھیجا کہ چند معزز آدمیوں کو جس میں ہمارے پاس بھیج دو جو تمہارے حالات اور
مذہب سے ہم کو آگاہ کریں۔ قتیبہ نے عرب کے دس مشہور آدمیوں کو جس میں ہیرہ بن شمرج کنانی بھی تھا عمدہ لباس کے ساتھ عمدہ گھوڑوں پر مختلف
سزوسان کے ساتھ بادشاہ چین کے پاس روانہ کیا اور یہ سمجھا دیا کہ بادشاہ سے کہہ دینا کہ اگر وہ مسلمان نہ ہو تو قتیبہ جب تک اس کے ملک کو تباہ کر
کے اس سے خراج نہ وصول کر لے ہرگز واپس نہیں جائے گا۔

بادشاہ کے دربار میں: پہلے دن بادشاہ کے دربار میں یہ لوگ اس ہیئت سے گئے کہ عمدہ اور قیمتی زنجیریں گلے میں پڑی ہوئی تھیں نفیس نفیس
چادریں، وزھے ہوئے تھے بالوں میں خوشبودار تیل لگا کر موزے پہنے ہوئے عطر لگائے ہوئے تھے بادشاہ چین ایک سکوت کے عالم میں بیٹھا ہوا ان
لوگوں کو دیکھتا رہا اور درباریوں نے بھی ان سے بات چیت نہ کی واپسی کے بعد درباری کہنے لگے یہ لوگ مرد نہیں عورتیں ہیں کیا کریں گے۔

چینیوں کی مسلمانوں کے بارے میں رائے: دوسرے روز پھر یہ لوگ گئے لیکن آج دوسرے لباس اور ہیئت میں تھے منقش اور رنگین
چادریں وزھے ہوئے تھے سروں پر ریشمی عمامے تھے اور لمبی لمبی عبا کیں پہنی ہوئی تھیں بادشاہ نے کچھ گفتگو نہ کی تھوڑی دیر بیٹھ کر واپس آ گئے ان کے
واپس آنے کے بعد یہ رائے قائم ہوئی کہ آج ان کی صورتیں مردوں سے ملتی ہیں۔

چینیوں پر ہیبت طاری: پھر تیسرے دن بلائے گئے تو اس حلیہ میں گئے ان کے سروں پر عماموں کے بجائے خود تھے زرہ بہتہ و رچا رہینہ
ہوئے کمر پر سوار لگی ہوئی نیزے آڑے کئے ہوئے ترکش اور کمانوں کو پشت پر لگائے ہوئے عربی گھوڑوں پر سوار ہو کر گئے اور تھوڑی ہی دیر میں واپس
آ گئے۔ آج کا منظر ایسا تھا کہ بادشاہ چین کے دل میں ان کی ہیبت سما گئی درباری انہیں دیکھ کر سہم گئے۔

بادشاہ کی ہیرہ سے گفتگو: چین کے بادشاہ نے ان کے سردار ہیرہ بن شمرج کو بلا کر مختلف لباسوں میں آنے کی وجہ پوچھی تو ہیرہ نے جواب
دیا پہلے دن ہم جس لباس میں آئے تھے وہ لباس گھروں میں پہننے کا ہے دوسرا لباس وہ ہے جس کو ہم اپنے امراء کی خدمت میں جاتے وقت پہنتے ہیں اور

① مسلحہ لشکر کے ہر حصہ کو کہتے ہیں جو کسی ضرورت کے لحاظ سے کسی راستہ پر ٹھہرا دیا جائے۔

تیسرے باس وہ ہے جس کو ہم دشمنوں کے مقابلے میں پہن کر جاتے ہیں، یا شاہیہ بن کر فیس پڑا۔

دھمکیوں کا تبادلہ پھر کچھ سوچ کر کہنے لگا تم نے میرے ملک کی وسعت دیکھ لی ہے اور تم کو یہ بھی معلوم ہے کہ مجھ کو کوئی شخص تم پر حملہ کرنے سے نہیں روک سکتا اور مجھے تمہاری کمی کے بارے میں معلوم ہے لہذا تم اپنے امیر سے جا کر کہہ دو کہ وہ یہاں سے اٹھے پاؤں واپس چلا جائے ورنہ میں ایسے لوگوں کو مقرر کروں گا جو تم سب کو ہلاک کر ڈالیں گے۔ ہمیرہ نے ترش رو ہو کر کہا ہم تم سے کسی طرح کم نہیں ہیں ہمارے سواروں کا سپہ حصہ تمہارے ملک میں ہوگا اور آخری حصہ زیتون کے باغوں میں ہوگا باقی رہی قتل کی دھمکی اس سے ہم کو کوئی خطرہ نہیں ہے اور نہ ہم دھمکی سے ڈرتے ہیں ہماری موت کا وقت مقرر ہے جب وہ آجائے گا تو اس سے زیادہ زندگی نہیں ہے اور بات تو یہ ہے کہ ہمارے امیر نے قسم کھالی ہے کہ جب تک تمہاری زمین کو روند نہ ڈالے اور تمہارے بادشاہوں کی گردنوں پر مہر لگا کر تم سے خراج وصول نہ کر لے ہرگز واپس نہ ہوگا۔

بادشاہ کا جواب: بادشاہ چین بولا ہم تمہارے امیر کی قسم پوری کر دیں گے۔ تھوڑی مٹی بھیجے دیتے ہیں اس کو پال کر دیں اور ہمارے ترکوں کی گردنوں پر مہر لگا دیں اور ہم ایسا ہیہ بھیجیں گے جس سے وہ خوش ہو جائے گا ہمیرہ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ بادشاہ چین نے ایک نوکری مٹی کی مٹگو کے ساتھ کر دیا اور تھوڑی سی نف و ہدا یادے کر رخصت کر دیا۔

کھودا پہاڑ نکالا چوہا: قتیہ کے پاس پہنچے تو اس نے مٹی کو اپنے پاؤں سے روند کر انگوٹھ پر غلامی کا نشان بنا کر واپس کر دیا اور جزیہ (خراج) جو اس نے بھیجا تھا قبول کر لیا اس کے اگلے ہی دن اپنے ملک واپس چل دیا اور ہمیرہ کو وفد کے ساتھ ولید کی طرف روانہ کیا۔ جب یہ فرات پر پہنچے تو ولید کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی۔

ولید بن عبد الملک کی وفات: پندرہویں جمادی الثانی ۹۶ھ کو (دمشق میں) ولید ① بن عبد الملک نے وفات پائی حضرت عمر بن عبد العزیز نے نماز جنازہ پڑھائی یہ بنی امیہ کا بہترین خلیفہ تھا اس نے تین مسجدیں بنوائیں۔ مسجد مدینہ منورہ، مسجد قدس (بیت المقدس) اور مسجد دمشق ② مسجد دمشق کی جگہ ایک کلیسہ تھا جس کو ولید نے گروا کر مسجد بنوائی تھی عمر بن عبد العزیز سے اس کی شکایت کی گئی تو جواب دیا کہ ہم تمہارا کلیسہ تم کو دے دیں گے البتہ ”کلیسہ تو ما“ گرا دیں گے کیونکہ شہر سے باہر ہے اور طاقت کے زور سے فتح کیا گیا ہے اور ہم وہاں مسجدیں بنائیں گے عیسائی یہ سن کر خاموش ہو گیا اور اپنے دعوے سے ہاتھ اٹھا لیا۔

ولید کے اوصاف و فتوحات: ولید کی خلافت کے زمانے میں اندلس ③ کا شہر، ہندو غیرہ ④ فتح ہوئے یہ بڑا نفیس مزاج متواضع تھا خوشبو میں ضیاع ⑤ کو پسند کرتا تھا سبزی فروش کے پاس سے گزرتا تو اس سے معلوم کرتا تھا ”یہ ڈھیر سبزیوں کا کس قیمت کا ہے“ جتنی قیمت بتاتا اس سے دگنی کر کے اس کو اتنی قیمت پر فروخت کرنا قبر آن شریف عام دنوں میں تین روز میں اور رمضان میں دو روز میں ختم کرتا تھا۔

سلیمان کی معزولی کی کوشش: اس نے اپنے بھائی سلیمان کو ولی عہدی سے معزول کر کے اپنے بیٹے عبد العزیز کی بیعت لینے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن سلیمان نے اس کا انکار کر دیا چنانچہ ولید نے اپنے گورنروں سے اس بارے میں خط و کتابت کی کسی نے سوائے حجاج، قتیہ اور بعض خاص امراء کے اسے قبول نہیں کیا پھر ولید نے سلیمان کو معزول کرنے کیلئے بلوایا مگر اس نے آنے میں تاخیر کی تو ولید خود اس کے پاس جانے کے لئے تیار ہو گیا ابھی تیاری ہی کر رہا تھا کہ پیام اجل آپہنچا۔

① ابو العباس اس کی کنیت تھی از تالیس برس کی عمر پائی نو برس آٹھ مہینے حکومت کی وفات کے وقت چند اولادیں اس کی موجود تھیں (المعارف ل. بن قتیہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۳۳)۔
 ② جامع دمشق کی بنیاد پڑی تھی تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۵۲)۔ ③ اندلس مکمل ۹۲ھ میں فتح ہوا تھا طارق بن زیاد، موسیٰ بن نصیر کے زیرِ دہرہ غلہ مہنے بارہ ہزار فوج کے لشکر کے ساتھ چڑھائی کی تھی اس کے بادشاہ کا نام آوریق تھا (تاریخ کامل ابن اثیر جلد چہارم مطبوعہ مصر)۔ ④ ان ملکوں کے علاوہ سی کے عہد خلافت ۸۰ھ ہجری میں بیکند، بنی راسرانیہ، مسمورہ، مسم، بحرہ فرسان اور ۸۸ھ ہجری میں جرثومہ، طوانہ اور ۸۹ھ میں جزیرہ منورہ، میورقہ اور ۹۱ھ میں نصف (قشب) کش، شومان، مداریں اور آذربائیجان کے چند قلعہ اور ۹۲ھ میں دہل کیراج، برہم، بلجہ، بیضاء، خوارزم، سمرقند، سغد اور ۹۴ھ میں کابل، فرغانہ، شاش، سندھ اور ۹۵ھ میں موقن، بوب اور ۹۶ھ میں طوس فتح ہو (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۵۲)۔ ⑤ ایک خوشبو کا نام ہے۔

سیمان کی بیعت: ولید بن عبد الملک کے مرنے کے بعد اسی دن سلیمان بن عبد الملک کے ہاتھوں پر لوگوں نے ایلہ میں بیعت کر دی۔ تخت خلافت پر بیٹھے ہی نظام میں مصروف ہو گیا عثمان بن حبان رمضان ۹۶ھ کے آخر میں مدینہ منورہ سے معزول کر کے ابو بکر بن محمد بن حزم کو گورنر مقرر کر دیا حجاز کے مقرر کئے ہوئے گورنروں کو عراق سے معزول کر کے یزید بن مہلب کو مصرین (کوفہ و بصری) کی حکومت دی اس سے پہلے یزید بن ابی مسلم گورنر تھا لہذا یزید نے اپنے بھائی زیاد کو عمان کا گورنر بنا کر بھیجا۔

سلیمان اور حجاج کی مخالفت: چونکہ سلیمان بن عبد الملک کو حجاج اور اس کے گورنروں سے ایک قسم کا رنج تھا اور اس کے ظلم و ستم کی شکایتیں اکثر پہنچی کرتی تھیں اسی وجہ سے اس نے تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی یزید بن مہلب کو آل ابی عقیل (یعنی حجاج کی قوم) کو ذلیل و خوار کرنے کا حکم دیا و صرح طرح کی سزائیں ان کے لیے مقرر کر دیں یزید نے اپنی طرف سے عبد الملک بن مہلب کو اس کام پر مقرر کر دیا۔

قتیبہ بن مسلم کی بغاوت: جوں ہی سلیمان بن عبد الملک تخت خلافت پر بیٹھا تو قتیبہ کے ہوش و حواس جاتے رہے کیونکہ اس نے سیمان کو معزول کرنے میں ولید کی حمایت تھی۔ اس نے خیال سے کہ کہیں سلیمان خراسان کی گورنری مجھ سے چھین کر یزید بن مہلب کو نہ دے دے لوگوں کو اس کی مخالفت ختم کرنے پر ابھارنے لگا۔

قتیبہ کا سیمان کو خط: اسے اس پر بھی صبر نہ آیا تو ایک خط ۱۰ اس مضمون کا کہ ”آگے مجھے جس عہدہ پر میں ہوں برقرار نہیں رکھو گے اور امن نہیں دوں گے تو میں بے شک تم کو خلافت سے معزول کر دوں گا اور اتنے زیادہ سوار و پیدل سپاہی جمع کروں گا کہ تمہارا قافیہ تنگ ہو جائے گا“ لکھ کر قاصد کے ذریعے سیمان کے پاس روانہ کر دیا۔

سلیمان کا قتیبہ کے مطالبات کی منظوری کا حکم: سلیمان نے اس کو امن دے دیا اور سند گورنری خراسان کی لکھ کر اپنے قاصد کے حوالے کر دی اور مزید احتیاط کے خیال سے اپنا ایک اور قاصد ساتھ روانہ کر دیا حلوان میں جب یہ دونوں قاصد پہنچے تو معلوم ہوا کہ قتیبہ نے سیمان بن عبد الملک کی مخالفت پر کمر باندھ لی ہے (اس وجہ سے سلیمان کا قاصد واپس آ گیا)۔

قتیبہ کے بھائیوں سے مشورے: قتیبہ نے روانہ کرنے کے بعد سلیمان کی معزولی کے بارے میں اپنے بھائیوں سے مشورہ کیا (عبدالرحمن بن مسلم، امی اس کے بھائی نے کہا خط کے جواب کا تو انتظار کر لو اور اگر خلع خلافت سے ہٹانا ہی مد نظر ہے تو سمرقند چل کر قیام کرو اور وہاں پر اس کام کو شروع کرو عبداللہ بن مسلم (اس کے دوسرے بھائی) نے یہ رائے دی کہ جہاں تک ممکن ہو اس کام کو جلدی کے ساتھ انجام دو۔

قتیبہ کی کوششیں: قتیبہ نے اس رائے سے اتفاق کیا اور لوگوں سے سلیمان اور اس کے عمال کی برائیاں بیان کر کے خلع خلافت سے ہٹنے کو کہا مگر اس نے منظور نہیں کیا۔ اس پر قتیبہ کو غصہ آ گیا ایک ایک قبیلہ کو گالیاں دے کر ان کی برائیاں اور مذمتیں بیان کیں اپنی اپنے باپ کی اپنے قبیلہ اور شہر کی تعریف کی۔ اس سے لوگوں کے تیور بدل گئے اور غصہ سے ہتکھیں سرن ہو گئیں سب کے سب سلیمان کے بجائے قتیبہ کو ہٹانے اور اس کی مخالفت پر تل گئے قتیبہ کے دوست اور مشیر ملامت کرنے لگے تو قتیبہ نے جواب دیا جب تم لوگوں نے میری بات کو منظور نہیں کیا تو مجھے غصہ آ گیا اور باس غصہ کی حالت میں میں نہیں جانتا کہ کیا کہہ گیا۔

۱ تاریخ کامل ابن اثیر جلد پنجم صفحہ ۵۵ مطبوعہ مصر میں لکھا ہے کہ قتیبہ نے تین خط یکے بعد دیگرے سلیمان کو تحریر کیے تھے اور تینوں خطوط ایک ہی قاصد کی معرفت بھیجے تھے ورنہ سمجھا دیتا تھا کہ اگر سیمان سید خط پڑھ کر یزید کو دے دے تو دوسرا خط دینا پس اگر اس کو بھی پڑھ کر یزید کو دے دے تو تیسرا خط دینا اور اگر پہلا ہی خط پڑھ کر خدائے مہربان سے خط یزید کے حوالے نہ کرے تو باقی دونوں خطوط نہ دینا۔ پہلے خط میں سلیمان کو تخت خلافت پر بیٹھنے کی مبارک باد دی تھی اور اپنی حسن خدمات اور کارگزاریوں کا اظہار کیا تھا اور یہ بھی اسی خط میں تحریر کیا تھا کہ اگر مجھے آپ میرے عہدہ برقرار رکھیں تو میں اسی طرح رہوں گا جیسا کہ عبد الملک اور ولید کا فرماں بردار تھا دوسرے خط میں اپنی عظمت و جلال و ہیبت و ملوک گیم سے ڈرنے کا حال اور اہل مہلب کی برائیاں لکھی تھیں اور اس بات کو بھی ظاہر کیا تھا کہ اگر یزید بن مہلب کو خراسان کا گورنر مقرر کرو گے تو میں اس کو معزول کر دوں گا تیسرے خط میں لکھا تھا کہ اگر تم میری مخالفت کرو گے تو میں تمہیں خلافت سے ہٹا دوں گا سلیمان نے پہلا اور دوسرا خط پڑھ کر یزید کو دے دیا لیکن تیسرے خط پڑھتے ہی چہرہ کارن متعجب ہو گیا اور اس کو سربمہر کر کے اپنے پاس رکھ لیا اور رات کے وقت قاصد کو بلا کر انعام دیا اور سند گورنری خراسان لکھ کر اپنے خاص قاصد کے ساتھ روانہ کر دی۔

قتیبہ کی مخالفت شروع: سب سے پہلے ازد نے سرگوشیاں شروع کیں اور حصین بن منذر کے پاس گیا اور ایک زبان ہو کر کہنے لگا تمہاری کیا رائے ہے قتیبہ تو ہم کو فتنہ اور فساد دین کی طرف بلارہا ہے اور گالیاں دے رہا ہے۔ حصین نے اس کی کارگزاری اور لڑائیوں کی تعریف کر کے کہا خراسان میں مصر والے زیادہ ہیں اور زیادہ تر تمیم والے بھی وہیں موجود ہیں اور یہ لوگ اپنے سوا کسی کی سرداری پر راضی نہیں ہوں گے۔ اگر تم ان کی مخالفت کرو گے تو یہ لوگ فتنہ کے معاون و مددگار بن جائیں گے اور میں اس کام کے لیے وکیع ❶ کو زیادہ مناسب سمجھتا ہوں اور چونکہ نے وکیع کو معزول (مولیٰ بنی شیبان) نے بھی حصین بن منذر کی تائید کی لوگ درپردہ ایک دوسرے سے ملنے جلنے اور اس کے بارے میں سرگوشیاں کرنے لگے۔

وکیع کے ہاتھ قتیبہ کے خلاف بیعت: حبان نبطی ❷ نے وکیع کو راضی کرنے کا بیڑہ اٹھالیا قتیبہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے اپنے خادم کو یہ حکم دیا کہ جس وقت حبان میرے پاس آئے قتل کر دینا۔ اتفاق سے دوسرے خادم نے اس کو سن لیا اور اس نے جمع ہو کر وکیع کے پاس گئے اور قتیبہ کی معزولی اور مخالفت کرنے کے لیے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

قتیبہ کے خلاف بیعت کرنے والے: بیعت کرنے والوں میں اہل بصری ہمالیہ کے نو ہزار جنگجو بکر کے ساتھ ہزار جنگجو جن کا سردار حصین بن منذر تھا اور تمیم کے دس ہزار جنگجو جن کا ابن زحرامیر تھا مولیٰ (آزاد غلام) سات ہزار جو کہ حبان نبطی کے ماتحت تھے موجود تھے کہا جاتا ہے کہ یہ ”دیلم“ سے تعلق رکھتا تھا اور نبطی لکنٹ کی وجہ سے کہتے تھے اس نے وکیع سے یہ شرط منوالی تھی کہ نہر بلخ کے مشرقی جانب کا خراج جب تک میں زندہ رہوں مجھے معاف کر دیا جائے وکیع نے اس کو منظور کر لیا۔

وکیع کی گرفتاری: رفتہ رفتہ یہ خبر قتیبہ کے کانوں تک پہنچ گئی۔ ضرار بن سنان خسی نے بھی درپردہ جب وکیع کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی تو بھی قتیبہ تک یہ خبر پہنچ گئی قتیبہ نے وکیع کو بلوایا مگر وکیع نے بیماری کا بہانہ بنا کر دیا قتیبہ نے صاحب شرط (سپرٹنڈنٹ پولیس) کو وکیع کی گرفتاری کے لیے بھیجا اور یہ حکم دیا کہ اگر وہ آنے سے انکار کرے تو اس کا سر اتار لانا وکیع یہ پیغام سن کر گھوڑے پر سوار ہوا اور لوگوں میں اعلان کر دیا کہ چاروں طرف سے لوگ جھرمٹ باندھ کر آ گئے۔

قتیبہ کے رشتہ داروں کی بغاوت: قتیبہ کے پاس بھی اس کے گھرانے والے اور خواص و احباب اور قریبی رشتہ دار جمع ہو گئے منادی ایک ایک قبیلہ کا نام لے کر پکارنے لگا مگر سب الٹا پلٹا جواب دینے لگے جب وہ کہتا ابن بنو فلاں تو وہ لوگ بول اٹھتے تھے ”کیسے تم نے ذلیل کیا پھر منادی نے قتیبہ کے کہنے سے پکار کر کہا۔ اللہ کو یاد کرو تعلقات کا خیال کرو بلوایوں نے جواب دیا تم نے صلہ رحمی کو منقطع کیا ہے پھر منادی نے آواز دی تم پر میرا عتاب ہے بلوائی بولے نہیں اللہ ہمارے لیے کافی ہے۔

قتیبہ کے خلاف بوہ شروع: قتیبہ نے ان لوگوں کی مدد سے ناامید ہو کر سواری کے لیے گھوڑا طلب کیا بلوایوں نے روک دیا مجبور ہو کر قتیبہ اپنے خاص کمرے میں چلا گیا اس دوران حبان نبطی عجمیوں کو لے کر آ گیا قتیبہ کے بھائی عبداللہ نے بلوایوں پر حملہ کرتے ہوئے کہا مگر حبان نے بہانہ کر دیا۔

حبان نبطی: حبان نے اپنے بیٹے سے مخاطب ہو کر کہا ”دیکھنا جب میں اپنی ٹوپی الٹ دوں گا اور میں لشکر وکیع کی طرف مڑ جاؤں تو تم بھی عجمی لشکر لے کر فوراً آ جانا“ لہذا جب حبان نے اپنی ٹوپی الٹ دی تو عجمی لشکر باندھ کر وکیع کے پاس پہنچ گیا۔

قتیبہ اور اس کے بھائی کا قتل: قتیبہ کے بھائی صالح کو تیر مارا گیا چنانچہ وہ زخمی ہو گیا اور قتیبہ کے پاس اٹھا کر لایا گیا اس کے بعد بلوایوں نے ہڑپ دیا شور و غل مچاتے ہوئے عبدالرحمن تک پہنچ گئے جس جگہ قتیبہ کے اونٹ اور سواری کے گھوڑے بندھے ہوئے تھے اس میں آگ لگادی اور بوٹے ہوئے خیمہ تک پہنچ گئے اور رسیاں کاٹ دیں جس سے خیمہ گر گیا قتیبہ کا بدن زخموں سے چور ہو گیا اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا بلوایوں نے فوراً سر اتار لیا۔

❶ (البدلیۃ والہانہ یہ جلد ۹ صفحہ ۱۶۷) پر وکیع بن ابوالاسود تحریر ہے۔ ❷ (البدلیۃ والہانہ یہ جلد ۳ صفحہ ۷۶) پر حبان کے بجائے حبان نبطی تحریر ہے۔

مقتولین کے نام اس واقعہ میں اس کے ساتھ اس کے بھائی عبدالرحمن، صالح، حصین بن عبدالکریم، مسلم اور اس کے بہت سے بیٹے مارے گئے بعض مورخ کہتے ہیں کہ عبدالکریم قزوین میں مارا گیا تھا غرض وہ لوگ جو قتیہ کے خاندان سے تھے اور اس واقعہ میں کام آئے یہ وہ مرد تھے جنہیں مسد قتیہ کا بھائی اپنے ماموں بنی تمیم کی وجہ سے بچ گیا۔

قتیہ کے قتل کے بعد قتیہ کے قتل کے بعد وکیع منبر پر چڑھا اور اپنی اور اپنے ماموں کی تعریف میں اشعار پڑھے قتیہ کی مذمت بیان کی اور ساتھیوں کے ساتھ حسن سلوک کا وعدہ کیا اس کے قتیہ کا سر اور انگوٹھی از دے واپس مانگی اور نہ دینے پر ڈرایا دھمکایا لہذا بنو از د نے سر اور انگوٹھی اس کو پیش کر دی۔ جسے اس نے سلیمان بن عبدالملک کی خدمت میں بھیج دیا اور حیان نبطی جو وعدہ اقرار کیا تھا اس کو پورا کیا۔

گورنر عراق یزید بن مہلب: جب سلیمان بن عبدالملک نے یزید بن مہلب کو صوبہ عراق کا گورنر بنایا اور صیغہ جنگ، امانت اور خراج پر بھی اس کو مقرر کرنا چاہا تو اس نے اس خیال سے کہ اگر میں خراج وصول کرنے میں سختی کروں گا تو حجاج کی طرح میری بھی برائیاں عامگیر ہو جائیں گی اور سر کوتاہی و نرمی کا برتاؤ کروں گا تو سلیمان کو ناگوار گزرے گا یہ خدمت قبول کرنے سے معذرت کر لی اور سلیمان بن عبدالملک نے یزید کے کہنے سے صالح بن عبدالرحمن (خادم تمیم) کو صیغہ مال (خراج پر متعین کر کے یزید سے پہلے روانہ کر دیا)۔

خراسان کا گورنر بننے کا شوق: لہذا جب یزید عراق آیا تو صالح نے اسے جنگ کرنا شروع کر دیا اور تو کچھ نہ بن پڑا یزید کی فصول خرچی پر اعتراض کرنے لگا (اس کے دسترخوان پر ہزار خوان آتے تھیں ان کی قیمت کٹوانے کو کہا) یزید اس کی تنگ ظرفی سے تنگ ہو رہا تھا کہ خراسان سے قتیہ کے مارے جانے کی خبر آگئی اور اس کے دل میں خراسان کی گورنری کا شوق پیدا ہو گیا فوراً عبداللہ بن الہتم کو سمجھا بھجا کہ سلیمان کے پاس ایک قاصد کے ساتھ روانہ کیا اور یہ تاکید کر دی کہ سلیمان پر میری تمنا ظاہر نہ ہونے پائے۔

سلیمان کی یزید کے قاصد سے گفتگو: سلیمان ملاقات کے وقت علی سمیل تذکرہ کرنے لگا ”یزید نے مجھے مکھا ہے کہ تم عرق اور خراسان کا حال اچھی طرح جانتے ہو“ عبداللہ بن الہتم نے جواب دیا ہاں امیر المومنین میں وہیں پیدا ہوا نشوونما پائی سلیمان وہاں کے گورنر کے بارے میں مشورہ کرنے لگا جس کو بھی نامزد کرتا تھا عبداللہ بن الہتم اس پر کوئی نہ کوئی عیب لگا دیتا تھا موقع پا کر وکیع کی بد عہدی اور بے وفائی کا بھی ذکر کر دیا سلیمان نے مجبور ہو کر کہا اچھا تم ہی کسی کو نامزد کرو۔

تدبیر کے ذریعے یزید کی نامزدگی: عبداللہ بن الہتم نے عرض کیا اگر امیر المومنین اخفاء راز کا وعدہ فرمائیں اور یہ بھی اقرار کریں کہ میں جس کو نامزد کروں گا اس کو یہ معلوم ہو جائے تو مجھے اس کے شر سے بچائیں گے کیونکہ وہ اس کو پسند نہیں کرے گا سلیمان بن عبدالملک نے ہر مجھے یہ سب شرطیں منظور ہیں عبداللہ بن الہتم نے عرض کیا وہ یزید بن مہلب ہے سلیمان بن عبدالملک اس پر تعجب ہوا اور متحیر ہو کر ہوا اس کو تو عرق زیادہ پسند ہے عبداللہ بن الہتم نے کہا میں جانتا ہوں کہ اس کو یہ ناگوار گزرے گا لیکن جب آب کا حکم صادر ہوگا تو چاروں چار عراق پر کسی کو اپنا نائب بنانا خراسان کی گورنری پر چل جائے گا۔

یزید بن مہلب گورنر خراسان: چنانچہ سلیمان بن عبدالملک نے اس مشورہ کے مطابق یزید بن مہلب سند خراسان لکھ دی اور ایک قاصد کی معرفت بہرائی عبداللہ بن الہتم روانہ کیا۔

یزید کی خراسان روانگی: یزید بن مہلب نے گورنر خراسان بننے ہی پہلے اپنے بیٹے مخاذ کو خراسان روانہ کیا اس کے بعد واسط کا جراح بن عبداللہ حنکی کو اپنا نائب بنایا بصری کا عبداللہ بن ہلال کلابی کو اور کوفہ پر حرمہ بن عمیر لخمی کو مقرر کر کے خراسان کی طرف کوچ کیا لیکن اس کو چند مہینے بعد معزول کر کے بشیر بن حیان نہدی کو مقرر کر دیا چونکہ قیس کا خیال تھا کہ قتیہ نے سلیمان بن عبدالملک کی خلافت سے انکار نہیں کیا تھا اس وجہ سے وہ لوگ قتیہ کے خون کا بدلہ طلب کر رہے تھے۔

سلیمان بن عبدالملک نے یزید کو ایک ہدایت نامہ بھیجا اگر بنو قیس قتیہ کی بیعت توڑنے پر گورہی پیش کر کے ثابت کر دیں تو وکیع کو قید کی سزا

دے دینا۔

صوائف شام کے حالات۔ حضرت امیر معاویہ کی وفات کے بعد فتنہ و فساد اور خانہ جنگیوں کے باعث صوائف شام ۱۰ بالکل بیکار و معطل ہو گئے تھے عبد الملک کے عہد حکومت میں جس وقت آپس کی نا اتفاقی حد سے بڑھ گئی تو رومیوں نے موقع پا کر مسلمانان شام پر لشکر کشی کر دی تھی عبد الملک نے قسطنطنیہ کے گورنر سے دب کر اس شرط پر صلح کر لی تھی کہ ہر جمعہ کو ایک ہزار دینار ادا کریگا، یہ واقعہ ۷۷۷ء کا ہے۔ جب کہ امیر معاویہ کی وفات ہوئے دس برس گزر چکے تھے پھر جب معصب کو شہید کیا گیا اور خانہ جنگیوں کا خاتمہ ہو گیا تو موسم گرما ۷۷۷ء میں ایک لشکر روانہ کیا گیا جس نے قیساریہ کو فتح کیا۔

محمد بن مروان کی تقرری اس کے بعد عبد الملک نے ۷۷۷ء میں جزیرہ اور آرمینیا پر اپنے بھائی محمد بن مروان کو مقرر کیا موسم گرما سے آتے ہی محمد بلوروم میں گھس پڑا اور بہت برے طریقے سے رومیوں کو شکست دی، آرمینیا کی سوشری جانب سے عثمان بن ولید چار ہزار فوج لے کر داخل ہو رہا تھا رومیوں نے ساتھ ہزار فوج لے کر مقابلہ کیا لیکن میدان مسلمانوں کے ہاتھ میں رہا عثمان بن ولید نے نہایت بہادری کے ساتھ ان کو پسپا کر کے ہزاروں کو قتل اور قید کر لیا۔

محمد کی روم پر چڑھائی۔۔۔ اس کے بعد ۷۷۷ء میں محمد بن مروان نے بلاد روم پر دوبارہ فوج کشی کی اور جہاد کے جوش میں انبولیہ تک بڑھتا چلا گیا، دوسرے سال صائفہ کے لشکر کے ساتھ مرعش کے راستے بلاد روم کی طرف بڑھا ان کے اکثر شہروں کو پامال کر دیا پھر رومیوں نے اگلے سال عتیق کی طرف سے خروج کیا محمد بن مروان نے دوبارہ مرعش کا جانب سے ان کی روک تھام کی پھر ۷۷۷ء میں ملطیہ کے راستے جہاد کیا اور ۷۷۷ء میں صائفہ کے ساتھ وید بن عبد الملک بھی روم میں داخل ہو گیا اور نہایت سخت خون ریزی کے بعد واپس آیا۔

عبد الملک کا انطاکیہ پر شب خون:۔۔۔ ۷۷۹ء میں رومی بادشاہ اہل انطاکیہ پر شب خون مار کر کامیابی کے ساتھ اپنے ملک موٹ آیا ہذا عبد الملک نے ۷۸۱ء میں اپنے بیٹے عبید اللہ کو روم پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا چنانچہ عبید اللہ نے فالقیہ کو فتح کیا پھر ۷۸۲ء میں آرمینیا میں بغاوت پھوٹ نکلی محمد بن مروان اسے ختم کرنے کے لیے گیا لڑائی ہوئی اور آخر کار درخواست اہل آرمینیا سے مصالحت ہو گئی اور ابو شیخ بن عبد اللہ کو اس کا گورنر بنایا گیا جس کو اہل آرمینیا نے بعد میں عہد شکنی کر کے قتل کر دیا تب محمد بن مروان نے ۷۸۵ء میں ان کے خلاف جہاد کیا وہ موسم گرما اور موسم سرما میں برابر لڑتا رہا۔

مسلمہ بن عبد الملک کی فتوحات:۔۔۔۔۔ اس کے بعد مسلمہ بن عبد الملک نے بلاد روم پر چڑھائی کی اور دو چار شہروں کو فتح کر کے واپس آ گیا اور ۷۸۷ء میں مصیصہ کے راستے دوبارہ بلاد روم واپس آ گیا اور متعدد قلععات کو کامیابی کے ساتھ فتح کر لیا ان میں سے قلعہ لوق، احزام، بولس اور نیمقم بھی مقیم تھے ایک ہزار عرب مستعربہ لڑنے والوں کو یہ تیغ کر کے ان کی عورتوں اور لڑکوں کو لے کر لونڈی اور غلام بنالیا۔

عباس بن ولید کی فتوحات:۔۔۔ پھر ۷۸۹ء میں مسلمہ نے اور عباس بن ولید نے بلاد روم پر جہاد کیا مسلمہ نے قلعہ سوریہ اور عباس نے قلعہ اردولیہ کو فتح کر لیا رومیوں کے ایک نڈی دل لشکر سے اس قلعہ پر لڑائی ہوئی چنانچہ عباس نے نہایت مردانگی سے اس کو پسپا کر دیا، بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ مسلمہ نے عموریہ پر حملہ کیا تھا رومیوں کا ایک بہت بڑا لشکر اس کی حمایت کے لئے آیا لیکن مسلمہ نے ان کو شکست دے کر ہر قلعہ اور قصبہ پر اپنی کامیابی کے جھنڈے گاڑ دیئے اسی زمانہ میں دوسری جانب سے صائفہ کے ساتھ عباس نے جہاد کیا تھا۔

مسلمہ بن عبد الملک ترکوں کے خلاف:۔۔۔ پھر ۷۸۹ء میں مسلمہ بن عبد الملک نے آذربائیجان کی طرف سے ترکوں پر حملہ کیا چند قلعے اور شہر فتح کئے، ۷۹۰ء میں سوریہ کے پانچوں قلععات کو تلوار کے زور سے لڑ کر فتح کر لیا اور عباس جہاد کرتا ہوا اردن اور سوریہ تک پہنچ گیا۔

عبد العزیز بن ولید کی فتوحات:۔۔۔ ۷۹۱ء میں عبد العزیز بن ولید صائفہ پر مسلم بن عبد الملک کے ساتھ حملہ آور ہوا اور چونکہ ولید نے اپنے چچا محمد بن مروان کو معزول کر کے جزیرہ اور آرمینیا پر مسلمہ کو مقرر کر دیا تھا لہذا اس نے ترکوں پر آذربائیجان کے راستے جہاد کیا اور فتح کرتا ہوا ”باب“ تک پہنچ گیا۔

۱ صوائف وہ لشکر ہے جو موسم صیف (گرمی) میں حدود مملکت اسلامیہ کی حفاظت اور کفار سے جنگ کرنے پر مامور ہوتا ہے۔

یہ پھر ۹۲ھ میں جہاد کیا اور تین قلعے فتح کر کے ”اہل سرسنہ“ کو بلاد روم کی طرف جلا وطن کر دیا۔

عباس اور مروان بن ولید: اس کے بعد ۹۳ھ میں عباس و مروان بن ولید اور مسلمہ نے بلاد روم کا رخ کیا عباس نے ”سبیطہ“ کو مروان نے ”خنجر تک“ مسلمہ نے ”شیر و حصن الحدید اور غزالہ کو“ میلطہ“ کی جانب سے فتح کر لیا اور ۹۴ھ میں عباس کے ہاتھ سے انطاکیہ اور عبدالعزیز بن ولید کے ہاتھ سے دوبارہ غزالہ فتح ہوئے۔

ولید بن ہشام کی فتوحات: اسی زمانہ میں ولید بن ہشام معیطی ”مروج الحمام“ تک اور یزید بن ابی کبشہ سرزمین سورہ تک فتح کرتا ہو پہنچ گیا تھا ۹۵ھ میں ہر قلعہ و لوں نے عساکر اسلامیہ کو دوسری طرف مصروف دیکھ کر بغاوت کی عباس نے ان کے جوش کو ختم کر کے دوبارہ فتح کر لیا۔

مسلمہ اور عمر بن ہبیرہ: آغاز ۹۶ھ میں مسلمہ نے سرزمین رضاحیہ پر جہاد کر کے جس کو رضاع نے اس سے پہلے فتح کر لیا تھا دوبارہ فتح کر لیا تھا، عمر بن ہبیرہ نے دریا کے راستہ سرزمین روم پر فوج کشی کی اور ایام سرما وہیں گزارے گرمی آتے ہی سلیمان بن عبدالملک نے اپنے بیٹے دؤد کی کمان میں ایک شکران کی کمک کے لئے روانہ کیا جس نے قلعہ مراۃ کو لڑ کر فتح کیا، ۹۸ھ میں باشاہ روم کا انتقال ہو گیا القون (یا الہیون) نے دوبار خلافت میں حاضر ہو کر اس کی اطلاع دی اور روم کو فتح کرانے کا بیڑہ اٹھایا۔

دابق سے لشکر کی روانگی: سلیمان بن عبدالملک یہ سن کر دابق چلا آیا پھر یہاں سے ایک عظیم الشان لشکر اپنے بھائی مسلمہ کے ساتھ قسطنطنیہ کی طرف روانہ کیا قسطنطنیہ پہنچ کر مسلمہ نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ہر شخص دو دو غلہ ① اپنے ساتھ لیتا چلے اور لشکر گاہ میں جمع کر لے لہذا دیکھتے ہی دیکھتے پہاڑوں کی طرح غلہ کا انبار ہو گیا پھر مسلمہ نے لکڑی اور پتھر سے سپاہیوں کے رہنے کے مکانات بنوائے اور کاشتکاری کا حکم دے دیا۔

قسطنطنیہ کا محاصرہ: ... اس کے ساتھ ہی محاصرہ بھی کر لیا اسلامی فوج نے گرمی اور سردی کے موسم وہیں گزارے کھیتی اور بوٹ مار کا غلہ خرچ کرتے تھے اور پہلے سے جو جمع کیا گیا تھا وہ انبار کا انبار رکھا ہوا تھا اہل قسطنطنیہ نے محاصرہ ختم کرنے کی بہت کوشش کی لیکن ناکام رہے مجبور ہو کر فی ۱۰ دمی ایک دینار جزیہ دینے پر صلح کی درخواست کی مسلمہ نے اس کو منظور نہیں کیا۔

القون اور قسطنطنیہ کی سازش: تو قسطنطنیہ کے گورنر نے القون سے ایک سازش کی اور کہلوا لیا کہ اگر تم مسلمانوں کو کسی حکمت عملی سے ناس دو تو ہم تم کو نصف پر قبضہ دے دیں گے القون مسلمہ کے پاس آیا اور جھانسہ دیا کہ اگر تم اپنے کھیتوں اور غلہ کو جلا دو گے تو رومی یہ یقین کر کے تم سے ضرور جنگ کرنے شہر سے باہر آ جائیں گے اس وقت تم نہایت آسانی سے ان کو گرفتار کرو گے اور موجودہ حالت میں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک تمہارے پاس غلہ موجود رہے گا اور تم لوگ کاشتکاری کرتے رہو گے صف آرائی نہیں کرو گے۔

مسلمہ کو جھانسہ اور مصیبت: سادہ لوح مسلمہ نے اس وقت اس کے جھانے میں آ کر کھیتوں اور غلے کے انبار کو جلا دیا رومیوں کو اس سے بہت قوت پہنچ گئی اور القون اسلامی فوج سے علیحدہ ہو کر رومیوں سے جاملانچ ہوئی لڑائی کا دروازہ کھلا ہوا تھا زیادہ دن نہیں گزرنے پائے تھے کہ اسلامی فوج بھوک کی شدت سے مرنے لگی گھوڑوں، کھالوں اور درخت کی جڑوں اور پتوں کو کھانا شروع کر دیا۔

مصیبت کے بعد صقالہ پر قبضہ: سلیمان بن عبدالملک ان دنوں دابق میں مقیم تھا اس دوران موسم سرما بھی آ گیا اس وجہ سے سلیمان ان غریب اوطان سپاہیوں کو کمک نہ بھیج سکا حتیٰ کے اس کا انتقال ہو گیا برجان میں مسلمہ کو مصیبت میں دیکھ کر حملہ کر دیا، مگر چہ مسلمہ کی جماعت تھوڑی اور کمزور تھی لیکن انہوں نے بہادری کے ساتھ سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا اور صرف مقابلہ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کو شکست دے کر اس کے شہر (صقالہ) پر قبضہ کر لیا۔

ولید اور داؤد کی فتوحات: اسی سن میں ولید بن ہشام اور داؤد بن سلیمان نے روم پر حملہ کیا چنانچہ داؤد نے قلعہ مراۃ کو جو ملطیہ کے قریب تھا

① مد باصم ایک دزن جو اہل عراق کے نزدیک دور ظل اور اہل حجاز کے نزدیک ایک رطل و ثلث رطل کا ہوتا ہے اور مغرب میں ہے کہ شام میں مد اس پیمانہ کو کہتے ہیں جس میں پندرہ ملک ساجائے اور کوک ڈیڑھ صاع اور صاع سوا سیر یعنی سورہ پیر بھر کا ہوتا ہے اقرب المور و جلد دوم بیروت صفحہ ۱۱۹۲۔

۹۹ھ میں عمر بن عبدالعزیز نے مسلمانوں کو جن دنوں وہ زمین روم میں تھا جہاں رہنے والے فوجیوں کے ساتھ ہی اس کے بے شمار مسلمانوں کو سارا مال غنیمت دینے کا وعدہ کر کے ساز و سامان اور کھانے پر بارے جانوروں کے ساتھ جہاں پہنچا وہاں یہاں مسلمانوں کو ان کی مدد اور مدد بدیت کی اس کے بعد اہل طرندہ ① کو مصیبت کی طرف جانے درست و بیان کرنے کا حکم دیا۔

ملطیہ کی ویرانی اس سے پہلے عبداللہ بن عبدالملک میں مسلمانوں و طرندہ میں ٹھہرایا تھا اور اہل بزمیہ سے یہ وعدہ لیا تھا کہ مہتمم سرہارنہ کے تک ان کے پاس آکر قیام کریں گے چونکہ یہ شہر باد و روم سے ملتا ہوا تھا اس وجہ سے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس کے ویران کرایا تھا اور مدیٹھ پر دعوت بن حرث و (بنو مرہ بن صعصعہ سے) کو رزمقرر کر لیا اور اسے اس میں عمر بن عبدالعزیز نے اس کے ویران کر لیا اور عمر بن یحییٰ کی سند کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیا۔

جرجان اور طبرستان یزید بن مہلب کے اس میں جرجان اور طبرستان فتح کرنے کا غیہ معمولی جوش بھڑکا ہوا تھا کیونکہ یہ دنوں شہر اس وقت کفار کے قبضہ میں تھے اور فارس و خراسان کے درمیان واقع تھے جس کی وجہ سے ان کی دیواروں تک اسلامی فتوحات کی موجیں ابھی تک نہیں پہنچی تھیں جن دنوں یزید شام میں سلیمان بن عبدالملک کی خدمت میں تھا تو جب بھی قصبہ کی فتوحات اور خراسان اور ماوراء النہر کا تذکرہ آتا تھا تو وہ بے ساختہ کہہ اٹھتا تھا کہ اس نے پہنچ بھی نہیں کیا جرجان اب تک کفار کے قبضہ میں ہے جس نے قومیں اور نیش پر کاروائی بند کر رکھا ہے یہ فتوحات کی شہر میں نہیں ہیں جرجان کا فتح ہونا بہت ضروری ہے۔

یزید کی قبستان پر چڑھائی لہذا جب سلیمان نے یزید و خراسان کا کور بنایا تو اس نے موالی ② اور غلام ③ کے علاوہ ایک لاکھ فوج حراق شام اور خراسان سے جمع کر کے جرجان پر چڑھائی موالی جرجان ان دنوں حراق کا شہر نہ تھا بلکہ پہاڑ اور درے کے دروازے پر یہ فوج بھی شخص ہذا ہو ایک بڑی فوج و داخل نہ ہونے لگا تھا۔ یزید بن مہلب نے جرجان کی فتح قبستان ④ کے شروع کی اور سب سے پہلے اسی کا رخ کیا۔ یہ تروں کا ایک روپ جو اس قلعہ میں مقیم تھا روزانہ رٹنے کے لئے آتا تھا اور شہر سے باہر چلا جاتا تھا ایک مدت تک اسی طرح ترائی جاری رہی چودہ ہزار ترک اس معرکہ میں مارے گئے باآخر قبستان کے دیباغوں نے یزید بن مہلب سے صلح کر لی شہر اور جو جہاں اس میں مال و اسباب و خزانہ و قیدی تھے ان سب کو یزید بن مہلب کے حوالے کر دیا۔ اس نے نامہ بشارت فتح سلیمان بن عبدالملک کی خدمت میں بھیجا۔

جرجان کا سابق کل اس کے بعد جرجان کی طرف قدم بڑھاتا اس سے پہلے سعید بن العاص نے ان سے ایک لاکھ سوار نہ جزیہ پر سن کی تھی لیکن اہل جرجان بھی تو سودیتے تھے اور بھی دوسوا اور بھی تین سو تو وہ رقم بھی نہ دیتے تھے اور پتھر سے بعد باقی دوسے اور خراج کے نام پر ایک دانہ بھی نہ دیا، کیونکہ سعید بن العاص کے بعد کسی نے بھی جرجان کا رخ نہیں کیا اس وجہ سے انہوں نے خراسان کا راستہ بند کر دیا کوئی شخص اس راستہ سے خراسان نہیں جاسکتا تھا سوائے اس کے کہ یہ فارس اور سلماں ⑤ سے ہو کر جاتا تھا۔

اہل جرجان کی صلح اس کے بعد قصبہ خراسان کا کور بن کے آیا اس نے قومیں کو فتح کر لیں جرجان باقی رہ گیا تھا حتیٰ کہ یزید بن مہلب کو خراسان کی امارت دی گئی تب اہل جرجان نے فتح قبستان کے بعد صلح کر لی۔ ⑥

یزید طبرستان میں جرجان اور قبستان کی مہم سے فارغ ہو کر یزید نے سامان اور قبستان میں عبداللہ بن عمر بن شمیر کو چار ہزار سواروں کے ساتھ مقرر کیا اور خود طبرستان کے ارادے سے جرجان کے راستہ روانہ ہوا ⑦ آمد میں پہنچا راشد بن عمر وایز و سارچا رہا فوج کے ساتھ متعین کر کے بلاوا

① طرندہ ایک شہر کا نام ہے جو ملطیہ سے تین منزل کے فاصلے پر تھا عبداللہ بن عبدالملک نے فوجیوں کے لحاظ سے اس کو چھوٹی قرار دیا تھا۔ اور ملطیہ ان دنوں ویران پڑا ہوا تھا۔ ② موالی مولیٰ کی جمع ہے بمعنی آزاد غلام۔ ③ منظور اس لشکر کو کہتے ہیں جو مہتمم سرہارنہ کی کام دیتا ہے جیسا کہ والیز (رضا کار) ④ تاریخ طبری جلد ۸ صفحہ ۱۱۸ پر قبستان کے بجائے دھستان تحریر ہے۔ ⑤ ابن اثیر کی الکامل میں یہاں سلماں کی جگہ کرمان تحریر ہے۔ ⑥ دیکھیں (تاریخ طبری جلد صفحہ ۱۲۰) ابتدایہ والنبایہ جلد صفحہ ۱۸۶

طبرستان میں داخل ہو گیا۔

صلح نامنظور اصہد یعنی طبرستان کے گورنر نے صلح کا پیغام بھیجا جس کو یزید نے کامیابی کی امید سے نامنظور کر دیا اور اپنے لشکر کو چاروں طرف سے اس طرح پھیرا دیا کہ ایک طرف تو اپنے بھائی ابو عینیہ کو اور دوسری طرف اپنے بیٹے خالد کو اور تیسری طرف ابو جہیم کلبی کو روک دیا اور نئے نئے ہونے کے وقت ابو عینیہ کو امیر لشکر بنانے کا حکم دیا اور خود باقی لشکر لے کر مقابلے پر رہا۔ اصہد نے اہل جیلان اور ولیم سے مدد کی شکر طلب کیا جب وہ لوگ اس کی کمک پر آ گئے تو اصہد نے نکل کر مقابلہ کیا پہلے حملہ میں مشرکین بھاگ کھڑے ہوئے۔

پہاڑوں کی مدد سے مسلمانوں کو شکست: اسلامی فوج نے پہاڑ کی گھاٹی تک تعاقب کی مگر مشرکین پہاڑوں پر چڑھ گئے اسلامی فوج نے بھی چڑھنے کا ارادہ کیا لیکن نہ چڑھ سکے البتہ ابو عینیہ اس فوج کے ساتھ جو اس کے لشکر میں تھی چڑھ گیا مگر راستہ نہ جاننے کی وجہ سے نقصان کے ساتھ شکست کھا کر لوٹا اور مشرکین نے کسی مصلحت سے اس کا تعاقب نہیں کیا۔

جر جان کی بد عہدی: اس کے بعد اصہد نے اہل جر جان اور اس کے سردار مرزبان سے خط و کتابت کر کے سازش کر لی اور ان کو عمدہ اور ٹھیک ٹھاک معاوضہ دینے کا وعدہ کیا چنانچہ اہل جر جان اور اس کے مرزبان نے اصہد کے اشارے اور تحریک سے ان کے سر سے مسلمانوں کو عہدائد بن معمر سمیت رات کے وقت ان کی غفلت میں کاٹ ڈالا جو اس کے پاس جر جان میں مقیم تھے اور اصہد کو لکھ بھیجا کہ تم بھی مسلمانوں کو چاروں طرف سے محاصرے میں لے لو اس خبر نے یزید اور اس کے ساتھیوں کو پریشان کر دیا۔ نہ پائے رفتن نہ جاتے ماندن ① مجبور ہو کر یزید نے حیان نبطی کو (جس سے یزید نے دو لاکھ درہم جرمانہ وصول کیا تھا اس جرم نے اس میں اس کے بیٹے مغلد کو جو خط لکھا تھا اس میں اس نے اپنا نام پہلے لکھ دیا تھا) بجا کر کہا بر درمن! غالباً تم کو کسی قومی کام کے کرنے سے وہ بات نہ روک سکے گی جو مجھ سے تمہاری خدمت میں عام مسلمانوں کی وجہ سے سرزد ہوئی تھی تم نے وہ خبر جو جر جان سے آئی ہے سن لی ہوگی اور اب ہم جس حالت میں ہیں اس کو تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو لہذا ایسی چال چوک صبح ہو جائے حیان نبطی یہ سن کر سیدھا اصہد کے پاس آیا اور اپنا نام اور غمی نسبت ظاہر کر کے ایک ایسا جھانسہ دیا کہ اصہد نے ساٹھ لاکھ درہم چار سو غلام (جن کے ہاتھوں میں ایک ایک ڈھال اور طیسٹان اور چاندی کا ایک ایک جام اور ریشم کے لباس تھے) اور چار سو دوزعفران نا اس کی قیمت پر اس سے صلح کر دی یزید نے حیان نبطی کا شکر یہ ادا کیا اور مال و اسباب لے کر واپس چلا آیا۔

جر جان جانے کی وجہ میں دوسرا قول: بعض مؤرخین نے جر جان کی طرف جانے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ صول ترکی قبستان اور بحیرہ میں رہتا تھا بحیرہ ایک جزیرہ تھا جو قبستان سے سات کوس کے فاصلہ پر تھا درحقیقت یہ دونوں مقامات جر جان کے مضافات کے تھے جن کی سرحد خورزم سے ملتی تھی صول ترکی آئے دو فیروز بن فولفول یعنی جر جان کے مرزبان سے جنگ کرتا رہتا تھا اور اس کے ملک کو لوٹ لیتا تھا آخر کا فیروز تنگ آ کر خراسان میں یزید کے پاس بھاگ آیا صول نے میدان خالی پا کر جر جان پر بھی قبضہ کر لیا۔

جر جان پر قبضہ: اس کے بعد یزید نے فیروز کے کہنے سے اصہد کو لکھا کہ اگر تم صول کو جر جان میں روک لو یہاں تک کہ اس کا محاصرہ کر لیا جائے تو تم کو بے شمار مال دوں گا جس سے تم مالا مال ہو جاؤ گے اصہد نے یہ خط صول کے پاس بھیج دیا صول اسی وقت جر جان چھوڑ کر بحیرہ چھا گیا یزید بن مہلب کو خبر ملی تو اس نے خراسان پر اپنے بیٹے مغلد کو اور سرقد، کش اور نسف اور بخارا پر اپنے دوسرے بیٹے معاویہ کو طئی رستن پر حاتم ابن قبیصہ بن مہلب کو مقرر کیا اور خود فیروز کے ساتھ جر جان پر آ گیا اسے کسی شخص نے قبضہ کرنے سے نہیں روکا۔

بحیرہ پر قبضہ: پھر ہمدان نے بحیرہ کا رخ کیا جہاں پر صول ٹھہرا ہوا تھا چنانچہ مہینوں تک محاصرہ کئے پڑا باقی کے صول نے ہمدان میں اپنی جان و مال اور اپنے ہی خاندان کے تین سو ممبروں کے سوا بحیرہ دے کر مصالحت کر لی۔ یزید نے اس معرکہ میں چودہ ہزار ترکوں کا وارانیا کر دیا قبضہ حاصل کرنے کے بعد ادریس بن حنظلہ غمی کا بحیرہ کا مال و اسباب اور غلہ کے شمار پر متعین کیا لیکن یہ اس کو شمار کرنے اور فہرست مرتب کرنے کی ہمت نہ کر سکا

بعدی ومن بعدك يزيد بن عبد الملك فاسمعوا له واطيعوا واتقوا الله ولا تخلفوا فيطيع فيكم۔

یہ اللہ کے بندے سلیمان امیر المومنین کا فرمان ہے بنام عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے 'میں نے بے شک اپنے بعد تم کو اور تمہارا۔ بعد یزید بن عبد الملک کو خلافت کا ولی عہد مقرر کیا ہے لہذا تم لوگ اس کو سنو اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور آپس میں اختلاف نہ کرو اور لوگ اس سے مشتق ہونے کی امید کریں۔ ❶

ولی عہدی کی بیعت: پھر اس نے خط کو سیل بند کر دیا کعب بن جابر بھی شرط (پولیس افسر) کو اپنے خاندان والوں کو جمع کرنے کا حکم دیا اور پھر رجاء بن حیوۃ سے کہا "اس خط کو اسی طرح لوگوں کے سامنے پیش کر کے کہو امیر المومنین نے اس میں جس کو اپنا ولی عہد بنایا ہے اس کی بیعت کرو" چنانچہ سارے بنو امیہ یکے بعد دیگرے بیعت کر کے منتشر ہو گئے۔

عمر بن عبدالعزیز کی خلافت پر عدم رضا: اس کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز رجاء کے پاس پہنچے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیا کر رہنے گئے اگر ولی عہدی کے لئے میں نامزد کیا گیا ہوں تو مجھے پرانے تعلق کی بناء پر ہی بتا دو تا کہ میں ابھی سے مستعفی ہو جاؤں رجاء نے بتانے سے انکار کر دیا تو عمر بن عبدالعزیز اٹھ کر چلے گئے اتنے میں ہشام بن عبد الملک آگیا اور اپنے حقوق و محبت کا اظہار کر کے خط کا مضمون پوچھا لیکن رجاء نے اسے بھی نہیں بتایا ہشام اس خیال سے کہ اگر بنو عبد الملک سے شاید خلافت نکل جائے گی کف افسوس ملتا ہوا واپس آگیا۔

عمر بن عبدالعزیز کی خلافت: اس کے بعد سلیمان کی وفات ہو گئی رجاء نے خاندان سلطنت کو جمع کیا اور سلیمان بن عبد الملک کا خط کھول کر پڑھا تو اس میں عمر بن عبدالعزیز کا تذکرہ تھا۔ ہشام بن عبد الملک نے جھلا کر کہا ہم اس کی بیعت نہیں کریں گے 'رجاء نے ڈانٹ کر بہت دہشت میں 'تمہاری گردن اڑا دوں گا ہشام بن عبد الملک کف افسوس ملتا ہوا عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا اس وقت رجاء نے ان کو مہر پر بٹھا دیا تھا اور وہ اپنی غلطی پر نادم تھا اور اللہ وانا الیہ راجعون پڑھ رہا تھا ہشام بن عبد الملک کے بیعت کرنے کے بعد دوسرے لوگوں نے بھی بیعت کر لی۔ عمر بن عبدالعزیز نے نماز جنازہ پڑھ کر سلیمان کو دفن کروادیا۔

عبدالعزیز بن ولید: چونکہ عبدالعزیز بن ولید سلیمان کے انتقال کے وقت موجود نہیں تھا اور نہ اس کو عمر بن عبدالعزیز کی بیعت کئے جانے کا حال معلوم تھا اس وجہ سے اس نے ایک جھنڈا نصب کیا اور خلافت کا مدعی بن کر دمشق کی طرف آیا۔ پھر جب سلیمان کی طرف سے عہد نامہ لکھنے کا حال معلوم ہوا تو عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت کر لی کہ مجھے سلیمان کی عہد نامہ لکھنے کی خبر نہیں ملی تھی مجھے مال و اسباب کے ضائع ہونے کا خیال دامن گیر تھا عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ اگر تم زمام حکومت کے لینے پر تیار ہوتے ہو تو میں لڑائی کے قریب نہیں جاتا اور اپنے ہر بیٹے جاتا عبدالعزیز بن ولید نے عرض کیا اللہ میں آپ کے سوا اس کام کے لئے کسی دوسرے شخص کو پسند نہیں کرتا عمر بن عبدالعزیز یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ اور عبدالعزیز بن ولید نے ہاتھ بڑھا کر بیعت کر لی۔

گھر کا سارا سامان بیت المال میں: تکمیل بیعت کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے اپنی بیوی فاطمہ بنت عبد الملک سے فرمایا کہ اسباب مال، زیور، جواہرات اور قیمتی قیمتی کپڑے جو تمہارے ہیں وہ سب بیت المال میں بھیج دو میں اور یہ (یعنی مسلمانوں کا مال) ایک مکان میں نہیں رہ سکتے فاطمہ بنت عبد الملک نے نہایت خوشی سے اس حکم کی تکمیل کر دی۔

فاطمہ کا اطاعت زوجہ کا عزم: لہذا جب ان کا بھائی یزید خلیفہ بنا تو اس نے بیت المال سے اپنی بہن کا مال و اسباب جس کو عمر بن عبدالعزیز نے جمع کر دیا تھا واپس کر دیا لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر کے کہا جب کہ میں ان کی اطاعت ان کی زندگی میں کرتی تھی تو ان سے مرنے پر بھی اطاعت کروں گی لہذا یزید نے وہ اپنے اہل کو دے دیا۔

ایک رسم قبیح کی بندش: بنو امیہ ایک طویل زمانے سے امیر المومنین علی (کرم اللہ وجہہ) کے شان میں اعلانیہ نامن سب کلمات بہا کرتے تھے عمر

بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے زینہ خلافت پر قدم رکھتے ہی اس کی ممانعت کر دی ❶ اور مسلمہ کو جو سرزمین روم میں تھ جہاد کرنے کا حکم بھیجی۔

یزید بن مہلب کی طلبی۔ تحت خلافت پر متمکن ہونے کے بعد عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ۷۰ھ میں یزید بن مہلب کو لکھ تم کسی کو اپنی نوری پر نائب مقرر کر کے چلے آؤ یزید بن مہلب اس حکم کے مطابق اپنے بیٹے مخلد کو اپنا نائب بنا کر خراسان سے واسطہ آیا اور واسطہ سے کشتی پر سوار ہو کر بصری کی جانب روانہ ہوا بصری پر عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے عدی بن ارطاہ فرازی کو، اور کوفہ پر عبدالجہید بن عبدالرحمن بن زید بن الخطاب و ابواثرنا دو گورنر مقرر کر رکھا تھا۔

یزید کی گرفتاری: جب عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو یزید بن مہلب کی روانگی کی خبر ملی تو اس کو گرفتار کر کے دار الخلافہ بھیجنے کا ایک فرماں عدی بن ارطاہ کے نام بھیج دیا عدی بن ارطاہ نے اس حکم کی تعمیل پر موسیٰ بن وجیہ حمیری کو مقرر کیا معقل کی نہر پر پل کے قریب یزید سے ملاقات سوئی تو موسیٰ بن وجیہ نے اسے گرفتار کر کے زنجیر سے باندھ کر عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا۔

یزید کی گرفتاری کی وجہ: عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو اس سے کوئی ذاتی خاش نہیں تھی لیکن وہ اس کے ظلم و ستم سے بیزار تھے اور اس کو درس کے خاندان والوں خالم و جبر فرمایا کرتے تھے۔ لہذا جب آپ نے جرجان کے مال غنیمت کا خمس طلب فرمایا جس کی اطلاع یزید نے سیمان بن عبدالملک کو دی تھی تو یزید نے بلا تامل کہہ دیا میں نے تو لوگوں کو سنانے کی غرض سے لکھا تھا اور میں یہ جانتا تھا کہ اس مال کو سیمان مجھ سے نہیں لے گا۔ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ناراض ہو کر ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈر یہ مسلمانوں کے حقوق ہیں میری پہچان نہیں کہ میں اس سے درگزر کروں پھر جب وہ مال مضبوطہ ادا نہ کر سکا تو قلعہ حلب میں قید کر دیا گیا اور جراح بن عبداللہ حکمی کو اس کی جگہ خراسان کا گورنر بنا کر بھیج دیا۔

مخد بن یزید خراسان سے دربار خلافت میں آکر حاضر ہوا، اپنے باپ کی رہائی کی سفارش کی اور یہ گزارش کی کہ اگر وہ (یعنی یزید بن مہلب) کوئی جنت و دہشت پیش کرے تو اس کو قبول فرمائیے یا اس کو حلف دیجئے اور اگر یہ دونوں باتیں منظور نہ ہوں تو اس سے یہ مجھ سے جس شرط پر چاہیں صبح کریں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس کو منظور نہیں کیا لیکن مخد کا شکر یہ ادا کیا پھر یزید نے جرجان کا خمس ادا نہ کیا تو وئی جبہ پہن کر اونٹ پر دہلک کی طرف روانہ کیا گیا جب وہ لوگوں کے پاس سے گزرا تو چلانے لگا کہ کیا کوئی میرا عزیز یا رشتہ دار نہیں ہے جو دہلک کی طرف جانے سے مجھ کو پی لے؟ سلمہ بن نعیم خولانی نے حاضر ہو کر عرض کیا امیر المومنین! آپ یزید کو پھر سے قید خانہ میں واپس بھیج دیں مجھے خطرہ ہے کہ اس کی قوم اس کو چھین لے گی کیونکہ وہ سخت غصہ میں بھری ہوئی ہے عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فوراً اسے قید خانے میں بھجوا دیا بعد میں وہ قید خانہ سے بھاگ نکلا جیسا کہ ہم سندنہ بیان کریں گے۔

جراح بن عبداللہ اور جہم: جس وقت یزید کو گورنری سے معزول کیا تھا اس زمانہ میں ”جہم بن ذخر جہنی“ جرجان کا والی گورنر تھا عراق کے گورنر نے یزید کی معزولی کے بعد ایک شخص کو جرجان کا گورنر بنا کر بھیجا جہم بن ذخر نے اس کو گرفتار کر کے قید کر دیا لہذا جب جراح بن عبداللہ حکمی خراسان کا گورنر بن کر آیا تو اس نے جرجان کے گورنر کو رہا کر دیا اور جہم کی اس حرکت سے سخت ناراض ہو کر کہنے لگا اگر مجھ سے تمہاری ❶ رشتہ داری نہ ہوتی تو میں بھی تمہارے ساتھ یہی سلوک کرتا اس کے بعد جہم کو لڑائی پر بھیج دیا۔

جراح کے بارے میں افواہیں: پھر ایک وفد عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا کسی اہل وفد نے یہ جھوٹ جڑ دیا کہ ”جراح“ غلاموں کو بغیر وظیفہ اور رسد کے جہاد پر بھیج دیتا ہے اور ذمیوں میں سے جو لوگ مسلمان ہو جاتے ہیں ان سے بھی خراج لیتا ہے اور حقیقت میں وہ ظلم و ستم میں جوج کا پیروکار ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک اہم قدم حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اسے حکم دیا کہ جو شخص نماز ادا کرتا ہو اس کا جزیہ معاف کر دو وگ یہ

❶ اسی سلسلہ میں ایک شاعر (کثیر) نے کہا ہے کہ والیت فلم نشتم علیاً تعف، بریا ولم تنع مقالہ محرم، جمرہ خیفہ بنے کے باوجود آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عذر نہ کیا اور نہ ہی کسی مجرم کے کہنے پر چلے۔ ❷ جہم و وفد دونوں سعد العشریہ کے تھے۔

سیدھا بصری کی طرف چد گیا عدی بن ارطاة نے بھی اہل بصری کو جمع کر رکھا تھا، ارد گرد شہر کے خندق کھدوائی تھی سواران بصری کا میر مغیرہ بن مہداند بن عقیل کو مقرر کر دیا تھا یزید بن مہلب اپنے ساتھیوں سمیت بصری کے قریب پہنچا اور محمد بن مہلب اپنی قوم کے ساتھ اس کے استقبال کے لئے آئے۔

حکومت کی فوج بمقابلہ یزید۔ عدی بن ارطاة یہ سن کر اپنی فوج کو از سر نو مرتب کرنے لگا بصری کے ہر دستہ پر الگ الگ شخص کو مقرر کیا چنانچہ زہر مغیرہ بن زید بن عمر عتکی کو تمیم پر مقرر بن محمد بن حمدان سعدی کو بکرہ پر فوج ۱ بن شبان بن مالک ب مسمع کو عبدالقیس پر مالک بن منذر بن جروت کو اہل عالیہ ۲ پر عبداللہ بن عامر کو مقرر کیا مگر ان لوگوں میں سے ایک شخص نے بھی یزید بن مہلب سے مزاحمت نہیں کی اور وہ اپنے گھر پہنچ گیا لوگ اس سے ملنے آئے لگے۔

یزید کا گورنر کو پیغام یزید نے عدی بن ارطاة کو کہلوا دیا کہ ”تم میرے بھائیوں کو قید سے رہا کر دیتا کہ میں ان کے ساتھ کچھ دن بصری میں قیام کر کے کسی اور طرف چلا جاؤں اور خروج کر کے یزید بن عبدالملک سے اپنا دلی مقام حاصل کروں۔ عدی بن ارطاة نے اسے منظور کیا۔

یزید کی خلیفہ سے امان طلبی: لہذا اس نے حمید بن عبدالملک بن مہلب (اپنے بھتیجے کو) امن حاصل کرنے کی غرض سے یزید بن مہلب کی خدمت میں روانہ کیا یزید بن عبدالملک نے حکمرانوں کی طرح رحم کر کے بنو مہلب کو امان نامہ لکھ دیا اور اس کی واپسی کے وقت خالد قسری اور عمر بن یزید کو ساتھ بھیج دیا ابھی حمید واپس بھی نہ آنے پایا تھا کہ سونے چاندی کے ٹکڑوں (یعنی یزید بن مہلب کی عیش و عشرت) نے ان لوگوں کی طرف مائل کر دیا کیونکہ عدی بن ارطاة نہایت کنجوس تھا کسی کو دو درہم سے زیادہ نہیں دیتا تھا رفتہ رفتہ یزید اور عدی کا اختلاف بڑھ گیا۔

یزید کے حامیوں کا حملہ: یزید کے ساتھیوں نے عدی کے حامیوں پر حملہ کر دیا اتفاق سے عدی کی فوج میدان سے بھاگ گئی یزید بن مہلب کے بھائیوں نے یہ سن کر قید خانے کا دروازہ اندر سے بند کر لیا اس خوف سے کہ نہیں یزید کے آنے سے پہلے عدی ان لوگوں کو قتل نہ کر دے۔ دروازہ بند ہوتے ہی (عبداللہ بن دینار) عدی کے داروغہ جیل نے آکر اسے کھولنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔

یزید کے بھائیوں کی رہائی: اس دوران یزید کے ساتھی بھی پہنچ گئے اور عبداللہ بن دینار بھاگ گیا یزید کے بھائی قید خانہ کھول کر نکل آئے۔ یزید بن مہلب دارا مارت کے قریب مسلم بن زیاد کے مکان میں قیام پذیر ہوا اس کے ساتھ قصر مارت پر سیڑھیاں لگا کر چڑھ گئے اور عدی بن ارطاة کو گرفتار کر کے لے آئے یزید بن مہلب نے اس کو قید کر دیا۔ بصری کے تمیم اور قیس کے سرداران اور مالک بن منذر کوفہ اور شام کی طرف چلے گئے۔

مغیرہ کی امان ماننے والوں سے ملاقات۔ مغیرہ بن زیاد عمر بن عتکی شام کی جانب بھاگ گیا راستے میں خالد قسری اور عمر بن یزید سے ملاقات ہو گئی جو یزید بن مہلب کے لئے حمید بن عبدالملک کے ساتھ امان لئے آ رہے تھے مغیرہ بن زیاد نے خالد اور عمر کو یزید بن مہلب کے غائبہ بصری پر قبضہ اور عدی کو قید کرنے سے آگاہ کیا لہذا خالد و عمر واپس چل دیئے ہر چند کہ حمید نے بہت قسمیں دیں لیکن ان دونوں نے ایک بھی نہ سنی۔

خالد اور حماد کی گرفتاری: خالد بن یزید مہلب اور حماد بن ذخر کو عبدالحمید عبدالرحمن نے کوفہ سے گرفتار کر کے شام بھیج دیا جن کو یزید بن عبدالملک نے قید کر دیا یہاں تک کہ حالت قید میں ان دونوں کا انتقال ہو گیا۔

خلیفہ یزید کی فوجوں کی روانگی: ان واقعات کے بعد یزید بن عبدالملک نہ اہل کوفہ کے لئے انعامات روانہ کئے۔ ان کی خیر خواہی کی تعریف لکھی اور ان کے وظائف بڑھانے کا وعدہ کیا اپنے بھائی مسلم بن عبدالملک اور بھتیجے عباس بن ولید بن عبدالملک کو ستر ہزار یا اسی ہزار جنابجو دے کر شام اور جزیرہ کے ساتھ عراق کی جانب روانہ کیا۔ ان لوگوں نے کوفہ میں پہنچ کر خلیفہ میں قیام کیا ایک روز عباس بن ولید اور حیان بن یثیٰ کی آپس میں بڑائی ہو گئی۔

یزید بن مہلب کا خطبہ یزید بن مہلب کو مسلمہ اوائل شام کے آنے کی خبر ملی تو اس نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ اہل شام سے جنگ

۱ بن اثیر کی اکمل جلد نمبر ۳ ص ۲۷۵ میں فوج کے بجائے مفرج تحریر ہے۔ ۲ قریش، کنانہ، ازہ، نجیلہ، نخعم، قیس، خیلا، مزنیہ کو اہل عالیہ کہتے ہیں اور اہل عالیہ، ہذیلہ و ریحانہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ کمال ابن اثیر جلد پنجم۔

پراہرہ۔ بزدلی و مامردانگی کے برے انجام سے ڈرایا اور اس بات کا یقین دلایا کہ ان میں اکثر میرے حامی ہیں یہ خیال اہل بصری نے اس کے دل میں پیدا کیا تھا اس کے یزید بن مہلب نے اپنے عمال کو ابواز، فارس اور کرمان کی جانب روانہ کیا۔ اور خراسان کی طرف مدرک بن مہلب کو بھیجا۔ عبدالرحمن بن نعیم کی گورنری: خراسان کا گورنر عبدالرحمن بن نعیم تھا اس نے بنو تمیم کو اہل خراسان کے روکنے کے لئے مقرر کیا، از دینے مدرک کی آمد کا سن کر ”راس الفازہ“ پر ملاقات کی اور اس سے واپس آ جانے کے لئے کہا اور انجام مبنی کے بعد ساتھ دینے کا وعدہ کیا چنانچہ مدرک ناکام خراسان واپس لوٹ آیا۔

یزید بن مہلب سے مخالفت: اس کے بعد یزید بن مہلب نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا جس میں اس نے ان کو کتاب و سنت پر عمل کرنے کی دعوت دی اور جہاد پر ابھارا اور یہ کہ اہل شام پر جہاد کرنا ترک اور یملم پر جہاد کرنے سے افضل ہے۔ حسن بصری اور نصر بن اس بن مالک نے اس کی مخالفت کی اور عوام الناس نے محض اس رائے سے اتفاق نہیں کیا بلکہ یزید کا منہ پکڑ کر اسے بٹھادیا اور مسجد سے نکل آئے۔

یزیدش کی واسطہ روانگی اور جنگ: یزید بن مہلب اپنے بھائی مروان بن مہلب کو بصری پر اپنی طرف سے مقرر کر کے واسطہ چلا آیا۔ کچھ دن قیام کرنے کے بعد ۱۰۲ھ میں اپنے بیٹے معاویہ کو وہاں کا امیر بنا کر خروج کیا اس کا بھائی عبدالملک بن مہلب کوفہ کی طرف بڑھا عباس بن وید نے نوک دارینوں اور چمکتی ہوئی تلواروں سے استقبال کیا چنانچہ عبدالملک بن مہلب مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی بالآخر عبدالملک شکست اٹھ کر یزید بن مہلب کے پاس لوٹ آیا۔

یزید پر مسلمہ کا حملہ:..... اس دوران مسلمہ فرات کے کنارے پہنچ گیا اور پل باندھ کر دریائے فرات عبور کر کے یزید بن مہلب پر آپڑا یزید بن مہلب کے پاس اس وقت ایک بڑا لشکر مرتب ہو گیا تھا جس میں اکثر اہل کوفہ اور کچھ لوگ مختلف سرحدوں کے تھے جن کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار بیان کی جاتی ہے عبدالحمید بن عبدالرحمن اپنی فوج تیار کیے ہوئے تھلیہ میں رکھا ہوا تھا جاسوسوں اور محافظوں کو اہل کوفہ پر مقرر کر دیا تھا کہ وہ لوگ ابن مہلب کے پاس نہ جانے پائیں اور چھوٹا سا لشکر صبرہ بن عبدالرحمن بن مخنف کی کمان میں مسلمہ کی کمک پر روانہ کیا۔

شب خون کے مسئلے پر اختلاف: یزید بن مہلب نے ایک لشکر اپنے بھائی محمد کے ساتھ مسلمہ کی فوج مارنے کے لئے روانہ کرنے کا قصد کیا لیکن ساتھیوں نے اختلاف کر کے کہا ”ہم نے لوگوں کو کتاب و سنت پر عمل کرنے کی غرض سے جمع کیا ہے اور ان لوگوں نے بھی اسی کا وعدہ کیا ہے اب تم شب خون مارنے کا حکم دے رہے ہو ہماری ہمت نہیں ہے کہ ان سے بد عہدی کریں“ یزید بن مہلب نے جواب دیا ”تف ہو تم لوگ ان کی قصدیق کر رہے ہو کہ وہ کتاب و سنت پر عامل ہیں حالانکہ وہ لوگ دھوکا دے رہے ہیں اور تمہارے ساتھ فریب کر رہے ہیں لہذا تم کو چاہیئے کہ ان کے فریب دینے میں تم ان سے آگے نکل جاؤ۔ واللہ مروان کے خاندان میں اس پہلی نڈی (مسلمہ) سے زیادہ مکار و بد عہد کوئی نہیں ہے“ حاضرین نے اس حکم کا کوئی لحاظ نہیں کیا۔

حسن بصری مروان کی مخالفت میں: ... مروان بن مہلب بصری مخالفت کر رہے تھے اور لوگوں کو حکومت و وقت کی مخالفت سے ڈرا رہے تھے مروان کو یہ خبر ملی تو ان لوگوں کو سختی کے ساتھ بلوایا جو لوگ حسن بصری کے پاس آیا جایا کرتے تھے یہ خبر سن کر منتشر و متفرق ہو گئے اور مروان بھی ان کو تکلیف دینے سے رک گیا۔

آٹھ دن تک مسلمہ بن عبدالملک اور یزید بن مہلب ایک دوسرے کے مقابلہ پر بغیر لڑائی کئے پڑے نویں روز جمعہ کے دن نصف صفر ۱۰۲ھ کو یزید بن مہلب نے تیاری کی اور عباس بن ولید نے بھی ایسا ہی کیا جنگ چھڑتے ہی حد سے سخت ہو گئی مسلمہ نے پل جلوایا میدان ان جنگ دھواں سے بھر گیا یزید بن مہلب کی فوج یہ رنگ دیکھ کر بھاگ کھڑی ہوئی یزید اور اس کے ساتھی شکست کھانے والوں کو مارنے گئے لیکن ہمت ہارے ہوئے سپاہی واپس نہ آئے لہذا یزید ان کے لوٹنے سے ناامید ہو کر واپس آ گیا اور پیدل ہی اپنے ساتھیوں کے ساتھ میدان جنگ کا راستہ کیا۔

یزید بن مہلب کا قتل: لوگوں نے کہا ”تمہارا بھائی حبیب مارا گیا“ یزید بن مہلب نے آہ سرد کھینچ کے کہا ”لطف زندگی نہ اس کے بعد ہے اور نہ

شام سے بعد چرتوار کے لشکر شام ہمارا اور ان کی صفوں کو چیرتا پھرتا ہوا مسلمہ کی طرف بڑھا لشکر شام نے چاروں طرف سے اس کے گھیر لیا۔ اس میں اس کا بھائی محمد بھی تھا۔ جنگ کے بعد مسلمہ نے یزید کا سر خالد بن ولید بن عقبہ کے ہمارے یزید بن عبد الملک کے پاس روانہ کر دیا۔

یہ سن ۱۰۰۰ھ میں ہوا۔ یزید بن عبد الملک نے یزید کو ہذیل بن زفر بن حرث کلابی نے قتل کیا تھا لیکن تکبر کی وجہ سے گھوڑے سے سرکھٹے نہیں ترسی یہ کسی دو سرے قتل سے یزید کا سر تارا تھا۔

مفضل بن مہلب مفضل بن مہلب دوسری جانب لڑ رہا تھا اس کو نہ یزید کے قتل کا علم تھا اور نہ اس کے ساتھیوں کے بھگنے کا تھوڑی دیر تک جنگ رہا۔ اس وقت پہلے ہو کر بھاگ جاتے تھے اور کسی وقت سینہ سپر ہو کر حملہ کرتے تھے حتیٰ کہ مفضل کو ان لوگوں کے مارے جانے کی اطلاع ملی۔ یہ سننے ہی متذق منتشر ہو گئے اور مفضل بھی واسطہ کی جانب چلا گیا۔

آخری معرکہ مفضل جیسے ہی میدان جنگ سے بڑا اہل شام بھرمت باندھ کر یزید بن مہلب کی لشکر گاہ میں کھس گیا تھوڑی دیر تک ابوروہ (سرزمین حبش) اپنے ساتھیوں کے ساتھ رہا آخر کار لشکر شام کا مقابلہ نہ کر سکا اور میدان جنگ خالی چھوڑ کر بھاگ گیا۔ مسلمہ نے تین سو آدمیوں کو رفقہ ررقہ کی طرف روانہ کر دیا۔ اس کے بعد یزید بن عبد الملک کا فرمان بنام محمد بن عمر بن ولید ان قیدیوں کے قتل کرنے کا آیا محمد بن عمر بن ولید مرین (پیشمر) (پیش) کو قتل کرنے پر مقرر کیا ابھی اسی آدمی بنو تمیم کے مارے جا چکے تھے کہ یزید بن عبد الملک کا دوسرا فرمان قیدیوں کی خط میں معاف کرنے کا آیا وہ باقی ماندہ قیدی آزاد کر دیئے گئے۔

واسطہ میں حکومت کے حامیوں کا قتل کامیابی حاصل کرنے کے بعد حیرہ میں آ کر تمیم ہو گیا واسطہ میں یزید کے قتل کی خبر آئی تو اس کے بیٹے معاویہ نے عدو بن ارطاة محمد بن سعدی ارطاة مالک و عبد الملک بن مسمع میں آدمیوں سمیت قتل کر دیا اور بصری کا رخ کیا۔

مفضل اور معاویہ ساتھ ساتھ۔ اس کا چچا مفضل بھی یہ خبر سن کر اس سے آلا اور سارے بن مہلب کو کشتیوں پر سو رر کے قندیل کی جانب روانہ ہو گیا قذائیل میں ودع بن حمید ازدی گورنر تھا جس کو یزید بن مہلب نے مقرر کیا تھا اور شرط یہ لگائی تھی اگر اس کو مسلمہ کے مقابلے میں شکست ہوگئی تو عدو بن حمید اس کے بل و میل کو پناہ دے گا غرض رفتہ رفتہ مفضل و معاویہ اپنے اہل و عیال سمیت جبال کرمان پہنچ گئے اور شکست کھانے والے سر جمع ہونے لگے۔

مفضل کی رفقہ ررقہ کا حکم: مسلمہ نے مدرک بن حبیب کلبی کو مفضل کی رفقہ ررقہ کے لئے مقرر کیا مفضل اور اس کے ساتھی بڑائی پر تیار ہوئے مدرک بھی صفوں کے مرتب کر کے ان سے لڑ گیا، مفضل کے ساتھیوں سے نعمان بن ابراہیم بن عطر، محمد بن اسحاق بن محمد بن شعث مارے گئے اور بن سول ہوزرہ بن سول کو رفقہ ررقہ لیا گیا، عثمان بن اسحاق بن مجرہ بن اشعث بھاگ کر حلوان پہنچا، لیکن اس کو حلوان بھی پناہ نہ دے سکا مسلمہ کے آدمیوں نے سرتار کر حیرہ میں مسلمہ کے پاس بھیج دیا۔

مہلب کے چند ساتھیوں کی صلح: چند لوگ ابن مہلب کے ساتھیوں میں سے اپنی پریشیمان ہو کر واپس آئے۔ امان چاہی۔ مسلمہ نے ان کو امان دی ختمہ امان چاہنے والوں کے مالک بن ابراہیم بن اشتر اور درود بن عبد اللہ حبیب سعدی سمیت تھا باقی آل مہلب اپنے ساتھیوں سمیت قذائیل روانہ ہو گئے۔

قندہ نیل اور آل مہلب: قذائیل کے قریب پہنچے تو ودع بن حبیب نے قذائیل میں داخل ہونے سے روکا مگر اتنا سلوک ضرور یہ کہ آل مہلب کے ساتھ مل کر ان کے دشمنوں سے لڑنے کے لئے کا مسلمہ نے آل مہلب کی شکست کے بعد مدرک بن حبیب کلبی کو جبال کرمان کی طرف واپس کر دیا تھا ورس مہلب کے تعاقب میں بلال بن احور تمیمی کو روانہ کر دیا تھا تمام قذائیل میں آل مہلب سے ٹکڑے ہو گئی جنگ کا بازار ہوا زمانہ نہ مہلب نے پیا تھا کہ بلال بن احور تمیمی نے امان کا جھنڈا اڑا دیا ودع بن حمید و عبد الملک بن بلال (جو آل مہلب کے سینہ اور میسرہ پر تھے امان کی طرف مائل ہو گئے لوگ یہ دیکھ کر اس طرف ہو گئے۔

آل مہلب کی غیرت اور ان کا قتل: مگر آل مہلب کی غیرت نے یہ گوارا نہیں کیا کہ میدان خالی چھوڑ کر بھاگ جاتے سب سے۔ بنی تلواریں نیم سے کھینچ کر کود پڑے اور تھوڑی دیر لڑ کر زمین پر موت کی نیند سو گئے، مفضل، عبدالملک، مروان، چاروں بھائی، مہدی بن یزید بن مہلب، بن ابی عیینہ بن مہلب، عمرو اور مغیرہ بن قیسہ بن مہلب اس معرکہ میں قتل ہوئے، اور عیینہ بن مہلب عمر بن یزید مہلب اور عثمان بن مہلب کے سر پر تیل بادشاہ کے پاس پہنچ گئے۔

آل مہلب کے سر: جنگ کے بعد ہلال بن احور مقتولین کے سر عورتوں اور قیدیوں سمیت مسلمہ کے پاس حیرہ میں بھیج دیئے، مہدی بن یزید بن عبدالملک کی خدمت میں روانہ کر دیا یزید بن ان سب کو عباس بن ولید کے ساتھ حلب بھیج دیا عباس نے مقتولین کے سروں کو شہر عام پر نصب کر دیا۔

آل مہلب خواتین کی خرید و فروخت: مسلمہ نے آل مہلب کی عورتوں کو فروخت کرنے کا ارادہ کیا جراح بن عبداللہ غمی نے یہ راز درہم میں خرید کر کے رہا کر دیا لیکن مسلمہ نے جراح سے یہ رقم نہیں لی۔

بنو مہلب کے قیدیوں کا قتل: بنو مہلب کے قیدی ① جس وقت یزید بن عبدالملک کے پاس پہنچے تو تیرہ آدمی تھے یزید بن مہلب، مہلب نے ان سب کو قتل کرنے کا حکم دیا یہ سب مہلب کی نسل سے تھے عیینہ بن مہلب کو اس کی بہن ہند بنت مہلب نے امن حاصل کر کے بچا لیا اور عمر و عثمان ابی زمانہ دراز تک رتبیل کے پاس مقیم رہے حتیٰ کہ ان کو اسد بن عبداللہ قسری نے امان دے دی اور وہ اس کے پاس خراسان میں آ گئے۔

مسلمہ عراق اور خراسان کا گورنر: جس وقت مسلمہ بن عبدالملک بنو مہلب کی جنگ سے فارغ ہوا یزید بن عبدالملک نے اس کو عراق و خراسان کا گورنر بنا دیا بصری اور کوفہ کی حکومت بھی اس کے سپرد کر دی لہذا اس نے اپنی طرف سے کوفہ پر محمد بن عمر بن ولید کو مقرر کیا اس سے بنو مہلب کے بعد اہل بصری پر شیبہ بن حرث تمیمی متعین تھا اس کی جگہ مسلمہ نے عبدالرحمن بن سلیم نامی کو روانہ کر دیا۔

مسلمہ کے اقدامات: پولیس کی افسری عمر بن یزید تمیمی کو دی عبدالرحمن بن سلیم نہ بصری پہنچ کر بنو مہلب کے ساتھیوں، درحامیوں سے میل جول بڑھایا چنانچہ مسلمہ نے اس کو معزول کر کے عبدالملک بن بشر بن مروان کو بصری کا گورنر بنا دیا اور عمر بن یزید کو محکمہ پولیس کا افسر اعلیٰ بنا دیا اور خراسان سے اپنے داماد سعید بن عبدالعزیز بن حرث بن حکم بن ابی العباس کو جس کا لقب خزینہ ② تھا گورنر مقرر کیا۔ اس کے پاس بعض اہل عرب رنگین کپڑے پہنے ہوئے گئے جب واپس آنے لگے تو نام پوچھا تو جواب دیا "خزینہ"۔

سعید اور شعبہ کے اقدامات: سعید بن عبدالعزیز نے خراسان پہنچ کر شعبہ بن زہب غنظلی کو سمرقند کی ولایت پر بھیج دیا شعبہ بن زہب نے سمرقند پہنچ کر چڑھائی کر دی اور اہل صفد عبدالرحمن بن نعیم کے دور میں باغی ہو گئے تھے شعبہ کے پہنچتے ہی پھر صلح کر لی۔ شعبہ نے عرب کو جو وہاں مقیم تھے سخت برا بھلا کہا اور نامرادی کا الزام لگایا، ان لوگوں نے معذرت کی کہ یہ بزدلی ان کے امیر "علی بن حبیب عبدی" کی وجہ سے سرزد ہوئی ہے اس کے بعد سعید بن عبدالعزیز بن عبدالرحمن بن عبداللہ کے عمال کو قید کر دیا پھر کچھ عرصے بعد انکو رہا کر کے یزید بن مہلب کے مقرر کئے ہوئے عمال کو قید خانہ میں ڈال دیا ان پر یہ الزام تھا کہ ان لوگوں نے مال میں خیانت کی ہے بعض تو ان میں حالت قید ہی میں مر گئے، بعض قید خانہ میں مصائب کے دن جھپٹتے رہے حتیٰ کہ ترک در صفد نے سعید سے جنگ کر چھیڑ چھاڑ شروع کر دی اس وقت سعید نے ان کو رہا کر دیا۔

ہشام اور ولید کی ولیعہدی: جن دنوں میں یزید بن عبدالملک نے اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک اور بھتیجے عباس بن ولید بن عبدالملک کے

① قیدی بنو مہلب جو یزید بن عبدالملک کے حکم سے مارے گئے۔ ان کے نام یہ تھے معرک و عبداللہ مغیرہ و مفضل و منجاب یہ سب یزید بن مہلب کے بیٹے تھے اور یزید بن ابی عیینہ و شیبہ و فصل یہ سب مفضل بن مہلب کے بیٹے تھے اور مفضل بن مہلب بن قیسہ بن مہلب (کامل ابن اشیر جلد پنجم) ② سعید - خزینہ - لقب سے اس کا تعلق ہوا تھا کہ یہ نہایت عشرت پسند اور نازک طبیعت کا تھا ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک عرب اس کے پاس خراسان میں گیا اس وقت یہ رنگین کپڑے پہنے ہوئے بیٹھا تھا اس کے پاس نہیں ہزر کھ ہو تھا۔ عرب جب باہر آیا تو لوگوں نے دریافت کیا تو نے امیر کو کیا پایا؟ جواب دیا "خزینہ" اور خزینہ بھانہ مالک مکان کو کہتے ہیں۔

ساتھ یہ شہریرید بن مہلب سے مقابلے کے لئے روانہ کیا تھا۔ عباس نے کہا تھا کہ اہل عراق بڑے غدار ہیں ہم کو خطرہ ہے کہ آپ کے جد یہ وہاں چھیدیں گے وراس وجہ سے ہمارے قوی مضحل ہو جائیں گے لہذا آپ عبدالعزیز بن ولید کو ولی عہد بنا جائیے۔

مسلمہ کا مشورہ مسلمہ کو اس کی خبر ملی تو اس نے حاضر ہو کر عرض کیا ”امیر المومنین! آپ کا بھائی ولی عہدی کا زیادہ مستحق ہے کیونکہ آپ کا بیٹا ابھی سن شعور نہیں پہنچا مناسبت یہ ہے کہ آپ ہشام اور اس کے بعد اپنے بیٹے ولید کو ولی عہد مقرر فرمائیے“ ولید کی عمر اس وقت گیارہ سال تھی چنانچہ یزید بن عبد الملک نے ہشام بن عبد الملک اور ہشام کے بعد ولید بن یزید ولی عہدی کی بیعت کر لی۔ اتفاق سے یزید بن عبد الملک کی زندگی ہی میں یزید باغ ہو گیا جب وہ اس کو دیکھتا تھا تو بہہ اٹھتا تھا اللہ بینی و بین من جعل ہشام بینی و بیسک۔

سعید اور خزینہ کا لقب سعید بن عبدالعزیز گورنر خراسان بن کر آیا تو اہل خراسان نے اس کی عشرت پسندی کی وجہ سے اس کو کمزور سمجھ کر خزینہ کا لقب اس کو دیا اس نے شروع میں سمرقند پر شعبہ کو مقرر کیا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں پھر اس کو معزول کر کے عثمان بن عبداللہ بن مصرف بن ثیر کو مقرر کیا۔

ترکوں کی شرارت ترکوں نے اس کی کمزوری کا فائدہ اٹھانا چاہا چنانچہ خاقان نے ان سب کو جمع کر کے صفد کی طرف ”کورل“ کی سمت میں روانہ کیا۔ چنانچہ یہ لوگ قصر باہلی پہنچے وہاں ایک سو خاندان تھے جن میں ان کی عورتیں بھی تھیں ان لوگوں میں عثمان بن عبداللہ سمرقند کے گورنر کو اس کی اطلاع دی اور پھر اس خوف سے کہ کمک کے آنے میں شاید تاخیر ہو جائے چالیس ہزار ترکوں سے صلح کر لی اور سترہ آدمیوں کو بطور ضمانت ان کے حوالے کر دیا۔

ترکوں کے خلاف مسیب کی روانگی: عثمان بن عبداللہ نے ترکوں کی شورش کی خبر سن کر لشکر کو منظم کیا اور چار ہزار آدمیوں کے ساتھ (جس میں بر قبیلہ کے آدمی تھے) مسیب بن بشیر ریاحی کو روانہ کیا مسیب نے تھوڑی دور چل کر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا جو شخص جنگ کا راہ رکھتا ہو اور موت پر صبر کر سکتا ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ آگے بڑھے اس کے ساتھیوں میں سے ایک ہزار آدمی واپس چلے گئے، کوس ڈیڑھ کوس چل کے مہلب نے پھر سی فقرہ کو دہرایا ایک ہزار اور لوٹ پڑے پھر ایک میل راستہ طے کرنے کے بعد اس نے یہی جملہ دہرایا تو ایک ہزار مزید آدمیوں نے ساتھ چھوڑ دیا اغرض مسیب باقی ماندہ فوج کو لے کر ترکوں سے دو کوس کے فاصلہ پر ٹھہر گیا۔

رہن رکھے گئے عربوں کا قتل: ایک دہقان نے حاضر ہو کر عرض کیا ”جن کو اہل قصر باہلی نے بطور ضمانت ترکوں کے حوالے کر دیا تھا۔ ترکوں نے تمہاری آمد کا سن کر ان کو قتل کر دیا اور کل وہ ضرور جنگ کریں گے۔ میرے ساتھ تین سو جنگی سپاہی ہیں اور وہ تمہاری کمک کے لیے حاضر ہیں۔“

قصر باہلی والوں کو پیغام: مسیب نے قصر باہلی کی طرف دو شخص ایک عجمی اور ایک عربی کو خبر لانے کی غرض سے روانہ کیا رات انتہائی تاریک تھی ہاتھ کو ہاتھ بھٹائی نہیں دیتا تھا قصر کے قریب پہنچ کر ان دونوں آدمیوں نے پکارا اہل قصر میں سے کسی نے ڈانٹ کر کہا چپ ہو جاؤ کیوں شور مچا رہے ہو“ مخبروں نے جواب دیا ”تم فلاں شخص (عبد الملک بن دثار) کو بلاؤ ہم ان سے کچھ کہنے کو آئے ہیں۔“

قصر باہلی والوں کا جواب: چنانچہ عبد الملک بن دثار آ گیا ان لوگوں نے مسیب کے لشکر کے آنے کا حال بتلایا اور دریافت کیا کہ کیا تم میں اتنی قوت ہے کہ کل ترکوں کا مقابلہ کر سکو گے؟ عبد الملک بن دثار نے کہا، مقابلہ کا کیا ذکر ہے ہم نے تو خود کو مردہ سمجھ لیا ہے مخبروں نے واپس آ کر مسیب کو اطلاع دی مسیب نے ترکوں پر شب خون مارنے کا ارادہ کر لیا۔

موت پر مڑنے کی بیعت: چنانچہ کہا ہم لوگ میدان جنگ میں موت تک لڑنے پر بیعت کرتے ہیں مسیب نے فوج کا حکم دے دیا دن چھنے ہی میں گندرا اور رات آتے ہی ٹھہر گیا اپنے اور سپاہیوں کو جنگ کی ترغیب دینے لگا صبح کے قریب پھر ان کو ایک پر جوش تقریر سے بھر کر بولے ”میں تمہارا شعر ”یا محمد“ ہو گا تم لوگ کسی بھاگنے والے کا تعاقب نہ کرنا اور سینہ سپر ہو کر میدان جنگ میں جانا اور اپنے جانوروں کو فوج کرڈالنا کہ میدان جنگ سے فرار کا خیال بھی رفع ہو جائے اور بے جگرئی سے لڑنا تم میں کوئی کمی نہیں ہے سات سو اسلامی تلواریں ایک لشکر کو تباہ کرنے کے لیے کافی ہیں

اگرچہ وہ ایسا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔

مسلم مجاہدین کی بجلی دشمن پر سپاہیوں نے نہایت خوشی سے کہا اس حکم کی تعمیل کی اور سفید صبح کے نمودار ہونے سے تھوڑا پہلے ترک لشکر پر بجلی کی صرح نوٹ پڑے مسیب اپنے لشکر کے آگے آگے رجز کے اشعار پڑھتا جا رہا تھا اور اس کے ساتھی حملہ پر حملہ کرتے جا رہے تھے ترکوں کو ان کا مقابلہ کرنا دشوار ہو گیا بڑے بڑے نامور ترک اس معرکہ میں مارے گئے۔

دشمن کا فرار باقی ماندہ میدان جنگ سے جی چرا کر بھاگ کھڑے ہوئے مسیب کے منادی نے پکار کر کہا ”بھاگنے والوں کا تعاقب نہ کرو، بلکہ قصر کی طرف بڑھو اور ان میں جس دشمن کو دیکھو قتل کر ڈالو اور جس طرح ممکن ہو نہر کا پانی نکال لو جو شخص کسی عورت یا ضعیف بوڑھے یا بچے کو اپنے ساتھ لے جائے گا اس کا اجر اللہ تعالیٰ دیگا اور اگر اس کو اس پر قناعت نہ ہوگی تو چالیس درہم دے جائیں گے۔“

مسلمانوں کی بازیابی: لہذا مسیب کے مجاہدین فوراً لشکر یاں مسیب اہل قصر کو سمرقند لے کر آگئے اور ترکی فوج اگلے بھاگ گئی اپنا سامان لے کر واپس ہو گئی اور ایک ترک بھی دیکھا نہیں دیتا تھا۔ اسلامی فوج ان کے مقتولین کی کثرت دیکھ دیکھ کر کہتے تھے۔ کم من الذین جاءنا بالامس (وہ کہتے تھے جو کل ہم پر حملہ کرنے آئے تھے)

جنگ صفد ۱: صفد کی عہد شکنی اور ترکوں کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ کرنے کے بعد سعید نے ان پر حملہ کرنے کے ارادے سے اسلامی فوج کا جائزہ لیا اور سامان ضروری مہیا کر کے نہر عبور کر لی ترکوں اور اہل صفد کے ایک گروپ سے مقابلہ ہو گیا اسلامی فوج نے حملہ میں شکست دے دی سعید اپنے سپاہیوں کو تعاقب سے یہ کہہ کر کہ یہ لوگ امیر المومنین کو کوامن دینے والے ہیں رد کا لشکر تو رک گئے پھر اس وادی کی طرف بڑھ گئے جو ان کے اور مروہ کے درمیان واقع تھی، اور طرہ اس پر یہ ہوا کہ لشکر کا کچھ حصہ طے بھی کرنے لگا، ترک پہلے سے مورچوں میں بیٹھے تھے، اسلامی لشکر کو وادی سے گزرتا دیکھ کر نکل آئے چنانچہ مسلمانوں کو شکست ہوئی، اور وہ بھاگ کر وادی کے کنارے پر پہنچ گئے۔ بعض مورخین یہ کہتے ہیں کہ جن کو شکست ہوئی وہ مسلمانوں کے مسیحہ تھے، اور اس واقعے میں جو لوگ مارے گئے ان میں شعبہ بن ظہر بھی پچاس آدمیوں کے ساتھ مارا گیا تھا۔

ترکوں کو شکست: ترکوں کے ہاتھ ابھی مسلمانوں کے قتل عام سے رکے نہیں تھے اور مسلمان بے چارے اس اچانک حملہ سے پریشان ہو کر افرا تفری کے عالم میں اوہرا دھر بھاگ رہے تھے کہ اچانک امیر لشکر باقی ماندہ فوج کو لے کر آگیا جس سے ترکوں کے چھکے چھوٹ گئے، اور وہ منہ کے بل گرتے پڑتے بھاگ گئے۔

سعید کی مخالفت: سعید کی یہ عادت تھی کہ جب وہ کوئی کسی لشکر کو شب خون مارنے کے لئے بھیجتا اور وہ لشکر کامیاب ہو کر مال غنیمت لے کر واپس آتا تو قیدیوں کو رہا کر دیتا اور لشکریوں پر بھی ناراض ہوتا، سعید کی انہی حرکتوں کی وجہ سے لوگوں میں بددلی پیدا کر رکھی تھی اور اسی وجہ سے وہ لوگ اسے کمزور کرنے کی کوشش میں لگے رہتے تھے۔

حیان بنطی کا خاتمہ: اسی جنگ میں سورہ بن اجر اور حیان بنطی میں ناچاقی ہو گئی تھی، اور یہی ناچاقی اس کی موت کی سبب بنی اس کی وجہ سے کہ سعید نے جس وقت اسلامی لشکر کو صفد کے تعاقب سے رد کرنے کا حکم دیا تھا سورہ نے پکار کر کہا ”اے بنطی واپس آ جا“ حیان نے چلا کر جواب دیا ”اللہ تیرا منہ کال کرے کیوں چلا رہا ہے“ سورہ کو اس سے ناراضگی پیدا ہو گئی واپسی کے بعد اس نے سعید کو جھانسا دیا کہ اسی (حیان) نے خراسان کو قتیہ کا منی لف بنایا تھا اور کچھ بعد نہیں کہ تم پر بھی یہ کوئی وار کر دے اور کسی مستحکم قلعے میں جا کر پناہ میں آ کر سورہ سے کہنے لگا دیکھو ان باتوں کو کوئی اور سننے نہ پائے۔ اس کے بعد حیان کو اپنی مجلس میں بل کے دودھ پینے کو دیا جس میں زہر ملا ہوا تھا چنانچہ دودھ پیتے ہی حیان لڑکھڑا گیا سعید نے ایک لالت مار کر گرا دیا چنانچہ وہ چند راتیں زندہ رہ کر مر گیا۔

مسلمہ کی معزولی اور ابن ہبیرہ کی تقرری: مسلمہ بن عبد الملک زمانہ گوزی کی ابتداء سے عراق و خراسان کے خراج کا کوئی حق دار الخلافہ

”مشتق“ نہیں بھیجتے تھے اور یزید بن عبد الملک اس کو معزول کرنے سے حجاب کرتا تھا لیکن ایک مدت تک غور و فکر کرنے کے بعد مکھ بھیجی کہ ”کیا آپ نے سب پر ناب مقرر کر کے چند دن کیلئے چلے آؤ، چنانچہ مسلمہ ۱۰۳ھ میں دمشق کی جانب روانہ ہوئی۔

ابن ہبیرہ کی تقرری راستے میں عمر بن ہبیرہ سے ملاقات ہوئی، پوچھنے پر عمر بن ہبیرہ نے کہا ”مجھے امیر المؤمنین نے، نومہذب ۵۵ھ، ناب ضبط کرنے سے بھیجا ہے۔“ مسلمہ اس کے جھانسنے میں آگیا لیکن اس کا ایک ساتھی ① اس کو تاڑ لیا وہ اسیے میں مسلمہ سے کہنے لگا ”میرا مؤمنین ۵۵ھ بن ہبیرہ کو جزیرہ سے بلوا کر ایسے عام سے کام کے لئے عراق روانہ کرنا نہایت تعجب خیز بات ہے“ مسلمہ نے کچھ جواب نہیں دیا۔ تھوڑے دن بعد یہ خبر آئی کہ ابن ہبیرہ نے مسلمہ مقرر کئے ہوئے عمال کو معزول کر دیا۔

عمر بن ہبیرہ کے احوال عمر بن ہبیرہ بہت چالاک اور ہشیار آدمی تھا حجاج اس کو لشکر کے ساتھ اکثر روانہ کیا کرتا تھا جن دنوں مطرف بن مغیرہ نے بات سے بغاوت کی تھی اس وقت حجاج نے جو لشکر مطرف کی سرکوبی کے لئے بھیجا تھا اس میں عمر بن ہبیرہ بھی تھا بیان کیا جاتا ہے کہ اسی نے مطرف کو قتل کر کے اس کا سر تار تھا اور حجاج نے اس سے سر لے کر اسے عبد الملک کے پاس روانہ کیا تھا اس کے صلہ میں اسے دمشق کے قریب ایک گاؤں جاگیر میں دے دیا تھا۔

ابن ہبیرہ کا جرم اور پناہ... اسکے بعد حجاج نے عمر بن ہبیرہ کو ”کردم ابن مرشد فزاری“ کے پاس مال لینے کے لئے بھیج دیا۔ عمر بن ہبیرہ اس سے مال وصول کر کے حجاج کے پاس نہیں گیا بلکہ عبد الملک کی خدمت میں حاضر ہو کر پناہ حاصل کر لی اور بہانہ کیا کہ میں نے حجاج کے چچ زاد بھائی کو قتل کر دیا ہے اس لئے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے عبد الملک نے اس کے جھانسنے میں آکر پناہ دے دی۔

حجاج کو یہ خبر ملی تو اس نے ابن ہبیرہ کا ”کردم“ سے مال وصول کرنے اور بھاگنے کا حال لکھ کر بھیجا اور اس کو گرفتار کرنے کی درخواست کی لیکن عبد الملک نے اس پر توجہ نہیں دی یہ اور اس کے بیٹے برابر ابن ہبیرہ کی عزت افزائی کرتے چلے گئے۔

ابن ہبیرہ بحیثیت کمانڈر: پھر یزید بن عبد الملک کے دور خلافت میں ابن ہبیرہ کو روم پر آرمینیہ کی جانب سے حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ ابن ہبیرہ نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی اور رومیوں کے ساتھ سوا آدمیوں کو ایک خونریز لڑائی کے بعد گرفتار کر کے لے آیا۔

ابن ہبیرہ گورنر عراق: پھر یزید بن عبد الملک کے دور خلافت میں ابن ہبیرہ نے اس کی محبوبہ ”حبابہ“ سے گورنر بنائے جانے کی سفارش کر لی چنانچہ اسے مسلم بن عبد الملک کی جگہ عراق کا گورنر بنا دیا گیا۔

سعید ”حدینہ“ کی معزولی: ابن ہبیرہ جیسے ہی خراسان اور عراق کا گورنر بنا محضر بن مزاحم سلمیٰ اور عبد اللہ بن عمر لیشی ایک وفد کے ساتھ حاضر ہوئے اور سعید حدینہ کی شکایت کی جو خراسان اور عراق کا مسلمہ کی طرف سے والی اور اس کا داماد تھا۔ ابن ہبیرہ نے اس کو معزول کر کے سعید بن عمر حریشی ② مقرر کیا، سعید نے پہنچتے ہی سعید خذینہ چارج دے کر بغیر مزاحمت کے خراسان سے روانہ ہو گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ اسلامی فوجیں دشمنان دین میں گھسان کی لڑائی ہو رہی تھی اور مسلمانوں کے پاؤں ڈگمگا چکے تھے۔

سعید حریشی کا سپاہیوں سے خطاب: سعید حریشی نے سب کو جمع کر کے خطبہ دیا جس میں جہاد کی فضیلت بیان کی اور ان کو سینہ سپر ہو کر لڑنے پر ابھارا۔

اہل صفد کا خوف اور مشورے۔ اہل صفد یہ سن کر ڈر گئے کیونکہ انہوں نے ”حدینہ“ کے عہد حکومت میں ترکوں کا ساتھ دیا تھا۔ بادشاہ صفد نے کہا کہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے بقایا خراج ادا کر دو اور آئندہ خراج دینے کے اور آباد ہونے اور اس کے ساتھ مل کر لڑنے کا وعدہ کرو، مزید طمینان کے لئے چند لوگوں کو اس کے حوالے کر دو“ اہل صفد نے اس کو منظور نہیں کیا بلکہ راضی اور متفق اس بات پر ہوئے کہ بادشاہ فرخانہ سے مدد طلب کر جائے اور اسی کے قریب چل کر قیام کیا جائے۔

① اس کا عبد المرز بن حاتم بن نعمان تھا (کامل ابن اثیر جلد پنجم) ② یعنی حریش بن ربیعہ بن عامر بن صعدہ کے قبیلے سے تھا۔ (منہ)

اہل صفد کی فرمانہ روانگی مجبور صفد کا بادشاہ بھی اہل صفد سے ساتھ ان ملک تپہز کے "بغندہ" پہنچ گیا اور بادشاہ فرمانہ "شعب صمد" انہیں شہر کے قریب آباد کیا۔ بادشاہ فرمانہ نے ہوا کی تپہز یا پتہ میں ان ملک صمد مروت کا "شعب صمد" متبرک سے خانی کر دیا جائے فی حال مارے پاس سے لے کر قونی جہ نہیں ہے۔

صفد کے پیچھے سم فوج کی آمد اتنی یہ میعاد پوری نہ ہونے پائی تھی اسلئے ۵۰۵ھ دور آیا اور سعید حریشی نے اہل صفد پر چڑھائی کر دی اور زہر میوزر کے "قہر" سے پاس پہنچ گیا جو بوسے سے دو کوس کے فاصلے پر تھا۔

بادشاہ فرمانہ نے پیپزاہ بھی ساتھ لے کر سعید کو اہل صفد کے حال سے آگاہ کر دیا اور بتایا کہ وہ لوگ فی الحال "بغندہ" میں ہیں اور اس وقت تک بادشاہ فرمانہ فی حال میں نہیں داخل ہوئے۔ سعید حریشی نے اس سے ساتھ عبدالرحمن قشیری کو ایک لشکر دے کر روانہ کیا۔

صفد سے مسلمانوں کی روانگی روانگی کے بعد عید خود بھی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا تھی کہ اسلامی لشکر "بغندہ" پہنچ گیا اہل صفد مقابلہ کرنے کے لئے آئے۔ روایتی کہانی تو اہل صفد شکست کھا کر بھاگے۔ اور "بصداق" چاہندہ را در پیش ❶ غلطی سے اسی راستے کو اختیار کیا جسے انہوں نے "خندق" سمجھا تھا۔ "ان" مسلمانوں کو مارنے کے لئے پائے دیا تھا بعد جمل شہر نے انہی لوگوں کو اسی خندق میں کر دیا۔ باقی جو بچے ان کا حریشی نے محاصرہ کر لیا۔

اہل صفد کی مسلمانوں سے صلح اہل صفد نے جب کہ بادشاہ فرمانہ سے امان طلب کی۔ بادشاہ فرمانہ نے صاف جواب دے دیا کہ متبرک سے روئے۔ درمیان یہ شرط ملے پائی تھی کہ میعاد مقرر سے پہلے تمام قوامین نہیں دیں گے اور ابھی وہ میعاد پوری نہیں ہوئی۔ مجبور ہو کر سعید حریشی سے ان شرائط کے ساتھ صلح کی درخواست کی۔

صلح کی شرائط (۱) جتنے عرب ان کی قید میں ہیں وہ حریشی وہاں رہیں گے۔ (۲) بقایا خراج ادا کریں گے۔ (۳) کوئی شخص "بغندہ" میں قیام پذیر نہ ہوگا (۴) روایتی کہانوں کے خلاف معاہدہ کریں یا نئی قیدی پیش قدمی کریں تو ان کا خون بہا جائے گا۔ حریشی نے ان شرائط کو منظور کیا اہل صفد "بغندہ" سے نکل کر لشکر گاہ اسلام میں آئے اور ان کے امان کے جھنڈے کے نیچے قیام پذیر ہو گئے۔

صفد والوں کی بد مہدی اس کے بعد ہی حریشی کو یہ خبر ملی کہ اہل صفد میں سے ایک شخص نے ایک قیدی عورت کو قتل کر دیا ہے۔ حریشی نے تحقیق کے بعد قتل و زانیہ موت دے دی اس بنا پر صفد کے ایک سردار نے طرہ بذات "بغندہ" کر دیا چند سپاہیوں نے اس کو قتل کرنے کی کوشش کی لیکن انسان سے ساتھ پہاڑ ہوئے اہل صفد نے ان مسلمان قیدیوں کو جو ان کے پاس تھے اور ان کی تعداد تقریباً ۷۰۰ تھی قتل کر دیا۔

اہل صفد سے سخت مقابلہ اور فتح اسلامی فوج میں اس سے سخت اشتعال پیدا ہوا اپنا نچہ نہایت سختی سے ان کا محاصرہ کر کے مرنے کے لئے۔ اہل صفد نے پاس زیادہ اسلحہ نہ تھا وہ گزریوں اور پتھروں سے مقابلہ کرتے تھے لیکن بار بار یہ سات ہزار غلطی اختلاف الروایۃ لڑ کر میدان جنگ میں ہوا اور نیزے کے ساتھ میں موت کی نیند سوئے۔

سعید اور ابن ہبیرہ میں ناراضگی: حریشی نے ایک اطلاع دی کہ یزید بن عبدالملک کی خدمت میں بھیجا اور عمر بن ہبیرہ کو اس کی اطلاع نہیں کی یہی ایک امر واقع ہو جس سے عمر بن ہبیرہ کو حریشی سے ناراضگی پیدا ہوئی۔

قلعہ صفد پر محاصرہ اور جنگ اس کامیابی کے بعد سعید حریشی نے ایک تپہز سے "شہر سلیمان بن السہی" کے قلعہ صفد کی طرف روانہ کیا جس میں خوارزم اور آجران و سومان کا بادشاہ وغیرہ بھی تھے اس کے مقدمہ اجیش پر مستب ابن بشر ریاضی تھا اہل قلعہ ان کی مدد کا سن کر لڑنے کے لئے آئے اور پہلے ہی حملے میں شکست کھا کر قلعہ میں جا پہنچے، سلیمان نے ان کا محاصرہ کر لیا اہل قلعہ نے مجبور ہو کر صلح کی درخواست کی۔

اہل صغد سے صلح اور شرط۔ شرط یہ طے پائی کہ اہل قلعہ سے مزاحمت نہ کی جائے مآں واسباب جتنا ہے دو لے لیں لہذا سلیمان نے اس شرط پر مصحت کر لی اور حریشی کو اس کی اطلاع کر دی حریشی نے ایک شخص کو مال وغیرہ کی وصولی کے لئے مقرر کر دیا اہل قلعہ شرط کے مطابق قلعہ چھوڑ کر نکل گئے اور مسلمانوں نے ان کے مال واسباب پر قبضہ کر لیا۔

کشل اور نسف۔ اس کے بعد حریشی نے کشل پہنچ کر جنگ کا نیزہ گاڑ دیا اہل کشل نے دس ہزار آدمی غلام دینے پر مصاحت کر لی حریشی نے ان کی وصولی پر نصر بن سیاح کو متعین کیا اور ”نسف“ کی جنگ اور مال کی ذمہ داری سلیمان بن السری کو دی۔ اس نے ان کے بادشاہ ”قشقری“ کو اس سے قلعہ سے بلایا اور اپنے ساتھ لے کر مرورانہ ہو گیا مگر راستے میں اس سے بدظن ہو کر اسے قتل کر دیا۔

ثبیت نہرائی کی ترکوں سے شکست: جزیرہ اور آرمینیہ سے ابن ہبیرہ کے چلے جانے کے بعد ثبیت نہرائی کو اسلامی فوجوں کا امیر فوجوں کا امیر مثلاً قفقاز وغیرہ نے اپنے بھائیوں کی کمک پر تجربہ کار جنگجوؤں کو بھیجا۔ مقام ”مرج حجارہ“ میں صف آرائی کی نوبت آئی اتفاق سے پہلے ہی حملہ میں اسلامی فوجوں کو ہزیمت شکست ہو گئی ترکوں نے مسلمانوں کی لشکرگاہ میں گھس کے جو پایا لوٹ لیا۔

جراح کی گورنری: مسلمانوں کا لشکر شکست کھا کے دمشق میں یزید بن عبد الملک کے پاس پہنچا تو یزید بن عبد الملک نے آرمینیہ اور جزیرہ کا گورنر جراح بن عبد الملک ص ۱ کو بنادیا اور ایک بہت بڑے لشکر کو اس کی امداد کے لئے متعین کیا چنانچہ جراح یزید بن عبد الملک کے حکم کے مطابق خزر سے لڑنے کے لئے چھ خزر یہ بن کر باب ابواب کی طرف لوٹ گیا اور جراح نے بروہ پہنچ کر قیام کیا۔

ترکوں سے جنگ: تھوڑا سا آرام کرنے کے بعد پھر ان کی طرف کوچ کیا اور نہر عبور کر کے پڑاؤ ڈال دینے کی خبر مشہور کر دی تاکہ ترکوں کے جاسوس واپس چلے جائیں جیسے ہی رات نے اپنے سیاہ دامن سے دنیا کے چہرے کو بند کر دیا جراح نے ”الرحیل“ ”الرحیل“ کا عدت کر دیا اور نہایت تیزی سے صبح ہوتے ہوئے شہر باب پہنچ گئے تو جنگ کا نیزہ گاڑ دیا۔ ترک بھی نہایت بہادری سے ان کے مقابلے کے لئے آئے اس کا لشکر سردار ان کا شہزادہ تھا اس سے زمان پر لڑائی ہوئی۔

ترکمنیوں کا فرار: ایک بڑی خونریزی کے بعد ترکمان کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا فوج اسلام نے ان کی لشکرگاہ پر قبضہ کر کے قلعہ حصین پر حملہ کر دیا اہل قلعہ نے ”جزیرہ“ دے کر اپنی جان بچائی اور جراح نے لوگوں کو قلعہ سے نکال کر دوسرے شہر پہنچا ۱۰ دیا اور ترکوں کی بد مہدی کا تذکرہ کر کے امداد طلب کی تھی یزید بن عبد الملک کی زندگی کے آخری دن تھے اس لئے اس کے انتقال کے بعد ہشام بن عبد الملک نے مکہ بھیجی اور اس کو اس کے عہدہ پر بحال رکھا۔

برغوا کی فتح: اس مہم سے فارغ ہونے کے بعد جراح نے شہر برغوا پر فوج کشی کی چھ روز تک محاصرہ ڈالتے ہوئے شہر کے ارد گرد چکر لگا تا رہا ساتویں دن اہل شہر نے امان حاصل کر کے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے جراح نے انتظام کے طور پر ان سے بھی شہر خالی کر کے دوسرے مقام پر بھیج دیا۔

بلنجز کی فتح: پھر لشکر کو از سرنو مرتب کر کے بلنجز پہنچ گئے ترکوں نے بے جگری سے مقابلہ کیا لیکن عسا کر اسلام میں کی خارہ شکاف تواروں اور نوکد، ریزوں نے بلنجز کے قلعہ کو ہزاروں ترکوں کا خون بہا کے فتح کیا۔ کامیاب لشکر نے جو پچھ قلعہ میں ملا اس پر قبضہ کر لیا تیسیم کے وقت تین تین سو دینار سو روں کے حصہ میں آئے ان کی تعداد تقریباً تین ہزار تھی اس کے بعد جراح نے قلعہ بلنجز کے گورنر کو اپنی طرف سے قلعہ حوالے کر دیا اور اس کے اہل و عیال اور سہارا مال واسباب اسے واپس دے دیا۔ اس خدمت کے صلہ میں کہ وہ کفار کی حرکات سکناات سے مسلمانوں کو خبردار کرتا رہے گا۔

”وبید“ کی فتح: والی قلعہ بلنجز نے کمال تشکر و امتنان سے اس خدمت کو منظور کیا اور جراح بلنجز سے کوچ کر کے قلعہ وبید ۱۱ پہنچ گیا وہاں ترکوں کے ایک ہزار خاندان آباد تھے اہل قلعہ نے فوراً تاوان جنگ اور جزیرہ دے کر صلح کر لی پھر کچھ عرصے بعد ترکمانوں نے جمع ہو کر اسلامی فوجوں کے راستے

۱ دیکھیں (فتوح بصرہ ص ۲۲۳ اور تاریخ خلیفہ بن خلیفہ ص ۲۹۹) ۲ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی یڈیشن جلد نمبر ۱۶۳ کے مطابق جراح نے ان صوبہ کرنے والوں کو قتل کر دیا تھا (ثنا اللہ) ۳ کامل ابن اشیر جلد پنجم مطبوعہ مصر میں بندر لکھا ہے۔

روک لئے قلعہ بلخ کے گورنر نے جراح کو اس سے آگاہ کیا جراح نے ”رستاق سی“ میں قیام کیا اور یزید بن عبد الملک کی خدمت میں اطلاعی خط بھیج دیا جس میں اپنی فتوحات با تفصیل لکھی تھیں اور ترکوں کی بد عہدی کا تذکرہ کر کے امداد طلب کی گئی یزید بن عبد الملک کے آخری دن تھے اس نے اس کے انتقال کے بعد ہشام بن عبد الملک نے مکہ بھیجی اور اس کو اس کے عہدے پر بحال رکھا۔

ابن ضحاک کی بنت حسین سے بدتمیزی: عبد الرحمن بن ضحاک، عمر بن عبد العزیز کے زمانے سے حجاز کا گورنر تھا تین برس تک اس پر ہا اس کے بعد فاطمہ بنت الحسین کی بیٹی سے عقد کرنے کا شوق اس کے دل میں پیدا ہوا بے دھڑک پیغام دینے کے لئے خدمت عالیہ میں پہنچ گیا آپ نے انکار کر دیا اس پر عبد الرحمن بن ضحاک نے یہ دھمکی دی کہ میں تمہارے بیٹے عبد اللہ بن حسن ثنی کو شراب خوری کے الزام میں کوڑے لگواؤں گا ”فاطمہ بنت الحسین اس وقت یہ سن کر خاموش ہو گئیں۔“

خلیفہ کی خدمت میں شکایت: مدینہ منورہ کے دیوان میں ایک شخص ابن ہرمز نامی شام کا رہنے والا تھا جو اسی زمانے میں یزید بن عبد الملک کی خدمت میں حساب سمجھانے جا رہا تھا، فاطمہ بنت الحسین نے اس کے رخصت ہوتے وقت علی سبیل تذکرہ فرما دیا تھا کہ جو تکلیفیں مجھے ابن ضحاک سے پہنچ رہی ہیں اور جس قسم کی وہ مجھے دھمکی دے رہا ہے امیر المومنین کو اس سے آگاہ کر دینا ابن ہرمز کے چلے جانے کے بعد آپ نے بھی ایک قاصد اپنے خط کے ساتھ یزید کے پاس بھیجا۔

فاطمہ بنت حسین کا قاصد: حسن اتفاق سے یہ قاصد یزید بن عبد الملک کے پاس اس وقت پہنچا جب ابن ہرمز بیٹھا ہوا مدینے کے حالات بیان کر رہا تھا حاجب نے حاضر ہو کے عرض کیا فاطمہ بنت الحسین کا قاصد حاضری کی اجازت چاہتا ہے ”یہ سنتے ہی ابن ہرمز نے فاطمہ بنت الحسین کا پیغام جس کو وہ بھول گیا تھا عرض کر دیا یزید بن عبد الملک نے ناراض ہو کر کہا بڑے افسوس کی بات ہے کہ تو اس قسم کا پیغام لے کر آیا ہے اور مجھے مطلع تک نہیں کیا“ ابن ہرمز نے معذرت کر لی اور اس دوران فاطمہ بنت الحسین کے قاصد نے حاضر ہو کے خط دیا۔

یزید بن عبد الملک کی غضبناکی: یزید بن عبد الملک کا چہرہ خط پڑھتے ہی غصہ سے سرخ ہو گیا ہاتھ میں خیزران کی چھڑی تھی اس سے زمین کھودنے لگا غضبناک ہونے پر بولا ابن ضحاک نے اتنی بڑی دلیری کی؟ کیا کوئی ایسا شخص ہے کہ جو ابن ضحاک کو اتنی تکلیف دے کہ اس کی آواز میرے کان تک آئے“ حاضرین نے عرض کیا ”عبدالواحد بن قسری کر سکتا ہے۔“

عبدالواحد مدینے کا گورنر: یزید بن عبد الملک نے خود اپنے ہاتھ سے عبدالواحد کو لکھا ”میں نے تجھے مدینے کا گورنر بنا دیا ہے اس خط کو دیکھتے ہی ابن ضحاک کے پاس جا اور اس کو معزول کر دے اور اس سے چالیس ہزار دینار جرمانہ وصول کر اور اس کو اتنی اذیت دے کہ اس کی آواز میرے بستر پر سنائی دے قاصد یہ فرمان لے کر سیدھا عبدالواحد کے پاس گیا۔“

ابن ضحاک کا فرار اور واپسی: ابن ضحاک یہ سن کر گھبرا اٹھا قاصد کو بلا کر ایک ہزار دینار دیئے قاصد نے سارا واقعہ بیان کر دیا ضحاک اسی وقت مدینہ چھوڑ کر مسلمہ بن عبد الملک کے پاس چل گیا مسلمہ بن عبد الملک سے ابن ضحاک کی سفارش کی مگر یزید بن عبد الملک نے معافی دینے سے انکار کر دیا تب مسلمہ بن عبد الملک نے اس کو عبدالواحد کے پاس مدینہ منورہ واپس بھیج دیا۔

ابن ضحاک کی مرمت: عبدالواحد اس کو حسب ہدایت یزید بن عبد الملک طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگا دانہ دانہ کو محتاج ہو گیا بالوں کا جبہ پہنے لوگوں سے بھیک مانگتا پھرتا، چونکہ اس نے انصار کو اپنے دور حکومت میں بے حد ستایا تھا اس وجہ سے ان لوگوں نے اس کی بھجوں میں اشعار لکھے عبدالواحد قسری اور مدینہ سے حسن سلوک سے پیش آتا چھوٹے بڑے سب راضی تھے قاسم اور سالم بن عبد اللہ بن عمر حتیٰ اس کے ہر کام میں مشیر تھے اس کی تقرری اور ابن ضحاک کی معزولی شوال ۱۰۴ھ میں ہوئی تھی۔

حریشی کی معزولی مسلم کی تقرری: سعید حریشی جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں ابن ہبیرہ کی طرف سے خراسان کا عامل تھا لیکن اس سے کوئی تعلق نہیں رکھتا تھا جب بھی عرض و معروض کی ضرورت ہوتی براہ راست خلیفہ کی خدمت میں اپنے خطوط بھیج دیتا تھا اور طبرستان کے طور پر ابن ہبیرہ کی کنیت

”ابوالمثنیٰ“ رکھ لی تھی ابن ہبیرہ کو ان واقعات کا پتہ چلا تو حریشی کے لئے ایک جاسوس مقرر کر دیا لہذا حریشی نے حالات اس سے زیادہ پتہ دریا۔ گئے جو ابن ہبیرہ کو پہلے سے معلوم ہو چکے تھے اس لئے ابن ہبیرہ نے اس کو معزول کر دیا اور اتنی زیادہ سزا دی کہ اس نے زجر جمانا نہ بردیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے قتل کا ارادہ کر لیا مگر پھر کچھ سوچ کر رک گیا۔

حریشی کو ابن سعید کلابی کی اذیت: حریشی کی معزولی کے بعد مسلم بن سعید بن اسلم زرعہ کلابی کو خراسان کی ولایت سپرد دی جس نے خراسان میں پہنچ کر حریشی کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور تکلیفیں دینے لگا جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ کر آئے ہیں۔

ابن ہبیرہ کا فرار اور حریشی: پھر جب اس واقعہ کے بعد ابن ہبیرہ عراق سے بھاگتا تو خالد قسری نے ابن ہبیرہ کو رفقہ میں پکڑ لیا۔ مقرر کیا حریشی نے دریائے فرات کے پاس ابن ہبیرہ کو گھیر لیا اور اس سے منس کر کہنے لگا ”کیوں بھائی تمہارا میرے بارے میں کیا خیال ہے؟“ اس نے کہا کہ ”مجھے یقین ہے کہ تم اپنی قوم کے ایک شخص کو اس کے حوالہ نہ کرو گے جو قسری کے خاندان کا ہے“ حریشی یہ کہہ کے کہ ”ہاں ایسا ہی معاملہ ہے“ اسے چھوڑ دیا اور واپس آ گیا۔

یزید کا انتقال ہشام کی تخت نشینی: ... یزید ۱۰۵ھ اپنی خلافت کے چوتھے سال شعبان ۱۰۵ھ میں وفات پا گیا اس کے بعد اس کا بھائی ہشام بن عبد الملک اسی کی ولی عہدی کے مطابق خلیفہ بن گیا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ ہشام یزید بن عبد الملک کی وفات سے وقت قصص میں تھا موت کی خبر سن کر دمشق آیا اور تخت پر قدم رکھتے ہی ابن ہبیرہ کو عراق سے معزول کر کے خالد بن عبد اللہ قسری کو گورنر بنادیا۔ خالد گورنر بننے کے بعد عراق کی طرف روانہ ہو گیا۔

مسلم بن سعید اور ترک: ۱۰۵ھ میں مسلم بن سعید (گورنر ثران) ترک سے جنگ کے ارادے سے عبور کر کے ان کے حلقوں میں پہنچ گیا وہ ایک لڑائیوں میں لیکن کوئی شہر فتح نہ ہوا تو واپس آ گیا۔ ترکوں نے اس کا تعاقب کیا اور نہر کے قریب مسلم پر حملے کر دیا مگر مسلم نہایت تیزی سے اپنے ساتھیوں سمیت نہر عبور کر کے خاک چاٹ کر اپنا سامان لے کر رہ گئے پھر اسی سن کے آخری مہینہ میں اس نے ترکوں پر حملہ کیا اور انھیں کاچروں طرف سے محاصرہ کر لیا مجبور ہو کر ”افشین“ نے چھ ہزار آدمی دینے پر صلح کر لی اور صلح کے بعد قلعہ بھی اس کے حوالے کر دیا۔

جہاد سے تاخیر کرنے والوں سے سلوک: پھر مسلم ۱۰۶ھ میں جہاد کے ارادے سے لشکر منظم کرنے لگا لیکن لوگوں نے خروج میں تاخیر کر دی ان لوگوں میں سے جنہوں نے جہاد جانے پر تاخیر کی تھی سختی بن درہم بھی تھا۔ مسلم نے نصر بن سيار کو لوگوں کے جمع کرنے اور جہاد پر بھیجنے کے مقصد سے بخ کی طرف روانہ کیا (بخ کا عامل ان دنوں عمر بن قتیبہ بن مسلم کا بھائی تھا) نصر نے سختی اور زیادہ بن طریف باہلی سے دروازے جلد دیئے۔

نصر بن سيار کی عمر مسلم اور سختی سے لڑائی: اس کے بعد عمر بن قتیبہ نے ان لوگوں کو بخ میں داخل ہونے سے روک دیا اور سعید اس وقت نہر عبور کر چکا تھا اور نصر بن سيار بروقان میں ڈیرے ڈالے ہوئے تھا قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ ازد بروقان میں نصر سے نصف فرسنگ کے فاصلہ پر آ کر جمع ہوئے قبیلہ مضر نے نصر کی طرف اور عمر بن مسلم نے ربیعہ اور ازد کی طرف خروج کیا لوگوں نے درمیان میں پڑے صلح کرانے کی کوشش کی اور نصر نے واپس جانے کا ارادہ کر لیا

ابن مسلم اور سختی کا حشر: لیکن سختی اور عمر بن مسلم نے نصر پر حملہ کر دیا پھر کیا تھا نصر بھی نوٹ پڑا، اٹھارہ آدمیوں کو اس نے قتل کر دیا سختی درہم بن مسلم کے ساتھی میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے عمر بن مسلم سختی اور زیادہ بن طریف گرفتار کر کے حاصرہ کرنے لگے نصر نے ان کو سو سو کوڑے لگوائے اور ان کے سروں اور داڑھیوں کو منڈوا کے مردہ جانوروں کی کھالیں پہنا دیں۔

عمر بن مسلم کی سزا کی وجہ: بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ عمر بن مسلم کو تمیم کی شکست کی وجہ سے سزا دی گئی تھی اور بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ وجہ

① بن عبد ملک نے چالیس برس کی عمر یابی ابو خالد اس کی کنیت تھی مرض میں انتقال ہوا۔ حباب ایک لونڈی تھی جس پر یہ فریفتہ تھا۔ اس کی موت سے یزید واپس صدمہ ہوا کہ بعد بندہ چالیس یوم کے علی اختلاف الروایت خود بھی مر گیا۔ کمال ابن اثیر جلد پنجم مطبوعہ مصر۔ ② تاریخ یعقوبی جلد نمبر ۲ صفحہ ۳۱۲ برنصانے کا ابھی بقا میں چار دن باقی تھے۔

جس کا کوئی راستہ موجود نہیں تھا، اسد نے صندوقیں بنوا کر مجاہدین کو اس میں بٹھادیا اور زنجیروں کے ذریعہ سے اس کو غار کی تہ تک پہنچا دیا اور یہاں تک نکال سکے ان لوگوں نے ان کے مال و اسباب کو نکال لیا۔

یہ واقعہ ۱۰۷۱ھ کا ہے۔ ۱۰۸۰ھ میں اسد نے پھر دریا عبور کیا خاقان یہ سن کے مقابلہ کے لیے آیا لیکن فریقین میں ٹرائی نہیں ہوئی، بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ اسد ”ختل“ سے شکست کھا کر واپس آیا تھا۔ اس کے بعد غوریوں کی طرف گیا اور ان سے مقابلہ کیا نصر بن سیر اور مسلم بن ادریس اس جنگ میں بہت ناموری کمائی بالآخر مشرقین کو شکست ہو گئی اور مسلمانوں نے جو کچھ ان کی لشکرگاہ میں تھا اس پر قبضہ کر لیا۔

اسد بن عبد اللہ کی خرد ماغی: اسد بن عبد اللہ کے دماغ میں خراسان کا گورنر بننے سے بے جا تحکم کا نشہ ایسا چڑھ گیا تھا کہ لوگ اس سے متنفر رہے تھے اور اس کو کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا چنانچہ اس نے نصر بن سیر کو کوڑے سے پٹوایا عبد الرحمن بن نعیم، سورہ بن ابجر، بکتری، بن ابی ورتیم، بن مالک، ہوجمانی وغیرہ کے سرمنڈوا کے اپنے بھائی کے پاس شہر بدر کر کے بھیج دیا اور یہ الزام لگایا کہ ان لوگوں نے مجھ پر حملہ کرنے کا ارادہ اور مشورہ کیا تھا خالد بن عبد اللہ نے اسد بن عبد اللہ کو ملامت بھرا خط لکھا اور یہ بھی اس میں تحریر کیا کہ ان لوگوں کا سر میرے پاس بھیجنا تھا تم نے ان کو ناحق بھیجا۔

اہل خراسان پر لعن طعن سے فوری معزول: ایک روز اسد نے خطبہ دیتے ہوئے اہل خراسان پر لعن طعن کیا اتفاق سے یہ خبر دار غی وثق دمشق تک پہنچ گئی ہشام بن عبد الملک نے خالد بن عبد اللہ کو اسد بن عبد اللہ کے معزول کرنے کا فرمان بھیجا چنانچہ ماہ رمضان ۱۰۸۱ھ میں اس کو معزول کر دیا گیا اور اسکی جگہ حکم بن عونہ کلیسی کو مقرر کیا گیا۔

اشرس کی گورنری: چونکہ حکم نے گرمی کے دنوں میں کسی طرف بقصد جہاد خروج روانہ کیا اس وجہ سے ہشام بن عبد الملک نے اشرس بن عبد اللہ سہمی کو گورنر بنا دیا اور اس کو یہ حکم دیا کہ تم تمام اہم امور میں خالد بن عبد اللہ سے مشورہ لیتے رہنا چنانچہ اشرس کی نیک مزاجی اور سخاوت نے اہل خراسان کو اتنے ہی خوش کر لیا۔

اہل ماوراء النہر کو دعوت اسلام: ۱۰۸۱ھ میں اشرس نے ابوالصیداء صالح بن ظریف (بنوضہ کے آزاد غلام) اور بیع بن عمن تمیمی کو سمرقند و ماوراء النہر کی طرف دعوت اسلام دینے کے لیے روانہ کیا اور حکم دیا کہ جو شخص ان میں سے برضا و رغبت دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے اس کا جزیہ معاف کر دیا جائے۔ ان دنوں سمرقند وغیرہ کے صیغہ جنگ اور مال کا حسن بن عمر طہ کندی ذمہ دار تھا لہذا ابوالصیداء وغیرہ نے اہلین سمرقند و اسد مکی دعوت دی اور قبولیت اسلام کی شرط پر جزیہ معاف کر دینے کا وعدہ کیا اہل سمرقند جوق در جوق مذہب اسلام میں داخل ہو گئے۔

ختنہ اور دیگر طریقوں سے نو مسلموں کی جانچ: چنانچہ غورک نے اشرس کو ان کے خراج کی کمی اور موصول نہ ہونے کی شکایت تھیں۔ اشرس نے حسن بن عمر طہ کندی کو تحریر کیا ”مجھے یہ خبر ملی ہے کہ اہل صفد وغیرہ نے رغبت اور رضا سے اسلام قبول نہیں کیا بلکہ وہ جزیہ کے خوف سے مسلمان ہو گئے ہیں لہذا تم دیکھو کہ جس نے ختنہ کرایا ہو اور فرائض کو ادا کر رہا ہو اور قرآن کی کوئی سورت بھی اس کو یاد ہو تو اس کا خراج معاف کر دو ورنہ وصول کرو۔“

نو مسلموں سے جزیہ کا آرڈر: اس کے بعد اشرس نے حسن بن عمر طہ کو صیغہ مال کے کام سے سبکدوش کر کے ہانی ابن ہانی کو مقرر کیا۔ ابوالصیداء نے ان لوگوں سے ان لوگوں سے رد کا جو مسلمان ہو چکے تھے ہانی نے ایک اطلاعی خط اشرس کے پاس بھیجا اس کا مضمون یہ کہ اہل صفد مسلمان ہو گئے ہیں اور مساجد بنائی ہیں اشرس نے اس کو اور اپنے سارے عمال کو حکم بھیجا کہ جن لوگوں سے جزیہ وصول کیا جا رہا تھا ان سے اب بھی وصول کیا جائے اور چہ وہ مسلمان بھی ہو گئے ہوں

اہل صفد کی ناراضگی و علیحدگی: اہل صفد کو اس سے ناراضگی پیدا ہو گئی لہذا جزیہ دینا تو درکنار، سات ہزار کی تعداد میں علیحدہ ہو گئے اور سمرقند سے چند فرسنگ کے فاصلے پر بیٹھ گئے۔ ابوالصیداء و بیع بن عمران، یثیم شیبانی، ابوفاطمہ ازدری، عامر بن قشیر، بشیر جدری، بنان منبری، اسامیل بن عتبہ بھی انہی لوگوں میں شامل ہو گئے اشرس نے یہ سنتے ہی حسن بن عمر طہ کو معزول کر کے مجشر بن مزاحم ملی اور عمیرہ بن سعد شیبانی کو مقرر کیا۔ مجشر نے

ابوالصید اہکواس کے ساتھیوں سمیت بلوایا جب وہ اور ثابت قطنہ آگئے تو ان دونوں کو قید کر کے اشرس کے پاس بھیج دیا۔

اہل صغد کا جنگ لڑنے کا فیصلہ: ابوالصید اہکی گرفتاری کے بعد اہل صغد نے ہانی سے جنگ لڑنے کے لئے یوفاطمہ کو امیر بنایا لیکن ہانی نے ان لوگوں کو اشرس سے خط و کتابت کرنے کے بہانے جنگ سے روک دیا اور اشرس نے اہل صغد کا جزیہ معاف کر دینے کا حکم بھیج دیا۔

اہل صغد کی سرفقاری اور ذلت: تھوڑے دنوں کے بعد اہل صغد کے کاموں میں ضعف پیدا ہو گیا اور آپس میں پھوٹ پڑ گئی اشرس ایک سرفقار کے قید اور زبردستی اور تعدی کے ساتھ جزیہ وصول کرنے لگا۔ عجم کے سرداروں اور دہقانوں کی ذلت کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ ان کے کپڑے جلوا دیے، بیٹیوں کو گردنوں میں پہنوا دیا۔ سروں پر کانتوں کے تاج رکھوائے اور جو لوگ اسلام قبول کر چکے تھے ان سے بھی جزیہ وصول کیا۔

صغد و بخارا کی پھر اجازت: صغد اور بخارا میں اس سے پھر ایک جوش پیدا ہوا اور وہ سب کے سب ہانی ہو گئے ترکوں سے سازش کر کے ایک لشکر مرتب کر دیا۔ چنانچہ اشرس اس طوفان بدتمیزی کو فرو کرنے کے لئے روانہ ہوا اور آمد میں پہنچ کر قیام کیا وہاں مہینوں ٹھہرا رہا آخر کار جاقظن بن قتیہ بن مسم کو دس ہزار کا لشکر دے کر آگے بڑھایا اور یا عبور کرتے ہی اس کا ترکوں اور اہل صغد و بخارا سے سامنا ہو گیا (ان لوگوں کے ساتھ خاقان بھی آیا ہوا تھا)۔

مسلمانوں کا محاصرہ: اہل صغد و بخارا نے قطن کی لشکر گاہ کا محاصرہ کر لیا اور ترکوں نے مسلمانوں کے کسریٹ پر چھاپہ مارا۔ اشرس نے عبد اللہ بن بطلیم بن مسعود بن عمر کی ضمانت پر قطنہ کو رہا کر کے فوج کے سوار دستے کے ساتھ ترکوں پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ثابت نے اسے بڑھ کر ترکوں سے جو مال و اسباب وہ لے گئے تھیں لیا۔

مخالفین کی پسپائی: اس کے بعد اشرس اپنے ساتھیوں سمیت نہر عبور کر کے قطن کے پاس پہنچ گیا فریق مخالف سے مقابلہ ہوا لیکن وہ پسپ ہو کر بھاگ گئے اور اشرس اپنی فوج لے کر بیکندہ تک پہنچ گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا (چنانچہ اہل شہر نے پانی بند کر دیا اور شدت پیاس سے گھبرا کر اشرس نے شہر کی طرف کوچ کیا)۔

اشرس کا مخالفین سے مقابلہ: راستے میں مخالفین سے جنگ چھڑ گئی ایک بڑی خوزیر لڑائی کے بعد مسلمانوں نے ترکوں کو پانی کے چشمے سے ہٹا دیا حرث بن شریح اور قطن بن قتیہ بڑے بڑے خطرات میں مبتلا ہو گئے تھے ثابت قطنہ، صخر بن مسلم بن نعمان عبدی، عبد الملک بن دثار باہلی اس معرکہ میں کام آ گئے۔

ترکوں کے خلاف کامیابی: ابھی جنگ کا عنوان بدلائیں تھا کہ قطن بن قتیہ نے فوج ایک دستے کے ساتھ جس نے مرنے اور مارنے پر حلف کر لیا تھا ترکوں پر حملہ کر دیا چنانچہ ترکوں کے پاؤں اکھڑ گئے مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا رات تک کشت و خون کا بازار گرم رہا۔ کامیابی کے بعد اشرس بخارا کی جانب لوٹا اور ایک لشکر حرث بن شریح از دی کی کمان میں اس کے محاصرے کے لئے روانہ کیا۔

خاقان کا مسلمانوں کے شہر کا محاصرہ: خاقان نے بھی شہر کرجہ (جو صوبہ خراسان کا ایک بہت بڑا شہر ہے) پر حصار کر ڈالا یہاں پر مسلمانوں کی جماعت زیادہ تھی، مسلمانوں نے اس پل کو جو خندق پر تھا توڑ دیا، ابن جسر و ابن یزدجرد نے اہل شہر کو مخاطب کر کے کہا اے عربو! تم لوگ خود کو کیوں ہلاک کر رہے ہو؟ خاقان میری سلطنت مجھے واپس دینے کے لئے آیا ہے میں تمہارے لئے اس سے امان حاصل کر سکتا ہوں، اہل شہر اس کو گائیاں دینے لگے۔

مسلمانوں کو لالچ دینے کی کوشش: اس دوران بزعزی دوسو آدمیوں کو لے کر آیا یہ بہت بڑا عظیم الشان شخص تھا خاقان اس کی رائے سے بھی مخالفت نہیں کرتا تھا۔ اس بلانے پر یزید بن سعید باہلی گفتگو کرنے کے لئے آئے بزعزی نے کہا ”اگر تم لوگ ہم سے سازش اور صلح کرو تو ہم تم لوگوں کے وظائف اور تنخواہیں دو گنی کر دیں گے اور کبھی تم سے کسی قسم چھیڑ چھاڑ نہیں کریں گے“ یزید نے نہ تو اس کا اقرار کیا اور نہ اس سے انکار بلکہ نرمی کے ساتھ جواب دے کر شہر میں واپس آ گئے۔

مسلمانوں کے انکار پر خندق تباہ کرنے کی کوشش: یزید نے اہل شہر سے کہا کہ یہ لوگ تم کو مسلمانوں سے جنگ کرنے کو بلاتے ہیں۔ اہل شہر نے انکار میں جواب دے دیا۔ خاقان نے جھلا کر خندق کو تر لکڑیوں سے پاٹنے کا حکم دیا اہل شہر نے اس پر خشک لکڑیاں ڈال دیں، خندق بھر گئی رات ہوئی تو آگ لگا دی گئی ہوا تیز چل رہی تھی چنانچہ ایک ہی ساعت میں لکڑیاں جل کر کوئلہ ہو گئیں جب خاقان اس تدبیر میں کامیاب نہ ہوا تو اس نے اپنے لشکریوں کو بھیڑ بکریاں دے کر یہ حکم دیا کہ ان کا گوشت کھا کر ان کی کھالوں میں مٹی بھر کے خندق کو پاٹ دو قریب تھا کہ خندق زمین کے برابر ہو جاتی لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک بادل بھیج دیا جس سے ایسا پانی برساکہ خندق میں جو کچھ تھا وہ سب بہہ کر نہر اعظم میں چلا گیا اس حاست میں مسلمانوں نے ان پر تیر بازی شروع کر دی اتفاق سے ایک برززی کے گلے میں جا کر اتر ہو گیا۔ جس کے صدمہ سے وہ اسی رات کو مر گیا۔

مسلمان قیدیوں کا قتل: دن نکلا تو ترکوں نے مسلمان قیدیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا مسلمانوں میں اس سے اشتعال پیدا ہوا وہ بھی ان کے قیدیوں کو قتل کرنے لگے افواج اسلام نے فرغانہ پہنچ کر وہاں پڑاؤ کیا ترکوں نے یہ خبر سن کر نہایت سختی سے جنگ چھیڑ دی اہل شہر بھی کمال انتہائی بہادری سے جواب دیتے رہے۔

ترکوں سے صلح: بالآخر ساٹھ دن کے محاصرہ کے بعد مسلمانوں نے ”کمرچہ“ ترکوں کو دے کر ان سے مصالحت کر لی اور خود سمرقند اور دہوسیدہ کی طرف واپس چلے گئے اور اطمینان کے لئے فریقین نے دونوں طرف کے چند آدمیوں کو بطور ضمانت زیر حراست رکھا۔ مصالحت کے بعد تقریباً سارا ترکی لشکر واپس چلا گیا البتہ خاقان تھوڑی سی فوج لے کر اہل شہر کے زمانے تک ٹھہرا ہوا اور کورصول کو مسلمانوں کے ساتھ بھیج دیا تاکہ وہ ان کو ان کی جائے امن تک پہنچا دے دہوسیدہ پہنچنے کے بعد فریقین نے ایک دوسرے آدمیوں کو رہا کر دیا۔

جنید کی تقرری: ۱۱۱۷ھ میں ہشام بن عبد الملک نے اشرس بن عبد اللہ کو گورنری سے معزولی کر کے جنید بن عبد الرحمن بن عمر بن حرث بن خارجہ بن سنام بن ابی حارثہ مری کو خراسان کا گورنر بنا دیا، اس کی تقرری کا سبب یہ تھا کہ ام حکیم بنت یحییٰ بن حکم زوجہ ہشام کو جو اہرات کا ایک ہارتھہ میں دیا تھا، ہشام اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا جنید نے یہ سن کر ایک دوسرا ہا اسی طرح کا ہشام کے سامنے پیش کر دیا ہشام نے اس صلے میں جنید کو گورنر بنا دیا اور پانچ سو سواروں کے ساتھ خراسان کی طرف روانہ کر دیا۔

جنید کی ماوراء النہر روانگی: جنید خراسان پہنچا تو خطاب بن محرز سلمیٰ کو اشرس کا نائب بنادیا ایک دور وز قیام کرنے کے بعد خطاب کو اپنے ساتھ لے کر ماوراء النہر کی طرف روانہ ہوا اور اپنی جانب سے مرو میں بمشر بن مزاحم سلمیٰ کو، بلخ پر سورہ بن الجبر تمیمی کو امیر بنادیا اور اشرس کو جس وقت وہ اہل بخارا اور صغد سے میدان کاراز میں جدال و قتال میں مصروف تھا یہ کہلوا یا کہ ایک چھوٹا سا لشکر ہمارے ساتھ بھیج دو تاکہ راستے میں مخالفین تنگ نہ کریں۔

ترکوں سے مسلم لشکر کی ٹڈ بھینٹ: اشرس نے اس حکم کے مطابق عامر بن مالک حمائی کو روانہ کیا ترکوں اور صغد کو اس کی اطلاع مل گئی چنانچہ آگے بڑھ کر عمار کو رد کا اور لڑائی شروع ہو گئی عامر نے اپنے ساتھیوں کے بڑے حصہ کو دائرے کی صورت میں پھیلا کر ترکوں اور صغد کو گھیرے میں لے لیا اور سامنے سے چھوٹے حصہ کو لے کر لڑنے لگا۔ ترکوں اور صغد کو شکست ہو گئی اور عامر ① جنید کے پاس پہنچ گیا اور پھر اس کے ساتھ واپس آیا۔

مقدمہ الحیش کی ترکوں پر فتح: جنید کے مقدمہ الحیش کا عمارہ بن حزم امیر تھا بنکند ② سے دو ڈھائی کوس آگے آیا ہوگا کہ ترکوں نے جنگ شروع کر دی۔ عمارہ نے نہایت بہادری اور تیزی سے ان کو پسپا کر دیا۔ دوسری طرف سے خاقان نے سمرقند کی جانب سے اس کے ساتھ پرمدہ بن اس کا افسر قطن بن قتیبہ تھ۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے خاقان کو شکست ہو گئی۔ مسلمانوں نے اس کے بھائی کو گرفتار کر کے ہشام بن عبد الملک کے پاس بھیج دیا۔ ان ہی واقعات پر ۱۱۱۷ھ پورا گیا اور جنید کامیاب و کامران مرو لوٹ آیا۔

مسلم بن عبد الرحمن کی برہانہ گرفتاری: واپسی کے بعد جنید نے قطن بن قتیبہ کو بخارا کا، ولید بن قعقاع عیسیٰ کو ہرات کا، حبیب بن مرہ بن عیسیٰ کو پوپیس کا، اور مسلم بن عبد الرحمن باہلی کو بلخ کا امیر بنادیا اس سے پہلے بلخ میں نصر بن شیار تھے مسلم نے اس کو سوتے ہوئے گرفتار کر کے بغیر

پاجامہ کے محض قمیص میں جنید کے پاس بھیج دیا۔

مسلم سے ناروا سلوک پر نصر کی ناراضگی جنید کو مسلم کی یہ حرکت اچھی نہیں لگی اور نصہ کو اس حالت میں دیکھ کے بوا کر ”مصہ کے سردار کو مسلم نے اس حالت میں روانہ کیا ہے“ کسی نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ جنید نے مسلم کو بلخ سے معزول کر کے تین بن ضعیفہ کو ورنہ بنا دیا اور ایک وفد ان جنگوں کے حالات بتانے کے لئے ہشام بن عبد الملک کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

جراح حکمی کی فتوحات ہم اوپر لکھے آئے ہیں کہ جراح حکمی ۱۰۳ھ میں ”بلخ خزر“ میں جہاد کرنے کی غرض سے داخل ہوا تھا اور اس نے ان کو شکست دے دی اور بہت سختی کے ساتھ ان لوگوں سے پیش آیا تھا اور بلخ پر قبضہ کر کے دوبارہ اس کے پرانے حکمران کو واپس دے دیا تھا ہشام بن عبد الملک نے اس کے عہدے پر اس کو بحال رکھا تھا اس کے بعد یہ آرمینیا کا ورنہ بنا دیا گیا ابتداً وہ ۱۱۱ھ میں تغلیس کی جانب سے ترکمان کے حاکم قو میں جہاد کرتا ہوا داخل ہوا اور ان کے مشہور شہر بیضا کو فتح کر کے کامیابی کے ساتھ واپس آیا۔

جراح کی شہادت۔ اہل خزر اور ترک کو اس سے اشتعال پیدا ہوا فوجیں منظم کر کے لان ① کی جانب سے شوراغیز خان کی طرف سے بڑھے جراح نے بھی مقابلہ کے لئے ۱۱۲ھ میں خرون کیا مرنج اردنیل ② میں صف آرائی کی نوبت آئی بے جبری سے لڑنے والے مسلمانوں کی تعداد انھیں کے مقابلے میں نہایت کم تھی۔ جنگ کے دوران جراح اپنے ساتھیوں سمیت شہید ہو گیا اور وہ اپنی شہادت سے پہلے وہ اپنے بھائی تاج بن عبد اللہ وائنا نائب مقرر کر چکا تھا خزر (یعنی ترکمان) والوں کا دل اس کے ہاتھوں بڑھ گیا کامیابی کے جوش میں موصل کے قریب تک پہنچ گئے اور جنس مورخ بتے ہیں کہ جراح بلخ میں شہید ہوا۔

سعید حریشی کی روانگی بہ کیف جب یہ خیمہ دار خلافت دمشق میں پہنچی تو ہشام بن عبد الملک نے سعید حریشی ③ کو بلایا اور تذکرے کے طور پر کہنے لگا ”دیکھ جرح کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف شکست ہمارے بھگ نکلا ہے“ سعید حریشی نے عرض کیا ”امیر المومنین یہ نہیں ہو سکتا جراح کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف شکست ہمارے بھگنے سے زیادہ ہے میرا خیال یہ ہے کہ وہ ضرور شہید ہو گیا ہے آپ مجھے چالیس سواروں کے ساتھ روانہ فرمادیں اور روزانہ چالیس آدمی میری کمک پر بھیجتے رہیں لشکر کے کمانڈر کے نام ایک شہر فرماں بھی بھیج دیجیے کہ وہ ضرورت کے وقت میری مدد کریں“ ہشام بن عبد الملک نے ان ساری باتوں کو منظور کر لیا اور سعید بن حریشی سامان دست کر کے روانہ ہو گیا۔

مجاہدین کے قافلے وہ جس شہر جاتا تھا وہاں کے اہل کو جمع کر کے جہاد کی ترغیب دیتا تھا جس کے دل میں جہاد کا شوق ہوتا تھا وہ ساتھ مل جاتا تھا۔ خلاط پر کامیابی اسی طرح وہ شہر زدر (افران) پہنچا جہاں جراح کے ساتھیوں میں چند دیہیوں سے ملاقات ہوئی جو معرکہ جنگ میں شکست ہار کے آ رہے تھے سعید حریشی نے ان کو بھی اپنے ساتھ لے لیا اور ”خلاط“ پہنچ کر محاصرہ کر لیا چنانچہ زالی ہوئی اور میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ کامیابی کے بعد حریشی نے اس کے مال فہیمت کو تقسیم کر دیا اور دیگر شہروں اور قلعوں کو فتح کرتا ہوا ”برزمہ“ کا رخ کیا اور برزمہ پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیا

ورشان سے ابن خاقان کا فرار خاقان کا بیٹا ان دنوں زار بجان کے مالے تھے جس نے اس میں لگا ہوا تھا شہر ورشان کامی صرہ کے ہوئے تھا۔ سعید حریشی نے اپنے ایک ساتھی کو اہل ورشان کے پاس مسلمانوں کی آمد کی خبر دینے کیے روانہ کیا۔ اور ترکمانوں کامی صرہ جنگ کی دھمکی دے کر اٹھ دیا۔ می صرہ ختم ہونے کے بعد حریشی ”اہل ورشان“ سے ملا اور دوسرے دن ترکمانوں کے قلعہ میں داخل تک چلا آیا۔

ترکمانی لشکر کی بربادی ایک جاسوس نے خبر دی کے لشکر اسلام سے چاروں طرف سے پر ترکمانوں کا دس ہزار کا لشکر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا جس کے ساتھ مسلمانوں کے پانچ ہزار خاندان قید اور گرفتاری کی مصیبت جھیل رہے تھے عید کی آنکھوں میں یہ سنتے ہی خون اتر آیا جوش انتقام کو زبردستی ہارے رکھارات ہوتے ہی اس نے اس پر حملہ کر دیا ان دس ہزار ترکمانوں میں ایک بھی زندہ نہ بچا۔ کا اس طرح مسلمانوں کو اس کے بچے سے چھڑا لیا۔

① بن شیعہ جلد ۳ صفحہ ۳۲۵ پر ان کی مہمیں جو کہ پاس ۱۰۳ھ میں خلدون کے جدید عربی یڈیشن جلد ۳ صفحہ ۶۲ مطبوعہ یہ وقت پر ”الف“ تحریر ہے۔ ② اور بنجون کے مشہور شہروں میں سے ہے (نجم البدن) ③ اس کی نظر نہ رہی اور یہ جانب کے علاقے میں تھے۔

باجروان میں ترکمنوں کو شکست:۔۔۔ صبح ہوئی تو ”باجروان“ کی طرف روانہ ہوا ایک دوسرے جاسوس نے پہنچ کر ترکمنوں کے ایک دورے شکر کی خبر دی۔ سعید نے اسی وقت اس طرف کوچ کیا ان کی بے خبری میں ان کے سروں پر پہنچ کر سب کو ان کے خوابیدہ نصیب کی طرح موت کی نیند سدا دیا اور ان سے مسلمان قیدیوں کو چھڑا کے ”باجروان“ واپس آگیا ان ہی قیدیوں میں جراح کے اہل و عیال اور بچے بھی تھے۔

اہل خرز کے انتقامی لشکر کی بربادی: اس کے بعد انتقام لینے کے لئے اہل خرز نے اپنے شہزادوں کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ کی تیاری کی سر زمین زرند میں مقبہ ہوا جس وقت جنگ زور و شور سے ہو رہی تھی کفار کے لشکر گاہ سے مسلمان قیدیوں نے چل چلا کر دعویٰ زاری شروع کر دی اہل شخص ایسا نہ تھا کہ جس کے دل میں ان کی ہمدردی کا جوش نہ بھرا آیا ہو اور اس کی آنکھیں پر غم نہ ہو گئی ہوں چنانچہ سب نے مجموعی قوت لگا کر اللہ کے نعرہ لگا کر حملہ کیا تو میدان جنگ سے خزر کے پاؤں اکھڑ گئے مسلمانوں نے ”نہر اس“ تک تعاقب کیا بہت سامان غنیمت ہاتھ آیا مسلمان قیدی جو ان کے پنجہ ظلم میں گرفتار تھے آزاد کر کے باجروان پہنچا دیئے گئے۔

خرز کے شہزادے کی آخری شکست: شہزادہ خرز نے اس شکست کی شرمندگی دور کرنے اور مسلمانوں سے انتقام لینے کے خیال سے پھر اپنی قوم کو جمع کیا اور انتہائی جوش سے ان کے سروں پر پہنچ کر لڑائی شروع کر دی۔ اہل خزر نہایت استقلال سے جواب دینے لگے خزر کا حریف نے ناقابل برداشت حملے برداشت نہ کر سکے اور میدان سے شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے میدان جنگ میں جس قدر مارے گئے تھے اس سے ہمیں زیادہ ڈوب ڈوب کر مر گئے۔

فتح کے بعد حریشی کی دمشق واپسی: جنگ کے بعد حریشی مال غنیمت جمع کر کے کامیاب و کامران ”باجروان“ کی طرف واپس آیا اور باجروان پہنچ کر مال غنیمت تقسیم کیا پھر فتح کی خوشخبری کے ساتھ خمس دار الخلافہ دمشق روانہ کر دیا پچھلے عرصے کے بعد ہشام بن عبد الملک نے حریشی کو بھویا اور اپنے بھائی مسلمہ کو آرمینیا و آذربائیجان کا گورنر بنادیا۔

جنید اور خاقان کی پیش قدمی:۔۔۔۔۔ ۱۱۲ھ میں جنید نے خراسان سے جہاد کے لئے طخارستان پر خروج کیا ایک طرف سے حماد بن حریم کو اٹھارہ ہزار کا لشکر دے کر اور دوسری جانب سے ابراہیم بن سام کو دس ہزار فوج کے ساتھ آگے بڑھنے کا حکم دیا ترکوں کے کانوں تک یہ خبر پہنچی تو وہ بھی لشکر جمع کر کے خاقان کی کمان میں سمرقند کی طرف دور پڑے۔

سمرقند کے لئے جنید کے مشورے:۔۔۔۔۔ سمرقند کا گورنران دنوں سورہ بن بجر تھا اس نے جنید کو خاقان کی فوج کشی اور اہل سمرقند کے دفاع کی عدم اہلیت کی کیفیت کھ کر بھیجی اور ملک مانگی جنید نے لشکریوں کو کوچ کرنے اور دریا عبور کرنے کا حکم دیا مجشر بن مزاحم سلمیٰ اور ابن بسطام از دی نے مخفی غت کی اور کہا ”ترک دوسری قوموں کی طرح کمزور نہیں ہیں اور آپ کا سارا لشکر متفرق و منتشر ہو رہا ہے مسلم بن عبد الرحمن ”بیردز کوہ“ میں بھڑکی ”برات“ میں اور عثمان بن حریم ”طخارستان“ میں پڑا ہوا ہے پچاس ہزار سے کم فوج کے ساتھ آپ دریا عبور کرنے کا ارادہ مت کرنا۔ بہتر ہوگا کہ آپ اس میں جدی نہ کریں شمارہ کو طلب کر لیجئے۔ اس کے بعد ترکوں کے مقابلے کی تیاری کیجئے۔

جنید کا جنگ کا فیصلہ: جنید نے آدھ پہنچ کر کہا ”یہ بالکل ناممکن ہے نہ جانے میرے بھائی سورہ کی جان سمرقند میں کس چپقلش میں پھنسی ہوگی اور وہاں کے مسلمانوں پر یہ گزرا ہوگا“ مجشر اور ابن بسطام یہ سن کر خاموش ہو گئے لہذا جنید نے تیاری کا حکم دیا اور دریا عبور کر کے ”کش“ میں پڑاؤ کیا کہ ترکوں کے آمد کی خبر سن کر کش کے راستے میں بہت سے کنوئیں کھودے اتفاق سے جنید دوسرے راستے سے روانہ ہو گیا۔

ابن خاقان سے لڑائی: خاقان کے ساتھ بہت بڑا لشکر تھا صفد، فرغانہ اور شاش نے بھی سازش کر لی تھی لہذا مسلمانوں کا مقصد عیش پر جس کا سردار عثمان بن عبد اللہ بن شخیر تھا حملہ کیا عثمان بن عبد اللہ پسپا ہو گئے لشکر اسلام کی طرف لوٹا ترک لشکر سے ایک چھوٹے سے روپ نے اس کا تعاقب کیا اور باقی ماندہ فوج نے سمرقند پر حملہ کر دیا۔

نصر بن سیار اور جنید کی فتوحات:۔۔۔۔۔ جنید نے اہل شہر کی کمک پر نصر بن سیار کو روانہ کیا نصر نے لشکر کفار کو گھیر کر نہایت شدت سے لڑائی شروع کر

دی اور ان کے بڑے بڑے سواروں کو قتل کر کے خاک و خون میں ملا دیا۔ جنید سپاہیوں کو لے کر آگے بڑھتا ہوا میمنہ تک پہنچا اور اردک جھنڈے کی طرف متوجہ ہوا۔ ہم بردار نے جنید سے مخاطب ہو کر کہا ”کیا آپ اب ہماری عزت افزائی کے لئے آئے ہیں۔ یہ یاد رکھنا کہ ہم جیتے جی آپ تک کوئی نہیں پہنچ سکے گا۔ جنید نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

سواروں کے بعد ڈالیوں سے جنگ: چنانچہ غم بردار رجز کے اشعار پڑھتا ہوا اپنے گروپ کو لے کر آگے بڑھا اور اس سختی سے لڑا کہ تنواریں بیکار ہو گئیں اس وقت ان کے غلاموں نے درخت کی ڈالیاں کاٹ لیں اور ان سے دشمنان پر وار کرنے لگے۔ لڑتے لڑتے فریقین ایک دوسرے سے اس طرح ہٹتے گئے کہ دور سے دیکھنے والا تمیز نہ کر پاتا البتہ تھوڑی دیر کے بعد تکبیر کی دل ہلا دینے والی آواز اسام و کفرہ فرق پیدا کر دیتی تھی۔

س قیامت خیز واقعے میں اردک کے اسی آدمی کام آگئے جن میں عبداللہ بن بسطام محمد بن عبداللہ بن حودان، حمین بن شیخ اور یزید بن منصل حرانی وغیرہ تھے۔

خاقان کی آمد اور جنگ: فریقین ابھی گتھے ہوئے لڑ رہے تھے کہ خاقان کے لشکر کا پہلا گروپ آتا ہوا دھائی دیا جنید کے منہ دی نے ”الارض الارض“ کا اعلان کیا۔ چنانچہ سواران اسلام اس آواز کے سنتے ہی گھوڑوں سے اتر گئے اور منادی کی دوسری آواز پر ہر شخص بڑھا کھود کے چھپ گیا۔ خاقان نے لشکر اسلام پر جس طرف بکر بن وائل تھے حملہ کیا ان کا سردار زیاد بن حرث تھا بکر بن وائل نے اتنی سختی سے جواب دیا کہ خاقان کو پیچھے ہٹنا پڑا مگر جنگ کا عنوان لحظہ بلحظہ خوفناک ہوتا جاتا تھا۔

سورہ ابن ابجر اور جنید: جنید نے اپنے ساتھیوں کے کہنے سے جنگ کی شدت اور ترکوں کی قوت تقسیم کرنے کی غرض سے سورہ ابن ابجر و سمرقند میں کہوا دیا کہ شہر سے نکل کر ترکوں پر پیچھے سے حملہ کر دو سورہ نے خروج کرنے سے انکار کر دیا جنید نے جھلا کر کہلوا دیا ”اگر تم میرا کہنا نہیں مانو گے تو میں تمہیں سخت سزا دوں گا تم کو چاہیے تھا کہ یہ پیغام پہنچتے ہی سمرقند سے خروج کر دو اور نہر کے کنارے چلے آؤ دیکھنا خبردار نہر کا راستہ نہیں چھوڑنا میرے اور تمہارے درمیان میں صرف دو راتوں کا سفر ہے“ سورہ مجبور اس حکم کی تعمیل پر تیار ہو گیا۔

سورہ اور خاقان کی بدترین جنگ: سمرقند میں موسیٰ بن اسود غنظلی کو اپنا نائب بنا کر بارہ ہزار آدمیوں کے ساتھ نکل کھڑا ہوا مگر دریا کے راستے کو دور سمجھ کے اختیار نہیں کیا جس وقت سورہ اور جنید کے لشکر میں ایک کوس کی مسافت باقی رہ گئی تو صبح کے وقت خاقان وہاں پہنچ گیا اور ان کے پانی کے درمیان رکاوٹ بن گیا اور اس پاس کے جنگل جھاڑیوں اور درختوں میں آگ لگا دی مسلمانوں نے تن بہ تقدیر تلواریں نیام سے پھینچ لیں وراثہ اکبر کا نعرہ ر کے بھڑ گئے ترکوں کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا میدان جنگ کے خبار اور دھوئیں سے سارا عالم تاریک ہو گیا کچھ بھائی نہیں دے رہا تھا۔

آگ اور مسلم فوج کی تباہی: لشکر اسلام دھرا دھرا بڑے لگا جس طرف جاتا تھا آگ ہی آگ تھی سورہ بھی گرا اور اس کی ران ٹوٹ گئی ترکوں نے دوسری طرف مڑ کر مسلمانوں پر حملہ کرنا شروع کر دیا پیچھے ہٹتے تو ترک تھے آگے بڑھتے تو کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اس بڑے لشکر میں مسلمانوں کے تھوڑے سے آدمی زندہ بچے باقی لوگوں کو مہلب بن زیاد بھلی کی تعداد چھ سو یا ایک ہزار تھی بڑی مشکل سے بچا کر ”رستاق مرغاب“ لے گیا اب ہی لوگوں میں قریش بن عبداللہ بن عبدی بھی تھا۔ لیکن رستاق مرغاب میں بھی ان غریبوں کو لڑائی سے پناہ نہ ملی۔

مہلب بن زیاد کی شہادت: اہل ”رستاق مرغاب“ جنگ کے لئے تیار ہو گئے چنانچہ اس لڑائی میں مہلب بن زیاد کام آگیا۔ تب ان لوگوں نے رجب بن خالد کو اپنا امیر بنایا اس دوران اسکید (گورزنسف) وغورک (بادشاہ صغد) آگئے غورک ان لوگوں کو امان دے کر خاقان نے اس کی امان دہی منظور نہیں کی بلکہ سب کے سب لوگوں کو انتہائی بے رحمی سے قتل کر دیا ان میں سے ایک بھی زندہ نہ بچ سکا۔

ترکوں کا مقابلہ اور فرار: اس واقعے کے بعد جنید پہاڑی کی گھاٹی سے نکل کر سمرقند کی طرف چلا کر بمشعر بن مزاحم کے کہنے سے قیام کر دیا اتفاق سے ترکوں کا لشکر بھی وہاں آگیا چنانچہ لڑائی شروع ہو گئی مسلمانوں نے نہایت ثابت قدمی و مردانگی سے مقابلہ کیا غلاموں نے ایسی جاں نثاریاں کیں

مروان نے یہ ظاہر کر کے کہ ”لان“ پر جہاد کیا جائے گا بادشاہ خزر سے صلح کی درخواست کی ”خزر“ اس پر راضی ہو گیا اور شرائط صلح و عہد نامہ تکھنہ کی غرض سے چند آدمیوں کو بطور قاصد کے روانہ کیا مروان نے ان کو روک لیا یہاں تک کہ اپنے اپنے لشکر کو اچھی طرح منظم کر لیا اور اس وقت اعلان جنگ کر کے ان کو ہار کر دیا اور خود قریب ترین راستے کو طے کر کے بادشاہ خزر کے ملک میں پہنچ گیا۔ بادشاہ خزر نے موجودہ حالت میں جنگ کرنا نامناسب سمجھ کر اپنے ملک کے آخری حصہ کی طرف چھا گیا اور مروان قتل و غارت کرتا مال و غنیمت جمع کرتا ہوا ملک کے آخری حصہ تک بڑھ گیا۔

”سریر“ کے ملک پر حملہ۔ انہی فتوحات کے دوران ”بادشاہ سریر“ ① کے ملک پر بھی حملہ کر کے اس کے قلعوں کو طاقت سے فتح کر لیا تھا لیکن اہل قلعہ نے ہزار آدمیوں (پانچ سو غلام اور پانچ سو لونڈیوں) اور ایک لاکھ مدبر ② پر مصالحت کر لی جس کو وہ خود باب تک پہنچا دیں گے ان کی دیکھا دیکھی اہل تو مان نے بھی ایک غلام اور بیس ہزار مدبروں پر صلح کر لی۔

”ورد کران“ اور سیدان لکڑ اور سروان: اس کے بعد مروان سرزمین ”ورد کران“ ③ میں داخل ہوا۔ چنانچہ اہل ورد کران سے بھی مصالحت ہو گئی۔ پھر اس نے حمرین کا رخ کیا اور اسے فتح کر کے سبدان ④ جا پہنچا جو مصلح و امان مفتوح ہوا اس کے بعد قلعہ لکڑ کے گورنر کے جزیہ نہ دینے کی وجہ سے قلعہ لکڑ کا رخ کیا۔ قلعہ کا گورنر یہ خبر سن کر بادشاہ خزر کے پاس جانے کے ارادے سے نکلا مگر راستے میں تیر لگنے سے مر گیا اور اہل لکڑ نے مروان سے صلح کر لی مروان لکڑ پر ایک گورنر مقرر کر کے ”سروان“ جا پہنچا اہل سروان نے فوراً اطاعت قبول کر لی۔ سروان سے روانہ ہو کر روانیہ پر دھاوا کیا اور ایک خون ریز لڑائی کے بعد واپس آیا۔

حرث بن شریح کی بغاوت: خراسان میں قبیلہ ازد کا نامور سردار حرث بن شریح تھا اس نے ۱۱۶ھ میں کالے کپڑے پہنے اور لوگوں کو اتباع کتب اللہ، سنت رسول امام رضا کی کرنے کی دعوت دی (جیسا کہ بنو عباس کے مبلغین خراسان میں کر رہے تھے) اور اس کام کو انجام دینے فارباہ گیا۔ عاصم بن عبد اللہ کے قاصد مقاتل بن حیان نبطی، خطاب بن محرز سلمی اس کے پاس آئے تو ان دونوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا لیکن موقع پا کے یہ دونوں جیل سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

حرث کا خراسان اور جوزجان پر قبضہ۔ حرث بن شریح نے چار ہزار فوج جمع کر کے بخ کا رخ کیا۔ ان دنوں بخ پر نصر بن سیار بھی مقرر تھا، دس ہزار کا لشکر لے کر مقابلہ پر آیا چنانچہ لڑائی ہوئی اور نصر بن سیار کی فوج میدان سے بھاگ گئی چنانچہ حرث نے بخ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور سیلمان بن عبد اللہ بن حازم کو وہاں مقرر کر کے جوزجان کی طرف بڑھا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر کے مرو کا رخ کر لیا۔

گورنر مرو کے انتظامات۔ اس دوران عاصم کو یہ خبر پہنچ گئی کہ اہل مرو حرث سے خط و کتابت کر کے اس سے سازش کر رہے ہیں عاصم نے لوگوں کو جمع کر کے سمجھایا اور امیر المؤمنین کے عقب و عقباب سے ڈرایا اس کے بعد مرو سے باہر نکل کر لشکر آراستہ کیا اور حفاظت کی غرض سے پل کو تڑوا ڈالا اور کشتیوں کو ہٹا دیا۔

حرث کا گورنر کی فوج پر حملہ: جیسی عاصم ان انتظامات سے فارغ ہوا ساٹھ ہزار کا لشکر لے کر حرث وہاں آ پہنچا جس میں قبیلہ ازد اور تمیم کا نامی گرامی نبرد آزما شہسوار اور جوزجان فارباہ اور طالقان کے مشہور دہقان بھی موجود تھے حرث کے ساتھیوں نے پل باندھ کر دریا عبور کر لیا اس کے بعد معلوم نہیں کس وجہ سے محمد بن شنی ازد کے ہزار آدمیوں کو اور حماد بن عامر حمانی بھی تمیم کے اتنے ہی آدمیوں کو لے کے عاصم سے آ ملا۔

حرث کی شکست اور فرار۔ اور جب مقابلے کی نوبت آئی ایک بہت بڑی خوزیر لڑائی کے بعد حرث کو شکست ہوئی اس کے ساتھ ساتھی دریا مرو میں ڈوب کر مر گئے ان لوگوں میں حازم بھی تھا۔ حرث نے جیسے تیسے کر کے اپنی جان بچائی اور ”منازل رہبان“ کے قریب پہنچ کر اپنا خیمہ نصب کیا

① ملک سریر لان اور باب الابواب کے درمیان ایک بڑی وسیع مملکت ہے، اس کی طرف صرف دو راستے جاتے ہیں ایک خزر کی طرف اور دوسرا آرمینیا کی طرف ہے۔

② مدبر اس غلام کو کہتے جس سے طے ہو جائے کہ وہ آقا کے مرنے کے بعد آزاد ہو جائیگا۔ (ثناء اللہ محمود)۔ ③ ابن اثیر جلد ۳ ص ۳۳۱ پر رد کیمران تحریر ہے۔ ④ فوج البلدان ص ۳۳۵ پر سندان اور عجم البلدان میں سندان لکھا ہے۔

تقریباً تین ہزار سوار اس کے پاس آکر جمع ہوئے۔ لیکن عاصم نے ان کا تعاقب نہیں کیا۔

خراسان اور عراق کا انتظامی الحاق سے اس میں عاصم نے ہشام بن عبد الملک کو کہا کہ خراسان کا انتظام اس وقت تک درست نہیں ہوگا جب تک کہ عراق کا صوبہ بھی اس سے ملحق نہ کر دیا جائے تاکہ ضرورت کے وقت آسانی کے ساتھ ملک پہنچ سکے لہذا ہشام نے خراسان کو خالد بن عبد اللہ قسری کے حوالے کر دیا اور یہ لکھ کر بھیجا کہ تم اپنے بھائی کو انتظام کی غرض سے خراسان بھیج دو۔

عاصم کی حرث سے صلح اور جنگ: چنانچہ خالد نے اپنے بھائی اسد کو خراسان کی طرف روانہ کر دیا۔ اس کے مقدمہ اکبش پر محمد بن مالک ہمدانی امیر تھا عاصم نے یہ سن کر حرث بن شریح سے بات پر مصالحت کر لی کہ بالاتفاق دونوں ہشام بن عبد الملک کو ایک خط کتاب و سنت پر عمل کی تلقین کا روات کریں اگر وہ (ہشام) کتاب و سنت کی اتباع سے انکار کرے تو دونوں متفق ہو کر اس سے مخالف ہو جائیں گے۔ خراسان کے بعض سرداروں نے اس رائے کی مخالفت کی جس سے عاصم اور حرث میں ان بن ہو گئی اور ناچاقی اس حد تک بڑھ گئی کہ تلواریں نیام سے کھینچی گئیں اور جنگ شروع ہو گئی۔ خوش قسمتی سے حرث کو شکست ہو گئی۔ اکثر ساتھی گرفتار کر لیے گئے۔ جن کو عاصم نے قتل کر دیا اور فتح کی خوش خبری ہشام کی خدمت میں محمد بن مسلم غبری کی معرفت روانہ کر دی۔

اسد کی خراسان آمد اور عاصم کی گرفتاری: رے میں اس کی اسد بن عبد اللہ سے ملاقات ہوئی۔ خراسان میں پہنچ تو اس نے عاصم کو گرفتار کر کے ایک لاکھ درہم طلب کئے اور غمارہ بن حزم اور جنید کے عمال کو رہا کر دیا۔ اسد جس وقت خراسان آیا تھا ان دنوں عاصم کا عمل دخل نہ خراسان میں تھا اور نہ ہی نیش پور میں۔ مرد و زپر حرث قابض تھا خالد بن عبد اللہ ہجری جو کہ حرث ہی کا مطیع اور اس کی رائے پر عمل کیا کرتا تھا۔

آمد پر حملہ اور صلح: اسد نے اس کی طاقت توڑنے کے لئے عبد الرحمن بن نعیم کو کوفہ اور ہشام کے لشکر کے ساتھ حرث کی جانب روانہ کیا اور خود باقی لشکرے کر آمد کا رخ کیا زیاد قریشی (حیان نطی کا آزاد غلام) آمد سے نکل کے مقابلہ کے لئے آیا لیکن اسد سے شکست کھ کر شہر میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا اس کے بعد اسد نے شہر کا محاصرہ کر لیا چاروں طرف سے محققین نصب کرا کے سنگباری شروع کر دی۔ شہر کو اسد کے حوالے کر دیا۔

اہل ترمذ کی حرث کو شکست: اسد نے یحییٰ بن نعیم بن ہبیرہ شیبانی کو وہاں مقرر کر کے بلخ کی طرف قدم بڑھائے چونکہ اہل بلخ سیمان بن عبد اللہ بن حزم کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے اسد نے بلخ پہنچ کر ترمذ کا رخ کر لیا جو ان دنوں حرث کے محاصرے میں تھا اس سے اسد اہل ترمذ کو کمک نہیں پہنچا سکا مجبور ہو کر پھر بلخ کی طرف واپس آ گیا اہل ترمذ نے شہر سے نکل کے حرث پر حملہ کیا اور ایک سخت جنگ کے بعد اس کو پسپا کر کے اس کے اثر سے تھیں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اسد قلعہ ”زم“ پر حملہ: اس کے بعد اسد نے سمرقند کی جانب کوچ کیا قلعہ ”زم“ پر پہنچا اور اہل قلعہ سے (جو حرث کے حامی تھے) یہ کہل یا تم لوگ شاید اس خیال سے متنفر ہو کہ ہم کج خلق ہیں لیکن یہ بائی اس حد تک نہیں ہے جیسا کہ سمرقند پر مشرقین نے قبضہ کر لیا ہے میں سمرقند پر حملہ کرنا چاہتا ہوں تم مجھے وہاں جانے دو اور کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہ کرو ورنہ اگر تم لڑائی پر تیار ہو گئے تو یہ یاد رکھو کہ ہرگز امان نہیں دوں گا۔

سمرقند اور اہل ”زم“ سے صلح، بلخارستان کی فتح: قلعہ کا گورنر پیام پا کر اسد سے ملا اور اس کے ساتھ سمرقند اور جدیع کرمانی کو یک ہوئے سے شکرے ساتھ طخیستان کے اس قلعہ پر حملہ کرنے بھیجا جہاں پر حرث کا مال و اسباب موجود تھا اور اس کے ساتھی ہی تھے جدیع نے محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ عاصم نے قیدیوں و توخ بازار میں فروخت کر دیا اور جنگجوؤں کو مارڈالا جس میں حرث کا دوست بنو بزری بھی تھا۔

حرث سے بغاوت اور باغیوں کو مشورہ: اس واقعہ کے بعد حرث کے ساڑھے چار سو آدمی جو اس کے خاص ساتھیوں میں سے تھے اس کے مخالف ہو گئے ان کا سردار جریر بن میمون قاضی تھا حرث نے کہا ”اگر تم لوگ مجھ سے الگ ہونا چاہتے ہو اور واقعی مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ گے تو میری موجودگی ہی میں اسد سے امان مانگ لو اور اگر میرے کوچ کر جانے کے بعد امان طلب کرو گے تو تمہیں امان نہیں ملے گی۔“

حرث کا مشورہ نہ ماننے والوں کا اسد کے ہاتھوں قتل: مگر جریر اور اس کے ساتھیوں نے اس سے انکار کر دیا اور حرث کے چبے جانے کے

بعد اسد سے امان طلب کی اسد نے انکار کر دیا اور جدیع کرمانی کو ہزار کا لشکر دے کر ان کے محاصرہ پر بھیج دیا حتیٰ کہ وہ اس حکم پر قلعہ چھوڑ کے باہر آ گئے جدیع نے ان میں سے پچاس آدمیوں کو جس میں جریر بن میمون قاضی تھا اسد کے پاس روانہ کر دیا اسد نے ان سب کو قتل کر دیا۔ اور باقی لوگوں کو قتل کر دینے کا حکم جدیع کرمانی کے پاس بھیج دیا۔

حبونہ اور طخارستان پر حملہ: اس کے بعد اس نے بلخ کو اپنا دارالخومت بنایا اور دیوان (دفتر) کو بلخ میں منتقل کر دیا اس کے بعد طخارستان و سرزمین "حبونہ" پر جہاد کیا جہاں سے بہت مال غنیمت ہاتھ لگا اور ہزاروں آدمی گرفتار ہوئے۔

ابن سانجی اور خاقان: ۱۱۹ھ کا دور شروع ہوا اسد بن عبد اللہ "قتل کے علاقے" میں جہاد کرتا ہوا داخل ہوا۔ متعدد قلعہات کو اس نے فتح کیا اور لشکریوں کے ہاتھ مال غنیمت اور قیدیوں سے مالا مال ہو گئے۔ ابن سانجی (بلاد قتل کے گورنر) نے اسد کے آنے اور شہروں پر قبضہ کرنے کا حال خاقان کو لکھ بھیجا اور کمک طلب کی چنانچہ خاقان نے فوراً تیاری کا حکم دے دیا۔

اسد کو خاقان کے آنے کی دھمکی:..... ابن سانجی کو جب یہ معلوم ہوا تو اسد کو خاقان کے آنے کی دھمکی دی مگر اسد نے یقین نہیں کیا۔ ابن سانجی نے دوبارہ کہلایا کہ میں نے خاقان کو اپنی امداد کے لئے بلوایا ہے کیونکہ تم میرے ملک کو دیران و تباہ کر رہے تھے۔ مجھے یہ خطرہ ہے کہ تمہارے مارے جانے کے بعد عرب کو جب تک کہ ان کا ایک شخص بھی باقی رہے گا مجھ سے قطعی دشمنی ہو جائے گی اور خاقان سے مجھے ہمیشہ اپنی غرض کے لئے دہنا پڑے گا اور عرب کے خوف سے مجھے اکثر اس کا محتاج رہنا ہوگا۔

اسد کی تیاری: اس کو اس کے کہنے پر یقین آ گیا اس نے فوراً سارے مال و اسباب کو گاڑیوں پر لدوا کے ابراہیم بن عاصم عقیلی (ہجرتن کے گورنر) کے ساتھ روانہ کر دیا اور اس کے ساتھ کبیر بن امیہ، ابوسفیان بن کثیر خزاعی اوت فضیل بن حیان مہری وغیرہ کو بھی نگرانی و محافظت کے خیال سے روانگی کا حکم دیا اور پھر ان سب کی کمک اور امداد کے لئے ایک دوسرا لشکر مقرر کیا اس کے بعد خود ان کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا جب نہر بلخ پر پہنچا اس وقت ابراہیم بن عاصم اسباب و مال اور قیدیوں کے ساتھ دریابور کر چکا تھا شام ہو گئی تھی قیام کر دیا صبح ہوئی تو لشکری دریابور کرنے لگے۔

خاقان کا اسلامی مورچوں پر قبضہ:..... ابھی پورا لشکر دریابور کرنے پایا تھا کہ ترکوں کا لشکر پہنچ گیا از دو تمیم سے اس کا مقابلہ ہوا لڑائی شروع ہو گئی تو خاقان نے اپنے پرزور حملہ سے ان کے مورچوں پر قبضہ کر لیا۔ اسد اور اس کے ساتھی اپنی لشکرگاہ میں واپس آ گئے اور ترکوں کے حملہ سے بچنے کی غرض سے اپنے ارد گرد خندق کھودی اور یہ اس خوش فہمی میں آ کر خاقان نہر عبور نہ کرے گا اطمینان سے کمریں کھول دیں اور آرام کرنے لگے۔

خاقان کا دوسرا حملہ:..... چنانچہ خاقان بے خوف ہو کر نہر عبور کر کے اسلامی لشکر پر ٹوٹ پڑا اسلامی افواج لشکرگاہ سے جواب دینے لگیں پوری رات لڑائی کی یہ صورت رہی کہ ترک ان کو گھیرے ہوئے تھے اور یہ ان کے حملوں کا جواب اپنی لشکرگاہ سے دے رہے تھے صبح ہوئی کہ تو ترکوں ایک شخص بھی دکھائی نہیں دیا اسد نے سمجھا کہ شاید ترک مال و اسباب اور قیدیوں کے تعاقب میں چلے گئے ہیں لہذا اجاسوسوں کو ان کا حال دریافت کرنے کے لئے روانہ کر دیا اور لشکر کے کمانڈروں کو مشورہ کرنے کے لئے اپنے خیمہ میں بلایا ان سب نے ٹھہرنے کی رائے دی لیکن نصر بن سیار نے آزادانہ طور پر ترکوں کا تعاقب کرنے اور مال و اسباب کو ان کے قبضہ سے چھڑانے کی رائے ظاہر کی اور یہ بھی کہا کہ بغرض محال اگر آپ مال کے ضائع ہونے کے بعد پہنچیں گے تو راستے کی وہ مشقت جس کا برداشت کرنا ضروری ہے تمام پوری ہو جائے گی اسد نے اس کی رائے سے اتفاق کیا اسد نے اسکی رائے کے مطابق کوچ کر دیا ایک شخص کو ابراہیم کے پاس خاقان کے تعاقب کرنے کا حال بتانے کے لئے بھیج دیا۔

خاقان مال کے تعاقب میں: اسد کا خیال کہ ترک ان کا مال و اسباب اور قیدیوں کے تعاقب میں گئے ہیں بالکل صحیح نکلا لیکن اسلئے پہنچنے سے پہلے ہی ابراہیم نے اپنی حفاظت کے لئے خندق کھودی تھی اور مورچے قائم کر لئے تھے خاقان نے اہل صفد کو جنگ کرنے کا حکم دیا مسلمانوں کے مسلحہ نے ان کو شکست دے دی تو پھر خاقان ایک نیلہ پر مسلمانوں کے لشکر کا جائزہ لینے اور ان پر حملہ کرنے کی پوزیشنیں دیکھنے چڑھ گیا۔ دیکھ بھال کر کے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ سامنے کا راستہ طے کر کے چار کوس کا چکر کاٹ کر مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کرو۔

خاقان کی فوج کا حملہ ترؤں نے اس حکم کی تعمیل کی اور مسلمانوں سے دست بدست لڑنے لگے صاعان خذہ اور اس کے ساتھی اس معرکہ میں کام آئے ان کے مال و اسباب پر ترکوں نے قبضہ کر کے ابراہیم کے ساتھیوں پر حملہ کیا اس وقت مسلمانوں کا لشکر غیر منظم ہو گیا سب سے ایک جگہ جمع ہو کر لڑ رہے تھے اس کے ساتھ ہی ان کو اپنی ہلاکت کا احساس بھی ہو چکا تھا۔

اسد مسلمانوں کی کمک پر اپنا کیمپ اور سے ایک ہفتی دھانی دی یہ وہ وقت تھا کہ ترؤں کے ہاتھ لڑتے لڑتے شل ہو چکے تھے مگر بہت آہستہ کامیابی کے غرور میں بڑھتے چلے آ رہے تھے تھوڑی دیر کے بعد جب بنا تو اسد کی صورت دکھائی دی کہ وہ اپنا لشکر لے کر آ رہا ہے چنانچہ ترکوں نے پیچھے ہٹنا شروع کر دیا اسد نے نہایت تیزی سے راستہ طے کر کے ٹیلہ پر قبضہ کر لیا جس پر خاقان چڑھ گیا تھا۔

خاقان کا مال اور قیدیوں سمیت فرار ابراہیم کے باقی ساتھی ہمراہی اور صاعان خذہ کی بیوی اسد کے پاس آئی اور خاقان مسلمان قیدیوں کو دے کر فرار اور مال و اسباب وغیرہ کو لے کر پہاڑ کی طرف چلا گیا۔ اسد کی افواج نے جنگ کا ارادہ کر لیا لیکن اسد کے روکنے سے رک گئے جاتے جاتے خاقان کے ساتھیوں میں سے ایک شخص جو حرث بن شریح کے ساتھیوں میں سے تھا اسد کو مخاطب کر کے بولا ماوراء النہر کا ملک تمہارے جہاد کے لئے کافی تھا لیکن تم نے اس پر استغناء کی "بداختل" پر حملہ کرنے آئے جو ہمارے باپ دادا کا ملک تھا آخر کار تم نے اپنی اس جرأت کا نتیجہ دیکھ لیا ہے شاید آئندہ اللہ تعالیٰ تم سے اس کا انتقام لے گا۔"

اسد کی بھرپور تیاری ترؤں کے چلے جانے کے بعد اسد نے واپس آ گیا اور اس کے پر فضا میدان میں لشکر منظم کرنے لگا حتیٰ کہ موسم سرما آ گیا مجبور ہو کر شہر میں چلا آیا اور سردی کے دن دین نذر حرث بن شریح خوارستان کے پاس تھا خط و کتابت کر کے خاقان سے جلا اور اس کو جنگ خراسان کی ترغیب دے کر بلخ پر فوج کشی کر دی۔

اسد کا بلخ میں خطبہ اسد نے نماز عید الاضحیٰ کے بعد بہت طویل خطبہ دیا۔ جس میں یہ بھی بیان کیا کہ حرث بن شریح نے کفار سے سازشیں کر دی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے نور و اپنے ظلم و بغاوت کی تاریکی میں بھجے۔ اس کے مین متین و اپنی نفسانی خواہشوں سے بدل دے تم لوگوں کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کے واسطے وقت زیادہ قرب ہوتا ہے کہ جب وہ سجدے میں ہوتا ہے اسد اس جہنم کو پورا کر کے سجدے میں چلا گیا اس کے ساتھ حاضرین جہنم میں چلے گئے و نہایت خشوع و خضوع سے دعائیں کرنے لگے۔

خاقان سے مقابلے کے مشورے۔ دو ہفتے کے بعد بلخ پر اسد خاقان کے مقابلے کے لئے بلخ کی کمک پر پہنچا اور خاقان اور جو نہ لے لوگ تھے مجموعی تعداد اس کی فوج کی تیس ہزار تھی اسد کو اس کی خبر ملی تو اس نے نہ داران لشکر کو مشورہ کے لئے طلب کیا چنانچہ انھوں نے اسے یہ بتائی کہ شہر میں قلعہ بند ہو کے لڑا جائے اور خالد اور ہشام سے کمک منگوائی جائے لیکن اسد نے اس رائے کی مخالفت کی نصر بن سید اور قاسم بن نجیب وغیرہ نے بھی شہر سے نکل کر لڑنے کی رائے دی جس سے اسد کا حزم منہم ہو گیا۔

مقابلے کے لئے روانگی۔ بلخ پر کرمانی بن علی کو مقرر کر کے یہ حکم دیا کہ کوئی شخص بلخ سے باہر نہ نکلے پائے اگرچہ ترک شہر میں سے رہا نہ پڑ جائے اور خود جامع مسجد میں جا کر لوگوں کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی اور نماز کے بعد دعا میں مصروف ہو گیا حاضرین بھی اس کے ساتھ دعا کر رہے تھے نماز سے فارغ ہو کر شہر کے باہر ایک کھلے میدان میں آیا جب لوگ آئے تو بسم اللہ کہہ کر نکل پڑا۔

خاقان کی شکست اور فرار اتفاق یہ ہوا کہ خاقان سے شش دستے سے سامنا ہو گیا ایک معمولی سی لڑائی کے بعد ان کے کمانڈر گرفتار کر لیا اور راتوں رات جوڑ جان سے دو کوس کے فاصلے پر پہنچ کر پڑاؤ کیا صبح ہوئی تو ترکوں اور مسلمانوں کی فوجیں ایک دوسرے کے سامنے نظر آئیں اسد نے فوراً جنگ کی تیاری کا حکم دے دیا اور لشکر کو مرتب کرنے لگا اس معرکہ میں اسد کے ساتھ جوڑ جان کا گورنر بھی تھا ترکوں کے میمنہ نے لشکر اسلام کے میسرہ و یرایہ حمد کیا کہ اہل میسرہ مجبور ہو کر قلب لشکر تک لوٹ آئے ایسے میں لشکر اسلام کا میمنہ جس میں اسد اور جوڑ جان کا گورنر تھا ترکوں پر ٹوٹ پڑا۔ ارپے درپے ایسے زوردار حملے کے ترکوں کو سنبھلنے کی مہلت بھی نہ ملی خاقان اور حرث بن شریح اپنے ساتھیوں کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے اور زمین کوں

تک کامیاب لشکر قتل و غارت کرتا ہوا چلا گیا اور ڈیڑھ لاکھ بکریاں اور بہت سے جانور بار برداری کے پکڑ کر لے آئے۔

خاقان کا تعاقب اور شکست خاقان نے شکست کے بعد معمول کا راستہ چھوڑ کر پہاڑی راستہ اختیار کیا اور حرث بن شریح اس کی حفاظت کی غرض سے اسے ساتھ تھ جو ز جان کا گورنران راستوں سے واقف تھا اسد سے اجازت حاصل کر کے عثمان بن عبداللہ بن شریح کو اپنے ساتھ لیا اور قریب ترین راستہ طے کر کے خاقان کے سر پر پہنچ گیا اس وقت تک وہ لشکر اسلام کے حملہ سے مطمئن ہو گیا تھا ترک والی جو ز جان کے اچانک حملہ سے گھبرا کر پکتی ہوئی ہانڈیوں تک کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔

مال و اسباب پر مسلم فوج کا قبضہ چنانچہ ان کا لشکر گاہ مال و اسباب عرب کی عورتیں جن کو اس نے قید کر رکھا تھا ترک کی عورتیں، ونڈیاں سونے چاندی کے برتن قیمتی قیمتی سامان سے بھری ہوئی تھیں خوش قسمتی سے یہ سب مسلمانوں کے ہاتھوں لگ گیا خاقان مسلمانوں سے نظریں پکڑ گھوڑے پر سوار ہو گیا اور حرث بن شریح لوگوں سے خود کو بچتا اور اس کو بچتا ہوا کے کر نکل گیا خاقان کی بیگم نے سوار ہونے میں تاخیر بردی تو اس خواجہ سرانے جو اس کی خدمت پر مقرر تھا اس کا کام تمام کر دیا۔

خاقان کی اپنے ملک روانگی اس تاخیر نبی کے بعد اسد پانچ دن تک میدان جنگ میں ٹھہرا رہا اور خراسان کے دہقانوں سے زر فدیہ لے کے ان کے قیدیوں کو رہا کر تاربا چھٹے دن یعنی اپنے خروج کے نویں دن بلخ کی طرف واپس ہوا جو ز جان پہنچ کر قیام کیا ادھر خاقان نے بھاگتے بھاگتے پہنچ کر جوبہ کے پاس دم لیا کچھ آرام کر کے اپنے ملک روانہ ہوا شروسنہ میں پہنچا تو خراسان (کاوش افشین کا دادا) آکر ملا اگرچہ ان دونوں میں بہت ناراضگی تھی لیکن رسم پیدا کرنے کے خیال سے جو کچھ اس سے ہو سکا اس نے پیش کیا جس کو نہایت خوشی سے قبول کر لیا پھر اس سے رخصت ہو کر اپنے دارالحکومت میں داخل ہو گیا۔

خاقان کی تیاری وہ فوراً ہی لشکر کی تیاری و ترتیب میں مصروف ہو گیا جس وقت اس کو اپنی فوجی قوت پر مکمل بھروسہ ہو گیا تو سمرقند پر چڑھائی کر دی حرث بن شریح نے اپنے ساتھیوں میں سے پانچ ہزار کو منتخب کر لیا جو سوار کر کے مکمل پر پہنچ دیا ابھی سمرقند کے محاصرہ کی نوبت نہ آئی تھی کہ ایک دن اتفاق سے خاقان اور "کورصول" نزدیکی کے لئے بیٹھ گئے باتوں باتوں میں دونوں میں جھگڑا ہو گیا "کورصول" نے خاقان کا ہاتھ اتنی زور سے دبایا کہ خاقان کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔

کورصول کے ہاتھوں خاقان کا قتل خاقان غصہ میں بھرا اٹھ کر چلا آیا اور "کورصول" کا ہاتھ توڑنے کی قسم کھائی "کورصول" کو اس کی اطلاع مل گئی رات کے وقت خاقان کے لشکر پر شب خون مار کے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا ترک اس غیر متوقع مصیبت سے ایسا گھبرا کے بھاگے کہ خاقان سے دور کفن کا بھی خیال نہیں رہا۔ اس واقعہ کے دوسرے دن چند ترک سردار آئے اور انہوں نے خاقان کو دفن کیا۔

فتح کی خبر ہشام کی بے یقینی اس واقعہ سے پہلے اسد نے بلخ سے فتح کی خوشخبری خالد بن عبداللہ کے پاس بھیج دی تھی اور اس نے اس کی اطلاع ہشام کو دی ہشام کو یقین نہیں آیا پھر اس کے فوراً بعد ہی قاسم بن نجیب کو خاقان کے مارے جانے کی خبر دے کر دار الخلافہ روانہ کیا قیس کو اسد اور خالد کی کامیابیوں پر رشک پیدا ہوا ہشام سے جزدیا کہ مقاتل بن حیان کو طلب کر لیجئے اس سے اصل واقعہ کھل جائے گا چنانچہ ہشام نے خالد کو لکھا اور خالد نے اسد کو لکھا۔

مقاتل بن حیان کی گواہی لہذا جب مقاتل بن حیان دربار خلافت میں حاضر ہوا اس وقت ہشام کے پاس اس کا وزیر برش بیٹھا ہوا تھا مقاتل نے شروع سے آخر تک سارے واقعات عرض کر دیئے ہشام نے خوش ہو کر مقاتل سے کہا "ماگ کیا مانگتا ہے؟" عرض کیا یزید بن مہلب نے میرے باپ حیان سے ایک لاکھ درہم ظلم وصول کیا تھا آپ ان کی واپسی کا حکم صادر فرمائیے ہشام نے اسد کے نام ایک فرمان ان دراہم کی واپسی کا لکھ دیا اور مقاتل نے وہ دراہم حیان کے ورثاء میں تقسیم کر دیئے۔

بدرطرخان اور اس کا قلعہ خاقان کے مارے جانے کے بعد اسد نے قتل پر فوج کشی کی اور مصعب بن عمر خزاعی کو آگے بڑھنے کا حکم دیا جب

کہ وہ ”بدر طرخان“ پر پہنچا ”بدر طرخان“ نے اسد کی خارہ شکاف تلوار سے ڈر کے اسن طلب کیا چنانچہ مصعب نے اسن دے کر اسد نے پاس بھیج دیا ”بدر طرخان“ نے اسے ایک ہزار درہم پیش کئے اور اس طرح سے دھوکا دینے کی کوشش کی مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا اور اسے مصعب کے پاس واپس کر دیا اس کو اس قلعہ میں واپس بھیج دو۔

بدر طرخان کا معافی کے بعد قتل: اتفاق سے مصعب کی خدمت میں اس مسلمہ بن ابی عبداللہ (موالی میں سے تھا) حاضر تھا اس نے عرض کیا ”امیر امونین آپ اس کے رہا کر دیتے پر نادہم ہوں گے“۔ مصعب نے کچھ جواب نہیں دیا مگر مسلمہ نے اس کو اپنے پاس قید رکھا اس کے بعد اسد اپنا لشکر لئے ہوئے پہنچ گیا اور بھڑ بن مزاحم سے حالات دریافت کرنے لگا بھڑ نے کہا ”بدر طرخان کل ہمارے قبضہ میں تھا آپ نے اس پر پتہ پڑا تو اس سے کچھ قول و قرار لیا اور پھر اس کو رہا کر کے اس کو قلعہ میں بھی پہنچا دیا“ اسد یہ سن کر اپنے کئے پر پشیمان ہوا اور مصعب سے ”بدر طرخان کا حال معلوم“ فرمایا تو معلوم ہوا کہ وہ مسلمہ بن عبداللہ کے پاس ہے اس نے اس کی حاضری کا حکم دیا وہ سامنے لایا تو اسد کے حکم سے پہلے اس کے ہاتھ کاٹے گئے اس کے بعد اس کے ایک شخص کو جس کے باپ کو اس نے شہید کیا تھا اس کی گردن مارنے کا حکم دیا لہذا اس از دی شخص نے بدر طرخان کو زندگی کے بوجھ سے آزاد کر دیا۔

قتل میں اسلامی فتوحات: بدر طرخان کے قتل کے بعد اسد نے اس کے قلعہ پر آسانی سے قبضہ کر کے اسلامی لشکر و ملک قتل میں پھیل دیا سپاہیوں کے ہاتھ مال غنیمت اور لونڈی و غلام سے بھر گئے لیکن بدر طرخان کے بیٹے ایک چھوٹے قلعہ میں ”جو شہر کے بالائی حصہ میں تھا“ باقی رہ گئے وہاں تک اسلامی فتوحات کی موجیں نہ پہنچ سکیں۔ انہی واقعات پر یہ سن ختم ہو گیا ”اور ۱۲۰ھ کے شروع ہوتے ہی ماہ ربیع الاول ۱۲۰ھ میں اسد بن قسری کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آ گیا وفات کے وقت اس نے جعفر بن حظلہ نہروانی کو اپنا جانشین بنایا جو کہ چار مہینہ تک امیر رہا اس کے بعد رجب میں نصر بن سيار کی گورنری کا دور آ گیا۔

خالد کی معزولی: ۱۲۰ھ میں ہشام بن عبدالملک نے ابوالہشبی اور ابوحیان بطلی کے کہنے سننے سے خالد کو تمام صوبوں کی حکومت سے معزول کر دیا یہ دونوں ہشام بن عبدالملک کے املاک کے ”جو عراق میں تھے“ متولی تھے خالد کو ان کی تولیت بہت ناپاگزرتی تھی لہذا اس نے ان کو ہشام بن عبدالملک کے املاک کی تولیت سے معزول کر کے اشدق کو مامور کر دیا حیان اور ابوالہشبی عراق سے دمشق چلے آئے اور حکمت عملی سے ہشام کے کانور تک یہ خبر پہنچی دی کہ خالد کی ایک لاکھ تیس ہزار سالانہ آمدنی ہے۔ لہذا ہشام کے دل میں یہ خیال جز پڑ گیا۔

بلال اور خالد کا مشورہ: بلال بن ابی بردہ اور غریان بن ہشام کو چونکہ ان واقعات کی اطلاع مل گئی تھی انہوں نے خالد سے کہا تم اپنی ماہر جائیداد ہشام کی نذر کر دو کہ وہ جس کو پسند کر لے ہم اس کو رضامند کر لینے کے ذمہ دار ہیں لیکن خالد نے اس کو منظور نہ کیا اس کے بعد عمرو بن العاص کی اوراد میں سے ایک شخص نے خالد کی شکایت کی کہ اس نے اپنی مجلس میں مجھ سے سخت کلامی کی ہے ہشام نے ایک فرمان خالد کے پاس روانہ کیا جس میں اس کو سخت اور درشت کلمات سے خطاب کیا تھا اور پیدل آ کر دار الخلافہ میں اس شخص (یعنی عمرو بن العاص کی اولاد) کو راضی کرنے اور اس سے معافی مانگنے کے لئے بلایا تھا۔

ہشام کی خالد سے زبردست ناراضگی: ابھی خالد دار الخلافہ دمشق میں حاضر نہ ہوا تھا کہ اس کے بارے میں اکثر لوگوں نے شکایتیں کیں اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ خالد گورنر عراق کی حقارت کی نظروں سے دیکھتا ہے۔ ہشام نے ایک دوسرا عتاب بھر فرمان لکھا جس کا مضمون یہ تھا ”اے خالد کے بیٹے! مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تو کہا کرتا ہے کہ عراق کی گورنری میرے لئے باعث عزت نہیں ہے۔ اے غیر محنتوں زادے عراق کی گورنری تجھے باعث فخر کیسے نہیں ہو سکتی تو بجلیلہ کے قبیلہ سے ہے جو نہایت کم تعداد اور بیخ ہے واللہ میرا یہ گمان ہے کہ ”پہلا جو شخص تیرے ہاتھ کو تیری گردن میں باندھے گا وہ قریش کے قبیلہ کا ایک شخص ہوگا۔“

یوسف بن عمر کی تقرری: یہ فرمان روانہ کرنے کے بعد یوسف بن عمر ثقفی کو جوان دنوں یمن میں تھا عراق کا گورنر بنا کر تیس ساتھیوں کے ساتھ

عراق روانہ ہونے کا حکم دیا یوسف بن عمر ثقفی فوراً روانہ ہو گیا اور کوفہ پہنچ کر قیام کیا، اتفاق سے اسی زمانے میں طارق (خالد کے نائب) نے کوفہ میں اپنے لڑکے کا ختنہ کیا تھا اور اس تقریب کی خوشی میں ماں اور قیمتی چیزوں کے علاوہ بے شمار لوٹیاں اور غلام تھے، یہ بھی اتفاق سے چند عراقی یوسف کے پاس سے گزرے ان کے پوچھنے پر کوئی واضح جواب نہیں دیا اس سے عراقیوں کو بے پروا چارچ کا شبہ ہو گیا یوسف رات کو وقت سوار ہو کر عبیدہ ثقیف کے محل میں چھپ آیا ثقیف نے اس راز کو چھپایا۔

خالد اور طارق کی گرفتاری: صبح ہوتے ہی یوسف نے مسجد میں ان لوگوں کو جمع کیا جو وہاں پر مضر قبیلہ کے تھے نماز سے فارغ ہوا تو آدمی بھیج کر خالد اور طارق کو گرفتار کر لیا۔

ایک اور روایت: بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ خالد ان دنوں واسطہ میں مقیم تھا کسی نے دمشق سے یہ خبر اپنے ایک دوست واسطہ میں بھیجی وہ سوار ہو کر خالد کے پاس گیا اور امیر المومنین شام کے پاس جانے سے معذرت کرنے کی رائے دی خالد نے جواب دیا ”میں یہ کام بغیر اجازت کے نہیں کر سکتا“ اس نے چہرہ عرض کیا ”آپ مجھے اجازت دیجئے میں امیر المومنین کے پاس جا کر آپ کی حاضری کی اجازت لے آؤں“ خالد بولا یہ بھی ناممکن ہے ”اس شخص نے کہا“ اچھا اس سال مدنی میں جس قدر کمی ہوئی ہے اس کا معوضہ وہ میں تمہاری بھالی کی سند لے آؤں گا اور اس کی تعداد ایک سو روپ ہے“ خالد نے جواب دیا ”میرے پاس دس لاکھ سے زیادہ ایک دانہ بھی نہیں ہے“ اس شخص نے کہا ”اگر آپ اجازت دیں تو اس رقم کو میں اور فلاں فلاں اشخاص اور کریں“ خالد نے اس کو بھی منظور نہ کیا تب طارق نے کہا ”بہتر یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو اور تم کو مال دے کر چلیں تاکہ یہ عہدہ برق اور رہے اور یہ صورت اس سے بہتر ہے کہ کوئی شخص آکر ہمارے مال و اسباب پر قبضہ کرے اور وہ اس وقت کوفہ میں ہے نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ ہم لوگ مارا دیں گے اور مال و اسباب بحسب دشمنان ہو جائے گا“ خالد نے اس میں سے کسی بات کو غور نہیں کیا طارق روتا ہوا رخصت ہو کر واپس چلا گیا خالد جملہ ❶ چلا گیا۔

طارق کی گرفتاری اور رہائی: اس دوران ہشام کا فرمان عراق کی گورنری یوسف کے نام آ پہنچی جس میں خالد اور اس کے عمال کو گرفتار کرنے اور ایذا میں دینے کی تاکید کی تھی چنانچہ یوسف اسی دن ایک رہبر کو لے کر وادی روانہ ہو گیا اور اپنے بیٹے صلت وین پر مقرر کر دیا۔ جمادی الثانی ۱۲۰ھ میں کوفہ کے قریب پہنچ کر بنف میں قیام کیا اور اپنے خادم یسار کو طارق کی گرفتاری کے لئے بھیج دیا چنانچہ حیرہ میں طارق سے ملاقات ہوئی یسار نے اسے گرفتار کر کے یوسف کے سامنے پیش کر دیا یوسف نے اسے کوڑوں سے پٹوایا۔

خالد کی گرفتاری اور رہائی: اس کے بعد وہ وادی میں داخل ہوا اور عطار بن مقدم کو خالد کی گرفتاری کے لئے جملہ کی طرف روانہ کر دیا بعد ازاں جملہ پہنچ کر اسے گرفتار کر لیا بن ولید اور اس کے دوستوں نے اسے ستر پہ اڑے کر خالد کو صلت کی بنیاد پر چھڑا لیا۔

جسے کہتے ہیں کہ ابان بن ولید سے ایک لاکھ لے گئے خالد کی حکومت عراق میں پندرہ سال رہی جس وقت یوسف عراق کا گورنر بنا اسی زمانہ سے عراق میں عرب ذلیل ہوئے اور ذمی تمام امور پر قابض و متصرف ہو گئے ❷

نصر بن سيار کی گورنری: اسد بن عبد اللہ کے مرنے کے بعد ہشام بن عبد الملک نے نصر بن سيار کو جسب ۱۲۰ھ میں خراسان کا گورنر مقرر کیا اور گورنری کی سند عبد کریم بن سلیمان کی معرفت روانہ کی اس سے پہلے جعفر بن حظلہ نے (جس کو وفات کے وقت اسد نے اپنا نائب بنایا تھا) نصر کو بخاری حکومت لینے کا ارادہ تھا لیکن بخاری بن مجاہد (جو شیطان کا آزار اور غلام) اس راز کا مخالف بن گیا اور نصر کو یہ خدمت قبول کرنے سے روکا اور کہا کہ تم کو خراسان میں مضر کے شیخ ہوتم ہی کو اس ملک کا گورنری کا عہدہ دیا جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

نصر کے اقدامات: پھر جب نصر کو خراسان کا گورنر بنایا تو اس نے بنی ہاشم بن عبد المطلب کو مرو و روز پر و شام بن بکیر بن و شام کو، مامات

❶ ہمارے پاس ۱۰۰ جو اپنے میں جملہ کے بجائے حمد تحریر ہے۔ ❷ اس مارت سے خابہ یہ بات کچھ میں آ رہی ہے۔ عراق میں یوسف بن عمر کے زمانے میں ذمیوں کا عہدہ تھا نہ کہ یہ شیخ نہیں بن سکتے تھے ذمیوں کا عہدہ خالد بنی کے زمانہ سے تھا۔

پر حرث بن عبد اللہ بن شریح کو، نیشاپور پر زیاد بن عبد الرحمن قسری کو، خوارزم پر ابو حفص علی بن حقتہ کو، اور صفد پر قطن بن قتیہ کو امیر بنایا چار سال تک خراسان میں بڑے عہدوں پر سوائے معمر کے اور کوئی شخص کسی قبیلہ کا مقرر نہیں کیا گیا۔

خراسان کی ترقی اور جہاد: اس زمانہ میں خراسان کی آبادی بہت بڑھ گئی ہزاروں بے مثال عمارتیں تعمیر ہو گئیں اور اعلیٰ ادنیٰ اس سے سب خوش رہے اس کے باوجود سرکاری خزانے میں کمی نہیں ہوئی بلکہ پرانی حکومتوں کے بہ نسبت ترقی پر رہی متعدد جہاد بھی کئے چنانچہ سب سے پہلے پنج سے حدید کے راستے ماوراء النہر پر حملہ کیا اور پھر وہاں سے واپس ہو کر مرو میں آیا ذمیوں میں سے جو لوگ مسلمان ہو چکے تھے اور جن کی تعداد میں ہزار کے قریب تھی ان کا جزیہ معاف کر کے ان پر عشر قائم کیا گیا اور جن مشرکین پر جزیہ کم لاگو تھا ان کا جزیہ بڑھا دیا اس تدبیر سے آمدنی بڑھ گئی۔ اس کے بعد سمرقند پر اور اس کے بعد مرو سے شاش پر جہاد کیا اس مرتبہ بخارا کا بادشاہ اہلیان سمرقند اور کش اور صف کے لوگ بیس ہزار کے لشکر کے ساتھ نصر کے ہمراہ تھے نہر شاش پر پہنچے تو نصر کے درمیان "کورصول" رکاوٹ بن گیا رات کی تاریکی تھی لہذا نصر نے منادی کرا دی کہ کوئی شخص لشکر گاہ سے باہر نہ نکلے۔

کورصول کا قتل: صبح کی سفیدی کے نمودار ہوتے ہی عاصم بن عمیر نے سمرقند کے لشکر ساتھ خروج کیا ترک مقابلہ پر آئے جن میں کورصول بھی تھا عاصم اس کو نصر کے پاس گرفتار کر کے لے آیا نصر نے اس کو قتل کر کے نہر کے کنارے صلیب دے دی ترکوں کو اس سے سخت صدمہ ہوا پھر اس کے خیموں کو جلا دیا گھوڑوں کی دم اور بالوں کو کاٹ ڈالا نصر نے واپسی کے وقت کورصول کی ہڈیاں جلادینے کا حکم دیا تاکہ اس واپسی کے بعد ترک اس کو اٹھا کر نہ لے جائیں اس کے بعد فرغانہ کی طرف گیا وہاں سے ایک ہزار آدمیوں کو گرفتار کر لایا۔

حرث بن شریح سے جنگ: پھر یوسف بن عمران نے حرث بن شریح پر شاش میں حملہ کرنے کا حکم دیا یہ ہدایت کی کہ اگر کامیابی حاصل ہو جائے تو ان کے شہروں کو تباہ کر دینا اور سردار کو قید کر لینا چنانچہ نصر اس ہدایت کے مطابق روانہ ہو گیا اس نے مقدمہ انجیش پر یحییٰ بن حصین تھا حرث بن شریح نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا بڑے بڑے نامور ترک جنگجو مارے گئے ترک میدان جنگ سے بھاگ گئے شاش کا بادشاہ تحائف اور ہدایا لے کر حاضر ہوا اور صلح کی درخواست کی چنانچہ نصر نے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ حرث کو اپنے ملک سے نکال دے چنانچہ اس بادشاہ نے حرث کو فریب کی طرف نکال دیا نصر شاش پر نیزک بن صالح (عمر بن العاصی کے آزاد کردہ غلام) کو مقرر کر کے سرزمین فرغانہ میں بھیج گیا فرغانہ کے گورنر نے گھبرا کر مکس صلح کی غرض سے اپنی ماں کو نصر کی خدمت میں بھیجا نصر نے اس کو عزت سے بٹھایا اور شرائط کے ساتھ صلح نامہ لکھ دیا۔

اہل صفد و خراسان کی نئی شرائط صلح: خاقان کے مرنے کے بعد اہل صفد نے بھی اپنا ملک واپس لینے کی لالچ کی لیکن جیسے ہی نصر کو خراسان کا گورنر بنایا گیا اس نے ان کو دیا یا اور اپنی خواہش کے مطابق شرائط منظور کرائیں ان کی دیکھا دیکھی اہل خراسان بھی اپنی پرانی شرائط سے منحرف ہو گئے ان میں ایک نئی شرط یہ تھی کہ جو شخص اسلام سے مرتد ہو جائے اس کو سزا دی جائے اور بغیر دلیل و حجت کسی شخص کو قید نہ کیا جائے۔ لوگوں نے نصر پر شرائط منظور کرنے پر کہنا شروع کر دیا نصر نے جواب دیا اگر تم لوگ ان کی شکایتوں کو جو ان کو مسلمانوں سے پیدا ہوئی ہیں اسی طرح دیکھتے جس طرح میں نے دیکھیں ہیں تو تم لوگ مجھے ملزم نہ ٹھہراتے یہ کہہ کے اس کی اجازت ہشام بن عبد الملک سے بھی منگوائی۔ یہ واقعہ ۱۲۳ھ کا ہے۔

زید بن علی کا ظہور: ۱۲۳ھ میں زید بن علی نے کوفہ میں ہشام بن عبد الملک کے خلاف بغاوت کر دی کتاب و سنت کی اتباع، کفار اور ظلموں کے خلاف جہاد مظلوموں کی فریادیں، محروموں کے وظائف مقرر کرنے اور جس سے زبردستی کوئی چیز چھین لی گئی ہو اس کو واپس کرنے اور اہل بیت کی امداد کا دعویٰ کر دیا۔

بغاوت کا سبب: لوگوں نے ان کی بغاوت کا سبب بیان کرنے میں اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ زید بن علی، داؤد بن علی بن عبد اللہ بن عباس اور محمد بن علی ابن ابی طالب عبد اللہ بن قسری کے دور گورنری میں عراق گئے تھے وہاں خالد بن عبد اللہ نے ان لوگوں کی بڑی عزت کی تھی اور معقول طریقے سے جانی اور مالی خدمت کی تھی لہذا جب یوسف بن عمر ثقفی گورنر عراق بنا تو اس نے ہشام بن عبد الملک کو لکھ بھیجا کہ خالد قسری اہل بیت کا حامی ہے اور اس نے زید بن علی سے ایک زمین مدینہ منورہ میں قیمت دس ہزار دینار خریدی تھی اور پھر زمین ان کو واپس دے دی اور اس کے دور

گوزی میں زید بن علی وغیرہ عراق گئے تھے تو اس نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو بہت سہ مال دے کر رخصت کیا تھا بشام نے مدینہ کے گورنر کے ذریعہ اس کی تحقیقات کروائی اور خالد کے مقدمہ میں تصدیق کرانے کے لئے ان لوگوں کو یوسف کے پاس عراق روانہ کیا چنانچہ مجبوراً یہ لوگ عراق گئے اور خالد کے سامنے جو کچھ اس نے دیا تھا اس کا اظہار لیا خالد نے اس کی تصدیق کی اس کے بعد یہ لوگ مدینہ منورہ واپس آ گئے اور قدامتہ بن جعفر بن یوسف نے اہل کوفہ نے یہ خبر سن کر خط و کتابت کی لہذا زید بن علی ان کے چلے گئے۔

سبب کی دوسری روایت: بعض اس کا سبب بیان کرتے ہیں کہ زید بن علی بن حسین اور ان کے پیچھاڑا بھائی جعفر بن حسن بن علی کے درمیان حضرت علی کا وقف کردہ مال میں جھگڑا تھا اور ابھی وہ جھگڑا ختم نہیں ہوا تھا کہ جعفر بن حسن بن حسین کا انتقال ہو گیا لہذا زید بن علی بن حسین اور جعفر کے بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن میں جھگڑا شروع ہو گیا جھگڑا ختم کرنے کے لئے یہ دونوں بزرگ اشعث بن عمار بن عبداللہ بن حارث کے پاس جایا کرتے تھے ایک دن اتفاق سے خالد کی مجلس میں دونوں بھائی آ گئے باتوں باتوں میں طعن و تشنیع و نفرت آ گئی اور خاندان دونوں بزرگوں کو حکمت منسی سے مشغول کرتا جا رہا تھا زید کو اس کا یہ فعل ناگوار نظر آیا سخت اور درشت کلمات بہہ رہا تھا۔

زید اور خلیفہ ہشام کی ملاقات: پھر وہ مدینہ منورہ میں دمشق کی جانب روانہ ہوئے وہاں ایک مدت تک وہ ہشام نے حاضری کی اجازت نہیں دی بلکہ بہانے کرتے رہا بالآخر کافی عرصے کے بعد اجازت دی تو دیر تک باتیں کرتے رہے دوران نشست و ہشام نے کہا ”میں نے سنا ہے کہ تم میری مخالفت کرتے ہو اور خدمت کے متمنی ہو جاؤ کہ تم اس کے اہل نہیں ہو“ پھر کچھ سوچ کر کہا ”تمہارا یہ خیال کیا ہو ہی گیا ہے تو بسم اللہ ہمارے خلاف بغاوت کرو، آپ نے جواب دیا ہاں ”میں بغاوت کروں گا جو تمہارے سے مشکل نہ ہو ہشام نے سن کر خاموش ہو گیا اور آپ دمشق سے وفد کی جانب چل دیے۔

کوفہ نہ جانے کا مشورہ: محمد بن علی بن ابی طالب نے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہا تم کوفہ مت جاؤ ان لوگوں کے قول قسم کا کوئی اعتبار نہیں ہے انہوں نے ہمارے جد امجد کے ساتھ جو کچھ کیا ہے وہ تم سے پوشیدہ نہیں ہے“ زید بن علی نے ان کی بات پر کوئی توجہ نہ دی سفر طے کر کے کوفہ پہنچے اور خفیہ طور پر قیام کیا ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوتے تھے اور شیعوں کی ملاقاتوں میں چھپ چھپ کر آپ کے پاس آتے جاتے تھے آہستہ آہستہ رؤسا کوفہ سے ایک گروپ نے بیعت کر لی ان میں سے محمد بن کبیل نصر بن حزمیر، عیسیٰ، ورمق، وہبہ بن اسحاق بن حارثہ انصاری بھی تھے۔

زید کی کوفہ میں خفیہ بیعت: جب اہل کوفہ بیعت کرنے کی غرض سے حاضہ ہوتے تھے تو آپ اپنی بیعت کا مضمون سن کر فرماتے تھے انبیاء علی دالت (کیا تم اس پر بیعت کرتے ہو؟) جب وہ کہتے ہیں ہاں تو اس وقت آپ اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھتے اور فرماتے۔

عهد الله عليك وميثاقه وذمته لتفین نیہ بیعتی ولتفا تلی مع علی دی ولتفحص لی فی السر والعلا نیہ
”تمہارے ذمہ اللہ کا عہد اور معاہدہ ہے اور اللہ اور اس کے رسول کا ہے کہ تم اپنی بیعت کو پورا کرو گے اور میرے ساتھ مل کر میرے دشمنوں سے لڑو گے اور ظاہر و باطل میں میرے دوست بنے رہو گے

جب وہ اس کا بھی اقرار میں جواب دیتا تو آپ ہاتھ کو اس کے ہاتھ سے چھو کر ارشاد فرماتے ”اللہم اشہد (اے اللہ گواہ ہے تو)

مباہتین کو تیاری کا حکم: زیادہ دن نہ گزرنے پائے تھے کہ پندرہ ہزار اور بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ چالیس ہزار آدمیوں نے بیعت کر دی آپ نے ان لوگوں کو تیاری کا حکم دے دیا اور یہ راز دلوں سے زبانوں پر اور زبانوں سے کانوں تک پہنچ گیا۔

زید کی کوفہ بدری: بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ زید بن علی نے کوفہ میں کھلم کھلا قیام فرمایا تھا آپ کے ساتھ داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس بھی تھے جب کہ آپ خالد سے تصدیق کرنے کے لئے آئے تھے لہذا شیعوں کی ملاقاتوں میں آپ کے پاس آئے جاتے تھے اور بیعت کر لی رفتہ رفتہ اس کی خبر یوسف بن عمر تک بھی پہنچ گئی، اس نے ان کو کوفہ سے شہر بدر کر دیا۔

داؤد بن علی اور زید: چنانچہ قادیسیہ یا تغبیہ میں ان سے ملنے آئے داؤد بن علی نے ان لوگوں کے ساتھ کوفہ کی طرف واپس جانے کے ارادے پر زید بن علی کو بہت سمجھایا اور حسین بن علی بن علی کا ماجرا بتایا تو شیعہ بولے ”اصل میں یہ خود امیر بننا چاہتا تھا اس لئے آپ کو کوفہ جانے سے روک

رہے ہیں۔ ”زید بن علی اس وقت ان کے جھانسنے میں آکر کوفہ واپس چلے گئے اور داؤد بن علی مدینے روانہ ہو گئے۔

مسلمہ بن کہیل اور زید بن علی جیسے ہی کوفہ میں داخل ہوئے مسلمہ بن کہیل نے حاضر ہو کر روکا مگر آپ نے کچھ خیال نہیں فرمایا تب مسلمہ بن کہیل نے عرض کیا کہ اہل کوفہ آپ کو دھوکہ دیں گے اور وعدہ پورا نہیں کریں گے آپ کے دادا کے ساتھ اس سے دو گئے آدمی تھے لیکن ان میں سے کسی نے بھی اپنا عہد اور اقرار کو پورا نہیں کیا حالانکہ وہ آپ سے زیادہ ان کو عزیز تھے، آپ نے جواب دیا کہ اہل کوفہ میری بیعت کر چکے ہیں اب مہر پورا کرنا مجھ پر اور ان پر فرض ہو چکا ہے، مسلمہ بن کہیل نے عرض کیا اچھا مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس شہر سے کسی دوسری جگہ چلا جاؤں تاکہ میں کوئی حادثہ نہ پیش آجائے میں اپنی جان کو ہلاک کرنا نہیں چاہتا، لہذا ان کی درخواست پر آپ نے ان کو جانے کی اجازت دے دی، اس کے بعد مسلمہ بن کہیل چلا گیا۔

عبداللہ بن حسن کا خط:..... اس کے بعد عبدالرحمن بن حسن بن حسن نے زید بن علی کو ایک نصیحت بھرا خط لکھا اور ان کو اس ارادے سے روکا مگر زید بن علی نے اس پر توجہ نہ پھرایک عورت سے کوفہ میں نکاح کر لیا، آپ کے پاس عورت و مرد بکثرت آتے اور بیعت لیتے تھے تھوڑے ہی دنوں میں ایک معقول جماعت بن گئی جسے آپ نے تیاری کا حکم دے دیا۔

کوفہ میں زید کی تلاش: یوسف کو یہ خبر مل گئی تو اس نے آپ کو بہت تلاش کرایا لیکن آپ نہیں ملے پھر آپ نے یوسف کے خوف سے بغاوت بہت جلدی کی، یوسف ان دنوں حیرہ میں تھا کوفہ میں حکم بن الصلت گورزی کر رہا تھا اور پولیس کا افسر عمر بن عبدالرحمن بن قاہرہ میں تھا اس کے ساتھ عبید اللہ بن عباس کنڈی اہل شام کے چند سرداروں کے ساتھ کوفہ میں موجود تھا۔

شیعان علی اور زید کی گفتگو: شیعان علی نے یہ سن کر کہ یوسف آپ کو تلاش کر رہا ہے حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ شیخین کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جواب دیا اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے اور ان دونوں کی مغفرت کرے میں نے اپنے بزرگوں سے ان کی تعریف کے سوا کچھ نہیں سنا زیادہ سے زیادہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم لوگوں کے بجائے امارت و خلافت کے زیادہ مستحق تھے لیکن انھوں نے وہ حق ہم سے چھین لیا اور یہ بات کفر کی حد تک نہیں پہنچ سکی بلاشبہ ان لوگوں نے اپنے عہد خلافت میں انصاف سے کام لیا اور کتاب و سنت پر عمل کیا شیعان علی بولے ”جب یہی بات تھی تو ان لوگوں نے آپ پر کوئی ظلم نہیں کیا پھر آپ ہم کو کیوں ان سے لڑنے کی ترغیب دے رہے ہیں“ آپ نے فرمایا یہ لوگ ان کی طرح نہیں ہیں وہ لوگ اور تھے اور یہ ہیں ان لوگوں نے تمام مسلمانوں پر ظلم و ستم کیا ہے لہذا ہم تم لوگوں کو کتاب و سنت کی دعوت دیتے ہیں اور احیاء سنت و بدعت کی آگ بجھانے کی طرف بلاتے ہیں اگر تم منظور کرو گے تو تمہاری سعادت مندی ہے اور اگر تم انکار کرو گے تو میں تمہاری فعل کا ذمہ دار نہیں ہوں۔

بیعت توڑنے والے رافضی: شیعان علی یہ سن کر علیحدہ ہو گئے اور بیعت توڑ دی اور یہ کہنے لگے کہ گویا سبقت امام برحق (یعنی محمد باقر) چلے گئے اور اب ان کے بعد ان کے لڑکے جعفر ہمارے امام ہیں اس کے بعد شیعوں نے زید بن علی سے غیبت کی اختیار کر لی، آپ نے فرمایا ”رافضی“ (انہوں نے مجھے چھوڑ دیا) چنانچہ اسی وقت سے شیعہ رافضیہ کے نام سے مشہور ہو گئے۔

زید کے ساتھی کا قتل: ان واقعات کے بعد حکم بن الصلت نے یوسف کے حکم سے اہل کوفہ کو جامع مسجد میں جمع کیا زید بن علی کو معذریہ بن اسحاق بن زید بن حارثہ کے مکان کی تلاش کرایا آپ رات ہی کے وقت نکل گئے تھے چند شیعوں نے آپ کے پاس جمع ہو کر گڑگڑائی اور مدد کے لیے ندا کی تا آنکہ صبح کے آثار نمودار ہوئے اتفاق سے جعفر بن ابی عباس کنڈی کو زید بن علی کے دو ساتھی مل گئے جو اپنے اشعار کی ندا کر رہے تھے جعفر نے ان میں سے ایک کو قتل کر کے دوسرے کو گرفتار کر لیا اور حکم بن الصلت کے سامنے پیش کر دیا حکم نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اور مسجد کے دروازے بند کر کے یوسف کو اس واقعہ سے مطلع کر دیا۔

یوسف کی آمد، شیعوں کا فرار: یوسف یہ خبر سنتے ہی کوفہ کے قریب پہنچ گیا اور ریاف بن مسلمہ اراش کو و بھارو اور تین سو بیانیہ سمیت کوفہ کی طرف بڑھنے کو کہا، شیعہ یہ سن کر دائیں بائیں نظریں بچا کر نکل گئے زید بن علی نے دریافت کیا کہ یہ سب لوگ کہاں گئے ہیں؟ جواب دیا یہ

جامع مسجد میں محصور ہیں، حاضرین کو شمار کیا گیا تو دوسو بیس نکلے، پولیس کا افسر اپنے سواروں کو مرتب کر کے جنگ کے ارادے سے زید بن علی کی طرف آ رہا تھا راستے میں نصر بن خزیمہ عیسیٰ سے ملاقات ہو گئی۔

زید کی آمد، شیعوں کا فرار یوسف یہ خبر سنتے ہی کوفہ کے قریب پہنچ گیا اور ریاف بن مسلمہ راشی کو دو ہزار سواروں اور تین سو بیس دو سو سمیت کوفہ کی طرف بڑھنے کو کہا، شعیہ یہ سن کر دایمیں بائیں نظریں بچا کر نکل گئے زید بن علی نے دریافت کیا کہ یہ سب لوگ کہاں گئے؟ جو ب رہ جامع مسجد میں محصور ہیں، حاضرین کو شمار کیا گیا تو دوسو بیس نکلے، پولیس کا افسر اپنے سواروں کو مرتب کر کے جنگ کے ارادے سے زید بن علی کی طرف آ رہا تھا راستے میں نصر بن خزیمہ عیسیٰ سے ملاقات ہو گئی۔

زید کا شامیوں پر حملہ..... اتفاق سے یہ بھی زید بن علی سے ملنے آ رہا تھا نصر نے پولیس کے افسر پر حملہ کر دیا اور زید بن علی نے اہل شام پر، چنانچہ اہل شام شکست ہوئی اور زید بن علی لڑتے بڑھتے انس بن عرازوی کے مکان تک پہنچ گئے چونکہ اس نے بھی بیعت کی تھی چنانچہ آپ نے اسے آواز دی پر کان تک نہ دھرے پھر زید بن علی رفتہ رفتہ کناسہ پہنچے یہاں پر اہل شام کا جگمگا تھا آپ نے ان پر بھی حملہ کیا یہاں سے بھی اہل شام شکست کھا کر منتشر ہو گئے آپ آگے بڑھے تو ریاف بن مسلمہ نے پھر لوگوں کو جمع کر کے تعاقب کیا۔

کوفہ کی گلیاں اور زید بن علی کوفہ کی گلیوں میں ہلتر سا چا ہوا تھا آگے آگے زید بن علی تھے اور پیچھے پیچھے ریاف بن مسلمہ زید بن علی کے بیعت پوری کرنے سے ناامید ہو کر نصر بن خزیمہ سے بولے ”افسوس ہے کہ تم لوگوں نے میرے ساتھ بھی میرے دادا حسین علیہ السلام کا جیسا برتاؤ کیا نصر نے عرض کیا لیکن میں اوائل میں آپ کے ساتھ جان دے دوں گا، باقی سب آپ کے مسجد میں ہیں میرے ساتھ چلے شاید کوئی کام نکل آئے۔“

کوفیوں کی بدتمہدی:۔ چنانچہ زید بن علی جیٹھڑا کر خزیمہ لوگوں کو پکارتے ہوئے مسجد کی طرف چلے گئے مگر ایک شخص بھی بات نہ کیا بلکہ انہوں نے مسجد میں پتھر برسا دیئے مجبور ہو کر زید نصر کے ساتھ واپس آ گئے، شام ہو گئی دارالرزاق میں بسر کی۔

شامی لشکر سے جنگ:۔ صبح ہوتے ہی یوسف بن عمر نے عباس بن سعد مزی کو لشکر شام کے ساتھ زید بن علی کے مقابلہ پر بھیجا آپ انتہائی مردانگی سے میدان جنگ میں آئے نصر بن خزیمہ اور معاویہ بن اسحاق بن زید بن ثابت آپ کے دائیں بائیں تھے اور آپ درمیان میں تھے ایک سخت خوریز لڑائی کے بعد نصر شہید ہو گئے آپ نے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے بخوبی قوت سے عباس کے لشکر پر حملہ کیا، عباس کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا ستر آدمی کام آگئے مغرب کا وقت قریب آ گیا تھا لہذا لڑائی بند ہو گئی حتیٰ کہ وقت یوسف بن عمر نے اپنے ساتھیوں کو دوبارہ مرتب کر کے زید بن علی پر شب خون مارنے کو بھیجا لیکن زید کے جانثاروں نے نہایت بہادری سے پسپا کر دیا۔

حضرت زید بن علی کی شہادت:۔ یوسف بن عمر نے یہ رنگ دیکھ کے تیر اندازوں کو تیر باری کا حکم دیا اس طرح جنگ کا عنوان بدس گیا اور لڑائی نہایت سختی سے شروع ہو گئی پھر معاویہ بن اسحاق شہید ہو گئے اس کے بعد ایک تیر آپ کے بائیں ابرو پر آ لگا جو سیدہ عاتکہ تک پہنچ گیا اور لڑائی خود بخود رات ہونے کی وجہ سے بند ہو گئی تھی اہل شام بھی واپس جا رہے تھے اور آپ بھی واپس آ گئے جیسے ہی تیر کا پھل نکالا گیا آپ نے جان بحق تسلیم کر دی۔

حضرت زید کی تدفین:۔ پھر آپ کے ساتھیوں نے آپ کو ایک گڑھے میں دفن کرے چمپانے کی غرض سے پانی ڈال دیا صبح ہوئی تو جمعہ کا دن تھا حکم بن الصلت اپنی طرف کے زخمیوں کا گلیوں میں اور گھروں میں تلاش کر رہا تھا اتنے میں کسی غلام نے اسے زید بن علی کی قبر کا پتہ بتا دیا۔

لاش نکلو کر جلا دینے کا اندوہناک واقعہ:۔ حکم نے قبر کھدوا کر لاش نکال لی اور ان کا سر کاٹ کر یوسف کے پاس حیرہ میں اور یوسف نے ہشام کے پاس دمشق بھیج دیا ہشام نے دمشق کے دروازے پر لٹکا دیا اللہ یوسف کو حکم لکھ بھیجا کہ زید نصر بن خزیمہ اور معاویہ بن اسحاق کی لاشوں کو ناسہ میں صلیب پر چڑھا دو اور چند آدمیوں کو اس کی حفاظت پر مامور کرو لہذا جب ولید بن یزید بن عبد الملک نے خلافت اپنے ہاتھ میں لی تو اس نے لاشوں کو جلا دینے کا حکم دے دیا۔

یحییٰ بن زید:۔ زید بن علی کی شہادت کے بعد آپ کے لڑکے یحییٰ بن زید کربلا کی طرف چلے گئے اور نینوا جا کے عبد الملک بن شیر بن مروان کے

پاس پناہ نہیں ہو گئے اور پھر شور و غوغا کم ہو کیا تو یحییٰ بن زید چند زیدیوں سمیت خراسان کی طرف چلے گئے۔

دعوت خلافت عباسیہ: جو لوگ خراسان میں مسلمانوں کو خلافت عباسیہ قائم کرنے کی ترغیب دے رہے تھے وہ اپنے کاموں کو اس زمانہ سے خفیہ طریقے سے کر رہے تھے جس زمانہ میں محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے اپنے قاصدوں کو ۱۰۰ھ میں عمر بن عبد العزیز کے دور خلافت میں مدینہ کے پاس روانہ کیا ابو ہاشم عبد اللہ بن محمد بن حنفیہ کسی ضرورت سے سلیمان بن عبد الملک کے پاس شام گئے ہوئے تھے واپسی میں حمیمہ میں (مضافات بلقاء) محمد بن علی کے پاس ہو کر گزرے اور اسی جگہ بیمار ہو کر جان بحق تسلیم کر دی، وفات کے وقت محمد بن علی کو خلافت اسلامی حاصل کرنے کی وصیت کر گئے۔

ابو ہاشم کی پیشین گوئی: چونکہ اس سے پہلے ابو ہاشم عبد اللہ بن محمد عراق اور خراسان میں موجود اپنے حامیوں کو سمجھا رکھا تھا کہ آئندہ ایک نہ ایک خلافت اسلامیہ پر محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کی اولاد کا قبضہ ہو جائیگا اس لئے ابو ہاشم کی وفات کے بعد اس کے حامیوں کی آمد و رفت محمد کے پاس شروع ہوئی اور انہوں نے درپردہ ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی تب انہوں نے مبلغین کو ممالک اسلامیہ کی طرف روانہ کیا، ان میں سے میسرہ و عراق کی جانب محمد بن حشیش عکرمہ السراج، (یعنی ابو محمد صادق) اور حیان عطار کو (ابراہیم بن مسلمہ کا ماموں) خراسان کی جانب روانہ کیا گیا چنانچہ یہ لوگ خراسان پہنچ کر درپردہ لوگوں کو خلافت عباسیہ کی ترغیب دینے لگے جسے اکثر آدمیوں نے قبول کر لیا کچھ دنوں کے بعد محمد بن حشیش وغیرہ ان لوگوں کے خطوط لے میسرہ کے پاس آئے جنہوں نے ان کی دعوت قبول کی تھی میسرہ نے ان خطوط کو محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کی خدمت میں بھیج دیا۔

عباسی تحریک کے بارہ نقیب: اس کے بعد ابو صادق نے محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کے لئے بارہ نقیب منتخب کئے جن کے نام یہ ہیں۔ (۱) سلیمان بن کثیر خزاعی (۲) لابی بن قیر تمیمی (۳) قحط بن شیب طائی (۴) موسیٰ بن کعب تمیمی (۵) خالد بن ابراہیم (۶) قاسم بن مجاشع تمیمی (۷) ابو نجم عمران بن اسماعیل (ابو معیط کے آزاد کردہ غلام) (۸) مالک بن ہشام خزاعی (۹) طلحہ بن زریق خزاعی (۱۰) ابو حمزہ بن عمر بن امین (خزاعہ کا آزاد کردہ غلام) (۱۱) ابوعلی شبل بن طہمان ہروی (بنو حنیفہ کا آزاد کردہ غلام) (۱۲) عیسیٰ بن اعین۔

ستر مبلغین کا انتخاب: پھر ان کے بعد ستر آدمیوں کو خلافت عباسیہ قائم کرنے کی ترغیب دینے کے لئے منتخب کیا، محمد بن علی نے ایک مدت تک ہدایت نامہ ان لوگوں کو لکھ کر دیا تاکہ ان کے مطابق ان لوگوں کو دعوت دیں اور اس پر عمل کریں ایک مدت تک ان کا یہی معمول رہا۔

راز کا انکشاف: ۱۰۲ھ میں سعید خزینہ کی گورنری اور یزید بن عبد الملک کے عہد خلافت نے اپنے ایچیوں کو عراق سے خراسان کی طرف روانہ کیا اتفاق سے یہ راز کھل گیا چنانچہ سعید خزینہ نے میسرہ کے ایچیوں کو گرفتار کر لیا ایچیوں نے خود کو سوداگر ظاہر کیا اور بیعہ اور یمن کے چند لوگوں نے ان کی ضمانت لے لی تو ان لوگوں کو رہا کر دیا گیا۔

عبد اللہ بن سفاح کی پیدائش: ۱۰۳ھ میں محمد بن علی کا بیٹا عبد اللہ بن سفاح پیدا ہوا اسی زمانہ میں ابو محمد صادق خراسان کے مبلغین ایک گروپ کو لے کر محمد بن علی سے ملنے آیا محمد بن علی نے عبد اللہ بن سفاح کو باہر نکال کر ابو محمد صادق وغیرہ کو دکھا کر کہا کہ اس کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دو یہی تمہارا سردار بنے گا اسی ہاتھ سے یہ کام انجام پذیر ہوگا، اس وقت عبد اللہ سفاح کی عمر چند روزن تھی۔

بکیر بن ہامان کی آمد: پھر اس دعوت میں بکیر بن ہامان بھی سندھ سے شریک ہو گیا یہ جنید کے ساتھ سندھ میں تھا جب جنید کو معزوں سے کیا تو بکیر وفہ چڑ آیا ابو حمزہ، ابو محمد صادق بن حشیش اور عمار عبادی (ولید ارق کے ماموں) سے ملاقات ہوئی ان لوگوں نے ابو ہاشم کی خلافت کی دعوت کا تذکرہ کیا بکیر نے دل خوشی سے منظور کر لیا (یہ واقعہ ۱۰۵ھ کے آخر کا ہے)۔

بعض مبلغین کو پھنسی: ۱۰۷ھ کے بعد گورنر اسد قسری اور ہشام کے عہد خلافت میں بکیر نے ابو حمزہ، محمد بن حشیش، عمار عبادی اور زید کو چند دیگر شیعوں کے ساتھ خراسان کی خلافت عباسیہ قائم کرنے کی ترغیب دینے روانہ کیا کسی نے اسد قسری تک یہ خبر پہنچی دی اسد نے جن کو ان میں سے پایا ان کے ہاتھ کٹوا کے پھانسی دیدن عمار بھاگ کر بکیر کے پاس آیا بکیر نے یہ واقعہ محمد بن علی کو لکھ بھیجا تو آپ نے جواب تحریر کیا۔

الحمد لله الذي صدقنا عو تكلم ومقالكم وقد بقيت مكمه قتلى مسعد

(ترجمہ) سب تریف اس ذات کو زیاتہ کہ جس نے تیرے عوے اور قول کو چاہا البتہ میرا قتل باقی رہا ہے کہ تو اس کے لئے بھی تیار ہو جا۔

محمد بن علی کا پہلا نمائندہ۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ پہلا شخص جو محمد بن علی کی جانب سے خراسان میں آیا وہ ابو محمد زید (بعد ان کا آزاد کردہ غلام) تھا اس ۱۰۹ھ میں اسدی ورنزی اور ہشام کے عہد خلافت میں محمد بن علی نے روانہ کیا تھا اور یہ ہدایت کی تھی کہ یمن میں جا کر قیام کرنا قبیلہ منفر سے نرمی و مدد مفت سے پیش آنا اور نائب نیشاپوری سے جو کہ سوفی طرہ کا حامی ہے اہم از کرنا لہذا امید ہے کہ ایسا سرسار میں گزارے۔ اس دوران شیعیان علی کے پاس آتے جاتے رہے اتفاق سے کسی نے اسدی ورنزی سے کہہ دیا کہ وہاں پر چھوڑ دینا زیادہ بہتر ہے تبارت پیشہ شخص ہوں مجھے کسی کی خلافت کی دعوت دینے سے کوئی سروکار نہیں ہے چنانچہ اسدی ورنزی نے اپنی قیام گاہ میں پہنچ کر کچھ پناہ کام شروع کر دیا سدیع بن کراگ بگولہ ہو گیا سے فوراً رفقہ کر کے وفد کے مس آدمیوں سمیت مل گیا۔

کوفہ سے کثیر کی آمد۔ اسکے بعد خراسان میں وفد کا ایک شخص شیعیان کی آواز بنی شمر کے ہر پر خیمہ اور تین برس تک دعوت دینا رہا اسدی ورنزی نے اس ۱۱۰ھ میں اپنے دوبارہ ورنزی کے زمانہ میں سلیمان بن شیعہ، مالک بن یثیم، یحییٰ بن کعب اور ابوبکر بن قریظہ و رفقہ رمر کے تین تین سوور کے قید کر دیا یکن حسن بن زید اردی کے ان کے حق میں غوی بنے سے رہا کر دیا۔

عمارہ بن زید "خراش"۔ ۱۱۸ھ کے شروع ہوتے ہی بلیم نے عمار بن زید و بنو عباس کے حامیوں کا سردار بن کر خراسان کی جانب روانہ کیا اور اس نے مرہ پختہ کر نو و خراش کے نام سے موسوم اور مشہور کر دیا جب وہ اس کے متبع بن گئے تو خزیمہ کی حکیم دینے کا چنانچہ سب عورتوں نے مباہلہ کر دیا، صوم و صلوٰۃ ورنج کی تاویل کرتے کہنے کا کہ صوم کے معنی یہ ہیں کہ ذکر مہارہ زہر جو اور اس کا نام بھول کر جی زبان پر مت آؤ اور صلوٰۃ کے معنی یہ ہیں کہ اس کے سے دعا کرو، رنج یہ ہے کہ اس کی طرف قصد کرو، مالک بن یثیم اور حریش بن سلیم نے اس کی باتوں پر عمل شروع کر دیا چنانچہ اسدی ورنزی اطمان علی و خراش کو رفقہ کر کے پھا کی دیدی جب محمد بن علی تک یہ خبر پہنچی تو انہوں نے اہل خراسان سے خط و کتابت بند کر دی اس لئے کہ ان لوگوں خراش کی تقلید کر لی تھی۔

اہل خراسان کا وفد۔ ۱۲۰ھ میں اہل خراسان کی طرف سے سلیمان بن شیعہ حارث غنص کرنے اور معافی طلبی کرانے محمد بن علی کی خدمت میں حاضر ہوا چنانچہ آپ نے ایک خط اہل خراسان کے نام لکھ کر اس کے حوالے کیا جس میں سوائے اسم اللہ ابرہیم کے اور کچھ نہیں تھا اہل خراسان یہ دیکھ کر بہت رنجیدہ ہوئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ خراش کی کر تو توں کی بدولت اس وقت ہم سے ناراض ہو گئے۔

محمد بن علی کا خط۔ سلیمان بن شیعہ کے بعد محمد بن علی نے بلیم بن حسان و ایک وفد کے ساتھ روانہ کیا جس میں خراش کی خدمت اور برائیاں نکالیں تھیں اہل خراسان نے یقین نہیں کیا بلیم مجبور ہو کر محمد بن علی کے پاس چلا آیا تب آپ نے اسے چند نذرانے مرحمت فرما کر دوبارہ بھیجا بعض پر تانا بانا کا ہو تھا بلیم نے سب جمع کر کے ہ ایک وفد لایا، دعوت جاریہ کے حامیوں واس سے یقین ہو گیا اور اپنے پیٹ پر پشیمان ہوئے اور توبہ کر لی۔

محمد بن علی کی وفات۔ جیسے ہی ۱۲۳ھ کا شروع ہوا محمد بن علی اہل اہل و بیٹ کہہ کر نیاے فانی سے ورنج کر گئے، وفات کے وقت اپنے بیٹے ابراہیم کو جانشین بنائے اور مہدیین وان کی تقلید کی وصیت کر گئے کسی مہر سے وفات جاریہ کے حامی بن واما کہہ کرتے تھے بلیم بن حسان محمد بن علی کی وفات کی خبر اور امام ابراہیم کی ہدایتیں اور دعائے خراسان کی طرف روانہ ہو اور متبع کر قیام کیا شیعیان علی اور غلبہ ورنج کر کے امام ابراہیم کی ہدایتیں سنائیں جسے سب نے بسر و چشم قبول کر لیا اور جو چھ ان لوگوں کے پاس زر نقد جمع ہو یا تھا سب کا سب حوالے کر دیا جس کو بلیم نے ابراہیم کی خدمت میں لا کر پیش کر دیا۔

ابو مسلم کی کہانی۔ ان واقعات کے بعد اسی ۱۲۳ھ میں ابو مسلم خراسان کی طرف بھیجا گیا مورخین نے اس موتوں بننے اور امام ابراہیم کی ان کے والد محمد بن علی سے ملنے کے اسباب بیان کرنے میں اختلاف کیا ہے، بعض مورخین کہتے ہیں کہ یہ بزرگمہر کی اہل اہل میں سے تھا اور اسفہان میں پیدا ہوا

تھ یسعی بن موسی السراج اس کے والد کی وصیت کے مطابق جس وقت یہ سات برس کا تھا اسے کوفہ لے آیا یہیں اس نے نشوونما پائی رفتہ رفتہ برہمہ امام کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے عرض کیا ابراہیم بن عثمان بن بشار، امام ابراہیم نے کہا نہیں تمہارا نام عبد الرحمن ہے۔ ابو مسلم کا نکاح: کچھ عرصے بعد آپ نے اس کا نکاح ابو نجم عمران بن اسماعیل کی بیٹی سے کر دیا (جو شیخان علی میں سے تھے) خراسان میں برہمہ عروسی ادا کی گئی اور ابو مسلم نے اپنی بیٹی فاطمہ کا نکاح محرز بن ابراہیم سے اور دوسری بیٹی اسماء کا نکاح بن محرز سے کر دیا فاطمہ کی سول تو چلی گئیں ورنہ خزیمرہ کے قبیلے سے یاد کیا جاتا ہے لیکن اسماء صاحب اولاد بنی۔

ابو مسلم کے بارے میں دوسرا قول: ... بعض مؤرخ ابراہیم سے ابو مسلم کے ملنے کا یہ سبب بیان کرتے ہیں کہ جو مسلم، یسعی بن سراج کے پاس رہتا تھا اور اس سے زین (چار جامہ) بنانا سیکھا تھا اکثر اصفہان، جزیرہ اور موصل تجارت کے لئے زین لے کر جاتا تھا اسی زمانہ میں یوسف بن عمر بن عجمی نے عاصم بن یونس غلی (رفیق یسعی سراج) اور اس کے دونوں بھتیجوں عیسیٰ اور ادریس بن معقل و بنو عباس مسافروں کے لئے ایک خانہ تعمیر کرنے کے عمل کے ساتھ قید کر دیا اور ابو مسلم خدا جانے کس طرح ان لوگوں کی خدمت کرنے قید خانہ میں پہنچ گیا اور ان کی ترغیب سے بنو عباس و احمادی بن آیا۔ بعض مؤرخین کا یہ بیان ہے کہ اس طرح سے ابو مسلم ابراہیم امام کے پاس نہیں پہنچا بلکہ یہ بنو غلی کا اصفہان یا کسی پہاڑی میں غلاموں میں سے تھا اور ان کے وسیع سے ابراہیم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اس کا نام ابراہیم تھا اور لقب حیکان امام ابراہیم نے اس کا نام عبد الرحمن رکھ دیا اور کنیت ابو مسلم رکھی۔

تیسرا قول: ... بعض مؤرخ یہ کہتے ہیں کہ سلیمان بن کثیر، مالک بن یثیم، لایز بن قریط اور قحطیہ قحط بن شیبہ خراسان سے امام ہانیم کے پاس مکہ جا رہے تھے کہ عاصم بن یونس اور عیسیٰ و ادریس بن معقل غلی کے پاس جہاں یہ قید تھے ہو کر گزرے ابو مسلم دیکھ کر بہت خوش ہوئے عاصم اور عیسیٰ سے مل گئے پھر مکہ پہنچ کر امام ابراہیم سے ملے آپ کو بھی ابو مسلم بہت پسند آیا آپ نے بھی اس کو سلیمان سے اپنی خدمت کے لئے لیا اس کے بعد فقہاء امام ابراہیم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ درخواست کی کہ اپنی جانب سے کسی شخص کو خراسان روانہ فرمائیں تو آپ نے ابو مسلم کو ان کے ساتھ بھیج دیا لہذا جب ابو مسلم کو خراسان پہنچے ہوئے ایک زمانہ گزر گیا اور اس کے قیام کو ایک گونہ استحکام حاصل ہو گیا تو اس نے یہ دعویٰ کر دیا ۱ کہ میں سلیط بن عبد اللہ بن عباس کی اولاد میں سے ہوں۔

سلیط بن عبد اللہ کا تعارف: ... تفصیل اس جمال کی یہ ہے کہ عبد اللہ بن عباس بنی ہاشم کی ایک لونڈی کے بطن سے ایک ناجائز حمل سے پیدا ہوا آپ نے لونڈی پر حد شرعی جاری کی اور اس بیٹے کو سلیط کے نام سے موسوم کر کے اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ مجھ دار ہونے کے بعد اسکے اور وہ بن عبد الملک کے مراسم اتحاد قائم ہو گئے مناسب موقع پا کے اس نے دعویٰ کر دیا کہ میں عبد اللہ بن عباس بنی ہاشم کا بیٹا ہوں اور اس کی تائید میں وہ بیس پیشکشیں دمشق کے قاضی نے بھی اس دعویٰ کو تسلیم کر لیا۔

سلیط کا قتل: اس کے بعد سلیط نے علی بن عبد اللہ بن عباس سے عبد اللہ بن عباس بنی ہاشم کے ترکے کے بارے میں جھگڑا شروع کر دیا اور ان دو گانہیں رہنے لگا علی بن عبد اللہ کی خدمت میں عمر الدان رہتے تھے جو ابورافع (خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی اولاد میں سے تھے انہوں نے سلیط کی زیادتیوں سے تنگ آ کر اس کے قتل کا ارادہ کر لیا لیکن علی بن عبد اللہ نے منع کر دیا، ایک دن اتفاق سے سلیط علی بن عبد اللہ اور عمر الدان کے درمیان میں علی بن عبد اللہ تو سو گئے مگر سلیط اور عمر الدان میں باتوں باتوں میں جھگڑا ہو گیا عمر الدان نے قتل کر کے ایک گڑھے میں دفن کر کے وہاں سے چپے کئے۔

علی بن عبد اللہ کی جلا وطنی: ... رفتہ رفتہ اس کی خبر ولید تک پہنچی ولید نے علی بن عبد اللہ کو بلوا کر سلیط کے بارے میں پوچھا مگر آپ نے علی بن عبد اللہ کی اس پروا میں نہ مانگی زمین کھدوائی تو ایک گڑھے میں سے سلیط کی لاش نکال دی گئی ولید بھلا کر علی بن عبد اللہ کو ویرانہ کا زمانہ یاد دلا دیا۔

۱ ابو مسلم کے مسئلہ نسب میں بہت بڑا اختلاف ہے، دیکھیں تاریخ طبری جلد ۸ صفحہ ۵۸۳، بیات الاعیان جلد ۳ صفحہ ۱۶۵، مروی اللہ، جلد ۳ صفحہ ۲۹۹، و کمال بن علی جلد ۳ صفحہ ۳۸۸۔

بلد و، عہد بن زید نے سفارش کر کے ان کی جان بچائی اور دمشق سے حمیرہ کی طرف بھیج دیا، جب سلیمان بن عبد الملک خلیفہ بنا تو پھر حمیرہ سے دمشق کی طرف بھیج دیا۔

ابو مسلم کے بارے میں چوتھا قول: بعض مؤرخ یہ بیان کرتے ہیں کہ ابو مسلم، عجلوں کا غلام تھا اور بکیر بن ہامان جو سندھ کے کسی گورنر کا کاتب (سکرٹری) تھا کسی ضرورت سے کوفہ آیا اور کسی جرم میں مبلغین بن عباس کے ساتھ اس کو بھی قید کر دیا گیا اسی قید خانہ میں چند عجمی اور ابو مسلم عیسیٰ بن معقل اور یونس ابو عاصم بھی قید تھے بکیر نے ان لوگوں کے سامنے اپنے خیالات کا ظاہر کئے ان لوگوں نے اس رائے کی تائید کی اور انہی کے ساتھ منظور کر لیا، بکیر کی نظر ابو مسلم پر پڑی تو اس نے اس کو ایک کارآمد شخص خیال کر کے عیسیٰ بن معقل سے چار سو درہم میں خرید لیا اور قید خانہ سے اس کو امام ابراہیم کی خدمت میں بھیج دیا امام ابراہیم نے اپنے خاص مرید خاص موسیٰ السراج کے پاس بھی دیا جس سے اس نے حدیث کی سماعت کی اور قرآن شریف حفظ کیا، امام ابراہیم کے خطوط لے کر خراسان آتا جاتا تھا۔

ابو مسلم اور پانچواں قول: بعض مؤرخ لکھتے ہیں کہ ابو مسلم ہرات کے رہنے والے کسی شخص کا غلام تھا جس سے امام ابراہیم نے خود خرید لیا تھا دو برس تک آپ کی خدمت میں رہا اکثر خطوط لے کر خراسان جایا کرتا تھا جس کے بعد امام ابراہیم نے اپنے مریدوں کا افسر مقرر کر کے خراسان کی طرف روانہ کر دیا اور ان لوگوں کو اس کی اطاعت کی ہدایت کی، ابوسلمہ حلال کو جو کوفہ میں خلافت عباسیہ کے قیام کی دعوت دے رہا تھا لکھ بھیجا کہ میں نے ابو مسلم سلیمان بن کثیر کے گھر پر جا کر خبر لی، ان کے بعد جو واقعات پیش آئے اس کو ہم آئندہ تحریر کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

امام ابراہیم کے پاس وفد: اس کے بعد ۱۲ھ میں سلیمان بن کثیر، لاہر، بقریطہ اور قطیفہ مکہ معظمہ میں امام ابراہیم سے ملنے آئے تیس ہزار دینار، دو لاکھ درہم اور کئی نائفے مشک قیمتی سامان کے ساتھ ان کی نذر کئے، انہی لوگوں کے ساتھ ابو مسلم بھی آیا ہوا تھا سلیمان بن کثیر وغیرہ نے ابو مسلم کی طرف اشارہ کر کے عرض کیا کہ یہ آپ کا خادم ہے اسی سن میں بکیر بن ہامان نے لکھ بھیجا کہ میں بستر مرگ میں پڑا ہوں اور میں نے اپنے بعد ابوسلمہ حفص بن سلیمان حلال کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے وہ بھی اس بات پر راضی ہے۔

ابوسلمہ مبلغ دعوت عباسیہ: امام ابراہیم نے ابوسلمہ حفص بن سلیمان کو دعوت خلافت عباسیہ جاری رکھنے اور اپنے حامیوں کو اس کی اطاعت کرنے کا حکم دیا اہل خراسان نے بسر و بشمار اس کی حکم کی تعمیل کی اور جو کچھ ان کے پاس تھیں، زکوٰۃ اور صدقے کی رقم جمع تھیں انہیں امام ابراہیم کے پاس بھیج دیا۔

ابو مسلم کی خراسان روانگی: پھر ۱۴ھ میں اپنے خادم ابو مسلم کو خراسان کی جانب روانہ کیا اور اپنے حامیوں کو یہ خط لکھا کہ میں نے ابوسلمہ کو ایک نیا کام پر مقرر کیا ہے اس کے بعد اس کی اطاعت کرو میں نے اس کو خراسان اور جس پر یہ قابض ہو جائے اس کا امیر مقرر کر دیا ہے لیکن خلافت عباسیہ کے حامیوں سے ابو مسلم کے مشتبہ و مشکوک ہو جانے کی وجہ سے اس کے حکم کی تعمیل نہیں کی۔

ابو مسلم کی شکایت: اگلے سال وفد لے کر امام ابراہیم نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ میں نے تم لوگوں سے ایک کام انجام دینے کو کہا تھا لیکن تم لوگوں نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا (یہ سلیمان بن کثیر اور امام ابراہیم بن مسلمہ کی طرف اشارہ تھا) اور میری رائے ابو مسلم کی رائے سے متفق ہے وہ ہم میں سے اور ہمارے خاندان میں سے ہے اس کے کہنے پر عمل کرو اور اس کی اطاعت میں گرو نہیں جھکا دو۔

امام کی ابو مسلم کو ہدایت: پھر ابو مسلم سے مخاطب ہو کر بولے دیکھو اہل یمن کے ساتھ میں قیام کرنا اور ان سے عزت و احترام سے پیش آنا کیونکہ انہی لوگوں سے کام انجام پائے گا اور انہی لوگوں سے بیعت لو، قبیلہ مضروا لے دشمن جان اور آستین کے سانپ ہیں جس پر کوئی شک و شبہ ہو جائے فوراً اس کو قتل کر دینا اور اگر ممکن ہو تو خراسان میں کسی عربی زبان بولنے والے کو زندہ مت چھوڑنا، جب کوئی اہم بات پیش آجائے تو سلیمان بن کثیر سے مشورہ ضرور کر لینا اور اگر تم دونوں میں اختلاف ہو جائے تو میرے حکم کی تعمیل پر اکتفاء کرنا، یہ تقریر ختم ہوتے ہی ابو مسلم اور حاضرین مجلس امام ابراہیم سے رخصت ہو کر خراسان روانہ ہو گئے۔

ہشام بن عبد الملک کی وفات: ربيع الثانی ۱۲۵ھ میں جس وقت ہشام بن عبد الملک مقام رصافہ میں مقیم تھا اس کا آخری وقت آگیا اس نے بیس سال حکومت کی اس کے بعد ولید اس کے (بھائی یزید بن عبد الملک کا بیٹا) جسے یزید بن عبد الملک نے ہشام کے بعد ولی عہد مقرر کیا تھا (جس کا ہم اوپر لکھ آئے ہیں) خلیفہ بنا۔

ولید بن یزید کی خلافت

ہشام اور ولید بن یزید: ہشام بن عبد الملک ① کے مرنے کے بعد ولید بن یزید کا دو سرا ولی عہد ہونے کی وجہ سے یزید مسد خلافت پر بیٹھا، یہ سن شعور کے ابتدائی سے بے حیا، اوہاش مزاج، کھلاڑی شرابی اور عیش پرست شخص تھا انہی وجوہات کی بنا پر ہشام بن عبد الملک نے اس کو ولی عہد کی سے معزول کرنے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن کر نہیں سکا تاہم جس کو اس کی صحبت میں آتا جاتا دیکھ لیتا یا سن لیتا کوڑے لگاتا تھا چنانچہ یزید اپنے مصاحبین، ورخدام کے ہمراہ دمشق سے باہر کہیں چلا گیا تھا ② اور اپنے میرنشی عیاض ابن مسلم کو روزانہ کے حالات لکھنے کے لئے چھوڑ گیا تھا چنانچہ ہشام نے اس کو کوڑے لگوا کر قید کر دیا اسی زمانے سے یزید مسلسل دمشق کے باہر کارہا یہاں تک کہ ہشام کا آخری وقت قریب آگیا اور اس کا آزاد کردہ غلام ابوسفینی قاصدوں کے بس میں سالم بن عبد الرحمن صاحب دہوا ③ کا خط لے کر ہشام کی بیماری کی خبر سینے آیا چنانچہ ولید نے میرنشی عیاض کا حال پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ قید میں ہے لہذا یزید نے اسی وقت خزانچی سے کہلوا دیا کہ جو کچھ تمہارے قبضہ میں ہے اس کو بہت حفاظت سے رکھو ہشام بھی کوئی چیز نگئے تو مت دو پھر جب ہشام مر گیا تو عیاض نے قید خانہ سے نکل کر خزانے کی جانچ پڑتال کی دروزوں پر تار لگا دیا و ولید نے اسی وقت اپنے چچا عباس بن عبد الملک کو لکھا کہ رصافہ میں جا کر ہشام اور اس کے بیٹوں، نوکروں اور خادموں کے مال و اسباب کی ایک فہرست تیار کر کے اسے اپنے قبضہ میں لے لیا جائے مگر مسلم بن ہشام سے معترض ہونے کو منع کر دیا کیونکہ وہ اکثر اپنے والد ہشام سے ولید کے ساتھ نرمی کا سلوک کرنے کو کہا کرتا تھا چنانچہ عباس نے اس کی تعمیل کر دی۔

بیعت خلافت: اس کے بعد ولید نے گورنروں میں رد و بدل کر کے نئے انتظامات کئے اور اپنے زیر کنٹرول علاقوں میں بیعت لینے کا حکم بھیجا چنانچہ عمال نے اپنے اپنے صوبوں میں بیعت لے کر اطلاع بھیج دی، مروان بن محمد نے اپنی بیعت لکھ کر حاضری لی اجازت طنب کی بیعت خلافت لینے کے بعد ولید نے اسی سال ۱۲۵ھ میں اپنے بیٹوں حکم اور عثمان کی ولی عہد کی بھی بیعت لے لی اور ان کو اپنا ولی عہد بنایا اور ایک گشتی فرمان بھیجا عراق و خراسان میں اس کو مشہور کر دیا۔

نصر بن سيار: ولید نے اپنی حکومت کے پہلے ہی سال ۱۲۵ھ میں تنہا نصر بن سيار کو خراسان کا گورنر مامور کیا اس کے بعد ولید کے پاس یوسف بن عمر آیا اور منت ساجت کر کے نصر اور اس کے عمال کو معزول کر دیا اور ولید سے خراسان کی گورنری اپنے نام لکھی اور نصر کو لکھ بھیجا کہ اپنے اہل و عیال اور تحائف و مواہب لے کر چلے آؤ، ولید نے بھی اس کو اسی مضمون کا ایک فرمان لکھ بھیجا، نصر کو آنے میں تاہل ہوا یوسف کے ایلچی نے تعمیل حکم پر مجبور ہو کر، چاہا تو نصر نے کچھ لہجہ دے کر اسے راضی کر لیا یوسف نے یکے بعد دیگرے قاصد روانہ کئے چنانچہ نصر نے مجبور کر دو، لگی کے ارادے سے خراسان پر عصمت بن عبد اللہ اسدی کو، شاش پر موکی بن ورقا، کو، سمرقند پر حسان کو جو کہ اہل صفانیاں سے تھا اور آمد پر مقاتل بن علی صفدی کو مقرر کیا اور یہ سمجھا دیا کہ جس وقت تمہیں میرے متعلق کوئی بری خبر ملے فوراً ترکوں کو ماوراء النہر کے راستے خراسان میں بلا لینا تا کہ ولید مجھے پھر خراسان کی جانب واپس بھیج دے چنانچہ بھی عراق کے راستے ہی میں تھا کہ مقام بیهق میں بنو لیث کا ایک آزاد کردہ غلام ملا اور اس نے ہشام کے مارے جانے، شام میں فتنہ و فساد

① اس کی وفات کے وقت، مدت خلافت اور عمر کے بارے میں اختلاف ہے، تفصیل کے لئے دیکھیں البدایہ والنہایہ جلد ۹ صفحہ ۲۵۱، تاریخ طبری جلد ۸ صفحہ ۲۸۳، مروج الذهب جلد ۳ صفحہ ۲۳۹، العقد اغریہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۵، تاریخ ابی الفداء جلد ۱ صفحہ ۱۲۵ اور ابن اثیر کی الکامل جلد ۳ صفحہ ۳۳۹-۳۹۱ ② اس کی مدت خلافت عمر و روہت میں اختلاف ہے جو سیدیہ و نہبیہ جلد ۹ صفحہ ۲۵۱، تاریخ طبری جلد ۸ صفحہ ۲۸۳، ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۲۹۱ پر ملاحظہ فرمائیں۔ ③ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ازرق سرزمین اردن میں جہاں اس کا تاج تھا چڑھ گیا تھا (جلد ۲۱ نمبر مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۲)۔

برپا ہونے، منصور بن جمہور کے عراق جانے اور یوسف بن عمر کے بھاگنے کی خبر دے دی، نصر نے حسب یہ حالات سے قویاں چھپا دی۔

تکلی بن زید ۵: تکلی بن زید اپنے والد زید بن طلحہ بن حسین بن علی زہری کی شہادت کے بعد نجران کی طرف چلے گئے اور ان میں تین برادر تھے بن عمر کے گھر مقیم ہو گئے تھے جب ولید تحت نشین ہوا تو یوسف نے نصر کو بھی کہہ کر ان کے ساتھ تین بن زید ورفقہ کے ساتھ ان کے پاس سے نکلیں گے متعلق پوچھا تو حریش نے صاف جواب دے دیا چنانچہ نصر نے جھلا کر چھ سو گز سے مارنے کا حکم دیا چنانچہ حریش نے ان کو دیکھ کر دیکھ کر حریش بن حریش سے اپنے باپ کی سزا بھی نہ گئی چنانچہ اس نے حاضر ہو کر تکلی کا پتہ بتا دیا اور نصر نے تین ورفقہ کے قیدیوں کو رہا کر دیا اور ولید کے پاس بھیج دیا مگر ولید نے تین اور ان کے ساتھیوں کو رہا کر دینے کا حکم دیا چنانچہ نصر نے تین و قیدیوں سے رہا کر کے ولید کے پاس چلے گئے ولید کی مکر تکلی اپنے ساتھیوں سمیت تلخ سے روانہ ہو کر خس پٹنے اور وہیں قیام کر لیا۔ نصر اس کی اطلاع ملی تو عبداللہ بن قیس بن ہاشم و شہر بدر کے ساتھ حکم دیا چنانچہ عبداللہ بن قیس نے تکلی کو تہق کی طرف نکال دیا۔ غریب تین کے قدم تہق میں بھی یوسف بن عمر کے خوف سے نہ ہر گئے مجبوراً ورفقہ تلخ پور چلے گئے۔

تکلی بن زید کی شہادت۔ ان دنوں عمر بن زرارہ غیشا پور میں حکمران تھا۔ تکلی کے ساتھ ست آدمی تھے چونکہ روزانہ نہ کی مشکلات سے سب سے سب تک گئے تھے اس لیے ان لوگوں نے چند سواریوں خریدیں تھیں۔ عمر بن زرارہ نے تین کے آگے اور سواری کے ساتھ چار خیریدے ہاں نصر کو لکھ بھیجا تو نصر ان لوگوں کے پیچھے جھاڑ کر تو پڑا ہوا ہی تھا جنگ کرنے کا حکم بھی دے دیا چنانچہ عمر بن زرارہ اس پر رشک کرتے ہوئے مقابلے پر آیا۔ سخت لڑائی ہوئی اس معرکہ میں عمر بن زرارہ اور اس کے بہت سے ساتھی مارے گئے اور میدان جنگ تک کے ہاتھ رہا جنگ کے بعد تین نے ہاتھ کی طرف کوچ کر دیا اور ہاتھ پہنچے لیکن اہل ہرات سے محضر نہ ہوئے اور آگے بڑھتے نصر نے یہ خبر سن کر مسلم بن حور مازنی کو تین کے قحب میں روانہ کیا چنانچہ مسلم بن حور جان میں مذبحینہ ہوئی اور اس خون ریز جنگ میں تکلی مارے گئے اور آپ کے ساتھ ساتھی میدان جنگ میں قتل ہوئے کے سائے کے نیچے میت کی ٹھنڈی ٹینڈ سو گئے اللہ وانا الیہ راجعون،

ابو مسلم کا انتقال مسلم بن احور نے تکلی کا سر ولید کے پاس دمشق بھیج دیا ورنش کو ہوز جان صلیب پر چڑھا دیا۔ ولید یوسف عمر کے نام ایک فرمان لکھ بھیج دیا کہ زید و جس نے تکلی کو دغا دی تھی جادو اور خاستہ دریاے فرات میں بہاؤ باقی اور تین کی نفس مسلسل پھانسی پر چڑھی رہی یہاں تک ابو مسلم خراسانی خراسان پر قابض ہوا اور اس نے غش کو پھانسی پر سے اتار روغن کر دیا اس کے بعد دیوان کی جانچ پڑتال کی لہذا جو لوگ تکلی کے قتل میں شریک تھے اور اس وقت وہ زندہ بھی تھے ان کو قتل کر دیا اور جو لوگ مر چکے تھے ان کے اہل و عیال کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آیا۔

خالد بن عبداللہ: یوسف بن عمر نے، تاق کا گورنر بنتے ہی خالد اور اکثر اہل عراق و خراسان کو جو خالد کے حامی تھے قید چنانچہ خالد اٹھارہ مہینے تک اپنے بھائی اسمعیل اور زید بن خالد اور بھتیجے منذر بن اسد حیرہ کے قید خانے میں قید کر رہا۔ قید کے زمانہ میں یوسف نے ہشام بن عبدالملک سے خالد کو اجازت دینے کی اجازت مانگی چنانچہ ہشام نے اجازت تو دے دی لیکن شرط یہ لگا دی کہ اگر خالد ایذا دہی کے دوران مر گیا تو تمہاری جان کی بھی خیر نہیں ہے، یوسف نے اس شرط سے عجب اگر خدا کو معمولی ایذا دے کر پھر جیل بھیج دیا۔ اس کے بعد ۱۲۱ھ میں امام ہشام نے خالد کی رہائی کا حکم دے دیا خالد قید خانے سے آزاد ہو کر رصافہ کے سامنے ایک گاؤں میں ٹھہرا یہاں تک کہ ۱۲۲ھ میں امام زید نے بغاوت کی اور شہید کر دے گئے ان کی شہادت کے بعد اس کا کام بھی تمام ہو گیا۔

یوسف بن عمر نے ہشام سے یہ کہہ دیا کہ ”خالد ہی سازش سے زید نے بغاوت کی تھی اور اسی کی مدد سے خلیفہ کے خلاف عزم بغاوت بلند کیا گیا تھا مرنہ بنو ہاشم کب کے بھوکے پیاسے مر گئے ہوتے“ ہشام نے یوسف کی باتوں پر بالکل توجہ نہ کی اور اس کا قصد جو بیخیم لے کر گیا جھڑک کر نکال دیا اور جوش میں آکر بول اٹھا لستہم خالد افی طاعة (ہم خدا کو اطاعت کے بارے میں الزام نہیں دیتے)

خالد کے خلاف سازش خاندان کا نوں تک یہ نہ پہنچی خوش دمشق آیا اور اپنے اہل و عیال کو شہر اکرم صافہ کے ساتھ جہاد کرنے چاہیے۔ ان نوں کلثوم بن عیاض قشیری دمشق کا امیر تھا اس نے خالد سے لڑائی تھیں اتفاق سے ایک روز رات کے وقت دمشق کے ایک محلے میں گگ لگ گئی چنانچہ کلثوم نے ہشام کی خدمت میں لکھا کہ خالد کے خدام بیت امال کو لوٹنا چاہتے ہیں اور اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہر روز شب کے وقت دمشق کے گلیوں میں گھومتے پھر رہے ہیں ہشام نے ملا تحقیق اس رپورٹ پر لکھ بھیجا کہ آل خالد کے چھوٹے بڑے اور اس کے تمام خاندانوں کو قید کرنا۔ یہ حکم پست میں خالد کے متعلقین کو قید کر دیا۔ بعد ولید عبدالرحمن عامل خراج (افسر صیغہ مال) نے ہشام کی خدمت میں ایک خط روانہ کیا جس میں ان کے مقابلہ اور شہر کے تمام مسیت درج کئے تھے جو آگ لگانے کے مرتکب ہو رہے تھے اس میں آل خالد کا کہیں تذکرہ تک نہ تھا۔

ہشام کے سامنے خالد کی بے سناہی: ہشام یہ خط پڑھ کر گھبرا گیا اور کلثوم کو ڈانٹ کا ایک فرمان لکھا کہ خاندانوں اور آل خالد کو رہا کر وہ جب خاندانوں سے واپس آئے اس وقت اس سے ملنے آئے تو اس نے ترش رو ہو کر کہا ”بڑے تعجب کی بات ہے کہ ہشام میرے اہل و عیال کو اپنے دن نہ خانے میں قید کر رہے ہیں۔ اس وقت میں ہشام کے ساتھ رہا ہوں اور وہ میرے اہل و عیال کو اہل جہاد کے ساتھ قید کر دیتا ہے جیسا کہ مشرکین کے ساتھ کرتا دیکھا جا رہا ہے۔ ہم میں سے کسی نے دھمک نے مارا کہ تم لوگ جان کے ڈر سے خاموش رہو۔ اللہ تعالیٰ ڈر کو اور کرے کیا ہی چھ ہوتا کہ ہشام کو اس زیادتی سے کوئی ساری الداری جزی الاصل شخص (یعنی محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس) روکتا“ ہشام نے یہ سن کر کہا ”بو مسلم محبوبہ لحواس ہو گیا ہے“ اس کے بعد یوسف بن عمر کے خطوط ہشام کی خدمت میں یزید بن خالد کے بلاوے کے آنے لگے ہشام نے کلثوم کو یہ خبر خالد کے بھیجے کا حکم دیا یزید تو یہ سن کر بھاگ گیا اور کلثوم نے خالد کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

خالد کی گرفتاری: ہشام کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے کلثوم کو ایک ملامت آمیز فرمان لکھا اور خالد کی رہائی کا حکم دیا۔ جب وسید بن یزید مسند خلافت پر بیٹھا تو اس نے خالد کو بلوایا اور اس کے بیٹے کا حال پوچھا خالد نے عرض کیا۔ ”ہشام کے خوف سے بھاگ گیا ہے اور ہم لوگ تو امیر المومنین کی خلافت کے منتظر ہی تھے شکر ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلافت مرحمت فرمائی غالباً میرا بیٹا اپنے ہم وطنوں کے پاس بلا دھڑا چلا گیا ہو“ وسید ”نہیں بلکہ تو نے اس کو فتنہ و فساد برپا کرنے کی غرض سے چھوڑ دیا ہے“ خالد نے عرض کیا ”امیر المومنین کا یہ خیال درست نہیں، ہم“ ایسے خاندان سے ہیں جو ہمیشہ خلیفہ کے مطیع رہے ہیں ولید نے جھلا کر کہا ”بہتر یہ ہے کہ تم اس کو حاضر کر دو ورنہ تمہارا سر تمہارے پاؤں پر ہوگا اس پر خالد نے بھی ٹوک کر جواب دیا ”واللہ اگر میرا سر میرے قدموں کے نیچے ہوتا تو میں اپنے قدموں کو ہرگز نہ اٹھاتا“ ولید یہ سن کر غصے سے سرخ ہو گیا اور اسے کوڑے لگوا کر قید کر دیا یہاں تک کہ یوسف بن عمر عراق سے بہت سامان و اسباب لے کر دمشق آیا۔

خالد کا قتل: وسید نے خالد کے ماں کہلوایا کہ یوسف بن عمر تو کو پانچ ارب میں خریدنا چاہتا ہے مناسب ہے کہ تم خود اس رقم کو ادا کرو اس سے پہلے کہ میں تم کو اس کے حوالے کر دوں خالد نے جواب دیا عرب کبھی فروخت نہیں کیا گیا واللہ اگر تم مجھ سے واس آئے پر بھی ضمانت مانگتے تو میں ہرگز ضمانت نہ دیتا“ ولید نے یہ جواب سن کر یوسف کے حوالے کر دیا۔ یوسف نے خالد کے کپڑے اتروا کر کبل کی کفنی پہنوائی۔ طرح طرح کی ایذائیں دیں۔ خالد انتہائی استقلال سے ان تکالیف کو برداشت کرتا گیا۔ چند دنوں کے بعد یوسف نے خالد کو کوفہ روانہ کر دیا بالآخر انہی تکالیف کے صدمے سے جا بھگت ہو گیا اور اسی کبل کی کفنی میں لپیٹ کر اسے دفن کر دیا گیا۔

جنس کا بیان ہے کہ کسی تیز دھار سے خالد کو مارا گیا تھا جو اس کی پیشانی پر رکھ دیا گیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے پاؤں پر کھڑکیاں رکھ دی گئیں تھیں جس پر تنومند و جسم آدمی کھڑے ہوتے تھے یہاں تک کہ اس تکلیف سے خالد کے پاؤں ٹوٹ گئے اور اس کی وفات ہو گئی۔ یہ واقعہ ۱۲۶ھ کا ہے۔

وسید کا کردار: چونکہ ولید نے بیعت خلافت پر متمکن ہونے کے بعد بھی اپنے خصائل و عادات خبیثہ نہیں چھوڑی تھیں اسی لئے اکثر ناشائستہ حرکات اس کی طرف منسوب کی جاتی ہیں ولید نے ایک بار کلام مجید کو کھولا اتفاق سے اس کی ناپاک نظر، آیت و حساب کل حصار عبید پر

پڑ گئی۔ تو جھلا اٹھا قرآن شریف اٹھا کر پھینک دیا پھر نیزے اور تیروں سے قرآن پاک پر وار کئے اس واقعہ میں اس کے دو شعر ❶ بھی پڑھے جاتے ہیں جن کو میں نے ان کے گندے اور نازیبا ہونے کی وجہ سے ذکر نہیں کیا لوگوں نے اس کے بارے میں بہت زیادہ برائیاں منسوب کی ہیں اور اسٹو مورخین نے اسکا انکار بھی کیا ہے ❷ کہتے ہیں کہ ولید کے دشمنوں نے عداوت کی بناء پر اس کی طرف ان ناشائستہ باتوں کو منسوب کر دیا ہے۔

بارون رشید کی دعا مدائینی کہتا ہے کہ ایک دن عمر بن یزید ولید کے بھائی کا بیٹا خلیفہ رشید کی خدمت میں حاضر ہوا، خلیفہ رشید نے دریافت کیا ”تو کون ہے؟“ جواب دیا ”قریشی ہوں“ رشید نے پھر پوچھا کہ ”قریش کے کس نسب سے ہو؟“ اس پر ابن عمر بن نے کچھ جواب نہیں دیا تو خلیفہ رشید نے کہا ”جواب دو میں تم کو امان دیتا ہوں تم نو مسلم و ان ہی کیوں نہ ہو؟“ عرض کیا ”میں عمر بن یزید ہوں“ تو خلیفہ رشید نے کہا اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے اور یزید (مراد یزید بن ولید ہے جس نے خلیفہ ولید بن یزید کو قتل کر لیا تھا) اور یزید ناقص پر لعنت کرے ❸ کیونکہ اس نے ایک ایسے خلیفہ کو قتل کیا ہے جس پر امت مرحومہ نے اتفاق کر لیا تھا“ خیر۔ تم اپنی ضرورت بیان کر دو“ چنانچہ ابن عمر نے اپنی ضروریات بیان کی جو پوری کر دی گئی۔ شہیب بیان کرتا ہے کہ ہم لوگ خلیفہ مہدی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے باتوں باتوں میں ولید کا ذکر آ گیا تو مہدی بولا ”کہ وہ تو زندیق کو نبوت کی خلافت اور امت مرحومہ کی حکومت عطا نہیں فرمائے گا مجھے ایک ایسے شخص نے جو مہلب، مجلس سے نوشی اور حالت طہارت و صلوٰۃ میں اس کا جلیس و ندیم رہتا تھا، یہ بیان کیا ہے کہ جب نماز کا وقت آ جاتا تھا وہ رئیس و خوشبودار کپڑوں کو اتار کر سفید شفاف کپڑے پہنتا باقاعدہ وضو کرتا اور اس کے بعد اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوتا کیا آپ فرما سکتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ رکھے وہ ایسے کام کرے گا؟“ مہدی نے کہا اے ابن علانہ، اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر دے اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ شخص (ولید) اپنے ہم چشموں میں حسد کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور حسد کی بناء پر اس کی طرف طرح طرح ناشائستہ حرکات منسوب کر دی گئی ہیں“ البتہ وہ اپنے دوستوں کی مجلسوں میں باذوق اشعار پڑھا کرتا تھا“ اس کا بہترین کلام یہ ہے کہ جب مسلمہ کے انتقام کے بعد وہ ہشام کے یہاں تعزیت کرنے گیا تھا تو اس نے یہ اشعار کہے تھے۔ ”یا امیر المؤمنین۔ ان عقبی لمن بقی لحوق من مضی وقد افقر بعد مسلمة“ ”الصيد لمن رمی واختل الشعر فہو من دعلی اثر من سلف لمض“ ”من خلف فتر و اقان خیر زاد النقی“ ہشام نے یہ سن کر منہ پھیر لیا اور حاضرین خاموش ہو گئے۔

وسید کے خلاف الزامات:۔۔ اس واقعہ قتل اس طرح واقع ہوا کہ اس کی رذیل حرکات و خسیس عادات سے تنگ ہو کر اس کے چچاؤں کی اور ادا اور خاندان بات بات پر اچھٹے لگے اور ایک گونہ اپنا دلی مقصد حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کر لی سب سل زیادہ بددلی ان واقعات سے پھیلی کہ پہلے تو اس نے سلیمان بن ہشام (اپنے چچا زاد بھائی) کو گرفتار کر کے کوڑے لگوائے اور سردار اور داڑھی منڈوا کر معان (عزمین شام) کی جانب جلا وطن کر دیا چنانچہ اس کے زمانہ حکومت ختم ہونے تک سلیمان وہیں قید رہا۔ اس کے بعد اس نے یزید بن ہشام کو قید کر دیا ان دو واقعات کے علاوہ وسید کے ایک بیٹے کو اس کی بیوی سے علیحدہ کر دیا اور کے اکثر بیٹوں کو قید خانہ میں بھیج دیا مجبور ہو کر ان لوگوں نے اس پر فسق و کفر کا الزام لگایا سوتیلی ماں کو مباح کرینے کا الزام لگایا اور یہ بھی الزام لگایا کہ اس نے بنو امیہ کے سوا جامع مسجدوں پر قبضہ کر لیا کم سن ہونے کے باوجود اپنے بیٹوں حکم و عثمان کو ولیعہد مقرر کیا ہے۔ ان معاملات میں یزید بن ولید کو بہت زیادہ دلچسپی تھی اور عوام اس کے کہنے کو وقعت کی نظروں سے بھی دیکھتے تھے۔

❶ مورخ ابن اثیر نے واقعہ مذکورہ بالا متن میں ولید کے یہ دو شعر نقل کرتا ہے جس میں مورخ ابن خلدون نے ذکر نہیں کیا اور اس کو ہم بدیناظرین کرتے ہیں۔

نہدمی بجنا عیند ☆ فہا اذاک جبار عیند
اذا ما جئت ربک يوم حشر ☆ فل یارب موفی الولید

(ترجمہ) تو مجھے جو عید سے ڈراتا ہے، خبردار ہو جا کہ اس وقت میں جبار عید ہوں۔ قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جانا ہے تو کہہ دینا کہ اے رب مجھے وسید نے پھاڑا ہے)

❷ انہی مورخین میں امام ذہبی بھی ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس کی طرف کفر و زندقہ کی نسبت درست نہیں البتہ وہ شرابی اور لوطی مشہور ہو گیا جس کی بنیاد پر اسکے خلاف بغاوت ہوئی (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۲۱)

❸ یزید ناقص“ اسے اس لئے کہا کہ چونکہ اس سے لوگوں کے وظائف کم کر دیے تھے لہذا اس کا نام ”یزید بن ناقص“ (کی کرنے والا یزید) پڑ گیا تھا۔ (ثناء اللہ محمود)

موت دینے ولید نے پاس پہنچی مگر ولید کے دوستوں نے اسکو مار ڈالا چنانچہ فریقین میں لڑائی ہتی کے ساتھ چھڑکنی عبدالعزیز نے یہ خبر سن کر کہ عباس ولید کی کمک پر آ رہا ہے، منصور بن جہمور کو اسے روکنے پر مامور کر دیا چنانچہ منصور زبردستی عباس کو عبدالعزیز کے پاس رفقہ کر کے لایا۔ جنگ کے دوران ولید نے عبدالعزیز کو یہ پیغام بھیجا کہ تم کو پیچس ہزار دینار اور ولایت قمص کی حکومت دوں گا تم مجھ سے مت لڑو مگر عبدالعزیز نے اس سے انکار کیا اور پہلے سے زیادہ جتن کے ساتھ لڑنے لگا با آخر ولید کے لشکر کو شکست ہوئی اور چاروں طرف سے مار مار کی آواز آرہی تھی۔ فتح مند گروپ شکست خوروں کا خون نہایت دریا دلی سے بہا رہا تھا۔

ولید بن یزید کا قتل ولید یہ رنگ دیکھ کر محل میں گھس گیا اور دروازے بند کر کے اور محل پر چڑھ کر مصعد کی فسطوح کرنے کے لیے ایک آبی دبا یا چنانچہ یزید بن عنبرہ سسکی قریب گیا تو ولید نے مسیح کرنے کے لیے ہاتھ یزید بن عنبرہ نے جواب دیا کہ "ہم تجھ سے کوئی بدلہ نہیں لے رہے بلکہ یہ اتنا اس کا ہے جو تم نے خرافات شرعی، شراب کو مباح کر لیا تھا اور ارکان اور حدود اللہ کو خفیف و ذلیل سمجھتے تھے" اے بھائی سکا سک! اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دے جو بہت حق ہے اگر کیا ہے اس میں بہت بڑی گنجائش رکھی ہے" یزید بن عنبرہ نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا اس کے بعد ولید اپنی نشست گاہ میں آجس آیا اور قرآن شریف کھول کر پڑھنے لگا اور پھر لوگوں کو دیوار پر چڑھتے ہوئے دیکھ کر بول "آج کا دن ویسا ہی ہے جیسا کہ امیر المومنین عثمان بن عفان کا دن تھا اس کا یہ جملہ پورا بھی نہ ہونے پایا تھا کہ لوگ دیواریں پھلانگ کر ولید کے پاس پہنچ گئے یزید بن عنبرہ رفقہ کرنے کے واسطے سے آگے بڑھے یا مگر اسے میں منصور بن جہور ایک مرد سے ملے پہنچ گیا اور چاروں طرف سے لوگوں نے مارنا شروع کر دیا بالآخر وہ ہاتھ مر یزید کے پاؤں کے آگے۔ یزید نے حکم دیا کہ اسے شارع عام پر ہٹا دیا جائے یزید بن فرزد ابو مرہ کے خادم، نے بڑی منت سماجت سے عرض کیا کہ "یہ مہار سے چپڑا بھائی اور خلیفہ تھا خوارق کے سر لٹکائے جاتے ہیں اس کے علاوہ مجھے اندیشہ ہے کہ اس کے اعزاء واقارب میں شورش پیدا ہو جائے گی" مگر یزید نے اس پر بالکل توجہ نہ دی اور نیزہ پر سر رکھ کے دمشق میں تشبیر کرا کر اس کے بھائی سلیمان بن یزید کے حوالے کر دیا جو اس شورش میں یزید کا شریک تھا یہ واقعہ آخر بہائی آخر ۱۲۶ھ کا ہے۔ جب کہ اس کی خدمت وہ برس تین ماہ ہو چکے تھے ❶

یزید بن ولید کی خلافت

یزید کا خطبہ وید کے قتل ہونے کے بعد یزید نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور اسی میں ولید کی برائیاں بیان کر کے کہا ولید اسی وجہ سے مارا گیا ہے اور میں تم کو امید دیتا ہوں کہ آئندہ تمہارے ساتھ چھا برتاو کیا جائے گا۔ تمہارے وظائف تم کو ہمیشہ وقت پر دیئے جائیں گے اور میں جب تک اسلامی ممالک کی حدود کو مضبوط اور عدل و انصاف سے اپنے ممالک محروسہ کو آباد نہیں کر لوں گا کسی شخص کو بلا ضرورت جاگیر نہیں دی جائے گی۔ اور میں حاجب (ابراہیم بن علی) کو بھی موقوفہ کو دوس کا اراپا نہ کروں تو تم کو یہ اختیار ہے کہ مجھ کو مسند خلافت سے اتار دو۔

ولی عہدی کی بیعت چونکہ اس نے مسند خلافت پر بیٹھنے کے ساتھ ہی جتنے وظائف ولید نے لوگوں کے زیادہ مقرر کئے تھے تم کر دینے تھے اور ہر سال کے عہد خلافت میں جو دیا کرتا تھا وہی جاری کر دیا تھا اس نے اس کو یزید اس ناقص بھی کہا کرتے تھے ولید کے زمانے میں ہر شخص کو وظائف کے سابقہ کے علاوہ دس دس درہم زیادہ دیئے جاتے تھے۔ ان معاملات سے فارغ ہو کر یزید نے اپنے بھائی ابراہیم اور ابراہیم کے بعد عبد العزیز حجت بن عبد الملک ولی عہدی کی بیعت لی۔ اس بات پر اس کے احباب قدریہ نے اسے آمادہ کیا تھا۔

حمص کی بغاوت اس سال سے بنو امیہ کے کاموں میں خلل پیدا ہو گیا، آئے دن فتنہ و فساد برپا ہونے لگا۔ سلیمان بن ہشام وید کے قتل کی خبر سن کر عثمان کی جیل سے نکل آیا اور جتنا مال و اسباب، نقد و جنس وہاں موجود تھا سب کا سب لے کر دمشق روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد اہل حمص کے کانوں تک یہ خبر اس طرح پھیلی کہ عباس بن وید بن یزید کو قتل کرایا ہے یہ خبر سن کر برہم ہو گئے اور عباس کا مکان ڈھایا، مال و اسباب لوٹ لیا اور گالیاں دیتے

۱ اس کی تاریخ میں اختلاف ہے دیکھیے عمری صفحہ ۱۲ جلد ۱، القعد صفحہ ۴۰۴ جلد ۴، سرور الذہب صفحہ ۲۵۸ جلد ۳۔

ہوئے ولید کے خون کا انتقام لینے کی غرض سے نکل کھڑے ہوئے عباس یہ خبر سن کر اپنے بھائی یزید کے پاس چلا گیا۔ اہل حمص نے عسرا سدمیہ کو ولید کے خون کا انتقام لینے کو لکھا اور مروان بن عبداللہ بن عبدالملک و معاویہ بن یزید بن حصین بن نمیر کو اپنا امیر مقرر کیا۔ ان لوگوں نے یزید سے اس معاہدے میں خطوط کتابت کی مگر یزید نے ان کے قاصد کو مار کر نکلوا دیا اور ان کے بھائی مسرور کی سرکردگی میں ایک لشکر جر اس طوفان بد تمیزی کی روک تھام کے لئے روانہ کیا چنانچہ مسرور نے دمشق سے نکل کر حوارین میں پڑاؤ ڈال دیا۔

مروان بن عبداللہ کا قتل: اس کے بعد سلیمان بن ہشام عمان سے دمشق پہنچا یزید نے دل جوئی کی خاطر یہ کیا کہ ولید نے جو اس کا ماں و اسباب ضبط کر لیا تھا، اسے واپس کر دیا اور ایک لشکر کا امیر بنا کر اہل حمص کے مقابلے پر بھیج دیا اور مسرور کو اس کی ماتحتی میں کام کرنے کا حکم دیا۔ اہل حمص کا ارادہ دمشق پر حملہ کرنے کا تھا مروان نے کہا ”مناسب یہ نہیں ہے کہ بعد جس سے مقابلہ ہو گا وہ آسان ہے“ اس پر سمیط بن ثابت بولے ”یہ تمہارا مخلف معصوم ہوتا ہے اس کا مقصد یزید اور قدریہ کے ساتھ دینے کا ہے“ اہل حمص یہ سنتے ہی مروان پر ٹوٹ پڑے اور اس کو قتل کر کے یوسف بن مسرور پر مارت کا تاج رکھ دیا اور دمشق کی طرف بڑھے سلیمان بن ہشام نے مقام عذراء میں تیر اور نیزوں سے ان کا استقبال کیا و لڑائی شروع ہوئی بھی تک فریقین کی قسمت کا فیصلہ نہیں ہوا تھا اور نہ اس کے توانا باز و جنگ کرنے سے تھکے تھے جنگ جس تیزی سے شروع ہوئی تھی اسی طرح جاری تھی کہ تنے میں عبدالعزیز بن حجاج بن عبدالملک تین ہزار کا لشکر لے کر مثنیۃ العقاب کی جانب سے اور ہشام بن مصاد یزہ ہزار کا لشکر لے ہوئے سدمیہ کی گھاتی سے حمہء اور ہوا۔

اہل حمص کی اطاعت: ان دنوں سپہ سالاروں کو یزید نے سلیمان کی روانگی کے بعد کمک کی غرض سے روانہ کیا تھا اس پر اہل حمص کے پادشہان میدان جنگ سے اکھڑ گئے اور کشت و خون کا بازار گرم ہو گیا چنانچہ یزید بن خالد بن عبداللہ قشیری چلا کر بولا اللہ اللہ علی تو کمک یا سیمان (اے سیمان اللہ فدا اپنی قوم پر رحم کر) سلیمان نے یہ سن کر اپنے لشکریوں کو قتل و غارت و تعاقب سے روک دیا اور سپاہیوں نے فوراً یزید کی بیعت کر لی اور بد سفین اور یزید بن خالد بن یزید بن معاویہ بن یزید بن حصین کو مقرر کیا۔

اہل فلسطین اور اردن کی شورش: اسی زمانے میں ولید بن یزید کے قتل ہوتے ہی اہل فلسطین بن عبدالملک میں شورش پیدا ہو گئی۔ سعبہ بن ضبعان بن روح نے عوام اناس کو جمع کر کے اپنے گورنر سعید بن عبدالملک کو نکل دیا اور سلیمان بن عبدالملک کے بیٹوں میں جون دنوں فلسطین میں تھے یزید بن سیمان کو ہذا کر اپنا بنالیا۔ اہل اردن نے یہ سنا تو انھوں نے محمد بن عبدالملک کے سر پر تاج امارت رکھ دیا اور اہل فلسطین کے ساتھ مل کر ”یزید الناقص“ کے مخلف بن گئے۔ رفتہ رفتہ دار الخلافہ دمشق میں یہ خبر پہنچی تو یزید نے سلیمان بن ہشام کو اہل دمشق و اہل حمص کے ہمراہ جوانین کے ہمراہ تھے ورجن کی تعداد اسی ہزار تھی فلسطین اور اردن کی بغاوت فرو کرنے پر مامور کیا۔ اور سعید و ضبعان بن روح کے پاس خفیہ پیغام بھیجی کہ تم لوگ اس معرکہ سے دست بردار ہو جاؤ تم کو خلیفہ کی طرف و سرداری دی جائے گی اس کے ساتھ وادعہ و آرام سے بھی ماراں کر دیئے جائیں گے چنانچہ سعید و ضبعان اس بشارت آمیز پیغام کو سنتے ہی اہل فلسطین لوٹ گئے۔

اہل طبریہ کی واپسی: اہل اردن سے مقابلے کے لئے سلیمان بن ہشام نے پانچ ہزار لشکر کو طبریہ کی جانب سے بڑھنے کا حکم دیا اس کے سپاہی جو گاؤں و قصبہ راستے میں پڑتا تھا اس کو لوٹتے ہوئے طبریہ کی طرف بڑھے اہل طبریہ نے بھی یہ رنگ دیکھ کر یزید بن سلیمان و محمد بن عبدالملک کے مال و سبب پر پناہ تھو ف کیا جن کو اہل فلسطین اور اردن نے اپنا اپنا امیر بنالیا تھا اور پھر میدان جنگ سے اپنے گھروں کو واپس آ گئے۔

اہل فلسطین اور اردن کی جماعت منتشر ہونے کے بعد سلیمان بن ہشام، صبرہ میں داخل ہو گیا اہل اردن نے حاضر ہو کر خدفت یزید پر بیعت کی اس کے بعد یہ طبریہ، رملہ میں آیا اور وہاں کے رہنے والوں سے بھی بیعت لی۔ اس واقعہ کے بعد ضبعان بن روح فلسطین کا اور ابرہیم بن ولید اردن کا عامل مقرر کر دیئے گئے۔

منصور بن جمہور بحیثیت گورنر عراق و خراسان: یزید الناقص نے مسند حکومت پر بیٹھنے کے بعد منصور بن جمہور کو عراق و خراسان کا گورنر

مأمور یہ حالانکہ منسور کوئی دیندار شخص نہ تھا لیکن اس کو یہ عزت اس وجہ سے دی گئی تھی کہ اس نے قیامیہ ① میں یزید کی رائے سے موافقت نہ کی اور خالد کے قتل میں یوسف کا مددگار تھا جس وقت یوسف قتل و میدانِ جنگ میں تھا خط و پیش نصیر رہ کر یہاں یہ یوسف کو قید کر دیا جاتا ہے کہ یہ ② اس کے متعلق ہو جائیں چنانچہ جب یوسف نے ان واپس آنے کی خبریں دیا قیامیہ و رہا اس دوران منسور رنج کیا اور متعین اترے۔

ن تا مہ جو یہ وہیں تھے یوسف اور اس کے ہمراہیوں کو قتل کرنے کا حکم دیا یوسف نے یہ خبر پا کر اظہارِ راحمت کے لئے یزید کا نام منظر میں لایا۔

جب منسور پر پہنچ گیا تو عمر بن محمد بن سعید الہی اس کے مکان میں پہنچ گیا اور وہاں سے لباس تبدیل کر کے چھپ کر شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ یزید ان کے پاس اس کی آمد کی خبر ملی تو اس نے پچاس ہزاروں یوسف کی رقم قرضی پر مامور کیا مگر یوسف یہ سن کر بھاگ گیا اور عورتوں میں جا کر چھپ گیا۔

سواروں نے اس کا سراغ لگایا اور گرفتار کر لیا۔ یزید کے پاس آئے یزید نے یہ کہ یہ وہی ہے کہ ساتھ قید کر دیا یہاں تک کہ یزید بن خالد شہین کے ایک آزاد کو وہ غلام نے اس کو قتل کر دیا۔

منصور بن جمہور کی معزولی
 سن ۱۰۰۰ء اور جس وقت، وفہ میں داخل ہوا تھا، وہ جب کے چند دن گذر چکے تھے اس نے لوگوں کے روزیے
 تقسیم کئے اور حسبِ اربابِ نعمت دیے جتنے مال اور اس خراجِ قیدی نے میں تھے سب ورہ کر دیا۔ اتھاہا "رے" اور خراسان پر اپنے جانی واپسی
 طرف سے اہل مدینہ و مکرہ بن سید سابق گورنر خراسان نے چارج دینے سے انکار کیا اور ابھی تک یہ مرحلہ طے نہیں ہونے پایا تھا کہ یرید نے سور
 بن جمہور کی خدمت کے واسطے مینے معزولی کا حقائق و روزی پر عبد اللہ بن عمر عبد حمیزہ یہ کہہ کر روانہ کیا عراق والوں کے مال و ملک
 طرف زیاد ہیں اور شام کے چند کمانڈروں کو ان کے ہمراہ بھیج دیا۔ منصور بن جمہور عراق کا چارج اے کر شام کی جانب واپس چلا گیا اور عبد اللہ بن عمر
 عبد حمیزہ نے عبد بن غنابان، قبضہ اوجمکہ پوئیس اور سواد کے خراج اور نرسہات کا افسر مقرر کیا اور نرسہ و گورنری نرسہات پر بحال رکھا۔

اہل یمامہ کی بغاوت وید کے قتل کے زمانہ میں یوسف بن عمر کی جانب سے علی بن مہاجر یمامہ کا امیر تھا مہیر بن سلیمان بن بلال نے (جو بنو اہل بن حنفیہ سے تھا) لوگوں کو جمع کر کے علی بن مہاجر کے خلاف طمر بغاوت بند کر دی۔ علی بن مہاجر اس وقت اپنے قلعہ امارت "بقاع جبر" میں تھا متاع بن ثابت آئی تو علی بن مہاجر سے ساتھیوں میں سے اکثر آدمی مارے گئے اور علی بن مہاجر بھاگ کر اپنے محل میں گیا اور وہاں سے مدینہ کی طرف بھاگ گیا چنانچہ چھ مہینے بعد مدینہ پر یہ چند دن بعد ان کا انتقال ہو گیا وروفا ت کے وقت عبداللہ بن نعمان (بنو قیس بن ثعلبہ دوی) واپس قائم تھا۔ یہ عبداللہ بن نعمان نے مندب اور یس بن حنفیہ کی طرف (جو بنو عامر بن صعصعہ کا ایک قریہ ہے) روانہ کیا بنو کعب بن راعیہ بن عامر بنو نمیر نے جمع ہو کر مقابلہ کیا مندب اور اس کے اکثر ساتھی میدان جنگ میں کام آ گئے۔

فلج کا معرکہ عبداللہ بن نعمان — ایک بڑی فوج بنو حنفیہ وغیرہ کی جمع کر کے فلج پر چڑھائی کر دی بنو ثقیل بنو شیر اور بنو جعدہ و شمس بنوئی بنو اوس آرمی مارے گئے اس کے بعد شمس خورہ و خورہ نے چر جمع ہو کر متحین بنا ارادہ کیا اس مرتبہ بنو نمیر بھی ان کے ساتھ تھے معدن السخارہ میں نہ جیٹھ بولی جتنے بنو حنفیہ متحین پر آئے ان لوگوں نے ان سب کو قتل کر دیا اور عورتوں کا مال و اسباب لوٹ لیا عمر بن وازع کو اس کی خبر ملی تو لشکر جمع کر کے خورہ پر مار دیا اور جو اس علاقہ میں آ رہا "میں عبداللہ بن نعمان نہیں بنوں یہ کام میرا تھا اس میں شاہی رعب کی ضرورت تھی" پھر فلج کے قریب پہنچ کر شمر چاروں طرف سے آیا یا تبوزی بن مریر سے لشکریوں کے ہاتھ مال غنیمت سے ممتلئ وہ کامیابی کے ساتھ واپس آ رہا تھا کہ اچانک بنو عامر متحین پر آئے اس میں بنو حنفیہ کے قدر استقامت و دم کا گئے اکثر شدت پیاس سے مر گئے۔

خشیر و حنظل پر حملہ ہوا۔ مر قیدیوں اور غوثوں کے میدان جنگ سے واپس آتے اور عمر بن وازع سیما مہ پہنچ گیا اس واقعہ کے بعد حبیدہ بن سلمہ غنی نے ایک بار واقعہ کے تشریح و حنظل پر حملہ کیا اور اس کے بعد پھر بنو حنیفہ واقع ہونے کا موقع نہیں ملا۔ یہاں تک کہ شی بن یزید بن عمر بن حبیہ (یزید بن عمر بن حبیہ) نے طرف سے جس وقت کہ اس کو مروان احمد نے عراق کا والی مقرر کیا تھا میرہ سیما مہ بن

[illegible]

کرا آیا، یہ زمانہ مص لحت کا تھا کسی سے لڑائی نہ تھی مگر بنو عامر نے بنو حنفیہ کی زیادتیوں کی شکایت کی اور گواہی پیش کی تو حنفیہ کے چند آدمیوں کو پٹوایا اور سر اور داڑھی منڈوا دی۔ چاروں طرف امن قائم ہو گیا اور عبید اللہ بن مسلم حنفی روپوش رہا یہاں تک کہ کسریٰ بن عبید اللہ ہاشمی بنو عباس کی طرف سے پیامہ کا والی بن کر آیا لوگوں نے اس کا پتہ بتا دیا چنانچہ وہ مار ڈالا گیا۔

جدیع بن علی کرمانی: جن دنوں میں ولید مارا گیا اور خراسان کی گورنری پر عبید اللہ بن عبد العزیز والی عراق نے نصر بن سیار کو بحال کیا تھا تو جدیع بن علی کرمانی باغی ہو گیا تھا یہ اصل میں ازدی تھا کرمانی اس وجہ سے کہا جاتا تھا کہ یہ کرمان میں پیدا ہوا نصر بن سیار کی بحالی کا حال سن کر اپنے دوستوں سے بولا ”دیکھو! یہ لوگ فتنہ میں پڑ رہے ہیں تم لوگ اپنے کاموں کے لئے کسی کو منتخب کر لو“ چنانچہ لوگوں نے اس کو منتخب کر لیا چونکہ کرمانی نے عہد مارت اسد بن عبد اللہ میں نصر کے ساتھ سلوک و احسانات کئے تھے اور نصر نے والی بننے کے ساتھ ہی اس امارت سے معزولی کر کے دوسرے آدمیوں کو مقرر کر دیا تھا اس وجہ سے کرمانی اور نصر کے دلوں میں ایک دوسرے طرف سے غبار تھا اور ابھی صفائی نہ ہوئی تھی کہ نصر کے ساتھی کرمانی کے حالات سن کر اس کے قتل یا گرفتاری کے لئے اصرار کرنے لگے چنانچہ کہنے سننے سے نصر کا دل بھی کرمانی کی گرفتاری پر مائل ہو گیا۔

بدیع کرمانی کی گرفتاری: چنانچہ اپنے جانوروں کے فوج کے دستہ کے سردار کو کرمانی کی گرفتاری پر مامور کیا۔ ازد نے روک ٹوک کرنے کا ارادہ کیا لیکن خود کرمانی نے ان کو منع کر دیا اور نصر کے پاس چلا گیا نصر نے کہا کیوں کرمانی میرے احسانات تجھ پر کیا کم تھے؟ کیا یوسف بن عمرو کا خط تیرے قتل کے بارے میں نہیں آیا تھا میں نے تیرے بدلے تاوان ادا نہیں کیا تھا؟ کیا میں نے تیرے بیٹے کو سرداری نہیں دی؟ پھر کیا ان سب احسانات کا بدلہ یہی فتنہ اور فساد ہے؟ چنانچہ کرمانی نے معذرت کی اور ان سے احسانات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بولا: ”امیران سلوک کا ذکر مت فرمائیں اس سے زیادہ میرے بھی احسانات ہوں گے نصر کے دل میں رحم آ چلا تھا مگر صالح بن احوار اور عصمت کے کہنے سے کوڑے لگوا کر ستائیسویں رمضان ۲۶ھ کو قید کر دیا۔“

اصہبہ کی اطاعت: ... اس کے بعد ابو مسلم نے اصہبہ طبرستان کو اطاعت قبول کرنے اور خراج دینے کو لکھا جسے اصہبہ نے منظور نہیں کیا اس کے بعد مصمغان گورنر دیناوند کبیر و عیلم کو اسی مضمون کا خط لکھا اس نے نہایت سختی سے اس کا جواب دیا ابو مسلم نے موسیٰ بن کعب کورے سے روانہ ہونے کا حکم تحریر کر دیا موسیٰ بن کعب اس حکم کے مطابق مصمغان سے لڑنے گیا لیکن کامیابی نہ ہو سکی۔ ”و عیلم“ روزانہ موسیٰ سے جنگ کرنے کو آتے اور شام کو واپس جاتے رفتہ رفتہ موسیٰ کے لشکریوں میں بہت سے آدمی زخمی ہو گئے اور معرکہ میں کام بھی آ گئے اس پر طرہ یہ ہوا کہ مصمغان نے ان کی رسد و آمد بھی بند کر دی مجبور ہو کر موسیٰ ”رے“ واپس آ گیا مصمغان نے اس وقت سے برابر عہد حکومت المنصور تک عباسیوں کی اطاعت نہ قبول کی یہاں تک کہ حماد بن عمر ایک عظیم الشان لشکر لے کر آیا اور اس نے دیناوند کو فتح کیا۔

نہاوند کا محاصرہ: جس وقت قحطیہ کا خط جس کا ذکر اوپر آیا ہے ابو مسلم کے پاس پہنچا تو وہ مرو سے کوچ کر کے نیشاپور گیا اس کے بعد قحطیہ نے اپنے بیٹے حسن کو قیمرے کی تیسری رات ہمدان کی طرف روانہ کیا مالک بن ادہم اور تمام اہل شام اور خراسان، ہمدان چھوڑ کر نہاوند چلے گئے حسن نے ہمدان پر قبضہ کر کے ہمدان کا رخ کر لیا اور شہر سے چار فرسنگ کے فاصلے پر پڑاؤ ڈال دیا قحطیہ نے ابو جہم عطیہ (بہلہ کے زاد کردہ غلام) کو سات سو فوج دے کر حسن کی کمک پر مامور کیا جس وقت ابو جہم حسن کے پاس پہنچا حسن نے نہایت سختی سے نہاوند کا محاصرہ کر لیا۔

اصفہان کی فتح: ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ ابن ہبیرہ نے اپنے بیٹے داؤد بن یزید کو عبد اللہ بن معاویہ سے جنگ کرنے کو اصطخر بھیجا تھا اور عامر بن ضبار کو اس کے ساتھ کر دیا تھا، ان لوگوں نے عبد اللہ بن معاویہ کو شکست دے دی اور ۱۲۹ھ میں کرمان تک ان کا تعلق قب کرتے چلے گئے، اور جب ہبیرہ ۱۳۰ھ میں ہناتہ بن حنظلہ کے جرجان میں مارے جانے کی خبر پہنچی تو اپنے بیٹے داؤد ابن ضبار پچاس ہزار کے لشکر کے ساتھ کرمان سے روانہ ہو کر اصفہان ہرجا اترے۔ قحطیہ نے لوگوں کے مقابلے پر اپنے کمانڈروں کے ایک گروپ کو مقرر کیا جس کا سردار مقاتل بن حکیم کعمی تھا ان دونوں نے قیمر میں قیام کیا ابن ضبار نے یہ خبر سن کر کہہ حسن بن زیاد قحطیہ نہاوند کا محاصرہ کئے ہوئے ہے نہاوند کو بچانے کے لئے روانہ ہوا چنانچہ مقاتل بن حکیم نے

خطبہ کو اس سے آگاہ کر دیا خطبہ یہ سن کر رے سے نہاوند کی طرف اپنے بیٹے حسن کی کمک کو روانہ ہوا یہاں تک کہ مقابل سے جا ملا۔ اس کے بعد دونوں نے داؤد ابن ضبار سے جنگ کرنے کی تیاری کی ابن ضبار کی رکاب میں ایک لاکھ لشکر تھا اور خطبہ تیس ہزار سپاہی لایا تھا۔ ماہ ربیعہ ۱۳۱ھ میں جنگ کی نوبت آئی خطبہ اور اس کے ساتھیوں نے مجموعی قوت سے ایسا حملہ کیا کہ ابن ضبار کو شکست ہو گئی، اثناء دارو گیر میں وہ خود بھی مارا گیا خطبہ نے ابن ضبار کی لشکر گاہ میں جو کچھ مال و اسباب تھا لوٹ لیا۔ اور اپنے بیٹے حسن کے پاس فتح کی خوش خبر بھیج دی۔

نہاوند کی فتح..... پھر خطبہ اس مہم سے فراغت حاصل کر کے اصفہان چلا گیا۔ بیس دن قیام کر کے اپنے بیٹے حسن کے پاس نہاوند چلا آیا اور حسن کے ساتھ شریک محاصرہ رہا۔ تین مہینے تک اہل اصفہان محاصرے میں رہے شوال ۱۳۱ھ کے آخر میں خطبہ نے اہل خراسان کو جو کہ نہاوند میں مقیم تھے، یہ کہہ دیا کہ ”میں تم کو امان دیتا ہوں جہاں چاہو چلے جاؤ“ لیکن ان لوگوں نے منظور نہیں کیا، تب خطبہ نے یہی پیغام اہل شام کو دیا جسے اہل شام نے منظور کر لیا اور یہ کہہ لیا کہ ”تم اہل شہر کو اپنی جنگ میں مصروف کر لو شہر کا دروازہ جس جانب ہم ہیں ہم کھول دیں گے، خطبہ نے ایسا ہی کیا اور اہل شام نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ دروازہ کھلتے ہی اہل خراسان بھی شامیوں کے ساتھ نکل پڑے مگر ان کے لئے امان تو تھی نہیں سب کے سب قتل کر دیئے گئے ان میں ابوکال، حاتم بن شریح، ابن نصر بن سیا، عاصم بن عمیر، علی بن عقیل اور بھی شامل تھے۔

حلوان پر قبضہ:۔۔۔ اسی واقعے کے دوران خطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو اطراف حلوان میں بھیجا تھا، امیر حلوان عبداللہ بن علاء کندی تھا اس پر حسن کا خوف اس قدر غالب ہوا کہ بلا کسی چھیڑ چھاڑ کے حلوان چھوڑ کر بھاگ گیا۔

شہر روز کی فتح:۔۔۔ پھر خطبہ نے ابو عون عبدالملک بن یزید (خراسانی) اور مالک بن طرافہ (خراسانی) کو چار ہزار کے لشکر کے ساتھ شہر روز پر حملہ کرنے کا حکم دیا شہر روز کا گورنر عثمان بن سفیان تھا اس کے مقدمہ الجیش پر عبداللہ بن مروان بن محمد تھا ابو عون عبدالملک اور عثمان بن سفیان سے آخری ذی الحجہ تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر عثمان کو شکست ہو گئی اور شکست کے دوران خود بھی مارا گیا چنانچہ ابو عون عبدالملک نے بلاد موصل پر قبضہ کر لیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ عثمان بن سفیان جنگ شہر روز سے شکست کھا کر عبداللہ بن مروان کے پاس چلا گیا تھا اور ابو عون نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ کر اس کے اکثر ساتھیوں کو قتل کر دیا تھا اور خطبہ نے احتیاط کے پیش نظر مزید امداد بھی بھیجی تھی عبداللہ بن مروان بن محمد ان دنوں خراسان میں تھا وہ اس وحشت ناک خبر کو سن کر اہل شام، جزیرہ اور موصل کو جمع کر کے ابو عون عبدالملک کی طرف بڑھا اور زاب اکبر میں پہنچ کر قیام کیا۔ ابو عون عبدالملک محرم ۱۳۲ھ میں شہر روز چلا گیا۔

خطبہ اور ابن ہبیرہ کی لڑائی:۔۔۔ جس وقت داؤد بن یزید جنگ حلوان سے شکست کھا کر اپنے باپ یزید بن ہبیرہ کے پاس آیا، تو ابن ہبیرہ یہ سن کر ضبط نہ کر سکا چنانچہ ایک عظیم الشان فوج جمع کر کے خروج کر دیا اور مروان نے بھی حوثرہ بن سہیل باہلی کو اس کی امداد پر بھیج دیا ابن ہبیرہ نے حوثرہ بن سہیل کے ساتھ حلوان پہنچ کر قیام کیا اور اس خندق کو دوبارہ کھودا جسے اہل فارس نے جنگ فارس کے زمانے میں کھودا تھا خطبہ نے یہ خبر پا کر صوان کا رخ کیا اس کے بعد درجلہ کو ابواء کی طرف عبور کر لیا۔ ابن ہبیرہ نے بھی کوفہ کی طرف مراجعت کی اور اپنی روانگی سے پہلے حوثرہ بن سہیل کو پندرہ ہزار کے لشکر کے ساتھ کوفہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ خطبہ نے ابواء سے ۸ محرم ۱۳۲ھ کو دریائے فرات عبور کیا سا وقت ابن ہبیرہ فرات کے دہانے پر تینیس فرسنگ کے فاصلے پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا حوثرہ اور ابن ضبارہ کے باقی سپاہی اس کے ہمراہ تھے اس کے مشیروں نے یہ رائے دی کہ کوفہ کو چھوڑ کر خراسان کی طرف رخ کرو خطبہ مجبوراً کوفہ سے اعراض کر کے تمہارا تعاقب کرے گا۔

ابن ہبیرہ نے اس رائے سے اختلاف کر کے درجلہ کو اُن سے عبور کیا اس کے مقدمہ الجیش کا حوثرہ انچارج تھا دونوں فریق ایک دوسرے سے سامنے فرات کے دونوں جانب کوفہ کے ارادے سے سفر کرنے لگے خطبہ ایک مقام پر پہنچ کر کہنے لگا ”مجھ سے امام نے فرمایا ہے کہ اس مقام پر لڑائی ہوگی اور فاتح ہمارا گردہ ہوگا“ لوگوں نے فرات کے ایک نایاب مقام کا پتہ بتلایا جہاں سے اس نے عبور کیا حوثرہ اور محمد بن نباتہ مقابلے پر آئے۔

خطبہ کا خاتمہ:۔۔۔ اس لڑائی میں گو کہ اہل شام کو شکست ہوئی تھی لیکن دولت بنی عباسیہ کے حامی خطبہ کو کھو بیٹھے۔ مقابلے میں حوثرہ کی قہقہہ

نے اپنے بعد اپنے بیٹے حسن کو فوج کی کمان کی وصیت کی ہے۔ لشکریوں نے فوراً حسن کے بھائی حمید بن قحطی کی بیعت کر لی اور حسن کو جو کہ انہوں نے اپنے باپ قحطیہ کے حکم سے ایک لڑائی پر گیا ہوا تھا طلب کر کے امیر لشکر بنالیا۔ اس کے بعد قحطیہ کی تلاش شروع ہوئی ڈھونڈتے ڈھونڈتے یہ لڑھے میں اس کی اور حرث بن سالم بن اخور کی لاشیں مل گئیں۔

بعض کا یہ بیان ہے کہ جس وقت قحطیہ فرات عبور کرنے کے بعد جنگ میں مصروف ہوا معن بن زائد نے ایک ایسا وار یہ کہ قحطیہ حورہ زمین پر آکر گر گیا اس نے وصیت کی تھی کہ اگر میں مر جاؤں تو میری لاش دریا میں ڈال دینا اس کے بعد محمد بن نباتہ اور اہل شام میرے بیٹے قحطیہ مر گیا وروقت کے وقت کوفہ میں شیعوں کی امارت کی وصیت ابوسلمہ خلال وزیر آل محمد کے حق میں کر گیا۔ ابن نباتہ و حورہ شہت سے اس کے پاس پہنچ گئے ابن ہبیرہ ان کی شکست سے پریشان ہو کر واسطہ کی طرف بھاگ گیا اور حسن ابن قحطیہ نے بوہجہ اس لشکر گاہ میں قتل کر دیا۔

اہل کوفہ کی بغاوت: اس واقعے کی خبر کوفہ پہنچی تو محمد بن خالد قشیری نے شیعان علی کو جمع کر کے شب عاشورہ ۱۳۲ھ میں حورہ میں دوسری زید بن صالح و رثی گورنر کوفہ اور عبدالرحمن بن بشیر عجمی پولیس افسر تھا جو نبی محمد بن خالد قصر امارت کے قریب پہنچا زیاد اہل شام کے ساتھ۔ اس وقت اس کے ہمراہ تھے قصر امارت چھوڑ کر نکل آیا اور محمد بن خالد قصر میں داخل ہو گیا حورہ یہ خبر پا کر کوفہ کی طرف لوٹ آیا۔ اتفاق سے کوفہ میں یہ خبر شہر رثی عوام ان سے جو محمد کے ہمراہ تھے یہ سن کر علیحدہ ہو گئے لیکن محمد نے قصر امارت نہیں چھوڑا۔ اس دوران حورہ کے ساتھیوں میں سے بحمدہ کا ایک سردار دوست عباسیہ کے حامیوں میں شامل ہو گیا۔ اس کے بعد کنانہ اور بجدل والے یکے بعد دیگرے آئے اور انہوں نے اس دعوت کو قبول کر لیا اور اپنے ساتھیوں کا یہ رنگ دیکھ کر واسطہ کی جانب کوچ کر دیا۔

حسن بن قحطیہ کی کوفہ روانگی: محمد نے اس واقعہ کی اطلاع حسن کو دی کیونکہ ان کو قحطیہ کے مرنے کی خبر نہیں ملی تھی سن نے امر بشکر کے سامنے اس خط کو پڑھ کر کوفہ کی جانب کوچ کر دیا اور روانگی کی چوتھی صبح کو پہنچ گیا بعض کا یہ بیان ہے کہ حسن بن قحطیہ ابن ہبیرہ کی شکست کے بعد کوفہ روانہ ہو تھے عبدالرحمن بن بشیر عجمی گورنر کوفہ پر ایسا خوف غالب ہوا کہ حسن کے پہنچنے سے پہلے بھاگ کھڑا ہوا۔ محمد بن خالد نے خلی میدان پر گریہ وادیوں کے ساتھ خروج کیا اور اہل شہر سے بیعت لی اسی عرصے میں حسن بن قحطیہ پہنچ گیا سب کے سب جمع ہو کر ابو مسلم کے پاس آئے اور بنو مسلم سے خروج کرنے کی درخواست کی۔ ابوسلمہ راضی ہو گیا اور غلیلہ میں آکر لشکر مرتب کیا اور وہاں سے کوچ کر کے حمام اعمین میں آکر ٹھہر گیا، اس کے بعد حسن بن قحطیہ کو ابن ہبیرہ سے جنگ کے لئے واسطہ کی طرف روانہ کر دیا ابوسلمہ کی طرف سے حفص بن سلیمان خلال وزیر آل محمد نے لوگوں سے بیعت لی اور محمد بن خالد قشیری کوفہ پر مامور کیا گیا۔ اہل کوفہ اس کو امیر کے لقب سے یاد کرتے تھے یہاں تک ابو العباس سفاح مسند خلافت پر بیٹھا۔

مسمم بن قتیبہ اور معاویہ بن سفیان کی جنگ: اس کے بعد ابوسلمہ نے حمید بن قحطیہ کو چند کمانڈروں کے ساتھ مدائن کی طرف، مسیب بن زید بن عبد بن برمک کو دیر قنات کی جانب، شراحیل کو عین التمر اور بسام بن ابراہیم بن بسام کو ابواز کی جانب روانہ کیا۔ ابواز میں عبدالرحمن بن عمر بن ہبیرہ میر قحطیہ کے پاس سے لڑائی ہوئی عبدالرحمن شکست کھا کر بصری کی طرف بھاگ گیا بصری میں اس کے بھائی کی طرف سے مسمم بن قتیبہ باہلی گورنر تھے بسام نے عبدالرحمن کی شکست کے بعد سفیان بن معاویہ بن یزید بن مہلب کو گورنر بصری مقرر کر کے روانہ کیا۔ مسلم نے بھی یمانیہ اور ان کے خفاء ربحیہ کو یک جا کر لیا۔ صفر ۱۳۲ھ میں لڑائی ہوئی معاویہ بن سفیان عین معرکہ کارزار میں مارا گیا جس سے سفیان کے قدم استقامت ڈگمگائے اور میدان جنگ مسمم بن قتیبہ کے ہاتھ رہا۔ اس کے بعد مسلم کے پاس چار ہزار امدادی فوج مروان کے ہاں سے آئی تو اس نے ازو پر چڑھائی کر دی اور ان کے کمانڈر و زعماء کو قتل کر دیا اور بچوں کو قیدی بنالیا۔

سپاہ بن معاویہ بحیثیت امیر بصری: مسلم اس واقعہ کے بعد سے مسلسل بصری ہی میں رہا یہاں تک کہ اس کو ابن ہبیرہ کے قتل کی خبر ملی یہاں پر نشان ہو کر نکل کر اہل میدان خالی دیکھ کر حرث بن عبدالملک کے بیٹے جمع ہو کر محمد بن جعفر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو چند دن تک اس کے پاس رہا۔ اس دوران ابو مالک عبداللہ بن اسید خزاعی ابو مسلم کی جانب سے بصری آیا اور جب ابو العباس سفاح کی بیعت خدفت کی گئی تو اس نے معاویہ بن سفیان بن معاویہ کو دے دی گئی۔

مسجد میں آیا اور خطبہ دیا، نماز پڑھا، جمعہ غنیمت پر خوشی سے بیعت کر لی، بیعت لینے کے بعد دوبارہ منبر کے اوپر زینہ پر چڑھ گیا اور اس کا چچا داؤد اس کے نیچے کے زینے پر کھڑا ہوا۔ ابوالعباس نے خطبہ دیا ❶ جو نہایت بیغ اور مشہور ہے جس میں اپنا متحق خلافت اور وارث ہونا بیان

❶ (ابوالعباس کا یہ خطبہ چونکہ نہایت طویل تھا اور اس کی عبارت غل کرنے اور چھ اس کا ترجمہ کرنے میں حالات بہت زیادہ ہو جاتی، اس وجہ سے بعض ترجمہ پر ہمت نہ کرتے ہیں) (مترجمان کا کل ابن اثیر صفحہ ۱۹۶ بعد خراسان مطبوعہ مصر) جمیع ستمائشیں منہ کے تھے جس نے اپنے لئے اسلام کو اور اس کو طہر، مشرف اور معظم کیا اور ہمارے اس و منتخب فرمایا اس کو ہمارے ہی باقی پر اہل بیت سے دینی و دنیوی اور ہم کو اس کا اہل معدن کو اہل بنایا اور یہ ساری قوتیں ہماری ہی سے ہیں درہم کو اس کا مددگار بنایا اور اپنی اہل بیت پر تقویٰ کو واجب کر دیا اور اصل یہ ہے کہ اس نے ہم کو اس کا متحق اور اہل بنایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت و عزیزی سے مخصوص کیا اور ہم کو ہمارے آباء سے پیدا کیا اور ہم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو نسب و رتبہ سنی اللہ تعالیٰ کے عموں سے پیدا کیا اور خاندان بننے کے بعد ان و بعد اہل شہدائے ہماری و اہل بیت کے ان حالات پر غالب کیا جو ہم و ہمارے میں واقع ہوئے تھے۔ اس نے رسولی پر جس میں درمونی پر روف رحیم ہیں اور سلام والی اسلام میں رفیع الشان کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اہل اسلام پر ایک کتاب نازل ہوئی جس پر تادم کی جاتی ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب حکم میں نازل فرمایا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اہل بیت سے پیدائی ہو کر ناسا چاہتا ہے اور طہر و اطہر بنے گا پھر رشادہ و ماتاہ بنو ہاشم و غرقہ کی اللہ تعالیٰ اپنے رسول و دے اس میں سے اللہ اور رسول اور ان کے عزیز و قریب کے لئے ہے چہ ارشاد کرتا ہے اور تم کو جس رکھو کہ جو تم کو مال غنیمت حاصل ہو تو باد شک اس میں سے پانچویں حصہ اللہ کے ہے اور رسول اور اس کے قریب والوں اور غنیمتوں کے لئے ہے اللہ تعالیٰ شہدائے ہماری غنیمت سے مسلمانوں کو کافی دیا اور اس پر ہمارے اہل حقوق اور محبت واجب کردی اور بعض ہماری بزرگی اور فضیلت کی وجہ سے مال غنیمت میں ہمارا حصہ مقرر کر دیا اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا بزرگ و عظمت والا ہے تبارک و تعالیٰ گمراہیوں نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہمارے ہوا، اور وہی ریاست و خلافت کا متحق نہیں ہے لہذا ان کے چہرے خراب آویزہ کے اور کائنات اللہ تعالیٰ نے ہماری اہل بیت سے ان کے عداوت میں وجہ دیت دی اور تبارک و تعالیٰ نے ہماری اہل بیت سے حق و جانب اور باطل و مغلوب فرمایا اور جو انسان میں پیدا ہو گیا تھا اس کی ماری ذات سے اصلاح کردی اور ان کی حالات راہیدہ و اور نقصانات و پورافراہی اور تنہا و اختلاف و ایب دور کیا کہ دشمنی کے بعد دنیا میں اہل جو و اطف و احسان رہیں گے اور اس میں بھی یوں کی طرح غنیمت پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے بعض اپنی عنایت و شفقت سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اس بات کو واضح کر دیا تھا کہ سب اللہ تعالیٰ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاس دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام سے ایک بات تھیں کہ ہاتھ میں زہر حکومت آتی، ان لوگوں کا کام مشورے سے ہوتا تھا تو وہ لوگ اس کی دراشت پر حاوی ہو گئے اور اس میں انہوں نے انصاف سے کام لیا۔ ہر ایک کے قریب کا لحاظ اور اس کو اس پر حق مقرر کیا، جس کا جو حق تھا اس کو وہ دیا اور اس سے وہ خود را متعین ہوئے۔ اس کے بعد جو حرب اور سہم و ان کو پڑے، ان لوگوں کے اس پر بالکل قنوت نہ کی اور اس کو اپنا امر وائی مال بھی خرچ و تصرف کیا اور اس کو اس نے اپنے میں ظلم و جور اور انسانی کے بھی کام کیا اور اس قدر لوگوں و شیائے ان کا بنی اتنا کیا اور حسب ان کا بنی اتنا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں سے اس کا اقتدار ان سے کیا اور ہمارے حقوق ہمیں دیا ہے اور ہماری ہمت سے ہمارے روضہ و سخاوت ہماری اہل اور اس کا حکومت کا آپ جو ہوتی ہو گیا۔ تاکہ ہماری ذات سے ان لوگوں پر پا احسان کرے، جو دنیا میں ضعیف اور کمزور رہتے ہیں اور ہماری ہی ذات پر اس کو ختم کیا جیسا کہ ہم سے اس کی ابتدائی تھی میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ تم پر کسی قسم کا ظلم نہ ہو کیونکہ تمہاری امتی کا زمانہ آئیں گے ورنہ تم فقیر و غار میں پڑے رہو گے۔ کیونکہ یہ ہمارا ملک اور مدبر تم میں آیا ہے اور اصل یہ ہے کہ ہم اہل بیت و اللہ تعالیٰ ہی اس کی توفیق دینے والا ہے۔

اسے اہل کوئی اتھو کو ہمارے محبت کے مقام اور ہماری محبت کا ٹھکانہ و قوتی ایک ایسا ہے کہ اس سے اس وقت تک نہ پھرے اور نہ ظالموں کا ظلم تم کو اس سے جیسے ۵۔ یہاں تک کہ تم نے ہمارا زمانہ پایا اور ہمارے قتل و مظلومت و سایہ دولت میں آئے اور تم کو ہمارے بدعات و عادات سے خوش نصیب اور ہمارے بڑا ایک سب آرم و انفعالی ہوئے اس سے میں تمہارے و ظالم و ستم کا اضافہ کرتا ہوں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ میں سفاح خون ریز اور بڑے زور شور سے بدلہ لینے والا ہوں سفاح اتنا خطبہ دینے کے بعد چونکہ پہلے ہی تپ اور

اور میں و تبارک و تعالیٰ شہدائے تالیف سے بیٹھ گیا پھر اس کا بیچا و اس کی جگہ نہ پر بیٹ کر خطبہ دینے کا جس کا ترجمہ یہ ہے

ترجمہ تاریخ ابن خلدون کے ہیں جس نے ہمارے دشمن و بدعات اور ستم و دہری میراث جو ہمارے نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچی تھی، مرحمت فرمائی۔ اے لوگو اب دنیا کی

تاریخیں اور نوامیس اور اس کے پردے کھل گئے، زمین آسمان روشن ہو گئے، آفتاب اور ماہتاب اپنے اپنے مطالع سے نکل آئے اور کمان کو اس کے ہانے والے نے لے لیا

اور تیر جہاں سے نکلا، پھر وہیں لوٹ آیا اور حق اور بیعت میں تمہارے نبی کے اہل بیت میں واپس آ گیا جو تم پر مہربان و رحیم ہے۔

اے ابوالعباس اس حکومت کے حاصل کرنے میں ہمیں لگے کہ ہماری شہادت و بڑے اور بڑی دینی نہیں کہیں کہیں محل بنائیں ہم نے اس لئے خورج دیا ہے۔ ہم نے ہمارے حقوق ہمیں سے میں اور ہمارے بچے۔ بیٹوں و ستیابے اس کے مانجھتی انہوں نے تم پر ظلم اور ماعقت اللہ تعالیٰ سے تم پر حکومت کر رہے تھے اور آج موٹی کی آہوں سے اس کو دیکھ رہے تھے۔ حالانکہ خواہ یہ کایہ برتاؤ کہ لوگوں سے وہ بیخ اخلاقی سے پیش آتے اور تم کو باطل سمجھتے اور تمہارے مال غنیمت اور صدقات کو دبا لیتے تھے ہم کو سخت ناگوار و دشمنی نڈرا سے اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عباس بن عبدالمطلب صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ہے کہ نہ تم میں دینی حکام جاری کریں گے، جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ میں اور تمہاری قضایا و خصوصیات میں کتاب پر عملدرآمد کریں گے اور کیا خاص و عام سب کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑاؤ کریں گے۔ مگر اور تبارک و تعالیٰ بنی عرب بن امیہ (بیٹہ حاشیہ اہل شہدائے)

کیا تھا اور لوگوں کے وظائف بڑھادیئے چونکہ اس وقت ابوالعباس تپ و اعضا شکنی میں مبتلا تھا، تکلیف کی شدت سے بیٹھ گیا پھر اس کا چچا داؤد اٹھا اور منبر کے اوپر کے زینہ پر چڑھ کر خطبہ دیا جیسا کہ ابوالعباس نے دیا تھا اور بنو امیہ کی مذمت کرتے ہوئے لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی ہدایت کی اور نماز کے بعد دوبارہ سفاح کے منبر پر جانے کا یہ عذر پیش کیا کہ اس کا ارادہ یہ کہ کلام جمعہ، غیر جمعہ کے کلام سے مخلوط ہو جائے۔ اور اب جو وہ بغیر بات پوری کئے بیٹھ گیا ہے تو اس کی شدت، بخار اور درد ہے تم کو چاہئے کہ اس کی صحت کی دعا کرو۔ اتنا کہنے کے بعد مردان کی بے حد مذمت کی اور اہل خراسان کا شکر یہ ادا کیا اور یہ بھی بیان کیا کہ کوفہ ان کا دارالامارت ہے جہاں سے وہ لوگ کبھی علیحدہ نہیں ہوں گے اور یہ کہ اس منبر رسول اللہ ﷺ پر کوئی خلیفہ سوائے امیر المؤمنین علی بن ابی طالب اور امیر المؤمنین عبداللہ بن محمد کے نہیں چڑھا۔ یہ جملہ کہتے وقت اس نے سفاح کی طرف اشارہ کیا تھا) اور یہ خلافت و حکومت ہمارے ہی خاندان میں رہے گی یہاں تک کہ ہم اس کو عیسیٰ ابن مریم کے حوالے کر دیں گے۔

ابوالعباس کی خلافت کی بیعت: خطبہ دینے کے بعد ابوالعباس اور داؤد منبر سے اترے، آگے آگے ابوالعباس اور پیچھے داؤد قصر امارت میں آئے اور اس کا بھائی ابو جعفر مسجد میں بیٹھا ہوا لوگوں سے بیعت لینے لگا، یہاں تک رات ہو گئی اور ابوالعباس دارالامارت سے نکل کر ابو سلمہ کے شکر میں گیا اور اس کے ساتھ اس کے خیمہ میں مقیم ہو گیا مگر دونوں کے درمیان ایک پردہ حائل تھا، ان دونوں سفاح کا حاجب (لارڈ جمہر لین) عبداللہ بن بسام تھا۔

امدادی فوج کی روانگی: کوفہ بیعت عامہ لینے کے بعد سفاح کوفہ اور سرزمین کوفہ کا اپنے چچا داؤد کو نائب بنایا اور امدادی فوجیں مختلف علاقوں کی طرف اس طرح روانہ کیں کہ عبداللہ بن علی اپنے چچا کو ابو عون بن یزید کی کمک پر شہر روز بھیجا اور اپنے بھتیجے عیسیٰ بن موسیٰ کو حسن بن قحطبہ کی کمک پر، درنحالیکہ حسن بن قحطبہ ابن ہبیرہ پر واسطہ میں محاصرہ ڈالے ہوئے تھا۔ واسطہ اور یحییٰ بن جعفر بن تمام عباس کو حمید بن قحطبہ کی امداد پر مدائن اور ابو

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) اور بنی مروان کہ انہوں نے اپنے اس تھوڑی مدت خلافت میں مقاصد دنیاوی کو مقاصد اخروی پر مقدم کر دیا اور اس دار فانی میں دار باقی پردہ ان کے امور کے مرکب ہوتے جن کا کرنا ان کے لئے مباح نہ تھا، خلق اللہ پر ظلم کیا، مجرمات شرعی کو جائز رکھا، جرائم کو پھیلا دیا۔ اللہ کے بندوں اور ملک میں اپنی عادت اور طریقہ کے مطابق ظلم سے کام لیا، معاصی کی طسب میں نلکے اور گہرائی کے میدان میں اللہ تعالیٰ کے استدراج اور اس کے انتقام سے بے خوف ہو کر جہالت میں دور پڑے لہذا اللہ تعالیٰ کا عذاب ان پر شب سہ گیا اور وہ سو ہی رہے تھے صبح ہوئی تو اسی غم میں مبتلا تھے، اور ان کی قوت پارہ پارہ ہو گئی دوری ہو رحمت الہی سے غلاموں کی قوم کو۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہم کو مردن کے بچے غضب سے نکال۔ اس کو اس کا غرور دھوکے میں ڈالے ہوئے تھے، اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمن کی سرکوبی طرف توجہ کی یہاں تک کہ خود منہ کے بل گر پڑ۔ چونکہ اس دشمن خدا نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ اس پر کوئی قادر نہ ہوگا۔ اس وجہ سے اس نے اپنے گروہ کو پکارا اپنے شیطانی لشکر جمع کیا اور سواروں کو ادھر ادھر پھیل یا لیکن اپنے گے دائیں اور بائیں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور انتقام کو جمع پایا جس نے اس سے اس کی ناشائستہ، ناپسندیدہ حرکات کا انتقام لیا اور برائی کا باراسی کی گردن ڈال دیا۔ ہمارے شرف کو زندہ کر کے ہمارے حق اور درشت کو ہماری طرف واپس کر دیا۔

اے لوگو! امیر المؤمنین (اللہ تعالیٰ ان کی بہت بڑی مدد کرے) نماز کی ادائیگی کے بعد دوبارہ منبر پر اس وجہ سے چڑھ گئے تھے کہ کلام جمعہ کے کلام مل جل نہ جائے اور اس کو شدت تپ و اعضا شکنی کی وجہ سے نامکمل چھوڑا ہے دعا کرتے جاؤ کہ امیر المؤمنین کو اللہ تعالیٰ صحت عطا فرماتے بے شک اللہ تعالیٰ نے دشمن رحمن خلیفہ شیطان مروان جس کے تتبع وہ کیئے تھے۔ جنہوں نے اصداغ کے بعد ملک میں دین بدل کر اور محرمات اسلام کو مباح کر کے فساد برپا کیا تھا اس کو مقرر کیا جو ان اور سرمد لگائے ہوئے ہے اور ان اسلاف اہل وادخیر کا مقتدی ہے جنہوں نے فس کے بعد ملک میں بذریعہ معاملہ بدے و مناجح تقویٰ اصلاح پھیلائی اس کا یہج ملہ مکمل ہوتے ہیں تمام حاضرین دعا کرنے لگے) پھر داؤد نے کہا اے اہل کوفہ! واللہ ہم لوگ ایک زمانہ طویل مظلوم و متصور اور اپنے حق سے محروم تھے یہاں تک کہ خراسان کے ہمارے شیعوں نے اس کو ہمارے لئے مباح کیا ان کی وجہ سے ہمارے حقوق ہمارے دل میں وضع اور ہماری دوست پاک ہو گئی اور ان ہی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اس بات کو ظاہر کیا جس کے تم منتظر بھی نہ تھے۔ وہ کیا ہے کہ تم میں بنو ہاشم میں سے ایک خلیفہ مقرر کیا جس کی وجہ سے تمہارے چہرے روشن ہو گئے اور اہل شام پر تم کو غالب کیا اور تمہاری طرف حکومت کو منتقل کیا اور اسلام کو غالب بنایا اور تم پر ایسے امام کے مقرر کرنے سے احسان کیا جو عدالت کا بانی ہے اور اس کو خلعت حکومت عنایت فرمایا لہذا تم لوگ جو وہ تمہیں دے شکر یئے کے ساتھ قبول کرو اور ہماری اطاعت اپنے پر فرض سمجھو اور دیکھو تم ہی خود طریقہ نہ کرنا، کیونکہ اصل کام تمہارا ہی ہے۔ ہر ایک خاندان والے کی ایک منزل و مقام ہوتا ہے اور تم ہمارے ملائی و مسکن ہو آگاہ ہو جاؤ تمہارے اس منبر پر رسول اللہ ﷺ سے کوئی خلیفہ سوائے امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب چھوڑا اور امیر المؤمنین عبداللہ بن محمد کے نہیں چڑھایہ جملہ کہتے وقت ہاتھ سے ابوالعباس سفاح کی طرف اشارہ کیا)۔ جان رہو۔ یہ حکومت ہمارے ہی خاندان میں رہے گی یہاں تک کہ ہم اس کو عیسیٰ ابن مریم کے سپرد کریں گے۔

یقظ بن عثمان بن مروہ بن محمد بن عمار بن یاسر کو بسام بن ابراہیم بن یسام کی پشت پناہی پر اہواز اور سلمہ بن عمر بن عثمان کو مالک بن طواف کی طرف روانہ کیا۔ ورنہ چند دنوں تک شکرگاہ میں ٹھہرا رہا پھر وہاں سے کوچ کر کے شہر یامیہ کے دارالامانت میں آکر قیام پذیر ہو گیا، بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ابن علی اور سکاہ بن موسیٰ شام میں بنو عباس کی کوفہ آمد کے وقت موجود نہ تھے اتفاق سے جبکہ یہ دونوں شام جا رہے تھے مقام دومۃ الجندل میں بنو عباس سے ملاقات ہوئی اور بنو عباس کوفہ کے ارادے سے سفر کر رہا تھا، داؤد اس کے ارادے سے آگاہ ہو کر بولا: تم نے کوفہ کا رخ کیوں کیا ہے؟ مروان بن محمد بنو امیہ کا سردار حران میں اہل شام و جزیرہ کو لے کر پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے جس کی سرحد عراق سے ملتی ہے اور یزید بن ہبیرہ شیخ عرب عراق میں ہے۔ ابو عباس نے جواب دیا: ”چچا جان جس شخص نے زندگی کو دوست رکھا، وہ ذلیل ہوا۔ داؤد اس پر جستہ جواب سے قائل ہو گیا اور شام کا خیال دل سے دور کر کے اپنے لڑکے کے ساتھ چل دیا۔

ابراہیم امام کی اسیرنی اس سے پہلے بیان کیا گیا ہے کہ مروان بن محمد نے امام ابراہیم کو حران میں قید کر دیا تھا، اور ان کے ساتھ سعید بن ہشام بن عبد الملک اور اس کے دونوں بیٹے عثمان و مروان اور عباس ولید بن عبد اللہ بن عبد العزیز اور ابو محمد سفیانی بھی قید کر دیا گیا تھا۔ چند دنوں بعد حران میں وہابی بیماری پھیل گئی جس سے قید میں ہی عباس بن ولید، عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز اور ابراہیم امام مر گئے۔ اسی دوران سعید بن ہشام دوسرے قیدیوں سمیت دارونہ جیل کو نقل کر کے بھاگ گیا جن کو اہل حران ہوائیوں نے یورش کر کے قتل کر ڈالا ان لوگوں میں جو اس وقت مارے گئے شراحیل بن مسلمہ بن عبد الملک، عبد الملک بن بشر اشطی اور بطریق ارمینیہ موسوم بہ کوشان بھی شامل تھے ابو محمد سفیانی اس شور و غل کے زمانے میں قید خانے سے نہیں نکلا۔ ایک کمرے کا دروازہ بند کر کے بیٹھ گیا پھر مروان زاب سے شکست کھا کر حران آیا تو اس نے اس کو دوسرے قیدیوں کے ساتھ رہا کر دیا۔

ابراہیم امام کا انتقال: بعض کا بیان ہے کہ شراحیل بن مسلمہ اور ابراہیم امام ایک ساتھ قید کئے گئے تھے ان دونوں میں حسن اتفاق سے راہ و رسم پیدا ہو گئی تھی ایک دوسرے سے ملاقات کرتے اور تحائف بھیجتے رہتے تھے ایک دن ابراہیم امام کے پاس ایک شخص دودھ لے کر آیا جس میں زہر ملا ہو تھا اور یہ ظہر کیا کہ یہ دودھ شراحیل نے بھیجا ہے ابراہیم نے پی لیا۔ پینا تھا کہ دست پر دست آنے لگے کہا جاتا ہے کہ شراحیل کو اس کا علم نہ تھا اور اس نے ابراہیم کا یہ حب سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھ کر بے ساختہ کہا تھا کہ ابراہیم کو کس نے مکاری اور دھوکے سے زہر دے دیا، اندھا دانی اس پر رہ فرمائے، صبح ہوئی تو ابراہیم امام مر چکے تھے۔

مروان کی زاب کو روانگی: ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ قطبہ نے ابو عون عبد الملک بن یزید ازدی کو شہر روز پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا جس نے عثمان بن سفین کو قتل کر کے اطراف موصل میں قیام کیا تھا اور مروان بن محمد اس واقعہ کی اطلاع پا کر ایک لاکھ بیس ہزار کا لشکر لے کر حران سے موصل کی جانب بڑھا تھا اور زاب میں پہنچ کر خندق کھودی اور مورچہ بندی کر لی تھی ابو عون تک خبر پہنچی تو اس نے بھی زاب کا رخ کر لیا اور ابو سلمہ نے اس کی کمک پر عیفیہ بن موسیٰ، نہان بن قبن اور اسحاق طلحہ کو تین ہزار کے لشکر دے کر روانہ کیا چنانچہ جب ابو العباس سفاح کی بیعت خلافت کوفہ میں لی گئی تو اس نے سلمہ بن محمد اور عبد الحمید بن ربیع طائی کو دو ہزار کا لشکر دے کر، عبد اللہ طائی کو پندرہ سو کا لشکر اور در اس بن فضلہ کو پانچ سو کا دستہ دے کر، ابو عون کی مدد کے لئے روانہ کیا۔ ان لوگوں کی روانگی کے بعد اپنے خاندان والوں سے مخاطب ہو کر بولا۔ میرے اہل بیت میں سے کون شخص مروان کے مقابلے پر جانا چاہتا ہے؟ عبد اللہ بن علی نے کھڑے ہو کر جواب دیا، میں اس کی سرکوبی پر تیار ہوں ابو العباس سفاح نے ایک لشکر مرتب کر کے عبد اللہ بن علی کو بھی روانہ کر دیا۔ عبد اللہ بن علی نے پہنچتے ہی ابو عون کے خیمہ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر نصب کر دیا اس کے بعد عیینہ بن موسیٰ کو پانچ ہزار کے لشکر کے ساتھ عیمہ جہادی اشانی ۱۳۲ھ میں نہر زاب عبور کر کے مروان سے لڑنے کا حکم دیا۔

مخارق و ولید کی لڑائی: عیینہ بن موسیٰ صبح سے شام تک لشکر مروان سے جنگ لڑتا رہا۔ رات ہوتے ہی عبد اللہ بن علی کے پاس واپس آیا۔ یہ سن کر ہوئی تو مروان نے نہر زاب پر کشتیوں کا پل بنوا کر اسے عبور کر لیا اور اپنے بیٹے عبد اللہ کو بڑھنے کا حکم دیا عبد اللہ بن علی نے اس کے بڑھنے پر مخارق بن غفر کو، مور کیا، اس کے لشکر میں چار ہزار فوج تھی، عبد اللہ بن مروان نے ولید بن معاویہ بن حکم کو مخارق پر حملہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ ولید اور مخارق میں بہت دیر تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر مخارق کی فوج کو شکست ہو گئی اور مخارق کو قیدیوں اور مقتولین کے سروں کے ساتھ مروان کے پاس بھیج دیا گیا۔ مروان

نے مخارق سے مخاطب ہو کر کہا، کیا تو ہی مخارق ہے؟ جواب دیا نہیں اس نے پوچھا کیا تجھے ان سروں میں مخارق کا سر بھی نظر آ رہا ہے مخارق نے یک سر کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ ہے، مروان نے مخارق کو رہا کر دیا۔ بعض کا بیان ہے کہ مخارق نے سروں کو دیکھ کر مخارق کا سر ہونے سے انکار کیا تھا بہرحال مروان نے اس کو رہا کر دیا۔

معمر کہ زاب۔ عبداللہ بن علی کو اس شکست کی اطلاع ملی تو انہوں نے اس خطرے کے پیش نظر کہ اس سے لشکر میں بددلی پیدا ہوگی، نہایت تیزی سے یہ خبر مشہور ہونے سے پہلے لڑائی کی تیاری کر دی۔ ان کے میمنہ پر ابو عون تھا اور میسرہ پر ولید بن معاویہ۔ تقریباً بیس ہزار اور بقول بعض بارہ ہزار فوج اس کی کمان میں تھی جیسے ہی دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ مروان نے عبداللہ بن علی کے پاس کہلوا یا کہ ”فی الحال ایک رات کے لئے لڑائی منوی کر دی جائے“ چونکہ عبداللہ بن علی ان کے نقصانات کو پہلے ہی سے سمجھ چکے تھے اس لئے انکار کر دیا تب ولید بن معاویہ بن مروان نے جو بنو امیہ کے آخری خلیفہ مروان کا داماد تھا حملہ کر دیا ابو عون سینہ سپر ہو کر اپنی رکاب کی فوج لے کر مقابلے پر آیا۔ ابن علی نے جنگ کا نقشہ بگڑتا ہوا دیکھ کر اپنے لشکر کو پیوں ہو کر لڑنے کا حکم دیا اور خود بھی پیدل ”بالتارات ابرہیم یا محمد یا منصور“ کہتا ہوا مروان کے لشکر پر حملہ آور ہو گیا مروان نے بھی اپنے لشکر کے ہر حصے کو پیدل ہو کر حملہ کرنے کا حکم دیا کسی نے بھی اس حکم کی تعمیل نہ کی۔ یہاں تک کہ اس کے افسر پولیس نے بھی انکار کر دیا۔ جب مروان کے سامنے فوج کی یہ دغا بازی ظاہر ہو گئی تو اس نے نقد و جنس، جو اس وقت موجود تھا میدان میں پھیلا کر یہ حکم دیا کہ لڑو اور اس نقد و جنس کو۔ شہری یک قسم جنگ سے دست کش ہو کر نقد و جنس کے لینے پر مائل ہو گئے۔

مروان کی پسپائی:۔۔۔ مروان نے جھلا کر اس طوفان بدتمیزی کے روکنے پر اپنے بیٹے عبداللہ کو مامور کیا، روکنا تھا کہ سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے، دونوں لشکروں میں شکست شکست کا شور برپا ہو گیا۔ مجبوراً مروان بھی میدان جنگ سے پسپا ہو کر بھاگا اتنے میں فریق مخالف کے یک دستہ نے پل کو توڑ دیا جس سے ہزاروں آدمی، جن کی تعداد مقتولین سے کہیں زیادہ تھی نہر زاب میں ڈوب کر مر گئے ان دونوں میں جو غرق ہو گئے تھے ابرہیم بن ولید معزول خلیفہ شامل تھا (بعضے کہتے ہیں کہ اس کو عبداللہ بن علی نے شام میں قتل کیا تھا) اسی معرکہ میں یحییٰ بن معاویہ بن ہشام بھی مارا گیا یہ واقعہ بروز اتوار گیارہ جمادی الثانی ۳۳۱ھ کا ہے۔ کامیابی کے بعد سات دن تک عبداللہ بن علی میدان جنگ میں ٹھہرا ہوا مروان کے لشکر کا مال و اسباب جمع کر، تارہا۔ آلات حرب، نقد اور جنس اندازے سے بہت زیادہ ہاتھ آیا۔ چنانچہ خوش خبری کا خط ابوالعباس سفاح کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

مروان کا فرار:۔۔۔ مروان بن محمد شکست کھا کر موصل پہنچا۔ ہشام بن عمر تغلسی اور بشر بن خزیمہ اسدی گورنر موصل تھے۔ ان لوگوں نے پل توڑ دیا اور مروان کو عبور کر کے موصل میں آنے سے روکا تو اس کے ساتھیوں نے پکار کر کہا ”ہذا امیر المؤمنین“ یعنی یہ امیر المؤمنین ہیں، موصل میں داخل ہونے سے مت روکو۔ ان لوگوں نے تجاہل عارفانہ سے جواب دیا ”امیر المؤمنین جنگ سے نہیں بھاگتے“ یہ کہہ کر سخت دست الفاظ کہنے لگے۔ مروان ان لوگوں کی کج ادائیگی سے پریشان ہو کر حران چلا گیا جہاں اس کا بھتیجا ابان بن یزید بن محمد تھا وہاں تقریباً بیس دن تک ٹھہرا رہا پھر جب عبداللہ بن علی کی مدد کی خبر مشہور ہوئی تو اس نے حمص کی طرف کوچ کر دیا۔

اہل حمص کی عہد شکنی:۔۔۔ اس کے جانے کے بعد ہی عبداللہ بن علی حران کے قریب پہنچ گیا ابان بن یزید سیاہ کپڑے پہنے اور سیاہ پرچم لئے ہوئے ملنے آیا ابوالعباس سفاح کی خلافت کی بیعت کی چنانچہ عبداللہ بن علی نے ان کو امان دے دی اس کے بعد اہل جزیرہ نے بھی حاضر ہو کر بطیب خاطر بیعت کر لی اور مروان نے حمص پہنچ کر تین دن قیام کیا اہل حمص پہلے تو تابعدار نہ پیش آئے، خوشی خوشی ٹھہرایا لیکن پیچھے سے مروان کے لشکر کی قوت و کمی سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی اس کے مال و اسباب پر نظر ڈالنے لگے مگر مروان نے ان کی نظریں پہچان کر کوچ کر دیا۔ ایک میل راستہ طے کیا ہوگا کہ اہل حمص شور و غل مچاتے ہوئے پہنچ گئے مروان نے یہاں کر کے ٹالنے کی کوشش کی جب اس میں کامیابی نہ ہوئی تو شمشیر بکف ہو کر لڑنے لگا آخر اہل حمص کو مار کر پسپا کر دیا اور خود منزل بمنزل نہایت تیزی سے کوچ کرتا ہوا دمشق پہنچ گیا۔

فتح دمشق:۔۔۔ ان دنوں دمشق میں ان کا چچا زاد بھائی ولید بن معاویہ بن مروان حکم تھا چنانچہ اس کو دولت امویہ کے مخالفین سے جنگ کرنے کی ہدایت

کرے فلسطین کی طرف روانہ ہو گیا چونکہ فلسطین پر حکم بن صبعان جذامی نے قبضہ کر لیا تھا۔ اس وجہ سے نہر ابو فطرس پر ٹھہر کے عبد اللہ بن یرید بن روح بن زبائح جذامی سے فلسطین میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی اور اپنی چند روزہ بقیہ زندگی بسر کرنے کے لئے فلسطین میں جا کر قیام پذیر ہو گیا۔ عبد اللہ بن علی اس قید خانے کو منہدم کرنے کے بعد جس میں اس کا بھائی امام ابراہیم قید تھا، حران سے روانہ ہو کر سنج پہنچا، اہل سنج نے فوراً اٹھامت قبول کر دی۔ اسی مقام پر اس کا بھائی عبد الصمد بن علی جس کو سفاح نے آٹھ ہزار کے لشکر کے ساتھ اس کی کمک پر روانہ کیا تھا اس سے آم۔ اس کے لئے دوسرے دن عبد اللہ بن علی قسریں اور بعل بک سے ہوتا ہوا دمشق کے قریب پہنچ گیا۔

اس کے بعد سرداران ۱ شیعہ کو دمشق کی شہر پناہ کے دروازوں پر محاصرے کے لئے متعین کر دیا۔ چند دن کے محاصرے کے بعد بروز بدھ ۵ رمضان ۱۲۳ھ کو بروز تیغ دمشق میں گھس گیا اور قتل عام کا بازار گرم ہو گیا، دمشق کی گلیوں میں خون کی ندیاں بہنے لگیں۔ ولید بن معاویہ (گورنر دمشق) اس معرکے میں قتل ہو گیا۔

عبد اللہ بن علی کی فلسطین روانگی: عبد اللہ بن علی اس خداداد کامیابی کے بعد پندرہ دن تک دمشق میں مقیم رہا۔ سولہویں دن دمشق سے فلسطین کی طرف کوچ کیا مروان یہ خبر پا کر فلسطین سے عریش چلا گیا عبد اللہ بن علی نہر ابو فطرس پر پہنچا تو سفاح کا اس مقام پر ایک فرمان اس مضمون کا مد کہ مروان کے تعاقب پر صالح بن علی کو مقرر کر دو چنانچہ صالح ذیقعد ۱۲۲ھ کو مروان کے تعاقب میں روانہ ہو گیا اس کے مقدمۃ اکہش پر ابو عون اور عربین اسماعیل حارثی تھے۔ مروان عریش سے نیل کی طرف چلا گیا اور نہر نیل سے صید چلا گیا اور صالح نے فسطاط میں پڑاؤ کر کے لشکر کو گے بڑھنے کا حکم دیا۔ اتفاق سے مروان کے سواروں سے ٹکرائے ہوئے مروان کے سوار پہلے ہی سے شکستہ دل ہو رہے تھے ایک گھڑی بھی مقابله نہ کر سکے اور میدان جنگ سے منہ موڑ کر بھاگ گئے ان میں سے چند سوار گرفتار کر لئے گئے اور انہی لوگوں نے بتا دیا کہ مروان بصرہ میں فلاں جگہ مقیم ہے۔

اموی خلیفہ مروان کا قتل: ابو عون یہ سنتے ہی بصرہ پہنچ گیا اور رات کے وقت غفلت کی حالت میں اس خوف سے کہ صبح ساتھیوں کی کمی کی وجہ سے شکست اٹھانی پڑے گی۔ بصرہ پر شب خون مارا۔ مروان اس اچانک حملہ سے گھبرا کر گھر سے باہر نکل آیا ایک شخص نے جو غالباً اسی تاک میں کھڑا تھا برچھے کا وار کیا، مروان تیوراکر زمین پر گر پڑا اور کوئی شخص چلا کر بولا افسوس! "امیر المؤمنین مارے گئے" ابو عون کے ساتھی یہ سن کر دوڑ پڑے اور سرتار کر ابو عون کے پاس لے گئے جسے ابو عون نے ابو العباس سفاح کی خدمت میں بھیج دیا۔ یہ واقعہ آخری ۲۸ ذوالحجہ ۱۲۳ھ کا ہے۔

آل مروان کا انجام: مروان کے قتل کے بعد اس کے بیٹے عبد اللہ اور عبید اللہ سرزمین حبشہ کی طرف بھاگ گئے مگر حبشیوں نے بھی ان کو مان نہ دی چنانچہ جنگ کی نوبت آ گئی جس میں عبید اللہ مارا گیا اور عبد اللہ مع اپنے ہمراہیوں کے بچ گیا جو زمانہ خلافت مہدی تک باقی رہا پھر اس کو گورنر فلسطین نے گرفتار کر کے مہدی کے دربار خلافت میں بھیج دیا۔ عورتوں نے اپنی رہائی کی درخواست پیش کی تو صالح نے بنو امیہ کے ساتھ مل کر جنگ کرنے پر ان کو ملا مت کی اور پھر کچھ سوچ کر غوث تقصیر کر کے حران بھیج دیا۔

مروان الحکمار: مروان بن محمد کو مروان الحکمار بھی کہا کرتے تھے اس وجہ سے کہ جنگ کے موقعوں پر نہایت برداشت تحمل اور دلیری سے کام لیتا تھا اور اس کے منی لفین اس کو جعدی کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے کیونکہ اس نے جعد بن درہم سے مذہب کی تعلیم پائی تھی اور یہ خلق قرآن کا قاتل اور زندقہ کی طرف مائل تھا اس کو خالد قسری نے ہشام کے حکم سے قتل کیا تھا۔

سلیمان بن ہشام کا قتل: بنو عباس نے کامیابی حاصل کر کے بنو امیہ کے قتل پر کمر باندھ لی اور بچے بچے کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرنے لگے۔ یک دن سدیق بن میمون، ابو العباس سفاح کی خدمت میں حاضر ہوا اتفاق سے اس وقت سلیمان بن ہشام بن عبد الملک بھی موجود تھا جس کو اس کے

۱ خود عبد اللہ بن علی دمشق کے باب شرقی پر محاصرہ کئے ہوئے تھا اور صالح بن علی جابیہ پر ابو عون باب کیسان پر، بسام بن ابراہیم باب صغیر پر حمید بن قحطبہ باب توہام پر، عبد الصمد، یحییٰ بن صفوان اور عباس بن یرید باب فرادیس پر مقرر تھا سب سے پہلے پناہ کی فسیل پر باب شرقی کی طرف سے عبد اللہ طائی اور باب صغیر کی جانب سے بسام بن ابراہیم چڑھ گیا تھا۔ (کامل، ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۲۰۲، ۲۰۳)

باپ نے ان دی تھی، سدیف سلیمان کو دیکھ کر جل بھن گیا۔ ابوالعباس سے خطاب کر کے ذیل اشعار پڑھنے لگا۔

قد اتك الو خود من عبد شمس ☆ مستعدين يوجعون غفوة
ايها الحليفة لا عن طاعة ☆ بل تخوفوا الشرفيا
لا يغفرك ما ترى من رجل ☆ ان يين الضلوع داء دوبا
فضع السيف دارفع السوط حتى ☆ لا ترى فوق ظهرها امويا

تمہارے پاس بنو عبد شمس (امیہ) کے مہمان آتے ہیں۔ تیار ہو کر اپنی سواریوں کو تکلیف دیتے ہوئے۔ اے خلیفہ! وہ دھوکے سے آئے ہیں طاعت کی وجہ سے نہیں آتے بلکہ تلوار کے خوف سے، تم ان لوگوں کو دیکھ کر نازاں مت ہو جانا ان کے دلوں میں تمہاری طرف سے غبار باطنی بھرا ہوا ہے لہذا ان سب کو تلوار کے گھاٹ اتار دو۔ چشم نمائی کا خیال چھوڑ دو۔ ہاں تک کہ ان سواریوں کی پشت پر کوئی بنو امیہ نہ دکھائی دے۔

سلیمان اس کے فحوائے کلام کو سمجھ کر بولا کیوں چچا تم نے تو میرے قتل کا سامان کر دیا سدیف جواب بھی نہ دینے پایا تھا کہ سفاح نے اشارہ کر دیا فوراً سلیمان بن ہشام کی گردن اتار لی گئی۔

بنو امیہ کا قتل عام: ... اس واقعہ کے چند دن بعد عبد اللہ بن علی بنو امیہ اسی یا نوے افراد کے ساتھ نہر ابی فطرس کے کنارے ایک دسترخوان پر بیٹھا ہوا کھانا کھا رہا تھا۔ اتفاقاً شبل بن عبد اللہ (بنو ہاشم کا آزاد کردہ غلام) آگیا۔ بنو امیہ کو اس عزت و احترام سے دیکھ کر فی البدایہ مندرجہ ذیل اشعار پڑھنے لگا۔

اصبح الملك في ثبات الاساس ☆ بالبها ليل من بنى العباس
طلبوا وترهاشم فلفوها ☆ بعد ميل من الزمان
وباس لا تقلين عبد شمس عثارا ☆ فاقطعن كل رقلة وغراس
قلنا اظهر التور ومنها ☆ وبها منهم كجز المواسي
فلقد غاضني وغاض سواي ☆ قربهم من منابر وكراسي
انزلولها بحيث انزلها الله ☆ بدار الهوان والاعباس
واذكروا مصرع الحسن وزيدا ☆ وفيلا بجانب الهراس
واقبيل الذي بحران اضحي ☆ تجعل الطير حوله في الكناس

نہایت استقلال و استحکام سے تم بادشاہ بن گئے۔ بنو عباس کے جواں مردوں کی وجہ سے۔ ان لوگوں نے ہاشمیوں کا بدلہ مانگا اس کو پایا ایک زمانہ گزرنے اور کوفت کے بعد۔ تم ہرگز بنو عبد شمس (امیہ) کے انتقام لینے سے درگزر مت کرنا ان کے ہر درخت اور ہورے کو کاٹ ڈالنا۔ ہماری ہاشمیوں سے کھلم کھلا دوستی ہے اور انہی کے قتل کی وجہ سے تمہارا سر منڈ گیا ہے بے شک اللہ مجھے اور میرے سوا اور لوگوں کو بھی غصہ پیدا ہوا ہے، منبر اور کرسیوں سے بنو امیہ کے قریب ہونے سے تم دیکھو وہیں رکھو جہاں پر کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بد بختی کے گھر اور نچلے درجہ میں رکھا ہے یاد کرو حسین وزید کے قتل ہونے کو اور اس قتل کو یاد کرو جو مہر اس میں مارا گیا اور اس مقتول کو یاد کرو جو حران میں قتل ہوا تھا جس کی لاش پر پرندے آتے تھے جیسا کہ اپنے گھونسلے میں جاتے ہیں۔

آل عباس کی سفاحی: ان اشعار کے سننے سے عبد اللہ بن علی کی آنکھیں غصہ سے سرخ ہو گئیں خادموں کو حکم دیا کہ ”ان بد بختوں کو مار مار کر ختم

پے در پے سر یا روانہ کئے اور اسی سال مروان بن محمد کو آرمینیا سے (جن دنوں یہ آرمینیا کا گورنر تھا) رومیوں پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ان لوگوں نے سرزمین لائن کو فتح کر لیا ۱۱۸ھ میں معاویہ بن ہشام اور مروان بن محمد نے آرمینیا سے جہاد کے لئے فوج کشی کی اور تین طرف سے سرزمین ورقیس (درنہ) میں گھس گئے، ورقیس بھاگ کر خزرج کے قلعہ میں چھپ گیا مروان نے واپس آ کر خزرج کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور کئی قیسین نصب کر کے سب باری شروع کر دی ایک دن اس کے کسی مہاسب نے اسے قتل کر کے مروان کے پاس بھیج دیا، مروان نے نیزے پر نصب کر کے قلعہ کے چاروں طرف پھرایا۔ اہل قلعہ یہ دیکھ کر سہم گئے اور دروازہ کھول دیا۔ مروان نے سپاہیوں کو قتل کر کے باقی آدمیوں کو قید کر لیا۔ ۱۰۹ھ کے آغاز میں مروان بن محمد نے آرمینیا سے پھر جہاد شروع کیا اور بلاد الان و بلاد خزرج ہوتا ہوا بلخبر اور سمندر کو طے کر کے خاقان کے دار السلطنت تک پہنچ گیا چنانچہ خاقان خود کو مقابلہ سے مجبور سمجھ کر بھاگ گیا۔

۱۲۰ھ کے بعد کے صوائف: ۱۲۰ھ میں سلیمان بن ہشام نے صائفہ کے ساتھ جہاد کیا اور سندھ کو فتح کر کے واپس آ گیا اسی سال اسحاق بن مسلم ثقیلی نے قوماشاہ پر فوج کشی کی اور اس کے اکثر قلعوں کو فتح کر کے اس کے شہر کو دیران کر ڈالا ۱۲۱ھ میں مروان بن محمد نے قلعہ بیت السریہ پر حملہ کیا اور کامیابی حاصل کر کے دوسرے قلعہ کا رخ کیا اور اس کو بھی فتح کر کے غرسک میں داخل ہو گیا اس قلعہ میں خود بادشاہ رہتا تھا مروان بن محمد کے پہنچتے ہی بادشاہ اس قلعہ کو چھوڑ کر جرج چلا گیا، اس قلعہ میں سونے کا تخت تھا مروان نے اس کا بھی محاصرہ کر لیا بالآخر بادشاہ نے ایک ہزار گھوڑے اور ایک لاکھ دینار سالانہ خرچ پر مصالحت کر لی۔ مروان اس مہم سے فارغ ہو کر سرزمین ارزق، نصران اور قومان پر بہ مصالحت قبضہ کرنا ہوا احمد بن یحییٰ اور اس کو فتح کر کے حمیرین کے ایک قلعہ کا ایک مہینہ تک محاصرہ کئے رہا یہاں تک کہ اہل قلعہ نے صلح کر لی اس کے بعد سرزمین امداد اور گیلان کو بھی صلح کے ساتھ فتح کر لیا یہ علاقے درہ کے کنارے آرمینیا سے طبرستان تک آباد تھے اسی سال مسلمہ بن ہشام رومیوں پر حملہ آور ہوا مطامیر کو فتح کر کے واپس آ گیا۔

۱۲۲ھ کے صوائف: ۱۲۲ھ میں عبدالرحمن بن حسین اطاکی "بطل" نے دوبارہ بلاد روم پر جہاد کیا اس نے بلاد روم پر کئی بار حملے کئے مسلمہ بن ہشام نے اس کو دس ہزار سواروں کے لشکر کے ساتھ بلاد روم پر جہاد کیا۔ اس نے بلاد روم پر کئی بار حملے کئے مسلمہ بن ہشام نے اس کو دس ہزار سواروں کے لشکر کے ساتھ بلاد روم پر جہاد کرنے کو مامور کیا تھا۔ یہ بلاد روم پر مسلسل جہاد کرتا رہا یہاں تک کہ اسی سال شہید ہو گیا ۱۲۳ھ میں سلیمان بن ہشام نے اپنے والد کے زمانے میں صائفہ کے ساتھ مل کر جہاد کیا لیون بادشاہ روم سے مقابلے کی نوبت آئی چنانچہ سلیمان نے اس کو شکست دے کر اس کا بہت سا مال و اسباب لوٹ لیا۔

۱۲۵ھ میں رومیوں نے قلعہ سے خروج کیا جس کو حبیب مسلمہ فہری نے فتح کیا تھا اور ایک غیر مستحکم قلعہ تعمیر کیا جو زمانہ مروان میں دیران کر دیا گیا۔ پھر اس کو خلیفہ رشید نے دوبارہ تعمیر کرایا اور پھر رومیوں نے مامون کے زمانے میں اس کو گرا دیا پھر مامون نے اس کو نہایت استحکام سے بنوایا اور چاروں طرف نہریں اور خندقیں کھدوائیں مقتسم کے زمانے میں رومیوں نے اس کو گرا دیا پھر مامون نے اس کو پھر سے گرا دیا یہ واقعہ مشہور و معروف ہے اسی ۱۲۵ھ میں ولید بن یزید نے اپنے بھائی انعم کو صائفہ کی افسری پر مقرر کیا اور اسود بن بلال محازی کو ایک لشکر دے کر دریا کے راستے قبرص کی طرف روانہ کیا تا کہ اہل قبرص کو رومیوں کے دست برد سے بچائے اہل قبرص دو فریق ہو گئے چنانچہ ایک شامیوں کے ظل عاطفت میں آ گیا اور دوسرا رومیوں کے پاس چلا گیا مروان کے زمانہ حکومت ۱۳۰ھ میں کے ساتھ مل کر ولید بن ہشام نے جہاد کے لئے خروج کیا اور عمق پر جا کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا اور پھر قلعہ مرعش کو تعمیر کرایا۔

بنو امیہ کے عمال: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان نے اپنے زمانہ خلافت کے شروع ۴۰ھ میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو کوفے کا گورنر مقرر کیا اور کچھ عرصے بعد معزول کر دیا تھا اور پھر مغیرہ بن شعبہ کو نماز پر اور ربیع محکمہ خراج پر مقرر کیا تھا اور کوفے میں نقباء کا سردار شریح تھا چونکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت کی صلح کے زمانے میں حمران بن ابان نے بصری پر اچانک قبضہ کر لیا تھا اس وجہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بشر بن ارطاة کو امیر بصری مقرر کر کے روانہ کیا اور اس کی روانگی کے بعد امدادی فوجیں بھی روانہ کیں۔ اس معرکے میں زیاد بن ابی سفیان کی اور اماری گئی جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کی طرف سے فارس کا گورنر تھا یہ اسی زمانے میں بصری آ گیا جیسا کہ اس سے پہلے ہم نے

اس کے حالات بنی زیاد کے تذکرے میں بیان کئے ہیں۔

عبداللہ بن عامر اس کے بعد بصری کی امارت عبداللہ بن عامر بن مرزبان حبیب بن عبد شمس وادی اور خراسان و بختان کی حکومت تھی اس کے ماتھے شامل کردی۔ اس کی پولیس کا فہرست حبیب بن شہاب اور محمد قضا کا متولی عمیر بن بقری تھا اور قیس کے حالات خراسان کے خبر کے ضمن میں ہم بیان کر چکے ہیں۔

عقبہ بن نافع حضرت عمر بن اعص جیسا کہ وہ پر بیان کیا ہے مصر کے وزیر تھے۔ انہوں نے اپنی طرف سے ۳۱ھ میں افریقہ میں عقبہ بن نافع بن عبد قیس کو وزیر بنایا (یہ عمرو بن اعص سے خالہ زاد بھائی تھے) عقبہ کو وہ علاقہ تک فتح ہوتا چلا گیا۔ پہلے تو اہل افریقہ نے اہل حمت قبوں میں تین چاندن کے بعد بانی ہوئے چنانچہ عقبہ نے ان کے خدمت میں یہاں سے ایک روایت کے قید کر لیا اس کے بعد ۳۲ھ میں خراسان پر اور ۳۲ھ میں بدوان پر تلوار کے ذریعے سے قبضہ حاصل کر لیا۔

مروان بن اعص اور حبیب بن مسلمہ ۳۲ھ میں معاویہ نے مدینہ کی فوجی مروان بن اعص کی اور قضا کا عہدہ عبداللہ بن حارث بن نوفل سے حوالے کیا اور مدہ کا اسی سال خاند بن اعص بن بشام کو وزیر بنایا۔ انہی دنوں حبیب بن مسلمہ فہر بن آرمینیا کو وزیر تھا، حضرت معاویہ بنی نے اس عہدہ پر اس کو مامور کیا تھا۔ جب ۳۲ھ میں یہ مر گیا تو اس کی جگہ ①

ابن عامر اور حارث بن عبداللہ اسی سال عامر نے مدہ پر عبداللہ بن سوار عبدی کو امیر بنایا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت معاویہ نے اس وجہ سے مامور کیا تھا۔ اسی سال ابن عامر نے قیس بن شہر کو خراسان کی حکومت سے معزول کر کے حارث بن عبداللہ بن حارم کو مامور کیا تھا۔ اس کے بعد ۳۲ھ میں حضرت معاویہ نے عبداللہ بن عامر کو حکومت بصری سے معزول کر کے حارث بن عبداللہ بن زوی کو مقرر کیا۔ چرچا زمین کے بعد اس وقت تک میں معزول کر کے بصری اس کے بھائی زیاد اور خراسان پر حکمران بن محمد بن عمر غسانی کو متعین کیا اور محمد بن واسطہ بن رمدہ کھلی کے سپرد کیا۔ پھر ۳۲ھ میں حکمران عمر غسانی سے مرنے کے بعد خلیفہ بن عبداللہ حنفی اس کے بعد خلیفہ بن غالب بن فضالہ پیش کو مقرر کیا۔

عمرو بن اعص اور زیاد مصر کے وزیر ۳۹ھ تک حضرت عمرو بن العاص رہے ان کے بعد حضرت سعید بن اعص کو مامور کیا گیا اور عبداللہ بن حارث کو عہدہ قضا سے برطرف کر کے ابو سلمہ بن عبدالرحمن و قاضی بنایا ۳۹ھ میں حضرت معاویہ بن شعبہ کی وفات کے بعد کوفہ کو بھی اپنے بھائی زیاد کی حکومت میں شامل کر دیا۔ زیاد نے بصری کی نیابت سے وہ بنیاد میں رہتا تھا اور چھ ماہ کوفہ میں گزارتا تھا۔

معاویہ بن خدیج اور ابوالہمہا جرحہ ۵۰ھ میں حضرت معاویہ نے معاویہ بن خدیج کو جو مصر میں تھا افریقہ میں جا گیر دی اور عقبہ بن نافع فہر بن اعص کے ماتھے افریقہ کے دو درازہ دقوں میں حارث بن اعص کے ماتھے اور اسی شہر کے ساتھیان لوگوں کو بھی شامل کر دیا جو بصری میں اور ہامام میں داخل ہو چکے تھے۔ پس اس نے فریقہ کے مدقوں کو پست کر دیا اور قیہ ان میں ایک بڑی شہر ۵۰ھ بنا کر مساکر سامیہ بوس میں شہر کیا اس کے بعد امیر معاویہ نے مصر و افریقہ کی ورنہ اپنے آراخہ مامور کیا جو وہی۔ دوامہا جرحہ نے عقبہ کی معزولی کو بہت ناشائستہ طریقہ سے ظاہر کیا اور عقبہ حال پریشان و آراخہ فی شام چلا گیا اور حضرت امیر معاویہ سے سارے حالات بیان کئے اس پر امیر معاویہ نے معذرت کی اور ورنہ افریقہ پر حارث کے کامدہ یا نہیں اس کے پناہ کی نوبت ہی نہ آئی اور ان کا انتقال ہو گیا۔ پس جب یزید تخت نشین ہوا تو اس نے اپنے زمانہ حکومت ۶۲ھ میں اس کو وزیر مقرر کیا۔ واقعہ یہ ہے کہ ۶۲ھ میں عقبہ ورنہ براہ قید کر دیا۔ پھر یزید کے حکم سے رہا کیا گیا۔ قید سے رہا ہوتے ہی عقبہ ورنہ کے یزید کے پاس آیا۔ اس نے اس کو ورنہ پر بحال کر دیا چنانچہ اس نے بھی ابوالہمہا جرحہ کو قید کر لیا اور جہاد کے ارادے سے خروج کر کے کسبلہ کو مارڈالا جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

خلیفہ بن عبداللہ حنفی اور ضی ک بن قیس ۵۱ھ میں زیاد نے خراسان پر نافع بن زیاد بن حارث کو خلیفہ بن عبداللہ حنفی کی جگہ متعین کیا اور ۵۳ھ

میں زیادہ کا انتقال ہو گیا اور وفات کے وقت بصری میں سمرہ بن جندب کو اور کوفہ میں عبداللہ بن خالد بن اسید کو اپنا نائب مقرر کر لیا۔ اس کے بعد ۵۵ھ میں ضحیٰ ک بن قیس کو گورنر مقرر کیا گیا۔ اسی سال ربیع بن زیاد عامل خراسان کی وفات سے پہلے مر گیا اور اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنا نائب بنا گیا تھا جو دو مہینے بعد جاں بحق ہو گیا اور اس نے خیفہ بن حنفی کو بوقت انتقال اپنا جانشین بنایا اور صفاء پریر و دیلمی امیر معاویہ کی طرف سے مامور تھا جس کا ۵۳ھ میں انتقال ہو گیا تھا۔

ولید بن عقبہ اور عبداللہ بن عمر: ۵۴ھ میں امیر معاویہ نے مدینہ منورہ کی گورنری سے سعید بن العاص کو معزول کر کے مروان بن الحکم کو مقرر کیا اس کے بعد ۵۵ھ میں اس کو معزول کر کے ولید بن عقبہ بن ابی سفیان کو مقرر کیا اور ۵۹ھ میں بصری کی حکومت سے ابن جندب کو معزول کر کے عبداللہ بن غیلان کو متعین کیا اور خراسان کی حکومت عبید اللہ بن زیاد کو دی اس کے بعد ۵۵ھ میں عبداللہ بن عمر غیلان کی جگہ بصری کی حکومت سے بھی سرفراز کیا۔

سعید بن عثمان اور ابن ام حکم: ۵۶ھ میں سعید بن عثمان بن عفان کو خراسان کا گورنر بنایا گیا اور ۵۸ھ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکومت کوفہ سے ضحیٰ ک بن قیس کو عینہ کر کے ابن ام حکم (ام حکم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں) یعنی عبدالرحمن بن عثمان ثقفی کو مقرر کیا مگر اہل کوفہ نے اس کو نکال دیا تب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو نصر پر مامور کیا، مگر معاویہ بن خدیج نے مصر میں بھی اس کو داخل نہ ہونے دیا۔

نعمان بن بشیر اور عبدالرحمن بن زیاد: ۵۹ھ میں کوفہ کی گورنری نعمان بن بشیر کو اور خراسان کی عبدالرحمن بن زیاد کو دی گئی۔ قیس بن ہشیم سلمی اس سے ملنے خراسان گیا اسم بن زرعہ نے گرفتار کر کے قید کر دیا اور تین لاکھ درہم جرمانہ کیا۔ ان واقعات کے بعد ۶۰ھ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا، باد اسد امیہ میں ان کے اعمال یہی تھے جن کا ابھی ذکر کیا گیا۔ اس کے علاوہ جستان کا عباد بن زیاد، کرمان پر شریک بن اعور گورنر تھا۔

زہیر بن قیس: ۶۲ھ میں یزید نے عقبہ بن نافع کو افریقہ کی طرف امیر بنا کر روانہ کیا۔ چنانچہ اس نے ابوالہبہا جر کو قید کر دیا اور قیروان کی امارت زہیر بن قیس کو دی جیسا کہ اس کے حالات کے ذیل میں بیان کیا جائے گا۔ اس سال میں مسلمہ بن مخلد انصاری امیر مصر کی وفات ہو گئی اور ۶۳ھ میں یزید بن معاویہ مر گیا۔

عامر بن مسعود اور عتاب بن ورقا: اہل عراق نے عبید اللہ بن زیاد کو گورنر بنانا چاہا لیکن اہل بصری نے عبداللہ بن حرث بن نوفل بن حرث بن عبدالمطلب کو اپنی حکومت کی باگ ڈور سپرد کر دی۔ ابن زیاد عارق سے بھاگ کر شام چلا گیا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی جانب سے عامر بن مسعود امیر کوفہ بن کر کوفہ پہنچا اس دوران آل رے کی بغاوت کی خبر مشہور ہوئی جہاں کافر خان گورنر تھا۔ عامر نے محمد بن عمیر بن عطاء بن حاجب ان کی سرکوبی پر مقرر کیا۔ ان لوگوں نے اس کو شکست دے دی تب عامر بن عتاب بن ورقا کو مامور کیا۔ اس نے ان لوگوں کی ٹھیک ٹھاک گوشمالی کی۔ ان واقعات کے بعد مروان نے بیعت لی اور مصر کی طرف روانہ ہو گیا۔

عمر بن سعید اور عبداللہ بن عبد الملک: عبدالرحمن بن حمام فرش (ابن زبیر کا داعی) امیر مصر تھا۔ مروان نے مصر کو اس کے قبضے سے چھین کر عمر بن سعید کے سپرد کیا اس کے بعد اس کو مصعب بن اثیر سے جنگ کرنے کو بھیجا جن دنوں مصعب نے اپنے بھائی عبداللہ کو شام کی طرف روانہ کیا تھا اور نظم ملکی قائم و جاری رکھنے کے لئے مروان نے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔ یہاں تک کہ اسی عہدے پر ۸۵ھ میں انتقال ہو گیا۔ تب عبدالملک نے مصر پر اپنے بیٹے عبداللہ بن عبد الملک کو مقرر کیا۔

مہلب بن ابی صفرة اور عبدالرحمن بن حازم: اہل خراسان نے یزید کے بعد سالم بن زیاد کو حکومت سے سبکدوش کر دیا، اس وقت مہلب بن ابی صفرة کو خراسان کی گورنری دی گئی اس کے بعد مسلم نے عبدالرحمن بن حازم کو گورنر بنایا، ایک زمانے تک خراسان میں آتش بغاوت مشتعل رہی انہی دنوں میں اہل کوفہ نے عمر بن حرث ابن زیاد کے نائب کو نکال کر ابن اثیر کی بیعت کر لی تھی اور ان کی طرف سے مختار بن ابی عبیدہ کا چھ ماہ بعد انتقال ہوا، یزید امیر کوفہ بن کر کوفہ آیا تھا اور شرع فساد کے اس زمانے میں عہدہ قضاء سے علیحدہ رہے تھے۔ ①

① اصل کتاب میں اس مقام پر دو سطروں کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔

معصب بن زبیر: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ پر ۲۵ھ میں اپنے بھائی عبداللہ کی جگہ اپنے دوسرے بھائی عبداللہ کو متعین کیا اور ۳۰ھ میں خراسان میں عبداللہ حازم کے خلاف طوفان بدتمیزی کی طرح اُٹھ آئے۔ چنانچہ بکیر بن شاخ خراسان پر اور مختار کوفہ میں اپنے مطیع گورنر بن رہے۔ ۶۶ھ میں متصرف وغالب ہو گیا۔

عبداللہ الملک و ابن زبیر، جابر بن اسود اور خالد بن عبداللہ: ۶۵ھ میں مروان مر گیا تو عبداللہ تخت نشین ہوا۔ حضرت ابن زبیر نے اپنے بھائی معصب کو بصری اور مدینہ منورہ میں بجائے اس کے جابر بن اسود بن عوف زہری کو مقرر کیا۔ پھر ۶۷ھ میں عبدالعزیز نے عراق پر قبضہ کر کے بصری کی حکومت خالد بن عبداللہ بن اسود اور کوفہ کی ولایت اپنے بھائی بشیر بن مروان کو دی۔

بکیر بن و شاخ تمیمی: ان دنوں خراسان میں عبداللہ بن حازم ابن زبیر کی طرف سے ان کی حکومت قائم کرنے کی دعوت دے رہا تھا بکیر بن و شاخ تمیمی نے اس کی مخالفت پر کمر باندھ لی اور عبداللہ کی حکومت کی جانب لوگوں کو مائل کر کے حملہ کر دیا عبداللہ بن حازم عرصہ جنگ میں رہا۔ عبداللہ نے اس حسن خدمت کے صلہ میں بکیر کو خراسان کا گورنر بنایا۔

طارق بن عمر: مدینہ منورہ میں جابر بن اسود کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے طلحہ بن عبداللہ بن عوف دعوت دے رہا تھا عبداللہ نے طارق بن عمر عثمان کے آزد کردہ غلام کو مدینے کی طرف روانہ کیا، طارق نے اس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد ۳۷ھ میں حضرت عبداللہ بن زبیر شہید ہو گئے اور خلافت و حکومت کا عبداللہ بلا شرکت غیرے مالک بن گیا۔

محمد و بشر پسران مروان: عبداللہ نے مستقل طور پر خلافت پانے کے بعد جزیرہ اور آرمینیا پر اپنے بھائی محمد کو مقرر کیا اور خالد بن عبداللہ کو حکومت بصری سے علیحدہ کر کے اپنے بھائی بشر کے حوالے کر دیا بشر کوفہ میں عمر بن حرث کو اپنا نائب بنا کر بصری چلا گیا۔

حجاج بن یوسف: حجاج یمن اور یمامہ کی حکومت حجاج بن یوسف کو دی اور اسی کو کوفہ سے حضرت ابن زبیر سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا اور سی دوران طارق کو حکومت مدینہ منورہ سے معزول کر دیا تھا ۴۷ھ میں ابو اور اس خولانی کو قاضی مقرر کرنا چاہا تھا وہ اپنے بھائی بشر بن مروان و محاسب بن ابی صفرہ کے ساتھ جنگ عزارقہ پر بھیجا تھا اور خراسان کی گورنری سے بکیر بن و شاخ کو معزول کر کے امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید کو مقرر کیا تھا۔

عبداللہ بن امیہ: پھر امیہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بھتان کی طرف روانہ کر دیا اور ۶۹ھ میں برابر نے زبیر بن قیس ہوی کو جو افریقہ میں تھا قتل کر دیا چونکہ عبداللہ ان دنوں ابن زبیر کی مہم میں بذات خود مصروف تھا۔ جب اس سے اس کو فراغت ہوئی تو اس نے ۷۴ھ میں حسن بن نعمان قیس بنی کو یک عظیم اشن، کثیر التعداد لشکر کے ساتھ افریقہ کی طرف روانہ کیا۔ حسان نے افریقہ میں پہنچ کر نہایت سختی سے لڑائی چھیڑ دی۔ جس کے بعد روم و بربر کی فوجیں متفرق ہو گئیں۔ انہی معرکوں میں کاہنہ مارا گیا۔ جیسا کہ حالات افریقہ میں بیان کیا جائے گا۔

پھر عبداللہ نے ۷۵ھ میں حجاج بن یوسف کو صرف عراق کا گورنر بنایا اور سندھ کا گورنر سعید بن اسلم زرعہ کو بنایا۔ پھر سندھ ہی کی لڑائیوں میں سعید بن اسلم، راغب اور اسی سال خوارج نے خروج کیا ۷۷ھ میں مدینہ منورہ کی حکومت ابان بن عثمان کو دی گئی۔ ان دنوں قضا، کوفہ، بصری، قضاء، بصری پر زرعہ بن و فی بعد بشام بن ہبیرہ کے اور قضائے مدینہ پر عبداللہ بن قشیر بن مخرمہ تھے انہی دنوں میں خوارج سے متعدد لڑائیاں ہوئیں جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

مہلب بن ابی صفرہ اور عبداللہ بن ابی صفرہ: ۷۸ھ میں عبداللہ نے امیہ بن عبداللہ کو خراسان و بھتان کی حکومت سے معزول کر کے بن صوبوں کو حجاج بن یوسف کی گورنری میں شامل کر دیا، حجاج نے اپنی طرف سے خراسان پر مہلب بن ابی صفرہ کو بھتان پر عبداللہ بن ابی بکرہ کو مقرر کیا اور بصری کا عہدہ قضاء، موسیٰ بن انس کو عطا کیا اور جب شریح بن حرث نے قضاء کوفہ سے استعفاء دے دیا تو ان کی جگہ ابو بردہ بن موسیٰ کو مقرر کیا۔ اس کے بعد عبدالرحمن بن عزینہ کو بصری کا قاضی بنایا۔ حجاج نے اس تقرری کو بحال رکھا۔

ابی اشعث اسی اثنا میں عبدالملک نے ابان بن عثمان کو مدینہ منورہ کی گورنری سے معزول کر کے ہشام بن اسماعیل مخزومی کو مقرر کیا ہشام نے نوفل بن مساحق کو عہدہ قضاء مدینہ سے موقوف کر کے عمر بن خالد رزمی کو قاضی بنایا۔

قتیبہ بن مسلم اسی سال حجاج نے شہر واسطہ کو آباد کیا۔ ۸۵ھ میں حجاج نے یزید بن مہلب کو خراسان کی گورنری سے سبک دوش کر دیا۔ ہشام نے اس جگہ چند دنوں کے لئے اس کے بھائی مفضل کو اور اس کے بعد قتیبہ بن مسلم کو مقرر کیا۔

عہد وید بن عبدالملک عبدالملک کے مرنے کے بعد ولید تخت نشین ہوا۔ اس نے اپنے زمانہ حکومت کے شروع میں ہشام بن اسماعیل کو مدینہ منورہ سے معزول کر کے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو مقرر کیا۔ عمر بن عبدالعزیز نے ابو بکر بن عمر بن خرم کو مدینہ منورہ کا عہدہ قضاء مرحمت کیا اور حجاج نے بصری کی گورنری پر جراح بن عبداللہ حکمی کو اور عہدہ قضاء پر عبداللہ بن اذینہ کو اور قضاء کوفہ پر ابو بکر بن ابوموسیٰ بن اشعری کو مقرر کیا۔

خالد بن عبداللہ قسری اور محمد بن قاسم: ۸۹ھ میں ولید نے مکہ معظمہ کی حکومت خالد بن عبداللہ قسری کو دی۔ ان دنوں سرحد سندھ پر محمد بن قاسم بن محمد بن حکم بن ابی عقیل ثقفی (حجاج کا چچا زاد بھائی) مامور تھا۔ اسی نے سندھ کو فتح کر کے اس کے بادشاہ کو قتل کیا تھا مصر کا گورنر عبداللہ بن عبدالملک تھا۔ اس کو اس کے باپ نے مقرر کیا تھا اہلیان مصر اس کی بد اخلاقی سے ناراض ہو گئے، ولید نے اسی سال اس کو معزول کر کے قرہ بن شریک کو مقرر کیا اور خاند کو حکومت سے سنبھال کر کے حجاز کو عمر بن عبدالعزیز کی گورنری میں شامل کر دیا۔

مسلمہ بن عبدالملک اور موسیٰ بن نصیر ۹۱ھ میں ولید نے اپنے چچا محمد بن مرہان کو جزیرہ آرمینیا کی گورنری سے معزول کر کے اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو مقرر کیا۔ اقصائے مغرب مقام طندہ پر طارق بن زیاد گورنر تھا جو موسیٰ بن نصیر عامل قیروان کی طرف سے مامور تھا۔ طارق نے دریہ عبور کر کے اندلس کے علاقوں پر نہایت کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۹۲ھ کا ہے جیسا کہ اندلس کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

خالد بن عبداللہ: ۹۳ھ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کو حکومت حجاز سے معزول کر دیا گیا اور ان کی جگہ خالد بن عبداللہ مکہ معظمہ پر اور عثمان بن حیان مدینہ منورہ پر مقرر کئے گئے۔ ۹۵ھ میں حجاج مر گیا۔ اس کے بعد ۹۶ھ میں ولید کا بھی انتقال ہو گیا۔ اسی سال قتیبہ بن مسلم بوجہ انتقاض سیمان راگیہ سیمان نے اس کے بجائے یزید بن مہلب کو مامور کیا۔ اسی زمانے میں قرہ بن شریک کی بھی وفات ہوئی تھی۔

ابو بکر بن محمد اور محمد بن یزید: مدینہ منورہ پر ابو بکر بن محمد بن عمر بن خرم، مکہ معظمہ پر عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید، قضاء کوفہ پر ابو بکر بن موسیٰ اور قضائے بصری پر عبدالرحمن بن اذینہ تھا۔ ۹۷ھ میں سلیمان نے موسیٰ بن نصیر کو افریقہ سے علیحدہ کر کے محمد بن یزید قرشی کو مقرر کیا۔ اسی دوران سیمان مر گیا عمر بن عبدالعزیز نے بجائے اس کے اسماعیل بن عبداللہ کو مقرر کر دیا۔

یزید بن مہلب اور عدی بن ارطاة: طبرستان اور جرجان، سلیمان بن عبدالملک کے عہدہ حکومت ۹۸ھ میں یزید بن مہلب کے ہاتھ سے فتح ہوا تھا۔ ۹۹ھ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بصری پر عدی بن ارطاة فزاری کو متعین کیا اور یزید بن مہلب کو بحال رکھنے کی ہدایت کی۔ پس عدی نے قضائے بصری پر حسن بن ابوالحسن بصری کو اس کے بعد ایاس بن معاویہ کو مقرر کیا اور کوفہ کی حکومت پر عبدالحمید بن عبدالرحمن بن یزید بن خطاب کو اور مدینہ منورہ پر عبدالعزیز بن ارطاة کو خراسان پر جراح بن عبداللہ بن حکمی کو مقرر کیا۔

عبدالرحمن بن نعیم اور عمر بن ہبیرہ: اس کے بعد ۱۰۰ھ میں اسے معزول کر دیا گیا اور عبدالرحمن بن نعیم قریشی کو مقرر کیا گیا۔ جزیرہ کا گورنر عمر بن ہبیرہ قراری اور افریقہ کا اسماعیل بن عبداللہ (جو مخزوم کا آزاد کردہ غلام) اور اندلس کا سنج بن مالک خولانی گورنر تھا۔

۱۰۱ھ میں حکومت افریقہ سے اسماعیل بن عبداللہ معزول کیا گیا اور اس کی جگہ یزید بن ابی اسلم کو (حجاج کا سیکرٹری) گورنر بنایا گیا چنانچہ یہی افریقہ میں مسلسل گورنر باقی رہا کہ اسے قتل کر دیا گیا۔

مسلمہ بن عبدالملک ۱۰۲ھ میں یزید بن عبدالملک نے اپنے بھائی مسلمہ کو عراق اور خراسان کی حکومت مرحمت کی اس نے فی طرف۔

خراسان پر سعید بن عبدالعزیز بن حرث بن حکم بن ابی العاص بن امیہ کو مقرر کیا اسے سعید خزینہ بھی کہا کرتے تھے کچھ عرصہ بعد مسلمہ کی دل جوئی کی اس کو معزول کر کے ابن یزید بن ہبیرہ کو مقرر کیا گیا۔

عبدالرحمن بن ضحاک اور عبدالواحد بن عبداللہ: اس نے قضاء کوفہ پر قاسم بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود نو اور قضاء بصری پر عبدالملک بن یعلیٰ کو مقرر کیا اور مصر پر قرہ بن شریک کے بعد اسامہ بن یزید کو اور خراسان پر ہبیرہ نے سعید حرشی کو حذیفہ کی جگہ مامور کیا۔ ۱۰۳ھ میں مکہ و مدینہ کی حکومت عبدالرحمن بن ضحاک کو دی اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد کو حکومت مکہ و طائف سے معزول کیا۔ طائف میں اس جگہ عبدالواحد بن عبداللہ بصری امیر بنایا گیا۔

جراح بن عبداللہ اور مسلم بن سعید: ۱۰۴ھ میں یزید نے آرمینیا پر جراح بن عبداللہ کو مقرر کیا اور عبداللہ بن ضحاک کو گورنری سے تیس سال مکہ و مدینہ کی حکومت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ عبدالواحد بصری کو مقرر کیا۔ ابن ہبیرہ نے سعید حرشی کو حکومت خراسان سے سبکدوش کر کے مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعہ کلابی کو امارات عنایت کی کوفہ کا عہدہ قضاء حسین بن حسین کنڈی کو دیا گیا۔

عہد ہشام اور خالد بن عبداللہ قسری: ۱۰۵ھ میں یزید بن عبدالملک مر گیا تو ہشام تخت نشین ہوا۔ اس نے عمر بن ہبیرہ کو معزول کر کے حکومت عراق پر خالد بن عبداللہ قسری کو روانہ کیا۔ خالد نے مسلم بن سعید کو معزول کر کے اپنے بھائی اسد کو ۱۰۶ھ میں امیر خراسان بنا کر خراسان بھیجی اور بصری پر عقبہ بن ابوالاعلیٰ کو اور اس کے عہدہ قضاء پر ثمامہ بن عبد اللہ بن انس کو اور سندھ پر جنید بن عبدالرحمن کو مقرر کیا۔

حر بن یوسف اور ابراہیم بن ہشام: ان ہی دنوں ہشام نے موصل کی گورنری حر بن یوسف کو دی اور عبدالواحد بن نظری کو حکومت حجاز سے معزول کر کے ابراہیم بن ہشام بن اسماعیل مخزومی کو مقرر کیا اور مدینہ منورہ کا عہدہ قضاء محمد بن صفوان مکی کو دیا گیا، پھر کچھ عرصے بعد اس کو معزول کر کے صلت کنڈی کو قاضی بنایا۔ جراح بن عبداللہ کو آرمینیا اور آذربائیجان سے معزول کیا گیا تو اس کے بجائے ہشام نے اپنے بھائی مسلمہ کو آرمینیا اور آذربائیجان کا گورنر بنادیا۔ اس نے اپنی طرف سے حرث بن عمر الطامی کو گورنر بنایا۔

یوسف بن عمر اور اشرس بن عبداللہ: ۱۰۸ھ میں یمن کا گورنر یوسف بن عمر تھا ۱۰۹ھ میں خالد اور اس کا بھائی اسد حکومت خراسان سے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ ہشام نے اشرس بن عبداللہ سلمیٰ کو مامور کیا اور یہ حکم دیا کہ خالد کو اپنا سیکرٹری بنالینا۔ خالد کی معزولی کا یہ سبب تھا کہ اس نے اپنے بھائی کی جگہ پر حکم بن اعوانہ کلبی کو خراسان پر مقرر کر دیا تھا، ہشام کو یہ تقرری پسند نہیں آئی فوزا خالد کو معزول کر دیا۔

عبیدہ بن عبدالرحمن: ۱۰۹ھ میں عامل قیردان بشر بن صفوان مر گیا، ہشام نے اس کی جگہ عبیدہ بن عبدالرحمن اعزسی کو مقرر کیا، اس نے یحییٰ بن سلمہ کلبی کو حکومت اندلس سے علیحدہ کر کے حذیفہ بن اخوس انجعی کو مامور کیا، پھر چھ مہینے بعد اس کو بھی معزول کر کے عثمان بن ابی تسعہ کھعمی کو اندلس کی امارت دے دی۔

خالد قسری اور جنید بن عبدالرحمن: ۱۱۰ھ میں خالد قسری نے بصری کی امامت پولیس، قضاء اور صیغہ مال کی زمام حکومت بدال بن ابی بردہ کو دی اور ثمامہ کو عہدہ قضاء بصری سے معزول کر دیا ۱۱۱ھ میں ہشام نے اشرس بن عبداللہ کو حکومت خراسان سے معزول کر کے جنید بن عبدالرحمن بن حرث بن خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ مزی کو مقرر کیا اور آرمینیا پر جراح بن عبداللہ مکی کو مسلمی کی معزولی کے بعد مقرر کر دیا اسی سال عبیدہ بن عبدالرحمن گورنر افریقہ نے عثمان بن ابی تسعہ کو اندلس کی حکومت سے معزول کر کے شمیم بن عبید کتانی کو مقرر کیا۔

سعید حرشی اور عبیدہ بن عبدالرحمن: ۱۱۳ھ میں ترکمانوں نے جراح بن عبداللہ گورنر آرمینیا کو مار ڈالا تو ہشام نے اس کی جگہ سعید حرشی کو مقرر کیا اور حشیم گورنر اندلس کے انتقال کے بعد اہل اندلس نے محمد بن عبداللہ انجعی کو دو مہینے تک اپنا امیر بنائے رکھا اس کے بعد عبیدہ بن عبدالرحمن گورنر افریقہ کی جانب سے عبدالرحمن بن عبداللہ غافقی کو امیر اندلس مقرر کیا اس نے افریقہ پر چڑھائی کی اور اسی جنگ میں مارا گیا، تب عبیدہ نے اس کی جگہ عبدالملک بن قطن فہری کو مقرر کیا۔ اس کے بعد عبیدہ بن عبدالرحمن حکومت افریقہ سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ عبیدہ بن حجاب کو مقرر کیا گیا۔ یہ مصر کا گورنر تھا۔

مروان بن محمد اور خالد بن عبد الملک: ۱۱۴ھ میں یہ افریقہ پہنچا اسی سال ہشام نے مسلمہ کو آرمینیا سے معزوں کر کے مروان بن محمد بن مروان کو مقرر کیا اور ابراہیم بن ہشام کو امارت حجاز سے موقوف کر کے مدینے کی حکومت خالد بن عبد الملک بن حمرہ بن حمرہ بن عبد الملک اور حاکم بن محمد بن ہشام معزوی کو دی۔

عاصم بن عبد اللہ: ۱۱۶ھ میں ہشام نے عبد الرحمن مزی کو حکومت خراسان سے معزول کر کے عاصم بن عبد اللہ یزید حطای کو مقرر کیا، اسی سال عبد اللہ بن حجاب نے عقبہ بن حجاج قیس کو بجائے عبد الملک بن قطن کے امارت اندلس پر بھیجا نہ نچہ اس نے خلیفہ کو فتح کر لیا۔

خالد بن عبد اللہ قسری: ۱۱۷ھ کا دور آیا تو ہشام نے عاصم بن عبد اللہ کو حکومت خراسان سے معزول کر کے خالد بن عبد اللہ قسری کو مقرر کیا، خالد نے اپنا نائب اپنے بھائی اسد کو بنایا۔ عبد اللہ بن حجاب، جس کو ہشام نے مصر کی گورنری سے فریقہ کی گورنری پر بھیجا تھا۔ اس نے روانگی کے وقت مصر پر اپنے بیٹے کو مقرر کیا تھا اور افریقہ پہنچ کر اندلس پر عقبہ بن حجاج کو اور طنجة پر اپنے دوسرے بیٹے اسماعیل کو مقرر کیا تھا اور حبیب بن ابی عبیدہ بن عقبہ بن حجاب کو جہاد کی غرض سے مغرب کی طرف روانہ کیا چنانچہ حبیب جہاد کرتا ہوا سوس اقصیٰ اور زمین سوا ان تک پہنچ کر رہا ہوا چلا گیا۔ بشار مال غنیمت ہاتھ لایا۔ پھر ۱۲۲ھ میں اس نے صقلیہ پر جہاد کیا اس کے اکثر شہر فتح ہو گئے، ابھی مکمل فتح نہ ہونے پائی تھی کہ کسی ضرورت کی وجہ سے اس وہاں سے ہٹ گیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

محمد بن ہشام اور نصر بن سیار: ۱۱۹ھ میں ہشام نے مدینہ منورہ کی حکومت سے خالد بن عبد الملک بن حمرہ کو معزول کر کے محمد بن ہشام بن اسماعیل کو مقرر کیا۔ ۱۲۰ھ میں اسد بن عبد اللہ خراسانی کے مرنے کے بعد نصر بن سیار و مقرر کیا گیا۔ اسی سال ہشام نے خالد قسری کو عراقین اور خراسان کے تمام مسعودوں کی حکومت سے معزول کر کے یوسف بن عمر ثقفی کو ویت یمن کے بدو خاندان ہمدان موریا اس نے نصر بن سیار کو حکومت خراسان پر بحال رکھا ان دنوں عہدہ قضا، وفاء، پان شرمہ اور قضا، بصرہ پر عاصم بن عبیدہ تھا یوسف بن عمر نے ابن شرمہ و بصرہ کی حکومت پر بھیج دیا اور اس کی جگہ کوفہ میں محمد بن عبد الرحمن بن ابی ایمن کو اور قضا، بصرہ پر ایاس بن معاویہ بن قرد و موریا اتحاق یہ کہہ کر اسے اس کا انتقال ہو گیا۔

عبد الملک بن قطن: ۱۱۳ھ میں کلثوم بن کلثوم عیاض جس کو ہشام نے جنگ پر تیار کیا تھا۔ جنگ کے دوران مارا گیا اور عقبہ بن حجاج امیر اندلس بھی مر گیا۔ بعض کا بیان ہے کہ اہل اندلس نے یورش کر کے عقبہ بن حجاج کو حکومت اندلس سے سبکدوش کر دیا تھا تب عبد الملک بن قطن کو دوبارہ حکومت اندلس پر بھیجا گیا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

ابو الخطار حسام بن ضرار کلبی: ۱۲۳ھ میں اطراف خراسان میں ابو مسلم (اموی بنو عباس) ظاہر ہوا اسی اثنا میں بلخ نے اندلس پر حمہ بن اور پھر عرصہ بعد مر گیا۔ یہ ان لوگوں میں سے تھا جو کلثوم بن عیاض کے ساتھیوں میں سے تھے، جب بربر نے اس کو قتل کر دیا تو یہ اندلس بھاگ گیا تھا۔ خلیفہ ہشام نے اندلس پر ابو الخطار حسام بن ضرار کلبی کو مقرر کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ نائب کا عہدہ حنظلہ بن صفوان کو دینا مگر اس سے پہلے بلخ کے مرنے پر اہل اندلس نے عقبہ بن خزاعہ بن سلامہ غلی کو اپنا امیر بنالیا تھا چنانچہ جب ابو الخطار حسام بن ضرار کلبی اندلس پہنچا تو اس نے ثعلبہ کو معزول کر کے حنظلہ بن صفوان کو مقرر کیا اسی سال ولید بن یزید نے اپنے ماموں یوسف بن محمد بن یوسف ثقفی کو امارت حجاز کا معزز عہدہ دیا۔

منصور ابن جمہور اور عبد اللہ بن عمر: ۱۲۶ھ کے دور میں ولید بن یزید کو ہار ڈالا گیا اور یزید بن ولید تخت خلافت پر بیٹھا اس نے حکومت عراق سے یوسف بن عمر کو معزول کر کے منصور ابن جمہور کو مقرر کیا۔ چنانچہ منصور ابن جمہور نے اپنے نائب کو خراسان کی طرف روانہ کیا جس کو نصر بن سیار نے بجائے خراسان کے چارن، لینے کے خراسان میں داخل تک نہ ہونے دیا چنانچہ بعد یزید بن ولید نے منصور بن جمہور کو عراق کی حکومت سے برطرف کر کے عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز کو گورنری دے دی۔

عبد العزیز بن عمر اور نصر بن سعید حریشی: مدینہ منورہ کی حکومت سے یوسف بن محمد بن یوسف کو موقوف کر کے عبد العزیز بن عمر بن عثمان کو مامور کیا۔ ۱۲۷ھ میں عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر نے خروج کر کے وفاء پر قبضہ کر لیا اور مروان نے حجاز پر عبد العزیز بن عمر بن عبد العزیز کو عراق

پرنصر بن سعید حریشی کو مقرر کیا لیکن ابن عمر نے نصر بن سعید حریشی کو حکومت سپرد کرنے سے انکار کیا۔ آپس میں نزاعات و جنگ کا دروازہ کھل گیا چنانچہ ابن عمر خورج سے جا ملا، جیسا کہ خوارج کے تذکرے کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

یوسف بن عبدالرحمن فہری اور عبدالواحد: ۱۳۰ھ میں ابو مسلم نے پورے خراسان پر بلا شرکت غیرے قبضہ کر لیا اور نصر بن سیار اپنا دور یہ ستر پیٹ کر بھاگ گیا پھر ۱۳۱ھ اطراف ہمدان میں مر گیا اسی سال سیاہ پرچم والے بھی خراسان پہنچ گئے۔ جن کا سردار قحطیہ تھا۔ بن دنوں ابن ہبیرہ گوز عراق تھا چنانچہ فریقین کی لڑائی ہوئی بالآخر ابن ہبیرہ کو شکست اٹھانا پڑی اور اہل خراسان نے ابو العباس سفاح خلیفہ اول بنو عباس کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد عباسیوں نے شام اور مصر کو مروان آخری خلیفہ بنو امیہ سے چھین کر اس کو بھی مار ڈالا اور اس کے مارے جانے سے بنو امیہ کی حکومت شام و مصر و عرب سے ختم ہو گئی اور حکومت و خلافت کی باگ ڈور بنو عباس کے ہاتھ میں لوٹ آئی۔ **وَالْمَلِكُ لِلَّهِ يَوْمَئِذٍ مِنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ۔**

یہ حالات بنو امیہ کے ابو جعفر طبری کی کتاب سے خلاصہ کر کے لکھے گئے ہیں اب ہم نے جیسا کہ اپنی کتاب کا نظم مقصود کیا ہے اس سے پہلے وعدہ کر چکے ہیں۔ اب ہم خوارج کے حالات و اخبار لکھتے ہیں۔ **وَاللّٰهُ الْمَعِينُ لَا رَيْبَ عِندَهُ۔**

خوارج کا فتنہ اور حالات و واقعات

خوارج اور حضرت علی رضی اللہ عنہ: اس سے پہلے ہم جنگ صفین میں حکمین کے تقرر اور خوارج کے علیحدہ ہونے اور امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بوجہ تقرر حکمین ❶ ہونے کے حالات بیان کر آئے ہیں اور یہ کہ جناب مختشم الیہ نے خوارج کو واپس بلانے میں نہایت نرمی و مدد حفت سے کام لیا اور اظہار حق کے لئے انتہائی داناتی کے ساتھ ان لوگوں سے مناظرہ بھی کیا لیکن خوارج نے کوئی بات نہ مانی اور جنگ پر تیار ہو گئے اور اپنا شعار ”**لَا حُكْمَ إِلَّا لِلّٰهِ**“ مقرر کر کے عبید اللہ بن واہب راہبی کے ہاتھ پر بیعت کر لی امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ مقدم نہروان پر ان سے جنگ کر کے آئے یک خونریز جنگ کے بعد آپ نے ان سب کو پامال کر دیا۔ **إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ**

اس کے بعد خوارج کے باقی لوگوں میں سے ایک گروپ بناء کی طرف چلا گیا۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی پاد کے لئے ایک لشکر بھیج دیا۔ جس نے ان کو بھی صفحہ ہستی سے مٹا دیا ان کے علاوہ ایک چھوٹا سا گروپ ہلال بن علیہ کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ گیا ان کی بچاؤ کئی پر آپ نے معقل بن قیس کو مامور فرمایا چنانچہ انہوں نے ہلال کے سارے ساتھیوں کو قتل کر ڈالا۔ تیسرے گروپ کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا گیا۔ چوتھے کے ساتھ مدائن میں جنگ ہوئی۔ پانچویں کے ساتھ شہر زور میں۔ غرض یکے بعد دیگرے جہاں جہاں یہ گئے ان کا وہیں پر سر پکڑ کر رگزدیا گیا گنتی کے چند لوگ جن میں ذرا دم خرم باقی تھا ان کا شریعت ہانی نے خاتمہ کر دیا باقی کمزور خوارج جن کا شمار انگلیوں پر ہو سکتا تھا اور جو پچاس افراد سے زائد نہ تھے انہوں نے ان حاصل کر لی۔ ان صدقوں سے خوارج کے گروہ کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔

عبدالرحمن بن حجاج: اس کے بعد ان میں سے وہ تین افراد ایک جگہ پر جمع ہوئے جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص کے قتل کا بیڑا اٹھایا تھا۔ ان تین افراد میں عبدالرحمن بن حجاج تھے تو اپنے ارادے میں کامیاب ہو گیا۔ یعنی اس نے میر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کر لیا۔ باقی اس کے دو ہمراہی، ان کے ہاتھوں سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی شہادت ہو گئی ۱۴۱ھ میں تمام مسلمانوں نے متفق ہو کر امیر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی جس سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مستقل طور پر خلافت اسلامیہ کے خوش نمالہاس سے آراستہ پیراستہ ہو گئے۔

فروہ بن نوفل اشجعی: انہی دنوں فروہ بن نوفل اشجعی نے حضرت علی اور حضرت حسن (علیہما السلام) سے علیحدگی اختیار کر لی تھی اور پانچ افراد کے ساتھ شہر زور میں ٹھہرا ہوا تھا جب حضرت امیر معاویہ کی خلافت کی بیعت ہو گئی تو فروہ نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا ”اب اظہار حق کا وقت آیا ہے

❶ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت ابو موسیٰ اشجعی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ کی طرف سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ حکم بنے تھے

”ٹھہرا اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جہاد کرو“ اپنے گروپ کو لے کر کوفہ کے قریب نخلیہ میں مقیم ہو گیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ خبر پا کر اہل کوفہ کو فروہ سے جنگ کرنے کا حکم دے دیا۔ اہل کوفہ نے مقابلہ کے ارادے سے نخلیہ کی جانب کوچ کیا۔ خوارج نے اہل کوفہ سے درخواست کی کہ ”تم درمیان میں نہ پڑو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ہم کو آپس میں نیپٹ لینے دو“ اہل کوفہ نے اس کو منظور نہیں کیا، تب قبیلہ اشجع فروہ کے پاس جمع ہو گیا اور اس کے ساتھ مل کر لڑنے کے لئے نکلا کوفہ میں زبردستی گھس گیا۔

عبداللہ بن ابوالحریشی: خوارج نے اس کے بعد قبیلہ طے کے عبداللہ بن ابوالحریشی کو امیر بنایا، چنانچہ اہل کوفہ سے ایک گھمن کی لڑائی ہوئی ابن ابوالحریشی ان کے ساتھ تھا اس کے بعد خوارج حوثرہ بن وداع اسدی کے پاس جمع ہوئے اور ڈیڑھ سو کی تعداد میں نخلیہ کی طرف بڑھے۔ اس گروپ میں ابن ابوالحریشی کے باقی ماندہ ساتھی بھی شریک تھے۔ امیر معاویہ نے حوثرہ کے پاس اس کے باپ کو روکنے کے لئے بھیجے۔ لیکن حوثرہ نہیں مانا۔ امیر معاویہ نے ان کی سرکوبی پر عبداللہ بن عوف کو ایک لشکر جرار ساتھ کیا چنانچہ اس نے اس کو اور اس کے سارے ساتھیوں کو پچاس آدمیوں کے علاوہ مارڈال جو جان بچا کر کوفہ پہنچے اور متفرق اور منتشر ہو گئے۔ یہ واقعہ جمادی الثانی ۴۱ھ کا ہے۔

فروہ ابن نوفل اشجعی کا قتل: ... اس واقعہ کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ کو اپنا نائب مقرر کر کے شام چلے گئے۔ فروہ ابن نوفل اشجعی نے میدان خالی سمجھ کر پھر خروج کر دی حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ایک دستہ سواروں کا اس کی سرکوبی پر مقرر کیا جس کا سردار ابن ربیع اور بقول بعض مغفل بن قیس تھا۔ شہر زور میں مقابلے کی نوبت آئی چنانچہ ابن ربیع نے فروہ کو اس لڑائی میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔

شعیب بن ابجر کا خاتمہ: ... اس کے بعد مغیرہ رضی اللہ عنہ نے شعیب بن ابجر کی طرف ایک شخص کو روانہ کیا جس نے اس کو قتل کر دیا شعیب بن ابجر بن ہجم کے دوستوں میں سے تھا اور یہی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی خوش خبری لے کر آیا تھا۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس خیال سے کہ کہیں یہ مجھ پر بھی اپنا ہاتھ نہ صاف کرے، شعیب کے قتل کا حکم دے دیا۔ شعیب یہ خبر پا کر کوفہ کے آس پاس علاقوں میں چھپ گیا اور لوگوں کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف ابھارنے لگا۔ یہاں تک کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ نے اس کے قتل کے لئے ایک شخص کو مقرر کر دیا جس نے اس کو قتل کر دیا۔

معن ابن عبداللہ محارب کا انجام: ... اس کے بعد حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی کہ خوارج کے چند لوگ حملے کا ارادہ کر رہے ہیں اور ان کا سردار معن ابن عبداللہ محارب ہے۔ چنانچہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے معن کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور اس سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت کی بیعت طلب کی مگر معن نے انکار کر دیا چنانچہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اسے مار ڈالا۔

ابو مریم مولیٰ ابولیلی کا قتل: ... اس کے بعد حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے خلاف ابو مریم مولیٰ بنی حرث بن کعب نے بغاوت کی اس کے ساتھ عورتیں بھی لڑنے نکلی تھیں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ان کے چند آدمیوں کو قتل کر دیا، پھر ابولیلی نے مسجد میں عام لوگوں کے سامنے خروج کا حکم دیا اور اپنے چند خدام کے ساتھ خروج کر دیا۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے معقل بن قیس ریاحی کو اس کی سرکوبی پر متعین کیا۔

سہم بن غانم جہنی کا قتل: ان واقعات کے بعد ابن عامر گورز بصری کے خلاف بصری میں سہم بن غانم جہنی نے ستر آدمیوں کی جمعیت سے بغاوت کی جس میں حطیم یعنی یزید بن مالک الباطلی بھی تھا۔ بصری اور دونوں پلوں کے درمیان خوارج نے قیام کیا اتفاق سے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس طرف سے گذر ہو گیا، جو جہاد سے واپس آ رہے تھے انہوں نے سہم اور اس کے بیٹے اور بھتیجے کو قتل کر ڈالا یہ کہہ کر کہ یہ لوگ مرتد ہو گئے ہیں اس دوران ابن عامر بھی پہنچ گیا اس نے بھی ان میں سے اکثر آدمیوں کو قتل کر دیا جو باقی رہ گئے انہوں نے امان حاصل کر لی۔

حطیم کا خاتمہ: جب ۴۵ھ میں یزید بصری پہنچا تو حطیم ابواز کی طرف بھاگ گیا اور وہاں سے ایک گروہ کو جمع کر کے بصری کی طرف واپس ہوا بصری کے قریب پہنچ کر اس کے ساتھی جان کے خوف سے اس سے علیحدہ ہو گئے اور وہ مجبور ہو کر ادھر ادھر جانے کی کوشش کرنے لگا اور زیادہ سے امان طلب کی مگر زیادہ نے امان نہ دی۔ کسی نے اس کا پتہ بتا دیا زیادہ نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا اور اسے اسی کے گھر میں سولی دے دی۔ بعض کا بیان ہے

کہ اس کو عبداللہ بن زیاد نے ۵۴ھ میں قتل کیا تھا۔

مستورد بن عقیلہ تمیمی اس کے بعد خوارج کو فے میں مستورد بن عقیلہ تمیمی (قبیلہ تیم الرباب) حیان بن ضبیان سلمیٰ اور معاویہ بن جہش بن الطاق کے پاس جمع ہوئے یہ لوگ نہروان کے باقی جنگجو تھے جو کچھ زخمی ہو کر مقتولین کے نیچے دب کر بچ گئے تھے امیر المؤمنین حضرت علیؑ نے شہادت کے بعد وفہ میں داخل ہو کر چار سو افراد کے ساتھ حیان بن ضبیان کے مکان پر جمع ہوئے اور بغاوت کے بارے میں مشورہ اور اہارت کے لئے لوگوں کو منتہب کرنے لگے۔ چنانچہ بحث و مباحثہ کے بعد سب نے مستورد بن عقیلہ تمیمی کو امیر بنالیا اور ماہ جمادی الثانی میں اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور ابھی تک خروج کی نوبت نہ آئی تھی کہ مغیرہ بن یحییٰ نے یہ خبر پا کر مستورد کے مکان کا محاصرہ کر لیا حیان اور چند لوگ گرفتار ہو گئے جن کو مغیرہ بن یحییٰ نے قید کر دیا اور مستورد بھاگ کر حیرہ پہنچ گیا رفتہ رفتہ خوارج بھی اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔

معقل اور خوارج۔ مغیرہ بن یحییٰ کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور خوارج کو دھمکیاں دیں معقل بن قیس نے ہٹے ہوئے کہا ”امیر کو کسی عیحدہ انتظام کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہر سردار اپنے اپنے قبیلہ کا ذمہ دار بنادیا جائے“ مغیرہ بن یحییٰ نے اس رائے کو پسند کر لیا اور مجلس درخواست ہو گئی صمصام بن صوحان، عبدالقیس کے پاس آیا اور یہ جانتا تھا کہ خوارج سلیم بن معدون عبدی کے مکان ہر آتے جاتے ٹھہرتے ہیں مگر یہ اپنے بھائی اور خاندان والوں کو مغیرہ بن یحییٰ کے سپرد نہیں کرنا چاہتا تھا بڑی مشکل سے تین سو آدمیوں کو لے کر وفہ سے نکل کر صراۃ پہنچ معقل بن قیس نے تین ہزار آدمیوں کو ساتھ لے کر خوارج سے جنگ دے کر خوارج سے جنگ کرنے روانہ کیا اور (ان پر ان لوگوں کو سردار بنایا جو امیر المؤمنین حضرت علیؑ کے حامی تھے) اور خود بھی شیعہ کے ساتھ مل کر خروج کیا خوارج نے یہ سن کر مدائن کی طرف نہر عبور کرنے کا ارادہ کیا مدائن کے گورنر سالم بن عبدالنسی نے روکا اور ان لوگوں کو بہ شرط اطاعت امان دینے کو کہا۔ خوارج نے انکار کیا اور مدائن سے مڑ کر مدائن کی طرف روانہ ہو گئے۔

جنگ نذار: بصری میں ابن عامر کو یہ خبر ملی فوراً تین ہزار شیعوں کے ساتھ شریک بن اعور حارثی کو روانہ کر دیا اس دوران معقل بن قیس مدائن پہنچ گیا جب کہ خوارج نذار روانہ ہو گئے تھے۔ معقل نے ابوالردع شاکری کو تین سو کی تعداد میں بطور مقدمہ انجیش بڑھنے کا حکم دیا۔ ابوالردع نے نہایت تیزی سے منزل طے کر کے خوارج کو نذار میں گھیر لیا اور لڑائی شروع ہو گئی شام ہوتے ہی معقل بن قیس بھی باقی آدمیوں کو لے کر پہنچ گیا۔ خوارج کے ایک گروپ نے معقل پر بھی حملہ کر دیا معقل کے ساتھیوں نے نہایت استقلال سے مقابلہ کیا چنانچہ تقریباً آدھی رات تک لڑائی ہوتی رہی ہاتھ خراب فریقین امید و بہم کی حالت میں ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد خوارج کو جاسوسوں کے ذریعہ سے یہ معلوم ہوا کہ شریک بن اعور بصری سے آ رہا ہے یہ سنتے ہیں پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی اور رہی سہی طاقت بھی جاتی رہی چنانچہ اس نے رات ہی کے وقت کوچ کر دیا صبح ہوئی تو میدان جنگ میں صرف معقل کے لشکر کی فوج تھی اور خوارج کے لشکر کا کہیں نام و نشان تک نہ تھا۔

جر جان کی جنگ: دن ہوتے ہی شریک بن اعور بھی پہنچ گیا چنانچہ معقل نے شریک کے مشورے سے ابوالردع کو چھ سو آدمیوں کے ساتھ خوارج کے عقب میں روانہ کیا، جر جان میں ٹڈ بھٹھڑ ہو گئی۔ میدان ابوالردع کے ہاتھ رہا۔ خوارج کا لشکر شکست کھا کر ساہاٹ کی طرف بھاگا اور ابوالردع ان کے عقب میں تھا۔ مستورد یہ تاڑ کر کہ معقل کے جان نثار اور تجربہ کار سردار ابوالردع کے ہمراہ ہیں اپنے گروہ سے عیحدہ ہو کر معقل کی فوج کی طرف لوٹ پڑا۔ ابوالردع کو اس کا احساس تک نہ ہوا وہ برابر ان کے تعاقب میں چلا جا رہا تھا۔

مستورد اور معقل کا خاتمہ: جس وقت مستورد معقل کی لشکر گاہ کے قریب پہنچا اچانک حملہ کر دیا اور نہایت سختی سے لڑنے لگا معقل کے کٹر ساتھی اس نے گہنی حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اتفاق یہ کہ ان کی ابوالردع سے ملاقات ہو گئی چنانچہ ابوالردع سمجھ بھگا کر واپس آیا اور دوبارہ نہایت استقلال و استحکام سے جنگ کی بنیاد قائم کی، جنگ کے دوران مستورد نے لپک کر معقل کے پیٹ میں برچھاما مار دیا معقل نے برچھے کو نکال کر پھینک دیا اور آگے بڑھ کر مستورد کے سر پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کے دماغ کے دو ٹکڑے ہو گئے دونوں حریف تیرا کر گر پڑے اور ایک ساتھ دم توڑ دیا۔ عمر بن محرز بن شہاب تمیمی نے معقل کی ہدایت پر پرچم کو سنبھالا اس کے بعد سنبھل کر لوگوں نے خوارج پر دوبارہ حملہ کر دیا جس میں پانچ یا چھ

آدمیوں کے علاوہ ایک شخص بھی زندہ نہ بچ سکا ابن کلی کا خیال ہے کہ مستور قبیلہ بنو رباح کے تیم سے تھا اور بصری میں بہ زمانہ حکومت زیاد خرونی آیا تھا قریب ازدی اور جلف طائی اس کی خالہ کے بیٹے تھے ان دنوں بصری میں سمرہ بن جندب تھا، بنو ضبہ کے چند لوگ اور طائی سے شبان و بنو اسب بر سر مقابلہ آئے اور اس معرکہ میں بڑے بڑے نمایاں کام کئے۔ جنگ کے درمیان قریب مارا گیا۔ عبداللہ بن اوس طائی اس کا سر لے کر زیاد کے پاس آیا۔ زیاد اور سمرہ خوارج کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنے لگے اور ان میں سے ایک بڑے گروہ کو قتل کر دیا۔

ابن خراش عجل کی بغاوت اس کے بعد ۵۲ھ میں ابن خراش عجل کے تین سو آدمیوں کے ساتھ سواد میں زیاد کے خلاف بغاوت بھی کی زیاد نے سعد بن حدیفہ کو چند دستہ فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ پر روانہ کیا جنہوں نے ان سب کو ختم کر دیا۔

حیان بن ضبیان اور معاذ طائی: اسی زمانے میں مستور کے ساتھیوں میں سے حیان بن ضبیان اور معاذ طائی نے بھی عجم بغاوت بند کیا تھا جن کی سرکوبی کے لئے وہ لوگ متعین کئے گئے جو ان کے قتل کے باعث بنے اور بعض کا یہ بیان ہے کہ خوارج نے امان طلب کر لی تھی اور امان حاصل کرنے کے بعد منتشر ہو گئے تھے۔

خوارج اور ابن زیاد: ۵۷ھ میں بصری عبدالقیس قبیلہ کے سرخارجیوں نے خروج کیا اور طوا کے ہاتھ پر ابن زیاد کے قتل کرنے کی بیعت کی تھی کہ ابن زیاد نے خوارج کے ایک گروپ کو بصرے میں قید کر دیا تھا ان میں سے طواف بھی تھا۔ رہائی پانے والے خوارج کو اس فعل سے ندامت ہوئی چنانچہ مقتولین کے ورثاء کے پاس گئے، معافی مانگی اور دیت پیش کی مگر ورثاء مقتولین نے لینے سے انکار کر دیا تب بعض علماء خوارج نے ان لوگوں کو اس ارشاد ربانی کی دلیل سے ”ثم ان ربك للذین هاجروا من بعد ما فتنوا ثم جاهدوا وصبروا ان ربك من بعدها لغفور الرحیم“ جہد کا فتویٰ دیا چنانچہ ان سب نے جمع ہو کر خروج کر دیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں جب ابن زیاد کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے چند لوگوں کو اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ خوارج ان کو زیر کر کے جلجاء کی طرف چلے گئے۔ ابن زیاد نے جھلا کر پولیس اور جنگی سپاہیوں کو بڑھنے کا حکم دیا۔ خوارج نے پولیس کو شکست دے دی۔ اس کے بعد جب مخالفین کی تعداد بڑھ گئی تو سب کے سب جنگ کر کے مر گئے اس واقعہ کے بعد ابن زیاد نے خوارج پر سختی شروع کی ان میں سے ایک گروپ کو قتل کر ڈالا عروہ بن ادبہ اور مرداس اور ادبہ جریر بن تمیم وغیرہ بھی ان میں شامل تھے۔

جریر بن تمیم کا قتل: جریر بن تمیم نے ایک دن ابن زیاد کو نصیحت کرتے ہوئے کہا ”اتبنون بكل ریع ایتہ تعثون“ ابن زیاد کو اس سے یہ خیال پیدا ہوا کہ اس کے ساتھ اور لوگ بھی ہیں فوراً گرفتار کر کے اس کی بوٹی بوٹی آزادی، ساتھ ہی اس نے اس کے دونوں بیٹوں کو بھی قتل کر دیا۔ اس کا بھائی مرداس نامور روضاء اور مشہور عابدوں اور حاضرین جنگ نہروان میں سے تھا۔ عورتوں کے جہاد میں شریک ہونے کو حرام سمجھتا تھا اور نہ لڑنے والوں سے لڑنے کو حرام سمجھتا تھا اس کی بیوی بنو رنوع کی عورت تھی اور اپنے زمانے کی بڑی عبادت گذار تھی ابن زیاد نے اس کو بھی گرفتار کر کے قتل کر دیا اور خوارج کی تلاش گرفتاری قتل میں بہت بڑی کوشش کی لیکن مرداس کو زہد عبادت کی وجہ سے رہا کر دیا۔

مرداس بن تمیم کا خاتمہ: مرداس جان کے خوف سے ابواز کی طرف چلا گیا جس طرف اس کا گزر ہوتا تھا مسلمانوں کا مال و اسباب چھین کر اپنے ساتھیوں کو دے دیتا تھا جو کچھ باقی رہ جاتا وہ صاحب مال کو واپس کر دیتا تھا۔ ابن زیاد نے اس کی روک تھام کرنے اسم بن زرعہ کلابی کو دو ہزار پیادوں کے ساتھ روانہ کیا۔ اسم نے ان لوگوں کو شریک جماعت ہونے کے لئے بلایا مگر خوارج نے انکار کر دیا، چنانچہ لڑائی ہوئی اتفاق سے اسم اور اس کے ساتھیوں کو شکست ہو گئی تب ابن زیاد نے عباد بن علقمہ مازنی کو روانہ کیا جس نے تونج میں پہنچ کر تمام خارجیوں کو بحالت نماز کسی کور کوغ میں، کسی کو سجدے میں قتل کر دیا، کسی نے اپنی حالت تک نہ تبدیل کی عباد بن علقمہ ابو ہلال مرداس کا سر لے کر واپس آ گیا۔

عبید اللہ بن ابی بکرہ اور عروہ بن ادبہ: عبید اللہ بن ہلال نے تین آدمیوں کے ساتھ قصر مارت کے پاس حال معلوم کرنے کی غرض سے تعرض کیا۔ عبد بن علقمہ کے ساتھیوں نے اس کو مخالف سمجھ کر قتل کر دیا اس سے اہل بصری میں ایک شورش سی پیدا ہو گئی، ایک بڑا گروہ جمع ہو کر عبد اللہ کے مقابلے پر آیا ان دنوں بصری میں عبید اللہ بن ابی بکرہ نائب تھا ابن زیاد نے اس کو حکم دیا کہ خوارج کو چین چین کر گرفتار کر لو۔ عبید اللہ بن ابی بکرہ نے ایسا

ہی کیا اور جس کو گرفتار کیا اس سے ضمانت لے لی اثناء دارو گیر میں عروہ بن ادبہ پیش کیا گیا اس کا کوئی ضامن نہ تھا۔ عبید اللہ نے یہ کہہ کر ”میں تیرا ضامن ہوں“ رہا کر دیا اور پھر جب ان کی ابن زیاد کے سامنے پیشی ہوئی تو اس نے ان قیدیوں اور ان لوگوں کے قتل کا بھی حکم دے دیا جو ضمانت پر رہا تھے۔ ان کے قتل کے بعد عبید اللہ بن ابی بکرہ کی طرف متوجہ ہو کر عروہ بن ادبہ کے بارے میں مواخذہ کرنے لگا، بالآخر عبید اللہ نے عروہ کو مار کر حضرہ کر دیا چنانچہ ابن زیاد نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر ۵۸ھ میں پھانسی پر چڑھا دیا۔

خوارج اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ۔۔۔ ان واقعات کے بعد یزید مر گیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت مکہ معظمہ میں مستحکم و مستقل ہو گئی۔ اس سے پہلے اس وجہ سے کہ ابن زیاد ان پر سختی کر رہا تھا خوارج ابی ہلال مرداس کے قتل کے بعد حسب مشورہ نافع بن ارزق، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے جا ملے تھے اس خیال سے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ لشکر یزید پر جواز جہاد کے قائل تھے۔ گوان کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی تھی کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پوری پوری ہماری رائے کے پابند نہیں ہیں لیکن پھر بھی عبداللہ بن زبیر کے ساتھ مل کر ان کے مخالفین سے لڑتے رہے چنانچہ جب یزید مر گیا اور شمر میدان جنگ سے واپس آیا تو آپس میں عبداللہ بن زبیر کی رائے کے بارے میں سرگوشیاں کرنے لگے۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفانؓ پر طرح طرح کے الزامات قائم کرنے اور اس سے اپنی برأت ظاہر کرنے لگے۔ جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے سب کو جمع کر کے ایک بہت بڑا خطبہ دیا جس میں شیخین (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ و حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تعریفیں بیان کیں اور اس بات کی معذرت کی کہ میں ان کے (خوارج کے) خیالات سے مبرا اور بیزار ہوں اور یہ کہ تم لوگ اس بات کے گواہ رہنا کہ میں ابن عفان رضی اللہ عنہ کا دوست اور ان کے دشمنوں کا دشمن ہوں۔

خوارج کی حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے علیحدگی:۔ خوارج یہ سنتے ہی بھڑک اٹھے اور سب کے سب یک زبان ہو کر بولے: اللہ تعالیٰ تمہارے اس قول و فعل سے بری ہے ”آپ نے جواب دیا“ نہیں بلکہ ہمارے افعال و اقوال سے اللہ تعالیٰ بری ہے، ابھی تک عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ منبر سے بھی نہ اترنے پائے تھے کہ خوارج کا گروپ ان کے گروہ سے علیحدہ ہو گیا۔ نافع بن ارزق حظلی، عبداللہ بن مغار سعدی، عبداللہ بن ایاض، حظہ بن ہبیس اور بنو خور اور بنو سلیم بن یرموع سے، عبداللہ و عبید اللہ و زبیر بصری کی جانب روانہ ہو گئے (یہ سب قبیلہ تمیم کے تھے) اور بنو بکر بن وائل سے ابوط لوت، ابو مذیک، عبداللہ بن ثور بن قیس بن ثعلبہ اور عطیہ بن اسود، شمری یمامہ پہنچ گئے اور ابوط لوت ہی کے مشورے سے یمامہ پر حملہ کر دیا، پھر اس کو وہیں چھوڑ کر ابن عامر حنفی کی طرف مائل ہو گئے۔

خوارج میں گروپ بندی:۔ اسی جگہ سے خوارج چار گروپ میں منقسم ہو گئے۔ ایک ازراقہ، یہ لوگ نافع بن ارزق حنفی کے متبع و مقلد تھے ان کا یہ اعتقاد تھا کہ ہم تمام مسلمانوں سے بری ہیں اور وہ سب کے سب کافر ہیں ان سے چھیڑ چھاڑ کرنا، ان کے بیٹوں کا قتل کرنا اور ان کی امانتوں کو چھیننا سمجھ کر صرف کرڈالنا جائز تھا کیونکہ یہ ان کو کفار میں شمار کرتا تھا۔

ب:۔۔۔۔۔ دوسرا باندھ:۔ یہ ازراقہ کے تمام عقائد میں مخالف تھے۔

ج: تیسرا اباضیہ:۔ یہ عبداللہ بن اباض مری کے رائے کے پابندی تھے ان کا یہ اعتقاد تھا کہ عام مسلمین کا حکم منافقین کا حکم ہے اس وجہ سے نہ تو فرقہ اول کے عقائد تک بڑھ جاتے تھے اور دوسرے فرقے کے حالات پر ٹھہر جاتے تھے اور نہ مسلمین کے ساتھ مناکحت اور ان کی موارثت کو حرام سمجھتے تھے۔ ان لوگوں کا یہ قول اہل سنت کے قول کے قریب قریب ہے اسی فرقے میں سے فرقہ بھیمیہ ہے یہ ابی ہبیس ہیصم بن جابر صنبعی کے مقلدوں میں تھا۔

د: چوتھا صفریہ:۔ یہ فرقہ باضیہ سے عقائد و خیالات کے اعتبار سے بہت زیادہ ملتے جلتے ہیں مگر اتنا فرق ہے کہ اباضیہ میں اتنی زیادہ ہے اور ان میں اتنی نہیں ہے ① گے بڑھ کر ان کے خیالات و عقائد میں تبدیلیاں بھی واقع ہوئی ہیں۔ مورخین نے صفریہ کی وجہ تسمیہ میں اختلاف کیا ہے۔ بعض ان کو ابن صفار کی طرف منسوب کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ چونکہ کثرت عبادت کی وجہ سے وہ زرد رنگ ہو گئے تھے اس وجہ سے ان کو صفریہ کہنے لگے

① ان کا اختلاف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد کرنے اور نہ کرنے کی سختی میں تھا۔

بہر کیف اس فرقہ سے پہلے تمام خوارج ایک رائے اور عقیدے کے پابند تھے۔ اصولاً اختلاف ان میں نہ تھا۔ صرف بعض جزوی اختلافات تھے۔ جس کے بعد نافع بن ارقم، ابویہ بن ابیہ اور عبداللہ بن ابیہ میں اختلاف پیدا ہوا اور خط و کتابت بھی ہوئی جس کو نبی نے کتاب اکمل میں ذکر کیا ہے جس کا بنی چاہے اس کتاب کو دیکھ لے۔

نافع بن ارقم کی لوٹ مار ۶۳ھ میں نافع بن ارقم اطراف بصری میں پہنچ کر ابواہواز میں مقیم ہوا آتے جاتے لوگوں سے چھینے پھینکے شروع کی موقع محل، کچھ کر مسافروں کو اوٹنے لگا اس زمانے میں بصری کی حکومت پر عبداللہ بن حرث بن نوفل بن حرث بن عبدالملک تھا اس نے نافع کی گوشمالی کرنے کے لئے اہل بصری سے مسلم بن جس کوربیعہ کو احنف بن قیس کے مشورے سے روانہ کیا چنانچہ مسلم نے نافع کو اطراف بصری سے ہاں کر مقام ابواہواز میں صف آرائی کی، مسلم کے میمنہ پر حجاج بن باب حمیہ کی تھی میسرہ پر زبیر بن عوف تھیں۔ دوران جنگ پہلے تو مسلم مارا گیا اس کے بعد نافع بن ارقم مارا گیا۔

عبداللہ و عبید اللہ پسران ماخور۔ اہل بصری نے حجاج بن باب حمیری کو اپنا امیر بنایا اور خوارج نے امارت عبداللہ بن ماخور سے حواسے کر دی۔ تھوڑی دیر کی جنگ کے بعد حجاج و عبداللہ بھی مارے گئے تب اہل بصری نے ربیعہ بن حداد کو اور خوارج نے عبید اللہ بن ماخور و امارت کی بڑی پرہیزگار لڑائی جاری رکھی یہاں تک کہ شام ہو گئی۔ اتفاق سے خوارج کی ملک پر کچھ ٹوٹ آگئے جس سے انہوں نے تازہ دم ہو کر اہل بصری پر حملہ کر دیا اہل بصری اس ناگہانی حملے سے گھبرا کر بھاگ گئے۔ ربیعہ بن حداد مارا گیا اہل بصری نے اس کی جگہ حارثہ بن بدر کو امیر بنالیا حارثہ نہایت تیزی میدان جنگ میں لے آیا اور انتہائی چستی سے لڑ کر خوارج کو پس کر دیا اور اس خیال سے کہ انیس خوارج پھر یورش نہ کریں ابواہواز میں میرے مال رکھے۔ خوارج کا بصری پر حملہ۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر نے حکومت بصری سے عبداللہ بن حرث کو معزول کر کے قبائلی حارثہ بن ربیعہ کو ماخور کر دیا خوارج نے فوراً بصری پر حملہ کر دیا احنف بن قیس نے رائے دی کہ خوارج کی جنگ پر مہلب ❶ کو تعین کرنا چاہئے وہی چچیان کے دانت کھٹے کرے گا، لیکن اس سے پہلے عبداللہ بن زبیر نے مہلب و خراسان کی گورنری پر بھیج دیا تھا۔ اہل بصری نے اس کے متعلق حضرت عبداللہ بن زبیر سے خط و کتابت کی تو حضرت عبداللہ بن زبیر نے منظور فرمایا تب اہل بصری نے یہ درخواست کی کہ جن ملک پر مہلب قہقہ بوجائے ان میں سے جس کی وہ کہیں اس کو حکومت دی جائے اور مال و آلات حرب سے اس کی مدد کی جائے چنانچہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے اس کو بھی منظور کر لیا۔

مہلب اور خوارج کی جنگ۔ مہلب لشکر اسلام میں سے بارہ ہزار فوج منتخب کر کے خوارج کی طرف کے راستے روانہ ہوا۔ اس دوران حارثہ بن بدر ان لوگ کے ساتھ جو جنگ خوارج میں ان کے ہمراہ تھے پہنچ گیا حارثہ بن ربیعہ نے ان کو بھی مہلب کی طرف واپس کر دیا اور حارثہ ششتی پر سوار ہو کر بصری کے ارادے سے چلا مگر بد قسمتی سے کشتی نہر میں ڈوب گئی مہلب کے مقدمہ اجیش پر اس کا بیٹا مغیرہ تھا اس کی خوارج کے مقدمے سے لڑائی ہوئی مغیرہ نے خوارج کے مقدمے کو سوق ابوانہ سے پس کر کے مادر تک پیچھے بنا دیا۔ اس وقت مہلب سواف میں ٹھہرا ہوا تھا۔ خوارج نے مغیرہ سے شکست کھا کر مہلب کے لشکر پر ایک بار زور حملہ کر دیا جس سے مہلب کے لشکر کی فوج تباہ ہوئی۔ یمن شام بوجانے کی وجہ سے لڑائی خود بخود ختم ہو گئی اور اگلے دن تک بغیر کسی تحریک کے لڑائی بند رہی اس دوران مہلب فرصت پا کر وکیل کو طع کر کے قہقہ میں اتر آیا۔ اس کے بعد وہاں سے وچ کر کے خوارج کے قریب پہنچ کر مورچہ قائم کر دیا اور اپنے لشکر کے ارد گرد خندق کھدوا لی ششتی دستے اور جاسوس مقرر کر کے ایک روز رات کے وقت خوارج کے لشکر سے عبید اللہ بن بدل و زبیر بن ماخور لشکر مہلب پر شب خون مارنے آئے مگر انہیں ہوشیار پا کر واپس چلے گئے۔

خوارج کی پسپائی: اگلے روز مہلب جنگ کے ارادے سے نکلا از قہم اس کے میمنہ میں تھے عبید اللہ بن زبیر و عبید اللہ بن قیس میسرہ اور اہل عالیہ قبیل میں تھے خوارج کے میمنہ میں عبیدہ بن بدل۔ لشکر اور میسرہ پر زبیر بن ماخور تھے۔ فریقین نے نہایت اطمینان و استقامت سے لڑائی شروع کی اس کے بعد لمحہ

بہشتی بڑھتی گئی۔ آخر کار مہلب کے لشکر کے قدم استقامت میدان جنگ سے ڈگمگائے۔ انتہائی ابتری سے گھبرا کر بھاگ گئے منہ زمین سے بھاگ کر
 رود میں دھیرے۔ مہلب نے ایک باندہ مقام پر کھڑے ہو کر اپنے بھاگے ہوئے لشکر کو ندادی جس سے تقریباً تین ہزار آدمی رُک گئے جو اکثر قبیلہ ازد کے
 تھے، مہلب ان کو سی اور جوش مردانگی کی داد دینا ہوا لشکر خوارج پر ٹوٹ پڑا اور اتنی شدت سے لڑائی کا نہ کر دیا کہ خوارج جواب تک نہ دے سکے چنانچہ
 عبداللہ بن ماحور اور بہت سے سردار مارے گئے باقی جو رہے انہوں نے اصراف اصفہان اور کرمان میں جا کر دم لیا۔ وزیر بن ماحور واپس رہا۔
 جنگ کے بعد مہلب اسی مقام پر مقیم رہا۔ یہاں تک کہ مصعب بن زبیر امیر یمن بن کر آئے اور مہلب کو معزول کیا۔ یہ سرگزشت توارقہ کی تھی۔
 سب نجدہ کے حالات ملاحظہ کیجئے۔

نجدہ بن ماحور کا تعارف۔ فرقہ نجدہ و نجدہ بن عامر بن عبداللہ بن سیار بن مفرج حنفی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے یہ نفع بن اوزق کے ہمراہ تھے
 لیکن جب خوارج میں گروپ بندی ہو گئی تو یہ یمامہ کی جانب چلا گیا ابو طالت نے اس کو اپنی امارت کی دعوت دی (یہ بکر بن وائل کے قبیلے سے
 تھا) نجدہ نے اتباع خلیفہ کر لی اور جو حنفیہ کے شہر حصارم کو جس میں چار ہزار کے قریب رقیق (غلام) تھے لوٹ لیا اور ان سب کو اپنے ہمراہیوں میں
 تقسیم کر دیا۔ یہ واقعہ ۶۵ھ کا ہے اس کے بعد ایک قافلے سے تعارض کیا جو بحرین سے آرہا تھا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا رہا تھا نجدہ نے اس
 کو بھی لوٹ کر ابو بکر کے ساتھ پیش کر دیا اور ابو طالت نے اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔ ان واقعات سے خوارج کے ذہن پر یہ نقش ہو گیا کہ
 ابو طالت کی نسبت نجدہ زیادہ خیر خواہ ہے اس بات کا ذہن نشین ہونا تھا کہ سب کے سب ابو طالت کے مخالف ہو گئے اور اس کی بیعت توڑ کر نجدہ کے
 ہاتھ پر بیعت کر لی۔

نجدہ کی غارت گری: بیعت لینے کے بعد نجدہ نے بنو کعب بن ربیعہ پر چڑھائی کی اور نہایت سختی کے ساتھ ان کو پسپا کیا۔ اس کے بعد وہیں
 سے سوٹ کر یمامہ کی طرف آیا اس وقت اس کے ہمراہ تین ہزار افراد تھے پھر ۶۶ھ میں یمامہ سے بحرین چلا گیا۔ بحرین میں جتنے لوگ عبدالقیس کے
 تھے وہ اور چند رؤسا اس شہر سے جنگ کرنے پر تیار ہو گئے۔ عطیف میں صف آرائی کی نوبت آئی لیکن پہلے ہی حملے میں عبدالقیس کو شکست ہو گئی نجدہ
 اور اس کے ساتھیوں نے انتہائی بے دردی سے ان کو قتل اور گرفتار کیا۔

اس کے بعد ایک سریہ خط کی جانب روانہ کیا جو کامیاب ہو کر واپس آیا جب ۶۹ھ میں مصعب ابن زبیر رضی اللہ عنہ گورنر بصری میں آئے تو انہوں
 نے عبداللہ بن عمر بن ابی اسد کو تیس ہزار افراد کے ساتھ نجدہ کی سرکوبی پر روانہ کیا نجدہ اس وقت عطیف میں تھا فریقین میں لڑائی ہوئی چنانچہ نجدہ نے
 عبداللہ بن عمر بن ابی اسد کو شکست دے کر جو کچھ اس کی لشکرگاہ میں تھا لوٹ لیا۔

عطیفہ بن اسود حنفی: کامیابی کے بعد خوارج سے عطیفہ بن اسود حنفی کو عمان پر حملہ کرنے روانہ کیا عمان کا ان دنوں عباد بن عبداللہ میر تھا جو ایک معمر
 وضعیف آدمی تھا عطیفہ نے اس کو قتل کر کے عمان پر قبضہ کر لیا اور چند مہینے وہاں ٹھہرا رہا، اس کے بعد خوارج میں سے کسی کو اپنا نائب مقرر کر کے عمان سے
 کوچ کر دیا۔

عطیفہ بن اسود کا قتل: جیسے ہی عطیفہ عمان سے نکلا۔ اہل عمان نے اس کے نائب کو قتل کر کے سعید اور سلیمان یعنی عباد کے بیٹوں کو اپنا امیر بنالیا
 اس کے بعد عطیفہ اور نجدہ کے درمیان مخالفت ہو گئی۔ چنانچہ عطیفہ نجدہ سے علیحدہ ہو کر عمان چلا گیا لیکن اہل عمان نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ مجبور ہو
 کر دریا کے رستے کرمان روانہ ہو گیا۔ مہلب نے یہ خبر پا کر ایک لشکر اس کے تعاقب میں بھیج دیا عطیفہ یہ سن کر بحرستان بھاگ گیا اور وہاں سے سندھ
 روانہ ہو گیا مگر سواران مہلب نے جان باختہ اجل رسیدہ کو زندہ نہ رہنے دیا اور قندابل میں گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

نجدہ اور ابووفد یک: اس فتنہ کے ختم ہونے پر نجدہ نے ابن عمیر کی شکست کے بعد چند واقف کاروں کو مختلف دیہات اور قصبہات کی طرف روانہ
 کیا۔ ان لوگوں کی بنو تمیم سے کاظمہ میں لڑائی ہوئی اور اہل طوطع نے ان کی امداد کی نجدہ نے جھلا کر ایسے سخت مزاج سپاہیوں کو مامور کیا جنہوں نے
 زبردستی صدقات وصول کئے پھر نجدہ نے صنعا پہنچ کر اہل صنعا سے بیعت لی اور اپنے مخالفین سے صدقات وصول کئے اس کے بعد ابووفد یک کو صدقات
 وصول کرنے کی غرض سے حضر موت روانہ کیا۔

نجدہ کا حج ۶۸ھ میں نو سو آدمیوں کے ساتھ ایک روایت کے مطابق دو ہزار آدمیوں کے ساتھ حج کرنے آیا اور صبح ہو جانے کی وجہ سے ایک جانب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے علیحدہ ٹھہرا ہوا اس کے بعد نجدہ مدینہ منورہ کی طرف گیا، چنانچہ اہل مدینہ اس سے جنگ کرنے پر تیار ہوئے مگر مجبور ہو کر طائف لوٹ آیا۔ راستے میں عبداللہ بن عمر بن عثمان کی ایک لڑکی سے سامنا ہو گیا خوارج نے اس غریب لڑکی کو پکڑ کر نجدہ کے پاس پہنچا دیا اور پھر امتحان لینے کے لئے نجدہ سے اس لڑکی کو فروخت کرنے کا پوچھا، نجدہ نے کہا میں نے اس کو آزاد کر دیا۔ اس پر خوارج نے جواب دیا ”تم اس سے عقد کر لو“ ”یہ اپنے نفس کی مختار ہے اور میں تو اس سے عقد کرنا پسند نہیں کرتا“ رفتہ رفتہ طائف کے قریب پہنچا تو ماسم بن عروہ بن مسعود نے حاضر ہو کر اپنی قوم کی طرف سے بیعت کی۔ نجدہ اس کی قوم پر خازق کو اور اطراف و جوانب بجز ان پر سعد الطلائع کو امیر مقرر کر کے بحرین کی طرف لوٹ گیا اور بحرین میں غنہ و جنس کو آنے سے روک دیا۔

نجدہ اور ابن عباس: ابن عباس نے تحریر کیا کہ جب ثمامہ بن اثال دائرۃ اسلام میں داخل ہوا تھا اور اس نے مکہ میں رسد و غلہ کی آمد روک دی تھی اور اہل مکہ ان دنوں مشرک تھے تو رسول اللہ ﷺ نے تحریر فرمایا تھا کہ اہل مکہ اہل اللہ ہیں ان کی رسد کو مت روکو۔ چنانچہ ثمامہ نے اس کی تعمیل کی بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم نے بھی رسد و غلہ کو روک دیا ہے حالانکہ ہم لوگ مسلمان ہیں ”نجدہ اس خط کو پڑھ کر شرمندہ ہو گیا اور رسد و غلہ کی ممانعت بند کر دی اس واقعہ کے بعد نجدہ کے ساتھیوں میں اختلاف ہو گیا اس وجہ سے کہ ابوسنان جی بن وائل نے اس کو یہ رائے دی تھی کہ جو شخص براہِ تقیہ تمہارا مطیع بنے اس کے وجود سے اپنی جماعت کو صاف و پاک کر لو ”نجدہ نے جھڑک کر کہا ”ہم تو مامور اس کے ہیں کہ ظاہر حال پر حکم دیں۔“

نجدہ اور عطیہ میں اختلاف: ابھی یہ بات طے نہ ہونے پائی تھی کہ عطیہ کی اس سے اس بارے میں چپقلش ہو گئی خشکی کا سریہ دریا کے سریہ سے غنیمت میں بہتر ہے، چنانچہ نجدہ نے طیش میں گالیاں دیں عطیہ کو اس سے سخت برہمی پیدا ہوئی لیکن اپنے غصے کو ضبط کر کے نجدہ کے سرداروں میں سے ایک شخص پر شراب نوشی جاری کرنے کی درخواست کی مگر نجدہ نے حد جاری کرنے سے انکار کر دیا۔

عبدالملک اور نجدہ: ... اس دوران عبدالملک نے اس سے خط و کتابت شروع کی کہ تم میری اطاعت قبول کر لو میں تم کو یمامہ کی حکومت دے دوں گا اور اس وقت تک جتنی خوزریزی ہو چکی ہے اس سے درگزر کروں گا خوارج کو اس خط و کتابت کا کسی ذریعہ سے پتہ لگ گیا اس سے اور اسی قسم کی اور چند حرکات کا الزام لگا کر عطیہ نے عمان میں نجدہ سے علیحدگی اختیار کر لی۔

نجدہ کا قتل: کچھ عرصے خوارج نے اس سے بھی منحرف ہو کر ابوفدیک عبداللہ بن ثور (قیس بن ثعلبہ کے ایک شخص کو) اپنا امیر بنالیا۔ نجدہ خوارج سے علیحدہ ہو کر حجر کے ایک گاؤں میں چھپ گیا ابوفدیک نے بہت تلاش کی مگر دستیاب نہ ہو سکا یہ خبر پا کر جان کے خوف سے اپنے مومنوں کے پاس قبیلہ تمیم میں چلا گیا اور وہاں سے سامان سفر درست کر کے عبدالملک کی طرف روانہ ہو گیا۔ اتفاق یہ کہ ابوفدیک کو اس کی خبر مل گئی فوراً ایک دستہ فوج بھیج دیا جس نے نجدہ کے ساتھیوں کو جنگ کر کے پامال کر دیا اور ابوفدیک کے دوستوں میں سے چند لوگوں نے نہایت بے دردی سے نجدہ کو بھی مار ڈالا، منسم بن جبیر نے نجدہ کو بچانے کی کوشش کی۔ خوارج نے اس کو بھی بارہ زخم برچھے کے لگائے جس کے صدمہ سے مسلم اسی وقت مر گیا ابوفدیک اپنی قیام گاہ پر اس کو اٹھالایا۔

عمر بن عبداللہ اور خوارج کی جنگ: ۶۸ھ میں مصعب ابن زبیر اپنے بھائی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی جانب سے عراقین کے گورنر بن کر بصری پہنچے مہلب ان دنوں فارس کا گورنر تھا اور جب ازراقہ میں مصروف تھا مصعب نے اس خیال سے کہ میرے اور عبدالملک کے درمیان مہلب حائل رہے گا لہذا مہلب کو فارس سے طلب کر کے بلاد موصول جزیرہ اور آرمینہ کی حکومت پر بھیج دیا اور حکومت فارس اور چند ازراقہ پر عمر بن عبداللہ بن معمر کو مامور کر دیا۔ اس سے پہلے خوارج عبداللہ بن ماحور کے قتل کے بعد ۶۵ھ میں اس کے بھائی زبیر کو اپنا امیر بنا کر اصطخر کی طرف چلے آئے تھے عمر بن عبداللہ نے حکومت فارس کے زینہ پر قدم رکھتے ہی اپنے بیٹے عبداللہ کو خوارج کی جنگ پر بھیج دیا مگر خوارج نے اس کو مار ڈالا۔

خوارج کی پسپائی: اس کے بعد امیر خوارج زبیر اور عمر بن عبداللہ گورنر فارس کی جنگ چھڑ گئی، عمرو بن عبداللہ نے خوارج کو شکست دے کر ن

کے بعد وفات اپنے اعزاء کا سب سے مددگار لوگوں نے اس کو ملی سب سے معاویہ کی طرف سے بدظن کر دیا۔

عبید اللہ بن حرا اور ابن زیاد جب امام حسینؑ نے جام شہادت نوش فرمایا اس وقت یہ اس واقعہ عظیمہ قتل میں غائب ہو گیا۔ ابن زیاد نے تلاش کر لیا لیکن نہ وہاں چھ عرصہ بعد اتفاق سے ملاقات ہوئی تو ابن زیاد مدست کرنے لگا کہ تو میرے دشمنوں کے ساتھ تھا مگر عبید اللہ انکار میں جواب دے کر غصہ کی حالت میں اس کے پاس سے اٹھ کر چلا گیا عبید اللہ کے چلے جانے کے بعد ابن زیاد نے اپنی شوریٰ سے رجوع کیا اور عبید اللہ کو تلاش کرایا مگر وہ نہیں ملا مجبور ہو کر چند لوگوں کو اس کی گرفتاری پر مامور کیا عبید اللہ نے لوگوں سے کہا ”ابن زیاد سے جا کر کہہ دو کہ میں تمہارا فرمانبردار ہو کر ہرگز ہرگز نہیں آؤں گا ابن زیاد کے آدمی جیسے ہی واپس ہوئے عبید اللہ اس مقام سے اٹھ کر حمد بن زیاد دھانی کے مکان پر چلا گیا تھوڑی ہی دیر میں اس کے ساتھی دوست اور حامی اس کے پاس جمع ہو گئے۔

عبید اللہ بن حرا کا خروج عبید اللہ نے اسی وقت مدائن کا قصد کر لیا۔ مقتل حسینؑ پر پہنچ کر ان کے اور ان کے ساتھیوں کے لئے دعا، مغفرت دی۔ پھر جب یزید مر گیا اور چاروں طرف سے فتنہ و فساد نے مچا لیا تو اس نے اپنے دوستوں کو جمع کر کے اطراف مدائن بغاوت کر دی، رعایا کے جان و مال سے متعرض نہیں ہوتا تھا۔ البتہ شہابی مال و اسباب سے جب بھی موقع مل جاتا تھا اپنے اور اپنے ہمراہیوں کے روزینے کے حساب سے لے لیتا تھا باقی جو رہ جاتا اس کو صاحب مال کو واپس کر دیتا تھا مختار نے اپنی ڈھائی دن کی حکومت میں اس کی بیوی کو وفہ میں قید کر دیا تھا جب یہ خبر اس کو ملی تو کوئے آئے اور قید خانے سے اپنی بیوی اور ان لوگوں کو بھی نکال لیا جو اس وقت قید کی مصیبت میں مبتلا تھے۔

عبید اللہ بن حرا کی اسیری و رہائی مختار نے اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا مگر برانیمہ بن اشتر نے اس رائے کی مخالفت کر کے اس کو ابن زیاد سے جنگ کرنے کے لئے موصول بھیج دیا لیکن یہ اس لشکر کے ساتھ نہیں گیا متحد ہو کر مصعب سے جا ملا اور ان کے ساتھ مل کر جنگ مختار میں شریک ہو گیا اور اس کو اس نے قتل بھی کیا۔ اس کے بعد مصعب نے اس کو مشتبہ و مشکوک سمجھ کر قید کر دیا۔ مگر مدینہ کے چند بیٹوں کی سفارش سے رہا کر دیا۔ لوگ اس کے پاس تہنیت و مبارک باد دینے آئے تو چلا اٹھا کہ کوئی شخص اب مستحق خلافت نہیں ہے اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کی بیعت کا طوق ہماری گردنوں میں ڈال دیا جائے، ان کو ہم پر کسی قسم کی ولی فضاہت حاصل نہیں ہے جس سے یہ لوگ مستحق خلافت سمجھے جائیں یہ سب کے سب خطا کار، غاصب، دنیا پرست اور ضعیف آخرت ہیں اور ہم میں ان جنگ ہیں جو فرس سے نہ آ رہے ہونے تھے افسوس کی بات یہ کہ یہ لوگ ہماری فضیلت اور ہمارے حقوق نہیں پہچانتے۔ خیر اب تو میں حکم کھانہ ان کی دشمنی پر مریہ مند ہوتا ہوں ”یہ کہہ کر جنگ کے ارادے سے کھڑا ہو گیا اور قرب و جوار کے قصبات پر حملہ کر دیا۔

مصعب اور ابن حرا مصعب نے سیف بن ہانی مرادی کی زبانی پیغام دیا کہ ”تم میری اطاعت قبول کر لو میں جاگیر دے دوں گا“ مگر عبید اللہ نے انکار میں جواب دیا۔ مصعب نے ابرد بن مروہ ریاحی کو فوج کے ساتھ اس سے جنگ کرنے مامور کیا مگر عبید اللہ نے پہلے ہی حملے میں اس کو زیر کر لیا تب مصعب نے حریش بن زید کو روانہ کیا۔ اس کو بھی عبید اللہ سے شکست ہوئی اور اثناء شکست میں مارا بھی گیا۔ چنانچہ مصعب نے جھلا کر حجاج بن حارثہ مخمومی اور مسلم بن عمر کو روانہ کیا، نہر صرصر پر صف آرائی کی نوبت آئی عبید اللہ نے ان کو بھی مار بھگایا۔ مصعب نے جب اپنی کامیابی کی صورت نہ دیکھی تو اسے کہلوا لیا کہ ”میں تم کو امان بھی دیتا ہوں اور حکومت بھی“ لیکن عبید اللہ کی فاتحانہ غیرت نے اس کو منظور نہیں کیا اور فرس کی طرف چلا آیا فرس کا دہقان ماں و اسباب سمیت فرس چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ عبید اللہ نے مین اتر تک اس کا پیچھا کیا عین اتر میں ان دنوں بسطام بن مہیرہ شیبانی تھا وہ عبید اللہ سے ٹکرائے نکلا۔ اتفاق سے حجاج بن حارثہ بھی پہنچ گیا دونوں نے مل کر عبید اللہ پر حملہ کیا عبید اللہ نے دونوں کو پسپا کر کے دہقان فرس کے پاس جو کچھ مال و اسباب تھا لوٹ لیا اور نگریت میں خراج وصول کرنا رہا۔

عبید اللہ بن حرا اور عبدالملک: مصعب نے یہ بڑی خبر سن کر اس طرف سے ابرد بن مروہ ریاحی اور جون بن کعب ہمدانی کو ایک ہزار فوج کے ساتھ عبید اللہ سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا اور دوسری طرف سے مہلب نے یزید بن معقل کو پانچ سو افراد کے ساتھ ابرد کی کمک پر بھیجا، عبید اللہ کے ساتھ اس وقت سو آدمیوں کا لشکر تھا دو دن تک مسلسل جنگ ہوتی رہی تیسرے دن فریقین خود بخود ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے عبید اللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا ”اب یہاں پر ٹھہرنا منسلحت کے مطابق نہیں ہے دشمنوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ میں تم لوگوں کو ساتھ لے کر

عبد الملک کے پاس چلا جاؤں۔ ہمراہیوں نے تیاری کر لی پھر کہا ”مجھے اندیشہ ہے کہ شاید میں مر جاؤں اور مصعب کو کسی خطرے میں نہ ڈال سوں۔ بہتر ہے کہ کوفہ چلے جاؤں“ ساتھیوں نے سر و چشم اس حکم کی تعمیل کی۔ مصعب کا لشکر چاروں طرف سے دل بادل کی طرح اندھا یا اور یہ ان کو برابر شست دیتا جاتا تھا اور اطراف کوفہ و مدائن میں ان کو قتل کر رہا تھا غرض سواد میں ان کی ذات سے مل چل سی پڑی ہوئی تھی۔ وقت فوقتاً خراج بھی وصول کریتا تھا مگر کچھ سوچ کر عبد الملک کے پاس چلا گیا چنانچہ عبد الملک نے بڑی تعظیم و توقیر کی اپنے برابر تخت پر بٹھایا۔ ایک لاکھ اس کو بطور انعام مرحمت کئے اور اس کے ساتھیوں کے وظائف مقرر کر دیئے۔

عبید اللہ بن حر کا خاتمہ: ایک دن عبید اللہ نے عبد الملک سے یہ درخواست کی کہ ”میرے ساتھ ایک لشکر مصعب سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کر دیجئے“ عبد الملک نے جواب دیا ”تم اپنے ساتھیوں کو یا جن لوگوں کو تم بلا سکو مصعب کے خلاف لے جاؤ میں تمہاری کمک پر پیادوں کی فوج بھیج دوں گا“ عبید اللہ اس پشت پناہی پر کوفہ روانہ ہو گیا اور اطراف انبار میں پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیا اور اپنے ساتھیوں کو کوفہ جانے کی اس غرض سے اجازت دے دی کہ اس کے باقی ساتھیوں کو اس آنے کی خبر کر دیں۔ حرث بن ربیعہ والی کوفہ نے یہ خبر سن کر ایک عظیم الشان لشکر جنگ کی غرض سے بھیج دیا۔ عبید اللہ نے انتہائی بہادری سے مقابلہ کیا چونکہ جنگ کے دوران اس کے ہمراہی اس سے علیحدہ ہو گئے اور کثرت زخم نے بھی اس کے بدن کو چور چور کر دیا تھا اس لئے دریا کو دیکھا دو چار ہاتھ تیر کے ایک کشتی پر سوار ہو کر چل کھڑا ہوا۔ یہاں تک کہ وسط فرات تک پہنچ گیا اتنے میں کے سواروں کا ایک دستہ کشتی پر سوار ہو کر عبید اللہ کی کشتی کے پاس پہنچ گیا۔ عبید اللہ نے گھبرا کر خود کو دریا میں ڈال دیا مگر سواروں نے اس جان باختہ اجل رسیدہ کو جانبر نہ ہونے دیا اور تیر مار کر ڈبو دیا۔

خوارج اور عبد الملک: جس وقت عبد الملک کی حکومت کوفہ میں خالد بن عبد اللہ کو دی اور مہلب ان دنوں ازرقہ سے جنگ کر رہا تھا اس کو ابواز کے محکمہ خراج پر مقرر کیا اور اپنے بھائی عبدالعزیز کو مقاتل بن مسعم کے ساتھ جنگ خوارج پر بھیج دیا خوارج یہ سن کر اطراف کرمان سے دار بگرد چلے گئے اور یہاں سے قطری بن فجاء نے صالح بن خرق کو نو سو فوج کے ساتھ آگے بڑھنے کا حکم دیا اتفاق سے عبدالعزیز رات کے وقت بلا ترتیب لشکر بغیر ارادہ جنگ پہنچ گیا اور لڑائی چھڑ گئی جس میں مقاتل بن مسعم مارا گیا۔ منذر بن جارد کی بیوی کو قید کر لائی خوارج نے اس کو قتل کر ڈالا، عبدالعزیز اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بھاگ کر رام ہر مڑ پہنچ گیا۔

مہلب اور خوارج کی جنگ:..... خالد بن عبد اللہ نے اس واقعہ سے عبد الملک کو آگاہ کیا عبد الملک نے فوراً اپنے بھائی کو جنگ خوارج سے معزول کر کے مہلب کے بجائے ابواز کے محکمہ خراج پر مقرر کیا اور خالد کو یہ حکم دیا کہ تم مہلب کے ساتھ جنگ خوارج پر چلے جاؤ۔ ساتھ اس کے وفد میں بشر کے نام یہ پیغام بھیجا کہ مہلب کی پانچ ہزار آدمیوں کے ذریعے جس کو وہ پسند کرے لے لے کر آؤ اور جب اس کو جنگ خوارج سے فراغت حاصل ہو جائے تو رے چلے آنا اور بطور مسلحہ ٹھہرے رہنا“ بشر نے پانچ ہزار آدمیوں کا ایک لشکر مرتب کر کے عبدالرحمن بن محمد بن اشعث کی کمان میں مہلب کی طرف روانہ کئے اور رے کی حکومت کی ایک سند لکھ کر عبدالرحمن کو دی انہی دنوں عبد الملک کے حکم پر خالد بھی اہل بصری اور مہلب کے ساتھ بصرے سے نکل کھڑا ہوا۔ مقام ابواز میں سب کا اجتماع ہوا۔ اس عرصے میں ازرقہ بھی پہنچ گئے اور کشتیوں کو جلا دیا۔ مہلب کے کہنے کے مطابق عبدالرحمن بن محمد نے اپنے لشکر کے ارد گرد خندق کھدوائی، بیس دن تک دونوں فوجیں ایک دوسرے کے سامنے پڑی رہیں۔ اکیسویں رات کو خوارج نے حملہ کر دیا لیکن کثرت مخالفین اور خندق کی وجہ سے پسپا ہو کر بھاگ گئے۔

مہلب کی کمک اور حالات: خالد نے داؤد بن قحدم کو ان کے تعاقب پر مامور کر دیا اور بصری واپس آ کر ایک اطلاعی خط عبد الملک کی خدمت میں بھیج دیا، عبد الملک نے اپنے بھائی بشر کو خط لکھا کہ لشکر کوفہ سے چار ہزار فوج فارس کی طرف روانہ کر دو تا کہ ازرقہ کے تعاقب میں داؤد بن قحدم کی مدد کریں۔ بشر نے فوراً چار ہزار فوج کو بشر بن عتاب کی کمان میں فارس کی طرف روانہ کر دیا جو نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے داؤد بن قحدم سے جا ملی اور اس کے ساتھ مل کر خوارج کے تعاقب میں شریک ہو گئی یہاں تک کہ اس کو بہت سے مصائب کا سامنا ہوا اور لشکری اموازی جانب پیدل لوٹ آئے۔

ابوفدیک کی بغاوت۔ اس کے بعد بوقیس بن شعبہ سے ابوفدیک نے بغاوت کرنے بحرین پر قبضہ کر لیا اور نجد و بن عامر خفی کو قتل کر دیا (جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں) اور خالد کو شکست دے دی خالد نے عبدالملک و اطایع بنی تو عبدالملک بن عمر بن عبید اللہ بن معمر کے نام ایک فرمان میں مضمون کا بھیج دیا کہ اہل کوفہ اور بصری و ابوفدیک سے جنگ پر آمادہ کر کے ایک لشکر مہلب بن رواحہ و خوارق سے جنگ کے لئے روانہ ہو جاؤ چنانچہ عمر بن عبید اللہ کی ترغیب سے اس نے اپنی بیوی کے ساتھ عمر بن عبید اللہ نے ان کو اس طرف سے مسلح ہو کر خوارق کی طرف کوچ کر دیا اہل کوفہ میدان میں آئے بن عامر محمد بن معمر بن طلحہ بن عبید اللہ تھا اور اہل بصری میسر بن میسر اس کے بھتیجے عمر بن معمر کی ماتحتی میں تھے۔ قلب لشکر میں وہ خود تھرتھرتے رہتے یہ لشکر بحرین پہنچا و رسف آ رہی کہ ابوفدیک کا میسر و بھتیجے بنا اور یہ لوگ ہوش کامیابی میں بڑھتے چلے گئے مرمعیر و بن مہلب و مجاہد عبدالرحمن اور لشکر سران اہل کوفہ کی طرف میمنہ میں آئے۔ سن دوران اہل میسر و واپس آ گئے اور اہل میمنہ نے انھیں ایک طرف خوارق پر حملہ کر دیا۔ خوارق کے قدم متحکم میدان جنگ سے اٹھ گئے۔ اہل میمنہ ان کے لشکر کا و میں کس کے جو چھو پایا وہ مارے۔ ابوفدیک قتل کر دیا اور اس کے ساتھیوں کو ایک خندق میں جیر یا یہاں تک کہ وہ مجبور ہو کر قتل آئے چنانچہ ان لوگوں نے ان میں سے پچھارہ آدمیوں کو قتل و راکھ ہو کر رہ گیا یہ واقعہ سن کر ہلاکت ہوئی۔

بشر بن مروان کی چال کی۔ اس وقت کہ بعد عبدالملک نے اپنے چھوٹی بیٹی و سکومت بصری پر دام ماریا اور یہ حکم دیا کہ مہلب کو جنگ از راقہ پر بھیج دو اور اہل بصری میں سے جن کو مہلب پسند کرے ان کو اس کے ساتھ لے کر و رزائی میں اس کو اس کے راکے پر چھوڑ دو۔ ہاں ابوتہ وفہ سے بھی ایک ٹھیکہ ملا ان کے ملک پر اسے شخص کی آمد میں رہنا جس وزیر الی کا شیبہ فرزند بنی معلوم ہو چنانچہ مہلب نے انتخاب فوق کے سے جدیع بن عبید قیسہ و دامریا۔ بشر نے اس حکم کی تعمیل کی لیکن اسے یہ حکم شوق نر اس خیال سے کہ مہلب بنی تھری عبدالملک کی جانب سے ہوئی ہے اور اس سے اس کے دل و صدمہ پہنچا لشکر کوفہ پر عبدالرحمن بن مخنف و مقرر کر کے روانہ کر دیا اور اس کو خلیفہ ہدایت سردی کہ جنگ میں مہلب سے مشورہ نہ لینا اور جہاں تک ممکن ہو اس سے کشیدگی پیدا کرنا۔ مہلب ان باتوں سے بے خبر رام ہر مہلت کیا۔ خوارق بھی و بصری طرف سے آ گئے اور عبدالرحمن بن مخنف نے اہل وفہ کے ساتھ پہنچ کر ایک میل کے فاصلے پر خیمہ نصب کر لیا جہاں سے ان لوگوں نے شہر کو دیکھا کرتے رہے۔

کوفیوں کی واپسی۔ اس کے بعد یہ خبر ملی کہ بشر بن مروان نے خالد بن عبید اللہ بن خالد و بصری میں و روفے میں عمر بن حریش کو اپنا نائب مقرر کیا ہے جیسے ہی یہ خبر مشہور ہوئی ایک بڑا گروہ اہل بصری و روفہ کا لشکر مہلب سے ایک ہو کر ہوا اور چلا آیا۔ خالد بن عبید اللہ نے بہت نصیحت کی اور حکم کیا مین کی سے توجہ نہ کی۔

اہل کوفہ و وفہ کی طرف چلے گئے، چنانچہ عمر بن حریش نے بہت نصیحت و نصیحت کی اور مہلب کے پاس لوٹ جانے کو کہا اور کوفہ میں داخل ہونے کی مخالفت کر دی مگر اس کی ایک بھی نہ سنی لوگ دن و کو کو فے میں نہ گئے۔ گزرات ہوئے ہی سب کے سب اپنے اپنے گھروں میں جا کر ٹھہر گئے۔

حجاج کی آمد، کوفیوں کی واپسی۔ جب حکم کے میں حجاج امیر عراقین بن کر آیا تو اس نے اہل وفہ و وفہ کے کوفہ میں ایک بیغ خطبہ دیا جو مشہور و معروف ہے جس کے بعض فقرہ کا یہ مضمون تھا "مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ مخالف اور کفار ہو کر مہلب و چھوڑ کر اپنے شہر آ گئے تھے واللہ میں اس کے شعروں میں سے جس کو آج کے تیسرے دن وفہ میں دیکھوں گا اس کی زبان ازادوں کا اس کے گھر کو لوٹوں گا اس کے مار و اسباب کو ضبط کر لوں گا۔"

حجاج نے یہ کہہ کر واقف کاروں کو بل کر خیمہ کیا کہ ان لوگوں کو مہلب کے پاس روانہ کرو اور ان لوگوں کے پیچنے کے بارے میں مہلب کی دستخط شدہ میرے سامنے آ کر پیش کرو اور دیکھو کہ پل کا دروازہ بند نہ کیا جائے جب تک کہ مہلب کا لشکر وفہ سے باہر نہ چلا جائے۔

عمر بن ضابطی کا قتل۔ عمر بن ضابطی نامی ایک شخص نے اس حکم کی تعمیل نہ کی اور حجاج میں بیٹھا رہا اس کے بارے میں بیان کیا گیا کہ یہ شخص قاتلین عثمان بن عفان سے ہے چنانچہ حجاج نے اس کو رفقہ کر کے قتل کر دیا اس کے بعد میسر و مقررہ چوری نہ ہونے پائی تھی کہ لشکر بیان مہلب کوفہ سے جوق و جوق نکل پڑے پل پر ایک اثر وہاں ہو گیا ان کے سب کے سب مہلب کی طرف روانہ ہو گئے اور ان کے ساتھ ساتھ حجاج کے بھیجے ہوئے واقف کار بھی مہلب کے پاس پہنچ گئے اور ان لوگوں کے پیچنے کی رسیدیں ان لوگوں سے لیں۔

عبدالرحمن بن مخنف کی شہادت اس کے بعد مہلب نے حسب حکم خوارق سے ٹرنی پیچیدگی اور نواہد ایک ہی جگہ کے بعد رومن کی طرف ہٹا کر دیا مہلب و ران مخنف بھی ان کے پیچھے پیچھے ہار روم تھے مہلب نے مزید احتیاط کے خیال سے اپنے لشکر کے روم و خندق حصہ دے مگر ابن مخنف نے جوش مردانگی میں آکر خندق نہ خدائی خوارق سے رات کے وقت پہلے لشکر مہلب پر حملہ کیا لیکن ان کو ہوشیار یا کرا ابن مخنف کی طرف مڑنے اور مخنف کے ساتھی اس جگہ حملہ کر رہے تھے۔ مہلب نے اس وقت پر ہٹا کر ہار روم تک کہ شہید ہو گیا۔ مخنف نے اس وقت کا یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ جس وقت ان لوگوں نے خوارق کو جنگ پر ابھار دیا، مہلب کی طرف بڑھتے اور مہلب مجبور اپنی لشکر کا وہی طرف لوٹا تو عبدالرحمن بن مخنف نے اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ آگے بڑھیں اور خوارق سے لڑیں۔ ابن مخنف کی قتل ہونے کے بعد ابن مخنف پر لوٹ پڑے ابن مخنف نے ہار روم میں وہاں اور مردانگی سے اپنے ساتھیوں سمیت جاں بحق ہو گیا۔

ابن ورقاء اور مہلب ۱۱۰۰ء میں مہلب آیا اور سے نماز جنازہ پڑھا۔ ران کا ایک طلوعی خط حاجی کے پاس بھیج دیا۔ حاجی نے عبدالرحمن بن مخنف کے لشکر پر عتاب بن مروان اور مہلب کی اہمیت و تادیبی بنام عتاب نے اس ہدایت و قبول کر لیا لیکن اس کا دل اس سے خوش نہ تھا یہ ابن مہلب اور عتاب کا چہرہ تھمڑا۔ یہ مہلب نے مارنے کی غرض سے تیسری اہلی مکر خلیفہ ابن مہلب نے سپہ سالار چھٹی چھین لی، عتاب نے بنی و اس کی شہادت ملنی اور اس جگہ کی اساق سے شہید ہوا۔ واقعہ پیش کیا جس میں مہلب سے عبدالرحمن بن مخنف وہاں یہ اور مہلب بدستور اسی مقام پر باقی رہ گیا۔

صالح بن مسرح شیمی کی بغاوت متذکرہ واقعہ بعد صالح بن مسرح شیمی نے (بنو امیہ) تھیس بن زید بن منقہ سے بغاوت کی یہ شخص فرقہ صغریہ کے مقدمہ پابند اور بڑا بد مذہب تھا۔ زمین و فصل و جزیرہ میں کثرت قیام پذیر رہتا تھا اس کے شاگرد بھی تھے جن کو یہ قتل و غارتگری کا عزم و نیت تھا بھی کئی کئی لوگ اس میں اپنے اصحاب و شاگردوں سے ملے آج تھے وہ اس کی سرپرستی میں آ رہے تھے حاجی کو اس کی خبر ملی تو رفقہری پر لوگوں کو مار مار کر اس کی وفات پڑا۔ اس کے پاس مہلب چلا گیا اور ان لوگوں کو بغاوت پر ابھارنے کا اس اور ابن شہید بن زید بن فہم شیبانی کا ایک خط لکھا گیا جس میں اس نے ابن مسرح کی ترغیب کی تھی صالح نے جواباً تحریر کیا میں تمہارے ہی نظار میں ہوں جتنی جلد ممکن ہو سے آجائیں ہمہ تن بغاوت پر آمادہ ہوں، شعیب اپنے بندہ و قتل کے ساتھ جس میں اس کا بھی منہ اور مکمل بن و اس لشکر کی بھی تھی پہنچ گیا و صالح کے اتفاق رائے سے ماہ ستمبر ۱۱۰۱ء میں بغاوت کی خبر ملنے کے بعد صالح نے اپنے پوتے و رشتہ داروں کی اور مال و اسباب و گناہان و اختیار و دیہات اتفاق سے جزیرہ میں محمد بن مروان کی وادی کے جانوروں کے جن و اس لوگوں کے رفقہ کر کے اپنے ہمراہیوں کو ہار مارا۔ محمد بن مروان کو روم جزیرہ و خوارق و روم اور ان کی سب جہازت کی اطلاع ملی تو اس نے سربلی سے ایک ہزار سپاہیوں کے ساتھ مدی بن مدی کندی کو ما موریا پہنچا اس نے حیران سے نکل کر خوارق کا رخ کیا، چونکہ پسندی مزاج میں تھی اس نے جنگ خوارق کو پسند نہیں کرتا تھا، آغاز جنگ سے پہلے ایک قاصد خوارق کے پاس روانہ کیا مگر خاریوں نے قاصد کو قید کر دیا اور خوارق کو مرتب ہو کر مدی کے سر پر پہنچ گئے۔

صالح بن مسرح کا قتل مدی اس وقت چار شہت کی نماز پڑھ رہا تھا جیسے قیہ نماز پڑھ رہی تھی کہ جنگ کے ارادے کے بغیر اپنے حوڑے پہنچا ہو گیا اور اس کے لشکر کی فوج بھی بترشہ کے ساتھ میدان جنگ میں آئی۔ خوارق کے میمنہ پر شعیب تھا ورمیس و پوسید بن سلیم۔ خوارق کے ہمدیا تو مدی و شکست ہوئی چنانچہ خوارق نے مدی کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور آمد تک قیہ کرتے چلے گئے۔ محمد بن مروان نے یہ خبر پا کر مدی بن حرامی بن جعوفہ کو ڈیزہ و جزیرہ کی فوج کے ساتھ دو مختلف راستوں سے روانہ کیا اور ہدایت مروی کہ تم میں سے جو شخص میدان جنگ میں کامیاب ہوگا وہی اپنے دوسرے ساتھی کا میر اور سردار شمر سمجھا جائے گا، جب صالح کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے شعیب کو حرث کی طرف روانہ کیا اور خود خمد پر حملہ آور ہوا چنانچہ میدان کارزار نہایت سختی سے گرم ہوا، محمد بن مروان کے لشکر نے پہلے سے خندق کھودی تھی اور مورچہ قرار لیا تھا، خود بخود خوارق و سپاہ ہار پڑا، مروان جزیرہ و وصل و سکر و تک طے کر گئے حاجی نے اس شکست سے آگاہ ہو کر حرث بن عیسوہ بن زید الشمر و قین بن ارفوج کے ساتھ روانہ ہوا و وصل و صد کے درمیان سامنا ہو گیا۔ خوارق کے اس وقت صرف نوے (۹۰) آدمی تھے۔ چنانچہ سدید بن سلیم و شکست ہوئی اور صالح بن مسرح مارا

گیا۔ شعیب زمین پر پڑا مگر پھر سنبھل کر اٹھا اور صالح کی راش پر بھڑکے اور اپنے ساتھیوں کو پارنے کا۔ سڑک دی، اس کے قریب جمع ہوئے۔

شعیب کا شب خون: شعیب ان لوگوں کے ساتھ ایک قلعہ میں جو اس مقام پر تھا جا کرینہ نریں ہو کیا حرث نے قلعہ کا محاصرہ کر کے دروازے و جلادیا اور اس ارادے سے کہ صبح ہوتے ہی جنگ چھیڑ دی جائے گی اور اپنے لشکر کاہ میں لوٹ آیا، مگر شعیب نے اپنے ساتھیوں سے کہا "تم اپنے دوستوں میں جس کے ہاتھ پر بیعت کو لو؟" خوارن نے اس کی بیعت کی اور آپ کو مشتعل ہونے کے خیال سے بھا کر رات ہی کے وقت خروخ کر دیا حرث اس اچانک حملہ سے ہیرا کر اٹھا اور اپنے ساتھیوں کو تیار کی کا حکم دے دیا، انھی دو تیار ہی نہ ہونے پانے تھے کہ لشکر کا ایک حصہ پسپا ہو کر مدائن کی جانب بھاگ گیا اور شعیب ان کے مال و اسباب کو لوٹا، ہوا سر زمین موصل کی جانب چلا گیا۔

شعیب اور سلامہ بن سنان: شعیب نے ملک موصل میں پہنچ کر مامد بن سنان تھکی سے ملاقات کی سلامہ بن سنان کا فضل نامی ایک سپاہی خوارن کے بڑوں میں تھا صالح کی بغاوت سے پہلے اٹھارہ آدمیوں کے ساتھ خوارن کے لئے مامد بن سنان کے ذمے لے ہوئے تھے بنی غزوہ نے موقع پا کر ان سب قتل کر دیا اور سب کا سرا تار کر مرنے والی روٹی کے خیال سے مہم الملک کے پاس لے گئے تھے شعیب نے جب سلامہ کو خروخ کرنے پر ابھارا تو اس نے یہ شرط لگائی کہ تمیں سواروں کو منتخب کر کے میرے ہمراہ غزوہ پر تمہارا داران کے میرے بھائی کے خون کا بدلہ لو، شعیب نے یہ شرط منظور کر لی اور بنو غزوہ پر حملہ کر دیا، نہایت سختی اور بے رحمی سے یکے بعد دیگرے شہنشاہ قتل کر دیا، اس کے بعد تمام آدمیوں کے ساتھ داران پہنچے۔

بنو شعیب اور خوارن: بنو شعیب کا ایک گروپ جو قلعہ میں قید تھا جب کہ حزانہ اور ایک حنظلہ وقت کو مقررہ جگہ سمجھ کر قید کر دیا۔ ایک روز شعیب کی ضرورت سے اپنے بھائی مضر بن یزید کو اپنا نائب نام کر کہیں چلا گیا مضر نے ان کے قتل کی اطلاع دی جس میں موثر بن سعد بھی تھا، مجبور بنو شعیب نے اس غرض سے امان طلب کی کہ مضر ہو ران کی دعوت کو نہیں مضر نے اس کو منظور کر لیا، اگلے دن کی اجازت دے دی چنانچہ تمام بنو شعیب جو اس وقت محاصرہ میں تھے مضر کے پاس گئے مضر نے ان کو جمع ہوئے، اس دوران شعیب پہنچ گیا اور بنو شعیب ان کے اس فعل سے اپنی خوشنودی ظاہر کر کے انہی میں سے ایک منتخب کر کے ساتھ ان کے رہائے جان کا رخ کر دیا۔

سفیان بن ابی العالیہ اور شعیب کی جنگ: اس سے پہلے حجاج نے سفیان بن ابی العالیہ کو واپس ہزار سواروں کے ساتھ طلبہ تان کے محاصرہ پر پہنچایا تھا شعیب کے ارادے سے قطع ہو کر سفیان بن ابی العالیہ وہاں پہنچا (سفیان اس طلبہ تان سے گئے واپس آیا اور مامد بن مہرہ میں پہنچ کر قید کر کے امداد کا خواست گار ہوا) اور حرث بن مہرہ ہمدانی (صالح کے قاتل) و لشکر و ف اور فارس کے ساتھ اور سورہ بن حرمی کو بھی طلب کر لیا۔ سفیان بن حرث اور سورہ کا انتظار کے بغیر شعیب کی جستجو میں نکل کر ابو امیہ مضر بن قحین میں مذبحہ ہوئی۔ شعیب نے ایک کمین گاہ میں اپنے بھائی کو ہتھ کر لڑائی چھیڑ دی اور آہستہ آہستہ لڑتا ہوا پیچھے ہٹا، سفیان جوش مرائی میں مامد کو ہتھ لگا کر قتل کر دیا، جب کمین گاہ سے آگے بڑھا تو شعیب نے پٹ کر اور اس کے بھائی نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کیا، سفیان کا لشکر بغیر جنگ کے ہوئے شاست بھا کر بھاگا مگر سفیان وہاں سے ساتھ نہایت استقلال سے لڑتا رہا سوید بن سلیم نے سفیان پر نیزے کا وارہ کر دیا مگر سفیان نے خلی دے کر تلوار چلائی سوید روک کر پٹ گیا، سفیان نے مامد کے ہاتھ ڈال کر اسے پٹ دیا اس دوران شعیب پہنچ گیا سفیان اور سوید ایک دوسرے سے متحد ہوئے سفیان ہنوز پر سوار ہو کر بھاگ نکلا اور رفتہ رفتہ بائیں مہرہ پہنچ کر حجاج کو اس واقعہ کی اطلاع دے دی اور لشکر سورہ بن حرج کے نہ پہنچنے کی شکایت مامد کی۔

سورہ بن الحکر کی پسپائی: حجاج نے سورہ بن الحکر کو ایک عتاب آموز خط لکھا جس میں یہ حکم تھا کہ مدائن سے پانچ سو سوار لے کر شعیب کا تعاقب کر۔ چنانچہ حجاج کے حکم کے مطابق روانہ ہوا اور شعیب مدائن سے آتا ہوا نہروان پہنچ گیا اور اپنے ساتھیوں کے حق میں مائے خیر کر کے قید کر دیا سورہ نے اسی مقام میں شعیب پر شب خون مارا لیکن شعیب کے ساتھیوں سے ہوشیار رہنے کی وجہ سے اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہو کر خود شکست اٹھا کر مدائن کی طرف بھاگ گیا اور شعیب نے تعاقب کیا ابھی شعیب کا لشکر مدائن کے قریب نہیں پہنچا تھا کہ سورہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ انتہائی محبت کے ساتھ مدائن میں داخل ہو گیا ابن ابی عصبی گورنر مدائن نے ایک تازہ و مفون مرتب کر کے خراشہ ف اور مال و زمینوں سے شعیب کا استقبال کیا۔ شعیب مدائن سے نامید ہو کر کلوزی سے ہوتا ہوا مکریت پہنچا اور مدائن کے اکثر لشکر مدائن سے بقیہ ساتھیوں کے ساتھ شعیب کی آمد کی خبر سے کہہ کر

شہیب کی کوفہ روانگی: اس دوران شہیب قریب کوفہ پہنچ کر مقام عرقوبا میں اترا اور پھر وہاں سے کوچ کر کے کوفہ کو اس ارادے سے روانہ: کہ حجاج سے پہلے کوفہ میں داخل ہو جائے گا، حجاج بھی اس خیال سے بصری سے دو دو منزلوں کو ایک ایک دن میں طے کرتا ہوا کوفہ آ رہا تھا۔ چنانچہ عصر کے وقت کوفہ پہنچ گیا اور مغرب کے وقت شہیب سنجہ میں پہنچا اور تھوڑا سا آرام کر کے کھانا کھایا۔ اس کے بعد سہ پہر کو بازار کوفہ میں داخل ہو گیا اور اسی مقام پر اپنے خیمے کو نصب کر لیا اور اسی وقت خوارج نے مسجد اعظم پر حملہ کر دیا، چند صالحین کا نماز کے دوران قتل کیا، پھر مسجد سے نکلا کر افسر پولیس کے گھر گئے آواز دی کہ تم کو امیر طلب کر رہے ہیں افسر پولیس نے گھر سے نکل کر سوار ہونے کا ارادہ کیا مگر اچھی آدمیوں کو دیکھ کر اسے شک ہوا تو واپس چل آیا مگر خوارج نے اس کے غلام کو گرفتار کر لیا اور وہاں سے شور و غل مچاتے ہوئے مسجد نبی ذیل میں پہنچے اور ذیل بن حراث کو نماز پڑھنے کی حالت میں قتل کر کے کوفہ سے نکل کھڑے ہوئے۔

نضر بن قعقاع کا قتل: اتفاق سے نضر بن قعقاع ابن شوز ذیلی آگے آ گیا یہ ان لوگوں میں شامل تھا جو حجاج کے ساتھ بصری سے گئے ہوئے تھے اور کسی وجہ سے حجاج سے علیحدہ ہو گیا تھا چنانچہ اس نے شہیب کو دیکھا تو بے ساختہ بول اٹھا ”السلام علیکم یا ایہا الامیر“ شہیب نے کہا تجھ پر تف ہو امیر المؤمنین کیوں نہیں کہتا نضر نے کہا اچھا اب یہ ہی کہوں گا، پھر شہیب اس کی وجہ سے نضر کی ماں ناجیہ بانی بن قبیصہ شیبانی کی لڑکی تھی اپنے مذہب کی تعلیم دینے کے ارادے سے مخاطب ہو کر بولا۔ ”اے نضر لا حکم الا للہ“ اس پر نضر یہ سمجھ کر کہ یہ خارجی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی چنانچہ شہیب کے ہمراہی یہ سنتے ہی اس پر ٹوٹ پڑے اور فوراً اسے قتل کر ڈالا۔

محمد بن موسیٰ کی روانگی: ان واقعات کے بعد حجاج کے منادی نے پکار کر کہا یا خیل اللہ ارکب (اے اللہ کی فوج کے سوارو! سوار ہو جاؤ) اس وقت حجاج قصر امارت کے دروازے پر تھا سب سے پہلے جو شخص آیا وہ عثمان بن قطن بن عبد اللہ بن حصین ذی القصد تھا اس کے بعد چاروں طرف سے لوگوں کا اثر دھام ہو گیا۔ حجاج نے بشر بن غالب اسدی، زبیدہ بن قدامہ ثقفی ابوالفریس مولیٰ بن تمیم، عبدالاعلیٰ بن عبد اللہ بن عامر اور زیاد بن عبد اللہ عتکی کو دو دو ہزار فوجوں کے ساتھ جنگ شہیب پر روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ اگر لڑائی کی نوبت آئے تو تمہارا امیر زبیدہ بن قدامہ ہوگا، انہی لوگوں کے ہمراہ محمد بن موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ والی جحسان کو بھی روانہ کیا تھا اس کو اس سے پہلے عبد الملک نے جحسان کی سند گورنری مرحمت کر کے حجاج کو حکم دیا تھا کہ اس کا سامان سفر درست کر کے ایک ہزار فوج کے ساتھ اس کے صوبے مفضہ کی طرف روانہ کرنا مگر ابھی تک روانگی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ شہیب کا واقعہ پیش آ گیا حجاج نے کہا بہتر ہوگا پہلے تم ان (خوارج) سے لڑو تمہاری اس میں نیک نامی ہوگی تب اپنے صوبہ کی طرف روانہ ہوا۔

ذخر بن قیس اور شہیب: چنانچہ یہ سب کے سب حجاج سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے اور اٹفل فرات میں پہنچ کر قیام کیا شہیب نے اس راستے کو جس کی سمت میں یہ لوگ تھے چھوڑ کر قادیسیہ کا راستہ اختیار کر لیا، حجاج نے یہ خبر سن کر اپنے خاص خاص اور چنے ہوئے سواروں میں سے ایک ہزار تھوڑے آدمیوں کو منتخب کر کے ذخر بن قیس کے ساتھ شہیب کے تعاقب پر مقرر کیا اور حکم دیا کہ شہیب کو جہاں پاؤ اگر قیام پذیر ہو یا تمہاری طرف متوجہ ہو تو ضرور جنگ کرنا ورنہ چھوڑ دینا۔ جیسے ہی ذخر اسلحہ میں پہنچا تو شہیب نے پلٹ کر حملہ کر دیا، ذخر نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا اور بالآخر ذخر تقریباً دس زخم کھاکر زمین پر گر پڑا، اس کے ساتھی یہ سمجھ کر کے کہ ذخر مارا گیا بھاگ گئے، ذخر رات بھر میدان جنگ میں پڑا رہا صبح کے وقت جب ذرا ٹھنڈ شروع ہوئی تو ہوش آیا چنانچہ گرتے پڑتے قریب کے ایک گاؤں میں گیا اور وہاں سے کوفہ روانہ ہو گیا۔

شہیب کے لشکر کا کوفہ پر حملہ: ذخر کی شکست کے بعد شہیب نے کوفہ کا رخ کیا اس وقت وہ مقام ہوز باد میں کوفہ سے چوبیس فرسخ کے فاصلہ پر تھا اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر بولا اس شکست سے لشکر کوفہ کے سرداروں کے دلوں میں تمہاری مردانگی کا سکہ بیٹھ گیا ہے اگر تم لوگ کمر ہمت باندھ کر ہمارے ساتھ لشکر کوفہ کا رخ کرو اور ان کو بھی شکست دے دو تو کوئی شخص سوائے حجاج کے کوفہ پر قبضہ کرنے میں رکاوٹ نہ ہوگا اس کے ساتھیوں نے سرچشم منظور کر لیا اور اس کے ساتھ ساتھ لشکر کوفہ پہنچ گئے۔

زیاد بن عتکی کا فرار: حجاج نے یہ سن کر لشکر کوفہ کو جنگ کے لئے روانہ کیا مہینہ پر زیاد بن عتکی تھا اور میسرہ پر بشر بن غالب اسدی، ہلدوہ ان کے براہمیر و سردار لشکر اپنے اپنے دستے کی فوج لئے ہوئے اپنے اپنے مقررہ مورچے پر ٹھہرا ہوا تھا شہیب نے اپنے ساتھیوں کو تین حصوں میں منقسم کیا (ایک

حصہ کا سوید بن سیم افسر تھا جو بمقابلہ مینہ اہل کوفہ تھا دوسرے حصہ کا مضہ شیب کا بھائی امیہ تھا جو میسرہ اہل کوفہ کے مقابلہ پر تھا قیسہ احمد شیب کی مائتی میں تھا جو قصب لشکر کوفہ کے سامنے تھا) چنانچہ سوید بن سلیم نے زیاد بن عمر عتقی پر حملہ کیا زیاد کے ساتھ مقابلہ کی تاب نہ لائے اور پیچھے ہٹ کر زیاد تھوڑے سے آدمیوں کو لے کر میدان جنگ میں ٹھہرا رہا۔ سوید نے پھر دوبارہ حملہ کیا جس سے اس کے باقی ساتھی شکست کھا کر بھاگ گئے مگر زیاد پھر بھی کمزور رہا اور آخر شام کے وقت یہ بھی زخمی ہو کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔

بشر بن غالب کا خاتمہ۔ اس کے بعد خوارج نے عبداللہ بن عبداللہ بن عامر پر حملہ کیا عبداللہ اور اس کے ساتھیوں پر خوارج کا یہ رعب غالب ہو گیا کہ بغیر جنگ و قتل اپنے ساتھیوں سمیت میدان جنگ سے بھاگ کر زیاد بن عمر سے چلا پھر خوارج نے لشکر کوفہ پر ایک مجموعی قوت سے حملہ کیا اور جوش کامیابی میں مغرب کے وقت محمد بن موسیٰ بن طلحہ تک پہنچ گئے محمد بن طلحہ انتہائی دیر ہی اور استقلال سے مقابلہ کرتا رہا اس کے بعد منہا نے بشر بن غالب اسدی کے میسرہ پر حملہ کیا، پچاس آدمیوں کے سوا باقی لوگ بھاگ کھڑے ہوئے، بشر اسی مختصر جماعت کے ساتھ لڑ کر میدان جنگ میں جاں بحق ہو گیا۔

زائدہ بن قدامہ کا قتل۔ بشر کے خاتمہ کے بعد خوارج ابو الغریس مولیٰ بنو تمیم پر حملہ کرتے ہوئے۔ ابو الغریس بھاگ کر امین کے پاس پہنچ گیا۔ شہ خوارج نے ابو الغریس کو امین کے پاس بھی پناہ گزیں نہ ہونے دیا اور دوبارہ حملہ کر دیا امین اور ابو الغریس شکست کھا کر زائدہ بن قدامہ کے پاس پہنچے۔ زائدہ نے ان لوگوں کے پہنچنے کے بعد لشکریوں کو پیدل ہو کر لڑنے کا حکم دیا صبح سے ایک حالت تک لڑائی ہوتی رہی، شیب نے لڑائی کو طوں پہنچتے ہوئے دیکھ کر زائدہ پر حملہ کر دیا اور پہلے ہی حملے میں زائدہ کو اس کے ساتھیوں سمیت مار ڈالا، ابو الغریس باقی سپاہیوں کے ساتھ ایک جوق میں جو ان کے قریب تھا چھپ گیا یہ وقت فجر کا تھا خوارج نے قتل و غارت سے ہاتھ کھینچ کر شیب کی بیعت کی دعوت دی ان لوگوں نے بیعت کر دی۔ بیعت کرنے والوں میں ابو بردہ بن موسیٰ بھی تھا۔

محمد بن موسیٰ کا خاتمہ۔ اب اس وقت لشکر کوفہ کے وزیروں میں سے صرف ایک محمد بن موسیٰ کو شکست نہیں ہوئی تھی بلکہ فجر کے وقت شیب نے ان کے مؤذن کی اذان کی آواز سنی جس سے محمد بن موسیٰ کی جائے قیام کا علم ہو گیا، چنانچہ اس نے بھی اذان دلوائی، نماز ادا کی اور اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے محمد بن موسیٰ پر حملہ کر دیا اس کا ایک گروپ بھاگ کھڑا ہوا اور دوسرا حصہ محمد بن موسیٰ لڑتا رہا یہاں تک کہ محمد بن موسیٰ مارا گیا اور یہ بھی سپہ ہو کر بھاگ گیا۔ ان کے ساتھ وہ لوگ بھی بھاگ گئے جنہوں نے شیب کی بیعت کر لی تھی۔ لشکر خوارج نے جو کچھ اس کی لشکر گاہ میں تھا سب کچھ لوٹ لیا اور لوٹ کر اس جگہ آ گیا جہاں پراچین اور ابو الغریس تھے۔ وہاں ایک دن قیام پذیر رہا پھر انہوں نے کوفہ پر قبضہ کرنے کی رائے دی لیکن شیب نے اس مصلحت سے کوفہ کا رخ نہیں کیا، خوخی کو دائیں ہاتھ چھوڑتا ہوا نصر پہنچا اور وہاں سے روانہ ہو کر صراۃ ہوتا ہوا خیرات پہنچ گیا حجاج کو اس خبر سے کہ شیب انگریز طرف جارہا ہے یہ خیال پیدا ہوا کہ شیب مدائن کے ارادے جا رہا ہے اور مدائن کوفہ اور اکثر سودا کے دروازہ ہے یہ خیال پیدا ہوتا ہے عبد اللہ بن ابی عصفیر کو معزوں کے عثمان بن قطن کو مدائن خوخی اور انبار کا امیر مقرر کر کے روانہ کر دیا۔

محمد بن موسیٰ کے قتل کی ایک اور روایت: بعض مؤرخین نے محمد بن موسیٰ کے قتل کا واقعہ یوں بھی بیان کیا ہے کہ محمد بن موسیٰ جنگ ابوہندہ میں عمر بن عبداللہ بن معمر کے ساتھ تھا عمر بن عبداللہ نے اس کی مردانگی پر فریفتہ ہو کر اپنے سے اس کا عقد کر دیا تھا اور اس کی بہن عبدالملک کے عقد میں تھی عبدالملک نے اس کو بھست کی حکومت پر مقرر کر دیا اتفاق سے محمد بن موسیٰ کوفہ ہو کر نزار لوگوں نے حجاج سے کہا اگر یہ شخص بھستن کا گورنر بن جائے تو ہماری طاقت کا اثر بھستن سے ختم ہو جائے گا، جس کو تم طلب کیا کر دے، اس کو یہ روک دیا کرے گا مناسب یہ ہے کہ اس کو شیب کی جنگ میں مصروف کر دو، شاید اللہ تعالیٰ تم کو اس شر سے نجات دے دے۔ حجاج نے اس رائے کے مطابق محمد کو فریب دے کر جنگ شیب پر آمادہ کر دیا مگر شیب نے محمد کے پاس پہلوا کر تم حجاج کے فقرے میں نہ آؤ ہم تم سے معترض نہ ہوں گے لیکن محمد نے اس کو شیب کی کمزوری پر محمول کر کے لڑائی کی تیاری کر لی مجبوراً شیب کو مقابلہ پر آنا پڑا لڑائی ہوئی اور معمر کہ جنگ میں محمد مارا گیا۔

عبدالرحمن بن اشعث اور شیب۔ جس وقت ان تمام امراء و جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے شکست ہوئی اور محمد بن موسیٰ بن طلحہ مارا گیا اس وقت

حجاج نے عبدالرحمن بن اشعث کو بلوایا اور حکم دیا کہ افواج کوفہ سے چھ ہزار سواروں کو منتخب کر کے شیب کو جہاں پاؤ کر قرار کراؤ، چنانچہ عبدالرحمن بن اشعث کی تعمیل کرنے کے لئے روانہ ہوا روانگی کے بعد حجاج نے عبدالرحمن اور اس کے ساتھیوں کو ایک تاکید اور تہدید آمیز خط لکھا کہ اگر تم لوگ شہت جاکر واپس آؤ گے تو تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ چنانچہ عبدالرحمن اپنے لشکر کی فوج کے لئے منزل بہ منزل کوچ کرتا ہوا مدائن پہنچا اور جنرل کی عیادت کے لئے گیا، جنرل کو شیب کی ہوشیاری و چالاکی سے بچنے کی ہدایتیں کیں اور چلتے وقت اپنا گھوڑا نذر کیا۔ عبدالرحمن جنرل سے رخصت ہو کر شیب کی تلاش میں چلا، اور شیب یہ خبر پا کر دو تار شہر زور کی طرف روانہ ہو گیا عبدالرحمن بن اشعث بھی سراغ لگاتا ہوا سرزمین موصل میں پہنچ گیا اور اہل موصل سے بڑے کی غرض سے قیام کیا۔

حجاج کا خط۔ حجاج نے لکھا کہ شیب کو تلاش کرو اور جس راستے پر وہ جائے اس کے پیچھے جاؤ یہاں تک کہ تم اسے پکڑ کر قتل کر دو۔ کیونکہ حکومت صرف امیر المؤمنین کی ہے اور فوج بھی انہی کی ہے۔ عبدالرحمن بن اشعث بموجب حکم حجاج شیب کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا، اور شیب ایب دشوار گزر، مقام سے دوسرے دشوار گزر، مقام میں قیام کرتا پھر رہا تھا۔ جس وقت عبدالرحمن شیب کے قریب ہو جاتا شیب شب خون مارنے کے ردے سے عبدالرحمن کے لشکر پر آتا اور ان کو ہوشیار پا کر کسی دوسرے مقام کی طرف کوچ کر جاتا اس وقت عبدالرحمن اس کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوتا غرض فریقین اپنے حریف کو ہوشیار پا کر دائیں بائیں آگے پیچھے ایک دوسرے کی فکر میں سفر کر رہے تھے یہاں تک کہ روزانہ سفر کی تھکان سے لشکر و سخت تکلیف پہنچی، سواری کے جانور چلنے سے عاری ہو گئے۔ مجبور ہو کر سرزمین موصل کے ایک میدان میں پڑاؤ ڈال دیا اس وقت اس کے اور سوار کوفہ کے درمیان سوائے نہر حویلیہ کے، اور کوئی چیز حائل نہ تھی شیب نے رازدان اہلی (سرزمین خوخی) میں قیام کیا اور عبدالرحمن نے عواقل نہر میں اپنا لشکر ٹھہرایا۔

ابن اشعث کی معزولی۔۔۔ چونکہ یہ زمانہ عید الاضحیٰ کا تھا۔ شیب نے بلا بھیجا کہ یہ ایام ہماری اور تمہاری عید کے ہیں بہتر ہے کہ ایام نحر (قربانی تک) لڑائی موقوف کر دی جائے۔ عبدالرحمن نے بقصد متاوت منظور کر لیا عثمان بن قطن نے اس سے حجاج کو آگاہ کر دیا، حجاج کو عبدالرحمن کا یہ فعل ناگوار گزرا، فوراً عبدالرحمن کو معزولی کر کے سندھ امارت لشکر عثمان بن قطن کے نام پہنچا دی اور مطرف بن مغیرہ کو عثمان ابن قطن کی جگہ گورنر مدائن مقرر کر دیا۔

عثمان بن قطن اور شیب کی جنگ۔۔۔ چنانچہ عثمان بن قطن یوم تردیہ کی رات کو عبدالرحمن کے لشکر میں پہنچا اور لشکریوں کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا لشکریوں نے رات ہو جانے کی وجہ سے عذر کیا۔ چنانچہ عبدالرحمن بن اشعث نے اپنے خیمہ میں لے جا کر ٹھہرایا۔ پھر عثمان نے اپنے آنے کے تیسرے دن صبح ہوتے ہی لڑائی چھیڑ دی، میمنہ میں خالد بن نبیک بن قیس، میسرے میں عقیل بن شداد سلونی اور خود ابن قطن پیادوں کی فوج میں تھا شیب نے ایک سو بیس آدمیوں کے ساتھ نہر کو عبور کیا خود میمنہ میں رہا اور اپنے بھائی مضاد و قلب، سوید بن سلیم کو میسرہ کا انچ راج بنایا پس شیب نے عثمان کے میسرہ پر حملہ کیا جس سے میسرہ والے بھاگ کھڑے ہوئے مگر عقیل بن شداد تک کر لڑتا رہا یہاں تک کہ مارا گیا اور اس کے ساتھ ایک بن عبد اللہ ہمدانی بھی جاں بحق ہوا اس کے بعد عثمان کے میمنہ پر سوید حملہ آور ہوا اہل میمنہ بھی شکست اٹھا کر بھاگ گئے۔ خالد بن نبیک تھوڑے سے آدمیوں کو لے کر استقلال سے نڈتار ہوا۔ اس عرصے میں شیب نے خالد پر پشت کی طرف سے حملہ کر دیا، چنانچہ خالد کے ساتھیوں کے قدم استقامت میدان جنگ سے ڈگمگائے پھر خالد کی زندگی کا خاتمہ کر دیا گیا۔ عثمان بن قطن اپنی فوج کی ابتری کا احساس کر کے مضاد کی طرف بڑھا جو شیب کے قلب میں تھا لڑائی کا باز شدت سے گرم ہو گیا تھا شیب نے ایک جانب سے عثمان پر حملہ کیا اور سوید بن سلیم دوسری جانب سے ٹوٹ پڑا۔ مضاد تو قلب میں تھا اور عثمان اس کو گھیرے ہوئے تھا اور عثمان کو چاروں طرف سے شیب اور سوید نے محاصرہ میں کر رکھا تھا، تھوڑی دیر کی لڑائی کے بعد عثمان مارا گیا اور لشکر بھاگ گیا عبدالرحمن بن اشعث بھی زخم کھاکر زمین پر گر پڑا، ابن ابی سبرہ جعفی نے پہنچ کر اپنے ساتھ خنجر پر سوار کر لیا اور لوگوں کو پکار کر کہا ”کہ دیر ابی مریم پر پہنچو“ شیب نے یہ سن کر قتل و غارت سے ہاتھ اٹھا لیا اور بیعت کی دعوت دی، چنانچہ لشکریوں نے بیعت کر دی ابن اشعث بھاگ کر کوفہ پہنچ گیا اور جب تک حجاج نے امان نہ دیا روپوش رہا۔

حجاج اور زہرہ بن حویہ۔ شیب جنگ کے بعد نہروان چلا گیا اور گرمی ختم ہونے تک وہیں قیام پذیر رہا اسی دوران جتنے آدمی حجاج نے خداف اس کے ساتھ تھے اس سے آملے تب موسم گرما ختم ہونے کے بعد ساٹھ آدمیوں کے ساتھ مدائن کا رخ کیا۔ ان دنوں مطرف بن مغیرہ مدائن کا گورنر تھا

جنگ کو س کی خبر ملی تو لوگوں کو جمع کر کے نہایت سختی کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے تقریری کی۔ زہرہ بن حوبہ نے جو ایک ایسا شخص تھا کہ بغیر سہارے کے سیدھا ہڑا نہیں ہوسکتا تھا سرائی کرکھا اس امیر شخص کھڑے ہو کر لمبی لمبی تقریریں کرنے سے کام نہیں چلتا تھا اور تھوڑی تھوڑی فوج بھیجتے ہو اس کے بعد اپنے لوگوں کو سردار بناتے ہو جو بالکل ناتجربہ کار ہوتے ہیں، میری رائے ہے کہ تم تمام مسلمانوں کو دشمنان دین کی طرف کوچ کرنے کا حکم دے۔ اس سے شمس و میر بناؤ جو شجاعت ہو، دیہ ہو، آمودہ کار ہو، بھگنے و غارت جھٹ ہو۔ استقلال و ثابت قدمی کو باعث فخر و اعزاز جانتا ہو۔ جان بول۔ اس کام سے تم ہی زیادہ موزوں ہو۔ زہرہ نے جواب دیا نہیں اس کام کے لئے وہ شخص مناسب ہوگا جو زور و پہن سکتا ہو، نیز دانا سکتا ہو، تلوار چلا سکتا ہو اور گھڑے پر بیٹھ سکتا ہو اور میں ان امور میں سے کسی ایک کا بھی متحمل نہیں ہوں، کمزوری کا یہ حال ہے کہ بغیر سہارے کے کھڑا نہیں ہو سکتا۔ اس پر طرہ دیکھ کہ مہنت سکھوں سے بھی کچھ سمجھائی نہیں دیتا ہاں یہ ممکن ہے کہ میں امیر کے ساتھ رہوں گا اور صلح و مشورہ دیتا رہوں گا۔ جان نے حوالہ اللہ حصارا ہے۔ تمام اہل کوفہ و تیاری کا حکم دے دیا اور عبدالملک کی خدمت میں ایک عرضداشت اس مضمون کی بھیج دی کہ شعیب مدائن کے قریب پہنچ گیا ہے اور اہل کوفہ اس کے مقابلہ سے جی چار رہے ہیں اس لئے کہ اس نے ان کے لشکر کو مسلسل شکست دی ہے اور اکثر علماء و فاضلین کو قتل کر دیا ہے ہذا لشکر شام کے ذریعے آپ ان کی امداد کیجئے۔

شامی فوج کی کمک۔ عبدالملک نے سفیان بن ابی کلہبی و چار ہزار افراد کے ساتھ اور حسیب عبدالرحمن کو وہ ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا یہ واقعہ ۱۷۷ھ کا ہے۔

عتاب بن ورقاء کی طلبی۔ اس کے بعد حجاج نے عتاب بن ورقاء و ریاقی و مہذب۔ پاس سے ہوا یا (ان دونوں میں حسیب۔ بیان ہو چکا ہے اختلاف ہو یا تھا) اور جب عتاب آیا تو اسے لشکر کی سرداری پر مقرر کیا زہرہ بن حوبہ نے حجاج کی اس رائے کی ستائش کی اور شکر یہ ادا کر کے کہا اب تم نے ان لوگوں کو ایک اچھے سردار کے سپرد کیا ہے واللہ ہم لوگ تمہارے پاس واپس نہ آئیں گے حتیٰ کہ قتیاب ہوں یا مارے جائیں۔ حجاج نے لشکر شام کو ہوا دیا کہ نہایت احتیاط و ہوشیاری سے مقام عین اتمر پر آکر مقیم ہو جاؤ، میں بہت جلد شکر کوفہ و تمہارے پاس پہنچ رہا ہوں، چنانچہ حجاج کے حکم پر عتاب بن ورقاء نے حمام عین پر پہنچ کر لشکر آرائی کی۔

شعیب اور مطرف۔ اوہر شعیب نے جلد کومدائن کی جانب سے عبور کیا، چنانچہ مطرف نے کہلویا کہ تم اپنے گروہ میں سے کسی بڑے شخص و ہمارے پاس بھیج دو کہ ہم تمہارے خیالات اور تمہاری دعوت پر غور کریں شعیب نے اس امید سے کہ شاید مطرف شریک جماعت ہو جائے بغیث بن سوید کو ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ مطرف کے پاس بھیج دیا وہ چار روز تک ٹھہرے رہے مگر مطرف متفق نہ ہو سکے۔ اس دوران عتاب نے شعیب کے قریب پہنچ کر صراۃ میں ڈیرے ڈال دیئے اور مطرف اس خیال سے کہ میں ان باتوں کی خبر جو شعیب کے ساتھ ہوئی ہیں حجاج تک نہ پہنچ جاؤں میں مدائن سے نکل کر جبال کی طرف چلا گیا شعیب نے یہ خبر سن کر اپنے بھائی مضاہ کو مدائن کی جانب روانہ کیا اس نے کشتیوں کو جمع کر کے پل بند کروایا اور عتاب نے صراۃ سے کون کر کے بازار عجم میں مورچے قائم کر دیئے اس وقت اس کے ساتھ پچاس ہزار فوج تھی۔

شعیب اور عتاب کی جنگ۔ شعیب اس کی خبر سن کر ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ ساباط میں آگیا اور نماز ظہر ادا کی اس کے بعد اپنے لشکر و مرتب کر کے مغرب کے وقت عتاب کی شکرگاہ کے قریب پہنچا چار سو آدمی اس کے ساتھیوں میں سے اس سفر میں اس سے مسجود ہو کر بیٹھ گئے تھے بقیہ چھ سو کے ساتھ نماز مغرب پڑھ کر لشکر مرتب کیا دو سو آدمیوں کے ساتھ سوید بن سلیم کو میسرہ میں رکھا اور اتنی ہی فوج کو میسرہ میں محمل بن وائل کی ماتحتی میں متعین کیا اور خود دو سو افراد کے ساتھ قلب میں رہا عتاب کے میسرہ پر عبدالرحمن بن سعید تھا میسرہ پر نعیم بن علیہ اور پیادوں کی فوج میں حنظلہ بن حارث یزدنی (عتاب کا چچا زاد بھائی) تھا اور پھر اپنی فوج و تین صفوں پر تقسیم کیا ایک صف میں چھلتی ہوئی تلواریں تھیں دوسری صف میں وہ تلواریں تھیں جو تھے جن کو نیز و بازی میں کمال حاصل تھا اور تیسری صف میں نامی رومی تیر انداز تھے جن کا نشانہ بھی خطا نہیں گیا تھا۔

عتاب بن ورقاء کا خاتمہ۔ ترتیب لشکر کے بعد بہت دیر تک لشکریوں کو جنگ کی ترغیب دیتا رہا اس کے بعد قلب میں آکر بیٹھا اس کے ساتھ زہرہ بن مرشد، عبدالرحمن بن محمد بن اشعث اور ابوبکر بن محمد بن ابی جهم عدوی تھا۔ نماز عشاء کے بعد جس وقت چاند کی روشنی سے عالم سے تاریکی اور بونی

تو شعیب نے قتیبہ کے میسرہ پر حملہ کیا جس میں ربیعہ تھے اور اہل میسرہ شکست اٹھا کر بھاگے مگر اصحاب ریات قویصہ بن واثق، عبیدہ بن جلیس اور عیسیٰ بن عیسیٰ اپنے اپنے جھنڈوں پر ٹھہرے۔ ہوئے استقلال سے لڑتے رہے یہاں تک کہ سب کے سب مارے گئے اس کے بعد شعیب نے قتیبہ بن ورقاء پر اور سوید بن عیسیٰ نے عیسیٰ بن عیسیٰ پر جس میں عیسیٰ و ہمدان تھے اور سردار محمد بن عبد الرحمن تھے حملہ کر دیا۔ فریقین نہایت سختی سے ایک دوسرے کے حملوں کا جواب دینے لگے لڑائی کا عنوان سب حد خط ناک نظر آ رہا تھا شعیب حملہ کرتے ہوئے قبیلہ اشعر ثک پہنچ گیا قتیبہ کے لشکر کی ترتیب ختم ہوئی شخص ہر دم برہم ہوئیں قتیبہ کے دستے کی فوج قتیبہ کو چھوڑ بھاگ گئی عبدالرحمن بن اشعث بھی ایک بڑے روپ کے ساتھ میدان جنگ سے منہ موڑ کر بھاگ نکلا۔ چنانچہ قتیبہ بن ورقاء مارا گیا۔

زہرہ بن حوہ کا قتل: زہرہ بن حوہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں آیا تھوڑی دیر تک راتار با لشکر خوارج میں سے عامر بن تفلحی نے زہرہ کو اپک کر برچھما مارا سواروں نے چاروں طرف سے نیزے کے وار شروع کر دیئے جب زہرہ بدم ہو کر گر گیا تو فضیل بن عامر بن شیبانی نے آگے بڑھ کر سر اتار لیا اتھاق سے شعیب پہنچ گیا زہرہ کو خاک و خون پر لوتا ہوا دیکھ کر بچکتا لگا خوارج کو یہ فعل ناگوار مزارا۔ بولے! کیا تم ایک کافر کے مارے جانے پر افسوس کر رہے ہو؟ جواب دیر میں اس کو بہت دنوں سے جانتا ہوں تم کو اس کی حالت سے واقفیت نہیں ہے اب اس وقت لڑائی تقریباً ختم ہو چکی تھی بھائے والے سر پر پاؤں رکھے بھاگے جا رہے تھے اور فتح مند روپ اپنے نیزوں اور تھوڑوں سے ان کی جان و تن کا فیصلہ کر رہا تھا، شعیب نے یہ حالت دیکھ کر قتل و غارت کی ممانعت کر دی لوگوں سے بیعت کرنے کو کہا سب نے بیعت کر لی، مگر رات آئی تو موقع پا کر بھاگ گئے شعیب نے جو کچھ فریق مخالف کی لشکر گاہ میں پایا لوٹ لیا۔

حجاج کا کوفیوں کو خطبہ: جنگ کے بعد شعیب کا بھائی میدان جنگ میں آیا اور دو دن تک میدان میں ٹھہرا ہاتھ سے دن کو فوجی طرف روانہ ہو گیا اس دوران سفیان بن ابرو مع اشعر شہ حجاج سے ملا جس کی وجہ سے اس کو مل کوفہ کی پروا نہ رہی۔ اہل کوفہ جمع کر کے خطبہ ❶ دیا اور نہایت سختی و درویشی سے پیش آیا، اشعر شعیب نے کوفہ پہنچ کر حجاج بن یمن میں پڑوایا حجاج نے حرث بن معویہ ثقفی کو اس بڑا جنسی پولیس کے ساتھ جو کہ جنگ قتیبہ میں تریب نہ تھے مقابلہ کی غرض سے روانہ کیا شعیب نے یہ خبر سن کر نہایت تیزی سے حرث پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا حرث کے ساتھی اپنے سردار کے مارے جانے سے کوفہ بھاگ گئے، دوسرے دن حجاج نے اپنے خدام کو خروج کا حکم دیا ان لوگوں نے کوفہ کی ناکہ بندی کر لی اور شعیب حجاج بن یمن سے روانہ ہو کر قریب کوفہ مقام سحر میں چلا آیا اور اسی مقام پر ایک مسجد بنوائی۔

ابوالورد کا قتل: حجاج نے اپنے آزاد کردہ غلام ابوالورد کو شہر اعدا ناموں کے ساتھ شعیب سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا شعیب نے اس پر بھی حملہ کر کے اس کو بھی قتل کر دیا اسی شبہ سے کہ یہی حجاج ہے اس کے بعد حجاج نے اپنے دوسرے آزاد غلام کو مامور کیا اس کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا۔

شامی لشکر اور خوارج کی جنگ: تب حجاج جھلا کر اہل شام کے ساتھ خود جنگ کے لئے تیار ہوا، ہرہ بن عبدالرحمن بن مخنف کو کوفہ کی ناکہ بندی پر مقرر کیا اور خود ایک کرسی پر بیٹھ کر اہل شام کو کار اور لڑائی کی ترغیب دی سب کی غصہ سے آنکھیں سرخ ہوئیں جھٹ پٹ گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور نوک دار خارشا کاف نیزوں کو ہاتھ میں سے کر شعیب کی طرف بڑھتے شعیب بھی اپنے ساتھیوں و قین روپوں میں تقسیم کر کے میدان جنگ میں آیا ایک روپ خود اس کے ہمراہ تھا دوسرا سوید بن سلیم کے ساتھ تھا اور تیسرا قتل بن واصل کے دستے میں تھا پہلے سوید بن سلیم نے بڑھ کر حملہ کر دیا اہل شام نے نہایت استقلال سے حملہ کر دیا اور نیزوں کو آڑے کر کے سوید پر ٹوٹ پڑے سوید اپنے ساتھیوں سمیت پیچھے ہٹ گیا۔ حجاج نے جھلا کر کہا ہاں درو! تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، اللہ تمہاری مدد کرے، آگے بڑھو وگرنے کے دوں میں اس سے ایک تازہ جوش پیدا ہو گیا۔

خارجیوں کی ناکامی: ساتھیوں نے اس کا تختہ آگے بڑھایا اس کے بعد قتل بن واصل حملہ آور ہوا اشعر شہ نے اس کو بھی زیر کر لیا قتل بن واصل ہار

❶ مضمون خطبہ یہ تھا کہ اہل کوفہ اللہ تعالیٰ کی عزت و غلبہ نہ دے، جو تمہاری عزت و غلبہ نہ دے، اور اس کی امداد نہ کرے، جو تمہاری مدد کا ارادہ کرے، تمہاری مدد سے چلے پڑے۔ منہ کا کر دیا اور ہمارے ساتھ ہمارے دشمنوں سے جنگ کرنے کو چلے پڑے۔ میں یہ یہودی انصاری کے ساتھ قیام پذیر ہوا اور ہمارے ساتھ وہی شخص شریک ہو جو قتیبہ کے ساتھ لڑائی میں نہ رہا ہو۔ (تاریخ الکامل ابن اثیر صفحہ ۲۰۶ جلد چہارم مطبوعہ مصر)

اپنے شکر سے مد۔ حجاج نے پھر لاکار کر کہا شاباش بہادر! اللہ تعالیٰ تمہاری مدد پر ہے آگے بڑھو۔ اس آواز سے لشکر شام آگے بڑھا اور اس کا تخت بھی آگے بڑھ گیا۔ چنانچہ شیب نے عنوان جنگ بدلا ہوا دیکھ کر حملہ کر دیا لیکن لشکر شام کے استقلال و ثبات قدمی سے شکست کھ کر اپنے مورے میں دھنک گیا اور سوید بن سیف کو کوفہ کے ایک ناکے پر (اشارہ کر کے) حملہ کرنے کا حکم دیا اس ناکے پر عمرو بن مغیرہ مامور تھا سوید بن سیف کو اس حملہ کی کامیابی نہ ہوئی چنانچہ طیش میں آ کر خود شیب نے حملہ کیا اہل شام نے ایسا آڑے ہاتھوں لیا کہ مجبوراً واپس آنا پڑا۔

شیب کی پسپائی اور فرار:۔ حجاج بڑھتے بڑھتے شیب کی مسجد تک پہنچ گیا اور اس کے سارے مورچوں پر قبضہ کر لیا۔ مد بن عتب نے شیب پر حملہ کرنے کی اجازت طلب کی حجاج نے کہا کیا مضائقہ، اللہ تعالیٰ تم کو کامیاب کرے گا حملہ کرو خالد نے ایک کوس کا چکر کاٹ کر شیب کی لشکر گاہ پر پیچھے سے حملہ کیا اس معرکے میں مضاد (شیب کا بھائی) اور شیب کی بیوی غزالہ ماری گئی۔ لشکر گاہ کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا گیا۔ شیب نے آگے بڑھنے کا راہ دیا تو حجاج نے شکر کا ب کی فوج نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں شیب کا لشکر بے قابو ہو کر بھاگ گیا شیب نے مد بن عتب سے مدد کی بہت کوشش کی مگر کسی نے کچھ خیال نہ کیا۔ حجاج اپنے ساتھیوں کو لشکر خوارج کے سمجھانے کی ہدایت کر کے کوفہ چلا گیا اور اہل کوفہ کو جمع کر کے خطبہ دیا کامیابی کی خوش خبری سنائی۔ خطبہ سے فارغ ہو کر حبیب بن عبد اللہ حکمی کو تین ہزار سواروں کے ساتھ شیب کے تعاقب پر روانہ کیا اور اس کی مکاری اور شیخون مارنے سے ہوشیار رہنے کی ہدایت کی۔

شیب کی کرمان کو روانگی:۔ حبیب حجاج سے رخصت ہو کر سران لگاتا ہوا انبار پہنچا تو معلوم ہوا کہ شیب اسی کے گرد نواح میں ہے اس وقت اس کے اکثر ساتھی اس سے ایک ہو گئے تھے اس لئے حجاج نے عام طور سے امان دینے کا اعلان کر دیا تھا اتفاق سے غروب کے وقت شیب پہنچ گیا، حبیب نے اپنے لشکر کو متعدد گروپوں میں تقسیم کر رکھا تھا اور ہر گروپ سے موت کی بیعت لے لی تھی شیب نے پہنچنے کے ساتھ ہی جنگ کا ہزار گرم کر دیا، یکے بعد دیگرے گروپوں سے لڑنے لگا رات کا وقت اور لڑائی کا یہ عام تھا کہ جو جہاں تھا وہیں پر پہاڑ کی طرح استقلال کے ساتھ کھڑا لڑ رہا تھا ذرا بھی اپنے قدم کو حرکت نہ دے سکتا تھا لڑتے لڑتے ہاتھ شل ہو گئے تھے، تلواروں کی چمک سے آنکھیں جھپک جھپک جاتی تھیں تلواروں کی کاٹ کا وہی عام تھا لیکن ہندگی کی وجہ سے کسی کی گردن پر خط تک نہ پڑتا تھا۔

کشتوں کے پشتے لگ گئے تھے آہ وزاری اور تلواروں کی جھنکار کے سوا اور کوئی آواز کان میں نہ آتی تھی مجبور ہو کر فریقین نے لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا خود بخود لڑنے سے رک گئے تیس آدمی شیب کے اور ایک سو آدمی لشکر شام کے معرکہ کارزار میں کام آگئے شیب اپنے باقی ساتھیوں سمیت دجلہ کو عبور کر کے سرزمین خوخی کی طرف چلا گیا مگر دوبارہ دجلہ کو واسط کے قریب عبور کر کے ابواز فارس کا راستہ اختیار کیا تاکہ کرمان میں پہنچ کر کچھ عرصہ جنگ و گریز زمانہ سے بچ کر آرام حاصل کر لے۔

حجاج کو قتیبہ کا مشورہ:۔ اس جنگ میں علاوہ متذکرہ بالا واقعہ کے یہ بیان کیا گیا ہے کہ حجاج نے جنگ شیب پر یکے بعد دیگرے امراء، مور کے اور شیب نے ان سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا ان میں امین والی حمام امین بھی شامل تھا چونکہ غزالہ (زوجہ شیب) نے جامع مسجد کوفہ میں دورِ رعت نماز پڑھنے کی نذر دہائی تھی جس میں سے سورۃ بقرہ آل عمران پڑھنی تھی اس لئے شیب رات کے وقت کوفہ میں داخل ہوا اور اس کی بیوی نے اپنی نذر پوری کی اس کے بعد شیب اور اہل کوفہ کا مجادلہ ہوا حجاج نے لوگوں کو جمع کر کے شیب کے بارے میں مشورہ مانگا قتیبہ نے کھڑے ہو کر کہا امیر نے خود ہی سبب شکست کو جمع کر رکھا تھا آپ ایک سردار کو جنگ پر مقرر کرتے ہیں عوام کی کثیر تعداد اس کے ساتھ کر دیتے ہیں جیسے ہی سردار جاتا ہے عوام بھاگ جاتے ہیں۔ مناسبت یہ ہے کہ آپ خود مسلح ہو کر میدان جنگ میں تشریف لے چلے اور معرکہ آراء ہو جائیے، خط و کتابت سے کام نہیں چلے گا حجاج نے اس رائے کے مطابق فیصلہ کرتے ہی سنجہ کی طرف خروج کیا اس وقت شیب وہیں تھا اور اپنے چھپانے کی غرض سے بجائے ابوورد (اپنے سزا کردہ غلام) کو جند سے کے نیچے ٹھہرایا شیب نے اس شبہ سے کہ حجاج یہ ہی ہے ابوورد پر حملہ کر دیا اور اس کو قتل کر کے خالد بن عتب پر میسرہ میں پھر میسرہ سے مرکز مصرف میں نابیہ پر میمنہ میں حملہ کیا اور ان دونوں کو ان کے مورچے سے ہٹا دیا حجاج اور اس کے ساتھی یہ دیکھ کر ایک نیلے پر چڑھ گئے حجاج کے ساتھ عتبہ بن سعید بھی تھا۔

خوارج میں اختلاف۔ اسی دوران اتفاق سے خوارج میں اختلاف پڑ گیا مصقلہ بن مہمل ضعی نے شیب سے مخاطب ہو کر کہا تم سب نے سرہ کے بارے میں یا چاہتے ہو؟ جواب دیا موجودہ حالت میں اس سے بری ہوں۔ مصقلہ یہ کہہ کر ”تو مصقلہ بھی تم سے بری ہے“ شیب سے جد ہو گیا حجاج کو اس اختلاف کا احساس ہو گیا لہذا فوراً خالد بن عتاب کو حکم دیا کہ شیب پر پیچھے سے حملہ کر دو چنانچہ خالد بن عتاب نے ایک کوس کا چھڑا کر لشکر گاہ پر حملہ کیا اس واقعہ میں غزالہ (زوجہ شیب) ماری گئی۔ خالد نے ایک سوار کے ہاتھ اس کا سر حجاج کے پاس بھیجا، شیب نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو غزالہ کا سر چھین لاسے پر مامور کیا۔ اس شخص نے اس سوار کو جو غزالہ کا سر لے جا رہا تھا قتل کر دیا اور غزالہ کا سر شیب کے سامنے رکھ دیا۔ شیب نے اس کو دھوکہ دینا شروع کر دیا اس واقعہ کے بعد خوارج نے میدان جنگ خالی کر دیا، خالد نے تھوڑی دور تک تعاقب کیا۔ اثنائے تعاقب اور فرار کے دوران مضاد (شیب کا بھائی) بھی کام آ گیا اور شیب کرمان کی طرف چلا گیا۔

کلمک کی بدیر آمد: حجاج نے جنگ کا واقعہ دار الخلافہ شام میں عبدالملک کے پاس لکھ بھیجا اور امدادی فوج طلب کی عبدالملک نے سفیان بن بروکسی کو لشکر شام کے ساتھ روانہ کیا حجاج نے سفیان کے ساتھیوں کو بہت سارا مال و اسباب دیا اور جنگ خوارج کی واپسی کے دوسرے مہینے سفیان کو روانہ ہونے کا حکم دیا اس کے ساتھ ہی گورنر بصری حکم بن ایوب (اپنے داماد) کو لکھ بھیجا کہ چار ہزار سوار لشکر بصری سے منتخب کر کے سفیان کی کمک پر بھیج دو حکم بن ایوب نے اس حکم کے مطابق چار ہزار سوار زیاد بن عمر عتکی کے ساتھ سفیان کی کمک پر روانہ کیے مگر اتفاق سے کچھ ایسا ہوا کہ زیاد بن عمر عتکی جنگ ختم ہونے کے بعد سفیان کے پاس پہنچا۔

شیب کا خاتمہ: شیب کرمان میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد جنگ کے ارادے سے لوٹا اہواز میں سفیان سے ٹکرا کر شیب نے پل کے ذریعہ سے دجلہ کو عبور کیا اور اپنے ساتھیوں کو تین گروپوں میں منقسم کر کے مسلسل بیس حملے کئے، لیکن سفیان اور لشکر شام نے اپنی جگہ سے جنبش تک نہ کی نہایت استقلال اور ثابت قدمی سے مقابلہ کرتے رہے اور موقع پا کر خود بھی حملہ کر دیتے تھے بالآخر خوارج نے گھبرا کر دریا عبور کرنے کے ارادے سے پل کا رخ کیا مگر شیب ایک سو خاریجیوں کے ساتھ میدان جنگ میں رک کر لڑتا رہا جب شام ہو گئی اور رات نے اپنے سیاہ دامن میں آفتاب عام کو چھپا لیا تو شیب اور اس کے حریف خود بخود جنگ سے کنارہ کش ہو گئے شیب اس موقع کو غنیمت جان کر لوٹ گیا اور پل کی طرف آیا اس کے ساتھی آگے آگے تھے۔ ورنہ سب کے پیچھے آہستہ آہستہ چلتا ہوا آ رہا تھا۔ جونہی پل پر ہو کر گزر اٹھوڑے کے پاؤں کے نیچے ایک پتھر آگیا گھوڑا بدک کر کشتی کے کنارے پر جا پہنچا، مگر شیب سنبھل نہ سکا پانی میں گر پڑا اور ”کان امر اللہ معولا، ذلک تقدیر العزیز العلیم“ (اللہ تعالیٰ کا حکم پورا ہو کر رہتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا مقرر کیا ہوا حکم ہے جو بڑا زبردست اور باخبر ہے) کہتے ہوئے ڈوب گیا۔

شیب کی تدفین: ... پل کا مالک سفیان کے پاس آیا جس وقت کہ سفیان واپسی کے ارادے میں تھا عرض کیا ابھی ابھی پل عبور کرنے کے وقت ایک شخص خوارج کا دریا میں گر پڑا تھا وہ لوگ آپس میں کہہ رہے تھے کہ امیر المؤمنین ڈوب گئے اور یہی ہی کہتے ہوئے اپنے لشکر گاہ کا مال و اسباب چھوڑ کر سب کے سب چل دیئے۔ سفیان اور اس کے ساتھیوں نے یہ سن کر جوش مسرت سے سمیریں کہیں اور سوار ہو کر پل کی طرف آئے لشکر گاہ میں جو کچھ تھا سب پر قبضہ کر لیا اس کے بعد شیب کو دریا سے نکال کر دفن کر دیا۔ یہ آدمی کثیر الخیرات تھے۔

مطرف بن مغیرہ اور شیب: ... جس وقت حجاج گورنر کوفہ ہو کر آیا اور بنو مغیرہ بن شعبہ کی عادات و اخلاق اور افعال کو شریفانہ پایا تو کوفہ پر مطرف کو مدائن پر اور حمزہ کو میدان پر اپنی طرف سے مقرر کیا یہ لوگ حجاج کے عمال میں سے بہترین اور نہایت کار گزار عامل اور دشمنوں سے انتہائی سختی سے پیش آتے تھے چنانچہ جن دنوں شیب مدائن کی طرف آیا اور بہر شہر پر قیام پذیر ہوا ان دنوں مطرف پرانے شہر میں تھا جہاں ایوان سری تھا، پل کو عبور کر کے شیب کے قریب آیا اسے کہلوا یا تم اپنے گروپ میں سے کسی شخص کو ہمارے پاس بھیجو ہم تمہارے خیالات پر غور کریں گے شیب نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص ❶ کو بھیج دیا مطرف کے پوچھنے پر وہ شخص یوں کہنے لگا۔ ہم مسلمانوں کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور جس چیز نے ہم کو ہماری قوم سے بدلہ لینے پر ابھارا ہے وہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے حدود شرعی کو بے کار سمجھ کر چھوڑ دیا ہے، اس غنیمت

نواپنا مسو بہ ماں سمجھ کر تصرف کرتے ہیں اور زبردستی خلافت کو حاصل کر لیتے مطرف سے بھاڑ چوکنہ تم حق کی دعوت دیتے ہو اور کلمہ کھانا ظلم کی بی بی پر آمادہ ہو لہذا تم تمہارے پیچہ اور مقلد ہیں ان ظالموں اور بدعتیوں سے بڑے پر ہم سے بیعت لے دو اور اس بات پر بھی بیعت لو کہ لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول (ﷺ) پر عمل کرنے اور شریعت کے سامنے رہنے کی دعوت دینے کی جیسا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے یہ تھا یہاں تک کہ یہ تھا کہ یہاں تک کہ اس سے رنجی ہوں اس والا امیر بنائیں یونہی عرب و عجم و ہاں کا کہ مراد شریعت کی قیادت میں رہنا مندی حاصل کرنے ہے تو خود وہ اس سے وراستی ہوئی جا میں کے اور تمہاری بیعت کرنے والوں کی تعداد بڑھ جائے گی اس شخص نے جواب دیا سر دست ہم تمہاری اس بات کو منظور نہیں کرتے مطرف سے اس پر اس پر یہ چاروں تک دن بارے میں بحث ہوئی راتیں گئیں آپس میں اتفاق نہ ہوا گا جمہورا شیب کے پاس واپس آگیا۔

مطرف بن مغیرہ کا خروج: اس واقعہ کے بعد مطرف نے اپنے ساتھیوں و باہر ساری سرگذشت بیان کی ساتھ ہی یہ بھی خطبہ کیا کہ ہماری رائے بدامین و راجح کی منع و خلافت حکومت کرنے کی ہے بشرطیکہ قوم کی میری نہ الفت و سب نے ہوا اتفاق اس راز و چھپانے کی تاکید کی۔ یزید بن ابی زیا، (مغیرہ و پدر مطرف کا آزاد کردہ غلام) جو دو مہاجرین سے یہ واقعہ اور مشورہ مٹانی نہ رہے گا اور اگر تم آسمان پر بھی جا کر چھپ جاؤ تو تم و جنج تار و بلکہ راز کے گمان سب یہ ہے کہ اپنی تدبیر میں ضررین کے کان میں سن کر مٹے ہوئے سب نے یزید کی رائے سے اتفاق کیا چنانچہ مطرف نے مال و سبب جمع کر کے مدائن سے جہاں ہارن تھا یہاں رات میں اپنے بعض ساتھیوں کو عبد الملک کی بیعت توڑنے اور کتاب و سنت کی دعوت دینے اور حکومت و خلافت و شریعت کے سامنے رہنے کی دعوت کی ان میں سے بعض نے اس بات پر بیعت کر لی اور بعض انکار کر کے بنی کے پاس آ گئے ان میں سے بہرہ بن عبد الرحمن بن حبیب بھی شامل تھا، مطرف رفتہ رفتہ حواری بنی ہاشم میں سوید بن عبد الرحمن مدنی تھا، ان دنوں اس کے شہر میں تھی ان دنوں کے قریب یہ و رازانی کی فوج تھی مطرف نے اس کی دعوت کو پامال کر کے ہمدان کے امیر جانیہ میں وقت گزارا (اس کا بیانی) اس وقت میں تھا اور اس وقت تہذیب کی درخواست کی چنانچہ مزہ کے خفیہ طور پر پہنچ گیا مطرف یہاں سے روانہ ہو کر قریب شہر (کاشان) پہنچا اور اپنے عمال کو اس کے اطراف و جواب میں چھپا کر پھیرا دیا جو قریب و جوق ملک پہنچ گئے سوید بن سرحان ثقفی اور بہ بن ہارون ثقفی رے سے ایک سو سپاہی اپنے ساتھ لایا تھا۔

مدنی بن زیاد کی امداد طلبی ان دنوں رے میں مدنی بن زیاد کی تھا اور اس نے ہمدان میں برہہ بن قبیصہ تھا جس نے اس واقعہ سے جہاں قتل کیا اور درخواست کی تھی کہ اس طرف تو ایک جزا فوج مطرف سے جنگ کرنے کی تھی اور رے میں مدنی کو بھیج دیا کہ تم اور ہارون اس فوج کے ساتھ مطرف سے جنگ کرو چنانچہ پہنچ کر جنگ اور مطرف سے جنگ کرنے و مہاجرین میں تھے ان سب کا سر مدنی بن زیاد تھا اور دوسری جانب قیس بن معد بن جلی کو جو مزہ کے پولیس کا افسر تھا ہمدان میں اس مضمون کا خط پہنچ گیا کہ "مزہ و مرقہ کر کے تم اس کی جہد پر کام کرو" قیس بن فرمان سے متعلق مجل در بعد کے ایک مہر آپ کو جمع کر کے مزہ کے پاس آیا اور جہاں کافرمان پڑھ کر سنایا جسے مزہ نے سر و چشم منظور کر لیا چنانچہ قیس نے رفقہ کر کے قید کر دیا۔

مطرف بن مغیرہ کا قتل مدنی و ہارون چھپنے والی جمعیت سے مطرف کے متجاہد پر رے سے صف آرائی کی فوج آئی، سخت خونریز جنگ کے بعد مطرف کے ساتھی میدان جنگ سے بھاگ کر رے ہوئے یزید بن ابی زیا، (مطرف کے باپ کا آزاد کردہ غلام) ہارون اس کے ہاتھ مطرف کے شہر کا پرچم تھا عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عقیف ازدی بھی اس مہر کے میں کام آ گیا یہ شخص نیک و عابد اور مطرف کے خاص وقتوں میں سے تھا، ہارون اس سے مطرف کے وزرائے اور خود مطرف بھی اس جنگ میں بلحاظیت سے سہمدوش کر دیے گئے مطرف کو جس نے قتل کیا تھا اس کا نام عمر بن بہرہ افرازی تھا۔

جنگ کے بعد مدنی نے اس جنگ میں کار نمایاں کرنے والوں کو جہاں کی خدمت میں انعام کی غرض سے بھیج دیا تھا اور بکیر بن ہارون و سوید بن سرحان کے سامنے لی تھی، کثرت کہا کرتا تھا کہ مطرف مغیرہ کا بیٹا نہیں ہے بلکہ مصقلہ بن بہرہ و شیبانی کا ہے کیونکہ اکثر خوارق قبیحہ میں رعبہ میں سے ہیں اور ان میں کوئی شخص قیس کے قبیلہ کا نہ تھا۔

مہلب کا فارس پر قبضہ۔ ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ عتاب کی روانگی کے بعد حجاج کی طرف سے مہلب نے جنگ از راقہ کے لئے نیشاپور میں قیام کیا تھا اور تقریباً ایک سال وہیں ٹھہر کر لڑتا رہا، کرمان از راقہ کے قبضہ میں تھا اور فارس مہلب کے تصرف میں تھا جب خوارج کی رسد فرس بند ہو گئی تو مجبور ہو کر میدان جنگ سے کرمان کی طرف واپس ہوئے اور مقام جیرفت میں (کرمان کا ایک شہر ہے) پہنچ کر مورچہ قائم کیا مہلب نے ان کو لڑ کر پسپا کر دیا اور جیرفت پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ جس وقت سارے فارس پر مہلب کا قبضہ ہو گیا اس وقت حجاج نے فارس کے صوبوں پر اپنے عمل روانہ کئے اور عبد الملک نے حجاج کو لکھا کہ فساد، دارا، بجز اور اصطر کو مہلب ہی کے قبضہ میں رہنے دو تا کہ خوارج سے جنگ میں اس کو ان سے مدد ملتی رہے۔

مہلب کی خوارج سے جنگ: حجاج نے جنگ خوارج پر ابھارنے کے لئے براء بن قبیصہ کو مہلب کے پاس روانہ کر دیا مہلب براء کی تحریک و ترغیب سے خوارج پر اٹھ کھڑا ہوا صبح سے ظہر کے وقت تک انتہائی شدت سے لڑائی ہوتی رہی اور براء ایک بلند مقام پر بیٹھا ہوا جنگ کا تماشا دیکھ رہا تھا ظہر پڑھ کر مہلب پھر سوار ہوا اور لڑائی چھڑ گئی شام تک اسی شدت سے لڑائی ہوتی رہی جیسا کہ اس سے پہلے تھی رات کے وقت براء مہلب کے پاس آیا اور اس کی اور اس کے ساتھیوں کی مردانگی اور خوارج کا مقابلہ کرنے کی تعریف کرتا رہا صبح ہوئی تو حجاج کے پاس واپس گیا اور مہلب کے عذر کی معقولیت، ظاہر کی اس جنگ کے بعد مہلب برابر اٹھارہ مہینے تک خوارج سے جنگ لڑتا رہا لیکن کبھی کسی قسم کی کامیابی اس کو حاصل نہ ہوئی۔ اس کے بعد اتفاق سے خود ان لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔

خوارج میں اختلاف:..... بعض نے اس اختلاف کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ مقطعر نسی نامی ایک شخص قطری کی طرف سے کرمان کے کسی شہر کا گورنر تھا اس نے خوارج میں سے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا خوارج نے قطری سے مقطعر سے قصاص لینے کو کہا قطری نے جواب دیا مقطعر سے غلطی ہوئی اس غلطی کی تاویل کر دینا چاہئے اور یہ سائقین میں سے بھی ہے میں اس کو قتل نہیں کروں گا خوارج میں اس جواب سے اختلاف پیدا ہو گیا اور بعض نے یہ سبب بیان کیا ہے کہ خوارج کے لشکر میں ایک شخص تھا جو ہر آلود تیر بنا تھا جس سے مہلب کے لشکر کو بے حد نقصان پہنچتا تھا مہلب نے ایک خط لکھ کر اس شخص کے حوالے کیا اور یہ سمجھا دیا کہ اس خط کو خوارج کے لشکر میں اس طرح چھوڑ آؤ کہ کوئی شخص تم کو نہ دیکھنے پائے اتفاق سے یہ خط خوارج کے سردار کے ہاتھ پڑ گیا کھولا تو لکھا ہوا تھا تمہارے زہر آلود تیر بھیجے ہوئے ہمارے پاس پہنچ گئے ہیں اس کے صلہ میں ہم تم کو ایک ہزار دینار بھیج رہے ہیں۔ سردار لشکر نے تیر ساز کو بلا کر معلوم کیا تیر ساز نے انکار میں جواب دیا سردار لشکر نے اس کے قتل کا حکم دے دیا عبد ربہ الکبیر نے اس تیر ساز کے قتل سے ناراضگی ظاہر کی اور یہ قتل خوارج میں اختلاف کا باعث بنا۔

دوسری وجہ: بعض کہتے ہیں کہ مہلب نے ایک نصرانی کو قطری کے پاس بھیجا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ قطری کے سامنے جاتے ہی سجدہ کرنا جیسے ہی اس نصرانی نے قطری کو سجدہ کیا خوارج نے اس کو قتل کر دیا اور اس الزام کی پاداش میں قطری کو معزول کر کے عبد ربہ الکبیر کے حامیوں میں لڑائی ہوتی رہی اس کے بعد قطری طبرستان چلا گیا اور عبد ربہ الکبیر کرمان میں ٹھہرا رہا۔

خوارج کی پسپائی:..... مہلب نے قطری کے چلے جانے کے بعد لڑائی چھیڑ دی اور جیرفت میں اس پر محاصرہ کر لیا بالآخر عبد ربہ الکبیر محاصرہ سے گھبرا کر اپنے مال حریم اور اسباب سمیت نکل کھڑا ہوا مہلب نے نہایت سخت سے حملہ کیا نامی گرامی جنگجو خوارج کے مارے گئے لڑتے لڑتے آلت حرب ٹوٹ گئے خوارج انتہائی بے سروسامانی سے بھاگے مہلب کامیابی کے ساتھ جیرفت میں داخل ہوا اور چند گھڑی آرام کر کے تعاقب کرنے کی غرض سے سوار ہو گیا جیرفت سے چار فرسنگ کے فاصلے پر عبد ربہ الکبیر کو جا گھیرا صبح سے دوپہر تک انتہائی شدت سے لڑائی ہوتی رہی یہاں تک کہ لڑنے والے لڑتے لڑتے تھک گئے۔ مہلب نے لڑائی موقوف کر دی مگر محاصرہ کئے رہا۔

عبد ربہ الکبیر کا قتل: اس کے بعد خوارج نے مرنے اور مارنے کا آپس میں عہد و پیمان کر کے دوبارہ لڑائی شروع کر دی اور اتنی مردانگی سے لڑے کہ مہلب اور اس کے ساتھیوں کے چھلکے چھوٹ گئے۔ اپنی جان بری سے ناامید ہو گیا تب اللہ تعالیٰ کی عنایت و امداد سے مہلب کو کامیابی ہوئی اور خوارج مارے گئے ان میں خود عبد ربہ الکبیر بھی تھا اس خونریز معرکہ میں خوارج کے گروہ کا کوئی نہیں بچا مگر گنتی کے چند جن کا شمار انگلیوں پر ہو سکتا تھا۔

مہلب کی طلبی اور عزت افزائی: کامیابی کے بعد مہلب نے ایک قاصد کو بشارت فتح سنانے کے لئے حجاج کی خدمت میں روانہ کیا حجاج کو

سے قتل ہوئے، مرنے سے بہت خوش ہوئی۔ اس نے بنو مہلب کا حال پوچھا قاصد نے ایک ایک کی مردانگی کی تعریف کی حجاج نے پوچھا اس سب میں من
"نفس سب سے زیادہ بہادر اور جری تھا؟" قاصد نے عرض کیا "اصل یہ ہے کہ بنو مہلب مثل ایک مضبوط حلقہ کے تھے جس کا کنارہ معلوم نہیں ہوتا تھا"
بنو مہلب پر مہلب بن شد یہ کہ وہ اچھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ کرمان پر جس کو مناسب سمجھو مقرر کر کے اس کی حفاظت پر حسب ضرورت لشکر بھیج
... اس سے یہ پاس آ جاؤ چنانچہ مہلب اپنے بیٹے زید کو کرمان پر مقرر کر کے حجاج کے پاس گیا حجاج نے اس کی بڑی توقیر کی اپنے قریب
خداوند بن سہیل سے منجانب سے رو کر رہا۔ اہل عراق تم لوگ مہلب کے بندے رہو۔

قطری کا قتل جن دنوں خوارن میں اختلاف پیدا ہوا تھا حجاج نے سفیان بن الابرکھی کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ قطری، عبیدہ بن ہر
وران خوارن کے سروبی کو جوان کے ساتھ تھے طبرستان کی جانب روانہ کر دیا اتفاق سے اسحاق بن محمد بن اشعث بھی لشکر کوفہ کوئے ہوئے دن دن
طبرستان کے قریب پہنچے جس دن سفیان بن الابرکھی پہنچا تھا دونوں نے متفق ہو کر قطری سے طبرستان کی ایک بھٹی میں مقابلہ کیا جنگ کے دوران
قطری کے ساتھی قطری سے علیحدہ ہو گئے اور قطری خود گھوڑے سے گر کر ایک غار میں جا کر اس عرصے میں ایک بھٹی یہاں سے ہو کر زرقہ قطری نے
پانی کی خواہش ظاہر کی مٹی نے اس خدمت کا معاوضہ طلب کیا قطری نے اپنے آلات حرب اسے دینے کا وعدہ کیا مٹی نے اس سے رخصت ہو کر غار کے
دور چڑھ گیا اور وہاں سے ایک بھری پتھر نرا دیا قطری کا سر زخمی ہو گیا مٹی فرط خوشی سے چلا اٹھا ادھر چند لوگ اہل کوفہ کی طرف دوڑ پڑے جن میں سورہ
بن تریمبی، جعفر بن عبد الرحمن بن خلف اور صباح بن محمد بن اشعث تھا اور قطری کو قتل کر دیا ابو جہم قطری کا سر لے کر اسحاق بن محمد کے پاس گیا۔ چنانچہ
اسحاق بن محمد حجاج کے پاس آیا اور حجاج نے عبد الملک کی خدمت میں بھیج دیا۔

خوارن کا محاصرہ قطری کے مارے جانے کے بعد سفیان نے بغیر جنگ و قتال خوارن کا محاصرہ کر لیا رسد و غلہ کی آمد بند کر دی، بھوک کی
شدت اس درجہ بڑھی کہ گھوڑوں کو ذبح کر کے کھا گئے جب گھوڑے اور جانور بھی کافی نہ ہوئے تو مارنے اور مرجانے کی قسمیں کھا کر محاصرہ توڑ رہ گئے
ہوئے نکلے، سفیان نے سب کو پامال کر کے ان کے سروں کو حجاج کے پاس بھیج دیا اور خود نباوند اور طبرستان میں جا کر قیام کیا، وروہیں ٹھہرا یہاں تک
کہ حجاج نے واقعی دیر جمہ جمہ کے پچھ دنوں پہلے اس کو معزول کر دیا۔

بعض علماء تاریخ کا بیان ہے کہ قطری اور عبیدہ کے مارے جانے سے جو آخری رؤساء خوارن تھے، خوارن کی حکومت ختم ہو گئی تھی، پہلے ان میں کانہ
بن ارق تھا تقریباً بیس برس تک رہا یہاں تک کہ ان میں اختلاف پیدا ہو گیا جیسا کہ ہم اس کو بعد کے ہجری میں بیان کر آئے ہیں اس کے بعد ان کی
کسی جماعت نے آخر صدی تک گوشہ گمانی سے سر نہیں نکالا۔

شودب کا خروج حضرت عمر بن عبد العزیز کے دور میں سر صدی پر شودب خارجی نے دو سو آدمیوں کے ساتھ سرزمین خوخی میں خروج کیا تھا یہ
قبیلہ بنو شکر سے تھا اور اس کا نام بسطام تھا ان دنوں عبد الحمید بن عبد الرحمن بن زید بن خطاب کوفہ کا گورنر تھا۔ عمر بن عبد العزیز نے اپنے گورنر کے نام
میں مضمون کا نام فرما کر بھیج دیا کہ جب تک خوارن قتل و خونریزی اور فتنہ و فساد نہ کریں اس وقت تک ان سے مزاحمت نہ کرنا اور جب وہ ان افعال کے
مرتکب ہوں تو کسی تند خو جوان مرد اور مستقل مزاج شخص کو ان کی سرکوبی پر مامور کر دینا عبد الحمید نے اس فرمان کے مطابق محمد بن جریر بن عبد المنکب کو دو
ہزار فوج کے ساتھ شوذب کے صوفان بدتمیزی کی روک تھام کے لئے روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جب تک وہ قتل و خونریزی کا مرتکب نہ ہو چھیڑ چھاڑ
نہ کرنا، چنانچہ محمد بن جریر نے شوذب کے مقابلہ پر پہنچ کر بغیر تحریک جنگ کے ڈیرے ڈال دیئے۔

عمر بن عبد العزیز اور خوارن کا مناظرہ: عمر بن عبد العزیز نے اسی زمانہ میں شوذب کے نام بھی ایک خط اس مضمون کا روانہ کیا تھا "مجھے یہ خبر
مئی ہے کہ تم نے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی خوشنودی کے خلاف بغاوت کی ہے حالانکہ تم اس کے مستحق نہ تھے آؤ ہم تم سے مناظرہ کریں اگر ہر حق
پر ہیں تو تم اس گروپ میں شامل ہو جاؤ جس میں سارے لوگ داخل ہیں اور اگر تم حق پر ہو تو ہم تمہارے بارے میں غور کریں گے۔ بسطام نے خط پڑھ
کر صدمہ جھٹی (بنو شیبان کے آزاد کردہ غلام) اور بنو شکر کے ایک شخص کو عمر بن عبد العزیز کے پاس مناظرہ کی غرض سے روانہ کیا مناظرہ میں یہ
دونوں شخص عمر بن عبد العزیز کی خدمت میں پہنچے آپ نے پوچھا تم لوگوں کو کس بات نے خروج اور انتقام پر مجبور کیا ہے؟

عاصم ہم کو تمہاری سیرت سے کسی قسم کا اشتعال یا خیال انتقام پیدا نہیں ہوا تم بے شک عدل و انصاف سے کام لیتے ہو لیکن یہ بتاؤ کہ کسی خدمت پر تم کس طرح بیٹھے لوگوں کے مشورے اور رضامندی سے یا بیز و غلبہ۔

عمر بن عبد العزیز: نہ تو میں نے اس کی خواہش کی ہے اور نہ میں نے بیز و غلبہ اس کو حاصل کیا ہے بلکہ مجھ سے پہلے ایک شخص نے میری ولی عہدی کے لوگوں سے بیعت لی تھی اس بناء پر میں نے زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لے لی اور کسی نے اس سے اختلاف یا انکار نہیں کیا اور تمہارا مذہب بھی یہی ہے کہ امیر امو منین وہی ہے جو لوگوں کی رضامندی سے امیر بنایا جائے اور عادل ہو اور اگر میں حق کا مخالف ہوں تو میری اطاعت تم پر فرض نہیں۔

عاصم اور اس کے ساتھی نے کہا: لیکن ایک بات باقی رہ گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ تم نے اپنے خاندان والوں کے افعال و حرکات کی مخالفت کی ہے اور اس کو مظالم کے نام سے موسوم کرتے ہو چنانچہ اگر تم ہدایت پر ہو اور وہ نہایت گمراہی و بے دینی پر ہے ہیں تو ان سے بیزاری کرو اور ان پر لعنت بھیجو۔

عمر بن عبد العزیز: ہم کہہ سکتے ہیں کہ تم لوگوں نے آخرت کے ارادے سے خروج کیا ہے مگر افسوس ہے کہ اس کا راستہ بھول گئے۔ ہرگز اللہ تعالیٰ نے لعنت کرنا کسی پر مشروع نہیں کیا ہے اور نہ ہی رسول اللہ (ﷺ) کو لعنت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) نے کہا ہے ومن عصانی فانک غفور الرحیم (اور جو شخص میرا کہنا نہ مانے تو بے شک تو غفور الرحیم ہے) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اولئک الذین ہدی اللہ فبہدہم اقتدہ (یہی لوگ ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے چنانچہ انہی کے راستے کی پیروی کرو) میں نے ان کے اعمال کو جو مظالم سے تعبیر کیا ہے ان کی اتنی ہی مذمت کافی ہے اور اگر گنہگاروں پر لعنت کرنا واجب ہے تو تم پر یہ واجب ہے کہ فرعون پر لعنت کیا کرو حالانکہ تم اس پر لعنت نہیں کرتے اور وہ بدترین خلقت تھا چنانچہ میں کیسے اپنے خاندان پر لعنت کروں جب کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں بے شک وہ ظلم کرنے سے کافر نہیں ہو سکتے کیونکہ رسول ﷺ نے لوگوں کو ایمان شریعت کی طرف بلایا ہے جو اس پر عمل کرے گا اس سے وہ فعل قبول کیا جائے گا اور جو شخص نئی بات کو پیدا کرے گا اس پر حد جاری کی جائے گی۔

عاصم اور اس کے ساتھی نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو تو حید اور نازل شدہ حکم کے اقرار کی بھی تو دعوت دی ہے۔

عمر بن عبد العزیز: نے جواب دیا کہ ان لوگوں میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جو اس کا انکار کرتا ہو اور یہ کہتا ہو کہ میں سنت رسول اللہ پر عمل نہیں کروں گا اصل یہ ہے کہ ان لوگوں نے جان بوجھ کر خود کو ورطہ گمراہی میں ڈال دیا تھا۔

عاصم: نے کہا تم ان سے بیزاری کرو اور ان کے احکام کو رد کرو۔

عمر بن عبد العزیز: تم لوگ یہ تو جانتے ہو کہ حضرت ابو بکرؓ نے اہل ردت سے جس وقت جنگ کی تھی، ان کی خونریزی بھی کی تھی اور ان کی عورتوں بچوں کو بونڈی غلام بنایا تھا اور حضرت عمرؓ نے ان کو فد یہ کے ساتھ واپس کر دیا تھا اور ابو بکرؓ سے بیزاری نہیں ظاہر کی تھی اور تم لوگ بھی ان دونوں میں کسی ایک سے بیزاری نہیں ظاہر کرتے ہو اچھا اہل نہروان کے بارے میں کیا جواب دو گے؟ تم جانتے ہو کہ اہل کوفہ ان لوگوں کے گروپ سے نکل آئے تھے اور پھر وہ نہ بڑے اور نہ ان سے معروض ہوئے تھے اور جو اہل بصری نے خروج کیا تھا تو ان لوگوں نے عبد اللہ بن خباب اور ان کی بیوی کو مار ڈالا تھا جو حاملہ تھیں، ان گروہوں میں جو نہیں لڑا تھا ان سے قاتلین اور معرضین سے بیزاری ظاہر نہیں کی اور نہ تم ان میں سے کسی سے بیزاری ظاہر کرتے ہو تم لوگوں کو یہ بات کس طرح نفع بخش ہو جب کہ تم جانتے ہو کہ ان کے عمال میں اختلاف تھا اور تم مجھے میرے خاندان والوں سے بیزاری ظاہر کرنے پر مجبور کر رہے ہو حالانکہ مذہب اور دین ایک ہی ہے، اللہ تعالیٰ سے ڈرو، مردود کو مقبول اور مقبول کو مردود نہ کرو بے شک رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو امان دی ہے جس نے شہادت اسلام یعنی (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کی دی ہے اور اس کا مال اور خون حرام فرمایا ہے اور تم لوگ اسی شخص کو قتل کر رہے ہو اور باقی مذہب والوں کو امان دیتے ہو اور ان کے مال و خون کو ناجائز سمجھتے ہو۔

عاصم کے ساتھی نے کہا: اس شخص کے بارے میں کیا کہو گے جو ایک قوم کی جان و مال کا متوالی بنایا گیا اور اس میں اس نے عدل و انصاف سے کام لیا مگر اپنے بعد کسی ایسے شخص کو مقرر کیا جو غیر مامون تھا کیا تم کہہ سکتے ہو کہ اس شخص نے اس قرض کو ادا کر دیا جو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کیا گیا تھا پھر تم کیوں اس خلافت کو اپنے بعد بیزید کے سپرد کرتے ہو باوجود اس علم کے کہ بیزید عدل و انصاف سے کام نہیں لے گا۔

عمر بن عبد العزیز نے کہا یزید کو ولی عہد میں نے نہیں بنایا بلکہ میرے سوا اور کسی نے اس کو متولی بنایا تھا اور مسلمانوں کو میرے بعد اس ذات حاصل ہوگا۔

حکم — ساتھی نے کہا تو کیا جس نے یزید کو ولی عہد بنایا تھا وہ حق پر تھا؟ حضرت عمر بن عبد العزیز یہ سن کر رو پڑے اور تین دن تک ان دونوں و قیام کرنے کو کہا۔ حکم اور اس کا شکاری ساتھی عمر بن عبد العزیز کے دربار خلافت سے اٹھ کر اپنی رہائش گاہ پر آئے اس کے بعد حکم حضرت عبد العزیز کی خدمت میں واپس آیا اور خوارق کے تحت بدست و پیر کی شکاری نے حکم کے ہاں جو انہی میں سے تھا ہے اس و ان دونوں کے سامنے پیش کیا اور ان کی حجت و دلیل پر غور کروا حکم نے کچھ جواب نہیں دیا۔

اور شکاری سے یہ خبر ہو کر عمر بن عبد العزیز کی خدمت میں قیام پذیر ہوا۔ یہاں تک کہ اس کا فیصلہ مقرر نہ ہوا اور چند دن بعد انتقال کر گئے اور محمد بن جریر اپنے قاصد کی واپسی کا انتظار کرتے رہے تھے۔

محمد بن جریر کی پسپائی: حضرت عمر بن عبد العزیز کے انتقال کے بعد عبد الحمید بن عبد الرحمن (امیر کوفہ) نے محمد بن جریر کے پاس شاذب سے جنگ چینی لینے کا حکم بھیجا جس سے پہلے کہ شاذب و عمر بن عبد العزیز کے انتقال کا حال معلوم ہوتا یا اس کے پہنچے ہوئے آدمی جو عمر بن عبد العزیز نے پاس مباحثہ کرنے گئے تھے واپس آئے خارجیوں نے محمد بن جریر کو جنگ پر تیار کر دیا۔ عمر بن جریر نے قہر کر لی کہ با یقین وہ مرد صالح (عمر بن عبد العزیز) انتقال کر گیا ہے اس لئے ان لوگوں نے وعدہ خلافی کی ہے الغرض لڑائی ہوئی چند دن خوارق نے اور آٹھ آدمی شاذب کوفہ کے کام آگئے محمد بن جریر شاذب سے کھاکر رہا گا۔ خوارق کوفہ تک تعاقب کر کے پھر اپنے مورچے پر واپس آئے۔ اسی دوران وہ دونوں آدمی جو عمر بن عبد العزیز کے پاس منظر ہونے لگے تھے واپس آگئے اور عمر بن عبد العزیز کے واقعہ سے آگاہ کیا گیا۔

شاذب کا قتل: اس کے بعد یزید بن عبد الملک نے حمید بن حباب و خوارق کے ساتھ شاذب کے مقابلہ پر روانہ کیا اور شاذب نے اس کو بھی اس کے ساتھیوں سمیت شکست دے دی اس کے بعد یزید بن عبد الملک نے شاذب بن واثق کو وہ بڑی فوج کے ساتھ شاذب پر مقرر کیا۔ عمر شاذب نے اس کو قتل کر کے اس کے ساتھیوں کو بھی شکست دے دی۔ عمر بن عبد الملک نے شاذب کا چچا زاد بھائی مار دیا۔ خوارق اس وقت تک اپنے ہی مورچے پر قہر کر رہے تھے اور اپنے ہی شکر گاہ میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ انہی دنوں میں مسلمہ بن عبد الملک و فہیہ اور عید بن عمر حشری جو کہ ایک نامی بڑی سپہ سالار و رہبریت تجربہ کار جنہاں تھا اسے جنگ شاذب پر مقرر کیا۔ خوارق نے اپنے آپ میں مرنے اور مارنے کا عہد لینا دیکھا اس کے بعد بھڑائی قوت سے نمدہ آور ہوئے اور بار بار سعید و شکست دی۔ آخر شاذب شام و مدینہ پر یہاں پر زور نہ دیا کہ خوارق و قاتل کی طرح ٹپکے یا شاذب اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیئے گئے شخص بھی اس واقعہ میں زندہ نہیں بچا۔

بہاول بن بشر بن شیبان: اس واقعہ کے بعد خوارق نے انہوں میں حرمہ تک و انہیں مارا یہاں تک کہ عبد الملک ۱۲۰ھ میں بہاول بن بشر شیبان امسقب بہ شامہ نے بغاوت کی، سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بہاول نے مرنے یا قہر میں اپنے ہم خیال اور ہمہ تنک و اول سے رزورق کی راہ قہر کی اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے موصول نے ایک گاؤں میں ایک وقت مقرر ہوئے تھے کہ آپس میں وعدہ و قرار کیا۔ چنانچہ وقت مقرر ہوا پر سب کے سب جمع ہوئے جن کی تعداد چالیس افراد سے زیادہ تھی اور ان دونوں نے متفق الراسے ہو کر بہاول و ان کے ساتھیوں کو اپنے آپ کو چھپا کر یہ ظاہر کرنے گئے کہ ہم لوگ بشام کے پاس سے آرہے ہیں رفتہ رفتہ اس گاؤں سے گزرے جہاں بہاول سے سرکہ خریدتا تھا اور اتفاق سے وہ شراب نگلی تھی، بہاول نے اسے واپس کرنے کا کہا تھا مگر دکاندار نے واپس سے انکار کر دیا تھا گاؤں کے نمبردار کے سامنے جھگڑا پیش ہوا تو اس نے بہاول کو جھڑک کر کہا تھا یہ شراب تجھ سے اور تیری قوم سے بہتر ہے۔

بہاول بن بشر کا خروج: بہاول نے پہنچتے ساتھ ہی نمبردار کو قتل کر کے اپنے ارادے کو ظاہر کر دیا اور خاند قسری پر حملہ کرنے کی غرض سے وسط

① تاریخ کامل میں لکھا ہے کہ اس واقعہ کے چند روز بعد عمر بن عبد العزیز نے ۵۱۰ھ میں اپنی قحی سوامیہ نے اس خوف سے کہ نہیں تدارک مل، سبب ضبط نہ کر یا جائے اور یہی عہدی سے معزول نہ کر دیا جائے عمر بن عبد العزیز کو زہر دوا دیا تھا۔ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر جلد ۵ صفحہ ۲۳

کی طرف نوبت کر دیا۔ اترام یہ نہ دیا تھا کہ مسجدوں کو ڈھاتا ہے اور کلیسیوں کو قائم کرتا ہے اور مجوسیوں کو مسلمانوں کا حاکم مقرر کرتا ہے خالد کو اس کی خبر ملی تو وہ واسطہ سے حیرہ چلا گیا جہاں پر ایک لشکر بنو قین کا جن کی تعداد چھ سو تھی جو شام سے حاکم ہند کی امداد کے لئے آیا تھا، خالد نے اس لشکر کو اس کے سردار کی ماتحتی میں جنگ بھلول پر مقرر کر دیا اور جنسی پولیس کے دو سپاہی اس لشکر میں مزید بھیج دیئے۔ دریاے فرات پر جنگ کی نوبت آئی مگر بہوں نے پہلے ہی حمد میں شکر شام کے سردار کو قتل کر دیا اور لشکر شکست کھا کر کوفہ چلا گیا۔

بھلول کا خاتمہ خالد نے بنو حوشب بن یزید بن روم سے عہد شیبانی کو بھلول سے جنگ پر مقرر کیا چنانچہ موصل و کوفہ کے درمیان نہ بھیلر ہو گئی بہوں نے اس کو بھی شکست دے کر اسی دن موصل کے لئے کوچ کر دیا تھوڑی دور چل کر یہ رائے قائم کر کے کہ ہشام پر حمد کرنا چاہئے ہذا شام کی طرف مزید اس طوفان کی روک تھام کے لئے خالد نے عراق سے گورنر جزیرہ نے جزیرہ سے اور ہشام نے شام سے فوجیں روانہ کیں جو موصل اور جزیرہ کے درمیان خیل پر جمع ہو گئیں ان لوگوں کی تعداد بیس ہزار تھی اور بھلول کے صرف ستر آدمی تھے، لڑائی شروع ہوئی خوارج نے نہایت بہادری سے مقابلہ کیا جنگ کے دوران بھلول زخمی ہو کر اس کے ساتھیوں نے پوچھا کس کو ہم آپ کے بعد امیر بنائیں جواب دیا وغامہ شیبانی کو اور اس کے بعد عمریشتری کو۔ قضائے انہی سے اسی رات بھلول مر گیا۔ صبح ہوئی تو وغامہ اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر بھاگ گیا تب عمریشتری نے علم اپنے ہاتھ میں لے کر خروج کیا، زیادہ عرصہ نہ گزرے پایا تھا کہ اسے بھی مار ڈالا گیا۔

خسری کا خروج اس واقعہ کے دو برس بعد خسری صاحب اشہب نے خالد قسری پر خروج کیا یہ اسی لقب سے معروف تھا۔ خالد نے سمط بن مسلم کو پھر بنو فوج کے ساتھ مقابلہ کیا فرات کے کنارے پر جنگ کی نوبت آئی خوارج کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اتفاق سے اہل کوفہ کے غلاموں اور بازاری آدمیوں کا سامنا ہو گیا ان لوگوں نے ایسی سبب باری کی کہ خوارج کے گروہ میں سے ایک شخص بھی زندہ نہ بچ سکا۔

وزیر تختیانی کا خروج اس کے بعد وزیر تختیانی نے چند افراد کے ساتھ حیرہ پر خروج کیا چنانچہ یہ جس گاؤں کی طرف ہو کر گزرتا تھا اسے جلا دیتا تھا جس کو پاتا تھا قتل کر ڈالتا تھا خالد نے اس کی سرکوبی کے لئے لشکر روانہ کیا جس نے وزیر تختیانی کے ساتھیوں کو قتل کر دیا اور اس کو زخمی کر کے خالد کے پاس گرفتار کر کے رائے وزیر تختیانی نے خالد سے ایسی باتیں کیں جس سے خالد نے خوش ہو کر اس کی سزائے موت معاف کر دی اکثر رات وزیر تختیانی دل بہانے کی غرض سے قصہ کہا کرتا تھا کسی نے ہشام بن عبد الملک سے جزویہ کہ خالد نے ایک حروری رضا کار کو جو واجب القتل تھا گرفتار کیا تھا مگر اس کو قتل نہیں کیا تھا بلکہ شب و اس سے قصہ کہواتا ہے ہشام نے خالد کے پاس وزیر تختیانی کے قتل کا فرمان بھیج دیا، چنانچہ خالد نے اسے قتل کر دیا۔

صحاری بن شیبیب کا خروج اس کے بعد صحاری بن شیبیب بن یزید نے اطراف جبل میں خروج کیا تھا اور خروج سے پہلے یہ شخص خالد کے پاس آیا تھا (میراث) کا سوال کیا خالد نے جواب دیا تم کو اس سے کیا حاصل ہے صحاری یہ جواب پا کر جبل کی طرف چلا گیا خالد کو اپنے اس جواب دینے سے مذمت ہوئی تلاش کرایا مگر دستیاب نہ ہوا، صحاری نے جبل میں پہنچ کر جہاں پر چند لوگ تمیم ملات بن ثعلبہ کے خاندان کے تھے ان کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں نے خالد کے پاس جانے کا یہ حیدہ نکالا تھا کہ فلاں شخص جو قعدہ صفریہ سے تھا اس کے بدلہ میں اس کو مار ڈالوں چونکہ خالد نے اس شخص کو طمانہ طور سے مار ڈالا تھا لہذا تیم ملات کے تیس آدمیوں نے اس کے ساتھ خروج کر دیا اطراف مناوہ میں مقابلہ ہوا فریقین نے سختی سے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا بالآخر صحاری اور اس کے سارے ساتھی مار ڈالے گئے۔

ضحاک بن قیس ان واقعات کے بعد خوارج میں پھر ایک تازہ جوش ان دنوں پیدا ہوا جب کہ عراق و شام میں فتنہ و فساد برپا ہو رہا تھا اور مروان اس بغاوت کو ختم کرنے میں مصروف تھا سرزمین کفر تو تاتا میں سعید بن بہدل شیبانی نے اہل جزیرہ کے دو سو آدمیوں کے ساتھ علم بغاوت بلند کیا یہ حروریوں کے خیالات کا پابند تھا انہی دنوں بسطام بھی نے ربیعہ کے اتنے ہی آدمیوں کے ساتھ خروج کر دیا اور یہ سعید کے خیالات کا مخالف تھا سعید نے اپنے سپہ سالار خبیری کو ڈیڑھ سو آدمیوں کے ساتھ بسطام کے مقابلہ پر بھیجا، چنانچہ رات کے وقت خبیری نے بسطام پر چھاپہ مارا سوائے چودہ آدمیوں اور باقی سب بسطام سمیت مار ڈالے گئے۔ اس کے بعد سعید بن بہدل یہ خبر پا کر اہل عراق میں اختلاف ہو گیا، عراق کی طرف چلا گیا اور وہیں جا کر مر گیا ضحاک بن قیس اس کا جانشین بنا سرزمین سراقہ میں اس کی امارت کی بیعت کی گئی۔ تکمیل بیعت کے بعد موصل زور میں آیا چنانچہ فرقہ

صفریہ کے چار ہزار یا اس سے کچھ زیادہ آدمی جمع ہو گئے۔

ضحیٰ ک بن قیس کا خروج۔ اس دوران مروان نے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو عراق کی گورنری سے معزول کر کے نصر بن سعید حریشی کو مقرر کیا۔ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز نے مقام حیرہ میں چارج دینے سے انکار کر دیا تو نصر کوفہ واپس آیا اور لشکر مرتب کر کے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز پر چڑھائی کر دی، چنانچہ مہینوں تک لڑائی ہوئی رہی اس واقعہ میں مصر بہ مروان کی حمایت کی وجہ سے نصر کے ساتھ تھے کیونکہ یہ وہیں کے انتقام کا بھاری اور ولید کی ماں قسیہ قبیلہ مصر سے تھی اور اہل یمن عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ تھے اس لئے کہ یہ لوگ یزید کے ساتھ قتل ولید میں شریک تھے جس وقت کے خالد قسری یوسف کے حوالے کیا گیا تھا اور یوسف نے اس کو قتل یا غاصحاک و خوارج نے اس اختلاف سے مطلع ہو کر ۱۲ھ میں حرق کا رخ کر رہا عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور نصر نے خط و کتابت کر کے خوارج سے مقابلہ کرنے کی غرض سے ساز باز کر لی، دو دنوں سے متفق ہو کر کوفہ میں لشکر مرتب کیا ہر شخص اپنے اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز پڑھتا تھا اور ابن عمر جیسے سارے لشکر کا سردار تھا ضحاک نے قریب کوفہ پہنچ کر غصیہ میں پڑاؤ کیا، پھر قریب مغرب عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور نصر کے مقابلہ پر آیا لڑائی شروع ہوئی صبح سے عصر کے وقت تک لڑائی ہوتی رہی اور پھر قریب مغرب عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور نصر کو شکست ہوئی خوارج نے ایک مورچے تک ان کا تعاقب کیا دوسرے دن صبح ہوتے ہی پھر لڑائی چھڑ گئی اور یہی واقعہ ہوا، تیسرے دن کی لڑائی میں اکثر کمانڈر میدان جنگ سے منہ چھپا کر واسطہ بھاگ گئے ان میں نصر بن سعید حریشی، منصور بن جہور اور اسماعیل بن برادر خالد قسری وغیرہ بھی تھے مجبور ہو کر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بھی واسطہ چلا گیا اور ضحاک نے کوفہ پر قبضہ کر لیا۔

عبداللہ بن عمر اور ضحاک:..... جیسے ہی عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز واسطہ میں پہنچے نصر سے لڑائی چھڑ گئی ضحاک یہ خبر پا کر دوڑ پڑا اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور نصر نے گھبرا کر موافقت کر لی اور متفق ہو کر ضحاک کے مقابلہ پر آ گئے پھر ایک مدت دراز تک لڑتے رہے یہاں تک کہ لڑائی نے فریقین کے دانت کھٹے کر دیئے، منصور اپنے گروپ سے علیحدہ ہو کر ضحاک اور خوارج سے آ ملا اور اس کی بیعت کر لی اس کے ساتھ سینہ بن بشام بھی تھا یہ مصالحت اس مقصد سے کی گئی تھی کہ خوارج اس کو چھوڑ کر مروان سے مصروف جنگ ہو جائیں۔

سینہ بن ہشام حمص سے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے پاس۔ اس لئے بھاگ کر آیا تھا کہ اہل حمص نے علم بغاوت بلند کر دیا تھا اور مروان ان کا مخالف تھا چنانچہ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ ضحاک کی بیعت کر لی اور اس کو مروان کے خلاف ابھارا اور شباب حروری کی بہن سے نکاح کر لیا یہ وہ زمانہ تھا کہ ضحاک نصر کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔

ضحیٰ ک کا موصل پر قبضہ: صلح کرنے کے بعد ضحاک کوفہ واپس آیا اور پھر کوفہ سے محاصرہ واسطہ کے بیسویں دن اہل موصل نے ساز باز کر کے موصل کی طرف بڑھا ان دنوں میں موصل میں (مروان کی جانب سے) قطران بن اکمہ شیبانی والی شہر تھا اہل شہر نے پناہ کے دروازے کھولے اور ضحیٰ ک شہر میں گھس گیا، قطران اپنے ساتھیوں کے ساتھ مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی چونکہ آدمی کم تھے چنانچہ سب کے سب مارے گئے۔

ضحیٰ ک نے موصل اور مضافات پر قبضہ کر لیا اس واقعہ کی خبر مروان کو اس وقت ملنی جب کہ وہ حمص کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو (جو اس کی طرف سے جزیرہ کا نائب تھا) نصیبین ① کی جانب روانہ ہونے کا حکم بھیج دیا کہ ضحاک کو جزیرہ کے درمیان رکاوٹ سے روک دے۔

ضحیٰ ک بن قیس کا قتل۔ چنانچہ عبداللہ آٹھ ہزار سواروں کے ساتھ نصیبین کی جانب روانہ ہوا مگر اس کے پہنچنے سے پہلے عبداللہ نصیبین پہنچ گیا تھا چنانچہ ضحیٰ ک نے اس کا محاصرہ کر لیا اس وقت اس کے ہمراہ ایک لاکھ قوم تھی مروان تک یہ خبر پہنچی تو وہ بھی نصیبین کو بچانے کی غرض سے ضحیٰ ک کی طرف روانہ ہو گیا اطراف کفر تو تا میں ضحاک سے ٹک بھٹھڑ ہو گئی صبح سے شام تک جنگ ہوتی رہی مغرب کے وقت ضحاک نے چھ ہزار آدمیوں کے ساتھ پیادہ یا ہو کر میدان جنگ کا راستہ لیا اور اس بے جگری سے لڑائی ہوئی کہ عشاء کے قریب سب کے سب قتل کر دیئے گئے ضحیٰ ک کی اہل مقتولین میں مچھپ گئی۔ بہت تلاش کے بعد دستیاب ہوئی اس کے بعد مروان نے اس کا سر اتار کر بدلا جزیرہ بھیج دیا۔

① اس مقام پر جگہ خالی ہے مگر نام تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۱۶۵ مطبوعہ مصر جلد پنجم سے لکھا ہے (مترجم) ② اصل کلاب مدائن کا لفظ نہیں ہے یہ نام تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۱۶۶ مطبوعہ مصر جلد پنجم سے نقل کیا گیا ہے

خبیری کا قتل۔ صبح ہوئی تو خوارج نے خبیری کے ہاتھ پر بیعت کی جو ضحاک کے لشکر کا سپہ سالار تھا اور مروان کے ساتھ میدان جنگ میں مصروف ہو گئے دوپہر کے وقت مروان شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا خوارج نے اس کے خیمہ تک پہنچ کے طنائیں کاٹ دیں خبیری اس کے فرش سے پر بیٹھ گیا اس کے لشکر دو نو بازو بدستور لڑ رہے تھے مروان کے میمنہ پر عبداللہ بن مروان تھا اور میسرہ پر اسحاق بن مسلم عقیلی۔ لشکر مروان نے خوارج کی تعداد کی کمی کا احساس کر کے مروان کی خیمہ گاہ میں ان کا محاصرہ کر لیا۔ لشکریوں کے غلام اور اہل خدمت خیموں کی چوبیس لے کر ٹوٹ پڑے اور سب کو تھوڑی ہی دیر میں ڈھیر کر دیا انہی لوگوں میں خبیری بھی تھا باقی جو رہے وہ بھاگ کھڑے ہوئے، مروان یہ خوشخبری سن کر تقریباً چھ میل سے اپنی لشکر گاہ سے واپس آیا۔

شیبان حروری۔ خوارج نے بھی لوٹ کر شیبان حروری کے ہاتھ پر بیعت کر لی یہ شیبان عبدالعزیز لشکری کا بیٹا تھا ابوالدلف اس کی کنیت مروان نے ان واقعات کے بعد جنگ کرنا چھوڑ دی تھی دستہ دستہ فوج یکے بعد دیگرے جنگ کی غرض سے میدان جنگ میں بھیجتا تھا ایک مدت تک یہی صورت میں لڑائی جاری رہی اکثر خوارج شیبان سے علیحدہ ہو کر اپنے اپنے شہروں میں واپس آ گئے بقیہ خوارج سلیمان بن ہشام کی ایما پر جنگ سے مجبور ہو کر موصل چلے گئے اور دجلہ کی مشرقی جانب متحارب ہو گئے۔ متعدد پل بند ہوئے مروان نے تعاقب کیا۔ نو ماہ مکمل لڑائی ہوئی رہی فریقین کی جانب سے ایک بڑی تعداد اس معرکہ میں کام آ گئی۔ سلیمان بن ہشام کا بھتیجا امیہ بن معاویہ گرفتار ہو گیا مروان کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے پہلے اس کے ہاتھ پاؤں کٹوائے اس کے بعد گردن مار دی۔

خوارج کی شکست:۔ انہی دنوں مروان نے ایک فرمان عراق روانگی کے لئے یزید بن عمر ہبیرہ کے نام فرقیہ میں بھیج دیا اور ساتھ ہی اس کے گورنری عراق کی سند بھی بھیج دی کوفہ میں اس وقت قبیلہ قریش سے ثنی بن عمران عابدی خوارج نائب تھا مقام عین التمر میں ابن ہبیرہ سے سامنا ہو گیا ثنی اور ابن ہبیرہ ایک دوسرے سے گھٹ گئے میدان ابن ہبیرہ کے ہاتھ رہا خوارج کو شکست ہوئی اس کے بعد نخلیہ میں خوارج نے مورچہ قائم کیا ابن ہبیرہ نے پھر شکست دے دی کمک کے لئے ہاتھ روانہ کیا مگر بھڑکی ابن ہبیرہ کے ہاتھ سے شکست کھا گئے عبیدہ بن سوار معرکہ جنگ میں کام آ گیا ابن ہبیرہ نے اس کے لشکر گاہ کی غنیمت کو لشکریوں کے لئے مباح کر دیا اس آخری جنگ میں خوارج کی ہمت پست ہو گئی۔

عبداللہ بن عمر کی گرفتاری:۔ منصور بن جهم خوارج کے ساتھ تھا جب پے در پے شکست ہوتی رہی تو یہ بھی شکست کھا کر بھاگ گیا ابن ہبیرہ مابین اور پورے بلد و جلیہ پر قبضہ کر کے واسطہ پہنچ گیا اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو گرفتار کر کے قید کر دیا ابن عمر کی جانب سے ابو زکاء گورنر سیمان بن حبیب تھا۔ ابن ہبیرہ نے اس کی طرف نباتہ بن حنظلہ کو اور سلیمان نے یہ خبر پا کر نباتہ کے مقابلہ پر داؤد بن حاتم کو روانہ کیا۔ (مقام مرتان) کنارہ دجلہ پر جنگ کی نوبت آئی جس میں داؤد کو شکست ہوئی اور وہ جنگ کے دوران مار ڈالا گیا۔

جون ابن کلاب کا قتل:۔ اس واقعہ کے بعد مروان کے حکم کے مطابق ابن ہبیرہ نے عامر بن ضبانہ مزنی کو آٹھ ہزار کے لشکر کے ساتھ نباتہ کی کمک پر روانہ کیا شیبان کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے اس کی روک تھام کرنے کی غرض سے جون بن کلاب خارجی کو ایک لشکر دے کر بھیجی مقام سن میں ایک دوسرے سے ٹکرائے۔ عامر شکست کھا کر سن میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا مروان خشکی کے راستے اس کی کمک پر فوجیں بھیجنے لگا اور منصور بن جهمور جبل سے سیمان کے پاس امدادی لشکر بھیج رہا تھا۔ جب عامر کے لشکر کی تعداد بڑھ گئی تو محاصرہ توڑ کر جون اور ان خوارج کی طرف نکل کھڑا ہوا جو اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے چنانچہ خوارج کو شکست ہوئی اور قتل ہو گیا۔

شیبان کی شکست و فرار۔ عامر نے خوارج کے لئے موصل کا رخ کیا شیبان یہ خبر پا کر خوارج کے ساتھ موصل سے کوچ کر گیا عامر مروان کی خدمت میں حاضر ہوا چنانچہ مروان نے اسے ایک بڑی تعداد کے ساتھ شیبان کے تعاقب پر مامور کر دیا چنانچہ عامر رفتہ رفتہ جبل پہنچا اور پھر جبل سے روانہ ہو کر بیضاء فارس کی طرف نکل گیا بیضاء فارس میں ان دنوں عبداللہ بن معاویہ بن حبیب بن جعفر تھا عبداللہ بن معاویہ نے عامر کو اپنا حریف سمجھ کر لشکر مرتب کیا اور بیضاء سفر سے کرمان آ گیا عامر نے یہ سن کر کرمان کا رخ کیا مقابلہ پر پہنچ کر مورچہ بندی کر لی۔ لڑائی ہوئی عبداللہ بن معاویہ شکست کھا کر ہرات کی طرف بھاگ گیا اور عامر اپنے لشکر کے ساتھ حیرفت میں شیبان اور خوارج کے ساتھ جا ٹھہرا، اس معرکہ میں خوارج کو شکست ہوئی اور ان کی لشکر گاہ لوٹ لی گئی۔ شیبان نے جہستان میں جا کر پناہ لی اور وہیں ۱۳۰ھ میں مر گیا۔

شیبان کا خاتمہ: بعض کا بیان ہے کہ مروان و شیبان سے موصل میں ایک ماہ تک لڑائی ہوئی تھی اس کے بعد شیبان نے شکست کھا کر فارس میں جا کر دم لیا عامر بن ضیاء اس کے تعاقب میں تھا جب شیبان کو فارس میں بھی پناہ ملتی نظر نہ آئی تھ جزیرہ ابن کادان چلا گیا اور وہیں ٹھہرا رہا جس وقت سفاح تخت خلافت پر بیٹھا تو اس نے حارثہ بن خزیمہ کو جزیرہ ابن کادان میں خوارج سے جنگ کرنے روانہ کیا چنانچہ حارثہ ایک عظیم الشان لشکر لے کر بصری پہنچا اور بصری سے کشتی پر سوار ہو کر جزیرہ ابن کادان کو روانہ ہوا اور فضالہ بن نعیم نہشلی کو پانچ سو افراد کے ساتھ شیبان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ پہلے ہی حملہ میں شیبان شکست کھا کر عمان پہنچ گیا عمان کا گورنر جلیبدی بن مسعود بن جعفر بن جلیبدی سے لڑائی ہوئی جلیبدی نے شیبان و اس کے حامیوں سمیت میدان جنگ میں مار ڈالا۔ (یہ واقعہ ۳۳ھ کا ہے)

شیبان بن ہشام کا انجام: سلیمان بن ہشام اپنے خدام اور اہل و عیال کے ساتھ شیبان کے جزیرہ کی طرف روانگی کے بعد ابن کادان کشتی پر سوار ہو کر ہند کی جانب چلا گیا یہاں تک کہ سفاح کے خلافت کی بیعت لی گئی اور سلیمان یہ خبر پا کر اس کی خدمت میں حاضر ہوا سدیف خادم سفاح نے ذیل کے دو اشعار پڑھے۔

ان بین الضلوع داء دوبا

لاتری فوق ظہرہا اموبا

لا بعزک ماتری من رجال

نصنع السیف و ارفع السوط حتی

سفاح نے یہ سنتے ہی سلیمان بن ہشام کے قتل کا حکم صادر کر دیا

مروان کی خزانہ روانگی: ... مروان، شیبان کی موصل روانگی کے بعد اپنے جائے قیام حران لوٹ آیا اور وہیں ایک مدت تک ٹھہرا رہا کچھ عرصہ بعد زاب چلا گیا اور شیبان موصل سے خراسان میں آ گیا یہ وہ وقت تھا کہ نصر بن سيار کرمانی اور حرث بن شریح میں آپس میں جھگڑا ہو رہا تھا اور ابو مسلم نے خلافت عباسیہ کی دعوت کا اعلانیہ اظہار کر دیا تھا اس کو بھی ان لوگوں کے ساتھ چند پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا جس کو ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں اس نے علی بن کرمانی سے جنگ نصر بن سيار سے ساز باز کر لی تھی۔ چنانچہ جب کرمانی نے ابو مسلم سے صلح کر لی جیسا کہ اوپر پڑھ چکے ہیں تو شیبان نے کرمانی سے بیحدگی اختیار کر لی اور یہ سمجھا کر کہ مجھے ان دونوں کے مقابلے کی طاقت نہیں ہے مرد سے چلا گیا اس کے بعد نصر بن سيار سرخس کی طرف بھاگ گیا جس سے ابو مسلم کی حکومت کو خراسان میں ایک گونہ استقلال حاصل ہو گیا اس وقت اس نے شیبان کو کہلوایا کہ تم خلیفہ سفاح کی خلافت کی بیعت کر لو یا میدان جنگ میں آ جاؤ مگر شیبان نے انکار میں جواب دیا اور کرمانی سے فوجی امداد مانگی لیکن کرمانی نے سوکھا سا جواب دے دیا شیبان مجبور ہو کر سرخس چلا گیا ایک بڑا گروہ بکر بن وائل کا اس کے پاس جمع ہو گیا ابو مسلم نے چند لوگوں کو شیبان کے پاس صلح کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ شیبان نے ان سب کو قید کر دیا۔ جس پر ابو مسلم نے جھلا کر بسام بن ابراہیم (بنو لیث کے آزاد کردہ غلام) کو شیبان سے جنگ کرنے بھیج دیا چنانچہ بسام اور شیبان کی لڑائی ہوئی میدان بسام کے ہاتھ پر رہا۔ شیبان چند لوگوں سمیت جو کہ قبیلہ بکر بن وائل کے تھے مار ڈالا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ ابو مسلم نے اپنے پاس سے ایک لشکر شیبان سے لڑنے بھیجا تھا۔ جس کے سردار خزیمہ بن حازم اور بسام بن ابراہیم تھے۔

ابو حمزہ خارجی: ابو حمزہ خارجی کا نام مختار بن عوف ازدی بصری تھا اور مذہبی طور پر اباضیہ کے عقائد کا پابند تھا۔ ہر سال موسم حج میں آتا تھا اور مروان کے خلاف لوگوں کو ابھارتا تھا۔ ۱۲۸ھ میں عبداللہ بن یحییٰ معروف بن طالب الحق حضرموت سے آیا اور ابو حمزہ کا کلام سن کر بولا ”تم میرے ساتھ چلو میں اپنی قوم کا مردار ہوں“ چنانچہ ابو حمزہ عبداللہ بن یحییٰ طالب الحق کے ساتھ حضرموت چلا گیا اور اس سے بیعت کر لی اگلے سال ۱۲۹ھ میں عبداللہ بن طالب حق نے ابو حمزہ کو بلخ میں عقبہ ازدی سمیت سات سو افراد کے ساتھ موسم حج میں مکہ کی جانب روانہ ہوا موقوف میں پہنچ کر ان لوگوں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا ان دنوں مکہ اور مدینہ کا عامل عبدالواحد سلیمان بن عبدالملک تھا اس نے ابو حمزہ سے ایام حج اور واپسی حج تک مصالحت رکھنے کی درخواست کی چنانچہ ابو حمزہ اور بلخ بن عقبہ اس بات پر راضی ہو گئے۔

۱ جن لوگوں کو تو دیکھ رہا ہے وہ تجھے نہیں جانتے بے شک بے یسویں کے درمیان پیاری ہوئی ہے لہذا تلوار رکھ کر کوڑا اٹھالے حتیٰ کہ مجھے (اس کی) کمرہ بال نظر نہ میں۔

ربیعہ بن ابی عبد الرحمن اور ابو حمزہ میں مصالحت: عبد الواحد نے مقام منی میں قیام کیا اور ابو حمزہ قرن الثعالب میں خیمہ زن ہوا عبد الواحد نے عبید اللہ بن حسن بن محمد بن عبد اللہ بن عمر بن عثمان، عبد الرحمن بن قاسم، محمد بن ابی بکرہ، عبید اللہ بن عمر بن حفص، بن عاصم بن عمر بن خطاب اور ربیعہ بن ابی عبد الرحمن کو چند ایسے ہی بزرگوں کے ساتھ ابو حمزہ کے پاس صلح کی مضبوطی کی غرض سے بھیجا ابو حمزہ کا علوی و عثمانی نسب سن کر پہرہ بڑ گیا مگر بکری (صدیقی) عمری (فاروقی) کا نام سنتے ہی ہشاس ہو کر بولا ہم نے تمہارے ہی دونوں کے باپوں کی سیرت کے پھیلانے اور انہی کے اقتداء سے بغاوت کی ہے، عبید اللہ بن حسن نے کہا ”ہم اس مقصد سے تمہارے پاس نہیں آئے کہ تمہارے آباء اجداد کی آپس میں فضیلت بیان کرو بلکہ ہم امیر کی طرف سے سفیر بن کر آئے ہیں اور ربیعہ اور ابو حمزہ میں میعاد مقررہ تک صلح قائم رکھنے کا باہم عہد و پیمان ہو گیا۔

عبد الواحد کی عہد شکنی: عبد الواحد پہلے ہی قافلہ کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ چلا گیا اور اہل مدینہ کو ابو حمزہ کے آنے سے خبردار کر کے اس کو جنگ پر ابھار دیا روزینہ میں بھی دس دس درہم کا اضافہ کر دیا۔ جس لشکر کو ابو حمزہ کی جنگ کے لئے مرتب کیا تھا اس پر عبد العزیز بن عبد اللہ بن عمر بن عثمان کو مقرر کر کے کوچ کا حکم دے دیا مقام قدیہ میں جس وقت یہ لشکر پہنچا ابو حمزہ کے سفیر امان حاصل کر کے اہل مدینہ کے لشکر میں آئے اور یہ درخواست پیش کی کہ تم ہم سے جنگ نہ کرو ہمیں اور ہمارے دشمن کو چھوڑ دو ہم اور وہ نہٹ لیں گے مگر اہل مدینہ نے اس کو منظور نہ کیا۔

مدینہ میں قتل عام: اس دوران ابو حمزہ بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ مدینہ میں پہنچ گیا یہ لوگ بظاہر آلات حرب سے آراستہ نہ تھے اور نہ ان کی شکل و صورت سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہ لوگ لڑیں گے مگر جس وقت اہل مدینہ کے انکار کا حال معلوم ہوا تو ابو حمزہ کے ساتھی جھرمٹ باندھ کر نکل پڑے اور ان کو نہایت بے رحمی سے قتل کرنا شروع کر دیا تقریباً سات سو آدمی قبیلہ قریش کے مارے گئے اس کی خبر عبد الواحد تک پہنچی تو وہ مدینہ منورہ چھوڑ کر شام چد گیا اور ابو حمزہ نصف ۱۳ھ صفر ۱۳ھ میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا لوگوں کو جمع کر کے منبر پر گیا خطبہ دیا اور علی الاطلاق اپنی دعوت کا اظہار کیا وعظ کیا اور ان لوگوں کے افعال کو رد کیا اور ان کی رائے کی بڑائی بیان کی جو ان کے عیوب بیان کرتے تھے اور ایسے حسن سلوک اور اخلاق سے پیش آیا کہ سارے اہل مدینہ نے بھیب خاطر اس کی تقریر سنی کہتا تھا ”من زنا فهو کافر ومن سرق فهو کافر“ (جس شخص نے زنا کیا وہ کافر ہے اور جس نے چوری کی وہ کافر ہے) تین ماہ تک مدینہ منورہ میں ٹھہرا رہا۔

ابو حمزہ کا قتل: اس کے بعد ان لوگوں سے رخصت ہو کر شام کی طرف روانہ ہو گیا اس کی روانگی سے پہلے مروان نے خوارج سے جنگ کرنے کے لئے عبد الملک بن محمد بن عطیہ ابن ہوزن سے مدد بھیڑ ہو گئی چنانچہ خوارج شکست کھا کر بھاگے اور ابو حمزہ مارا گیا۔ باقی سپاہیوں نے بھاگ کر مدینہ میں جان بچائی۔

طالب الحق کا قتل: ابن عطیہ بھی ان کے تعاقب میں مدینہ تک پہنچ گیا ایک ماہ قیام کر کے مدینہ منورہ میں ولید ابن عروہ (اپنے بھتیجے) کو درمکہ معظمہ میں سے اہل شام میں سے ایک شخص کو اپنا نائب بنا کر یمن کی طرف روانہ ہو گیا عبد اللہ طالب الحق کو اس کی روانگی کی خبر ملی اس وقت وہ صنعاء میں تھا تو وہ اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے جنگ کے ارادے سے نکل پڑا طالب الحق اور ابن عطیہ کی لڑائی جس میں طالب الحق مارا گیا اور ابن عطیہ نے صنعاء پہنچ کر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔

ابن عطیہ کا خاتمہ: اس واقعہ کے بعد مروان کافرمان لوگوں کے ساتھ حج کرنے کے بارے میں آیا ابن عطیہ اس حکم کے مطابق بارہ آدمیوں کے ساتھ چالیس ہزار دینار لے کر مکہ چل پڑا اور سارے لشکر کو صنعاء میں چھوڑ گیا مقام جیرفت میں پہنچا تو ابن حمایہ مرادی نے ایک گروہ کثیر کے ساتھ چھیڑ چھاڑ شروع کیا اور ابن عطیہ اور اس کے ساتھیوں سے کہا تم لوگ چور ہو ابن عطیہ نے مروان کافرمان دکھایا۔ ابن حمایہ اور اس کے ساتھیوں نے اس کو جھٹلایا لڑائی ہوئی تو ابن عطیہ مارا گیا۔

ولید بن جزمہ خارجی کا خروج: ان حوادث کے بعد خوارج کی ہوا ایسی بگڑی کہ دولت عباسیہ کے ظہور تک کسی نے سر نہ اٹھایا یہاں تک کہ سفاح کے بعد المنصورہ کی بیعت خلافت لی گئی۔

۱۳ھ کا دور آیا تو ملید میں سے ملید بن جزملہ شیبانی خارجی نے علم بغاوت بلند کیا حکام جزیرہ نے ایک ہزار سواروں کو اس کی سرکوبی پر متعین کیا۔ ملید نے پہلے ہی حملہ میں ان کو شکست دے دی تب یزید بن حاتم مہلبی اور مہلب بن صفوان (خلیفہ منصورہ کا آزاد کردہ غلام) اس کے بعد خراسان۔ سپہ سالاروں میں سے نزار پھر زیاد بن مشکان۔ کچھ عرصہ بعد صالح بن صبح کے بعد دیگرے ملید کے مقابلہ پر آئے اور ملید نے یکے بعد دیگرے سب کو شکست دی اور ان میں سے بعض کو قتل کر دیا ان لوگوں نے شکست کھانے کے بعد حمید بن قحطبہ گورنر جزیرہ میدان جنگ میں آیا مگر ملید نے اس کو بھی شکست دے دی۔ حمید نے ایک محفوظ مقام میں بھاگ کر پناہ لی اور وہیں قلعہ بند ہو گیا۔ منصورہ نے یہ خبر سن کر عبدالعزیز بن عبدالرحمن بن عبدالجبار کے بھائی کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ ملید کے مقابلہ پر روانہ کیا اس کے ساتھ زیاد بن مشکان بھی تھا ملید نے جنگ چھیڑنے سے پہلے ایک ہزار سواروں کو کمین گاہ میں بٹھایا تھا جس وقت ملید اور عبدالعزیز میں لڑائی چھڑ گئی اور ایک دوسرے پر حملے کرنے لگے ملید کے سواروں نے کمین گاہ سے نکل کر عبدالعزیز پر پیچھے سے حملہ کر دیا چنانچہ عبدالعزیز کا لشکر بے قابو ہو کر بھاگ کھڑا ہوا اور اس کے اکثر ساتھی مار ڈالے گئے۔

ملید بن جزملہ کا خاتمہ: تب منصور نے حازم بن خزیمہ کو آٹھ ہزار کے خراسانی لشکر کے ساتھ روانہ کیا حازم موصل کے قریب پہنچا تو ملید نے یہ سن کر مقابلہ کے لئے دجلہ کو عبور کر لیا پھر جنگ کی نوبت آئی حازم کا مینہ اور میسرہ شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا حازم اس کے ساتھی پیدل ہو کر تیرے برساتے ہوئے ملید کی طرف بڑھے، ملید بھی حازم کی دیکھا دیکھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ پیدل ہو گیا فریقین ایک دوسرے پر تیرہارتے ہوئے چلے آ رہے تھے اور لڑائی کا بازار گرم ہو رہا تھا ملید کے مینہ و میسرہ پر حملہ کیا حازم کے لشکریوں نے وہ تیز بازی کی کہ خوارج قریب تک نہیں آ سکے۔ چنانچہ ملید ان آٹھ سو آدمیوں سمیت جو اس کے ساتھ پیدل ہوئے تھے میدان کارزار میں کام آ گیا اور تین سو آدمی اس کی طرف پیدل ہونے سے پہلے مارے جا چکے تھے باقی جو رہے وہ بھاگ گئے، فضالہ افریمنہ نے تعاقب کیا اور ان میں سے تقریباً بیڑھ سویا اس سے کچھ زیادہ آدمیوں کو قتل کر دیا۔

حسان بن خالد کا خروج: ... پھر ۱۴ھ میں منصور کے عہد حکومت ہی میں حسان بن خالد بن مالک بن اجدع ہمدانی (مسروق کے بھائی) نے اطراف موصل میں خروج کیا موصل میں ان دنوں صفر بن نجدہ تھا حرب بن عبداللہ کے بعد اس کو لشکر موصل کی سرداری دی گئی تھی جو نبی صفر حسان کے مقابلہ پر آیا حسان نے اس کو دجلہ کی طرف پسپا کر دیا اور بازار میں آگ لگا دی، دکانداروں کو لوٹ لیا اور رقبہ سے ہوتا ہوا دریائے طرف آیا شتی پر سوار ہو کر سندھ روانہ ہو گیا چونکہ اکثر خوارج اہل عمان سے تھے وہیں ان لوگوں کا مجمع رہتا تھا اس لئے حسان نے خط و کتابت شروع کی، دوران سے ملنے کی درخواست پیش کی اہل عمان نے انکار کر دیا، چنانچہ حسان مجبور ہو کر موصل کی طرف لوٹ گیا۔ صفر حسن بن صالح بن حسان ہمدانی اور بلال قیسی ایک لشکر جرار کے ساتھ حسان سے جنگ کرنے کے لئے آئے چنانچہ لڑائی ہوئی اور بالآخر صفر بھاگ گیا حسن بن صالح اور بلال قید کر لئے گئے حسان نے جہاں کو قید کر دیا مگر حسن کو زہر دے رہے دیا کیونکہ یہ ہمدانی تھا اس پر حسان کے بعض ساتھیوں نے حسان پر جانب داری کا الزام لگا کر علیحدگی اختیار کر دی۔

المصور اور اہل موصل: حسان بنے خوارج کے عقائد اپنے ماموں حفص بن اشیم سے سیکھتے تھے حفص بن اشیم فقہائے خوارج میں سے تھے المصور کو اس کی بغاوت کی خبر پہنچی تو اس نے تعجب سے کہا ”ہمدان سے خارجی“ حاضرین نے عرض کیا ”یہ حفص بن اشیم کا بھانجا ہے“ المصور ر ہوا۔ تب ہی المصور کو تعجب اس وجہ سے ہوا تھا کہ ہمدان عام طور سے شیعان علی میں شامل تھے المصور کا اس واقعہ سے اہل موصل کی سرکوبی کے لئے یہ عظیم الشان لشکر روانہ کرنے کا پکارا ارادہ ہو گیا کیونکہ ان لوگوں نے اس سے پہلے پیشتر یہ وعدہ کر لیا تھا کہ اگر وہ لوگ کبھی بغاوت کریں خلافت عباسیہ کے خلاف بغاوت کریں تو ان کا ملک و مال و اسباب لوٹ لیا جائے اور خون مباح کر دیا جائے فتویٰ لینے کی غرض سے علمائے وقت امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام ابن ابی لیلیٰؒ اور ابن شبرمہ دربار خلافت میں بلائے اور مسئلہ پیش کیا گیا۔

امام ابوحنیفہؒ کا فتویٰ: ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ نے نرمی و ملامت اور درگزر کرنے کی رائے دی۔ مگر امام ابوحنیفہؒ نے سختی سے اختلاف کر کے کہا ”ابا حواما لا یملکون کما اباحت امر افرجا“ بغیر عقد شرعی (نکاح) شرعی کے مباح کر دے (۱) المصور نے یہ سن کر غصہ پڑا اور اہل موصل کی خونریزی سے رک گیا۔

مطلب یہ ہے کہ نبیوں نے خون مباح کرنے کا وعدہ کیا تھا وہ وعدہ ہی درست نہ تھا کیونکہ انہوں نے اپنی قوم کے خون کو مباح کیا تھا (منہج)

یوسف بن ابراہیم کی بغاوت: ۱۶۰ھ المہدی کے عہد حکومت میں یوسف بن ابراہیم المعروف بہ برم نے خراسان میں خروج کیا ایک بڑا گروہ اس کے پاس جمع ہو گیا مہدی نے یزید بن مزید شیبانی برادر زادہ معن بن زائدہ کو اس کی سرکوبی کی غرض سے روانہ کیا ایک بڑی خونریز جنگ کے بعد یزید نے یوسف کو اس کے چند ساتھیوں سمیت گرفتار کر کے پایزنجیر مہدی کی خدمت میں روانہ کر دیا نہروان پہنچے تو تذلیل کی نظر سے یوسف کو اونٹ پر دم کی جانب منہ کر کے سوار کرایا اسی صورت سے یوسف کو اس کے ساتھیوں سمیت رصافہ میں داخل کیا گیا خلیفہ مہدی کے حکم سے پہلے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اس کے بعد صلیب پر چڑھا دیا گیا بعض کہتے ہیں کہ یہ بھی حروری تھا اور اس نے یوشیج مراروز، طالقان اور جورجان پر قبضہ کر لیا تھا ان دنوں مصعب بن زریق جد طاہر بن حسین یوشیج کا امیر تھا مگر یوسف کے خوف سے یوشیج چھوڑ کر بھاگ گیا تھا یوسف کے ساتھیوں میں معاذ قاریابی بھی تھا جو اس کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا تھا

حمزہ بن مالک کا خروج: ۱۶۹ھ میں خلیفہ مہدی ہی کے دور حکومت میں حمزہ بن مالک خراسانی نے جزیرہ میں علم بغاوت بلند کیا جس کو فرو کرنے پر منصور بن زیاد کو صاحب الخراج (افسر محکمہ مال) مقرر کیا گیا۔ لیکن حمزہ پہلی ہی لڑائی میں شکست کھا کر بھاگ نکلا، اس سے حمزہ کی قوت بہت بڑھ گئی اطراف و جوانب پر ہاتھ مارنے کا ارادہ کیا مگر ابھی تک اس کی نوبت نہ آنے پائی تھی کہ حمزہ کے بعض ساتھیوں نے ساز باز کر کے اس کی حوصلہ زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

یسین خارجی کی بغاوت: اس کے بعد زمانہ مہدی کے آخر میں بنو تميم کے ایک خارجی یسین نے سرزمین موصل میں بغاوت کی جس کے خیالات صالح بن مسرح سے بہت زیادہ ملتے جلتے تھے لشکر موصل اس کے مقابلہ پر گیا لیکن شکست اٹھا کر بھاگ گیا۔ یسین اکثر دیار ربیعہ اور جزیرہ پر قابض ہو گیا تب خلیفہ مہدی نے اپنے سپہ سالار ابو ہریرہ ہرثمہ بن اعین (بنو ضبہ کے آزاد کردہ غلام) کو یسین کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا یہاں تک کہ یسین اپنے چند ساتھیوں سمیت قتل ہو گیا اور باقی بھاگ گئے۔

ولید بن ظریف کا خروج: ۱۷۸ھ میں بنو تغلب سے ولید بن ظریف خارجی نے جزیرہ میں سر اٹھایا نصیبین میں ابراہیم بن حازم حمزیمہ سے لڑائی ہوئی جس میں ابراہیم مارا گیا اس سے ولید کے حوصلے بڑھ گئے، جوش مردانگی میں آرمینہ کی طرف بڑھا اور بیس دن تک خلاط پر محاصرہ کئے رہا اہل خلاط نے بیس ہزار درہم زعفران دے کر اپنی جان بچائی ولید نے خلاط سے محاصرہ اٹھا کر آذربائیجان کا رخ کیا، پھر آذربائیجان سے روانہ ہو کر خلوان و سرزمین سودا ہوتا ہوا دجلہ کو مغرب کی جانب سے عبور کیا اور سرزمین جزیرہ میں پہنچ کر قیام کیا۔ خلیفہ الرشید نے یزید بن مزید بن زائدہ شیبانی مصعب بن زائدہ کے بھتیجے کو ایک عظیم الشان لشکر دے کر مقابلہ پر روانہ کیا یزید بن مزید نے موقعہ جنگ پر پہنچ کر مصلحتاً لڑائی نہ چھیڑی۔ چونکہ یزید سے برا مکہ کو رقابت کا خیال تھا خلیفہ الرشید سے جڑ دیا کہ یزید بن مزید ولید سے شفقت و رحم کی وجہ سے جنگ نہیں کر رہا کیونکہ دونوں وائل کے شاخ و پیوند ہیں۔

ولید بن ظریف کا قتل: خلیفہ الرشید نے ایک عتاب آموز فرمان یزید کے پاس بھیج دیا چنانچہ یزید نے رمضان ۱۷۹ھ میں جنگ شروع کر دی، خواجه نے نہایت مردانگی سے مقابلہ کیا بالآخر ولید مارا گیا سر اتار کر الرشید کے پاس بھیج دیا گیا یہ واقعہ شام کا ہے صبح ہوئی تو یزید کی بہن لیلیٰ بنت ظریف مسلح ہو کر میدان جنگ میں آئی لوگوں پر حملے کرنے لگی یزید لوگوں کو روک کر آگے بڑھا اور اس کے سر پر ایک نیزہ مار کر کہا کیوں مردار! تجھے شرم نہیں آتی کہ تو نے خاندان کو رسوا کیا۔ لیلیٰ یہ سن کر شرما گئی اپنے مقتول بھائی کا مرثیہ کہتے ہوئے واپس چلی گئی جس کے یہ دو اشعار ہیں۔

ایسا شجر الخاہر مالک مورقا ☆ اے درخت خاہور ۱ تجھے کیا ہو گیا ہے تو سر سبز ہو رہا ہے

کائنک لم تجزع علی ابن ظریف ☆ شاید ابن ظریف پر جزع و فزع نہیں کیا

۱۔ خاہور ایک درخت کا نام ہے جس کے پھول و کلیاں نہایت خوش رنگ ہوتے ہیں باغوں میں زینت و خوبصورتی کی غرض سے لگانا چاہیے۔

فنی لا یحب الزاد الا من التقى ☆ وہ ایسا مرد تھا کہ جو تقویٰ کے سوا کسی زاد کو پسند نہ کرتا تھا

ولا المال الا من قنا وسیوف ☆ اور نہ کسی مال کی سوائے نیزہ و تلوار کے خواہش رکھتا تھا۔

ان واقعات کے بعد خوارج کا دور دورہ عراق و شام سے ختم ہو گیا اور اگر کسی نے کہیں پر متفرق طور سے شاذ و نادر سر اٹھایا تو مقامی حکام نے فوراً سر کچل دیا سوائے خوارج بربر کے جو افریقہ میں تھے کیونکہ دعوت خارجیہ ان میں اس زمانہ سے پھیلی تھی جب سے ظفری ۱۲۳ھ میں افریقہ گیا تھا اس کے بعد باضیہ اور صفریہ کی دعوت بربر میں سے ہوا، لہذا یہ، نفزہ، اوع مغلیہ میں اور زناتہ میں بنو معراوہ بنو یفرن میں پھیل گئی چنانچہ بربر کے واقعات میں بیان کیا جائے گا کہ خوارج سے بنو ستم کی ایک حکومت عبیدین میں خلفاء قیرون ابو یزید بن خلفہ مغربی افریقہ چلا گیا اس کی خلفاء عبیدین سے اکثر لڑائیاں ہوئیں جن کو ہم ان کے مواقع پر بیان کریں گے پھر اس کے بعد روز بروز خوارج گرتے ہی گئے یہاں تک کہ ان کے قوائے حکومت منحل ہو گئے ان کی جمعیت منتشر و متفرق ہو گئی اب ان کے آثار ان کے بربر کی نسلوں میں باقی ہیں جن کا زمانہ دور اول سے گزرا ہے۔ اس ۱ سے صحرا بلاد زناتہ میں ان کے اثر تصور بلع دواہ اور زناتہ کی شاخوں میں مغراوہ میں جاتی ہیں۔ جو ربیہ کے نام سے موسوم اور عبداللہ بن وہب راہبی کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں یہ پہلا شخص ہے جس کی عہد خلافت علی ابن ابی طالب میں بیعت کی گئی تھی اور اہل سنت و جماعت کے برخلاف وہ لوگ اپنے انہیں خیالات بدعی فاسد میں گرفتار ہیں

اسی طرح جہاں طرابلس و زناتہ میں اس مذہب کا بربروں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے اثر باقی ہے اور لوگ اس مذہب کے پابند ہیں ان علاقوں سے اس وقت ہمارے پاس رسائل اور بڑی بڑی کتابیں ان کی فقہ، عقائد و فروع کی آئی ہیں جن کا منشأ سنت و طریق سنت کو منانے کا ہے مگر باوجود اصول فاسد ہونے کے ان کا تالیف و تربیت نہایت نفیس ہوتا ہے۔

بحرین و عمان کے اطراف میں حضرموت اور شرقی یمن اور اطراف موصل کے علاقوں میں بھی ان کی ہر حکومت کے آثار پائے جاتے ہیں یہاں تک کہ علی بن مہدی نے خولان سے یمن میں بغاوت کی اور اس مذہب کی اعلانیہ دعوت دی اتفاق سے اس وقت جو لوگ یمن کے حکمران تھے وہ ان پر غالب آ گئے اور بنو حنظلہ نے ان کو پامال کر دیا جو دعوت عبیدین شیعہ کا بانی تھا اور یمن کے ان ممالک کو جو ان کے قبضے میں تھے چھین لئے زبید اور اطراف زبید پر بھی بنو نجاح و ابن زیاد کے موالی (آزاد کردہ غلاموں) سے قبضہ لے لیا جیسا کہ ہم ان سب کو اخبار میں بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ سبحانہ و تعالیٰ۔ مناسب ہے کہ ناظرین ان جگہوں پر ان حالات کو ملاحظہ فرمائیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت تک حضرموت کے علاقوں (ملک یمن) میں اس گروہ کے کچھ لوگ باقی ہیں۔

واللہ یصل من یشاء ویبہدی من یشاء

عرب کی عصبيت جمع ہو جانے کی وجہ سے زمانہ خلفاء اربعہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور ان کے بعد عہد حکومت بنو امیہ میں بھی اسلامی حکومت کی باگ ڈور ایک ہی دولت اور ایک ہی شخص کے قبضہ میں رہی اس کے بعد شیعہ کی حکومت کا ظہور ہوا یہ لوگ اہل بیت کے مبلغ تھے مگر اتفاق ایسا پیش آیا کہ بنو عباس کے مبلغ ان پر غالب آ گئے اور یہ ہی حکومت و خلافت کی کرسی پر مستقل طور پر بیٹھ گئے بنو امیہ کے باقی ماندہ ارقاب بھاگ کر اندلس پہنچ گئے اندلس میں دوبارہ ان کی حکومت کو ان کے موالی (آزاد کردہ غلاموں) نے جو وہاں پر تھے اور ان لوگوں نے جو بھاگ گئے تھے قائم کیا اس لئے یہ لوگ دعوت بنو عباس میں شریک نہ ہوئے اور اس وجہ سے اسلامی حکومت عرب کی عصبيت کی علیحدگی کی وجہ سے دو حکومتوں پر منقسم ہو گئی اس کے بعد مبلغین اہل بیت علویہ مغرب اور عراق میں ظاہر ہوئے اور خلفائے بنو عباس سے لڑائیاں کیں اور ممالک بعیدہ پر مثلاً مغرب اقصیٰ میں اور اس پر عبید بن قیروان و مصر پر قرامطہ بحرین پر اور دواغی طبرستان و یلم اور اطروس پر قابض ہو گئے مذکورہ وجوہات کے باعث اسلامی حکومت کئی متفرق حکومتوں پر منقسم ہو گئی جن کو ہم یکے بعد دیگرے بیان کریں گے۔

۔ ابتداً ہم شیعوں کے حالات معرض تحریر میں لائیں گے کہ ان کی حکومت کی بنا کس طرح پڑی اور پھر کس طرح عباسیہ کے قبضے میں یہ حکومت چلی گئی۔ ان کے انقضاء حکومت کے حالات بیان کر کے اندلس کے دولت بنو امیہ کا تذکرہ ہدیہ ناظرین کریں گے اس کے بعد دولت عباسیہ کے مبلغین حکومت کی طرف رجوع کریں گے جو اطراف عرب و عجم میں قائم ہوئی۔



ختم شد جلد سوم

اسلامی تاریخ پر چند جدید کتب

طبقا بن سعد

اسلامی تاریخ کا مستند اور بنیادی ماخذ

تیاخ ابن خلدون

مع مقدمه علامہ عبد الرحمن بن عبد الوہاب

تاریخ این کشور

اردو ترجمہ النہایۃ البدایۃ
حافظ عماد الدین ابوالفتح اسماعیل ابن کثیر

تاریخ اسلام

مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی

تایخِ ملت

تالیخ قبل از اسلام سے لے کر مغلیہ سلطنت تک آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر تک ملت اسلامیہ کی تیرہ ہوسا مکمل تاریخ

سایح طبری

اردو ترجمہ تاریخ الامم والملوک علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبری

سید العجائب

انبیاء کرام کے بعد دنیا کے مقدس ترین انسانوں کی سرگزشت حیات
الحاج مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی مرحوم

دارالاشاعت • اردو بازار، ایم ایے جناح روڈ
کراچی۔ پاکستان ۷۵۱۰۶-۷۵۱۰۸

مستند اسلامی و علمی کتب کا مرکز